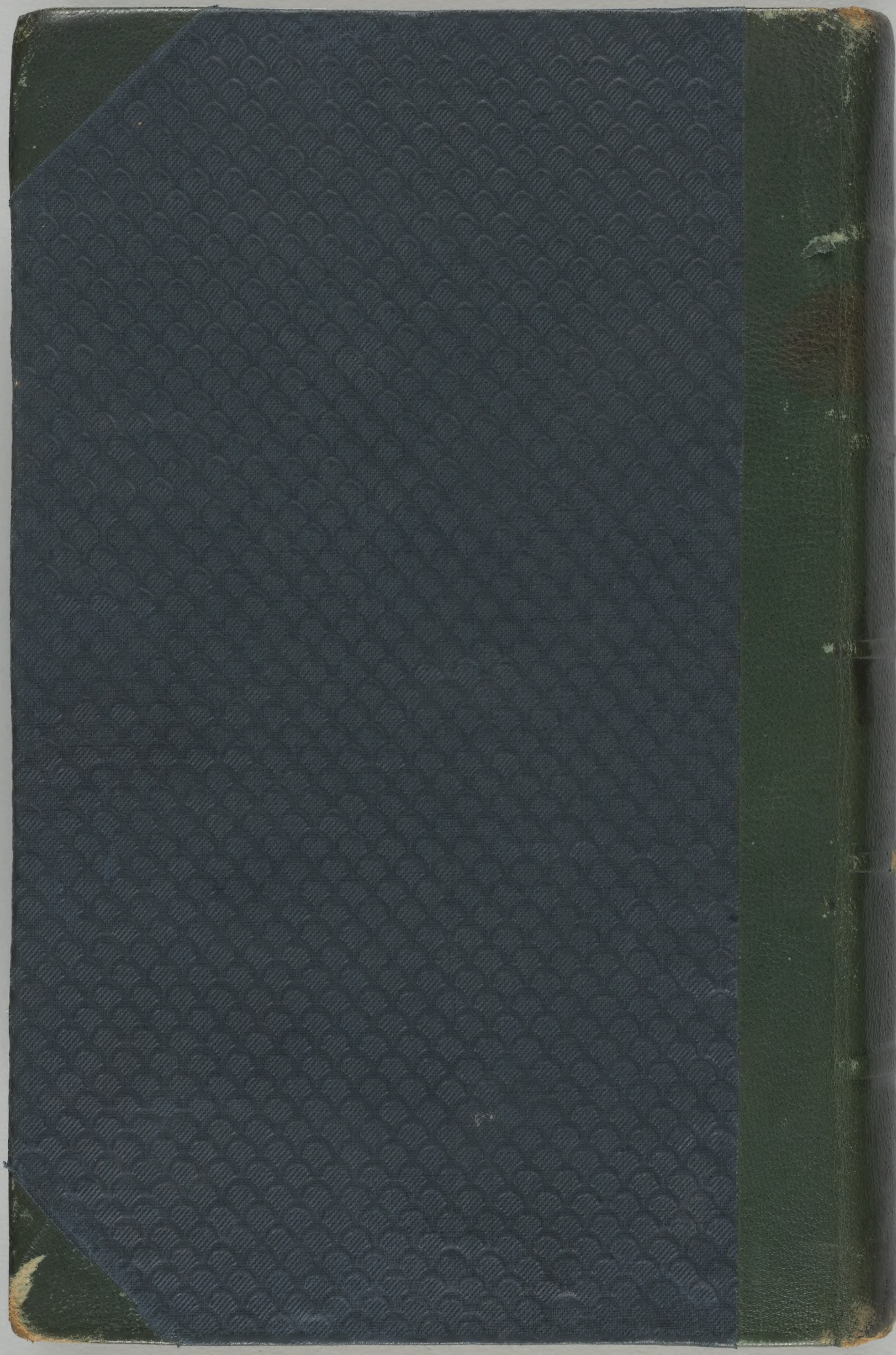




بقیہ طلسم ہوش ربا

جلد دوم

۱۸

18

REMAINDER
OF
TILISM
HOSH
RUBA
Vol.
II

بہ عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نمونۂ سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اُجالا راتون کی نیند کھونیوالا دفتر بےمثل و یکتائی







مصنفہ شاعر ہمہ دان نثار سحر بیان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر دام ظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے ملاحظہ و معاینہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہی اُسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت مین ہین جلد اول - از حضرت نسیم دہلوی

الیضاً - جلد دوم از منشی طوطارام شایان -

الیضاً - جلد سوم مترجمہ منشی طوطارام شایان -

الیضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال -

مجموعۂ قصص باتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصہ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصہ شاہ روم -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویان کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی اور اسکے نامون کی تصریح حسب ذیل ہی

۱- نوشیروان نامہ جلد اول

۲- " جلد دوم

۳- کوچک باختر

۴- بالا باختر

۵ ایرج نامہ جلد اول -

۶- " جلد دوم

۷- طلسم ہوش ربا جلد اول

۸- " جلد دوم -

۹- " جلد سوم

۱۰- " جلد چہارم

۱۱ " جلد پنجم کا حصۂ اول

۱۲ " " حصۂ دوم

۱۳ " جلد ششم

۱۴ " جلد ہفتم

۱۵- صندلی نامہ دفتر ششم

۱۶- تورج نامہ دفتر ہفتم

۱۷- طلسم نور افشان جلد اول و دوم و سوم

۱۸- لال نامہ جلد اول طبع ہو گیا جلد دوم زیر طبع ہی -

فہرست کتاب لاجواب بے مثل و یکتا بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد دوم

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نمونۂ سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اُجالا راتوں کی نیند کھونیوالا دفتر بیمثل و یکتا افسانہ



مصنفہ شاعر ہمہ دان نثار سحر بیان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر دام ظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن و خوبی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و تعریف لاتعد اُس پروردگار کو زیبندہ اور سزاوار ہی کہ جسکا لقب پاک ستار و مختار و غفار ہی بانی
بناے دو جہان چارہ ساز رب بے نیاز جسنے ایک کلمۂ کُن کے کہنے مین زمین و زمان ثوابت و سیارگان
خلق فرمائے زبان انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہی کہ صفت ایسے رحیم و کریم کی زبان پر
لائے زہے جلالت کبریائے عز و شان اوصاف خدا دل لطف اُٹھاتا ہی لکھنے والے کا قلب فرمایا تا
ہی کیا کیا عنایت فرمائی معرفت پیغمبران سلف راہ نیک بتائی تا بندگان بے نیاز راہ راست سے
برگشتہ نہون ہدایت پائین جفاے عدم نہ اُٹھائین انس و جن و دیو و پری مور و مار کا رزاق مطلق و
وقت سختی مین چارہ ساز برحق ہی ادنیٰ عنایت یہہ ہی کہ ہمکو امت مین اُس اپنے حبیب کی پیدا کیا
کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی روز حشر عجب دن ہوگا حضرت یعقوب فراق یوسف مین اسقدر روئے
کہ نابینا ہو گئے مگر اُسدن قہر و جلال پروردگار دیکھکر عرض کرینگے اے رب اکبر و اے بانی بناے شمس و قمر
مجھکو بخشش دے مقدمۂ یوسف مین تجھکو اختیار ہی کل پیغمبر یہی عرض کرینگے کاش امت مین حبیب خدا
کی ہوتے آج قہر و غضب پروردگار سے بچتے مگر ہمارے حضرت اُسوقت بھی اُمتی اُمتی فرمائینگے

نعت سرور کائنات باعث بناے موجودات اشرف انبیا حبیب خدا

پروردگار نے اپنے حبیب مطلق کو اپنی خدائی کا اختیار دیا بوقت مرض الموت جبرئیل امین بحکم رب العالمین
حاضر خدمت ہوئے عرض کی ارشاد رب اکبر ہی کہ اے حبیب میرے فردوس اعلیٰ مین حوران جنان کو

تمھارا اشتیاق ہو رہا ہے جنان کھلے ہین حوض تسنیم و کوثر کو تمھاری محبت کا جوش ہی بہشت عنبر سرشت نہایت آراستہ و پیراستہ ہی اگر تمھاری خواہش ہو تو صندوق بہشت مین تمکو بلائین حضرت نے عرض کی ای جبرئیل رب اکبر سے عرض کرو کہ مین اپنی امت سے جدا ہونا نہین چاہتا میری قبر کی زیارت سے مشرف ہون شرف کونین حاصل کرین کیون ای جبرئیل بمقدمۂ گنہگاران امت کیا ارشاد ہوا جبرئیل نے سر جھکا لیا عرض کی کہ کیا گذارش کرون آٹھوان طبقہ جہنم کا خاص آپ کے گنہگاران امت کے واسطے قرار پایا ہی حضرت اسقدر روئے کہ ریش اطہر تر ہو گئی حکم رب اکبر ہوا ای حبیب میرے کیون اسقدر ملول ہوا ایسی عنایت ہوگی کہ راضی ہو گے لفظ فترضیٰ رب اکبر نے ارشاد فرمایا عجب کلمۂ جامع ہی مراد رب اکبر یہ تھی کہ تمھارے دشمن اور تمھاری آل کے دشمن جہنم مین جائین دوست نعمات بہشت عنبر سرشت کھائین اُسوقت سر جناب حبیب خدا آغوش مین جناب سیدہ کی تھا باپ کا حال زار دیکھکر بیقرار ہو کر روتی تھین کہ دیکھیے والد نامدار کو کیونکر صحت حاصل ہو کہ ایک عرب نے دروازے پر سے آواز دی کہ مین مسافر غریب راہ دور و دراز طی کر کے آیا ہون چاہتا ہون کہ زیارت رسول مختار سے مشرف ہون جناب سیدہ روتی ہوئی دروازے پر گئین کہا ای بھائی رسول مختار شدت بخار سے بیہوش ہین یہ وقت ملاقات نہین ہی یہ فرما کر جناب سیدہ واپس آئین کہ پھر اُس عرب نے آواز دی جناب سیدہ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ اسطرح کی آواز ہیبتناک دی کہ رنگ روے جناب سیدہ متغیر ہو گیا جناب رسول خدا نے گھبرا کر آنکھ کھولی پوچھا ای نور نظر کیون اسقدر بیقرار ہو جناب سیدہ نے کل کیفیت بیان کی جناب رسول خدا نے فرمایا ای سیدہ دوسرا وای کنیز خاص کبریا یہ مرتبہ پروردگار نے تیرے ہی گھر کو دیا ہی کہ ملک الموت بدون حکم کے گھر مین نہین آسکتا کسی نبی و ولی سے یہ نہین ڈرتا حکم خالق زمین و زمان لیکر آتا ہی یہ مرتبہ تجھکو حاصل ہی کہ بغیر تیرے حکم کے اندر نہین آتا کیا مرتبے پروردگار نے رسول مختار کو دیے کیا راقم عرض کرے جسطرح حمد الٰہی ناممکن ہی اسیطرح بیان اوصاف رسول مختار بھی غیر ممکن ہی بس یہی لفظ کافی ہی کہ حبیب خدا مالک دوسرا اشرف انبیا ہین

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار کرار غیر فرار

آپنے کبھی کسی جنگ مین پشت نہین دکھائی ہر مقام پر حضرت کی مدد کی جنگ خیبر مین کئی صاحب علم لیکر گئے بے نیل مرام پلٹ آئے تیسرے دن علم لشکر ظفر اثر جناب حبیب خدانے جناب علی مرتضی کو دیا اول جا کے حارث کو واصل جہنم کیا مرحب کو دوٹک کر مارا وہ شمشیر زنی کی کہ فوج شقاوت موج نے فرار پر قرار کیا جب اہل قلعہ نے امان مانگی تب آپ نے تلوار نیام انتقام مین کی جناب اشرف انبیا کے پاس جبرئیل امین حاضر ہوے عرض کی پروردگار فرماتا ہی کہ اپنے وصی مطلق جانشین برحق کا استقبال کرو آج علی نے وہ جہاد کیا کہ فرشتے فخر کرتے ہین علی کو آج بڑا غصہ تھا کس شجاعت سے جنگ کو فتح کیا اپنے وصی کی خاطر کرو گلے لگاؤ جناب اشرف انبیا نہایت خوش ہوے اس قصیدے پر منقبت حیدر کرار کا خاتمہ ہی

قصیدہ در مدح حیدر کرار تصنیف مصنف

نہال ہون جو ہے حبِ بوتراب سے　　علی کی مہر سے ذرے کو آفتاب ملے

نجف مین ساغرِ حُبِ ابوتراب ملے　　جو میکدہ ہو تو کیفیت شراب ملے

یم سخاے علی ہو جو قطرہ زن سوے بحر　　ہر ایک قطرے کو گوہر کی آب و تاب ملے

نجف کی دید بحرمت نصیب ہو یارب　　طواف کعبۂ کوے ابوتراب ملے

وصی ختم رسُل دست حق علی ولی　　مرے امام کو بمثل سب خطاب ملے

قطعه

گئے جو عرش پہ معراج کو رسول کریم　　عجائب آپ کو ہر چند بحساب ملے

وہے بہشت مین عرش علا پہ سدرہ پر　　ہر اک مقام پہ حضرت کو بوتراب ملے

نثار ساقی کوثر کی بزم دلکش کے　　سرور ہو جو اُسی دور مین شراب ملے

سحاب جودِ علیؑ ولی کے فیض کو دیکھ　　چمن کو پھول ملے بحر کو حباب ملے

محیط دہر مین نشو و نما کی کیا امید　　ہوا سے دید مین دم توڑتے حباب ملے

فنا لگی ہی پئے سرکشان تردامن　　اُبھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے

نصیب جاگ اُٹھے آ گئے لحد مین علی　　بوقت خواب شرف ہمکو انتخاب ملے

نجف کے شوق مین ہی سر پریشانی　　بناؤن سر کو قدم گر رہ ثواب سے ملے

لکھون جو مدح علی عمر صرف ہو اپنی　　ضعیف ہوئین تو کیفیت شباب ملے

قمر ستارۂ بخت رسا چمک جائے　　زمین کرب و بلا گر براے خواب ملے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران زمان سقلان کوہی برادر زادۂ سلیمان عنبرین موے کوہی کا براے مدد لقا آنا و مقابلۂ صاحبقران و آمد غنچۂ آتشبار جادو بروقت جنگ و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقینامۂ مصنف

کہ بھر ہی تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہ ہی التجا تجھسے ای سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشا دکھا
کہ کس رنگ مین جنگ تحریر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہو
مرا بلبل کلک ہی نغمہ زن
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین لگے دینے خوش ہوکے مور
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
کہ مر عیش و عشرت کے سامان ہین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان
لکھون داستان جلالت نشان

کہ در پیش ہی رند مشرب سے جنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
نہ الجھا ہوا طرز تقریر ہو
امیر جہانگیر والا حشم
دکھاتا ہی ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی کلک ہی حال مین
ترانے کا مضمون سنانے لگین
نہالان گلزار ہین وجد مین
اڑاتے ہین گل عندلیبون کے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت کے احسان ہین
چل ای توسن کلک جادو طراز
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان

تجھے اپنے جور و جفا کی قسم
لڑائی کی دل مین بھری ہی امنگ
قلم سے دم نظم ہی التجا
ہین مستفسر ناظم باکمال
مے و جام و ساقی کا بھی ذکر ہو
رہین جنگ مین آج ثابت قدم
اگر بلبل و گل کا ذکر آ گیا
کہ ہر حال کا لطف اس قالین
ہوا بزم گلشن مین ہو حق کا شور
خبر ملگئی قیس کو نجد مین
اگر غنچۂ گل ہنسا جوش مین
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کرون داستان شگفتہ بیان
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اس داستان خجستہ اطوار کو یون تحریر فرماتے ہین شعر تصنیف مصنف دبیر ہنرمند و شیرین مقال ✦ چنین می نگارد ز کلک خیال ✦ لشکر صاحبقران زمان مقابلہ زمرد شاہ باختری مین بر سر کوہ عقیق نگار سلیمانی فروکش ہر صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما

ہین سرداران نامی رہیوا! ان گرسی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ دربار
جلالت شعار مین موجود ہین کہ لشکر لقا سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے جواہر بن عمرو
سے فرمایا جاکر لشکر لقا مین دریافت تو کرو یہ کیسا نوبت نقارہ بج رہا ہی جواہر چلا چند پیک بچے بھی
صورتین تبدیل کر کے چلے کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھا بختیارک و یاقوت شاہ طرف صحرا کے
جاتے ہین جواہر نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا اسقلان کوہی بھتیجا سلیمان کا برائے مدد لقا
آتا ہی جواہر بھی بہ تبدیل صورت بختیارک کے ساتھ ہولیا اور پیک بچے بھی بصورت مبدل الشکل
بسا دل چلے جاتے ہین صحرا مین ایک مقام پر جاکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی چند شتر سوار سامنے
سے نکل گئے اُنکے بعد ساٹھ علم ساٹھ ہزار سوار کے نشان نمایان ہوے علمہاے زنگاری پر تعریف
لقا مرقوم آمد کو ہیون کی دھوم ان سب کے گذر جانے کے بعد دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پہ سوار مست مے نخوت ابروے خمدار خنجر ظلم و بدعت چوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا ناچھون سے
خون ٹپکتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار جوان غرق دریاے آہن اس شد و مد سے اسقلان کوہی
آیا کہ جواہر کانپ گیا جاہ و جلال اس بیحیا کا دیکھکر حیران تھا کہ ای پروردگار خیر کرنا اس دیو سے
کون مقابلہ کریگا بختیارک نے بڑھکر سلام کیا اس مغرور نے مکھی اُڑادی بختیارک حیران
نہ یہ تو بڑا مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی لیکن بختیارک ساتھ ہوگیا بڑھکر اس سے عرض کی آپکا
خداوند نے مزاج پوچھا ہی اسپر بھی اسقلان نے کچھ جواب نہ دیا یاقوت شاہ کو سلام بھی نہ کیا
بختیارک نے بڑھکر کہا بھی کہ ای پہلوان دوران جبرئیل قدرت آپ کے استقبال کو آئے
ہین دس مغرور نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بختیارک حیران ہی کہ اس بیحیا سے کیونکر بات کرون
یہی سوچتا ہوا داخل لشکر ہوا ایک مقام پر سلطان نے بہت معقول بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی
اسکا اُسی مقام پر اُترا پھر بارگاہ لقا مین آیا لقا کو تخت یاقوت نگار پر پایا دیکھا ہر موے ریش مین
مروارید بے بہا آویزان ہین اسقلان دیکھکر حیران ہوگیا کہ یہ کیسے خداوند ہین دل مین یہ کہکر
لقا کی طرف دیکھا لقا نے کہا اہر بندہ قدرت آؤ یہ بیحیا دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہی جب دو چار
جام شراب کے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ بے شرم ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی
یا خداوند بندے آپ کے کون ہین جو آپ سے لڑتے ہین آپ جسوقت چاہین غارت کردین

لقا نے کہا میر اسپہ سالار قدرت ہی مین نے اُسکو بیشبہ جلالت ذہن پر ورش کیا دیوان قاف کو اسکے
ہاتھ سے قتل کرایا خود قدرت اُسکے سامنے سے بھاگے کہ جاہ وجلال اُسکا بڑھے بختیارک کیطرف
دیکھکر اشارہ کیا کہ ای شیطان درگاہ حال مسلمانون کا سامنے پہلوان قدرت کے بیان کر بختیارک
تو خواہان تھا کہ ذرا مجھسے بات کرے تو اسکو مکر وحیلہ تعلیم کرون حقیقت مین ایسا زبردست کوئی کوہی
نہین آیا یہ ضرور حمزہ کو قتل کریگا یہ سوچکر سامنے کرسی بڑھا کی اول یہی بیان کیا کہ امیر حمزہ دختر
قدرت کو نکال کر لیگیا مگر قدرت نے دم نہ مارا اب تک جاہ وجلال بڑھاتے ہین اسقلان نے کہا
اگر حکم ہو تو بارگاہ مین گھسکر سر کاٹ لاؤن جب میرے پاس نامہ چھپا جالن کا پہونچا مین شکارگاہ مین
شکار کھیل رہا تھا پھر قلعے مین اپنے نہ گیا اسی طرف حاضر ہوا غلام کو جلدی ہی قلعے مین میری طرف سے
میزبان کوہی حکومت کر رہا ہی ایسا نہو کوئی خرابی پڑے فقط مین نے اتنا لکھ بھیجا تھا کہ برائے
مدد خداوند جاؤنگا سلطنت سے ہوشیار رہنا اب آپ طبل جنگی بجوائیے اُسی وقت بختیارک
نے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران
کے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی اسقلان کوہی ساٹھ ہزار فوج سے برائے مدد لقا آیا ہی
اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل بندگان عالی سے مقابلہ کریگا چند کوہی جو یہان موجود ہین اُنھون
نے اُٹھکر عرض کی حضور یہ بڑا زبردست ہی اسکے شر سے خدا مسلمانون کو بچائے یہان بھی طبل جنگی
بجا تیاریان ہونے لگین مگر ہر سردار ہر عیار تعریفین اسکی کر رہے ہین سب کو اشتیاق ہی کہ صبح کو
اسقلان کوہی سے مقابلہ کرین جبکہ رستم میدان چرخ چہارم میدان سپہر پر صبح مین آکر جلوہ فرما
ہوا دونون لشکر بہ قاعدہ قدیم میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے اسقلان کوہی نے گینڈا بڑھایا لقا سے اجازت لی طرف میدان کارزار
کے چلا اتنا بڑا پہلوان ہی کہ جب گینڈا بڑھاتا ہی زمین تھراتی ہی چند جستون مین گینڈا اسکا میدان
کارزار مین پہونچا سمند کوہی عیار اسکا ساتھ ہی اسقلان کوہی نے سرا میدان کا دکھایا
پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی ایسا ہو
کہ مجھکو مزا سپاہگری کا ملے سات ہی ملک کوہستان کے میرے نام سے تھراتے ہین اسطرح
کے کلمات لاف وگزاف اسنے کہے باہین پر سے لشکر اسلام کے طنبور نگڑ گرائے پلٹنین گورونکی جین

دیکھا سب نے کہ رستم پیلتن علمشاہ تیغزن فرزند دلبند حمزۂ صف شکن اپنی صف سے نکلے
سامنے سعد بن قباد کے آئے دست بستہ عرض کی اجازت میدان بادشاہ نے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا ای عم نامدار آپ تکلیف نہ فرمایئے عرض کی آپ نے اسکالاف وگزاف بھی سُنا
اپنے تن وتوش پر اسکو بڑا غرور ہے آج ضرور اجازت ملے بادشاہ نے بمجبوری حکم دیا رستم بھسر
گھوڑے پر سوار ہوے استر مال اکبہ د فرنگی کو اُڑا کے چلے اسقلان کی جولانگاہ پڑی ایک
جوان حسین وجمیل تیغہ کپتان فرنگی پہلو مین سپر فولادی پشت پر گھوڑا طرارے بھرتا ہوا
آتا ہی اسقلان حیران جمال محو دیدار ہوا علمشاہ آگے لگا وزن ہوے تین قدم گھوڑا علمشا
کا پانچ قدم گینڈا اسقلان کا ہٹا گویا پہاڑ نے اپنے مقام سے جنبش کی اسقلان نے
کہا ای جوان تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہی علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن علمشاہ نوجوان
فرزند حمزۂ صاحبقران اسقلان نے کہا آپ لوگون نے اپنے گھر مین رستم نام رکھلیے میرے سامنے
کسی کی رستمی نہین چلتی منم رستم کوہستان علمشاہ نے کہا او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی زبان تیغ سے بات
کرنا چاہیے اسقلان نے کہا اپنا حربہ تو کر لیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے علمشاہ نے کہا ہمارا
دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اسقلان نے نیزہ مارا
نیزہ آپسمین چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دونون جوان لڑرہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا
علمشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اسقلان کا نکال دیا اسقلان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
غصے مین آواز دی او جوان غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین اور تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغ
بیدریغ اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکر اُس دیو خصال نے تیغہ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تیغہ قریب سر کے پہونچا سپر کو گردش دی دستانہ مارا کہ تیغہ اسکا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا چاہا ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون جوان گھوڑے و
گینڈے سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر جمے ہوے کھڑے ہین تماشاے جنگ دیکھ رہے
ہین کہ رستم اس دیو پیکر سے لڑرہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے اگر اسقلان چار قدم ریل کر
لیگیا تو علمشاہ دس قدم لیجاتے ہین بڑے زور وشور سے کشتی ہورہی ہی تین پہر تک ایک طور پر کشتی
ہوئی اسقلان کے ہوش اُڑے ہوے ہین کہ مجھ ایسے دیو سے یہ برابر لڑرہا ہی حقیقت مین نہایت

صاحب شوکت وجرأت ہی پہر دن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر اسقلان ریل کر پیچلا
علمشاہ چند قدم ہٹکر پلٹے قدم جو بڑھاکر رکھا وہان پرموش خانہ تھا علمشاہ دہاتو اُتر گیا اسقلان نے
خیال بھی نہ کیا اُسی حال مین علمشاہ کی مشکین باندھلین صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا جواہر بن
عمرو کو واسطے خبر کے بھیجا یہ جو علمشاہ کو لیکر آیا کہا اس جوان کا کولہ تھا او بہ آرام خیمے مین لیجاؤ جب یہ
جوان صحت پائیگا مین اسکولات پرست کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ خبر جواہر بن عمرو نے
صاحبقران کو پہونچائی امیر کو اطمینان ہوا کہ جب دربار جمیگا ہمکو خبر ہوگی تسلکشی کرکے علمشاہ
کو چھڑالائینگے یہان اسقلان دربار مین خوش بیٹھا ہی کہ مین نے فرزند حمزہ کو زیر کیا نہایت خوش ہی پہر
رات آچکی کہ عیار نے اسکے کچھ کان مین کہا سمند کوہی اُسکا نام ہی سنتے ہی اسقلان ہنسا کہا تو نے
خوب یاد دلایا اُسی وقت حکم دیا کاؤس کوہی کو بلاؤ کاؤس کوہی دس ہزار سوارون کا افسر ہی
اُس سے کہا راتہی راتا فرزند حمزہ کو طرف قلعۂ اسقلانیہ کے لیجا کاؤس نے اُسی وقت علمشاہ کو
ارابے پر ڈال لیا دس ہزار سواروں کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ اسقلانیہ کے روانہ ہوگیا رات ہی راتا
نکلگیا صاحبقران کو اس بات کی خبر نہوئی جب کاؤس کوہی قریب قلعۂ اسقلانیہ پہونچا ایک نامہ
میزبان کوہی کو لکھا کہ مین قید پسر حمزہ لیکر آتا ہون شہر کو آراستہ و پیراستہ کرو تمام شہر مین ڈھنڈھورا
پٹے کہ اسقلان کوہی نے پسر حمزہ کو زیر کرکے بھیجا ہی میزبان کو یہ نامہ پہونچا اُسنے تمام شہر مین
مشہور کیا کہ قید پسر حمزہ کی آتی ہی سب لوگ تماشا دیکھنے آئین قضا سے کار اسقلان کوہی کی
بیٹی ملکہ الماس پریچہرہ نہایت حسین و جمیل اپنے محل مین بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آپ کے
والد نے پسر حمزہ کو گرفتار کرکے بھیجا ہی کاؤس کوہی قید لیکر آئیگا تمام شہر برائے تماشا جاتا ہی حضور
یہ وہ جوان ہی جسنے فرنگستان مین مرزوق شاہ فرنگی کو مارا کپیتان فرنگی اسی کے ہاتھ
سے مارا گیا نہین معلوم کسطرح گرفتار کیا ہی ملکہ الماس پریچہرہ یہ سنکر بہت مشتاق ہوئین کہا چوک
مین جو سرکاری مکان ہی اُس کو آراستہ کرو ہم بھی قیدی کو دیکھنے جائینگے کنیزون نے جاکر مکان کو درست
کیا فرش عمدہ بچھ گیا ملکہ صبح ہوتے ہی اُس قصر مین داخل ہوئین شہر مین دیکھا بڑا مجمع عام ہی دوکانون مین
تماش بین جمع ہین ایک ایک دوکان مین صدہا تماش بین بھرے ہوے دوکانین رنگی ہوئی تمام شہر
آئینہ بندی کو ٹھون پر طوائفین کھڑی ہین ملکہ الماس پریچہرہ بھی اُس مکان کے کمرے میں بیٹھی تھی

کہ شہر مین غُل ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ پسر حمزہ کی قید آتی ہی کاؤس کو ہی قید رستم لیے
ہوے جو چلا راہ مین بمشکل قید لایا ہی جہان اسنے دیکھا کہ شاہزادے کو غصہ آیا منت و خوشامد سے کام نکالا
اسطرح یہانتک قید لایا ہی گھوڑا آرابے کے برابر جیسے کوئی شیر کو بہلا کر لیچلتا ہی آرابہ کڑکڑاتا ہوا آتا
ہی جب چوک مین آرابہ پہونچا علمشاہ نے کہا بھئی کاؤس تھوڑی دیر آرابہ ٹھہرالو ہم بھی تمھارے
چوک کا تماشا دیکھ لین کاؤس نے منھ پھیر لیا کہا حضور چلیے تھوڑی دور راستہ اور باقی ہی علمشاہ کو
غصہ آیا ہرچند کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین مگر دونون ہاتھ آرابے پر جما کر لنگر مارا کہ پہیے آرابے کے دھنس گئے
ہرچند گاڑیبان غُل کرتے ہین تک تاک کی صدا بلند ہی لیکن آرابہ ایک قدم آگے نہین بڑھتا غُل جو ہوا
ملکہ الماس پریچہرہ نے جھانک کر دیکھا نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی ایک جوان رعنا غفص
گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال شیر صولت رستم ہیبت سہراب جلال نریمان خصال حسین و
جمیل پہلوانان عالم کا کفیل چہرہ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار پر قہر و عتاب صاف ظاہر ہی کہ نیمچہ ہاے
اصفہانی نیام انتقام سے اُگل رہے ہین آنکھین نرگس شہلا ابرو رشک ہلال جبین بدر آسمان کمال زیور
آہن جسم پر مضطر و متشدد ملکہ کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین بس تھے تو وہ دل پر پردے
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر رے بے اختیار ہو کر آہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے **نظم**

کس قہر کا اُن پیار کی نظرون مین اثر ہی　　اُنکو مرے ارمان بھرے دل کی خبر ہی
آخر جو شب وصل ہی صد چاک جگر ہی　　مطلوب مجھے مرہم کافور سحر ہی
مرنے بھی رہے اور گئی جان بھی کسی پر　　جسکو نہ کبھی تھی نہ اُسے آج خبر ہی
ہر بار وہان وہ سے ہو جاتے ہین تیور　　شاید کہ مری آہ مین اک تازہ اثر ہی
چھپتی ہی نہین لاکھ چھپائے اسے کوئی　　کمبخت عجب چیز محبت کی نظر ہی
چھپکر جو چلا ہون در دلدار کی جانب　　ہر ایک قدم راہ مین سو طرح کا ڈر ہی
جانے کے لیے جھومتے اُٹھتے ہین پکڑ کر　　اس نیند کے ہاتھون مجھے رسوائی کا ڈر ہی
وان نیند جوانی کی یہان شوق بلا کا　　غافل وہ پڑے سوتے ہین یان پانو پہ سر ہی
یان شوق کی ہوجاتی ہین اشارون ہی مین باتین　　وان شرم کچھ ایسی ہی کہ نیچی ہی نظر ہی
للہ نہ ٹھکرا او بیدرد سوچ کے دل مین　　سبکی کہ نہین تکرا... نے تجھے قسمین یہ وہ سر ہی

ہر وہم مین ہو جاتی ہی یہان دوسری حالت　　اسطرح کا ایک اُنکی خموشی مین اثر ہی

دن ڈھلنے سے ثابت ہی کہ اب آئی شب ہجر　　وہ مین ہون جسے موت کے آنیکی خبر ہی

ہو جاؤن فنا دل سے جو اُس بت کے مکان کو　　پتھر مین مین رہتا ہون مرا نام شرر ہی

یہ اشعار پڑھکر ہر چند ضبط کیا نہوسکا غش کھا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزون نے جو غل مچایا علمشاہ کی بھی آنکھ اُٹھ گئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین کو چند کنیزین گود مین لیے ہوے غل مچا رہی ہین میہان کاؤس نے ہاتھ باندھے کہ ای شہریار مجھسے خطا ہوئی رستم نے ہاتھ ہٹا لیے اور اب لنکا گیا کنیزین ملکہ کو ایک باغ مین آئین باغ شہلا اُس باغ کا نام ہی ملکہ کو بارہ دری مین پہونچایا گلاب کیوڑہ عرق بید مشک چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ نے آنکھ کھول کر سر اُٹھایا خیال تھا کہ وہ صورت زیبا وطلعت جہان آرا سامنے ہوگی اب جو صورت رستم کو نہ دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے کچھ نہ بتایا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سر نگون غم سے کلیجہ خون گھبرا کر یہ جواب دیا کہ تم سب ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہی ہر وقت گھیرے بیٹھی رہتی ہو کنیزین باہر گئین ملکہ نے پردے چھوڑ دیے تنہا پلنگ پر بیٹھین آنکھون سے آنسو جاری دلمین سوچ رہی ہین کہ کیا ہوگا وہان رستم کی قید دربار مین میزبان کو ہی کے پہونچی میزبان سے سخت کلامی ہوئی میزبان نے چاہا قتل کرون کاؤس نے کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسب جہان بادشاہ کا یہ حکم نہین ہی ابھی اس جوان کو قید کرو جب وہان سے حکم آئیگا قتل کیا جائیگا میزبان نے جھلا کر علمشاہ کو قید خانے مین بھیجدیا نگہبان مقرر کیے میہان ملکہ الماس پریچہرہ کو تنہائی مین بیٹھے جب عرصہ ہوا تو وزیر زادی رنگین ادا گھبرا کے قریب پردے کے آئی رونے کی آواز جو اسنے سُنی پردہ اُٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین آنکھون سے آنسو جاری وزیرزادی کو جو آتے ہوے دیکھا دلائی سے مُنھ چھپا لیا رنگین ادا نے آکے بلائین لین عرض کی واری یہ کیا حال ہی لونڈیان گھبراتی ہین کیا معرکہ گذرا کہ حضور اسقدر ملول وحزین ہین ہمسے ارشاد فرمایے جو حکم ہو بجا لائین ظاہرا تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ سرکار کی کسی پر طبیعت آئی ہی اگر ایسا ہو تو لونڈی آپ کے معشوق کو بلا لاتی ہی اگر سرکار کا معشوق آسمان پر ہو تو مثل دعاے مظلومان پہونچین اگر تحت الثریٰ مین ہو مثل قطرۂ آب جذب ہو جائین آپ کے معشوق کو آپ سے ملائین اسطرح جو دل دہی کرکے رنگین ادا نے دیکھا

ملکہ الماس پری چہرہ نے آہ کی کہا اے رنگین ادا کس زبان سے کہون اُس ظالم کی کیا تعریف کرون

اے رنگین ادا سنو نظم

واہ کیا حسن کیسا جوبن ہی
یہ پرستان ہی یہ لندن ہی
حسن دکھلا رہا ہی جلوۂ حق
دوست جسکے ہو وہ دشمن ہی
دل رعنا نکل نہ جائے کہین

ایسے ابرو ہین کیسی چتون ہی
عبث انکو مسیح کہتے ہین
روے تابان سے صاف روشن ہی
ہائے عشاق کو ستاتے ہین
زلف خمدار کو بہت فن ہی

جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ
یار رکھنے کا انہین لچھن ہی
رسم الٹی ہی خوبرویون مین
اور ابھی خیر سے لڑکپن ہی

رنگین ادا نے کہا کنیز کو سمجھا کر فرمایئے ہین اس معنے کو نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا کیا کہون یہ قیدی جو آیا ہی اسنے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹ لیا اے رنگین ادا کیا کہون اُسکی غربت پر دل پستا ہی ہرچند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہوسکتا رنگین ادا نے کہا واری یہ کیا مشکل ہی کنیز قید خانے سے لے آئیگی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا اگر یہ کام کیا تو مجھپر بڑا احسان ہوگا رنگین ادا نے کہا کنیز تدبیر کرتی ہی یہ کہکر اسنے عمدہ کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی آپ قفس مین سوار ہوئی چند کنیزون کے سر پر خوان کھانے کے رکھے طرف قید خانے کے روانہ ہوئی جب سامنے قید خانے کے پہونچی نگہبانون نے آواز دی کون آتا ہی اسنے کہا مین وزیرزادی ملکۂ عالم کی ہون سب نگہبان کھڑے ہوگئے رنگین ادا نے خوان کھانے کے اُتروائے کہا کہ ملکۂ عالم کے سر مین درد تھا اب صحت ہوئی ہی نذر کا کھانا لائی ہون قیدیونکو دیدو اُن سب نے کہا رات کا وقت ہی قید خانہ نہ کھلیگا رنگین ادا نے کہا تم سب ملکر کھالو مین کہدونگی کہ قیدیون کو تقسیم کردیا سب نگہبان ملکر اُس کھانے کو کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوے رنگین ادا نے سب کے سر کاٹ ڈالے قید خانے مین آکر علمشاہ کو ہوش کیا علمشاہ کو لیکر باغ مین آکے ہوشیار کیا ملکہ کا سامنا ہوا نگاہ رستم کی جو جمال بیمثال ملکہ پر پڑی دیکھا ایک معشوقۂ کمسن پری پیکر رشک قمر با ہوش آفتاب طلعت بیٹھی ہی ملکہ رستم کو دیکھکر شرمائین رنگین ادا نے شراب و کباب پیش کیے کہا اے ملکۂ عالم مہمان نوازی ضرور ہی ملکہ نے جام بھر کر سامنے کیا علمشاہ نے مقدمۂ مذہب پیش کیا ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین جام آپسمین چلنے لگا جب دونون کو نشہ ہوا راز و نیاز عاشق و معشوق ہونے لگے کئی دن رستم کو اس مقام پر گذرے مہربان کوہی کو بعد جانے

استقلال کے منیر بان کو بڑا خیال ہی کہ بعد بادشاہ کوئی انقلاب نہونے پائے صبح کو خبر ہوئی کہ قیدی
کو کوئی قیدخانے سے لیگیا یہ سُنکر منیر بان بدحواس ہوگیا عیار اسکا سہراب تیغ شگرد ہی اُسکو بلاکر
کہا ای سہراب تو نے سُنا کیسی بدنامی کی بات ہی قیدی کا غائب ہونا بادشاہ ہمارا پہلوان زبردست
اُسنے زیر کرکے بھیجا تھا شکایت کرینگے کہ تمنے قیدی کی حفاظت نہ کی ای سہراب تلاش کرو یہ کسنے
بے ادبی کی اگر تلاش کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال کردونگا سہراب شاگرد برائے تلاش چلا
راہ مین جاتا تھا کہ دیکھا ایک ڈولی آتی ہی کہارون سے اسنے پوچھا یہ ڈولی کہان سے آتی ہی کہارون
نے کہا ملکہ کی خواص خاص باغ سے ملکہ کے آتی ہین اپنے گھر جانیکا قصد ہی سہراب نے کہا ڈولی
روک لو کہارون نے ڈولی رکھدی سہراب نے پوچھا کیون بی شمشاد کیا باغ سے آتی ہو آج کل
باغ مین ملکہ کے کیا چرچا ہی صاف صاف بتاؤ ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا شمشاد ڈری کہ ایسا نہو یہ
بدولت پیش آئے کہا ای سہراب اصل یہ ہی کہ ملکہ الماس پریچہرہ رستم سپرچہرہ پر عاشق ہوئی ہین
کی رنگین ادا جاکر قیدخانے سے لے آئین سب نگہبان قتل کیے تمنے جو سمجھایا تو ہمکو باتین سُنائین
مین تو آج رخصت لے کے اپنے گھر جاتی ہون اب دو چار دن نہ آؤنگی سہراب یہ سنتے ہی بھاگا خدمت
مین منیر بان کوہی کے پہونچا منیر بان کوتوال وغیرہ پر خفا ہو رہا تھا کہ سہراب آکر پہونچا عرض کی
حضور کسی پر غصہ نکرین ذرا علحدہ آئیے تو مین عرض کرون منیر بان کوہی اُٹھکر الگ آیا سہراب
نے مُنھ پیٹ کر کہا کیا عرض کرون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ جسکو عرض نہین کرسکتا منیر بان کوہی
نے گھبراکر پوچھا ارے کیا ہوا سہراب نے کہا ای شہریار ملکہ الماس پریچہرہ نے نگہبانون کو قتل
کرایا علمشاہ کو چھڑا منگایا اب کئی دن سے مزے ہو رہے ہین اور سمجھانے والون پر آفت ہی یہ سنتے ہی
منیر بان کوہی غصے مین کانپنے لگا کہا جلد لشکر کو تیار کرو دس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر بقہر و غضب
تمام چلا خود گھوڑے پر سوار ہوا دس ہزار جوان پشت پر کہا مین کسی کے بھروسے پر نہین جاتا ہون ایسا نہو
وہ جوان سنکر بھاگ جائے تم لوگ بڑھکر باغ کو گھیر لو دس ہزار جوان گھوڑے بڑھا کر چلے یہان رستم
پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار باغ چہار جانب سے
گھر گیا سنتے ہین کہ منیر بان کوہی کو خبر پہونچ گئی یہ سُنکر رستم نے حکم دیا گھوڑا تیار کرو ملکہ الماس
کہنے لگین کہ صاحب یہ میرے باپ کا لشکر ہی مین سمجھا دونگی کہ تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی تو جلسے کے بیٹھ

ہمارے باپ کو لکھ بھیج جیسا وہ حکم دینگے ویسا کرنا ہم خود مرکاٹ کے بھیجدینگے رستم نے کہا صاحب بیٹھو یہ
طرف سے تمھارے باپ کے حاکم بھی ہیں ان عذرات کو ہرگز نہ سنیگا ناموس مین نامحرم کا آنا اچھا نہین ملکہ
نے کہا صاحب وہ دس ہزار سوار ہین علمشاہ نے کہا سب علف شمشیر آبدار ہین ایک وار مین بھاگے
بھاگے پھرینگے یہ کہکر علمشاہ نے اپنے ہاتھ سے مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوے نیزہ ہاتھ مین
لئے ہوے باہر چلے باہر آکے مرکب کو مہمیز کیا چند قدم باغ سے آگے بڑھکر کھڑے ہوے نیزہ گاڑ دیا اُسپر
تکیہ کرکے کھڑے ہوے کہ ایک سوار نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین تشعشعہ نور جمال سے تمام میدان
نورانی ہو رہا ہی سوار نے جاکر میزبان کوہی سے اطلاع کی کہ وہ جوان بیرون باغ کھڑا ہی میزبان
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی کہین چھپتا پھرتا ہوگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے آکے دیکھا کہ وہ جوان آفتاب
مثال گھوڑے پر سوار کھڑا انتظار کر رہا ہی میزبان نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر کہا اے جوان تجھکو
کچھ خوف نہین میزبان کوہی کہ نہایت پہلوان زبردست ہی دس ہزار فوج سے تم پر آتا ہی نکل جاؤ
ہم تمکو پناہ دیتے ہین علمشاہ نے کہا اے شخص تو نکل جا ہم میزبان سے نہ کہینگے اے جوان تو مرد سپاہی
معلوم ہوتا ہی یہ مناسب ہی کہ ناموس کو مجمع دشمنان مین چھوڑ دین اور اپنی جان بچالین تقاضاے
جرأت یہ ہی کہ اپنی جان دین اور ناموس کو بچالین یہ سنکر میزبان کانپنے لگا کہا اے پہلوان دوران
مجھے تیری بات سے شرم آگئی ہے مین یہ بھی قبول کرتا ہون کہ معشوق کا محافہ بھی ساتھ لے لے اور
یہان سے نکل جا علمشاہ نے کہا اب تو مروان عالم کا قاعدہ آیا شیر کا بیشے مین آنا اور بدون شکار کے
جانا شیوہ نہین ہی اب انشاء اللہ میزبان کوہی کو بھی مسلمان کرینگے بہ ظاہر شادی کرکے
لیجائینگے میزبان کوہی نے کہا اے جوان تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہی مین ہی میزبان کوہی ہون صورت
تیری دیکھکر مجھکو رحم آیا اگر یکہ و تنہا پر مین نے ظلم کیا تو کیا بڑا کمال ہوا علمشاہ نے کہا اے میزبان
اسکا کچھ خیال نہ کرو بسم اللہ جنگ شروع ہو اس عرصے مین فوج بھی آپہونچی اب میزبان نے گینڈا
مہمیز کیا کہا اے شہریار آپ مجھے بہادر بدنام کرینگے علمشاہ نے کہا کوئی کہنے والا نہین میزبان
نے سینہ بچا کر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسین نیزہ بازی ہونے لگی
دس ہزار جوان اسکے دیکھ رہے ہین ملکہ بھی کوٹھے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین مگر عالم بیقراری ہی
ایک کنیز نے آکے سب کیفیت بیان کی کہ واری میزبان کوہی پناہ دیتا تھا مگر عجب طرح کا

مزاج ہی اُنھون نے نہ مانا یہانتک اُسنے کہا کہ ملکہ کو ساتھ لیکر چلے جاؤ یہ اپنی ہی کہے گئے دیکھیے وہ اب بھی بچا بچا کے نیزہ بازی کر رہا ہی اب خدا انجام بخیر کرے یہ سنکر ملکہ رونے لگین کہا ہاے اگر وہ یہ کہتا تھا تو کیون نہ مانا کسکے سامنے اپنی پریشانی بیان کرون جو کچھ دل کی کیفیت ہی وہ دل ہی خوب جانتا ہی

نظم

گھر مین جب اُسکو نہین پاتے ہین ہم
دیکے دل کیا تجھکو پچتاتے ہین ہم
خم جو پیری سے ہوئے کہتا ہی سر
آتش غم سے جلے جاتے ہین ہم
آسیائے چرخ کی گردش ہی قہر
اب تو عاشق تیرے کہلاتے ہین ہم

ہو گئین پہرون نہین آتے ہین ہم
گر وہ آج آیا نہین کل آئیگا
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
ای مسیحا تو کبھی آتا نہین
صورت دانہ پسے جاتے ہین ہم
اسقدر سطوت سہے ہین رنج و غم

قدر کچھ تو نے نہ کی او بیوفا
یون دل غمگین کو سمجھاتے ہین ہم
ہجر مین اُس شعلہ رو کی دوستو
ہجر مین تیرے مرے جاتے ہین ہم
دوسرے سے دل لگائین کیا بھلا
نام سے فرقت کے تھراتے ہین ہم

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بہت روئین کنیزین کہتی ہین واری خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارا عیش و آرام آپ ہی کے دم سے ہی اگر دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہوئی تو ہم لوگ کہان جائینگے یہان علمشاہ نے نیزہ مہزبان کوہی کا لکالا اب تو مہزبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا دس ہزار جوان دیکھ رہے ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تلوار وہ تلوار ہی کہ کبھی اسکا وار خالی نہین گیا بڑے بڑے قلعے ویران کیے مین مجبور ہون کہ تیری قضا آئی ورنہ یہان کیونکر آتا ہمارے شہنشاہ نے تجھکو زیر کر کے بھیجا علمشاہ نے کہا تمھارا بادشاہ بڑا مکار ہی مجھکو بہ مردی زیر نہین کیا میرا گولہ اُتر گیا اُسے گرفتار کر لیا اب حال کھل جائیگا مہزبان نے تیغہ مارا علمشاہ نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی دس ہزار جوان کھڑے دیکھ رہے ہین جب چار پہر دن تمام ہوا مہزبان نے چاہا پلٹ جاؤن علمشاہ نے کہا ہمارا دستور نہین کہ بدون فیصلہ پلٹین آخر روشنی ہوئی رات بھر کشتی ہوئی صبح کو علمشاہ نے مہزبان کوہی کو زیر کیا یہ مع فوج کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ملکہ الماس پریچہرہ کو باغ سے سوار کرایا علمشاہ قلعے مین آئے دن کو انتظام سلطنت کرتے ہین شب کو پاس ملکہ کے آتے ہین بعد دو دن کے علمشاہ نے مہزبان سے فرمایا جلد تیاری کرو ہم اپنے لشکر مین جائینگے

نہین معلوم وہان اسقلان کوہی سے کیا گذری اگر ہمارے جانے تک وہ ہاتھ سے بھائی بھتیجون کے بچگیا تو انشاء اللہ ہم زیر کرینگے میزبان نے دست بستہ عرض کی حضور جسوقت فرمائینگے اُسی وقت سامان ہوگا غلام بھی ہمراہ چلیگا علمشاہ نے کہا کل سوار ہونگے میزبان کوہی نے لشکر تیار کیا ملکہ کے واسطے محافۂ زرین درست ہوا کنیزون کے لیے اگے تانگے گاڑیان تیار ہوئین بڑی شان وشوکت سے بیرون قلعہ آئے کسی شی کی ضرورت تھی اسوجہ سے اُس شب کو رہنا ہوا بوقت سحر رستم گھوڑے پر سوار ہوے پہلو مین میزبان کوہی کھڑا ہی زنانی سواریان ہورہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا ایک جوان کوہی وضع پچیس ہزار آدمی پشت پر علمشاہ کو دیکھتے ہی اُسنے گیندے کورو کا شاطر سے کہا دریافت کرو یہ جوان کون ہی لشکر بیرون قلعہ کیون نکلا ہی اسقلان کہان ہین تو اُسکی ملاقات کو گھر سے آیا تھا یہان یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے خبر لیکر آئے عرض کی ای شہنشاہ اسقلان کوہی براے مقابلہ مسلمانان گیا ہی پسر حمزہ کو قید کر کے بھیجا تھا وہ یہان آکے اُنکی صاحبزادی پر عاشق ہوگیا میزبان کوہی جو اُنکی طرف سے یہان منتظم تھا وہ مسلمان ہوگیا اب ملکہ الماس پریچہرہ کو لیکر پسر حمزہ اپنے لشکر مین جاتا ہی یہ سنکر وہ کوہی قہرمان نامے کانپنے لگا کہا قدرت لات ومنات کہ ہماری منسوبہ کو پسر حمزہ لیجائے جاکر میزبان سے اطلاع کرو کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھ کر ہمارے پاس بھیجدے اور آپ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہو سب خطائین معاف کردونگا اگر اسکے خلاف کیا تو بہت سزاے معقول دونگا کہ لوگ عبرت کرینگے میزبان نے جسوقت سے آمد قہرمان کوہی کی دیکھی اُسوقت سے تھرا رہا ہی دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار ملکہ عالم قہرمان کوہی سے منسوب ہین اب دیکھیے یہ کیا فساد برپا کرتا ہی علمشاہ فرماتے ہین تم کیون متردد ہو پروردگار مالک ہی اگر نسبت تھی ہوگی اب کیا نسبت ہی اب وہ ہمارا ناموس ہی یہ ذکر تھا کہ عرض ہوئی دردولت پر ایک سوار نامہ قہرمان کوہی کا لیکر آیا ہی میزبان نے کہا بلالو اُس سوار نے آکر نامہ ہاتھ مین میزبان کے دیا نامے کو پڑھکر میزبان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا میزبان نے وہ نامہ علمشاہ کو دیا کہا جو مناسب ہو وہ جواب دیا جائے علمشاہ نے نامے کو پڑھکر پھاڑ ڈالا سوار سے کہا جاکر کہدینا کہ کہا ہی مین اب کچھ اختیار نہین جو آپ سے ہوسکے وہ

قصور نہ کیجیے مین فرزند صاحبقران کا تابعدار ہون سوار رعب و دبدبہ دیکھکر بھاگا سامنے قہرمان کے آیا سب کیفیت بیان کی قہرمان نے سب حال سنکر طبل جنگی بجوایا علمشاہ کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی حکم دیا نقارہ بجگیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت کڑکا کہ چکے قہرمان کوہی نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھکر حیران ہوگیا جی مین کہتا ہی یہ جوان انسان ہی کہ سامری و جمشید امین سماگئے ہین کہا ای جوان تجھکو کچھ خوف نہ آیا کہ ہماری منسوبہ کو اپنے قبضے مین کیا علمشاہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی قہرمان کوہی نے جھلاکر نیزہ ارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہی قہرمان اس حوالی مین بہت نامی و نامآور ہی جب اسقلان کوہی نے اپنی بیٹی اسکے ساتھ منسوب کی تھی پہر بھر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے مشت کو سمت پایا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قہرمان کوہی کے نکلگیا دونون لشکرون مین ہلڑ ہوا قہرمان کوہی نے جھلاکر قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای جوان تیری قضا معلوم ہوا کہ میرے ہی ہاتھ سے ہی یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا علمشاہ نے گرد اسپر کا سر پہ کھینچا جیتون تلوار کی دھار کے ساتھ لگی ہوئی ہی مرکب کو گدگدایا کہ زیر بغل جاکر اسکی تلوار کو گانٹھون اور کلائی پر ہاتھ ڈالون وہان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا ہاتھ تلوار کا پڑا خود سر کٹا تا دو ابرو علمشاہ کے تیغہ پہونچا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی سر پر آئی قہرمان کوہی نے چاہا سر کاٹ لون میزبان کوہی جا پڑا اُدھر سے فوج قہرمان کوہی کی آئی دونون لشکر آپسمین ملگئے علمشاہ نے بھی زخم سر کو باندھا مصروف جنگ ہوے علمشاہ نے زخم کاری کھایا تھا بعد تھوڑی دیر کے لڑتے لڑتے آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے فرمایا ای مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جواب نہ ایک کو سمت پایا چنتکین مارتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا میزبان ہاتھ سے قہرمان کوہی کے زخمی ہوا افسرون نے صلاح دی قلعے مین چلیے علمشاہ کو مرکب نکال لیگیا میزبان کوہی زخمدار بیقرار ملکہ کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا پھاٹک بند کرلیا خندق کو پر آب کیا قلعے پر سے آگر توپین مارتے قہرمان کوہی

نے لشکر کو روکا پکار کر آواز دی ای میزبان ایسے ایسے گھر وندے مین نے بہت بگاڑ دیے ہین جسدن ارادہ کرونگا اُسی دن قلعے کو ڈے لونگا ملکہ کو بغیر لیے نہ جاؤنگا اسقلان کوہی سے بھی سمجھ لونگا اگر وہ راہ راست پر رہا تو میرا بزرگ ہی اگر سرکشی کی تو قلعے کو پامال کرونگا یہ کہکر حکم دیا قلعے کو گھیر لو قلعہ تو چہار جانب سے گھر گیا میزبان کوہی حیران و پریشان کہتا ہی دیکھو یارو کیا ہوتا ہی ملکہ الماس جو قلعہ مین آئین بلک بلک کر روتی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو کیا غضب ہوا دیکھیے اُس شہریار کی خبر قعا فیت کیونکر ملتی ہی نہین معلوم گھوڑا اُنکو کسطرف لیگیا کیونکر تلاش کرین اُنکو کیا معلوم کہ ہم کس مصیبت مین ہین افسوس صد ہزار افسوس جور فلکی نے ہمین اس حال کو پہونچایا کس سے کہین اکثر

قطعہ

اُڑایا تند باد جور ہر صر نے گلستان سے
بگولا بنکے نکلی خاک میری کوے جانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہی یہ صحبت ہی برگ راُس سے
ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا پارہ کہین ٹہرتا ہی آگ پر قائم
برآئے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت چاہا نہ پایا اُس لب جان بخش کا بوسہ
پھر اتشنہ سکندر کیطرح مین آب حیوان سے

پڑے ہین آبلے تلوونمین لیلی ئین وہ مجنون ہون
نہین کھٹکا رہِ نجی مین مجھے خار مغیلان سے

دل سودا زدہ کو کس طرح تسکین خاطر ہو
اُڑا لائے صبا نکہت اگر اُس زلف پیچان سے

مرے اُس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی
خریداری کو جسکی لاکھ یوسف آئین کنعان سے

تکدر خاطر نازک نہو تا خاکسارون سے
ذرا دامن اُٹھا کر جائیے گور غریبان سے

نصیب دشمنان دشمن ہوے ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیخان سے

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین ملکہ کو صبر نہین آتا اب علمشاہ نوجوان کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ انکو جو گھوڑا لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کانین بھری ہوئی ہی چار پہر برابر لیکر آیا صبح ہوتے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر پانی پیا دو چار پٹے گھانس کے کھلائے بدن کو جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی برج زین سے زمین پر گرا نکان جو پہونچی علمشاہ کی آنکھ کھُلی دیکھا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے ہین زبان سے زخمون کو چاٹ رہا ہی علمشاہ نے گھوڑے کو بٹھایا قبور سے رشتہ و سوزن نکالا آئینہ بھی لیکر سامنے رکھا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے شدۂ تحت الحنک سے زخم سر کو باندھا ٹہلتے ہوے صحرا مین چلے گھوڑا پیچھے پیچھے چلا آتا ہی علمشاہ تلاش کرتے ہین

کوئی مقام ایسا ملے کہ جہان ٹھہر کر زخمونکو صحت دین زخمون کا حال ابتر ہی یہ بھی خیال ہی کہ لشکر سے دور آ گئے نہین معلوم منیر بان کوہی پر کیا گذری قہرمان کوہی بڑا زبردست ہی خدا اُن سبکو بچائے نہین معلوم کیا معرکہ گذرا تصویر خیالی معشوق کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی یاد مین ملکہ الماس پریچہرہ کی ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین فرماتے ہین ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ تونے کیا کجروی کی اب دیکھین وہانتک کیونکر پہونچین ای فلک تونے اُس معشوق عاشق مزاج سے جدا کیا کیا کہین کیا رنج دلپر گذرتے ہین نظم

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر نیمے　　بجان عاشق شیدا رسد زان فعی اثر نیمے
صبا چون کاکلش افگند بر رویش بہ پہلوے　　بچشم خویشتن دیدیم شب نیمے سحر نیمے
تنم در خانہ دل در کوے جانان راہ پیما شد　　عجب در حیرتم در خانہ نیمے در سفر نیمے
گہے ہر صبح میکوشی وگاہے جنگ می جوئی　　یقینم شد دلت موم ست نیمے و حجر نیمے
بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر　　مرا از نیم مخمورسیت ساقی درد سر نیمے
ز سوز و درد ہجرش زہرہ شد آب و دلم خون شد　　ز راہ دیدہ آمد لعل نیمے و گہر نیمے
بلب خندہ با برو غمزہ شب در بزم میدیدم　　بہ رعنائی نمودی آشتے نیمے و شر نیمے

فراق مین ملکہ الماس پریچہرہ کے علمشاہ کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کہ ایک طرف سے زنجیر کی آواز آئی علمشاہ نے گھوڑے کو ایک شجر کے سائے مین چھوڑا آپ صدا کو سننے لگے دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست کاندھے پر شانگین لگا تا ہوا آتا ہی علمشاہ کو جو سامنے دیکھا چہرہ مثل آفتاب تیغ کپیتان قبضے مین سپر فولادی پشت پر زخم سر کو باندھے ہوے سُن رہا ہی آواز دی او آقاے سرخ میری عملداری مین کہان آیا چوبدست لیکر دوڑا اس جلدی مین ہاتھ لگایا کہ علمشاہ کو سنبھلنا مشکل ہو گیا مگر پہلو تہی کر کے چوبدست کو خالی دیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ افسوس آقاے سرخ میرے ہاتھ سے مارا گیا علمشاہ نے پہلو سے نعرہ کیا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کسے مارا اور کسے قتل گیا حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا چوبدست پھینک کر لپٹ گیا چنگل مارا کہ زرہ کو نوچ لیا جسم سے علمشاہ کے خون جاری ہوا رستم کو غصہ جو آیا ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا منہ کھول دیا ہانپنے لگا تھوڑی دیر کے بعد

درست ہوکر پھر لپٹ پڑا اب کشتی ہونے لگی مگر جب اسکو وحشت زور کرتی ہی تو نعرہ کرتا ہی منسم
گردان کوہی یہ کہکر شانے پر رستم کے ایک چکت ماری بوٹی دیوانے کے مُنھ مین آگئی علمشاہ
نے ایک تھپڑ مارا کہ بوٹی مُنھ سے نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا جب دیوانہ کاٹنے کا ارادہ کرتا ہی علمشاہ
طمانچہ دکھاتے ہین دیوانہ رک جاتا ہی پھر پھر کامل کشتی ہوئی علمشاہ نے دیوانے کو ایک مقام پر
دے مارا چت کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیوانے نے کہا
اپنا خود سر سے ہٹائیے جب علمشاہ نے خود سر سے ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گر پڑا عرض کی آقاے
بزرگ خواب مین آئے تھے فرما گئے تھے کہ کل آقاے خرد آئیگا اُسکی اطاعت کرنا مین غلامی مین
حاضر ہون اس صحرا مین مدت سے علمداری ہی آپ ہی کے اشتیاق مین اس صحراے ہول خیز مین
رہتا ہون دس ہزار دیوانے میرے مطیع ہین لیکن آقا مجھے یقین نہین آتا کہ تونے مجھکو زیر کیا چھوٹا
سا آدمی مجھپر کیونکر غالب آیا میرا پانون پھسلگیا تھا مین گر پڑا اب پھر لڑونگا یہ کہکر لپٹ گیا
علمشاہ نے دوسرے پیچ پر پھر اُکھیڑ کے مارا چارون شانے چت گرا علمشاہ چھاتی پر سوار
ہوے تلوار نیام انتقام سے نکالی برق شمشیر جو چمکی دیوانہ رونے لگا کہا اے شہریار مین اس سے
بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ تو مجھکو حلال کر ڈالے اب مین آپ سے زیر ہوا علمشاہ نے چھوڑ دیا
دیوانہ جھاڑ پونچھ کر اُٹھا پھر اُسی طرح بلبلانے لگا علمشاہ نے پھر زیر کیا تین چار مرتبہ اسیطرح
بگڑا علمشاہ نے زیر کیا آخر اپنے ساتھ لیکر چلا کہا مین آگے بڑھکر اہتمام کرونگا علمشاہ جانتے تھے
کہ یہ کیا اہتمام کریگا مگر گردان کوہی دیوانہ بڑھا جس گھر مین اسکے مان باپ رہتے تھے دوڑا
ہوا آیا کہا اے گرگی گرگا میرا آقاے سرخ آیا ہی چلکے استقبال کرو بڑھیا نے کہا بیٹا آقا کہان ہین
دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڑھیا پڑا اُٹھا ہو کر رہگئی بڈھا غل مچاتا ہوا بھاگا علمشاہ نے
دیکھا ایک بڈھا بھاگا ہوا آتا ہی پیچھے پیچھے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا غل مچاتا ہوا کہ او خرد منڈے
کہان جاتا ہی تیری نر زک کو مین نے مار ڈالا بڈھے نے غل مچایا کہ اے شہریار مجھے بچائیے مان کو
تو اسنے اپنی مار ڈالا اب میری فکر مین ہی علمشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا او مجہول یہ کیا کرتا ہی
کان پکڑ کے دو طمانچے مارے دیوانے نے کہا آقا گرگی کو مین نے بہت سمجھایا اُسنے میرا کہنا نہ مانا
مین نے بھی چوبدست ماردی پڑا اُٹھا ہو گئی علمشاہ نے بڑا افسوس کیا بڈھے کو بچایا اُسکے ساتھ چلے

دیوانے نے صحرا مین ایک چیخ ماری دس ہزار دیوانے جمع ہو گئے ہر طرح کے دیوانہ مزاج چوبدستین ہلاتے ہوے علمشاہ کے قدمون پر گرے علمشاہ سب کو لیکر مکان پر گردان کوہی کے آئے اسی صحرا مین بنگلہ بنا ہوا تھا بڑے دھوم سے علمشاہ کی دعوت کی رنڈیان بھی ایک مکان مین بند تھین وہ جو نکلین چہرے زرد کپڑے میلے سب رونے لگین کہا آقا ہمکو کوٹھری مین بند کر رکھا ہی رستم نے کہا کیون دیوانے یہ کیا کیا کہا آقا یہ بلانے سے نہین آتین جب گاؤن مین جاتا ہون بھاگ جاتی ہین اسواسطے مین نے قید کر رکھا ہی آپ تو مجھکو دیوانہ جانتے ہین علمشاہ نے کہا انکو رہا کرو خبردار اب بدعت نہ کرنا دیوانے نے کہا آقا تمھاری بھی شامتین آئی ہین ایک چوبدست مار دونگا پرا ٹھا ہو جاؤگے علمشاہ نے کہا پھر تمھاری وحشت نے زور کیا دیوانے نے چوبدست ماری علمشاہ پھرپٹ پڑے چوبدست چھینکر پھینک دی اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے فرمایا ابھی تمکو مار ڈالونگا یہ کہکر علمشاہ نے خنجر نکالا دیوانہ رونے لگا کہا آقا اب معاف فرمائیے اب کبھی نہ لڑونگا شب کو بڑی دھوم سے دعوت ہوئی دہقانین خوب ناچین علمشاہ نے سبکو انعام دیا قید سے دیوانے کی رہا کرایا صبح کو فرمایا اب ہم جائینگے نہین معلوم قلعۂ استقلانیہ پر کیا گذری قہرمان کوہی نے قلعے کو گھیرا ہوگا دیوانے نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا علمشاہ نے گردان دیوانے کو ساتھ لیا طرف قلعۂ استقلانیہ کے چلے یہان قہرمان کوہی نے قلعے کو چہار طرف سے گھیرا ہر روز میزبان کوہی کو پیغام بھیجتا ہی کہ میری معشوقہ کو حوالے کردو میزبان کوہی کئی مرتبہ در دولت پر ملکہ الماس کی آیا عرض کی حضور سنتی ہین ہر روز آپ کو طلب کرتا ہی دس بیس ہزار آدمیون کی جان آفت مین ہی ملکہ الماس نے کہا بھتیا یہ تو کبھی نہوگا مین اپنی جان دونگی لیکن اُس ملعون کا کہنا نہ مانونگی اُس سے کہو آکر قتل کرے لاش لیجائیگا زندہ کیا پائیگا تقدیر کا لکھا پیش آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھائے

نظم

بے سبب کب دل جوابِ نامہ سے مایوس ہی — بالِ مرغِ نامہ بر شکلِ کفِ افسوس ہی

نقشِ خاطر ہی جو اُسکے روے گلگون کا خیال — از دحامِ داغ سے دل شہپرِ طاؤس ہی

عالمِ بے اختیاری سے ہی از خود رفتگی — ناصحا مدت سے دل اُس شوخ سے مانوس ہی

ہی لطافت کا یہ عالم اُس گلو سے صاف مین — رنگِ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہی

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے پا در رکاب
کردیا کافر ہی آخر اُس صنم کے عشق نے
ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سے حال

آمد و رفت نفس گویا صداے کوس ہی
دل مرا تھا نہ ہی نالہ مرا ناقوس ہی
دشمنِ ننگ و حیا و عزت و ناموس ہی

ملکہ نے کہا بھیا تم کچھ خوف نہ کرو میرا سر کاٹکر اُسکے حوالے کردو میزبان کوہی بالاے قلعہ آیا پکارکر جواب دیا او قہرمان جو تجھسے ہوسکے مقصور نہ کر ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین یہ سُنکر قہرمان کوہی نے طبل جنگی بجوایا تین لاکھ کا لشکر خود جوان زبردست لشکر ہین آڑہی کل قلعے مین داخلہ کرینگے مال خوب لوٹینگے میزبان کو خبر پہونچی پریشان خاطر بالاے قلعہ آکر بیٹھا گولہ اندازون نے توپون کو درست کیا سبھون نے کفن سر سے لپیٹے آمادہ ہوکر بیٹھے بوقت سحر قہرمان کوہی سب لشکر کو ساتھ لیکر چلا سامنے آکے ٹھہر ادیکھا قلعہ خوب آراستہ ہی توپین درست گولہ انداز چالاک و چپت بالاے قلعہ ٹہل رہے ہین قہرمان کوہی نے پلٹ کر طرف فوج کے دیکھا کہا یارو کیا ارادہ ہی سب نے کہا حکم کی دیر ہی اگر حکم ہو ابھی قلعہ لے لین قہرمان کوہی نے اشارہ کیا تین لاکھ کوہی لینا لینا کہکر چلے میزبان نے نیمان سے ہوائی داغی سب گولہ انداز آمادہ ہوگئے توپون کو جُھکا کر سیدھ باندھی گولہ چلا تیر اندازون نے تیر مارے سنگ اندازون کے پتھر چلے سات ہزار کوہی مارا گیا کچھ گولون مین اُڑ گئے بعض پر پتھر پڑے بعضون پر تیر برسے سات آٹھ ہزار کوہی جب مرا اور سب شکست کھا کے بھاگے غلغلہ کرتے ہوے کہ ہمارا حریہ نہین پہونچتا قہرمان کوہی نے کہا کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جا کر قلعہ لیتا ہون یہ کہکر زنجیرون سے کمر باندھی دوسرے گینڈے پر سوار ہوا طرف قلعے کے چلا قلعے پر سے پھر گولہ پڑنے لگا دیدبان نے میزبان کوہی سے عرض کی حضور قہرمان کوہی اکیلا آتا ہی میزبان نے کہا آنے دو گولے مارو مگر قہرمان کوہی گینڈے کو مہمیز کرتا ہوا بیچ مین میدان کے آیا پکار کے آواز دی ای میزبان اب بھی کچھ نہین گیا دروازہ کھول کے چلا آ جو لوگ میرے مارے گئے اُنکا بھی خون معاف کیا میزبان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیرے بکنے سے کیا ہوتا ہی اب تو قہرمان کوہی اور جھلایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا گولہ انداز گھبرا کر قلعے سے اُتر آئے کوئی چاہتا ہی کھڑکی کھول کر نکل جاؤن عورتون کے ہاتھ پکڑے پکڑے پھر رہے ہین رستہ نکلنے کا نہین ملتا کیسے گھبراتے ہین بیقرار و بیتاب بے آب و دانہ و بے خواب حیران ہین کہ اب

کدھر جائین بیقرار ہوکر غل مچاتے ہین کہ ای پروردگار وای ستار و غفار ہمکو بچائے عجب بلا مین مبتلا ہین کیسے کیسے گناہ کیے حکم پروردگار نہ بجا لائے اُسی کا یہ انجام ہی اور دل خانہ خراب یہ تونے کیا کب انجام کا خیال نہوا نظم

برای حاصل دنیای دون مکر و دغا کردی ۔ نہ از خالق تیرسیدی نہ از خلقت حیا کردی
نہ از آئینۂ خاطر غبار تیرگی شستی ۔ نہ از بغض و تعصب سینۂ خود را صفا کردی
برای حق نہ شد بر خود دست ہمت کاری ۔ ہر آن کاریکہ کردی از پی حرص و ہوا کردی
پی لقمہ بہ پیش ہر کس و ناکس شدی سائل ۔ بہر کوچہ بگردیدی بہر خانہ صدا کردی
فزون کردی تعلق بر تعلق اندرین دنیا ۔ بہ آفت دیدہ و دانستہ خود را مبتلا کردی
بہر دشمن نمودی ربط و ضبط دوستی قائم ۔ بغیر از حق محبت بر خلاف دلربا کردی
گنہگار خدای کبریا گشتی معاذ اللہ ۔ چرا کردی چنین کاری چرا کردی چرا کردی
جزای خیر اندر دین و دنیا حق ترا بخشد ۔ بدان محنت کہ در تحریر دیوان ہند یا کردی

ہر طرف دست دعا بلند ہین سب عاجز و دردمند ہین میزبان کو ہی بھی گھبرایا ہوا ہی قہرمان قریب خندق کے پہونچا آواز دی او میزبان دروازہ کھول کیون سب کو خراب کرتا ہی اگر مین قلعے مین آؤنگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا جب قہرمان قریب خندق کے آیا کنیزون نے جا کر ملکہ الماس پریچہرہ کو خبر پہونچائی کہ واری غضب ہوا قلعہ فتح ہوا چاہتا ہی قہرمان کوہی قریب خندق کے آگیا اب قلعہ بچنا معلوم نہین ہوتا یہ سنکر ملکہ نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی صاحب ہمکو آکر بچاؤ کس سے فریاد کرین کیون صاحب کس سے کہون کہ تمھاری صورت ہمکو دکھائے اگر سامنے ہوتے تو دست بستہ عرض کرتے نظم

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی ۔ نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
مری عادت ہی تسلیم و رضا کی ۔ ہماری بھی طبیعت ہی بلا کی
نہ آئی صورت جانان شب ہجر ۔ نہ آنا تھا نہ آیا ہی وہ آخر
ہزار اُس سنگدل سے التجا کی ۔ بتو اک شان ہی تم مین خدا کی
مرے جلتے ہوئے گر استخوان کھائے ۔ ہما رگل مبارک ہو غذا دل
بتو آخر خدائی ہی خدا کی ۔ لکھے شعر دین کیا کیا وصف گیسو
بہت کین منتین ہمنے قضا کی ۔ نہین بیوجہ کافر اہل اسلام
ابھی منقار جلجائے ہما کی

چمن مین آمد آمد ہی صبا کی
پھنسایا طائر روح رواں کو
حقیقت ایک ہی شاہ و گدا کی
اڑائی خاک تا بہ ہیری پس مرگ
مین مر کر جی اٹھا قدرت خدا کی
کھلے بندون وہ سوتے ہین شب وصل
مقرر آج رعنا نے قضا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدارا ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان رام ہو جائین بتون کے
اب انکے دل مین جذب دلنے جا کی

تلاش یار ہی ہمنے جا بجا کی
کلاہ و تاج مین ہی نام کا فرق
کہا مانو بہت اب تو حیا کی
ترے آنے سے جان آئی مری جان
خدائی بت کرین قدرت خدا کی
حسینون مین ہی گھر گھر شور کہرام

قہرمان کوہی نے پکار کر آواز دی ای میزبان کوہی یہ آفت برپا ہی سب قلعے والے رو رہے ہین پھاٹک کھولدے کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی بہتر یہ ہی کہ اب دروازہ کھولدے میزبان نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہمارے آقا کا یہی قول تھا کہ قضا و رضا اُسی کے اختیار مین ہی اگر ہماری موت آگئی ہی تو بسم اللہ فرد سر نہی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤ اور اگر ہماری موت نہین ہی تو تو ہمکو قتل نہین کر سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جای ✤ نبرد رگی تا نخواہد خدای ✤ جواب خلاف مزاج سنکر قہرمان بہت جھلایا دریائے فوج کو بھی جنبش ہوئی اسکے آمادہ ہونے سے سب فوج والے بھی درست ہو کر آئے میزبان نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ برارندۂ حاجات اُٹھا دیے پکارا اُٹھا ای کریم کارساز و ای رب بےنیاز اس کافر کے سامنے سرخ رو کر دے دامن مدعا گہرہائے آرزو سے بھر دے میزبان نے جو دعا کی سب قلعے والون نے آمین کہی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب بہ اشتیاق دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے رستم پیلتن مرکب باد رفتار پر سوار گردان کوہی دیوانہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے دس ہزار دیوانے پشت پر چوبدستین کاندھون پر رکھے ہوے آپسمین لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین علمشاہ نے جو دیکھا قہرمان قلعے مین جایا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بےحیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ علمشاہ تصنیف مصنف ارشد اولاد امیر عرب ✤ کیست علمشاہ چو رستم لقب ✤ علمشاہ رومی شہ فیلزور ✤ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ✤ علمشاہ جو نعرہ کر کے بڑھے دیوانون نے چوبدستین سنبھالین لشکر کفار پر جا پڑے گردان کوہی دیوانے نے علمشاہ سے کہا

آقا میرا کہنا مانیے ورنہ ایک دن آپ کو مارلونگا اس بچیا سے تو مین مقابلہ کرون ادہر آپ تماشا دیکھیے علمشاہ رُکے طرف لشکر کفار کے چلے گردان دیوانہ قہرمان کوہی پر جا پڑا قہرمان کوہی سمجھا تھا کہ مثل پہلوانون کے رد وقدح ہوگی دیوانے نے جاتے ہی چرخ دیکر چوبدست ماری کہ قہرمان کوہی مع گینڈے پر اٹھا ہو کر رہگیا راکب ومرکب جدا نہو سکتے تھے آپہین بہ محبت ملگئے میزبان کوہی نے جو دیکھا کہ آقا دیوانون کو ساتھ لیکر آئے افسر دیوانگان نے قہرمان کوہی کا خاتمہ کیا پھاٹک کھول کر مع دس ہزار کوہیون کے قلعے سے نکل آیا یہ بھی آکے شریک جنگ ہوا دیوانون کی جنگ کوہی اپنی جان سے تنگ جب دیوانے چوبدست ہلاتے ہین چار چار کے سر پھٹ جاتے ہین جہان چوبدست لگائی کافر مر کر گرا اُسکی لاش پر آکے پکارتے ہین بھائی اُٹھو تم بھی حربہ کرو تم تو ایسے خفا ہوے کہ مُنہ سے بھی نہین بولتے جب آواز نہ آئی ایک چوبدست اور ماردی بڑی دھوم دھام سے لڑرہے ہین ہزارون کوہی مارکر ڈالے الٹے کوہی بھاگتے پھرتے ہین علمشاہ تاک تاک کر افسرون کو مار رہے ہین میزبان کوہی کے ساتھ والون نے زمین اُلٹ دی جلے ہوے تھے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے آخر قہرمان کے ساتھ والون نے کہا کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب فتح جنگ کی امید نہین بھاگ چلو مشکل لاشہ قہرمان کوہی کا اُٹھایا روتے پیٹتے طرف صحرا کے چلے دیوانون نے دور تک پیچھا کیا کئی ہزار آدمی مارے علمشاہ پیچھا چھوڑتے تھے میزبان کوہی نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی حضور بس واپس ہو جیے علمشاہ پلٹے بارگاہین خیمے لوٹ لیے خزانہ قبضے مین کیا بہ فتح وفیروزی داخل قلعۂ استقلال نیہ ہوے میزبان کوہی نے عرض کی ان شہریار ملکہ کا عجیب حال ہے حضور اندر تشریف لیجائین علمشاہ اُٹھکر اندر تشریف لیگئے ملکہ الماس نے جو سُنا کہ شہریار آتے ہین دوڑین استقبال کرکے لیگئین ملکہ نے کیفیت پوچھی علمشاہ نے سب حال اپنا بیان کیا گردان کوہی اپنے دیوانون مین تھا اُٹھا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا پوچھا آقا کہان ہین دیوانے کو دیکھکر سب گھبرا جاتے ہین میزبان کوہی نے کہا آقا محل مین تشریف لیگئے ہین دیوانے نے کہا محل کیسا کیا نرزک کے پاس گئے ہین ہم آقا کی نرزک کو دیکھینگے یہ کہکر طرف محل کے چلا علمشاہ پاس ملکہ الماس کے بیٹھے ہین کہ دروازے پر ہلڑ ہوا علمشاہ نے کہا یہ کیسا ہنگامہ ہے محلدار چوبدارنیان دوڑی ہوئی آتی ہین کوئی سُتو مُنہ کے بل گری کوئی درخت کے پیچھے چھپی کھڑی ہے علمشاہ گھبراکر بارہ دری سے نکل آئے ملکہ بھی ساتھ ساتھ ہین کہ دیکھا دیوانے نے ایک کنیز کو اُٹھاکر کاندھے پر سوار کرلیا ہے

وہ غل مچاتی ہی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے دیوانے نے جو علمشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیا تیری قضا
میرے ہاتھ سے ہی نرزک کے پاس چلا آیا اور مجھسے نہ پوچھا یہ نرزک مین نے پسند کی میرے کاندھے پر
سوار کر دے ملکہ تو کانپنے لگین کہتی ہین اے شہریار دیوانے کے سامنے نہ جائیے اُسکے مُنھ مین آگ لگے
پکار پکار کر کہتا ہی کہ مار ڈالونگا علمشاہ جھپٹ کر قریب آئے دیوانہ لپٹنے چلا علمشاہ نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ مارا کہا کنیز کو اُتار دے دیوانے نے کہا مین تو نہ دونگا کیون آقا تو نرزک کے پاس بیٹھے
اور مین اکیلا رہون علمشاہ نے کان پکڑ کے کہا بیٹھ جاؤ اب دیوانے کو ڈر ہوا کہ کان اُکھڑ نہ جائے
بیٹھ گیا علمشاہ نے کنیز کو اُسکے کاندھے سے اُتارا کنیز کانپ رہی ہی علمشاہ نے دیوانے سے کہا
باہر جاؤ دیوانہ رونے لگا کہا مجھے تو یہی مقام اچھا معلوم ہوتا ہی علمشاہ نے ایک صنچی مین بیٹھنے کا
حکم دیا دیوانے نے کہا آقا مین کپڑے بھی پہنونگا علمشاہ نے اُسکو کپڑے پہنائے کنیزون کو جو زیور
گل مین لدا ہوا دیکھا کہا مین بھی پھول پہنونگا پھولون کا زیور بھی ملگیا پھولون کا زیور پہن کر میان
دیوانے صاحب اکڑ کے بیٹھے دور سے دیکھا کہ آقا کے گرد کنیزین جمع ہین سامنے ڈومنیان گا رہی ہین
پھر دوڑا ہوا آیا علمشاہ کھڑے ہو گئے دیوانہ آستینین پھاڑے ڈالتا ہی گریبان چاک کر ڈالا کہا آقا
یہ تو قبیح ہی خیر جو کچھ ہی بہتر ہی مگر آقا تمھارے گرد اسقدر نرزکین ہین اور مین اکیلا بیٹھون علمشاہ نے کہا
مین کنیزین بھیجدون مگر تم ستاؤ گے دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا مین کسی کو نہ ستاؤنگا چند نرزکین مجھے
بھی دیجیے علمشاہ نے کنیزون کو حکم دیا کنیزین کہتی ہین حضور یہ نوچ ڈالیگا علمشاہ نے کہا اے
گردان خبردار کنیزون کو نہ ستانا دیوانے نے کہا آقا انکو بھی منع کر دیجیے کہ یہ بھی مجھکو نہ ستائین ایک دو
اور چند کنیزین علمشاہ نے بھیجدین میان دیوانے صاحب بیچ مین سب کے بیٹھے گانا ہونے لگا میان
دیوانے بھی ناچ رہے ہین سب دیوانون نے جو سنا کہ آقا ہمارا باغ مین ہی چوبدستین لیکر چلے در باغ پر
بلوہ کیا علمشاہ باہر آئے بڑھکر کسی کو طمانچہ مارا کسیکی چوبدست چھین لی کسی کے بال پکڑ کر جھٹکا مارا اب تو
سب بھاگے دُہائی دیتے ہوے کہ ہمارے افسر کو آقا نے چھین لیا علمشاہ نے آکر میان گردان
سے کہا کہ تمھاری فوج والے چیخ رہے ہین اب تم باہر جاؤ دیوانے نے کہا آقا مین تو نہ جاؤنگا بمشکل
کان پکڑ کر علمشاہ نے باہر نکالا دیوانون نے جو گردان کو دیکھا کپڑے پہنے ہوے زیور گل مین لدے
ہوے مگر آستینین گریبان ندارد سب نے کہا ہم آقا سے کہینگے یہ سب چیزین ہمین بھی دیجیے افسر ہمارا

لباس پہنے اور پھولون کا گہنا پہنے اور ہم یون ہی ننگے رہین ہمارے لیے بڑا ننگ ہی علمشاہ نے سبکو جوڑے بانٹے پھولون کے زیور تقسیم کیے دیوانون نے بدھیان ہار پھولون کے طوق سب اپنے زیب جسم کیے مگر فرش خاک پر بیٹھے ہین گرداں اُن سب کے بیچ مین بیٹھا ہوا ہی گانا سنکر جو آیا ہی وہی سب باتین دل مین بھری ہین اُچھل رہے ہین کود رہے ہین میان گرداں ناچ رہے ہین جب کئی دن علمشاہ اسی مقام پر رہے میزبان نے ملکہ کی شادی ساتھ علمشاہ کے کی اب علمشاہ نے تیاری کوچ کی کی میزبان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ہامان کوہی بھائی میزبان کا ہی اُسکو اسی قلعے مین براے حفاظت ملکہ الماس چھوڑا بروقت رخصت ملکہ نہ مانتی تھین کہتی تھین کہ اے شہریار کنیز کو بھی ساتھ لیتے چلیے کنیز کی یہان کیونکر بسر ہوگی کنیز کو جان دینا پڑیگا کون ہمکو سمجھائیگا ہر بات پر رونا آئیگا راتین ہجر کی کیونکر بسر ہونگی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی بقول شاعر

نظم

ہوا خون سے باغ دل مین ہی عالم بہار کا / کیا عشق گل کھلاتا ہی اُس گلعذار کا
حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے / نقشہ کسی سے کھنچ نہ سکا اُس نگار کا
سیماب ہی خیال رخ آتشین مین یہ / ممکن نہین قرار دل بیقرار کا
نیرنگی جہان سے ہی گہ وصل گہ فراق / کیا رنگ ہی دو رنگی لیل و نہار کا
عاشق یہ عشق سرو قد یار مین ہی محو / سایہ بھالیا ہی راستہ مجرم نے دار کا
شیرین کے در کو چھوڑکے کیا دل مین آگئی / رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ / ہی امین کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ / ممنون ہون مزار مین اس یار غار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے / بوسہ ملا ہی آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدانے بنایا ہی دل کو صاف / دل مین ہمارے نام نہین ہی غبار کا
تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا / ساکن ہون خاکسار ہون مین کوے یار کا
پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست / رعنا قریب آیا ہی موسم بہار کا

علمشاہ نے کہا اے ملکۂ عالم تمھارا چلنا مناسب نہین ہی اسقلان کوہی کے شر سے پروردگار مسلمانو نکو بچائے ملکہ الماس کو سمجھاکر علمشاہ سوار ہوے میزبان کوہی و گرداں دیوانہ بعدۂ سپہ لاری

ساتھ مین دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین مگر وہان استقلان کوہی نے پھر طبل جنگی بجوایا
کئی پہلوان جان سے مارے قاسم دلہبرج زخمی ہوے سات دن استقلان نے میدانداری
کی بارہ چودہ پہلوان ہاتھ سے استقلان کے سیار گلشن جنان ہوے بارہ چودہ سردار زخمدار ہوے
آٹھوین دن جو میدان مین آیا خوب ببلایا زورون پر چڑھا ہوا سات دن کی میدانداری کی ہی
پکارکر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان سب مسلمانون کو دیکھ لیا مین حمزۂ عرب کا مشتاق ہون امیر نے
جواہر بن عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو معلوم ہو سب کو کہ ہم خود میدان مین جائینگے جواہر بن عمرو
نے زفیل بجائی سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران میدان مین نکلینگے سب سردار پیدل ہوکے
حاضر ہوے ہر ایک کا قول تھا کہ آقا غلامون کو رخصت دیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادران
مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر جانتا ہون اُسنے میرا نام لیکر پکارا مجھے جانا ضرور چاہیے
یہ کہکر اشقر کو بڑھایا بادشاہ سعد بن قباد سے اجازت لیکر طرف میدان کے چلے استقلان کوہی
دیکھ رہا ہی کہ ایک جوان ماہ آسمان کمال صاحب سطوت و جلال مرکب حبشی زیر ران گھوڑا
طرارے بھرتا ہوا آتا ہی صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا صاحبقران زبان
آکے لگا ورزان ہوے پانچ قدم گنبد استقلان کوہی کا چار قدم اشقر دیوزاد ہٹا بعد گفتگو کے
بسیار نیزہ چلنے لگا صاحبقران نے بعد تھوڑی ہی دیر کے نیزہ ہاتھ سے استقلان کوہی کے نکال
استقلان نے جھلاکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بہ آسانی باڑھ بچاکر کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا وہ گریبان گیر ہوا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دو دریائے
لشکر تماشائے جنگ دیکھ رہے ہین صدائے احسنت و آفرین بلند ہی بختیارک برابر لقا کے
کھڑا ہی کہ رہا ہی یا خداوند آج استقلان کوہی کی خیر نہین معلوم ہوتی حمزۂ عرب سے مقابلہ ہی
حمزہ کا زیر ہونا غیر ممکن ہی حیران ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی اب تو
صاحبقران زیادتیان کرنے لگے استقلان کوہی گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ کسیطرح
حمزہ سے چھوٹون کشاکش کے زور ہو رہے ہین ہر مقام پر صاحبقران چاہتے ہین کہ کوئی
موقع ملے تو اسکو دے دوڑون کہ آسمان پر لکۂ ابر سرخ نمایان ہوا وہ ابر قریب آکے شق ہوا
غنچۂ آتشبار جسکو کہ افراسیاب جادو نے روانہ کیا تھا وہ اسوقت آکے پہونچا زمین پر اُترا

لقا کو سجدہ کیا حال پوچھا بختیارک نے سب کیفیت بیان کی غنچۂ آتشبار آگے بڑھکر کھڑا ہوا ہیان
اسقلان کوہی صاحبقران کو ریل کرے دوڑا سات قدم تک ریل کرلایا وہان پر آکے ہکہ مارا بایان
گھٹنہ صاحبقران کا چمکا غصے مین لنگر مار زانو تک غرق زمین ہوگئے اسقلان اوپر آکر چھایا زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر زور کیا صاحبقران کے لنگر کو حرکت بھی نہوئی تین زور وہ کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اُکھیڑ لیتا مگر
اُس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت کبھی نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے
اسقلان کو ریل کرے دوڑے گیارہ قدم ریل کرلائے وہان پر آکر ہکہ مارا اسقلان کوہی کے
دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے اسنے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون امیر نے دونون ہاتھون کو ستون
کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کہکر اُٹھا لیا غنچۂ آتشبار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے اسقلان
کو اُٹھا لیا کوہیون سے اسنے کہا یارو تم کیسے نامرد ہو تمھارے افسر کو حمزہ نے اُٹھا لیا حمزہ کو مار لو
تین لاکھ کوہی لینا لینا کہکر دوڑ پڑے چار جانب سے حملے جو کیے صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہوگیا
اسقلان کوہی ہاتھ سے چھوٹا یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا کوہیون نے اسکو گینڈے پر سوار کیا جب
دونون لشکر ملگئے اور جنگ ہونے لگی غنچۂ آتشبار سحر کرتا ہوا بڑھا اسکے ساتھ کے ساٹھ ہزار ساحر
بھی سحر کرنے لگے ہزارہا اہل اسلام سحر مین مبتلا ہوکر گرے پلٹنین رسالے آفت مین پھنسے لندھور
و مالک یا تو شیرانہ جنگ کر رہے تھے اب جو غنچۂ آتشبار نے سحر کیا حیران ہوکر رُک گئے تلوار اُٹھائے
ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتا پائون سے شیوۂ ثابت قدمی دور ملازمان لقا نے ہزارہا بندگان خدا کو
مجبور و ناچار پاکر قتل کیا صاحبقران نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے
بڑھے لندھور اور مالک کے جو کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی سحر اُترا پھر مصروف جنگ ہوے
ملازمان اسقلان کوہی جان دے رہے ہین جسطرف غنچۂ آتشبار کا سحر غالب ہوتا ہی مسلمان لڑتے
لڑتے تھمتے ہین کوہی نعرہ کرکے جا پڑتے ہین بے بسی مین اہل اسلام کو قتل کرتے ہین اسطرح ہزارہا
بندگان خدا بے بسی و بیکسی مین قتل ہوے صاحبقران دواد وش کر رہے ہین اس آمد و رفت مین
صاحبقران زخمی بھی ہوے مصنف عرض کرتا ہی کہ رات بھر اسی طور سے تلوار چلی ہزارہا بندگان
خدا سحر سے غنچۂ آتشبار کے پامال ہوے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش
بہ صد جوش و خروش فوج ضیا و شعاع لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم کو پر نور کیا

صاحبقران زمان نے دیکھا کہ لشکر پیرا پامال ہوا ہاہی سرداروں کا عجیب حال ہی ساحر بڑھتے ہوے چلے آتے ہین لشکر لقا نے زور ڈالا ہی صاحبقران نہایت حیران و پریشان ہین یکایک پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچا لے اپنا فضل شریک حال کر تیرے نزدیک کیا بات ہی ہر جگہ رحمت تیری ساتھ ہی **نظم**

خداست ہمدم و دمساز و یار و دوست شفیق ‏ — خداست صاحب و حاجت روا انیس و رفیق

خدا جو نور تمیزت بچشم حق بین داد ‏ — مکن میان بد و نیک و خیر و شر تفریق

کمر برائے اطاعت بصبح و شام ببند ‏ — رسد چو وقت عبادت دران مکن تعویق

طریق بندگی آموخت بندہ را مولی ‏ — شنو دراہ طریقت بیا لکان طریق

زقعر لجۂ آفت نکرد سر بیرون ‏ — ہر آنکہ گشت بہ بحر ہوا و حرص غریق

بغیر خضر ہدایت کہ آردش بیرون ‏ — کہ ہست طالب دنیا غریق چاہ عمیق

تخلّق کار کن ای یار در جہان شب و روز ‏ — کہ گویدت ہمہ خلق جہان ادیب و خلیق

نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان ‏ — بپاس خاطر اہل تصوف و تحقیق

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی جھنڈے کی آواز آئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان پشت مرکب پر سوار ایک طرف گردان دیوانہ ایک طرف میزبان کوہی دس ہزار دیوانے جو بستین ہلاتے ہوے غل مچاتے ہوے آکے پہونچے استقلان نے جو میزبان کوہی کو علمشاہ کے ساتھ دیکھا عیار سے اپنے کہا ارے دریافت تو کر میزبان کوہی مسلمان کے ساتھ کیون ہوا عیار گیا روتا ہوا سامنے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا قلعۂ استقلانیہ اسلام آباد ہوا ایک خبر تو ایسی واہیات سُنی ہی کہ اُسکو عرض نہین کر سکتا استقلان کوہی نے کہا بیان تو کر کیا معرکہ ہی عیار نے عرض کی حضور آپ کی صاحبزادی علمشاہ پر مائل ہوئین اُنھین کے عشق نے یہ سب آفتین برپا کین میزبان کوہی بھی مسلمان ہوا قہرمان کوہی واسطے شادی کے آیا تھا وہ بھی اسی شیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور گردان دیوانہ جسنے آپ کی سرزمین دبالی تھی آپ نے تامل فرمایا اُسکو اس جوان نے اپنا رفیق بنایا یہ حالات سُنکر استقلان کوہی بہت بگڑا کہا مین اس جوان کو ابھی قتل کرونگا یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا

اس فکر مین چلا کہ **علمشاہ** سے مقابلہ کرون **غنچۂ آتشبار** بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی سحر سے اسکے زمین ہل رہی ہی رات کو اپنے اندھیرے مین بہت لوگ مارے اب روشنی مین **صاحبقران** اسم اعظم پڑھ رہے ہین جس سردار کو مبتلاے سحر دیکھا اُسکے قریب آکر اسم اعظم پڑھا سحر اُتارا اسطرح **صاحبقران** لڑتے جاتے ہین **علمشاہ** نے جو **اسقلان کوہی** کو دیکھا اُسی کی جانب چلے منظور ہی کہ اسی سے مقابلہ کرون **گردان** دیوانے نے آتے ہی تہلکہ ڈال دیا دس ہزار دیوانے جو ہتھیار ہاتھون مین لیے ہوے جس غول مین پہونچے اُس غول کو تہ و بالا کر دیا فوجون کو پامال کر ڈالا جسطرف جا پڑے سوار پیدلون کو شکست دی دیوانون سے کوئی نہین لڑسکتا ہر طرف بھاگو بھاگو کا غل ہی فقط **غنچۂ آتشبار** سحر سے روک رہا ہی ورنہ ابتک فوج کفار کو شکست حاصل ہوئی ہوتی مگر رستم لڑتے ہوے سامنے **اسقلان** کے پہونچے **اسقلان** نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا بڑھا کر جا پڑا للکار کر آواز دی او پسر حمزہ کہان جاتا ہی تو نے میرے شہر مین جا کر بڑا غدر ڈال دیا اُس گیسو بریدہ کا دیکھو کیا حال کرونگا **علمشاہ** نے کہا تمھین زندہ بھی وہان جانا نصیب ہوگا **اسقلان** نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جو بڑھے **گردان** دیوانہ للکار کر جا پڑا آواز دی او نامرد و میرے آقاے سرخ کے قریب نہ جانا مین آپ سزا دے لونگا اور کوئی میرے آقا پر ہاتھ نہ ڈالے دیوانے نے بڑھکر چوبدست ہلائی دس پانچ کو ہیون کو واصل جہنم کیا مجمع کو درہم و برہم کر دیا **اسقلان کوہی** و **علمشاہ** سے بخوبی مقابلہ ہوگیا **اسقلان کوہی** جانتے ہی ہرس پڑا گئی ہاتھ تلوار کے مارے **علمشاہ** وار اسکے روک رہے ہین کبھی خالی دیتے ہین کبھی ہٹجاتے ہین تیغۂ کپتیان فرنگی انکے ہاتھ مین ہی ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر **علمشاہ** نے ہاتھ مارا **اسقلان کوہی** نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ کپتیان جو تڑپ کر گرا برق تیغ نے سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا مع گینڈے چار ٹکڑے کیے تمام کوہی بھاگے اب تو یہ خبر سب نے سُن لی کہ **علمشاہ** قلعۂ اسقلانیہ فتح کر کے آئے ہین میان **میزبان** مصاحب کامل ہین نہین معلوم قلعے مین کیا گذری ہوگی ملازمان اسقلان لاش بھی **اسقلان** کی نہ اُٹھا سکے اپنی جان بچا کر بھاگے یہان **صاحبقران** لڑتے بھڑتے چلے بہ سبب ساحرون کے اسم اعظم ورد زبان ہی شکست سے لشکر کی حیران و پریشان ہزار ہا جادوگر بیچ مین ہین **غنچۂ آتشبار** تک نہین پہونچتے جو اہر ابن عمرو مثل خواجہ کے ہمراہ رکاب رہتا ہی بیک بچے چہار جانب پھیلے ہوے ہین **صاحبقران** کے مُنھ سے

نکلگیا رستم نے آکر شکست کو روکا لیکن آتشبار کے سحر نے آفت برپا کر دی ہر ہاے خواجہ عمرو ہوتے
کسی نہ کسی طور سے اب تک اس ساحر کو قتل کیا ہوتا جواہر بن عمرو رکاب کو چھوڑ کر بھاگا اُدھر سے
ابو الفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنے ہوے آتے تھے جواہر کو جو دیکھا کہ بڑبڑاتے ہوے
جاتے ہین ابو الفتح نے بڑھکر پوچھا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا اے برادر کیا کہین ہزارہا جگہ
گھس گھسکر عیاریان کین مگر آج تک صاحبقران کو عمرو ہی کی یاد ہی فرماتے تھے کہ اب تک کب کا عمرو
نے غنچۂ آتشبار کو مار لیا ہوتا کیا ہم اب چھوڑ دینگے ابو الفتح نے کہا بھائی مین بھی چلون جواہر نے
کہا تمھاری کیا ضرورت ہی ابو الفتح نے کہا مین لگا لاؤنگا اب ابو الفتح و جواہر چلے ساحرون کی صورت
بنے ہوے بیچ مین سے گھوڑون ہاتھیون کے نکلتے ہوے قریب غنچۂ آتشبار کے پہونچے اول ابو الفتح
گیا جا کر جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نے بڑی جانبازی کی لیکن اسم اعظم حمزہ کا بند کیجیے ابھی تو
سب لشکر تباہ ہوتا ہی مین نے سحر کیا گھوڑا حمزہ کا رُکا دوسرا جادوگر میرے ساتھ ہوتا اسم اعظم حمزہ
کا بند کر لیتا ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ تھا غنچۂ آتشبار نے کہا کہ جو تو کہے وہ قبول کرون ابو الفتح
نے کہا حضور ابھی میرے ساتھ چلین اسم اعظم بند کرا دون مین سحر کرون حمزہ کا گھوڑا رُکے آپ سحر
کرکے حمزہ کو بیکار کیجیے بعد اُسکے اسم اعظم بند کیجیے غنچۂ آتشبار ساتھ چلا ابو الفتح لگا کر لیے جاتا ہی
جب سامنے صاحبقران کے پہونچے غنچۂ آتشبار نے گولہ مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی اب
ابو الفتح نے کہا ایک سحر اور ایسا کیجیے کہ حمزہ کا گھوڑا رُکے جواہر خنجر زن دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
غنچۂ آتشبار گولہ لیکر بڑھا ابو الفتح نے کہا دیکھیے حضور ایک ابر بڑے زور و شور سے اُٹھا ہی کوئی ساحر
براے مدد آتا ہی جیسے ہی غنچۂ آتشبار پلٹا جواہر بھی اتنی دیر مین برابر پہونچگیا تھا لپٹ کر خنجر مارا
غنچۂ آتشبار کا شکم چاک قصہ پاک مرنا اُسکا کہ جواہر خنجر زن نے صاحبقران سے آکے عرض کی
مین نے غنچۂ آتشبار کو مارا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی یا تو سحر ساحرون سے سست ہو رہے تھے
یا فوجین لیکر بڑھے ساحرون نے جو اپنے مالک کے مرنے کی آواز سُنی بھاگے ادھر برق شمشیر مسلمانان چمکی
کسی کے مُنھ سے نکلا کہ بھائیو بھاگنا ہو تو بھاگو اب قدم نہ رُکیگا دیکھو خداوند بھی بھاگے جاتے ہین میان
سلیمان عنبرین موے کوہی کو بڑھکر لندھور نے زخمی کیا علمشاہ نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
لشکر کفار پر شکست فاش ہوئی لقا کو بھاگنے کی تلاش ہوئی لقا نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا لیکن چلا

صاحبقران نے رستم سے ملاقات کی رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند تمہارے آنے سے لڑائی فتح
ہوئی رستم نے عرض کی آپ کا اقبال صاحبقران سب کو ساتھ لیکر پلٹے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے
لقا خستہ و شکستہ اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب جادو کو پھر نامہ لکھا کہ اے مغرور غنچۂ آتشبار آتے ہی
مارا گیا ایسے مغرور کو نہ بھیجا کر قدرت جلدی قتل کرا دیتے ہین اب وہ بہشت مین سیر کر رہا ہے نامہ تو
اُسطرف گیا لیکن ملازمان غنچۂ آتشبار جو لاشہ غنچۂ آتشبار کا لیکر چلے تھے پندرہ کوس راستہ طے کیا تھا
ایک صحرا مین ملکہ ابر ماہ سیما شکار کھیل رہی تھی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے وہان رہتی ہے اسنے
رونے کی جو آواز سنی کہا ارے دیکھو تو کون روتا ہے کنیزون نے دریافت کر کے عرض کیا کہ حضور
غنچۂ آتشبار برائے مقابلۂ مسلمانان گیا تھا وہان سے تو واری کوئی زندہ نہین پلٹتا یہ بھی مارا گیا
یہ سنکر ابر ماہ سیما کو سناٹا آگیا کہا وہ تو ہمارا عزیز دار تھا ہوشربا سے رشتہ قطع ہوا مین جا کے
مسلمانون کو مٹاؤنگی اُنھون نے تو غضب کیا یہ کہکر لاش اپنے سامنے منگوائی ارتھی بنوا کے
اُسی وقت لاش کو جلایا غصے مین حکم دیا تمام لشکر تیار کرو ساٹھ ستر ہزار کنیزین تیار ہوئین ابر ماہ سیما
مع فوج روانہ ہوئی راہ مین سب سے صلاح کرتی جاتی ہے کہ عیارون کا وہان بڑا ہلڑ ہے اُنسے بچنا چاہیے
مین تنہا جاتی ہون تم اسی مقام پر ٹھہرو ایسا سحر کر کے چلی آؤن کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکر طاؤس
کو اُڑایا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کر دیکھا لشکر صاحبقران اُترا ہوا ہے ابر ماہ سیما
نے سحر کرنا شروع کیا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے گرد لشکر صاحبقران شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے عیار طلائے
پر پھر رہے تھے ان سبھون نے جو یہ دیکھا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آنے لگے گرد لشکر کے چنگاریان آگ کی
نکل رہی ہین جواہر خنجر زن وغیرہ نکلکر بھاگے سمجھ گئے کہ کسی ساحر نے سحر کیا عیار تو جا کر درۂ کوہ مین ٹھہرے
وہان سے دیکھ رہے ہین میان ابر بڑھا آگ کے شعلے بلند ہوئے تمام لشکر کو شعلۂ آتش نے گھیر لیا ہلڑ جو
لشکر مین ہوا صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ایک ایک سے پوچھتے ہین یہ کیسا ہنگامہ ہے
ہرکارون نے بڑھکر عرض کی سارے لشکر پر ابر تیرہ و تار چھاتے جاتے ہین گرد لشکر اول تو چنگاریان آگ
کی تھین اب شعلۂ آتش بلند ہو گئے کوئی نکل نہین سکتا اسی وجہ سے یہ ہنگامہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا کچھ پانی پر اسم اعظم پڑھا آسمان کی طرف اُچھالا لکہ ہاے ابر شق ہوئے آگ پہ پانی
چھینٹا شعلے بھی ناپدید ہونے لگے ابر ماہ سیما نے پہاڑ پر سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ میرا سحر واپس آتا ہے لکہ ہا

ابر ٹھہر رہے ہیں شق ہو ہو کر الگ ہوتے ہیں پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر بلند ہوئی زمین پر اُتر کر بصورت مرد لشکر
اسلام میں آئی پھرنے لگی ایک شخص سے پوچھا کیوں صاحبو ابھی کیسا ابر چھا تھا لوگوں نے کہا کسی نے سحر کیا تھا
اب صاحبقران دروازے پر کھڑے ہوئے اسم اعظم پڑھ رہے ہیں اسوجہ سے وہ سحر کم ہوا لکہ ہائے ابر
نابود ہوئے ابر ماہ سیما کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسم اعظم کی وجہ سے سحر نہیں تاثیر کرتا یہ حال دریافت کر کے
بالائے کوہ آئی اپنا خون جسم سے نکالا ماش کے آٹے میں ملا کر ایک طائر بنایا اُسپر سحر کیا وہ طائر اُڑتا
ہوا چلا جہاں صاحبقران کھڑے تھے وہاں آیا گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان بند ہوئی
وہ طائر چیخ مار کر روانہ ہو گیا پاس ابر ماہ سیما کے آیا ابر ماہ سیما نے اُس طائر کو ایک شیشے میں بند کیا
وہاں صاحبقران خاموش ہو کے پلٹ آئے اب خاموش ہو کر بارگاہ میں بیٹھے سحر کی ترقی ہوئی ابر بھی
گھر کر آیا شعلہ ہائے آتش کو بھی زور ہوا بھڑک بھڑک کر بلند ہونے لگے پہر بھر کے عرصے میں سارا لشکر مبتلائے
سحر ہوا عیاروں نے درہ کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام پر ابر چھا گیا شعلہ ہائے آتش نے
تمام لشکر کو گھیر لیا قسطورہ ہائے زر لفتی لگا کر تلاش میں سحر کرنے والے کے نکلے کوئی مشرق گیا کوئی جانب
مغرب روانہ ہوا ابر ماہ سیما نے خوب سحر کیا جب اسنے دیکھا کہ ابر و شعلوں نے لشکر اسلام کو گھیر لیا شیشہ
اسم اعظم کا لیے ہوئے پہاڑ سے اُتری پھر پرواز پیدا کر کے اُڑی اپنے لشکر میں آئی کنیزوں نے پوچھا
واری کیا ہوا ابر ماہ سیما نے کہا میں نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا ایک تہنیت نامہ شہنشاہ ہوشربا
کو روانہ کرونگی یقین ہے شہنشاہ بہت خوش ہونگے سب نے کہا بہت مناسب ہے اُسی وقت اسنے کاغذ
اُٹھا کے ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ غنچہ آتشبار کا لاشہ کنیز نے دیکھا میرا بھائی تھا کنیز کو
بہت ناگوار ہوا کنیز نے جا کر سحر کیا سب مسلمانوں کو آتش و آب میں پھنسا لیا حضور اس سحر سے آگاہ ہونگے
یہ سحر آب و آتش ساختہ سامری ہے اندر ایک ہفتے کے سب کا خاتمہ ہوگا ایک کنیز نسترن نامے حاضر
تھی کہا یہ نامہ طلسم ہوشربا میں لیجا ہاتھ میں ملکہ حیرت کے دینا وہ شہنشاہ کو پہونچا دینگی نسترن
اُسی وقت نامہ لیکر روانہ ہو گئی صحراؤں کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے کوئی دو دن کا راستہ پشتۂ رنگین حصار
رہ گیا تھا خواجہ عمرو پھرتے ہوئے صحرا میں آئے دور سے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ کھڑی ہوئی چار جانب
سر اُٹھائے دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے اُس
کوہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کسکی تلاش ہے میں اس صحرا کا طرف سے افراسیاب کے

مالک ہون ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین نسترن پہاڑ سے اُتر آئی کہا میان ساحر صاحب
ہین خدمت مین ملکہ حیرت کے جاؤنگی خواجہ نے کہا مین پہونچا دونگا تم نہ گھبراؤ اب دونون باتین کرتے
ہوے چلے راہ مین تھوڑی دور آکر نسترن نے کہا کہ اب راستہ کتنی دور ہی خواجہ نے جواب دیا
دیکھو وہ سامنے ملکہ آتی ہین جیسے ہی نسترن نے مُنھ پھیرا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
جھٹکا مارا دھارے کمند اُلٹی خواجہ نے حباب مارکر بیہوش کیا لاش کیطرح کھینچکر کنارے لائے تلاشی جولی
جھولی مین سے نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھکر خواجہ عمرو بیقرار ہوگئے کلیجہ پکڑے ہوے طرف اپنے
لشکر کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ اے خواجہ یہ کیا غضب ہوا نہین معلوم عیار کمبخت کیا کرتے
ہین ایک جادوگرنی نے اتنا بڑا جبر کیا کہ اسم اعظم بھی بند کرلیا اور سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا یہ تو
دل سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قصر مین اپنے بیٹھے بیٹھے
گھبرائین معشوق پر جو رنج پہونچا تھا سکے بھی قلب مضطر کو صدمہ گذرا بقول شاعر شعر دل را بدل
رہیست درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ٭ گھبراکر اُٹھین اپنے باغ کے
چمنستان مین جا ٹھہرتا شمیم گل دماغ مین پہونچی باغ مین ٹہلنے لگین سرو کی سرکشی دیکھکر قد معشوق
یاد آیا رنگ گل پر جو نگاہ پڑی عارض انور کے تصور مین مثل عندلیب بینوا گریان و نالان یہ اشعار
بصد سوز و گداز ورد زبان کیے

نظم

ہوگیا وصل کی حسرت مین وصال بلبل
خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل

گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اُس گل سے
ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل

باغبان ہے نہین صیاد ہے یا گلچین ہے
سب یہ پڑجائیگا گلشن مین وبال بلبل

چھوا پھولون نے کیے باد صبا نے ہاتھ
نہوا کسکو بس مرگ ملال بلبل

مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و ثبات
مر گئے پر نہوا گل سے وصال بلبل

دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل

نکلا پھر ایکی بہ س قرعہ بنام صیاد
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

باغ مین اس سے مزاحم نہو گلچین سے کہو — دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید گلچین — کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل
گیسوی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات — مجھکو رہ کے یہ آتا ہی خیال بلبل
چتر گل سر پہ ہی اور تختۂ گلشن پہ جلوس — چشم بد دور ہی کیا جاہ و جلال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہی سنگ اسود — کعبۂ گلشن ہی یہ ہی خام خیال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد — باغبان پڑتا ہی یون دیکھو وبال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین — گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

چمن مین جاکر وحشت ملکہ بران شمشیر زن کی زیادہ بڑھی تصور معشوق مین بیقرار و اشکبار شگوفہ وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ چمن مین اکیلی ٹہل رہی ہین قریب آکر بلائین لین عرض کی واری خیر تو ہی مین عجب حال مین آپ کو پاتی ہون درحقیقت آپ کا رنج و ملال بجا ہے ہی مگر انشاء اللہ وہ بھی دن ہوگا کہ پردۂ فراق درمیان سے اُٹھ جائیگا دل ستمزدہ آرام پائیگا ملکہ بران اور زیادہ رونے لگین کہا اے شگوفہ آج مین نے عجب خواب پریشان دیکھا اُس خواب کے خیال مین عرصہ دراز تک رویا کی اب اسوقت اور بیقراری زیادہ ہوئی یہ سُنا تھا کہ افراسیاب جادو نے بہت ساحر روانہ کیے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بڑا افسوس تو یہ ہی کہ جو ساحران نامی مطیعان اسلام ہین اُنکو صاحبقران لشکر مین نہین رہنے دیتے اکیلے صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اور سب فرزندان عالیوقار اس امر سے محروم ہین اگر کسی ساحر نے جاکر کچھ آفت برپا کی تو کون دفع کرے صاحبقران اکیلے کس کس سے لڑینگے سب صاحبزادے آتش خو شعلہ مزاج کیسا ہی ساحر ہو اُسپر جا پڑتے ہین اسکا خیال نہین کہ یہ ساحر ہی ہم علم سحر سے آگاہ نہین مگر سب صاحبان اقبال ہین ایسے اسباب پیدا ہوتے ہین کہ ساحرون پر غالب آجاتے ہین مگر بعد جفاے بسیار جانین بچتی ہین ہر روز سامنا موت کا خدا اُن کو مکارون سے بچائے اے شگوفہ اگر شاید کوئی نامہ و پیام والد نامدار کا آئے تو کہہ دینا کہ طرف ہزاردرے کے تشریف لیگئی ہین مین اس فکر مین جاتی ہون کہ تا بہ کوہ عقیق تو جانا بہت دشوار ہی شاید کوئی آئندہ روندہ راہ مین ملے کلی آرزو کی کھلے اُس سے حال پوچھ کر چلی آؤنگی شگوفہ نے کہا بسم اللہ لیکن واری جو کام کیجیے گا سمجھ بوجھ کر کیجیے گا ایسا نہو کسی طرح یہ خبر آپ کے والد کو معلوم ہو جائے تو باعث

خرابی ہو ملکہ برّان نے کہا اے شگوفہ خدا مالک ہے یہ کہہ کر ملکہ برّان طاؤس پر سوار ہوئین اسباب سحر
اپنے پاس رکھ لیا طاؤس کو اُڑا کر چلین ہر طرف پہاڑون جنگلون کو دیکھتی بھالتی ایک صحرا مین پہنچین
دیکھا خواجہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اتار رہے ہین ہر چند کہ تصور مین محبوب کے بیقرار تھین مگر پکار کر
آواز دی اے عمر نامدار یہ کیا معرکہ ہی عمرو نے جو برّان کو دیکھا کپڑے تو مسافر کے اُتار لیے ٹانگ
پکڑ کے اُسکو ایک غار مین ڈالدیا ملکہ برّان زمین پر آئین خواجہ نے کہا بی بی عجب معرکہ ہی ابرِ ماہ سیما
کوئی ساحرہ ہی اُسنے لشکر اسلام پر سحر کیا اُسکی کنیز نامہ لیے ہوے جاتی تھی مین نے اُسکو گرفتار کیا نامہ
میرے پاس ہی اس خیال مین دل اُداس ہی ملکہ برّان نے کہا خواجہ مین نے بھی خواب پریشان
دیکھا جسکا ظہور یہ ہوا کہ آپ کی زبانی تمام حال معلوم ہو گیا اب جو فرمائیے وہ کیا جائے عمرو نے کہا
اتنا دریافت کیجیے کہ کیا تدبیر کرین برّان نے کہا آپ کے سامنے مین کیا عرض کر سکتی ہون عمرو
نے کہا نامہ تو میرے پاس ہی مین کسی طرح وہان تک پہونچ جاؤن تب حال سحر کھلے مگر یہ سمجھاتے ہین
کہ چلنا واجب و لازم ہی خواجہ و برّان سے عرصہ دراز تک یہی باتین رہین آخر کو یہ امر طے ہوا کہ وہان
چلیے چلکر دیکھا جائیگا ملکہ برّان نے خواجہ کو بھی طاؤس پر سوار کر لیا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلین تمام جنگلون کو طے کر کے قریب کوہ عقیق کے پہونچین دور سے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ
کلان استادہ ہی برّان نے خواجہ عمرو سے کہا شاید کسی ساحر کا لشکر اُترا ہوا ہی مگر لشکر مین بڑی چہل پہل ہی
خواجہ نے کہا مجھے اُتار دو تم پہاڑ پر جا کر ٹھہرو مین دریافت کر کے ابھی آتا ہون ملکہ برّان ایک پہاڑ پر
آکے ٹھہرین خواجہ کو اُتار دیا خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر اُس لشکر مین آئے دیکھا ہزارہا جادوگر فرودکش
ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہو رہا ہی خواجہ دیکھتے بھالتے ایک مقام پر آکے ٹھہرے پردہ در پردہ
حال پوچھنے لگے کہ کیون صاحب یہ کسکا لشکر ہی کہان سے آتا ہی کہان جائیگا ایک نے بیان کیا یہ لشکر
ابرِ ماہ سیما خراجگذار افراسیاب کا ہی ہماری مالک نے جا کر لشکر اسلام کو آفت مین پھنسایا اب
اپنے قلعے کی طرف جاتی ہین افراسیاب کو ایک نامہ لکھا تھا یقین ہی وہان سے کچھ جواب آتا ہو آدمی
شوخ دیدہ حسن پسندیدہ اسی مقام پر اُتر پڑین خواجہ یہ حال سنکر بہت گھبرائے جی مین کہا کہ اب
کچھ تدبیر کرنا چاہیے وہان ابرِ ماہ سیما جسوقت سے سحر کر کے آئی ہی اور اسم اعظم بند کر کے لائی ہی شیشہ اسم اعظم
کا سامنے رکھا رہتا ہی علم سحر مین ایسی کامل و اکمل ہی کہ نقشہ جات ہر وقت تیار رہتے ہین اُسکو دیکھا کرتی ہی

اسوقت جو نقشہ اُٹھاکر دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار میرے لشکر مین آیا ہی عیاری کریگا اُسی وقت ایک جوان سحر سے بنایا اور کہا کہ فلان مقام پر جا فلان صورت پر عمرو عیار کھڑا ہی اُسکو بلالا وہ جوان سحر کا پتلہ چلا مثل انسانون کے چھپا ہوا جاتا ہی خواجہ دریافت کرکے چاہتے ہین کہ عیاری کے واسطے چلین کہ ایک شخص نے آکر سلام کیا کہا خواجہ عمرو صاحب چلیے آپ کو ملکۂ عالم نے بلایا ہی خواجہ یہ سنتے ہی گھبرا گئے اپنے پیچھے دیکھنے لگے کہا عمرو عیار کہان ہی میرا تو کوئی یار دوست نہین ہی اُس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ میرے ساتھ مکر وحیلہ نہ کرو مین نمونۂ سحر سامری ہون یہ کہکر مُنہ پر بھی خواجہ کے ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے ہاتھ پکڑکر کھینچتا ہوا وہ جوان لیچلا خواجہ ہرچند راہ مین اُسے دم دلاسا دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جب خواجہ بہت عذر کرتے ہین تو وہ ہنسکر کہتا ہی او مکار کیون باتین بناتا ہی مین ساختۂ سامری و جمشید ہون مین سامنے ملکہ کے تجھکو ضرور لیچلونگا ابر ماہ سیما بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ کمال تو دیکھو لگوڑا ساربان زادہ طلسم ہوشربا سے یہان کیونکر آگیا اہل اسلام پر مصیبت ہوئی اور یہ پہونچا اب گرفتار ہوکر آتے ہین کہ سب نے سامنے سے دیکھا وہ پتلہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لیے آتا ہی پکار کر ابر ماہ سیما نے آواز دی تو ہوشربا سے یہان کیونکر پہونچا ہمکو بھی معلوم ہوگیا تیری عیاری یہان چلیگی وہ ساحر نادان تھے جو تیرے ہاتھ سے مارے گئے غیر ساحر کے ہاتھ سے ساحر مارا جائے بڑے تعجب کی بات ہی سب ساحر کمال پر ملکہ ابر ماہ سیما کے تعریفین کر رہے ہین کہ ملکۂ عالم جب آپ ایسا بیدار مغز ہو تو ان عیارون سے جان بچائے یہ سب بلاے روزگار ہین ابر ماہ سیما نے کہا کیون خواجہ تمھارے ہاتھ سے صدہا جادوگر مارے گئے اب تمھارے واسطے وہ جفا ہوکہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرین اور ہمکو ترس نہ آئے عمرو نے کہا ای ابر ماہ سیما سنو یا تمھاری قضا ہی یا میری دونون مین سے ایک ضرور قتل ہوگا ملکہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمون خصلت خرسماے بادیۂ ضلالت شلنگین لگاتے ہوے سامنے آئے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ابر ماہ سیما نے کہا آج قاتل و مامہ و مشمش قید ہوکر آیا ہی روح سامری کو اسکے قتل کرنے سے راحت ہوگی طلسم ہوشربا مین آفتین برپا ہین آٹھ نو سو سرداران شہنشاہ باغی ہوگئے ہر روز نیا لڑائی پڑتی ہی یہ لوگ غالب آتے ہین مین نے تو نامہ روانہ کیا ہی جواب آتا ہوگا یقین ہی کہ خلعت ملے

غصہ بھی حاصل ہوا ایک جلاد نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو کی اُسوقت حیرانی و پریشانی خواجہ کہتے ہین یہان موت لیکر آئی تھی۔ بیقرار ہو کر دعا کی پروردگار میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی کہ جب تک مین اُس بُری چیز کو نہ مانگونگا میرے قریب نہ آئیگی آج تو ملک الموت کا سامنا ہی تجھے سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور وناچار ہی

نظم

لطف کن برمن ای خدای رحیم
روز تا شب نگون سر تسلیم
چونکہ این بندہ صداقت کیش
از رہ لطفِ خاص و فضل عمیم
لطف کن ای خدا بندہ نواز
حرمت و فخر و عزت و تکریم
سینہ ام کن صفا چو آئینہ

کن کرم ای جناب رب کریم
ہر در عجز دائما خم دار
ہست پابند بند نفس لئیم
گنج عرفان مرا عطا فرما
برمن عاجز و غریب و یتیم
حُب دنیا ببر ز خاطر من
از غبار تعصب و کینہ

دار بر خاک آستانۂ خویش
سر تسلیم و گردن تعظیم
مخلصی کن عطا ازین زندان
پاک کن دل ز خواہش زر و سیم
در فقیران و خاکساران بخش
دور کن از من این عذاب الیم

خواجہ عمرو تو زیر تیغ بیٹھے ہین جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گزار تین عیارون کو ساتھ لیکر جو ہمارے تلاش نکلے تھے پھرتے پھراتے یہان آکر پہونچے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ابرماہ سیما ہی اسی نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہی اب اس اشتیاق مین یہان اُتری ہوئی ہی کہ خبر بربادی مسلمانان سن لون تو یہان سے مع لشکر کوچ کرون یہ بھی عیار بصورت مبدل اس لشکر مین آئے یہ بھی دریافت ہوا کہ خواجہ عمرو آئے تھے وہ گرفتار ہو گئے اب یہ عیار حیران ہوے کہ خواجہ عمرو یہان کیونکر آئے یہ عیار جواہر وغیرہ بھی اُسی مجمع مین آکے کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہین۔ گھبرا رہے ہین جواہر نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ یہان کیونکر آئے اور گرفتار ہوے بدحواس پھر رہے ہین ابو الفتح کہتا ہی تلوار کھینچکر اسیر جا پڑون اپنے ماموجان کو رہا کرون شعبان خنجر گزار کہ فرزند دلبند ملکہ یاقوت ملک ہی نہایت بیقرار ہی بارہ ہزار پیک بچے لیکر آیا تھا مان نے اسکو تمام فنون تعلیم کیے ہین دفتر صندلی نامہ مین یہ داستانین تحریر ہین کہ جب دودک آدمخوار نے لشکر اسلام پر آفتین برپا کین اور خواجہ پریشان تھے اُسوقت مین شعبان خنجر گزار آکے پہونچا تھا اور دودک کو پکڑ لیا یہ عیار بلاے روزگار ہی ایک گوشے مین چپکا کھڑا ہی جیسے ہی جلاد نے ہاتھ تلوار کا سر پر عمرو کے

مارا شعبان نے ایک پتھر کان کاٹ کر جیسے میں دیکر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا آلہ ہوا کہ جلاد دیوانہ تھا اپنے ہاتھ سے اپنے خنجر مار لیا آواز دی ابر ماہ سیما نے کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ شعبان جلاد بنکر دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا حضور سار بان زادے کا سر کاٹون ابر ماہ سیما نے حکم دیا شعبان نے بڑھکر تیغ مارا عمرو نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خواجہ تڑپ کے اُٹھے پانچون عیارون نے نیچے کھینچے حقہ ہائے آتشبازی چلنے لگے ساحران غدار مثل ہیمہ خشک جلنے لگے عمرو کو سب عیارون نے بیچ میں لیا چاہتے ہین کہ عمرو کو نکال لیجائین آدھے لشکر تک لڑتے ہوئے آکے ابر ماہ سیما کہتی ہے ارے سحر کرو عمرو کو نکالے لیے جاتے ہین جب جادو گر پڑھتے ہین عیار حقہ ہائے آتشبازی مار گرا دیتے ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے جب کوئی جادوگر مرتا ہے اندھیرا ہو جاتا ہے ساحرون کا قلب تھراتا ہے جب وسط لشکر مین اسطرح لڑتے بھڑتے پہونچے ابر ماہ سیما نے دور سے دیکھا پانچ عیار عمرو کو گھیرے قبلہ و کعبہ کہتے ہوئے لیے جاتے ہین ابر ماہ سیما نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ جو جاکر پھٹا چھون عیار لڑکھڑا کے گرے ابر ماہ سیما تیغ کھینچکر دوڑی ان عیارون نے جو تیغ کھینچے آتے ہوئے دیکھا بیقرار ہوکے دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی کیا تیری صفت کرین تو ہم سمجھون کی جان بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی

نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندۂ محتاج را
چارہ ساز و دوا غیر از تو نیست
در زمان حاکم بجز تو نیست کس
در خدائی ای خدا غیر از تو نیست
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

انتہا را انتہا غیر از تو نیست
حل مشکل از کہ گردد یا اِلٰہ
مالک و حاجت روا غیر از تو نیست
از کہ جوید مدعا اہل سوال
در جہان فرمان روا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بغربت آشنا
بر کمال فضل تو امیدوار

دوستان ہنگام مطلب دوست اند
در جہان مشکلکشا غیر از تو نیست
نیست جز تو رافع درد جگر
صاحب جود و سخا غیر از تو نیست
خالق و رزاق و رب العالمین
دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست

ای معبود حقیقی ہمکو اس آفت سے بچا لے یہ تو سب ملک ملک کے دعائین مانگ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوئے آتی ہے مگر ملکہ بُران شمشیر زن جو پہاڑ پر ٹھہری تھین جب خواجہ عمرو کو گئے ہوئے عرصہ ہوا تو یہ حیران ہوئین کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھین دل مین کہتی ہین ایسا نہو خواجہ

گرفتار ہو گئے ہون چلکر دیکھ آؤن تو بہتر ہی بلند ہو کر آسمان پر آئین دیکھا خواجہ عمرو و دیگر پانچ عیار زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوے جاتی ہی تمام جادوگرون نے بلوہ کیا ہی کہ عیارون کو جلد قتل کرو عیار تڑپ رہے ہین پھڑک رہے ہین ملاب بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ملکہ بُران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غصے مین آکر ہاتھ چمکایا برق گری کئی سر کے سر اُڑ گئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹ گیا کوئی مُنھ کے بھل زمین پر گرا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ آسمان سے برق چمک رہی ہو آفت آسمانی آئی ابر ماہ سیما نے سر اُٹھایا دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ بُران شمشیر زن آسمان پر سے سحر کر رہی ہین ابر ماہ سیما نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی او بُران مین نے پہچانا بُران نے زمین پر اترتے اُترتے چند پتے پھینکے کہ وہ سنہری پنجے بنکر عیارون پر گرے سب کو اُٹھا کر لیگئے خواجہ عمرو ہر چند غل مچاتے ہین چیختے ہین پیٹتے ہین کہ مجھکو اسی مقام پر رہنے دو دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا پنجے کب سنتے ہین دستگیری کر کے لیگئے ملکہ بُران سحر کرتی ہوئین بڑھین ایسا سحر کیا کہ سارا لشکر گھر گیا بعض ٹکراتے ہین بعض غل مچاتے ہین کہ حضور ریاب نظرے خوش گذرے نظم

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
لاکھ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتون کا جو کرتا مین خیال
ای بُت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہو تو
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی
دیکھتا صورت آئینہ جو اُسکا نہ جمال
رحم آیا نہ اُسے ورنہ مرے نالون سے
چھوڑ کر وصل ترا اون نہ کبھی باغ بہشت
قامت یار کہان اور کہان سرو چمن
موتیون کا ہی جبین پہ ترے چھپکا اسطرح
کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرلیتے نظام

آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا
کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
تجھسا بیرحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
اشک اگر گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
کیون ترے حسن کا ندکور نہ گھر گھر ہوتا
موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
شش جہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
پانی ہوجاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا
نقد سے وام بدلنا نہین بہتر ہوتا
کہین ہمسر نہین طوبی سے صنوبر ہوتا
جسطرح ماہ پہ پروین سکے برابر ہوتا
عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا

بران نے سارے لشکر مین قیامت برپا کر دی ہی ابر ماہ سیما نے کہا بی بُران نے تو غضب کر رکھا ہی
سارا میرا لشکر تباہ ہو گیا بُران نے پکار کر آواز دی تو مقابلے مین ہنین آتی تیل ماش بھیجتی ہی یہ سنکر
ابر ماہ سیما جھلا گئی سحر کرتی ہوئی بڑھی گئی گولے مارے ملکہ بران نے اشارہ کر دیا گولے پھٹکر گرے
ابر ماہ سیما نے بڑے بڑے سحر کیے بھلا ملکہ بُران اسکے سحر کو کب مانتی ہین جب اشارہ کر دیا سحر دفع ہو گیا
جب ابر ماہ سیما سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی ملکہ بران شمشیر زن نے جھولی سے کارد سحر نکالی آواز دی
او ابر ماہ سیما اُسی غصے مین کارد کھینچ ماری سینۂ پر کینۂ ابر ماہ سیما پر کارد سحر پڑی مہرہ پشت کو
توڑ کر پار گذری ابر ماہ سیما کا مرنا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز
آواز آئی کُشتی مرا نام من ابر ماہ سیما بود یہان تو کل ساحرون کو ملکہ بُران نے گھیر کر مارا کوئی ساحر
زندہ نہ بچا وہان لشکر صاحبقران مین یہ وقت تھا کہ تین دن اس سحر کو گذر چکے تھے صاحبقران بسبب
حرز ہیکل کے بیہوش تو نہین ہوے مگر اسم اعظم منہ دل در و منہ سارے لشکر کو دیکھا مبتلاے آفت
گرد لشکر آگ بھڑک رہی ہی آسمان سے برف برس رہی ہی سب ملازم بیہوش پڑے ہین صاحبقران بیقرار
و اشکبار چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین جدھر جاتے ہین سردارون کو بیہوش پاتے ہین کوئی دعائین
مانگ رہا ہی کوئی رو رہا ہی اشکون سے منہ دھو رہا ہی باپ چاہتا ہی کہ بیٹے کو اُٹھائے خود بھی اُسی آفت
مین پھنستا ہی برف کا برسنا اہل اسلام کا قطرۂ آب کو ترسنا صاحبقران حیران حیران اس حال
مصیبت مآل کو دیکھ رہے ہین اور دعائین مانگتے ہین کہ اے پروردگار اے ستار و غفار یہ کیا معرکہ
ہی یہ آفت آسمانی کیسی آئی کہ کل اہل اسلام تباہ ہوے جاتے ہین گلزار ابراہیمی پر خزان آئی بلاک کر
جو صاحبقران زمان نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک دناتا ہوا کہ دل سب کا
ہلگیا ابر شق ہو کر غائب ہوا آگ بجھ گئی ہر طرف سے صداے تکبیر بلند ہوئی خوشیان کرتے ہوے
سب سردار اُٹھے صاحبقران نے فرمایا کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا تھا معلوم ہوتا ہی کسی ہمارے
دوست نے اُسکو مارا بادشاہ نے فرمایا عیار پہلے ہی نکل گئے تھے یہ فرزندان عمرو ہین کوئی نہ کوئی
عیاری کر کے ساحر کو مارا لشکر لقا مین یہ خبر پہونچی کہ اہل اسلام اس آفت مین مبتلا تھے اب وہ آفت
برطرف ہوئی اسوقت بڑی خوشیان ہو رہی ہین لقا نے کہا یہی تقدیر ہمنے نوّے ۹۰ ہزار برس پیشتر کی تھی
کہ مسلمان آفت مین پھنسینگے اور پھر بچ جائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین

آکر میٹھے ناچ گانا ہونے لگا مگر خیال ہی کہ عیار واپس آئین تو حال مفصل معلوم ہو کہ ساحر کو کسنے مارا ہمین
معلوم یہ کون ساحر تھا صاحبقران زمان تو اس انتظار مین ہین مگر وہان ملکہ بُران لڑائی فتح کرکے
پلٹین بارگاہین خیمے سب وہین چھوڑ دیے بُران اُس پہاڑ پر آئین کہ جہان سب عیارون کو نجون
کے ہاتھ روانہ کیا تھا سب عیار بیہوش ہو گئے تھے آکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ عمرو کی آنکھ کُھلی گھبرا کر
اُٹھے پوچھا کیون ملکہ بُران وہان کیا گذری بُران نے کہا آپ کا اقبال اور رحمت پروردگار سے
اُس ہیجیا کو اس کنیز نے واصل جہنم کیا یہ سنکر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا مین خیمے وغیرہ جا کر قبضے
مین تو کرون ملکہ بُران ہان ہان کرتی ہین مگر خواجہ کب سنتے ہین پہاڑ سے کود کر بھاگے جاتے ہی
سب بارگاہین خیمے نذر زنبیل کیے جادوگرون کے مُردے بھی خواجہ نے لوٹ لیے جا بجا مردون کی
کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی پائی نکال لی اگر ہمیانی دستیاب نہوئی ایک لات ماردی
کہ اودنی عمر بھر خوب پید اکیا اور کچھ ہمارے واسطے نہ رکھا کوئی مردہ باقی نہ رہا سب کو لوٹ کے
بالاے کوہ آئے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب تو لشکر قریب ہی خواجہ اگر تمھاری خوشی ہو تو لشکر
صاحبقران مین ہوتے چلیے عمرو نے کہا میرا جانا مناسب نہین صاحبقران مجھکو روکینگے یہ سنکر
ملکہ بُران نے کہا خواجہ اگر وہان جانا مناسب نہین یہ عیار تو لشکر اسلام مین جائینگے اگر آپ کی خوشی
ہو تو ایک نامہ بنام ایرج نوجوان لکھدون خواجہ نے کہا بسم اللہ لکھدو ابو الفتح پہونچا دیگا ملکہ بران
کے دل مین نہایت اشتیاق بھرا ہوا تھا کاغذ و قلم و دوات جھولی سے نکالا نامہ لکھنا شروع کیا نامہ
غزال صحراے بے اعتنائی و پروردۂ مہد کج ادائی زاد اللہ عشقکم + بعد آرزوے ملاقات اشتیاق
آیات واضح ضمیر مہر منیر شہریار جلالت آثار ہو کہ یہ فراق دیدہ ہجران کشیدہ اس کوہ تک آئی
بڑی سختی اُٹھائی آپ کی ملاقات کا دل کو نہایت اشتیاق تھا مگر آپ تک آنا مناسب نہوا مہیان
ابر ماہ سیما کو مارا جسنے آپ کے لشکر ظفر اثر کو مبتلاے سحر کیا تھا مگر دل کی بیقراری کا کیا حال لکھین اکثر
سمجھانے والے سمجھاتے ہین ہم پہرون ہوش مین نہین آتے اپنے ہجر کا حال لکھین تو برسون تک
نہ لکھ سکین کس کس کا ذکر کرین دل بیقرار آنکھین اشکبار ہاتھون کو خواہش چاک گریبانی دل کو پریشانی
ہی پائون کو کوچہ گردی کے مشتاق قلب کو دیدار فرحت آثار کا اشتیاق کیا کہین عجیب کیفیت ہی

بقول شاعر شیرین کلام نظم

نہ آہ سینے میں ہے پیچ و تاب سے فارغ — نہ آنکھ میں ہے نگہ اضطراب سے فارغ
کیا فلک نے جو فکر شراب سے فارغ — رہے نہ دغدغۂ احتساب سے فارغ
کسی کی یاد نے کچھ کیکے وقت مرگ کیا — سوال روز جزا کے جواب سے فارغ
گناہ جسنے کیے بیحساب خوب رہا — کہ جلد حشر میں ہوگا حساب سے فارغ
نہ سونے دیگی تپش دل کی چین سے پس مرگ — جو ہم ہوئے بھی لحد کے حساب سے فارغ
ملا ہے دیدۂ بیدار و بختِ خفتہ ہمین — یہ فکر خواب مین وہ فکر خواب سے فارغ
تسلیان مجھے دیتا ہے اسلیے وہ شوخ — کہ تا کبھی نہ رہون اضطراب سے فارغ
تھمی ہے چرخ کی ایام ہجر مین گردش — یہ دن وہ ہین کہ ہے دہر انقلاب سے فارغ
بہشت مین بھی ہین رند اور بادۂ طہور — کہین نہین ہین وہ شغل شراب سے فارغ
خوشا طبیعت آزاد کردیا جسنے — تعلقاتِ جہانِ خراب سے فارغ
جلال روے کتابی کی یاد مین شب و روز — رہی نگاہ نہ سیر کتاب سے فارغ

دل نہین مانتا اگر ہوسکے کسی طرح اس نیاز نامے کا جواب ضرور لکھیے گا اگر جواب نامہ ہم تک پہونچا تو دل کو تسکین روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی زیادہ کیا لکھون آفتاب حسن وکمال ازاُفق جاہ وجلال تابان و درخشان رہے یہ لکھکر لفافے پر اپنی مُہر کی نامہ ابوالفتح کو دیا کہا بھیجا یہ نامہ مخفی اُنکو پہونچانا ابوالفتح نے نامے کو لے لیا خواجہ نے ایک عرضی بنام صاحبقران لکھی کہ غلام نے آرام ابر ماہ سیما کو قتل کیا جسکی وجہ سے آپ کے لشکر پر آفت تھی غلام کا حاضر ہونا مناسب تھا ورنہ قدمبوسی کرتا اب تو قتل افراسیاب کی فکر ہے آٹھ پہر رہائی اسد کا ذکر ہے چند فقرات لکھکر یہ عرضی شعبان کو دی کہا اے فرزند یہ عرضی آقاے نامدار کو دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نہایت مشتاق دیدار فرحت آثار ہے آپ کے اقبال سے غلام نے افراسیاب کے جی چھڑا دیے انشاء اللہ بہت جلد اسد غازی کو بھی رہا کرتا ہون بہت کچھ عمرو نے کہا شعبان نے عرض کی اسی طرح عرض کردونگا یہ پانچون عیار رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے ملکہ بُران خواجہ کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلین عجائب وغرائب دیکھتی ہوئی جاتی ہین گذر ملکہ بران کا طرف سے قلعۂ مینوش شان کے ہوا مینوش جادو یہان کی حاکم ہے اس قلعے کا دستور ہے کہ ہر وقت

شراب خواری ہوتی ہے نشے میں یہان کے رہنے والے بلبلاتے پھرتے ہین مستورات مین کسی کی شناخت نہین ہے نشے مین چور مزاج کے مغرور عقل و فراست سے دور حماقت سے معمور جسکے یہان گیا نام اُسکا بیگار بیگارا صاحب خانہ جو گھر سے نکلا گھڑا شراب کا لیے ہوے ایک ہاتھ مین کابلی مٹر چنا بیان بچھ گئین جو آیا بیٹھ گیا شراب چلنے لگی اُسی نشے مین دختر کو دیکھا کہ آتی ہے پکار کر کہا بیٹا کہان سے آتی ہو اُسنے بھی نشے مین جواب دیا ایک کام کو گئی تھی وہ بھی آکے شریک ہوئی تھی انجواز مین سب مصروف ہوگئے کوئی جوان اپنے ساتھی کو لیے بیٹھا ہے ہنگامہ شراب خواری بلند ہے ستار جادو کوتوال قلعہ ہے آج اُسکی شادی کا دن ہے اُسکے مکان پر سب ساکنان شہر جمع ہین مٹکے شراب کے رکھے ہین چار ہزار آدمی جمع ہین برات کے سامان درست دولہا مسند پر بیٹھا ہے نشے مین ڈوبا ہوا کبھی کپڑے اُتارتا ہے کبھی خود ناچتا ہے کسی طرح چین نہین گانے والی بھی اسی حال مین ہے گانے والی پر ساحرون کے ہجوم ہین خم شراب بھرا گئے اور غوطہ مارا دریاے حماقت کے پار ہوے اور زیادہ بیقرار ہوے خواجہ عمرو نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا کہ دولہا لباس فاخرہ پہنے ہوے چاندی سونے کے زیور مین لدا بیٹھا ہے خواجہ کے منھ سے رال ٹپک پڑی کہا واہ رے برادران کیا عمدہ مجمع ہے میرا بھی دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے ذرا مجھکو اُتار دو ملکہ براں نے خواجہ کو ایک طرف اُتار دیا آپ نخل پر عقاب بنکر بیٹھین پتون مین چھپی ہوئی ہین یہان سب محفل مین بیٹھے ہین کہ سب نے دیکھا ایک بڈھا گویا طنبورہ کاندھے پر سرخ چیرہ سر پر باندھے ہوے مشروع کا پائجامہ کرتا چکن کا گنگناتے ہوے محفل مین آئے پکار کر آواز دی اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین یہ حیثیت آباد دولہا دلہن دلشاد ہم پرانے گانے والے ہین دولہا کی مان کو بیاہ کے لائے دولہا کی نانی کو گودیون مین کھلایا سبھون نے کہا بڑے میان صاحب آئیے ہمین آپ کا نام یاد نہین کہا حضور اُستاد خورد و بزرگ میرا نام راضی کرنا سب کو یہی کام ہے سب صاحب مجھکو پہچانتے ہین ملکہ مینوش کو گودیون مین کھلایا اُنکے باپ چھوٹے سے تھے اُنکو گود مین لیکر بیٹھتا پہنا کے ٹکے کا ٹھرا پلاتا تھا سب نے کہا میان پیر کلانوت صاحب اچھی طرح بیٹھیے کچھ گانا سنائیے ہم لوگون کو آپ کا بڑا اشتیاق ہے خواجہ نے سب کے بیچ مین بیٹھکر اول طنبورہ ملایا سب جانتے تھے کہ بڈھا کیا گائیگا کچھ مسخرہ پن کریگا لیکن خواجہ نے بالحان یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ملی ابتدا سے راحت روز کے دکھ پانے والے کو	[illegible] غم آپ کے غم کھانے والے کو

نہ سنتے کسطرح ہنس ہنس کے وہ بربادیان میری
مزا سنے لگا دل کو جفا سے بیوفاؤن کی
دھٹائی سے ملائین اانکہ نظرین میری نظرون سے
بہار باغ دکھلا ئے اگر قسمت سے ملجا ئے
زمانہ بھی بُرا ہی اور خدا کا بیگمان بھی ہون
گلا گھونٹے ہوے ہی آپ اپنا دونون ہاتھون سے
ہزارون عذر آتے ہین ہر اک وعدہ بھلانیکے
شب فرقت مین بھی اُتنے ہی مین پہلو بدلتا ہون

کہ ہوتی ہی خوشی اپنی مرادین پانے والے کو
بڑا چسکا پڑا چوٹون پہ چوٹین کھانے والے کو
مگر پھر بھی حیا آہی گئی شرمانے والے کو
کسی کے ہاتھ کا چھلا کسی گل کھانے والے کو
یہ سمجھون خود غرض کیونکر ہین سمجھانے والے کو
عجب مجبوریان ہین ہجر مین چلانے والے کو
ہمارے سر کی جھوٹی جھوٹی قسمین کھانے والے کو
ادائین خفتی آتی ہین مرے تڑپانے والے کو

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی اور کچھ ٹھمریان پچہ بھجن ایسے ایسے گائے کہ تمام گنوار رباب سے لٹے نشے مین جھومنے لگے کوئی روپیہ دیتا ہی کوئی پیسہ دیتا ہی جب کسی نے روپیہ دیا خواجہ نے ہاتھ بڑھا کے روپیہ لیا ہاتھ سے ہاتھ جو ملا انگوٹھی اُسکے ہاتھ مین تھی اُتار لی سبھون نے کہا خورد و برد کیا کہنا حقیقت مین صاحب کمال ہو خواجہ نے کہا ابھی آپ لوگون نے کیا دیکھا ہی مین ساقی گری خوب کرتا ہون اور صفت یہ ہی پاؤن سے ناچون دونون ہاتھون سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن اُن سبھون نے کہا اُستاد خورد برد یہ تو بڑی مشکل کی بات ہی خواجہ نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ابھی سب باتین آپ کو دکھاؤن سب نے کہا بہت خوب خواجہ نے گھنگھرو منگا کر باندھے مٹکون مین بیہوشی خوب ہی بھر کر ملائی جام بھر کر سر پر رکھا گت ناچتے ہوے بڑھے قریب دولھا کے پہونچکر سر جھکایا کہا دولھا کو سر سے شراب پلانا چاہیے دولھا نے جام لیا غٹ غٹ پیگیا اب تو خواجہ عمرو نے دورا باندھا تھوڑی دیر مین سبکو شراب پلائی گاتے بھی جاتے ہین شراب کے مضمون کے اشعار ساقی نامے میان قمر کے مضمونون سے بھرے ہوے کہین باغ کی تعریف کہین ساقی کی توصیف کبھی عشرت سب کیفے مین تعریفین کر رہے ہین میان دولھا صاحب کو دو جام پلائے دولھا صاحب بیٹھے بیٹھے گھبرائے بلبلا کر اُٹھے کہتے ہوے اُستاد خورد برد تم گاؤ اور ہم ناچین ہاتھ چمکاتے ہوے جو اُٹھے سب اُٹھ کھڑے ہوے دو دو قدم چلے تھے کہ بیہوشی نے تاثیر دکھائی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

خواجہ عمرو		مرا نام ہی خواجۂ خواجگان		عمرو نرگس چشم مہتر مہتران

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کنوئین
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی

اڑاتا ہون کف رکھکے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر زیب چشم نامدار
کہ آتا ہمارا جہانگیر ہی

پہلے دولھا کا لباس لیا بعد اُسکے سب کے کپڑے اُتارنے لگے یہان تو خواجہ محفل کو لوٹ رہے ہین ملکہ
بران نخل پر بصورت عقاب بیٹھی تھین شاخ نخل پر سر رکھا جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کئی دن کی جاگی
ہوئی تھین آنکھ بند ہوگئی مگر مینوش جادو جو اس قلعے کی حاکم ہی سوتے سوتے جو اُٹھی ایک جام شراب کا
پیا گزک لینے کو کمرے مین گئی یہ مقام بھی متعلق طلسم ہوشربا ہی دو پتلیان سنہری بیٹھی ہین اُنھون نے
جھک کر سلام کیا مینوش نے پوچھا کیون مکدر ہو رہی ہو ایک نے کہا اپنے شہر کی خبر لیجیے دشمن
سامری ساربان زادہ جسکا نام لینا مناسب نہین اس شہر مین وہ آگیا کوتوال کی برات کو لوٹ
رہا ہی دختر گوکب بھی اُسکے ساتھ ہی جسنے ہزارون سامری پرستون کو مارا ہمارے کان مین تو اوری
آوازین آتی ہین دل گھبرا رہا ہی یہی عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ کی خیر ہو یہ سُنتے ہی مینوش
بصد جوش وخروش یہان سے چلی خواجہ خوب اطمینان سے برات کو لوٹ رہے ہین کپڑے بھی
سب کے اُتار لیے کمر بھی ٹٹول رہے ہین دست بدعت دراز خنجر برہنہ ہاتھ مین جسکو جی چاہا مار دیا
اُسکا شکم چاک قصہ پاک مینوش نے دور سے آواز مرنے کی ساحرون کے سُنی آکے دیکھا اُس
مقام کو عمرو نے مزبلہ قصابان بنا دیا ہی دریا سے خون جاری لاشے تڑپ رہے ہین دہن سے للکارا او
دشمن سامری خبردار کیا کرتا ہی مین آپہونچی خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون مینوش نے اشارہ کیا
زمین نے پاؤن عمرو کے تھام لیے اب تڑپ گرگری کمر مین عمرو کی پنجہ دیا لے اُڑی اور باران سحر بھی برسایا
سب ہوشیار ہوے بھائی نے بھائی کا لاشہ دیکھا باپ نے بیٹے کو مردہ پایا کوئی روتا ہی کوئی پچھاڑین کھاتا
ہی مینوش جو چلی سب اسکے ساتھ چلے کہتے ہوے سب کو کسنے مارا گویا کیا ہوا مینوش کہتی ہی وہ گویا نہ
تھا یہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دشمن ساحران قاتل سامری پرستان یہ کہتی ہوئی قریب
اپنی بارگاہ کے آئی عمرو کو لیے ہوے زمین پر پہونچی سب نے صورت دیکھکر کہا ہمارا یہ گویا نہین ہی
یہ تو موش صحرائی معلوم ہوتا ہی یا کسی جزیرے کا کوئی جانور ہی یہ تو ثابت کیجیے کہ نر ہی یا مادہ بالفعل بیٹھا معلوم

معلوم ہوتا ہی مینوش کہتی ہی ارے کمبختو یہی عمرو عیار ہی صورت بدل لیتا ہی ساحرون کو دھوکا دیتا ہی یہ کہکر عمرو کو سامنے ڈالدیا کہا جلاد کو جلد بلاؤ خواجہ حیران ہین کہ مین اس آفت مین مبتلا ہون ملکہ بران پر کیا گذری معلوم ہوتا ہی چلی گئین اب مین میان کیونکر بچونگا اگر کسی تدبیر سے جان بچی تو تابہ لشکر مجھے کون پہونچائیگا تڑپ رہے ہین پھڑک رہے ہین جب دیکھا کہ مینوش نے جلاد کو بلوایا سوچے کہ خواجہ اب تو کچھ عیاری کرنا چاہیے مینوش نے کہا سب اسباب محفل کیا ہوا خواجہ یہ سنکر خوب ہنسے کہا ای ملکۂ عالم ایک دن افراسیاب نے آپ کا ذکر کیا تھا مین آپ کا عاشق ہون ادھر جو گند جوا برات مین آپ کو نہ پایا سوچا کہ اگر ان سب کو قتل کرونگا آپ ضرور آئینگی مین نے صورت زیبا کو دیکھ تو لیا آرزوے دلی پوری ہوئی دیکھیے یہ بٹوا جو میرے پاس ہی اسی مین سب اسباب رکھا ہی الگ مجھکو لیچلیے مین سب آپ کو پورا پورا اسباب دکھادون اور بھی محبت کچھ ہی جو آپ پسند کیجیے مین حاضر کرون مین تو آپ کے نام پر مرتا ہون افراسیاب کو قتل کرون آپ کو تخت پر بٹھاؤن مینوش نے کہا خواجہ یہ نہ کہو اگر شہنشاہ سُن پائینگے بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا وہ مغرور ہی عقل وفراست سے دور ہی مینوش نے کہا خواجہ اسباب دکھائیے زیادہ باتین نہ بنائیے عمرو نے کہا کنارے چلیے مینوش جادو کو نہایت اشتیاق تھا عمرو کو لیکر تنہائی مین آئی سحر بھی خواجہ پر سے اُتار لیا اس خیال سے کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جائیگا عمرو نے کنارے آکر زنبیل کا مُنہ کھولا کہا آئیے ملاحظہ فرمائیے مینوش نے سر ڈال کر دیکھا ہزارہا باغات دروازے اُنکے مثل آغوش عاشق کھلے ہوے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین وصبا دلڑ رہے ہین اس عرصے مین دیکھا ایک طرف ایک گوشے مین ہمارا بھی مال رکھا ہی حیران ہی دل سے کہتی ہو اے مینوش یہ کیا معرکہ ہی کبھی سر باہر نکال لیا اپنے کو اسی مقام پر پایا پھر تماشا دیکھنے مین مصروف ہوتی ہی جب اسکا نصف جسم زنبیل مین پہونچا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی مینوش زنبیل مین گری پانچ چار جادوگرنیان گرد آئین ایک نے چوٹی پکڑی ایک نے کان تھامے کہا کہ کپڑے اُتار دے ہمین حساب دینا پڑیگا اسنے چاہا کہ سحر کرون اب جو یاد کرتی ہی سحر یاد نہین آتا ایک غرقی بندھوادی ٹوکری سر پر رکھی مینوش نے تامل کیا میٹ نے ایک سونٹا مارا کہا چلتی ہی کہ نہین سرکار شاہ عمرو کا یہ مقام ہی یہان کسی کی سرکشی نہین چلتی ناچار مجبور مینوش ٹوکری ڈھونے لگی میان ملکہ بران شمشیر زن جو بزم سے نکل گئی تھین

ہوا زور سے چلی آنکھ کھل گئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُس مقام پر عمرو کو نہ پایا بہت گھبرائیں نخل سے اُتریں دیکھا ہزار ہا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین مگر خواجہ عمرو ندارد ملکہ بران تو اسطرف سے ڈھونڈھتی ہوئی چلیں اُدھر خواجہ عمرو نے جب مینوش کو گرفتار کیا اُسی کی شکل بنکر باہر آئے پکار کر آواز دی صاحبو عمرو کو تو مین نے غرق زمین کر دیا اب تم سب صاحب بیٹھو آج تم سب کی ہمارے یہان دعوت ہے کنیزین دوڑ کر شراب لائین گزک وغیرہ بھی لا کر رکھی کہا دیکھو صاحبو سارپان زادہ اسی طرح گاتا تھا دیکھو مین بھی گاتی ہون یہ کہکر اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

مائل جور و جفا جب وہ بت طناز تھا — عاشقو صبر و تحمل پر مجھے بھی ناز تھا

قتل ابرو کے اشارے سے ہر اک جانباز تھا — قتل گہ مین کل عجب اُس ترک کا انداز تھا

میکدے مین کیون نہ ملتی میکشو چوکھی شراب — ربط تھا ساقی سے مجھکو مغبچون سے ساز تھا

دیکھنے معشوق آتے تھے تجھے عاشق تو کیا — جبتلک سبزہ نہ عارض پر ترے آغاز تھا

چھین کر دل لیگئے وہ کس سے مین باتین کرون — ہجر مین ہمدم وہ تھا میرا وہی ہمراز تھا

صلح مجھسے ہو گئی جب غیر سے بگڑا وہ یار — کھلگیا آخر وہی اک مفسدہ پرداز تھا

میرے مرقد پر وہ پڑھکر فاتحہ کہنے لگے — خبر ہمکو نہ تھی تو عاشق جانباز تھا

کیا خضر میرا ہوا گر چاک کر ڈالا یہ دل — اسمین تھی یاد آپہی کی آپ ہی کا راز تھا

کیون نہ توبہ کر لی اے غافل یہ تو نے کیا کیا — بند تھین جبتک نہ آنکھین باب توبہ باز تھا

تھا قفس مین شوق مجھ بلبل کا قابل دید کے — ہائے بے بال و پری مین مائل پرواز تھا

سچ کہو کیا میرے پہلے غیر آیا تھا کوئی — کل تو صاحب بات کرنے کا نیا انداز تھا

کیا ہوا جو بن وہ آئینے مین دیکھو اپنی شکل — تمکو اس حسن دو روزہ پہ نہایت ناز تھا

وقت مشکل ساتھ چھوڑا ہے انھین احباب نے — ہائے سطوت دوستی پر جنکی تمکو ناز تھا

یہ غزل جو خواجہ نے گائی سب ساحر شہر کے بلک گئے کہا اے ملکۂ عالم حقیقت مین یہی عمرو کی آواز تھی اسوقت تو حضور نے ایسی نقل کی کہ نقل کو اصل سے ملا دیا کیا حضور نے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے کہا صاحبو تم نے ابھی کیا کمال دیکھا اسیطرح ساقیگری بھی کرون جسطرح کہو اُسی طرح شراب پلاؤن وہی رنگ دکھاؤن یہ کہکر سب کو شراب پلائی گانا بھی سنایا گھنگھرو بھی پاؤن مین باندھے محبت مین رنگ باندھدیا سب کو

بیہوش کرکے لوٹ بھی لیا جادوگرون کو قتل بھی کیا اُدھر سے ڈھونڈھتی ہوئی ملکہ بران شمشیر زن آتی تھین
جادوگرون کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی ملکہ بران سمجھ گئین کہ کہین خواجہ نے رنگ جمایا اُسی طرف چلین
آکے دیکھا خواجہ عمرو جادوگرون کو قتل کررہے ہین پکار کر آواز دی خواجہ مین بھی آپہونچی عمرو نے کہا واہ بی
بران خوب تمنے خبر لی ہم قتل بھی ہوگئے ہوتے بران نے کہا خواجہ مین نخل پر بیٹھے بیٹھے سوگئی تھی اب
جو آنکھ کھلی آپ کو وہان نہ پایا لاشے پڑے لوٹ رہے تھے مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی راہ مین جادوگرون کے
مرنے کی آواز سنی اسطرف چلی آئی اب جلدی کیجیے یہان سے نکل چلیے ایسا نہو خدانخواستہ افراسیاب کو
خبر ہوجائے تو سخت غضب ہو یہ کہکر ایک تخت سحر تیار کیا اُسی پر خواجہ عمرو کو بھی سوار کرلیا بڑے زور و شور
سے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلین یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی اکثر عرض کرچکا ہون کہ اٹھارہ ہزار
مُلک کی تصویرین باغ سیب مین نصب ہین افراسیاب مسرت بیٹھا ہی کنیزان زہرہ جمال مصاحبان
حورشمائل گرد بیٹھی ہین کہ افراسیاب نے نگاہ اُٹھاکر طرف تصویرون کے دیکھا قلعۂ مینوشان پر نگاہ
پڑی دیکھا مالک قلعہ کا تو نشان نہین رعایا کا بھی پتہ نہین معلوم ہوتا قلعے مین سناٹا معلوم ہوتا ہی یہ جو
افراسیاب نے دیکھا مُنھ پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قلعۂ مینوشان پر بھی کچھ زوال آیا سارے شہر
مین سناٹا معلوم ہوتا ہی یہ کہکر پکار کر آواز دی اسرار ساحری کہان ہی ایک کمرے سے ایک سنہری پتلی
نکلی سنہرے کپڑے پہنے ہوے گلوری کلّے مین دبی ہوئی لیکن تیور پر بل افراسیاب نے کہا ای اسرار
ساحری قلعۂ مینوشان کی کیا خبر ہی اسرار ساحری کی آنکھون سے آنسو ٹپاٹپ پڑنے کہا ای شہنشاہ
کیا عرض کرون جلدی نہین عرض کرسکتی جس ظالم کا نام نہین لے سکتی ایسا نہو نگوڑا اسی مقام پر
آجائے قلعۂ مینوشان مین اُسکا گذر ہوا سارے قلعے کو لوٹ لیا اب بران شمشیر زن کے ساتھ
تخت پر سوار آتا ہی طرف سے صحرائے بہار و خزان کے گذر ہوگا افراسیاب نے کہا تم جاؤ مین ابھی
اُس فتنہ انگیز کو لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ آج بران کو مار ڈالونگا یہان تخت پر
بران و خواجہ سوار اُڑے ہوے چلے آتے ہین یکایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا نہایت فرحت حاصل
ہوئی پھر ایک طرف سے جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ مُنھ جھلس گیا بران نے کہا خواجہ خدا خیر کرے جھک کر
دیکھا ایک طرف صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا نخل خودرو سرسبز و شاداب پھولون سے لدے ہوے غنچہ ہاے
سربستہ موسم بہار کو دیکھ دیکھ کے مسکراتے ہین پھول رنگ برنگ ہر نخل کے سائے مین پھولون کا انبار

بخزان گلزار عندلیبان زمزمہ سرا کی پکار لب پر یہ اشعار آبدار جاری ہین اشعار

ہی آج کل در گلشن پہ پاسبان صیاد — عبث ہوا ہی ہمارا عدوے جان صیاد
ابھی سے توڑ رہا ہی یہ عنادل کو — ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت — کہ آگیا سر بلبل پہ ناگہان صیاد
فسانۂ گل و بلبل ہی یادگار چمن — رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد
نہ آئے چاک قفس سے بھی تا ہوائے چمن — قفس مین اور لگاتا ہی تیلیان صیاد
خدا کی شان ہی دو دن مین ہوگیا [illegible] — قفس پہ رکھتا ہی پھولون کی بدھیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہی نہ شوق سنبل و گل — ہوئی ہی نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہمصفیرونکی صحبت نہ گل کا نظارہ — نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو — پڑیگا تجھپہ قہر وبال جان صیاد
خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہی — چمن مین پھرتا ہی کیا مطلق العنان صیاد
چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہی — چلا ہی باد بہاری کا کاروان صیاد
ہزار مرتبہ مر مر کے مین جیا لیکن — نہ غم سے باغ جہان مین ملی امان صیاد
لکھی ہی تازہ قوافی مین وہ غزل رعنا — کہ رند کا مجھے کہتا ہی ہمزبان صیاد

ہرطرف ہنگامۂ شورش بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین فصل بہار کی خوشیان ہین مثل برق کے چمک رہے ہین شاخین دست تمنا کو بالا کھلا ہوا ہی سبزۂ خوابیدہ بیدار صبا کی اٹھکھیلیان گوش گل مین خبر عشرت اثر بہار پہونچاتا کبھی اتراتا کبھی نشہ بادۂ شبنم سے مست ہو کر لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے مملو کیفیت بہار مین عجب سرور ایک جانب صحرائے ویران سنسان میدان بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین خار صحرا سرکشی دکھاتے ہین چند دیوانے وحشت زدہ خاک منھ پر ملے ہوے غل مچاتے پھرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہی کہ نظم

تیغ نگہ دیدۂ خونخوار نکالی — کیون آپ نے عشاق پہ تلوار نکالی
بھولے ہین غزالان حرم راہ خطا سے — تمنے عجب انداز کی رفتار نکالی
دھڑکا مرے نالے کا رہا مرغ سحر کو — آواز شب وصل نہ زنہار نکالی

ہر گھر ہین گئے رکھتے ہین گھر ام پڑیگا — گر نعش ہماری سر بازار نکالی
آخر مری تربت سے اُگا ہی گُل نرگس — کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی
ہین وصل کا سائل ہون نہ وعدہ کا طلبگار — باتون مین عبث آپ نے تکرار نکالی
جلجائیگا یہ چرخ مین ہستی ابھی اہ دل — سینے سے اگر آہ شرربار نکالی
دل لیکے بھی رعنا کا کیا پاس نہ افسوس — کچھ حسرت دل تونے نہ عیار نکالی

دیوانون کی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہی کوئی پانون سے کانٹے نکال رہا ہی آپ ہی پھوٹ پھوٹ کے رو رہا ہی ہوائے گرم کے جھونکے چل رہے ہین زرد پتے درختون کے مثل چہرۂ مدقوق نرگس بیمار کی انکھین جھکی ہوئین سر نہین اُٹھاتی جب جھونکا ہوائے گرم کا چلا نخل ہائے سرسبز و شاداب کا مرجھانا آفتاب مین حدت صحرا کی عجب کیفیت پانی ناممکن چشمے خشک پڑے ہین سوائے چشمۂ آفتاب دوسرا چشمہ نایاب ملکہ بران نے بہار و خزان کا جو یہ رنگ دیکھا کہا خواجہ ذکر سنا کرتے تھے کہ طلسم ہوشربا مین صحرائے بہار و خزان ہی وہ آج آنکھون سے دیکھ کیا حقیقت مین کوئی عجائب و غرائب ایسا نہین ہی جو اس طلسم مین ہو خزان کی طرف رُخ نہ کیجیے صحرائے بہار مین چند ساعت ٹھہر جائیے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ بران مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے ملکہ بران نے کہا خواجہ افراسیاب جادو یہان کہان آئیگا اُسکو اپنے عیش و نشاط سے فرصت نہین غرض بران و خواجہ ایک جھیل پر آکر ٹھہرے تماشا گل و بلبل کا دیکھنے لگے خواجہ رہ رہکر فرماتے ہین اے ملکہ عالم میرا دل ٹھہرا آتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی بران ہر مرتبہ یہی کہتی ہین اے خواجہ تھوڑی دیر یہان کا تماشا دیکھیے پھر چلتے ہین گھبرائیے نہین یہان کون آسکتا ہی بران و خواجہ یہ باتین کر رہے تھے کہ آسمان پر سے آواز آئی ہاش اولیسو بریدہ تیری ذات سے وہ وہ صدمے اُٹھائے کہ جسکی حد نہین او ساربان زادے تیری بھی فکر مین تھا بران و خواجہ نے سر اُٹھاکر افراسیاب کو دیکھا کہ چلا آتا ہی خواجہ نے بران سے کہا غضب ہوا جو مین کہتا تھا وہی پیش آیا نعرہ کرتا ہوا افراسیاب زمین پر آیا آتے ہی سحر کیا بران نے بھی سحر کیا آپسمین سحر چلنے لگے ملکہ بران برس پڑین بجلی پھینک ماری بالیان کھینچ مارین افراسیاب پر آفت برپا کردی افراسیاب ہر طرف مُڑ مُڑ کے دیکھتا ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا ملکہ بران کے سحر اشارون سے دفع کر رہا ہی مگر خواجہ نے گلیم اوڑھلی ہی کنارے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین کھڑے کھڑے سوچے کہ اب کچھ عیاری کرین

یہ سوچکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے اور دور سے پکارتے
ہوے چلے ای شہنشاہ مین بھی آپہونچی اب بی بران کہان جائینگی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ صرصر
چلی آتی ہی صرصر کو دیکھکر کھٹکا بران کے سحر تو اشارون مین دفع کر رہا ہی فوراً ران پر ہاتھ رگڑا دیکھا
معلوم ہوا کہ عمرو عیار بشکل صرصر آتا ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر جلد بران کو آکر گرفتار
کر خواجہ عمرو جھپٹ کے قریب بران کے آئے چاہا حلقہ ہاے کمند مارون دل مین یہ ہی کہ بران کو
بیہوش کر کے افراسیاب پر اپنا اعتبار جماؤن یہ سوچکر قریب بران کے پہونچے بائین آنکھ کا تل بھی
بران کو دکھا دیا بران نے تامل کیا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مار دیے حباب مار کر بیہوش کیا اب
پکارتے ہوے چلے ای شہنشاہ جلد آکر اسکا سر کاٹ لیجیے افراسیاب نے جو دیکھا کہ اب بران بیہوش
ہو چکی بڑھکر آواز دی او ساربان زادے مین نے پہچانا یہ کہکر اشارہ جو کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے
تھام لیے دھم سے گرے افراسیاب تیغ کھینچکر چلا عمرو نے دیکھا کہ آج افراسیاب کو بہت غصہ ہی
مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا خیال کیا کہ کیا تدبیر کرون کہ اب جان بچے یاد آگیا کہ موے سر شعلہ خوار
میرے پاس ہین فوراً کمر سے نکالے الٹو پیچ و تاب دینا شروع کیا اور پکار کے آواز بھی دی ای شعلہ خوار
جلد آ یہ وقت مدد ہی جیسے ہی افراسیاب جھپٹ کر چلا پہلو سے ایک شعلہ پیدا ہوا افراسیاب پر ایک
لات پڑی کہ افراسیاب دھم سے زمین پر گرا وہ شعلہ گرد خواجہ و بران کے پھرا اور پکار کر آواز دی
خواجہ اٹھکر بھاگو خواجہ و بران اٹھے افراسیاب جب اٹھتا ہی کوئی دھکا دیکر گرا دیتا ہی افراسیاب
کے منھ پر ایک ہاتھ بھی آگیا جب افراسیاب سحر کرنے کا ارادہ کرتا ہی وہ ہاتھ منھ کو افراسیاب کے
دبا دیتا ہی افراسیاب سحر نہین کرنے پاتا جب بران و خواجہ اٹھے آواز آئی ارے بھاگ کر نکل جاؤ
مین اسکو روکے ہوے ہون افراسیاب اٹھ نہین سکتا جب اٹھا پھر کوئی گرا دیتا ہی خواجہ و بران
بیقرار ہو کر بھاگے افراسیاب پڑا ہوا دیکھ رہا ہی اس ڈر کے مارے نہین اٹھتا کہ پھر کوئی لات مار کے
گرا دیگا حیران ہی کہ میرا منھ کسنے بند کر دیا ایک شعلہ گرد بھڑک رہا ہی افراسیاب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے
چہار جانب دیکھتا ہی کہ یہ کیا بلا مجھ پر نازل ہوئی جب عمرو و بران دور نکل گئے تب وہ شعلہ غائب ہوا
افراسیاب جھاڑ پونچھکر اٹھا انگشتر جمشید کو اچھالا اور آواز دی یا خداوند سامری و جمشید یہ آج کیا
آفت تھی کہ مین گر پڑا اپنے مقام سے نہ اٹھ سکا کسی نے منھ پر بھی ہاتھ رکھدیا سحر نہ کر سکا یہ کیا معرکہ تھا

انگشتر سے ایک شعلہ چمکا آواز آئی ای افراسیاب خود کردہ را علاج نیست عمرو کو تو نے بیجا گرفتار کیا
مین قید کیا شعلہ خوار آتش خور کو اُسنے تسخیر کر لیا اُس شیطان بچے نے موئے سر اپنے عمرو کو دیئے
ہین اسوقت عمرو نے اُن بالون کو پیچ و تاب دیا فوراً شعلہ خوار آیا اُن دونون کو بچایا اُنکو لات مار کر
گرا دیا ایک ہاتھ منھ پر بھی رکھدیا کہ سحر نہ کر سکو یہ مضمون سنکر افراسیاب کانپنے لگا انگشتر عمرو نے ہاتھ
مین پہن لیا بہ قہر و غضب تمام اُڑتا ہوا چلا افراسیاب تو اٹھا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پہنچے
ملکہ بہاران شمشیر زن بہ فتح و فیروزی مثل باد نوروزی اپنے باغ لگا رہین مین آکے پہونچین ان سب کا
حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شعلہ خوار آتش خور پہونچنا افراسیاب جادو کا پاس ملکہ
سنجاب کاکل دراز کے سنجاب کا بہ خاطر افراسیاب بہار و مخمور کو گرفتار کرکے لانا و
کفیل آب بار کا ان دونون پر عاشق ہونا رہائی بہار و مخمور کی سنجاب کاکل دراز کے
سحر سے وہ پہونچنا خواجہ عمرو کا عین وقت پر و ذکر بدعت شعلہ خوار آتش خور و فکر کرنا
افراسیاب جادو کا مقدمہ گرفتاری شعلہ خوار آتش خور باقی حالات متعلقہ داستان

ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل ای منشی کلک حاضر جواب | کہ ہی بر سر جنگ افراسیاب | تردد مین ہی حاکم ملک و مال
طلسمات پر آگیا اب زوال | جو تھے دوست آخر کو دشمن ہوئے | جو رہبر بنائے وہ رہزن ہوئے
غرور و تکبر کا پایا مزا | مزا سلطنت کا ہوا جان گزا | شہنشاہ لاچین والا جناب
سخاوت شجاعت مین تھا لاجواب | اُسے کرکے معزول پایا ثمر | ز شاخ تمنا ہوئی بار ور
گل آرزو اُسکا مرجھا گیا | طلسمات پر خوب بلوہ ہوا | وزیران ذیشان جدا ہوگئے
موافق جو تھے وہ فدا ہوگئے | لکھا منشی فکر نے بیدرنگ | کہ ظاہر ہوا ہر سمت سامان جنگ
بہار گلستان کے کیا رنگ ہین | کہ طائر بھی گلزار کے دنگ ہین | صبا نے اُڑائے ہین بلبل کے ہوش

چلی دور کر کھل گئے گُل کے گوش
رخ گُل کا ہونے لگا امتحان
کہ پھینکا ہی لالے نے کیون سر کا تاج
خزان کا ہوا دخل گلزار مین
کہ آیا شہنشاہ دور خزان
شیاطین کا بلوہ ہوا فوج پہ
ہے ظلم و بدعت بڑی فکر ہی

یہ کہتی پھری صحن مین ہر بلا
گُل ارغوان ہی کہ یہ زعفران
جو دیکھا تو گلچین بھی ہی باغ باغ
لگی آگ لالے سے کہسار مین
سخن ہی قمر آپ کا لاجواب
ہوا ظلم و بدعت کا آخر گذر
عمل ہی خزان کا جو گلزار مین

خزان کی اب آمد کا سامان ہوا
ہر اک نخل گلشن کو سکتا ہی آج
جلاتے ہین صبا دکھی کے چراغ
سر نخل بلبل ہوئی نوحہ خوان
پھنسا اب تو آفت مین افراسیاب
شیاطین مین ہر دم یہی ذکر ہی
تو رنجبر کا غل ہی کہسار مین

شہسواران عرصہ گاہ جانبازی و مہمیز کنندگان مراکب حیلہ سازی اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ **افراسیاب** خانہ خراب بعد **بران و خواجہ** کے نکل جانے کے حیران و پریشان جاتا ہی نہایت رنج ہی کہ اے **افراسیاب** یہ کیا ہوگیا تھا ما بدولت سے کچھ نہو سکا اب اس شیطان بچے کو حوصلہ ہوا ہر جنگ مین اگر شریک ہوا تو نگاہین اسیطرح مجبور ہو جایا کرونگا تو بڑی مشکل ہوگی اس فکر مین **افراسیاب** اُڑا ہوا جاتا ہی ایسا غصہ ہی کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون صورت **محمنور** و **بہار** آنکھون کے نیچے پھرتی ہی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کہ ہائے یہ معشوقان پریچہرہ یون مجھسے جدا ہوگئے بی **بہار گلعذار** نے جاکر یہ خار دیا کہ اپنے کو گُل گلزار **صاحبقران** کا عاشق مشہور کیا **محمنور سرخ چشم** نے اپنے کو نام سے **نور الدہر** کے بدنام کیا ان دونون نے روح کو صدمہ دیا اب آرام نہ ملیگا مگر اس شیطان بے ایمان کی کچھ تدبیر کرنا چاہیے ورنہ یہ شیطان بچہ بڑی آفتین برپا کریگا کہ دور سے دیکھا ایک لشکر سامنے فرودگش ہی نازنیان مہ جبین جابجا پھر رہی ہین بیچ مین ایک بارگاہ کلان ہستادہ ہی قبہ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہی **افراسیاب** نے پہچانا کہ ملکہ **سنجاب کاکل دراز** کا یہ لشکر ہی اپنے کو خوب آراستہ کرکے چلا **سنجاب** بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی واری شہنشاہ **افراسیاب** تشریف لاتے ہین **سنجاب** برائے استقبال اُٹھی بیرون بارگاہ آکے کھڑی ہوئی کئی ہزار کنیزین ساتھ ہین کہ **افراسیاب** سامنے آگئے پہونچا **سنجاب** نے جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ تشریف لائیے **افراسیاب** اُتر آیا مقام صدر پر آکے بیٹھا **سنجاب** کے جمال جہان آرا کو دیکھکر **بہار** و **محمنور** کی یاد آئی بیقرار ہوکر ٹھنڈی سانس کھینچی کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا

کہا اے سنجاب کیا کہون کیونکر خاموش رہون دل نہین مانتا ہاے کیا کرون **نظم**

ہاتھ دوڑاؤن نہ کیون اپنے گریبان کیطرف
پاؤن بھی دوڑتے ہین دشت کے دامان کیطرف

دل تو کہتا ہی کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
حکم وحشت یہ ہی کر عزم بیابان کیطرف

ایسی نفرت ہی اگر خاک بھی ہو جاؤن مین
اُڑ کے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی تمسے مجھے بیزاری
آنکھ اُٹھاکر کبھی دیکھون نہ گلستان کیطرف

خشک ہو جائے خدایا وہین شانے کیطرح
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کیطرف

کور ہو جاؤن نظر پھر نہ کوئی شئ آئے
جائے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف

آنجائے کہین اُس روے کتابی کا خیال
خواب مین بھی کبھی دیکھونگا نہ قرآن کیطرف

لعل وگوہر ہین مرے لخت دل واشک مجھے
کیون نظر جائے کسی کے لب ودندان کیطرف

ہٹ گیا ہی یہ کسی گیسو ورخسار سے دل
کہ کبھی رخ نہ کرون گبر ومسلمان کیطرف

ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہو جائے وہین
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف

قبض ہو جائے مری روح بھی یوسف کی طرح
دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہین ہی ناسخ
دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیطرف

اس زاری وبیقراری سے **افراسیاب** نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ **سنجاب** نے کہا اے شہنشاہ نصیب دشمنان آپ کو کس بات کا ملال ہی **افراسیاب** نے کہا کیا کہون **مخمور** کا نکل جانا آج تک سناٹا پڑا ہی فرانشے کا جاتا رہا **بہار** کے چلے جانے سے باغ **سیب** مین خزان آگئی **سنجاب** نے کہا اگر حکم سرکار ہو ملکہ **بہار** و **مخمور** کو لاؤن مجھسے **بہار** و **مخمور** سے بڑی ملاقات ہی جسوقت سمجھاؤنگی دونون راہ پر آجائینگی میرے کہنے سے انکار نہ کرینگی **افراسیاب** نے کہا اے **سنجاب** اگر تو نے **مخمور** و **بہار** کو راضی کردیا عمر بھر احسان مانونگا تجھکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا **سنجاب** نے کہا حضور تشریف رکھین کنیز جاکر لاتی ہی **سنجاب** نے **افراسیاب** کو بارگاہ مین لاکر بٹھایا کنیزون سے کہدیا سرکار کی خدمت کرنا شہنشاہ کو کوئی تکلیف نہو نے پائے یہ کہکر **سنجاب** چلی لشکر مسلمانان مین آئی صورت بدل کر پھرنے لگی قریب بارگاہ **مخمور** و **بہار** پہونچی اُسوقت **مخمور** و **بہار** بارگاہ سے نکلی ہین بیرون بارگاہ آکر سیون پر بیٹھین آپسمین باتین کر رہی ہین **مخمور** کہتی ہین اے **بہار** اگر ہوسکے تو کوہ **عقیق** پر چلو شہریار کو دیکھ آئین دل مین حسرتین بھری ہین دیکھکر چلے آئین **بہار** کہتی ہین اے **مخمور**

ہمارا تمھارا جانا دشوار ہی ایسا نہو راہ مین افراسیاب پا جائے تو قیامت برپا ہو زندگی کا کیا اعتبار ہی
ہر شخص مجبور رونا چار ہی

نظم

بے ثباتی ہی نہایت حسن بے ناموس کو / پائداری ہوتی ہی کم شمع بے فانوس کو
ہی گریز اُس زلف کو میرے تن پُر داغ سے / بھاگتے ہین سانپ جیسے دیکھکر طاؤس کو
جیسے مین نالان لگا رہنے بتونکے عشق مین / توڑ ڈالا کافرون نے دیر مین ناقوس کو
اشک بہتے ہی دل پر داغ چلانے لگا / نالے یاد آئین نہ کیون برسات مین طاؤس کو
اسلیے جھوٹا بھی وعدہ وصل کا کرتا نہین / تا نہ تسکین ہو کبھی میرے دل مایوس کو
عشق کامل اسکو کہتے ہین کہ قاتل سر مرا / تن سے ہوتے ہی جدا دوڑا تری پابوس کو
فرقت زندان تن ہی روح کو جسطرح شاق / یون رہائی ہی وبال اُس زلف کے محبوس کو
کیون جدا اُس مصحف رخ سے دل پر داغ ہو / رکھتے ہین اکثر مصاحف مین پر طاؤس کو
دل اگر فارغ نہین ناساز ہی ساز نشاط / عید کے دن رنج ہوتا ہی دل محبوس کو
وہ نہین میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر / نبض اگر دیکھے مری سودا ہو جالینوس کو

دونون صلاحین کرکے اپنے مقام سے اُٹھین باتین کرتی ہوئی طرف صحرا کے چلین سنجاب کاکل دراز نے پیچھا کیا یہ دونون صحرا مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرین سنجاب نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کرنا شروع کیا ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا مخمور و مہار نے آپسمین کہا بوا دیکھو کیا ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی دوبارہ بوے خوش دماغ مین آئی دونون جھومنے لگین جھومتے جھومتے لڑکھڑائین یہ نہ سمجھین کہ کسی نے ہمپر سحر کیا آخر دونون گرکے بیہوش ہوگئین سنجاب نے ایک تخت سحر بنایا تخت پر دونون کو سوار کرلیا زبان مین دونون کی سوزن کو بھی دیدیا تخت کو سحر کرکے بلند کیا اُڑاتی ہوئی چلی راہ مین جاکر اسنے ہوشیار کیا اب جو مہار و مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو اس آفت مین مبتلا پایا حیران ہوئین کہ یہ کیا معرکہ ہوا سنجاب نے کہا اے مخمور و مہار گھبرانا نہین ہم تمکو تمھارے آقا کے پاس لیے چلتے ہین شہنشاہ تمھارے بہت مشتاق ہین تمھارے واسطے آٹھ پہر بیقرار رہتے ہین جو تمکو خوف ہی وہ بات نہوگی تمکو یہ ڈر ہی کہ وہ کچھ سزا دینگے وہ ہرگز سزا نہ دینگے وہی عہدے ملینگے وہی جاہ وہی پیار بلکہ حیرت کو تمھارے مقدمے مین کچھ دخل نہوگا تمھارے واسطے وہ مرتبے ہونگے کہ عالم عالم رشک کرے جب شہنشاہ تمپر مہربان ہونگے

تمھارے واسطے کوئی کیا کر سکتا ہی مخمور نے اشارے سے کہا بوا سنجاب ہم نہ سمجھے تمنے ہمکو غفلت مین گرفتار کر لیا اگر آگاہ ہو جاتے تمھاری کیا مجال تھی کہ ہمکو گرفتار کر سکتین ابھی تمھارا جی چاہے سوزن کو نکال کر دیکھ لو حال کھل جائے خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے انشاء اللہ وہ ہمارے رہا کر نیکو ضرور آئینگے افراسیاب سے ہمارا واسطہ ہونا بہت دشوار ہی ہمارے اُسکے دشمنی ہو چکی سنجاب نے بہت بہت سمجھایا ان دونون نے جواب سخت دیے یہی کہا افراسیاب سے اب ملنا نہایت دشوار ہی سب سے زیادہ تو یہ مشکل ہی کہ اُسکے پونے دو سو خداوند ہین ہمارا ایک پروردگار کیونکہ ہمارے اور اُنکے گذرگی اعتقاد ہمارے پختہ ہو چکے سنجاب نے راہ مین سر پیٹ پیٹ لیا یہی سمجھاتی جاتی ہی کہ ہاے ایسے بادشاہ عادل کو چھوڑ کر یہ مذہب اختیار کیا ہی خیر سمجھا جائیگا یہی کہتی ہوئی سنجاب لیے جاتی ہی یہان افراسیاب کئی دن بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہی کہ دور سے دیکھا سنجاب مخمور و بہار کو لیے ہوے آتی ہی افراسیاب نے سر جھکا لیا میان دونون مہر منیر عزت و جلال ماہ آسمان کمال سر جھکائے ہوے رو رہی ہین معشوقون کی تصویرین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین اپنے فعل پر منفعل ہین کہ ہم لشکر سے نکلکر کیون صحرا مین آئے تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا یہ کیا سامان ہوا یہ تو اس سوچ مین ہین سنجاب دونون کو سامنے افراسیاب کے لائی کہا ای شہنشاہ لیجیے یہ دونون حاضر ہین افراسیاب نے بھی بہت بہت سمجھایا ڈرایا دھمکایا تسلی و دلاسا دیا لیکن یہ کب مانتی ہین یہی کہے گئین کہ یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی کبھی اسکا خیال دل مین نہ رکھنا ہمکو جو تو نے گرفتار کر کے منگا لیا اگر قضا آگئی تو خیر ورنہ انشاء اللہ رہائی پائینگے جا کر ملکہ مہرخ سے ملینگے افراسیاب نے دونون کو قید کا حکم دیا اور سنجاب نے بھی یہی کہا کہ ابھی طائران نوگرفتار ہین جب دو چار دن تکلیف اُٹھائینگی اطاعت سرکار کی کرینگی افراسیاب جادو کہین گیا نہین اسی لشکر مین ٹھہرا ہوا ہی وہان خواجہ عمرو اپنے لشکر مین کسی کو اس بات کی خبر نہین شام کا دربار جو ہوا مخمور و بہار کو دربار مین نہ دیکھا باغبان سے فرمایا آج بہار و مخمور دربار مین نہین آئین ذرا دریافت تو کرو یہ دونون کہان ہین یا کچھ طبیعت ناساز ہی باغبان نے کنیزون سے پوچھا کہ بہار و مخمور کہان ہین کنیزون نے سکوت کیا باغبان نے تیوری پر بل ڈال کر کہا بادشاہ لشکر پوچھتے ہین مفصل بتاؤ اگر اسکے خلاف ہوا تم لوگون پر بہت خفگی ہوگی یہ سنکر کنیزون نے کہا ملکہ بہار و مخمور کچھ صلاح کر کے طرف صحرا کے گئی ہین پھر پلٹ کر نہین آئین خواجہ

نے گھبرا کر کہا ارے کہین عیار بچپان نہ آگئی ہون برق سے کہا ذرا لشکر حیرت مین جاکر دریافت تو کرو
برق وچالاک بصورت مبدل گئے لشکر حیرت مین پھرے ایک ایک سے دریافت کیا کہین پتہ نہین
ملا ناچار پلٹ آئے یہی بیان کیا کہ اُس لشکر مین تو اس بات کا ذکر بھی نہین کوئی نام بھی مخمور و بہار
کا نہین لیتا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی اب تو ملکہ مہرخ گھبرائین کہا خواجہ اُنپر کوئی اُفتاد پڑی اُنکا نام
لینے سے ہمارا دل دھڑکتا ہی باغبان قدرت اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام جاکر ڈھونڈھتا ہی بہار
کا ہنونا غلام کو کیونکر چین پڑے ہر مقام پر تلاش کرینگے ایسا نہو کوئی دشمن گرفتار کرکے لیگیا ہو خواجہ
نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون تنہائی کے خیمے مین آئے باغبان ساتھ ہی خواجہ نے موے سر
شعلہ خوار آتش خو نکالے جیسے ہی اُنکو پیچ و تاب دیا ایک شعلہ چمکا شعلہ خوار بصورت اصلی سامنے
خواجہ کے آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا کیون شہنشاہ عیاران غلام کو کیون طلب کیا کیا مطلب ہی
جلد بیان کیجیے دل کو تردد ہی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ بہار و مخمور غائب ہوگئی ہین سب کو اُنکے ہونے کا
نہایت غم ہی ذرا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ گذرا شعلہ خوار نے کہا غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر شعلہ خوار بھڑک کر
غائب ہوا تھوڑی ہی دیر مین پلٹ کر آیا کہا حضور سنجاب کاکل دراز یہان آئی تھی یہان سے گرفتار
کرکے دونون کو لیگئی افراسیاب بھی وہان موجود ہی آپ یہان سے لشکر کشی کرین مین دونون کو قید
سے رہا کردونگا باغبان اُٹھا کہا ای شعلہ خوار مین مقابلے مین چلتا ہون باغبان قدرت
و گلچین و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن وغیرہ چند سردار تین لاکھ کا لشکر لیکر برسر
سنجاب چلے خواجہ عمرو بھی لشکر کے ساتھ ہوے ہر چند کہ افراسیاب یہان بہت گھبرایا مگر ایک
شب یہان اور رہا اس امید پر کہ شاید مخمور و بہار مان جائین اور مجھکو قبول کرین صبح جو ہولی کہکر
کہ مین تو طرف پردۂ ظلمات کے جاتا ہون تم یہان اُنکو سمجھاؤ مین یہان کا خیال رکھونگا یہ کہکر
افراسیاب چلا گیا سنجاب کاکل دراز بیرون بارگاہ آکر بیٹھی دمبدم اُٹھکر اُس خیمے مین جاتی
ہی جہان مخمور و بہار قید ہین منت خوشامد خفہ کرتی ہی جب نہین مانتین پھر چلی آتی ہی پہر دن رہے
بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہی مصاحبون سے کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون مین نے شہنشاہ سے وعدہ کیا ہی
کہ بہار و مخمور کو راضی کردونگی شہنشاہ آئینگے تو مین کیا جواب دونگی فرمائینگے تمنے ابتک راضی نہین کیا
ان ظالمون نے جو اول سے کہا ہی وہی کہے جاتی ہین راہ پر نہین آتین یہ باتین سنجاب کر رہی ہی کہ

صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی لکہ ہائے ابر آسمان پر گرجتے ہوئے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا باغبان قدرت چند سردار چہار جانب سے گھیرے ہوئے تین لاکھ فوج پشت پر علمہائے سرخ وسفید کے پھر ہرے کھلے ہوئے اُسپر تعریف خداونعت جناب اشرف انبیا نہایت لطف سے مرقوم آمد فوج کی دھوم سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی مصاحبون سے کہا لوصاحبو شاید مسلمانون کو خبر ملگئی مگر مین اس بات کو چھپاؤنگی کہونگی مخمور و بہار میرے یہان نہین قید ہین اُدھر باغبان مقابلے مین آکے اُترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر سنجاب سے کہو کہ ملکہ بہار ومخمور کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہمسے آمادۂ حرب وپیکار ہو وہ ساحر پاس سنجاب کاکل دراز کے آیا باغبان کا پیغام بیان کیا سنجاب نے کہا بھیا بہار ومخمور میرے لشکر مین نہین ہین مقابلہ کا انھین اختیار ہی جادوگر پلٹا باغبان سے آکر کہا وہ کہتی ہی کہ میرے یہان بہار ومخمور نہین ہین باغبان نے ناچار ہوکر طبل جنگ بجوادیا شام کو خواجہ بھی آکے پہونچے معلوم ہوا کہ دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے پہر رات رہے شعلہ خوار کو خواجہ نے طلب کیا اُسنے آتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا ای فرزند ہم سب آمادہ ہین طبل جنگی بج چکا تیاریان ہورہی ہین صبح کو اسطرح گرینگے کہ دشمنون کے دانت کھٹے ہوجائینگے سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سر جھکا کر بیٹھی سب افسران فوج جمع ہین یہان خواجہ عمرو نے شعلہ خوار کو حکم دیا کہ جاکر بہار ومخمور کو رہا کرلاؤ یہ فوراً غرق زمین ہوکر چلا راہ مین دو اژدہے ملے شعلہ خوار نے ان اژدہون کو مارا قید خانے مین پہونچا بہار گلعذار نے شعلہ خوار کو دیکھکر پہچانا کہا ای شعلہ خوار تم کہان آئے شعلہ خوار نے کہا تمھین رہا کرنے کو آیا ہون چاہتا ہون کہ تمکو رہا کرون یہ کہکر دونون کی زبانون سے سوزن کو نکالا سوزن کا نکلنا تھا کہ یہ دونون کی دونون نعرہ بلند ہوکر سحر کرنے لگین شعلہ خوار غرق زمین ہوکر چلا خواجہ وباغبان سے آکر اطلاع کی کہ مین نے دونون کو رہا کردیا باغبان لشکر لیکر چلا یہان سنجاب بارگاہ مین اپنی بیٹھی تھی کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ہزارون جلے کچھ ساحر دیوانے ہوئے سحر بہار کی بھی تاثیر ہوئی کہ ساحر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

اے باب خلقت ہی اسیر ایمان تیری چال کی جسم اگر ہی ناتوان تو جان ہی اپنی چھلے	نقش پا حلقے ہین جادہ مین ہی صورت جال کی کچھ تو ہو تدبیر اُس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچھ ہم سے ہو سکتا نہین
یہچلی دشت جنون سے جانب دشت عدم
یار آیا ساتھ غیرون کے گلے لگنا کہان
عشق لیلی مین ہوا ہی قیس کو حاصل کمال
شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور کی
ہر گھڑی بے یار لگتی ہی ہمارے دل کو چوٹ
نامۂ محبوب کا رہتا ہی دن رات اشتیاق
دیکھتا ہی قاصد نامہ نہ سنتا ہی پیام
جسطرح بے ابر برپا ہو گیا طوفان نوح
نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری کا غرور
روز محشر بے گمان ناسخ وہ بخشا جائیگا

کرتے ہین تعریف بس تیرے کمر کے بال کی
ہی زیادہ ہر برس سے وحشت اگلے سال کی
کیا خوشی ہمکو بھلا ہو غرۂ شوال کی
ہی یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی
تیرے تلوون مین صفائی ہی پری کے گال کی
ہجر مین قسمت ملی ہی کیا ہمین گھڑیال کی
فکر مجھکو کچھ نہین ہی نامۂ اعمال کی
کسطرح ہو اطلاع اُسکو ہمارے حال کی
حاجت اپنی چشم گریان کو نہین رومال کی
کچھ خبر ہی راہ چلنے مین کسی پامال کی
ایک دن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی
ہی محبت جسکو محبوب خدا کی آل کی

ایک طرف مخمور نے سحر کیا وہ بھی - ساحر دیوانہ وار چیخیے پھرتے ہین کبھی مُنھ کے بل گرتے ہین سنجاب گھبرا کر اُٹھی باہر آئی دیکھا ایک جانب سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا مع لشکر آکے گرا خیمون مین آگ لگا دی خزانے لٹنے لگے ہزارون جادوگرون کے لاشے پھڑک رہے ہین سنجاب بھی مصروف جنگ ہوئی لاکھ لاکھ کوشش کرتی ہی لیکن کچھ نہین ہو سکتا باغبان و بہار و مخمور کے سحر نے زمین ہلا دی آسمان سے آگ برس رہی ہی لکہ ہاے ابر سرخ و سبز و زرد آکر چھائے ہین اُسمین سے تلوارین گر رہی ہین جسپر تلوار گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اس دھوم دھام سے باغبان لڑ رہا ہی سنجاب کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر اُن کو علوم نہین ہوتا کہ سنجاب کدھر ہی باغبان نے جب دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا مخمور سے کہا روشنی کرو مخمور نے بڑھکر ایک دستک دی بجلی کان سے اُتار کر پھینکی چند سنہری پنجے پیدا ہو کر ہاتھو نمین مشعلین بخشانے لیے ہوے پھر رہے ہین اسطرح کی روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہوتا تھا برقین بھی جہک رہی ہین سنجاب نے جو دیکھا کہ روشنی ہوئی اب باغبان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی سنجاب کا کلیجہ دراز نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن پشت سے مخمور کا نعرہ ہوا کہ او لکا تا کہان جاتی ہی سنجاب ہرگز سحر کرنا شروع کیا جہولی سے گولہ نکالا مخمور نے

وہ پھینک مارا مخمور نے گولہ کاٹکر جھولی سے کار دسحر نکالی سینۂ پر کینۂ سنجاب کو تاکا کارد کو کھینچ مارا سنجاب
کی پشت کو توڑکر پار گذری مرنا اسکا کہ سب جادوگر بھاگنے لگے باغبان ومخمور وبہار نے گھیر ڈالا جدھر
سے جو بھاگا اُسی طرف قتل ہوا افراسیاب خانہ خراب باغ ظلمات مین پہلو مین ماہیان کی بیٹھا ہی
شراب پی رہا ہی سامنے نخل پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک طائر زور رہا ہی افراسیاب نے پوچھا کیون ای طائر کیون
روتا ہی ہر چند کہ طائر کے ہوش اُڑے ہوے تھے لیکن پکارا کہ ای شہنشاہ آپ کی خدمتگزار سنجاب کاکل دراز
کو مخمور نے مارا لشکر اُسکا قتل ہو رہا ہی یہ سنتے ہی افراسیاب غصے مین اپنے مقام سے اُٹھا چھینک ہوئی
بلی رستہ کاٹ گئی ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا ای افراسیاب اسوقت نہ جانا افراسیاب نے کہا ان لونڈی
غلامون کے مقابلے مین ساعت نیک و بد کیا چیز ہی یہ کہکر چلا ہر چند ماہیان نے کہا افراسیاب نے نہ مانا
بڑے زور وشور سے آیا آتے ہی نعرہ کیا باش او باغبان کہان جاتا ہی مخمور وبہار تو نعرۂ افراسیاب
سنتے ہی غرق زمین ہوکر بھاگین خواجہ عمرو نے کہ سب کو لوٹتے پھرتے تھے نعرہ سنکر گلیم اوڑھ لی مگر باغبان
مرد مردانہ سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب باغبان کو دیکھکر جھلایا ایک دو تھپڑ مارا کہ او نمکحرام
ہمسے مقابلہ کریگا باغبان نے ہر چند چاہا سنبھلون ممکن نہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا ہاتھ پاٹون مین قوت کم
مزاج برہم افراسیاب تیغ کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ باغبان مارا جاتا ہی آنکھون مین
آنسو بھر آئے فوراً موے سر شعلہ خوار کمر سے نکالے پیچ وتاب دیکر آواز دی ای شعلہ خوار آتش خو لینا جیسے
ہی افراسیاب بڑھا پہلو سے ایک شعلہ چمکا ہاتھ پر تھپکی پڑی تیغ ہاتھ سے افراسیاب کے نکل گیا
کسی نے زور سے ایک دھکا بھی مار دیا کہ افراسیاب زمین پر گرا اس زور سے گرا یقین ہوا کہ ہڈیان
ٹوٹ جائینگی اب افراسیاب نے چاہا اُٹھون پھر ایک دھکا پڑا اُس شعلۂ آتش نے اسقدر دھکے افراسیاب
کو دیے کہ یہ کنارے پر لشکر کے پہونچ گیا کوئی مُنھ پر بھی ہاتھ رکھ دیتا ہی اس پریشانی مین سحر فراموش مُنھ بند
دل دردمند حیران وپریشان لباس پارہ پارہ ایک نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا آواز دی ارے کوئی حاضر
ہی سب مر گئے جدہ تمکو کیا ہوا کہ آسمان سے آفات چار دست پیدا ہوئی تڑپ کے گری گود مین لیکر
افراسیاب کو زمین سے بلند ہو گئی باغبان تو اُٹھکر بھاگا شعلہ بھڑک کر بلند ہوا آفات کے پیچھے چلا
اُسنے گرد اپنے حصار سحر کر لیا تھا آخر شعلہ پلٹ آیا باغبان کے ساتھ والے بہ اطمینان بارگاہین خیمے لیکر طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہو گئے ملازمان سنجاب خستہ وشکستہ جنگلون مین بھاگ کر جہے کوئی جھیل مین ڈوب کر مرا

کوئی کنوئین مین گرایون لشکر سنجاب تباہ ہوا بعد سب کے جانے کے خواجہ نے دیکھا خیمے پڑے ہین ہزارہا
جادوگرون کے لاشے پڑے ہین مُنھ مین پانی بھر آیا کہ یہ رقم مفت مین جاتی ہی آکر خیمے بارگاہین سب تہ زنبیل
کین جادوگرون کے لاشے برہنہ کر کے ڈالدیے لباس اُتار لیے کمرون سے سب کی ہمیانیان کاٹ لین
لوٹ مار کر خوشی خوشی طرف اپنے لشکر کے چلے راہ مین شعلہ خوار آتش خو سے ملاقات ہوئی شعلہ خوار
خواجہ کے گرد پھرنے لگا کہا اُستاد تمھارے گانے کا مین بہت مشتاق ہون فلان دن کوہ جوالہ پر جلسہ ہی
سب ہمراہی میرے جمع ہونگے آپ بھی سرفراز فرمائیے خواجہ نے کہا ہم ضرور آئینگے شعلہ خوار نے کہا
اُستاد مین نے چاہا تھا کہ آفات کو بھی چت پٹ کر دون مگر مین نہ جاسکا عمرو نے کہا آفات نے صاف
سحر کر لیا ہوگا شعلہ خوار نے کہا پھر کسی دن سمجھا جائیگا یہ کہکر شعلہ خوار آتش خو رخصت ہوا خواجہ عمرو
طرف اپنے لشکر کے گئے مگر آفات چہار دست افراسیاب کو اپنے ساتھ لیے ہوے بالاے کوہ زمرجد ہی
آئی سنہری پتلیان جمع ہین آپسمین کھیل رہی ہین افراسیاب کو لاکر آفات نے تخت پر بٹھایا افراسیاب
جو ہوشیار ہوا کہا اے جدہ اس شیطان بچے نے مجھکو بہت حیران کیا ہی آج تو اسقدر چوٹ آئی کہ ہڈیون
مین درد ہو رہا ہی آفات نے افراسیاب کو روئی سے سینکا پٹیان باندھ دین کہ دوسری طرف سے
رونے کی آواز آئی افراسیاب نے دیکھا ایک پتلی رو رہی ہی افراسیاب نے کہا کیون اے کنیز سامری
خیر تو ہی اُس پتلی نے کہا آپ کے حال پر روتی ہون افسوس ہی ایسا انقلاب ہوا کہ آپ کو شیطان بچے
نے ڈھکیل دیا افراسیاب نے کہا مین نے انتظام کیا تھا کہ آج باغبان کو مار ڈالون مگر اُسنے ڈھکیل دیا
جب سحر کرنے کا ارادہ کرتا تھا کوئی میرا مُنھ دیا دیتا تھا سحر بھولا جاتا تھا دل مین دھڑکن قلب مین پھڑکن
دوسری پتلی بول اُٹھی آپ ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا ہین آپ کے کیے سب کچھ ہو سکتا ہی تیسری
نے کہا ارے صاف صاف کہو چوتھی نے کہا مین رہبری کرتی ہون پانچوین نے کہا کیسے شہنشاہ ہین
چھٹی نے کہا کبھی قبر سامری پر بھی جانے کا اتفاق ہوا ہوگا ساتوین نے کہا ارے شہنشاہ مغرور ہین
عقل و فراست سے دور ہین آٹھوین نے کہا اب پردہ اُٹھا دو قبر سامری کا نشان بتا دو ایک پتلی جھلا کر
بول اُٹھی بوا میری بات سنو افراسیاب نے جھلا کر کہا جدہ ان حرامزادیون کو منع کرو آفات نے ایک
دو ہتڑ مارا کہا ارے کمبخت یہ کنیزان سامری و جمشید ہین انکی باتون مین بھی بھید ہین سُن تو لے کہ کیا
کہتی ہین علاج شعلہ خوار بیان ہو رہا ہی تیرے نفع کی بات ہی انکا قول و فعل کرامات ہی ایک پتلی پھر

تڑپ کر بول اُٹھی ٹھین چاہے نہین ہم تو کہا دین کو وہ ریگستان پہ جائین وہان جاکر اسم سحر پڑھین کو
ریگستان شق ہوگا ایک دیو پیدا ہوگا اُسکو بقوت شاہی مارین تب قبر سامری ظاہر ہوگی یا ابلیس قبر پہ
بیٹھکر پڑھین ایک دن و ایک رات جب گذر جائے اور آب و دانہ ترک رہے صبح ہوتے قبر سامری
شق ہوگی اول ایک جوان سیہ فام بد انجام بصورت عجیب و غریب پیدا ہوگا چار ہاتھ دو سر ہر سر مین دس
دس دہن ہر دہن مین دس دس زبانین ہر زبان سے نئے لغت مین کلام کریگا اور پکار کے کہیگا کہ مین
پہلو نشین سامری و جمشید ہون خداوند باطل پرستان نے ہمکو بھیجا ہے جب وہ جوان اسطرح کہے تو
شہنشاہ فرمائین کہ اپنی فوج کو بھی بلاؤ اُسی قبر سے چنگاریان نکلینگی ہر چنگاری سے ایک ایک شیطان بچہ
پیدا ہوگا اُس جوان عجیب و غریب کا نام ابلیس شیاطین پرست ہے سب شیطانون سے زبردست ہے
تھوڑے ہی عرصے مین وہ چنگاریان زمین پہ گرینگی کچھ دھوان نکلیگا بارہ ہزار شیطان بچہ در کوہ کے اندر
سے ظاہر ہوگا سب ننگے ہونگے چٹیان سرون پر اے شہنشاہ فوج شعلہ خوار مین اور انمین اتنا فرق
ہے کہ وہ سب کمسن لڑکے معلوم ہوتے ہین یہ سب جوان پر زور اس فوج کو لیکر کوہ آتش رنگ کو
گھیرے اُسکے ساتھ صرف دو ہزار ہین آپ جب بارہ ہزار سے پہونچیگا اُن دو ہزار کو زیر کیجیے گا مگر
آپ الگ ہی رہیے گا ورنہ وہ لڑکے جس جوان کو لپٹ جائینگے بوٹیان کاٹ کر پھینک دینگے سب کو
ابلیس شیاطین پرست ترغیب دیگا آپ لینا لینا کیجیے گا جنگ کی جفا نہ سہیے گا جو کچھ کنیزون نے
عرض کیا یہی تدبیر کیجیے ورنہ ہر مقام پر شعلہ خوار آئیگا اپنا رنگ جمائیگا آفات چہار دست نے
اب بغور دیکھا کہ پتلیان یہ باتین کرکے خاموش ہوئین اور مصروف عیش و نشاط ہوئین ایک نے طبلہ کھینچا
ایک نے سارنگی اُٹھائی ایک نہایت شوخ و شنگ لباس کا سنہرا رنگ یہ غزل عاشقانہ افراسیاب
سے آنکھین ملا کر ناز و انداز سے گانے لگی غزل

بے سبب آپ کا جانا ہی نہ تھا انجمن مین — کیون لگا لائے نہ خاک شہدا دامن مین
کسی عاشق کا پر یرو دل روشن تو نہین — ایک دانہ نظر آتا ہے تری سمرن مین
کم نہین باد صبا سے تری ٹھنڈی سانسین — پھول ہارون کے کھلے جاتے ہین خود گردن مین
دل مین میرے تو اسی طرح چلا آ اے بت — یاد حق آتی ہے جسطرح دل روشن مین
بے تکلف تو بہت آپ ہوئے ہین مجھسے — اینٹھ لینا نہ کہین دل اسی الھڑپن مین

دھلکا ڈھلکی مین جو پڑا ہو لب جان بخش کا عکس
جان عاشق ہو جو معشوق نہو عاشق غیر
کبھی پانی کا برسنا کبھی منہہ کا کھلنا
مین بھی حاضر ہون اگر آپ کی مرضی ہو یہی
دل ہے جس پیچ مین لکنت تری کہتی ہے صفیر
ابھی بیٹھا تھا بغل مین مری جو شوخ صفیر
پوچھنا کون ہے اسوقت سخنگو صفیر

ہو گئین کہربہون کی لڑیان رگ جان گردن مین
بے بضاعت کی جو بجلی نگرے خرمن مین
ہے گل انہون کے ملنے کا مزا ساقون مین
تیغ دیدیجیے فقط کف دشمن مین
عشق کاکل کی نشانی ہے تری الجھن مین
لیگیا دل کو سمیٹے ہوے وہ دامن مین
تمنے حاصل کیا بیکار کمال اس فن مین

بڑی دھوم دھام سے پتلیان غزلین **افراسیاب** سے آنکھین ملا ملا کر گا رہی ہین کچھ مسخرہ پن کرتی ہین کوئی بول اُٹھتی ہے اِس ظالم کے ظلم نے بندگان **سامری** کو مٹایا اب وقت انقلاب قریب آیا **افراسیاب** کہتا ہے جدہ سنتی ہو یہ حرامزادیان میرے سامنے ایسی ایسی باتین کرتی ہین مجھکو ناگوار ہوتا ہے مین نے کس پر ظلم کیا ایک پتلی تالیان بجا کر بول اُٹھی اے شہنشاہ فلک جاہ اپنے ولی نعمت کو قید کیا آپ کو نیابت مین کیا برائی تھی اپنے سر عذاب لیا زن و شوہر کو قید کیا **افراسیاب** نے کہا تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہے جو دل چاہا وہ کیا ایک نے کہا ہماری تمھاری دونون کی جان کی خیر نہین ہے **افراسیاب** نے منھ پھیر لیا کہا جدہ مین جاتا ہون یہ بڑی گستاخ ہین جو چاہتی ہین کہدیتی ہین **آفات چہاردست** نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند انکی باتین حکم **سامری** و جمشید ہین انکی باتون مین بھید ہین **افراسیاب** خاموش ہوا **آفات** نے کہا خبردار خبردار کوہ جوالہ پر ضرور جانا جبتک شیطان بچہ مطیع نہو گا بڑی خرابی ہے **افراسیاب** نے کہا مین ابھی جاتا ہون سب عیش و آرام ترک کیا یہ کہکر **افراسیاب** اُٹھا لباس درست کیا کہا جدہ اب مین طرف کوہ ریگستان کے جاتا ہون جا کر میان **شعلہ خوار** کی فکر کرونگا **افراسیاب** اپنے کو آراستہ کر کے طرف **کوہ ریگستان** کے چلا **آفات** نے کہا مین بھی خیال رکھونگی **افراسیاب جادو** ایسے ساحر نے کبھی **کوہ ریگستان** کا نام بھی نہین سُنا تھا چہار جانب اُڑ اُڑ کر جاتا ہے جنگلون کو چھان رہا ہے کبھی بلند ہوتا ہے لیکن کہین پتہ نہین ملتا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کہ حرامزادی کنیز **سامری** نے عجب نام بتایا نہین معلوم میرے طلسم مین ہے یا نہین کہ کان مین گانے کی آواز آئی اُس صدا نے **افراسیاب** کو کھینچا معلوم ہوا رستہ پاؤن مین بندھ گیا اُسی جانب اُڑتا ہوا آیا دور سے دیکھا ایک صحرا ہے سبزہ [illegible] کھچھار

طائران زمزمہ سرائی پکار رہے باادۂ بہار سے سرشار ایک نخل کلان نہایت سرسبز و شاداب پھل اُسمین ہزارہا
پھول بھی ہزار رنگ کے صاف ظاہر ہی کہ نخل کلان ہی یا نمونہ چمنستان ہی ریشم کی رسن کا اُسمین جھولہ پڑا ہوا
پٹرہ اُسکا گلنار بارہ نازنینان حسین مہر تمکین گلنار جوڑے پہنے ہوے منھدی ہاتھون مین لگی ہوئی
بناز و کرشمہ اس غزل کو گا رہی ہین

غزل

کندن کو کیا ملاتے ہو تم دست و پا کے ساتھ
بوٹی بھی کیمیا کی پسی ہی حنا کے ساتھ

رو رو کے مجھکو دفن کیا اُسنے آ کے ساتھ
جاگے مرے نصیب تو خواب فنا کے ساتھ

صبر و قرار جاتے ہین تیری ادا کے ساتھ
پھر دیکھ کیا رہا ہی ترے مبتلا کے ساتھ

میلے کو دیکھنے تو چلے ہو ادا کے ساتھ
دیکھو ذرا ہجوم مین رہیو حیا کے ساتھ

یارب اثر وہ دے کہ تصور کی طرح سے
وہ اکھڑے ہون سامنے میرے دعا کے ساتھ

بھیجون حواس کو کہ رہ مدعا بتائے
اپنا بھی کوئی چاہیے بیباک صبا کے ساتھ

دل رنگیا ہی مھندی بھری مٹھی مین حضور
ہی ضبط اپنا مال بھی دزد حنا کے ساتھ

چارون طرف سے غیرون نے گھیرا ہمارا گھر
کیسی بلا ہین پڑ گئے ہم تمکولا کے ساتھ

منھدی لگاؤ میرے لہو کی ابھی ابھی
اک شاخ پسینے کی لگی ہی حنا کے ساتھ

منہ مین زبان لیکے دبانا وہ دانتون سے
شوخی سے دیکھنا مری جانب حیا کے ساتھ

ہر رنگ کا سنگار جو منظور ہو تمھین
پس جائے سارا باغ تمھاری حنا کے ساتھ

اک ٹوٹکا نیا ہمین سوجھا ہی اب رہین
بھیجینگے خون دل کو ملا کر حنا کے ساتھ

آمادہ شام سے تو وہ آنے کو تھے صفیر
آئے آدھی رات کو آخر چھپا کے ساتھ

افراسیاب یہ صدائین سنکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی میرے طلسم مین ہزارون عجائب و غرائب ہین کہ
اکثر مین نے نہین دیکھے مین اس مقام پر آج تک نہین آیا یہ کہتا ہوا آسمان سے اُتر کر زمین پر آیا اُن سب نے
جو افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا پکار اُٹھین شہنشاہ آئے ایک نے کہا یہ شہنشاہ افراسیاب ہین
دوسری نے کہا ساحر لاجواب ہین تیسری نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھی چوتھی نے کہا مجھے خیال رہا
پانچوین نے کہا مین سب حال سے آگاہ ہون چھٹی نے کہا بلی حیرت کے شوہر ہین ساتوین نے کہا دریائے
شرافت کے گوہر ہین بارھوین نے اسی طرح بارہ باتین کہین جب افراسیاب قریب پہونچا ایک نے کہا

کسی ضرورت مین ہین ایک نے کہا ہمین سے غرض نکلیگی ورنہ مارے مارے پھرئیگے افراسیاب جب
قریب آیا بارھوان جھولے سے کودین افراسیاب کو جھک جھک کر سلام کرنے لگین پوچھا ای شہنشاہ
آپ کہان سے تشریف لاتے ہین کس شی کی جستجو ہی افراسیاب نے بیقرار ہوکر کہا کوہ ریگستان کس مقام
پر ہی ایک اُنمین سے خوب قہقہہ مارکر ہنسی ایک نے کہا جب یہ نوبت بہم پہونچی شاید شیطان پیچھے سے
پریشان کیا اب سرکار کو مشکل پڑی کہ کوہ ریگستان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس صحرا کے بعد ایک
جنگل ملیگا اُس جنگل مین صرف ببول کے درخت ہین کانٹون سے جنگل معمور ہی کیا مجال جو اُس صحرا مین انسان
راستہ چل سکے اُس صحرا کے بعد کوہ ریگستان ملیگا ریت جم جم کر کوہ کلان بنگیا ہی انتہا کا بلند اور مرتفع ہی
کہ پیک خیال نہین پہونچ سکتا بہت جلد ملجائیگا یہان سے قریب ہی لونڈیان بھی آپ کے ساتھ چلین
افراسیاب نے کہا مین آج تین دن سے تباہ و برباد پھر رہا ہون تمامی عالم مین مارا مارا پھرا کہین
پتہ کوہ ریگستان کا نہ ملا وہ سب کنیزین افراسیاب کے ساتھ ہوئین افراسیاب کو راستہ بتاتی
ہوئی چلین اور یہی کہتی جاتی ہین کہ ہم آپ کی نوکر ہین عمر بسر آپ کا نمک کھایا آپکے کام مین اگر سختی پڑے
تو بھی ہمکو گوارا ہی اس صحرای پرآشوب کے ہم مالک ہین یہان کی حکومت ہمارے سپرد ہی اور یہان کا
خراج و باج ہمین پہونچاتے ہین حضور نہ گھبرائین کسی بات کا تردد دل مین نہ لائین اس کانٹون کے جنگل
کو ابھی طی کرتے ہین خارستان کو طی کرتی ہوئی افراسیاب کو وہ کنیزین بہلاتی ہوئی لیے جاتی تہین
جب صحرای خارستان مین پہونچین افراسیاب سے کنیزون نے عرض کی حضور بڑھین کنیزین آتی
ہین افراسیاب دو چار قدم بڑھا تھا کہ پلٹ کے دیکھا اُنھین کانٹون مین وہ بارھون کنیزین
غائب ہوگئین ایک آواز آئی کہ ای شہنشاہ آپ کی رہبری سے یہ شرف ملا کہ کانٹون مین پھنسے افراسیاب
نے دیکھا کنیزین تو غائب ہوگئین اب کانٹون کی زبانین دراز زبانون سے شعلے نکل رہے ہین کانٹے
مثل شعلۂ جوالہ چلنے لگے افراسیاب یہ معرکۂ حیرت افزا دیکھکر متحیر ہوگیا کہ یہ کیا معاملہ ہی عجب عجب طرح کے
شعبدے ظاہر ہوتے ہین اُسپر کہ مین بادشاہ طلسم ہون مگر یہ جھگڑے درپیش ہوتے ہین کنیزان سامری
جو بیان کرتی ہین کہ طلسم کشا طلسم شکست کریگا مگر ان شعبدون سے کیونکر بچیگا اگر سامری و جمشید
بھی قصد کرین تو اس طلسم کو شکست نہین کرسکتے غیر ساحر کی کیا مجال ہی اُن حرامزادیون کو ناحق کا خیال
ہی یہ دل سے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کانٹون نے بہت تکلیف پہونچائی ببول کے درخت خاردار و سخت

ایک مقام سے بہ مشکل نکلا دوسرا زرغہ اور معلوم ہوا چاہتا ہی اُسکو طی کرکے بڑھون کہ ایک طرف سے
آواز آئی او نمک حرام کہان جاتا ہی اب آگے نہ بڑھنا راستہ بتانے والیون کو تو ہمنے گرفتار کرلیا اب
یہان سے کیونکر جائیگا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو نہایت قوی و جسیم سامری
و جمشید کا نیمچہ تیغہ کھینچے ہوے چلا آتا ہی افراسیاب نے پشت پر سے اپنی گردہ سپر کا لیا اُس زنگی نے
آتے ہی تلوار کے ہاتھ مارنا شروع کیے افراسیاب روک رہا ہی اتنی مہلت نہین ملتی کہ اپنا وار کرے
جب چھہ سات ہاتھ اُسنے مارے اور افراسیاب نے سپر پر گانٹھے یکایک آسمان سے آواز آئی ای
افراسیاب القاب سامری پڑھ افراسیاب نے سر اُٹھاکر آفات چار روست کو دیکھا کہ پکار رہی ہی
ای افراسیاب یہ وقت جرأت ہی سپہ گری دکھادے اس کلموہے کو سزا دے افراسیاب نے اُسی وقت القاب
سامری پکار کر پڑھا ادھر تو افراسیاب نے پکار کر القاب سامری پڑھا اُدھر وہ زنگی صداے القاب
سنکر مختصر ہونے لگا تلوار ہاتھ سے چھوٹی مثل قطرۂ آب زمین مین غائب ہوا ایک دناٹا ہوا کہ اندھیرا ہوگیا
افراسیاب حیران تھا کہ یہ کیا کیفیت گذری تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی آواز آئی گشتی مرا نام من
خار جادو بود اب جو روشنی ہوئی افراسیاب جادو نے دیکھا وہ صحراے خارستان غائب ہوگیا
مین سامنے ایک کوہ فلک شکوہ کے کھڑا ہون اُس کوہ کی اسقدر بلندی ہی کہ کمند وہم و خیال بھی نہین
پہونچ سکتی دربند ہواے گرم چل رہی ہی آوازین مختلف آرہی ہین افراسیاب جلا جاتا ہی لیکن مجبور
کیا کرے نہایت غصہ ہی تلوار پکڑکر بڑھا ٹپاک کر تلوار کو بالاے کوہ پہونچا بطور مذکور بیٹھکر اسم پڑھا
کوہ شق ہوا دیکھا قبر سامری بنی ہی فوراً افراسیاب پھاند پڑا قبر کے قریب بیٹھکر جسطرح کنیزون
نے کہا تھا اُسی طرح یا ابلیس کا اسم پڑھا دو شبانہ روز افراسیاب کو اُسی مقام پر گذرے بے
آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہوا ہی کہتا ہی شعلہ خوار کی فکر نے مجھکو پریشان کردیا اور ابھی تک مطلب دلی
نہین حل ہوا وہ اسم کامل پڑھکر قبر سامری پر ایک دو ہتھڑ مارا اور آواز دی یا سامری میری مدد
کیجیے جیسے ہی اسنے یہ کہا اور دو ہتھڑ مارا زمین تھرائی رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا قبر سے دھوان
نکلا قبر کے پہلو سے ایک جوان سیہ فام نکلا بالکل برہنہ تیغ و سپر ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہی
اُسنے نعرہ کیا منم پہلو نشین سامری افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری علاج شعلہ خوار
چاہتا ہون اُس جوان نے زمین پر بیٹھکر منھ کھول دیا منھ سے دھوان نکلا وہ جوان اندھا ہوگیا

زمین ٹٹولنے لگا بیقرار ہو کر کہا اے افراسیاب تیری دوستی سے یہ ثمر ملا کہ آنکھون سے نابینا ہو گئے لیکن
سامری و جمشید میرے مددگار ہین تو علاج ہو جائیگا یہ کہتا ہوا اُٹھا قبر پر ایک لات ماری آواز دی اے خداوند
باطل پرستان مین جانتا ہون تو پہلو نشین شیاطین ہے جلد حاضر ہو چہار جانب سے دھوان نکلنے لگا
وہ پہاڑ مثل کرۂ آتش جلنے لگا چنگاریان ہر طرف سے چمکین جو اپنے کو پہلو نشین سامری کہتا تھا ایک
شعلہ اُسکے دامن سے اُٹھکے گرد آکر پھرا ایک پنجہ سیاہ ظاہر ہوا وہ ہاتھ اسکی آنکھون تک پہونچا اُس جوان کی
آنکھین روشن ہوئین کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے فوج میری سب حاضر ہے
پہلے خاصہ نوش فرمائیے یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ افراسیاب کی آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے
اپنے کو دیکھا کہ ایک باغ مین بیٹھا ہون دسترخوان سامنے بچھا ہے وہ بارھون کنیزین سلفچی آفتابے لیے
حاضر ہین دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے افراسیاب بیقرار ہو رہا تھا اُن کنیزون نے ہاتھ مُنھ دھلایا
کنیزین مسکرائی جاتی ہین کہتی ہین اے شہنشاہ اب آپ شیطان کامل ہوے خاصہ نوش فرمائیے افراسیاب
بھوکا تھا ہاتھ دھوکے بیٹھ گیا کھانا کھانے لگا مگر ایک بوے بد دماغ مین آتی ہے کہ افراسیاب گھبرا کے
چہار جانب دیکھتا ہے کنیزین کہتی ہین آپ خاصہ نوش فرمائیے بوے بد کا خیال نہ کیجیے یہ مقام فوج شیاطین
ہے آپ خاصہ نوش فرمالین تو وہ سب شیطان بچے حاضر ہون افراسیاب نے کھانا کھا کے دو جام
شراب کے بھی پیے اب وہ بارھون کنیزین مگس رانی کرنے لگین کہتی ہین آپ کی خدمتگزاری سے
بہت تکلیفین اُٹھائین تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک گوشے سے باغ کے ہزار ہا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے
کچھ آوازین مختلف آئین افراسیاب نے دیکھا وہی جوان آگے آگے غرقی باندھے ہوے چٹیا سر کی
ہوا مین اُڑتی ہوئی تلوار برہنہ ہاتھ مین پشت پر بارہ ہزار جوان وہ بھی اسی قطع کے نیمچے چمکاتے ہوے
آئے صفین جما کر سامنے افراسیاب کے کھڑے ہوے بجائے نقارے کے افسرون نے گوند گی
کی سب شیطان بچے اسیطرح اپنے اپنے کام مین مصروف ہوے ایک تخت کاٹھ کا ٹوٹا ہوا بڑا بوسیدہ
افراسیاب کے سامنے لاکر رکھا کہا اے شہنشاہ سوار ہو جیے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کنیزون نے
کہا اے شہنشاہ دیر نہ کیجیے فوج پہلو نشین سامری بڑے جوش و خروش مین ہے ان سب کو ساتھ لیکر کوہ
جوالہ کو جا کر گھیریے وہین شعلہ خوار سے ملاقات ہو گی افراسیاب ناچار اُسی تخت پر سوار ہوا چار شیطان بچون
نے تخت کو اُٹھایا اس جادہ خم سے افراسیاب کو شیطان بچے لیکر چلے افراسیاب تو ادھر آتا ہے

مگر اب حال شعلہ خوار آتش خو بھی تحریر کرنا واجب ولازم ہی ناظرین والا مقام کو یاد ہوگا کہ شعلہ خوار نے خواجہ عمرو سے وعدہ لیا تھا کہ سب شیطان بچے آپ کے گانے کے مشتاق ہین بروز وعدہ سب شیطان بچے کوہ جوالہ پہ جمع ہوے شعلہ خوار نے کہا جاکر خواجہ عمرو کو لاؤ اسکے ساتھ والون نے کہا ای افسر آج دل نہین چاہتا کہ یہان بیٹھین خود بخود دل گھبراتا ہی ایسا نہو افراسیاب کچھ تدبیر کرے اُسنے بڑے رنج اُٹھائے ہین وہ بڑا صاحب اختیار ہی کچھ نہ کچھ تدبیر ضرور کریگا شعلہ خوار نے کہا ہم تک کون آسکتا ہی سب جمکر بیٹھے آپسمین گانا ہونے لگا دمبدم یہی صلاحین ہین کہ کوئی جاکر خواجہ عمرو کو لائے شعلہ خوار نے کہا سواے میرے وہ کسی کے بلائے سے نہ آئینگے یہ کہکر شعلہ خوار چلا دو ہزار شیطان بچے کوہ جوالہ پر جمع ہین آپسمین ناچ گانا ہو رہا ہی یہان خواجہ عمرو دربار مین ملکہ مہرخ کے بیٹھے تھے کسی کام کو باہر آئے پھرتے پھراتے کنارے پرلشکر کے پہونچے کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہنشاہ اوج عیاری ذرا اسطرف آئیے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین شعلہ خوار کھڑا بلا رہا ہی خواجہ عمرو ٹہلتے ہوے قریب پہونچے شعلہ خوار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اُستاد تشریف لیچلیے کوہ جوالہ پر میرے بھائی بند جمع ہین سب آپ کے گانے کے مشتاق ہین آپ کے سرافراز فرمانے کی دیر ہی خواجہ عمرو نے کہا تم چلو مین ابھی آتا ہون شعلہ خوار پلٹا یہان سب شیطان بچے جمع ہین اپنے طریقے سے ایک شیطان بچہ اس غزل کو گارہا ہی سب کا دل لبھا رہا ہی

غزل

جل اُٹھا باغ اُسکی برقِ حسن کی تاثیر سے
پھول اب گلچین اُٹھاتے ہین تو آتش گیر سے

چھوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سے
تیغ جوہر دارِ قاتل ہی سوا زنجیر سے

فاش ہو باغ جہان مین رازِ دل ممکن نہین
سیکھے ہین طرزِ فغان ہم بلبلِ تصویر سے

بندھ سکے مضمون نہ میری وحشتِ پر زور کا
شل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے

شمع ہی وصفِ رخِ پر نور لکھنے مین قلم
ہی بجا نسبت جو دون قط گیر کو گلگیر سے

نرم کرتے دل ترا گر عشق کھو دیتا نہ عقل
کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے

بے گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہرِ خدا
امن ہی سودائیون کو جرم کی تعزیر سے

بعد مردن بھی تصور ہی کسی ستمگر کا
حشر برپا ہی عدم مین نالۂ شبگیر سے

مے پرستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار
بچ رہے ہین سنگ میخانے کی کچھ تعمیر سے

موج خون بھی مثل برق ابر ہو دامن کے ساتھ
بچ سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے

ہو ریاض نظم ناسخ کی جو شادابی یہی
لکھنؤ مین آئیگی روح غنی کشمیر سے

سب شیطان بچے خوش ہو رہے ہین کہ آج خواجہ عمرو کا گانا سنینگے ناگاہ ہمارا لینے گیا ہی کہ دیکھا صحرا
سے ہزارہا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے شیطان بچے گھبرا گئے چاہا کہ پہاڑ سے اُترین پہاڑ کو چہار جانب سے
شعلون نے گھیر لیا اب سب نے دیکھا کہ افراسیاب تخت پر سوار بارہ ہزار جوانون نے آکر پہاڑ کو گھیرا ہی
وہ جوان بڑے بڑے قد کے تلوارین چمکاتے ہین شلنگین لگاتے ہین پہاڑ پر چڑھتے چلے آتے ہین جب
ان سب نے دیکھا کہ اب پناہ نہ ملیگی پہاڑ سے کود ے افراسیاب نے دیکھا دو ہزار شعلہ ہاے آتش
پہاڑ سے زمین پر گرے بڑے بڑے شعلے چھوٹے شعلون سے لپٹ گئے قین ہین کی آوازین آنے لگین شعلے بلند
ہوتے ہین لڑتے ہوے زمین پر آتے ہین ایک غائب ہو جاتا ہی ایک زیادہ بھڑکتا ہی اور یہ بھی دیکھا کہ زمین
پر چنگاریان آگ کی پڑی ہوئی ہین لاشہ کسیکا نہین معلوم ہوتا عجب طرح کا ہنگامہ ہی بارہ ہزار نے
دو ہزار کو گھیرا ہی آپسمین جنگ و جدل ہو رہی ہی افراسیاب حیران ہی کہ یہ عجب طرح کی جنگ ہی لاشہ
کسی کا معلوم نہین ہوتا معلوم ہوتا ہی کہ ریگستان مین ہزارون چنگاریان چمک رہی ہین عجب ہنگامہ
برپا ہی تھوڑے ہی عرصے مین اُن دو ہزار شعلہ ہاے خرد کو یہ بارہ ہزار شعلۂ کلان مٹا کر پلٹے افراسیاب
نے کہا شعلہ خوار آتش خو کہان ہی افسر نے کہا انھین مین تلاش کرو سارا جنگل چھان ڈالا کہین نشان
نہ ملا افراسیاب نے کہا ای ہمپلونشین سامری شعلہ خوار کیا ہو گیا اسنے آنکھین بند کین بعد تھوڑی دیر
کے آنکھین کھول کے کہا ای شہنشاہ وہ اسوقت اس مجمع مین نہ تھا آپ چلیے ہم تلاش کرینگے فوج کو تو
اُسکی مٹا دیا اب اُسکو پکڑ لینا کتنی بڑی بات ہی افراسیاب نے کہا ای ہمپلونشین سامری ہرچند کہ
میرے طلسم مین بڑے بڑے جادوگر ہین ایک ایک بلاے روزگار اگر اُنکو بھیجون دم بھر مین لشکر مسلمانان
تباہ کر دین مگر سب میری لونڈیان غلام ہین اُنکا مٹانا نہین چاہتا تم سب کو چلکر پکڑ لو تمھارے
ہاتھ سے جلد گرفتار ہو جائینگے یہ سُنکر افسر نے کہا ای شہنشاہ مسلمانون پر لشکر کشی ہم نہین کر سکتے ایک
لفظ زبان سے مسلمان کہتے ہین کہ ہمپر تیر پڑتے ہین جان بچانا مشکل ہوتی ہی افراسیاب نے کہا وہ
کونسا لفظ ہی اُن سب نے کہا ہمین سے آپ پوچھتے ہین ہم وہ کلمہ زبان سے نہ نکالینگے مگر چلیے
اب شعلہ خوار کو تلاش کرین جہان کہین ہوگا ہم ڈھونڈھکر تلاش کرینگے افراسیاب اُسی طرح سے

اُن سب شیطان بچون کو ساتھ لیے کوہ جوالہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ طرف سے صحرا کے شعلۂ کلان بھڑکتا
ہوا آتا ہی افراسیاب نے غور کرکے دیکھا معلوم ہوا شعلہ خوار آتش خو آتا ہی شعلہ خوار نے جو اس فوج
شیاطین کو دیکھا گھبرایا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن کہ افسر نے آواز دی ای بھائیو اسکو لینا اسی نے
شہنشاہ کو بڑے بڑے صدمات پہونچائے ہین چار جانب سے شیطان ٹوٹ پڑے ہرچند شعلہ خوار نے
منھ سے شعلۂ آتش چھوڑ کے کئی سو کو جلا دیا دھوان منھ سے چھوڑا کئی سو اندھے ہوے لیکن ہزارون شیطان
تھے لپٹ پڑے منھ سے اسکے جو شعلۂ آتش نکل رہے تھے افسر نے بڑھکر منھ بند کر دیا اب ناک سے دھوان
نکلنے لگا لیکن چار طرف سے جو سب گرے ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب جادو کے سامنے کشان
کشان لائے افراسیاب نے بعتاب خطاب کیا او شیطان سچے تو دعوی خدائی کرکے بیٹھا تھا ہمنے عمرو
کو تجھے اسواسطے دیا تھا کہ تو کھا جائیگا کھانا کیسا اور ہلاک کرنا کیسا تو اسکا دوست بنا بدولت کو دھکیل دھکیل
دیا ہر جگہ اسکی مدد کو آیا کچھ خوف نہ کیا ہی شرط کہ آتش قہر و غضب مین پھونک دون شعلہ خوار آتش خو
نے کہا او افراسیاب مین خود آتشی ہون مجھکو تو کیا جلا سکتا ہی لیکن تجھسے کہتا ہون کہ زمانۂ انقلاب قریب
آگیا او افراسیاب کتاب سامری مین صاف صاف مرقوم ہی اب تو سارے طلسم مین یہی دھوم ہی
کہ عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا چھوڑیگا طلسم کو لوٹیگا مرحلہ جات شکست ہونگے سامری کے بھاگنے کے
بندوبست ہونگے آج میرا گرفتار ہونا کتاب مین دیکھ لیجیے گا سب حال آپ پر کھل جائیگا میرا نام ضرور مرقوم
ہی ترکیبین بھی سب لکھی ہین اتنے عرصے مین جو بدعت چاہیے وہ کر لیجیے مجھے آپ قتل نہین کرسکتے پہلونشین
سامری نے کہا ای شہنشاہ مین اسکو لیجا کر کوہ ریگستان مین قید کرتا ہون کیا مجال جو کوئی وہان
آسکے سحر و ساحری مین زبان ہلا سکے افراسیاب نے کہا اچھا اسے تمھین لیتے جاؤ افسر نے شیطان بچے
کی مشکین باندھ لین طرف کوہ ریگستان کے لیکر روانہ ہوگیا کوہ ریگستان مین یون قید کیا جاتا ہی کہ
کل فوج والے پہلونشین سامری کے چلے گئے یہ اکیلا شعلہ خوار کو کوہ ریگستان مین لیکر آیا زنجیر ہای
آہنی پاؤن مین باندھ کر الٹا لٹکا دیا خود بعہدۂ نگھبانی موجود رہتا ہی ظاہر مین کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا
اگر کوئی اس کوہ مین آئے تو یہ دیکھ لے کہ ایک طفل حسین زنجیرون مین بندھا ہوا الٹا لٹکا ہوا ہی یہان
شعلہ خوار تو اسطرح قید ہوا لیکن خواجہ عمرو حسب وعدۂ شعلہ خوار طرف کوہ جوالہ کے چلے جب پہاڑ
پر آکے پہونچے دیکھا وہان سناٹا پڑا ہی خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی پہاڑ سے ناچار اترے

صحراے ریگستان مین دیکھا ہزارہا چنگاریان چمک رہی ہین لیکن ضو انمین نہین ہی خواجہ نے پکارکر آواز دی
شعلہ خوار نے یہان جلسہ کیا تھا ملازم اُسکے سب جمع تھے کیون سناٹا پڑا ہی ایک چنگاری سے آواز آئی
مگر صداے دردناک تھی کہ ای خواجہ عمرو تمھاری محبت مین ہم سب تباہ ہوے افراسیاب کوہ ریگستان
پر گیا پہلو نشین سامری شیاطین ابلیس پرست کی بارہ ہزار فوج لیکر آیا ہم سب کو آکے گھیرا ہم دو ہزار نے
دس ہزار کو مارا مگر دو ہزار کس کس سے لڑتے آخر مارے گئے لیکن ہم قوم شیاطین ہین زندگی دنیا خدا ہمکو
دیچکا ہی جسدن ہمارا افسر رہا ہوگا ہم پھر زندہ ہو جائینگے افسر کا اپنے ساتھ دینگے اب آپ بھی یہان نہ ٹھہرئیے
چلے جائیے خواجہ پریشان ہوے یہ بھی سُنا کہ شعلہ خوار گرفتار ہوگیا کوہ ریگستان مین قید ہی خواجہ
کو بڑا قلق ہوا سر جھکائے ہوے چلے مگر افسوس کرتے ہوے کہ ہاے ہمارا دوست یون قید ہوگیا اُس سے
بڑے بڑے کام نکلتے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ سر جھکائے
رو رہی ہی خواجہ عمرو کو اُسکے حال پر رحم آیا قریب اُسکے گئے اور کہا کیون ای مادر مہربان کس حال پر ملال
مین ہو اُس ضعیفہ نے سر اُٹھایا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی خواجہ عمرو سمجھے کوئی مصیبت زدہ ہی نام اصلی
بتا دیا یہ سنکر وہ ضعیفہ قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا او ساربان زادے منم پیران جادو مین تیری ہی تلاش
مین نکلی تھی ملکہ شعلۂ آتشبار کہ پردۂ ظلمات سے کوچ کر کے آتی ہین مجھکو حکم دیا تھا کہ ساربان زادہ
صحراے پرخار مین ملیگا اُسکو پکڑ لاؤ مین صبح سے تجھکو ڈھونڈھتی پھر رہی تھی اب پایا عمرو نے چاہا بھاگون پیران
نے اشارہ کیا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے پیران جادو نے عمرو کی مشکین باندھین لیکر چلی یہان
شعلۂ آتشبار کہ ملکہ ماہیان سے وعدہ کر کے چلی ہی کہ پہلے عیارون کا خاتمہ کر دونگی پیران کو تو
اسطرف روانہ کیا طیران اُسکی بہن کو براے گرفتاری برق بھیجا پیران تو عمرو کو لیے جاتی ہی طیران جادو
براے تلاش برق گئی ہی برق فرنگی لشکر مین بیٹھا تھا سب کو خیال ہی کہ خواجہ عمرو جلسے مین شعلہ خوار
کے گئے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ابھی ملکہ حیرت کے پاس ایک طائر نے آکر بحکم افراسیاب خبر دی
کہ ملکہ شعلۂ آتشبار بادشاہ ممالک پردۂ ظلمات سات لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے صحراے نیلوفر مین
آکے اُتری ہی ایک ساحرہ مصاحب شعلۂ آتشبار خواجہ عمرو کی فکر مین گئی ہی اور ایک ساحرہ برق کی تلاش
مین آتی ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے کہا ای برق اب تم لشکر سے کہین نہ جانا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ خدا خواجہ
کو بچائے برق نے کہا اب مین جاتا ہون اُستاد کو ڈھونڈھکر اُنکو اس امر کی اطلاع دون یہ کہکر برق

بھاگا جنگل مین آیا ہر طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہی کہ اُستاد ملین تو اُنکو ہوشیار کردون کہ دور سے اسنے دیکھا
ایک جادوگرنی خواجہ عمرو کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہی یہ معرکہ دیکھکر برق فرنگی تڑپ گیا بعجیل
تمام رنگ و روغن عیاری کا نکالا بصورت صرصر تیار ہوا پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم یہ نگوڑا
سارباں زادہ تمھارے دام مکر مین کیونکر پھنسا ملکہ حیرت نے مجھکو بھیجا ہی کچھ فرمایا ہی دو تین باتین سنلو
پیران نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی برق فرنگی بصورت صرصر قریب آیا کہا ملکہ حیرت
نے فرمایا ہی کہ عمرو کو پہلے ہمارے پاس لاؤ پھر اپنے لشکر مین لیجانا اب باتون مین برق رنگ جما رہا
ہی کہ باتون مین مصروف ہو تو اسکو بیہوش کرون خواجہ عمرو بھی سمجھ گئے ہین کہ ہمارا بھوریا آ گیا دل مین
کہتے ہین حقیقت مین یہ بڑا تیز ہی باتون مین رنگ جما رہا ہی قضاے کار طیران جادو جو تلاش مین برق
کی چلی تھی لشکر مہرخ مین آئی چار جانب پھری مگر کہین برق کو نہ پایا لشکر اسلام سے نکلی کہ صرصر اصلی
سے ملاقات ہوئی طیران نے کہا بوا صرصر برق کا نشان نہین ملتا برق کہان ہی صرصر نے کہا
مین ابھی طرف سے صحرا کے آتی تھی برق میری صورت بنکر طرف صحرا کے گیا ہی یہ سُنکر طیران پر پرواز
پیدا کر کے اُڑی جھپٹی ہوئی جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا پیران جادو نے عمرو کو گرفتار کیا ہی صرصر
کھڑی ہوئی باتین کر رہی ہی طیران سمجھ گئی کہ یہ برق فرنگی ہی وہین سے نعرہ کیا یاش او مکار مین نے
تجھے پہچانا اور یہ بھی پکار کر کہا ای پیران یہ جانے نہ پائے یہ صرصر نہین برق عیار ہی برق نے
چاہا تڑپ کر بھاگوں پیران نے اشارہ کیا برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے طیران بھی زمین
پر آئی برق کو گرفتار کر لیا برق و عمرو کو لیکر دونون چلین اب برق و عمرو کی بیقراری دونون
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس بلا سے نجات دے یہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگی شعلۂ آتشبار
وعدہ کر کے آئی ہی کہ عیارون پر آفت برپا کرونگی ای کریم کارساز تو ہی اس آفت سے نجات دے تیری
کریمی سے بڑی امید ہی یہ بندہ کس لائق ہی کہ تعریف کرے **نظم**

نیست انسان گر ندارد دست آدمی	تو وہ خاک است در معنی بصورت آدمی
آدمی باشد اگر دارد شرافت آدمی	بے شرافت نیست انسان فی الحقیقت آدمی
بندہ آن باشد کہ باشد مستعد بندگی	عبد باشد گر کند کار عبادت آدمی
مہربان باشد بحالش حضرت پروردگار	گر بود ہر وقت حاضر در اطاعت آدمی

سر نہد شام و سحر در سجدۂ عجز و نیاز ‏ خواستہ از سرفرازان تاج عزت آدمی
چون مکانش لامکان آخر شود ناحق چرا ‏ می برد بر گنبد گردون عمارت آدمی
چون نہ باشد عسرو یسر دار دنیا بر قرار ‏ خوش چرا باشد نہ اندر رنج و راحت آدمی
می برد با خود چہ از دنیائے دون وقت سفر ‏ غیر درد و حسرت و رنج و ندامت آدمی
بلکہ ہم از یاد خدا غافل نباشد در جہان ‏ ہر زمان داند دم خود را غنیمت آدمی
فائدہ بر دارد از منظوم ہندی در جہان ‏ چونکہ باشد محرم اسرار وحدت آدمی

دونون بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین برق اشارے کرتا ہے استاد کچھ عیاری کیجیے خواجہ عمرو کہتے ہین بیٹا کیا عیاری کرون اس ملعونہ نے مجھکو بڑے مکر سے گرفتار کیا بڑھیا بنی رو رہی تھی مین اسکے دام مکر مین پھنس گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای پیران وطیران ٹھہر جاؤ شہنشاہ نے حکم دیا ہے کہ ان دونون کو سامری وجمشید جہنم مین پھینکینگے اب یہ زندہ نہ پھینکے پیران وطیران نے پلٹکر دیکھا کہ سرمائے برف انداز آتا ہے یہ وزیر اعظم افراسیاب ہے پیران وطیران دونون ٹھہر گئین سرمائے قریب آکے کہا ان دونون ظالمون نے شہنشاہ پہ بڑی بڑی بدعتین کین شہنشاہ قبر پر سامری کی گئے جاکر عرض کی عمرو وبرق کو گرفتار کرنا چاہتا ہون حکم ہوا کہ پیران وطیران گرفتار کرینگی دونون کو پانچ پانچ گانون دیے جائین یہ سامنے جو ٹیکرا ہے اسپر سامری وجمشید بیٹھے ہین فرشتگان عذاب بھی ساتھ ہین آپ جاکر دونون کو سامری وجمشید کے سامنے کردین وہ اٹھاکر لیجائینگے یہ سنکر پیران وطیران دونون طرف اسی بلندی کے چلین جب قریب بلندی کے آئین دیکھا وہان پر سناٹا پڑا ہے پیران وطیران نے کہا ای سرما یہان تو کوئی معلوم نہین ہوتا سرمانے کہا تمھین یون نہ سوجھیگا آنکھین بند کرکے بیٹھو ہاتھ باندھکر عرض کرو کہ یہ گنہگار حاضر ہین تب تم دیکھوگی یہ کیا سامنے خداوند بیٹھے ہین پیران وطیران نے عمرو وبرق کو ایک طرف ڈالدیا اب دونون اپنی آنکھین بند کرکے بیٹھین سرمائے تعلی نے حلقے کمند کے دونون کے گلے مین ڈالدیے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو تصنیف مصنف

بعیاری من آنم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک ‏ نہ آید با دگر وتیسنہ گامم
خلیفہ اولی چالاک نامم

خنجر سے دونون کے سر کاٹے خواجہ عمرو وبرق نے رہائی پائی خواجہ اٹھتے ہی کپڑے اتارنے لگے

برق نے انگوٹھیان اُتارین عمرو نے ایک لات ماری کہ ابے بھاگ جادوگر آتے ہین برق کب مانتا ہی پٹا ہی جاتا ہی تینون عیار بوٹ مار کے بھاگے وہان شعلۂ آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر پیدا ہوا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم دونون مصاحبین پیران وطیران قتل ہوگئین جو برائے گرفتاری عمرو و برق گئی تھین یہ سنتے ہی شعلۂ آتشبار رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسی مصاحبین قتل ہوئین کہ جنکا مثل ونظیر نہ تھا میرا بازو ٹوٹ گیا جلد لشکر تیار کرو مین جاکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی تین لاکھ کا لشکر اسکے ساتھ ہی سب ساحران عدار زبردستان روزگار لشکر کو تیار کرکے حاضر ہوے شعلۂ آتشبار نے کوچ کیا طرف لشکر حیرت کے چلی خواجہ عمرو و برق وچالاک جو اُن دونون جادوگرنیون کو قتل کرکے چلے تھے ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا شعلۂ آتشبار تخت پر سوار تین لاکھ کا لشکر پشت پر لیے کروفر آتا ہی پھریرے علمہاے سیہ کے کھلے ہوے خواجہ نے کہا ای برق یہ برائے مقابلہ لشکر مہرخ جاتی ہی راہ مین اسکو روکنا چاہیے برق نے کہا استاد غلام جاتا ہی ابھی اسے روکے لیتا ہی یہ کہا اور تڑپ کر چلا خواجہ عمرو نے کہا ابے سن تو صلاح کرلے کہ کیونکر روکیگا کسکی صورت بنکر جائیگا برق چاہتا ہی کہ کچھ عرض کرے کہ دوسری گرد اُڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جادوگر گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر جیسے ہی ملکہ شعلۂ آتشبار نے اس جادوگر کو آتے ہوے دیکھا پکار کے آواز دی ای محیط کوہ نشین کہان سے آتے ہو محیط کوہ نشین نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا شعلۂ آتشبار کو نوجوان ساحرہ پھولے پھولے گال سینے پر اُبھار مسکرا کے جو پوچھا محیط کوہ نشین شہید تیغ تبسم ہوش وحواس گم حیران حیران دیکھنے لگا گینڈا بڑھا کر قریب آیا زانو پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکۂ عالم تم کہان سے آتی ہو اور اب کہان جاؤگی شعلۂ آتشبار نے یہ سنکر کہا صاحب تمھین کیا ہے جو پکارا تو چبا چبا کے باتین کرنے لگے تمسے کیا کہین اپنی تو یہ کیفیت ہی خود بخود دل کو پریشانی آئینۂ قلب پر حیرانی

نظم

تھی وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب

وان طعنہ تیر بار یہان شکوہ زخم ریز
باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب

رنگین ہین خون سے وہ ہاتھ آج کل رہے
جس ہاتھ مین وہ دست حنائی تمام شب

نالون سے یان زبان سحر تک نہین لگی
تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب

یکبار دیکھتے ہی مجھے غش جو آگیا — بھولے تھے وہ بھی ہوشربائی تمام شب
مرجاتے کیون نہ صبح کے ہوتے ہی ہجر مین — تکلیف کیسی کیسی اُٹھائی تمام شب
گرم جواب شکوۂ جور عدو رہا — اُس شعلہ رو نے جان جلائی تمام شب
کہتا ہی مہروش تمھین کیون غیر گر نہین — دن بھر ہمیشہ وصل جدائی تمام شب
دھر پانوٴن آستان پہ کہ اس آرزو مین آہ — کی ہی کسی نے ناصیہ سائی تمام شب
مومن مین اپنے نالونکے صدقے وہ کہتے ہین — اُسکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب

جب ملکہ شعلۂ آتشبار نے اسطرح کے اشعار پڑھے محیط نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون خدمتگزاری کو موجود ہون آپسمین باتین ہونے لگین محیط گینڈے سے کودا شعلۂ آتشبار بھی تخت سے اُتری پوچھا کیون صاحب کہان سے آتے ہو کہان کا قصد ہی پہلے جو مین نے پوچھا تمنے نہ بتایا یہ سنکر محیط نے کہا مین براے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہون شعلۂ آتشبار نے کہا شہنشاہ بھی عجب طرح کے دیوانے ہین تمکو بھی براے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا اور مجھکو بھی بھیجا یہ کیا حرکت ہی محیط نے کہا آپ یہین ٹھہریے مین سب کو گرفتار کرکے لیے آتا ہون یہان سے پھر پاس شہنشاہ کے لیچلیے گا کہیے گا مین سب کو گرفتار کرلائی شعلۂ آتشبار نے کہا صاحب مجھکو کیونکر چین پڑیگا اسوقت تمسے اسطور کی باتین ہوئین ایمتھارا جدا ہونا بہت ناگوار ہی اگر میرے تمھارے جدائی ہوئی مین حیران ہون کہ راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی محیط کوہ نشین نے کہا ای ملکۂ عالم نہ مین عاجز ہون نہ تم ناچار ہو تم بھی صاحب ملک و مال ہو مجھکو بھی سامری و جمشید نے صاحب حکومت کیا ہی پس آپ میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیے شعلۂ آتشبار نے سر پیٹ لیا کہا امین بڑے جھگڑے ہین مین ایکدن دربار مین افراسیاب کے حاضر ہوئی کچھ امورات مالی و ملکی کہنا تھے ساونت کوہکن مصاحب شہنشاہ بھی دربار مین موجود تھا اُسنے شہنشاہ سے کہا کہ میری شادی ساتھ شعلۂ آتشبار کے کرادیجیے شہنشاہ نے بہ محبت کہا مجھکو بھی مجبور ہوکر منظور کرنا پڑا اُسکے ساتھ میری بھونری پھر گئی وہ دم بھر میرا ساتھ نہین چھوڑتا مجھے اُسکے نام سے نفرت ہی مگر اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا آج تمسے محبت ہوئی ہین امین فکر کرونگی کسی طور سے اُسکو کسی ملک پر بھجوا دونگی مین تمھارے پاس آؤنگی محیط کی بارگاہ مین شعلۂ آتشبار یہی باتین کررہی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ساونت آتے ہین اُنکو خبر ملی کہ ملکہ شعلۂ آتشبار یہیان

فروکش ہین جب اُنھون نے خبر پائی کہ ملکہ کو شاہ نے برائے مقابلہ مسلمانان روانہ کیا اُنھون نے اُسیوقت شہنشاہ سے آکے عرض کی کہ غلام کی زوجہ واسطے مقابلہ مسلمانان کے گئی ہی مین بھی وہین جاؤنگا لہذا اُنکو بھی حکم ہوا کہ تم بھی جاؤ آپ کا لشکر دیکھکر اسی طرف چلے ہین آتے ہین شعلۂ آتشبار گھبرا کر اُٹھی محیط کوہ نشین سے کہا صاحب اب مین اپنی بارگاہ مین جاتی ہون ہمارے تمھارے وقتاً فوقتاً ملاقات ہوا کریگی یہ کہکر چلی محیط کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے ملکہ! عالم مین بھی وقت بیوقت حاضر ہونگا مگر تمھاری یاد مین روح تڑپیگی شعلۂ آتشبار چپ ہوگئی مگر دل پر صدمہ ہی کہ اُس نگوڑے سے پھر سامنا ہوگا بمجبوری بارگاہ محیط کوہ نشین سے نکلی کہ دیکھا آمد آمد ساونت شروع ہوئی ساونت نے جو اپنی زوجہ کو بارگاہ محیط سے آتے ہوئے دیکھا چلکر گردن مست سے کود کے جھک کر قریب آیا شعلۂ آتشبار نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دونون باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے ساقی کو حکم دیا ساقی بچے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئے کہا گائنون کو بلاؤ گائنین آئین ناچ ہونے لگا ایک گائن نے یہ غزل شروع کی نظم

زخم دل بھرتا ہی جلوہ چہرۂ پر نور کا — چاندنی مین یان اثر ہی مرہم کافور کا
سختی ایام ہی میرے لیے سامان عیش — خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا
کچھ نہ حاصل ہووے کیسی ہی مشقت کیجیے — عشقبازی کام ہی بیگار کے مزدور کا
دین نہ ارباب صفا ہرگز کسیکے دل کو رنج — گوشۂ دامن سے اُٹھا جھاڑ کب بلور کا
مین وہ میکش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر — آب ہو جاتا ہی شیرہ دانۂ انگور کا
آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہی عبث — ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دور کا
ہو نہ اُس لیلی وحشی کا دل دیوانہ محو — بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا
رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہی — بار لاتا ہی قلم ہونے سے نخل انگور کا
دست قدرت سے بنایا ہی خدا نے قصر تن — دخل معمار اسمین ہی نے دخل ہی مزدور کا
مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیے — سونگھکر سگ چھوڑ دیتا ہی عسل زنبور کا
عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام می — دفع کرتی ہی صبوحی درد سر مخمور کا
صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہی آتش رشک چشم — یان سفیدی پر سیاہی سے ہی عالم نور کا

ناچ گانا ہو رہا ہی صحبت عیش و نشاط مہیا ہی مگر شعلۂ آتشبار پریشان پریشان بیٹھی ہی چاہتی ہی یہ کسیطرح اُٹھ جائے تو مین محیط کو بلاؤن جب ساونت نے جام بھر کر شعلۂ آتشبار کو دیا اُسنے مُنھ پھلا کے کہا اسوقت میرا جی نہین چاہتا ہر چند ساونت نے کہا ملکہ شعلۂ آتشبار نے شراب نہ پی ساونت بہت رنجیدہ ہوا کنیزون نے جو کہا جھلا کر شعلۂ آتشبار نے کہا میرا دل نہین چاہتا کیونکر پیون کیا زبردستی پی لون دن بھر یون ہی شراب کا چرچا رہا رات کو بھی جلسہ نہ برخاست ہوا شب کو بھی سب نے شراب پی ساونت نے منتین کر کے کہا اے ملکۂ عالم دن کو نہین شراب پی رات کو تو شراب پیو ہر چند سب نے اور ساونت نے کہا مگر شعلۂ آتشبار نے شراب نہ پی اسی تصور مین ہی کہ اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرون وہ میرے واسطے کیسا پریشان ہوگا اگر مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا مین اس صحبت مین نہ آتی ساونت نے پھر پوچھا اے ملکۂ عالم آج تو آپ نے دن بھر پریشان کیا اسوقت بھی عرض کرتا ہون اور آپ انکار کرتی ہین آخر مزاج کیسا ہی شعلۂ آتشبار نے کہا سر مین میرے درد ہی دیکھو ہنڈا بھبکا ہی اب جلسہ برخاست کرو ساونت حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی اور خواجہ عمرو و برق و چالاک یہ تینون عیار بصورت مبدل داخل لشکر ہین یہی انکو فکر ہی کہ کچھ عیاری کرین یہان ساونت جلسہ برخاست کر کے اُٹھا شعلۂ آتشبار کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جب بارگاہ مین آ کے چھپر کھٹ پر سویا شعلۂ آتشبار جاگا کی رات کو بھی اسنے دو جام ساونت کو پلا دیے لیکن ساونت جب سے آیا ہی اسکو خیال ہی کہ زوجہ میری کسی رنگ مین ہی یہ سویا نہین ظاہر مین تو اسنے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا باطن مین جاگا کیا شعلۂ آتشبار نے جب دیکھا کہ ساونت کو ہکن اب سو گیا چپکے سے اُٹھی سحر کر کے بلند ہوئی طرف بارگاہ محیط کوہ نشین کے چلی وہان محیط کو بھی نیند نہین آئی تڑپ رہا ہی اسکو بھی ملکہ شعلۂ آتشبار کا بڑا خیال ہی صحن بارگاہ مین ٹہل رہا ہی یاد مین معشوقہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر بیقرار و مضطر

نظم

کیا شب فرقت مین صدمے ہین دل بیتاب پر	مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
ہجر مین سو جاؤن کیا ہین توشک کمخاب پر	بنگئے ہین بال پلکون کے برائے خواب پر
مثل ہالہ رات صدقے ہوتی ہی مہتاب پر	یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع	آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبد مدفن مرے اشکونسے یون ہی بعد مرگ | بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دے ای طبیب | ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
خیمۂ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب | نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
وہ جو قائم ہو بنے زر اسکو نام زر سے ننگ | فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
عین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر فراغ | سعی کرنا ختم ہی ای سالکو گرداب پر
رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب | ہاے کیا رکھتا ہی غبت غم مرے خوناب پر
بنگیا فوراً امر اتار نگہ تار شعاع | جا پڑی جب آنکھ اُس خورشید عالمتاب پر
عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ مگر | ہی نظر میری مسبب پہ نہین اسباب پر

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے محیط نے نگاہ جو اُٹھائی دیکھا آسمان پر برق چمکی محیط نے دیکھا شعلۂ آتشبار کو کہ بہ اشتیاق چلی آتی ہی محیط نے پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے آج کی رات تو بہت طولانی ہوگئی آخر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا ارادہ تھا کہ خود تمھارے خیمے مین آؤن مگر جانتا تھا کہ وہ کلموہا ساونت بیٹھا ہوگا یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسکین دیتا تھا شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی + نصیب اُسکو الٰہی وصال یار نہو + شعلۂ آتشبار زمین پر آئی محیط نے دوڑکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا شکایت شب ہجر کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لیکر آیا مسند پر آکے دونون بیٹھے شرابخواری کرنے لگے اختلاط ہو رہا ہی یہان ساونت نے جو پہلو خالی پایا غصے مین اُٹھا باہر آیا کہین اپنی زوجہ کا نشان نہ پایا سوچا کہ شاید محیط کے خیمے مین گئی یہ سوچکر طرف خیمۂ محیط کے چلا کچھ افسر وغیرہ طلائے پر ملے اُنھون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین اسنے غصے مین کہا یارو کیا کہون عجیب طرح کا معرکہ گذرا زوجہ میری پہلو سے اُٹھکر چلی گئی شاید محیط کے پاس گئی یہ سُنکر سب نے کہا حضور چلیے غلام بھی ساتھ ہین گھسکر اُس بچیا کو مار ڈالیے دس بیس افسر بھی اسکے ساتھ ہوے اتنا جو اسکے منھ سے نکلا یہ خبر لشکر مین اُڑ گئی کہ ملکہ شعلۂ آتشبار زوجہ ہمارے مالک کی محیط سے پھنس گئین آج خوب تلوار چلیگی غول کے غول غٹ کے غٹ ہر طرف سے چلے یہان محیط بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی کہ عیار اسکا دوڑا ہوا آیا عرض کی حضور ساونت مع فوج آتا ہی شعلۂ آتشبار تھرا گئی کہا صاحب وہ بڑا آتش خو شعلہ مزاج ہی مین تو نکل جاؤن محیط نے ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب بیٹھو وہ کیا کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ دروازے پر نعرہ ہوا کہ او محیط بچیا باہر نکل تو حال معلوم ہو یہ کہکر اسنے گولہ مارا بارگاہ محیط کی

پہنچنے لگا محیط تیغہ کھینچے ہوے باہر نکلا شعلۂ آتشبار نے دیکھا کہ اب تو حال کھل گیا جو کچھ ہو سو ہو پیچھے پیچھے محیط کے سحر کرتی ہوئی باہر آئی ساونت نے جو اُسکے ساتھ اپنی زوجہ کو دیکھا تلوار کھینچکر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ساونت سے اور محیط سے یہانتک سحر چلے کہ اتنے عرصے مین لشکر ساونت کا اور محیط کا آگیا دونون لشکر آپس مین گلگئے تلوار چلنے لگی ساونت اور محیط سے سحر ہو رہے ہین تلوارین برس رہین لیکن ساونت ساحر زبر دست ہی ایک مقام پر لڑتے لڑتے اسنے گولہ مارا جب وہ گولہ پھٹا پھولون کی بارش ہوئین محیط سونگھنے لگا ذرا پلک جو جھپکی اوپر سے ساونت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ محیط کے دو ٹکڑے ہوے بارہ چودہ ہزار کنیزین شعلۂ آتشبار کے گرد آگئین لڑائی مین مصروف ہوئین شعلۂ آتشبار نے گھبرا کر کہا صاحبو اب مین کہان جاؤن محیط تو مارا گیا اُسی کا سہارا تھا کنیزون نے کہا واری اب یہ ذکر تا ہے افراسیاب ہو چکیگا شہنشاہ آپ کے دشمن ہو جائینگے جان بچنا دشوار ہو جائیگی اب مناسب یہ ہی کہ لشکر مین مہرخ کے چلیے وہ لوگ بچا لینگے افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہین ہر روز ہی ارادہ کر کے افراسیاب جاتا ہی کہ آج سب کو مار ڈالونگا لیکن کچھ بھی نہین ہوتا وہ لوگ ہر روز ملک لیتے جاتے ہین نصف ملک اُن سب کے قبضے مین آگئے شعلۂ آتشبار کو یہ بات پسند آئی اور سب لشکر نے تو ساونت کا ساتھ دیا مگر بارہ ہزار کنیزین کہ جنھون نے اسکی ذات سے عزت پائی تھی وہ سب اسکے ساتھ ہوئین شعلۂ آتشبار بھاگی لشکر محیط تو پراگندہ ہو گیا مگر لشکر ساونت نے چار طرف سے اسکو گھیرا ہی یہ بارہ ہزار کنیزون سے بھاگی ہوئی جاتی ہی خواجہ عمرو و چالاک و برق بصورت مبدل اسکے لشکر مین داخل تھے یہ سب معرکے انھون نے اپنی آنکھون سے دیکھے شعلۂ آتشبار نے کئی مرتبہ پکار کر کہا ارے لشکر اسلام کا راستہ کدھر سے ہی راہ راست پر چلو خواجہ عمرو نے برق سے کہا یہ ہمارے لشکر کی جویا ہی جلکر لشکر مین خبر کرنا چاہیے تینون عیار بھاگے یہان رات کا وقت ہی آج باغبان قدرت طلایہ دے رہا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی کہ اسنے دیکھا برق و چالاک خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین باغبان نے بڑھکر آواز دی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ہی باغبان جلد چلو شعلۂ آتشبار زوجہ ساونت تمھارے لشکر مین آتی ہی ساونت نے اُسے گھیرا ہی باغبان نے لشکر کو آواز دی اسکے ساتھ کے بارہ ہزار جوان آگئے باغبان نے کہا جلکر ایک غریب کو بچاؤ یہ کہکے باغبان پر پرواز پیدا کر کے اُڑا بارہ ہزار جوان اسکے

پیچھے پیچھے چلے یہان جنگل مین ساونت نے جو دو چار گولے مارے کئی سو کنیزین شعلۂ آتشبار کی جلکر
خاک ہو مین چار طرف سے فوج ساونت نے گھیر لیا ساونت پکار رہا ہے کہ ارے صاحبو اس کیسو بریدہ
کو پکڑ لو مین اسکو ابھی قتل کرونگا اسنے بڑا صدمہ دیا اُسکے پاس چلی گئی خوف نہ کیا محیط کو تو مین نے مارا
اب اسکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا شعلۂ آتشبار آٹھ سات سو کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے سحر کر رہی ہے مگر
کنیزین بھی عاجز ہین آخر شعلۂ آتشبار گھبرا کر پکار اُٹھی اے آسمان کے خداے نادیدہ مجھکو اس آفت سے
بچا لے مین نے تیرا اعتقاد کیا کنیزین بھی پکار رہی ہین کہ ہمنے پوسے دو سو خداوندون کو چھوڑا اے خداے
نادیدہ تیرا ایمان لائے شعلۂ آتشبار نے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے اور پکار کر کہا اے خداے نادیدہ
ہم تو اچھی طرح تیرے نام سے بھی آگاہ نہین ہماری مدد کر نظم

نہ کرد بندگی این بندۂ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

برای بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس

نکرد قابل تحسین بہ ابتدا کارے
ندید از رہ غفلت بہ انتہا افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس

نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم
بر آستان خداوند کبریا افسوس

برنج و درد و الم ماند در جہان تا ماند
چو رفت رفت نہ دور زمانہ با افسوس

رسد بکوچہ و بازار در بدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد
بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس

بکن براہ خدا خرچ مال و زر ہندی
بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسوس

شعلۂ آتشبار نے جو بلک کے دعا کی وہ اجابت ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا آسمان پر برق چمکی
اور نعرہ ہوا منم باغبان قدرت باغبان بارہ ہزار جوانون سے آگرا اور تین گولے مارے کہ
کئی ہزار جوان مر کر گرے ہر طرف ہُلڑ ہوا باغبان قدرت آگیا باغبان فوج کو پامال کرتا ہوا
لڑتا بھڑتا قریب ساونت کے پہونچا ساونت حیران تھا کہ باغبان کو کسنے خبر کردی جب دیکھا کہ
باغبان قریب آگیا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کرتا جاتا ہے باغبان نے کچھ اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے

ساونت کے چھوٹ گئی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین باغبان نے وہی تلوار اُٹھالی ہاتھ مارا ساونت نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکا سر اسکا زخمی ہوا ساتھ والون کو اپنے باغبان نے اشارہ کیا ملکہ شعلۂ آتشبار کو اپنے بیچ مین سے لو خبردار اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے ساونت تو زخم کھاکر بھاگا فوج والون کو اپنے آواز دی یارو نکل چلو باغبان سے مین نہین لڑسکتا وہ بلائے روزگار ہی افراسیاب کا وزیر اعظم تھا اب مسلمانون کا دل وجان سے طرفدار ہی دیکھین انجام کیا ہو ساونت نے جو یہ آواز دی سب اسکے ساتھ والے بھی بھاگے باغبان نے پیچھا کیا چاہتا ہی ساونت کو پکڑ لون آخر ساونت پر پرواز پیدا کر کے بھاگا نصف فوج سے زیادہ قتل ہو گئی جب شعلۂ آتشبار نے دیکھا کہ باغبان پیچھا کیے ہوے جاتا ہی پکار کر آواز دی ای معین و مددگار اب اس نامرد کا پیچھا نکرو باغبان بمجبوری پلٹا شعلۂ آتشبار کو ساتھ لیا اور طرف لشکر اسلام کے چلا یہان سب تردد مین تھے کہ باغبان لڑا بھڑا آیا گلچین ملکہ مہرخ کے سامنے فریاد کر رہی تھی کہ مجھکو نشان بتائیے مین بھی اپنے شوہر کے ساتھ جا کر لڑدن اپنی جان دون اپنے وارث کو بچاؤن میرا دل نہین ملتا **نظم**

ہجر مین بیتابیان کم کی ہین اس تدبیر سے
قلب مضطر کو دبایا ہی تری تصویر سے

زخم کے منھ مین زبان بنکر کہیگا صاف صاف
پوچھ لینا حال دل تم آپ اپنے تیر سے

پیکیون کے ذالقون کے درد کے طالب جو ہین
یا ہمارے دل سے پوچھین یا تمھارے تیر سے

شرم کا کر کے بہانہ سامنے سے ٹل گئے
رنگ رُخ بدلا جو میری آہ کی تاثیر سے

دست چارہ گر چھڑاتا ہی جو اک مدت کا ساتھ
دل لگے مل مل کے روتا ہی تمھارے تیر سے

نیند وحشی نے نکالا ہی یہ طرفہ مشغلہ
رات دن آنکھین لڑاتا ہی تری تصویر سے

اک نزاکت کے سبب تا حشر باقی رہگیا
سخت جانی سے مجھے اُنکو گلہ شمشیر سے

جب خیال آیا ترے جور و تغافل کا ہمین
سامنے رکھکر گلے کرنے لگے تصویر سے

نا امیدی کی دم تحریر یاد آتی ہی صدا
یہ وہ نامے ہین کہ کوسون دور ہین تاثیر سے

بڑھ گے حال ضعف ہوا یا ہی یارب خیر ہو
کیا مجھے جھوٹا کرینگے وہ مری تحریر سے

ملکہ مہرخ سمجھا رہی ہین کہ بی گلچین اسطرح نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو ساونت کی کیا حقیقت ہی انشاء اللہ اُسکو قتل کر کے آتے ہونگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی

حضور مبارک ہو باغبان قدرت بصد صولت و شوکت جاکر ساونت سے لڑے ساری فوج کو
اُسکی شکست دی ساونت زخمی ہوکر بھاگا شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے آتے ہین ملکہ گلچین یہ سنکر
خوش ہوگئین سب سردار منتظر ہین کہ باغبان شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے سامنے ملکہ مہرخ
کے آئے شعلۂ آتشبار نے جھک کر سلام کیا ملکہ مہرخ نے خلعت دیا پہلو مین جگہ ملی سب حال
پوچھا شعلۂ آتشبار نے کل کیفیت بیان کی مگر ساونت جو شکست کھا کے بھاگا ملکہ حیرت کو یہ
سب خبرین گذرین یاقوت و زمرد سے کہا دیکھو صاحبو کس کس طور سے سرداران نامی و ساحران گرامی
کم ہوتے جاتے ہین بیٹھے بیٹھے یہ کیا انقلاب ہوا اب زوال کا زوال ہونا مشکل ہی وزیرزادیان عرض
کرتی ہین حضور نہ گھبرائین لونڈی غلامون کا بار لینا کیا مشکل ہی جسدن شہنشاہ قصد کرینگے سب کو مار لینگے
حیرت نے کہا یہی کہتے کہتے سالہا سال گذر گئے اور روز بروز زور مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہی یہ ذکر
تھا کہ خبر پہونچی ساونت شکست خوردہ آتا ہی ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد کو اشارہ کیا کہ اُسے استقبال
کرکے لاؤ اگرچہ اسوقت تباہ ہی مگر اپنے ملک کا بادشاہ ہی سردار گئے ساونت کو لیکر سامنے آئے کہا حضور
زوجہ میری لشکر مسلمانان مین چلی گئی محیط کا حال بھی بیان کیا ملکہ حیرت نے کہا نہ گھبراؤ ہم ابھی
شہنشاہ کو عرضی لکھتے ہین اسکا انتظام اچھی طرح ہوگا زوجہ تمھاری لشکر مین مسلمانون کے نہ رہنے
پائیگی گرفتار ہوکر آئیگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کی حضور شہنشاہ تشریف
لاتے ہین ابر ہفت رنگ نمایان ہوا ہی حیرت جادو اُٹھ کھڑی ہوئی بیرون بارگاہ آکے ٹھہری
دیکھا ابر ہفت رنگ قریب آکر پھٹا شہنشاہ تخت پر سوار ایک ساحرہ مہیب صورت پائے پر تخت کے
ہاتھ ڈالے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار جادوگر حیرت حیران ہوگئی کہ یہ ساحرہ سیہ فام کون
ہی افراسیاب کا تخت آکر زمین پر اترا اُس ساحرہ نے جھک کر ملکہ حیرت کو سلام کیا افراسیاب
نے کہا اے ملکۂ عالم تمنے انکو پہچانا ملکہ جاروب کا ملش انہین کا نام ہی تیر سامری پر ہمیشہ جھاڑو
دیتی ہین میرے سلام کو آئی تھین حال مسلمانان جو سنا انکو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ مین ایک ہی دن
مین سب کو مٹا دونگی جھاڑو پھیر دونگی ملکہ حیرت نے اشارے سے کہا چپ رہیے ایسا نہو کوئی عیار
سنتا ہو تو ابھی انکی فکر ہو جائے افراسیاب نے کہا عیار انکا کیا کرینگے یہ ایک دن مین سب کو
مٹا دینگی حیرت نے کہا کچھ اور بھی حال آپ نے سنا کہ کیا آفت برپا ہوئی بی شعلۂ آتشبار نکل گئین

شوہر صاحب اُنکے زخمی ہوکر آئے ہین زوجہ وہان بیٹھی ہین باغبان قدرت انکو زخمی کرکے زوجہ انکی لیگیا
افراسیاب نے یہ سنکر کہا بادولت تو ٹھہر نہین سکتے ملکہ جاروب کاہکش سمجھ لیگی حیرت نے جو
افراسیاب کی یہ باتین سنین خاموش ہورہی افراسیاب تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوگیا حیرت جادو
جاروب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھی ساونت بھی آکے حاضر ہوا آگے یہ ہوا کہ جاروب کش
قبر سامری آئی ہی میان مہتر برق فرنگی بصورت مبدل بارگاہ مین آئے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ
جاروب نے کہا اے ساونت تم جاکر اپنی زوجہ کو لے آؤ لشکر مسلمانان مین جاؤ بصورت مبدل پھرنا
جب زوجہ تمھاری بیرون بارگاہ آئے اُٹھا لانا مین بھی اب طبل جنگی بجواتی ہون ملکہ حیرت سے اشارہ کیا
مین نے سب وقایع پڑھا حال مسلمانان سے خوب آگاہ ہوئی پہلے عیارون کا گرفتار کرنا ضرور ہی یہ کہکے
اپنی بارگاہ مین آئی کئی لاکھ روپیہ پاس اپنے منگاکے رکھ لیے پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا کہا غریب و غربا کو
خبر کردو کہ ہمسے آکر انعام لین توڑے چُنے ہوے ہین غربا مساکین آنے لگے کسی کو سو دیے کسی کو دو سو
دیے خیال ہی کہ اسی طمع مین عمرو آئیگا مہتر برق فرنگی بھی بصورت فقیر سامنے جاروب کاہکش کے
آیا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم مین رہنے والا ملک مسافر آباد کا ہون سات لڑکیان شادی کرنے کو
بیٹھی ہین امیدوار ہون کچھ غلام کو مرحمت ہو جاروب کے ایک پہلو مین توڑے رکھے ہوے ہین
ایک پہلو مین نقشہ کہانت بنا ہوا رکھا ہی براے شناخت عیاران جو کوئی آتا ہی یہ فوراً نقشے پر نگاہ
ڈالتی ہی جب برق نے بڑھکر اسطرح کہا جاروب نے پلٹ کر نقشہ دیکھا نقشے کو دیکھتے ہی معلوم ہوا
کہ یہ برق فرنگی عیار ہی فقیر نہین ہی برق نے ہاتھ پھیلایا جاروب نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا
اور آواز دی او مکار میرے ساتھ یہ عیاری برق مُنہ کے بل زمین پر گرا جاروب نے ہاتھ مروڑ کے
مشکین باندھین فریب توڑون کے ڈالدیا ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہرکارے جو اہل اسلام
کے حاضر تھے یہ خبر پاکے بھاگے لشکر اسلام مین آکر خبر دی کہ مہتر برق فرنگی پکڑا گیا یہ سنکر خواجہ عمرو
اپنے مقام سے اُٹھے پوچھا کس وجہ مین گرفتار ہوا ہرکارون نے بیان کیا کہ جاروب اپنی بارگاہ
کے دروازے پر بیٹھی ہوئی روپیہ بانٹ رہی ہی برق فکر مین عیاری کی فقیر بنکر روپیہ مانگنے گیا تھا
اُسنے پہچانا گرفتار کرلیا خواجہ عمرو یہ حال دریافت کرکے چلے صورت بدل لی سوچتے ہوے لشکر
مین جاروب کاہکش کے آئے پھرتے پھراتے جب دربارگاہ جاروب پر پہونچے جال الیاسی

کاندھے پر ڈال لیا کمند آصفاے باصفا کے لچھے بازوون پر لپیٹے اس سج دھج سے اندر تشریف لائے
دیکھا جاروب کاہش بیٹھی زر وپیہ بیشمار رکھا ہے میان برق اُسی مقام پر پڑے ہین جاروب
کو باکو زر وپیہ بانٹ رہی ہے عمرو نے آکر سلام کیا جاروب نے کہا کون عمرو نے کہا سائل اور یہ بھی کہا
کہ یہ کون شخص بندھا پڑا ہے جاروب نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اسے آپنے
کیونکر پہچانا جاروب نے کہا میرے پاس نقشہ بنا ہوا رکھا ہے اُسکو دیکھکر پہچان لیا عمرو نے کہا
اب تو نقشہ دیکھیے کہ مین کون ہون کسی وقت مین غفلت نہ کیجیے جاروب کاہش ہٹی کہ نقشہ دیکھون
عمرو نے جال الیاسی مارا وہ پچاس توڑے اور برق کو جال مار کر کھینچ لیا ایک حقہ آتشبازی کا
مار دیا اندھیرا ہوگیا جبتک جاروب اُٹھے خواجہ عمرو نکل گئے جاروب گھبرا کر اُٹھی دیکھا وہ توڑے
اور برق فرنگی کو عمرو لے گیا جھلانے لگی کہ ساربان زادے نے غضب کیا میرے سامنے سے مال
لیا اور اپنے شاگرد کو بھی لیا اور لیکر نکلگیا مگر اب کہان جائیگا مین دم بھر مین گرفتار کرلونگی لیکن
ساونت حسب فہمائش جاروب کاہش لشکر اسلام مین بصورت مبدل آیا جابجا پھرنے لگا ملکہ
شعلۂ آتشبار دربار سے ملکہ مہرخ کے اُٹھی ہین لشکر مین اپنے انتظام کررہی ہین ساونت نے
جو دور سے دیکھا جلگیا غصے مین قریب آیا اول تو اسنے ایک گولہ مارا ملکہ شعلۂ آتشبار چپ ہوکر
کھڑی ہوگئین عقل مین خلل آیا سحر فراموش ہوا ساونت تڑپ کے گرا نیچہ کمر مین دیکر لے بھاگا آسمان پر
جا کے نعرہ کیا منم ساونت جادو اب لشکر مین غل ہوا مہار وغیرہ بارگاہ سے باہر نکل آئین سُنا
کہ ساونت آیا تھا اپنی زوجہ کو اُٹھا کر لیگیا سب سردار پریشان تھے کہ خواجہ عمرو تشریف لائے
مگر گھبرائے ہوے ملکہ مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت بیان کی مہار نے
کہا برق کو نکالیے اُسپر سے سحر کو اُتارین عمرو نے برق کو نکالا مہار و باغبان نے ملکر برق پر
سے سحر اُتارا برق تڑپ کر اُٹھا خواجہ نے کہا آپ نہ جائیے گا اب مین جاتا ہون برق رُکا خواجہ عمرو
چلے یہان جاروب غصے مین بیٹھی ہے ارادہ تھا کہ براے گرفتاری عیاران جاؤن کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا ساونت اپنی زوجہ کو لیے ہوے آیا لاکر سامنے ڈالدیا کہا لیجیے مین اس گیسو بریدہ کو لے آیا
جاروب تو غصے مین بیٹھی ہوئی تھی کوڑا لیکر اُٹھی کہا کیون بی شعلۂ آتشبار اپنے شوہر کو چھوڑ جا کے
مسلمانون کی شریک ہوئین اور کچھ خوف نہ آیا ہے شرط کہ مارے کوڑون کے کھال گرادون ساونت

رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم میرا عجیب حال ہی مین کیونکر گوارا کرون کہ اسپر کوڑے پڑین اور مین دیکھون جسکے لیے آٹھ پہر تڑپتا ہون **نظم**

بدلی جو آئی باغ مین اُس خوش ادا کے ساتھ ۔ کیفیت اور آنکھون مین چھائی گھٹا کے ساتھ
کشتہ ترا جہان مین جو پہونچا قضا کے ساتھ ۔ حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ
میری گلی سے شب کو چلے ہین دغا کے ساتھ ۔ کسکو یہ آپ ہین لیے جاتے چھپا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین ۔ کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ
اپنے مریض کی یہ خبر لی مسیح نے ۔ حل کرکے زہر بھیجدیا ہی دوا کے ساتھ
خوبون سے بھی زیادہ ہی بیداد گر یہ دل ۔ اللہ مجھکو بھیجدیا کس بلا کے ساتھ
بس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی ۔ الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
غیرون کی بزم مین تجھے دیکھا سجائیگا ۔ بے دید لے نہ چل مجھے آنکھین دکھا کے ساتھ
تو بھی نہان ہی آنکھون سے تیرا خیال بھی ۔ بہلاؤن اپنے دل کو مین کس آشنا کے ساتھ
بوے عروس مات ہی او نو بہار حسن ۔ خوشبو ملی جلی ہی بدن کی حنا کے ساتھ
کیا کیا نہ زندگی کا مزا ہو تمام عمر ۔ کھانا جو کھائین روز کسی خوش ادا کے ساتھ
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہی صفیر ۔ غنچے ہین کرتے چاک گریبان صدا کے ساتھ

ای ملکۂ عالم اس ظالم نے میرا بالکل خیال نہ کیا میرے دلسے اسکا خیال نہین جاتا جاروب کاہش نے کہا ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرینگے ایسی شاہزادی بیاہ کے لائین کہ شاہان جہان رشک کرین ساونت نے کہا ای ملکہ جاروب کاہش میرا دل نہین مانتا کیا کہون کہ دل کی کیا حالت ہی آپ اسکو اسطور سے سمجھائیے کہ راضی ہوجائے جاروب نے کہا ای شعلۂ آتشبار اپنے شوہر کے حال زار پر رحم کرو جو گذرا سو گذرا خطا معاف ہوجائیگی اب دونون زن و شوہر خوشی خوشی رہو یہ سنکر شعلۂ آتشبار نے بھڑک کر جواب دیا ای ملکہ جاروب میری تو اب آنکھین کھلین مذہب اہل اسلام اختیار کیا جسوقت دعا کی اُسی وقت باغبان مدد کو آیا فوراً مشکل آسان ہوئی اب مجھسے لات و منات کو سجدہ نہ کیا جائیگا سامری و جمشید پر لعنت کرچکی یہ کلمات جو اسنے کہے جاروب کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار تو جاروب کے ہاتھ سے ساونت نے پہلے ہی لے لی تھی یہ کوڑا لیکر بڑھی چاہا

کچھ سہزادون کہ دروازے پر آئے ہوا خادمون نے عرض کی حضور شہنشاہ افراسیاب تشریف لاتے ہین جاروب بڑھی دروازے پر آکے دیکھا تخت افراسیاب کا آسمان سے اُترتا ہوا چلا آتا ہی جب تخت زمین پر آکے پہونچا ساونت نے جھک کر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے گلے سے لگا لیا اور جاروب کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای جاروب تم اسقدر نہ پریشان ہو ہمکا سامری سے حکم ہوا ہی کہ شعلۂ آتشبار نے ہمکو بُرا کہا اُسکا خون لاکر ہماری صورتون پر چھڑکو مین اب اس مکارہ کو لیے جاتا ہون یہ سُنکر ساونت بیقرار ہوگیا ہاتھ باندھکر افراسیاب کے قدمون پر گر پڑا کہا ای شہنشاہ اسکے حال زار پر رونا آتا ہی وہ باتین کہتی ہی کہ سنتے ہی سامری جمشید اسکو جہنم مین پھینک دینگے آپ اتنی تکلیف کیجیے کہ مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے مین قدرت سے بعجز وانکسار عرض کرونگا شاید اسکی خطا معاف کردین اسکی جان بچ جائے اور یہ راہ راست پر آئے افراسیاب نے کہا ہم کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجائینگے صرف اسی کے واسطے ہمین حکم ہوا ہی ساونت تڑپا سچڑ کا لیکن افراسیاب نے نہ مانا شعلۂ آتشبار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر سوار کر لیا تخت کو اُڑا کے روانہ ہوگیا یہان جاروب خوشی خوشی بیٹھی ہی کہ شہنشاہ آکے گنہگار کو لیگئے اور ساونت کو ملال ہوا حیران و پریشان بیقرار مضطر خیال مین اپنی زوجہ کے بیٹھا ہی کہ ملکہ حیرت جادو تشریف لائین صرصر بھی ساتھ ہی اسنے کہا کون تشریف لائے تھے جاروب کاہش نے سب کیفیت بیان کی یہ سُنکر صرصر شمشیر زن نے کہا ای ملکہ جاروب وہ شہنشاہ نہ تھے شاید ساربان زادہ بصورت شہنشاہ آیا شعلۂ آتشبار کو لیگیا ملکہ جاروب کاہش نے کہا ارے یہ بات کیا سچ ہی حیرت نے کہا ایسے معاملات صدہا مرتبہ گذرے ساونت نے جو یہ سنا بیقرار ہوکر رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم مین معشوق سے چھوٹا فلک در پے آزار ہی دل ترود مین ل انتہا کا بیقرار ہی

نظم

وہ میرا دل ہی کہ جسکو کبھی قرار نہو
وہ وعدہ آپ کا جسکا کہ اعتبار نہو

خدنگ آہ سے کیونکر وہ دل فگار نہو
کبھی جو تودۂ تیر نگاہ یار نہو

نہین وہ چشم ترا جسمین انتظار نہو
نہین وہ دل کہ جو اُلفت مین بیقرار نہو

کدورت اُنکی طبیعت سے نکلے اگر دون
مری طرف سے جو دل مین ترے غبار نہو

چمک اُٹھے نہ کبھی دل کے داغ سودے مین
جو جبلی متصل زلف تابدار نہو

ادائین اُنکی یہ تیز نظر سے کہتی ہین — وہ کون طائر دل ہی جو خود شکار نہو
ہوا ے دامن خنجر جو آکے دے قاتل — تو کیا عجب دل مضطر کو اضطرار نہو
ہمارے دل مین یو نہین آبلے پڑے جائین — کسی کے سینے کا جنباک عیان اُبھار نہو
جلا دے خانۂ تن کو بھی آتش فرقت — جو آب پاش مری چشم اشکبار نہو
خبر یہ دیتا ہی دل اُنکو دل یہ دیگا تو — شریک آہ مین دیکھو شرر شرار نہو

ان اشعار کو پڑھکر ساونت اسقدر رویا کہ ملکہ جاروب کاہش کو رحم آیا کہا ای ساونت کیون گھبراتا ہی مین ابھی چلکر آفت برپا کرتی ہون لیکن یہ تو آج عمرو بڑا کمال کر گیا اب ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ملکہ حیرت نے منع بھی کیا کہ ابھی تامل کرو طبل جنگی بجوا کے لڑنا یون جانا کیا ضرور ہی سار بان زادے کی عیاری کے تو ہم علوی ہو گئے ہین مگر لشکر مسلمانان کا سائیس تک تو یہان قید رہ نہین سکتا مین نے اپنے دربار مین خبر سُنی کہ شہنشاہ آئے ہین مین جب ہی کھٹکی تھی مین صرصر کو اسی واسطے اپنے ہمراہ لیتی آئی تھی کہ یہ عیار بھی ہی پہچان لیگی اُسکے آنے کے یہی طریقے ہین ہزار مرتبہ وہ شہنشاہ بنکر آچکا ہی میرے سامنے عیاریان کر گیا صرصر بہت ٹھیک کہتی ہی وہی آیا ہوگا جاروب کاہش نے کہا جو کچھ ہو اب مین نہ رکونگی ہر چند حیرت نے منع کیا صرصر نے بھی کہا جاروب نے نہ مانا اُسی وقت لشکر کو اپنے تیار کیا جاروب ایک طاؤس پر سوار ہو کر چلی سارا لشکر ساتھ ہی ساونت ہمراہ ہی یہان خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین لیے ہوے شعلۂ آتشبار کو پہونچے ملکہ مہرخ خواجہ کی تعریفین کرنے لگین شعلۂ آتشبار کہتی ہی خواجہ مین نے نہین پہچانا آپ نے بڑا کمال کیا یہ باتین ہو رہی ہین کہ لشکر مین غل ہوا جادوگرونکے مرنے کی آوازین آنے لگین ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا اسے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ملکہ جاروب کاہش تین لاکھ کا لشکر لیکر آپڑی ساونت بھی ساتھ ہی ہزارہا ملازمان شاہی قتل ہوے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر اپنے مقام سے باغبان قدرت جھومتا ہوا اُٹھا کہا جاروب کی شامتین آئی ہین ایک طرف سے رعد و برق چلے ایک طرف سے ملکہ بہار گلعذار چلین کہتی ہوئین کہ اگر اس کو تنکے نہ چنوائے تو کچھ کام نہ کیا تمام سرداران نامی و ساحران گرامی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر نکلے سب نے دیکھا کہ جاروب کاہش نے کئی خیمون مین آگ لگا دی ساونت طرف شعلۂ آتشبار

کے چلا للکارا او گیسو بریدہ تو دشمنان شہنشاہ سے آکے ملی کچھ خوف نہ کیا مگر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی شعلۂ آتشبار تھرائی بے اختیار مُنھہ سے نکلگیا ملکہ بہار مجھکو بچائیے ساونت کی پشت پر پانچ سات ہزار جادوگر لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی خیمون مین آگ لگادی گئی ہی جادوگر بھی مارے جاتا ہی کہ شعلۂ آتشبار پر جا پڑون بہار گلعذار نے للکارا ابے کہان جاتا ہی او ساونت خبردار اب آگے نہ بڑھنا ساونت نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد عنبرین مو سنبل گیسو آنکھین نرگس شہلا رعنا ونیا دریا مین پھولون کے غوطہ زن پشت پر کئی ہزار کنیزین ایک ایک پری پیکر قمر منظر حور طلعت پاک طینت رنگ کی پچکاریان سبھون کے ہاتھ مین ناز و کرشمہ بات بات مین صورت زیبائے بہار کو دیکھکر مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ملکہ بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ جا کر پھٹا پھول برسنے لگے نخل سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا پکار اُٹھین ای ساونت ذرا ادھر تو دیکھ کونسی فصل ہی دیکھ تو بہاری کیا اصل ہی زعفران زار کھلا ہی زرد زرد پھولون مین کیا کیفیت ہی غور تو کر عجب صورت ہی

نظم

گھر گھر ہی اب جہان مین فسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی سے بزم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا

ہون سر سے پانوءن تک مین تمھاری بغیر زرد
رنج فراق مین ہی مہانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
پھر انھین سنائین شہانا بسنت کا

گل رو موا ہون موسم گل مین ترے بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ اب سبھی ہی کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہی تم کو مٹانا بسنت کا

باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا

بزم چمن مین وجد ہی غنچون کو گل کو حال
بلبل سنا رہی ہی ترانا بسنت کا

ملک چمن مین فصل بہاری کا ہی عروج
ہی گلشن جہان مین زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہی ساقی نسیم ہی
بلبل کا قہقہہ ہی ترانا بسنت کا

دلکش ہی سنبل اور ہی شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام ہی دانا بسنت کا

جوبن کی کیسی چنبئی محرم سے ہی بہار
معمور حسن سے ہی خزانا بسنت کا

گلشت نو بہار ہو سانحہ اُسکے گر نصیب ۔ رعنا کو کیون نہ بھائے پھر آنا بسنت کا

پھول برسے زبانی عندلیبان خوشنوا کے اشعار بہاریہ سُنے ساونت جھومنے لگا ہاتھ باندھتا تھا کبھی پکارتا تھا اے گل بوستان خوبی واے رنگ و بوے گُل گلدستۂ محبوبی میری تو جان جاتی ہے مین چاہتا ہون گلچینی گلشن جمال کی کرون اس بوستان بیخزان مین حاضر رہون مین گلچین و صیاد سے ڈرتا ہون مثل عندلیبان خوشنوا گُل رخسار کی یاد مین ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہون کبھی دوڑتا ہے کبھی حیران حیران روے زیباے بہار گلعذار کو دیکھتا ہے ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہے کبھی جان جہان کے گرد پھرتا ہے جوش و خروش سے وجد مین ہے کبھی پکارتا ہے صاحب میری بات تو سنو میری جان جاتی ہے او ظالم او قاتل عالم اب تو صبر نہین ہو سکتا دل کو نہایت پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی ہے تو معشوقہ لاثانی ہے جی چاہتا ہے نثار ہون **نظم**

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گلرو پیدا ۔ ہر گُل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف کے اُٹھنے سے وہ ابرو پیدا ۔ مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر ۔ ہم بھی کر لینگے کوئی تمسا پریرو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب ۔ عکس عارض سے ہے گل زلف سے شبو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر ۔ دانۂ خال نہوتا تہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب ۔ درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

قطع کبتک نہ کرون دل سے امید و صلت ۔ حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موے پر بھی اثر ۔ ہین مری قبر پہ نقش سُم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق ۔ کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری ۔ واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہو گی شگفتہ کر دا ے غنچہ دہن ۔ گُل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینک دی ہو ہین ساقی نے سمجھکر کف ما ۔ جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

اے خدا تنگ ہے جسے سے نہایت رعنا ۔ اس سے بہتر تھا کہ کرتا اُسے تو پیدا

پانچ سات ہزار جادوگر جو ساونت کے ساتھ تھے اُن سب مین ہنگامہ پڑ گیا کوئی رخ زیبا کی

تعریفین کرتا ہی کوئی کہتا ہی کیا معشوق خوشرو ہی کوئی کہتا ہی دام بلا گیسو ہی قد سرو لب جو ہی ملکہ بہار
نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کشتی لیکر حاضر ہوئی بہار نے بدھی اپنے گلے سے اتاری کشتی مین رکھدی
طرہ یہ کہ رنگ سحر جما یا خار صحراے حماقت کو دام سحر رنگین مین پھنسایا وہ کنیز کشتی لیے ہوے سامنے
ساونت کے پہونچی جھک کر سلام کیا کہا حضور ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ یہ تحفہ حاضر ہی ساونت نے
تورے پوش ہٹایا دیکھا ایک بدھی ایک طرہ رکھا ہی بدھی تو اسنے گلے مین پہن لی طرہ کان مین لگایا
خوشبو جو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا اپنے آپ سے باہر ہو گیا پکار کے آواز دی ای
ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی مین تو تابعدار ہون ملکہ بہار نے فرمایا ای ساونت بڑے افسوس
کی بات ہی جاروب کافر کیش ہمکو قتل کرنے آئی ہی اور تم دیکھ رہے ہو اسکا سر لاو یہ حکم سننا تھا کہ
ساونت جھوما کہا حضور کیا مجال کہ آپ سے جاروب آنکھ ملا سکے میرے ہاتھ سے زندہ
بچکر کہان جا سکتی ہی یہ کہا اور پانچہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر بلپٹا بلبلاتا ہوا غل مچاتا ہوا طرف جاروب
کے چلا جاروب نے جو دیکھا کہ ساونت بلبلاتا ہوا آتا ہی یہ حیران ہوئی کہ کیا معرکہ ہی کہ ساونت
جوش و خروش مین آتا ہی کنیزون نے عرض کی واری ساونت مع پانچہزار جادوگرون کے حضور
کو کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی گو مادۂ فساد ہی ہنس کے جاروب نے کہا ہمیری بہار نے رنگ
جمایا دیکھو تو کیا کرتی ہون یہ کہا رہی تھی کہ ساونت مع فوج کے آگے گرا جسکے ہاتھ تلوار کا مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوے پانچہزار جادوگر ساتھ والے ساونت کے ایسے لڑے کہ دس ہزار کو مار گرادیا
جب جاروب نے دیکھا کہ لشکر پامال ہوا چاہتا ہی تب تو یہ خود بھی جا پڑی پکار کر آواز دی او
ساونت کیون تیری قضا آئی ہی پلٹ جا اپنی زوجہ کو گرفتار کرے مین تیری خاطر سے آئی اب کیا
مسلمان بچینگے یہ کہکر ساونت نے گولہ مارا کہ او جاروب تیری خود قضا لیکر آئی ہی اب تو
دونون مین سحر چلنے لگے جاروب بچا بچا کر سحر کرتی ہی مگر ساونت برس پڑا سانتھ والون سے
کہتا ہی یار و بڑی شرم کی بات ہی معشوق نے فرمائش کی کہ جاروب کا سر لاو تم سب صاحبون
نے فرامش کیا کوئی جواب نہین دیتا ساونت چاہتا ہی کہ جھپٹکر جاروب کا سر کاٹ لون
جب جاروب سحر کرتی ہی ساونت گر پڑتا ہی جاروب نے کوڑا بنا دیا جب گولہ مارا دھا
سر اڑا دیے فوج والون کو قتل کر رہی ہی ساونت کو بچا دیتی ہی فوج کو اسکی پامال کر ڈالا اب خو

پلٹ کر ساونت نے دیکھا فوج والے سب قتل ہوے سر پیٹ لیا کہا کہ ہاے سب عاشقان مہار مارے گئے مین غم اُٹھانے کو رہگیا مگر جاروب پر پنجہ نہین قابض ہوتا بقول شخصے جب جھاڑو کا بندھن کھل گیا تنکا تنکا الگ ہوا وہ رعنائی نہ رہی ساونت تلوار پکڑکے جاروب پر چاپڑا جاروب وساونت سے مقابلہ پڑا سرداران اسلام نے جو اتنی مہلت پائی علم فوج قلم کیا افسرون کو چن چن کے مارا باغبان ومہار کے سحر کا رنگ جما رعد وبرق نے ہزارون کو مارا جب رعد گرجا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری سو دو سو چرخ مار کر زمین پر گرے ناک سے خون جاری سر پھٹ گئے برق آڑی ترچھی گر رہی ہی برق لامع نے زلفین کھولین شعلے چمک رہے ہین اندھیرا ہوجاتا ہی اُس اندھیرے مین سو دو سو کو قلم کیا پھر آسمان پر برق جا کے چمکی ایک طرف ہلال چمک رہی ہی سرخ موے کاکل کشا کی کاکل کھلی ہوئی سب سردارون نے ملکر زمین ہلادی ساونت وجاروب سے مقابلہ پڑگیا ساونت نے کئی گولے مارے جاروب نے جب اشارہ کیا گولہ پھٹ کر الگ گرا قریب جاکر ساونت نے ہاتھ مارا جاروب نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ ماردیا کہ سر چنبر گردن سے اُڑگیا ساونت کا مارے جانا اسکے ساتھ والے جو باقی رہگئے تھے وہ بھی بھاگے جاروب نے پلٹ کر دیکھا کہ فوج اب کم رہگئی سرداران مسلمانان نے بڑے بڑے سحر کیے ہین زمین تھرا رہی ہی بلکہ مہار کا گلدستہ چل رہا ہی جب گلدستہ مارا ہزار دم ہزار بلبلائے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے کوہ ودشت وبیابان کی طرف بھاگ گئے جاروب اب گھبرائی کہ کیا کرون کسی طرح لڑائی نہین جمتی اب شکست نہین تھمتی جاروب نے مہار کو تاکا مہار سحر کررہی ہین کہ اسنے ایک گولہ پھینکا اندھیرا ہوگیا بلکہ مہار نے چاہا پلٹون کہ جاروب نے بڑھکر ایک دستک دی آسمان سے ایک پنجہ گرا مہار کو اُٹھا کر لیگیا باغبان نے جو دیکھا کہ مہار کو اس خار صحرائے ذلت ورسوائی نے غائب کردیا باغبان جھپٹا کہ جاکر اس بیحیا کو قتل کرون تو مہار ظاہر ہو باغبان کا بڑھنا کہ جاروب نے اپنے ہاتھ پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر رکھکر آواز دی اے عقاب سامری مجھے بچا فوراً آسمان سے عقاب پیدا ہوا ہتھیلی پر آکے بیٹھا خون پیا جاروب کی کمر مین منقار دی طرف آسمان کے لیکر اُڑگیا جب جاروب چلی گئی لشکر والون نے پناہ مانگی فریاد کی طبل امان بھی بجوایا لشکر والے تو پلٹ گئے اہل اسلام بھی واپس ہوے لیکن

سب ساتھ والے جاروب کے حیران تھے کہ جاروب کہاں چلی گئی لشکر مین جو آئے دیکھا جاروب
اپنی بارگاہ مین بیٹھی سحر کر رہی ہی کہتی ہی دیکھون اب عیار میرے ساتھ کیا عیاری کرتے ہین اور بہار کو
کیونکر رہا کرتے ہین بہار کا پتہ کبھی نہ ملیگا یہ آئین کر رہی ہی کنیزون نے عرض کی حضور نے اپنے کو خوب
بچایا جاروب نے ٹھٹک کر کہا صاحبو آج مین نے امتحان سحر مسلمانان کر لیا اب مین سمجھ کر انسے لڑونگی
یہ بھی جان گئی کہ لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے کامل و اکمل جمع ہین جنکا سحر دفع کرنا دشوار ہی ایک
ایک کامل بلاے روزگار ہی بہار کو تو گرفتار کر لیا اب میان باغبان کی بھی فکر ہو جائیگی یہان تو
یہ باتین ہو رہی ہین مگر اہل اسلام جو واپس آئے بارگاہ مین آکے سب جمع ہوے اور ملکہ مہرخ کو
معلوم ہوا کہ بہار لڑتے لڑتے غائب ہوگئین نہایت صدمہ ہوا ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی کہ
اپنے مقام پر جاروب کہ رہی ہی کہ ملکہ بہار کو مین نے ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ وہان کوئی نہ جاسکیگا
ملکہ مہرخ نے خواجہ سے کہا کچھ تدبیر رہائی بہار کیجیے بہار کے حال پر دل ٹکڑے ہوتا ہی خواجہ یہ سُنکر
باہر نکلے خواجہ کو بھی بڑا قلق ہی کہ برق سامنے سے آیا خواجہ نے کہا بیٹا برق تمنے سنا کہ بہار
کو جاروب پکڑ لیگئی اور اپنے مقام پر یہ کہتی ہی کہ جس جگہ بہار قید ہی وہان کوئی جا نہین سکتا ذرا
دریافت تو کرو برق نے کہا اُستاد مین ابھی جاتا ہون جاکر دریافت کرتا ہون خواجہ نے کہا ابے تیرے
مزاج سے جلدی نہین جاتی برق مُنہ پھلا کر بولا حضور ہر کام مین مین ہی کام آتا ہون خواجہ نے ایک
تھپڑ مارا کہا خبردار اب تو نجانا ہم خود دریافت کرینگے برق ایک طرف بھاگا یہ کب رُکتا ہی خواجہ بھی
ایک جانب سوچتے ہوے چلے برق جو وہان سے بھاگا دوڑا ہوا لشکر جاروب مین آیا پھرتے پھرتے
دروازے پر بارگاہ جاروب کے پہونچا دیکھا کنیزین دروازے پر کھڑی ہین برق کنارے آیا
ایک نوجوان خدمتگار کی صورت بنکر آیا کنیز کو بلایا کنارے لیجاکر بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر سامنے
جاروب کے آیا کہا واری لشکر مسلمانان مین بڑا ہلڑ ہی جاروب نے کہا اری شعلہ رو تجھکو کیونکر
معلوم ہوا کہا حضور ہرکارون کی زبانی خبر سنی لیکن حضور عیار تلاش مین نکلے ہین کوئی آپ سے
بھی پوچھنے آئیگا آخر آپ نے بہار کو کہان قید کیا ہی اپنے خیمے مین منگا کر رکھیے ہم لوگ حفاظت کرین
جاروب نے کہا مین نے صحراے نرگس مین اُسے قید کیا نرگس جادو وہان کی حاکم و ناظم
ہی کیا مجال جو کوئی وہان جاسکے برق کے مُنہ سے نکلا کہ یہی مطلب تھا یہ کہکر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے

کہا لونڈی سمجھ گئی جاروب کھٹکی کہ شاید یہ کوئی عیار ہی پکار کر کہا او شعلہ روسُن تو برق نے کہا مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر چاہا باہر نکل جاؤن جاروب نے گھبرا کے آواز گیری دی برق کے پانون زمین نے تھام لیے اب جو جاروب نے اشارہ کیا رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے اُڑ گیا آہ ہو برق فرنگی عیار برائے عیاری آیا تھا گرفتار ہوا وزیر زادی اسکی سرنشاے لشکر ملکہ لالہ زار جادو دوڑی ہوئی آئی کہا واری جب اسنے شعلہ رو کو بیہوش کیا تو مجھکو خبر معلوم ہوئی تھی مین شعلہ رو کو بیدار کر کے لائی ہون لیکن آپ نے خوب پہچانا اب اس نگوڑے کو قتل کیجیے جاروب نے کہا یہی تو بڑی خرابی کی بات ہی کہ ہم عیارون کو قتل نہین کر سکتے حکم شہنشاہ ہی کہ بغیر حکم بادولت کے عیار کو قتل نہ کرو وزیر زادی نے کہا حضور اسنے آپ سے کیا پوچھا اور آپ نے کیا کہا جاروب نے کہا اسنے مجھسے حال بہار کی قید کا پوچھا مجھکو کھٹکا گذرا اور عجب کلمہ اسنے کہا کہ مین یہی چاہتی تھی اسی پر میرے کان کھڑے ہوے مین نے سحر کیا تب یہ گرفتار ہوا مگر نگوڑے بلاے روزگار ہین مین نے جب اسکو روکا اور رنگ و روغن عیاری کا اُڑا دیا تب معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہی لالہ زار نے عرض کی آخر حضور نے بہار کو کہان قید کیا مجھپر بھی شک آپ کو ہوگا سحر کر کے دریافت کر لیجیے کہ مین کوئی عیار تو نہین ہون جاروب نے کہا اے لالہ زار تو ایسی بات کہتی ہی مین نے بہار کو صحراے نرگس مین قید کیا ہی لالہ زار نے کہا حضور مین برق کو پاس ملکہ حیرت کے لیجاؤن اور اُنسے حکم قتل لون اور وہین اسکو قتل کرون جاروب نے کہا اچھا لیجاؤ لالہ زار نے مروڑ کے مشکین باندھین کہا اپنا سحر اُتار لیجیے جاروب نے سحر اُتارا لالہ زار نے پشتارہ دوش پر لگایا لیکر بھاگی جب اسکو لالہ زار لیکر نکل گئی اُسی وقت لالہ زار اصلی بھی آئی جاروب نے کہا کیون اے لالہ زار تم اتنی جلدی کیون واپس آئین حیرت نے کیا حکم دیا برق پر کیا گذری لالہ زار نے کہا واری مین کیا جانون مین تو صبح سے حاضر بھی نہین ہوئی اب تو جاروب گھبرائی کہا اے لالہ زار مین نے تجھے صحراے نرگس کا بھی پتہ بتایا تو کہتی ہی مین آئی نہین اور مین نے سب کچھ کہدیا بڑا غضب ہوا جاکر ملکہ حیرت سے دریافت کر دیہ سُنکر لالہ زار روانہ ہوئی پاس ملکہ حیرت کے پہونچی ملکہ حیرت سے پوچھا صرصر بیٹھی تھی لالہ زار نے جو سب حال بیان کیا ملکہ صرصر نے کہا بی بی ایسے ایسے شعبدے سیکڑون گذرتے ہین عمرو عیار ہوگا آکے اپنے شاگرد کو لیگیا اور ملکہ جاروب سے

مقام قید مہار بھی پوچھ گیا اب بی نرگس کی خیر ہو لالہ زار وہان سے پلٹی آ کے جاروب سے
کہا جاروب نے کہا مین ابھی راستہ بند کرتی ہون یہ کہکر جاروب نے ایک دستک دی آواز دی
ا ی ملکہ جادۂ جادو بمقام نرگس راستہ نہ دینا کوئی عیار سردار جانے نہ پائے یہان جب خواجہ
برق فرنگی کو لشکر مین لیکر آئے مشکلین اسکی کھولین کہا کیون بیٹا دریافت کر آئے برق نے کہا
غلام نے دریافت تو کیا لیکن گرفتار ہو گیا خواجہ نے کہا اب نہ تکلیف فرمائیے گا مین طرف صحراے
نرگس کے جاتا ہون یہ کہکر خواجہ یکہ و تنہا چلے جو پتے نشان جاروب سے پوچھے تھے اُن مقامون
کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جب پانچ کوس رستہ طی کیا دیکھا ایک مقام پر ایک کوہ نہایت بلند در
اُسکے سب بند کسی طرف سے راستہ جانے کا نہین خواجہ وہان سے پلٹ آئے قضاے کار یہان
کنارے پر لشکر کے باغبان کھڑا تھا خواجہ کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھکر پوچھا کیون اُستاد خیر تو
ہے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان عجب طرح کا معرکہ ہے مین نے خود جاروب سے پوچھا اُسنے
بالتصریح بتایا کہ نرگس جادو نگہبان ہے وہین ملکہ مہار قید ہین اب جو مین گیا راہ مین ایک پہاڑ
ملا اُسکا کوئی درہ نہین کھلا تھا صحراے نرگس تک نہ پہونچنے پایا باغبان نے کہا معلوم ہوتا ہے
آپ کے تشریف لیجانے کے بعد اُسکو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو عیاری کر کے برق کو لیگئے اور مقام
قید مہار بھی دریافت کر کے گئے ہین اب اُسنے آپ پر راستہ روکا ہے سحر کر کے پہاڑ بنا دیا غلام آپکے
ساتھ چلتا ہے میرا مہار کے واسطے دل بیقرار ہے اگر مہار لشکر مین نہین تو زندگی باغبان کی بیکار ہے
ہمسے اور مہار سے ہمیشہ میل رہا لشکر افراسیاب سے مہار نکلین انھین کی وجہ سے ہم بھی گلچین
گلشن اسلام ہوے یہ کہکر باغبان رونے لگا خواجہ نے سمجھایا کہ ای باغبان اسقدر صدمہ نہ کرو
انشاء اللہ مہار بہت جلد رہا ہونگی اب خواجہ و باغبان چلے راہ مین برق بھی بلا چالاک سے بھی
ملاقات ہوئی خواجہ نے کسی سے کچھ نہ کہا باغبان کو ساتھ لیے ہوے قریب اُس کوہ کے
پہونچے باغبان نے کہا خواجہ آپ ٹھہر جائیے مین جا کر سحر کرون خواجہ تو ایک گوشے مین آئے
باغبان قدرت ٹہلتا ہوا چلا آگے بڑھکر دیکھا پہاڑ نہ معلوم ہوا اب باغبان حیران کہ شاید
ابھی پہاڑ تک نہین پہونچے اس سوچ مین تھا کہ ایک باغ معلوم ہوا دروازہ اُسکا بند باہر سے
قفل لگا ہوا ہے باغبان نے قفل توڑا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت معقول پھول کھلے ہوے

چمنہاے طولانی نخل ہاے لاثانی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین بعض طائران خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار گا رہے ہین اشعار

گل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
دن کو مہمان قضا شبکو ہین مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین ای صیاد
تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس

ینبہ درگوش نزہ بہر خدا ای صیاد
سن ذرا زمزمہ نالۂ مرغان قفس

مژدۂ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے
آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائین یونہین کاش اسیران قفس

فصل گل آئی ہی مرغان چمن ہین دلشاد
کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس

مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہی اُٹھانا ہمین احسان قفس

چھٹکے ہم مسکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

اشک خونی کے ہین قطرے مرے ہمصورت گل
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہی نہ برآیا کوئی ارمان قفس

کس سنج عشرت سے نہین کم جو ہون اہباب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

ہر طرف سے صداے زمزمہ سرائی آرہی ہی باغبان نہار باغ دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا بارہ دری سے رونے کی آواز آئی اور صداے دردناک اسطرح کی تھی کہ باغبان کا دل ہلگیا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا تھا کہ کہان سے یہ صداے دردناک آئی آخر بارہ دری کے اندر گیا جا کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان پہنے بیٹھی ہی سر جھکا ہوا آنکھون سے آنسو جاری بلاب بلک کے رو رہی ہی صداے دردناک دیتی ہی کہ ای فلک یہ کیا میرے ساتھ کجروی ہی جو تونے کی اب تو میرے ساتھ کجرفتاری موقوف کر اب یہ صدمات ہمسے نہین اُٹھتے ای فلک تونے وہ صدمے دیے کہ جو لائق اس نحیف وضعیف کے اُٹھانے کے نتھے مین خوب جانتی ہون یہ عجائب وغرائب میری تقدیر سے مجھپر گذرے اب صدمات نہین اُٹھ سکے

باغبان ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بیتاب ہوگیا قریب جاکر پوچھا اے گل بوستان حسن وجمال واے
سرو حدیقۂ جاہ وجلال کس حال مین تمکو دیکھتا ہون یہ کیا حال ہی کس ظالم نے تمھاری یہ کیفیت کی
یہ کہنا تھا کہ اُس نازنین کی آنکھون سے اور زیادہ آنسو جاری ہوے کہا اے شخص کیون ہمارا حال پوچھتا
ہی کوئی عزیز ودوست پوچھنے نہ آیا کسی نے حال زار نہ دریافت کیا سب نے ہماری محبت سے ہاتھ
کھینچا ایک دل اور ہزار مصیبتین ایک سر اور ہزار آفتین ظالم جلاد کا سا منا وہ فدا ہے یہ نہین کرتا کہ سر کاٹ لے
روز کی کشاکش سے مہلت پائین کونسی تدبیر کرین کہ اس جفا سے چھوٹین مگر اے شخص تو یہان سے
چلا جا ایسا نہو وہ ظالم جلاد آجائے تو تجھکو کچھ ضرر پہونچے باغبان نے کہا وہ کون شخص ہی میرے
نزدیک کسی طاقت دار کی حقیقت نہین ہی سو دو سو کو اکیلا قتل کرسکتا ہون اُس نازنین نے کہا
آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی باغبان نے کہا طلسم ہوشربا کے سنگ بنی سے تک مجھکو پہچانتے
ہین باغبان قدرت منظر ریاست افراسیاب اب بعنایت پروردگار شریک مسلمانان ہوا
افراسیاب کا ہمسر کہلاتا ہون اکثر مقابلے پڑے ہین کتب ہاے پارینہ سے یہ ثابت ہی کہ افراسیاب
پر زوال آئیگا طلسم فتح ہو جائیگا بائیس لاکھ کا میر لشکر ہی اب بھی سپہ سالار کہلاتا ہون خواجہ عمرو
کو خدا سلامت رکھے اُنھون نے سب کا افسر کیا ہی اسوقت مین تلاش مین جادہ جادو کی
آیا ہون اب تم بھی حال اپنا مفصل بیان کرو یہ سننا تھا کہ اُس نازنین نے کہا اے افسر لشکر خواجہ
عمرو میری حقیقت قابل بیان کرنے کے نہین ہی اس سرزمین کا حاکم جادہ جادو اُسکا ملازم
رہنماے جادو ہی مین ایک بادشاہ کی بیٹی ہون رہنماے جادو مجھپر عاشق ہوا سوتے مین اُٹھاکر
لے آیا سوال وصل کیا مین نے اُس ظالم سے انکار کیا اُس ظالم کو غصہ آیا دن بھر مجھکو قید رکھتا ہی
جفائین دیتا ہی شام کو آکے یہان جلسہ جماتا ہی پھر وہی سوال میرا انکار اُسکو غصہ وہ شراب پی کر
بڑے بڑے صدمے دیتا ہی لیکن تم صاحب اختیار ہو خواجہ عمرو کے لشکر کے افسر نامدار ہو ہمکو
قید سے تو رہا کرو وہ بھی بڑا ساحر زبردست ہی لیکن تمھارے نام سے اطمینان ہوا کہ شاید اُسپر
غالب آؤ باغبان نے کہا اُس بچیا کو تنکے چنوا کے مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ کہکے
باغبان نے اُس نازنین کے ہاتھ سے ہتھکڑیان نکالین مسند پر بٹھایا اُسنے کہا صاحب اس
باغ مین دو چار کنیزین بھی ہین وہی خدمتگزاری کرتی ہین اگر حکم ہو تو اُن کنیزون کو بلالون

کاروبار مین مصروف ہون **باغبان** نے کہا کیا مضائقہ ہی اُس نازنین نے اُٹھکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی گوشہ ہاے باغ سے کنیزین آنے لگین پانچ سات کنیزین آئین اُس نازنین نے کہا ارے کمبختو ذرا ہوشیار ہو جاؤ آج ہماری رہائی کی صورت خداے نادیدہ نے دکھائی ہی ہمنے پونے دوسو خداوندون سے مُنھ پھیرا خداے نادیدہ کے مذہب کو اختیار کیا تم لوگ بھی یہی اعتقاد کرو وحدہٗ لاشریک کو یاد کرو کنیزین دوڑین اسباب عیش و نشاط لانے لگین بارہ دری مین لا کے جمع کیا **باغبان** بیٹھے ہین وہ نازنین اسباب کا انتظام کر رہی ہی جب وہ قریب آتی ہی کبھی آنکھون مین آنسو بھر لاتی ہی کبھی کہتی ہی صاحب مین حیران ہون کیا تمھاری نگاہ مین جادو ہی جسوقت سے تمکو دیکھا دل کی عجب کیفیت ہی کس زبان سے تمھاری تعریف کرون

نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخسارون سے
روشنی اُڑ گئی جگنو کی طرح تارون سے

یہ چلا یار پسینہ ترے رخسارون سے
باس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارون سے

میل نے رنگ نکالا ترے رخسارون سے
راکھ اکسیر بنی اُڑ کے ان انگارون سے

جا کے گلشن مین جو مین یاد ذقن مین رؤن
عرق شرم اُبلنے لگے فوارون سے

چھُٹکے پھرنے سے تو گھبرائینگے قیدی صیاد
کچھ لگاوٹ رہے ہم تازہ گرفتارون سے

لپٹے رہتے ہین گلے سے ترے ایجان شبھر
رشک ہی دست تمنا کو ترے ہارون سے

بلبلو نالۂ جانسوز نہ میرے سیکھو
منھ کہین شعلے نکلنے لگین منقارون سے

نکلی ہجر مین اے ماہ رہی تا دم صبح
ڈبڈبائی ہوئی آنکھین نہ جھپکین تارون سے

وقت فصل حسینون کی خرابی دیکھو
پھول بکنے کو نکلنے لگے گلزارون سے

سحر وصل بناوٹ سے وہ مہ رونے لگا
اپنے جانے کا شگون اُسنے لیا تارون سے

انتظار خط جانان مین ہی دعوت ہر روز
گھر بھرا رہتا ہی یان ڈاک کے ہرکارون سے

لے پہونچتی ہی صبا جب ترے آنے کی خبر
بڑھکے گل جھانکتے ہین باغ کی دیوارون سے

عشق کے واسطے ہم لوگون کی خلقت ہی صفیرؔ
بس یہی کام تو بن پڑتا ہی بیکارون سے

اِس لطف سے اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھے اور اپنا حال عشق **باغبان** پر ظاہر کیا کہ **باغبان** بیقرار ہو گیا اُس نازنین نے جام لبریز کیا **باغبان** کو دیا **باغبان** اسکی محبت مین ایسے مبہوت

ہو رہے تھے کہ جام بے اندیشۂ انجام پی گئے دو جام اُس نازنین نے باغبان قدرت کو دیے تھے
کہ پہلوے باغ سے نعرہ ہوا کہ باش او باغبان اب کہان جاتا ہی منم جادۂ رہنما ملکہ جاروب
نے اسی واسطے ہمکو مقرر کیا تھا وہ کام ہمنے کیا اب جو پلٹ کے باغبان نے دیکھا وہ نازنین تو غائب
ہوگئی کنیزین ہیبت ناک بیباک اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے سامنے کھڑی ہین اور سامنے سے
جادۂ جادو نعرے کرتا ہوا چلا آتا ہی باغبان نے چاہا اب اُٹھ کر سحر کرون سحر فراموش دریاے
حیرت کا جوش لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا جادۂ جادو ہنستا ہوا قریب آیا کہا صاحبو یہ باغبان
لشکر مسلمانان کا سرگروہ ہی اب اسکے برابر لشکر مین مسلمانون کے کوئی ساحر نہین ہی ملکہ جاروب
اب سب کو گرفتار کرلینگی یہ کہکر باغبان کی زبان مین سوزن دیا مشکین بھی اسکی باندھین سب
کنیزون کو جمع کیا کہا صاحبو صحراے نرگس تک تو جانا بہت دشوار ہی اول تو یہین سے گذرنا
مشکل ہی مین نے یہان سب انتظام کرلیا پہلے ہی سے یہ نازنین سحر کی بنا کے بٹھا دی تھی کہ یہ سب
انتظام کریگی بڑے لطف سے اُسنے اسکو گرفتار کرلیا انکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب صحن باغ مین آکے
بیٹھا چالیس جادوگرنیان جمع ہین جادۂ جادو کے سحر کی تعریفین ہو رہی ہین ایک ایک کا یہی قول ہی
کہ ای افسر تونے خوب انتظام کیا اب جادۂ جادو کا قصد ہی کہ تخت سحر تیار کرے باغبان کو سوار
کرکے طرف صحراے نرگس کے لیجائے کہتا ہی مہار کے پاس اسے بھی قید کرونگا سب کنیزین کہتی ہین
حضور جلد اب تشریف لیچلیے جادۂ جادو بھولا ہوا ہی کہتا ہی اب شہنشاہ طلسم ہوشربا ہماری
ملکہ جاروب کاہکش کو منتظم کل طلسم کا کرینگے خوب انتظام طلسم ہو جائیگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
سب نے ملکہ جاروب کاہکش تخت پر سوار تشریف لائین وہین سے آواز دی ای جادۂ جادو
کیا کہنا ای فرزند تمنے بڑا کام کیا مگر ہمنے بھی خوب فکر کی تجھ ایسے ساحر کامل و اکمل کو مقرر کیا تو میرا
نائب ہی اب مجھے اطمینان ہوگیا لیکن اب طرف سے لشکر اسلام کے چڑھائیان ہونگی رعد و
برق و برق لامع و بی مخمور یہ سب صاحب آوینگے مگر جب تونے باغبان ایسے ساحر کو
گرفتار کرلیا تو اور کسی کی تیرے آگے کیا حقیقت ہی مین بھی وہ چیز تیرے واسطے لائی ہون کہ آجتک
شہنشاہ کو ممکن نہوئی جادۂ جادو جاروب کاہکش کو دیکھکر مع سب کنیزون کے برائے
استقبال کھڑا ہوگیا کہا اسوقت آپ کے آنے سے دل کو قوت ہوئی ایسے قدردان کے سامنے کام کرنا

غلام نے کس لطف سے انتظام کیا جاروب نے کہا مین نقشہ دیکھ رہی تھی ائی جادۂ جادو مین نے ایک نقشہ بنایا ہی اُسکو آٹھ پہر دیکھا کرتی ہون بڑے لوگون سے مقابلہ ہی وہ سب کامل و اکمل ہین اور افراسیاب نے میرے واسطے یہ پڑیا خاک قبر جمشید کی بھیجی مراد اس سے یہ ہی کہ یہ نعمت کبھی کسی کو نہین ملی مین نوبہان ہون قبر سامری پر جاروب کشی نہین ہوتی خاک جمع ہوگی قبر سامری سے آواز آئی آج کل ہمارے بند و نیر آفت ہی یہ شراب مین ملا کر پلائی جائے سو برس عمر بڑھے افراسیاب نے بلا کر مجھسے کہا مین نے اس پڑیا کو لے لیا مین جا کر اپنے فرزند کو پلاؤن کہ جو میری جان کا نگہبان ہی جلد شراب منگاؤ کنیزین شراب لائین ملکہ جاروب نے شراب مین اُس خاک کو ملایا جاروب نے جام بھر کر کہا میری جان کا نگہبان تو ہی پہلے تو پی جا کنیزین حسرت سے دیکھنے لگین کہا اری نگوڑیو تم کیا تکر تکر دیکھتی ہو اپنے فرزند کے تصدق مین تمکو بھی ایک ایک جام دونگی جادۂ جادو تو پھول گیا جام ہاتھ مین لیکر کہا ائی ملکۂ عالم آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا بدلا نہین کرسکتا گرفتاری جملہ سرداران اسلام کی مین نے اپنے ذمے لی جب باغبان ایسے ہوشیار کو مین نے دام مکر مین پھنسایا تو اور کسیکی کیا حقیقت ہی اُنکی سبکو گرفتار کر لونگا یہ کہکے جام پی گیا ملکہ جاروب زہر مار زہر مار کرتی جاتی ہین کنیزین دیکھ رہی ہین جب جام جادۂ جادو پی چکا تو کنیزون کے آگے گلابیان ہٹا دین کہا لو تم بھی پیو یا تو عمر بڑھیگی یا ابھی موت آجائیگی کنیزون نے کہا واری ہم نہ پینگے جاروب نے کہا پیو مین نے یہ بھی ایک بات کہدی ارے سو برس نہین تو پچاس برس ضرور عمر بڑھیگی پھر اُنہین ہٹایا میرا پی چکا اب ہمین کیا عذر ہی جسواسطے مین آئی تھی میرا مطلب پورا ہو گیا کیون جادۂ جادو تو نے باغبان پر تو یہ مکر کیا اور مجھکو نہ پہچانا جادۂ جادو نے کہا آپ میری مالک ہین عمرو نے کہا مین تیرا باپ ہون دیکھ پہچان نعرۂ عمرو

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر مکر رشید ا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیس دجال
لشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

جادۂ جادو گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا کچھ کنیزین بے ہوش ہو چکی ہین کچھ قریب بیہوشی ہین کہ جادۂ جادو بھی بے ہوش ہو کر گرا باغبان حیران حیران دیکھ رہا ہی

مگر باغبان سمجھ گیا تھا کہ خواجہ عمرو واسطے میری رہائی کے تشریف لائے ہین جادۂ جادو جو بے ہوش ہوکر
گرا خواجہ نے نعرہ کرکے خنجر مارا جادۂ جادو کا شکم چاک قصہ پاک کنیزون نے جو دیکھا گھبرا کر اُٹھین
اُٹھتے اُٹھتے گرین بے ہوش ہوئین خواجہ عمرو شکار کھیلنے لگے جن کنیزون نے شراب نہ پی تھی اُنھون نے
جو سحر کی بوچھار کی خواجہ عمرو لڑکھڑا کر گرے اُسکے مرنے سے باغبان کو ہوش آیا سحر یاد ہوا اُٹھ کے
جو اُٹھا سکتے ہی سب قید ٹوٹی ماران سیہ جو جسم مین لپٹے ہوے تھے ماش کے آٹے کے تھے اب کنیزون پر
باغبان جا پڑا غصہ مین جسکو طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا دم بھر مین باغبان نے سب کنیزون کو قتل کیا
خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے لباس سبکے اُتار لیے باغ کو بھی خوب لوٹا تمام عمارتین جل گئین جھنہا ے طولانی
پھُنکے ہنگامۂ گیر و دار بلند مرنے کی جادوگرونکے آوازین آرہی ہین اب خواجہ و باغبان باہر نکلے وہ جو پہاڑ تھا
وہ بھی جلکے خاک ہوا باغبان نے کہا خواجہ جادۂ جادو نے راستہ روکا تھا وہ مارا گیا اب راستہ
ملیگا باغبان نے بلندی پر آکے دیکھا دور سے ایک صحرا معلوم ہوتا ہی اُدھر سے لپٹین پھولونکی آرہی
ہین باغبان نے کہا خواجہ وہ سامنے صحراے نرگس ہی نہین معلوم بہار کہان قید ہی نرگس جادو
کے رہنے کا کہان مقام ہی مگر اب مین جاتا ہون آپ الگ ہو جیے چلتے چلتے عمرو نے کہا اے باغبان دیوانے
نہ ہو جانا اپنے پرائے کو پہچاننا صحراے نرگس کو کھیل نہ جاننا خواجہ نے باغبان کو خوب سمجھایا باغبان
نے کہا اب آپ ملاحظہ کرینگے یہ کہکے خواجہ کو باغبان نے الگ کیا آپ یکہ و تنہا طرف صحراے نرگس کے
چلا خواجہ ایک نخل کی آڑ مین چھپے ہوے ہین باغبان جیسے ہی گوشۂ صحراے نرگس مین پہونچا چاہتا ہی
اندر چمنستان کے داخل ہون ارادہ درست چالاک و چست کہ ایک طرف سے آواز آئی صاحب مجھے بچائیے
باغبان نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بد انجام ملکہ گلچین کا ہاتھ پکڑے ہوے گلچین نے جو
باغبان غل مچاتی ہی کہ ظالم مجھے چھوڑ دے باغبان جھپٹا اُس جادوگر نے آواز دی او باغبان کہان
آتا ہی میرے مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ مشکین باندھکر لیجاؤنگا اب زندہ نچھوڑونگا باغبان جھپٹکر
چلا اُس جادوگر نے گولہ مارا باغبان نے گولہ تھام لیا بہ قہر و غضب تمام وہی گولہ کھینچ مارا اُس جادوگر کا سر
پھٹا اُسی سر سے برق چمکی گلچین پہ گری گلچین کے دو ٹکڑے ہوے گلچین کا مرنا باغبان کا کلیجہ پھٹ
گیا دوڑکر لاشے سے لپٹ گیا پکارتا تھا کہ کیون صاحب ساتھ ہمارا چھوڑا کیون صاحب فلک کی کیا
شکایت کرین فلک نے ہمکو لوٹ لیا کیون بی بی اب تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپ کر سحر ہوگی

ہمکو کون سمجھائیگا ہر وقت تمھاری یاد میں رونا آئیگا آخر یہ کہکر چلاؤنگا ان فقرات سے جانکو تسکین دونگا نظم

لیتے لیتے کروٹین تجھ بن جو گھبراتا ہون مین	نام لے لیکے تراا انکو چلا آتا ہون مین
غیر جب کہتا ہی اُسپر مین بھی مرتا ہون تب آہ	وہ تو کیا مرتا ہی بس غیرت سے مرجاتا ہون مین
آنکلتا ہی کبھی ہر بات وہ کرتا نہیں	بولتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ اب جاتا ہون مین
تو وہ ہو آتش کا پرکالہ کہ تیرے سامنے	آفتاب آکر کہے جاڑے سے تھرّاتا ہون مین
ناتوانی نے نکل جانیکا ڈر تو کھو دیا	یار کو اب اپنے مرجانیسے دھمکاتا ہون مین
گر چلین راہ طلب مین توڑ ڈالون اپنے پاؤن	بس کبھی ساقی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہون مین
دوڑتے ہین پاؤن جب دامان صحرا کیطرف	ہاتھ بھی سوے گریبان ساتھ دوڑاتا ہون مین

باغبان بلک بلک کر رو رہا ہی چاہتا ہی اپنی جان دیدون خواجہ کو جب یہان وہبر ہوئی باغبان کے حال سے خبر ہوئی تو خواجہ گھبرا کر چلے کہ کانمین آواز آئی ہاے ای زوجۂ من ای مونس وہمدم عمرو بیقرار ہو کر دوڑے آگے دیکھا باغبان لاشے سے گلچین کے لپٹا ہوا رو رہا ہی خنجر کھینچا ہی کہ اپنا گلا کاٹ لون عمرو بیقرار ہو کر دوڑے پکار کر آواز دی او باغبان کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا عمرو نے دوڑ کر باغبان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای باغبان یہ کیا کرتا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی باغبان نے کہا خواجہ مین زندہ رہون گلچین سیار گلشن جنان ہون عمرو نے کہا ای باغبان کیون دیوانہ ہوا ہی ارے گلچین یہان کہان ذرا سوچ تو سہی اس ساحر نے ملکہ گلچین کو کیونکر پایا ذرا سحر کر کے دیکھ باغبان کو یہ سُنکر ہوش آیا اُسنے اپنی جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے اُنپر سحر کیا لاش پر گلچین کے کھینچ مارے شعلہ بھڑکا بھر دم بھر کے بعد دیکھا ماش کے آٹے کا پتلہ ہی باغبان کے ہوش اُڑ گئے کہا خواجہ کیا غضب کا سحر کیا تھا میرے ہوش درست نہ تھے عمرو نے کہا بڑی خیر ہوئی کہ مین آگیا مین نے تمھارے رونے کی آواز سُنی دوڑا ہوا آیا اب باغبان غصے مین اُٹھا کہا خواجہ دیکھو تو کیا معاوضہ کرتا ہون صحراے نرگس کو ابھی خاک مین ملا دونگا باغبان جھومتا ہوا قریب چمن نرگس آیا گیند پھولونکا جھولی سے نکالا نخل ہاے نرگس پر کھینچ مارا نخل نرگس جلنے لگے ایک نخل کلان ہو اُسمین ایک گل کلان آراستہ ہو جو شعلہ نکلا اُس گل کلان سے قطرات آب گر کے شعلونکو بجھاتے ہین جلنے سے پھولونکو بچاتے ہین باغبان نے جو یہ دیکھا اور غصہ بڑھا پکار کر آواز دی او فتنہ مین نے تجھکو پہچانا سامنے آ کر مقابلہ کر

یہ کہکے گیند پھولونکا مارا وہ گل کلان بھی جلنے لگا چیخنے کی آواز آئی جملہ پھولونسے جادوگر نکلنے لگے اُس
گل کلان سے اسطرح کا دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی ایک جادوگرنی بڑی بڑی آنکھین مگر سیہ فام بد انجام جسم
پر آبلے پڑے ہوے لڑکھڑاتی ہوئی **باغبان** پر جا پڑی جادوگر جو پھولونسے نکلے تھے الگ کھڑے تھے
اس جادوگرنی نے کہا اے گلہاے صحرا ے **نرگس باغبان** کو لینا وہ سب جادوگر **باغبان** پر ٹوٹ پڑے
باغبان نے جو شرمندگی اُٹھائی تھی لاشۂ زوجہ پر رونا خواجہ کا آگر تسکین دینا نہایت غصہ تھا سنگریزے
اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے جس جادوگر پر پتھر پڑا بس کر رہگیا ہر جادوگر پر پتھر برسنے لگے سیکڑون جادوگر مر کر
گرے **نرگس** چاہتی ہی بھاگ کر نکل جاؤن **باغبان** نے پلٹ کر دیکھا آنکھین چمکا رہی ہی پرپرواز پیدا
کر رہی ہی **باغبان** نے اُن جادوگرون پر ایک گیند اور مار دیا اُن جادوگرون پر آگ برسنے لگی سیکڑون
ناری جلے واصل جہنم ہوے **نرگس** نے غلطک ماری چاہا کہ بلند ہوکر نکلون **باغبان** نے پلٹکر کارد سحر
کھینچ ماری **نرگس** کے سینے کو توڑ کر پار گذری **نرگس** کا مرنا کہ نخلستان مین آگ لگ گئی وہ نخل کلان بھی جلنے لگا
آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ **نرگس** جادو بود وہ کوہ پھٹا زمین پر گرا ملکہ **بہار جادو** کو دیکھا ایک قفس
مین بند زبان مین سوزن قلب پر ہجوم رنج و محن یاد مین بادشاہ لشکر اسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری
اشارون سے یہ اشعار ادا ہو رہے ہین **نظم**

تب رونے پہ آنکھ آگئی ہی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہی
یاد آب روان کی محرمون کی
سر سے مرے اک بلا گئی ہی
رہنا ہی لحد مین اس سے بے چین

طوفان نیا اُٹھا گئی ہی
الفت تری کارساز عالم
ہمچشمون مین کیا رُلا گئی ہی
تحذاروہ کاکل پریشان
خلوت تری یاد آگئی ہی

دل مین نہین غیر کا گمان بھی
گھر دل مین مرے بنا گئی ہی
مشکل سے کٹی ہی ہجر کی شب
جنجال مین جی پھنسا گئی ہی

باغبان نے جو بہار کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا **باغبان** کو دیکھکر **بہار** مین جان آگئی جا کے قفس کو توڑا
بہار کی زبان سے سوزن نکالا **خواجہ** کو بہار نے دیکھا کہ سر جھکائے کھڑے ہین بہار نے پوچھا کہ کیون
خواجہ آپ کیون سُست ہین **خواجہ** نے کہا اتنی بڑی جادوگرنی کو قتل کیا یہان خالی پڑا ہی ایک پیسے کا
اسباب نہ ملا بہار نے کہا مین آپکے لیے تدبیر کرتی ہون یہان تو اُسنے مجھکو قید کیا تھا اُسکے رہنے کا
مقام اور ہی کئی سو جادوگر وہان قید ہین **صمصام** جادو ایک جادوگر ہر اُسپر عاشق تھی اُسپر دباؤ ڈالتی

تھی مگر نہین معلوم کیا باعث تھا کہ آپنے اسکو قبول نہین کیا وہ بھی وہین قید ہو وہان چلیے سب کچھ موجود ہو یہ کہکر بہار آگے بڑھی جس مقام پر نخل کلان تھا وہ طبقہ اُڑ گیا ایک دروازہ ثابت ہوا ایک زنگی اُس دروازے پر بیٹھا تھا اُسکو باغبان نے مارا باغبان اور بہار نے ملکر وہ دروازہ کھولا پہلے سبکے خواجہ اندر گئے دیکھا ایک باغ جسکو دیکھکر دل باغ باغ ہو طائر خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب عندلیب ہجر گل مین بیتاب سرو چمن کا اکڑنا نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے غنچے مسکراتے ہین صبا اپنی بدنصیبی پر سر ٹکراتے ہین ایک طرف چھوٹی سی بارہ دری فرش شجر بچھا ہوا اسباب عیش و لنشاط آراستہ خواجہ جھپٹ کر بارہ دری مین گئے جال مارنا شروع کیا تمام مال و اسباب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا ایک جانب سے زنجیر کی آواز آئی دیکھا دو تین سو جوان زبانوں مین سبکے سوزن گرفتار دام رنج و محن ایک جوان تاجدار مسلسل و مطوق بیٹھا ہے باغبان نے بڑھکر اُس جوان تاجدار کو رہا کیا زبان سے اُسکی سوزن نکالی وہ جوان قید توڑ کر اُٹھا باغبان و بہار کے قدمونکو بوسہ دیا باغبان نے نام پوچھا کہا اس حقیر کو صمصام جادو کہتے ہین آپنے کیون تکلیف کی نرگس آکر آنکھین نکالیگی باغبان نے کہا نرگس تو مارلیگئی یہ ملکہ بہار جادو افسر لشکر اسلام ہین ملکہ بہار نے باغبان کی تعریف کی اُس تاجدار کا حال پوچھا کہا حضور یہ سب میرے ملازم ہین برائے شکار اس حوالی مین آیا نرگس عاشق ہو کر مجھکو گرفتار کر لائی یہان آکر طالب وصل ہوئی مین نے قبول نہین کیا قید کر کے چلی جاتی تھی شبکو پھر آتی تھی ایک دن شبکو مین بہت بیقرار ہوا اور یہ دعا کی کہ اے حقیقی پیدا کرنے والے مذہب اصلی کا خواہان ہون اُسی شبکو ایک بزرگ خواب مین آئے فرمایا اطاعت دین اسلام کر سرداران اسلام آکر تجکو قید سے رہا کرینگے تو رفیقان طلسم کشا مین منسوب ہوگا شکر ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے جس شبکو خواب دیکھا تھا بہت رویا اُسی خیال مین جب صبح ہوئی سب جوانون نے میرے قول کی تصدیق کی اور کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہے سب مطیع الاسلام ہوے آج پروردگار نے مشکل آسان کی باغبان نے اُسیوقت ایک تخت تیار کیا جب سب جوانون کو قید سے رہا کر لیا اب جو باغبان نے ذکر کیا اپنے لشکر کا جمع ہونا خواجہ کی عیاریان وہ جوان خوش ہو گیا کہا مجکو خدمت مین ملکہ مہرخ کی لے چلیے باغبان نے صمصام کو تخت پر سوار کیا ایکطرف باغبان ایک جانب بہار صمصام اور تخت پر تین سو جادوگر گھیرے ہوے خواجہ بھی سارے مکان کو لوٹ مار کر آئے سب حال سُنا

بہار سے بیان کیا کہ ملکہ ہمنے تو یانسے کمہ بھی نہ پایا قرضدار بہت سنا ئینگے ملکہ بہار نے کہا ناچاری ہی لشکر مین چلکے سرداران نامی خدمتگزاری کرینگے کچھ اسباب اسی مکان سے نکلا بارگاہین اژدر و نہر لیدوامین نوبت نقارے بجتے ہوے اس عظم وشان سے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان جبد لسنے باغبان وخواجہ گئے ہین جاروب خدمت مین ملکہ حیرت کے آئی سرداران اسلام انتظار مین برق کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی وہان پاس حیرت کے جاروب بیٹھی ہی ملکہ حیرت کہہ رہی ہین ارے جاروب جہان تمنے بہار کو قید کیا عیارون نے تمسے پوچھ لیا اب ضرور سردار جائینگے کہ صرصر نے کہا حضور مین خبر سُن چکی باغبان قدرت وخواجہ تشریف لیگئے ہین مخمور نے آج صبح کو کہا تھا کہ مین تلاش مین باغبان وبہار کی جاؤن ملکہ مہرخ نے کہا دو روز اور تامل کرو پھر فوج کثیر لیکر جانا مسلمانون مین ایک کا ایک عاشق ہی ایک کے واسطے ایک جان دیتا ہی نہ کہ بہار کا قید ہونا سارا لشکر بیقرار ہی سبھی سردار جاوینگے یہ باتین ہو رہی ہین جاروب کہتی ہی مین نے بہار کے واسطے دو دو نگہبان مقرر کیے ہین جادۂ جادو بڑا مکار وغدار ہی نرگس اپنے کو منی رکھتی ہی کوئی اُس تک نہین جاسکتا یہ باتین تھین کہ نوبت ونقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے جاروب نے دیکھا صمصام جادو تخت پہ سوار تین سو جادوگر گھیرے ہوے ایکطرف باغبان وبہار نوبت نقارے بجتے ہوے بارگاہین اژدران آتش فشان پر لدی ہوئین سبکے آگے آگے خواجہ بصد کرّوفر شلنگین لگاتے ہوے چلے آتے ہین جاروب نے جو ملکہ بہار کو دیکھا کہا غضب ہوا بہار چھوٹ گئی صمصام کو دیکھکر جاروب رونے لگی کہا ارے اس ظالم نے کیونکر رہائی پائی یہ نرگس کا معشوق ہی بے شک اُسکا گھر لٹا بڑی تباہی ہوئی واری آج میرا بازو ٹوٹ گیا ایک کنیز کو حکم دیا یہانسے جاؤ خبر تو لاؤ دیکھو تو جادۂ جادو ونرگس پر کیا گذری ہاے وہ ایسے جانباز وسرفروش تھے بے جان دیے انکا گذر وہان ہوتا اور صمصام کئی سال سے وہان قید تھا ہاے اس ظالم تک یہ لوگ کیونکر پہونچے اسکو کیونکر رہا کیا یہ سب سامان ظاہری اُسیکا ہی کنیز جو یہانسے گئی تھی اُسنے جاکے لاشہ جادۂ جادو کا دیکھا باغ لٹا ہوا وہانسے آگے بڑھی صحراے نرگس مین یہ جاکے دیکھا کہ مکان ویران پڑے ہین لاشے سڑ گئے ہین ہزار دو ہزار جادوگرونکا وہان کھیت ہی خاک اُڑ رہی ہی کنیز روتی پیٹتی پلٹی آکر سامنے حیرت کے پہونچی جاروب سے عرض کی حضور غضب ہوا سب جادوگر مارے گئے علاوہ جادۂ جادو ونرگس شعلہ خیز کے اور بھی ہزارہا لاشے پڑے ہوے ہین

معلوم ہوتا ہی لشکر سے مقابلہ پڑا ملکہ حیرت نے کہا ایک بہار لاکہہ سے لڑسکتی ہی باغبان قدرت
گیا کم ہی سو وہ سو گی کیا حقیقت ہی جاروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا نرگس نے تڑپ تڑپکر
جان دی اُس کمبخت صمصام پر مرتی تھی ایک دن مجھسے کہا تھا کہ آپ بھی اُسکو سمجھائیے بڑا طولانی نامہ لکھا تھا
مضمون یہ تھا کہ شاید آپکے سمجھانے سے یہ ظالم مان جائے اُس بیقراری مین یہ اشعار بھی اُسنے لکھے تھے نظم

اُس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہی — انداز بھی ہی غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہی
آب روان ہی سبزہ بھی گل بھی بہار بھی — ساقی ہی یار بادہ ہی باد صبا بھی ہی
ڈہاتے ہو میرے کعبۂ دل کو عبث عبث — او سنگدل نتو تمھین خوف خدا بھی ہی
ایمان بھی جان بھی کھو چکے ناموس و ننگ بھی — اے دل بتا تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہی
جائے نجات پوچھتے ہین آپ مجھسے کیا — کعبہ بھی ہی مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہی
دم ہی لبونپہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو — دم دیتے ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہی

نرگس نے یہ نامہ بڑا طولانی لکھا تھا آج مجھے یاد آیا کہ نرگس نے بڑا صدمہ اُٹھایا اب مین جاکر طبل جنگی
بجواتی ہون کل دیکھیے تو کس کس کا خون بہاتی ہون نرگس کا مارا جانا بالا بالا نکالا جائیگا اگر پہلے مجھکو خبر
معلوم ہو جاتی کہ میان باغبان برائے رہائی بہار کے جاتے ہین مین خود جاکر روکتی یہ کہکر جاروب
چاہتی ہی اُٹھے کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر چمکے اسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ملکہ حیرت نے
کہا ارے یہ کون آتا ہی شرما کر جاروب نے کہا آخر اُنکو چین نہ آیا دوڑے آئے کیونکر نہ گھبراتین اللہ
اُنپر کیونکر گذری ہوگی میری وجہ سے چہل پہل رہتی تہی کہا حضور میرا شوہر ہی باد انگیز پنجہ کش اب
دیکھیے وہ قیامت برپا کریگا بی بہار و میان باغبان کو بہاگتے راستہ نملیگا سوراخ موش مین چھپینگے
بڑے بدمزاج ہین جاہلونکے سر کے تاج ہین کنیزونے کہا خبردار اُنکے سامنے کچھ ذکر نکرنا ابھی لشکر اسلام مین
گھس جاوینگے بہار و باغبان کو پکڑ لاوینگے شہو نمین اُنکا نظیر نہین یہ ذکر تھا کہ ابر قریب آکر شق ہوا
جاروب کھڑی ہو گئی دیکھا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی
تاج زرین سر پر پہنے ہوے جواہرات جسم پر آراستہ بی جاروب ہنس رہی ہین کبھی کہتی ہین ہمارے
صاحب کو کچھ جواہرات بہت پسند ہین سو تیونکے مالے تو سب ہی پہنتے ہین مگر اُن کے گلے مین اچھے معلوم
ہوتے ہین ملکہ حیرت بحیرت دیکھ رہی ہی جاروب باغ باغ ہوئی جاتی ہی اپنے آپ سے باہر ہی ملکہ حیرت

سے ہنس ہنسکے کہتی ہر آپ کے شہنشاہ آپ کو بھول گئے ہمارے صاحب کو ہماری آمد پھر یاد ہی بادانگیز پنجہ کش
تخت سے جھومتا ہوا اُترا جادوگر بہت سے پشت پر آکے حیرت کو سلام کیا جاروب سے کہا کیون
صاحب تم تو دو روز کا وعدہ کر کے آئین تھین اسقدر عرصہ کیون کیا جاروب نے کہا صاحب اب تو
لشکر مسلمانان سے مقابلہ پڑا ہر ایک جان کے ہزارون دشمن ہین اب طبل جنگی بجواؤنگی کل مقابلہ ہوگا
بادانگیز پنجہ کش نے کہا میرے سامنے تم کیا مقابلہ کرو گی مین کل سبکو قتل کرونگا اتنے بی جاروب خوب قہقہہ
مارکر ہنسین حیرت سے کہا کیون حضور یہ تو بھلا مین کیونکر گوارا کرون کہ مین دیکھون یہ مقابلہ کرین پھر
بادانگیز نے کہا اپنے لشکر مین چلو جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا جاروب خوشی خوشی اُٹھی شوہر کا
ہاتھ تھام لیا ہنس ہنس کے باتین کرتی ہوئی کہ صاحب ایک ہفتہ مجھپر برابر ایک سال کے گذرا اتنون
کو گھبراتی تھی تمہاری صحبت یاد آتی تھی کنیزون سے پوچھیے کل شبکو مین نے کھانا بھی نہین کھایا دمبدم میرا
یہ حال تھا اور یہ کہتی تھی

نظم

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا
لاش پر میری ہنوز ہنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر
پھر میرے ہاتھون مین جو وہ گیسوئے پرخم ہوتا

دھوم عالم مین پس مرگ مری ہو جاتی
آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتے نہ عذر
درد ہوتا تو مرے دل مین مگر کم ہوتا

لطف اُسوقت وصال گل و بلبل کا تھا
جسم پر گل کے نہ پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین ہی مل جاتی
مائل گریہ اگر دیدۂ پر نم ہوتا

زیر بار آہ رقیبون نے کیا اُنکا اگال
کھانا ار مانا کو میسر جو کہین سم ہوتا

بادانگیز پنجہ کش ہنستا جاتا ہے کہتا ہے اے ملکۂ عالم آج شب کو جلسہ ہو صحبت عیش و طیش کی نہایت آراستہ
ہو ناچ گانا بھی ہو شغل شراب و کباب بھی ہو قضائے کار زن و شوہر تو باتین کرتے ہوئے باہم
جاتے ہین مہتر برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے لشکر مین جاروب کے پھر رہے ہین
یکایک مشہور ہوا کہ بادانگیز پنجہ کش شوہر جاروب آیا ہر آج طائفے بھی طلب ہونگے برق نے
بہ تبدیل صورت اپنی ایک چوبدار کی بنائی سامنے ایک خیمہ کسبی کا تھا بڑی عمدہ گانیوالی برق نے
جا کر کہا صاحب آج تمھین مجرا کرنا پڑیگا مگر ذرا کنارے چلو مین تمھین سمجھا دون ہاتھ پکڑ کے کسبی کو کنارے

لیگیا باتین کرتے کرتے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اپنے مقام پر آبیٹھا تماشا مین جمع مین ناز و کرشمہ کر رہا ہی یہان جاروب نے جلسہ آراستہ کیا حکم کیا طائفے لاؤ چوبدار چلے پہلے چوبدار نے آکر برق سے کہا برق بناز و کرشمہ بہلی پر سوار ہو کے چلے ساز بجانے والے ساتھ ہین جدھر سے گذر ہوا لوگ آوازے پھینکتے ہین برق ایک ایک کو جواب دیتا ہی کسیکو کہا آنکھین پھوٹین گی نگوڑے آنکھون نین کھائے جاتے ہین جہان مین نکلی نگوڑے گھورتے ہین میرا خون ہلکا ہی سیر اپنڈا ابھیکا ہی سر مین خلل پیدا ہوتا ہی جوانان نظارہ باز جو چھیڑ تاؤ پھیر رہے ہین سب سے لڑتا بھڑتا در دولت ملکہ جاروب پر پہونچا بہلی سے اُتر کے سازندونکو ساتھ لیے ہوے اندر آیا دیکھا باد انگیز پنجہ کش مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین جاروب کا نازہ کش ناز و کرشمے کر رہی ہی کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قاعدے سے چن رہی ہین برق نے آکر سلام کیا نگاہ جو باد انگیز کی پڑی برق نے مسکرا کر انگوٹھا دکھا دیا مسکرانے مین جو گوہر دندان ٹھلے بجلی چمک گئی سفیدی و براقی دانتون کی ظاہر ہوئی یا لڑیان موتیونکی سینہ اُبھار کے جو صورت دکھائی باد انگیز پنجہ کش ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا ہر دم زانو بدلتا ہی پسینہ آگیا پلٹ کے جاروب نے جو دیکھا نازنین سے آنکھین لڑا رہا ہی اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا کیون اپنی خالا سے آنکھین لڑا رہے ہو آؤ بی گت بیٹھ جاؤ تمھین گانے کو بلایا ہی آنکھین نہ لڑاؤ مین کیا تمسے بُری ہون یہ کہکے کہا میرا شوہر ایسا نہین ہی وہ کسی پر نگاہ نہین ڈالتا رنڈیان خود ٹوٹی پڑتی ہین میرا میان جوان ہی ایسا ہی لگتا کچھ گا برق نے سامنے کھڑے ہو کے پہلے گت ناچی اہل محفل کی بُری گت ہوئی اُسی گرمی مین آتش کی غزل گانا شروع کی

نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نگیا | بلبل مست سے سودائے گلستان نگیا

حسن کیطرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق | زلفین وان مُنڈ گئین یان حال پریشان نگیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے | تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نگیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نکی | ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نگیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے | رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نگیا

اُڑ کے پہونچا نہ دجوش جنون سے وان تک | پانون سے اپنے مین دیوانہ بیابان نگیا

روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا | ذکر صبح وطن و شام غریبان نگیا

مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس | چار دن اور اگر ابر گلستان نگیا

کون سے دل مین نہین یار ترے عشق کا نقش | کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نگیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا بیکش | شیشہ سے عہد تو پیمانے سے پیمان نگیا
کون سے شانے کا سینہ نکیا زلف نے چاک | کون سا آئنہ اس حسن کا حیران نگیا
خاک پا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی | باغبان نرگس گلزار کا یرقان نگیا
مجھسا غم دوست نہوویگا کوئی دنیا مین | کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نگیا
ای شرر ہون مقر آتش قدمی کا تیری | کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نگیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین | تمسے شرمندہ مین ای خار مغیلان نگیا
عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش | بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نگیا

اس لطف سے برق نے تڑپ کر یہ غزل گائی کہ بادانگیز پنجہ کش مست ہوکر اشارے کرنے لگا برق نے اشارہ کیا کہ تمھاری خالا بیٹھی ہین ہمارے تمھارے وصل کیونکر ہوا رے کمبخت مین خود تیری مشتاق ہون بڑی ناک تیری دیکھکر مری جاتی ہون اس نگوڑی کو کسیطرح سے ہٹاؤ پھر مین حاضر ہون بادانگیز نے خدمتگار کو بھیجا کہ جاکر پوچھو مین کیا تدبیر کرون برق نے اُلٹے ہاتھ سے خدمتگار کو طمانچہ مارا کہا اپنے باپ سے کہنا کہ محفل مین شراب کا چرچا کر سب کو دو دو تین تین جام پلائین یہ نشے مین مبہوت ہون ہم تم مزے اُڑائین بادانگیز نے یہ سنکر حکم کیا ہان بی گنا سبکو شراب پلاؤ برق نے شراب کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی بڑا سا جام بھر کے جاروب کو پلایا مصاحبو نکو کنیزونکو بھی پلانا شروع کیا کنیزین بھی پی رہی ہین برق نے اشارہ کیا بادانگیز سے کہا ایک جام تم بھی پیو برق نے ایک جام بھر کر بادانگیز کو بھی پلایا اب جو سبنے شراب پی بیہوشی مین سب دست و رازیان کرنے لگے کوئی گھبراکر اُٹھا دھم سے گر کر بے ہوش ہوا قضاے کار جاروب بھی گھبراکر اُٹھی اُٹھتے اُٹھتے گری بیہوش ہوئی جاروب کا بیہوش ہونا بادانگیز نے کہا ای جان جہان آؤ میرے گلے سے لپٹو برق نے کہا تم آکے گود مین اُٹھا لو بادانگیز اپنے مقام سے اُٹھا چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا بے ہوش ہوا تب تو برق نے تڑپکر نعرہ کیا

لقب ہی مرا برق خنجر گزار | کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طی | ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی
ور بکر پر میرا پہرا رہا | تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا | بز یر قدم غرب ہی شرق ہی

چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خنجر پکڑکر چاہا تھا کہ جاؤن کہ صرصر شمشیر زن اسطرف پھرتی پھرتی آئی دروازے پر دیکھا چند چوبدار بیہوش پڑے ہین سمجھ گئی عیار دنکا گذر ہوا پردہ اُٹھا کے دیکھا برق فرنگی خنجر بکف باد انگیز کو قتل کیا چاہتا ہی نعرہ کیا خبردار او بھور بیے کیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر دیکھا کہا اُستانی خدا کے لیے چلی جاؤ مین نے بڑی مشکل مین اسکو بیہوش کیا ہی میرا بڑا نقصان ہوگا اُستاد سے کہدونگا تمکو چکلی پسوا پسوا کر مار ڈالینگے صرصر کب مانتی ہی اُسنے برق کو تیر مارا برق نے خالی دیا صرصر نیمچہ کھینچ کر جا پڑی برق سے نیمچہ چلنے لگا برق ڈرتا ہی کہ ایسا نہو کہین باد انگیز کو ہوشیار کردے کہ اب صرصر نے بڑھکے برق کو نیمچہ مارا برق پیچھے ہٹا صرصر نے پلٹ کر حباب دافع ہوا کے بیہوشی مارا برق نے دیکھا کہا غضب ہوا باد انگیز کو ہوشیار کردیا برق کود کر بھاگا باد انگیز کی جو آنکھ کھلی صرصر کو قریب پایا صرصر نے کہا صاحب ہوشیار ہوجیے موت اسوقت نہ تھی برق فرنگی نے سبکو بے ہوش کیا تھا باد انگیز نے باران سحر برسا کے سبکو ہوشیار کیا غصے مین اپنے مقام سے اُٹھا اُسی غصے مین پر پرواز پیدا کر کے چلا جاروب نے ہر چند پکارا باد انگیز نے کچھ جواب ندیا اب جاروب رونے لگی اور کہنے لگی کہ صاحب جواب تو دو باد انگیز نے پلٹ کر جواب دیا کہ برق کو گرفتار کرنے جاتا ہون جاروب نے کہا مین بھی آؤن باد انگیز نے کہا کہ خبردار صاحب تم نہ آنا جاروب ٹھہر گئی باد انگیز اُڑتا ہوا چلا پہر رات پچھلی باقی ہی برق جو بھاگا کنارے پر لشکر کے پہونچا دیکھا کہ ہلال سحر افگن طلایہ پھر رہی ہی برق کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کیون برق خیر تو ہی برق نے کہا مین نے عیاری کی تھی اُستانی نے آکر رنگ مٹایا برق ہلال سے باتین کر رہا ہی کہ باد انگیز آکر جھپکا برق کو دیکھکر تڑپ کے گرا کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا ہلڑ ہوا کہ برق کو جادوگر لیے جاتا ہی مشہور جو ہوا خواجہ ایک دوکان پر پڑے سو رہے تھے غل سُنکر دوڑے آکے دیکھا ہلال سحر افگن کا قصد ہی کہ مین جاؤن عمرو نے منع کیا کہ تم نجاؤ مین جاتا ہون یہ پوچھ لیا کہ معرکہ کیا گذرا ہلال نے کہا برق نے عیاری کی تھی صرصر نے آکر غضب کیا عمرو نے کہا وہ ظالم تو میرے نام کی دشمن ہی مین بھی اُسکے واسطے جان دونگا یہ کہکے بھاگے راہ مین جاتے جاتے صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے جست خیز کر کے چند قدم آگے بڑھ گئے بقول شخصے ہوا کا چلنا کیا مشکل تھا چند قدم باد انگیز سے آگے بڑھ گئے جیسے ہی باد انگیز وہان پر پہونچا پکار کر آواز دی او بے مروت ذرا ادھر آتنہائی مین تجھسے

باتیں کروں ارے بدنصیب میرے دلکو لگی تھی کہ میں تجھکو بچانے گئی تجھکو خیال بھی نہیں دو باتیں کر لے پھر جابا دانگیر نے جو صرصر کو دیکھا کہا صاحب میں آیا کہا دور ہو نگوڑے تجھکو ہمارے دلکی کیا خبر ہے ہماری عجب کیفیت ہے تیری نگاہ کا ہمپر اثر ہے

نظم

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے / بلند اشکوں کی کوثر سے آبرو کرتے
بھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے / تمھارے بوسے کی کس منہ سے آرزو کرتے
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس / عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے
خیال کو بھی رسائی تھی جس تلک مشکل / ہم اسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر / مجال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے
چبا کے پان اٹھاتے جو قتل پہ بیڑا / مجھے رقیب سبب رو سے سرخرو کرتے
کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو / ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے
مٹیگا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے / یہ لوح مشق نہیں جسکی شست و شو کرتے
ترے شہید نہ دیکھیں گے پھر کے کوثر کو / گئے ہیں آب بقا سے وہ تر گلو کرتے
کیا ہی خانۂ دل میں تصور دلدار / تلاش کسلیے ہم اسکو چار سو کرتے
کہو خیال میں کسکے آہ اس ہو رعنا / کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے

بادانگیر نے کہا ای ملکہ صرصر میں برق کو پکڑ لایا کہا صاحب تمھاری جان بچی ہمتو تمھاری سلامتی کی دعا مانگتے ہیں لاؤ میں برق کو قتل کروں بادانگیر نے برق کو زمین پر ڈالدیا صرصر نقلی نیمچہ لیکر چلی کہا صاحب تمھاری زوجہ بڑی بدمزاج ہیں اور انکے دل میں بڑا شک ہے سننے تو قتل ہونے سے بچایا وہ کہتی تھیں کہ تم کیوں آئیں مجکو بہت ناگوار ہوا اسوقت میں نے جواب دینا مناسب نجانا دیکھیے تشریف لاتی ہیں بادانگیر پلٹا عمرو فریب تو کھڑا استادہ ہی نیمچہ مارا کہ سر بادانگیر کا اڑگیا خواجہ نے کپڑے اتار لیے برق و خواجہ باتیں کرتے ہوئے چلے یہاں زوجۂ بادانگیر اپنی ساتھ والیوں سے کہ رہی ہی کہ صاحب کا جانا مجھپر بہت شاق ہوا ارے ذرا خبر تو لو کہ میرے وارث پر کیا گذری ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار انکو گھیر لے یہاں عیار بڑے قہر کے ہیں انکی وجہ سے زندگی دشوار ہے ساحر انکے سامنے بالکل بیکار ہیں یہ باتیں تھیں کہ منبر پر گلدستہ بادانگیر کے ہاتھ کا بنایا ہوا رکھا تھا یکایک وہ جل گیا

جاروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے میرا شوہر مارا گیا چند کنیزین دوڑین صحرا مین آکر لاشہ باد انگیز کا پایا سب کنیزین لاشہ اٹھا کر لائین ملکہ جاروب سر پیٹنے لگی ارتھی ہوا کے لاشہ شوہر کا جلایا روتی پیٹتی سامنے حیرت کے آئی کہا حضور نے سُنا شوہر میرا مارا گیا اب صبح کو یا جان دونگی یا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی حیرت نے بڑا افسوس کیا کہا کل اُنھون نے آکر ایسی باتین کین کہ مجکو خوف آیا وہی ہوا عیارون نے چھوڑا جاروب نے کہا اتنا دریافت کر دیجیے کہ میرا شوہر کسطرح مارا گیا مین اُس سے بدلہ لونگی ملکہ حیرت نے اوراق دیکھکر بتایا کہ عمرو نے صرصر بنکر مار ا کہا بس حضور اب عمرو زندہ نہ بچے گا صرصر نے کہا سرور بار یہ لفرمائیے ابھی عمرو کو خبر پہونچ جائیگی اُسکے شاگرد آپکی فکر مین نکلین گے اُنکا فکر کرنا خالی نجائیگا جاروب نے رو کر کہا دو گھڑی رات باقی ہے اب مین سامان لشکر کشی کرتی ہون کہدو لشکر تیار رہو ای ملکہ حیرت آپ بھی تماشہ دیکھیے گا حیرت نے کہا مین ضرور میدان کارزار مین آونگی جاروب نے لشکر تیار کیا ہنر بر آتشین پر سوار ہو کر چلی ملکہ حیرت بھی سوار ہوئین مصور وصورت نگار و یاقوت و زمرد سب سردار ملکہ حیرت کے ساتھ چلے اس زور و شور سے لشکر کفار میدان کارزار مین آئے اُدھر ملکہ مہرخ بھی سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین مہار گلغدار و باغبان قدرت بصد صولت و شوکت ایک جانب رعد و برق و برق لامع وغیرہ ایک طرف دونون لشکر میدان کارزار مین پہنچے جاروب کھڑی رو رہی ہے کنیزین کہتی ہین حضور صبر کیجیے آپکا تو عجیب حال ہے جاروب ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہتی ہے صاحبو مین کیا کہون جو میرا حال ہے ہائے وہ یہان قتل ہونے کو آئے تھے ہائے کس سے اپنا حال کہون یا سامری یا جمشید کیا اُنکی کیفیت بیان کرون

نظم

دل کو میرے خم سنجانہ بنایا ہوتا
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہون فقط عقل کی افراط سے شُشدر یارب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتی صدفِ دُرمری چشم گریان
دانۂ اشک کو دُر دانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے
خانۂ دلکو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی ۔ خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان ۔ دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہی انگشت بدندان رعنا ۔ ہم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

کنیزین کہتی ہین واری صبر لازم ہی سب ملکہ جاروب کو سمجھا رہی ہین جاروب کہتی ہی آج سب کو مزہ دکھاؤنگی اس غصہ مین لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے جاروب نے اپنا اژدہا بڑھایا ملکہ حیرت سے اجازت لی ملکہ حیرت نے کہا ای جاروب سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا جاروب نے کہا حضور ملاحظہ کرین جاروب اجازت لیکر ملکہ حیرت سے میدان کارزار مین آئی اژدہے کو جولان کیا اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑر ہا ہی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے مین اپنے شوہر کے خونکا بدلہ لونگی بادانگیز پنجہ کش کا خون بالا بالا نجائیگا یہ جو کہکر جاروب نے للکارا باغبان قدرت نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ مہرخ سے آکر اجازت لی گھوڑا اچھکا کر چلا گیند پھولونکا ہاتھ مین اچھالتا ہوا آتا تھا کہ جاروب نے گولہ کھینچکر مارا باغبان قدرت نے اسم سحر پڑھکر گولے کو پلٹا یا گولہ پلٹ کر جس اژدہے پر جاروب سوار تھی اسکے سر پر پڑا اژدہے کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا اژدر کا کہ جاروب گری اپنے کو سنبھال کر ہاتھ چمکایا برق چمکی باغبان کا بھی گھوڑا مارا گیا اب دونون پیدل لڑنے لگے ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین باغبان نے جاروب پر غلبہ کیا جاروب ہٹتی جاتی ہی باغبان بڑھے ہوے آتے ہین چاہتے ہین کہ زد پر آئے تو ہاتھ تلوار کا مارون کہ اسکا سر اڑ جائے کہ آسمان پر نوبت نقارے کی آواز آئی اور صدا رونے کی بھی آئی باغبان نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان تخت پر سوار پکارتا ہوا بھابھی صاحب میرے بھائی کو کیا کیا جیسے ہی جاروب نے خونخوار جوہردار برادر بادانگیز کو دیکھا چیخ مار کر روئی بال اپنے سر کے نوچنے لگی کہا بھیا کیا بیان کرون جو آفت درپیش ہوئی وہ جوان تخت سے کود اقریب ملکہ جاروب کے آیا دونون لپٹ کے خوب روئے خونخوار جوہردار بھائی کے رنج وغم مین روتا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی بھابھی صاحب تم اپنے لشکر مین جاؤ مین سمجھ لونگا بھائی صاحب اگر زندہ ہوتے تو تمکو کبھی میدان مین نہ آنے دیتے اب مین تمھاری خدمتگزاری کرونگا کسی خدمت سے باہر نہین ہونگا جاروب نے کہا بھیا مجھے تمسے سب امید ہی مین بھی تمھاری دل وجان سے

خدمتگزاری کرونگی خونخوار نے اسکو پلٹا دیا اب باغبان کے مقابلے مین آیا دونون نے آپس مین اشارے بھی کرلیے تھے جاروب بھی کھڑی ہوئی سحر کررہی ہی خونخوار اور باغبان سے سحر چلا دوچار ایسے سحر چلے کہ آگ کے آسمان بنے ستارے چھڑے اور گولیان مین ماہ تابان رال کا گولہ دکھلا اُٹھ رہے ہین ایک مقام پر باغبان تلوار لیکر جھپٹا کہ اسکا سر کاٹ لون ادھر سے جاروب نے نعرہ کیا خبردار او باغبان بے ادبی نکرنا دیکھہ یہ کیا ہی باغبان نے دیکھا ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا یہ اشعار پڑھہ رہا ہی

نظم

جلوہ ہر رنگ مین ہی تیرا جو گلرو پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہی تری بو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
ہم بھی کرلینگے کوئی تمسا پریرو پیدا

شاید اُس پردہ نشین تک بھی رسائی ہوجائے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

صورت معنی و لفظ اسکی عجب شان ہی واہ
آپ پنہان ہی مگر جلوہ ہی ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہی سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا

قطع کب تک نکرون دلسے امید و صلت
حیلہ کرتا ہی نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اُس مہر لقا سے تجھے کیا النسبت ہی
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہی موے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سُم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہی فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہی مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلی سے ہوے ہین گل شببو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہو گی شگفتہ کرو ای غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہی خوشبو پیدا

پھینکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف مار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

ای خدا تنگ ہی جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اُسے تو پیدا

باغبان کی یہ اشعار سنکر پلک جھپکی بلکہ حیرت جانور کو دیکھنے لگی خونخوار نے حلقہ ہاے کمند

سحر باغبان پر مارے باغبان گر اخونخوار نے کچھ خاک اُڑا دی باغبان بیہوش ہو گیا خونخوار نے گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ملازمان باغبان دوڑ پڑے بہار نے ہر چند کہا کہ ہان ہان کیا کرتے ہو خونخوار نے جو دیکھا کہ تمام لشکر نے مجھپر بلوہ کیا جاروب دوڑ پڑی فوج کو بھی اشارہ کیا اب بہار کو بھی خیال ہوا کہ باغبان کو جاروب نے اُٹھا لیا ایک تخت پر ڈالکر بارہ ہزار ملازم گرد کر دیے کہا اس قیدی سے خبردار رہنا ساحرون کا لشکر آپس مین ملگیا گولے چلنے لگے جاروب ساتھ جانبازی کے لڑ رہی ہی پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے مگر بہار نے خونخوار کو تاکا دیکھا یہ ایکطرف کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا گچھا پیکان کا نکالکر طرف آسمان کے پھینکا لشکر اسلام پر تیر برسنے لگے ملکہ بہار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر سیاہ کاغذ نکالا اُسکی سپرین کاٹین سحر کرکے اُڑا دین ہر ایک سردار کے سر پر سپر آہنی فولادی لہرا رہی ہی جو تیر گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا بہار نے مسکرا کر برق چمکائی تیر قلم ہوئے کچھ اُلٹ پلٹ کر خونخوار کے لشکر پر گرے اُسکے لوگ بہت ضایع ہوئے گھبرا کر خونخوار نے سحر کیا کہ تیر برسنا موقوف ہوئے یہان باغبان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو [illegible] سحر پایا کہ زبان مین سوزن بارہ ہزار جادوگر گھیرے ہوئے ہین سحر آپس مین ہو رہا ہی بہار نے ہزارون کو دیوانہ کیا رعد و برق یہان بیٹھے لڑ رہے ہین بہار نے تو بڑھکر اُن بارہ ہزار ملازمون پر گلدستہ مارا پھول برسے اُن سبکے دماغ مین بوے خوش پہونچی جھومنے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے غل مچاتے تھے کہ یارو دشت نجد مین جائینگے مجنون سے ملاقات کرینگے اُسنے کہینگے تمھاری ملاقات کو آئے ہین تحفہ محبت لائے ہین

نظم

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ — نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی اُمنگ
حیا کا پاس ہی جبتک تو عشق ہی بس خام — مقام عشق مین رہتا نہین ہی نام کو ننگ
پڑا ہی طالع منحوس مین مرے مریخ — مین اُس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے بر سر جنگ
قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہی شب ہجر — شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ
ادا ہی ناز ہی شوخی ہی حسن دلکش ہی — تمام اُسمین ہی عاشق کے مار رکھنے کے ڈھنگ
بتا یہ ہی مری جان جہان کا اے قاصد — کشادہ سینہ ہی پتلی کمر دہن ہی تنگ
بڑھے گا رشتۂ اُلفت کٹینگے رشک سے غیر — نظام روز لڑاتا ہی اُس پری سے پتنگ

وہ لوگ جب دیوانے ہوے بہار بڑھین کہ مین جاکر باغبان کو رہا کرون یہان خونخوار جو سحر کر رہا تھا
اُسکے پہلو سے زمین شق ہوئی چاہا کہ ہٹون دیکھا رعد نے سر نکالا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر ایک چیخ
ماری کہ خونخوار چرخ مار کر زمین پر گرا امان نے جو بیٹے کی آواز سُنی کڑک کے گری خونخوار کے دو ٹکڑے کیے
ادھر بہار نے باغبان کی زبان سے سوزن نکالی باغبان کڑک کر اُٹھا اب باغبان و بہار نے
ملکر سحر کیے خونخوار کے مرنے کی جو آواز جاروب نے سُنی گھبرا گئی سر پیٹ لیا کہا لو یار و میرا دیور بھی مارا
گیا روتی پیٹتی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری مین تو لٹ گئی میرا شوہر بھی قتل ہوا دیور بھی مار اگیا
مگر اہل اسلام کی میرے ہاتھ سے قضا ہی اب تو طبل امان بجوا دیجیے آج شب کو سحر تیار کرونگی صبح کو ایک بھی
میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے طبل امان بجوا دیا لشکر پلٹے یہان اہل اسلام بفتح و
فیروزی واپس ہوے لیکن جاروب جو پلٹ کر آئی آتے ہی اسنے حکم دیا ہومخانہ تیار کرو ہومخانہ
درست کرا کے بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی کبھی ابر بناتی ہی کبھی برق چمکاتی ہی کبھی کچھ دھوان نکلا کبھی چھریان پھینکتی ہی
ہنگامہ برپا کر رہی ہی جابجا یہ مشہور ہوا جاروب نے ابر سحر تیار کیے ہین خواجہ عمرو کنارے پر لشکر
کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جاروب کاہکش نے ہومخانہ آراستہ کرایا ہی اُسمین بیٹھی
سحر تیار کر رہی ہی خواجہ ٹہلتے ہوے چلے صورت بدل لی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر مین جاروب
کے آئے دور سے دیکھا اسکے خیمے پر ایک ابر سیاہ گھرا ہوا ہی خواجہ ٹہلتے ہوے جاروب کی دربارگاہ
پر آئے خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے کہا ملکۂ عالم سے جاکر عرض کرو در دولت پر
ایک جادوگر حاضر ہی چاہتا ہی کہ کچھ عرض کرے خدمتگار نے کہا اسوقت ملکہ ہومخانے مین ہین ہم نہین عرض
کر سکتے ہین ایک چوبدار نے کہا میان ساحر صاحب آپکو کیا عرض کرنا ہی عمرو نے کہا یہ ڈبیا میرے
پاس ہی ایک شوالے مین ملی تھی اور سامری نے آواز دی تھی جو اس ڈبیا کو کھولیگا وہ سحر نکلیگا کہ لاکھ دو
لاکھ جادوگر مر کر گر پڑینگے چوبدار نے کہا مین ضرور جاکر عرض کرتا ہون چوبدار نے جاکر جاروب سے
عرض کی ایک جادوگر پرانا نہایت نحیف و ضعیف حاضر ہی عرض کرتا ہی کہ ایک سحر میرے پاس ایسا ہی
کہ لاکھ دو لاکھ جادوگرون کو قتل کرے جاروب نے کہا ارے بُلا لے چوبدار نے کہا بڑے میان
صاحب آئیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا جاروب بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی
کچھ آدمیون کی کھوپریان رکھی ہین کچھ جانورون کے اُستخوان بھی ہین ابر سر پر لہرا رہے ہین جاروب نے پوچھا

بڑے میان صاحب کیا کہتے ہو عمرو نے کہا یہ ڈبیا مین نے شوالے مین سے پائی سامری نے خواب مین آکر خبر دی کہ اسمین ہمارا سحر ہی اسکو کھولکر جس لشکر پر اشارہ کرو لاکھ دو لاکھ کے سر کٹکر گرین جاروب نے کہا لاؤ وہ ڈبیا ہمین دو خواجہ چاہتے ہین کہ ڈبیا نکالکر جاروب کو دون صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی جو در بارگاہ پر آئی پکار کر پوچھا ارے خیر و عافیت تو ہی چوبدار نے کہا بی صرصر ایک بڈھا جادوگر آیا ہی ایک ڈبیا ایسی لایا ہی کہ جسکے سحر سے لاکھون جادوگر مارے جاوینگے صرصر نے سنتے ہی کہا غضب ہوا ارے وہ عمرو عیار ہی یہ کہکر صرصر جبتک خواجہ کھڑے تھے کہ صرصر نے پردہ اٹھاکے کہا ای جاروب ہوشیار ہو جائیے یہ عمرو عیار ہی جاروب نے چاہا سحر کرون عمرو نے جھپٹ کر ایک دولتی ماری جاروب منہ کے بھل گری خواجہ جست کرکے قنات کو فر آگئے صرصر نے منہ کے بھل گرتے ہوے دیکھا جاروب اٹھی تڑپ کر بلند ہوئی خواجہ عمرو بھاگ کر قریب لشکر کے پہونچے ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا طلایہ پھر رہی تھین دیکھا خواجہ گھبرائے ہوے آتے ہین پکار کر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو ٹھہر گئے سرخ مو سے سارا حال بیان کیا سرخ مو کہ رہی ہی اب نہ جائیے گا جاروب آسمان پر چمکی تڑپ کر گری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑی سرخ مو نے جو دیکھا کہ خواجہ کو لیے جاتی ہی بیقرار ہوکر اڑی بال اپنے سر کے کھولے جاروب کی آنکھون مین اندھیرا آیا جاروب نے کچھ اسم سحر پڑھا اندھیرا آنکھونکا دفع ہو گیا سرخ مو کو جو جاروب نے دیکھا گولہ مارا سرخ مو نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا آنکھون مین سرخ مو کے لگا سرخ مو بیہوش ہونے لگی جاروب نے بڑھکر کمر مین پنجہ دیا سرخ مو و خواجہ کو لیکر چلی بارہ ہزار کنیزین جو سرخ مو کو گھیرے کھڑی تھین انھون نے چاہا کہ ہم جاروب پر جا پڑین جاروب نے ایک گولہ انپر بھی پھینکا کئی سو کنیزین منہ کے بھل گرین فریاد و فریاد کرتی ہوئی بھاگین برق فرنگی نے جو یہ ہلڑ سنا دوڑا ہوا آیا کنیزان سرخ مو نے بیان کیا کہ خواجہ کچھ عیاری کرکے آئے تھے جاروب خواجہ و سرخ مو کو گرفتار کرکے لیگئی کئی سو کنیزین قتل ہوئین یہ سنتے ہی برق بھاگا چاہتا تھا کہ لشکر جاروب مین پہونچون راہ مین صرصر سے ملاقات ہوئی برق نے پکار کر کہا استانی تم برا کرتی ہو استاد تمھارے واسطے روپیہ جمع کرتے ہین تم ہر مقدمے مین دخل دیتی ہو جسدن استاد کے قبضے مین آؤگی بہت پچتاؤگی صرصر غصے مین نیمچہ پکڑ کے جا پڑی کہا لنگوڑے بھورے مین تجھسے یا تیرے استاد سے ڈرتی ہون صرصر و برق سے نیمچہ چلنے لگا ادھر

سے پلٹی ہوئی جاروب آئی تھی ایک پنجہ میں عمرو و سرخ مو کو دبائے ہوئے اسنے جو دیکھا کہ برق
و صرصر لڑ رہے ہیں آواز دی ای صرصر نہ گھبرانا مین آپہونچی یہ کہکے سحر کیا کہ برق فرنگی گرا جاروب
نے موئے سر توڑ کر اٹھا دیا زنجیر مین برق کو باندھا اب ان تینون کو لیکر چلی صرصر نے دیکھا کہ اب
جاروب برق کو بھی لیگئی دل مین خوش ہوئی آڑ مین ایک نخل کی چالاک بن عمرو بیٹھا تھا صرصر نے
جو ارادہ کیا کہ اب چلون چالاک نے نعرہ کیا اماں جان آداب و تسلیمات عرض ہے آج تو آپ نے
بڑا ستم کیا برق کو بھی پکڑوا دیا مجھے کچھ عرض کرنا ہے ٹھہر جائیے صرصر کا دم تو نکل گیا مگر چھری نیمچہ
کھینچ لیا جیسے ہی چالاک قریب آیا صرصر نے نیمچہ مارا چالاک نے کہا کیون مادر مہربان اپنے
فرزند پر یہ جبر مین تو آپ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا آپکا غلام ہون صرصر نیمچے مار رہی ہے چالاک روک رہا ہے
کبھی خالی دیتا ہے لڑتے لڑتے چالاک نے کہا ای جانسوز مادر مہربان کے ہاتھ پکڑ لے صرصر سمجھی
میرے پیچھے کوئی آگیا صرصر نے جیسے ہی پلٹ کر دیکھا چالاک نے حلقہ ہائے کمند مارے
حباب بیہوشی بھی فوراً مار دیا صرصر بیہوش ہو کر گری چالاک نے صرصر کو اٹھایا ہاتھ بہ ادب لگاتا ہے
ایک نخل سے صرصر کو باندھا ہوشیار کیا صرصر کی آنکھ جب کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا چالاک
ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہہ رہا ہے ہم تو منع کرتے تھے آپ چھوٹون کو اپنے سے گستاخ کرتی ہین اب مین
آپکی شکل بنکے جاؤنگا برق و سرخ مو و والدنا بدار کو چھڑاؤنگا لیکن ذرا اصلاح فرمائیے مین
آپکی صورت بنتا ہون صرصر نے دیکھا کہ چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی
صورت بنکر تیار ہوا کہتا جاتا ہے کیون مادر مہربان خال چہرے کا بنا کوئی فرق تو نہین ہے ذرا
بہ غور ملاحظہ فرمائیے صرصر چلا اٹھی ہی میری پاپوش جانے دم بھر مین چالاک بہ شکل صرصر تیار
ہوا کہا مادر مہربان اب آپ تو اسی مقام پر ذرا ٹھیریے مین قبلہ و کعبہ کو لینے جاتا ہون آپکو انکے
سپرد کر دونگا وہ آپ سے کچھ باتین کرینگے حقیقت مین رانون کو بہت بیقرار رہتے ہین صرصر نے
کچھ جواب نہ دیا چالاک و عمرو کو کوس رہی ہے کہتی ہے یہ نگوڑا خضب کا مکار و غدار ہے وہ ہمکو نخل مین
باندھ گیا میری صورت بنکر گیا ہے وہان جا کے آفتین برپا کریگا یہان جاروب سرخ مو و
خواجہ و برق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی برق و سرخ مو و خواجہ کو زمین پر ڈال دیا ساتھ
والیون سے کہا انکو لشکر مسلمانان سے جا کر پکڑ لائی میان برق راہ مین ملے مین حیرت سے

اطلاع بھی نہ کرونگی ابھی ان تینون کو قتل کرونگی یہ کہکر مسند پر بیٹھی شوہر و دیور جو یاد آئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ دروازے پر ہلڑ مچا ہوا ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین جاروب نے کہا بلاؤ عمرو کو اپنے ہاتھ سے سزا دین آج صرصر نے ہمارے ساتھ بڑا کام کیا مین نے بھی اُنکے دشمن کو گرفتار کر لیا کہ صرصر نقلی تنتی ہوئی آئین جاروب کو سلام کیا جاروب نے کہا ای صرصر تمنے دیکھا لشکر مسلمانان سے ہمکو کوئی روکنے نہ نکلا مین تو بہار و باغبان کی مشتاق تھی کوئی صاحب نہ آئے اسیطرح اُن سبکو پکڑ لاؤنگی دیکھون تو کون روکتا ہی صرصر نقلی نے عرض کی آج میرے دلکو یقین ہو گیا کہ کوئی آپکا سامنا نکریگا سب آپسے ڈرتے ہین جاروب خوش ہو گئی صرصر نقلی نے کہا اب کیا حکم ہوتا ہی جاروب نے کہا عمرو کو قتل کرو صرصر نے کہا واری یہ بڑا شخص ہی اسی کے نام سے سارا لشکر اسلام آباد ہی مہرخ و بہار کی کمر ٹوٹ جائیگی لیکن شراب و کباب منگائیے اب شوہر و دیور کو نہ یاد کیجیے وہ کام آپ کے ہاتھ سے نکلا کہ جس سے شہنشاہ عاجز ہے آج آپنے اُس شخص کو پکڑا کہ جسنے دمامہ و مشمش کو مارا کیسے کیسے ساحرون کو للکارا جاروب نے کہا ای صرصر تمکو اختیار ہی اگر تمنے نہ بچایا ہوتا تو عمرو نے مجکو مار لیا ہوتا تمنے عین وقت پر خبر لی خوب تم وقت پر پہونچین صرصر نے کنیزون سے کہا شراب و کباب لاؤ جو مر گیا وہ مر گیا اب اُسکی یاد کیا ضرور ہی آج روز عید ہی ملکہ روز سعید ہی کنیزین شراب و کباب لائین جاروب بھی خوش بیٹھی ہی صرصر نے بایان کھینچا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

بھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین — ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین
جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین — ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین
کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے — کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین
مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آنکلے — کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین
شب وصال مین ہی آج نور کا عالم — زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
بہار مین ہین عنادل سے بدگمان صیاد — قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین
مجھے یہ ڈر ہی کلائی مین خم نہ پہونچا ہو — حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین
نہین ہی اسلیے غم خشک و تر کا ای رعنا — شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یہ غزل اس رنگ سے گائی کہ جاروب جھومنے لگی کہا ای صرصر کیا خوش آواز ہو تمھارے گانے
سے غم و الم دور ہوا اسوقت دل خوش ہوگیا صرصر نے بڑھکر گلابیان اُٹھائین شراب کو اُلٹ پلٹ کیا
بیہوشی ملائی کہا ملکہ عالم نوش فرمائیے نشے مین شراب کے ان سبکو قتل کرین جاروب بھی خوش
بیٹھی ہی عمرو و برق و سرخ مو حیران حیران دیکھہ رہے ہین صرصر نے پکارکر آواز دی جلاّد و ان کو بلاؤ
پھر آپ ہی کہا جلاّد کی کیا ضرورت ہی مین خود انکو اپنے ہاتھہ سے قتل کرونگی جاروب نے کہا ای
صرصر تمکو اختیار ہی تم جیسی خیر خواہ افراسیاب ہو کوئی ایسا سردار نہین ہی صرصر نے کہا آپ کی
عنایت یہان چالاک نے سامان رہائی مہیا کیا ہی شراب مین بیہوشی ملاچکا ہی حیرت اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی حیرت نے دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ایک آئینہ ہاتھہ مین
زمین پر آئی ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا حیرت نے کہا ای مرآت
آئینہ دار تم ہر وقت خدمت شہنشاہ مین حاضر رہتی ہو اسوقت آپکا کیا باعث ہوا مرآت نے
عرض کی مین برائے سلام شہنشاہ حاضر ہوئی شہنشاہ نے کہا ذرا آئینہ مین دیکھو جاروب کیا کررہی
ہی مین نے جو آئینہ دیکھا تمام حال آئینہ ہوا کہ جاروب کو چالاک قتل کیا چاہتا ہی عمرو و برق و
سرخ مو گرفتار ہوکر آئے ہین چالاک بصورت صرصر آیا ہی چاہتا ہی جاروب کو مارکر انکو رہا کرے
یہ سنتے ہی حیرت گھبرائی مرآت نے کہا گھبرائیے نہین جاروب کو اطلاع دیجیے اور مجھے بھی آج
شہنشاہ سے حکم مل چکا ہی مین بھی لشکر کشی کرکے حاضر ہونگی مگر بہت جلدی کیجیے ورنہ چالاک
اپنا کام کرگذریگا جیسا چالاک عیار بیباک ہی ویسا کوئی فرزند عمرو نہین ہی مرآت یہ کہکر جسطرح
آئی تھی اُسیطرح روانہ ہوگئی حیرت نے ایک پرچے پر لکھا کہ ای جاروب آگاہ ہو یہ صرصر نہین ہی
چالاک بن عمرو ہی جلد اسکو گرفتار کرلو حیرت نے وہ کاغذ ہاتھہ پر رکھکر مُنھہ سے پھونک دیا
کاغذ اُڑ گیا چالاک نے رنگ جاکے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن کہ جاروب کی گود مین اُڑکر کاغذ گرا
جیسے ہی جاروب نے دیکھا چالاک کی بھی نگاہ پڑی کہ کاغذ گود مین جاروب کی گرا چالاک
جام چھوڑکر بھاگا کہا مین حاضر ہوتی ہون جاروب نے کاغذ کو دیکھا چالاک کے پیچھے دوڑی
چالاک بھاگا ہوا جاتا ہی جاروب اُڑتی ہوئی جاتی ہی یہان ملکہ بہار جاد و کنارے پر لشکر
کے کھڑی ہین جسوقت سے سُنا کہ خواجہ و سرخ مو گرفتار ہوے قصد کررہی ہین کہ مین جاکر خواجہ

گھورہا کرون دیکھا چالاک بھاگا ہوا آتا ہی ذرا ٹھہرا تھا کہ آسمان سے برق چمکی آواز آئی او ناعیار کہان جاتا ہی سنم ملکہ جاروب کاہکش تڑپ کے جوگری چالاک کو اُٹھا لیا بہار نے جو دیکھا کہ جاروب نے چالاک کو اُٹھا لیا گلدستہ مارا کہا او جاروب خبردار چالاک کو چھوڑ دے درنہ بہت پریشان ہوگی جاروب نے ایک گولہ مارا کہ گلدستہ جلکر گرا بہار نے پیچھا کیا جاروب چالاک کو پنجہ مین دبائے ہوے ایک ہاتھ سے سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی بہار پیچھا نہین چھوڑتی کنارے تک لشکر کے پہونچی تھی حیرت براے ملاحظۂ لشکر نکلی ہی اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا او بہار خبردار پلٹ جا کیا قضا دامنگیر ہی تیرے بھی قتل کی تدبیر ہی بہار نے حیرت پر گلدستہ مارا حیرت و بہار سے سحر چلنے لگا جاروب ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی ہی یہان خواجہ و برق و سرخ مو قید بیٹھے ہین سب کنیزین تماشا دیکھنے چلی گئین ایک کنیز جادوگرنی گلنار جادو نام براے حفاظت بیٹھی ہی خواجہ بیٹھے بیٹھے طرف گلنار کے پلٹے کہا کیون ملکہ عالم اب ہمارا کیا انجام ہوگا گلنار نے کہا خواجہ اب قتل کیے جاؤگے اب ملکہ تمھارے بیٹے کی تلاش کو گئی ہین اُسکو پکڑ کے لائینگی اُسکے سمیت قتل کرینگی خواجہ نے کہا ملکہ گلنار ہمارے پاس کچھ جائداد ہی ہم چاہتے ہین کہ اُسے تم نیلو ہماری نذر و نیاز کرا دینا ہماری روح کو راحت ہوگی گلنار نے کہا خواجہ کیا شی ہی عمرو نے کچھ روپے نکالکر دکھائے کہا یہ لو مین اور بھی نکالتا ہون اُسنے پوچھا سارا مال کمر مین ہی عمرو نے زنبیل دکھائی کہا ملکہ میرے ہاتھ کھولدو تو اس زنبیل سے اور نکالدونگا گلنار سوچی مین ساحرہ ہون بھاگ کر کہان جائیگا سب ہاتھ پائون خواجہ عمرو کے ملکہ گلنار نے کھولدیے عمرو نے زنبیل کھولی کہا لو اسمین جھک کر دیکھو مال جا بجا رکھا ہی گلنار نے جھک کر جو دیکھا مال لا تعد رکھا ہی حیران حیران مبہوت ہوکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا اُٹھا لو وہ ہاتھ بڑھا کر جھکی جیسے ہی جھکی عمرو نے گلنار کو زنبیل مین ڈالدیا اسکو زنبیل مین ڈالکر خواجہ اُسی کنیز کی شکل بنکر تیار ہوے برق کو رہا کیا کہا ای فرزند نکل جاؤ سرخ مو کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ سرخ مو بلند ہوئین سحر کرتی ہوئی چلین برق ایک جانب بھاگا خواجہ بصورت گلنار جستجوے جاروب مین چلے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار و حیرت سے سحر چل رہے ہین جاروب کھڑی دیکھ رہی ہی کہ دیکھا گلنار آتی ہی چالاک سحر مین مبتلا ہی حیرت جادو ہرچند چاہتی ہی کہ بہار کو گرفتار کر لون مگر ممکن نہین ہوتا گلنار دوڑی ہوئی قریب جاروب کے

آئی کہا ملکۂ عالم حکم ہو تو اُن تینون کو قتل کرون چالاک کو آپ پکڑ لائین اسکو بھی لیجاؤن جاروب نے
کہا یہ میرے سحر بین ہی کہا حضور مین اسکی مشکین باندھ لون تو آپ اپنا سحر اُتارین کہا اچھا جاروب
نے سحر اُتارا گلنار سے کہا لیجا چارونکو قتل کر گلنار نے مشکین باندھ کر لشتارہ دوش پر لگایا قریب کھڑے
ہو کر کہا دیکھیے شہنشاہ تشریف لاتے ہین جاروب اُدھر پلٹی گلنار نقلی نے خنجر مارا اشکم چاک قصہ
پاک اپنے نام کا نعرہ کرکے خواجہ بھاگے کان مین جو حیرت کے آواز آئی کہ جاروب قتل ہوگئی
حیرت پلٹی دیکھا قاتل بھاگ گیا بہار نے جو اتنی مہلت پائی اور خواجہ نے سفیدہ مہرے مین
آواز دی ای بہار نکل چلو بہار نے جو یہ آواز سُنی بہار تو نکل گئی حیرت نے لاش جاروب
کی اُٹھائی لاشہ جلانے کا حکم دیا لاش جلائی گئی حیرت آکر اپنی بارگاہ مین گئی مگر نہایت متردد ہی کہ ای
حیرت اب کیا ہوگا جاروب ایسی ساحرہ قتل ہوئی شہنشاہ کو سُنکر بڑا ملال ہوگا یہان ملکہ مہرخ
اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی تھین خواجہ دبرق وغیرہ کا غم والم ہی ملکہ سرخ مو آکر پہونچین کہا حضور خواجہ
نے جاروب کو مارا حیرت و بہار سے خوب سحر چلے یہ ذکر تھا کہ اتنے مین بہار بھی آکر پہونچین بدحیان
پھولونکی مرجھائی ہوئین چھپکا موتیے کا گر گیا مہرخ نے پوچھا ای بہار کیا ہوا بہار نے عرض کی ہر مقدمے
مین آپکا اقبال کام آتا ہی حیرت سے مقابلہ رہا کچھ نہ کرسکین آخر پلٹ گئین یہ ذکر تھا کہ خواجہ بھی
آئے برق و چالاک بھی پہونچے جالسوز دھرغام بھی آئے مہتر قران کا بھی گذر ہوا سب
سردار جمع ہین محفل عیش ونشاط آراستہ یہ بھی قصد ہی کہ لشکر یہان سے تیار کرو اور کوچ کرین زیر
گنبد نور چلکر لڑین اسد غازی رہا ہون تب کام چلے فتاحی طلسم ہو یہان حیرت رنجیدہ
بیٹھی تھی نہایت صدمے سے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ آسمان پر سے نوبت نقارے کی آواز
آئی ہرکارے بھی دوڑے ہوے آئے عرض کی ملکہ عالم مبارک ہو شہنشاہ نامدار نے ملکہ مرآت
آئینہ دار کو سات لاکھ ساحران غدار سے روانہ کیا ہی اور حکم قطعی ہی کہ سبکو جاتے ہی گرفتار کرو مشکین
باندھکر روانہ کرو دربار ان سبکا باغ سیب مین سمجھا جائیگا ملکہ حیرت باہر نکل آئین آمد لشکر مرآت کے
دیکھنے کو کہ مجبیر آئینہ ہوجاے کہ لشکر مرآت کا کسطرح آتا ہی ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین وزیرزادیان
امیرزادیان ساتھ ہین پہلوے کوہ سے علمہاے زرنگاری دکھائی دیے سامنے آکر ظاہر ہوا
کہ سات سو علمدار نشان سات لاکھ کے لشکر کا علمدار ہاتھیون پر سوار علمونکو جلوہ دیتے ہوے

لگنیان جھلکتی ہوئین یہ سامنے سے گذر گئے انکے بعد ہزار ہا ساحران غدار منھ سے شعلۂ آتشین چھوڑتے
ہوے تمام میدان دھوان دھار سامنے سے گذر گئے اب تخت ملکہ مرآت کا نمایان ہوا ملکہ مرآت
آئینہ دار کا تخت چار اژدہون پر کسا ہوا ایک آئینہ سامنے رکھا ہی اسکو بہ کبر و نخوت دیکھتی ہوئی
پشت پر سات لاکھ ساحر جھولیان بائین ہاتھ پر پڑی ہوئین سامری و جمشید کے نام کی پکار اس
جاہ و وقار سے لشکر مرآت آئینہ دار کا آکر پہونچا ملکہ حیرت کو تخت سے اُتر کر سلام کیا پہلو
مین لشکر کے صحراے پُر بہار ہی سامنے لشکر اہل اسلام کے اُترنے کا حکم دیا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی آمد لشکر مرآت کو دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے تھے دیکھا رنگ روسبکا متغیر ہی مخمور و بہار
و باغبان بہت پریشان ہین عمرو نے جو پوچھا اُن سبنے کہا خواجہ کیا کہین یہ آئینہ جسکو دکھادیگی
اُسکی قلعی کھلجائیگی بیہوش ہو جائیگا قلب آرام نہ پائیگا آپ لوگ اگر عیاری کا قصد کرینگے آئینہ مین
وہ دیکھے گی اُسکو معلوم ہو جائیگا کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جب ہمارے حواس مین اختلال ہوگا
سحر نہ یاد رہیگا ہمارا کیا زور چلیگا آپ لوگونکی عیاری کا بھی یہی حال ہی کہ آپ یہان سے قصد کرینگے
آئینہ مین اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ فلان عیار فلان کام کو چلا ہی وہ انتظام کریگی سحر مین بھی بے مثل و
بے نظیر ہی خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے خواجہ نے کہا ملکہ استقدر نہ گھبراؤ اگر پروردگار چاہیگا تو آئینہ
اُنکے پاس نہ رہیگا شاید آئینہ آپ کے پاس آجائے باغبان نے کہا خواجہ نہایت مشکل ہی
یہ بڑی ہوشیار ساحرہ ہی سب پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے عیار اپنی اپنی تدبیر مین نکلے مرآت
آئینہ دار جو آکر فروکش ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو حکم دیا کہ جاکر مرآت سے کہو کہ ملکہ حیرت نے
ہمکو تمھاری حفاظت کے واسطے بھیجا ہی صرصر وہانسے پاس مرآت کے آئی آکے سلام کیا کہا ملکہ
حیرت نے مجھکو بھیجا ہی مرآت نے ہنسکر کہا مین تمھاری تکلیف نہین چاہتی میرے پاس وہ شی
موجود ہی کہ جب عیار عیاری کا ارادہ کریگا مجھکو معلوم ہو جائیگا یہ بھی مین نے سُنا کہ عیارون نے اب
سر اُٹھایا ہی کہ کسیکا زور نہین چلتا سنتی ہون کہ تمپر تو خواجہ عمرو عاشق ہین صرصر نے کہا واری جو
ہمنے بھی ارادہ کیا کر گذرے مرآت نے کہا مین تو تدبیر کرونگی لیکن شہنشاہ نے باغبان کی
بہت شکایت کی ہی اگر تمسے ہو سکے پکڑ لاؤ مین خدمت شاہ مین روانہ کردون حکم ہی کہ باغبان کو
ایسے مقام پر قید کرو کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے صرصر نے کہا مین جاتی ہون قیدی کے رکھنے کا ایکو

بتیا

اختیار ہی صرصر چلی صورت اپنی بدل لی لشکر مین آکر پہونچی پھرتی پھراتی جاتی ہی یہان باغبان بیٹھے
بیٹھے یہ کہکر اُٹھا کہ مین بھی جاکر درۂ کوہ مین بیٹھون ایک سحر تیار کرون کہ جس سے آئینہ پر غبار آجائے
یہ کہکر باغبان بیرون بارگاہ آیا ٹہلتا ہوا طرف کوہ کے چلا باغبان درۂ کوہ مین گیا سحر بنانے لگا
صرصر نے جب دور سے دیکھا کہ باغبان درۂ کوہ مین ہی بہ تعجیل صورت اپنی تبدیل کی گلچین جادو
کی شکل بنکر تیار ہوئی ایک ادھا شراب کا لیے ہوے دوسرے ہاتھ مین چند کباب اسطرح قریب درۂ
کوہ کے آئی اندر پہاڑ کے داخل ہوئی باغبان نے بھی دیکھا کہ زوجہ میری آتی ہی پکار کر آواز دی
کون صاحب خیر تو ہی گلچین نے کہا صاحب مین کیا کرون میرے دلکو آرام نہ آیا مین دوڑی آئی
کہ جاکر دیکھ آؤن وہان سب آپکا انتظار کر رہے ہین باغبان ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی کہ گلچین نے
جام لبریز کیا آنکھین سرخ ہوگئین خود بخود پسینہ آنے لگا گلچین نے جام لبریز کرکے دیا کہا لو صاحب
پیو باغبان نے بلا تکلف جام لے لیا جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی گھبرا کر
باغبان اُٹھا اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا صرصر نے زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر لے بھاگی
رواروی کرتی ہوئی آتی ہی ڈر ہی کہ کوئی عیار نہ ملجائے یہان گلچین جادو نے برق فرنگی سے
کہا کہ باغبان درۂ کوہ مین سحر تیار کرنے گئے ہین ذرا خبر لینا برق اُسیوقت تڑپتا ہوا درۂ کوہ پر
آیا اندر آکے دیکھا باغبان ندارد برق گھبرا کر باہر نکلا زمین پر پتیر اصرصر کا پہچانا ہوش اُڑ گئے
جی مین کہتا ہی ای برق غضب ہوا استانی آکے باغبان کو لیگئین صورت بدلتا ہوا لشکر صرآت
مین آیا خبر سُنی کہ ابھی صرصر پشتارہ باغبان کا لیکر آئی ہی اب تو برق چلا یہان حقیقت مین صرآت
آئینہ دار مسند پر بیٹھی ہی چند جادوگرنیان اسکے ساتھ کی گرد بیٹھی ہین کہ صرصر باغبان کو لیے
ہوے پہونچی کہا حضور مین باغبان کو لائی پشتارہ ڈالدیا پردہ بارگاہ کا اُٹھ گیا کمیدان رسالدار
ساحران غدار آکر بارگاہ مین جمع ہوگئے صرصر کو صرآت نے اپنے قریب بٹھالیا اشارہ کیا باغبان
کو ہوشیار کرو صرآت نے کہا کیون باغبان اپنے کو کس حال مین پاتا ہی شہنشاہ تجھسے بہت
ناراض ہین مجھے بھی اختیار قتل دیا ہی اگر جی چاہے ابھی قتل کرون باغبان نے اشارہ کرکے
کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر صرآت نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ مجمع سے ایک جلاد نکلا پکار کر آواز دی
آپکا غلام حاضر ہی ابھی اسکو قتل کرتا ہون جھپٹ کر باغبان کو کھینچ کولے کا خط بھی گردن پر دیا

اور نعرہ کیا ملکۂ عالم علم اول ہی سمجھ کے حکم دیجیے گا ایسا منہو شہنشاہ دامنگیر ہون یہ وزیر اعظم تھا
یکایک باغی ہوا خار سلطنت و دشمن شہنشاہ ہی مرآت نے کہا ہمین اختیار و یا ہی خواہ قتل کرین
خواہ بخشین اگر شہنشاہ مجھکو اختیار نہ دیتے مین کبھی نہ آتی سر کاٹ نے اب جلاد نے قریب باغبان
اگر اشارہ کیا ای باغبان سنبھل کر بیٹھو منم مہتر برق فرنگی زبان سے سوزن لیتا ہون باغبان
خوش ہو گیا سنبھل کر بیٹھا برق نے خنجر مارنے کا حیلہ کیا زبان سے باغبان کی سوزن نکالی سوزن
نکلتے ہی باغبان تڑپا سنگ ریزے اٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے کئی سو جادوگرونکے سر پھٹے اندھیر
مین برق فرنگی تڑپ کر بھاگا ہو راہ مین جادوگر ملا اُسکو خنجر مار دیا باغبان نے بارگاہ مرآت
جلائی سحر کرتا ہوا باہر نکلا جب باغبان باہر نکلا لشکر کو پائمال کرتا ہوا چلا پتھر برساتا ہوا جاتا ہی
مرآت نے دیکھا بارگاہ جلی جب باغبان نکل گیا مرآت تڑپ کر باہر نکلی دیکھا تو لشکر مین فریاد
فریاد کی صدا بلند ہی خیال کرکے جو دیکھا کئی ہزار جادوگرونکی لاشین تڑپ رہی ہین باغبان آدھے
لشکر کو طی کر چکا ہی کچھ ساحرون نے وہان پر گھیر ا اُنسے جنگ کر رہا ہی جو افسر بڑھا باغبان نے اُسکو
مارا ہزار ہا جھولیان سحر کی پڑی تھین ایک جھولی اُٹھالی اُسی مین سے اسباب سحر لیکر لڑ رہا ہی
کہ مرآت آ پہونچی آئینہ بغل مین دبائے ہوے باغبان نے اُس غول کو بھی مٹایا اب کوئی ساحر
قریب باغبان نہین آتا یہ شیرانہ لڑتا ہوا جاتا ہی کہین پتھر برسائے کبھی دو دو ساحرون کو گردن
پکڑ کر لڑا دیا مرآت نے آواز دی او باغبان کہان جاتا ہی فوج شاہی کو تو نے قتل کیا اب
کہان جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا باغبان نے پلٹ کر ایک گولہ مارا مرآت نے وہی آئینہ سامنے
کیا آئینہ سے ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی وہ گولہ پائون پر باغبان کے آکر پڑا کہ باغبان
کا پائون زخمی ہوا باغبان سحر کر کے شرمندہ ہوا جو سحر باغبان نے کیے اُسنے آئینہ دکھایا اُلٹا
انھین پر سحر پڑا کئی زخم باغبان نے کھائے مرآت نے بڑھکر آواز دی او باغبان منم ملکہ
مرآت آئینہ دار یہ کہکر آئینہ زمین پر رکھا اور ایک دستک دی باغبان نے جو سر اُٹھا کے
دیکھا ایک غار عمیق ہی اسمین گلچین کھڑی بُلا رہی ہی کہ ای باغبان یہان آؤ باغبان بیتاب
ہو کر غار مین پھاند پڑا ہا ہو کی آواز بلند ہوئی باغبان غائب ہوا مرآت نے آئینہ اُٹھا لیا برق
فرنگی یہ حال دیکھکر روتا ہوا بھاگا یہان ملکہ مہرخ دربار مین ہین گلچین زار زار رو رہی ہی کہ مین معلوم

میرے وارث پر کیا گذری کہ برق رونا ہوا آیا کہا صاحبو غضب ہوا آج نئے طرح کا سحر دیکھا میں نے باغبان کو جلاد بنکر چھیڑا یا جو اُنکا طریقہ تھا اسیطرح لڑتے ہوئے نکلے ماشاء اللہ ہزاروں جلاد وگرد نکو مارا عمر آت نے جو آئینہ سامنے رکھدیا باغبان نے جست کی اور غائب ہوگئے عمر آت پلٹ گئی یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے صرصر نے کہا اُستاد آپ کہان جاتے ہین عمرو نے کہا مین جاکر تدبیر کردن صرصر رونے لگین کہا خواجہ آپ بہا لنے قصد کرینگے عمر آت پر آئینے میں آئینہ ہوگا وہ تدبیر کریگی مین تو عرض کرتی تھی باغبان ایسا ساحر نہ بردست یون مجبور ہوکر پھنسا ہی گلچین کی بیقراری یہ خبر وحشت اثر سُنکر سب سردار ونکو حیرت ہوگئی گلچین کو سب سمجھانے لگے گلچین نے کہا مین کیا کردن دل نہین مانتا مین اپنے شوہر سے کبھی جدا نہین ہوئی **نظم**

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک	نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے ملک دلمین آکے کہا	خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچے کرتی ہی باغ مین بلبل	دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل ونہار کو دینا	یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر سے کیا بادشاہ کو مطلب	وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
بہشت سے بھی مین بہتر اُسے سمجھتا ہون	مزار ہی جو مرا کوے یار کے نزدیک
جو روز حشر گنا ہونکو میرے عفو کرے	ہی اصل کیا مرے پروردگار کے نزدیک
جو رخ کو پھول سے تشبیہ دی ہی عاشق نے	گناہگار رہی اُس گلعذار کے نزدیک
سنگھا دے لاکے جو بو زلف یار کی مجکو	یہ بات کیا ہی نسیم بہار کے نزدیک
پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹے گا	جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
ضعیف لاکھ ہی آجائیگی توانائی	اگر وہ آئینگے بیمار وزار کے نزدیک
رہینگے کوچۂ جانان مین حشر تک پس دفن	سوا نہ آئے ہمارے غبار کے نزدیک
حرارت تپ فرقت سے خشک ہوجائے	مین جاؤن گر شجر سایہ دار کے نزدیک
نجف مین ہوتا ہی وہ دفن جاکے ای سطوت	جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

اسطرح بلک بلک کے روتی تھی کہ سُننے والے بھی اُسکے ساتھ روتے تھے سب سردار بیقرار ہوتے

تھے آخر ملکہ مخمور کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای گلچین نہ گھبراؤ مین جا کر یا تو جان دونگی
یا باغبان کو رہا کر کے لاؤنگی اور یہ بھی بخوبی سمجھ لو کہ باغبان ایسا شخص نہین ہی کہ جسکو مرآت
آئینہ دار قتل کر ڈالے حکم افراسیاب کی ضرورت ہی مگر سحر بخوبی چلگیا باغبان کے ہوش درست
نہ رہے اپنے کو بلا مین پھنسایا نہ سنبھل سکے کسی مقام پر باغبان کو قید کیا ہی جبتک حکم قطعی
افراسیاب کا نہ آئیگا تب تک کوئی باغبان کو قتل نہین کر سکتا مین فکر کرتی ہون یہ کہکر ملکہ مخمور
ایک گوشے مین آئین کچھ سحر تیار کرنے لگین ملکہ گلچین نے جو مہلت پائی اپنی بارگاہ جانے کے
حیلہ وبہانے سے کنارے آئین مراد یہ تھی کہ مرآت کو جا کر ماروں پر پرواز پیدا کر کے چلی خواجہ عمرو
نے جو گلچین کو نہ پایا بیقرار ہو گئے گھبرا کر ہرکارون سے کہا دیکھو خبر تو لو گلچین جادو برائے
مقابلۂ مرآت آئینہ دار گئی ہی ہرکارے بھاگے مرآت آئینہ دار کا لشکر حیرت سے الگ
ہی در بارگاہ پر اپنے بیٹھی کہ رہی ہی میان باغبان کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مگر آئینے کو دیکھتے ہی
حیرت ہوئی کچھ سحر نہ کیا ہرکارے لشکر اسلام کے الگ آکر ٹھہرے مرآت کو دیکھ رہے ہین
لشکر اسکا سامنے اُترا ہوا ہی اسکی بارگاہ کو سب گھیرے ہوئے ہین سرداران لشکر مثل حیران
جادو وامکان جادو وریحان جادو کھڑے ہوئے فوج کو تیار کر رہے ہین کہ ایک جھونکا ہوائے
گرم کا چلا سبکے آگے حیران جادو کھڑا تھا کہ منھ اسکا جھلک گیا گھبرا کر اسنے کہا یا سامری وجمشید
خیر کرنا اسوقت کیسی ہوا چلی ہڈیان چٹکنے لگین کلیجہ جل رہا ہی سامنے نخل چنار تھا نعرہ کی آواز آئی
منم ملکہ گلچین جادو زوجۂ باغبان سامنے حیران کے پہونچی حیران نے جو گلچین کو دیکھا
گھبرا گیا مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی جال سے گلچین کے زمین تھرّاتی ہی حیران نے گولہ مارا گلچین نے
گولے کو ہاتھ مین پکڑ لیا وہی گولہ پھر پھینک مارا گلچین نے آواز دی او حیران لے اور یہ بھی کھا
ای آہن آدم خوار حیران نہ بچنے پائے حیران کے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا چند
جادوگر جو اُسکے پاس کھڑے تھے کسیکا سر پھٹا چند غرق زمین ہو گئے گلچین حیران کو مار کر طرف
مرآت کے متوجہ ہوئی آواز دی او مرآت میرے شوہر سے مجھے ملا دے مین اپنے وارث کے
پاس لے پہونچون مرآت اُٹھی آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے جو گلچین نے سحر کیا مرآت نے آئینہ دکھلایا
عکس آئینے کا پڑا سحر باطل ہوا گلچین نیچے کھینچکر چلی کہ مرآت کا سر کاٹ لون مرآت نے آئینہ زمین پر

رکھدیا آواز دی یا سامری اسکو بھی لیںا سیر اسحر روشن رہے ایک غبار اٹھا گلچین نے مشعل سحر جلائی
جب روشنی ہوئی گلچین نے دیکھا ایک باغ مین باغبان کھڑا پکار رہا ہی اے گلچین ہمارے پاس آؤ ملکہ
گلچین جب غائب ہوگئین مرآت نے آئینہ اٹھا لیا ہرکارے بہ حال دیکھکر بھاگے مہرخ سے آکر
خبر دی کہ ملکہ گلچین اسطرح جاکر لڑین آخر غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا خواجہ عمرو
سوچ رہے تھے فرمایا ارے مخمور کو منع کرو کہ جانیکا ارادہ نکرے آئینہ بڑے غضب کی چیز ہی گیا گلچین و
باغبان کسی کمال مین کم تھے جاکہ بھیجنے سردار گئے جاکر دیکھا مخمور خیمے مین نہین ہین خواجہ بیقرار
ہوگئے کہا صاحبو غضب ہوگیا مخمور بھی واسطے مقابلۂ مرآت آئینہ دار کے گئی خواجہ کو بڑا تردد ہی
گھبرائے ہوے جاتے ہین یہان مرآت بیٹھی ہوئی فخر کر رہی ہی کہ مین نے گلچین و باغبان دونون کو
گرفتار کیا ان زن و شوہر کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب دیکھون کسکی شامت آتی ہی یکایک لشکر مین
ہنگامہ ہوا دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم بہ صد قہر و خشم لشکر پر مرآت کے گرتی ہی اور پکار رہی ہی کہ بی
مرآت کہان ہین آئینہ لیکر آئین تو حالی کھلے مرآت آئینہ لیکر اٹھی مخمور نے کئی سردارون کو مار ا کئی
بارگاہین گرادین کئی ہزار جادوگر مارے مرآت جھپٹ کر پہونچی پکار کر آواز دی او مخمور ان غربا
نے کیا لیا ہی مجھسے مقابلہ کر تو تجھکو مزا چکھاؤن یا کوئی سحر آئینے پر کر یہ کہکر مرآت نے آئینہ زمین پر
رکھدیا یا سامری و جمشید کہکر آواز دی مخمور نے آئینے پر گولہ مارا پہلو سے آئینے کے ایک زنگی
پیدا ہوا اسنے بڑھکر مخمور پر حملہ کیا مخمور نے زنگی کو چیر کر پھینکدیا مرآت نے زمین پر دوہتھڑ
مار آواز دی او ببران آدم خوار اس ظالم کو لینا دیکھا ایک شیر ببر پشت سے آئینے کی پیدا ہوا
دھڑ کا مار کر مخمور پر آیا مخمور نے پیچھے ہٹکے آواز دی ای ہزبر شیر شکن اسے لینا کہ ایک شیر پہلوے
مخمور سے پیدا ہوا یہ شیر اس شیر پر جا پڑا آپس مین پنجہ چلنے لگا شیر نے مخمور کے اس شیر کو طمانچہ مارا
کہ سر اسکا اڑگیا لاشہ جلکر خاک ہوا مخمور کا شیر غائب ہوا پھر مخمور طرف آئینے کے بجلی سی کوند کر
پر پہونچین تو گولہ مارین مرآت سد راہ ہوئی آواز دی او عقاب پنجہ گیر اسکو لینا ایک عقاب
آسمان سے گرا چاہا مخمور کو منقار سے اٹھالون مخمور نے پرون پر ہاتھ ڈالا عقاب جست کرکے
بلند ہوا مخمور بھی بلند ہوگئی ہوا پر مخمور و عقاب سے مقابلہ ہونے لگا عقاب نے کئی پنجے
مخمور پر مارے مخمور غربال بھی ہوئین دو تین پنجے جب مخمور نے کھائے جھلا کر کان سے بجلی اتار کے

اُچھال دی ایک طائر کوچک پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا ہوا منقار کھولکر پکارتا ہوا او عقاب ذرا ادھر متوجہ ہو میرے مالک کے ساتھ کیا مکر کیتین کر رہا ہے عقاب صدا پر طائر کے متوجہ ہوا طائر نے آواز دی نظم

پیش منصوبے گئے اُس سے نہ کچھ تدبیر کے ۔ کون سنتا ہے کہ ہین کس سے گلے تقدیر کے
مبتلا اکثر رہے ہم نور مہر و ماہ کے ۔ شک ہوئے کیا کیا نہ دو رے یار کی تصویر کے
یہ حرارت ہے کہ دوزخ کے اُڑ گئے ہین دھوئین ۔ برق سے بڑھکر ہین شعلے نالۂ شبگیر کے
کافر گیسو ہین ہم کفران نعمت کیون کرین ۔ مار کاکل کی پڑے منکر ہون گر تکفیر کے
ہر خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہین ۔ دام کے پھندے نہ یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے
کل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہے خواب ۔ شمع نے بوسے لیے یعنے لب گلگیر کے
جلد ہوگا شمع رو سے وصل ہمکو بھی نصیب ۔ ہمنشین معنے یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے
مر گئے حسرت مین لاکھون کشتۂ تیغ نظر ۔ دیکھے ہمنے جوہر ای قاتل تری شمشیر کے
جان کردی ہے تمھاری زلف و ابرو پر نثار ۔ قتل کے قابل نہ ہم لایق ہین دار و گیر کے
بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار ۔ ہین خریدار اب تو ای یوسف تری تصویر کے
خفتگان خاک چونک اُٹھین نہ رعنا کیطرح ۔ شور ہین گو رغریبان تک مری زنجیر کے

اب جو عقاب نے زبان سے طائر کی یہ اشعار سنے مخمور سے الگ ہوا طائر کی جانب چلا مخمور نے پشت پر سے عقاب کی دُم پکڑی دونون ہاتھون تھام کر چیر ڈالا خون مین عقاب کے گولہ رنگین کیا زمین پر آکے للکارا او مرآت تماشا دیکھ یہ کہکے وہی گولہ آئینے پر مارا آئینہ کانپا ہر چند کہ شیشے کا تھا مگر فولادی گولے سے نہ ٹوٹا مخمور نے زانو پر ہاتھ مارا اپنی پیشانی پر تھپڑ لگایا دوسرا گولہ اپنے خون سے رنگین کیا پھر آئینے پر مارا آئینہ زمین سے بلند ہوا ایک برق چمکی کہ مخمور کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اندھیرے مین معلوم ہوا کوئی کمر مین پنجہ دیتا ہے مخمور نے اپنے کو درست کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا ایک طفل بے ادب تھا اُس طفل کا سر اُڑ گیا مخمور نے دیکھا لاشہ ایک زغن کا پڑا ہے ابکی جو طرف آئینے کے چلین مرآت نے روے آئینہ کو اپنی جانب کیا پشت مخمور کو دکھائی اور پکار کر آواز دی ادھر ملاحظہ کیجیے مخمور نے پلٹ کر دیکھا کان مین آواز آئی شعر شکل ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے ؛ کہ اِدھر سب نظر آتا ہے اُدھر کچھ بھی نہین ؛ مخمور کے ہوش و حواس

مین فرق آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا باغبان و گلچین سامنے کھڑے ہین کہا ای مخمور ہمارے پاس آؤ ہم تمھارے مشتاق ہین مخمور نے ایک جست کی غائب ہوگئی مرآت نے آئینہ اُٹھا لیا طرف دربار ملکہ حیرت کے چلی ملکہ حیرت نے یہ خبر سُنی کہ باغبان و گلچین و مخمور کو مرآت نے قید کر لیا ملکہ حیرت نے حکم دیا مرآت کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی وہ خود یہان تشریف لاتی ہین ملکہ حیرت نے کرسی بچھوا دی مرآت آئینہ دار جھومتی ہوئی آئی کرسی پر آکر بیٹھی ملکہ حیرت سے سب حال بیان کیا ایک میز بارگاہ حیرت مین لگا ہوا ہی اُسپر اسباب سحر رکھا ہی مرآت نے آئینہ اُسی میز پر رکھ دیا غرض یہ سارا حال سامنے حیرت کے بیان کر رہی ہی کہتی ہی حضور مخمور کی گرفتاری مین بڑی تکلیف ہوئی اس کنیز کا خون خشک ہوگیا بلاے روزگار ہی کیا کیا سحر کیے ہین عقاب شجر نشین کا مارا جانا ایسا دشوار تھا کوئی دخل نہ دے سکتا تھا لیکن کنیز نے شکست کھا کے سب بند و بست کیا پھر مخمور کو بھی پست کیا اب تینون ایک مقام پر قید ہین اب کسیکی مجال نہین جو وہان جا سکے آج شام کو کنیز طبل جنگی بجوائیگی صبح کو میدان مین تماشہ دیکھیے گا دو دو ہزار چار چار ہزار اسی آئینے مین جا کر غائب ہونگے یہ سحر خاص سامری و جمشید کا ہی اس سحر پر کبھی کوئی غالب نہین آیا یہ تحفہ آپ ہی کی کنیز کو ملا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی در دولت پر حکیم بقراط الحکمت حاضر ہین چاہتے ہین کہ حضور سے قدمبوس ہون حیرت نے کہا بقراط الحکمت کون کنیز نے کہا مین نہین جانتی ایک بڑے میان بڈھے آدمی ہین وسی بارہ آئینے بغل مین دبائے ہوے بہت لمبی داڑھی شرعی پائجامہ گھیتلا جوتہ چار پانچ تھان کا عمامہ سر پر فرماتے ہین کہ مین کچھ عرض کرونگا مجھکو دونو دوسی خداوندون نے بھیجا ہی سب کنیزون سے چوبدارون سے باتین کر رہے ہین سب حکیم صاحب کی باتون پر ہنس رہے ہین ڈانت ٹوٹے ہوے چبوترا مزید ار گلوری بھی کھائے ہوے پیک ٹپک کر داڑھی پر گر رہی ہی حیرت نے کہا بلاؤ مین دیکھون تو کون ہی کنیزین گئین کہا جناب چلیے بڑے میان صاحب اندر آئیے سب بے اختیار صورت دیکھکر ہنسنے لگے حکیم صاحب نے فرمایا آپ لوگ کیون ہنستے ہین حیرت نے کہا یہ بدتمیز ہین آپ تو سر دل عزیز ہین بڑے میان نے سب آئینے میز پر رکھدیے ایک آئینہ لیتے آئے وہ ملکہ حیرت کو دکھایا کہا اسکو کھول کے دیکھیے تو سامری و جمشید نے فرمایا ہی ایک آئینے کی کیا حقیقت ہی ہزار آئینے بھیجدین بی مرآت بہت

مفرد رہین دیکھیے کیا خوب ارشاد فرمایا ہی خداوندون نے حکم دیا ہی کہ ان سب آئینون کو سامنے
لشکر اسلام کے رکھوا دیجیے سب لشکر انھین مین غائب ہوجائیگا مرآت نے کہا یہ آئینہ سامری و
جمشید کا بنایا ہوا ہی سالہاسال مین تیار ہوا جناب حکیم صاحب نے وہ آئینہ ملکہ حیرت کے
ہاتھ مین دیا کہا اسکو دیکھیے مرآت نے کہا مین دیکھون اب جو آئینہ کھولا مرآت نے دیکھا
میرا بڑا سا چہرہ آنکھین بڑی بڑی قد برابر دیو کے ہی حکیم صاحب نے کہا کیون بی مرآت دیکھو
خداوند بیٹھے ہین سب آئینے کھولون عجائب و غرائب دکھاؤن لشکر اسلام کے سامنے رکھدیجیے
ابھی سب غائب ہوجاوینگے ایسی بڑی کراماتین ہین مین کچھ آپسے مانگتا نہین سامری و جمشید نے حکم
دیا مین لیکر آیا ورنہ مین نہ آتا اب جاکر مین سامری و جمشید سے کہدونگا کہ آپکے تحفے کی انکو
کچھ ضرورت نہین یہ کہکر اُٹھے میز کے پاس کھڑے ہوے سب آئینے کھولکر دیکھے الٹ پلٹ
کر کے آئینہ اصلی اپنے قبضے مین کیا نقلی سب وہین چھوڑے یہ کہتے ہوے کہ ہم زبردستی چھوڑے
جاتے ہین امتحان کا آپکو اختیار ہی جب کوئی وقت پڑے اور مسلمان دباؤ ڈالین تو اُنسے بھی
کام لیجیے گا جب باہر نکلے تھوڑی دور لوگون نے جاتے دیکھا پھر غائب ہوگئے حیرت خوشیان
کر رہی ہین کہ ایک آئینے سے تو مسلمانون کو پناہ نہ تھی اب تو اتنے آئینے ہوے کہ صرصر آئی
اُسنے پوچھا کیا ہوا کہا بقراط الحکمت آئے تھے یہ آئینے دیگئے وہ تو صرف نزول رحمت تھے شراب
بھی یہان کی نہین پی حاجب دربان کہتے ہین تھوڑی دور رستے مین جاتے دیکھا کھڑے کھڑے
غائب ہوگئے صاحب کشف و کرامات تھے فرستادہ لات و منات تھے صرصر نے ہنسکر کہا خدا
خیر کرے ارے بی مرآت تمھارا آئینہ ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ آیا آئینہ لیگیا
یہ بیکار آئینے چھوڑ گیا مرآت نے کہا ایک آئینہ مین نے دیکھا تھا میرا چہرہ برابر کلۂ فیل کے معلوم
ہوتا تھا مین کرامات دیکھ بھی چکی آنکھون پر جو نظر ڈالی صاف ثابت تھا کہ دو جام خون بھرے ہوے
ہین صرصر نے کہا ساربان زادہ اپنا کام کر گیا بخوبی نام کر گیا مرآت نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون اب
جو ان آئینون کو اُٹھا کے دیکھا کسی مین چہرہ چھوٹا معلوم ہوتا ہی کسی مین بڑا ثابت ہوتا ہی یہ حالات
دیکھکر مرآت نے سر پیٹ لیا کہا بیشک میرا آئینہ نہین ہی ساربان زادے نے بہت بڑا غضب کیا
اسوقت سبکی آنکھون مین خاک ڈال گیا لیکن کہان جاتا ہی صرصر نے کہا بی مرآت اب اور کچھ تدبیر

گرد جو تھی قبضۂ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا دشوار ہی مرآت نے سر پیٹ لیا کہا ارے غضب یہ ہی اگر بہار اُس
آئینے کو دیکھ پائیگی اُس آئینے سے کام لیگی تو میری جان نہ بچیگی مین ابھی جا کے لاتی ہون سب ہان ہان
کرتے رہے مرآت آئینہ دار نے نہ مانا باہر نکل کر نفیر بجائی سب لشکر تیار ہوا کہا صاحبو لشکر مسلمانان
کو لینا چہار جانب سے لشکر تیار ہوا سات لاکھ کا لشکر لیکر طرف لشکر مسلمانان کے چلی ہرکارون نے
جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی مرآت
آئینہ دار آتی ہی ملکہ نے بھی لشکر تیار کیا جھگے کھڑی ہوئین ایک جانب ملکہ بہار اور جملہ افسران نامی
و سرداران گرامی صفین جمائے کھڑے ہین کہ مرآت آئینہ دار کا نعرہ ہوا پکار کر آواز دی ای مہرخ دیکھو
ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا مکر کر کے آئینہ لے گیا اُس سے دلوا دو ورنہ ایک کو زندہ نچھوڑونگی ملکہ
مہرخ نے طرف بہار کے دیکھا کہا خواجہ چونا لگا آئے ملکہ بہار نے ہنسکر جواب دیا اُسکو بڑا غصہ ہی
اُسی غصے مین آئی ہی جانتے ہین کہ بلاے روزگار ہی خدا اُسکے شر سے بچائے مرآت آکے گری
بہار الگ پھر رہی ہین مرآت نے اول آکر لشکر پہ جو سحر کیا ملکہ سرخ موے کا کل کشا کہ انکو مخمور
سے بڑی محبت ہی اسوقت بڑے زور و شور سے اس آرزو مین جا پڑین کہ اسکو قتل کرین تو باغبان
مخمور و گلچین رہائی پادین مرآت نے بڑھکر سحر کیا دو چار سو کنیزان سرخ موکے سر کٹکر گرے
سرخ مو کو جو غصہ آیا او لگا تا کہکے بڑھین لیکن مرآت نے جو دیکھا کہ سرخ مو نے بال کھولے
کاکل کو پیچ و تاب دیا بوے خوش آئی صاف ظاہر تھا کہ ہزار ہا مشک نافہ کھل گیا بو سونگھ کر
جھومی جھومتے جھومتے اسنے دستک دی دستک دیتے ہی وہ ہوائے فرحت انگیز مشک بیز
موقوف ہوئی ایک برق چمک کر گری کہ سر سرخ مو کا زخمی ہوا سر پھرنے لگا یقین تھا کہ لڑکھڑا کر
گرے کنیزون نے سنبھالا لیکر بھاگین ہلال سحر افگن براے مدد سرخ مو پہنچی ہلال نے سحر چکایا
اُسنے اُنگلی سے اشارہ کیا ہلال پر لگہ ابر آگیا سینگ کی کمان نکال کر اُسی کا تیر جوڑ کر مارا کہ نشانہ
ہلال کا نشانہ ہوا ہلال بھی سامنے سے ہٹین رعد و برق کڑکتے ہوے آتے تھے رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارون کو مار ا رعد کا جو سامنا ہوا رعد نے کانون پر ہاتھ رکھا تھا کہ چیخ ماردن
کہ اس نے ہاتھ ہلایا کارد سحر کھینچ ماری رعد کا بھی سر زخمی ہوا برق کڑک کر گری مرآت نے
ترنج مارا کہ برق کی چمک مٹی مان بیٹیونکا زخمی ہونا برق لامع چمک کر آ پڑی کئی سو ملازمونکو مرآت

کے قتل کیا آڑی ترچھی گر رہی ہے مرآت کھڑی دیکھ رہی ہے کہ ذرا یہ رکے تو میں سحر کرون برق لامع
چار پانچ مرتبہ آڑی ترچھی گری ایک مقام پر ذرا ٹھہری تھی کہ مرآت نے خنجر پھینک مارا کچھ اسم سحر
بھی پڑھا سر برق لامع کا بھی زخمی ہوا ایک گولہ جھپٹ کر مارا کہ تخت مہرخ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا
مہرخ کا تخت سے گرنا علم فوج سرنگون ہوا اسکے پاؤن اُٹھ گئے مرآت سحر کرتی ہوئی جاتی ہے
مگر وہ قیامت کے سحر کرتی ہوئی کبھی زمین سے دھوان نکلا کبھی آسمان سے آگ برسی کبھی تلوارین گرین
کبھی تیر برسائے پکار پکار کر کہتی ہے ای مہرخ اسی مین بہتر ہے کہ آئینہ میرا حوالے کر دو ورنہ آج ایک کو زندہ
نچھوڑونگی سامری وجمشید کی قسم کھاتی ہون کوئی مجھسے سربر نہوگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچوگی ابھی تک جو میرے سحر ہین وہ نہین ہوے اب وہ سحر کرونگی کہ زمین تھرائے گی آسمان سے شعلے
گرینگے بہار کنارے لشکر کے یہ معاملہ دیکھ رہی ہے سحر کو اسکے دیکھا خیال کیا کہ حقیقت مین جو سحر ہے وہ
بے نظیر ہے اسکے قتل کی کیا تدبیر ہے جب دیکھا کہ ہمارے لشکر کو شکست ہوئی اور لشکر بھاگا جاتا ہے
مرآت پیچھا نہین چھوڑتی قصد ہوا کہ جا کر لڑون مگر دل کانپتا ہے تھوڑی دور بڑھی تھین کہ مرآت سے
سامنا ہوگیا دیکھتے ہی اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار نے گجرا پھولونکا
مارا ابر سیاہ آسمان پر آیا پھول برسنے لگے مرآت نے ہنسکر کہا او بہار اس سحر کا رنگ سامنے
افراسیاب کے جمیگا وہ تمہارے عاشق ہین ایسے سحر میری کنیزین کرتی ہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا
شعلہ ہاے آتش بھڑکے سب پھول جل گئے بہار نے طرّے گجرے بدھیان پھولونکی پھینکین کئی
مرتبہ پھول برسائے مرآت نے پھول جلا دیے سحر کا رنگ نہین جمنے پاتا جب سحر کیا مرآت نے
مٹا دیا ایک مقام پر بہار نے نکہت گل اندام کو آواز دی گلدستہ بلا غنچۂ آرزو کھلا مرآت نے
ایک دستک دی برق چمک کر گری سر بہار کا زخمی ہوا کنیزین بہار کی بیچ مین آگئین ملکہ بہار
الگ آکے دوپٹہ پھاڑ کے زخم سر باندھنے لگین مرآت نے دیکھا بہار زخم سر باندھ رہی ہے
چاہتی ہے کنیزون کو مار کر بہار کو بھی گرفتار کر لون پھر سارے لشکر کو پکڑ لون کنیزو نسے لڑنے لگی
دو چار سی کنیزون کو مار اجلایا آتش سحر روشن کر دی ہر طرف آگ بھڑک رہی ہے کنیزین گھبرا کر بھاگین
بہار نے دیکھا میرے لشکر کو بھی شکست ہوئی اب کسیکا پاؤن نہین جمتا دعا کرنے لگی کہ پروردگار
اپنا فضل شریک کر ورنہ یہ شکست درست نہوگی بیقرار ہوکر بہار نے دعا کی ادریکا یا ساٹھی بیت

شنا ہا مدو ے کزین جہان در سفریم + دلخستہ و درماندہ و بے بال و پریم + بہار نے یہ دعا کی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا کہ خواجہ سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ نے بہار کو دریاے خون مین نہاے ہوے دیکھا خواجہ گھبرا گئے سارے لشکر کو شکست مین دیکھا بیتاب ہو گئے کہ یہ کیا غضب ہو گیا علم فوج سرنگون تھا ملکہ مہرخ کو تخت پر نہ پایا پکارکر پوچھا بہار خیر تو ہی بہار نے کہا آپکی عیاری نے غضب کیا مرآت چلی آئی سارے لشکر کو شکست دی سب سردار زخمی ہوے آپ ذرا میرے پاس آئیے خواجہ قریب بہار کے آئے بہار نے کہا خواجہ آئینہ کہان ہی آئینہ خواجہ نے زنبیل سے نکالا بہار نے آئینے کو دیکھا کہا لو خواجہ اب یہ حرامزادی کہان جاتی ہی یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ سے آئینہ تو لے ہی چکی تھی کچھ ورق اپنی جھولی سے نکالے کچھ مضمون اُن اوراق سے پڑھکر آئینے کا عکس اپنے سر پر ڈالا زخم سر سے صحت پائی بہار نے کہا خواجہ بڑا تحفہ نایاب ملا سب مشکلین آسان ہو جائینگی اسم سحر پڑھکر کہا خواجہ بڑی نعمت لائے اب یہ ملعونہ کب بچتی ہی یہ کہکر بہار نے آئینہ چمکایا ایک برق چمک کر گری دس ہزار جادوگر لشکر مرآت کے مارے گئے بہار چمکاتی ہوئی آئینے کو چلی بہار نے جو آئینہ بڑھکر چمکایا غول لشکر مرآت کے جمے ہوے تھے شاہباز جادو ستر ہزار فوج کا افسر اسکی پشت پر بڑے بڑے نامور ساحر سب سحر لشکر اسلام پر کر رہے تھے بہار نے بڑھکر ایک طرہ پھینکا آواز دی ای شاہباز بلند پروازی نہ کرنا ذرا ادھر متوجہ ہو شاہباز نے آنکھ ملائی تھی کہ بہار کا گلدستہ چلا پھول برسنے لگے شاہباز مجھو ما جو رنگ سحر بہار ہی پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اصل کیفیت تو یہ ہی ہر چند کہ موسوم بہ شاہباز ہون مگر کشتۂ تیغ ناز ہون

نظم

روبرو تیرے جو ای مہر درخشان ہونگے　　ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے

یاد مین زلفون کی راتونکو پریشان ہونگے　　دنکو آئینۂ رخ دیکھکے حیران ہونگے

پنجۂ عشق کی گر دست درازی ہی یہی　　چاک کس کسکے نہ دامان و گریبان ہونگے

حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون　　تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے

خیر خالی کا مہینہ تو گیا سب خالی　　اب کی دیکھینگے تو اُس ماہ پہ قربان ہونگے

نظر آیا جو ترا حلقۂ گیسو پر خم　　بندے اسلام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہو گا وہ غیرت بلقیس سحر جس دن / بخدا رتبے مین ہم مثل سلیمان ہونگے
دل ہی حسرت زدہ منھ پر ہی اداسی چھائی / لوگ رعنا تجھے دیکھین گے تو حیران ہونگے

شاہباز یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا کہ ملکہ مہرخ نے پکار کر آواز دی ای بہار یہ مرآت سامری
ہی اسمین بڑے بڑے اثر ہین کیون تکلیف کر رہی ہو آئینہ اسکے سامنے رکھدو سر ٹکرا کر مر جائیگا ملکہ بہار
نے آئینہ رکھدیا آئینہ رکھنا تھا شاہباز نے جو اپنی صورت اسمین دیکھی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی
اچھلتا ہی کودتا ہی مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہی کبھی کہتا ہی کیا کیفیت ہی مجھسے زیادہ کون خوبصورت ہی مجھے
سامری و جمشید بلا رہے ہین آئینہ دیکھ دیکھکر مست ہو رہا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آخر تلوار کمر
سے کھینچی اپنا گلا کاٹ ڈالا بہار نے آئینہ اٹھا لیا غریو بلند ہوا مرآت کے کان مین آواز آئی
کشتی مرا نام من شاہباز جادو بود مرآت نے جو یہ آواز سنی منھ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا
مسلمانون پر آئینے کا حال آئینہ ہوا وہان یہی تو سب رازداران طلسمی جمع ہین کنیزون نے بڑھکر عرض
کی حضور مہرخ نے سب حال کہا مرآت کہتی ہوئی چلی یا تو قضا مجھکو لیے جاتی ہی یا افسر کا سر لاتی ہون سردار
مرآت کو گھیرے ہوے ہین سب کہتے ہین ملکۂ عالم آپ نہ جائیے شاہباز کا بھائی بھی طیران
بلند پرواز روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور میرا بازو ٹوٹ گیا ابھی جا کر بہار کا سر لاتا ہون مرآت
نے کہا ای طیران تمھارا بھائی تمسے سحر مین زیادہ تھا یہ آئینہ ساختۂ سامری ہی اسکے ہر طریقے
مین شعبدہ بازی بھری ہی بہت پچھتاؤ گے طیران نے نہ مانا تڑپ کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی
ای بہار گلعذار ذرا مجھسے مقابلہ کرو تو حال کھلے بہار پلٹی تھین کہ اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب
بہار کے آکر پھٹا کچھ شعلہ ہاے آتش نکلے کچھ دھوان نکلا بعد دھوئین کے دناٹا ہوا ملکہ بہار
نے کانون پر ہاتھ رکھ لیے کئی سحر جوان چیخ مار کر گرے بہار نے اپنے کو سنبھالا طیران
تیغہ کھینچے ہوے قریب بہار کے پہونچا تھا کہ بہار نے وہی آئینہ دکھا دیا آئینے مین جو صورت
نحس اپنی دیکھی طیران کے ہوش اڑ گئے جس تلوار سے بہار کو قتل کرنے چلا تھا وہی تلوار اپنے
گلے پر رکھ لی پکار اٹھا تو ملکۂ عالم ہم تو نثار ہوتے ہین ہین یاد رکھنا بھول نہ جانا نظم

مجھکو فقط شکایت سوز نہان نہین / ہی کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین
خانہ خراب عشق نے کیا کیا ذلیل / رسوا کہان کہان دل بے خانمان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین ۔ یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین
وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا ۔ اُنکے دہان نہین ہے منھ مین زبان نہین
حسرت مین نکلی سامنے اُنکے نہ منھ سے بات ۔ جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین
جو ہم پیالہ تھے وہی ہمسے نفور رہین ۔ جسدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین
رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا حال ۔ یہ وہ زمین ہی جسکا کہین آسمان نہین

دیر تک یہ اشعار پڑھے آخر گلا اپنا کاٹ ڈالا **طیران** کا مرنا **مرآت** پر بہت شاق ہوا پکار کر آواز دی ای بہار مین لشکر کو شکست دے چکی تھی میرے ہی شعبدے نے روکا الٹی مین شرمندہ ہوئی مگر تمھارے واسطے بہت ہون تم اپنی جان بچاؤ یہ کہکے **مرآت** سحر کرتی ہوئی بڑھی **بہار** نے بدھی اُتار کر پھینک ماری پھول برسنے لگے پھولون کے انبار ہوگئے **مرآت** نے ایک دستک دی شعلۂ آتش چمکے پھولون کو جلا دیا **مہرخ** نے دور سے آواز دی ای بہار کیا کرتی ہی اسکی وہی تدبیر ہی آئینہ سامنے کردے لیکن آئینے سے بہت ہوشیار رہنا بہار نے یہ سنتے ہی آئینہ بغل سے نکالا آئینہ **مرآت** آئینہ دار کو دکھایا پکار کر کہا بوا ذرا ادھر متوجہ ہو آئینہ دیکھو قلعی کھلے حیرت منھ جیسے **مرآت** نے آئینے مین اپنی صورت دیکھی ایک چیخ ماری غل مچانے لگی بال نوچتی تھی جو اسکے سردار اسکے قریب تھے کسیکو طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا کسیکے پیٹ مین تلوار بھونکدی کسیکو خنجر مارا چالیس سردار اسکے گرد کھڑے تھے اُن سبکو مار ادر سب یہ کہکے بھاگے کہ اور غضب دیکھیے کہ اپنے ساتھ والون کو قتل کرتی ہین اب ہم اسکا ساتھ نہ دینگے یہ کہتے ہوئے بھاگے اب **مرآت** جھومتی ہوئی چلی کبھی ہنستی ہی کبھی روتی ہی کبھی رنجیدہ ہوتی ہی بڑھی چلی آتی ہی پکار کر کہتی ہی ای **بہار** گلعذار مجھے اپنے پاس تو آنے دو مین تمھاری کنیز ہون کیا تیری اطاعت مین عذر ہی مین ہمیشہ سے تیری اطاعت کی خواہان تھی آج میری آرزو پوری ہوئی کبھی اپنے کو سنبھالتی ہی مبہوت ہوتے کو ٹالتی ہی کہ زمین شق ہوئی زمین سے ایک زاغ نکلا سر پر آکے **مرآت** کے کائون کائون کرنے لگا جیسے ہی اس زاغ نے آواز دی اور ہوش و حواس **مرآت** کے درست ہونے لگے چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگی کبھی پکارتی ہی ارے مجھے کیا ہوگیا **مہرخ** نے پکار کر کہا ای بہار کیون کمی کرتی ہو جلد آئینہ دکھاؤ ایسا نہو ہوش مین آجائے تو پھر سحر کریگی ملکہ بہار نے بڑھکر آئینہ زمین پر رکھا ایکی جونگاہ

پڑی کپڑے پھاڑنے لگی ایک چیخ ماری تلوار کھینچی ملکہ حیرت ہان ہان کرتی ہین مگر مرآت کب سنتی ہے
مرآت نے اپنا گلا کاٹ ڈالا ایک آندھی سیاہ اُٹھی وہ دتا ٹا ہوا کہ اُسکے ملازمون کے کلیجے پھٹ گئے
لاشہ مرآت کا زمین پر تڑپا لاشے سے چنگاریان نکلین ملازمون پر گرنے لگین جسپر چنگاری پڑی وہ
جلا ایک نے دس کو جلایا جب ایک سے ایک لپٹا اسقدر آگ نکلی کہ سات لاکھ کا لشکر جلکر خاک ہوا
سات لاکھ کے سر کٹنا اور مثل ہیمۂ خشک جلنا حیرت نے جو دیکھا دریاے حیرت مین غرق ہوش و
حواس مین فرق سر پیٹنے لگی پکارتی تھی یارو تمنے دیکھا اس آئینے نے کیا غضب کیا مرآت کا خاتمہ
ہوا اُسکے ہمراہ سات لاکھ کا لشکر جلا دیکھیے یہ آئینہ اب کیا کرتا ہی یہ کہکر رونے پیٹنے لگی یہان ملکہ
مہرخ نے شکستہ خوردہ لشکر کو درست کیا بہار گلعذار کو بیچ مین لے لیا زرنثار کرتی ہوئی چلین بارگاہ
مین اگر پہونچین ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا ورنہ مرآت نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا خواجہ
نے کیا کمال کیا کہ آئینہ بدل لائے ورنہ ایک زندہ نہ بچتا یہ باتین تھین سب خوش و محظوظ بیٹھے ہین اس
فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ خواجہ و برق و چالاک دوڑے ہوے آئے کہا ملکہ جب بہار
نے یہان مرآت کو مارا ہم کنیزونکی شکل بنے ہوے بارگاہ حیرت و بارگاہ مرآت مین پہونچے
گمان یہ تھا کہ جب مرآت قتل ہوگی باغبان و گلچین و مخمور وہان قید ہونگے ہمسے ملاقات ہوگی انکو
رہا کرکے لاوینگے لیکن وہان کہین اُن تینونکا پتہ نہین دو چار کنیزین جو بھاگ کر بچین کہ مرآت کی
وہ رازدار ہین اُنسے جو پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ باغبان و گلچین و مخمور کہین اور قید ہین لیکن ایک
کنیز کہ نہایت نحیف و ضعیف ہی اُسنے یہ بتایا کہ ایک کوہ سنگین صحراے پُر آفت مین واقع ہی اگر کوئی جاکر وہان
سنگین جادو کو قتل کرے تب مخمور و باغبان و گلچین کی رہائی ہو اور یہ بھی اُسنے کہا جانا تا بہ کوہ
سنگین و صحراے پُر آفت بہت مشکل ہی اور یہ بھی اُس کنیز نے بیان کیا کہ جو حال دریافت کرو آئینے
سے ایک تاجدار پیدا ہوگا وہ سب حال بیان کریگا اب آپ لوگ انجمن ہشتاورت منعقد کرین احوال
دریافت کیا جاسے کہ جسکو وہ ہدایت کرے وہ واسطے رہائی سرداران مذکورہ کے جاے اُسیوقت
ایک بارگاہ علیحدہ استادہ ہوئی ملکہ بہار و مہرخ و شکیل و رعد و برق و برق لامع یہ چند سردار
تینون عیار اُس بارگاہ مین آکر بیٹھے گرد لشکر فیروز کش ہی ملکہ بہار نے آئینہ کو بیچ مین رکھا پکار کر آواز دی
اے آئینۂ ساحری بحق ساحری ظاہر کر کہ مخمور و باغبان و گلچین کس مقام پر قید مین دیکھا

ایک روشنی ہوئی آئینے سے ایک تاجدار نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای مہرخ و بہار حقیقت مین
زمانہ انقلاب کا ہی طلسم ہوشربا کی عمر تمام ہوئی افراسیاب کی نمکحرامی اور غرور نے یہ رنگ دکھایا
اب لاچین رہا ہونگے اور طلسم کشا کو کوئی قتل نہین کرسکتا آپ لوگ مطمئن رہین عمرو نے کہا ای تاجدار
جلیل ہم پوچھتے ہین کہ مرآت قتل ہوئی مخمور و باغبان و گلچین کا پتہ نہین ملتا اُس تاجدار نے
منھ بنالیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مجھکو اپنی جان کا ڈر ہی افراسیاب آیا چاہتا ہی وہ مالک تحفہ جات
سامری و جمشید ہی یہ ایک ادنی تحفہ ہی ایسے ایسے تحفے ہزارون افراسیاب کے قبضے مین موجود ہین
اُسکا کوئی جواب نہین دیسکتا اول آپ لوگ براے تلاش قیدیان طرف مشرق کے جاوین ایک
صحراے پُر آفت ملیگا اُس صحرا کو طی کرکے وسط صحرا مین ایک نخل سر سبز و شاداب ہی تمکو دیکھکر طائر
اُڑینگے ایک طائر سیاہ اُڑکر بھاگے گا جدھر وہ جاے اُسیطرف جائیے وہ ایک چاہ مین کودے گا
اُس چاہ مین پھاندیے گا ایک دروازہ باغ کا ملیگا باغ کے اندر جاکر ملکہ سنگین کوہ در اتنا فقرہ
تاجدار نے کہا تھا کہ زبان مین لکنت ہوئی اشارے کرنے لگا اشارہ دلنے مراد یہ تھی کہ غلام اب
رخصت ہوتا ہی خواجہ نے کہا کیون ای تاجدار خیر تو ہی تاجدار کچھ اشارے کرتا ہی منھ سے نہین بول سکتا
اب عمرو حیران گھبرا گھبرا کر سب کہتے ہین ای تاجدار جلیل سنگین کوہ در کے آگے کچھ نہین کہتے
تاجدار کانپ رہا ہی آئینے پر غبار آنے لگا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ کچھ آفت آیا چاہتی
ہی یہ کیا رنگ ہی بہار بھی پوچھتی ہی ای تاجدار بیان کر قسم ہی تجھکو سامری کی کل راز و نیاز کی
باتین سمجھاوے ہم خود براے رہائی جاوینگے سنگین کوہ در اُس باغ مین رہتی ہی کچھ مفصل بیان
کر و تامل نہو کہ اتنے مین زمین کانپی خواجہ و برق و چالاک و حاضرین وقت گھبرا کر چہار جانب
دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ پھر ایک صداے ہیبت ناک آئی زمین تھرائی پہلوے خیمہ سے
افراسیاب جادو بہ قہر و غضب تمام پیدا ہوا آواز دی او بہار تجھکو یہ حوصلہ ہوا کہ تحفہ جات
پر قبضہ کیا ہمنے مرآت کو منع کیا تھا کہ آئینہ لیکر وہان نجا وہان مکارونکا مجمع ہی ہاے اس
تحفے کو مٹانا پڑا اب مسلمانون کا قبضہ ہوا آئینہ نجس ہوگیا اب داخل خزانہ نہین ہو سکتا ہی
برق ایک طرف تڑپ کے بھاگا چالاک لوٹ مار کر سراچہ سے لپٹا خواجہ نے گلیم اڑھولی
ساحران مذکور سحر کرکے بھاگے بہار کہین گئین مہرخ کہین چھپین برق لامع عزق زمین

ہوئین رعد و برق آسمان مین ڈوبے خواجہ گلیم اوڑھے ہوے دیکھ رہے ہین وہ چہرہ تاجدار کا
جو باہر آئینے سے نکلا ہوا تھا افراسیاب نے آکر ایک طمانچہ مارا کہا او بے حیا تجھکو شرم نہین آتی حال
راز و نیاز سامری و جمشید سامنے مسلمانون کے بیان کرتا ہی پونے دو سو خداوندون کی روح پر
صدمہ ہوا طمانچے سے افراسیاب کے تاجدار کا سر پھٹ گیا تاجدار کو مار کر افراسیاب نے طرف
آئینے کے دیکھا آواز دی او مرآت سامری تجھکو بھی غیرت نہ آئی مقام شرم و حجاب ہی کہ مسلمانون
سے کلام کیا وقایع نگار یہ پرچہ لکھین گے مورخین درج کتاب کر دینگے اب یہ بات مشہور خاص و
عام ہوگی کہ آئینہ سامری نے باتین کین صورت بدنامی کی ہی آئینے سے آواز آئی او افراسیاب
تیرے غرور نے سارے طلسم کو مٹایا اور جو باقی ہی یہ بھی مٹیگا تو ہاتھ سے اسد کے مارا جائے گا
افراسیاب کے ہاتھ مین جو دانت اُس تاجدار کے تھے وہی افراسیاب نے آئینے پر کھینچ مارے
آئینے کے ہزار ٹکڑے ہوے ایک صدائے دردناک آئی او افراسیاب خانہ خراب تو نے آج
سر سامری توڑا اب تو بھی زندہ نہ بچیگا افراسیاب نے ایک لات ماری کہ سب پرزے جلکر خاک
ہوے آئینے کو جلا کر افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای مہرخ و بہار سامنے سے بھاگ گئین
سار بان زادہ بھی بھاگا ورنہ سبکو گرفتار کر لیتا ایسی ایسی باتین کر کے افراسیاب تو چلا گیا ناظرین
والا مقام پر واضح ہو کہ یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا خواجہ عمرو کا واسطے رہائی باغبان و ملکہ گلچین و ملکہ مخمور کے وقتل سنگین کوہ نشین باقی حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مرا ماہرو کدھر ہی
دیدار کو بھی ترس گیا ہون
زنجیر جنون کڑی پڑی ہی
کیون کرتے ہو امتحان عاشق

عاشق سے کبھی حال پر نظر ہی
سودائی زلف یار ہون مین
دیوانون کی طبع پھر لڑی ہی
جانباز ہین عاشقان خودسر

اس فکر مین چارسو پھرا ہون
آشفتہ و بیقرار ہون مین
ای مشفق و مہربان عاشق
قدمون پہ رکھا ہی سر بھی اکثر

جان اپنی نثار کر چکے ہین
گیسو کے خیال مین بڑھینگی
انجم ہین فلک پہ تیرہ و تار
مجنون سے کے یہ دل مین کیا سمائی
مشتاق جمال یار ہی یہ
تیشہ بڑھ بڑھکے مارتا ہی
ہی دل مین کہ وصل ہو میسر
اب جان پہ اُسکے بن گئی ہی
کیون کاٹ رہا ہی کوہ فرہاد
کیونکر تجھکو ہوا گوارا
شیرین شیرین جو ہین پکارا
اب عاشق نامور کہان ہین
عاشق معشوق کو ملا کیا
دونون نے مٹائین اپنی جانین
اس رنگ مین داستان ہو تحریر
قصہ اس ڈھنگ کا سُنا دو

زندہ ہین کہ تم پہ مر چکے ہین
کیا ہجر کی رات کا بیان ہو
پوشیدہ نقاب مین رُخ یار
فرہاد جنون زدہ کہان ہی
بس ہجر مین بیقرار ہی یہ
سختی مین جو دل پھنسا ہوا ہی
یہ سخت مہم نہ ہوئیگی سر
مشاطۂ دہر نے ستایا
پتھر ہی سخت ہی یہ بیداد
جوش اُلفت نے کیا سجھائی
فرہاد نے سر پہ تیشہ مارا
بیتاب ہوئی مکان مین شیرین
سودائیون مین ہوا یہ شہرا
ای ساقی ماہ وش کرم بھی
کھینچے نقاش آنکے تصویر

راتین فرقت کی جان لینگی
مہتاب فلک پہ جب عیان ہو
لیلائے شب فراق آئی
تیشہ کن کوہ مین نہان ہی
شیرین شیرین پکارتا ہی
اس کوہ کو غم سے کاٹتا ہی
یہ عشق کی داستان سُنی ہی
فقرہ عاشق کو یہ سُنایا
معشوق سوئے عدم سدھارا
کچھ کوہ کنی نہ کام آئی
نیرنگ بھی عشق کے عیان ہین
دی اُسنے بھی اُسکے جان شیرین
ایسی اُلفت کو کیون نہ مانین
ہین مست خیال یار ہم بھی
کچھ سحر کا رنگ بھی جما دو

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت و طی کنندگان مسافت رنج و مصیبت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن ساز الہٰ ہم خوش بیانی چنین تحریر کردہ لن ترانی مصنف داستان حیرت بیان ناظرین والامقام سے عرض رسا ہی کہ جب افراسیاب خانہ خراب آئینے کو توڑ کر گیا اُسی غصّے مین بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے تخت پر بٹھایا افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم اس مرآت حرامزادی نے آکر صدمۂ عظیم دیا آئینۂ سامری توڑنا پڑا اگر نہ شکست کرتا تو کوئی سردار مسلمانون سے نہ لڑ سکتا مرآت آئینہ دار ایسی زبردست ساحرہ تھی اُسی آئینے سے قتل ہوئی ہی اب ماہدولت جاتے ہین ایسے ساحر کو جاکر بھیجینگے کہ مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی ملکہ حیرت نے کہا ای شہنشاہ جبتک عیارونکا

انتظام ہوگا کوئی سردار نہ بچ سکیگا افراسیاب نے کہا ای حیرت بڑا غضب یہ ہوا کہ آئینۂ
سامری سے ایک تاجدار پیدا ہوا مسلمان اُس سے حال باغبان و گلچین پوچھ رہے تھے مین نے
جاکر تاجدار کو مٹایا آئینے کو توڑ ڈالا اب مین انتظام راہ کرون سارہ بان رزادہ جائیگا باغبان
و گلچین و مخمور کی رہائی کی صورت نکالے گا حیرت نے کہا آپکو اختیار ہر افراسیاب نے
کہا ایکدن مین سبکا خاتمہ کرونگا کسکی مجال ہر کہ بادولت سے لڑ سکے حیرت ہمہ تن گوش ہوکر سن
رہی ہر چالاک کھڑا ہوا ہر حیرت کے مگس رانی کررہا ہر اسکو بدون دیکھے حیرت کے کہان
چین پڑتا ہر حیرت نے سر جھکا لیا کچھ جواب ندیا افراسیاب نے کہا بادولت جاتے ہین اب
رکنا بہتر نہین ایسا انتظام کرون کہ عیار وہان تک نہ جاسکین افراسیاب سے چالاک
نے آنکھ ملائی نازک نازک ہاتھ اُٹھا کر اشارہ جو کیا سینہ اوبھارا جب افراسیاب نے آنکھ ملائی
تنہائی کے خیمے کا اشارہ کیا افراسیاب نے کہا حیرت یہ جو سامنے زرد جوڑا پہنے کھڑی ہر
اسکا کیا نام ہر حیرت نے کہا کیون آپ کو کچھ توجہ ہوئی افراسیاب نے کہا مین اس سے ایک
بات پوچھونگا حیرت نے کہا اختیار ہر زعفران اسکا نام ہر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا
حیرت حیران ہر کہ یہ کیا معرکہ ہر افراسیاب نے پکار کر کہا ای زعفران ذرا ہمارے پاس آؤ
چالاک اُسوقت نہایت ہی حسین صورت بنا ہر اصل مطلب یہ تھا کہ افراسیاب نے
چالاک کو پہچان لیا جب افراسیاب نے پکارا اور افراسیاب پردہ اُٹھا کر خیمے مین گیا چالاک
نے کنارے آکر دیکھا ایک اور خواص زعفرانی جوڑا پہنے کھڑی تھی چالاک نے اُس سے کہا جا تجھے
شہنشاہ بلاتے ہین آپ تو کنارے ہوگیا وہ خواص اندر گئی افراسیاب ٹہل رہا ہر جیسے ہی وہ
خواص اندر آئی افراسیاب نے کہا اس چوکی پر بیٹھ جاؤ اُسنے ہاتھ باندھکر کہا میری کیا مجال
افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ وہ کنیز بیٹھی افراسیاب نے ایک دستک دی
کہا ای ہوا اڑا لیجا چوکی زمین سے بلند ہوگئی وہ خواص چیختی ہر ای شہنشاہ مجھکو کوئی ہوا پر اڑا لیے
جاتا ہر افراسیاب نے کہا او نالایق مین نے تجھکو پہچانا اب عالم بالا کی سیر کرو کئی سو گز زمین
سے چوکی بلند ہوئی ہوا پر اُڑتی پھرتی ہر افراسیاب باہر خیمے کے آیا ملکہ حیرت سے کہا چالاک
بن عمرو تھا مین نے اُسکو اُڑا دیا اب دنکی دھوپ رات کی اوس تڑپ تڑپ کر مرجائے گا حیرت

گو بھی چالاک کی محبت پر خیال ہی سناٹا آگیا جی مین کہتی ہی امی حیرت ہے غضب ہو گیا مفت مین
بیچارہ مارا گیا افراسیاب کے سُنانے کو کہا خیر ایک عیار تو کم ہوا افراسیاب تو تخت پر سوار
ہو کے چلا گیا لیکن وہ چوکی اُڑتی ہوئی جاتی ہی چالاک بھاگا ہوا لشکر مین آیا سب احوال خواجہ
سے بیان کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا کہا ای فرزند کیا کہنا خوب افراسیاب کو دھوکا
دیا چالاک نے کہا بہتر یہ ہی براے رہائی باغبان وگلچین ومخمور تدبیر کیجیے خواجہ نے کہا
مین جاتا ہون بہار نے کہا خواجہ مین بھی چلونگی مجھے مخمور کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہوا
مین ضرور چلونگی خواجہ نے بہار سے کہا اور وعدہ کیا کہ اول مین اُس صحرا مین جاتا ہون جہان
طائر رہبری کریگا اُس تاجدار نے اتنا کہا تھا کہ کوئین مین جا کر ایک باغ ملیگا وہان سنگین کوہ در
نہین معلوم وہان رہتی ہی یا پتہ ملیگا یا کوئی عزیز دار اُسکا وہان رہتا ہی سنگین کوہ در کہیکہ خاموش
ہوا تھا کہ افراسیاب آگیا آفت برپا ہو گئی بہار نے کہا خواجہ باغ مین سنگین کوہ در سے
ملاقات ہو گی مین بھی وہان پہونچونگی بخوبی آپس مین وعدے کر کے بہار نے دستک دی ایک
جھونکا ہوا کا چلا بہار مثل بوے گل غائب ہوئی خواجہ باہناے عیاری سے آراستہ ہو کر
جو تاجدار نے سمت کہی تھی اُسی سمت سب سے رخصت ہو کر چلے راہ کو طی و پی کرتے ہوے جاتے
مین اکثر راہ مین مسافر بھی ملے اُنکی بھی خبر لی بعد تھوڑے عرصے کے ایک صحرا ملا کہ اُسمین نخل بہت
تھے ایک نخل وسط صحرا مین نہایت سرسبز وشاداب تھا اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کرتے
تھے ایک طائر سیاہ رنگ منقار کھولے ہوے خوش الحانی وشیرین زبانی کرتے کرتے اپنے مقام سے
اُڑا خواجہ جی مین کہتے ہین اب تک تو قول اُس تاجدار کے صحیح ہین عقب مین اُس طائر کے چلے
وہ طائر قریب ایک چاہ کے پہونچا جب چاہ دکھائی دیا طائر زقیل مار کر اُس چاہ مین گرا خواجہ پہلے
تو بہت ڈرے اور آبرو کا خیال کر کے چاہتے تھے نہ کودین لیکن قول تاجدار کا یاد آیا ناچار ومجبور ہو کر
کود ہی پڑے جب زمین سے پانون آشنا ہوے دیکھا ایک دروازہ بہت معقول ہی جھانک کے
دیکھا ایک باغ بہشت آئین نخل پھولون سے لدے ہوے بار اثمار سے سر بسجود گل طائران
زمزمہ سرا شاخونپر بیٹھے ہوے کریال کر رہے ہین کبھی پرون کو کھولتے ہین بخوش الحانی بولتے ہین
نہرین جوش مار رہی ہین ہر موج آب روان بسان زلف محبوب حباب نہایت مرغوب ومطلوب

چشمے نے براے نظارۂ چمنستان آنکھین کھولین گرداب سپر لاجواب مچھلیان تڑپ رہی ہین جب
پانی سے بلند ہوئین برق چمک گئی از بس خجستہ آئین روشون پر سرخی کُٹی ہوی مالنین باغبان بچیان
حسین رنگیلی لہنگے بھاری پہنے ہوے سنہری گھرپیان ہاتھون مین گلے سرے پھل اُٹھاتی پھرتی ہین زرد
پتون کا نشان نہین ہر چمن سرسبز و شاداب پھول لاجواب شمیم گل کا پیچ و تاب باغ پر بہار عندلیب
خوشنوا کی پکار وہ طائر سیہ فام جسکے تعاقب مین خواجہ آئے ہین بارہ دری کے قبے پر آکے بیٹھا ہی
سر اُٹھا اُٹھا کر بار بار چہار جانب دیکھ رہا ہی زمزمہ سرائی تو موقوف کی کبیدگی سے ظاہر ہوتا ہی کہ رنج و
غم مین ہی خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون گلیم اوڑھکے باغ مین گئے دور سے دیکھا بارہ دری کے
پردے بندھے مین ایک نازنین سوکے اُٹھی آنکھین ملتی ہوئی سب کنیزین دوڑین کہتی ہوئین کہ ملکہ ہماری
سنگین کوہ در بیدار ہوئین خواجہ بڑھکر ایک نخل کے سایے مین آئے ایک باغبان بچی کو اشارے سے
بلایا کنارے لیجا کر اُسے بیہوش کیا اُسی باغبان بچی کی شکل بنکر طرف بارہ دری کے چلے سب
باغبان بچیان پیچھے پیچھے ہین سامنے بارہ دری کے پہونچے سنگین نے پکار کر کہا ای گل اندام میرے
پاس آ مجھے تجھسے کچھ کہنا ہی خواجہ جھپٹ کر بارہ دری پر گئے ملکہ نے کہا ارے چمن زعفران بھی درست
کیا خواجہ نے جوابدیا حضور آٹھ پہر اسی کام مین رہتی ہون ملکہ نے کہا دیکھ تو نخل سب خشک
پڑے ہین جیسے ہی خواجہ اُدھر پلٹے تمام کنیزین خواجہ کے لپٹ گئین خواجہ ہان ہان کرتے ہین
سنگین کوہ در نے کہا او نگوڑے یہان کہان آیا طائر پکار پکار کر کہا کہ رہا ہی تمکو تو منع کرتا تھا تمنے
اُسکی بات کو نہ سمجھا کیسے عیار و مکار ہو اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو ہم ابھی تمکو قتل کرینگے یہ
کہکے کنیزون سے اشارہ کیا چمن باغ مین اس شخص کو لیچلو کنیزین کشان کشان خواجہ کو لیکر صحن
باغ مین آئین چبوترہ جو بنا تھا وہان پہونچین گردن پر خواجہ کی کولے کا نشان دیا کہ سنگین بھی
اُٹھ کھڑی ہوئی کہا جلد قتل کرو ایک کنیز جب تلوار کھینچکر سر پر آئی سنگین لگانے لگی کہا ملکہ حکم دو
کہ مین اسکو قتل کرون اسوقت عمرو کی بیقراری آہ و زاری پکار پکار کر بخضوع و خشوع دعا مانگ رہے
ہین ای رب کارساز ای خالق بے نیاز بچالے نظم

همه خلق شاه و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کنند صبح و شام
همه نام ست نام خدا نام حق	که هم نام او نیست در هر نام

به یاد خدا هر که عادت کند — بماند بهر دو جهان شاد کام
نیاید به هوش آنکه اندر جهان — ز مینائے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — به ذکر شب و روز و فکر دوام
قدم هر که اندر طریقت نهاد — کند طے ره حق رسی در دو گام
بحکم خدا هر که گردن نهاد — شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق هست انجام و آغاز خلق — از او ابتدا او بر او اختتام
خدا واحد و لاشریک است و بس — کسے را درین نیست جائے کلام

اسطرح بلک بلک کے دعائین مانگین یہ بھی عرض کی ای معبود حقیقی کوہ سراندیپ پر تونے مجھسے وعدہ
کیا تھا کہ جب تک تین مرتبہ بڑی شی کو نہ مانگونگا جب تک اسکا سامنا نہو گا آج یہ کیا غضب ہوا اب
ملک الموت کا سامنا ہی سنگین کوہ در کھڑی ہی گرد کنیزین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ جلد اس ساربان زادے
کو قتل کیجیے اسکی وجہ سے صدہا ملک ویران ہوے سامری پرستون کا نام مٹتا ہی یہ قتل ہو جائے
تو مذہب سامری پرستون کو رونق ہو یہ سب ذکر کر رہے ہین سنگین کوہ در نے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لو
حبشن تلوار کھینچکر آگے بڑھی کہ سر کاٹے آسمان سے ایک برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار طاؤس
زرین بال پر سوار زمین پر آئی بدھی مین سے ایک پھول اٹھا کر پھینکدیا جسکے ہاتھ مین تلوار تھی اسکے سر پر
پڑا جلنے لگی سب کنیزون نے بہار پر بلوہ کیا سنگین آواز دے رہی ہی اسکو مار لو یہ جانے نہ پائے بہار
نے بھی سحر کیا کنیزین سر ٹکرانے لگین سنگین کوہ در نے آواز دی ای سیہ فام جادو دیکھو مددگار عمرو کی یہ
آگئین وہ طائر سیہ پر جو بارہ دری پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا زمین پر گرا دیکھا ایک زنگی سیہ رو دھڑ دھڑ کہ
مار کر چلا ملکہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا زنگی نے ہاتھ مین روک لیا گلدستے کو پھینکدیا سنگین کوہ در نے
پکار کر کہا ای بہار اس باغ مین یہ گلدستہ کام نکریگا یہ باغ اور رنگ کا ہی جو گلدستے بہار نے مارے زنگی
نے ہاتھ مین روک لیے آخر مین بہار نے گلے سے بدھی اتاری جب وہ پھینکی زنگی جھوما سنگین نے
للکارا اڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی دیکھ ہوش مین آ زنگی بہار پر جا پڑا چاہتا تھا کہ پکڑلے بہار نے نیمچہ مارا
زنگی نے سر آگے کر دیا سر زنگی کا زخمی ہوا قطرات خون سر سے ٹپکے بہار پر جو قطرے خون کے پڑے
رنگ رو متغیر ہوا چرخ مار کر گری بیہوش ہو گئی لیکن جب بہار نے آکر سحر کیا اور حبشن مری ای خواجہ جعفر

کر بھاگے کنارے کھڑے دیکھ رہے تھے دیکھا وہ زنگی ملکہ بہار کو بیہوش کرکے قتل کرنے چلا کہ پہلو سے آواز
آئی ای سنگین کیا کہنا ای سیہ فام بڑے شخص کو لیا باغ لشکر اسلام مین اسی کی بہار ہو یہی بہار گلعذار ہی
زنگی نے پلٹ کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو چلے آتے ہین دونون کی تعریفین
کرتے ہوے زنگی نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے اشارے سے اپنے پاس بلایا زنگی کو آواز دی
تم بھی ہمارے پاس آؤ سنگین کوہ ور و سیہ فام دوڑے ہوے قریب آئے افراسیاب نے کہا ای
سنگین و ای سیہ فام عمرو تمھارے سامنے چھوٹا سامری و جمشید نے گرفتار کر لیا دیکھو اُسکو پہاڑ
کے کھڑے ہین تمکو نہ معلوم ہوتا ہوگا دونون شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو آنکھین بند کرو تب تمکو
سامری و جمشید معلوم ہون دیکھو ساریان زادہ کس حال مین ہو دونون شانے سے شانہ ملا کر کھڑے
ہوے آنکھین بند کرلین افراسیاب نقلی نے دونون کے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالدیے دونون گرے
حباب مار کر بیہوش کیا دونون کو قتل کر کے عمرو نے کپڑے اُتارے بہار کو بھی ہوش آیا باغ جلنے لگا عمارتین
گر پڑین سارا باغ جلکر خاک ہوا آوازین مرنے کی جادوگرون کے آئین بہار نے کہا خواجہ کیا کارنمایان
کیا اب چلنا چاہیے بہار تو سحر کر کے غائب ہوئی خواجہ عمرو بھی چلے اُس صحرا کو طی کر کے ایک صحرا مین پہونچے
دیکھا سامنے ایک کوہ ہی اُس پہاڑ پر ہزارہا نخل لگے ہوے ہین اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون
سوچتے سوچتے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک گویے کی صورت بنکر تیار ہوے طنبورہ زنبیل سے
نکالا ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر گانا شروع کیا خواجہ بیٹھے ہوے گا رہے ہین پہاڑ کی جانب نگران
مثل آئینہ حیران کہ یکایک اندر سے اُس پہاڑ کے بجلی چمکی ایک نازنین کو دیکھا سانولی صورت دریاے
جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن ہنستی ہوئی آتی ہو خواجہ دزدیدہ نگاہ سے اُسکو دیکھ رہے ہین
جب وہ قریب آئی خواجہ خاموش ہوے اُس کنیز نے آکر سلام کیا مسکرا کر کلام کیا بڑے میان صاحب
اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین آپ کا کیونکر آنا ہوا تھوڑے دنون سے یہ راستہ بند ہو سنگین نے
ایسے لطف سے انتظام کیا کہ اب کوئی نہین آسکتا عمرو نے کہا آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار
پھرتے پھرتے ادھر بھی آگئے شاید کسی سخی داتا سے ملاقات ہو سب جادوگر مارے گئے مسلمانون کی جابجا پر
عملداری جہان سنگے یہی خبر پائی کہ مسلمانون کا قبضہ ہو مسلمان کسیکو ٹکنے نہین دیتے پہاڑ مین کون صاحب
رہتے ہین ہم تو تم لوگون کے بھیک مین کنیز نے کہا ملکہ اقبال گلپوش اس پہاڑ مین رہتی ہین شہنشاہ کی

بڑی نظر رحمت ہو اکثر تشریف لاتے ہین ملکہ سوتے سوتے اُٹھی نہین تمھارے گانے کی آواز سُنکر فرمایا کہ جا کے
دیکھ یہ کون گاتا ہو لیکن بڑے میان ملکہ دختر بلند اختر خضران ظلماتی ہین تمام پردۂ ظلمات کی حاکم ہین
یہان بھی چہار جانب عملداری ہو شوہر نے اُنکے انتقال کیا سب شوہر کی جاگیر انھین کو ملی بد مزاج بہت
ہین خواجہ نے کہا ہم غریبون پر نظر مہر و وفا ہوگی کنیز نے کہا اگر مہربان ہو جائینگی اور شہنشاہ کو سنوا دینگی
تو پھر ایسا کچھ ملیگا کہ تمکو بد تونکو چھٹی ہوگی عمرو نے کہا کہو آپ مجھکو وہان تک لے چلیے پھر مین شہنشاہ
سے ملاقات کی تدبیر کر لونگا کنیز نے خواجہ کو ساتھ لیا اپنے ساتھ لیکر چلی درۂ کوہ سے جو گذری
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہو ہوائے سرد آرہی ہو کنیز ساتھ لیکر عمرو کو اندر باغ کے آئی
دیکھا ہزارہا قفس طائرون کے درختون مین لٹکے ہین طائر سر جھکائے بیٹھے ہین کوئی طائر آواز نہین
دیتا جیسے عمرو روش پٹری سے گذرا طائرون نے پرون کو کھولا چاہتے تھے منھ کھولین کچھ آواز
دین لیکن کچھ اشارے کر کے رہجاتے ہین بعض طائران ہفت رنگ بعضون کے سینون پر گل بوٹے
مثل عقد پروین ہوا بھی چل رہی ہو خواجہ روشون کو طی کر کے قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا مسند
پر ایک جادوگرنی بڑے قد قامت کی بدصورت بیٹھی ہو ابرؤون پر بل پڑے ہوے کنیزین صدہا گرد کھڑی
ہین کیسیکے ہاتھ مین آفتابہ کسی نے لاکر طشت سامنے رکھا ہو کیسیکے ہاتھ مین رومال مگس رانی کر رہی
ہو مگر وہ ساحرہ درہم و برہم بیٹھی ہو کنیزون سے کہتی ہو آج کیسا انقلاب ہو طائرون کو ہمارے بہین وغیرہ
بھونچاپا زمزمہ سرائی نہین کرتے کیون دل گھبراتا ہو ہوائے سرد باغ مین چل رہی ہو پھول شگفتہ غنچے
کیون مسکراتے ہین کیا میرا منھ چڑھاتے ہین آج کسیکا گذر میرے باغ مین ہوا کنیزین عرض کرتی ہین
حضور یہان کون آسکتا ہو فصل گرما دفع ہوئی سردی کی آمد ہو اسی وجہ سے ہوائے سرد چل رہی ہو
سارے باغ مین حضور کا اختیار ہو کسکی مجال ہو کہ یہان آسکے آمد بہار قریب گلچین و صیاد بے نصیب
کہ اتنے مین خواجہ سامنے آکر پہونچے خواجہ نے اپنے قاعدے سے سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعائین
دینے لگے عرض کی شکر ہو سامری و جمشید کا کہ اُنکے بندون مین گذر ہوا جسطرف جاتے ہین عملداری
مسلمانان پاتے ہین وہ بندگان سامری و جمشید کہان گئے جو لاکھون روپے دیتے تھے کئی ہی
ملک یہان سے بھی مسلمانون نے لے لیے ساحرہ نے بنگاہ قہر طرف خواجہ کے دیکھا کہا
کیون اے شخص تو اس صحرا مین کیونکر آیا تجھکو ملکہ سنگین کوہ درنے نہین روکا عمرو نے کہا مین تو

سنگین کوہ در کو نہین جانتا مبتلاے رنج و مصیبت فاقہ کشی و غربت کا مارا پھرتے پھرتے اسطرف بھی نکل آیا عمرو نے جو بھولی بھولی باتین کین ساحرہ نے حکم دیا فرش بچھاؤ کنیزون نے فرش بچھایا کہا اُستاد جی وہان چلکر بیٹھیے خواجہ وہان سے فرش پر آکر بیٹھے مگر پریشان بنا ہین کہتے ہین اس بدمزاج سے خدا بچائے کہ اقبال گلپوش آکر بیٹھی گرد کنیزین کہا ای شخص تیرے آنے سے مجھکو بڑا تردد ہی کہ تو ہم تک کیونکر پہونچا روکا نہ گیا نہین معلوم ملکہ سنگین کوہ در پر کیا گذری عمرو نے کہا ملکہ مین نہین جانتا پیٹ مجھکو یہان لے آیا ساحرہ نے کہا اچھا گاؤ عمرو ناچار ہوکر خوف سے کانپ رہا ہی طنبورہ چھیڑا طنبورے کو درست کرکے اُسی جادوگرنی سے آنکھین ملائین اُسی کی تعریف مین یہ غزل گائی (نظم)

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہی — ہلال ابرو مہ تابان جبین ہی
ترے کوچے کی اک بت جو زمین ہی — خدا کی شان ہی عرش برین ہی
علی وہ باب شہر علم دین ہی — کہ دربان جسکا جبرئیل امین ہی
پڑا ہون مین یہان اور دل وہان ہی — الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہی
ترے کشتے کی اللہ ری خموشی — دہان زخم تک گویا نہین ہی
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون — پری رو آپ سا زیر نگین ہی
بدن پر بار ہی پھولون کا سایہ — مرا محبوب ایسا نازنین ہی
نجا کوچے مین اسکے دیکھ زاہد — وہ کافر رہزن ایمان و دین ہی
ستائینگے لکھا تقدیر بدکا — در جانان ہی اور اپنی جبین ہی
حقیقت خاک الفت کی بتائین — نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہی
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین — یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہی
عبث کہاتے ہو قسمین دیکھ لینگے — ہمین صاحب کے آنے کا یقین ہی
سمجھ کر اسکے گیسو کو لگا ہاتھ — یہ کافر دیکھ مار آستین ہی
اُگے جب قبر عاشق سے تو نرگس — یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہی
نہین تڑپا تہ خنجر وہ قتیل — ولا صد آفرین صد آفرین ہی
لکھا رعنا نے وصف خال جانان — مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہی

عمرو نے جو یہ غزل گائی اقبال گلپوش گانے سے جھوم تو گئی لیکن کہتی ہر ای شخص تیرے
آنے سے دلکو کھٹکا ہوتا ہی جانور میرے سب خاموش بیٹھے ہین ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی
اسکا کیا باعث عمرو نے کہا حضور میری بدنصیبی کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہتی ہی کیون صاحبو
کبھی تمنے ایسا دیکھا تھا کہ طائر میرے زمزمہ سرائی نکرین ہوا کا دمبدم اعتدال بڑھتا جاتا ہی
شاید باغی کا میرے باغ مین گذر ہوا عمرو حیران ہی کہ مین کیا اسکو جواب دون کہا حضور
شاعر نے آپ ہی کی تعریف مین سراسر شعر کہے ہین وہ عرض کرون اقبال گلپوش نے کہا
ای اُستاد زمانہ حقیقت مین تو بڑا خوش آواز ہی گانے مین بھی سوز و گداز ہی لیکن مین جب سے
سو کے اُٹھی ہون کیا کہون میرے قلب کا کیا حال ہی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہی مین ذرا امتحان
تو کرلون سامنے قفس آہنی رکھا تھا اسمین ایک طائر سرنگون بیٹھا تھا اقبال گلپوش نے کہا
کیون ای طائر سامری آج مزاج کیسا ہی کچھ زمزمہ سرائی کرو تعریف مین خداوندون کی
مصروف ہو ہماری بھی روح کو راحت اور دل کو فرحت حاصل ہو تمھارے خاموش بیٹھے
رہنے سے دل کو ہول ہوتا ہی یہ کہنا تھا کہ اُس طائر نے سر اُٹھایا منھ کھول کر زمزمہ سرائی
کرنے لگا پھر مثل انسان کے آواز دی ای ملکۂ عالم ہم خاک نشین بولین نام سامری و
جمشید مٹانے والا مختار ہے پہلو مین ہی اسکو لینا یہ ہرگز جانے نہ پائے ہوا سے سرد کا باعث
یہ ہی کہ بہار کا اس باغ مین گذر ہوا کیونکر ہوا کو اعتدال ہو جب طائر نے یہ کہا رنگ و روغن
بھی عیاری کا چہرے سے خواجہ کے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے خواجہ عمرو نعرہ کر کے
اقبال پر جا پڑے اقبال گلپوش نے ایک دو تھپڑ مارا خواجہ لڑکھڑا کر گرے اقبال نے
دیکھا ایک نخل سامنے پھولون سے لدا ہوا ہی اُسپر گولہ مارا نخل لہرا کر گرا ایک کے پاس
ایک دنا ٹا ہوا کنیزون نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار خاموش کھڑی ہین ہلّڑ ہوا کہ ملکہ خوب
پہچانا تمام کنیزین و اقبال گلپوش بہار کی جانب چلین سب کے سحر بہار پر پڑنے لگے
ملکہ بہار سب کے سحر دفع کر رہی ہین جسقدر قفس طائرون کے لٹکے تھے سب طائرون
نے منقارین کھولین پکار پکار کر مثل انسانون کے آواز دیتے ہین ای ملکۂ عالم ہماری
خاموشی کا سبب کھلا یہ باعث تھا کہ ہم زمزمہ سرائی نہ کرتے تھے اب بھی ہمکو بڑا اِملال ہی

دیکھیے انجام کار کیا ہوا ای ملکۂ عالم اپنے کو بچا لیجیے ورنہ آفت آیا چاہتی ہی طائر دن نے اسقدر
کہا تھا کہ باغ مین ہنگامہ ہوگیا ہر طرف سے آوازین آتی ہین ای اقبال اپنے کو بچا تا بس آج تیرے
واسطے باعث خرابی ہوا ہی بہار کا باغ مین آنا موت تیری قریب ہی ہرسا کن باغ بے لغیب ہی اقبال
ایسی گھبرائی ہوئی کہتی ہی ارے کمبختو یہ کیا فال بد منہہ سے نکالتے ہو ایسے الفاظ منہہ سے نہ نکالو میرا
دل گھبراتا ہی مجھے کون مار سکتا ہی بہار کی یہ مجال ہی مین جانتی تھی کہ میرے باغ مین اگر باغبان
وگلچین ومخمور قید ہوے ہین ضرور عمرو عیار آئیگا وہ ظہور ہوا ای طائران ساحری تمکو کیا انتظار
ہی ارے جمشید حور پرست کو خبر کرو وہ آتے ہی اسکو پکڑ لیگا ایک طائر قفس توڑ کر نکلا آسمان
مین جاکر غائب ہوا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا یہان ملکہ بہار نے سب کنیزون
کو دیوانہ کر دیا ہی اقبال سر پیٹ رہی ہی کہ ارے کمبختو اپنے کو سنبھالو ہوش مین رہو دو چار پر
جو بہار نے سحر کیا وہ مبہوت ہو کر اقبال گلپوش پر سحر کرنے لگین ایک نے بڑھکر پنجہ مارا پھر
اقبال نے اُن سب کو قتل کیا روتی جاتی ہی کہتی ہی ہاے میری کنیزان جانباز کو کیا
ہوگیا کہ ابر سیاہ پھٹا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار تاج پہنے ہوے موتیون کے مالے گنٹھے
یاقوت احمر کے اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ملکہ بہار طرف اقبال گلپوش کے چلی مین کہ
آواز آئی منم جمشید ثانی خیر تو ہی اقبال گلپوش نے پکار کر آواز دی ای عاشق صادق مین نے
تجھسے کبھی انکار نہین کیا ہمیشہ پابند حکم رہی جب تمنے بلایا بلا تکلف چلی آئی آج اس ظالم نے
سب کنیزون کو میری قتل کیا کنیزونکا خاتمہ ہوگیا سارے باغ مین دریاے خون بہ رہا ہی جمشید نے
کہا کہان اقبال گلپوش نے کہا وہ سامنے کھڑی ہی بہار گلعذار منظور نظر بادشاہ ہوشربا
رنگ سحر شگفتہ ساحرون مین یکتا اسی ظالم کا نام ہی پلٹ کے جمشید نے دیکھا ایک مہ جبین ماہ وش
بوٹا سا قد گلعذار غنچہ دہن کبک رفتار نام نامی ملکہ بہار حقیقت مین رشک بہار گلعذار
سرو قد نخل جوانی بہار پر حسینان جہان کی افسر دیکھتے ہی جمشید مر گیا پسینہ آیا قالب تھرایا
منہہ سے دھوان نکلنے لگا سوز عشق سے کلیجہ جلنے لگا سینے پر ہاتھ رکھ لیا مگر اقبال کا
یہ آشنا ہی زمین پر آیا دل سے کہتا ہی ایسی مہ جبین کو قتل کرون اسکے خون سے ہاتھ بھرون
کہا ای اقبال تیری محبت کا دل پر نقش ہی جو سو دن گذرے لیکن بہار نے غضب کیا باغ پائمال کیا

اقبال سمجھی میرے نشۂ بادۂ محبت سے چور ہے اقبال نے کہا صاحب جلد اسکو قتل کرو چند کنیزین جو
باقی رہی ہین یہی بچ جائین تو بڑی بات ہے جمشید نگاہ محبت بہار کو دیکھتا ہے دل سے کہ رہا ہے اگر یہ معشوق
پری وش ملے غنچۂ آرزو کھلے سحر سے مکان بناؤن اس معشوق کے ساتھ عیش کرون اقبال سے کہا
تو بڑھکے سحر کرین اسکو بیہوش کرکے مارون لیکن اسوقت غصہ ہے ایسا نہو مجھے زیادہ سحر چلے مین
ایک ہی سحر مین خاتمہ کردونگا اقبال گلپوش تو اس جوش مین تھی کہ پشت پر میر الپشتی بان موجود ہے
بڑھکر بہار پر گولہ مارا بہار نے بڑھی پھولون کی گولے پر مار دی کہ گولہ پھٹکر گرا جمشید نے گولہ سحر کا
تیار کرکے با اطمینان تمام بہار کو دکھایا کہ تمھارے دشمن کو قتل کرتا ہون میری جانبازی کا خیال
رہے بہار نے مسکرا کے منھ پھیر لیا جمشید نے گولہ مارا پشت پر اقبال کے پڑا سینے کو توڑ کر پار
گذرا ایک آواز مہیب آئی جمشید تو اقبال گلپوش کو مار کر غائب ہوا جو کچھ دل مین سوچا ہے اُسکا ظہور
ہوگا یہان آندھی سیاہ چلی باغ تمام جلنے لگا خواجہ نے رہائی پائی اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری کی
جانب دوڑے فرش وغیرہ لوٹنے لگے جوشی بائی نذر زنبیل کی چند کنیزین جو باقی رہی تھین اُنکو بہار
نے قتل کیا اب تلاش مین مخمور و باغبان و گلچین کے چلے ایک مکان سے کراہنے کی آواز آئی
ملکہ بہار و خواجہ اُسی مکان کی جانب چلے اُس مکان مین قفل لگا تھا قفل کو کاٹا دیکھا تین قفس لٹکے
ہوے ہین مار آتشین جسم مین جو پیٹے تھے وہ جلگئے باغبان یہی کہ رہا ہے شاید اقبال گلپوش قتل ہوئی
اب سوزن زبان سے کون نکالے کہ دیکھا بہار و خواجہ آگے پہونچے بہار نے بڑھکر قفس توڑ کے
زبان سے اُن تینون کی سوزن کو نکالا تینون نے رہائی پائی باہر مکان کے آکے دیکھا سارا باغ
ویران پڑا ہے قفس جلے ہوے طائر مرے ہوے نخل سب جل گئے چمنستان سے حال اس باغ کا دیکھکر
ایک عبرت ہوئی ایسا باغ سرسبز شاداب مرنے سے اُسکے یون مٹا بہار نے باغبان سے بیان
بھی کیا کہ عجب طرحکا سانحہ گذرا جمشید ثانی بڑا ساحر زبردست ہے ہمارا مددگار اقبال آیا میری جانب
ہنس ہنسکے دیکھتا تھا مجکو دکھا کے پشت پر اقبال کے گولہ مارا نہین معلوم مسخرہ کیا سمجھا کیا اُسکے
ذہن مین آیا باغبان نے کہا خدا خیر کرے وہ ضرور تم پر عاشق ہوا یقین ہے کہ فساد برپا کرے یا راہ
مین روکے اُسکا مطلب اور کچھ تھا بہار نے کہا وہ کیا بے حیا ہے سمجھا جائیگا مخمور نے کہا اُسکی کیا
حقیقت ہے گلچین نے کہا وہ بڑا زبردست ہے اگر مقابلہ پڑیگا تو بڑی خرابی ہوگی آخر صلاح ہوئی کہ اب

یہان سے نکل چلو ملکہ مہرخ گھبراتی ہونگی ایک تخت تیار کیا بہار و مخمور و گلچین و باغبان ایک تخت پر سوار ہوے خواجہ سے کہا آپ بھی سوار ہو لیجیے خواجہ نے کہا آپ لوگ مہربانی فرمائیے ہم اپنے چلے آئینگے ساحرون کے ساتھ نہین جاتے ہم پہونچ جائینگے خواجہ تو ایک جانب چلے یہ چارون سردار تخت اُڑاتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن جمشید ثانی کہ بہت ساحر زبردست ہی اپنے سحر کے آگے کسیکی حقیقت نہین جانتا قتل کرکے اقبال گلپوش کو جو پلٹا قلعۂ لالانیہ اسکا مقام ہی سب مصاحب جمع تھے کہ جمشید گھبرایا ہوا آیا مصاحبون نے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہونٹون پر خشکی حواس مین ابتری لڑکھڑاتا ہوا سر جھکا کر بیٹھا مصاحبون نے پوچھا حضور کہان گھبراے ہوے گئے تھے جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا بیان کرون ملکہ اقبال نے اسطرح بیقرار ہوکر آواز دی تم لوگ جانتے ہو کہ کئی سال سے میرے اُسکے رسم و مراسم تھا بیقرار ہوکر دوڑا گیا جاکے جو دیکھا تو ملکہ بہار سے مقابلہ پڑا ہی ہمیشہ نام سنتا تھا کبھی صورت زیبا اُس ظالم کی نہ دیکھی تھی جب جمال جہان آرا پر اُسکے نگاہ پڑی دیکھتے ہی تیر مژگان نے کلیجے کو مشبک کیا یاراے صبر و جبر نرہا سوچتا تھا کہ کیا کرون حضرت عشق نے یہ سمجھایا کہ اقبال گلپوش کو قتل کرو کہ یہ معشوق پریوش آفت سے بچے نہین معلوم وہان کیونکر پھنس گئی تھی اور یارو مین نے برسون کی ملاقات کا خیال نہ کیا ایک گولہ مار دیا اقبال کا سر اُڑ گیا مین نے ہرچند بہار سے اشارے کیے لیکن اُسنے کچھ خیال نہ فرمایا دل تڑپتا ہی قلب پھڑکتا ہی کیا کہون کیا حال ہی نظم

پوچھین کیونکر حال تلخی عاشق دلگیر سے — ہوگئے ہین بند لب شیرینیِ تقریر سے
ہوش وحشت کشمکش اُس ناتوان دلگیر سے — جو نہ در تک پہونچے صحن خانۂ زنجیر سے
دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے — سر کٹائینگے کہ اب تو جنگ ہی تقدیر سے
صبحدم جاتا ہی پہلو سے مرے وہ مہ جبین — دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے
وہم میخواری سے دلکو نشۂ بنگ آگیا — ہوش جاتے ہین تری بہکی ہوئی تقریر سے
لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل — ہین مشابہ آپکی زلفین بہت زنجیر سے
کام جز الفت نہین ای کاتب اعمال یان — فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
رشک دامان جواہر اور لکھی ہی غزل — جسکو مفلس بھی نہ بدلے نسخۂ اکسیر سے

یہ اشعار پڑھکے خوب رویا کہا یارو مین نے اُسکو اسواسطے قتل کیا کہ بہار پر احسان ہو قتل کرکے چلا آیا
کہ اتنا خیال رہیگا اب حیران ہون کہ کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا راہ مین جا کر روکون کسطرح سامنا کرون
رفقا نے کہا یہ تو دریافت کیجیے کہ بعد قتل اقبال گلپوش کہان تشریف لیگئین یہ سنتے کے ساتھہ ہی اُسنے
اوراق جمشیدی نکالے اُسمین دیکھا کہ بہار کدھر جاتی ہی اُسنے کہا کہ یارو لشکر تیار کرو ساتھہ شہزادی کا
لشکر اُسیوقت اُسکے سامنے تیار ہوکر آیا عشق بہار مین بیقرار تھا بارگاہین خیمہ خرگاہ اژدران
آتش فشان پر لدوائین خزانہ بہت کچھ ساتھہ لیا اسباب ظاہری کی ترقی ہی کہا صاحبو طرف سے
صحراے بلور کے ملکہ بہار کا گذر ہوگا اُسیطرف چلکر روکتا ہون تخت زرین پر سوار ہوا نوبت
نقارہ بجتا ہوا طرف کوہ بلور کے چلا اوراق تو دیکھہ چکا ہی دو منزلہ کرکے قریب صحراے مشکبار کے
پہونچا لشکر وہان اُترا خود ٹہل رہا ہی کہ صحراے گرد آڑی گمنام اژدہار گینڈے پر سوار بارہ چودہ
ہزار ساحران غدار لیشت پر طائرون کو سحر سے گراتا ہوا آرا بے طائرون سے معمور دور سے جو اُسنے
جمشید ثانی کو دیکھا بڑی آپس مین ملاقات ہی جمشید بھی آگے بڑھا گمنام کو دیڑا جھک کر جمشید کو سلام
کیا آگے ملاقات کی دونون آپس مین بغل گیر ہوے گمنام نے پوچھا بھائی صاحب کہان سے آتے ہو
کہان جاتے ہو جمشید نے کہا ای برادر کیا کہون ایک ایسی ضرورت درپیش ہی کہ نہایت پس وپیش ہی جبسے
اپنے گھر سے نکلا ہون گھر مین بیٹھا چین کرتا تھا فلک نے آوارہ کیا گمنام نے کہا بھائی مجھسے مفصل کہو
تمھاری باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہو سامری و جمشید نے تمکو ملک و مال جاہ و جلال عطا فرمایا تمہین
غم و الم کیسا شہنشاہ تمپر مہربان ہین تمھارے واسطے پریشانی کیسی ہین اگر حال سنون تدبیر کرون زرخرچ
ہو سحر و ساحری مین بھی کم نہین تمکو بھی اُستادان کامل نے تعلیم کیا فخر طلسماتی اپنے مقام پر فخر کرتا ہی کہ
مین نے جمشید ثانی کو خوب تعلیم کیا لیس کس بات کی مشکل ہی کہا بھائی گمنام وہ بات بیان کرنے کے لایق
نہین ہرچند گمنام نے پوچھا لیکن جمشید نے کچھہ نہ بیان کیا جب گمنام نے بہت اصرار کیا جمشید رونے
لگا کہا بھائی کیا بیان کرون میری یہ کیفیت ہی

نظم

خون دل کے ساتھہ ہی لخت جگر کا انتظار
موے مژگان کو ہی شاخ آسیا ثمر کا انتظار

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہی خیال
خشک کرتا ہو لب مصراع تر کا انتظار

تارے گنتے گنتے شب کو صبح کردیتا ہون مین
نیند اڑا دیتا ہی اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
راہ سے آنکھونکی نکلے جان منتظر چاہیے
ٹکٹکی بند ھوا سے رکھتا ہے ہمیشہ سوے در
قطع کر رکھیو کفن اپنے لیے اے آسمان
کودپڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن وخوبی کی نہین
خود چلاونگا یار سے لینے جواب خط شوق
ناتوان ہو جاتا ہے فکر سخن سے آدمی

ہر گھڑی دلکو زیادہ تھا گجر کا انتظار
شام سے فرقت کی شب مین ہے سحر کا انتظار
مردم دیدہ کو اُس نور نظر کا انتظار
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار
ہے اندھیری رات مین پچھلے پہر کا انتظار
سودۂ صندل ہے تیرے درد سر کا انتظار
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار
رشتہ کردیتا ہے آتش اس گہر کا انتظار

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گمنام نے کہا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی پر عاشق ہو جمشید نے اسکا بھی کچھ جواب ندیا گمنام ساتھ جمشید کے بارگاہ مین آیا چرچہ شراب وکباب کا ہوا جمشید گھبرایا ہوا ہے کہ مین جلد کوچ کرون ایسا نہ ہو کہ ملکہ کوہ بلور سے گذر جاوین یہ سوچکر کہا کہ لشکر تیار کرو گمنام نے کہا ای برادر تم اس پریشانی مین ہو مین بھی ساتھ رہونگا اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا جمشید نے کہا تمھارا میرے ساتھ رہنا مناسب نہین تم اب رخصت ہو مین اسوقت کوچ کرونگا گمنام سوچا کہ ساتھ نہ چلو الگ سے دیکھینگے ایسا نہو میرے دست پہ کچھ اُفتاد پڑجاے دلکو اشتیاق بھی ہوا کہ بڑے کسی عمدہ معشوق پر عاشق ہوا ہے جب تو یہ بیقرار ہے بظاہر مین جمشید سے رخصت ہو گیا لشکر سے کہا تم صحرا ے ویران مین ٹھہرو مین اپنے بھائی کی خبر کو جاتا ہون یہ کہکے ایک عقاب کی شکل بنکر چلا جس مقام پر لشکر جمشید اُترتا ہے کسی نخل پر بیٹھ رہتا ہے صبحکو جب کوچ ہوتا ہے یہ بھی ساتھ ہو لیتا ہے قریب صحراے بلور لشکر جمشید آکر اُترا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے اسی انتظار مین کہ اب سواری معشوق پری پیکر حور منظر کی آتی ہوگی ایک نخل پر گمنام پتون مین چھپا ہوا بیٹھا ہے جمشید دربارگاہ پر کلیجہ پکڑے ٹہل رہا ہے کہ یکایک ہواے سرد چلی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ومعنبر ہو گیا چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا کہ دیکھا ابر فیروزی گرگتا ہوا پیدا ہوا ہواے سرد چل رہی ہے اُسی ابر سے خوشبو بھی آتی ہے وہ ابر آکر پھٹا جمشید ثانی نے دیکھا ایک تخت پر ملکہ بہار گلعذار پہلو مین ملکہ مخمور ایسی خوشرو خوشخو خال ہند وچشم جادو ایک طرف باغبان قدرت پہلو مین گلچین ایسی نازنین یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب وہ ابر اُٹھا اور رشق ہو کر تخت ظاہر ہوا گمنام آتشبار نے اُن معشوقان پریچہرہ کو دیکھا اور بہار نے

باغبان سے کہا دیکھو جمشید ثانی کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی ہمارا راستہ روکنے آیا ہی جمشید کی نمو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم میرا احسان آپ کو یاد ہی مین نے اپنی معشوقہ کو قتل کیا اب مجھکو سرفراز فرمایئے ملکہ بہار نے آواز دی او جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہی اگر تو نے اُسکو قتل کیا بہتر ہوا گوشت خوردنان سگ جمشید نے سحر کیا کہ تخت چلتے چلتے رُکا اب تو باغبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی او بیحیا کچھ دیوانہ ہوا ہی بہککے باغبان تخت سے کودا گیند پھولون کا نکالکر مارا ملکہ بہار بھی کودین سحر کرنے لگین کہ نخل سے آواز آئی بھائی بہار گلعذار پر نگاہ نہ ڈالیے گا ورنہ میرے آپکے فساد ہوگا میرا عجب حال ہی مین عاشق صادق ہون مجھسے صبر نہ ہوگا **نظم**

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ — رہتا ہی ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہون چمن روزگار مین — گل سے بناؤ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ
رنجیدہ جسسے ہی وہ خانہ خراب ہی — گھر سے بگاڑ ہی در و دیوار سے بگاڑ
بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین — بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ
اُس مہ کی مہربانی تلک اپنی تھی زندگی — غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر — شیرینی کے لیے ہی نمکخوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے — لازم نہین ہی خادم سرکار سے بگاڑ
ای بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے — رکھتا ہی اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانے آج کل کے کچھ آتش نہین ہین ہم — مدت ہوئی کہ ہی سر و دستار سے بگاڑ

یہ اشعار پڑھکے کئی مرتبہ جمشید کو منع کیا کہ آپ اس مقدمۂ خاص مین دخل نہ دیجیے مین اس واسطے آیا تھا کہ آپ کی مدد کرون لیکن معشوق پری چہرہ کو دیکھکر دلمین قوت ربط و ضبط نہ رہی ای جمشید میرے تمھارے مقابلہ ہوگا مخمور و بہار نے قیامتین برپا کر دین جب گلدستہ مار اسود دسو کو دیوانہ کر دیا مخمور کا کنٹھا یاقوت احمر کا چل رہا ہی باغبان ایک طرف پامال کرتا پھرتا ہی گلچین کا سحر ساتھ تکلف کے ہی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گمنام شاید تیری قضا دامنگیر ہی بادشاہ وقت کی معشوقہ کا نام لیتا ہی کیون شامتین آئی ہین خبردار ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لانا ورنہ پہلے تجھی کو سزا دونگا یہ جواب پر عتاب سنکر گمنام نو رج جمشید پر سحر کرنے لگا مثل فیل مست

ساحر زبردست جدھر سے گذرا خون کے دریا بہادیے پلٹنین رسالے پامال کیے گمنام چاہتا ہی
تربہٹ کے قریب بہار کے پہونچون اپنا حال زار عرض کرون شاید معشوق خوشخو گل اندام خوبرو
بیرحم آجائے اُدھر سے جمشید آتا تھا مگر جمشید کو کچھ بن نہین پڑتا باغبان کا جب گنبد چلا زمین
ہل گئی ایک طرف بہار کا سحر مخمور کے عجائب وغرائب گمنام قتل کرتا پھرتا ہی جمشید کس کس کو
روکے کسکو کسکو ٹوکے گمنام نے یہی ارادہ کیا ہی کہ صفون کو درہم وبرہم کر کے معشوق پر
قبضہ کرون کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو جمشید نے للکارا او نامرد ازلی جب تو میرا
دشمن ہوا تو مین دوستی قدیم کا کیا خیال کرون ارے اسی معشوق کے واسطے مین نے
گلپوش ایسی محبوبہ کو قتل کیا مگر ظالم کو بالکل خیال نہین جمشید و گمنام مین سحر چلنے لگا دو سحر
جمشید نے گمنام نے دفع کیے تیسری مرتبہ جھلا کر دستک دی برق کڑک کر گری کہ سر گمنام
کا زخمی ہوا یہ پیچھے ہٹا اب جمشید جھومتا ہوا جاتا ہی اُدھر سے ملکہ بہار نے کچھ ساحرونکو بھگایا
سحر بھی کیا ایک ساحر نے جو گولہ پھینکا پشت پر بہار کی پڑا اگرچہ سحر نے تاثیر نہین کی مگر بہار کو
بہت ناگوار ہوا جھپٹ کر اُس جادوگر پر بڑھی پھینک ماری چند جادوگر جھومے افسر نے گریبان
اپنا پھاڑا پھول سونگھتے ہو سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوے چلے نظم

نہیں ملنا اسد جب سے ادب ہم کہین جو اسکے دہن نہیں ہی
نہین ہین محتاج کچھ صبا کے یہانتک اب لاش گل گئی ہی
ہوے ہین اسد جب سے لنشان ہم جستجو سے ملین کسیکو
ملے بھی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آئے
گروہ منت کشی ہمیسے اٹھا دُ دست دعا اجل کو
گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستان ہین
بہ رخم صبا دیکھی ستم ہی کہ سے خزان مین جو داغ عشق کو
عبث تکلف پس فنا ہی لحد یہ بیچارگانگی ہمدم
یہ جوش وحشت ہی انکو نہین کہ اپنے سایے سے ہون میرہ
جو غین نزاکت پسند عالم کینگے میثاق منفعی سے

دہن تو ہی پر تنگ ایسا کہ جسمین جائے سخن نہین ہی
کہ ہمکو کافی ہی نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہی
کہین غبار صبا پر یدہ کہین ہمارا وطن نہین ہی
کفن ہوا بھی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہی
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہی
بہار گلشن کی کون دیکھے کہ بلبل نغمہ زن نہین ہی
بہار دیکھے گی کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہی
ہمین تو کافی ہی بوے سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہی
کہون جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہی
بہت ہین اُستاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہی

یہ سب اشعار پڑھتے چلے اور بہار نے اشارہ بھی کیا کہ جمشید کی مشکیں باندھ کر لاؤ ہمکو قتل کرنے
کو کتنا ہی ہزار جوان آگے آگے ایک طرف ایک افسر موسوم بہ ابرام جادو جمشید نے جو یہ معاملہ دیکھا
بہت ہی بگڑا پکار کر آواز دی ای بہار ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہمارا احسان یاد کر کے ہماری پہلو نشین
ہو گی تو میرا اختیار دیکھو یہ کہکے ہزار جوانون پر جا پڑا بڑے زور و شور سے جاکر گرا ابرام جادو
کو ہاتھہ تلوار کا مارا ابرام تو واصل جہنم ہوا کئی ہزار جادوگرون کو ظالم و بدبخت نے قتل کیا جب
لاشے ان سبھون کے دیکھے بہت رویا کہا ہاے یہ سب بے گناہ مارے گئے بہار نے
چاہا لپک کے گلدستہ ماردون جمشید نے کہا خیر اب آپکی تدبیر اور طرح سے ہو گی یہ کہکے دونون
پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا بہار تو حیران کہ یہ کدھر گیا اور ساحرون سے لڑنے
لگی پشت پر ملکہ بہار کی جمشید آکر نکلا باغبان نے آواز دی ای بہار ہوشیار رہنا بہار
جبتک پلٹین دام جمشیدی اسکے کاندھے پر تھا وہ دام اس حیلہ ساز نے بہار پر مارا خاک
قبر جمشید بھی اڑا دی باغبان و مخمور جھپٹے کہ بہار کو رہا کرین جمشید نے اپنے ساتھہ والونکو
آواز دی کہ یارو لڑ بھڑ کر نکل آؤ معشوق کو مین نے پایا صحراے ویران مین آؤ یہ کہکے دونون
پانون زمین مین مارے باغبان و مخمور نے گئی گوے زمین پر پہنچے جمشید مہرہ کا غرق زمین ہو گیا
لشکر والے بازلبط بنکر بھاگے کوئی غرق زمین ہو گیا دور جاکر نکلا کوئی بشکل کبوتر اڑا تھوڑے
عرصے مین باغبان و گلچین و مخمور نے دیکھا صحرا مین سناٹا ہو گیا گمنام بھی اپنا سارا لشکر
صحراے ویران مین چھوڑ آیا تھا زخمی ہو کر وہین پہونچا باغبان و مخمور و گلچین چلے آتے ہین
جابجا لاشے پڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو چلے آتے ہین باغبان و مخمور کو
جو دیکھا بارگاہین خیمے چھولڑے جابجا لدے ہوے کھڑے ہین خواجہ لوٹنے لگے باغبان
نے کہا استاد حال تو سنیے ملکہ بہار کو جمشید لے گیا خواجہ نے کہا یہ مال مفت کا پڑا ہی
یہ تو لے لین پھر بات کرنا خیمے بارگاہین قبضے مین کین جو بارگاہ جمشید نے استادہ کرائی تھی اس بارگاہ مین
آکر باغبان و گلچین بیٹھے مخمور ٹہلتی ہوئی آتی ہی خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے جا چکے ہین کہ ایک
پنجہ آسمان سے گرا مخمور کو پنجہ اٹھا لے گیا باغبان و گلچین باہر نکل آئے مخمور نے ہر چند
زور کیا پنجے نے ہتا مارا کہ مخمور بے ہوش ہو گئی پنجہ لیکر غائب ہوا ابتو باغبان کو نہایت تردد

ہوا مصلا حیین ہونے لگین خواجہ نے کہا یقین ہی کہ جمشید ہی نے مخمور کو بھی بلوایا ہوگا یا خود ہی
آکر لے گیا مین جاتا ہون جاکے فکر کرتا ہون باغبان نے کہا اُستاد مین بھی آتا ہون لشکر مین
جاکر کیا مُنھ دکھا ئینگے بہار نے ہمارے واسطے کیا کیا کوشش کی خواجہ بدحواس پریشان ایک
جانب چلے باغبان و گلچین پر پرواز پیدا کرکے تلاش مین مخمور و بہار کی چلے اب حال بدمال
جمشید تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ بہار کو لیکر صحراے ویران مین آیا لشکر بھی اسکا آکر پہونچا اُدھر گمنام بھی
اپنے لشکر مین آیا جمشید نے بہار کو ایک قفس مین بند کیا پنجرا افسرون کو دیا کہا تم سب قلعۂ لالائیہ
پر چلو مین بھی آتا ہون پھر پر پرواز پیدا کرکے طرف صحراے بلور کے چلا مخمور کو آکر اُٹھا لیگیا
مخمور بیہوش ہی پنجہ کمر مین دیے ہوے جاتا ہی جمال بیمثال دیکھکر حیران حیران باتین کرتا ہی کہ پسران
حمزہ کیا خوش نصیب ہین کہ ایسی معشوقان پری چہرہ اُنپر عاشق ہین یہ سوچتا ہوا جاتا ہی کبھی دلسے
کہتا ہی اگر بہار نہ قبول کرے یہ پری پیکر کیا بہار سے کم ہی بلکہ حسن و جمال مین زیادہ ہی کیا حسین
و جمیل ہی لیکن مسلمانون کی کھنیل ہی دیکھیے کیونکر قبول کرے یہ سوچتا ہوا جاتا ہی لیکن خواجہ
جو چلے قریب کوہ فیروزہ کے پہونچے ملکہ گوہر فیروزہ پوش اپنے پہاڑ پر بیٹھی ہین کئی سی کنیزین
گرد ناچ ہو رہا ہی دور شراب بے اندیشہ چل رہا ہی خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا منھ مین پانی
بھر آیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر طرف پہاڑ کے چلے ایک کنیز کی شکل بنے ہوے ہین ایک گھاٹی
پر پہونچے شگوفہ نامے کنیز پہرے پر بیٹھی تھی عمرو نے اُسکو بیہوش کیا شگوفہ کی شکل بنکر آواز دی
ارے پہرا نہ بدلا یا جائیگا دوسری کنیز سنتے ہی پہرے پر آئی خواجہ بہ شکل شگوفہ محفل مین
آئے تن تنکے ملکہ گوہر فیروزہ پوش کے سامنے پھرنے لگے گائن جو تانین لگا رہی تھی کبھی اسکا
مُنھ چڑھاتے ہین کبھی مُنھ بناکر سر ہلاتے ہین ملکہ گوہر نے آواز دی کیون بی شگوفہ تمکو گانا
گلرنگ کا نہین پسند آیا شگوفہ نقلی نے کہا حضور یہ گانا کیا جانے بےسُری ہی دیکھیے گانا
اسے کہتے ہین گانا بہت دشوار ہی یہ کہکے بہ تعجیل بیٹھ گئی طبلے والی سے کہا بو اسید ھا ٹھیکہ
بجاؤ بہت بڑھو نہین یہ کہکے کہا حضور سنیے گانا اسکا نام ہی مین نے لاکھون روپے خرچ کیے
جب یہ کمال حاصل کیا

نظم

کافی بس اُسکو نشۂ ہر بوے شراب کا — ہو بوجہ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے — نقش قدم مین طور ہی چشمۂ آب کا

کٹتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر — بالائے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا

دیکھی جو اُسکی زلف ہوا محو داغ دل — ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا

ہر صبح وہی صبح ہی ہر شام وہی شام — انسان پر ہی زور فقط انقلاب کا

مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دور می — محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

اُسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر — ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا

تیری بہار نے یہ اُڑائے گلونکے رنگ — ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا

ارض و سما کے طبقے ہین بازیِ گنجفہ — چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا

آتی ہی خشک و تر سے مجھے بوے زلف یار — ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

سیری بغیر رہتے نہ دیکھا طلوع صبح — گذرا شب فراق مین موسم شباب کا

اپنی غزل یہ آپ مین لکھتا ہون اب غزل — دیکھو جواب ہی سخن لاجواب کا

گانا تو خواجہ کا مثل سحر کے ہی گوہر فیروزہ پوش نے ہنسکر کہا تُمنے تو ای شگوفہ آگ لگادی حقیقت مین کسیکی کیا مجال ہی کہ تیرے گانے کا جواب دے سب اہل محفل نے کہا حقیقت مین کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا شگوفہ نے نو گل کھلائے نئے طور کے فقرے سُنائے خواجہ نے کہا یہ حضور آپ نے کیا سُنا دوسرا کمال دیکھیے ساقی گری کرتی ہون سر سے شراب پلاؤن پانوُن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن ملکہ گوہر نے کہا ای شگوفہ یہ کمال تو عمرو مین سنے تھے کہا حضور جب کمال عمرو کا تمام جہان مین پھیلا اور کنیز نے بھی سُنا اپنے اُستاد سے کہا کہ جو جو کمال عمرو مین ہین وہ مجھے بتائیے اُستاد نے کہا بیٹا مشقت کرو سب کچھ آجائیگا کنیز نے برسون مشقت کر کے یہ کمال حاصل کیے اب حضور سماعت فرماوین کہ کنیز نے سب وہی ڈھنگ اُتارے ہین اگر عمرو عیار بھی اس جلسے مین ہوتا تو حال معلوم ہوتا گوہر نے کہا خدا نکرے سامری و جمشید نہ چاہین کہ ساربان زادہ ہماری محفل مین آئے کہ جس صحبت مین گیا وہ گھر برباد ہوا بڑے بڑے ملک اُسنے برباد کیے شہنشاہ طلسم ہوشربا اُسکی شکایت کرتے ہین شگوفہ

نقلی نے عرض کی حضور ذرا ملاحظہ تو فرمادین میخانے کی کنجی مجھے ملے گوہر نے کنجی پہنچانے کی شگوفہ نقلی کو دی عمرو نے جاکر شراب تو خراب کیا پکار کے کنیزون کو آواز دی ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے گا شراب تقسیم ہونے لگی جالیس گلابیان تکلف سے آراستہ کرکے محفل مین لائی گوہر نے کہا دیکھو شگوفہ کس سلیقے سے شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ پیجیے خواجہ بشکل شگوفہ وسط محفل مین آکے بیٹھے گوہر نیزہ پوش سے آنکھ ملائی جام شراب سر پہ غزل گانے ہو لیجیے نظم

بیچ کھا کر شانہ سے تو زلف گرہ گیر نہ کھینچ
دل سے دیوانے کو مت چھیڑ یہ زنجیر نہ کھینچ

ہم تو بچتے نہین تا شام وہ آئے بھی تو کیا
اے دعائے سحری منت تاثیر نہ کھینچ

اے ستم پیشہ مرے بعد کہان نشۂ عشق
دیکھ خمیازۂ حسرت ہو یہ شمشیر نہ کھینچ

ہو دوا میری وہی سو نہین ممکن کہ ملے
چارۂ دیگر رنج و مصیبت پے تدبیر نہ کھینچ

ہین نہ کھنچتا تھا مصور کہ وہ ہے شعلہ عذار
دیکھ تو نسخۂ قرطاس پہ تصویر نہ کھینچ

ہم جوان مرد محبت بھی سمجھ لینگے بھلا
اپنی ایذا سے تو ہاتھ اے فلک پیر نہ کھینچ

روز غم کون بھلا آنکے ہوتا ہی شریک
انتظار اے اثر نالۂ شبگیر نہ کھینچ

اتنی فرصت دے ستمگر کہ پہونچ جائے اجل
دم کے دم اور بھی سینے سے مرے تیر نہ کھینچ

مومن اب کیش محبت مین کہ ہی یہ جائز
حسرت حرمت صہبا و مزامیر نہ کھینچ

سر ہیکا کے سامنے گوہر کے عرض کی اب ایسی شہزادیونکو سر سے شراب پلانا چاہیے گوہر بھی بے اندیشۂ انجام شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دور ابا مصاحبون کو کنیزون کو پلانے لگے کنیزون سے اشارہ کیا صاحبو اپنے ہاتھ سے بھی پیو ہین تو سبکو پلاتے پلاتے تھک گئی کنیزین خود پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی کنیزین بیہوش ہونے لگین چند ساعتین گذری تھین کہ تمام محفل مع گوہر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی ‏‏| کہ آقا ہمارا جہان گیر ہی

یہ نعرہ کرکے محفل کو لوٹنے لگے یا تو پنجۂ نگارین تھا یا پنجۂ جلاد ہو گیا لوٹ بھی رہے ہین قتل بھی کر رہے ہین جادوگرنیون کو جو قتل کیا مرنے کی اُنکے صدا بلند ہوئی قضاے کار جمشید ثانی مخمور کو پنجے مین دبائے ہوے جاتا تھا کہ جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ یہان کون جادوگر قتل ہو رہے ہین کہین ساربان زادے کا گذر ہوا اُسی صدا پر متوجہ ہوا آسمان سے دیکھا کو د فیروزہ پر سب جادوگرنیان بیہوش پڑی ہین عمرو کپڑے اُتار اُتار کر قتل کر رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای جمشید ثانی ساربان زادے نے بڑی قیامتین برپا کی ہین شہنشاہ کو خاک خیال ہی سحر کرکے مخمور کو بر سر ہوا ٹھہرایا آپ تڑپ کے گرا نعرہ کیا باش او ساربان زادے منم جمشید ثانی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ کے بھاگون جمشید نے سحر کیا کہ پانٔون خواجہ کے زمین نے تھام لیے جمشید زمین پر آیا خواجہ کو پنجے مین دبایا باران سحر برسا کے سبکو ہوشیار کیا اب جو گوہر کی آنکھ کھلی دیکھا دریاے خون جاری ہی صدہا کنیزین بیسر پڑی ہین عمرو کو جمشید ثانی پنجے مین دبائے ہی گوہر نے گھبرا کر پوچھا اے جمشید تم کیونکر پہونچے کہا حضور مجھسے مسلمانون سے معرکہ پڑا ہی مخمور کو دیکھیے ہوا پر ٹھہرایا ہی آپ کو بچایا ساربان زادیکو گرفتار کیا شہنشاہ اسکے ہاتھ سے عاجز ہو رہے ہین سر اسکا کاٹ کر روانہ کرونگا ملکہ گوہر نے کہا اس ظالم نے میرے پہاڑ پر یہ آفت برپا کی کہا حضور اب ایسی سزا دیگا کہ اپنی ساری عیاری بھول جائیگا اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ساحرون کے گھر دیئین گھی کے چراغ جلین کہ دشمن خداوند مارا گیا ہرچند گوہر نے کہا کہ اس ساربان زادے کو میرے حوالے کرو جمشید نے نہ مانا عمرو و مخمور کو لیکر روانہ ہو گیا اول اپنے لشکر مین آکر پہونچا سب سردار انتظار مین تھے ملکہ بہار کو قفس آہنی مین قید کیا ہی مخمور کو بھی ایک قفس مین رکھا سرمنشا سے جادو مدار المہام ہی کہا تم عمرو کو قید کرو قلعۂ لالانیہ پر چلکر قتل کرینگے سر خدمت مین شہنشاہ کی جائے گا سرمنشا عمرو کو لیکر آیا اُسیوقت لشکر تیار کرایا طرف قلعۂ لالانیہ کے چلا مگر گمنام جو پلٹ کر لشکر مین آیا کہا یارو ہرکارے جائین جاکر دریافت کرین کہ جمشید کہان گیا ہرکارے گئے دریافت کرکے آئے عرض کی جمشید بہار و مخمور کو گرفتار کر لایا آج شب کو منزل بین الطرفین پہ اُترے گا وہان سے دو طرف راستہ ہی اسوجہ سے اُسکو بین الطرفین کہتے ہین یہ سُنکر گمنام نے حکم دیا

کہ لشکر تیار رہو آج اُسکے لشکر پر شبخون مارونگا معشوق کو چھین لونگا بڑا غضب ہی کہ ملکہ مخمور
کو بھی لیے جاتا ہی سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر قیامتین برپا کرونگا پہر دن رہے سے لشکر تیار کیا
تلاش مین لشکر جمشید کی چلا یہان جمشید اُسی منزل پر آکر اُترا جب لشکر اُتر چکا تو اسنے ایک
بارگاہ کو آراستہ کرایا اسباب عیش ونشاط رکھا شراب وکباب سب مہیا کیا قفس ملکہ بہار ومخمور کا
سامنے رکھا ہاتھ جوڑتا ہی منتین کر رہا ہی کبھی بہار کے سامنے کبھی مخمور کے روبرو خوشامدین کر رہا
ہی یہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اسکو کلمات سخت کہہ رہی ہین کہتی ہین او جمشید تو ہمکو بخدمت
افراسیاب روانہ کر دے اُسکو اختیار ہی جو چاہے ہمارے ساتھ کرے اگر تجھکو ہمارا
قتل کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال سر ہمارا حاضر ہی لیکن ایسے کلمات مہملات ہمارے روبرو نہ کر
ہم جان دینگے تیرا کہنا قبول نہ کرینگے جمشید نے قفس دونون لٹکا دیے آپ چھپر کھٹ پر آکے
لیٹا ہی کہ آواز الغرسے کی گمنام کے آئی گولے چلنے لگے تلوارین برسین خنجر گرے ہنگامہ لشکر
مین بلند ہوا جمشید نے خدمتگارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی خدمتگار باہر
گئے دیکھا خیمے بارگاہین جل رہی ہین گمنام ساحرون کو قتل کرتا پھرتا ہی ہزارون جادوگرون
کے لاشے زمین پر پڑے ہین آکر جمشید سے خبر کی کہ گمنام شبخون آیا ہی ہزارون کو قتل کر رہا ہی
لشکر بھاگنے لگا یہ سنتے ہی جمشید اُٹھا اسباب سحر لیے ہوے باہر آیا دیکھا لشکر قتل ہو رہا ہی
گمنام نے وہ وہ سحر کیے ہین کہ بارگاہین جل رہی ہین شعلے بھڑک بھڑک کر گرتے ہین بارگاہون
کو جلاتے ہین کسیکے کیے کچھ نہین ہو سکتا جادوگر ناچار ومجبور بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف ہنگامہ
ہی جمشید نے اپنے نام کا نعرہ کیا فوج پر گمنام کی جا پڑا ایکارکر آواز دی یارو کہان بھاگے
جاتے ہو مین ابھی اس بے حیا کو سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا جمشید چلا اِدھر سے یہ گھوڑا اُڑاے
ہوے جاتا تھا اُدھر سے گمنام آتا تھا دونون سے مقابلہ ہوا آپس مین سحر چلنے لگے جمشید
نے برق چمکائی سر جو گمنام کا زخمی ہوا دونون پانوُن مار کے غرق زمین ہو گیا زمین کاٹتا ہوا
چلا خبر تو یہ پا چکا ہی کہ فلان خیمے مین ملکہ مخمور وبہار ہین منظور ہی کہ جاکر انکو رہا کرون عین بارگاہ
مین جاکے نکلا دیکھا قفس مخمور وبہار لٹکا ہی قضاے کار باغبان قدرت وگلچین پھرتے
ہوے اسطرف آنکلے تھے ساحران کی صدا کان مین آئی باغبان وگلچین اسطرف متوجہ

ہوسے آکے دیکھا کہ جمشید ثانی لڑ رہا ہی ایک لشکر نے آکر شبخون مارا ہی باغبان و گلچین بہ صورت مبدل اُترے خدمتگارون سے پوچھا کہ مخمور و بہار کہان قید ہین خدمتگار نے بتا دیا کہ سامنے خیمے مین قید ہین باغبان نے گلچین سے کہا تم تو اس لشکر کا تماشہ دیکھو مین بہار و مخمور کو لاتا ہون یہ کہکے باغبان غرق زمین ہو گیا گلچین آمادہ کھڑی ہین کہ باغبان نکلے تو مین سحر کرون باغبان غرق زمین ہوکر اُسوقت خیمے مین پہونچا کہ گمنام جو زمین سے نکلا اور بہار کو قفس مین دیکھا بیقرار ہوکر دوڑا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا النظم

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا — کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا
کیا کیا اُلجھتا ہی تری زلفونکے تار سے — بخیہ طلب ہی سینۂ صد چاک شانہ کیا
زیر زمین سے آتا ہی جو گل سو زر بکف — قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا
اُڑتا ہی شوق راحت منزل سے اسپ عمر — مہمیز کہتے ہین کسے اور تازیانہ کیا
زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہی اپنی مشت خاک — بام بلند یار کا ہی آستانہ کیا
چار و نطرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر — دل صاف ہو ترا تو ہی آئینہ خانہ کیا
صیاد اسیر دام رگ گل ہی عندلیب — دکھلا رہا ہی چھپ کے اُسے دام و دانہ کیا
طبل و علم ہی پاس ہمارے نہ ملک و مال — ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا
آتی ہی کس طرح سے مری قبض روح کو — دیکھون تو موت ڈھونڈ رہی ہی بہانہ کیا
یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے — آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

چاہتا ہی کہ قفس بہار سے جاکر لپٹون کہ باغبان زمین سے پیدا ہوا آواز دی ادبے ادب خبردار بہار باغبان کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئی گمنام نے کہا ارے تو کون ہی میری تو اس معشوق پری چہرہ پر جان جاتی ہی مین نے جمشید پر شبخون مارا زخمی ہوکر یہان تک پہونچا باغبان برابر پہونچ گیا گمنام نے تلوار کا ہاتھ مارا باغبان نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا گمنام کا سر اُڑ گیا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گمنام جادو بود جمشید نے جو یہ آواز سُنی گھبرا کر کہا ارے گمنام کو کسنے مارا کیسی آواز آرہی ہی خدمتگارون نے کہا حضور جس خیمے مین بہار و مخمور ہین اُس خیمے سے آواز آتی ہی

جمشید اُسی خیمے کی طرف چلا کہ ایک بجلی چمکی مخمور و بہار سحر کرتی ہوئی چلین ادھر سے گلچین نے بھی
سحر کیا باغبان جھومتا ہوا نکلا بہار نے ایک نخل سے پتے اور پھول توڑے لشکر پر پھینک
مارے پھول برسنے لگے ہوا ٹھنڈی چلی پھول شگفتہ ہوے غنچے مسکرائے کئی ہزار جادوگر
مبہوت ہو کر سر ٹکرانے لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے کوئی مخمور کے
سحر سے دیوانہ ہوا باغبان نے بھی زمین ہلادی ہزارہا لاشہ پڑا ہے جمشید نے جو دیکھا کہ چارون
کے سحر نے خون کے دریا بہادیے طبقے زمین کے ہلا دیے نصف سے زیادہ لشکر تباہ ہوا
گھبرایا کہ اب قدم نہ ٹکین گے بھاگ کر نکل چلو ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہوگی
چارون ساحر برابر کے جو سحر باغبان نے کیا گلچین نے اُسکو پختہ کر دیا بہار و مخمور ملکر سحر
کر رہی ہین بہار نے پھول برسائے مخمور نے خون کا دریا بنایا سیکڑون کو ڈبو کے مارا یہ
بھی معلوم ہوا جمشید کو کہ گمنام ہاتھ سے باغبان کے مارا گیا اب مشکل ہوگی گمنام کی فوج
کے لوگ بھاگ گئے یا تو شبخون مارا تھا مالک کے مرنے کی جو آواز سُنی جی چھوٹ گئے لاشہ
مالک کا لیکر بھاگے جمشید نے قید خانے سے آکر خواجہ عمرو کو لیا چند افسرون سے کہا رنگ
لڑائی کا دگرگون ہے یہ ان لوگون سے سحر مین کم نہین ہون مگر رات کا وقت ہے لڑائی بگڑگئی مین
اپنے قلعے مین پہونچون تو کچھ لڑائی کا سامان کرون افسر خود گھبرائے ہوے تھے سب نے
کہا نکل چلیے اب ٹھہرنا بہتر نہین عمرو کو تو جمشید نے قبضے مین کیا چند افسرون نے ساتھ دیا
پر پرواز پیدا کر کے بھاگا باغبان وغیرہ جانتے ہین کہ جمشید لڑ رہا ہے رات بھر ساحرون
کو قتل کیا جب گریبان سحر چاک ہوا اور ساحر زرین پوش ہو مخانۂ مغرب سے نکل کر چرخ
زبرجدی پر آکے ٹھہرا اب احوال روشن ہوا دس پانچ ہزار ساحر جو رہ گئے تھے وہ فریاد
کرتے ہوے سامنے باغبان کے آئے افسرون نے دُہائی دی کہ ہم آپکی اطاعت کرتے
ہین باغبان نے ہاتھ روکا پوچھا جمشید کہان گیا ایک واقف کار نے بیان کیا کہ قید خواجہ
کو لیکر طرف اپنے قلعے کے گیا باغبان کو بڑا قلق ہوا بہار نے کہا لشکر مین کیا منھ دکھائینگے
سب کی یہی صلاح ہوئی کہ چڑھ کر چلو پانچ ہزار ساحران مطیع الاسلام کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ لالانیہ
کے چلیے یہان خواجہ کو لیکر جمشید قلعۂ لالانیہ مین آیا سرخ پوش جادو سے کہا اب

سماں بان آزاد

ساربان زادے کو قید کرد اگر وہ لوگ یہان آدینگے اُنھین کے سامنے عمرو کو قتل کرونگا عمرو کو
سلسل اور مطوق کرکے قید خانے مین رکھا اور سرخ پوش بطور نگہبانون کے دروازے پہ
بیٹھا چند جادوگر ساتھ ہین جمشید تخت پر آکے بیٹھا کوسے کھلوائے اسباب سحر نکلوار ہا ہی چاہتا ہی کہ کچھ
تحفہ جات سامری نکلین تو سحر تیار کرون جمشید اس فکر مین تھا یہان خواجہ جب قید خانے مین
آئے کبھی ہنسے کبھی روئے سرخ پوش نے دروازہ کھول کے دیکھا کہا ارے قیدی کیون روتا ہی
عمرو نے کہا ذرا اندر تشریف لائیے تو مین کچھ عرض کرون سرخ پوش اندر آیا عمرو نے کہا دروازہ بھیڑ
دیجیے سرخ پوش دروازہ بھیڑ کر بیٹھا عمرو نے کہا کیون ای سرخ پوش ہماری کوئی صورت رہائی کی بھی
ہی سرخ پوش نے کہا خواجہ تمسے جمشید بہت بدظن ہی یہ بھی خبر مشہور ہی کہ باغبان وغیرہ لشکر لیکر آتے
ہین جمشید کا یہ ارادہ ہی کہ تمکو سامنے بہار وغیرہ کے قتل کرے خواجہ نے کہا میری مراد یہ ہی کہ ہم
مسلمانون مین قاعدے مقرر ہین تیجہ دسوان بیسوان ہوتا ہی میرے پاس دو چار پیسے ہین وہ مین آپکو
دیے دون میری فاتحہ کر دیجیے گا سرخ پوش نے کہا آخر تمھارے پاس کیا ہی عمرو نے کمر سے روپے
نکالے سامنے سرخ پوش کے رکھدیے کہا میری ہتکڑیان لگا لیے جڑ پو بنے بھی رہا کیجیے تو
مین اور کچھ کنکر پتھر بھی نکالون لقا کے تاج سے نگینے نکالے تھے وہ میرے پاس ہین وہ بھی تم اپنے
پاس رکھو خیر ایک مہربان تو ملگئے بہت سلیقے سے نذر و نیاز کردوگے سرخ پوش سوچا ڈبلا پتلا
ناتنیا کہان بھاگ کر جائیگا ایک سحر مین گرفتار کرلونگا یہ سوچا کو عمرو کے جسم سے قید جدا کی اب
خواجہ رہا ہوے ہنس ہنسکر باتین کرنے لگے پوٹلیان کرسے نکالنے لگے سرخ پوش دیکھ دیکھ
کر خوش ہو رہا ہی عمرو نے ایک ڈبیا نکالی کہا لو میان سرخ پوش یہ وہ شی دی ہی کہ بادشاہون کو
نہ نصیب ہوئی ہوگی جب نمرود شکاکی کو مارا ہی تو اُسکے تاج پر لغب تھا سرخ پوش نے پوچھا کیا
کوئی الماس ہی عمرو نے کہا مین اسکا حال نہ بتاؤنگا اسے کھول کے نہ دیکھیے یہ مین آپ ہی کو دیتا
ہون جب گھر مین جائیے گا بھابی صاحب کے سامنے کھولکے دکھائیے گا بھابی صاحب بہت
خوش ہونگی تمھاری وہ جورو میری بھاوج ہین میرا اسلام کہدینا سرخ پوش نے کہا خواجہ مین
دیکھ تو لون عمرو نے کہا میری بلا سے دیکھو ایسی شی ہی کہ دیکھ کے دیوانے ہو جاؤگے سرخ پوش نے
خوشی مین ڈبیا کو کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی سرخ پوش بیہوش ہوا خواجہ نے زبان مین سوزن

دی گلے مین گیند ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلے مونڈھے پر آکے بیٹھے نگہبانون سے کہا تم حفاظت رکھنا آپ طرف بارگاہ جمشید کے چلے یہان جمشید بیٹھا ہی تحفہ جات نکل رہے ہین کہ خبر پہونچی سرخ پوش آتا ہی جمشید نے کہا جلد بلالو سرخ پوش سامنے پہونچا جھک کر سلام کیا جمشید نے پوچھا کیون ای سرخ پوش سار بان زادے کی حفاظت ہی کچھ فریب تو نہین کیا کہا حضور میرے سامنے کیا مکرو فریب کرسکتا ہی ذرا اٹرایا تو میرا بابا مین نے دو ہاتھ مار دیے نیم بسمل ہو رہا ہی مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی مین نے ابھی خبر پائی ہی آپ سے عرض کرون آیندہ آپکو اختیار ہی جمشید ساتھ ہوا تنہائی مین لیکر آیا خواجہ باتین کرنے لگے کہ حضور انتظام کرین مین نے خبر پائی ہی کہ باغبان و بہار وغیرہ لشکر لیکر آتے ہین یہ باتین کرتے کرتے گلوری نکال کر عرض کی حضور کا مُنہ سوکھا ہوا ہی سرخ رو رہیے جمشید نے گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے اُتری جمشید نے گھبرا کر کہا ای سرخ پوش میرا دم گھبراتا ہی کہا حضور اُٹھکر ٹہلین اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہ دی ایک چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا آپ جمشید کی شکل بنکر باہر نکلے تخت پر آکے بیٹھے چونکہ کوسٹے کھلے ہین خواجہ نے حکم کیا جواہر خانے کھولو جواہر خانے سے صندوقچے آنے لگے خواجہ دیکھ دیکھ کر نذر زنبیل کر رہے ہین قضاے کار افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا ساحرون نے ذکر کیا کہ جمشید ثانی سے مقابلے پڑے ہین افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہ جمشید کس حال مین ہی مسلمانون سے مقابلہ کر کے تو بچنا دشوار ہی جو اُسنے لڑا وہ مارا گیا یہ خیال کر کے کتاب کو دیکھا جمشید کا حال صاف معلوم ہوا کہ جمشید کو عمرو نے پکڑ لیا اُسی کی شکل بنا ہوا تخت پر بیٹھا ہی یہ دیکھتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا عمرو نے جمشید کو پکڑ لیا بدولت خود جاتے ہین سرمایۂ برف انداز اور ابریق کوہ شگاف بھی حاضر ہین ان دونون نے عرض کی غلام جائین افراسیاب نے کہا وہ نہایت طرار دفترار ہی جست و خیز کر کے نکل جائیگا بدولت خود ہی جاوینگے یہ بات کہکے افراسیاب خود اُٹھا غصے مین چلا یہان خواجہ تخت پر بیٹھے ہین جواہرات طلب فرما رہے ہین افراسیاب نے جب دیکھا کہ مین قلعے کے قریب آگیا سوچا کہ ذرا امیر اسابہ بھی دیکھ لیگا

تو بھاگ جائیگا غرق زمین ہو کر چلا خواجہ صندوقچے جواہرات کے اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کر رہے ہین اب خزانہ طلب فرمایا ہے کہ برابر سے تخت کے زمین شق ہوئی افراسیاب نے سر نکال للکار کر آواز دی او ساربان زادے خواجہ نے چاہا اُٹھون افراسیاب نے اشارہ کیا تخت نے پانوٗن خواجہ کے پکڑ لیے خواجہ ناچار ہوے افراسیاب نے نکلتے ہی خواجہ کو گرفتار کیا کہا بتلا جمشید کہان ہے عمرو نے کہا بھلا حضور سے مین جھوٹ بولونگا آپ ہی تو میرے قدردان ہین یہ سکھلے کھاکر مین سو جو دہین افراسیاب نے جمشید کو جاکر ہوشیار کیا جمشید اپنا حال دیکھکر بہت گھبرایا افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی جمشید رونے لگا کہا حضور مسلمانون نے مجھے بہت صدمے دیے حضور نے بڑا احسان کیا ورنہ نہین معلوم یہ ساربان زادہ میرا کیا حال کرتا جواہر خانہ تو غائب کر چکا اب روپیہ طلب کیا جاتا تھا افراسیاب تخت پر بیٹھا ہے جمشید حال اپنا کہ رہا ہے سرخ پوش کو قیدخانے سے بلوایا اُسکو بھی ہوشیار کیا اب افراسیاب ٹہلتا ہوا چلا جمشید و سرخ پوش اسکے ہمراہ ہین افراسیاب کھڑا ہوا ہے کہ دیکھا صحرا سے ایک گرد اُڑی لکہ ہاے ابر گلنار پیدا ہوے لپٹین پھولونکی آئین افراسیاب بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا باغبان قدرت مرکب باد رفتار پر اور ملکہ گلچین طاؤس زرین بال پر تخت پر ملکہ بہار و مخمور لگے ابر گلنار سر پر سایہ فگن پھول برس رہے ہین بہار گلعذار کی رعنائی زیبائی ملکہ مخمور شعلہ جوالہ افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے جمشید ثانی ان دونون نے مجھکو بے موت مارا بہار کے نکلجانے سے باغ سیب مین سناٹا ہوگیا راتین تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہاے جمشید کیا کہون کیونکر خاموش رہون نظم

طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا	اندھیر گیسوے سیہ یار نے کیا
گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا	مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
نازو ادا کو ترک مرے یار نے کیا	غمزہ بنا یہ ترک ستمگار نے کیا
افشان سے کشتہ ابرو خونخوار نے کیا	جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
قامت تری قلیل قیامت کی ہو گئی	کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
سوداے زلف مین مجھے آیا خیال رخ	مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا

سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا

پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا

حلقے کی ناف یار کی تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

عشق بہار مین اشعار جو سامنے جمشید کے افراسیاب نے پڑھے جمشید جلکر خاک ہوگیا جی مین کہتا ہی اور غضب دیکھیے ملکہ بہار پر عاشق ہی سامنے تو نہ کچھ کہہ سکا سر جھکا کر خاموش ہو رہا بہار و مخمور جو اترین اور باغبان کی نگاہ پڑی کہ افراسیاب بالاے قلعہ کھڑا ہی ہوش اڑ گئے پلٹ کر بہار سے کہا لو غضب ہوا افراسیاب یہان موجود ہی ہرکارے نے بھی خبر دی کہ خواجہ گرفتار ہو گئے باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہار کا بھی رنگ رو متغیر ہوا مخمور کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین تھرتھر کانپتی ہی اور کہتی ہی اگر افراسیاب لشکر لیکر آئے تو کیا غضب ہو باغبان نے کہا ہر چہ برسرم چون تو پسندی رواست آپ جو خدا چاہیگا وہ ہووے گا مخمور و بہار کو بڑی بیقراری ہی افراسیاب نے کہا اے جمشید لشکر مقابلے مین نکالو مابدولت بھی نہ جاوینگے ان سبھون کو سحر کا حوصلہ بڑھے کل ان سبکو گرفتار کر لونگا جمشید نے اسیوقت لشکر بیرون قلعہ نکالا مگر حیران ہی کہ کیا ہوگا اگر افراسیاب بہار کو گرفتار کرکے لیجائیگا میرے دلکو کیونکر صبر آئیگا اس پریشانی مین بارگاہ بیرون قلعہ استادہ کرائی مگر پیٹ پکڑے پکڑے پھرتا ہی افراسیاب بھی آکر بارگاہ مین داخل ہوا مخمور و بہار وغیرہ پریشان ہین افراسیاب نے جمشید سے کہا طبل جنگی بجواوے جمشید نے طبل جنگی بجوایا باغبان کو بھی ہرکارون نے خبر دی باغبان نے بھی طبل جنگی بجوایا اب یہان جمشید پریشان ہی کبھی قلعے مین جاتا ہی حیران ہی کہ مین کیا کرون آخر گھبرایا ہوا اور قید خانے پر آیا سرخ پوش بیٹھا ہوا تھا اسنے پکارا کون آتا ہی جمشید سامنے سرخ پوش کے رونے لگا کہا اے سرخ پوش کیا کرون ہرچند اے شہنشاہ نے مجھکو اگر رہا کیا اگر وہ تشریف نہ لاتے تو بیشک میرے ملک کا خاتمہ تھا اگر شہنشاہ نے مجھکو بچایا اب بدعت بھی وہ ہی کہ جو دل سے اٹھ نہین سکتی صبح کو جو مقابلہ پڑیگا شہنشاہ میدان مین خود نکلین گے کون انسے مقابلہ کر سکیگا اگر بہار کو گرفتار کرکے

لیگئے ہین اپنی جان دونگا مجھسے یہ صدمہ نہ اٹھیگا جب بہار کو دیکھتا ہون گل عیش شگفتہ ہوتا ہی چاہتا ہون کہ جان اپنی اُسکے قدم پر نثار کرون روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون کو بصارت ہوگی اسکا دیدار فرحت آثار ہی ہاے مین کیا کرون شہنشاہ کے سامنے کچھ نہین کہ سکتا کبھی سوچتا ہون جا کے بہار کی شرکت کرون لیکن شہنشاہ سے لڑ نہین سکتا اگر مقابلہ کرونگا گرفتار ہونگا کیون ای سرخ پوش مین کیا کرون کوئی تدبیر معقول بتاؤ مجھکو کشاکش سے چھڑاؤ جب مین اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھتا ہون روح قالب مین تڑپتی ہی کیا کہون کہ کیا گذرتی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون طرف صحرا کے نکل جاؤن

نظم

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہان تلک	یون موت سے شکایت پیہم کہان تلک
اُس مہروش کا روز کے رونے سے کیا حصول	ای اشک بیقرار ے شبنم کہان تلک
گردن جھکی ہوئی بھی رہی بار دوش ہی	ای دل خیال ابروے پر خم کہان تلک
جل جلکے میرے دلکی طرح خاک ہو گیا	ای آہ سینہ سوز ے ہمدم کہان تلک
مین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو	اللہ مجھسے تنگ ہی عالم کہان تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہو گئے	ای دست وصل عیش کا ماتم کہان تلک
ہی جستجوے یار مین سعی رہ عدم	ای شوق دیکھیے کہ رہے دم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہاے	کھایا کرون امید اثر سم کہان تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین	آخر تحمل قلق و غم کہان تلک
اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے	بیٹھین گے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

سرخ پوش سے جو رو روکر اپنا حال بیان کیا اور طالب ہوا کہ صلاح نیک بتاؤ خواجہ عمرو قیدخانے مین بیٹھے ہوے سب حال سُن رہے تھے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ساحران ذرا میرے پاس آئیے مین آپکو صلاح بتاؤن معشوق سے بھی ملاؤن اگر میری عرض پر پابند ہوجیے معشوق بھی ملے سلطنت ہوشربا بھی لیجیے یہ باتین سُنکر جمشید شادان و فرحان اندر آیا کہا ای ارسطو فطرت و لقمان حکمت ای ماہ آسمان عیاری ای نجم درخشان برج طراری دیکھیے تو قیامت برپا ہی میری جان پر بنی ہی کہ کیا تدبیر کرون افراسیاب نے آکر مجھکو بچایا اب دوسری مصیبت یہ ہی کہ بہار پر

وہ عاشق ہی اب طبل جنگی بجوایا اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی جو کہتا ہی وہی کریگا عمرو نے کہا
آپ کیون گھبراتے ہین مین وہ تدبیر کرون کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہون اٹھارہ سو ملک مین
ڈنکا بجے میرا کہنا مان لیجیے مجھے رہا کیجیے آپ کو بیہوش کر کے صندوق مین بند کر دون آپ کی
شکل بنکر سامنے افراسیاب کے جاؤن بہار وغیرہ سب میرے قبضے مین ہین بہار کو سمجھا دون
کہ جمشید کے ساتھ شادی کیجیے میرے کہنے سے مجال نہین کہ جو انکار کرین مین نے ہزار جگہ
جان بچائی اگر انکار کرین گرفتار کرلاؤن جمشید نے کہا خواجہ مجھے بیہوش نہ کرنا عمرو نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہوگا وہی کیا جائے گا افراسیاب کو یہان پکڑ کے مار ڈالیے صبح کو
چنکر تخت سلطنت ہوشربا پر بیٹھیے تمام ملک مین مشہور ہوجائے کہ شہنشاہ جمشید ثانی نے طلسم
ہوشربا پر قبضہ کیا کسکی مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے اگر کوئی سرکشی کرے گا مین
عیاری کر کے پکڑ لونگا ملکہ مہرخ کو کس عہدے پر پہونچایا اب بائیس لاکھ فوج ہی ہم نبرد افراسیاب
کہلاتی ہین جو سردار سرکشی کرے گا اُسکو عیاری سے گرفتار کرونگا تمھارے قدمون پر گرا دونگا
یہ جو خواجہ نے فصاحت بیانی کی جمشید قدمون پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری تمکو وزیر
اعظم دستور المعظم کرونگا تمھارے ہی پاس باج و خراج آئے گا مجھے فقط معشوق پریچہرہ سے
مطلب ہی عمرو نے کہا معشوق لیجیے سلطنت بھی کیجیے لیکن اس راز سے کوئی آگاہ نہو میرے
آپ کے درمیان مین یہ راز رہے آپ نے سرخ پوش سے سب حال کہدیا دروازے پر بیٹھا ہی
سُن بھی رہا ہی ایسا نہ ہو افراسیاب سے کہدے کہ جان بچانا مشکل پڑے شراب منگائیے اُسکو
بیہوش کر کے مار ڈالیے اسیطرح پردہ رہے مین ابھی چلکر افراسیاب کو لیتا ہون جمشید خوشی
خوشی دوڑا گیا ایک کنٹر شراب کا اُٹھا لایا خواجہ کے جسم سے قید دور کی اب جو خواجہ رہا ہوے
کہا سرخ پوش کو اندر بلا لیجیے جمشید نے پکارا اے سرخ پوش یہان آؤ سرخ پوش اندر
آیا عمرو نے جمشید کو دکھا کر بیہوشی ملائی سرخ پوش کو جام پلایا سرخ پوش خوشی خوشی
پی گیا پیتے ہی گھبرایا جمشید سے کہا میرا دل گھبراتا ہی جمشید نے کہا ذرا ٹہلو ٹہلو سرخ پوش
اُٹھا اُٹھتے ہی گرا جمشید نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا کہا لو خواجہ دراندار کو مارا اب میرے تمھارے
عہد ہوتا ہی کہ تمکو طلسم ہوشربا کا مدار المہام کرونگا تمھاری رائے پر کاربندی ہوگی عمرو نے

کہا اب مجھکو قدردان ملا اب مین سب کچھ کرونگا حمزہ وغیرہ کو تباہ کرونگا ایک دن مین سبکو مٹادونگا طلسم ہوشربا پر بڑے لطف سے قبضہ ہو ملکہ حیرت و بہار کا محل کرو جتنی نازنینان مہ جبینان ہین سب پر تمھارا قبضہ ہو شاہزادیون کے ساتھ تمھاری شادی ہو یہ سب محل ہونگے جو سرکشی کریگا اُسے پکڑ لاؤنگا تمھارے قدمون پر گراؤنگا حمزہ کیا تھا ایک مجاور زادہ خانہ کعبہ مین نے نوشیروان کو مٹا یا حمزہ کو بادشاہ جلیل بنایا اب اُنکا کون مقابلہ کرسکتا ہی میرے ہی مٹانے سے مٹینگے سب جگہ تمھاری سلطنت ہوگی اُنپر جمشید جھومنے لگا خواجہ کی باتین سُنکر مبہوت ہوگیا کہا تم جو کہو مین غلام ہون جو تم کہوگے وہی کرونگا عمرو نے کہا ایک جام شراب تو پیو جمشید نے کہا جو خوشی ہو آپکی عمرو نے خوش کرنے کو جمشید کے یہ چند اشعار بھی گائے نظم

فراق غیر مین ہی بیقراری یاب اپنا سا　　بنایا تو نے اُسکو بھی دل بیتاب اپنا سا
کسی کا سوز دل ہرگز مجھے باور نہین آتا　　تو سب کو جانے ہی اے مہ جہانتاب اپنا سا
جواب خون ناحق مہر ایسا کیا دیا تو نے　　کہ ظالم رہ گئے منھ لیکے سب احباب اپنا سا
اگر مرضی یہی ٹھہری کہ تجھکو چھوڑ دون مجھکو　　بتادے اور کوئی غیرت مہتاب اپنا سا
یہ رنگ آمیزیان کیسی ہین کسکا ڈر ہی دیکھو تو　　مجھے تو کچھ نظر آتا ہی یہ خون ناب اپنا سا
بناوٹ سے وہ زلفین لاکھ بل کھایا کرین لیکن　　یہ ممکن ہی نہین ہووے پیچ وتاب اپنا سا
اگرچہ شعر مومن بھی نہایت خوب کہتا ہی　　کہان ہی لیک معنی بند مضمون یاب اپنا سا

جمشید یہ اشعار سُنکر جھومنے لگا جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جمشید کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا جمشید کی شکل بنکر باہر آیا سب نگہبان ساتھ ہوے کہا جواہر خانے مین حکم پہونچا بارگاہ مین صندوقچے آئین مگر جلدی کرنا ہی مین جنگ کا انتظام کرتا ہی داروغہ دوڑا صندوقچے جواہرات کے لاکر بارگاہ مین رکھے خواجہ آئے سب صندوقچے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے خزانہ منگوایا وہ بھی نذر زنبیل کیا آپ جمشید کی شکل بنے ہوے طرف بارگاہ افراسیاب کے چلے لشکر مین حکم دیتے ہوے چلے آتے ہین سب تیار رہین افسر لوگ ہوشیار رہین صبح کو لشکر مسلمانان کو لوٹنا ہی یہ کہتے سنتے بارگاہ مین آئے افراسیاب تخت پر بیٹھا ہی انتظار جمشید کر رہا ہی کہ اب جمشید نقلی نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے جمشید کیا انتظام کیا کہا حضور سب لشکر

تیار ہی صبح کو سرکار دیکھین گے سبکو گرفتار کر لاؤنگا اب سرکار آرام فرمائین شراب کو نوش کرین افراسیاب نے کہا خوشی تمھاری جمشید نقلی نے جام لبریز کیا بیہوشی ملائی سامنے افراسیاب کے پیش کیا افراسیاب نے جو جام شراب کا دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای جمشید کیا کہون جیسا جدائی نے بہار کی صدمہ دیا ہر وقت اسی کا تصور رہتا ہی دل تڑپتا ہی قلب پھڑکتا ہی نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین جبین نہ ای بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہی عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہی پسند اسے چال یار کی
سُن لیجو پانون کبک دری کا اُکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح
منزل سے زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقو نکے نہ اٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گانون نہین جب اُجڑ گیا

ہر سو کی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو سرخ لعل لب یار کا خیال
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے پچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینے مین داغ دل نخ مین ناسور پڑ گیا

افراسیاب عرصہ دراز تک رویا عمرو نے کہا حضور اسکا خیال نہ کرین جو گذر گیا وہ گذر گیا کل سے حضور کی خدمت مین بہار ہوگی افراسیاب نے کہا اُس ظالم کو اب انکار ہی بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہی ہمکو دشمن جانتی ہی عمرو نے کہا آپ جام نوش فرمائیے اور آرام کیجیے صبح کو غلام سمجھ لیگا افراسیاب نے جام شراب پیا پیتے ہی جا کے چھپر کھٹ پر لیٹا لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے تاج تو الگ سے لے لیا آپ بارگاہ سے نکل لشکروالونکو ترغیب دیتے ہوے چلے سننے کہا حضور کہان تشریف لے چلے جمشید نقلی نے کہا شہنشاہ نے واسطے ایک کام کے بھیجا ہی لشکر مسلمانان مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگے ملکہ مخمور و بہار و باغبان گلچین حیران و پریشان بیٹھے ہین

آپس مین کہ رہے ہین دیکھین تقدیر کیا دکھائے بڑے ظالم سے مقابلہ ہی اُنہر اسباب کا سحر کون دفع کریگا باغبان کہتا ہی بڑا غضب یہ ہی کہ خواجہ عمرو و قبیلہ انکا اگر وہ ادستو فطرت لقمان حکمت یہان ہوتے تو کوئی تدبیر کرتے ای بہار و مخمور دلگیرین تم لوگ رات ہی رات نکل جاؤ مین صبح کو لڑونگا اپنی جان دونگا ملکہ بہار رونے لگین کہا ای باغبان یہ ہو سکتا ہی تجکو اس بلا مین چھوڑین ہم اپنی جان بچائین افسوس یہ ہی کہ تابکوہ عقیق نہ پہونچے کہ ایک مرتبہ زیارت شہنشاہ کر لیتے تقدیر نے نچایا اب دلکی یہ کیفیت ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے صبح کو کیا پیش آئے افسوس دلکی دل ہی مین رہی لشکر سے جدا ہوے اس آفت مین مبتلا ہوے بقول شاعر نظم

رُخ و زلف پہ جان کھویا کیا — اندھیرے اُجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار — قلم اپنا موتی پرویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر — مین جاگا کیا بخت سویا کیا
رہی سبز بے فکر کشت سخن — نہ جوتا کیا مین نہ بویا کیا
برہمن کو بانون کی حسرت رہی — خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
مزا غم کے کھانے کا جسکو پڑا — وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا
زنخدان سے آتش محبت رہی — کوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

بہار کے رونے پر مخمور بھی بیقرار ہی باغبان کہ رہا ہی ای بہار و مخمور تم نکل جاؤ برائے خدا اب تمھارا رہنا بہتر نہین ہم پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے بہار و مخمور کہتی ہین ای باغبان یہ غیر ممکن ہی اپنے مالک بے نیاز سے رجوع کرو چارون دعائین مانگ رہے ہین ای معبود بے نیاز ای خالق کارساز ہمکو اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات ملے بہار نے کہا ای مخمور اُسکی عنایت شریک ہو سب آسان ہی نظم

جلوۂ شان بہ بیند گر ز صنعت آدمی — میرسد در منزل وحدت ز کثرت آدمی
محض نادان است گر بہر معاش چند روز — ہست پابند ریاضت بے ضرورت آدمی
وائے صد حسرت کہ بہر خواہش نفس شریر — عمر ضایع میکند در عیش و عشرت آدمی
میرود تنہا ز دنیائے دنی وقت سفر — باوجود ملک و مال و جاہ و حشمت آدمی

	آدمی آخر زخدمت میشود مخدوم خلق		میکند حاصل ز محکومی حکومت آدمی	
	باشد از ہر شر بشر محفوظ با عجز و نیاز		یابد از صدق عبادت قدر عظمت آدمی	
	ہیند یا چون رفتنی است آخر ازین دار المحن		پس چرا باشد بفکر استقامت آدمی	

اسوقت دربار مین ملکہ بہار کی عجب کیفیت ہی سب سردار بیقرار اہالی لشکر اشکبار مگر ثابت قدمان کوے جرأت آمادہ مرگ ومہیاے قضا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ لڑینگے سر دینگے اپنے مالک کا ساتھ نچھوڑینگے ہرچند باغبان نے کہا بہار نے جانا قبول نہ کیا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی سر اُٹھا کر سب دیکھنے لگے دیکھا خواجہ عمرو بھاگے ہوے آتے ہین سب خوش ہوگئے بہار مخمور نے کہا لو باغبان مبارک ہو خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی ہمین تردد اور انتشار نہ ہوگا اسقدر دل بیقرار نہ ہوگا ہمارے سرپرست آگئے جو مناسب یہ جانینگے وہ کرینگے ہمکو ظالم کے ہاتھ سے بچائینگے خواجہ نے آتے ہی کہا ای باغبان جلدی کرو اب یہان سے نکل چلو افراسیاب کو بیہوش کرکے آیا ہون صبح ہوتے ہی ہوشیار ہوگا میان جمشید ثانی کو مین نے زنبیل مین رکھ لیا لشکر مین چلکر اسکا دربار سمجھا جائیگا باغبان وگلچین و بہار و مخمور آمادہ ہوئین باغبان نے نکلتے ہی آواز دی سب افسران فوج تیار ہوکر آئے سمجھے شاید اسی وقت مقابلہ پڑے گا اسباب سحر سے درست چالاک وچست باغبان نے کہا کل لشکر کو تیار کرو افسرون نے سب کو تیار کیا رات ہی رات طرف اپنے لشکر کے چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوے یہ کیکلے گئے بہت جلد آلو راہ مین کہین نہ ٹھہر تار واروی کرتے ہوے جاتے ہین سرداران مذکور دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین رات کو بھی کسی مقام پر نہین ٹھہرتے یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا افراسیاب کا حال عرض کرتا ہون کہ افراسیاب جو صبح کو اُٹھا حرارت بیہوشی باقی تھی پریشان ہوکر کہا جمشید کہان ہین دست بستہ ملازمون نے عرض کی حضور قلعے مین ہونگے کہا جاکر بلالاؤ خدمتگار گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض کی حضور قلعے مین جمشید کا پتہ نہین جا بجا تلاش کیا کہین نشان نپایا یہ سنکر افراسیاب برہم بیٹھا ہی کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی حضور نیا معاملہ ہی کہ قید خانہ خالی پڑا ہی سرخ پوش جادو کی لاش اُس مقام پر ہی عمرو قید خانے مین نہین ہی افراسیاب

جھلاآکر اُٹھا در قید خانے پر آیا لاشہ سرخ پوش کا دیکھا کہا عمرو اسکو مارکر نکل گیا لاش باہر لاؤ
لاش جو باہر آئی سینے کا زخم دیکھکر افراسیاب نے کہا یہ تو کسی ساحر نے مارا ہی یہ کہکر افراسیاب
نے انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز آئی کہ اسکو جمشید ثانی نے مارا افراسیاب نے کہا یارو
تم جانتے ہو کہ جمشید نے سرخ پوش کو کیون مارا آخر جمشید کیا ہوا اچھلاکر ایک دستک دی
سامنے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین کم سن حسین ماہ پیکر رشک قمر سنہری کپڑے پہنے
ہوئے گُچھا کنجیونکا ازاربند مین بندھا ہوا افراسیاب نے کہا ای کندن جلد جاؤ کوہ بلور پر جو
کوٹھا بند ہی اُسمین کتب خانۂ سامری ہی اُسمین کتاب رکھی ہی کتاب سوانحات سامری اُسکو
جلد لاؤ کندن نے سر جھکایا رنجیدہ ہوکر عرض کی اُس کتب خانے کے کھولنے کا حکم نہین ہی
لونڈی سمجھ گئی کہ آپکو کوئی ضرورت ہی انگشتر جمشید سے دریافت کیجیے آپکو سب طرحکا اختیار ہی
مین کچھ نہین کہہ سکتی افراسیاب نے کہا تیرے باپ کا اجارہ ہی ابھی کنجیان چھین لونگا تجھکو معزول
کرونگا ہم تجھسے قاعدہ کب پوچھتے ہین ہمین لفظاً لفظاً دریافت کرنا ہی کندن روانہ ہوئی بعد تھوڑے
عرصے کے کتاب لیکر آئی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کتاب ہاتھ مین دیکر کہا ہم سبکے
زوال کا وقت آگیا آپکی بدعت نے خوب سر کھینچا لاچین و بلقیس کی آہ نے آسمان کو ہلادیا
کھول کر کتاب دیکھیے سر کتاب پر یہی لکھا ہی جب کتب خانہ سے یہ کتاب منگائی جائیگی بس
اُسی سال مین طلسم ہوشربا فتح ہو جائے گا افراسیاب نے کہا لکھنے والون نے جھک مارا
قلم ہاتھ مین تھا جو چاہا لکھدیا ہوشربا کو کوئی فتح کرسکتا ہی ایسی ایسی بلائین ہین کہ اگر ایک ساحر
کو بلا بھیجون ایک دن مین تمام عالم کا خاتمہ کردے وہ سب مابدولت کے ملازم ہین ہین
ایسی واہیات بات کو دیکھکر کیا کرون کندن سر جھکائے سُنا کی آخر کو چپکے سے اتنا بولی
کہ جو ارشاد ہی وہ بجا ہی اس غرور نے یہ نوبت بہم پہونچائی صورت انقلاب دکھائی افراسیاب
نے کہا تجھے کیا مطلب ہی یہ کہکے کتاب کھول کے دیکھا اُس کتاب مین لفظاً لفظاً احوال معلوم
ہوا کہ جمشید بہار پر عاشق ہی آپ نے جو اپنے عشق کا حال بیان کیا جمشید کو بہت ناگوار
گذرا اُسنے رات کو عمرو سے میل کیا عمرو نے سرکار کو بیہوشی پلا کے غافل کیا جمشید
کو زنبیل مین رکھ لیا آپ طرف اپنے لشکر کے گیا بہار وغیرہ بھی گئین افراسیاب کا

چہرہ سرخ ہوگیا مثل بید کے کانپنے لگا کتاب تو بند کرکے گندان کو دی کہا اسے جاکر کوٹھے مین بند کردے یہ وہ تحفہ ہی کہ سامری و جمشید نے جسدن سے اسکو تصنیف کرکے اس مکان کے سپرد کیا آجتک یہ کتاب باہر نہ نکلی تھی تو بیٹا گندان ہمارے غصے کا خیال نکرنا کتاب کو جاکر بہت حفاظت سے رکھنا جمشید بیچارا جمال بہار دیکھکر عاشق ہوا اس حسد مین اُسنے عمرو سے میل کیا یہ حرکت کر گذرا یہ نہ سمجھا کہ شہنشاہ مائل ہین جسدن سیر اُسکا سیاہ بنا ہوگا صفائی ہوجائیگی مین ذرا ابھی عذر کرون بہار قبول کریگی یہ عرض کرونگا نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

غضب ہی جانکو پہلو مین ہونا دلسے دشمن کا
محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتلکو
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

چنی افشان جو پیشانی پہ اُسنے چاندنی چھٹکی
ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

گرا ہین آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
کف داؤد مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا

کیا اک آہ مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

افراسیاب بہت بیقرار رہا ہی کہتا تھا کہ مجھے بڑا صدمہ ہی کہ جمشید اپنے مزاج مین کیا سمجھا جو بہار پر عاشق ہوا جاکر قیامت برپا کرتا ہون انھین ساحرون مین سے ایک ساحر زبردست کو قلعے کا حاکم کیا آپ پر پرواز پیدا کرکے چلا کوہ فیروزہ پر گذرا افراسیاب نے دیکھا کوہ فیروزہ ویران پڑا ہی چند سپاہی جابجا بیٹھے ہین افراسیاب اُتر آیا پوچھا گوہر فیروزہ پوش کہان ہی سپاہیون نے عرض کی عمرو یہان آیا تھا سبکو بیہوش کرکے لوٹ رہا تھا کہ جمشید نے اُسکو گرفتار کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کو بہت ناگوار تھا جمشید تو عمرو کو لیگیا ملکہ لشکر تیار کرکے برائے قتل مسلمانان تشریف لیگئی ہین افراسیاب اُس پہاڑ سے بڑھا ایک صحرا مین دیکھا لشکر گوہر فیروزہ پوش اُترا ہی لشکر مین جہل پہل ہی افراسیاب اُتر آیا گوہر استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائی کہا ای شہنشاہ

مین جاتے ہی مسلمانون پر آفت برپا کرونگی عمرو نے کئی سو کنیزون کو قتل کیا مین نگوڑے عمرو کو جانتی ہی نہ تھی عمرو کو جمشید سے گیا قتل بھی کیا ہوگا وہ کہتا تھا مین زندہ پکڑونگا افراسیاب نے سب حال جمشید کا بیان کیا کہا جمشید کو بھی وہ گرفتار کرکے لے گیا بھیجا نکہرام بہار پر عاشق ہوا اسی جوش عشق مین آفت مین پھنسا اب مین جاکر اسکی فکر کرتا ہون گوہر نے کہا حضور تکلیف نہ فرماوین طرف باغ سیب کے جاوین مین جاکر سب سے سمجھ لونگی افراسیاب نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا ای گوہر مسلمانون کی کوئی حقیقت نہین مگر عیار بلاے روزگار ہین جو ساحر اُنکے مقابلے مین گیا پھر زندہ نہ پلٹا گوہر نے کہا کنیز سمجھ گئی اب مجھ پر کوئی عیاری نکر سکیگا حضور تشریف لیجائین آپ لونڈی غلامون کے بارے مین کچھ تکلیف نکرین افراسیاب طرف باغ سیب کے گیا گوہر نے ایک عرضی بخدمت ملکہ حیرت لکھی کہ کنیز براے قتل مسلمانان آئی ہی اب حضور کو تکلیف نہو گی فلان مقام پر کنیز فروکش ہی طرف سے صحراے گلرنگ کے آئی ہی ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہین چالاک بن عمرو پروانۂ شمع جمال حیرت ایک کنیز کی شکل بنا ہوا پشت پر مگس رانی کررہا ہی کہ ایک طائر نے آکر گوہر کا نامہ دیا طائر نامہ دیکر چلا گیا حیرت نامے کو پڑھ رہی ہین چالاک جھک جھک کر دیکھ رہا ہی حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا چالاک یہ خبر لیکر نکلا بارگاہ صرصر مین آیا کہا حضور گوہر فیروزہ پوش دولاکھ ساحرونکی جمعیت سے آتی ہی بڑا اپنے سحر پر دعوی رکھتی ہی قبلہ وکعبہ کا بھی پتہ لگا ساحرا کوئی جمشید نامے جادو گر قبلہ وکعبہ کو گرفتار کرکے لیگیا ہی انکا بھی پتہ ملیگا بی گوہر کو بڑا غرور ہی یہ سنکر بیٹا صرصر نے کہا یہان آنے دو سب حال معلوم ہوجائیگا افسوس باغبان وگلچین مخمور وبہار کا ابتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا اسی مقام پر خواجہ بھی ہوشیار دشمن گرفتار ہوگئے ہونگے چالاک یہ سوچکر باہر نکلا تلاش مین لشکر گوہر فیروزہ پوش کی یہان حیرت نے نامہ پڑھکے صرصر وصبا رفتار کو بلایا کہا جاکر دریافت کرو ملکہ گوہر سے ملاقات کرنا اور کہنا کہ اب جنگ مسلمانان تمھاری ذات پر موقوف ہی جب تم آؤگی تب طبل جنگی بجیگا صرصر بحکم حیرت چلی مگر چالاک بن عمرو کئی دن کے بعد صحراے گلرنگ مین پہونچا ایک پہاڑ سے چڑھکے دیکھا ایک لشکر فروکش ہی چالاک پہاڑ سے اترا فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا یہی لشکر گوہر فیروزہ پوش کا ہی کنارے آگر رنگ وردغن نکالا صرصر کی شکل بنکر طرف

لشکر گوہر کے چلا جب قریب بارگاہ کے آیا گوہر کو خبر پہونچی کہ بی صرصر آتی ہین کنیزون کو برائے استقبال بھیجا کنیزین لیکر صرصر کو سامنے ملکہ گوہر کے آئین گوہر نے کہا ہمارا نامہ بخدمت ملکۂ عالم پہونچا صرصر نقلی نے کہا حضور کا نامہ پہونچا ملکۂ عالم آپکی مشتاق ہین یہ کہکر باتین کرنا شروع کین کہ آپ کے آنے کی جو خبر مشہور ہوئی مسلمان گھبرا رہے ہین اب مین آپ ہی کے ساتھ چلونگی حضور بارگاہ ہین ملکہ حیرت کی بڑے عیش وطیش کے سامان رہتے ہین آج ایک نئی گائن آئی تھی اُسنے کیا عمدہ غزل گائی تھی کوئی بایان چھیڑے تو مین حضور کو سناؤن ایک خواص نے طبلہ بجانا شروع کیا چالاک نے گوہر سے آنکھین ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا
نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
کبھی کچھ ہمسے فرمایا تو ہوتا
اکڑنا بھول جاتے سرو و شمشاد
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا
سمجھتا یا نہ ای آتش سمجھتا

ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا
چلے گا کبک کیا رفتار تیری
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا
تری صورت پر ہنسنا تھا نہ لازم
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا
صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا
بجا لا تے اُسے آنکھون سے ایدوست
گلون نے منہ کو بنوایا تو ہوتا
کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے
نہ گڑ جاتا تو پتا یا تو ہوتا

چالاک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی گوہر خوش ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہا ای صرصر حقیقت یہ ہی جو دام مکر اُس ساربان آدم مکار نے پھیلایا تھا وہی مزہ تمنے دکھا دیا خوش آوازی تمھاری واقف کاری کمال ہین کیا کہنا طبیعت کو فرحت ہوئی آج شبکو یہین رہو جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا دل کھول کے سنین گے سب سردارون کو اطلاع ہو جائے کہ شب کو جلسہ ہوگا بی صرصر شب کو گائین گی انکا آنا بھی اتفاق سے ہی شہنشاہ نے انکو برائے استقبال روانہ کیا ہی ہمین لینے آئی ہین سب سردارون نے یہ خبر سُنی شام سے سب آکے جمع ہوئے جلسہ آراستہ ہوا مسند پر آکے گوہر فیروزہ پوش بیٹھی صرصر نقلی سامنے آکر بیٹھی سازندے حاضر ہین صرصر نے یہ غزل شروع کی

نظم

کوئی اُڑتا کسی طائر کا اگر پر پایا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا

ہو گیا مجھکو یقین نامۂ دلبر آیا
طائر رنگ پریدہ وہی برابر آیا

نہ سے وہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا	شب مہتاب جو مہتابی کے اوپر آیا
غم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلت مین	ہجر مین خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا
کشور فقر مین مین برہنہ سر شاہ ہوا	سلطنت کا مرے سر پر جو نہ افسر آیا
درد سر مجھکو جو غربت مین ہوا از تصدیع	بدلے صندل کے وہین پیچ سے پتھر آیا
اپنے جامے سے وہین ہو گئے باہر لاکھون	گھر سے پوشاک بدل کر جو وہ باہر آیا
جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم ناسخ کا	دیر مین صورت مینا تن بے سر آیا

ایسا چالاک گایا سب محفل والے خوش ہوے تب چالاک نے کہا خوانے کی کنجی مجھے ملے مین شراب
تقسیم کرون مین ساقی ہون گی تو کوئی باقی نہ رہے گا گوہر نے خوش ہوکر کنجی دی چالاک میخوانے
مین آیا شراب کو خراب کیا پکارکر آواز دی یارو شراب لیجاؤ لوگ سپتلے قرابے لیجانے لگے لشکر مین
شراب تقسیم ہوئی چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کرکے محفل مین لایا سب سلیقے کی تعریف
کرنے لگے کہ دیکھو کس لطف سے شراب آئی چالاک نے بھی وہی کیا گھنگرو پانون مین باندھے
جام شراب سر پر رکھا اشعار گاتا ہوا سامنے گوہر کے آیا گوہر نے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا
اور جام بے اندیشۂ انجام پی گئی سردار اشارے کررہے ہین ملکہ صرصر ادھر آؤ ہماری طرف بھی
شراب کی ہوا چلے چالاک بڑھکر جلد جلد سبکو جام شراب دیتا ہی ساری بارگاہ کو تھوڑے عرصے مین
شراب پلائی لشکر مین جوتی پیزار ہونے لگی کوئی گرتا ہی کوئی اُٹھتا ہی کوئی لڑ رہا ہی کوئی اپنے شراب
کے پینے پر بگڑ رہا ہی کوئی کہتا ہی سامری وجمشید آئے کوئی کہتا ہی پونے دوسی کا نزول ہوا
کوئی اُچکتا ہی کوئی مسخرہ پن کر رہا ہی بعضے سر جُھکا کر چلے کہ آسمان کی ٹھوکر نہ لگے اسقدر جُھکے کہ گر پڑے
زمین پر پڑے ہین پرچھائین سے لپٹے ہین کہتے ہین یہ دشمن ہمارا ساتھ نہین چھوڑتا آج بے مارے
اسکو نہ چھوڑینگے یہان چالاک جب سبکو شراب پلاچکا بیٹھکر دو چار شعر گائے سبکے پہلے بی گوہر
آنکھین اُٹھتے اُٹھتے گرین بیہوش ہوئین سب لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا مُنہ کے بھل گرا گر کے بیہوش ہوا
اُسی بیہوشی مین گرنے کا ہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش ہو چکے چالاک نعرہ کرکے اُٹھا
کنیزون کو قتل کرنے لگا کسی کے کپڑے اُتار لیے کسی کو خنجر مارا چاہتا ہی گوہر کو جاکر باردن بیچ مین
کنیزین مل جاتی ہین گریبان سحر چاک بھی ہوا چالاک کو خبر بھی نہین بارگاہ مین روشنی ہو رہی ہی چالاک

لوٹتا پھرتا ہی صرصر و صبا رفتار جو چلی تھین لشکر مین جو آکر پہونچین رنگ دگرگون دیکھا صرصر نے
کہا کوئی عیار بیہوش کر گیا صرصر و صبا رفتار نے کہا لنگوٹ سے خبر لگائے رہتے ہین دونون دوڑین
ہر جگہ ساحرون کو بیہوش پایا جبکہ پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ سب اہالی دربار بیہوش پڑے ہین اور
چالاک لوٹتا پھرتا ہی قتل بھی کر رہا ہی صرصر و صبا رفتار پیچھے ہٹ آئین کہا ایسا نہو گوہر فیروزہ پوش
کو قتل کر ڈالے لیکن صبا رفتار نے کہا مین مقابلہ کرتی ہون یہ ظالم جانے نہ پائے گوہر کو ہوشیار کرو
صبا رفتار للکار کر چالاک پر جا پڑی چالاک سمجھا یہ تنہا ہی مین اسکو گرفتار کر لونگا جم کے
لڑنے لگا صرصر نے جھپٹ کر گوہر فیروزہ پوش کو ہوشیار کیا گوہر نے آنکھ کھول کر دریائے خون
جاری دیکھا گوہر صرصر و صبا رفتار کو بار نے چلی صرصر نے کہا حضور وہ چالاک لڑ رہا ہی گوہر
نے پلٹ کر چالاک پر سحر کیا چالاک کے ہاتھ سے نیمچہ چھوٹ پڑا لڑکھڑا کر گرا گوہر نے باران سحر
برسا کے سب کو ہوشیار کیا جتنے اُٹھکر یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا اب سب ہوشیار ہوے چالاک
کو بھی گرفتار کیا باہر نکلا ہے کے لشکر کا عجیب حال دیکھا لشکر کو بھی سحر کر کے ہوشیار کیا جب سب ہوشیار
ہوے کہا لشکر مین قرنا کرو قرنا ہوتے ہی سب لشکر حکم سامنے آیا کہا میدان خونی کی تیاری کرو صرصر
کی بڑی خاطر کی میدان خونی کی تیاری ہونے لگی آرہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوے دارین
استادہ ہوئین جلاد شکنگین لگانے لگے چالاک کو پکڑ کر کشان کشان زیر دار لائے پانون مین
زنجیر باندھکر چالاک کو دار مین لٹکا دیا اُسوقت چالاک کی بیقراری اشک باری اپنے خدا سے
دعا مانگ رہا ہی گوہر کل لشکر لیے کھڑی ہی چالاک پکار رہا ہی ای معبود اس آفت سے نجات
دے ہاتھ سے دشمنون کے بچا لے دمبدم غم و الم کی ترقی ہی دلکو بیقراری ای چالاک تمھاری
کوئی خبر کو نہ آیا مقام افسوس ہی کہ کوئی وقت پر نہ پہونچا ای خالق تو سرپرست ہی اس عالم غربت مین
سوا تیرے کون کام آوے تو ہی حامی و مددگار ہی نظم

خدا است مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز	خدا است واقف حال و خدا ست محرم راز
فروغ خوبی گل در چمن دو بالا گشت	چو گشت قمری و بلبل زبان بلند آواز
خدا نبود اگر نا خدا بکشتی نوح	چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بہ نیاز الفت و اخلاص و بندگی گر دد	بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

چالاک تڑپ رہا ہی پھڑک رہا ہی اپنے پروردگار سے اپنے قلب کو رجوع کر رہا ہی گوہر نے پکار کر
آواز دی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد چلا تھا کہ جا کر چالاک کو قتل کرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
باغبان قدرت و گلچین و بہار و مخمور سامنے سے پیدا ہوے دس ہزار ساحران نخدار پشت پر
باغبان کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای بہار غضب ہوا چالاک زیر تیغ بیٹھا ہی بہار نے کہا ای
باغبان بینا باغبان برا سے رہائی چالاک چلا بہار و مخمور کڑک کر لشکر پر گرین گلدستہ بہار
کا چلا پھول برسے مخمور کا کنٹھا چلا خون برسنے لگا زمین کانپی باغبان نے بڑھکر چالاک کو لیا سحر
بھی کیا اکی ہزار جادوگرون کو مارا چالاک کو رہا کر کے الگ کیا باغبان لڑنے لگا گلچین پشت پر
شعبدہ کے حشر کر رہی ہی ہر طرف ہنگامہ گرم ہی گوہر و مخمور سے مقابلہ پڑا مخمور نے برق چمکائی سر گوہر کا
زخمی کیا باغبان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا مخمور نے بارگاہ مین آگ لگا دی گوہر کو سواے بھاگنے
کے کچھ نہ بن پڑا فوج کے بھی قدم اُٹھے ساحران مذکور تین کوس تک مارتے ہوے گئے آخر باغبان
نے کہا ٹھہر جاؤ چالاک کو تو رہا کر لیا گوہر بھاگ کر نکل گئی باغبان و بہار و مخمور و گلچین مع
چالاک طرف لشکر اسلام کے چلے یہان اوّل خواجہ آکر پہونچے مہرخ سے اپنی سب کیفیت بیان
کی کہ ہر کارون نے عرض کی باغبان و بہار بھی آتے ہین چند سردار گئے استقبال کر کے سب کو لائے
ملکہ مہرخ سے سب کیفیتین اپنی گذارش کین مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ تم لوگ بہ خیر و عافیت آئے
خواجہ نے بیان کیا کہ مین جمشید ثانی کو لایا ہون ملکہ مہرخ نے کہا کہ نکالیے صرصر خبر کو آئی ہی ایک کنیز
کی شکل بنی ہوئی کھڑی ہی کہ عمرو نے زنبیل سے جمشید ثانی کو نکالا ستون سے باندھ دیا سب سمجھانے
لگے اپنے مذہب حق کی صفت بیان کر رہے ہین جمشید کچھ جواب نہین دیتا خاموش کھڑا ہی خواجہ نے کہا
یہ مغرور جواب نہین دیتا اسکو قتل کرو یہ سنتے ہی جلاد بڑھا جلاد نے جمشید کو کھینچا چاہتا ہی مہرخ
حکم قتل دین کہ زمین تھرائی آواز مہیب آئی افراسیاب جادو زمین سے پیدا ہوا ملکہ مہرخ خوف
سے افراسیاب کے تخت سے گر پڑین بہار و باغبان وغیرہ بھاگے رعد و برق غرق
زمین ہو گئے برق لامع کڑک کر آسمان پر پہونچی سب سردار الگ ہو گئے افراسیاب نے
بہ اطمینان جمشید کو لیا جھومتا ہوا باہر نکلا لشکر والون نے جو افراسیاب کو دیکھا سب بھاگنے
لگے افراسیاب بیچ مین سے لشکر کے جمشید کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا جمشید کو ہوشیار

گیا کہ دیکھا ملکہ گوہر فیروزہ پوش شکست خوردہ آکر پہونچین افراسیاب کو جو تخت پر دیکھا دُہائی دینے لگین ای شہنشاہ مجھکو مخمور و بہار نے لوٹ لیا پہلے چالاک نے عیاری کی پھر یہ لوگ پہونچے میرے لشکر کو تباہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگی جمشید نے کہا ای گوہر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے جمشید سے گوہر نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہو شہنشاہ سے عرض کیے دیتے ہین کہ ہم طبل جنگی بجواکر میدان مین نکلین گے جو گرفتار ہوگا اُسکو قتل کر ڈالین گے جس سے کوئی بازپرس نکرے افراسیاب نے کہا ای جمشید صرف مخمور و بہار کے مقدمے مین کہتا ہون کہ اُن پہ جان جاتی ہی اُنکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھائے خیر اب تمھین اختیار ہی جمشید و گوہر دربار سے افراسیاب کے اُٹھے قریب لشکر حیرت بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی اپنا اُسی مقام پر اُتارا اب ہلڑ ہوا لشکرون مین کہ جمشید و گوہر برائے مقابلۂ مسلمانان آئے ہین سُنتے ہی ہرکارے لشکر اسلام کے چرند و پرند خبرین لیکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئے اُسوقت دربار مین جملہ سردار اور سب عیار موجود ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید و گوہر نے دعوی کیا ہی کل مقابلے کو نکلین گے ملکہ بہار نے کہا اُسکی شامتین آئی ہین برق و چالاک اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم ذرا خبر تو لے آئین ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ تم دشمن کے لشکر مین نہ جاؤ اُسنے بڑے صدمے اُٹھائے ہین جس کسیکو پاجائینگے بہت ستائینگے برق و چالاک نے کہا دیکھا جائیگا صورتین بدلکر لشکر جمشید مین آئے جمشید لشکر کو دیکھتا پھرتا ہی گوہر بارگاہ مین بیٹھی ہی برق چالاک سے جدا ہوا رنگ روغن عیاری کا لگاکر ایک کنیز کی شکل بنا بلا تکلف بارگاہ مین گوہر کی آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور مجکو ملکہ حیرت نے بھیجا ہی سبکو حضور ہٹا دین مین کچھ عرض کرونگی گوہر نے تخلیہ کیا برق باتین کرنے لگا کہا ملکہ نے فرمایا ہی کہ عیاران اسلام تمھاری تلاش مین آئے ہین ذرا ہوشیار رہنا گوہر نے کہا کوئی عیار ہم تک نہین آسکتا برق نے کہا اگر آپکے پاس عیار آوے تو کیونکر پہچانیے صورتین بدل کر آتے ہین انھین آپ کیا پہچان سکتی ہین ملکہ حیرت نے ایک سحر دیا ہی کہ ہر وقت ایک کنیز تمھاری پشت پر کھڑی رہے گی دمبدم آپ کو آگاہ کرتی جاوے گی کہ فلان عیار فلان مقام پہ آیا فلان کام کر رہا ہی فوراً پہچان لیجیے گا گوہر اس بات سے بہت خوش ہوئی گوہر

نے کہا کیون گلنار کیا تدبیر ہو کہ وہ کنیز ہر وقت حاضر رہے کہا مین ابھی عرض کرتی ہون کہا آگ
اور کوئلے منگائیے گوہر نے آگ اور کوئلے منگائے گوہر کو بڑا اشتیاق ہر کہ وہ کنیز کیونکر ظاہر ہوگی
جب آگ روشن ہوئی کنیز نے اپنے پاس سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالیے جب دھوان نکلے
ناک پھیلا کر سونگھیے جیسے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا گوہر سونگھنے لگی بیہوشی نے تاثیر کی
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی برق نے پشتارہ باندھا اور سراچہ چاک کر کے لے بھاگا یہان
صرصر پھرتی ہوئی قریب بارگاہ گوہر آئی دروازے پر دیکھا کنیزون کھڑی ہین صرصر نے پوچھا
بی گوہر کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا ایک کنیز فرستادۂ حیرت آئی ہر اُس سے باتین کر رہی ہین
صرصر نے منھ پیٹ لیا کہا ارے کوئی عیار آیا مجھے تو خیال تھا کہ عیار آنکر آفت برپا کرینگے یہ
کہکے صرصر اندر آئی پشتارہ باندھنے کا نشان دیکھا گوہر کو نہ پایا پتیرا برق کا پہچانا دوڑی کہ مین جاکر
جمشید سے اطلاع کرون جمشید لشکر کا انتظام کر رہا تھا کہ صرصر نے آکر خبر دی ای جمشید گوہر تاج
کو برق پکڑ لیگیا جمشید ہائے گوہر کہکے دوڑا کہا مین نے تو اُسکو تسکین دی تھی اُسکی پریشانی
پر مجکو بڑا تردد تھا جو خیال تھا وہی ہوا یہ کہکے دوڑا صرصر نے کہا مین بھی آتی ہون برق جو بھاگا
دل دھڑک رہا ہر کہ کام تو کیا مگر تا بہ لشکر مہرخ پہونچ جاؤن تو بڑی بات ہر چالاک نے بھی
لشکر مین ہلڑ سُنا برق تو گرتا پڑتا جاتا ہر مگر جمشید صحرا مین آیا چہار جانب دیکھنے لگا دور سے
چالاک نے دیکھا جمشید پھر رہا ہر چالاک ایک جادوگر کی شکل بنکر جمشید کے سامنے
آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور کسکی تلاش ہر جمشید نے کہا تم کہان رہتے ہو کہا حضور یہ جو سامنے
گانؤن ہر یہین رہتا ہون جمشید نے کہا ادھر سے کوئی عیار پشتارہ لیے ہوے تو نہین گیا
چالاک نے کہا وہ سامنے جھاڑی مین جاکر دیکھو ایک عیار پشتارہ عورت کا لیے ہوے آیا ہر
جاکر جھاڑی مین چھپا ہر مین جلد بتا دون جمشید نے کہا مین تجھکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا
وہ عورت گوہر فیروزہ پوش بادشاہ کوہ فیروزہ ہر چالاک لگا کر لے چلا برق ایک
درۂ کوہ مین چھپا بیٹھا تھا پشتارہ چھپا دیا ہر دور سے دیکھا چالاک جمشید کو لگائے لیے
جاتا ہر برق خوش ہو گیا کہ مرشدزادے نے جمشید کو لیا دس قدم چلکر چالاک نے کہا
ای شہنشاہ ساحران وہ جھاڑی مین دیکھیے بیٹھا ہر جمشید نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا مجکو کچھ معلوم

نہین ہوتا چالاک نے کہا گولہ پھینکیے زمین پانون اُسکے تھام نے جمشید گولہ لیکر بڑھا چاہا گولہ مارونین
چالاک نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیئے یہ ارے کہکر پلٹا چالاک نے حباب مارکر
بیہوش کیا پشتارہ باندھکرے بھاگا برق نے آواز دی مرشدزادے کیا کہنا مین بھی آتا ہون
اب یہ دونون کو لیکر چلے صرصر نے دور سے دیکھا کہ چالاک نے جمشید کو بھی گرفتار کرلیا اب
صرصر حیران کہ مین کیا کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی مقیم جادو اس صحرا کا حاکم ہی مع کئی ہزار ساحرونکے
سیر کو رہا تھا صرصر نے بڑھکر مقیم سے اطلاع کی کہ وہ دونون جمشید و گوہر کو لیے جاتے ہین
تم چلکر گرفتار کرلو مقیم جادو جادوگرونکو لیکر جھپٹا چالاک و برق نے دیکھا کہ جادوگر آتے
ہین برق نے کہا کیون بھائی چالاک اُستانی نے بڑی آگ لگائی مگر اب کہان اپنے کو چھپائین
عجب طرحکی پریشانی ہی قضاے کار جادوگرون نے چاہا کہ سحر کرکے ٹوٹ پڑین برق اور
چالاک نے پشتارے تو بیخ نخل پر رکھے حقہ ہاے آتشبازی مارے دو چار جادوگرونکے
منہ جلے قضاے کار ملکہ ہلال سحر افگن کنارے پر لشکر اسلام کے کھڑی ہین کہ صحرا سے
دنا ٹے سنا ٹے کی آواز آئی ہلال نے کہا ارے خیر تو ہو کس سے صحرا مین سحر ہو رہا ہی کنیز گئی روتی
ہوئی آئی کہا حضور چالاک و برق جمشید و گوہر کو لیکر آتے تھے مقیم جادو نے راہ مین
گھیرا ہی یقین ہی گرفتار ہو جائین ہلال یہ سنتے ہی جھپٹی اُسوقت پہونچی کہ چالاک و برق کے
پانون زمین نے تھامے ہین جادوگر بڑھے ہین کہ پشتارے لے لین دونون کو گرفتار کرین
کہ ہلال نعرہ کرکے گری ہلال زرین آسمان سے گرا کہ ساحرون کے سر اُڑگئے کئی غرق زمین
ہوے ہلال برابر چالاک و برق کے پہونچی دو ہتھڑ مارا کہ دونون کے پانون زمین نے
چھوڑے نہایت طرار و فرار ہین کود کر علحدہ ہوے ہلال و مقیم سے سحر چلنے لگا صرصر نے
جو دیکھا کہ پشتارے دونون زمین پر رکھے ہین اسنے جاکر جمشید و گوہر کو ہوشیار کردیا
جمشید و گوہر اُٹھے اُٹھتے ہی جمشید نے زبین ہلادی ہلال کے سامنے لڑتا بھڑتا پہونچا کہ
ہلال نے ہلال زرین چمکایا جمشید نے دستک دی معلوم ہوا خنجر برہنہ چمکتا ہوا آتا ہی ہرچند
ہلال نے اپنے کو بچایا سامنے ساحرونکے انگشت نمابی ہوئین مگر سر پر آکے گرا سر ہلال کا
زخمی ہوا جمشید نے چاہا بڑھکر گرفتار کرلون کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا براے مدد ہلال

پہونچی اپنا سینہ سپر کیا ہلال کو بچایا جمشید نے بڑھکر سحر کیا سرخ مو کے کاکل کشا کا بھی شانہ جھولا جب یہ دونون زخمی ہوئین سب سے زیادہ جمشید چاہتا ہی پہونچون اور جاکر سرخ مو کا سر کاٹ لون برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے کہا ای شہنشاہ ساحران اب یہ نہ بچنے پائے دیکھیے دونون ملکہ سحر کیا چاہتی ہین جیسے ہی وہ پلٹا ساحر نے حباب مار النعرہ کیا منم مہتر برق مہتر چالاک بن عمرو جمشید کا گرنا گوہر نے جو دیکھا جھپٹ کر جمشید پر گری کہ ایسا نہو کوئی قتل کر ڈالے سرخ مو و ہلال استے مین لڑتی بھڑتی نکل گئین سقیم نے بھی دیکھا ہلال و سرخ مو لڑتی بھڑتی نکل گئین گوہر نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے کہا ای گوہر صبح کو قیامتین برپا کرونگا مجکو ان عیارون نے بڑا صدمہ دیا لیکن صرصر نے بڑا کام کیا عیار گرفتار کر کے لے ہی چلے تھے کہ صرصر آپہونچی سامری و جمشید نے اپنا فضل شریک کیا اب صبح کو دیکھو کیا قیامتین برپا کرتا ہون یہ خبر ملکہ حیرت کو بھی پہونچی کنارہ جے پر لشکر کے انتظار کر رہی تھین کہ جمشید و گوہر آکر پہونچے فرمایا تمھین سامری و جمشید نے بچایا کیون ای جمشید عیارونکی زبردستی دیکھی آٹھ پہر اسی فکر مین پھرتے ہین کہ سردار کو پائین اور قتل کرین جمشید نے کہا اب سبکا حال کھل جائے گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا اُسیوقت طبل جنگی بجوادیا ہرکارے خبرین لیکر طرف لشکر کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ ہلال و سرخ مو زخمی پہونچین برق و چالاک بھی آگئے ملکہ مہرخ نے زخم دوزیان کرائیین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی جمشید نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ مہرخ نے بھی حکم دیا طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جمشید انتظام کر رہا ہی گرد بارگاہ کے حصار سحر کیا لشکرون مین جابجا چرچے ہین کہ کل خوب تلوار چلیگی گھمسان کی لڑائی ہوگی چار پہر رات گذر کر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے جمشید آمد بہار کو دیکھ رہا ہی بہار کی جو آمد ہوئی شگفتہ ہوگیا بلکہ بھول گیا بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار دریا مین پھولونکے غوطہ مارے ہوئے بدھیون کے پھول شگفتہ غنچہ ہاے گل بصد تجمل چاہتے ہین کہ دہن ادھار بہار مین کھولین لیکن دہن عدم ہی کلام کرنے کی طاقت بہت کم بارہ ہزار کنیزین رنگین جوڑے پہنے ہوے پشت پر بصد رعنائی و زیبائی اس کر و فر سے ملکہ بہار آکر پہونچین ایک طرف ملکہ

مخمور سرخ چشم ایک جانب ہلال سحر افگن تمام سرداران نامی ساحران گرامی بڑے کروفر سے میدان کارزار مین آکر جمے اُدھر لشکر کفار اپنے مقام پر آکر جما حیرت تخت پر جمشید گوہر آگے بڑھے ہوے کھڑے ہین لشکر جم رہے ہین جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے جمشید نے اپنا ہزبر آتشین بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زیر دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مگر مین تو بہار گلعذار کا خواہان ہون ہاے کیا کرون جو دل پر گذرتی ہی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی نظم

تیرے عاشق ہوے لیکن سر وسامان بھولے
بے خودی ایسی ہوئی چاک گریبان بھولے

تیرے دروازے کی ساجد ہوئی ہر ہر ملت
برہمن بتکدہ اور کعبہ مسلمان بھولے

کوچۂ یار مین آنا کرے موقوف رقیب
راہ فردوس الٰہی کہین شیطان بھولے

دھوکا کھایا ترے گھر آئے سزا دی قاضی
جرم ہمسے ہوا خمار کی دُکان بھولے

حسن النسان نے کیا حسن سبھونکا پھیکا
عشق بلقیس مین پریون کو سلیمان بھولے

ہدف تیر ہوے یا تہ شمشیر رہے
عشق ابرو ہوا جب ناوک مژگان بھولے

جبسے ہی پیش نظر چاند سی صورت تیری
سورت نور کو سب حافظ قرآن بھولے

پھر گلگشت جو گلزار مین وہ گل آیا
محو رُخ سرخ ہوے لطف گلستان بھولے

دیکھتے دیکھتے لب زلف مین دل جا اٹکا
جب ختن دیکھا تو ہم سیر بدخشان بھولے

نام لے حیدر کرار کا دن رات قبول
سرو ہی تو تو نہ یا دشہ مردان بھولے

جمشید نے تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑھے بہار کو پکار کر آواز دی ملکہ بہار مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا سامنے ملکہ مہرخ کے آئین کہا حضور جاتی ہون اسکو تنکے چنوا کر لاتی ہون کہیے ملکہ حیرت پر جا لے گیے آپ کی خدمت مین لائے ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ تمسے اُسکو ملال پہونچا ہی ملکہ بہار نے کہا وہ میرا نام لیکر طلب کرتا ہی ملکہ مہرخ نے کہا جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا جیسے ہی سامنے جمشید کے پہونچی جمشید نے جھلا کر ایک گولہ مارا گولہ جو پھٹا ہزارہا شعلۂ آتش ملکہ بہار پر گرے معلوم ہوا دریاے آتش مین چھپ گئین تھوڑے عرصے تک کڑکڑ کی آواز آیا کی معلوم ہوتا

تھا کہ بہار اسمین جل رہی ہی اس آتش سحر سے کیونکر پناہ پائے گی لیکن باران سحر برسا آگ بجھی بلکہ بہار تڑپ کر نکلین صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان پردۂ آتشبار سے نکلا یا سونے کو سنار نے آگ مین تاؤ دیا دونی رنگت پیدا کر کے نکلا تڑپ کر بہار نے آواز دی ای جمشید سنبھل یہ کہکر گلدستہ مارا دستک بھی دی گل اندام ونکہت کو پکارا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے نخل سرسبز وشاداب ہوے عندلیبان خوشنوا نے آواز دی جمشید ہوشیار ہوجا بہار کا سامنا ہی بہت نہ پھول دیکھ کیا رنگ ہی وزانگاہ نوا ٹھا طائران خوشنوا کیسی زمزمہ سرائی کر رہے ہین

نظم

تیغ ہی اُس لطف کا کیا کہنا　لیکن اپنے جگر کا کیا کہنا
دم نکلتا ہی سب کا بے دیکھے　اُس دہن اُس کمر کا کیا کہنا
اُس پری رو کو دم مین لے آیا　اپنے پیغام بر کا کیا کہنا
دل کو اُس سنگ دل کے موم کیا　نالۂ پُر اثر کا کیا کہنا
قدر نشاہ وگدائی یکسان ہی　طورہ فایق کے در کا کیا کہنا

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے پھول سر پر جمشید کے برسے پھول سونگھے مبہوت ہوا جھومنے لگا دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی پھول اُٹھاتا ہی سونگھتا ہی کبھی اپنے کو سنبھالتا ہی اس بلا کو ٹالتا ہی شمیم گُل ہر مرتبہ مبہوت کرتی ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی ای بہار گلعذار ای معشوق نامدار ای سرو خرامان بوستان طرحدار

نظم

ای محبت تجھے جنون کی قسم　قیس کے سر کی نل کے خون کی قسم
جان شیرین وکوہکن کے لیے　نالۂ بلبل چمن کے لیے
دل پروانہ کے لہو کے لیے　لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے　کشش صدق کہربا کے لیے
بستر قیس وو امق و عذرا　دامان زلیخا کی روح کا صدقا
پئے سوز درون کبک دری　شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے　عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دو نیم　جز سر یار ہو نہ کوئی ندیم

وحشت انگیز ہو یہ افسانہ — قیس ہو جائے سنکے دیوانہ
درد سے حال دل زبون ہو جائے — مجھکو اچھا بھلا جنون ہو جائے
آہ سوزان بھرے جو دم میرا — اشک خون آکے لے قدم میرا
عیش اگر خواب مین نظر آجائے — آنکھین پھوٹین جو نیند بھی پھر آئے
زندگی سے سدا اُداس ہو دل — سور وصد ہزار یاس ہو دل
غمگساری مری ملال کرے — جسکا جی چاہے پائمال کرے

اسطرح دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہی ہر چند چاہتا ہی سنبھلون مگر نہین سنبھل سکتا آخرکار کو جب بخوبی مبہوت ہوا بہار نے آواز دی ای نسیم لینا ایک کنیز نے بڑھکر ہار گلے مین ڈالا طرہ کان مین لگایا اب تو جمشید جھومنے لگا اوچکتا ہی کودتا ہی کبھی روتا ہی ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای جمشید اپنے ہوش مین آ اسقدر نہ گھبرا ہمارے سامنے آؤ تمکو ترکیب بتائین بی حیرت کا سر لاؤ جمشید ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ بہار نے فرمایا ای جمشید تم ہمارے کیسے عاشق صادق ہو کیسے یار موافق ہو بی حیرت ہمکو قتل کرنے آئی ہین انکا سر لاؤ یہ کہکے دستک دی پشت پر ہاتھ پھیرا جمشید جھومتا ہوا اچلا حیرت نے پکار کر کہا ای گوہر فیروزہ پوش جمشید مبہوت ہو کر آتا ہی گوہر فیروزہ پوش بڑھی آواز دی ارے جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہی نمک کا کچھ خیال نہین سامری وجمشید کے غضب مین گرفتار ہوگا آگے نہ بڑھنا بہار سے مقابلہ کر جمشید نام بہار سنکر متغیر ہو گیا کہا او ظالم مجھکو بہار کا دشمن بناتی ہی بھری توبیقراری پکار رہی ہی حسرت دل للکار رہی ہی

نظم

ای جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ — گھر دل مین کرکے سیر دل داغدار دیکھ
ہین کیا وہان گور تلک بول اُٹھے ابھی — تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہین آنکھین نہ آیا تو — وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہی مین سر جھکاے ہون — اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
در پے ہوے ہین جان کے ایمان تو یہ ہی — بت کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ

کوتاہ عمر ہوگئی اور یہ نہ کم ہوئی — اے جان آگے طول شب انتظار دیکھ
بجلی گرائی غیر سیہ رو پہ اے فلک — تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

یہ شعر پڑھکر کہا اے گوہر سامنے سے ہٹ جا مین حیرت کو قتل کرنے جاتا ہون گوہر نے کہا اے جمشید ایسی بات نہ کہو شہنشاہ کے خلاف ہوگا جمشید نے کہا شہنشاہ کون حرامزادہ ہے خود ہم اپنے مزاج کے شہنشاہ ہین چرخ عشق و عاشقی کے ماہ ہین حیرت کا سر ملکۂ عالم نے مانگا ہے ہم سر لیکر جائینگے گوہر نے کہا ہم نہ جانے دینگے جمشید تیغہ کھینچکر جا پڑا گوہر نے ہاتھ مارا جمشید نے بے پروائی سے روکا روکتے ہی ہاتھ مارا کہ گوہر فیروزہ پوش کے دو ٹکڑے ہوے گوہر فیروزہ پوش کو مارکر اب جمشید بڑھا جسنے بڑھکر روکا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر گولہ مارا کبھی گرُجا پیکان کا مارا تیر برسنے لگے تلوار پھینکدی تلوارین برسین ہر طرح کے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے آگ برسا رہا ہے بلا نہ مان حیرت کو قطرۂ آب کو ترسا رہا ہے جسنے بڑھکر روکا ہاتھ تلوار کا مارا کئی ہزار جادوگر جمشید نے قتل کیے لاشون کے انبار لگا دیے دریا خون بہا دیے جب ملکہ حیرت نے دیکھا جمشید کسی کے روکے نہین رکتا مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے سوز عشق سے گھبراتا ہے حیرت نے خود قصد کیا کہ مین خود اسپر جا پڑون یاقوت زمرد پوش نے روکا کہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے حیرت نے کہا پھر کیا کرون بی بہار نے تو ایک شعبدہ چھوڑ دیا کھڑی ہنس رہی ہین ابھی جاکے اسکو مٹاتی ہون ایک سحر مین جلکر خاک ہوگا یہ کہکے تخت سے اٹھی حیرت گاتی باندھنے لگی چاہتی ہے کہ جمشید پہ جا پڑے کہ آسمان پر لکۂ ابر آتشبار پیدا ہوا سب دیکھنے لگے لکۂ ابر آکر پھٹا اب جو دیکھا ایک جادوگر بعد کروفر تخت پر سوار بارہ ہزار ساحر اژدران آتش فشان پہ سوار اُس ساحر کے گرد صدہا شعلہ ہاے آتش ہین معلوم ہوتا ہے کہ لباس سے اُسکے آگ نکل رہی ہے تخت کو اُتارے ہوے آتا ہی ملکہ حیرت کو دیکھکر تخت سے کودا جھوم کر نعرہ کیا صنم سوفارہ آتش بار ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا حیرت نے کہا اے سوفار کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی مین صحراے آتش فشان مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ساحر نے مجھکو خبر دی کہ شہنشاہ کی کچھ لونڈیان و غلام بگڑ گئے ملک و مال قبضے سے نکل گئے طلسم مین ہنگامہ ہے لڑائیان پڑی ہین

غلام کو بہت ناگوار ہوا ملکہ حیرت نے کہا دیکھو ظہور ثابت ہی ہوا بہار نے جمشید پر سحر کیا ہی جمشید ہمارے قتل کو آتا ہی بارہ ہزار جادوگر قتل کر چکا ہمارے قتل پر بہار ہنس رہی ہین ہمکو رنج اُسکو خوشی یہ سُنکر سوفار بہت جھلایا کہا بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہی آپ کے قتل کو بھیجا دیکھیے مین جاکر سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر جھومتا ہوا اٹھا جمشید پر جا پڑا آواز دی او جمشید ہوش مین آ مالک کے قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ شرم نہین آتی یہ سُنکر جمشید نے آواز دی او نامرد عشق و عاشقی مین اپنا یہ طریقہ ہی

نظم

طریق عشق مین ای دل قدم اگر رکھنا　　عدو بھی ہو تو اسے اپنا دوست کر رکھنا
چلے نہ سیر شب ماہ مین ہمارے ساتھ　　یہ بات یاد ذرا غیرت قمر رکھنا
گھرے ہین آئنہ رو آہین سیکڑون غافل　　زمین پہ پانون ذرا دیکھ بھال کر رکھنا
بہار آتی ہی تو ٹہ یگے توبہ ای ساقی　　جہان سے ہو مُے گلگون تلاش کر رکھنا
وہ آئین یا کہ نہ آئین غریب خانے مین　　مجھے تو چاہیے سامان وصل کر رکھنا
گذر نہ جائے تپ عشق مین یہ ای عیسیٰ　　مریض غم کی ذرا اپنے تم خبر رکھنا
شہید ہونے کی ای فوق اگر تمنا ہی　　قدم جہاد مین سب سے تو پیشتر رکھنا

پھر جمشید نے کہا او بے حیا کیا بکتا ہی میری جان پر بنی ہی تو مجھکو سمجھاتا ہی میرا کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب تھرتھراتا ہی دل بہت گھبراتا ہی میرے سامنے سے ہٹ جا اب تو سوفار آسکو خطا وار جان چکا جھلا کر گولہ مارا جمشید نے گولہ کاٹا سوفار آتش پارہ گرم مزاج شعبدہ باز سحر مین بےنظیر گولہ جو خالی گیا آواز دی ارے لینا ہو اسنبھل جائے دائرہ حکم سے باہر نجائے یا ساحر کی وہ جمشید غلام کو آپ نے فخر و شرف دیا ہی یہ جو چلا کر کہا ایک آندھی سیاہ چلی زمین تھرائی اب جمشید یا تو کھڑا اتھا یا کانپنے لگا اب زمین شق ہوئی پانون جمشید کے دھنسنے لگے ساحر یکتا سحر مین بہار کے مبتلا اپنے کو بچا یا دو قدم اُٹھا کر رکھے زمین پر گرا اوپر سے سوفار نے ہاتھہ مارا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے جمشید کو مار کر طرف بہار کے چلا صحرا پر بہار ہو رہا تھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے پھولون کے جابجا انبار نخل سایہ دار عندلیبان خوشنوا کی پکار سبز پوشان گلستان کا ابھار بڑھکر سوفار نے اپنا دامن ہلایا شعلہ ہاے

آتش بھڑک کر گرے نخل صحرا جلنے لگے ہر جگہ سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ساکنان صحرا
بیتاب ہوے طائر جلکر کباب ہوے تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو اُسنے جلا دیا بہار
نے کئی گلدستے پھینکے مگر رنگ سحر نہ جما اب رنگ روے بہار کا متغیر سوفار نے پکار کر آواز دی
ملکہ بہار یہان رنگ جما ئیے مجھکو بھی تنکے چنوا ئیے افراسیاب کی سالی ملکہ حیرت کی ہین
ہم آپ کا ادب کرتے ہین چلیے آپکی ہمشیرہ صاحبہ بلاتی ہین بہار نے گلے سے بدھی اُتاری
کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکی سوفار مثل کمان کے خم ہوا اب کیا خطا کرتا یا سامری کہکر
دستک دی وہ بدھی یا طرف سوفار کے آتی تھی یا مار سیاہ بنکر پلٹی بہار نے جو مار سیاہ
کو آتے دیکھا آواز دی ای طاؤس مار خوار اپنی خوراک کو لینا پہلو سے ایک طاؤس پیدا
ہوا منقار کھول کر مار سیاہ کو نگل گیا طاؤس تو غائب ہوا مگر جسقدر زیور پھولونکا جسم
ملکہ بہار پر تھا مرجھا کر زمین پر گرا اور سب مار ان سیاہ بنکر جسم ملکہ بہار سے لپٹے اُس
حال پر ملال مین سبنے دیکھا کہ بہار تھر تھر کانپ کر گری پانؤن مین ماران سیاہ لپٹے ہوے
گلے مین بھی ایک مار سیاہ لپٹا ہوا گنجہ برابر دہن سوفار نے نعرہ کیا بی بہار نے سحر کیا
خوب طاؤس کو بلایا جھپٹا کہ اُٹھالون مخمور سرخ چشم کا دل ٹکڑے ہو گیا قالب کانپا کنٹھا
یاقوت کا گلے سے اُتار از دور سے نعرہ کیا او سوفار کیا کرتا ہی بہار کو نہ اُٹھانا سوفار
نے دامن کو ہلایا ہزار ہا شعلۂ آتش بھڑکے مخمور برابر بہار پہونچی تھی چاہتی تھی بہار
کو اس حال مین اُٹھالون شعلۂ آتش نے آکر گھیر لیا مخمور تڑپ کر شعلۂ آتش سے نکلی
کنٹھا یاقوت احمر کا پھینک مار کنٹھا جو ٹوٹا کئی سو شعلہ ہاے آتش مثل گولہ ہا سے آہن
طرف سوفار کے چلے سوفار نے یا سامری کہکر ایک چیخ ماری آواز دی یا سامری
کیا اسکا توڑ آپ نے نہین بتایا بی مخمور کو برباد ہوے ہی جانے نہ پاوے یا تو وہ گولے
فولادی طرف سوفار کے آتے تھے یا وہ گولے آہن کے نہ تھے صدہا بھونرے ہنگم
طرف مخمور کے چلے مخمور نے دستک دی ایک طائر سرخ پیدا ہوا مگر مخمور کا یہ حال ہی
کہ رنگ رو متغیر نہایت پریشان موے مشکین کھلے ہوے بیقرار ہی اسے یاد ہین
شاہزادہ نور الدہر کی بے اختیار یہ اشعار پڑھے نظم

سیہی سے چلکے کہیے طول کلام زلف — ہوجائے آج وادیٔ ایمن مین شام زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین — کاٹا کرو نہ تیغ نظر سے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولے گی — قرطاس صبح حشر پہ لکھینگے نام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ وابستہ ہنستے ہین — اب گھر مین اپنے کھولتے ہین مشک شام زلف
سنکر مری غزل کو یہ کہتا ہو وہ صنم — سائل بہت بڑھاؤ نہ طول کلام زلف

ملکہ مخمور نے جو یہ اشعار پڑھے ردیف جن اشعار کی زلف ہی پانچ چار طائر کالے کالے پیدا ہوئے وہ بھونرے جو بھن بھن کرتے تھے وہ طائر انپر گرے بھونرونکو نگلنے لگے مخمور نے یہ سحر کیا ہی کہ طائر پیدا ہوئے ہین طائر ان بھونرونکو نگل رہے ہین مگر رنگ رخ مخمور کا متغیر ہوتا جاتا ہی تمام جسم مثل بید کانپ رہا ہی جس مقام پر کھڑی ہین زمین کو جنبش ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ سرخ ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری جب وہ طائر بھونرون کو کھا چکے سوفار نے پکار کر آواز دی ملکہ مخمور پر سحر کرو مخمور چرخ مار کر گرین بے ہوش ہوگئین سرخ موے کاکل کشا کو تاب نہ رہی کہ ان شاہزادیونکو یہ اٹھا لے گا گرفتار کرے گا تڑپ کے جا پڑین بڑھکر موے مشکین کو کھولا سامنے آنکھون کے سوفار کے اندھیرا آیا سوفار قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای سرخ مو مغرور ہونا یہ کہکے دستک دی بالون سے ملکہ سرخ مو کے ماران سیاہ پیدا ہوئے لپٹ گئے سرخ مو نے بہت تدبیر کی مگر کچھ نہ ہوا گر کر بیہوش ہوئین ملکہ حیرت نے حکم دیا چند کنیزون نے دوڑ کر بہار و مخمور و سرخ مو کو زمین سے اٹھا لیا تخت پر ڈال کر سوفار کے ساتھ کیا اصرار یہ تھی کہ کوئی مردان شاہزادیون کو ہاتھ نہ لگائے سوفار نے پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان ملکہ بہار پر آپ لوگونکو بڑا ناز تھا آپ نے دیکھا انکی کیا کیفیت ہوئی مخمور کی کیا صورت ہوئی آج معاف کرتا ہون کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا آج جاؤ بلکہ بہتر یہی ہی کہ آپس مین صلاح کرکے اپنے مالک کے قدمون پر گرو خطا اپنی معاف کراؤ یہ کہکر سوفار پلٹا ملکہ حیرت نے چاہا قیدیون کو مین لیجاؤن افراسیاب کو مین عرضی لکھون مقدمے مین بہار و مخمور کے سوفار آتشبار نے عرض کی آج کے دن حضور تامل

فرمائین کل سبکا خاتمہ کرکے سب سرداران نامی کو گرفتار کر لاؤنگا تب خدمت شہنشاہ مین لکھا
جائیگا آپ جلدی نہ کرین مین آج ہی سبکو گرفتار کر لیتا لیکن یقین ہی کہ آپس مین جاکر صلاح
مشورہ کرین اگر راہ راست پر آئین اور بخوف جان ومال شریک ہوجائین تو بہت مناسب ہی حیرت
نے کہا ای سوفار آتشبار مسلمان وہ سخت ہین تمنے تین سردار گرفتار کیے اگر سب گرفتار ہون
اور گلے پر انکے خنجر رکھا ہو تب بھی یہ لوگ اطاعت نہ کرینگے سوفار نے عرض کی آپ نے ملاحظہ
فرمایا جو صاحب جیسا سحر کرینگے اپنے ہی سحر مین گرفتار ہونگے مین کیا کسیکو سحر کرنے دونگا اب
حیرت نے آہ کرکے کہا کہ ای سوفار عیارون کے ہاتھ سے ساحری تمکو پائین عیار بلاے
روزگار ہین سوفار نے کہا حضور اطمینان رکھین غلام سب حال سُن چکا کیا مجال ہی عیار
کی جو میرے پاس آئے حیرت نے کہا سامری وجمشید الیساہی کرین حیرت کو مطمئن کرکے
تینون قیدیون کو اپنے ساتھ لیا اپنی بارگاہ مین آیا دروازے پر نگہبان پاسبان مقرر کیے
بہار وسرخ مو ومخمور کو گوشۂ بارگاہ مین لایا اور زبان مین سوزن دیکر مقید رکھا کہا مین انکی
نگہبانی خود کرونگا لیکن اہل اسلام جو بیٹھے ملکہ مہرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سب
سردارون کو قلق ہی کہ بہار ایسی ساحرہ گرفتار ہوگئی مخمور وسرخ مو کا نہایت انتشار
ہرکس وناکس انتہا کا بیقرار بارگاہ مین آکر سرنگون بیٹھین کہ خواجہ عمرو وچالاک وبرق وجانسوز
ومہتر قران چھون عیار بارگاہ مین آئے دیکھا رنگ سبکا دگرگون ایک ایک خاموش
بیٹھا ہی یہ بھی ذکر ہو رہا ہی کہ بہار کا گرفتار ہونا بڑا غضب ہوا اپنے سحر مین بہار خود گرفتار
ہوئین باغبان نے کہا حقیقت مین یہ ہی کہ بلاے روزگار ہی اکثر زبانی افراسیاب کی ذکر
سُنا تھا کہ سوفار آتشبار جو جادوگر ہی بادشاہ قلعۂ آتش فشان اپنا مثل نہین رکھتا آج
مقابلہ بہار مین دیکھ لیا کہ بہار کے سحر نے کیا خرابی کی ایک مار سیاہ طاؤس نے کھایا اُسی
سے سحر پیدا ہوا اُسی سحر مین مبتلا ہوئین مخمور کو کس سحر نے لیا مین نے جو خیال کیا تو کوئی توڑ
اُسکے سحر کا ممکن نہین ہوتا خدا اُسکے شر سے بچائے سب سردار یہی کہہ رہے ہین کہ سوفار کے
سامنے سحر کرنا خطا ہی خدا اُس سے اپنی حفاظت مین رکھے ایسا نہو بہار ومخمور کو پاس
افراسیاب کے بھیجدیوے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے چرند وپرند دوڑے ہوے آئے

بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ملکہ حیرت نے تینون قیدیون کو طلب کیا لیکن سوفار نے نہین دیا
اور یہ دعوے کیا ہی کہ کل سبکو گرفتار کرا دونگا ایک نامی سردار باقی نہ رکھونگا لشکر کا بھی خاتمہ
کر دونگا طبل جنگی بجوانے کا حکم دے چکا یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہوے
آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی آج دن سے اُسنے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ سرکار
سے معرکہ آرا ے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے کہا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی اور بہ
تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل اور کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین لکھا ہی وہی
پیش آئی ہی اُسیوقت لشکر اسلام مین بھی صداے طبل جنگی بلند ہوئی سب لشکر والون کو معلوم
ہوا کہ طبل جنگی بج گیا جانبین مین تیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام پر سے تڑپ کر اُٹھا خواجہ نے
کہا دیکھیے مہتر والاگہر عیاری کے واسطے جاتے ہین عیاری تو کیا کرینگے ہوشیار کر دینگے
برق نے کچھ پلٹ کے جواب نہ دیا چپکا نکل کر بھاگا لشکر کفار مین آیا بصورت مبدل پھرنے
لگا بعد برق کے خواجہ عمرو و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی چلے مگر برق پھرتے پھرتے
قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچا دیکھا شبگرد جادو کوتوال لشکر کا چبوترے پہ بیٹھا
ہوا انتظام کر رہا ہی برق کچھ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جوان
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف چبوترے کے چلا چبوترے پر چڑھ آیا شبگرد نے پوچھا
کون ہی کہا حضور کا مخبر ہون چور گرہ کاٹ کی خبر لگائے رکھتا ہون عیار لشکر اسلام کا
بازار مین سرکار کے آیا ہوا ہی گرہ کاٹ بھی ہی کئی کی گرہ کاٹ چکا ہی حضور کو کچھ سحر بھی آتا ہی
حضور میرے ہمراہ چلین مین گرفتار کرا دون شبگرد نے پوچھا تو نے صورت دیکھی کہا حضور گورا
گورا تھا اب اُسنے کالی صورت بنائی ہی شبگرد اُٹھ کھڑا ہوا کہا مین گرفتار کر لونگا برق نے
کہا اکیلے چلیے شبگرد نے کہا مین تنہا کافی ہون ایک سحر مین گرفتار کر لونگا تجھے بہت کچھ انعام
و اکرام ملیگا کہا حضور مجھکو بھول گئے مین نے تو کئی چور گرفتار کرا کے مال بنایا اس مقدمے
مین غلام کا انعام مقرر کر دیجیے شبگرد نے کہا ہزار روپیہ دلاؤنگا برق فرنگی شبگرد کو
لگا کر لے چلا راہ مین باتین کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ حضور سحر مین تیزی کیسے کا بڑا اطرار عیار ہی
کئی ساحرون کی کمر سے روپے نکال لیے اُنکو معلوم نہوا باتین بناتا ہوا ایک خیمے کی پشت

پر لایا کہا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہی سحر اپنا کیجیے کہ زمین آسکے پانوٗن تھام لے شبگرد نے کہا
کہان برق نے کہا وہ سامنے دوکان پر کھڑا ہی مہاجن سے باتین کر رہا ہی شبگرد نے
جھولی سے ماش کے دانے نکالے برق پیچھے ہٹا حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب
مارکر بیہوش کیا اُسکو ٹانگ پکڑ کے کنارے ڈالدیا آپ روغن عیاری کا لگاکر شبگرد
کی شکل بنکر تیار ہوا اُسی کی شکل پر چلا راہ مین پیادے ملے پیادون نے پوچھا حضور مخبر
نے کیا خبر دی برق نے کہا میرے پاس سے الگ رہو مین نے عیارونکا پتہ لگایا ہی مین
اب گرفتار کرلونگا یہ کہکے طرف بارگاہ سوفار کے چلا یہانکا ذکر سنیے کہ مہتر چالاک بن عمرو جو تنا
ہوا قریب بارگاہ سوفار آتشبار پہونچا فکر مین تھا کہ کیونکر اندر جاؤن ایک سپاہی پولا کر دہ
بارگاہ سے اُٹھا برائے رفع حاجت ایک گوشے مین بیٹھا چالاک نے جاکر سپاہی کو بیہوش
کیا اُسکی شکل بنکر دروازے پر آکر چالاک بیٹھا فکر مین ہی کہ اندر کیونکر جاؤن کہ دیکھا
شبگرد کوتوال آتا ہی سپاہیون نے کہا کوتوال صاحب آتے ہین چالاک نے برق کو
پہچانا اور برق نے چالاک کو چالاک نے اشارہ کیا کہ ہمین بھی ساتھ لے چلو برق
نے اشارے سے کہا کہ آپ نہین جاسکتے چالاک دروازے پر رہا برق اندر پہونچا
دیکھا سوفار بیٹھا ہوا ہی برق نے جُھک کر سلام کیا سوفار نے کہا کیون شبگرد خیر تو
ہی شبگرد نے عرض کی حضور عیار داخل لشکر ہوچکے غلام نے پتہ لگایا ہی عیارونکو گرفتار
کریگا سوفار نے کہا ای شبگرد مین عیارون کے ڈر سے اکیلا چھپکر بیٹھا ہون عیار بڑے
بلائے روزگار ہین ساحرونکا مجھکو خوف نہین جو ساحر نکلیگا اُسی کے سحر سے اُسے گرفتار
کرلونگا شبگرد نے کہا حضور شراب نوش کرین اور غلام کے ساتھ ایک لمحہ بھر کے واسطے
حضور تشریف لے چلین مین عیارون کو گرفتار کرادون بلکہ گرفتار کرلونگا حضور کے
تشریف رکھنے سے قلب کو تقویت ہوگی سوفار نے کہا مین چلونگا برق نے جھپٹ کر
گلابی اُٹھائی دوسری جانب خیمے مین پردہ کھنچا ہی سوفار اُسطرف گیا میز پر کباب رکھے
تھے اُٹھانے لگا جواہر کے جانور بھی اُسی میز پر رکھے ہین ایک طائر نے منقار کھولی سوفار
نے کہا ای طائر سامری خیر تو ہو اُس طائر نے زمزمہ سرائی کی زمزمہ سرائی مین یہ

کو دلا دی کہ شراب نہ پیجیے گا شبگرد نہین ہی برق فرنگی عیار ہی سوفار غصّے مین باہر آیا اور سہام جادو بھائی اسکا پوچھنے آیا ہی کہ طلاے کی گشت پر کی ہزار ساحر ہو نگے وہ کھڑا ہوا شبگرد نقلی سے باتین کر رہا ہی سہام نے پوچھا ای شبگرد عیار و نکی بھائی صاحب کو بڑی فکر ہی تمنے کیا انتظام کیا برق کہ رہا ہی کہ مین نے سخت انتظام کیا ہی کہ سوفار اندر سے نکلا برق نے دیکھا اسکے تیور پر بل پڑے ہوے ہین برق گھبرایا کہا حضور ابھی شراب نہ پیین سوفار نے سہام سے کہا ارے اسکو پکڑ لے نکل کے جانے نہ پائے دیکھو یہ پیچھے ہٹا جاتا ہی سہام نے چاہا پلٹ کر ہاتھ پکڑ لون برق نے خنجر مارا سہام کا شکم چاک کیا قبقہہ پاک اندھیرا ہوا سوفار لینا لینا کرتا ہوا رہگیا برق نکل گیا سوفار باہر آیا سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے سوفار نے جھلا کر کہا بارو برق نکل گیا تمنے نہ روکا چالاک کھڑا ہی دست بستہ بڑھکر عرض کی حضور ایسی جلدی وہ نکل گیا ہمنے چاہا تھا کہ گرفتار کرین مگر وہ تڑپ کے نکل گیا اسطرحکی باتین کرتا ہوا سوفار کے ساتھ خیمے مین آیا کہا حضور یہ تو بتائیے کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار تھا سوفار نے کہا مین نے چند طائر بنا کے منبر پر بٹھا دیے ہین ایک طائر نے مجھے بتا دیا یہی سبب اسکا ہی چالاک نے کہا حضور تشریف رکھین اب ہمنے انتظام کر لیا یہ کہکے بیٹھ گیا کہا حضور دیکھیے چند شعر مین نے یاد کیے ہین یہ کہکے گنگنایا سامنے یہ غزل گانے لگا

نظم

پانون تک زلف کو لٹکاے ہوے آتے ہین
آپ کیا آتے ہین اک ساتھ بلا لاتے ہین

ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہین
آج ہم کوچۂ قاتل کی خبر لاتے ہین

کل سے مقتل مین یہ سنتے ہین وہ آج آتے ہین
ہوس قتل سے دل سینے مین گھبراتے ہین

خوب لوٹی ہی گلستان شہادت کی بہار
روزن زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہین

عیب وان بنکے لیا بوسہ دہن کا انکے
یہ مثل سچ ہی کہ جو ڈھونڈھتے ہین پاتے ہین

بات کیا کیجیے منھ بند ہی رکھنا اچھا
بوسہ جب مانگیے ہونٹو نکا وہ شرماتے ہین

نعش یہ چار کے کاندھے پہ صدا دیتی ہی
مژدہ ای اہل فنا ڈاک مین ہم آتے ہین

آپ بادام سے ہرگز نہ لڑائین آنکھین
دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہین

آہ سوزان خبر سوزش دل دینی ہر — تار برقی پہ سب اخبار پہونچ جاتے ہین
کچھ تو ای بادشہ حسن عطا ہو للہ — ہم گدا ہین ترے کوچے ہین کبھی آجاتے ہین
گو نہین فکر سفر ہین ہی فراغت مقصود — حکم نواب کا آنکھون سے بجا لاتے ہین

سوفار آتشبار نے کہا میان سپاہی صاحب تمنے غزل تو خوب گائی کسی سے گانا سیکھا ہی
کہا نہین حضور بچپن سے شوق تھا لڑکون مین اکثر گایا کرتے تھے ایک لڑکا ڈھاڑی کا بھی تھا
وہ بتلایا کرتا تھا اُسیکی کچھ چیزین یاد ہین اسوقت غلام نے وہی کچھ اشعار آپکے سامنے گا دیے
جاکر جانور دلسے پھر پوچھ آئیے ہین تو کوئی عیار نہین ہون سوفار نے کہا تم تو ابھی میرے
ساتھ آئے ہو کہا حضور مین تو ڈرتا ہون غلام اسوقت ایک جام شراب پیے گا معاف
فرمائیے گا یہ کہکے شراب اونڈیلی چاہا کہ پیون مُنھ مین طمانچہ مارا کہا پہلے حضور نوش کرین
بعد غلام پیے گا اسطرح بیوقوف بنکر چالاک نے شراب دی سوفار نے بے اختیار جام شراب
لے لیا جام لیکر جیسے چاہا پیون کلیجہ دھڑکا چالاک نے دیکھا جام تو اسنے خوشی خوشی لیا
مگر انجام بخیر نہوا یہ سوچ کے اپنے مقام سے اُٹھا سوفار نے کہا کہ کہان جاتے ہو کہا
حضور مین پھر ابدلا دون سوفار کا جو دل دھڑکا تھا اسنے پکار کر کہا ای طائر شراب
پیون یا نہ پیون طائر کی آواز یہ آئی کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا یہ آواز سُنکر سوفار نے
جام زمین پر رکھدیا پکارا سپاہی صاحب پھرا بدلوا چکے چالاک پردے سے لپٹا دیکھ
رہا تھا گھبرایا ہوا باہر آیا نکل کے بھاگا سوفار دروازے پر آیا پوچھا وہ سپاہی کہان
گیا سپاہیون نے کہا وہ تو بازار گیا کہا ارے وہ عیار تھا مین ایسا ہوشیار نہوتا تو
وہ مجھکو بیہوش کر لیتا مگر یارو ہوشیار رہنا رات بھر مین چالاک و برق نے کئی پھیرے
کیے لیکن سوفار کا شک بڑھتا گیا ہر مرتبہ طائر سے پکار کر پوچھا عیار کو چاہا گرفتار
کرون برق و چالاک جست و خیز کرکے بھاگ گئے گرفتار نہین ہوے چار پہر رات
اسی آمد و رفت مین گذری صبح کو مجبور و ناچار دونون پلٹے طبل جنگی تو نج ہی چکا ہی خواجہ
کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین دیکھا چالاک و برق آتے ہین خواجہ نے کہا کہو بھائی
کیا کیا برق نے تمام کیفیت بیان کی عمرو نے کہا ہم تو جانتے تھے کہ تم ہوشیار کردوگے

وہ بڑا ہوشیار ساحر ہی اب دیکھیے آج میدان کارزار مین کیا کرتا ہی لشکر اسلام آرہا ہی
اُدھر ملکہ حیرت جادو تخت زرین پر سوار یاقوت و زمرد و زبرجد ادیان پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے ایک جانب مصور و صورت نگار بڑی دھوم سے آتے ہین تمام لشکر میدان
کارزار مین آکر پہونچا کہ دیکھا طرف سے بارگاہ سوفار آتشبار کی شعلۂ آتش بھڑ کے
ایک دریاے آتش جوش مارتا ہوا آتا ہی سوفار آتشبار کرگدن مست پر سوار تمام
جسم شعلۂ آتش مین چھپا ہوا کل لشکر پر ابر آتش فشان چھایا ہوا بڑے زور و شور سے
میدان کارزار مین آکر پہونچا کہ ساحرون کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کا یہی غول ہی کہ
سوفار آتشبار سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا شعلۂ جوالہ بنکر آیا ہی ایک طرف دریاے
آتش جوش مار رہا ہی سب سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان
مین تمکو پکار سمجھاتا ہون خدمت مین ملکہ حیرت کی چلے آؤ ورنہ آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا
تم سب شاہ کی لونڈیان ہو ورنہ سر کاٹ کے لے جاتا اب مشکین باندھکر لیجاؤنگا یہان کے
سوارون اور پیادون نے جواب دیا اور ناری کیا بیہودہ بکتا ہی دریاے آتش دکھاکر
ہمکو ڈراتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ کہنا تھا کہ سوفار آتشبار نے کرگدن اپنا بڑھایا
ملکہ حیرت سے آکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے فرمایا ای سوفار شب کو تمنے بڑا کام
کیا برق و چالاک نے رات بھر پچھا لیا مگر تم خوب بچے اب بڑے ساحرون سے
مقابلہ ہی سوفار نے کہا حضور ملاحظہ فرمائین کہ آج کیا ہوتا ہی یہ کہکر گینڈا اپنا بڑھایا
میدان کارزار مین آیا دریاے آتش نے جوش مارا عیار لشکر اسلام سے نکل گئے
خواجہ عمرو ایک پہاڑ پر جاکے کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ سوفار آتشبار نے
آواز دی ہم سبکو خوب سمجھا چکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بذلت و رسوائی مشکین
باندھکر خدمت شہنشاہ مین لیجائینگے اسی خیر خواہی مین جاگیر و خلعت پاوینگے یہان
سب دیکھ رہے ہین کہ یکایک پیشرو لشکر اسلام ملکہ نافرمان جادو طاؤس کو چھیڑ کر
سامنے ملکہ مہرخ کے آئین کہا حضور اجازت میدان ملے کہ اس زبان دراز کو سزا دین ملکہ مہرخ
نے فرمایا ای نافرمان کل تمنے بہار و مخمور کا حال دیکھا عرض کی لونڈی ہر روز دیکھا

کرتی ہو آج بھی دیکھیگی ہر چند مہرخ نے منع کیا مگر نافرمان نے نہ مانا کہا مین تکیہ پروردگار پر اپنے رکھتی ہون برائے مقابلہ ضرور جاؤنگی ناچار ملکہ مہرخ نے اجازت دی ملکہ نافرمان بھی سحر کرتی ہوئی مقابلے مین سوفار کے پہونچی سوفار نے کہا ای نافرمان تمکو بھی ہمارے مقابلے کا حوصلہ ہوا تمکو کچھ اپنی جان کا خوف نہ آیا ملکہ نافرمان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کیا جاتا ہی کچھ اپنا شعبدۂ سحر دکھلا یہ سنکر سوفار بہت ہنسا صرف ہاتھ ہلا دیا کئی شعلۂ آتش بھڑک کر نافرمان پر گرے نافرمان تو چمک کر نکلی مگر طاؤس جل گیا نافرمان نے کارد کھینچ ماری کہ اسکا گینڈا قتل کرون سوفار نے اپنی پیشانی پر نشتر مارا قطرۂ خون ہتھیلی پر لیکر وہ ہاتھ سامنے کارد کے کیا کارد خون پر گری کہ زبان کارد خون سے رنگین ہوئی وہ کارد پھر پلٹی طرف نافرمان کے چلی نافرمان نے ایک دستک دی کارد نہ رکی آکے شانے پر پڑی کہ شانہ نافرمان کا نشانہ ہوا سوفار قہقہہ مار کر ہنسا نافرمان نے اور چند گولے مارے سوفار پر تاثیر نہ ہوئی آخر مین جو گولہ نافرمان نے پھینکا سوفار نے دستک دی دامن ہلایا وہ گولہ اُلٹا پلٹا سر پر نافرمان کے پھٹا گولے سے دھوان نکلا ملکہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوفار نے اُٹھا لیا لشکر اسلام مین ہلڑ ہوا سوفار نے آواز دی ہلال سحر افگن نے جاتے ہی ہلال زرین مارا سوفار نے ہلال کو کاٹا ہلال سر پر آکے ہلال سحر افگن کے چمکا ضو سے اُسکی ہلال سحر افگن بیہوش ہوئی سوفار نے اُسکو بھی اُٹھا لیا زبان مین سوزن دیدیکے الگ تخت پر ڈالتا جاتا ہی دوپہر تک سات جادوگرنیان نکلین ساتون کو اسنے گرفتار کیا تخت پر ڈال لیا دوپہر کو جو اسنے مبارز طلبی کی باغبان قدرت کو تاب نرہی گھوڑے کو بڑھا کر بدون اجازت مہرخ جا پڑا آپس مین سحر چلنے لگے باغبان نے گیند مارا سوفار نے کاٹا گیند سے پھول برسنے لگے سر پر سوفار کے نہ برسے باغبان کے سر پر آکر پھول برسنے لگے باغبان نے دستک دی پھول جلکر خاک ہوئے گولے ترنج نارنج چلنے لگے اب باغبان نے دستک دیکر آواز دی ای گل اندام شعبدہ باز لینا سوفار کا کلیجہ مشبک کردے تیر مژگانکا توڑ دکھا شش کمان خم نہو نا تیر تدبیر نشانے پر پڑے تو دُہ قلب پر بھی

لب معشوق ہو یہ جو باغبان نے آواز دی جھونکا ہوا ے سرد کا چلا گوشۂ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی سب نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر رشک قمر سانولی رنگت ہی جسکی شان مین شاعر کہتا ہی شعر سبز رنگے بہ خط سبز مرا کرد اسیر ✦ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ✦ بوٹا سا قد ابرو کو ہلال کیونکر کہون ہلال مین یہ دم خم کہان کلیجے کا کاٹنا اسی خنجر کا کام ہی خنجر ابرو اسکا نام ہی عارض کو پھول سے کیونکر مثال دون پھولون مین یہ رنگت کہان یہ شوخی یہ آبداری کہان گلوے نازنین سینے پر ابھار اٹھتے ہوے جوبن کی بہار خرامان خرامان آتی ہی یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی عاشقون کے دل کو لبھاتی ہوئی **نظم**

نالے کرنے کی جو بندے کو اجازت ہو گی
حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہو گی

ای صنم وصل ترا مجھکو میسر ہو گا
کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہو گی

حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا
کیا سمجھتے تھے محبت مین مصیبت ہو گی

ہر شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ
صبح ہو جائیگی تو کیا مری نوبت ہو گی

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہو گی

مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی
بحث ای طفل دبستان تری بابت ہو گی

خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہو گی

چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دے
ای صیاد بکھر امانت مین خیانت ہو گی

اس معشوق پری چہرہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سننے والے مبہوت ہوگئے لیکن باغبان دستکین دے رہا ہی جو جو دستک دیتا ہی سوز و گداز گانے مین نازنین کے بڑھتا جاتا ہی کئی سو ملازم سوفار کے اسقدر مبہوت ہوے کہ تلوارین کھینچکر اپنے اپنے گلے کاٹنے لگے بعض نے سر زمین پر دے مارے بعضون نے گریبان چاک کیے سب بیقرار ہو کر پکارتے تھے **نظم**

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
دہن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ

عیان ہی ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
لگی ہی سنبل تر کی شکن شکن مین آگ

وہ شب کو آئے جو سرماین مین یہ گھبرایا
جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

عیان کسی پہ نکر جو ہر حرارت کو | بہ رنگ سنگ چھپائے رکھہ اپنے تن مین آگ
بنائی دھوپ نے میری لحد جلانے کو | الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن مین آگ
مین گرم سیر ہون غربت کے دشت مین شب و روز | لگاؤن آنکے کیا دوستو وطن مین آگ
جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت | لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ
کلام گرم مرا سنکے یار بولا رند | مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

ملازمان سوفار دیوانے ہو گئے روتے پھرتے ہین لیکن سوفار نے جو بہ رنگ اپنے
لشکر کا دیکھا طرف اُس نازنین کے پلٹا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان
میرے پاس آؤ وہ نازنین مسکراتی ہوئی قریب سوفار کے آئی سوفار نے بہ محبت ہاتھ
تھام لیا باتین کرنے لگا اُسنے سر جھکا کر کہا صاحب تم کیون مجھسے گرم سخن ہو تھوڑی دیر
کے بعد غصہ ہوگا غصہ مجھسے نہ اُٹھیگا مین ان باتون کی عادی نہین ہاتھ باندھکے سوفار نے
کہا ای جان جہان مجھسے کبھی خلاف کوئی امر سرزد نہوگا یہ محبت ہمیشہ رہیگی اُس نازنین
نے سر جھکا کر کہا ایسے مقام پر تمسے ملاقات ہوئی کہ دل کھولکر بات نہین کر سکتے کسی گوشۂ
تنہائی مین چلو تو اچھی طرح باتین کرین باغبان نے دستک دی سوفار نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا
ایک باغ مختصر ظاہر ہوا سوفار ہاتھ تھامے ہوے اُس باغ کی جانب چلا ملکہ حیرت نے گھبرا کر
کہا ای یاقوت و زمرد غضب ہوا باغبان کے سحر مین سوفار پھنسا باغ مین جا کر یہ نازنین رنگ
لائیگی دام زلف مین پھنسائیگی یاقوت و زمرد نے عرض کی مناسب ہو تو حضور روکین حیرت
نے کہا کیا کہون کچھ بن نہین پڑتا مصور نے کہا مین جاکے روکتا ہون چند قدم در باغ باقی
تھا سوفار بہ محبت اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے چاہتا ہی کہ اندر باغ کے جاؤن
کہ مصور نے آواز دی ای سوفار ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی سوفار نے پلٹ کر دیکھا
ٹھہر کر جوابدیا مرشدزادے بھلا یہ کون سا وقت ہی ہین کار ضروری مین ہون آپ سیر و
شکار کرنے والے نبیرۂ سامری ہین ہین اسوقت اور عالم مین ہون مصور نے کہا مین چاہتا
ہون کہ تمکو روکون رنگ باغ دگرگون ہی وہان جانا بہتر نہین سوفار نے کہا کہ باغ
مین کیا برائی ہی معشوق پریچہرہ کا ساتھ ہاتھ مین ہاتھ وہان تنہائی مین بیٹھکر باتین کرینگے

بلبلونکو رشک ہوگا کہ یہ گل باغ خوبی پہلو مین اس عاشق صادق کے بیٹھی ہی اسوقت
آپ میرے پاس نہ آئین مصور کب مانتے تہین جھپٹ کر چاہا اُسکا ہاتھ تھام لون سوفارہ نے پلٹکے
مصور کو ایک طمانچہ مارا اترا اُسکے کی آواز آئی سننے سُنا آنکھون سے بھی دیکھا کہ میان مصور
کے طمانچہ پڑا سوفارہ طمانچہ مار کر پھر اُسی باغ کے اندر چلا مصور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
چاہا لیکن گرہا تھہ مار دون یہ جو سوفارہ نے دیکھا اسنے بھی تلوار کھینچی جبتک مصور سنبھلین اُسنے
ہاتھ تلوار کا مار ہی دیا مصور کا سر زخمی ہوا اب تو مرشد زادے بھاگے سر سے خون
بہتا ہوا پکارتے ہوے آئے کہا اے ملکۂ عالم میرے روکے سے سوفارہ نہین رُکتا
ملکہ حیرت نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا مگر آپنے نہ مانا لیکن مصور کو جو سوفارہ نے زخمی کیا
وہ نازنین منع کرتی تھی کہ کیا ضرورت ہی مگر سوفارہ نے نہ مانا جب سر مصور کا زخمی ہوا خون
کی چھینٹین جسم پر سوفارہ کے پڑین ساحران لشکر حیرت ہنس رہے ہین سوفارہ پر آوازے
کس رہے ہین باغبان بھی دستکین دے رہا تھا ذرا ہاتھ رُکا تھا ادھر خون کی چھینٹون نے
کچھ ہوش کو درست کیا باغبان کے قیاس مین آیا کہ سحر پورا ہو گیا اب یہ باغ مین جاکر دام
رگ گل مین پھنسے گا مثل بوے گل اسی باغ بکر مین بسے گا پلٹ کر جھرخ سے آواز دی حضور
نے ملاحظہ کیا اب جو سوفارہ سمجھا کہ سب مجھکو ہنس رہے ہین اور نازنین کے دامن پر جو خون
کی چھینٹین پڑین یا تو وہ رعنائی زیبائی تھی سوفارہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کالی زنگن مجھسے کہتی
ہی صاحب باغ مین چلو رنگ عیش و طرب جمائین کچھ تم گاؤ کچھ ہم گائین سوفارہ نے جھپٹ کر
ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگن کا اُڑ گیا باغکی دیوار پر گولہ مارا کہ دیوار باغ گری باغ جلا اب جو باغبان
نے پلٹ کر دیکھا رنگ سحر مٹا سوفارہ غصے مین پلٹا پکار کر آواز دی او باغبان تو نے
میرے ساتھہ یہ شعبدہ کیا اب کہان جائے گا یہ کہکے دامن ہلاتا ہوا بڑھا دامن سے
شعلہاے آتش نکل رہے ہین دریاے آتش نے بھی جوش مارا باغبان نے گیند پھونکا
مارا جیسے ہی قریب سوفارہ کے گیند پھونکا پہونچا سوفارہ نے برق چمکائی گیند کٹا پھونکا
عنبر برسنے لگا بلبلین چہکنے لگین اور یہ صدائین دیتی ہین ای باغبان قدرت ذرا ہماری
جانب متوجہ ہو کر دیکھو

نظم

سر سبز ہین نسرین و گل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن اب تک

رکھا ہی امانت کی طرح مجھکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن اب تک

عریان اُسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح
دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دلمین کدورت تری چرخ کہن اب تک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہ گئے راہ وطن ابتک

موزون جو نہین کرتے ہین مضمون دہن کو
سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلۂ خون کی
جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اُس لب کے شب و روز
خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک

اے رند محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

باغبان قدرت نے جو یہ اشعار فرحت انگیز حیرت خیز سُنے رنگ رو متغیر ہوا ہاتھہ پانؤن مین رعشہ قلب کانپا ہرچند باغبان اپنے کو سنبھالتا ہی سحر نہین یاد آتا ایک وحشت سی قلب پر طاری ہی آمد فوج آہ و زاری ہی سوفار نے اور چند دانے ماش کے پھینکے کہ شعلہ ہاے آتش بھڑکے باغبان کانپتا ہوا طرف سوفار کے چلا لشکر چرخ مین غُل ہوا کہ باغبان پر سحر سوفار کا غالب آیا اب باغبان ہوش مین نہین ہی گلچین نے جو یہ معاملہ شوہر کا دیکھا کہ سوفار کی طرف جاتا ہی دوڑ پڑی آواز دی صاحب اسقدر نہ گھبراؤ اپنے کو اسکے شعبدے سے بچاؤ باغبان نے گلچین کے کلام کا کچھہ جواب ندیا گلچین قریب باغبان کے پہونچی شوہر کا ہاتھہ تھام لیا اور کہا صاحب کہان جاتے ہو دشمن کے قریب نہ جاؤ سوفار نے جو دیکھا گلچین باغبان کو سمجھاتی ہی ایسا نہو بنٹ پڑے ابر آتش فشان کو اشارہ کیا آگ کا ابر تھا لیکن اُس سے پھول برسے گلچین پر گرے گلچین نے خود باغبان سے کہا چلکر سوفار کی اطاعت کرو دونون زن و شوہر مبہوت ہوکر سامنے سوفار کے پہونچے کہا کیا حکم ہوتا ہی سوفار نے کہا اپنی اپنی زبان مین سوزن دو اپنے پاس سے سوزن نکالی زن و شوہر نے اپنی زبان مین سوزن دی سوفار نے دونون

کو مسلسل کیا اپنے لشکر مین بھیجدیا جہان بہار و مخمور قید تھین اُسی مقام پر قید کیا سوفار نے مبارزطلبی کی جو سردار نکلا اُسکو دیوانہ کر کے سوفار نے گرفتار کیا دو پہر ڈھلے ڈھلے گیارہ سردار گرفتار کیے دعصوب کی شدت بہت تھی گھبرا کے طرف اپنے لشکر کے چلا پکار کے آواز دی ای فرقہ نمک پرستان آج پھر معاف کرتا ہون سمجھ بوجھ کے چلے آؤ آگے تم مصالحہ کرلو ورنہ بہت خراب ہوگے ایک ایک پر آفت برپا کرونگا یہ کہکے پلٹ گیا ملکہ مہرخ لشکر کو لیکر بیٹھین بارگاہ مین آئین بڑے بڑے سردار گرفتار ہوگئے کوئی صلاح مشورہ بھی کر نہو الا نہین کہ عیار آکر بیٹھے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کہا خواجہ صاحب آپنے سُنا یقین ہو کہ آنکھو لنسے ہی دیکھا ہوگا گیارہ سردار آج گرفتار ہوگئے خواجہ نے کہا نہ گھبراؤ مین جاتا ہون پن پڑتا ہی تو سبکو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکے خواجہ بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف لشکر کفار کے چلے لشکر مین سوفار کے آکر دیکھا بارگاہ کلان استادہ ہو دروازے پر نگہبان حاجب بیٹھے ہین خواجہ طرف اُس بارگاہ کے چلے اب فکر ہوئی کہ اپنے کونا بہ سو غار پہونچاؤن یہ کھڑے سوچ رہے تھے کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کیون عمر نامدار کس فکر مین آپ کھڑے ہین عمرو نے کہا ای شخص کیا تجھکو دلسے اعتقاد خداوند سامری و جمشید نہین ہی ساحر نے کہا مین آنکے قربان ہوجاؤن کیا کہ یا مشکلین آسان کی ہین اب آپ جو فکر کر رہے ہین دیکھیے کیا ہوا اب جو عمرو نے بغور آنکھ ملائی جانسوز بن قران اپنے شاگرد کو پایا جانسوز بن قران نے کہا اُستاد مین نے ایک تدبیر نکالی ہی مین ایک عورت کی شکل بنتا ہون آپ مجھکو سوفار کے ہاتھ بیچڈالیے خواجہ نے قبول کیا جانسوز کو لیکر کنارے آئے جانسوز رنگ روغن عیاری لگاکر ایک نازنین حسین کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ نے ایک مرد ضعیف کی شکل بنائی جانسوز کو لباس فاخرہ پہناکر پاس سوفار آتشبار کے لیچلے سپہ سالار اسکے لشکر کا پیکان دلدوز ہی لشکر کا انتظام کرچکا ہی کہ راہ مین اسنے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف ایک برقعہ پوش کا ہاتھ پکڑے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چلا آتا ہی پیکان نے بڑھکر پوچھا بڑے سیان صاحب کہان سے آپ آتے ہین جانسوز نے جو ایک سپہ سالار کو دیکھا گوشۂ ردا

چہرے سے ہٹایا مسکرا کے کہا آپ کون صاحب ہین یہ کہکے جلدی چہرہ ڈھانپ لیا تیر مژگان
کمان ابرو مین جولیس تھے سینے پر پیکان کے پڑے تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرے پیشانی
لوح سیمین کہنا چاہیے آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سرمہ دنبالہ دار
آنکھون مین دیا ہوا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بیمار کے ہاتھ مین عصا ہی قلیل سا چہرہ نکلا
تھا عارض مہر مثال سے برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا اُف کہکر کلیجے پر ہاتھ رکھلیا
اور کہا بڑے میان صاحب کچھ آپ نے جواب نہ دیا بڑے میان نے آنکھون مین آنسو بھر کے
کہا انقلاب نے اس حال کو پہونچایا اس نور نظر رشک قمر نا کتخدا کو لیکر نکلا ہون کسی رئیس
شریف کے سپرد کرون کہ یہ تو آرام پاے غلے کا حال تو سُنا ہوگا کہ گھر گھر اسی بات کا چرچہ ہی کہ
گرانی نے غلے کی ہلاک کر ڈالا امان اسکی نہ مانتی تھی بہ منت و خوشامد لایا ہون چاہتا ہون
کہ ایسے جلیل کی خدمت مین رہے کہ یہ تو اپنی جان سے آرام کرے ہم پر جو گذرے گی
وہ جھیلین گے بہر نوع جان پر کھیلین گے پیکان نے کہا مجھے سرفراز فرمائیے جو حکم ہوگا وہ
آنکھو لسنے بجا لاؤنگا خواجہ نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اس لشکر مین خاص آپکو
کیا عہدہ ہی پیکان نے کہا سوفار آتشبار میرا عزیز دار ہی کل لشکر کا منتظم ہون خواجہ
وجانسوز پیکان کے ساتھ چلے جب یہ اپنی بارگاہ کے قریب آیا اسنے کہا آئیے خواجہ بلا تکلف
داخل بارگاہ ہوے پیکان مسند پر آکر بیٹھا خواجہ وجانسوز سرنگون پیکان کو کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا
تھا لیکن نظارہ بازی کرنا جانتا ہی کئی ہزار روپے منگا کر پیکان نے سامنے خواجہ کے
رکھے کہا یہ تو سر دست حاضر ہی آپ کا یہ گھر ہی جب مزاج مین آئے تشریف لائیے خواجہ
سامنے پیکان کے رونے لگے کہا یہ کنیز خدمت مین حاضر رہیگی پیکان خود چاہتا تھا ہی کہ
بڑے میان صاحب جلد رخصت ہون مین مطلب دلی حاصل کرون خواجہ تو رخصت ہوکر
باہر آئے پیکان لگاوٹ کی باتین کرنے لگا کہا صاحب تمھارا گھر ہی برقعہ اُتار ڈالو اُس نے
برقعہ جو اُتارا ایک سراپا پر نگاہ پڑی آب رواں کا دوپٹہ سینے پر نار پستان سنان دل دوز
عاشقان بھاری پائجامہ شرمائے ہوئے سر کو جھکائے بیٹھی ہی جہان اسنے نگاہ ملائی کبھی
منہ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا پیکان مرا جاتا ہی دوڑ کر گلابی شراب کی لایا کباب بھی لاکر

رکھے کہا لو صاحب اسکا شغل کرو نازنین نے گلابی اُٹھائی اُلٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے ہاتھ طرف پیکان کے بڑھایا مسکرا کر کہا پہلے میرا وارث پیے پیکان خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ معشوق خوش مزاج ہی جام شراب لیکر پی گیا اب ہنستا جاتا ہی باتین کر رہا ہی لیکن سوفار آتشبار نے سرداران اسلام کو اپنی ہی بارگاہ مین قید کیا ہی بیٹھا ہوا ہی کل لشکر اسلام کی فکر کر رہا ہی ایک مرتبہ ایک میز پر چند طائر رکھے ہین سوفار اُٹھا ٹہلتا ہوا قریب میز کے آیا بے اختیار پکار اُٹھا ای طائران سامری یہ تو آپ پر واضح ہو گا کہ سحر مسلمانونکا دیکھا انھین کے بھرسے انکو گرفتار کیا اب عیارون کی فکر ہی جب عمرو کو گرفتار کرون تب جانون کہ مین نے کچھ کام کیا حیرت کی زبانی اُسکی بڑی تعریفین سنتا ہون میرے سامنے تو ابھی تک نہین آیا ایک طائر نے سر ہلا کر کہا ای شہنشاہ ساحران ہم بحکم سامری تمھاری خدمت مین حاضر ہین امورات نیک و بد کے ناظر ہین تمھارے سپہ سالار صاحب پیکان دلدوز ایک عیار کو اپنے ساتھ لائے ہین شراب خواری آپس مین ہو رہی ہی اب وہ عیار انکو مارا چاہتا ہی آپ جا کر گرفتار کر لیجیے یہ سُنتے ہی سوفار ریل کرتا ہوا چلا دربارگاہ پر نگہبان وغیرہ حاضر ہین سب نے کہا حضور کہان جاتے ہین سوفار نے کہا مین براے کار ضروری جاتا ہون یہ کہکے بڑھا یہان جانسوز نے اپنا رنگ جمایا ہی جام شراب پلا چکا ہی یہ اشعار عاشقانہ بھی سامنے پیکان کے گا رہا ہی

نظم

یاد پھر ہمکو تری زلف پریشان آئی
پھر ستانے کو ہمارے شب ہجران آئی

بات کی اُسنے عجب ناز و ادا سے شب وصل
خواہش بوسہ مین ہونٹونپہ مری جان آئی

تونے صیاد کہان لاکے کیا ہمکو اسیر
کہ قفس مین نہ کبھی بوے گلستان آئی

آخر کار غم ہجر سے مر جاتے ہم
موت کیون کرنے کو بیفائدہ احسان آئی

دم مردن بھی نہ آیا جو عیادت کو وہ شوخ
موت سر پر مرے انگشت بدندان آئی

چشم عاشق سے چھپا لیتی ہی اُسکو تری زلف
یہ کہان سے ترے مکھڑے کی نگہبان آئی

حق نے اورونکو عناصر سے بنایا مونس
اپنے حصے مین فقط آتش سوزان آئی

پیکان جادو جھوم رہا ہی بیہوشی تاثیر کر چلی ہی دست بستہ عرض کر رہا ہی ای جان جہان ای آرام

دل مشتاقان بڑے آرام سے تجھکو رکھونگا ہزار ہا کنیزان چینی و رومی برای خدمتگزاری حاضر کرونگا تیرا جمال بے مثال دیکھکر دل کو حیرت ہی جملہ اعضا درست جالنسوز کو اطمینان ہی تنہا خیمے مین ہون جب چاہونگا بیہوش کر لونگا ہنستا جاتا ہی رنگ اپنا جمار ہا ہی یکایک قبۂ بارگاہ ٹوٹا آواز آئی او ناعیار اب میرے ہاتھ سے کہان جائے گا منم سوفار آتشبار جالنسوز نے چاہا اُٹھکر بھاگون سوفار نے سحر کیا جالنسوز اُٹھتے اُٹھتے زمین پر گرا گرتے گرتے آواز دی ای صاحب مجھے بچانا یہ کون ظالم ہی یا میری جان کا ملک الموت ہی یہ جو بلک جالنسوز نے کہا پیکان نے اُٹھتے ہی گولہ مارا اگر سوفار ساحر زبردست نہ ہوتا سینے کو توڑکر پار گذرتا سوفار نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او احمق سمجھتا نہین منم سوفار آتشبار مین نے تیری جان بچائی تو اُلٹا مجھپر سحر کرتا ہی تیری قضا ہی آئی ہی تو مین مجبور ہون گولے پر جو ہاتھ مار دیا وہ گولہ پیکان کے شانے پر پڑا استانہ نشانہ ہوا پیکان تو نشے مین تھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی تلوار کھینچکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سوفار نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی غصے مین طمانچہ مار دیا کہ پیکان تیر ملامت کا نشانہ ہوا مار کر اُسکو طرف جالنسوز کے پلٹا کہا او ظالم تیری وجہ سے میرا بھائی مارا گیا اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا جالنسوز نے بلک کر دعا کی عرض کر رہا ہی ای کریم و رحیم ای سمیع و علیم تو مدد کر **قطعہ**

خداست مالک افلاک و خالق الافلاک ۔۔۔ ہر آنکہ کرد عطا نور جان بہ تودۂ خاک
خداست آنکہ شرف داد خاک انسان را ۔۔۔ بعلم و عقل و قیاس و فراست و ادراک
بمال و دولت و زر ساخت پایہ اش افزون ۔۔۔ سپرد گنج و زر و کرد صاحب املاک
غبار چشم بکدر ز ہر کدورت شست ۔۔۔ نمود خاک وجودش ز ہر نجاست پاک
طریق بندگی آموخت بندۂ خود را ۔۔۔ نہاد گردن عجزش بعاجزی بر خاک
خداست آنکہ ز قطرہ گہر کند پیدا ۔۔۔ ز ابر آب ببارد گل آرد از خاشاک

سوفار چاہتا تھا کہ جالنسوز کا سر کاٹے کہ پہلوے خیمہ سے آواز آئی خبردار کیا کرتا ہی ارے اُسنے کیا کیا مین پہلے ہی دیکھ رہا تھا دیکھا افراسیاب جادو غصے مین آتا ہی جھپٹ کر سوفار کو ایک لات ماری کہا او نابکار سوفار منھ کے بھل زمین پر گرا سوفار ہاتھ باندھے

لگا عرض کی ای شہنشاہ اسکی وجہ سے میرا بھائی مارا گیا مین نے قتل کر ڈالا آپ کو کیونکر معلوم
ہوا کہا کتاب سامری دیکھ رہا تھا مین اُسیوقت پہونچا جب تو نے پیکان کو مارا آکر اُسکا
لاشہ دیکھا یہ عیار تین روپیہ کے پیادے ہین انکا قتل کرنا شرم کی بات ہی چلکر بہار و
باغبان کو قتل کر دیہ یہ کہکر سوفار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اس مکارہ پر سے سحر اُتار اسکو رہا کردے
یا مین سحر اُتار دون سوفارہ نے سحر اُتار ا جالسوز سے افراسیاب نے کہا بھاگ جاؤ
جالسوز تو اُٹھکر بھاگا افراسیاب سوفارہ کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس بارگاہ مین لایا
جہان سب سردار قید ہین افراسیاب نے سوفارہ کو بٹھایا کہا ای سوفار تو نے بڑا کام
کیا باغبان و بہار کا اُس لشکر مین بڑا شہرہ تھا انکو بڑے لطف سے گرفتار کیا آج تمکو
چند سحر ایسے تعلیم کرونگا کہ جو آج تک کبھی زبان سے نہین نکالے حیرت تک کو نہین
بتائے ابھی بڑے بڑے لوگون سے مقابلہ پڑیگا سوفارہ عرض کر رہا ہی حضور کی ذات
سے بڑی بڑی امید ہی لیکن مین حیران ہون کہ اسقدر حضور نے مسلمانون کو کیون سر چڑھایا
جسدن مخمور و بہار نکل گئی تھین اُسیدن مشکین باندھکر لاتے وہ سزا ے معقول
دیتے کہ دوسرے کو حوصلہ نہ پڑتا میان باغبان قدرت کو بھی حوصلہ ہوا کہ سرکار سے جدا
ہوے لشکر اسلام مین جاکر عیش کرنے لگے اگر انکو اسقدر مغرور نہ کیا جاتا تو یہ حوصلہ
کاہیکو ہوتا افراسیاب نے کہا اسکے چند باعث ہین لونڈیان غلام ہنکو ہزارون روپیہ
کھلا کر پرورش کیا انکو یکایک قتل کر ڈالنا ان باتون مین افراسیاب نے لگایا سوفار
نے بھی عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہی اب مخمور و بہار حاضر ہین جو سرکار کے مزاج مین
آئے اُس طرح پیش آئین افراسیاب نے کہا اب مین انکو باغ سیب لیجاؤنگا لیجاکر
سمجھاؤنگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو بیشک قتل کرونگا اب میرے دل مین وہ محبت باقی نہین رہی
یہ کہکر کہا شراب لاؤ سوفارہ اُٹھا کہا شہنشاہ شراب طلب فرماتے ہین ملازم سب باہر ہین
جانتے ہین کہ شہنشاہ سے اور ہمارے افسر سے باتین ہو رہی ہین سوفار نے دوڑ کر
اُسی منبر پر سے چاہا کہ گلابی لیوے جس منبر پر طائر بیٹھے ہین جیسے ہی اسنے گلابی اُٹھائی ایک
طائر نے چہچہہ مارا سوفار کے کان کھڑے ہوے گھبرا کر پوچھا ای طائر سامری کیون

خیر تو ہی بیوقت کیون بولے میری کار بندی تمھاری راے پر ہی بس طائر بے اختیار
پکار اُٹھا ای شہنشاہ ساحران یہ جو شخص آیا ہی اُسنے جانسوز کو بھی رہا کرا دیا اب رنگ
بجا رہا ہی شراب کی تقریب ہی یہ افراسیاب جادو نہین ہی سار بان زادہ عمرو عیار ہی
یہان عمرو نے دیکھا کہ سوفار کچھ باتین کر رہا ہی کان لگا کر جو سُنا ایک طائر میرا نام بتا
رہا ہی خواجہ گھبرا کر اُٹھے خیمے سے نکل کر بھاگے نگہبانون نے دیکھا حیران ہین کہ شہنشاہ
اکیلے کیون بھاگے جاتے ہین اتنا تو پکار کر پوچھا حضور خیر تو ہی عمرو نے پلٹ کر جواب ندیا
اُسی طرح بھاگے جاتے ہین خیمے کی آڑ پکڑ کے عمرو نے صورت بدلی ایک ساحر کی شکل
بنکر بھاگا سوفار پردے سے باہر آیا عمرو کو نہ پایا پلٹ کے طائرون کے سامنے آیا کہا یہ
بتاؤ عمرو کس صورت پر گیا ہی طائر نے کہا ایک بڑھے ساحر کی شکل پر جاتا ہی کنارے تک
لشکر اسلام کے پہونچا ہوگا سوفار پر پرواز پیدا کر کے چلا مخمور و بہار نے جو یہ معرکہ
دیکھا آپس مین اشارے ہونے لگے کہ خواجہ عمرو نے بڑا کمال کیا تھا مگر تقدیر نے ہماری
نچاہا یہان خواجہ کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے ہین شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ
طلایہ دیکر پلٹا ہی خواجہ کو جو آتے ہوے دیکھا شکیل ٹھہر گیا پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہی
کہا ای شکیل بڑی عیاری خالی گئی افراسیاب بنکر گیا مگر اُسنے پہچان لیا جانسوز نے
جو خواجہ کی آواز سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کیون حضور رنگ عیاری کا بگڑ گیا عمرو نے کہا ای
فرزند کیا کہون نہین معلوم پردے مین جا کر کسنے اُس سے کہدیا کہ افراسیاب نہین
عمرو عیار ہی بین یہ آواز سُنکر بھاگا جانسوز نے کہا اُس پردے کے اندر کچھ سحر بنا کر رکھا
ہی جب وہان سے باہر نکلتا ہی آگاہ ہو گئے آتا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر آ کر سوفار چمکا دیکھا
عمرو و جانسوز کھڑے باتین کر رہے ہین تڑپ کر جو گرا عمرو و جانسوز کو لیگیا نعرہ کیا منم
سوفار آتشبار دونون کو اُٹھا لیا شکیل نے جو دیکھا کہ خواجہ و جانسوز کو سوفار
لیے جاتا ہی نعرہ کر کے جا پڑا للکارا او سوفار یہ خطا کہ ہمارے سامنے سے خواجہ کو لیے
جاتا ہی یہ کہکے اُتے گولہ مارا سوفار زمین پر آیا دونون کو ایک طرف ڈالدیا مگر سحر کر دیا ہی
کہ زمین دونون کے پیر تھامے ہوے ہی شکیل سے سحر چلنے لگا گئی گولے شکیل نے

مارے سوفار نے اُنکو رد کردیا سحر اصلی کی ابھی نوبت نہین آئی دفع کر رہا ہی جب کئی گولے شکیل نے مارے ایک گولہ پھٹا اُس سے برق نکلی سر پر سوفار کے پڑی اوچھا سا زخم کھایا زخم کھاتے ہی لہرایا مثل دیوانون کے کلام کرنے لگا پکارکر آواز دی ای طائر سامری کہا اس مقام پر نہین آسکتے اپنے کو جلد پہونچاؤ شکیل مجھسے مقابلہ کر رہا ہی یہ جو اسنے پکار کر کہا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا شاخ نخل پر آکے بیٹھا مثل انسانون کے پکارا ای شکیل بے عدیل ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ہی شکیل نے سر اُٹھایا طائر نے زمزمہ سرائی کرکے یہ غزل عاشقانہ سُنائی

قطعہ

کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات کو کرم کیجے
پتہ لگا ترا تجھا نے مین نہ کعبے مین
نقاب اُٹھائیے اب تو حجاب کیجے دور
سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
فراق یار شکر لب نے زیست کردی تلخ
رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
قرار اسکو نہین ایکدم کسی جا پر
عیان تھے رند کی نظرون کے پاس تا دم مرگ

کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق
عطاو لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
ترس گئے تری صورت کو جانجان مشتاق
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
لگائین آنکھون سے وہ سنگ آستان مشتاق
بتنگ آگئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان مشتاق

یہ اشعار عبرت آثار جو شکیل نے سُنے مبہوت ہو گیا ہاتھ باندھکر سوفار کے سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی کہا عمرو و جانسوز کو اُٹھالے میرے ساتھ چل شکیل آپ سے باہر تھا عمرو و جانسوز کو اُٹھا لیا ساتھ ساتھ سوفار کے چلا ساحرون نے دوڑکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو سُنائی کہا آپ نے سُنا سوفار عمرو و جانسوز و شکیل کو لیے جاتا ہی مہرخ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا دنگل کرسیان خالی پائین کلیجا پھٹ گیا ایک آہ

کرکے فرمایا ہائے یہ سرداران نامی میرے گرفتار ہو گئے یہ کہکے دوڑین چند قدم سوفار
چلا تھا کہ مہرخ نے آواز دی او سوفار خطا کار کہان جاتا ہی ذرا ادھر منھ پھیر شکیل
کو دیکھا چہرہ سرخ ہاتھ پانؤن مین رعشہ عمرو و جالسنوز کو پکڑے ہوے ساتھ ساتھ چلا
جاتا ہی مہرخ نے جو للکارا سوفار پلٹ پڑا شکیل سے کہا تم جاؤ یہ دونون رہا نہ
ہونے پائین جہان بہار و تحمور قید ہین اسی مقام پر چلکے بیٹھو سب کا تمکو نگہبان قرار
دیا شکیل پر پرواز پیدا کرکے بھاگا ہر چند مہرخ نے آواز دی او بد نصیب اپنے محسن
کو لیے جاتا ہی ٹھہر جا خواجہ عمرو وہ شخص ہی کہ تجھکو ہزار مرتبہ قید سے چھڑایا شکیل نے
پلٹ کر جواب بھی نہ دیا اسیطرح اڑا ہوا چلا گیا مہرخ نے کہا کیا غضب کا سحر ہی شکیل اپنے
ہوش مین نہین ہی جب تو خواجہ کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی مین سمجھاتی ہون نہین
سنتا ایسا سعادتمند ایسا بیدرد ہو گیا شکیل تو نکل گیا جہان کہدیا تھا وہین جاکر
بیٹھا سبکی نگہبانی کر رہا ہی خواجہ و جالسنوز کو وہین قید کر دیا ایسا سحر کیا ہی کہ اپنے مقام
سے اٹھ نہین سکتے یہان مہرخ و سوفار سے سحر چلنے لگے دو چار سحر چلے تھے بموجب
عادت قدیم سوفار نے آواز دی ای طائر سامری جلد آؤ مہرخ میری ہم نبرد ہی
ہی یہ جو اسنے آواز دی ایک طائر ہفت رنگ اڑتا ہوا آیا شاخ نخل پہ آکر بیٹھا
زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک

پرواز اپنی آ گے تو تھی لامکان تلک
دشوار اڑ کے جانا ہی اب آشیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ یاد ینگے بعد مرگ
سگ ہائے کوے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہی آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ ہی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک

ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے　　اُس بحر حُسن کے لیے رویا مین یان تلک
دم جبتلک ہی دم مین سہونگا تیرے ستم　　دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان تلک
ہمراہی اپنی تیزروی کر کے بڑھ گئے　　ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین　　الفت مین جسکی مٹگیا اپنا نشان تلک

یہ اشعار عبرت آثار جو طائر نے پڑھے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہوا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا قلب تھرّایا بے اختیار پکار اُٹھین ای سوفار آتشبار مین تجھسے مقابلہ نہین کرتی خیر تو نے عمرو کو گرفتار کیا بیٹا بھی میرا پکڑا گیا مین تجھسے تکرار نہین کرتی جا پلٹ جا سوفار نے کہا میرے ساتھ چلیے آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کا لیجانا ضرور ہی مین اب آپکو ہرگز نہ چھوڑونگا آپ گولے چلکے تخت پر بٹھاؤنگا سر پر لیکے دونون پھر کل لشکر کی خدمت کرون آج مین کیا یون پلٹ جاؤنگا یہ کہکے پھر ایک دستک دی مہرخ نے ایک گولہ مارا اُسی گولے کو اُسنے اُلٹا پلٹایا وہ گولہ سر پر ملکہ مہرخ کے پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو آنکھون مین ملکہ مہرخ کی لگا اب ہوش درست نہ رہے بیقرار ہوکر دوڑین جب قریب سوفار کے پہونچین سوفار نے ہاتھ تھام لیا شعر پر ہاتھ پھیرا سب لشکر ملکہ مہرخ کا سامنے کھڑا ہی سوفار نے پوچھا کہین ملکہ عالم یہ کسکا لشکر ہی مہرخ نے کہا مین نہین جانتی بس سوفار نے ایک گولہ ہاتھ مین دیا کہا اس لشکر کے گرد دریاے سحر کر دیجیے کہ کوئی نکل نہ سکے یہ کہنا تھا کہ ملکہ مہرخ نے گولے جھولی سے نکالے چار گولے چار طرف پھینکے ایک دریاے سحر پیدا ہوا اُسنے سارے لشکر کو گھیر لیا بڑی بڑی مچھلیان نہنگان خون آشام منہ نکالے بیٹھے ہین جو ملازم اُسطرف سے نکلا نہنگ اُسکو کھا گیا دریا جوش مار رہا ہی سہمت موجہاے آب بلند زور دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہی اب سوفار آتشبار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھارا کیا کہنا کیا دریادلی دکھائی آبرو سحر کی بڑھائی یہ سب معرکے ملکہ حیرت جادو کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھ رہی ہین جب عمرو بھی گرفتار ہوا مہرخ پر یہ سانحہ گذرا سارا لشکر بیچ مین دریاے سحر کے قایم ہوا اب سوفار آتشبار پلٹا ملکہ مہرخ کو ساتھ لے چلا ملکہ حیرت تعریفین کرتی ہی کہتی ہی دیکھو صاحبو سوفار نے آج کیا کیا سحر کیے کبھی اسطور

سے گرفتار ہی ہوئی تھی جب سامنے حیرت کے سوفار پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور
ملکہ مہرخ ہمارے لشکر کی بادشاہ ہین آسمان سطوت و شوکت کی ماہ ہین حقیقت مین انکا مثل
نہین حیرت نے بھی تعریفین کین اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا شکیل بعہدۂ نگہبانی بیٹھا ہے
سب قیدی حیران و پریشان کہ شکیل ہمارا نگہبان ہے خواجہ عمرو و جالسوز بھی قید ہین سوفار
مہرخ کو لیے ہوے پہونچا انکو سبکے ہوش اڑ گئے سوفار آکر بیٹھا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا
سرداران لشکر سب اندر آئے تیر دل دوز و کمان پرسوز و سہام قدر انداز وغیرہ یہ بڑے بڑے
افسر سب آکے بیٹھے رطب اللسان سے تعریفین اپنے افسر کی کر رہے ہین کہتے ہین کہ حضور نے آج
کیا کار نمایان کیا ہے دشمن کے ہاتھ سے لشکر کا خاتمہ کرا دیا سیلے آواز آتی ہے اہالی لشکر
اسلام فریاد و فریاد کر رہے ہین گرد لشکر اسلام دریاے سحر جاری ہے ہوش و حواس اُڑ رہے
ہوے ایک سے ایک کو دشمنی بھائی سے بھائی کو رہزنی اب اسوقت دعائین مانگ
رہے ہین اپنے خدا سے نادیدہ کو پکارتے ہین کسقدر بلبلاتے ہین سوفار نے کہا
جلادون کو بلاؤ اُسیوقت کئی سو جلاد حاضر ہوے برق و چالاک تڑپتے پھرتے ہین
موقع عیاری کا نہین ملتا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی اسباب تزک ظاہر ہوا سب نے
دیکھا آمد آمد ملکہ حیرت کی ہے وزیرزادیان بڑی بڑی شاہزادیان اہتمام سواری کرتی
ہوئی پانچون عیار چیان بھی ساتھ ہین شغلین لگائی ہوئی آ پہونچین سوفار کو اطلاع
دی ملکۂ عالم تشریف لائی ہین سوفار باہر نکل آیا ہاتھ پکڑ کے ملکہ حیرت کو تخت سے اُتروایا
استقبال کر کے لیچلا جب قریب قیدخانہ پہونچین دیکھا مہرخ و شکیل حفاظت کر رہے
ہین تعریفین سوفار کی ورد زبان ملکہ حیرت در بارگاہ پر پہونچین سوفار نذر نثار کرتا
ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا اپنے عزت مین داہنے استادہ ہو گئین ملکہ حیرت نے
کان مین سوفار کے کہا اے سوفار تیرا کیا ارادہ ہے کہا حضور سبکو ابھی قتل کرتا ہون
لشکر کو بھی قبضے مین کر لیا ایک اشارے مین سبکو دریا مین ڈبو دونگا حیرت نے کہا ابھی
چار عیار رہا ہین چالاک و برق و ضرغام و قران یہ چارون قیامت برپا کرینگے اُن
چارون کو بھی گرفتار کر لو پھر اختیار ہے ورنہ تمکو زندہ نچھوڑینگے تمہارا زندہ جانا مشکل ہوگا

راہ مین قتل کرینگے تمکو جانے نہ دین گے غدر مچا وینگے مجھے اپنی جانکی پڑی ہی اسوقت بھی
برق وچالاک کوشش کر رہے ہین کہ عیاری کرین یہ سنتے ہی سوفار اپنے مقام سے
اُٹھا پکار کر آواز دی ای طائران ساحری چالاک و برق کیا کر رہے ہین یہ کہنا تھا
کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آٹھ سات طائر یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

صورت کوئی بچ رہنے کی پائی نہین جاتی
وہ آگ لگی ہی کہ بجھائی نہین حبا نی

اسواسطے کرتا ہی وہ ابرو کے اشارے
تلوار نزاکت سے اُٹھائی نہین جاتی

باقی اثر ضعف ہی یہ بعد فنا بھی
صرصر سے مری خاک اُڑائی نہین جاتی

دن ہجر کا جسطرح بڑھا دیتا ہی ضد سے
کیون چرخ شب وصل بڑھائی نہین جاتی

حالت مرے جلنے کی ہو روشن اسے ای شمع
اتنی بھی زبان تجھسے ہلائی نہین جاتی

تدبیر ہر اک چیز کی آسان ہی ای شرم
تقدیر جو بگڑی ہی بنائی نہین جاتی

ان طائرون نے پکار کر اس طور سے یہ اشعار پڑھے کچھ اشارے بھی کیے حیرت کے
پیچھے چالاک کنیز بنا کھڑا تھا سوفار نے پکار کر آواز دی اس کنیز کو پکڑ لو چالاک ہی پس
چالاک نے ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین سوفار کو ایک لات مار دی سوفار منھ کے
بھل گرا برق ایک طرف کھڑا تھا منھ سے سوفار کے نکل گیا یہ برق ہی برق نے بھی ایک خنجر
مار النعرہ کر کے بھاگا سوفار کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا ای سوفار دیکھا تمنے سوفار
نے کہا ای حضور مجھکو بھی اب ضد ہوئی عمرو جو سبکا اُستاد ہی اُسکو بھی پکڑ لیا جب اُسکو قتل کیا
کل کا خاتمہ ہی ان لوگون کو سمجھا لون پکار کر آواز دی ای مہرخ و بہار وغیرہ اب مین سبکو
ہوش مین لاتا ہون راہ نیک بتاتا ہون بہتر اسی مین ہی ملکہ حیرت کے قدمونکو بوسہ دو
عمرو کو مین ضرور قتل کرونگا اسی کا سارا فساد ہی ارشاد فیض بنیاد مجھکو بخوبی یاد ہی کہ بعد قتل
عمرو کوئی کچھ نہ کر سکے گا حمزہ کو وہین روک دیا جائیگا کوہ عقیق پہ فاتحہ ہوگا تم ایسے
ساحرون کے ساتھ تو مین یون پیش آیا اُن غیر ساحرون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سبکا
خاتمہ ہی اب مہرخ کو بھی ہوش آیا چاہا اپنے مقام سے اُٹھون ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین
آنکھون مین بصارت نہین سر جھکا کر بیٹھی رہین مجبور و ناچار ہین اب کیا کر سکین زبان مین گویائی

ہی بصارت آنکھونکی بندار دجواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی جو تجسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر جب
ملکہ نے یہ جواب دیا سب سردار پکار اُٹھے زندگی مین حیرت کی اطاعت نکرینگے اب افراسیاب
سے جدا ہوے نام پر اہل اسلام کے فدا ہوے کیا کہین اصل تو یہ ہی **نظم**

زہے جانان کہ جان پروانۂ شمع پرانوارش — زہے دلبر کہ ہر دلدار خواہشمند دیدارش
شہنشاہی کہ شاہان جہان دربان دربارش — خداوندی کہ ہر میر ولایت بندۂ زارش
بہر کشور زسودای محبت گرم بازارش — بہر مجمع زلیخاوار صد یوسف خریدارش
زہے مہری کہ تابان پرتو حسنش زہر ذرہ — زہے ماہی کہ از ہر داغ دل رخشندہ دیوارش
نہ ہر اہل خبر آگاہ گشت از راز توحیدش — نشد ہر صاحب ہوش و خرد واقف ز اسرارش

ای سوفار ہمارا ایسا پروردگار ہی زمین و آسمان کا مالک و مختار ہی اگر ہماری قضا نہین
تو تیری کیا مجال ہی کہ قتل کر سکے اور اگر قضا آگئی تو کوئی بچا نہین سکتا پس ہم مذہب
حقیقی کیون چھوڑین اپنے معبود سے کیون منہ موڑین جان لینے کا تجھکو اختیار نہین
وہ مالک بے نیاز رب کارساز ہی اُسیکو سب طرحکا اختیار ہی جب سردارون نے سوفار
سے کلہ بہ کلہ گفتگو کی ملکہ حیرت نے کہا ای سوفار سُنا تو نے یہ لوگ وہ ہین کہ اگر انکے
گلے پر خنجر رکھدیا جاوے گا تو بھی یہی کہینگے تو انکو قتل کر مگر عیارون سے بہت بچنا
بڑے بلا کے عیار ہین چالاک و برق و قران باقی ہین سوفار نے کہا مین آج ہی گرفتار
کر لونگا شام نہ ہونے دونگا سوفار نے جلادونکو حکم دیا سب سے پہلے باغبان کو قتل کرو باغبان
نے بحسرت طرف خواجہ کے دیکھا ہر چند کہ خواجہ بہت رو رہے ہین مگر پکار کر آواز دی او
جلاد صاحب بیداد ان سبکو مین راہ پر لایا مسلمان کیا افراسیاب کے باغی کہلائے
اب پہلے ہمکو قتل کر بعد اُسکے تجھے اختیار ہی ہمارے پروردگار سے وعدہ ہو چکا ہی جبتک
ہم تین مرتبہ اُس بُری شی کو نہ مانگین گے تب تک ہمین موت نہ آئیگی ہم جانتے ہین تیری اجل
قریب ہی تو بڑا بد نصیب ہی عمرو نے جو اسطرح گفتگو کی دربار مین ہلڑ ہوا کہ عمرو بڑا دیدہ دلیر
ہی سوفار نے ایسا انتظام کیا کہ برق و چالاک بارگاہ مین نہین آسکتے باہر تڑپ رہے
ہین اندر نہین جاسکتے سوفار نے جھلا کر کہا عمرو کا سر کاٹ لو جلاد تیغہ کھینچکر چلا حیرت کو

سناٹا آگیا مگر کہہ نہین سکتی دل مین یہ بھی ضرور خیال ہو کہ اگر عمرو مارا گیا تو حیالاک کو بڑا قلق ہوگا صرصر کا یہ حال ہو کہ اہتمام تو کرتی پھرتی ہو مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہو کیون ای صبا رفتار آج عیاری کا نام مٹتا ہو حقیقت مین عمرو ایسا عیار نگاہ سے نہ گذرا تھا لیکن اتنا سمجھ لو کہ ہملو تمکو عیار زندہ چھوڑینگے مین صاف تمسے کہتی ہون آج تک مین نے کبھی عمرو کو منھہ نہین لگایا وہ اپنے مقام پر کیا کیا بکتا رہا لیکن میرے بھی دلکو ملال ہو اسنے بہت جانبازی کی اسکے معجزو انکسار یاد آتے ہین آج کئی دن ہوئے صحرا مین جو ملگیا تو اسقدر بلک بلک کے رویا یہ چند اشعار مومن دہلوی کے اسنے پڑھے کہ دل بیتاب ہو گیا **نظم**

نہ تن ہی کے ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین	ہی پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
جنون عشق پر پروے دلشکن ہی بلا	کہ روز طوق بسلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
اُٹھا کے سوتے مین دے پیکارات سر شاید	کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
درازدستی یہ کس بے ادب نے کی دم قتل	تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہان ہو چاک گریبان تو وان بھی چستی ہے	قبائے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی	طلسم جادوئے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسیکا اس در پر	ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج	چمن مین قلب عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

ای صبا رفتار اسوقت اسکی بیقراری آہ وزاری آنکھون کے سامنے پھر گئی مین نے کبھی اسکو منھہ نہ لگایا اب زندہ نہ بچیگا سوفار بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی صبا رفتار نے کہا حقیقت مین خیال تو ان لوگونکا برسون رہیگا تھوڑے عرصے مین افراسیاب کے نہ معلوم کیسے کیسے ساحر آئے ہاتھ سے ان عیارون کے مارے گئے یہ سب عیار یا اللہ پیش نظر ہین یہان جلاد کو جو سوفار نے ڈانٹا کہ پہلے عمرو ہی کو قتل کر تلوار کھینچکر جلاد سرہانے عمرو کے آیا چاہا کہ سر عمرو کا کاٹے اسوقت صرخ دیہار کی بیقراری ایک ایک کی اشک باری ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بعد اس ایسے ارسطو فطرت لقمان حکمت کے

اگر زندہ بھی رہے تو کیا اے بے نیاز عمرو کو بچالے تیرے نزدیک بہت آسان ہے ہم سب پہ تیرا
احسان ہے جیسے ہی جلاد نے عمرو پر ہاتھ تلوار کا مارا ایک برق چمک کر گری کہ جلاد کے
دو ٹکڑے ہوے برق تڑپ تڑپ کے جو گرنے لگی سارے لشکر مین تاثیر پہونچی کچھ خیمے جلکر
گرے کسیکا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکی کمر پر برق پڑی کہ برابر دو ٹکڑے ہوے لشکر مین جو
ہلڑ ہوا سوفار نے بھی دیکھا کہ جلاد کا سر کٹا پڑا ہے اور برق تڑپتی پھرتی ہے کئی ہزار آدمیونکے
سر اڑ گئے ہین سوفار جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی ارے یہ کون بے ادب
ہے کہ بارگاہ شہنشاہی مین یہ حرکت کرتا ہے اپنے سحر پر بڑا ناز ہے اگر مرد ہے تو سامنے کیون نہین آتا
حیرت نے تو کانون پر ہاتھ رکھے کہا سامری و جمشید خیر کرین آج مجھکو طور بے طور معلوم
ہوتا ہے کچھ سمجھ بھی گئی ہون سوفار نے کہا حضور ایسے شعبدے مین نے بہت دیکھے ہین کوئی
ساحر ہے مددگار ان مسلمانون کا مخفی ہو کر مجھکو شعبدے دکھاتا ہے مین ایسے شعبدے کب مانتا
ہون یہین سے بیٹھے بیٹھے اگر سحر کرون ہزار کوس پر جا کر تاثیر ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا
گولہ نکالا اب اس برق سے چند پنجے سنہری پیدا ہوے وہ پنجے قیدیون کی دستگیری کرنے
لگے یعنے زبانون سے سوزنین نکالین جسکی زبان سے سوزن نکلی وہ تڑپ کے اٹھا سحر
کرنے لگا ایک کی زبان سے سوزن نکلی اسنے دوسرے کو رہا کیا تھوڑے ہی عرصے
مین سب سردار رہا ہو گئے صفین باندھکر سب کھڑے ہوے جانسوز و عمرو تو کود کر بھاگے
سوفار نے جو گولۂ آہن نکالا تھا اسپر سحر پڑھکر برق پر مارا برق پر جو گولہ پڑا ایک دنائے
کی آواز آئی برق کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب
جاہ و توقیر ہوا پر قایم ہے ہاتھ ہلا رہا ہے اب کوکب تڑپ کر گرا جسکو طمانچہ مار دیا سر اسکا
اڑ گیا کسیکو قبضہ مارا سر اسکا پھٹ گیا حیرت نے بھی سحر کی بوچھار کر دی باغبان دہبا
وغیرہ لڑتے بھڑتے باہر نکلے کوکب نے دیکھا حیرت و سوفار نہین مانتے کوکب نے
پکار کر آواز دی اے حیرت تو تو ہٹجا مین تجھپر سحر کرنا نہین چاہتا حیرت نے جب نہ مانا اور کوکب
پر کئی سحر کامل کیے ایک خنجر شانے پر کوکب کے گرا کہ جھنّاٹے کی آواز ہوئی اب تک تو یہ
کوکب کو منظور تھا کہ قیدی چھوٹ گئے اب نکل چلو لیکن اس خنجر کے گرنے سے غصہ آیا ستون

بارگاہ تمام کر جنبش دی بارگاہ لہرائی کوکب تو علیحدہ ہوا بارگاہ لہرا کر گری حیرت و سوفار
تڑپ کر نکلے کئی ہزار آدمی بارگاہ مین دبے کوکب نے باہر نکلکر دیکھا تمام فوجون نے
مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو گھیرا ہی یہ ساحر لڑ رہے ہین حیرت و سوفار جو باہر نکلے
کل فوج کو آواز دی ارے کوکب کو مارلو کل فوج نے کوکب پر بلوہ کیا کوکب نے سوفار
کی جانب توجہ کی بلوے مین فوج کے لڑتا ہوا جس غول مین آیا نیچہ ہلالی چمکا کئی ہزار کے سر
اُڑ گئے اس غول کو پامال کیا دوسرے غول پر جا کر گرا اُس غول کو بھی جا کر تباہ کیا غولونکو
مٹاتا ہوا کوکب جاتا ہی اُدھر سے مصور فوج کو لیے ہوے آتا ہی صورت نگار تخت پر
سوار مصور آگے آگے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی کئی تصویرین جیب سے نکالین کوکب کو دکھا
کر مقراض سے سر کاٹے کوکب پر تاثیر نہ ہوئی انھین کی فوج کے سر کٹکے گرے جھلا کر تلوار
کھینچ ماری کوکب نے اشارہ کیا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مانی و بہزاد کے سر
زخمی ہوے کئی ہزار کے سر اُڑ گئے مصاحبان مصور تو بھاگے کہتے ہوے کہ بے حربے زخمی
ہوتے ہین کس سے مقابلہ کرین ہمارا سحر جو ابد بنا ہی تخت پر جو کوکب نے اشارہ کیا تخت
صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا صورت نگار تخت سے گری زوجہ جو تخت سے گری
مرشدزادے بیقرار ہو گئے للکارا کہ او کوکب غضب کیا قدرت کی بہو کو تخت سے گرایا اب
کوکب نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری مصور کا سر زخمی ہوا شانہ جھول پڑا دوڑ کر
جورو کا ہاتھ پکڑ کہا صاحب بھاگ چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین فوج مین مہرخ و بہار نے
ہنگامہ ڈالدیا لاکھون جادوگر مارا گیا دریاے خون بہ رہا ہی کٹے ہوے سر تڑپ رہے
ہین ہاتھ جو کٹکر گرے ہین معلوم ہوتا ہی مچھلیان دریاے سحر مین شناوری کر رہی ہین سر جو
کٹ کر گرے ہین ثابت ہوا کہ کچھوے اُچھل رہے ہین اسباب سحر جابجا پڑا ہوا علمہاے فوج
سرنگون بارگاہین جل رہی ہین جادوگر بھاگے جاتے ہین فوج مین تہلکہ ہی سوفار آتشبار
نے جو دیکھا فوج ابتر ہی علم سرنگون سارا لشکر بدحواس علم پر فوج غم و الم تاشے جو بولنے
سر پیٹ رہے ہین ڈھول کا شکم خالی شکست کی بجالی باجون کی آواز مین بھید ہی شہنا کے
دل مین چھید ہی قرنا کا دم پھولا بجانے والا راستہ بھولا علمون نے بال کھولدیے پنجہ اُٹھاتا

مین امان طلب کر رہے مین عجب لشکر کا حال ہی کوکب کو اب سوفار کی فکر ہی سوفار نے بھی
کوکب پر آگ برسائی کوکب اُس آگ کو کب مانتا ہی جب اشارہ کیا باران سحر برسا آگ کو بجھا دیا
سوفار اپنے سحر کے جوش مین تلوار کھینچے ہوے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے حیرت
منع بھی کر رہی ہی پکارتی ہی ای سوفار کیا کرتا ہی اپنی جان بچا اس ظالم سے مقابلہ نکر سوفار
کو اپنے سحر پر انتہا کا ناز ہی تلوار نہین روکتا کئی ہاتھ تلوار کے مارے کوکب نے روکتے
روکتے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی سوفار لپٹنے لگا کوکب نے غصّے مین گردن پر ہاتھ
ڈالکے یکبارگی سر زمین سے ملادیا گولے پر لادکے مارا زمین پر گرا کود کر چھاتی پر سوار
ہوا ایک پانون دونون پیرون سے دبایا ایک کو ہاتھ مین تھام کر مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا
سوفار کے مرتے ہی ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا زمین سے
غبار اُڑ رہا ہی ہزارہا درخت زمین پر گرے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین دست حسرت
ملتی تھین عرصے تک ہنگامہ برپا رہا آواز آئی کُشتی مرا نام من سوفار آتشبار بود حیرت نے
جو مرنے کی سوفار کے آواز سنی بیقرار ہوگئی کہا صاحب یہ بڑا شخص مارا گیا شہنشاہ کو بڑا قلق
ہوگا آج تو گھیر کر کوکب کو بھی ایسی ذلت دو کہ پھر کبھی ایسا ارادہ نکرین کُل فوج نے کوکب
پر بلوہ کیا کوکب جگر لڑنے لگا ادھر مہرخ و بہار نے بلوہ کیا باغبان کا گیند چلا ملکہ مخمور
نے کنٹھا یاقوت احمر کا پھینکا ملکہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا پھول برسے طائرون نے
زبانین کھولین زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگے نظم

آشیانہ نہ چمن مین نہ قفس یاد آیا — آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
تو بھی ای سرو روان زلف کو لہرا چلکر — طرہ لٹکا کے گلستان مین ہی شمشاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا — کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے — چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی — ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
ذبح مجھ سوختہ جان کو نہین کر سکنے کا — آبرو کھونے کو ہی خنجر فولاد آیا
در گہ یار مرادون کا محل ہی آتش — شادیان سے ہی گیا جب کوئی ناشاد آیا

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ہزارون جوان مبہوت ہو گئے گریبان پھاڑتے ہین
سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین حیرت نے جو تباہی لشکر کی دیکھی ہر چند کہ
کوکب نے کوئی سحر نہین کیا فقط اشارے ہو رہے ہین کبھی تلوار ہلادی ہزار ہا کے سر اُڑ گئے
اسطرح جلکے سحر کر رہا ہے مگر لشکر مین تلاطم لشکر کے ہوش گم حیرت جھپٹی خود اسنے سحر کرنا شروع
کیا کوکب نے بہت ٹالا کئی مرتبہ آواز دی جاؤ حیرت پلٹ جاؤ مین تجھپر سحر نہین کرتا حیرت
نے نہ مانا جا پڑی دو تین دو ہتڑ ایسے مارے کہ زمین کو جنبش ہوئی کوکب نے زمین پر ایک
لات ماری کہ زمین تھرانے سے رُکی حیرت نے اُسپر بھی نہ مانا نیمچہ کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ تلوار
کے مارے کوکب کو روکتے روکتے جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکے ایک طمانچہ مارا کہ حیرت
لڑکھڑا کر گری عارضہ زمین پر ایڑیان رگڑنے لگین اسوقت آسمان پر سناٹا ہوا
دیکھا کہ افراسیاب کہتا ہوا خبردار او کوکب کیا کرتا ہے اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ
بچیگا زمین پر آکے گرا زوجہ کو دیکھا کہ وزیرزادیان اُٹھا کر لیے جاتی ہین آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا کوکب و افراسیاب سے تلوار چلنے لگی چھنا ٹا تلوارونکا معلوم ہوتا ہے برقین
لپٹ گئین جب افراسیاب نے ہاتھ مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا مگر شعلہ ہاے
آتش جو بھڑکے کئی ہزار آدمی کے سر اُڑ گئے اپنے بیگانے شناخت نہین کوکب نے جو جم کر
ہاتھ لگایا افراسیاب نے بھی روکا مگر افراسیاب کے ملازمون کے بھی سر اُڑ گئے دونون
نے کچھ سحر کیے غائب ہوسے نیر اعظم نے حرارت دکھائی دھوپ کی تیزی نیر اعظم چرخ مارتا
ہوا زمین کی جانب آتا ہے دوسری جانب سے ایک عقرب پیدا ہوا نیش ہلاتا ہوا قریب نیر اعظم
پہونچا نیر اعظم پر منھ رکھکر ڈنک مارا نیر اعظم فلک چہارم پر سیاہی آئی تابش مین شعاع کی کمی
دوسرا جو ڈنک مارا النصف سیاہ ہوگیا تیسرے ڈنگ مین تین حصے سیاہ ہوگیا چوتھے حصے
سے شعاع چمک کر عقرب پر گری عقرب کا ڈنک آفتاب پر پڑا چھن چھناہٹ کی آواز ہوئی
نیر اعظم ٹکڑے ٹکڑے ہوا بچھو کے بھی دو ٹکڑے ہوے جس مقام پر لاشِ عقرب گری
کئی ہزار جادوگر جلے جس مقام پر ٹکڑے نیر اعظم کے گرے لاکھون ساحر جلکر خاک ہوے
صداے عجیب آئی ایک پہلو سے نعرہ مارا انم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو دو دیکھ

پہلو سے آواز آئی نعرہ ہوا اسم شہنشاہ کوکب روشنضمیر پھر اُسیطرح زمین پر دونون قائم ہوے کبھی شیر بنے کبھی دو فیل مست بنے کبھی بجلیان چمکین کبھی تلوارین چمکین دونون کے نعرون سے میدان کارزار کانپ رہا ہی سبکو یہی گمان ہی کہ آج دو مین سے ایک کا خاتمہ ہی دونون طرف کے ساحر جمے ہوے دیکھ رہے ہین حیرت تخت پر سوار اپنے شوہر کی جنگ کا تماشہ دیکھ رہی ہی زمین تپ رہی ہی ذرے اُڑ رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اے ساحر یکتا آج کوکب زندہ نہ بچے آپ سحر کرین مین کمند کے حلقون مین گرفتار کر لون افراسیاب نے دیکھا صرصر ایک نخل کی آڑ مین چھپی ہوئی کمند کے حلقے درست کر رہی ہی اشارہ کیا کہ آپ بڑھکر سحر کرین افراسیاب کو سحر کوکب سے کب مہلت ملتی ہی صرصر نے اشارہ جو کیا تیغہ برق تاب چمکتا ہوا کوکب پر جا پڑا ہر چند کوکب نے اپنے کو بچایا افراسیاب نے اس کین سے ہاتھ مارا کہ سر کوکب کا زخمی ہوا افراسیاب نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ سر کوکب کا اُڑ جاے کہ پشت پر سے صرصر نے آواز دی ہان شہنشاہ ہاتھ چل جاے اب یہ ظالم نہ بچنے پاے افراسیاب بڑھا ہی کہ ہاتھ مارون کچھ اسماے سحر بھی پڑھے اب چاہتا ہی ہاتھ مارے صرصر تو قریب آہی چکی تھی کہ صرصر نقلی نے گلے مین افراسیاب کے حلقہ ہاے کمند ڈالدیے افراسیاب ارے کہکر پلٹا دونون ہاتھ سے دس حباب مارے کئی حباب افراسیاب نے دفع بھی کیے دو حباب ناک پر پڑے کہ بیہوشی دماغ مین پہونچی افراسیاب لڑکھڑا کر گرا جب افراسیاب بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا ستکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر تو ہم
بنا سے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

پکار کر آواز دی اے شہنشاہ کوکب لینا اس بیحیا کو جانے نہ دینا کوکب بڑھا تھا کہ افراسیاب پر قصد کرون سر سے خون بہ رہا ہی جوش حرارت مین چلا تھا کہ زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلین ارے میرا بچہ کہکر کمر مین پنجہ دیا اسیطرح غرق زمین ہوئین اب کوکب نے زخم سر باندھا فوج افراسیاب پر جا پڑا اسقدر گولے مارے کہ آخر

یاقوت وزمرد حیرت کو لیکر بھاگین تمام لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی سبکو تلاش ہوئی
تھوڑے ہی عرصے مین کوکب نے بارگاہین پھونکدین مہررخ و بہار بھی آپڑین خواجہ نے
خزانہ لوٹ لیا لوٹ مار کر بفتح و فیروزی پلٹے بڑی فتح ہوئی کوکب کو خواجہ لیکر دربار مین آئے
کہا ای کوکب بڑا کام کیا ایسے وقت پر پہونچے کہ سوفار نے خاتمہ ہی کر دیا تھا کوکب نے
کہا خواجہ مین قصر مرآت مین بیٹھا تھا اتفاق سے مرآت واقعہ بھی دیکھ رہا تھا اُسمین یہ حال
آئینہ ہوا مجھکو تاب نہ باقی رہی مین نے چاہا تھا کہ آپ لوگون کو رہا کرکے نکل جاؤن سوفار
کو تو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مجھکو روکا آخر واصل جہنم ہوا کوکب خواجہ سے رخصت ہوکر طرف قصر
جمشیدی کے روانہ ہوئے یہان سرداران نامی و ساحران گرامی مصروف عیش و سرور ہوئے لیکن
افراسیاب خانہ خراب کو ماہیان زمرد پوش لیے ہوے باغ سیب مین آئی افراسیاب
کو ہوشیار کیا افراسیاب نے کہا نانی اماّن تمنے غضب کیا مجھکو ہوشیار کر دیا ہوتا حیرت جان
وہان تنہا ہی مین نے خود دیکھا تھا کہ وزیرزادیان اُسکو عالم غشی مین لیکر بھاگی تھین سب
لشکر تباہ ہو جائیگا کوکب کو بڑا غصّہ ہی سوفار ایسے ساحر کو مار ڈالا افراسیاب چاہتا ہی کہ روانہ
ہوشیر و وزیر زرد کر رہے ہین کہ دیکھا سیان مصور جو زرد کا ہاتھ تھامے ہوے زخمدار و بیقرار
آکر پہونچے افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کیا ہوا مصور نے کہا نانا دادا کو ہمارے
حال پر توجہ نہین ہی جو چاہتے ہین تقدیر کر بیٹھتے ہین یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا کہ سرما
و ابریق و یاقوت و زمرد حیرت کو لے کر پہونچے چارسی سردار لشت پر حیرت روتی ہوئی
گال سوجا ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا کیون صاحب خیر تو ہی حیرت نے افراسیاب
کی پشت پر ایک دوہتڑ مارا کہا او نامرد تیرے بدلے اگر کسی زنانے ہیجڑے کی مین زوجہ
ہوتی تو بہت مناسب تھا کوکب نے مجھکو طمانچہ مارا سارے لشکر نے دیکھا تجھکو غیرت
نہ آئی مین اپنی جان دونگی یا اسی طرح بی حنائے گلگون پوش کو جوتیان مارونگی اور
سیان کوکب دیکھین نہین تو مین سنکھیا کھا لونگی اسطرح جو حیرت نے فعل کیے افراسیاب
گھبرا گیا ہاتھ سے انگوٹھی حیرت نے آتاری کہا مین کھائے لیتی ہون افراسیاب نے کہا
صاحب نہ گھبراؤ مین بر سر طلسم کوکب آج ہی لشکر کشی کرتا ہون قیامتین برپا کرونگا بی تیران

کی شکلین باندھکر لاؤنگا تمھارے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا سرما و ابریق کو اشارہ کیا کہ لشکر ایکطرف پہلو مین طرف طلسم نور افشان کے جاؤنگا سرما و ابریق اُسیطرف روانہ ہوئے اب افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای سمندر دریابار وای موجۂ جان نثار وای حباب اشکبار وای ساحل بیکنار جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے نعرہ کیا ایک دریاے قہار موج مار کر آیا تمام باغ سیب عالم آب ہوگیا افراسیاب نے کہا پشتۂ رنگین حصار پر حاضر ہونا یہ کہنا تھا کہ دریا غائب ہوا ملکہ حیرت سے حکم ہوا اپنے مقام پر چلو تیس لاکھ ساحرون کے افسرونکو حکم دیا ہی سب آکر حاضر ہونگے حیرت جادو تخت پر سوار ہوکر مقابل لشکر مہرخ مین آکر پہونچی صرف ایک بارگاہ زرنفتی استادہ تھی اُسمین حیرت داخل ہوئی اہل اسلام حیران تھے کہ حیرت مع چند مصاحبون کے آئی ہی خواجہ عمرو فرمارہے ہین کہ لشکر آتا ہوگا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برس کر نکل گیا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر آٹھ لاکھ کا افسر موسوم بہ سمندر دریابار لشکر کو لیے ہوے پہونچا دوسرا ابر برسا موجۂ جان نثار سات لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ لاکھون آدمی رورہے ہین پھر ایک چشمہ ظاہر ہوا اُس چشمے مین ایک حباب ہوا کا جھونکا چلا حباب پھٹا سبکی آنکھین جھپک گئین سب نے دیکھا حباب اشکبار پانچ لاکھ ساحرونسے پہونچا اور سمندر دریابار و موجۂ جان نثار و حباب اشکبار تینون تاجدار بیس لاکھ ساحرونسے آکر اُتر پڑے مہرخ وغیرہ حیران ہین کہ کیا ہم پر سامان لشکرکشی ہی اسقدر لشکر کبھی نہ آیا تھا ابکی مرتبہ کنارے سے کوہ کے ایک آواز ہیبت ناک آئی اور صدا بلند ہوئی منم ساحل بیکنار دیکھا فوج بیحد و بیحساب ایک تاجدار آگے آگے جسکا نام ساحل بیکنار ہی سلام کرکے حیرت کو یہ بھی ایک جانب اُتر ا بارگاہین خیمے استادہ ہوے ایک مرتبہ دریا کا غرانا ہوا معلوم ہوتا تھا بند سمندر کاٹ دیا زمین سے دریا اُبلنے لگا گرداب چرخ مارتے ہوے ایک نہنگ بلند ہوا اُسنے پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین منم گرداب بادہ خوار یہ کہکے پھر وہ نہنگ دریا میں گرا گرتے ہی سنگ کے دریا خشک ہونے لگا چند عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کی ان اشعار کو پڑھنے لگین

نظم

جنبش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز
مین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز

کھلچین تو کیا ہی ہیونچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ
وہ شاخ تاکتا ہون پئے آشیان دراز

خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین
ظالم کی رسی کر تو نہ اوآسمان دراز

لازم ہی نذر خضر سلامت پہونچ کے دو
منزل ہی کل کی سنتے ہین ای کاروان دراز

بلبل ہمارے سامنے خوش لہجگی نہ کر
بس بس زیادہ گوئی نہ کر او زبان دراز

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے صحرا سے ایک لشکر عظیم پیدا ہوا آواز آئی کہ ہنم گرداب بادہ خار سات لاکھ کا لشکر ہمراہ نہیں پینتیس لاکھ ساحرون کا لشکر آکر اترا بازارین آراستہ ہوئین چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر گیا مہرخ و بہار کو بڑا تردد ہی کہ کہین یہ لشکر ہماری جانب توجہ نکرے یہ پانچون ساحر جو سبکے افسر ہین بار سحر کو انکے کون روک سکیگا سب کانپ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی شنکول خارکش اٹالہ بارگاہ کا افراسیاب کی لیے ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا اور نعرہ بھی اپنے نام کا کیا کہ ہنم شنکول خارکش کسکی مجال ہی کہ ہمارے شاہ سے مقابلہ کر سکے ہم سبکو حکم لشکر کشی ہی جس ملک پر جا پڑین خاک تنک و پانگی یہ بادفنا آڑادین حیرت جادو در بارگاہ بیٹھی ہی سرما و ابریق قریب شنکول ٹہل رہے ہین اٹالہ بارگاہ زربفتی کا اژدران آتش فشان پر لدا ہوا ہزار ہا علم ہاے زنگاری کا پھریرا کھلا ہوا معلوم ہوتا ہی تمام لشکر آمادۂ سفر ہی حیرت جادو تخت پر ملکہ مہرخ نے ہرکارون کو حکم دیا ارے دریافت تو کرو کہ یہ لشکر کہان جائیگا قیامت برپا ہو جائیگی جدھر یہ لشکر رخ کریگا سوار مرکبون پر گھوڑے ہنہناتے پھرتے ہین پیدل ہر ایک مقام پر پرے جماے ہوے کہ رہے ہین فوجون کے پرے الٹ دینگے ہمارے بلوے سے فوجون کو شکست ہوگی دشمن کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسی فوج کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی بہار و مخمور مہرخ سے بیان کر رہی ہین حقیقت یہ ہی کہ ان سردارون کو ہم لوگون نے کبھی نہ دیکھا تھا انکو افراسیاب نے اب بلوایا ہی یہ سردار حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہین شنکول خارکش ہمیشہ جنگل مین رہا کبھی آبادی مین آج تک اسکو آنے کا حکم نہین ہوا آج نہین معلوم کیا آفت ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر ہفت رنگ

پیدا ہوا اسب نے دیکھا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا شنکول خارکش نے بارہ لاکھ کی فوج اپنے ساتھ کی مع اثاثہ بارگاہ ایک طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے جانیکے افراسیاب خواب حیرت کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا حیرت جادو نے اشارہ کیا ایک نازنین کم سن اس غزل کو بآواز بلند بعد سوز و گداز گانے لگی **نظم**

وہ آیا بام پر جب طالب دیدار جا پہونچے — برا ہو ضعف کا ہم رہگئے اغیار جا پہونچے
دلا کھلتا نہین مقتل مین کیسی سیر ہوتی ہی — طلب اُسنے کیا گر ایک کو دو چار جا پہونچے
رقیب ابلیس کیصورت فلک پر بھی جو چڑھ جائے — گرے جلکر ہماری آہ آتشبار جا پہونچے
رہِ ملک بقا ہوتی ہی طی اکثر ضعیفون سے — بھلے چنگے بھٹکتے رہگئے بیمار جا پہونچے
دہن کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سے — لب کوثر ترے سب طالب دیدار جا پہونچے
ہمین ہلنا محال اور خانۂ زنجیر مین غل ہی — کمر تک اُس پری کے گیسوئے خمدار جا پہونچے
گرینگے عین بیہوشی مین ٹکڑے شیشۂ و ساغر — خبر لے ساقیا گھر مین ترے میخوار جا پہونچے
یہ جوش نامیہ ہی اب چمن مین پہونچے کیا بلبل — گل خورشید تک خار سر دیوار جا پہونچے
نہین ہی اے قبول اب آفتاب حشر کا خطرہ — ہم اُس دلبر کے زیر سایۂ دیوار جا پہونچے

یہان تو محفل عیش آراستہ ہی اُدھر ملکہ صرصر نے گھبرا کر کہا ارے صاحبو یہ کیسی بیہوشی ہی کسیکو ہوش نہین آتا اتنا دریافت کرو کہ اثاثہ بارگاہ افراسیاب کا کہان گیا شنکول روانہ ہو چکا یقین ہی کل افراسیاب بھی جاویگا ظاہرا ملکہ حیرت کا بھی قصد معلوم ہوتا ہی اتنا تو ظاہر ہو کہ یہ کیسی لشکر کشی ہی چالاک نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون افراسیاب کا خوف بھی ہی اگر دیکھ لیگا تو مار ڈالیگا دروازے پر آکر ٹھہرا کنیزونکی آمد و رفت ہو رہی ہی کہ ایک کنیز اندر سے نکلی چالاک ساحر بنا کھڑا تھا کنیز کو اشارے سے بلایا پہلے تو کنیز سے پوچھا کہ کہان لشکر کشی ہی اُس کنیز نے کہا ہمین نہین معلوم جہان مالک جائیگا وہان ہم بھی جاوینگے چالاک نے اُسکو بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکر اندر آیا افراسیاب کی آنکھ بچا کر پشت پر حیرت کے آکھڑا ہوا جھک جھک کے باتین کرتا جاتا ہی افراسیاب نشے مین بیٹھا ہی کہ چالاک نے افراسیاب کے کاندھے پر ہاتھ رکھا افراسیاب کو آرام ملا جھک کر عرض کی اے شہنشاہ سب کنیزین سرکار کی

تردد مین ہین حضور کسوقت کوچ کرینگے افراسیاب نے کہا کل صبح کو ہم بھی مع حیرت روانہ
ہونگے عرض کی کنیزونکا چلنا بھی ضرور ہی افراسیاب نے کہا ملکۂ عالم تشریف لیجائینگی تم لوگونکا
بھی چلنا ضرور ہی عرض کی ہمکو ابھی حکم نہین پہونچا افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین کہ تیار
رہنا چالاک نے دست بستہ عرض کی کیا کسی خراج گزار پر لشکرکشی ہی افراسیاب نے کہا
نہین ہم طرف قصر جمشیدی کے جاوینگے کوکب کی معشوقہ و دختر کو اُسکی گرفتار کرکے لائینگے
بڑی بے ادبی کرگیا خاتون محل کو طمانچہ مارا چالاک بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا کنیز کو تو کنارے
جاکر ہوشیار کردیا کپڑے اُسکے نہ اُتارے تھے وہ حیران حیران بارگاہ مین آکر کھڑی ہوئی
چالاک طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بارگاہ مہرخ مین سب جمع ہین کوئی کہتا ہی افراسیاب
کا کوئی خراج گزار بگڑ گیا اُسپر لشکرکشی ہی کوئی کہتا ہی کہ شاید ساحران بنگالہ پھر آتے ہین کوئی
کہتا ہی کانور و دلیس والون پر لشکرکشی ہی کوئی کہتا ہی ہمپر تو نہین ہی بعض کہ رہے ہین ہمکو
دھوکا دے رہا ہی شنکول خارکش اٹالہ بارگاہ کا لیکر نکل گیا نہین معلوم کسطرف گیا ہی کہ
چالاک آکر پہونچا چالاک نے کیفیت بیان کی کہ کوکب روشنضمیر پر لشکرکشی ہی حیرت
کو طمانچہ مارنے پر یہ آفت برپا ہوئی دیکھیے کیا ہو مہرخ تخت سے اُٹھی مہرخ کے اُٹھتے ہی سب
سردار کھڑے ہوگئے مہرخ نے کہا ہم براے مدد کوکب جاوینگے کوکب نے ہر مقام پر
ہماری مدد کی ہی ترالان نے وہ کارنمایان کیے کہ دریاے خون روان خشک کیا پل پریزادان
توڑا ہم ایسے وقت مین براے مدد کوکب نہ جائین خواجہ نے کہا آپ لوگ تامل کرین ہرچند کہ
افراسیاب کا قصد نہ رکیگا مگر کچھ تو سامان مین فرق آئیگا مین جاکر شنکول کو روکتا ہون
یہ کہکے خواجہ نے برق کو ساتھ لیا صورت بدل کے طرف لشکر شنکول کے روانہ ہوے
یہان شنکول بموجب حکم افراسیاب اٹالہ بارگاہ افراسیاب کا لیے ہوے رنڈی ساتھ
ہی عیش کرتا ہوا تین منزل پر آکر اُترا صحراے معقول ملا جابجا نخل کلان صحراے خارستان
اکثر چھوٹے چھوٹے درختون پر جانورونکا بسیرا البتہ چشمہ ہاے صاف اور پہاڑ جابجا مثل
گلدستون کے پہاڑ کو چار طرف سے گھاس نے گھیر لیا ہی اسوجہ سے پہاڑ گلدستہ معلوم ہوتا ہی
گُل خودرو اُگے ہوے صحرا نمونۂ گلشن صحرا کو دیکھکر شنکول تخت سے کود ا رنڈی بھی ترائی پہ جھاک

کیون صاحب یہ مقام معقول معلوم ہوتا ہی آج اسی مقام پر اُترو شنکول نے حکم دیا آج اسی
صحرا مین رہین گے ہم تو آج چلے آج ہی یہانتک آگئے شہنشاہ کل صبح کو سوار ہونگے اس مقام
پر تیسرے دن تشریف لادینگے پہر دن رہے سے اُتر پڑے بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہین صحرا آباد
ہو گیا بازارین آراستہ کٹورہ کھنکنے لگا دیہات سے دوکاندار دوڑے بیچ و شری ہونے لگی
ساحرون مین چہل پہل شنکول نے پردے اُٹھوا دیے رنڈی جو ملازم ہی پہلو مین بیٹھی ہی
پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی سیر صحرا ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی شنکول نے دیکھا صبا رفتار
آتی ہی مگر اور طرف جاتی ہی شنکول نے کہا ذرا صبا رفتار کو بلا لو ساحرون نے آواز دی
صبا رفتار پلٹی آکر سامنے شنکول کے پہونچی شنکول کو جُھک کر سلام کیا شنکول نے
پوچھا ملکہ کہان جاتی تھین صبا رفتار نے کہا ہمکو حکم دیا ہی کہ برّان کو گرفتار کر لاؤ ہم زیادہ نہین
ٹھہر سکتے شنکول نے کہا بیٹھ جاؤ صبا رفتار نے کہا صاحب کیا بیٹھین پرائے گھر مین جانا
اتنی بڑی ساحرہ پر ہاتھ ڈالنا نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے وہ لوگ عمرو کی تعلیم یافتہ
ہین اگر پکڑے گئے تو جان گئی ہم کو کیا وہ لوگ زندہ چھوڑینگے شنکول نے کہا ہم ساتھ ہین
پہلے تو ہمین سے مقابلہ پڑیگا ہم سحر کرکے منھ پھیر لینگے تم گرفتار کر لینا صبا رفتار نے کہا
اگر ایسا کیجیے تو بڑا احسان ہی ہم ٹھہر جاوینگے علاوہ اسکے اور دنیا کے امورات بھی درپیش
ہین شہنشاہ ہم پر توجہ کرتے ہین شنکول نے کہا ہم گرفتار کرا دینگے اپنا نام نہ لینگے پھر
صبا رفتار نے کہا اُستانی بھی آتی ہونگی اُنکے واسطے حکم ہوا ہی کہ ملکہ حنا کو گرفتار کر دیں
ذکر تھا کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا صرصر شمشیر زن بانہاے عیاری سے آراستہ اُڑتی ہوئی
آتی ہی صبا رفتار نے کہا وہ اُستانی بھی جاتی ہین شنکول نے ساحرون کو اشارہ کیا صرصر
جو آتی تنتی ہوئی سینے پر اُبھار پائچون مین گرہ دی ہوئی پنجہ ہلالی زیب کمر بانہاے عیاری سے
آراستہ صبا رفتار کو دیکھکر کہا کیون بوا اپنا کام کر لائین صبا رفتار نے کہا میان شنکول
نے ٹھہرا لیا اسوجہ سے ٹھہرنا پڑا صرصر نے کہا صاحب ہم نہین ٹھہر سکتے دنیا کا رنگ ڈھنگ
دیکھین نشست برخاست دیکھین بڑی سزا تجویز ہوئی ہی گو کب بڑا غضب کر گئے حیرت کو
طمانچہ مارا شہنشاہ کو بڑا خیال ہی شہنشاہ فرماتے ہین کہ برّان و حنا گرفتار ہو کر آئین انکو سزا

واجبی ہو تب شہنشاہ کو تسکین ہو بلکہ حیرت نے کئی روز سے خاصہ نہین نوش کیا ہم پر بڑی تاکید ہی شنکول نے ہاتھ تھام کر کہا بی صرصر ہم دونون کو گرفتار کر دینگے صرصر نے ہاتھ جھٹک کر کہا مین بہیرو تو ایسے بات نہین کرتی اور اشارہ کر کے کہا تمھاری خالہ تو تمھارے سامنے ہین ہم ٹھہر کے کیا کرینگے شنکول تو اس اشارے پر مر گیا سمجھا کہ یہ مجھپر مرتی ہی کہا مین ہاتھ تو نچھوڑونگا رنڈی سے کہا صاحب یہ خوب گاتی ہین عمرو کو انھون نے جا بجا ذلیل کیا عمرو کی عیاری کا جواب بی صرصر ہی دیتی ہین اب تو صرصر نے شنکول کو جھاؤلیان بتائین کبھی ہنسین کبھی غصہ کیا کبھی کہا صاحب چھوڑ دو دیکھو میرے ہاتھ مین نیل پڑ گیا مجھے کیا کوئی پتھر مقرر کیا ہی گنوارون کیطرح ہاتھا پائی کرنے لگے مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتین صبا رفتار نے کہا استانی ایک چیز گادو صبا رفتار نے بایان کھینچا ٹھیکہ چھیڑنے لگی یہ غزل صرصر نے شنکول سے آنکھین ملا کر گانا شروع کی

نظم

نہ سرمہ دے صنم بے حجاب آنکھون مین | خدا کا نور ہے ان لاجواب آنکھون مین
دم آرہا ہی مثال حباب آنکھون مین | کیا ہی روح نے اب پاتراب آنکھون مین
نظر پڑا ہی ترا جبسے چہرۂ روشن | ہوا ہی ذرے سے کم آفتاب آنکھون مین
ہماری چشم سے کیا ابر تر مقابل ہو | ہر ایک پردہ ہی رشک سحاب آنکھون مین
جسے نہین ہی مروت وہ آدمی ہی نہین | بشر کو چاہیے لازم حجاب آنکھون مین

وہ رنڈی بھی تعریفین کرنے لگی کہتی ہی بی صرصر تمھارا گانا تو سحر ہی خوش آواز بتانے مین سوز و گداز صرصر نے سر جھکا کر کہا کہ بی بی مشہور ہی عمرو کا گانا پختہ سحر ہی علاوہ اسکے اُسیطرح پر ہم بھی ساقی گری کرتے ہین جام سر پر رکھین پانون سے ناچین ہاتھ سے بتائین سر سے شراب پلائین تب تمکو حیرت ہو کہ یہ کیا کمال کیا لنگوڑا عمرو بھاگتا پھرتا ہی جب کچھ نہ بن پڑا تو اب اور عیاریان نکالی ہین اُن عیاریون مین بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگے حضور شب کو جلسہ ہو سارے لشکر کے افسر جمع ہون اُسوقت کمال دیکھیے یہ آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا شنکول نے کہا ہم تو آج تمکو نہ جانے دینگے آج رات کو جلسہ آراستہ کرینگے سب سردارون کو بھی اشتیاق ہوا سب نے کہا کہ ہان حضور آج شبکو جلسہ ہو شنکول نے کہا اے صرصر مین تمھارے ساتھ چلونگا خدا دبران

تو گرفتار کر لو گا نام تمھارا ہو گا صرصر نے کہا خیر ای شنکول اگر برّان وحنا کو نہ پایا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہو گی شنکول نے کہا ہم تو گرفتار کر دینگے یہ کتنی بڑی بات ہی ہم گئے اور گرفتار کر لاے اب تو صرصر وصبا رفتار سیخوانے مین آئین پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جسکا جی چاہے شراب لیجائے شراب تقسیم ہونے لگی تپلے کھینچ کھینچکر لیے جانے مین کنٹر گلابیان اور بوتلین لیگئے بارہ لاکھ کے لشکر مین ہنگامہ ہو گیا کہ آج ہمارے شہنشاہ سب کو شراب بانٹ رہے ہین افسر ہمارا قدردان ہی جب محفل مین روشنی ہوئی دیکھا کہ صرصر وصبا رفتار سوسواسی گلابیان آراستہ کر کے کشتیون مین لگی ہوئین محفل مین لیکر آئین شنکول نے اپنی آشنا سے کہا دیکھو صاحب خدمت شہنشاہ مین رہتی ہین کیا جلسہ آراستہ کیا ہی اگر ایسی سایقہ دار نہوتین تو شہنشاہ اسقدر کیون آبرو کرتے دہ علاوہ تنخواہ کے ہزارہا روپے دیتے ہین افسران فوج آکر بارگاہ مین جمع ہوے سازندے بلائے گئے صرصر وصبا رفتار نے بیٹھکر سامنے محفل کے یہ اشعار بصد سوز و گداز شروع کیے

نظم

شتاب لکھے ثناے رخ نگار قلم — دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم
ضرور اتنا تکلف ہی مشق نوخط کو — جو لوح نقرئی ہوئے تو زرنگار قلم
کہان تلک نہ لکھے حال شہسوارونکا — ہوا کے گھوڑے پہ کنتک رہے سوار قلم
جو یون لکھے گا مضامین شوخ گستاخ — کریگا مجھکو بھی آخر گناہگار قلم
زیادہ تر ہو فروغ انجمن مین مردونکی — مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم
لکھا کرے مرادیوان کتا کرین حاسد — ہی اسیلیے دوزبان مثل ذوالفقار قلم
دکھاے لکھ کے مضامین روے رنگین کے — بناے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم
کیا جو چاہے رقم حال خاکسارونکا — تو پہلے لیوے صلاح خط غبار قلم
مزہ ملے نہ اگر اسکو زخم کھانے مین — تو سر خوشی سے نہ کٹواے بار بار قلم
رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی بن جو آب — کرے ہماے معانی کو بھی شکار قلم
دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر — کرے سیاہ جو لوح سر مزار قلم
لکھی ہی جب سے صفت اسکی تیغ کی ای رند — زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار قلم

سب اہل محفل رطب اللسانی سے تعریف کرتے تھے یہی ہر ایک کا قول تھا کہ صرصر وصبا رفتار کا گانا بے نظیر ہی صحبت شہنشاہ مین اتفاق ہوتا ہی اب صرصر نے اُٹھکر شراب لی جام لبریز کیا سر پر رکھا سامنے شنکول کے لاکر سر جھکایا کہا ایسے قدر دانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شنکول نے جام لیکر موتیونکا مالا گلے مین ڈالدیا صرصر نے چشمکی لی نگاہ مسکراکر ڈالی اشارہ تھا کہ اپنی خالہ کو پلاؤ صبا رفتار نے بھی جام سر پر رکھا سردارون کو شراب پلانے لگی تھوڑے ہی عرصے مین ساری بارگاہ کو شراب پلائی وہان بارہ لاکھ جادوگرون مین ہنگامہ ہی کوئی کوئین مین گرا کوئی آنکھونکا اندھا چشمے مین پھاندا کوئی دوڑ رہا ہی کوئی گاتا پھرتا ہی کہین لڑائی ہو رہی ہی کہین اصلاح ہی کسیکے بیہوش ہونے مین فلاح ہی بارہ لاکھ جادوگرون مین ہنگامہ ہی بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین یہان بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے شنکول گھبرایا کہا ای صرصر مین تجھسے بہت خوش ہون ذرا کنارے چلو کچھ باتین کرون نگار رنڈی نے پٹے پکڑ لیے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنی خالہ سے اشارے کرتا ہی شنکول نے چٹیا پکڑی دونون لڑتے بھڑتے بیہوش ہوے سردار ہان ہان کر کے اُٹھے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا وہین گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے اب تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

سر سے مکر سے کانپتا ہی جہان
سراتیز رفتار ہو گر قدم
نہ پاے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بزیر قدم شرق ہی غرب ہی

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی

خواجہ نے کہا بچہ اب تم باہر جاؤ تم جوان ہو برق نے کہا استاد مین کپڑے اُتار اُتار کر جمع کرون آپ اُٹھانے جایئے ایک خدمتگار ضرور رہو خواجہ نے کہا مین نہین خدمتگاری چاہتا مار کھاتا جاتا ہی مگر لوٹ رہا ہی چھلاوا چھپا دیا کسیکی انگوٹھی اُتار لی ہرچند خواجہ جستجو کرتے ہین مگر برق کب

ماننا ہی خواجہ اندر بارگاہ کے لوٹ کر اب باہر نکلے باہر والون کو بھی خوب لوٹا کپڑے سبکے
اتار لیے کلموہے بنائے کچھ للموہے بنائے خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب جادو
وہان ملکہ حیرت سے کہکر سوار ہوا اور وارہ وی کرتا ہوا آتا ہی سمرنا و ابرلیق ساتھ ساتھ
یکایک سمرنا نے کہا حضور کچھ حال یہ نہ معلوم ہوا کہ شنگول اثالہ بارگاہ کا لیکر کہان گیا
اسپر کیا گذری کس منزل پر پہونچا ہوگا افراسیاب نے کتاب اٹھا کر دیکھی کتاب دیکھتے
ہی سر اپنا پیٹ لیا کہا ارے عمرو نے لوٹ لیا بارہ لاکھ کو تباہ کیا افراسیاب خود اٹھا
قہر و غضب مین چلا خواجہ لوٹ رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا اسم افراسیاب جادو
خواجہ نے گلیم اوڑھ لی برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا افراسیاب نے آکر دیکھا
سارا لشکر تباہ و برباد ہی آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہزار ونکے لاشے زمین پر
لوٹ رہے ہین افراسیاب کے ہوش اڑ گئے بارگاہ مین آکر دیکھا شنگول کا لاشہ تڑپ
رہا ہی بارگاہ سربلہ فضا بان دریاے خون جاری افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو
بڑا جادوگر مارا گیا لشکر حیرت بھی آکر پہونچا سب نے آکر یہ معرکہ دیکھا حیرت رونے
لگی کہا ای شہنشاہ یہ ساربان زادہ تا بہ طلسم نور افشان نہ پہونچنے دیگا افراسیاب نے
کہا کیا مجال اب مین نگاہ داشت رکھونگا ہر وقت خیال رہیگا سمندر دریابار کو بلاؤ کہا تم
اثالہ بارگاہ کا لیکر بڑھو ما بدولت بھی آتے ہین اور خیال رکھینگے اسیوقت سمندر دریابار
سات لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر طرف سرحد کوکب کے چلا افراسیاب نے بھی کوچ
کیا قضاے کار راہ مین قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین ملکہ شہلاے خوش چشم وہانکی
حاکم و ناظم خراج گزار شہنشاہ کوکب اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای
ملکۂ عالم آپ نے سنا افراسیاب نے طرف قصر جمشیدی کے قصد کیا ہی اثالہ بارگاہ کا
لیے ہوے سمندر دریابار سات لاکھ ساحرون سے قریب آپ کی سرحد کے آگیا کل
اسی قلعے پر مقام ہوگا یہ سنکر شہلا گھبرا گئی اپنی سپہ سالار کو بلایا ملکہ یاسمن رنگین پوش
آکر حاضر ہوئی شہلا نے کہا کچھ تمنے سنا افراسیاب طرف قصر جمشیدی کے جاتا ہی کل ہمارے
قلعے پر جاکر ہوگا انشاء اللہ لڑینگے مرینگے اپنی سرحد سے نجانے دینگے عرض کی بخدمت شہنشاہ

کوکب روشن‌ضمیر روانہ کی مضمون یہ تھا کہ بہ اقبال شہنشاہی کنیز نکل کر روکتی ہے ملازمان
حضور نمک حلال جان دینے کو آبرو جانتے ہین لڑینگے مرینگے آئندہ جو مناسب نزدیک سرکار
کے ہو ویسا کیا جاوے ایک کنیز کو عرضی دیکر اُدھر روانہ کیا وزیرزادی سے کہا کسقدر لشکر
ہے عرض کی اگر سب فوج کو جمع کرون تو بیس ہزار سے زیادہ نہوگی شہلا نے کہا جو اسوقت تیار
ہین اُنکو ہمارے سامنے لاؤ بارہ ہزار جادوگرنیان حاضر خدمت ہوئین شہلا اُسیوقت
سوار ہوئی وزیرزادی انتظام لشکر کرتی ہوئی بیرون قلعہ آئی قلعے کو پشت پر لیا بڑھکر
لشکر اُترا بارگاہ ملکہ شہلا کی استادہ ہوئی یاسمن نے انتظام لشکر کیا خیرخواہان دولت
رعایا کے لوگ ہزار ہزار دو دو ہزار آنے جانے ہین شام تک تانتا لگا رہا رات کو اسی
مقام پر اُترے رہے صبح کو ملکہ شہلا بیرون بارگاہ کرسی پر جلوہ فرما ہین دیکھ رہی ہین
یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمندر دریا بار گینڈے پر سوار سات لاکھ ساحران
ناہنجار پشت پر اثالہ بارگاہ کا لدا ہوا بڑی دھوم سے بہ شوم آکر پہونچا دیکھا لشکر قلیل
لیے ہوے ملکہ شہلا فروکش ہین سمندر نے کہلا بھیجا اے ملکہ شہلا ہمین راستہ دو عقب
ہین شہنشاہ آتے ہین قلعہ بہ باد فنا اُڑا دیا جائیگا شہلا نے جواب دیا جا کر اُس ملعون سے
کہدو کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم مثل ملازمان افراسیاب کے نمکحرام نہین ہین سات
لاکھ اور دس لاکھ کیسے خواجہ عمرو پانچ عیار آکے تھے آج عنایت سے پروردگار کی
صاحب لشکر و فوج ہین کیا اوج موج ہین سمندر نے جو یہ سُنا جوش مین بلبلا کر کہا طبل
جنگی بجے صبح کو بیچ قلعے سے راستہ ملیگا اس دروازے سے داخل ہونگے اُس دروازے
سے نکل جائینگے تا بہ قلعۂ جمشید یہ جانا ہے ایسے ایسے مقام پر اگر اڑ رہین گے پھر کیونکر طلسم
نورافشان پر قبضہ کرینگے ہرکارون نے یہ خبر ملکہ شہلا کو پہونچائی کہ طبل جنگی بج گیا ملکہ
شہلا نے حکم دیا بہ عنایت رب بے نیاز و خالق کارساز یہان بھی طبل جنگی بجے
اب دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے وہان لشکر بیحد و پایان یہان لشکر قلیل
لیکن یہ پندرہ بیس ہزار آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین کہتے ہین جب مرینگے اُسوقت پروردگار
کو اختیار ہے ابھی زندگی مین تو نباہنے دینگے ہر خرد و کلان کا یہی قول ہے چار پہر رات اسی ہنگامے

مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سمندر رود ربا بار گینڈے کو چمکاتا ہوا فوج
کو لیکر آیا ادھر سے ملکہ شہلا تخت پر سوار یاسمن رنگین پوش نے فوج کا انتظام کر کے سب لشکر
کو ٹھہرایا انتشار تو ضرور رہی سمندر کا لشکر آیا دریا موج مارتا ہوا آکر قایم ہوا صف بجین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سمندر نے دست راست کو دیکھا محیط قطرہ زن اژدر
کو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لی میدان مین آکر نعرہ کیا ملکہ شہلا کسیکو بھیجو یاسمن وزیرزادی
نے طاؤس نکالا دست بستہ اجازت لی میدان مین سامنے محیط کے پہونچی محیط نے سحر کیا یاسمن
نے دفع کیا آپس مین سحر ہونے لگے محیط نے بڑھکر تیغہ کھینچا یاسمن پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا
یاسمن نے مسکرا کر کہا دیکھو تو پشت پر کون کھڑا ہی محیط پلٹا یاسمن نے نیمچہ مارا کہ محیط کے
دو ٹکڑے ہوے محیط کا مارا جانا سمندر اُبل پڑا فوج کو اشارہ کیا سات لاکھ فوج بلوہ کر کے
چلی سمندر بھی سحر کرتا ہوا بڑھا جب گولہ مارا زمین سے دریا پیدا ہوا یاسمن نے جو دیکھا
کہ سمندر رود ربا بار مع سات لاکھ ساحران غدار کے آتا ہی پلٹ کر طرف شہلا کے دیکھا
شہلا نے تخت کو چھوڑا طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئی فوج قلیل کو لیکر سات لاکھ پر
جا پڑی جب سحر کیا سو دو سو کے سر اُڑ گئے نیمچہ ہلالی چمکا رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینکتی ہی
بجلی پھینکی برق چمک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے یاسمن وزیرزادی بھی مثل شعلۂ جوالہ
تڑپ رہی ہی ساتھ کی کنیزین مثل ستارۂ سحری جسپر تڑپ کے گرین اُسے جلا دیا سمندر نے
جو دیکھا کہ ان کنیزون نے دس بیس ہزار ساحر مارے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ زمین پر مارا زمین
کانپی دریا پیدا ہوا زمین سے پانی اُبلنے لگا کچھ مچھلیان پیدا ہوئین جسکے سینے پہ مچھلی پڑی پشت
کو توڑ کر پار گذری شہلا نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ایک ایک کنیز دو دو ہزار ساحرون سے
لڑ رہی ہی آگ برس رہی ہی پانی کا جوش صدہا کنیزین دریا مین ڈوبین جو جس مقام پہ گری پھر
نہ نکل سکی شہلا نے جو دیکھا کہ کئی کنیزین غرق دریا ہوئین شہلا نے بڑھکر زلفین عنبرین کا
دریا پر عکس ڈالا دریا مین بھنور پیدا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کہ ایک ماہی کلان مثل انسان
کے دریا سے نکلکر بلند ہوئی مثل انسان کے کلام کیا اور پکار کر آواز دی ای شہلا تیرے
سحر کا شہرہ ہی کیا کہنا تیر نگاہ پڑ رہے ہین ہم لوگ ذبح ہوے جاتے ہین بقول قمر مطلع

انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی دوسری مچھلی ابھری اُسنے پکار اصل یہ ہی جو مین عرض کرتی ہون بگوش ہوش سماعت کیجیے **نظم**

صحرا مین کیسے کیسے بڑھاتے ہین خار ہاتھ
منت کرون مین پانؤن پڑون بوسے انکے لون
گشتہ ہون ابروونکا جو باور نہ ہو تمھین
جو موج بحر عشق ہی وہ تیغ تیز ہی
آنے سے بعد قتل مرے یہ خوشی ہوئی
جھرے سے بھی لچکتے ہین مانند شاخ گل
ہی معرکۂ سخن کا مرے ہاتھ اے **ظفر**

[illegible]

جوش جنون مین ایک ہی دامن ہزار ہاتھ
آئے جو ایک دن وہ تغافل شعار ہاتھ
کھدن مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ
پیر اک خاک پیر سکین اسمین چار ہاتھ
اُچھلی زمین سے لاش مری چار چار ہاتھ
دو پھول کا اُٹھا نہین سکتے ہین بار ہاتھ
خامہ ملاکہ آئی مرے ذوالفقار ہاتھ

جب مچھلیون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے دریا خشک ہونے لگا مچھلیان تڑپ تڑپ کر نکلین سینے پر ملازمان سمندر کے پڑین ہلاک ہو کر ساحر گرنے لگے سمندر نے جو دیکھا کہ ملکہ شہلا نے میرے سحر کو اُلٹا کر دیا سمندر کو جوش آیا سحر کرتا ہی لیکن رنگ سحر نہین جمتا ملازمان شہلا کی بارہ ہزار جادوگرنیان جانبازی کر رہی ہین ساٹھ ستر ہزار جادوگر مار کر گرا دیے سمندر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی موجۂ جان نثار چار لاکھ جادوگرون سے آکر پہونچا اُسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ فوج سمندر قتل ہو رہی ہی دریا بالکل خشک ہو گیا سمندر جوش مین ہی مگر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی سمندر نے پکار کر کہا اے موجۂ جان نثار شہلا نے مجھکو دیوانہ کر دیا ہی لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیا مین نے اپنا سحر کیا تھا سحر نے آبرو نہ پائی اب تو پناہ پانی مشکل ہو گئی قطرے کا جو کا گھڑے ڈھلکائے تو لیا ہوتا ہی ہر ایک رفیق و شفیق سر پر ہاتھ دھر کے روتا ہی موجۂ جان نثار کڑکا گرجا شہلا پر حملہ کر کے جا پڑا پکارا اے بی شہلا بس خوش نگاہی ہو چکی اب زیادہ دیدہ بازی نکرو یہ کہکے ایک دو مٹھی زمین پر مارا غبار زمین سے بلند ہوا صدہا کنیزین نابینا ہو گئین سبنے پکار کر آواز دی واری کنیزین آپکی نابینا ہوئین آنکھون سے اب نہین سوجھتا دیکھیے سب ٹٹول رہی ہین شہلا بڑی ساحرہ تھی اُس غبار مین گھس گئی غبار مین جاتے ہی آنکھون مین اندھیرا آیا دل

ٹھہرایا قصد کیا غبار سے نکلون کہ موجۂ جان نثار برابر پہونچ گیا ہاتھ تلوار کا مارا شہلا کا زخمی ہوا شہلا کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پانون اُٹھے لیکن نکلنا مشکل ہی جدھر سے نکلتی ہی فوج کفار کا ریلا جدھر سے دس کنیزین نکلین دو ہزار جادوگرون نے گرفتار کر لیا اب تو شہلا گھبرائی دیکھا کنیزین جابجا گھر گئین بیقرار ہو کر وزیرزادی کو بلایا وزیرزادی بھی زنخدار سامنے آئی کہا واری اب قدم نہین رُکتا دونون نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار کر آواز دی ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی اس بلاے مبرم سے بچا لے اپنا تو یہ اعتقاد ہی بخوبی یاد ہی

نظم

دارد دلی از رہ خوف و رجا ہر بار خوف ... زان کہ ہست این بندہ کا پر خوف را در کار خوف

ضامن روزی است چون روزی رسان بندگان ... پس چرا از حالت تنگی کند نادار خوف

میکند از ذات بے پرواے حق شام و سحر ... از دل و جان بندہ کا اہل صفا اظہار خوف

مثل خضر ار آدمی یابد حیات دائمی ... باشدش از مرگ دامنگیر آخر کار خوف

خائف حق ایمن است اندر جہان از ہر بلا ... اہل دین کی دارد از تیر و یر دنیادار خوف

چارہ ساز ہر کہ خود باشد جناب چارہ ساز ... چون کند از آفت بیماری آن بیمار خوف

سب اہل اسلام نے جو بیقرار ہو کر دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر مروارید پیدا ہوا ابر اُڑتا ہوا آتا ہی ابر آکر شق ہوا دیکھا ملکہ بُران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار ملکہ بُران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دامن قلعۂ نرگس مین تلوار چل رہی ہی سحر ہو رہے ہین دھوئین اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی ہزارہا لاشہ پڑا ہی شہلا کے سردار زخمی تو ہوے مگر ہزارون کو مار کر ڈالدیا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین کوئی دم توڑ رہا ہی موجۂ جان نثار وسمند دریا بار آگ برسا رہے ہین ملکہ بُران نے وہین سے نعرہ کیا ای شہلا نہ گھبرانا منم ملکہ بُران شمشیر زن دختر کوکب صف شکن اب جو ملکہ ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر گرین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی سے اشارہ کیا ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین چک چک کر گرین سینک کے تیر چلے برقین چمکین بُرہ ان کا اختر مروارید چلنے لگا جب اختر بارہ ساحرون کا ستارہ گردش مین آیا دن

ہزار پانچ ہزار سر کر گرے شہلا لڑکھڑا کر گرا چاہتی تھی شگوفہ نے آکر سنبھالا کہا اے شہلا کیا کہنا جو نمک حلالان راسخ الاعتقاد کا قاعدہ ہو وہ تمنے کیا دس بارہ لاکھ فوج سے لڑنا تمھارا ہی کام تھا شہنشاہ بہت خوش ہونگے چپکے سے کان مین کہا شہنشاہ بھی تشریف لاوینگے خدا چاہے تو میان افراسیاب کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سمندر تو بڑے جوش مین تھا تبران لڑتی ہوئی آتی ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین اخترمروارید برابر چل رہا ہے ایک جانب مجلس جادو کا جلسہ تخت پر سوار بارہ ہزار کمسن کنیزین مصاحبین ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین مجلس کے آگے گھروند ابنا ہوا ہے گڑیا گڈا دلھن دولھا بنے ہوے بیٹھے ہین ڈومنی بھی گڑیا ہے طبلہ سارنگی بجا رہی ہے اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے نظم

تلوار کے نہ ہاتھ ستمگر لگائیے	دل دادہ اس مزے ہین خنجر لگائیے
کسطرح اسکو ماہ سے تمثیل دیجیے	وصباجبین یار کو کیونکر لگائیے
مشک تتار قیمت کاکل ہین دیجیے	مول اُن لبونکا قند مکرر لگائیے
قامت کا کیجیے دل پر داغ مین خیال	آج اس چمن مین سرو وصنوبر لگائیے
سب نشئہ کرم یہ تمھارا ہے یا علیؑ	شیدا کے منہ سے ساغر کوثر لگائیے

سب لڑکیان زیر پائیان پہنے ہوے ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین ملکہ مجلس نے دیکھا کہ مادر مہربان مصروف جنگ ہوئین گڑیا کا شانہ پکڑ کے اٹھایا کہا بی بس دلھن بن چکین دونون ٹانگین گڑیا کی پکڑ کے چیر ڈالا کئی سو سنہری پنجہ پیدا ہوا کئی ہزار جادوگرون کو چیر کر پھینکدیا ساتھ کی لڑکیون سے آواز دی ہوالینا لڑکیان آنکھ مچولا کھیلنے لگین زیر پائیان ہاتھ مین ننگے پانون دوڑی دوڑی پھرتی ہین جسکے زیر پائی ماردی اُسکا سر پھٹ گیا ہزارون کو مار کر ڈالدیا سمندر سامنے ملکہ تبران کے ہو بچا چاہا کچھ سحر کرون تبران نے اختر کھینچ مارا سینے پر سمندر کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اموجہ جان نثار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل پانی پانی ہو گیا مجلس کڑک کڑک کر گر رہی ہے جس جادوگر کی کمر مین پنجہ دیا اٹھا کر لیگئی بلندی پر ہوا کی لائی ٹانگین تھام کر چیر ڈالا لاشہ زمین پر پھینکا اُس لاش نے ہزارون کو جلادیا جادوگر اسکے سحر سے بہت حیران ہین مینڈھی سے ناڑا کھولا اب ناڑے سے مارنا شروع کیے ساحرون پر

کوڑے پڑنے لگے جسپر کوڑا پڑا ہپیٹہ سہلا کر رہگیا موجۂ جان نثار نے دیکھا لشکر آدھا رہگیا چاہا کہ بھاگون ارادہ کیا کہ کسی صحرا کی جانب نکل جاؤن ایک صحرا سے لپٹین پھولون کی آئین سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تخت پر سوار پہلو مین خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر مشکور جادو دس ہزار سوارونکا افسر بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ بہار نے گلدستہ مارا آواز دی میان مشکور شکر کرو گلدستہ جو پھٹا پھولونکی بوچھار ہوئی کنیزون نے رنگ کی پچکاریان مارین مشکور جھومنے لگا پکار اُٹھا

نظم

آوارہ ایک مین ہی فقط کو بکو نہین — وہ کون ہی کہ جسکو تری جستجو نہین
غیرو نسے چھپے مین ہنسی ہر مذاق ہر — ہمسے جلی کٹی کے سوا گفتگو نہین
کیا اعتبار قول کا اُسکے کوئی کرے — جسکا یہ قاعدہ ہی کبھی ہان کبھی نہین
دامن کو اشک ہاے ندامت سے دھوئیے — لوحِ گنہ کی اسکے سوا شست وشو نہین
ساکن کسی گلی مین شتاور ہوا ہون مین — اب باغ خلد کی بھی مجھے آرزو نہین

دس ہزار جادوگر اسیطرح جھومنے لگے اشعار پڑھتے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا پہلے افسر کا سر کاٹ لو سب جادوگرنیون نے ملکر افسر کا سر کاٹ لیا مشکور کا مارے جانا دس ہزار نے اپنے گلے کاٹ ڈالے موجۂ جان نثار یہ رنگ سحر دیکھکر بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا مین تو بھاگتا ہون تین طرفسے آفت برپا ہی بُرّان نے صفین اُلٹ دین مجلس نے لاشونکے انبار کردیے بہار نے آکر اپنا رنگ جمایا تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار جادوگر مارے گئے سبنے کہا بھاگیے موجۂ جان نثار نے پاؤن دونون زمین مین مارے یہ تو غرق زمین ہوا ساتھ والون نے بھی فرار پر قرار کیا طائر بنکر بھاگنے لگے جو کوئی ساحر زبردست تھا وہ غرق زمین ہوا زمین کاٹتا ہوا جاتا ہی اسطرح بھاگ بھاگ کر نکل گئے خواجہ تو بہار کے ساتھ آئے تھے خوب خیمے بارگاہین لوٹین خزانہ قبضے مین کیا منھ پھلاے ہوے سامنے بُرّان کے آئے کہا لشکر اسقدر خزانہ ایسا قلیل دو ٹکے کوڑیون کے تھے مین نے کنوئین مین پھینکدیے آج ہمارا بہت نقصان ہوا بہار و بُرّان و مجلس اس لڑائی کو فتح کرکے پلٹین شہلا نے بارگاہ استاد فرائی سب سردار آکر بیٹھے ملکہ بُرّان نے کہا اے بہار اس فتح پر مغرور نہ ہونا خود افراسیاب آتا ہی

مقابلہ عظیم پڑیگا ملکہ بہار نے کہا سمجھا جائیگا کل لشکر شہلا کا پائمال ہوا خدا نے وقت پر ہم لوگون کو پہونچا یا موجہ جان نثار کو بھاگنا مشکل ہو الیکن اب افراسیاب خود آتا ہو کل یا پرسون یہان پہونچ جائیگا قبلہ وکعبہ بھی تشریف لاوینگے اُستاد ہمارے نور افشان فکر کر رہے ہین وقت ہی پر آوینگے معرکہ عظیم پڑیگا افراسیاب کا ارادہ تا بہ قصر جمشیدی ہو بیٹھے سپر کر دینگے اس قلعے سے نہ بڑھنے دینگے جو کچھ ہو اسی مقام پر مقابلہ پڑے اُستاد نور افشان کا بھی یہی قول ہو کہ کل معرکے اسی سر زمین پر ہون خواہ شکست ہو خواہ فتح جو اُستاد نور افشان نے انتظام کیا ہو اگر وہ بن پڑا تو ملاحظہ کیجیے گا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر افراسیاب جادو پندرہ لاکھ فوج کی جمعیت سے اُسی صحرا مین اُترا ہو تخت پر بیٹھا ہو حیرت جادو پہلو مین کہتا ہو سمندر وموجہ جان نثار گئے ہوے ہین یقین ہو کہ قلعہ فتح کر چکے ہون خبر نہین آئی حیرت کہتی ہو ملازمان کوکب بڑے جان نثار ہین قلعے کا فتح کرنا کچھ کھیل نہین ہو بڑے بڑے ساحر لڑینگے کوکب کے یہان سے برابر فوجین آوینگی بُرّان کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ ہو وہ ضرور آکر لڑیگی معرکہ عظیم پڑیگا بُرّان کا سحر زور دن پر ہو یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا موجہ جان نثار آتا ہو آکر بے اختیار رونے لگا کہا حضور غضب ہوا افسر ہمارا سمندر مارا گیا عین وقت پر ملکہ بُرّان وبہار آگئین افراسیاب نے کہا بی بہار بھی آئین حکم دیا بلاؤ حباب اشکبار اور ساحل بیکنار کو دونون آکر حاضر ہوے کہا کل فوج اور اٹالہ بارگاہ کا تم لیکر چلو ما بدولت بھی آتے ہین بارہ لاکھ جادوگر لیکر حباب وساحل چلے ملکہ صرصر کو حکم ہوا کہ برابر خبرین ہمکو ملین ساحل وحباب جاتے ہی آفت برپا کرینگے صرصر مع چار عیار بچیون کے واسطے خبر کے چلین یہان ملکہ بُرّان وغیرہ فروکش ہین شہلا کا علاج کیا ہو بیرون بارگاہ سب بیٹھے ہین کوکب کو عرضی اس فتح کی لکھ چکے کہ بہ اقبال شاہنشاہی جو فوج یہان آئی تھی اُسکو شکست دی نامی افسرون کو مارا کوکب نے خلعت روانہ کیے ہین نہایت سب خوش محظوظ بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دونون افسر اژدران آتش فشان پر سوار پشت پر فوج بیحساب مگر لشکر سجا ہوا آکر مقابلے مین اُترے بارگاہین استادہ ہوئین حباب وساحل بارگاہ مین آکر بیٹھے صلاحین کر کے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کئی سو نقارہ بجنے لگا ہرکارون

نے آکر ملکہ تیران کو خبر کی ملکہ تیران نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین بہار نے تیران سے کہا لشکر آپکا قلیل ہی لشکر دشمن بیحساب تیران نے جوابدیا ای بہار بہ عنایت پروردگار ہم خود میدان کارزار مین جاوینگے جسوقت مقابلہ پڑیگا ایک ود و لاکھ سب برابر ہین بہار نے کہا انشاء اللہ ہر وقت آمد افراسیاب جانبازی دکھائینگے یا لڑ بھڑ کر جان دینگے یا یہان سے ہٹا دینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب نے لشکر ثوابت و سیارگان کو شکست دی شہنشاہ ماہ تابان بخوف تمام قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ نیر اعظم فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عالم کو اپنے نور ضیا سے منور و روشن کیا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب ۔۔۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ۔۔۔ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ۔۔۔ مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیاے آفتاب عالم تاب ظاہر ہوئی نخل وجد مین شراب شبنم سے ہر گل کا کٹورہ معمور کیفیت آمد صبح مین بادہ خواران وحدت مسرور لشکرون مین وردی بجی کمر بندی ہونے لگی لات پرستون مین پوجے پاٹ کا ہنگامہ ہوا چاہ پر کھڑے ہوے منہا رہے ہین سامنے شوالہ ہی ایک ہاتھ مین لات پرستون کے برنجی لُٹیا ایک ہاتھ مین پھولونکا دونہ دروازے پر شوالے کے ہنگامہ ہی گھنٹا ہر مرتبہ بجائے جاتے ہین ٹھن ٹھن کی آواز بلند ہوتی ہی جھانج ڈھول بج رہے ہین جتنے پوجے سے فراغت پائی بستر پر آیا کمر بندی ہونے لگی حباب اشکبار و ساحل بیکنار دونون ساحران غدار فوج کے افسر اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے گینڈون پر سوار ہوے بارہ لاکھ فوج لیکر چلے ادھر لشکر اسلام مین ملکہ تیران مجلس و بہار اشیاے سحر سے آراستہ ہوکر حاضر ہوئین ملکہ تیران ہنس پر سوار ہوئین بہار کا طاؤس زرین بال مجلس کا تخت آراستہ ہوکر آیا سب افسر سوار ہوے نقارے پر چوب پڑی اُس لشکر قلیل کو لیکر ملکہ تیران شمشیر زن چلین دیکھا آمد لشکر کفر و ضلالت ہی پرے کے پرے جمے ہوے بارہ لاکھ فوج کی آمد ساحرون کے سحر ہوتے ہوے لکہ ہاے ابر سرخ و سفید آگ برستی ہوئی

دریا جوش زن صبح کا وقت ہو طائرون کی زمزمہ سرائی یاد الٰہی مین ہر دم بہ زبان حال مصروف ہو رہے ہین ہر نخل پر آشیانون سے سر نکالے ہوے اپنے وحدہٗ لاشریک کو پکار رہے ہین دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے لشکر اسلام لاکھ ساحرون سے بھی کم ہی خواجہ عمرو ایک گوشے مین آکر ٹھہرے تماشہ آمد بہار کا دیکھ رہے ہین بہار کس دھوم سے میدان مین آکر پہونچی دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن وجمال مین غنچہ دہن زلفین چہرے پر بل کرتی ہوئین صاف ثابت ہی کہ ناگنیان سَن کو ڈس رہی ہین حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین صد ہا دل گرفتار سرو قد رشک قمر بارہ ہزار کنیزین پشت پر سمن و یاسمن ولنسیم سحری گلرو و غنچہ دہن و صنوبر کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین خندۂ دندان نما سے بجلیان چمک رہی ہین ایک ایک حسین مہ جبین اپنے اپنے حسن پر ناز و ادا و انداز مین طاق حسن وسحر مین شہرۂ آفاق جنکے دیدار کا ہر شخص مشتاق اس کروفر سے آکر ٹھہرین ایک جانب ملکہ تبران شمشیر زن جوڑا تر چھا بندھا ہوا جس مین اختر مروارید مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی نیمچۂ ہلالی زیب کمر پیچ مین لشکر کے ملکہ مجلس کا لشکر ہو آمادہ ہین کہ مادر مہربان کا حکم ہو تو جا پڑون مرغ زرین بال پر سوار لشکر دشمن پر نگاہ کھلونے سٹی کے تخت پر رکھے ہوے اُسی سے سحر پیدا ہوتا ہی لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ وکمینگاہ طرفین سے آراستہ وپیراستہ ایک ایک بلاے روزگار آمادۂ حرب وپیکار جب نقیبون نے نقابت کی ساحل بیکنار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھا کر سحر کے عجائب وغرائب دکھائے کچھ گولے اچھالے کچھ ماش کے دانے طرف آسمان کے پھینکے کچھ شعلے بھڑکے جب سب سحر اپنا درست کر چکا تو پکار کر آواز دی ای فرزند خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے سامنے آئے ملکہ تبران نے قصد کیا تھا کہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھا دیا ملکہ تبران کو سلام کیا عرض کی اجازت میدان ملکہ تبران نے فرمایا ای بہار ارادہ تو ہمارا تھا ذرا تم تماشہ دیکھو کیسا لطف ملیگا ساحل کو بڑا دعوے ہی ساحل جنگ سے کنارہ کریگا بہار نے کہا مہربانی فرمائیے اتنے مین طاؤس بڑھا چکی ملکہ تبران نے اجازت دی بہار نے طاؤس بڑھایا ساحل نے دیکھتے ہی گولہ مارا ملکہ بہار نے اُنگلی اٹھائی گولہ کٹکر گرا ساحل کو بڑا غصہ آیا دوڑ کر زمین پر دو تھپڑ مارا زمین شق ہوئی غبار اُڑا میدان مین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر

سے سب نے دیکھا ایک چشمہ صاف و شفاف لب گردان سنگ مرمر سفید کے حباب شناوری کر رہے
ہین گویا چشمے نے آنکھین نکالین آب صاف و شفاف مچھلیان مثل برق کے چمک جاتی ہین بہار
کیطرف مچھلیان چلین اب چشمے نے جوش مارا ملکہ بہار نے دیکھا مچھلیان میری جانب آتی ہین
ملکہ بہار نے ایک دستک دی ایک بگلہ پیدا ہوا جو مچھلی پیدا ہوئی بگلے نے کھالی جب دس پانچ
مچھلیان بگلے نے کھائین ساحل نے خنجر پھینک مارا سر بگلے کا اُڑ گیا بگلہ زمین مین گر کر
تڑپا مچھلیان اُبھرنے لگین دوسرا بگلہ پیدا ہوا خاص چشمے پر جا کر بیٹھا جس مچھلی نے سر نکالا تا بیت
سے کماہی ماہر تھا منقار مار کر مچھلی کو کھا لیا اپنے پر جھاڑے پرون سے برق گری کہ مچھلیان
جل گئین بہار نے اشارہ کیا بگلہ چشمے مین پھاند پڑا چشمہ خشک ہو گیا ساحل نے دوسرا سحر
کیا ایک جھیل بڑی ظاہر ہوئی غراٹا پانی کا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کنارے سے جھیل سے
دھوان نکلنے لگا اتنی تاثیر ہوئی کہ بہار طرف جھیل کے چلا چاہتی تھین کہ جا کر پھاند پڑین
ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے اپنا عکس اوپر ملکہ بہار کے ڈالا عکس پڑتے ہی یا تو بہار
کے ہوش پراگندہ ہوے تھے یا چہرہ سرخ ہوا اُسی طائر کو پکڑ کر قریب جھیل کے ذبح کیا خون
اُسکا جھیل مین پھینکا پانی نے جھیل کے جوش مارا چرخ مار کر غائب ہوا دھوان جو کنارے
نکل رہا تھا وہ بھی نابود ہوا ساحل نے ایک دستک دی برق کڑک کر گری سر بہار کو
زخمی کیا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر آئے وہ خون بھی باعث ترقی حسن و جمال ہوا صاف ثابت تھا
کہ ماہ تابان قریب پردۂ شفق آیا پس ملکہ بہار نے غصے مین آواز دی ارے نکہت و گل اندام
مر گئین کیون نسیم سحری تو کہان ہی کیون گلرخسار تو بھی اپنا رنگ نہ جمائیگی غنچہ دہن کم سخن
کلام تو کرا رے شمشاد کیون اکڑتی ہی کیون سوسن زبان درازی کا وقت نہین آیا کیون
نرگس شہلا آنکھین پھوٹ گئین تجھکو نہین سوجھتا یہی وقت ہی کہ اپنے کو یہان پہونچا کے
کارزار کو دیکھ لے چشم پوشی بہتر نہین ہمین تجھسے یہی چشم داشت تھی یہ جو بہار نے پکار کر کہا کنیز
نے بڑھکر گلدستہ دیا وہ گلدستہ بہار نے طرف ساحل کے پھینکا اور آواز دی کہ لو صاحب
تمھین زخمی کر کے کیا ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا اب ہوشیار ہو جاؤ زیادہ ضد نہ بڑھاؤ راہ پر آؤ بہت
نہ گھبراؤ گلدستہ جو جا کر پھٹا کئی سو طائر پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے کوئی پکارتا تھا اہی میان

ساحل لڑائی سے کنارہ کرو اسقدر جوش مین نہ آؤ ذرا ادھر ملاحظہ کرو ایک طائر نے آواز دی یہ چند اشعار توسن لو

نظم

تیغ یا برق بلا ہی ہاتھ مین خونخوار کے — خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوار کے
دیکھکر بے نور آگے شعلہ رخسار کے — شمع کو گل کردیا پروانے نے پرمار کے
فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی — مرگیا فرہاد اپنے سر مین تیشہ مار کے
کاوشین مژگان قاتل کی اگر یون ہی رہین — مر رہونگا پیٹ مین اک روز خنجر مار کے
حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ — اب کہان ہین وہ جو دولتخواہ تھے سرکار کے
لالہ گون خون شہید اسنے ہی پھلڑا تیغ کا — یا شفق پھولی ہی قاتل ابر سے تلوار کے
تم ہی منصف ہو تمھین کیونکر نہ چاہین عشق باز — جسم قابل دیکھنے کے شکل لایق پیار کے
قاف مین منگوا کے پریان روز کھنچواتی ہین عطر — پھول جو باسی اُترتے ہین تمھارے ہار کے
دیر سے جاتے ہین کعبے کعبے سے آتے ہین دیر — خاک اُڑاتے پھرتے ہین جویا مکان یار کے
بدمزاجی کیون اُٹھائین بے سبب کی وجہ کیا — چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے
جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد — آنکھین دکھلاتے ہین روزن یار کی دیوار کے
بیستون پر چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین رند — سنگ چڑاین کر کے کیا مالک ہوے کہسار کے

طائرون نے اشعار پڑھے ہوا بھی معتدل چلی غنچے مسکرائے پھول ہنسے نخل وجد مین آئے تمام میدان مین پھول برسے ساحل بیکنار تھرایا کانپا چہرہ سرخ ہوا جھوم کر آواز دی ای ملکۂ عالم وای شہنشاہ اقلیم ہم ای صاحب فیض وکرم زہے شوکت وحشم پھولون نے مجھکو سست کردیا مین آپکا غلام ہون ساحل سے کنارہ کیا آپ نے مہربانی کا اشارہ کیا دریا دلی دکھاؤن کوئین مین ڈوب جاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ بہار نے پلٹ کر ایک کنیز سے اشارہ کیا اُسنے بڑھکر بدمی پہنائی طرہ کان مین لگایا ساحل دوڑا قدمون پر ملکہ بہار کے گرنے لگا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کچھ تو ارشاد ہو ملکہ بہار نے فرمایا اپنے بھائی حباب کا سر لاؤ خبردار رُکنا نہین فوجون سے نہ ڈرنا ہم تمھاری مدد کو موجود ہین یہ کہنا تھا کہ تیغ برہنہ کھینچکر ساحل نے طرف لشکر حباب کے رُخ کیا بلوے

مین جا پڑا تلوار چلنے لگی فوج چاہتی ہو گھیر کر گرفتار کرلین یہ مثل برق کے چمک رہا ہی جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے للکار رہا ہی کہ او حباب چشمک موقوف کر کیون خوف کرتا ہی ہمارے تیرے امتحان ہو جاے حباب فوج کو اشارہ کرتا ہی کبھی سر پٹتا ہی کہ میرے بھائی کو کیا ہو گیا یہ تو بالکل دیوانہ وار وحشی مثال بک رہا ہی اسکو کیا ہو گیا کبھی پکارتا ہی بھائی صاحب ہوش مین آئیے آپ نے سیکڑون اپنے رفیقون کو مار ابڑے بڑے افسرون کو للکارا ایسا نہو کہ کسیکا سحر آپ پر چل جاے تو مجھکو قلق ہوگا افسر آپکی حماقت پہ بگڑے ہوے ہین لاکھ لاکھ چیختا ہی پلٹتا ہی ساحل جواب نہین دیتا اُسیطرح بگڑا ہوا ہی کہتا ہی تیرا سر لیکے جاؤنگا ملکۂ عالم نے مانگا ہی معشوق کو کیونکر رنجیدہ کرون بہار اسی حال مین شگفتہ ہی ایسا نہو اُسکو ملال پہونچے تو مجھکو بڑا رنج ہوگا حباب بدحواس ساتھ والون سے کہتا ہی یارو میرا بھائی ہوش مین نہین ہی یارو گرفتار کرلو اس سحر کو شہنشاہ اُتارینگے ابتک ہماری مدد کو نہ آئے بہار یہ سحر کرکے پلٹین بُرّان تعریفین کر رہی ہین بہار نے کہا اب ساحل کنارہ نہ کریگا سارا لشکر اُسکا تباہ ہوا اب نہ رہےگا سب سردار ملکہ بہار کے ہاتھون کو بوسہ دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اے بہار اس سحر کا کیا کہنا سب سردار وجد مین ہین ساحل لڑ رہا ہی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی سبنے دیکھا آگے آگے افراسیاب تخت پر حیرت بہ صد شوکت پشت پر لشکر بیشمار بہ قہر وعضب تمام آتا ہی صرصر نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ بہار نے بڑی بدعت کی ہی دیکھیے ساحل بیکنار پر ملکہ بہار نے سحر کیا وہ اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہی حباب اپنے لو بچاتا ہی یہ سنکر افراسیاب بہ قہر و عضب تمام آگے بڑھا ملکہ بہار و بُرّان باتین کر رہی ہین اور افراسیاب کو دیکھکر ہوش اُڑے ہین کہ اسکا کون سامنا کریگا ملکہ بُرّان کہتی ہین قبلہ و کعبہ نے بڑی دیر کی افراسیاب آگیا یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین افراسیاب نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ساحل بیکنار بہوت لب پر مہر سکوت ساحرون کو قتل کرتا پھرتا ہی حباب دو رسے سحر کر رہا ہی مگر سحر بہار کا رنگ مٹتا نہین افراسیاب بڑھا پکار کر آواز دی او ساحل قتل سے اپنے دوستون کے کنارا نہین کرتا اب آگے نہ بڑھنا ساحل طرف افراسیاب کے پلٹا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر

دیکھکر ہاتھ سے اشارہ کیا ساحل تلوار کھینچے ہوے دریا ے خون مین نہایا ہوا تھا افراسیاب نے جو آواز دی ساحل تلوار لیکر طرف افراسیاب کے چلا افراسیاب نے اشارہ کیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا ہاتھ پر اسکے تھپکی دی تلوار ہاتھ سے ساحل کے نکل گئی افراسیاب نے پھر ہاتھ ہلایا ساحل بیہوش ہو کر گرا افراسیاب نے آواز دی ایک پنجہ اُٹھا کر ساحل کو لیگیا لشکر والون کو تسکین ہوئی یہ لشکر یا تو شکست خوردہ تھا یا اطمینان پاکر پشت پر افراسیاب کے صف آرا ہوا اب افراسیاب طرف بُرّان وغیرہ کے متوجہ ہوا جمال بمیتال بہارہ پر جو نگاہ پڑی دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے سحر کر کے پلٹی ہین چہرہ سرخ ہو رہا ہی بوٹا سا قد سامنے بُرّان کے ٹہل رہی ہی یا تو غنچہ تھا یا جمال بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوا بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

تھا یہ عالم نظر مین شام ہجران کیطرح — داغ روشن ہو گئے شمع شبستان کیطرح
خانہ باغ عشق کی دیکھو کبھی آکر بہار — کھل رہے ہین داغ چھلون کے گلستان کیطرح
وا ے قسمت اسپہ بھی آیا دُر مقصد نہ ہاتھ — خاک مین ہم ملگئے گردِ بیابان کیطرح
ہی یہ عبرت کامل انسان عدم آباد سے — چار دن آکر رہے دنیا مین مہمان کیطرح
شمع کی صورت ہی روشن عارض پُر نور یار — بل کرین کیونکر نہ گیسو دو پیچان کیطرح
ایک اشارے مین ہزارون بیگنہ ہوتے ہین قتل — یار کے چلتے ہین ابرو تیغ بُرّان کیطرح
اسکو بھی سودا ہی کیا اُس آفتاب حُسن کا — چاک ہی جیب سحر میرے گریبان کیطرح
نور جنت مین نہین دل اس سے گھبرایا مرا — ملتی ہین اس مین جو کچھ کچھ کوے جانان کیطرح

ملکہ بہار نے یہ اشعار عاشقانہ سنکر منھ پھیر لیا افراسیاب نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ تمام زیور پھولونکا جسم بہار سے گر پڑا افراسیاب نے ایک آواز دی او بہار اب بھی تجھکو ہمارا خیال نہین خیال کرنے کے دیکھ رنگ عالم دگرگون ہی گلونکا کلیجہ شق بلبل کے سر خون ہی فرہاد نے کوہ کنی کی شیرین نے بھی اپنی جان دی لیلی کو بھی مجنون کا خیال رہا جدائی کا دیوانے کی ملال۔ ہا افسوس تجھکو ہمارا اب بالکل خیال نہین ہی بہار بہتر نہو گا سحر فراموش ہو جاے خاموش ہو کر شہپہ بہار خاک منھ پر ملنے لگی بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہو ای شہنشاہ میرا عجب حال

نظم

ہر قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

کہ درد ہی گہ تپ جگر ہی
ہی گوشۂ غم مرا ٹھکانہ
ہر صبح ہی خار خار تیرا
ہر صبح فسانہ تیرے غم کا
آتا ہی نظر جو طوق قمری
ہی شور نشور شور مرغان
بلبل ہی نہ نیند بھر کے سوتی
اک شعلہ مرے دہن سے نکلا
مستی مین جو تاک لوٹتا ہی
ان صبر کہان قرار کسکو

جینا مجھے آہ درد سر ہی
کیا ناک مین دم ہی چشم نم ہی
ہر شام ہی انتظار تیرا
کب باغ مین اپنا جی لگے ہی
ہوتا ہی اسیر شوق قمری
نت دیکھ کے میری اشکباری
شبنم ہی تمام رات روتی
چھپنے کا جو مین نے جھاڑ دیکھا
دل بر سر خاک لوٹتا ہی

ہین تیر الم کا ہون نشانہ
مر جاؤن تو چھوٹ جاؤن غم سے
ہر روز ہی ذکر تجھ صنم کا
بلبل کی صدا بری لگے ہی
کیا پھونکے نہ صور شور مرغان
ہر دیدہ کہ جو سے آب جاری
جب گرم فغان چمن سے نکلا
چھاتی کا وہی پہاڑ دیکھا
بھاوے گل و لالہ زار کسکو

اس حال پر ملال مین بہار مبتلا ہوئی تیران نے جو یہ دیکھا اختر مروارید لیکر بڑھین آواز دی او افراسیاب بہار کا رنگ مٹا یا اختر مروارید جوڑے سے نکالا چاہا کھینچ ماروں افراسیاب نے آواز دی او تیران یہ اختر تجھکو گردش ستارۂ تقدیر کی دکھائیگا کچھ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ تیران نے دیکھا اختر سیاہ ہو گیا تیران کا بھی منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہر چند چاہتی ہین کہ اختر کو جوڑے مین رکھون ہاتھ دستگیری نہین کرتا جسم مین رعشہ پسینے پسینے خاموش کھڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین ایک گولہ افراسیاب نے اٹھا کر پھینکا گولہ لشکر مین پھٹا تمام لشکر مین بھی تاثیر ہوئی سارا لشکر خاموش ہو کر کھڑا ہو رہا کوئی کسیکا حکم نہین مانتا اپنے اپنے حال پر ملال مین گرفتار ہین اب سرما و ابریق و یاقوت و زمرد وغیرہ چالیس سردار قریب افراسیاب کے آگئے عرض کی یہ فخر سامری و جمشید نے آپ ہی کو دیا ہی ایک سحر مین سب دیوانے ہو گئے بی تیران کو بڑا دعوے تھا خاموش کھڑی ہین منھ سے بات نہین نکلتی بی بہار کا بھی رنگ مٹا مجلس کے بھی جلسے مین فرق آیا سارا لشکر مبہوت سبکے لب پر مہر سکوت یہ شرف آپ ہی کے واسطے ہی افراسیاب نے کہا اب جا کر سبکی مشکین باندھ لو خواہ قتل کرو خود دم شمشیر پر گلے رکھین گے موت کا مزا چکھین گے

گوئی اپنے اختیار مین نہین یہ سنکر چالیس سردار افراسیاب کے تلواربن کھینچکر طرف ملکہ برّان ومجلس کے چلے یہی ارادہ ہی کہ چلکر سبکی مشکین باندھ لین حیرت بھی تخت سے اتری کھتی ہی مین چلکر ملکہ مہار کی مشکین باندھونگی آج بواکو حال سرکشی کا کھلیگا بہت سے ساحرونکو دیوانہ کیا وحشی بنایا اب حال معلوم ہوگا ہمراہ افراسیاب سب بلوہ کرکے چلے کہ لشکر برّان کو تباہ کرین اسوقت ان سبکو عالم یاس چہرے اُداس ایک کی جانب ایک دیکھ رہا ہی ایک سے ایک مدد کا طالب مگر بدحواسی غالب چاہتے ہین ہم جلد قتل ہوجائین اس کشاکش سے مہلت پاجائین آخر مجبور وناچار جب دیکھ رہے ہین کہ ہمکو سب قتل کرنے آتے ہین اب ہم کیونکر بچینگے افراسیاب ایسے ظالم کا سامنا ہی کہ جو ہمیشہ سے نام کا دشمن ہی آپکا قبضہ ہو التقدیر نے ہمکو مجبور کیا پکار اُٹھے ای سمیع وعلیم ای کریم ورحیم وقت مدد ہی نظم

دل بدار از بحر این دنیا حزین — تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی — گر توئی از بندگان کمترین
سجده کن سجده که گردی سرفراز — درمیان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون — نہ بخاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل — تا شود روشن ازان نقشت نگین
رخت خود بربند زین فانی سراے — چون سفر در پیش داری ای مکین
بهر مال و دولت دنیا مگرد — در جهان ای مرد حق اندوهگین
صاف دل باش و صفا آئینه کن — دور کن یکسر غبار بغض و کین

بیقرار ہوکر جوان سینے دعا کی وقت خضوع وخشوع ہر دل بھی رجوع ہی قتل کا سامنا ہی جلاد تلوار کھینچے آتے ہین قلب تھراتے ہین صداے تکبیر وبکش بلند اہل اسلام دردمند اپنی جان کی پڑی ہی بلک بلک کر دعائین کررہے ہین افراسیاب بہ قہر وغضب تمام آتا ہی الفاظ طعن وتشنیع سُناتا ہی کہون بُرّان تمھارے معین ومددگار کہان ہین تمھین کوئی بچانے نہین آتا کچھ سحر نہین چلتا عجائب وغرائب سحر کے کیا ہوے دریاے خون روان میری غفلت سے خشک کیا پل پریزادان توڑا کچھ ہمارا خوف نہ کیا یہ روز سیہ یاد نہ تھا اہل اسلام اپنی

جان سے بیزار مجبور و ناچار یہی خواہش ہی کہ جلد ہمکو قتل کرین کشاکش سے نجات پائین دنیاے فانی سے بہ آبرو اُٹھ جائین افراسیاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی سرداران مذکور اسکی پشت پر حربہ ہاے سحر لیے ہوے یہی آرزو ہی کہ شہنشاہ کا اشارہ ہو ایک سحر مین سبکو مٹادین سرما کا ارادہ ہی کہ برف برساؤن سبکو ٹھنڈا کردون ابریق کوہ شگاف کا قصد ہی کہ پہاڑ کو سحر سے بلند کرون تمام دنیا اُجاڑ ہو میر اسحر پہاڑ ہو ناظرین اس مقام کو خیال مین رکھین کہ اہل اسلام مبتلاے رنج و مصیبت افراسیاب بصد شوکت قتل کرنے آتا ہی اہل اسلام پر عجب وقت مصیبت ہی یکایک طرف سے طلسم نور افشان کے ایک ابر عظیم مشتمل بر چہاردہ رنگ اس زور وشور سے آتا ہی کہ دیکھنے والونکا قلب تھرّاتا ہی وہ ابر قریب آکر پھٹا اس ابر مین شیر و پلنگ و گرگ بیحساب بھرے ہوے منھ کھولے ہوے ہزارہا اژدر آتش فشان منھ سے خلا بہ ہاے آتشین چھوڑتے ہوے اُن اژدرون پر کوئی سوار نہین منھ کھولے ہوے معلوم ہوتا ہی کہ لاکھونکو کھا جائین گے شیر بھی آمادۂ حرب و پیکار معلوم ہوتے ہین اور ایک طرف کو گرد عظیم بھی صحرا کی جانب سے بلند ہوئی ہی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا افراسیاب یا تو بہ قہر و غضب تمام براے قتل مسلمانان آتا تھا یا رُک گیا دیکھنے لگا اہل اسلام بھی مضطر و حیران و پریشان اُس گرد و ابر کو دیکھ رہے ہین کہ گرد بھی شق ہوئی دیکھا ایک مست ہاتھی چارون بھٹیان ٹپکتا ہوا لاکھون روپے کا زیور نقرئی و طلائی گلے مین پڑا ہوا سونے کے گھنٹے کئی من کے بجتے ہوے اُس ہاتھی پر شہنشاہ لاچین بصد شوکت سوار مصاحبان عالی مقام گھیرے ہوے ایک تخت زبرجدی پر ملکہ بلقیس ثانی شاہزادیان ملک ہوشربا کی دست بستہ گرد حاضر ہین پشت پر وزیر و امیر وہ وزیر وہ امیر کہ جو ساتھ لاچین کے قید تھے وہ بھی سب کلاہ ہاے زرین پہنے ہوے فوج دریا موج قریب چالیس لاکھ کے پرے کے پرے جمے ہوے اسباب سحر سبکے ہاتھ مین لاچین نے وہین سے نعرہ کیا او نمکحرام بد انجام اب کہا جائیگا قبل از نعرۂ لاچین والا تمکین یہ بھی افراسیاب نے دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من نیزہ طویل ہاتھ مین نوک نیزہ پر سر طوس مالک زندانخانہ زوجہ طوس کی بادبان جادو پکارتی ہوئی آتی ہی کہ شوہر ہمارا نمکحرام قتل ہوا ہمارے مالک نے رہائی پائی اور بلقیس نے

حیرت کو للکارا کہ او اکاتا تجھے بھی یہ دن نصیب ہوا کہ تخت پر سوار ہوکر آئی ہی جو ظلم و بدعت
ہمپر ہوئے آج اُسکا بدلا ہوگا لاچین نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا ایک شیر ابر سے زمین پر آیا اُسپر
لاچین سوار ہوئے تخت بلقیس بڑھا چالیس لاکھ فوج نے چاہا کہ بڑھکر حملہ کرین افراسیاب
کے منھ سے گھبراکر نکلا ای سرما وابریق یہ کیا غضب ہوا اس بڈھے نے کیونکر رہائی پائی
کہا حضور طوس مارا گیا سناٹا ہو گیا اب بھاگیے انتظام کر کے لڑینگے سحر اپنے اُتار لیجیے
برّان و بہار کو مصیبت مین دیکھکر اور زیادہ شہنشاہ کو ملال ہوگا سب رفیقون نے بھی کہا
کہ بھاگنا ہی مناسب ہی بلا سے طلسم ہوشربا چھوٹیگا جان تو بچ جائیگی چالیس لاکھ فوج ساتھ
ہی اس فوج کی کون برداشت کریگا صفون پر سرداران زبردست ایک ایک شیر دل سہراب وش
تکلیفین آپ کے ہاتھ سے اُٹھائے ہوئے ایک ہی حملے مین سب فوج تباہ ہوجائیگی۔ دیکھیے
سینے گولے نکالے دیکھیے سبکے ہاتھ مین حربہ ہائے سحر ہین چلا چاہتے ہین سوارون نے گھوڑے
اُٹھانے کو باگون پر ہاتھ پڑ گئے افراسیاب نے بھی کل سامان اپنی آنکھون سے دیکھے کہ
سب سوار بلوہ کیا چاہتے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے لاچین نے ہزبر آتشین یہ کہکے
بڑھایا او نمکحرام مین آیا دیکھون تو کیسا نمکحرام ہی وہ غفلت مین بلوہ ہو گیا افراسیاب کو
کچھ نہ بن پڑا ہاتھ بڑھا کے کھینچا لشکر پر سے سحر اُتارا گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگا حیرت
نے تخت بھگایا بلقیس نے للکارا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہی تو بادشاہ طلسم کی جورو ہی کیون
بھاگتی ہی دیکھ ہمارے خدا اسے نادیدہ نے کیونکر قید سے رہا کیا چھوٹتے ہی دشمن کو اپنے
مارا ساتھ والونکو بھی چھڑالیا افراسیاب و حیرت و سرما وابریق اسطرح بدحواس ہوکر
بھاگے کہ تاج سرونسے گر گئے بعضون کے گھوڑے چھوٹے پیدل سوار ہو گئے سوار پیدل
ہوئے سارے لشکر مین ہلچل ہی طلسم نور افشان لوٹنے آئے تھے انتہا کے بیکل ہوئے
ہر پلٹنون رسالون مین یہی ہنگامہ ہی کہ یارو شہنشاہ اصلی نے رہائی پائی طوس ایسا جادوگر
یون مارا گیا یہ بھی تم سبھون نے دیکھا ایک ابر مین اژدہے و شیر و پلنگ تمام جانوران
درندہ بھر کر لائے مین بڑی خیر گذری کہ بھاگ کر نکل آئے یہ سب جانور جو حملہ کرتے ہم لوگ
کیونکر بچتے اژدہے سحر لاچین کے تھے ایک ایک اژدہا ہزارون کو کھاجاتا شیران صحرا

نہنگان دریا اس سامان سے شہنشاہ آئے سب سامان انکی سلطنت کے موافق تھے کبھی
حیرت تخت روکتی ہی کہتی ہی کیون شہنشاہ اب لاچین طلسم پر قبضہ کرینگے ہم لوگو نکے واسطے
ہونگے کیا کیفیت ہوگی افراسیاب کہتا ہی صاحب نہ گھبراؤ سب شاہان دربند مجھسے موافق ہین
اسوقت مین میرے ساتھ فوج کم تھی چلکر ایک نامہ شہنشاہ نیلم کو لکھونگا اسکا وزیر اعظم دستور
معظم مواج بن گرداب مع مالک دریاے سحر لطمہ رصد گوش دریا نوش حباب جادو اور
مرغاب جادو و سرخاب جادو و ملکہ بط غوطہ زن چند ساحر اسطرح کے نامی اگر یہ لوگ
سر اُٹھائینگے تو وہی تدبیر کرونگا حاکمان دربند کو بلاکر جمع کرونگا سب موافق ہین میرے عدل و
انصاف پر عاشق ہین سب آکے شریک ہونگے مین نے جیسے طلسم پر قبضہ کیا تاج و خراج ہمجھ
بوجہ کے لیا وہ بھی تو سب گنہگار ہین انھین سبکی صلاح سے مین باغی ہوا لیکن نہ گھبراؤ اب طلسم
پر قبضہ ہونا لاچین کا دشوار ہی مین نے مدتہاے مدید سلطنت کی سبکو راضی رکھا یہ مجھکو بھی یقین
تھا کہ ایک دن یہ ظالم قید سے چھوٹے گا یہ کہتا ہوا پچیس کوس تک بھاگ کے آیا فوج تمام بھاگ
گئی مصور و صورت نگار کو بخار پڑھا ہوا ہی افراسیاب کہتا ہی مجھکو بڑا تردد ہی لشکر بھی سارا
متفرق ہوگیا اور طلسم کو کب مین مجھکو پہونچنا ہی اپنا گھر بچانیکی مجھکو فکر ہی لہذا ای صرصر جاکر
خبر لاؤ ایسے طور سے جانا کہ تمھارے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے خوب خبر مفصل لاؤ
دریافت کرنا اب لاچین کا کیا ارادہ ہی اب مین کل سے اور انتظام کرونگا سب دربند والے
آئینگے صلاح کامل بتائینگے مین کسی مقام پر تامل نکرونگا تحفہ جات طلسمی نکلواؤنگا تب مقابلے
مین لاچین کے جاؤنگا صرصر کو بخوبی سمجھا کے روانہ کیا صرصر ایک فقیرنی کی شکل بنکر چلی دوسرے
دن قلعۂ نرگس پر پہونچی وہان یہ معاملہ دیکھا کہ بیرون قلعہ سناٹا پڑا ہی صرصر حیران کہ اتنا بڑا
لشکر کیا ہوا چاہیے تھا صحرا اسکا بھرا ہوا ہوتا یہ کیا معرکہ ہی حیران پریشان قلعۂ نرگس مین آئی
دیکھا گلی کوچہ آباد رعایا دلشاد ہر طرف گھما گھم فوجین جا بجا اتری ہوئی ہین بیس پچیس ہزار ملازمان
بُرّان ایک مقام پر فروکش ہین اپنے دل مین کہتی ہی ای صرصر یہ بھی کوئی شعبدہ تھا کہ سمجھ مین نہین
آتا دیکھتی بھالتی در دولت شہنشاہی پر پہونچی حاضر جانثار لیکر اندر گئی جاکے دیکھا مقام صدر پر
شہنشاہ نور افشان ایک طرف کوکب و بہمن و بُرّان ایک طرف بہار و خواجہ عمرو کرسی پر

جلوہ گر ہین خواجہ ہاتھون کو نورافشان کے بوسہ دے رہے ہین دمبدم فرماتے ہین اس سحر کو کون سمجھ سکتا ہی ای نورافشان تمھارا ہی کام تھا کس تکلف سے نقشہ کھینچا نورافشان کہتے ہین جب مجھسے آکر کوکب نے بیان کیا کہ افراسیاب جادو برسر طلسم نورافشان لشکر کشی کر کے آتا ہی اُسیدن سے مین نے سامان شروع کر دیا چالیس لاکھ فوج تیار کی اپنے کو بصورت راجہ بنایا شیر گرگ پلنگ آراستہ کیے یہ خیال تھا کہ اسنے ہیبت ہو افراسیاب ٹھہر نہ سکے شہر پر پروردگار کا کہ جو سوچا تھا وہی ہوا صرصر اپنے دل مین سمجھی اس جشن مین کوئی کام کرنا چاہیے سب اپنے اپنے خیمون مین ہین برہمن پر ہاتھ ڈالون کہ نورافشان کے دلکی قلق ہو پھر سوچی کہ اگر مین نے گرفتار بھی کیا اتنی دور جانے مین بڑی مشکل ہوگی باہر نکلی کسی دوکان پر ٹھہری کہ صبار فتار کو بھی دیکھا بصورت مبدل چلی آتی ہی صرصر نے صبار فتار کو الگ بلایا کہا ای صبار فتار آج شبکو بڑی دھوم کا جلسہ ہی رات کو عمرو کا گانا بھی ہوگا کوئی عمرو کے سامنے نہ گائے گا دو پہر رات گئے جلسہ برخاست ہوگا تو جاکر شہنشاہ سے کہنا کہ ایک ساحر کو یہان جنگل مین بھیجدین وہ میرا منتظر رہے جسوقت مین برہمن کو لیکر آؤن مجھکو اور برہمن کو اُٹھا کر لیجائے پھر افراسیاب کو اختیار ہی صبار فتار اُسیوقت روانہ ہوئی صرصر اشتیاق مین خواجہ کے گانے کی محفل مین آکے ٹھہری دیکھا کہ جلسہ آراستہ نورافشان و کوکب و برہمن سب بیٹھے ہین جلسہ آراستہ ہوا نورافشان نے کہا خواجہ آج تو آپ تکلیف فرمائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ نے بہت کچھ آرے بلے کیا نورافشان نے نہ مانا خواجہ ناچار ہوے جب دیکھا محفل آراستہ ہوچکی خواجہ بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست لیے خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

غیر کے کہنے سے گو تم نے چرائین آنکھین
ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین

شعلہ رخسار و نگہ حاجب کے لیے نظارے
ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین

طالب دید جو معمارِ صنم نے دیکھا
گل نرگس کی جگہ میری بنائین آنکھین

کشتہ دیدۂ دلدار جو سمجھے مجھکو
آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین

اپنے دیدار کے طالب سے نہ ہو آزردہ	دیکھنے کے لیے خالق نے بنائیں آنکھیں
اور کیا تمسے کوئی یار توقع رکھے	ایک بوسے کے لیے تمنے چرائیں آنکھیں
بوسۂ چشم جو ہمنے کبھی مانگا باقر	یار نے چین بہ جبین ہوکے دکھائیں آنکھیں

خواجہ کے گا[illegible] شاہ ہی ہر شخص تعریفین کررہا ہی نور افشان و برہمن طب اللسانی سے تعریفین کررہے ہین ایک کا یہی قول ہی کہ خواجہ اس فن مین آپ کا مثل نہین صرصر چھپی دیکھ رہی ہی وہی جو سوچی تھی وہی ہوا دو پہر رات گئے جلسہ برخاست ہو گیا نور افشان اپنی بارگاہ مین گئے کوکب اپنے مقام پر برہمن جو چلے صرصر نے پیچھا کیا خدمتگارون مین ملکر صرصر بھی پہونچی جب چار خدمتگار چپی کرنے چھنے گئے اسی مین صرصر بھی شریک ہوئی جب سب سوئے اور صرصر نے دیکھا کہ برہمن نے بھی آرام کیا صرصر نے تینون خدمتگارونکو بیہوش کیا چمک کے اٹھی برہمن کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا غافل سو رہا ہی بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی جب مُنہ سے پھوکا برہمن کو چھینک آئی صرصر پلنگ کے نیچے چھپ گئی جب یقین کامل ہوا کہ برہمن بیہوش ہوا صرصر نے زبان مین سوزن دی برہمن کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے لے نکلی اُٹھتی بیٹھتی چھپتی چھپاتی جب صحرا پہونچی صحرا مین جادوگر بھیجا ہوا افراسیاب کا موجود تھا صرصر نے آواز دی وہ سامنے آیا ملکہ صرصر نے کہا مجھکو لے چل ساحر نے صرصر و برہمن کو پنجے مین دبایا لیکر چلا یہان افراسیاب جادو جب سے قلعۂ نرگس سے آیا قلعۂ سرابیہ پر اُترا سراب جادو حاضر خدمت ہر وقت کام مین مصروف رہتی ہی افراسیاب دربار مین بیٹھا ہی ملکہ سراب جادو بھی حاضر خدمت ہی سلطان تاج بخش ایک ساحر زبردست اسنے جو خبر سنی سلطان کا قلعہ سرحد سرابیہ سے قریب ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہنشاہ کو بڑا رنج و ملال پہونچا قلعۂ سرابیہ پر فروکش ہین سلطان بھی حاضر خدمت ہوا اول صبا رفتار نے آکر فطرت نور افشان بیان کی سلطان بھی بیٹھا سُن رہا ہی افراسیاب نے اپنا منھ پیٹ پیٹ لیا سلطان نے کہا جسطرح بنا اپنی جان بچائی اسکا غصہ کیا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ لوگ نور افشان کے بڑے جلساز و شعبدہ باز ہین سلطان نے پھر وہی جواب دیا کہ جسطرح بنا اپنی جان بچائی افراسیاب چپ ہو رہا پھر صبا رفتار نے صرصر کی طرف سے کہا کہ اُستانی

نے کہا ہے کہ ایک ساحر کو بھیج دیجیے وہ صحرا مین منتظر رہے جب مین برہمن کو لیکر آؤن مجھکو اور برہمن کو آپکی خدمت مین پہونچا دے سلطان پھر بول اُٹھا کہ شہنشاہ جعلسازی تو یہ ہی کہ آپ صاحب اختیار ہین اور عیارہ کی عیاری پر راضی ہین افراسیاب نے کہا تمھین کیا دخل ہی اپنی سلطنت مین جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین حیرت نے بھی وہی کلمہ کہا جو بہار کو کہا تھا کہ نمکحراموں نے سامری و جمشید بچائین نگوڑے مکارون نے پہلے سے عمرو کو نامے لکھے کہ اگر افراسیاب کی سلطنت لیلو جب وہ آیا تو جا کر شریک ہوئے نگوڑ نکو ہنراد یجائے ساحر کو تو افراسیاب نے روانہ کر دیا رات کو کئی مرتبہ سلطان سے اسیطرح گفتگو ہوئی حیرت نے کلمات سخت کہے یہ بھی کہا کہ اب ہم نمکحراموں کی ناک کاٹینگے سلطنت چھین لینگے ہمنے نمکحراموں کو پہچان لیا ہی غضب ہی کہ باغبان قدرت کل سلطنت پر حاکم تھے عمرو سے جا کر ملگئے بوا بہار کے بھائی کہلاتے ہین کیسے رنج پہونچاتے ہین آٹھہ پہر اسی پر آمادہ ہین کہ شہنشاہ مارے جائین بہن رانڈ ہو مین کیا انگوڑ ونکو زندہ چھوڑونگی جب سلطنت لیلی جائیگی سارا غرور نکلجائیگا سلطان نے کچھ جواب ندیا مگر دل مین خوف پیدا ہوا حیرت نے تو غصے مین باتین کہین سلطان جب بارگاہ افراسیاب سے اُٹھا اپنے مقام پر آیا کل رفیقوں نکو جمع کیا کہا صاحبو تمنے سُنا بی حیرت کہتی ہین سلطنت لے لینگے تاجدار ونکو بھیک منگوائینگے مسلمانون کے یہان ایسا عدل و انصاف ہی کہ بہن بی حیرت کی نکل گئین وہان بہ عیش و فرحت موجود ہین آج میرا دل سامری پرستی سے ہٹ گیا جی چاہتا ہی عمرو کی شریک ہو جاؤن کتاب سامری مین مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسد شیر دل قاتل افراسیاب ہی نور افشان و برہمن و کوکب جو شریک ہوئے کیسے بادشاہ جلیل ہین اب اہل اسلام کے کفیل ہین کچھ تو سمجھ لیا ہو گا صلاح نہ ہوئی ہو گی اُنکو اپنی سلطنت کا خوف نہ تھا کہ افراسیاب ستا دیگا چڑھکر گئے تھے شکست کھا کے آئے اُسپر جھلاتے ہین اُنکو جعلساز بناتے ہین سبنے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین جس سے حضور لڑینگے ہم بھی لڑینگے جس سے حضور اصلاح کرین ہم بھی محبت کا دم بھرین سبکو ثابت قدم پا کر رات کو یہی سوچتا رہا کہ اب جو یہان سے نکلین گے سیدھے لشکر اسلام مین جاوینگے یہان تو یہ رنگ ہی سلطان یہ باتین

سوچکر صبح کو دربار افراسیاب مین آیا بیٹھا ہوا ابھی سوچ رہا ہی وہان صرصر و برہمن کو ساحر لیے ہوے
آتا ہی بوقت سحر نور افشان و کوکب بارگاہ مین آئے جب دن چڑھا تو خواجہ نے فرمایا آج برہمن
بارگاہ مین کیون نہین آئے نور افشان نے کہا ذرا دریافت تو کرو کہ چند خدمتگاران برہمن
روتے ہوے آئے عرض کی بستر خواب پر برہمن نہین ہی چار خدمتگار چپی پر تھے بیہوش پڑے ہین
ایک اُنمین سے نہین ہی خواجہ و کوکب و نور افشان خیمۂ برہمن مین آئے خواجہ نے نشان
بیتر سے کا پایا کہا صرصر کا کام ہی نور افشان نے کہا مین ابھی جاتا ہون کوکب کمر باندھنے لگے ملکہ
تیران اپی بھی تیاری کرنے لگین مجلس نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین مین سامنے افراسیاب
کے دریاے خون بہا دونگی اور اُستاد کو رہا کر کے لاؤنگی خواجہ نے کہا آپ سب صاحب تامل کرین
جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن آپ کوئی صاحب قصد نہ کرین خواجہ نے سبکو روکا نور افشان کو انتہا
کا قلق ہی کوکب کہتے ہین میرے سب امورات مالی و ملکی بند رہینگے برہمن کی راے پر کار بندی
ہی ساعت نیک و بد کون بتائیگا ایسے خیر خواہ کسکو ممکن ہوتے ہین خواجہ سبکو تسکین دیکر واسطے
رہائی برہمن چلے یہان دربار مین افراسیاب بیٹھا ہی حیرت تخت زبرجدی پر وزرا امرا حاضر
ہین سلطان تاج بخش دنگل پر بیٹھا ہی مگر دل مین انتشار پریشان و بیقرار کہ وہ ساحر صرصر کو لیے
ہوے آکر پہونچا صرصر نے جھک کر سلام کیا برہمن کا پشتارہ سامنے رکھدیا افراسیاب نے کہا
اس مغرور کو ہوشیار تو کرو صرصر نے بڑھکر برہمن کو ہوشیار کیا برہمن کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال
پُر ملال مین پایا غصہ انتہا کا تھا افراسیاب کو سلام بھی نہ کیا افراسیاب نے کہا او مغرور عقل و
فراست سے دور نا بد دولت کو سلام نہ کیا برہمن نے کہا مین ظالم کو سلام نہین کرتا اپنے ولی نعمت
کو تونے گرفتار کیا زن و شوہر کو جدا کر دیا تجھے کچھ خوف خدا نہ آیا اور ہم کیون سلام کرین کافر کو
سلام کرنا ہمارے مذہب مین منع ہی لشکر کشی طلسم نور افشان پر کی تھی نوک دُم وہان سے
بھاگے یہ غرور و دماغ سے نہین جاتا اسطرح کی گفتگو برہمن نے شیرانہ کی کہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ
آپ کیون اس سے زبان لڑاتے ہین جلاد کو حکم دیجیے کہ اسکو قتل کرے اسکے قتل ہونے سے
کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا ساعت نیک و بد بتاتا ہی سلطنت کوکب کی اسیکے انتظام پر ہی
افراسیاب نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ سلطان تاج بخش نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا رفیقان

جانباز سرداران شعبدہ باز مسلح و مکمل حاضر ہین اشارے کر رہے ہین یہی وقت جانبازی ہی برہمن کو بچائیے بڑا مسلمانون پر احسان ہوگا کوکب کو اسکا بڑا پاس ہی بڑا صاحب علم و فضل نجومی کامل و اکمل ہر وقت اپنے آقا کی خیر خواہی مین مصروف رہتا ہی سلطان چاہتا ہی کہ اپنے مقام سے اُٹھے کہ حاضر حاضر کہکر جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے سامنے آیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہی فوراً قتل کر دون مسلمان کے خون سے ہاتھ بھرون افراسیاب نے کہا جلد اسکو قتل کر سلطان رفیقون سے اشارے کر رہا ہی کہ یارو وقت قتل برہمن آگیا اب کیا کرون رفقا کا اشارہ ہی ہم براے جانبازی حاضر ہین لڑتے بھڑتے نکال لے چلینگے سلطان کہتا ہی یارو افراسیاب بلاے روزگار ہی ایک سحر مین قیامت برپا کریگا اسکے سحر کا کون جواب دیگا مگر جلاد نے بہ تعجیل تمام برہمن کو کھینچا کولے کا خط گردن پر دیا پکار رہا ہی ای شہنشاہ حکم اول ہی تیغہ باڑھ دار بازو پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون حکم کی شہنشاہ کے دیر ہی مقتول کی تقدیر کا پھیر ہی قضا اسکو لیکر آئی افراسیاب نے کہا ہمنے حکم دیا قتل کر اب ہمسے نہ پوچھنا یہ حکم اختتام ہی دشمن کے قتل ہونے سے کام ہی جلاد نے جھک کر کہا او گنہگار سنبھل کر بیٹھ آنکھ ملا کر بائین آنکھ کا تل دکھایا برہمن مثل گل کے شگفتہ ہوگیا پہچانا کہ خواجہ عمرو آپہونچے اب ہمین کون قتل کر سکتا ہی خواجہ نے اشارہ کیا کہ مین سوزن زبان سے نکالتا ہون برہمن نے کہا انشاءاللہ لڑ بھڑ کر نکلونگا کیا مین افراسیاب سے دبونگا عمرو نے ظاہر مین خنجر چمکایا پینترے بدلنے لگے شلنگین لگاتے تھے مگر سلطان کلیجہ تھامے ہوے بیٹھا ہی ساتھ والونکا اشارہ ہی کہ حضور اب اُٹھین اگر برہمن قتل ہوگیا تو پھر کوکب سے ملاقات کے لایق نہ رہینگے بڑی لڑائی پڑیگی سلطان کہتا ہی نکلنا مشکل ہوگا افراسیاب نہ جانے دیگا یہان تو یہ صلاح ہی کہ عمرو نے جھپٹ کر ظاہر مین خنجر مارا مگر باطن مین زبان سے سوزن لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرا نام ہی خواجۂ خواجگان	عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین	مرے نام پر عذر شیدا ہوا	اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مرا ایکر ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال
	نشان نخامری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذیحشم نامدار

اسیر عرب شبیر پروردگار	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کہ آقا ہمارا جہان گیر ہی

جیسے زبان سے سوزن نکلی برہمن تڑپ کر اٹھا سنگریزے اٹھا کر مارے خواجہ نے نو
گلیم اوڑھ لی برہمن نے جو سنگریزے اچھالے پتھر برسنے لگے کئی ہزار ساحر مرے برہمن
نے جست کی باہر بارگاہ کے نکلا ساحرون نے گھیرا برہمن ساحرون کو کب مانتا ہی جب سحر کر دیا
دس بیس کے سر اڑ گئے افراسیاب غصے مین اپنے مقام سے اٹھا للکارا کہ او برہمن کہان جاتا
ہی برہمن ڈٹ کر کھڑا ہو گیا اور پکار کر آواز دی کیا مین تجھسے کم ہون افراسیاب نے سرما و ابریق
پر نعرہ کیا او نامردو دیکھ رہے ہو دشمن جاتا ہی جانے نہ پاوے تمام فوج نے بلوہ کیا اب
سلطان تاج بخش کو تاب نہ باقی رہی کل رفیقون کو آواز دی یارو برہمن کو بچاؤ بارہ ہزار
جوان بلوہ کر کے چلے سلطان تاج بخش نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہزارہا جادوگر جلے
افراسیاب جو باہر نکلا سلطان کو جو لڑتے ہوے دیکھا کہ برہمن کو بچا رہا ہی اور ترغیب دیتا
ہی کہ ای برہمن لڑبھڑ کے نکل چلو ٹھہرنا مناسب نہین افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو
نمکحرام بگڑا حیرت نے کہا مین تو پہلے ہی کہتی تھی کل جب اسنے ہر بات مین دخل دیا مین سمجھ
گئی تھی کہ یہ نمکحرام ملا ہوا ہی مین نے کہا تھا کہ ملک اسکا چھین لو اگر ملک لے لیا ہوتا تو آج
بارہ ہزار کہان سے ممکن ہوتے دیکھیے کیسا زور و شور سے لڑ رہا ہی برہمن کو بچاتا ہی اب
افراسیاب کہتا ہوا بڑھا آج نمکحرامان حال کا برا حال کرونگا یہ کہکے باہر نکلا فوج سلطان بڑی
جانبازی کے ساتھ جنگ کر رہی ہی چاہتی ہی لڑبھڑ کر برہمن کو نکال لیجائین سلطان تاج بخش
کے ہزار جوان مارے گئے بہادر جری شبیر نر لڑائی مین سینہ سپر سرما و ابریق جو بڑھے دونون کو
سلطان نے زخمی کیا افراسیاب نے جو دیکھا کہ دونون وزیر زخمی ہوے بڑھکر جو ہاتھ ہلایا
ایک برق چمکی کئی ہی کے سر اڑ گئے لاشے تڑپنے لگے سلطان نے چاہا افراسیاب پر
جا پڑدن برہمن نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر یہ افراسیاب خانہ خراب ہی ایک سحر مین اسکے
زمین کانپنے لگی بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا افراسیاب نے دو چار اشارے کیے
سب فوج کے سر اڑ گئے اب برہمن و سلطان لڑ رہے ہین افراسیاب نے فوج والونکو
حکم دیا کہ ہٹ جاؤ کیون جان دیتے ہو اہالی فوج ہٹے برہمن و افراسیاب کا سامنا ہوگیا

افراسیاب نے بڑھکر سحر کیا برق چمکی قریب تھا کہ سر پر برہمن کے گرے برہمن نے برق کو کاٹا اپنے کو بچایا گولہ آہنی خون مین اپنے رنگین کرکے مارا ایک چادر سرخ افراسیاب پر گری افراسیاب اُسکو توڑکر نکلا وہ سحر افراسیاب و برہمن سے چلے کہ کئی ہزار ساحر افراسیاب کے مرے سلطان تاج بخش کے جو چند ساحر گرد باقی تھے اُنکے بھی سر اُڑ گئے آخر برہمن نے ایک تلوار اُٹھائی افراسیاب پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا میان برہمن تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ مابدولت پر تلوار لگاتے ہو ارے نادان یہ تلوار نہین ہی پھولونکی چھڑی ہاتھ مین لیکر آیا ہی برہمن نے دیکھا حقیقت مین میرے ہاتھ مین پھولونکی چھڑی ہی ناچار اُسیکا وار کیا افراسیاب نے ایک دستک دی کہ کئی خنجر برہمن پر گرے برہمن نے خنجر توڑے ایک خنجر سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا برہمن نے اپنے سر کا خون لیکر افراسیاب پر پھینک مارا افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑ گئے افراسیاب نے غصے مین آواز دی ارے تو گرتا نہین برہمن لڑکھڑا کر زمین پر گرا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین چاہتا ہی اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا افراسیاب نے طرف ابریق کوہ شگاف کے دیکھا کہا ارے کیا دیکھ رہا ہی برہمن کا سر کاٹ لے ابریق تلوار کھینچکر چلا برہمن اسقدر مبہوت ہی کہ دشمن تلوار کھینچے آتا ہی ہاتھ بھی نہین اُٹھتا کیا تدبیر کرین جب چاہتا ہی اپنے مقام سے اُٹھون غش سا آتا ہی پھر بیٹھ جاتا ہی سلطان نے جو دیکھا بیتاب ہو گیا گئی گولے ابریق کو مارے افراسیاب نے اُس سحر کو دفع کیا سلطان نے دیکھا کہ اب وہ ظالم تلوار کھینچکر برہمن کا سر کاٹا چاہتا ہی بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے بے نیاز اے کارساز اس بلا سے اس بیچارے کو بچالے اسکا حال زار دیکھکر قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی تیرے نزدیک آسان ہی ہم گنہگارون پر تیرا احسان ہی نظم

الٰہی گنہگار بندی منم
زکردار خود منفعل وسہم
عطا کن بہ ذکر خودم خرمی
نگون دار در سجدہ سرچون قلم

ہمیشہ گرفتار رنج و الم
بحال من خستہ دل یا کریم
کہ ناید دگر بر زبان نام غم
رہانم بہ بر عشق دنیاے دون

زافعال خود نادمم ہر زمان
کرم کن کرم کن کرم کن کریم
زبان دار جاری بذکار خویش
ز دل کن برون حب جاہ و حشم

دوتا پشت من کن برائے سجود
تعلق بجز حر؟ہوا بیش وکم
حمایت کن ای حامی بندگان

پئے بندگی گردنم دار خم
ازین بیش مپسند کاندر جہان
کہ از دشمنان باشم اندر امان

الٰہی بہ براز دلم ہرچہ ہست
کنند برمن این نفس کافر ستم

بلک کر جو دعا کی ابریق پیترا
بدل کر سر پر برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا کہ برہمن کا سر اُڑ جائے ابریق کے ہاتھ پر ایک تھپکی پڑی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر دور گری ایک طمانچہ منھ پر پڑا ابریق چرخ کھاکر زمین پر گرا ایکایک اندھیرا ہو گیا پھر ایک دم بھر کے بعد دیکھا کہ ابریق پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہی منھ سوجا ہوا برہمن ندارد کئی سو جوان جو گرد کھڑے تھے اُنکے سر کٹے پڑے ہین لیکن سلطان تاج بخش یکہ وتنہا ہی نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار افراسیاب نے للکارا اوے سلطان کہان جاتا ہی سلطان تلوار کھینچکر افراسیاب پر جا پڑا اگئی ہاتھ تلوار کے مارے افراسیاب اس وار کو کب مانتا ہی کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ لڑکھڑا کر گرا افراسیاب نے کہا اسکی مشکین باندھ لو ملازمان افراسیاب نے سلطان کی زبان مین سوزن دی مشکین باندھین افراسیاب نے کہا اسکو قید کرو کل قتل کرینگے لشکر مین ظاہر ہوا کہ سلطان کل قتل کیا جاویگا حشام جادو مصاحب افراسیاب سامنے حاضر تھا افراسیاب نے حکم دیا ای حشام قلعۂ سلطانیہ تمکو عطا ہوا جاکر اپنا قبضہ کرو اس دشمن کو معزول کیا حشام جادو طرف قلعۂ سلطانیہ کے چلا کہ جاکر اپنا قبضہ ملک پر کرون بارہ ہزار جادوگر افراسیاب نے ساتھ کر دیے حشام روانہ ہوا لیکن نور افشان جادو جو برہمن کو لایا کوکب وغیرہ موجود تھے نور افشان نے لاکر برہمن کو رکھدیا کل حال کہا نور افشان نے یہ بھی کہا کہ ایک تاجدار قریب برہمن کے تھا مین نہین سمجھا وہ کون تھا کوکب نے کہا کوئی ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو بھی آگئے پہونچے تمام حال بیان کیا کہ برابر ہرکارے آکر یہ کہتے کہا خواجہ سلطان تاج بخش پکڑ لیا گیا حشام جادو کو حکم ہوا کہ جاکر قلعۂ سلطانیہ پر قبضہ کرو سلطنت بھی اُس بیچارے کی گئی کل قتل بھی ہو جائیگا لیکن جب گرفتار ہوا تو پکار پکار کر کہتا تھا کوئی خواجہ عمرو کو ہماری اطلاع کر دے کہ محبت اسلام مین ہمارا یہ حال ہوا یہ سُنکر عمرو نے کہا ای نور افشان جادو مین تو جاتا ہون

یا اُسکو چھڑا اونگا یا قضا لیے جاتی ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا مین جا کر اُسکے قلعے کو پامال
کروں ثرّان نے کہا مین بھی چلون کوکب نے کہا تمھارا جانا ضرور ہی مجلس ترٹپ کر اپنے مقام سے
اٹھی کہا کوئی صاحب نہ جائین مین جا کر سمجھ لونگی ہر چند بہار و ثرّان نے منع کیا مجلس نے
نہ مانا فوراً اپر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی مگر خواجہ عمرو بانہمائے عیاری سے آراستہ ہو کر
براے رہائی سلطان چلے یہان افراسیاب جادو نے دیجور جادو کو حکم دیا کہ تم
رات بھر حفاظت کرو صبح کو یہ قتل کیا جاویگا صرصر و صبا رفتار کو حکم ہوا کہ تم بھی نگاہ داشت
رکھنا دیجور جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آکر در خیمہ پر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی صرصر اور
صبا رفتار بھی دمبدم آتی ہین ہوشیار کر جاتی ہین خواجہ بصورت مبدّل لشکر مین آئے
یہ حال دیکھا کہ دیجور جادو و بارہ ہزار ساحرون سے براے نگہبانی بیٹھا ہی عیار پچیان
دمبدم آتی ہین پکارتی ہین ای دیجور ہوشیار رہنا خواجہ حیران کہ اب کیا تدبیر کرون دربار
مین افراسیاب کے آئے ساحر بنکر کھڑے ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیٹھا ہی حیرت سے باتین
کر رہا ہی خواجہ کھڑے کھڑے پیچھے حیرت کے آئے کنیز کی شکل بنکر کھڑے ہوے سوچ مین
ہین کہ کیا کرون کہ ملکہ حیرت نے پلٹ کر دیکھا گلرنگ کنیز مگس رانی کر رہی ہی کہا جواہر خانے
جا صندوقچہ ہمارے زیور کا اُٹھا لا عمرو نے ایک رقعہ پیش کیا کہا اسپر دستخط کر دیجیے کہ کنیز
ہماری آتی ہی جو کہے وہ کرنا حیرت سمجھی کیا نقصان ہی یہی لکھدیا کہ کنیز ہماری آتی ہی جو کہے وہ کرنا
وہ رقعہ عمرو نے اپنے پاس رکھا باہر نکلے کنارے آکر چہرے پر یہ مضمون لکھا کہ ای دیجور جادو
ہمنے ایک سحر بنایا ہی اپنی کنیز کو دیا ہی اُس سے سیکھ لو کوئی دشمن تم تک نہ آسکے گا وہ رقعہ لیکر
بہ شکل گلرنگ سامنے دیجور کے آئے دیجور کو رقعہ دیا اُسنے رقعہ پڑھکر گلرنگ سے کہا معلوم
ہوتا ہی کوئی سحر ملکہ عالم نے بتایا ہی گلرنگ نے کہا کنارے چلیے مین عرض کر دون دیجور اُٹھا خواجہ
اُسکو لیکر جنگل مین آئے جیب مین سے چند انگور نکالے کہا صاحب تاثیر اسکی مالک جانے
ہم سے تو حکم تھا کہ کھلا دینا دیجور نے کہا یہ اسی مین تاثیر ہی کہ دشمن ہمارے پاس نہ آئیگا یہ کہکر
انگور کھا لیے کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کے اُٹھا گر کے بیہوش ہوا عمرو نے
اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا کہ صرصر نے آواز دی میان دیجور ہوشیار رہنا آخر رات ہی مین نے

عمرو کو بازار صرافان مین دیکھا تھا سرداروں نے دیچور کے کہا کنیز ملکہ عالم کی آئی ہی اُس سے کچھ باتین کر رہے ہین صرصر سمجھ گئی کوئی عیار پہونچا جھپٹ کر قریب آئی پکار کر آواز دی میان دیچور کیا کر رہے ہو عمرو نے جلدی منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری صورت دیچور کی ہو جائے دادا تو پوتے کے تابعدار ہین فورًا دیچور کی شکل پر تیار ہوے کہا ملکہ صرصر یہان آؤ دیکھو عجب تماشہ ہوا صرصر خیمے مین آئی دیکھا دیچور ٹہل رہا ہی جیسے ہی صرصر کو دیکھا مسکرا کر کہا صاحب الگ الگ آتی ہو پکار کر چلی جاتی ہو ہم یاد کیا کرتے ہین یہ نہ جانا کہ تم پر مرتے ہین ابھی ساربان زادہ بہ شکل کنیز آیا تھا مین بول اُٹھا کہ او ساربان زادے اب کہان جاویگا وہ تو برق جہندہ ہی بھاگ کر نکل گیا مگر ای صرصر ہر وقت تمھاری یاد مین رہتے ہین تمھارے ناز معشوقانہ نے نہایت پریشان کیا ہی بقول شاعر نظم

در پردہ ستم ہم پر وہ کر جاتے ہین کیسے — گر کیجے گلا صاف مکر جاتے ہین کیسے
آنے مین تو سو طرح کی محنت تھی شب وصل — دیکھین گے پر اب اُٹھکے سحر جاتے ہین کیسے
رنجش کا مری پاس نہین آپکو مطلق — پر ہم تجھے ہم دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے
غصے مین نیا رنگ نکالے ہین پریرو — جون جون یہ بگڑتے ہین سنور جاتے ہین کیسے
اُس صاحب عصمت کو یہی سوچ ہی ہر صبح — بیوجہ مرے بال بکھر جاتے ہین کیسے
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے — دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی — بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے

صرصر نے حیران ہو کر کہا ای دیچور کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجھے براے حفاظت شہنشاہ نے مقرر کیا ہی مین دریافت کرنے آئی ہون کہ ہوشیار ہو یا نہین ہو دیچور نے کہا ذرا میرے پاس آؤ مین ایک بات کہونگا صرصر آگے بڑھی خواجہ نے جھپٹ کر جاب مارا کہ صرصر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُسکو ایک خیمے مین ڈالدیا دیچور کی شکل بنکر باہر نکلے ملازمون سے کہا آج کچھ شراب کی تدبیر نہ کی بھٹی پر سے ایک پتلہ لاؤ یہ کہکے کمر سے روپی نکالے جادوگر تو شراب کے بھوکے ہین شراب لینے دوڑے اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی پوچھا سرداروں سے کہان جاتے ہو کہا ہمارے افسر دیچور نے

شراب منگوائی ہی صبا رفتار کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ بات تو فریب کی معلوم ہوتی ہی شاید کوئی عیار
پہونچا صبا رفتار نے پوچھا ملکہ صرصر بھی گئی تھین ایک کے منہ سے نکلا کہ خیمے مین گئین لیکن
دیجور اکیلے آئے صبا رفتار سمجھی کہ صرصر پر کوئی اُفتاد پڑی ہوا کا بگڑنا بڑے غضب کی بات
ہی عیارون کی عیاری نہین کرامات ہی گھبرا کر صبا رفتار چلی دور سے دیکھا کہ دیجور ٹہل
رہا ہی صبا رفتار سوچی کہ نہین معلوم اُستانی کو کیا کیا لیکن آنکھ جو ملائی تو پہچانا کہ عمرو
عیار ہی یہ کہکے پیچھے ہٹی کہ مین اُستانی کو ڈھونڈھ لاؤن جی مین کہتی ہی ای صبا رفتار چلکر
شاہ سے اطلاع کرونگی جادوگر کو بلا کر لاؤنگی یہ سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھا سامنے سے
صرصر چلی آتی ہی صبا رفتار نے پکار کر کہا اُستانی جلد تدبیر کیجیے عمرو پہونچ گیا دیجور بنا
ہوا بیٹھا ہی صرصر جھپٹ کر قریب صبا رفتار کے آئی کہا چلو ہم تم ملکر گرفتار کرین صبا رفتار
نے کہا اُستانی وہ نکل جائیگا کسی جادوگر کو بھی ساتھ لیلو ورنہ کچھ نہ بن پڑیگا صرصر نے کہا
وہ دیکھو سرماتا ہی جیسے ہی صبا رفتار پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا ای خلیفہ اُن
غضب کرتی ہو اُستاد کی گرفتاری کی تدبیر منم مہتر برق فرنگی ارے کہکر صبا رفتار گری
برق نے حباب مار کر بیہوش کیا صبا رفتار کو ایک نخل مین باندھا آپ بشکل صبا رفتار
چلا خواجہ بیٹھے ہوئے انتظار شراب کا کر رہے ہین کہ دیکھا صبا رفتار پھر آتی ہی خواجہ حیران
ہوئے کہ خدا خیر کرے برق جھپٹ کر قریب آیا کہا صاحبان دیجور مین پہچان چکی جلد تدبیر کیجیے اب
جو عمرو نے آنکھ ملائی برق کو پہچانا خوش ہوگئے کہا ای فرزند بڑا کام کیا برق نے کہا مین نے
صبا رفتار کو گرفتار کر لیا نخل مین باندھ آیا ہون اب تو خواجہ بہت خوش ہوے وہ جو ساحر
گئے تھے شراب لیکر آئے خواجہ و برق نے پتیلے مین بیہوشی ملائی ساتھ والون سے کہا
بیٹھ کر پیو سب شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے برق نے کہا چلکر
سلطان تاج بخش کو رہا کیجیے دیر نہ ہو خواجہ و برق اُٹھے کہ جا کر سلطان کو رہا
کرین پردہ اٹھا کر اُس خیمے مین آئے جہان سلطان قید تھا آکے سلطان کو رہا کیا اور
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین سلطان خوش ہوگیا کہا خواجہ بڑا کار نمایان کیا مین نادیدہ
تمھارے مذہب کا مطیع ہوا عمرو نے کہا مین شام سے آیا ہون تمھاری رہائی کی فکر مین تھا

رات گذری اب سلطان وخواجہ وبرق تینون ملکر باتین کرتے ہوے چلے قضاے کار سرماے برف انداز کہ اسکو حفاظت بازار صرافان کی متعلق ہی پھرتا ہوا آتا ہی دور سے دیکھا کہ سلطان ودیجور وصبا رفتار آتے ہین پکار کر آواز دی او سلطان تونے کیونکر رہائی پائی کیون دیجور کیا تو نے بھی ساز کر لیا سلطان نے کہا خواجہ غضب ہوا وزیر افراسیاب آتا ہی سلطان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سرما بڑھا ساتھ والون سے کہا ان تینون کو گرفتار کر لو عمرو وبرق تو جست کر کر کے کنارے ہوے سلطان وسرما سے سحر چلنے لگا ملازمان سرما نے چاہا کہ بلوہ کر کے سلطان پر جا پڑین سلطان نے ایک سحر کیا کہ برقین گرنے لگین جس جس پر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے دس بارہ جوان جو مارے گئے سرما ہر چند پکارتا ہی یارو یہ گنہگار افراسیاب ہی اگر نکل جائیگا تو شہنشاہ کے خلاف ہوگا ارے کیون ڈرتے ہو کیا ایک سحر مین سب ہلاک ہو جاؤ گے ہر چند چیختا ہی پیٹتا ہی کوئی نہین بڑھتا کہ صف سے بڑھکر تلوار کھینچین سلطان تاج بخش پر سرما چلا سلطان نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی سرما کے ملازم سب دور کھڑے ہوے ہین سلطان تاج بخش اکثر سنگریزے اُنپر بھی پھینک دیتا ہی دس پانچ جلکر گر پڑتے ہین سرما نے ایک مقام پر سحر جو کیا سپر کا ہاتھ سلطان کا بیکار ہوا اوپر سے سرما نے ہاتھ مارا سر سلطان کا سراسر زخمی ہوا سلطان نے چاہا جواب دون سحر سرما کا غالب ہوا اپنا ہاتھ بھی نہین اُٹھتا اب تو سرما نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے سلطان تاج بخش پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی اتنی مہلت سرما کو نہین ملتی کہ ہاتھ مارے سر اُڑ جائے سلطان دور تک ہٹا سرما نے سحر کیا کہ پشت پر سلطان کی ایک دیوار پیدا ہوئی اُسپر اکثر جا بجا گھاس جمی ہوئی ہی یہ جو ملا کر سلطان نے دیکھا زندگی سے یاس ہوئی ناچار ہو کر ٹھہر گیا سپر دشمنیہ ہاتھ سے گر گئی دونون ہاتھ اُٹھا دیے سرما نے چاہا ہاتھ مارون پہلو سے آواز آئی ای وزیر اعظم وای دستور معظم کنیز حاضر ہی آپ تامل کرین مین حلقہ ہاے کمند مارکے گرفتار کر لونگی سرما نے شمیمہ نقب زن کو دیکھا چست وچالاک حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین سرما ذرا رکا تھا کہ پشت پر سے حلقہ ہاے کمند سرما پر پڑے سلطان نے بھی ٹہکر سحر کیا نعرہ ہوا تھم برق [illegible]

نعرۂ برق تصنیف مصنف

عیاری مین برق رفتار ہون	مرا نام ہے برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
ارسطوئے فن علم شاگرد ہے	کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
	ہو زیر قدم غرب ہے شرق ہے	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

سرما ستمگر کے بغل گیر ہو برق نے آواز دی سلطان نکل چلو سلطان نے ایک سحر کیا
کہ اندھیرا ہو گیا اسی تاریکی مین یہ پرواز پیدا کر کے طرف آسمان کے روانہ ہوا برق و خواجہ
خیمونکی آڑ پکڑتے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے ملازمان سرما نے سرما کو اُٹھایا در دولت
پر افراسیاب کے لائے افراسیاب باہر شنکر نکل آیا پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور راہ مین
سلطان ملا ہمارے وزیر سے مقابلہ ہوا سحر مین بیکار کر دیا تھا مگر شمیمہ لقب زن نے
آکر تمام معاملہ بگاڑ دیا افراسیاب نے کہا عیار پہچان کہان ہین سب نے کہا حضور ہمین
نہین معلوم افراسیاب نے کتاب مین دیکھا کہا صبا رفتار نخل مین بندھی ہے صرصر اسی خیمے
مین بیہوش پڑی ہے اور ساحرونکو بھیجکر صرصر و صبا رفتار کو بلایا حال پوچھا صرصر نے کہا ای
شہنشاہ کنیز آپکے دام مکر مین پھنس گئی صبا رفتار نے کہا مین نے پہچان لیا تھا راہ مین برق
نے مجھکو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا کہان جائے گا حشام جادو کو اُسکے قلعے پر بھیجا ہے
وہان جائیگا تو مارا جائیگا صرصر نے کہا مین گرفتار کر لاؤنگی صرصر اُسیوقت باسہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلی لیکن حشام جادو فرستادہ افراسیاب طرف
قلعے کے چلا ہے معتمد و تیغ زن بھانجہ سلطان تاج بخش کا طرف سے سلطان کے
قلعے مین منتظم ہے زوجہ اسکی نسیم گلشن افروز محل مت ہے ہر کارے روز خبرین لاتے ہین ایک دن
خبر پہونچی کہ سلطان اور شہنشاہ سے بگڑ گئی پھر خبر ملی کہ افراسیاب نے قید کیا صحبت مین
شہنشاہ کی یہ معاملہ ہوا ہمین کو رہا کیا اسیوجہ مین یہ سارے جھگڑے ہوئے معتمد ور
روتا ہوا محل مین آیا کہا محافظ اماں آپ نے سنا کہ ماموں جان قید ہو گئے مگر مذہب اسلام
اختیار کیا ہمین کی دوستی مین یہ معاملہ ہوا نسیم رونے لگی کہا بیٹا اصل تو یہ ہے وہ مرد ہین
سب طرح کے لوگ آنکے پاس آتے ہین کچھ تو سمجھ لیا جو ان مذاہب قدیم کو چھوڑا معتمد ور نے
کہا ہم کیا سنتے شہر والے ہین کل قتل کی تیاری ہے نسیم گلشن افروز نے کہا کچھ لوگ جمع کرو وقت

پر چلیں گے یا شوہر کو رہا کرینگے یا ہم بھی جان دینگے کہا اُس فوج تو ماموں جان اپنے ساتھ
لیگئے یہاں پانچ ہزار آدمی موجود ہیں جانثار سرفروش جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائینگے جان دینے
میں کچھ تامل نکرینگے اتنے میں مکر ہرکارے روانہ کیے کہ دمبدم کی خبریں ہمکو پہونچیں پھر رات
رہے ہرکاروں نے خبر سنائی کہ خواجہ عمرو نے آکر سلطان کو رہا کیا سرما کو بیہوش کرکے
اُسکو نکال لیگئے ابتو سب خوش ہوئے صبح کو دوسرے ہرکارے آئے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم
حشام جادو کو افراسیاب نے روانہ کیا ہی حکم ہی قلعے کو جاکر لوٹ تو معذور نے کہا کہ
اب آپ نہ گھبرایئے کیا ہمارے ہاتھ پانوں نہیں ہیں لڑینگے بھڑینگے یہ کہکے باہر نکلا ملازموں کو
جمع کیا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین تمھارے آقا کے ناموس کو لوٹ لینے کا حکم ہی سبنے
عرض کی کہ ہماری زندگی میں کیا مجال ہی معذور نے سب سحر کہ سامنے فوج کے بیان کیا
سب نے عرض کی انکو اپنے مذہب کا اختیار رہی افراسیاب کو اسمیں کیا دخل اُسیوقت
کمر بندی ہونے لگی معذور پانچ ہزار جوانوں کو لیکر بیرون قلعہ آیا لنسیم گلشن افروز قلعہ
پر سے دیکھ رہی ہی کہ فوج ہماری اُتری جاتی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سبنے حشام
بدانجام گینڈے پر سوار سحر کی جھولی گلے میں ڈالے ہوئے بارہ ہزار ساحروں سے آتا ہی
اب جو حشام نے دیکھا وہیں سے گینڈا اُٹھا دیا ساتھ والوں سے کہا لو یارو وہ بھی باہر
نکلے ہیں گھیر کر مار لو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیے ہوئے معذور کی فوج پر آپڑے اور
ہمراہیان معذور بھی لڑنے لگے لنسیم گلشن افروز نے جو دیکھا یہ پانچ ہزار وہ بارہ ہزار آگے
جو گرے لشکر پر تباہی ساحر قتل ہونے لگے معذور اپنی جرأت سے لڑ رہا ہی مگر حشام
ساحر زبردست جسپر جا پڑا یا مارا یا زخمی کیا لنسیم گلشن افروز نے گاتی باندھکر چالیس کنیزیں
اپنے ساتھ لیں قلعے سے نکلی ایک عقاب پر سوار ہوئی اب جو آکر گری مع چالیس کنیزوں کے
جس غول پر پہونچی اُس غول کو درہم برہم کر دیا کئی ہزار جوان مار کر گرا دیے لشکر میں تہلکہ
پڑا ہوا حشام نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہجبین عقاب پر سوار مثل ستارۂ سحری
چمک رہی ہی جس غول پر گری اُس غول کو تباہ کیا اشارے میں سحر کے ابرو ہلا دیے خنجر برسے
مسکرا دی برق چمکی یہ صورت زیبا طلعت جہاں آرا جو حشام نے دیکھی بیتاب ہو گیا ہاتھ

پائون مین رعشہ قلب تھرایا آخر ضبط نہ ہوسکا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

تری ہم خاطر نازک سے حذر کرتے ہین
ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

دل و دین تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہی
بار بار آپ ادھر کو جو نظر کرتے ہین

فائدہ کیا ہی اگر شرق سے تا غرب پھرے
رہروی ہی کہ جو ہستی سے سفر کرتے ہین

کیا ہو گر کوئی گھڑی یان بھی کرم فرماؤ
آپ اسی راہ سے آخر تو گذر کرتے ہین

ہم تو ہر شکل مین یان آئنہ خانے کی مثال
آپ ہی آئے نظر سیر جدھر کرتے ہین

تیرے ایّام فراق ای صنم مہر گسل
آہ مت پوچھ کہ کسطرح بسر کرتے ہین

دنکو پھرتے ہین تجھے ڈھونڈھتے اور رات تمام
جستجو تیری ہی یہ شمس و قمر کرتے ہین

تا رہین فتنۂ آشوب جہان سے بیدار
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

ملکہ نسیم گلشن افروز نے جو یہ اشعار حماقت آثار سنے آواز دی او ملعون کیا جھک مارتا ہی حشام ہاتھ باندھتا ہی منتین کر رہا ہی کہتا ہی فوج کو بھی منع کر دون کیا مجال جو کوئی لڑائی یا فسدکا نام لے ملکہ نے منھ پھیر لیا حشام اب اس فکر مین ہی کہ جسطرح بنے نسیم کو قبضے مین کرون ہوا پر قبضہ ہونا دشوار ہر طرف سے سحر کرتا ہوا آتا ہی مگر نسیم تک نہین پہونچ سکتا قضا کار سلطان جو روانہ ہو کر چلا تھا خیال مین آیا کہ تھوڑے عرصے کے واسطے قلعے مین اپنے چلوبس زوجہ وغیرہ سے ملاقات کر کے حاضر لشکر ظفر اثر مسلمانان ہو اس فکر مین طرف قلعے کے متوجہ ہوا کوئی تین کوس قلعہ باقی تھا کہ صدائے مہیب کان مین آئی کچھ دنا ٹا سنا ٹا گو لونکا ساحر دیکے مرنے کی آواز بھی آئی گھبرا گیا دل سے کہتا ہی یہ تو میرے قلعے سے آوازین آتی ہین بیقرار ہو کر چلا اتنے مین بلند ہوا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ہزار ہا آدمی آپس مین لڑ رہے ہین ایک ساحر سبکو قتل کرتا پھرتا ہی اپنے بھانجے کو دیکھا انتہا کا زخمی زوجہ کے سر پر بھی زخم ہی اس حال پر ملال کو جو دیکھا سلطان سمجھ گیا کہ یہ فوج افراسیاب نے بھیجی ہی وہین سے نعرہ کر کے گرانسم سلطان تاج بخش باشید۔ ای کافران بھیجا ای نابکاران پر دغا مین سمجھ گیا کہ یہ بدعت طرف سے افراسیاب کے ہی گرنے ہی سحر کرنے لگا بڑے جوش مین سلطان نے آتے ہی ہنگامہ ڈالدیا کئی ہزار جادوگر انکو مار امعذور نے ہمراہی دو ہزار جوان قتل ہو چکے تھے تین ہزار

جمے ہوے لڑ رہے تھے ہزارہین دس گھر سے دو ہزار ہین پچاس سلطان نے آکر زمین ہلادی
یہی ارادہ ہی کہ جاکر حشام کو مار ون لسی کنیز نے کہدیا کہ آپ کی زوجہ کا حشام نام لیتا ہی
کلمات عشق آمیز کہتا ہی ہماری ملکہ وہ راسخ الاعتقاد ہین آپکی محبت کی پابند ہین اُسکے سوال کے
جواب سخت دیے دیکھیے ماشاءاللہ کس دھوم سے لڑ رہی ہین پرے کے پرے درہم وبرہم
کردیے یہ حالات سنکر سلطان غصے مین کانپ رہا ہی جم کروہ سحر کیے کہ آگ برسادی سلطان
تو اس رنگ مین لڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سبھون نے ایک لڑکی کمسن مینڈھیان
گندھی ہوئین اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی زیر پائی بھاری پانؤن مین گاتی باندھے ہوے وہین سے
نعرہ کرتی ہوئی او حشام بدانجام سنم ملکہ مجلس جادو دختر بلند اختر ملکہ تبران شمشیر زن
سلطان تو مجلس کو دیکھکر عاشق ہو گیا کہا دیکھو اہل اسلام کا یہ طریقہ ہی خواجہ عمرو نے
شب کو آکر اپنی جان لگادی ہمکو قید سے رہا کیا شہنشاہ کوکب کی نواسی ہماری مدد کو آئی
مجلس تو شعلۂ جوالہ ہی گرتے ہی پرے کے پرے درہم وبرہم کردیے کھلونے مٹی کے ہاتھ مین
تھے کھلونے جو مارے جو کھلونہ ہاتھ سے چھوٹا ٹوٹ کر منتشر ہوا جسپر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا
ایک ایک وار مین دو دو کو واصل جہنم کیا حشام دیکھکر گھبرایا دیکھا مجلس کے سامنے
کوئی وار نہین چلتا جس نے سحر کیا مجلس نے مینڈھی سے ناڑے کو کھولا رشتے کو گردش
دی سحر ساحرونکا اُلٹا پلٹا اُنھین پر پڑا دس پانچسو مر کر گرے حشام فکر مین لنسیم کی چلا اب
شوہر کے آنے سے قلب کو قوت روح کو راحت ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہی حشام نے دور سے تاکا دونون پانؤن مار کر غرق زمین ہوا اُسی نخل کے سائے
مین آکر نکلا غفلت مین ملکہ لنسیم کی دام جمشیدی مار النسیم آگاہ نہ تھی دام مین پھنسی خاک
جمشیدی اُڑا کر بیہوش کیا اسقدر جلدی آیا کہ کسی نے نہ دیکھا پشتارہ دوش پر لیکر
بھاگا گلستان کی آڑ پکڑتا ہوا نکل گیا فوج بے سردار کو مجلس و سلطان نے تھوڑے
ہی عرصے مین مٹادیا جب ہزار دو ہزار باقی رہے فریاد کرتے ہوے روبروے سلطان آئے
عرض کی ہم اطاعت کرتے ہین اُن افسرونکو سلطان نے پناہ دی مجلس کی بڑی خاطر
کی سلطان ملٹے معذور اپنے بھانجے کو گلے سے لگایا کہ اے فرزند بڑا کار نمایان کیا آج

تمنے آبرو بچائی یہ باتین کرکے سلطان چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ سب آئے زوجہ میری کسطرف ہی چند کنیزین خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار حیران و پریشان سامنے آئین سلطان نے گھبرا کر پوچھا تمھاری مالک کہان ہین کہا حضور قلعے سے جو ملکہ نے معذور کو عالم شکست مین دیکھا ضبط نہ ہوسکا ہم سبکو ساتھ لیکر نکل آئین آپ کی لونڈیان سایہ سان ساتھ رہین بی بی نے آتے ہی وہ سحر کیے کہ زمین کو جنبش فلک کو گرنے کی کوشش ہمکو بیچیا بھاگتے پھرتے تھے جب حضور آئے اسوقت تک موجود تھین اب تھوڑے عرصے سے کنیزون نے نہین دیکھا سلطان کے منھ سے آہ نکل گئی کہا یارو تلاش کرو کنیزین دوڑتی پھرتی ہین جب آنکر خبر دیتی ہین کہ حضور کہین پتہ نہین ملتا سلطان گھبرا جاتا ہی کہتا ہی یارو غضب ہوا اپنے دلکو کیا کہکے سمجھاؤن

نظم

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہی جسمین ہی جان کا کھٹکا

سزا ہی اپنی جو دسے یار ہجر کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیونکا تھا کھٹکا

کیا ہی باد بہاری نے بلبلونکو مست
ہوا ہی پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹکا

کھوت جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہی پایہ ترے چھپر کھٹکا

شب وصال مین کھولے قباے یار کے بند
کمر سے کھینچلے پٹکے کو ہمنے دے پٹکا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلاکے
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
چڑھا کے پیچ پر ان گیسوؤن نے دے پٹکا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا
یہی جو شرم پر ای بت ہی طرہ گھونگھٹ کا

اڑائی ہی تری رنگین ادائیون نے نیند
عسس کے دل کو ہی مہندی کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالاے سرو ای قمری
چڑھے جو بالش کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوے یار گھونگھٹ کا

عجب نہین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چٹکا

کبھی گھبراتا ہی کبھی خود دوڑ جاتا ہی خود تلاش کرتا ہی جب پلٹ کے آتا ہی چیخ مار کر روتا ہی کنیزین
عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین پتہ ملیگا حرامزادہ کہان جائیگا مجلس کی بھی کوئی اب خاطر
نہین کرتا مجلس نے جو دیکھا کہ سلطان اب نہایت پریشان ہی مجلس نے کہا ای سلطان
اب کیون گھبراتے ہو پتہ ملیگا اتنا تو ثابت ہو کہ کس مقام پر کھڑی تھین وہان سے دریافت
کرین کنیزون نے عرض کی سامنے کے نخل کے سائے مین جاکر کھڑی ہوئی تھین اُسی مقام
سے غائب ہوئین پھر کنیزون نے نہین دیکھا مجلس خود اُٹھکر اُسی مقام پر آئی گرنے کا مقام
دیکھا خاک جو وہان کی اُٹھا کر سونگھی کہا یہان خاک قبر جمشید کی پھینکی گئی ہی اسی مقام پر
کسی نے معلوم ہوتا ہی گرفتار کیا دیکھو حال کھلا جاتا ہی سلطان اور زیادہ بیقرار ہو گیا
مجلس نے وہان کی خاک اُٹھائی ہر نقش پا سے تھوڑی تھوڑی مٹی لی ایک پتلہ بنایا
اپنی اُنگلی کو چاک کیا چند قطرات خون سر پر پتلے کے ڈالکر آواز دی ارے پتا تو اوپتلے
نسیم گلشن افروز کو کون لیگیا کیا سانحہ ہوا کیا اُفتاد پڑی مفصل بتانا اگر خلاف کہیگا تو
مین تجھے پھونک دونگی پتلہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا حضور میری مجال ہی کہ مین آپ سے جھوٹ
بولون پتلے نے کہا صاف صاف تو یہ ہی کہ حشام جادو ملکہ عالم کو دیکھکر عاشق ہوا وہی
گرفتار کر کے لیگیا ایسا غفلت مین آیا کہ ملکہ زبان نہ ہلا سکین یہ کہکر پتلہ جلکر خاک ہو گیا
سلطان نے ایک عرضی واسطے کوکب کے لکھی ایک براے خواجہ عمرو مضمون یہ تھا
کہ آپ لوگون کے احسان سے سر نہین اُٹھا سکتا مین بہ صدق دل مسلمان ہوا حاضر
خدمت ہونگا ایک اُفتاد مین مبتلا ہون کنیز کو حضور کی حشام لیگیا اب مین تلاش کرتا ہون
اُسکو پالون تو حاضر خدمت ہون دونون عرضیان مجلس کو دین ہر چند ساتھ والون نے
منع بھی کیا اور کہا ہم تلاش کو جاوین حضور تشریف رکھین غلامان جانثار براے تلاش
جائین تلاش کر کے لائین سلطان نے نہ قبول کیا کہا یارو میرا ہی جانا ضرور ہی قلب ناصبور ہی

نظم

وحشت سے ہی یہ حال مرے جسم زار کا ۔۔۔ اک خار خشک عشق سے ہی خار زار کا
دو پھول پھیر دن اُسے نرگس کے تا دہ یار ۔۔۔ آنکھو لنے دیکھے حال مرے انتظار کا
دے زور ساقیا مجھے دو چار جام می ۔۔۔ دو چار روز اور ہی موسم بہار کا

حاضر ہی صید گاہ محبت مین دل مرا
ہی شوق تجھکو صید فگن گر شکار کا
یاس وغم والم تپش داغ ورنج ودرد
بھاتا ہی ساتھ مجھکو انھین تین چار کا
مانند نقش پا نہین اٹھنے کا ای ظفر
بستر گلی سے یار کی اس خاکسار کا

سب مصاحب خاموش ہوے عرض کی سرکار کو اختیار ہی سلطان نے معذور کے سب معاملے سپرد کیے کہا ای فرزند اب تجھکو اختیار ہی مین تو تلاش مین اپنی محبوب جانی یار جادوانی کی جاتا ہون اگر پا گیا تو فوراً آتا ہون اگر اسی حیلے سے قضا ہی تو ناچار ہون یہ کہکر سلطان بکہ وتنہا تلاش مین اپنی زوجہ کی روانہ ہوا مجلس جادو بہ فتح وفیروزی خدمت مین کوکب کی آئین تمام کیفیت عرض کی عرضیان سلطان کی ایک خواجہ کو ایک کوکب کو دی خواجہ عرضی پڑھکر بہت بیتاب ہوے اور فرمایا کہ حقیقت مین سلطان صاحب ایمان نے بڑی جفا اٹھائی مین بھی تلاش مین اسکی زوجہ کی جاتا ہون اگر خدا چاہیگا تو تلاش کر کے لاؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو بانہا ے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین حشام جادو کی روانہ ہوے بہار باغ باغ اپنے لشکر مین آئین ملکہ مہرخ سے سب حال بھاگنے افراسیاب کا بیان کیا نورافشان وبرہمن وکوکب اپنے اپنے مقام پر گئے ملکہ شہلاے نرگسی چشم اپنے قلعے مین با اطمینان بیٹھین اب حال حشام بد انجام تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ نسیم گلشن افروز کو لیکر چلا چند جادوگر ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر ٹھہرا سب سے کہا کیون یارو کیا صلاح ہی اگر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن وہ رنجیدہ ہونگے کہ مین نے شکست کھائی انکو نامہ نہین لکھا کہ مجھپر شکست فاش واقع ہوئی اب مین کیا کرون اگر ملک کوکب مین جاؤن انکی شراکت کرون تو مذہب لات پرستی ترک کرون علاوہ ازین وہ میرا ساتھ ہونا کیون قبول کرینگے اسلیے بغاوت ہوئی مجلس جادو کو برا ے مدد بھیجا ہی مین نے اسکے مقابلے مین شکست کھائی اب کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون لیکن بارہ کوس پر یہان سے قلعہ ہی وہانکا اقلام جادو ساحر زبردست میرا بھائی حاکم و ناظم ہی وہ البتہ مجھسے بہ محبت ملیگا خاطر ومدارات کریگا بعد چندے سمجھا جائیگا سب نے کہا یہی بہتر ہی اپنے بھائی کے پاس چلیے اس صلاح پر قیام کرکے طرف قلعۂ اقلام کے چلے اقلام جادو افراسیاب کا خراج گزار بھائی

حشام کا قلعے مین اپنے بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی آپ کے بھائی صاحب حشام جادو قلعۂ سلطانیہ سے شکست کھا کے آتے ہین تین سو جادوگر ہمراہ ہین یہ سُنکر اقلام واسطے استقبال کے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہوا وہ تو ساحر لاجواب مصاحب افراسیاب ہی کیا ماجرا گذرا کہ اُسنے شکست کھائی حشام نے ملکہ نسیم کو ایک صندوق مین بند کیا صندوق چھکڑے پر لاد لیا ہی ابھی تک ہوشیار نہین کیا ہی کہ اقلام آکر پہونچا بہ محبت ملا کہا بھائی یہ کیا معرکہ گذرا حشام نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کھانے کا بیان کیا کہا ایک مکان عمدہ مجھے خالی کرا دیجیے اقلام حشام کو لیکر بہ اعزاز و اکرام قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ خالی کرا دیا حشام خوشی خوشی اُس مکان مین آیا ساحر ساتھ کے الگ جا کر اُترے اب تو حشام نے اُس مکان مین انتظام شراب و کباب کیا سب اسباب عیش و نشاط اقلام سے مانگا قصر مین مسند بچھائی اسباب عیش و نشاط چُن دیا اب ملکہ کو ہوشیار کیا لا کے مسند پر بٹھایا زبان مین سوزن دے دی ہی ملکہ کی جب آنکھ کُھلی دیکھا حشام ہاتھ باندھے بیٹھا ہوا رو رہا ہی کبھی گھبرا کر عرض کرتا ہی مین تابعدار قدیم ہون مجھکو بہ غلامی سرفراز فرمائیے مجھسے خطا تو ہوئی کہ آپ کے ملک سے آپکو چھڑایا مگر غلام اپنے ہوش مین نہین ہی جو فرمائیے بجا لاؤن مجھکو کسی امر مین عذر نہین ہی کیا کیفیت اپنی عرض کرون

نظم

تپ ہجران سے مجھکو غش پہ غش پیہم ہوئے ہین
اُسی کوچے کی مٹی لوگ لا لا کر سنگھاتے ہین

جنون نے کام لین فصاد کا ہم خار صحرا سے
فساد خون سودا ہی بہت تلوے کھجاتے ہین

وہ چوب خشک ہو نہین جسکو جلنے سے نہین فرصت
وہ سبزہ ہون کہ رہرو جسکو اکثر روند جاتے ہین

نرے دیوانے سودے مین بھی پابند تکلف ہین
گل داغ جنون سے رخت عریانی بساتے ہین

نگہ کرتے ہین غیرونکی طرف دزدیدہ نظرون سے
ہمین سے دیدہ و دانستہ وہ آنکھین چراتے ہین

بُرا ہو جوش رقت کا تحمل ہو نہین سکتا
مین کتنا ضبط کرتا ہون مگر آنسو بھر آتے ہین

ہر اک سے کہتے ہین بے پوچھے وہ بیتاب ہو ہو کر
ابھی ہم میت بیخود کو مٹی دیکے آتے ہین

یہ کلمات واہیات سُنکر ملکہ نسیم گلشن افروز کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے گنہگار ہین تیرے اختیار مین ہین قتل کر یا قید کا حکم دے یہ کیا بیہودہ بکتا ہی میرے

شوہر سلطان تاج بخش کو تو نے نہین دیکھا اگر ہماری قضا لیکر آئی ہر تو کیا اختیار ہی اگر وہ بہ عنایت پروردگار یہانتک پہونچگئے تو قلعے کو بہ باد فنا اُڑا دینگے تجھکو بھی زندہ نچھوڑینگے بھلا اگر حشام نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال رہے کہ میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہی عمر بھر قید رہوگی کبھی حشام منت کرتا ہی کبھی غصے مین آکر کانپتا ہی مگر اقلام جادو اپنے مقام پر حیران ہی کہ حشام شکست کھا کے آیا اسباب عیش و نشاط کیون طلب کیا معلوم ہوتا ہی کوئی معشوقہ اسکے ساتھ ہی یہ سوچکر بہ شکل عقاب بالاے بام آیا سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین قمر طلعت حسین و خوبصورت سرو باغ رعنائی عندلیب بوستان زیبائی زبان مین سوزن غنچہ دہن خیال ننگ و ناموس مین سر جھکائے بیٹھی ہی حشام باتین کر رہا ہی وہ ماہ وش معشوقۂ سرکش ہر مرتبہ انکار کرتی ہی کبھی مجبور ہوکر روتی ہی دیکھتے ہی اقلام عاشق ہوا بیہوش ہوکر کوٹھے پر گرا عرصۂ دراز تک ایڑیان رگڑا کیا جب ہوش آیا اپنے کو اسی مقام پر پایا اُس نازنین کو حشام نے قفس آہنی مین بند کر کے لٹکا دیا آپ بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ بیخودی مین پڑھ رہا ہی

نظم

جائیگا میرا جنون اُس لب کے جھوٹے آب سے
تصفیہ ہوگا تو ہوگا شربت عناب سے

کیا نزاکت اُسکی لکھی جاے مجھ بیتاب سے
جسکے تن مین فرش مخمل پر نشان ہو خواب سے

سر وہان ہوتے ہین خم اور جسم سے اس جا جدا
تیغ ابرو کو کبھی نسبت نہ دون محراب سے

حال میرے سینۂ سوزان کا مجمر سے کھُلا
بیقراری دلکی ظاہر ہوگئی سیماب سے

راحت دل دور ہی جیسے قریب دشمنان
غم کی نزدیکی ہوئی ہی دوریِ احباب سے

سودۂ یاقوت سے وصف لب جانان لکھا
وصف دانتونکا لکھا ہی موتیونکی آب سے

رازپوشی حیف عالی ہمتون مین بھی نہین
حال کھُل جاتا ہی سبکا چادر مہتاب سے

اشک کے قطرونسے رونے مین نکلتے ہین شرر
ای صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سے

مہر مین یون ہی ضیا روے علیؑ سے ای قبول
ماہ مین ہی نور جیسے مہر عالمتاب سے

اقلام یہ سب حال دیکھکر روتا ہوا کوٹھے سے اُترا رفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آپ کو تو بہت متغیر پاتے ہین اقلام نے کہا یارو کیا بیان کرون بھائی صاحب حشام کو بلاؤ سردار

دوڑے ہوے گئے حشام اس حال سے آیا رنگ رو زرد لب پر آہ سرد دل مین درد ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری اقلام نے گلے مین ہاتھ ڈالا کہا بھائی صاحب آپنے بڑے صدمے اٹھائے لشکر تباہ ہوا مصاحبت شہنشاہ کی چھوٹی اب جو عرض کرون اسکو قبول فرمائیے یہ ملک یہ مال سب آپکا ہی جسکو چاہیے تخت پر بٹھائیے جسکو چاہیے بخشدیجیے بارہ ہزار جادوگر ملازم ہی ان سبکو لیجیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خدمت گزاری مین حاضر ہون اگر حکم ہو بہ نیابت کام کرون آپکی طرفسے جاؤن تحصیل کرکے آپ کی خدمت مین حاضر کرون مجھسے کمی نہ ہوگی مگر ایک امر قبول کیجیے آپکا عمر بھر ممنون و شکرگزار رہونگا

مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ جو کیفیت ہی نظم

نالہ ہاے دلسے درد ہجر جانان تنگ ہی
استقدر غل ہی مرے گھر مین کہ مہمان تنگ ہی

دم گھٹا جاتا ہی دو صدمون مین ای دست جنون
طوق آہن سے سوا میرا گریبان تنگ ہی

داغ دل ای باغبان ہی تیرے گلشن سے وسیع
دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی

پائون کے نیچے سے سبکے سرکی جاتی ہی زمین
کثرت عشاق سے اب کوے جانان تنگ ہی

دل کہان بہلاؤن مین وحشی تمھارے عشق مین
وسعت وحشت سے عالم کا بیابان تنگ ہی

دل بھر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل
میرے نالونسے ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہی

کونسی جا ہی جہان نالے کرے وحشی ترا
کوہ نالان ہو رہا ہی اور بیابان تنگ ہی

کشمکش حد سے سوا ہی دیکھین ٹھہرے کون کون
دل بہت ہین کوچۂ زلف پریشان تنگ ہی

دو ہی دن مین ہمتو گھبرا کر نکل آئے یہان
ای پری تیری گلی سے باغ رضوان تنگ ہی

روز و شب جو نور دونون عارضونکا ہی فزون
ماہ تابان دنگ ہی مہر درخشان تنگ ہی

یاد دندان مین نکلتے ہین وہ اشکون کے گہر
پانی پانی ہی عدن اور ابر نیسان تنگ ہی

روح سیر باغ رضوان کی ہی مشتاق ای قبول
اس قفس مین آج کل مرغ خوش الحان تنگ ہی

حشام نے کہا بھائی صاحب مین آوارۂ دشت مصیبت مقید زندان آفت تمھارے گھر کو دامن پناہ جانکر آیا آپ کی وجہ سے آرام پایا پس میرے پاس کیا ہی جو حضور لینگے جان حاضر ہی اگر تلوار کے نیچے سے ہٹالون تو مجھے نیازمند نہ کہیے گا مین ہر طرح تابعدار ہون جو حکم

کیجیے بجا لاؤن اقلام نے کہا وہ شی جو تمھارے کام مین نہ آسکتی ہو اگر ہمکو مرحمت ہو تو عمر بھر مرہون منت رہونگا حشتام نے کہا فرمائیے ہم بجا لائین بھلا آپ سے انکار کرینگے اقلام نے کہا کہ آپکو باعث آزردگی کیا ہی اُس عورت کا نام و نسب تو بتائیے حسن نواُس ظالم کا عابد کش زاہد فریب ہی یہی مین نے سُنا ہی اور دیکھا ہی کہ آپ کو اصرار ہی اور اُسکو بالکل انکار ہی یہ کیا سبب ہی کیا باعث ہی آپ مجھے عنایت کر دیجیے مین راضی کر لونگا حشتام نے کہا ای بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے ایسی بیہودہ باتین زبان سے نہ نکالیے مین اُسی ظالم کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا اگر حکمکر سحر کرتا تو سلطان اور مجلس کی کیا حقیقت تھی ایک ایک کو گرفتار کر لیتا لیکن یہ تیر ایسا دل پر پڑا کہ سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ ہوسکا مگر وہ ظالم ناراض ہی اپنے حسن پر اُسکو اغماض ہی مگر مین بھی انتظام آب و دانہ مین بہت سختی کرونگا رات کو تڑپتا ہون پھڑکتا ہون شب ہجر کا کٹنا دشوار ہوتا ہی میرے حال پر ہر دوست و دشمن روتا ہی مین اُسے نہ دونگا اقلام نے کہا مین تو لونگا حشتام نے کہا مین تو آپ سے کچھ نہین کہتا آپکو اختیار ہی مین آپکے ملک سے ابھی چلا جاتا ہون اقلام نے کہا مین تو نہ جانے دونگا معشوق کو چھوڑ دیجیے آپ جہان چاہیے جائیے مین معشوق کو نہ جانے دونگا تم ایسو لنیے کیا راضی ہو ما بدولت کو جب دیکھیگی فوراً قبول کریگی حشتام نے کہا وہ ظاہر مین تو معشوق مہوش ہی لیکن انتہا کی سرکش ہی اقلام نے کہا ہم تو راضی کر لینگے باتون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون تلوارین ٹیک کر اُٹھے مصاحب وغیرہ بیچ مین آگئے حشتام نے کہا مین باہر نکل جاؤنگا آپکے قلعے مین نہ رہونگا یہ کہکے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ تیاری کرو تین سو ساحر تیار ہو کر آئے اقلام نے کہا ارے دیوانے ان تین سو ساحرون پر مغرور ہی بارہ ہزار ساحر رکھتا ہون حشتام نے جھپٹ کر قفس معشوق کا قبضے مین کیا کہا مین تجھسے سبطرح موجود ہون اقلام نے افسرونکو اشارے کیے یہ جانے نہ پائے قفس تو چھین لو افسران فوج نے چاہا کہ گھیر لین حشتام سحر کرتا ہوا باہر نکلا دو کوس بڑھکر اپنا خیمہ استادہ کیا اقلام نے چار جانب سے گھیرا اور کہلا بھیجا کہ بہتر اسی مین ہی معشوق کو حوالے کر دے ورنہ اس حال زار سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے حشتام نے جواب دیا

کہ کیا بیہودہ بکتا ہی معشوق پریچہرہ کا دیکھنا بھی نہ نصیب ہوگا یہ جواب سنکر اقلام نے طبل جنگی بجوایا حشام نے بھی حکم دیا دونون کے یہان طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین حشام نے ایک خیمے مین ملکہ کا قفس رکھا ہی دس بارہ جادوگر واسطے حفاظت کے مقرر کیے اپنے مقام پر بیٹھا رو رہا ہی کہتا ہی سامری وجمشید کے نام کو آگ لگے کیا غضب کی تقدیر کی کہ آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھیے اب کیا تقدیر مین ہی کبھی خیمے مین جاتا ہی کہتا ہی ملکۂ عالم آپ نے سنا بھائی صاحب بگڑے ہین ملکہ اشارہ کرتی ہین کہ زبان سے ہماری سوزن نکالدے تو پھر ہم تماشہ دکھائین حشام سر جھکا کر چلا آتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا انتظام کر رہا ہی سحر تیار ہو رہے ہین کہتا ہی ان بارہ ہزار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین تباہ کر دونگا نہین معلوم اقلام اپنے دل مین کیا سمجھا ہی معشوق کو مانگتا ہی مین جان دونگا معشوق کو نہ دونگا خود انکا قلع قمع کرونگا رات پھر بھی سانحہ گذرا ادھر اقلام نے بھی سحر تیار کیا کہتا ہی نکلتے ہی آگ برساؤنگا میان حشام کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ابر سحر دونون طرف تیار ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا حشام نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا تاج زرین پہنکر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر مغرور ہوا دل سے کہتا ہی اس صورت پر سامنے معشوق کے جاؤنگا کہ دیکھکر ڈر جائے صورت زیبا دیکھکر مائل بھی ہو تیغ ابرو سے گھائل بھی ہو یہ سوچکر اس خیمے مین آیا دیکھا قفس نہین معلوم ہوتا حیران ہو گیا خیمے مین چہار جانب دوڑتا پھرتا ہی کبھی اپنے ہاتھون سے زمین ٹٹولتا ہی خنجر مار مار کر روتا ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی ہاے کیا ستم ہو گیا ظلم

سلسلہ سلک در اشک کا اب کیا چھوٹے
ڈر بکتا ہے ہم اپنے لب دریا چھوٹے

ایک بوسے کے لیے ساتھ پڑا پھرتا ہون
صدقہ جان کے دیدو کہین پیچھا چھوٹے

ہمصفیرو مرے پر توڑو نہ منقارون سے
صید اسکا ہون یہ کیا ذکر جو لاسا چھوٹے

بانکپن ختم کرد اپنا کسی دن مجھپر
تیمچہ کوئی چلے کوئی طپنچا چھوٹے

کوچۂ یار کی جانب کو ذرا چل نکلین
ناتوانی سے اگر ساتھ ہمارا چھوٹے

در بھی ہو بند تو غیرونکے لیے وا ہو جاے
تیغے غرفے کے جو ہم آئین تو پردا چھوٹے

شہد شیرین ہین لب ایسے جو مجھے بوسہ دے
نہین ممکن کہ دہن سے دہن اسکا چھوٹے

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقے مہتاب
عین معشوق کیا عشق نے مجھ عاشق کو
آسکے مین پانؤن جو چھوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
مجھ سے عاشق کو بھلا ہجر مین ہو خاک شفا
لے چکے بوسہ چلو کوچہ جانا سے قبول

تیرے چہرے پر اگر زلف سمن سا چھوٹے
مین نہ چھوٹون جو مرے یار کا سایا چھوٹے
کہین ایسا نہ ہو اب ہاتھ ہمارا چھوٹے
مرض الموت ہو اور آسپہ مسیحا چھوٹے
اب خدا جانے کہ ہاتھی چھٹے گھوڑا چھوٹے

غرضکہ یہ مضمون پڑھ کر جو رنڈیا مصاحب اندر گھس آئے دیکھا تو حشام تنہا گھڑا رو رہا ہی مصاحبون نے عرض کی حضور خیر تو ہی کیا سبب کہ ہی کہا یارو قفس ملکہ کا غائب ہو گیا کہا آپ تو ملکہ کے واسطے رو رہے ہین اقلام لشکر لیکر میدان مین آگیا پکار پکار کر کہ رہا ہی کہ میان حشام کہان ہین یا تو مجھسے آکر مقابلہ کرین اگر اپنی جان بری چاہتے ہین تو معشوق کو حوالے کر دین بلبلار ہاہی سحر تیار کر کے آیا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ ہی آپ یہان رو رہے ہین حشام نے کہا بھائیو مین تو لٹ گیا میری تو اب زندگی دشوار ہی اب مین اقلام سے کسواسطے مقابلہ کرون نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا کہ ملکہ کا قفس لیگیا مجھے داغ کامل دے گیا اب دیکھون تقدیر کیا دکھائے اگر مین یہ جانتا کہ ملکہ غائب ہو جائینگی تو اقلام کو حوالے کر دیتا دل نے نہ مانا کہ یکایک لشکر مین شور و غل ہوا ایک سردار نے آکر عرض کی چہار جانب سے لشکر اقلام نے آپ کو گھیر لیا اب بلوہ کر کے آتے ہین گھبرا کے حشام باہر نکلا دیکھا گردین بلند لکۂ ابر کڑک رہا ہی سبکے آگے اقلام بڑھا ہوا ہی گولہ ہاتھ مین جب خیمے مین ملکہ نہین اسی خیمے کی جانب آتا ہی حشام نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب بیوجہ بندگان سامری کی خونریزی ہو گی آپکو کچھ معلوم ہی کہ کیا ہوا مین تباہ ہو گیا نہین معلوم کون ظالم لگا ہوا تھا ملکہ کو لیگیا مین آپکو کیا جواب دون یہ سنکر اقلام کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بھائی صاحب کیا کہتے ہو حشام نے کہا بھائی صاحب جو مین نے عرض کیا آپ نے نہین سنا یہان چلے آئیے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجیے خیمہ خالی پڑا ہی یہ سنتے ہی اقلام گینڈے سے کودا حشام اقلام کو اسی خیمے مین لیکر آیا کہا بھائی دیکھو یہان قفس لٹکا تھا اب کہین پتہ نہین معلوم ہوتا مین کہان تلاش کرون کدھر جاؤن اقلام نے کہا کسی دشمن کا خیال ہی کہا بھائی قریب تو یہان کوئی میرا

دوست اور دشمن نہین، **اقلام** نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا ایسی معشوقۂ پریچہرہ کو کھویا ہمارا کہنا نہ مانا احتشام کہتا ہی بھائی مین کیونکر جانتا مین نے آپکے واسطے صحبت افراسیاب کو چھوڑا تمھارے پاس حاضر ہوا تھا تمنے یہ فساد برپا کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا اب کہو بھائی مین کیا کرون **اقلام** کو یہ حال سنکر سناٹا آگیا کہا بھائی کوئی دشمن تو لگا ہوا تھین تھا احتشام نے کہا میرے ظاہر مین تو کوئی نہین اب ہم تم دونون ملکر تلاش کرین **اقلام** کو بھی نہایت تردد ہوا احتشام نے یہ بھی آخر مین کہا اگر وہ معشوق سرکش ملجائے خواہ تم قبضہ کرو خواہ مین قبضہ کرون اب دونون آپس مین ملے **اقلام** نے بارگاہ مین بیٹھکر سردارونکو جمع کیا احتشام بھی ایک جانب بیٹھا ہی کبھی روتا ہی کبھی آہ کرتا ہی کہتا ہی یارو کیون نہ میری بات مین درد ہو جب لب پر آہ سرد ہو

نظم

جوان و پیر کے دل مین سنے سے درد ہوتا ہی ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی

جسے ہی عشق کامل جام پاتا ہی شہادت کا بھلا جو خوب آبِ تیغ سے وہ سرد ہوتا ہی

عجب ہی رعب قاتل تیری شکلِ زعفرانی کا کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سے چہرہ زرد ہوتا ہی

تمھارے عشق نے تاثیر بخشی ہی یہ نالونکو دل نالان نسیم سے اب تو نالان درد ہوتا ہی

کبھی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو رُخ رنگین سے اُسکے زرد ہر ہر ورد ہوتا ہی

زمانے مین فریب بیوفا نامرد کھاتے ہین نہ تھو کے جو عروس دہر پر وہ مرد ہوتا ہی

مجھے دیتا ہی وہ ایسی شراب صاف کا ساغر کہ جام آب حیوان جسکے آگے گرد ہوتا ہی

سفیدی اور تڑپ ایسی دُر دندان نے پائی ہی ترے دانتون سے جو ملتا ہی پھر ازرد ہوتا ہی

ملا جب مجھکو ڈر کر چال چُو کا اپنا گھر بھولا کٹا جب رنگِ دشمن زرد و شکل تُرد ہوتا ہی

خس و خاشاک سے شعلے کبھی بجھتے نہین دیکھے ترے کوچے کا کوڑا اتپ مین باد آورد ہوتا ہی

کیا ہی ذبح تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر ترا عاشق کوئی سا تھین قاتل سرد ہوتا ہی

قبول اسمین مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی مرا ہر مصرعِ صاف اُسکے دل کو گرد ہوتا ہی

اقلام نے کہا بھائی اسقدر بیقرار نہ ہو مین تلاش کرتا ہون ابھی پتہ ملیگا یہ کہکے حکم کیا ہمارے عیار طرار کو بلاؤ عقیل تیز رو بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے آکر حاضر ہوا

چالیس پیک بچے لپشت پر دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ کیا حکم ہوتا ہی اقلام نے کہا تمنے سُنا
ملکہ نسیم گلشن افروز کا کوئی قفس چرالیگیا تم اِسکی تدبیر کرو کس دشمن نے ایسا کام کیا اب
عقیل تیز رو نے عرض کی غلام پنپہ لگاتا ہی کچھ سُنگنی ہین نے پائی بھی ہی اب اسوقت حضور کے کہنے
سے خیال آیا کل ایک نئے شخص کو مین نے دیکھا تھا اب اسوقت آپکے کہنے سے خیال آیا کہ غیر
شخص ہمارے لشکر مین کیون پہونچا اور خاص کر کے مین نے یہ دیکھا کہ قریب بارگاہ حشام
پھر رہا تھا اُسکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش مین ہی اقلام نے پوچھا وہ کون
شخص تھا کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ سالوسیہ کہتے ہین
وہانکا حاکم سالوُس مُردار خوار ہی کل وہ مثل فقیرون کے قریب بارگاہ حشام پھر رہا
تھا چوکنا ہو ہوکر چار سمت دیکھتا بھی تھا اب پہلے مین اُسی قلعے مین جاتا ہون یہ کہکے عقیل
بانہادے عیاری سے آراستہ ہوا صورت بدل کر طرف قلعۂ سالوسیہ کے روانہ ہوا
حقیقت مین سالوس مردار خوار اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے یہ حال سُن رہا تھا کہ زوجۂ سلطان
تاج بخش نہایت حسین وجمیل ہی حشام واقلام سے آپس مین فساد ہی دونون اُس ایک
محبوب پر عاشق ہین سالوس اُٹھکر اشتیاق مین خود چلا لشکر مین حشام کے آیا پشت بارگاہ
سے کھڑے ہو کے فکر کرنے لگا عقاب بنکر نخل پر بیٹھا قبۂ بارگاہ پر آیا نگاہ پڑی جمال جہان
آرائے نسیم گلشن افروز پر آپ سے باہر ہو گیا دن بھر بصورت بدل لشکر مین پھرا پھر رات کو
اُسیطرح سحر کرتا ہوا بارگاہ مین آیا قفس اُٹھا کر لے گیا اپنے قلعے مین لایا ایسا اشتیاق تھا کہ
مسند پر بٹھایا زبان سے سوزن بھی نکالی جب ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھُلی ایک اور
ساحر سیاہ رو بدخو کو اپنے سامنے پایا صورت نحس دیکھکر تھرا گئی بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہی کبھی
خوشامد کرتا ہی کبھی غُصّہ کرتا ہی ملکہ نے کہا ای شخص مجھکو کہا جا تو کون ہی مجھکو آفت مین پھنسایا آخر
کیون اُٹھا لایا سالوس نے کہا مین بادشاہ قلعۂ سالوسیہ ہون سالوس مُردار خوار لقب
ہی آپ کا نام نامی سُنکر عاشق ہوا اُن ظالمون کی قید سے تمکو نکال لایا ملکہ نے خیال جو کیا
ہاتھ پانوٗن میرے قابو مین ہین کہا کہ جا کر شراب تو لا مین قید مین اُن ظالمون کے تھی شراب
کی نوبت نہین آئی عاشق کو معشوق کی بات مثل وحی معلوم ہوتی ہی اتنا جو ملکہ نے منھ لگایا

کہا شراب کے واسطے دوڑا ملکہ نے سحر کی جھولی اُٹھالی اب جو سحر کیا قبۂ بارگاہ توڑ کر نکلی نعرہ کیا منم ملکہ نسیم گلشن افروزادیجیا کسے رُوکیگا سر اُٹھا کر سالوس نے ملکہ کو بالاے آسمان دیکھا چاہا ستارۂ سحری بنکر نکلون سالوس نے چیخ مار کر آواز دی ارے یارو دوڑو معشوقہ نکلی جاتی ہی کئی ہزار جادوگر دوڑے سحر کرنے لگے سالوس نے اُٹھا کر گولہ مارا ملکہ لہرا کر زمین پر گرین ساحرون نے چاہا گرفتار کرلین ملکہ نے سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے کئی سو جادوگر مر کر گرے ہنگامہ گرم ہوا ملکہ ہر مرتبہ تڑپ کر بلند ہوتی ہین چاہتی ہین کہ تڑپ کر نکلون جب سالوس سحر کرتا ہی ملکہ پھر زمین پر آتی ہین کبھی سنگریزے مارے کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہر مرتبہ یہی ہنگامہ ہوتا ہی عقیل تیز رو عیار جو چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا دیکھا قلعے مین ہنگامہ بڑا ہی ہزارہا جادوگر ونکے لاشے تڑپ رہے ہین عقیل تیز رو بھاگا آکر حشام واقلام سے بیان کیا کہ ملکہ وہان بگڑ گئین کئی ہزار ساحرون مین تنہا لڑ رہی ہین دونون بیقرار ہو کر دوڑے ہزارہا ساحرون کو لیکر چلے لیکن مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جو تلاش مین نکلے تھے پھرتے ہوے اُسی قلعے مین پہونچے دیکھا ایک نازنین لڑ رہی ہی ساحر بنکر دریافت کیا کہ نسیم گلشن افروز زوجۂ سلطان تاج بخش لڑ رہی ہی سالوس مردار خوار عاشق ہو کر لایا تھا خواجہ عمرو کو یہ حال سُنکر بڑا تردد ہوا جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا کرون اس سوچ مین کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین اب خواجہ نے سالوس کا پیچھا کیا جہان یہ سحر کرتا ہی یہ بھی جاکر کھڑے ہوتے ہین یہ بھی کئی مرتبہ کہا کہ حضور کیا خوب سحر کر رہے ہین ہر سحر مین عورت کو بلند نہین ہونے دیتے اب تک لڑ بھڑ کر نکل گئی ہوتی سالوس تعریف پر خوش ہو جاتا ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک بڈھا جادوگر دمبدم تعریفین کرتا ہی اُسنے اکثر سلام بھی کیا خواجہ نے کہا بیٹا ہمنے تو سامری وجمشید کی آنکھین دیکھین آسمان پر ساتھ سامری کے جاتے تھے سامری سے جاکر پھنس گئے ہم بھی جوان وہ بھی جوان بڑے مزے ہوتے تھے ایک دن سامری نے دیکھ لیا ہمے آسمان پر سے گرادیا پانچسو برس ہوے زمین پر آیا آخر بڈھا ہو گیا اب آپکی خدمت مین آیا ہون اس عورت کو مین گرفتار کر دون سامری کا بنایا ہوا سحر کرون کیا کسی

بات مین عاجز ہون سالوس نے کہا آپکا نام نامی کیا ہی کہا مجھکو نیرنگ آسمان سیر کہتے
ہین ساحرون سے فراق ہین رہ رہا کرتا ہون وہ بھی برسوین چھٹے چھٹے آپ ہی آتی ہین مطلب
دلی حاصل ہوتا ہی سالوس نے کہا بڑے میان بڑے زندہ دل آدمی ہو یکایک ملکہ نسیم
نے سحر کیا برق چمک کر ساحرون پر گری کئی سو کے سر اڑ گئے پھر چمک کے بلند ہوئی اب
پھر سالوس نے سحر کیا نسیم پھر زمین پر آئی سالوس کو بڈہے نے بڑھکر گولہ دیا کہا یہ گولہ
پھینک مار ہیے سالوس نے گولہ ہاتھ مین لیا گولہ تڑاق سے پھٹا سالوس کے منہ پر
دہوان پہونچا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا سالوس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو
نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
اسیر عرب شبر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

سالوس کا مرنا اندھیرا چھا گیا آوازین مہیب آنے لگین
آندھیان سیاہ اٹھین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سالوس مردار خوار بود
نسیم کو آواز عمرو سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی قریب آکر ساحرون سے بچایا کہا خواجہ شوہر
مہر اسطیع اسلام ہی مین بھی شہنشاہ کی کنیز ہون اب مین لشکر کو تباہ کرتی ہون یہ کہکے اول
تو ایک سحر کر دیا کہ خواجہ کے گرد کوئی نہ آنے پائے آپ جو کڑک کے بلند ہوئی غول کے
غول تباہ کر دیے دو تین مرتبہ ملکہ بلند ہوئین اور گرین کہ صحرا سے گرد اڑی حشام و اقلام
پیدا ہوئے بارہ ہزار جادوگر ساتھ مین دونون نے دیکھا کہ ملکہ اڑ رہی ہین جادوگرون مین ہلڑ سناک
سالوس مردار خوار مارا گیا ان دونون نے کہا کہ ملکہ کو گرفتار کرو عمرو نے دیکھا حشام
و اقلام سحر کرنے لگے جب ان دونون نے سحر کیا ملکہ تھرا کے گرین اور بلند ہوئین جب گرین
دس بیس کے سر قلم کیے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی سو دو سو کو بیہوش کر دیا لاشون سے میدان
بھر دیا حشام زمین پر اس فکر مین پھر رہا ہی کہ ملکہ گرین اور مین بیہوش کرکے لے نکلون اقلام

اتڑپ کر رہجائے مجھکو نہ پائے خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین جو جادوگر سر گرگرا اُسکی کمر ٹٹولی
کیسیکی ہمیانی کھولی کسیکو برہنہ کرکے ڈالا حشام تاک رہا تھا ملکہ تسنیم ایک مقام پر
گرین زمین پر اپنے کو قایم کیا چاہا کہ سنبھل کر جا پڑے لُن کہ حشام نے بڑھکر خاک قبر چشید کی
اُڑادی ملکہ لڑکھڑا کر گرین حشام نے چاہا اُٹھا لون خواجہ عمرو برابر پہونچے بصورت ساحر بنے
تھے کہا ای حشام کیا کہنا مین تمھارے مطلب کو سمجھا اُٹھا کے اسکو لے بھاگو دیکھو
وہ اقلام آتا ہی جیسے ہی حشام پلٹا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ کو ہوش آیا
کہا خواجہ کیا احسان عظیم کیا تم نہ پہونچتے تو مین گرفتار ہوجاتی عمرو نے کہا اب اقلام کی فکر
واجب و لازم ہی ملکہ نے کہا خواجہ ساحرون کا بڑا جادو ہی قلعے مین ہیں ان کم ہی مین تڑپ کر
جوگرون موقع نہین ملتا یہ کہکے سحر کرنے لگین سو دو سو کے لاشے گرادیے کئی ہزار جادوگر
مارے دریاے خون جاری ہوا اقلام نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے
گل حدیقۂ محبوبی مفتری تو مارا گیا اب کیون تکلیف کرتی ہو مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا اپنے ملک
کا بادشاہ ہون سپہر ساحری کا ماہ ہون تم پر جان دیتا ہون اُس بیحیا نے ایسی حرکتین ناشایستہ
کین کہ تمکو قفس مین بند کیا ایسی معشوق کو دردمند کیا مین تمھارا رنجیدہ ہو ناقبول نکرونگا جو
تمھارا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا اب میر البون پر دم ہی وقت کرم ہی غلام کو سرفراز کرو ملکہ نے آواز
دی کیا بیہودہ بکتا ہی قضاے کار یہان تو یہ رنگ ہی اقلام اپنی جان سے تنگ ہی لیکن
سلطان تاج بخش جو تلاش مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہی بشکل
عقاب آج ایک درخت پر آکے بیٹھا بھوکا پیاسا بیقرار و اشکبار فراق مین اپنی زوجہ کے جان
سے تنگ جی مین کہتا ہی کہ ای سلطان نہین معلوم اُس صاحب عصمت و عفت پر کیا گذری
حشام بیحیا زبردستی لیگیا جب اُسنے نہ مانا ہوگا یقین ہی قید کیا ہو کیونکر اپنے کو وہان تک پہونچاؤن
کیونکر خبر منگاؤن کیسا فلک نے پیسا آٹھ پہر رنج و الم کا سامنا کوئی ساعت بھی راحت سے نہین
گذرتی ہی کدھر جاؤن اس سوچ مین نخل پر بیٹھا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من حشام
جادو بود سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ ہی اُس قلعے سے شعلے نکل رہے ہین کچھ مرنے کی ساحرونکی
آواز آتی ہی کبھی آندھی سیاہ چلتی ہی حشام کے مرنے کی آواز سُنکر نہایت خوشی ہوئی دل سے

گستاہی کسی نے اُس ظالم کو مارا ہین اِس ظلم وبدعت کو کیونکر اُٹھاتا چرخ فلک کی خواہش اُسیکی
ہمکو بھی کاہش یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہی دوسری طرفسے آکر سحر غائب کیا دستکین دیتا ہوا بڑھا اب
جو نگاہ پڑی مفصل کیفیت دیکھی کہ ملکہ نسیم گلشن افروز ہزارون جادوگرون مین گھری ہوئی ہین مگر
سحر کر رہی ہین خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین تمام میدان دھوان دھار
ہو رہا ہی اُس اندھیرے مین برق چمکا دی سو دوسو کے سر اُڑ گئے یہ جو سلطان تاج بخش
نے دیکھا قلب تھرا گیا قہر وغضب مین آکر سحر کرتا ہوا زمین پر آیا زوجہ کا حال زار دیکھکر بہت
پریشان ہوا پھر کچھ اشیاے سحر جھولی سے نکالین تاک کر کافرون پر پھینک ماتین اور اپنے
نام کا نعرہ کیا بہ محبت آواز دی صاحب نہ گھبرانا مین آپہونچا پلٹ کر جو نسیم گلشن افروز نے
اپنے شوہر کو دیکھا باغ باغ ہو گئی کہا لو خواجہ خدا نے فضل کیا سلطان بھی آپہونچے
عمرو نے دیکھا سلطان نے آتے ہی جم کر دو چار سحر کیے زمین ہلنے لگی کئی ہزار جادوگر مر کر
گر ے اقلام نے پلٹ کر دیکھا کہ سلطان لڑتا بھڑتا قریب زوجہ کے پہونچا آپس مین زن
وشوہر مین باتین ہونے لگین سلطان نے پوچھا اِس قلعے مین آپکا کیا باعث ہوا ملکہ رو رو کر
سب حال بیان کرنے لگین کہ سالوس مردار خوار مجھے اُٹھا لایا تھا لیکن خواجہ نے
کیا عنایت کی آکر سالوس کو مارا احتشام کو قتل کیا ان ہیکے ہاتھ سے مجھکو بچایا ورنہ ابتک
خاتمہ ہو گیا تھا سلطان نے جھلا کر اقلام کو ڈانٹا کہ او نامرد اب مردان عالم سے آنکھ چار کر
ہمپر آکر وار کر غیرت نہ آئی اتنے ساحرون نے سحر کیے کوئی غالب نہ آسکا یہ کہکے جست کی
برابر اقلام کے پہونچا آپس مین سحر ہونے لگے اقلام نے کئی گولے مارے سلطان
نے سحر کر کے وہ گولے کاٹے آخر مین اقلام نے خنجر پھینک مارا ایک ابر سیاہ اُٹھا ابر نے زن و
شوہر کو گھیرا خنجر برسنے لگے سلطان نے اشارہ کیا ایک جوان کمسن پیدا ہوا خنجرونکو روکنے
لگا جو خنجر قریب سلطان کے آیا جوان نے تھپکی مار دی خنجر اُلٹا پلٹ گیا اُسی طرف کے ساحر کے
سینے پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اُس جوان نے تہلکہ ڈالدیا اقلام نے بھی دستک دیکے آواز
دی ای تسخیر اسکو لینا ایک عورت نہایت حسین آکر پہونچی دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار
ورشک چمن قد نخل باغ الفت چاہ زنخدان رشک چاہ یوسف کرشمے وناز وغمزے کرتی ہوئی

چلی آتی ہی پکار کر یہ غزل گاتی ہی اور کہتی ہی **نظم**

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ — بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ — لازم جریدہ تین کو ہی نسترن کی شاخ
جو خال عنبرین ہی وہ اک مشک نافہ ہی — آنکھین تری ہرن ہین سبو بن ہین ہرن کی شاخ
بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا — کسکس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہی مرا — سوکھی ہوئی ہو جیسے درخت کہن کی شاخ
روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے — گھل کر ہوا ہی اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے — ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ
صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی — ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

وہ جوان یا تو لڑ رہا تھا صدا اس نازنین کی سُنکر سکوت مین آگیا یا تو مثل شعلۂ جوالہ تھا بڑھ بڑھ کے سحر روکتا پھرتا تھا یا اپنے مقام سے نہین ہٹتا نازنین قریب آکر یہ بھی کہنے لگی کیون صاحب مزاج کیسا ہی اُس جوان نے ہنس کر کہا مین تمھارے گلشن حسن وجمال کا گلچین ہون صاحب ربط وضبط تو تھا لیکن اب خبط ہوا چلو تمھارے ساتھ نکل چلین اس بلوے مین ہمارا تمھارا کیا کام ہی نازنین نے کہا مین تو تمھارے واسطے خلق ہوئی جہان کہو تمھارے ساتھ چلون مین خود پریشان تھی کہ دیکھیے آپ کیا فرمائین اصل یہ ہی کہ دلکو دلسے راہ ہوتی ہی مین تمھارے نام پر عاشق ہون دونون، آپس مین ہاتھ پکڑے ہوے طرف صحرا کے چلے اقلام نے آواز دی ان دونون نے جواب بھی ندیا صحرا مین جا کر ایک کوئین مین دونون کود پڑے کوئین سے دھوان نکلا ہاہو کی آواز آئی زمین وہانکی تھرائی اقلام قہر وغضب مین فوج والونکو گالیان دینے لگا کہ او نامردو دو شخص مین وہ گرفتار نہین کیے جاتے زن وشوہر کو گھیر کے گرفتار کرلو ہزارون قتل ہوے اب بھی پانچ چھ ہزار جادوگر باقی ہین سب بلوہ کرکے زن وشوہر پر چلے نسیم نے کہا لو صاحب پھر اُسنے فوج کو ترغیب دی ساحرونکو غیرت آئی سلطان نے بڑھکر دو چار گولے مارے سو دو سو جادوگر مرے مگر سب بلوہ کیے چلے ہی آتے ہین نسیم نے بالونکو پریشان کیا ایک جال سیاہ گرا کئی سو جادوگر اُسمین پھنسکر مر گئے

اقلام نے بڑھکر للکارا کہ ای سلطان ذرا میرے مقابلے مین آؤ تو حال کھلے سلطان کو انتہا کا غصہ تھا تلوار کھینچکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اقلام نے لڑتے لڑتے سپر سامنے کی سلطان نے ہاتھ مارا سپر کٹی سلطان کو کیا خبر تھی سپر سے دھوان نکلا آنکھون تک سلطان کے پہونچا سلطان لڑکھڑا کر گرے اقلام نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ نسیم جا پڑی وہی سپر اقلام نے پھینک ماری نسیم کی بھی ہوا بگڑی دھوان جو آنکھون مین لگا دھوان لگتے ہی لڑکھڑا کر گری زن و شوہر کا گرنا اقلام نے چاہا دونون کے سر کاٹ لون پہلو سے آواز آئی ای اقدام کیا کہنا کیا کمال کیا دیکھو سامری وجمشید بھی تمھاری صفت کرتے ہین اقلام پلٹا بڈھا ساحر جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے خنجر مارا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

سراپا دانش وعقل مجسم	کزان اُستاد عیاران عالم	نعرۂ عمرو
بہر کشور بلاے جان گفار	جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بہ باغ دین ز مکرش آبیاری
ساحر ونکو بھاگتے راستہ	اقلام کا مر نا زن وشوہر اُٹھے	عمرو آن شاہ عیاران عیار

نہ ملتا تھا آخر صداے الامان الامان بلند ہوئی افسرون مین نہیب جادو باقی تھا سب فوج کو لیکر حاضر خدمت ہوا خواجہ نے سبکو مطیع اسلام کیا قلعے کا مال قبضے مین کیا دو دن اُسی مقام پر مقام کیا تیسرے دن ایک تخت سلطان نے تیار کیا اُسپر خواجہ عمرو و سلطان ونسیم سوار ہوے طرف لشکر اسلام کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچے تخت کو اُتارا ملکہ نسیم ٹہل رہی ہین سلطان فکر طعام مین گیا ہی خواجہ عمرو تلاش مین پانی کی گئے ہین کہ نسیم نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ابریق کوہ شگاف صحرا مین واسطے شکار کے آیا تھا ایک شکار کے پیچھے گھوڑا اڑالا نسیم پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوا پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین وزیر افراسیاب ہون سحر مین بھی لاجواب ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو میری جان جاتی ہی تمکو میرے حال زار پر رحم لازم ہی نظم

پیچ در پیچ ہی خاموش ہی رہنا بہتر		قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
بند ہونے سے ہی ناسور کا بہنا بہتر		ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہی
بایان دہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر		دو نون ہاتھونگی ترے یار کرون کیا تعریف

یار کو دیکھین گے پہناکے شب مہ مین اُسے ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
نفس امارہ سا رکھتا ہی یہ سرکش دشمن آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر
ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین ای آتش جو کہے یار ہمین سُنکے یہ کہنا بہتر

لنسیم نے چاہا جواب دون کہ ابرلیق نے بڑھکر منہہ سے اُف کی سانھ اُف کے منہہ سے دُھوان نکلا دُھوان آنکھون مین لنسیم کی لگا بیہوش ہوکر گری ابرلیق سمجھا بھی نہین کہ یہ کون ہی کمر مین بغچہ دبا لے بھاگا خواجہ وسلطان جولپٹ کے آئے ملکہ لنسیم کو نہ پایا سلطان اور خواجہ حیران تھے کہ لنسیم کو کون لیگیا سلطان تاج بخش نے کہا خواجہ تقدیر نے پھر فراق نصیب کیا کون دشمن لگا ہوا تھا کہ اتنے عرصے مین ملکہ لنسیم کو لیگیا خواجہ بہت پریشان ہوے سلطان تاج بخش کی آنکھو لسے آنسو جاری کہتا ہی خواجہ کیا کرون نظم

پوچھے نہ پوچھے اشک مرے یار دیکھیے کب ٹوٹتا ہی آنسوون کا تار دیکھیے
کیون جاکے دیکھیے گل وسنبل کو باغ مین پُرپیچ سنبل اور گل بیخار دیکھیے
گھر بیٹھے بن پڑینگی نہ یہ خود فروشیان یوسُف اگر ہین آپ تو بازار دیکھیے
راضی ہوا ہی سُننے کو وہ دردِ دل مرا وا ہون نہ ہون مگر لب اظہار دیکھیے
ہم سیر کرتے پھرتے ہین بازار عشق کی ہو کون جنس دل کا خریدار دیکھیے
ہم کھایا کرتے ہین غم دلدار رات دن کھاتا ہی کب ہمین غم دلدار دیکھیے
دیکھے دُرِ عدن بھی نہ تسکین دل ہوئی اب چل کے اُسکے لعل گُہربار دیکھیے
سودا ہوا ہی گیسوِ مشکین یار کا جامہ بھی تار تار رہی تا تار دیکھیے
کچھ معجزہ دکھائین اگر ہین مسیح آپ مرتا ہی اب یہ آپ کا بیمار دیکھیے
تائید ہو خدا کی تواب قصد ہی قبول چلکر مزار سیّد ابرار دیکھیے

خواجہ نے کہا ای سلطان بیقرار نہ ہو طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کسی ظالم کا اسطرف گذر ہوا ہجر مین ملکہ سے زیادہ تھا وہ صاحب عصمت وعفت ناچار ہوئی وہ اُٹھا کر لیگیا عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی خدا اُسکی عصمت کو بچائے ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف ہم جاتے ہین انشاء اللہ ابھی تلاش کرتے ہین سلطان بہ بیر وا زبید اکر کے

آسمان مین ڈوبا چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھتا ہوا جاتا ہی ایک طرف خواجہ بصورت
مبتدل چلے مگر ابریق لیے ہوے نسیم کو جاتا ہی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اپنے
سحر کے زور مین زبان مین سوزن بھی نہین دی تھی منظور ہوا کہ دریافت کرون یہ کون ہی
صحرا مین مع زوجہ شکار کو آیا تھا زوجہ اسکی سنگین جادو بھی ساتھ تھی ہزار بارہ سی کنیزین
ہمراہ شوہر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہی ابریق چاہتا تھا کہ نسیم کو ہوشیار کرے کہ نشان
آمد زوجہ کا دیکھا گھبرا گیا کہ اگر وہ اس محبوب کو دیکھے گی جل جائیگی یہ سوچکر ایک جانب
بھاگا کہتا ہی کہان جا کر چھپون کنیزین سنگین کی پھیلی ہوئی ڈھونڈھ رہی ہین ابریق بھاگا
ہوا جاتا ہی گھبرایا ہوا ہی کہ ایسا نہو کہ کوئی کنیز دیکھ لے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا
گھبرا کر اس باغ مین گھس گیا ملکہ غنچہ جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہی ابریق سے اُس سے آشنائی
بھی ہی غنچہ نے جو دیکھا کہ ابریق گھبرایا ہوا آتا ہی مگر ایک عورت حسین کو اپنے ساتھ
لیے ہوے ہی غنچۂ جادو نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب خیر تو ہی کیون اسقدر گھبرائے
ہوے ہو یہ عورت کون ہی اب ابریق کو ہوش آیا ابریق نے کہا تم صاحب خفا نہونا
یہ زن حسین صحرا مین کھڑی تھی مجھے پسند آئی مین اٹھا لایا بی بی سنگین بھی واسطے شکار
کے آئی ہین اُنکے خیال سے مین یہان چلا آیا اب اس عورت کو صحبت مین جگہ دو حال
دریافت کرو یہ کون ہی پھر سمجھا جائیگا غنچۂ جادو نے ابریق کو لا کر صحبت مین بٹھایا نسیم
کو سوزن دیکر ہوشیار کیا نسیم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحبت مین پایا ہوشیار ہو کر
دیکھا صحبت شراب و کباب آراستہ ابریق کو وہ شگاف منت کر رہا ہی کہ صاحب تمھارا
نام نامی کیا ہی ملکہ نے کہا ای شخص تو کون ہی ہمکو کیون اٹھا لایا مین سلطان تاجبخش
کی زوجہ ہون نسیم گلشن افروز میرا نام ہی تجھکو لے آنے کا کیا باعث ہوا غنچۂ جادو نے
مسکرا کر کہا بی بی یہ نگوڑا ہرجائی تمپر عاشق ہوا ہی یہ نہین سمجھا کہ تم کون ہو حقیقت مین
جو تمھارے شوہر کو خبر ہوگی تو ان پر جوتیان پڑینگی ابریق نے کہا صاحب تم نہ بولو
غنچۂ جادو نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بھڑوے میری سوت کو لیکر میرے گھر مین آیا ہی
اور پھر مجھکو جلاتا ہی اور باتین سناتا ہی ابریق نے کہا کچھ دیوانی ہو دونون مین تکرار ہونے

لگی غنچۂ جادو نے ایک پھول اٹھا کر کھینچ مارا تلوارین ابریق پر برسنے لگین ابریق نے تلوارین
توڑین خنجر کھینچ مارا غنچۂ جادو کی گردن پر آ کے پڑا سر کٹ گئے غنچۂ جادو کا زمین پر گرا پھول
باغ کے مرجھائے نخل کٹ کٹ کر گرے آواز آئی کشتی مرا نام مین غنچۂ جادو بود کنیزون نے جو دیکھا
دوڑ پڑین کہا ارے اس نگوڑے کو مار واسطے ہماری بی بی کو مارا دو سو کنیزون نے بلوہ
کیا ابریق انکو کب مانتا ہی کسیکو طمانچہ مار دیا کسی پر آفت کی دو چار کو مار کر گرا دیا کنیزین
بھاگنے لگین تھوڑے عرصے مین ابریق نے سبکو مار کر بھگا دیا نسیم دیکھا کین کچھ کنیزین
باہر بھاگ گئین کچھ باغ مین چھپین چند کنیزین جو باہر کھڑی تھین وہ فریاد و الغیاث کر رہی
ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ ظالم نے ہماری بی بی کو مارا نگوڑا باغ مین اب بیٹھا ہی ایک
عورت کو لایا ہی اسکے ساتھ باتین کر رہا ہی ادھر سے اڑا ہوا سلطان آتا تھا اسنے دیکھا
چند عورتین کھڑی ہوئی رو رہی ہین آسمان سے اتر آیا پوچھا تم کون ہو کنیزون نے بیان کیا
ابریق کوہ شگاف سلطان تاج بخش کی زوجہ کو لیکر آیا ہی ہماری بی بی کو مار ڈالا ایسا
نگوڑا ہرجائی ہی نئی عورت کو دیکھکر ایسا بلبلایا پرانی آشنا کو مار ڈالا سلطان تاج بخش نے
کہا مجھکو بتا دو وہ کہان ہی کنیزین پیچھے پیچھے سلطان آگے آگے باغ مین آکر داخل ہوا ابریق
نسیم سے کہ رہا ہی مین نے تیرے واسطے اپنی معشوقۂ قدیم کو مار ڈالا اب تو مجھسے انکار نہ کرو
نسیم عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نسیم نے جواب دیا او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور
نکر ہم افراسیاب کے دشمن ہین اطاعت اسلام اختیار کی یہ باتین سنکر سلطان نے
دہین سے للکارا او بیحیا عورت پر کیا دباؤ ڈالتا ہی کنیزین جو غنچہ کی تھین اُنھون نے بھی
حربہ ہاے سحر نکالے سبنے ملکر سحر کیے ابریق جھپٹا سلطان پر سحر کرنے لگا ایک کنیز نے
جھپٹ کر ملکہ نسیم کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ تڑک کر اٹھین زن و شوہر نے جو ملکر سحر کیے
ابریق گھبرایا جھومنے لگا ملکہ نسیم نے جو جم کر دو تین سحر کیے ابریق گھبرا کر پکارا اٹھا مین تو
صاحب تمھارا عاشق ہون جان جاتی ہی

نظم

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھسے بدظن تھا
یقین خضر ہی جسپر مجھے وہ رہزن تھا

پناہ چشم رقیبان بدنظر وہ ہوا ۔ خط اُن عذارون کے اوپر بجاے جوشن تھا
خفا نہ ہو جو ہوے گال نیلے بوسونسے ۔ چمن اُداس مری جان غیر سوسن تھا
کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بدلکے بھیس ایدوست ۔ جو شیخ کعبے مین تو دیر مین برہمن تھا
ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اُڑتی تھی ۔ اُسے کدورت خاطر غبار دامن تھا
زبس تھے اُسکے صغیر و کبیر دیوانے ۔ جوان کو بیڑیان لڑکونکو طوق گردن تھا
ہزار جان تصدق ہے زخم کاری پر ۔ دعاے حرز پے چشم زخم سوزن تھا
دل وجگر ہوے قوت فراق یار آخر ۔ براے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا
یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش ۔ ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ مدفن تھا

اس حال پُر ملال مین جو سلطان نے ابریق کو دیکھا ہے کہ زوجہ کے سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچکر بڑھے کہ سر کاٹ لون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا لکہ ابر ظاہر ہوا افراسیاب تخت پر سوار چلا آتا ہے افراسیاب کو دیکھکر ابریق بھاگا سوچا کہ اگر شہنشاہ دیکھ لینگے تو غضب ہو جائیگا پر پروانہ پیدا کر کے ایک جانب نکلگیا سلطان ولنسیم نے جو دیکھا یہ دونون گوشۂ باغ مین چھپے کہ ایسا نہو افراسیاب دیکھ لے افراسیاب سیر طلسم کو گیا تھا وہان سے پلٹا ہے جب تخت افراسیاب جانب باغ سے نکل گیا اور کوہ نورستان پر پہونچا وہان ملکہ انور جادو بنی ٹھنی بیٹھی تھی گرد اُسکے کنیزین مصاحبین جمع تھین افراسیاب کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جو انور جادو پر پڑی دیکھا بوٹا سا قد گلعذار سمن اندام کبک خرام شیرین گفتار قمر عذار کلائیان بلور کی گردن نور کی افراسیاب اُتر پڑا یہ نگاہ شوق دیکھ رہا ہے انور نے لاکر افراسیاب کو مسند پر بٹھایا گائن کو اشارہ کیا گائن نے غزل شروع کی جام ارغوانی پنجۂ نگارین پر رکھکر سامنے افراسیاب کے پیش کیا اُس ناز و ادا سے افراسیاب کے سامنے جام پیش کیا کہ بے اختیار افراسیاب جادو کے منھ سے نکلگیا اے سرو باغ محبوبی واے غنچۂ نورسیدہ حدیقۂ خوبی نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے ۔ بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہے
راہ بر کرتا ہے رہزن کا مسافر سے سلوک ۔ خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے

کسطرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے	نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی
گل کو فی الجملہ تشابہ کف پا سے ہی ترے	وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی	جو مجھے ملتا ہی جویائے بلا ملتا ہی
خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم	آسمان مجھکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہی
شال و زربفت مبارک متعین دولتمندو	مجھکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم	مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی
جسے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل	چغد ویرانے مین ڈھونڈھون تو ہما ملتا ہی
شیفتہ جیسے ہوے اُس لب شیرین کے رند	پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

ملکہ انور جادو ہنس پڑین کہا ای شہنشاہ معظم ہم تو کنیز شاہی ہین ہمسے اسقدر توجہ کیا ضرور ہی افراسیاب نے جام اُسکے ہاتھ سے پیا ہاتھ تھام لیا اپنے پاس بٹھایا انور جادو سر کو جھکائے ہوے شرمائی ہوئی دل مین سوچتی ہی کہ اگر نہ مانون تو شہنشاہ آزردہ ہون اگر مان لون تو ملکہ حیرت کے خلاف ہو نہین معلوم میرے ساتھ کیونکر پیش آئین اس سوچ مین خاموش حیرت کا جوش افراسیاب ٹوٹا پڑتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی منھ بڑھاتا ہی کہ بوسہ لون کبھی چاہتا ہی کہ لپٹا لون ملکہ انور جادو منھ ہٹا لیتی ہی افراسیاب جوش مین نشے کے کہتا ہی کیون صاحب ہمسے انکار ہی انور عرض کرتی ہی سرکار کا اصرار بیکار ہی مین تو ہر نوع کنیز ہون جو بات کیجیے انجام سمجھ لیجیے یہان تو صحبت عشق و عاشقی ہی لیکن خواجہ پھرتے پھراتے تلاش مین سلطان ولنسیم کی قریب اُس پہاڑ کے نکلے افراسیاب کو بیٹھے ہوے دیکھا صحبت رقص و سرود بھی ہی خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر بالائے کوہ آئے گائن گا رہی ہی خواجہ نے قریب پہونچکر ایک تان لگائی افراسیاب کے جو کان مین آواز پہونچی کہا ارے یہ کسکی آواز ہی آواز مین کس غضب کا سوز و گداز ہی انور جادو نے کہا ہماری کنیز گلشن ہی افراسیاب نے کہا گلشن یہ شعر پھر پڑھو عمرو نے گنگنا کر تان لگائی نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلادو ہمین سیر گلستان محبت

ایک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن	قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابرو دلدار کی رہتی ہی قمر کو	ہر ورد زبان مصرع دیوان محبت

افراسیاب بیقرار ہو گیا کہا ای انور تمہاری کنیز نے تو ایسا مزاد کھلایا جیسے لشکر اسلام کے عیار گانے ہین مظہر برق فرنگی بالکل اسیطرح گاتا ہی عمرو نے کہا حضور عمرو اُن سبکا گرو بلاے روزگار ہی مین نے خوب ذکر سنے ہین مگر ہماری طرف سے بی صرصر خوب جواب دیتی ہین عمرو کا بھی جی چھوٹ جاتا ہی سنتی ہون بڑی بڑی عیاریان کین اب نگوڑے عیارونکا نام نہ لیجے گانا سُنیے ملکہ نے مجھکو لاکھون روپیہ دیے وہ سب ڈھاڑیون نے کھائے غزل ٹھمریان ترانے خیال دھرپد سب لونڈی نے حاصل کیا ہی جو فرمائیے گاؤن افراسیاب نے ٹھمریون کی فرمایش کی اب تو عمرو نے مٹکنا شروع کیا گردن کا ڈورا ہل ہلا ہی افراسیاب مرا جاتا ہی ملکہ سے اشارہ کیا آپکے گھر مین مہمان عزیز آیا ہی شراب منگوائیے لونڈی انتظام کریگی گلابیان شراب کی آئین عمرو نے الٹ پلٹ کی بیہوشی ملائی پہلے جام افراسیاب کو دیا اور چپکے سے کان مین کہا معشوق پریچہرہ تمکو مبارک ہو ملکہ انور جادو آپکی تعریف کیا کرتی تھین آج سامنا ہو گیا افراسیاب خوشی مین جام پی گیا اب تو عمرو نے انور کے سامنے یہ کہا اور جام پیش کیا کہ بی بی سلطنت ہوشربا مبارک ہو انور جادو بھی پی گئی اب تو عمرو نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین ایک کنیز سے کہا ارے جو بھر سے پر ہین اُنکو بھی گلابیان پہونچین اُن سبھون نے بھی پی افراسیاب نشے مین تھرایا خیال مین آیا ای افراسیاب یہ کیا ہوا کسی نے تمکو بیہوشی دی ایک چٹکی بھر خاک اپنے سر پر ڈالی مراد اس سے یہ ہی کہ خود تو غرق زمین ہوا اور ہمشبیہ اسکا بیٹھا ہوا ہی عمرو جب خیال کر کے دیکھتا ہی افراسیاب کی آنکھین غلہ سی نکلی ہوئی ایک جانب دیکھ رہا ہی خواجہ سمجھے افراسیاب غائب ہوا ایسا نہ ہو ہوش آجائے انور جادو سے اشارہ کیا آپ پسینے پسینے ہو رہی ہین ذرا اُٹھکر ٹہلیے انور جو اُٹھی بیہوشی تا بسر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی اب تو کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین پہاڑ پر سبکا

فرش ہو گیا عمرو نے سبکو لوٹنا شروع کیا کنیزون کو جو جا بجا پڑے دیکھا اُنکے لباس بھی اُتار
لیے خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب تو غرق زمین ہوا خواجہ نصف بارگاہ لوٹ چکے
ہین منظور ہی الور جادو کا لباس اُتارون کہ افراسیاب کو وہان خنکی پہونچی غصّے مین تھا تڑپ
کے نکلا نعرہ کیا باش او ساربان زادے عمرو نے چاہا کود کر بھاگون افراسیاب نے سحر کیا
عمرو کے پانوٴن زمین نے تھام لیے افراسیاب غصّے مین زمین پر آیا الور وغیرہ کو ہوشیار
کیا عمرو کو دیکھکر سبکے ہوش اُڑ گئے کہا کیون شہنشاہ یہ نگوڑا یہانتک کیونکر آیا افراسیاب
نے کہا یہ بھی مین آتا ہی ہزارون گھر اسنے برباد کر دیے مین تھوڑی دیر کو یہان آیا یہ ظالم
مثل ہمزاد پہونچا جب میرے سر کو گردش ہوئی مین سمجھ گیا کہ کسینے بیہوشی مجھکو پلائی ہمشبیہ کو
مین نے مسند پر چھوڑا آپ غرق زمین ہو گیا جب خنکی میرے دماغ پر پہونچی بیہوشی اُتری تو
مین تڑپ کر نکلا اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا اب اسکا زندہ چھوڑنا دشوار ہی الور نے
کہا یہ مجھکو مرحمت ہو مین پہاڑ پر اسکو میدان خونی کی تیاری کر کے قتل کرونگی سب رعایا کے
لوگ جمع ہونگے سبکو خبر پہونچ جائے کہ عمرو مارا جائیگا افراسیاب نے کہا ای الور یہ مکار
و جعلساز ہزار فطرتین کریگا اور نکل جائیگا مین لیے جاتا ہون یہ کہکے افراسیاب نے عمرو
کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلا الور جادو نے وعدہ کرا لیا کہ اب کب تشریف لائیےگا افراسیاب
نے کہا جسدن مجھکو فرصت ہوگی مین فوراً آؤنگا تمھارا ضرور خیال رہیگا یہ کہکے افراسیاب
عمرو کو لیکر چلا قضا سے کار افراسیاب قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کان مین آواز آئی کہ یا
سامری و جمشید افراسیاب کے کان کھڑے ہوے کہ یہ کون نعرے مار رہا ہی کسی عابد
یا زاہد کی صدا ہی مقبول بارگاہ سامری ہی بلند ہو کر دیکھا کوہ صاف و شفاف ہی ایک دھونی
لگی ہوئی ہی راکھ کا ڈھیر اُسپر کنڈے سُلگ رہے ہین ایک مہنت سیاہ فام جٹائین خاکستری
کُرتا نیلا پہنے ہوے اُس پتھر کے پہاڑ پر گیندے کے پیڑ سر سبز و شاداب ایک جانب پتھر
کے چند بُت رکھے ہین اُنکے سر پر گھڑا لٹک رہا ہی گھڑے مین قلیل سا سوراخ ہی سوراخ
سے پانی سر پر بتون کے ٹپک رہا ہی مہنت بیٹھا ہوا پوتھی کا جاپ کر رہا ہی کبھی اُٹھکے ٹہلتا ہی کبھی
نعرے مارتا ہی ایکطرف ایک چھپر پڑا ہی اتنی پرانی چھپر یا ہی کہ پولا بھی گل گیا صرف پیتا در باقی

ہی اُس پتا ور پر تر تیو نکی بیل پھیلی ہوئی ہی کہین کدو پڑے ہین کسی جانب دو چار تونبے بھی
سوکھے لٹک رہے ہین افراسیاب کو یقین کامل ہوا کہ ایسے مقام پر سکونت اختیار
کرنا کامل کا کام ہی یہ مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہی عمرو کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا
اپ سامنے آیا جھک کر سلام کیا مہنت خفا ہونے لگا کہ ارے تو کون ہی جو بلا تکلف اس
مقام پر چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی پہاڑ کے نیچے ایک کُتیا چند بچے
اُسکے ساتھ چلے جاتے تھے مہنت نے کہا او نابینا دیکھ سامرن مع بچونکے جاتی ہین تب
افراسیاب نے کہا آپ غلام کو نہین پہچانتے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر ساحری مین یکتا یہ سُنتا تھا کہ مہنت قہقہہ مار کر ہنسا کہا تجھپر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی اُنکے
خداوندون مین لڑائی ہوتی تھی سامری و جمشید کا قول تھا کہ ہماری پرستش کرنے والے
مرے جاتے ہین ہزار ہا قتل ہوے اب مسلمانون کو غارت کردین لات و منات
کہتے تھے مسلمان باطن مین تمھارے پرستار ہین اُنکو ہم نہ مٹائین گے بڑے جھگڑے ہوے
افراسیاب نے کہا مسلمان باطن مین لات پرست ہین مہنت نے کہا رات کو چھپکر سجدہ
کرتے ہین توبہ توبہ کیا کرتے ہین قدرت معاف کردیتے ہین ان معاملونکو کوئی نہین جانتا
ہمارے سامنے یہ باتین ہوتی ہین ہم صلاح مین شریک رہتے ہین افراسیاب نے کہا
ای مقبول بارگاہ برائے سامری و جمشید آپ ہماری جانب سے سفارش کرین اب
مسلمانونکا خاتمہ کرادو صدہا ملک میرے ویران ہو گئے مہنت نے کہا بیٹھ جاؤ افراسیاب
دھونی کے پاس بیٹھا مہنت نے دھونی کو تیز کیا دھوان جو نکلا افراسیاب کے دماغ پر
پہونچا لڑکھڑا کر گرا نعرہ ہوا انم مہتر قران نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری	
جہان سر سنگ در خنجر گزاری	سمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر نیام	

چاہا لپک کے بغدہ مارون کہ فولادی پتلہ آسمان سے تڑپ کر گرا پنجہ کمر مین افراسیاب کی
پکڑ لے اُڑا مہتر قران کو جھڑک دیا کہ او ظالم کیا کرتا ہی شہنشاہ ہوشربا پر حملہ نہ کرنا ورنہ بغدہ
تیرے ہی سر پر پڑیگا کہ سر پھٹ جائیگا مہتر قران کو دکر الگ ہوے پتلہ افراسیاب کو لے
بھاگا قران نے آکر خواجہ کو ہوشیار کیا اب خواجہ و مہتر قران طرف لشکر کے چلے

اُدھر نسیم و سلطان طرف لشکر کے چلے ابریق جو پریشان پلٹا کوہ نورستان پہونچا ملکہ الور جادو سے ملاقات کی الور جادو نے تمام کیفیت بیان کی ابریق نے کہا ای ملکہ عالم عجب اُفتاد پڑی زوجۂ سلطان تاج بخش مجھکو دیوانہ کرگئی دل پر چھری پہان چل رہی ہین کیا کہون کہ کیا کیفیت گذری

نظم

پھرتی ہی بھٹکتی ہوئی ہر سو نظر اپنی — تنہا دہن تنگ سے نازک کمر اپنی
ہم بھی تو تصور سے اُسی سمت گئے ہین — اُس کوچے سے دل آئے تو پوچھین خبر اپنی
عالم تو ہی اُسکیطرف اور اُسکا یہ عالم — سُنتا نہین فریاد دہ بیداد گر اپنی
کیا جانے ترے عشق مین کیا ہو چکے ہین کدھر ہم — افسوس کہ ملتی نہین ہمکو خبر اپنی
قوت ہوئی سونگھا جو ترا سیب زنخدان — تاثیر یہ کیونکر نہ دکھا تا ثمر اپنی
تیزی کی الی بار ہوئی جاتی ہی دلسے — ظالم نہ ملا میری نظر سے نظر اپنی
اخفا یہ کیا دل نے کہ ہم بھی نہین آگاہ — کیا جانے کہ آئی ہی طبیعت کدھر اپنی
مضمون سے جتنی ہی مرے دلکو محبت — شفقت یہ نہین کرتا پسر پر پدر اپنی
اب رحم کرو مجھپہ کہ مین رونا ہون کبسے — تم ہنسکے دکھادو مجھے سلک گہر اپنی
ای باد صبا ہمکو پتا صاف بتا دے — تو لیگئی ہی خاک چمن سے کدھر اپنی
بے فکر رہے ہم نہ قبول ایک گھڑی بھی — فکرون ہی مین سب عمر ہوئی ہی بسر اپنی

الور جادو نے کہا ای ابریق تمھارا تو عجیب حال ہی ابریق نے کہا کیا بیان کرون جو کچھ گذرتی ہی الور نے کہا ساربان زادے نے بلا وجہ مجھکو ستایا میری کنیزون کو قتل کرگیا مین نے تیاری کی ہی ساٹھ ہزار ساحر جمع ہین چالیس پچاس کنیزین اس طرحکی تیار ہین کہ مسلمانون کو جواب دینا مشکل ہوگا مین تمسے مضبوط وعدہ کرتی ہون کہ مین تمھاری معشوقہ کو بھی چھین لاؤنگی اتنا تمھاری زبانی ثابت ہوا کہ سلطان تاج بخش کی زوجہ ہی جب سبکو گرفتار کرونگی تمھاری معشوقہ کو تلاش کرکے بہ احتیاط تمام لاؤنگی یہ کیفیت تمام تم تک پہونچاؤنگی ابریق کو خوب سمجھا کے ملکہ الور جادو نے رخصت کیا آپ لشکر گران تیار کرکے برائے مقابلۂ مسلمانان چلی اسقدر غصہ ہی کنیزون سے کہدیا کہ بی بہار مجنون

کا شہنشاہ کو بڑا خیال ہی انکو گرفتار کر لینا منزل بہ منزل جاتی ہی یہان ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری برق نے کچھ کیفیت کہی کہ وہ
سلطان تاج بخش کی فکر مین ہین چاہتے ہین کہ بچا کر لاؤن جابجا اُسپر اُفتاد پڑتی ہی خواجہ
عیاریان کرتے پھرتے ہین چالاک نے کہا مین فکر مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین آیا
دیکھا حیرت تخت پر بیٹھی ہی گرد وزیرزادیان شاہزادیان ہین کہ ایک کنیز نے آکر سلام
کیا کہا حضور ابھی ہرکارے خبر لائے ہین کہ کوہ نورستان پر جاکر عمرو نے عیاری کی
شہنشاہ نے سبکو بچایا انور جادو بالشکر بیشمار برائے قتل مسلمانان آتی ہی تھوڑی
دیر مین اُسکا گذر ہوا چاہتا ہی ہرکارون نے اُسکو پانچ کوس پر چھوڑا ہی لشکر کو درست
کر رہی ہی بڑے زور و شور سے آکر گرے گی ملکہ حیرت یہ خبر سُنکر اُٹھین بیرون بارگاہ
آکر بیٹھین مگر چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آکر ملکہ مہرخ سے یہ خبر کہی کہ انور جادو بافوج قاہرہ
آتی ہی آپ کے لشکر پہ گریگی اپنے لشکر کو تیار کر رکھیے بہار نے کہا اگر حکم ہو تو جاکر
روکون ہرچند ملکہ مہرخ نے منع کیا بہار نے بارہ ہزار کنیزین تیار کین طاؤس زرین بال
پر بیٹھ کے روانہ ہوئین ملکہ حیرت کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہار انور جادو کو روکنے گئی
ہین ملکہ حیرت نے حکم دیا کوئی یہان سے جائے جاکر بہار کو روکے انور جادو کی
مدد کرے مصور اپنے مقام سے اُٹھے کہا حضور مین جاکر بہار کو روک لونگا مصور
اُسیوقت اُٹھا دیڑھ لاکھ فوج ساتھ لیکر چلا ملکہ انور جادو فوج لیے ہوے آتی ہی کہ دیکھا
سامنے سے گرد اُڑی ملکہ بہار جادو مع بارہ ہزار کنیزون کے آتی ہین پھول برستے
ہوے ہزار ہا عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی نخل وجد مین پتے تالیان بجاتے
ہین ان اشعار عبرت آثار کی صدائین بلند ہین

نظم

ہی دم گریہ دھیان اُس نرگس مخمور کا / آنسوؤن مین بھی ہی عالم خوشۂ انگور کا
دیکھلے آگے زمین کے آسمان رہتا ہی خم / خاکساری سر جھکا دیتی ہی ہر مغرور کا
شمع سان سو بار سر کٹکر مرا پیدا ہوا / بوجھ اُترنے پر نہ جھکارا ہوا مزدور کا
ابر تر مژگان تر ہی برق آہ شعلہ بار / بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے رنجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہی ذلیل		حوصلہ تو دیکھ لو گویا ہے ہمقدر [illegible]

ہر طرف موسم بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار نہرون مین جوش وخروش پانی اُبل رہا ہی موج آب بلند گویا نہر نے ہاتھ بڑھائے ہین کہ بہار کی قدمبوسی کرون ہاتھ آنکھون سے لگاؤن حباب نگران مثل چشم معشوق حیران اور آنکھون کو خواہش ہی بہار کی آنکھون پر کسیکی نظر نہ پڑے چشمونکو چشم داشت چشم درست ہی بہار ایسی معشوقہ سے آنکھین ملائین آنکھون کے آگے سے ہٹ نہ جائین سارے صحرا مین ہنگامہ غلغلہ ہی کہ بہار آئی بہار آئی انور جادو نے جو دیکھا کہ بہار آگئی فوج کو آواز دی اسے گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج آئی انور جادو نے بہار پر حملہ کیا کنیزون نے بڑھکر آواز دی ای انور جادو ذرا خیال رہے ملکہ بہار نازک مزاج باغ عالم مین گل ہاے رنگین کے سر کا تاج ایسون سے مقابلہ کرنا عجب حماقت ہی یہ کیفیت ہی

نظم

پیچ سنبل مین ہی تا زلف معقد ہوجاے
سرو ہی اسلیے سیدھا کہ ترا قد ہوجاے

لعل ہی سرخ کہ ہو پنجۂ رنگین نگار
ہی سفید اسلیے الماس کہ ساعد ہوجاے

ایک رنگ آئے اور اگ جاے لیے اُس کے گر
لعل پکھراج ہو پکھراج زبرجد ہوجاے

تو وہ نازک ہی جو مین دھیان کرون بوسے کا
ای حسد یو دل و جان سرخ ترا خد ہوجاے

عکس پڑجاے خط سبز کا تیرے جو کہین
ای صنم کان مین یاقوت زبرجد ہوجاے

یہ دعا ہی کہ ترے ساتھ پیے مجبور رقیب
ایسا خون اُگلے مے سُرخ صنم رد ہوجاے

دم اُلجھتا ہی ترے ظلم جو بے پایان ہین
ظلم کر شوق سے پر ظلم کی کچھ حد ہوجاے

کیا عجب گر غزل ایک اور بھی ہوجاے قبول
گر اسید طرح مضمون کی آمد ہوجاے

انور جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا ارے درختون کو جلادو ان طائرون کو کباب کرو ہر وقت میکشی کی صدائین ان کمبختون کی آواز سے دل گھبراتا ہی کنیزون نے گولے ترنج نارنج وغیرہ درختون پر مارے پھول نہ جلے طائرون نے اور زیادہ شور کیا انور جادو نے بڑھکر آواز دی ای بہار گلعذار تمھاری قضا لیکر آئی ہی اگر کنیزونکو سودا ہوا تو کیا کمال ہی مجھپر کوئی سحر کرو تو مین جانون تو یہ گولہ آتا ہی اس سے اپنے کو بچاؤ بہار

تمام ہی بہت نہ پھول جاؤ باغ عالم مین ہزار ہا گل کھلے ایسے شگفتہ مزاج نہ ملے ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے گولہ مارا گولہ جاکر آسمان پر پھٹا ایک لکۂ ابر بنکر تیار ہوا سر پر بہار کے چھایا ایک طائر ابر سُرخ سے پیدا ہوا آواز دی ای ملکہ بہار ذرا متوجہ ہو جیسے بہار نے ہاتھ ہلایا برق چمکی طائر کے دو ٹکڑے ہوئے طائر کا مرنا کہ ابر برسنے لگا چند قطرے جسم پر بہار کے پڑے بدن مین جلن پیدا ہوئی بہار نے گھبرا کر دوپٹے کا ٹکڑا پھاڑا طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ محیط ہوا اس ابر نے اُس ابر کو روکا ابر الور سے خون برسا اس ابر مین وہ خون غائب ہونے لگا الور جھلائی جھلا کر ابر کو مٹایا سحر پر جبر کیا خنجر کمر سے نکالا اپنی اُنگلی تراش کر خنجر کو رنگین کیا بہار پر پھینک مارا ہر چند بہار نے روکا مگر خنجر نُر کا خنجر نے سر بہار کا زخمی کیا بہار کا زخمی ہونا آواز دی ادنکہت دگل اندام لینا خو گرا پھولون سے خوشبو آئی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی ایک کنیز ہنستی ہوئی پہلو سے آئی آنسے بہار کو گلدستہ دیا بہار نے اُس گلدستے پر خون ڈالا وہ گلدستہ طرف الور کے پھینک مارا سر پر الور کے جاکر پھٹا پھولون سے آواز آئی ای الور ہوشیار ہو جاؤ ذرا یہ چند اشعار سن لو تمکو قبول کرنا پڑے گا

نظم

چمن شگفتہ ہین لیکن وہ یار جاتا ہی
ہمارے دل کا مزا ای بہار جاتا ہی

کدورت اور بھی بڑھتی ہی یار کے دل مین
جب اسکی گلی مین ہمارا غبار جاتا ہی

کڑا جو مین ہون تو دل اُس سے نرم ہی فی الفور
جو مین نہ ہارون تو دل محبت سے ہار جاتا ہی

مجھے یقین ہی تم پر ہون رفتہ رفتہ سڑی
کہ ہر ادا مین مرا اختیار جاتا ہی

کوئی جو ہوتا ہی راہی میری گلی کی طرف
قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی

چمن مین یاد ائے آتا ہی جب مرا ار وتا
تو سیر کو طرف آبشار جاتا ہی

یہ گردش ابلق ایام سے نصیب ہوئی
دل اُسکے کوچے مین لیل و نہار جاتا ہی

قبول منھ سے جو کچھ کہ نسبا و کرا اُسکا
نہین تو آدمی کا اعتبار جاتا ہی

یہ اشعار جو الور نے سُنے مست ہو گئی غل مچاتی تھی ہر مرتبہ پکارتی تھی ای بہار کیا بہار دکھائی باغ عالم مین شگفتہ کیا پھولونکو دیکھو کیسے پھول رہے ہین عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہی ہین عندلیب پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہی کیبارنگ جما ہی پھولونکا
جابجا انبار مثل گلدستے کے کوہسار چشمے پانی سے معمور ہین بہ کتنے کتنے ناچنے لگی کہ صحرا
سے گرد اڑی بہار نے چاہا کہ اسکو دیوانہ کرکے پلٹ جاؤن کہ دامنۂ گرد شگافتہ ہوا مصور
ڈیڑھ لاکھ فوج سے پیدا ہوا الوزر کی جانب بہار متوجہ ہوئی کہا ای الوزر جادو یہ کون
صاحب آتے ہین الوزر نے کہا مرشد زادے ہین بہار نے کہا انکی خدمت کرو یہ سُنا تھا
کہ الوزر جادو مثل شعلۂ جوالہ مصور کی طرف چلی صورت نگار تخت پر بیٹھی تھی صورت
نگار نے گولہ نار انگار کر آواز دی او الوزر ادھر کہان آتی ہی ادھر آئیگی تو بہت پچھتائے گی
الوزر کب سُنتی ہی گولے کو کاٹا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کئی سی کنیزان الوزر کے سر پھٹے الوزر نے
جھولی سے گولہ نکالا اس زور سے مارا کہ تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا ابتو
الوزر جادو لشکر پر گری مصور کو بہت بُرا معلوم ہوا مصور نے کئی تصویرین جیب سے
نکالین سامنے الوزر کے کاٹین الوزر پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مصور نے کئی گولے بھی مارے
الوزر نے نہ مانے بڑھکر مانی و بہزاد کو زخمی کیا مانی و بہزاد بھاگے مصور کہتا ہی ارے
کہان جاتے ہو وہ کب سنتے ہین بھاگ کے طرف صحرا کے نکل گئے اب مصور کی فوج
پر الوزر گری کنیزون سے اشارہ کیا کنیزین بھی ٹوٹ پڑین مصور کے دس ہزار آدمی قتل
کیے اب مصور گھبرایا اور بھاگا الوزر نے پیچھا کیا بہار سحر کرتی ہوئی چلی الوزر قتل کرتی ہوئی
ملازمان مصور کو آتی ہی کئی ہزار جوان اور قتل کیے کنیزین بھی بھبوت الوزر بھی اپنے
ہوش مین نہین چہرہ گلنار لڑتی بھڑتی آتی ہی لوگون نے مصور کو غیرت دلائی کہ آپ کیون بھاگے ہین
الوزر کی کیا حقیقت ہی گھیر کر اسکو مار لین گے مصور نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین تو اسکی مدد
کو آیا تھا یہ میری کیون دشمن ہوئی سینے کہا یہ تاثیر سحر بہار ہی کہ انتہا کی بیقرار ہی اپنے ہوش مین
نہین ہی کنیزین کس جوش و خروش مین ہین جب انکو آپ کا پاس نہین تو آپ کیون خیال کرتے
ہین مصور پلٹ پڑا اسپر چلنے لگا ملازمان الوزر آکر جم گئے جب ذرا جوش کم ہوا بہار نے پھر گلدستہ
پھینکا اور پکار کر آواز دی ارے ان نامردونکو لینا الوزر جادو نے پلٹ کر دیکھا بیقرار
ہو کر پکار اُٹھی اور کہنے لگی نظم

دل کس سے لگائین کہین دلبر نہین ملتا ... کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا
خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا ... کیا ذکر کبوتر کا ہی اک پر نہین ملتا
زلفون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی ... ہم خانہ بدوشون کو کہین گھر نہین ملتا
کیا خاک وہ دعوے کرین شوریدہ سری کا ... سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا
گم جیسے ہوا ہون مین تری راہ طلب مین ... جب ڈھونڈھتا ہون آپ کو اکثر نہین ملتا
صورت نہین ملتی تری صورت سے کسیکی ... گہنے سے کسیکے ترا زیور نہین ملتا
آرائشین موقوف ہوئین کسلیے ای جان ... گوہر نہین ملتا ہی کہ زرگر نہین ملتا
او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر ... کیا لوح بنے طور کا پتھر نہین ملتا
ای رند لبالب ہو جو عرفان کی مے سے ... ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہین ملتا

اب اور زیادہ ہنگامہ ہوا جوش الور کا بڑھا لشکر مصوّر پر زور و شور سے جا پڑی اب مصوّر کو کچھ بن نہین پڑتا اور بہار نے دو چار سحر کیے کہ خوب اُس مقام پر تلوار چلی کئی ہزار جادوگر مصوّر کے مارے گئے مصوّر گھبرا گیا بیقرار ہوکر آواز دی یا دادا نانا میری مدد کو نہین آتے اس الور حرامزادی نے بہت تنگ کیا ہی کہان بھاگ کے جاؤن ارے افراسیاب بھی مر گیا طلسم ہوشربا شکست ہوا اسلامیون کا بندوبست ہوا یہ جو اِسنے پکارا دیکھا کہ افراسیاب جادو وہین سے نعرے کرتا ہوا چلا آتا ہی اور الور خبردار کیا ظلم کرتی ہی ارے بہ مرشد زادے ہین خداوند کو قلق ہوتا ہی بہار کی جو نگاہ آئی افراسیاب پر پڑی کنیزون سے اشارہ کیا بھاگو افراسیاب بہار کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ جمال بیمثال بہار پر پڑتی ہی کلیجے مین سنان مژگان گڑتی ہی گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار باغ شباب پر بہار آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل پیچان سمن بر خوشرو خوش خو خال ہند و چشم جادو وزرا افراسیاب جو عرفت بہار کے متوجہ ہوا الور نے بڑھکر مصوّر کو ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر مصوّر کا زخمی ہوا مصوّر نے چیخ ماری آواز دی ای شہنشاہ مجھکو بچائیے اس ظالم پر میرا زور نہین چلتا یا تو افراسیاب جادو گلچینی گلشن جمال بہار کی کر رہا تھا آواز جو مصوّر کی سُنی غصّے مین زمین پر آیا دیکھا کہ الور نے نیمچہ چمکایا ہی کہ سر مصوّر کا کاٹ لون ای افراسیاب

سنے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ای دستگیر سامری بچانا ایک تھپکی ہاتھ پر الور کے پڑی
کہ نیمچہ چھوٹ کر دور گرا الور گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئی اتنے مین بہار نے فرار پر فرار اختیار
کیا افراسیاب نے الور کو مع کنیزون کے پا بہ گل کیا طرف بہار کے دوڑا بہار قریب
آدھ کوس کے نکل گئی تھی کہ پشت پر سے نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی بہار گھبرا گئی پھر
زیور اپنا اُتار کر پھینکا افراسیاب پہ برابر قیمتی گہرین شعلہ ہاے آتش بھڑکے افراسیاب
نے سب چیزونکو دفع کیا طرف بہار کے دوڑا جب قریب تر پہونچا بہار نے سحر کیا افراسیاب
چند ساعت رُکا بہار بھاگ کر بڑھگئی چاہتی ہی افراسیاب میرے پاس نہ آجاے
افراسیاب کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی قضاے کار باغبان قدرت مخمور وغیرہ چند
سردار کنارے پر لشکر کے آگے ٹھہرے ہین یہی باتین ہورہی ہین کہ نہین معلوم ہمارے
خواجہ پر کیا گذری باغبان کہتا ہی مین تلاش مین جاؤنگا یہ بھی خبر ملی تھی کہ مصور و بہار سے
مقابلہ پڑگیا مخمور کہہ رہی ہی کہ مصور نگوڑا کیا لڑیگا بھگوڑا ہی بہار کے سحر کی برداشت بھی نہ
کر سکے گا بھاگا بھاگا پھریگا دیکھیے کیا خبر آتی ہی اس سوچ مین کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اڑتی
دیکھا مصور تاج گرا ہوا لباس پارہ پارہ پریشان آتا ہی باغبان کے منھ سے نکلگیا
دیکھیے میان بھگوڑے صاحب آتے ہین سر کا خون پونچھتے ہوے جورو کا ہاتھ تھامے ہوے
صورت نگار کہتی ہی صاحب تمنے مجھکو سحر نہ کرنے دیا مصور کہتا ہی جان بچگئی الور کو کیا
بخت مبہوت کیا تھا جو کہا تھا وہی کیا افراسیاب نے رد کیا ہی باغبان و مخمور یہ کہکر بڑھے
کہ افراسیاب ہم تک نہین آسکتا لیکن آج مصور کی گردن لو یہ ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین سحر
کرنے پر مرتے ہین دیکھا کہ صحرا سے پھولونکی خوشبو آئی بہار بھاگی چلی آتی ہی باغبان نے
پکار کر پوچھا ای ملکہ بہار خیر تو ہی گھبرا کر بہار نے جواب دیا ارے افراسیاب آتا ہی باغبان
نے جلدی مین گولہ پھینک مارا مصور کا نشانہ نشانہ ہوا صورت نگار رونے لگی بہار
جھپٹ کر قریب باغبان کے آئی ہی کہ افراسیاب قریب آپہونچا باغبان و بہار کو للکارا
ایک طرف گلدستہ بہار نے مارا باغبان نے گنبد پھولونکا پھینک مارا افراسیاب کے
شانے پر گنبد باغبان کا پڑا کہ ہڈیون مین درد پیدا ہوا افراسیاب نے غصے مین دو خنجر

زمین پر مار کر کس لینا ایک برق گری باغبان و بہار نے ہر چند چاہا کہ روکین سحر افراسیاب کا کب رکتا ہی باغبان کی طرف اشارہ کیا کہ باش او نمکحرام تجھکو اس سختی سے قتل کرونگا کہ اورنکو عبرت ہوگی اور بہار کو باغ خزان نصیب مین بند کرونگا تیغہ کھینچکر چلا کہ باغبان کا سر کاٹ لون باغبان نے اپنے کو طرف پروردگار کے رجوع کیا اور کہا کہ ای حافظ معین نگہبان تو ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

زبان کجاست کہ در حمد حق کنند تقریر
کجاست خامہ کہ سازد ادای حق تحریر

خدا است بندہ نواز و خدا است محرم راز
خدا است اہل کرم قادر و قدیم و قدیر

براہ صدق ارادت ہر آنکہ پا بنہد
رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر

جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند
تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر

بہ اوج عرش رسد دود آہ مظلومان
خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر

بغیر حمد خدای جہان مگو ہندی
کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

بیتاب ہوکر جو باغبان نے دعا مانگی باب اجابت کھل گیا آسمان سے آواز آئی او افراسیاب کیا کرتا ہی اب جو دیکھا سینے برہمن روئین تن جھپٹ کر زمین پر آیا گولہ مارا پیچھے ہٹا ایک دستک بھی برہمن نے دی ایک جوان تیغہ کھینچے ہوئے آیا کئی ہاتھ افراسیاب پر مارے افراسیاب کا رنگ رو متغیر ہوگیا لیکن اپنے کو درست کرکے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مار دیا سر اس جوان کا اُڑ گیا برہمن و افراسیاب سے سحر چلنے لگے اب افراسیاب نے سحر کیا پکار کر کہا ای سحاب اصلی برہمن کو لینا ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا وہ لکہ ابر سیاہ برہمن پر گرا برہمن اس ابر مین مثل برق کے تڑپا توڑ کر ابر کو نکلا لیکن گرمی سے ابر کی چند آبلے جسم پر پڑ گئے ایک جانب آکر گرا اُن آبلو نکا تو خیال نہ کیا جھولی مین ہاتھ ڈالکے ایک سرخ کاغذ کا پتلہ نکالا افراسیاب پر پھینک مارا پکار کر آواز دی ای خوک صحرانشین اسکو لینا دو خوک جنگل سے پیدا ہوئے افراسیاب پر منہ کھولکے چلے افراسیاب نے منہ کھولکر ڈکار لی دھوان منہ سے نکلا دھوین سے ایک خنجر کڑک کر گرا دونون خوک مرکر پیوند خاک ہوئے اب تلوارین کھینچکر دونون آپس مین

لڑنے لگے زور و شور سے تلوار چل رہی ہی شعلے بھڑک رہے ہین لکہ ہاے ابر گرگ رہے ہین لشکر
پر مہرخ کے آفت ہی جب لکۂ ابر گراسود و سوکے سر اڑ گئے جب افراسیاب نے سحر کیا برہمن
غبار مین چھپ گیا پھر مثل ستارۂ سحری چمک کر نکلا اپنا سحر کیا افراسیاب بھی جھلا رہا ہی
برہمن کی بھی جان پر بنی ہی ایک خوف دو طرف غالب ایک دوسرے کے سر کا طالب چند
ساعت تلوار چلی کہ آسمان پر برق چمکی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آکر گرمی
برہمن نے چاہا پلٹ کر افراسیاب پر سحر کرون ماہیان نے گرتے گرتے جال مارا برہمن
طرف افراسیاب کے متوجہ تھا پورا جال برہمن پر پڑا برہمن جال مین پھنسا افراسیاب
نے منہ سے دھوان چھوڑا ماہیان نے پٹریا خاک کی اڑائی برہمن بیہوش ہوا افراسیاب
و ماہیان نے برہمن کو ایا زبان مین سوزن دی تخت پر ڈالکر دونون بلند ہوے ملکہ مہرخ
پریشان باغبان و بہار جبران افراسیاب نے چلتے چلتے ایک سحر کیا اور پکار کر آواز دی
کہ انور جادو کو بالاے کوہ نورستان پہونچا دے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے کچھ پنجے
سنہرے پیدا ہوے وہ انور جادو کو مع فوج کے لے گئے ملکہ مہرخ رنجیدہ پلٹی ہین کہ اگر
خواجہ عمرو پہونچے مہرخ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ خواجہ بڑا غضب ہوا برہمن کو
افراسیاب گرفتار کر لیگیا خواجہ سناٹے مین آگئے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سلطان
تاج بخش و نسیم گلشن افروز دونون زن و شوہر آکر پہونچے مہرخ کے قدمونکو بوسہ
دیا سب سردارون سے ملے مگر زن و شوہر نے دیکھا کہ سب سردار پریشان ہو رہے ہین
نسیم نے پوچھا خیر تو ہی آپ لوگ کیون پریشان ہین مہرخ نے بیان کیا کہ افراسیاب
و ماہیان برہمن کو گرفتار کر کے لیگئے برہمن ایسا نہ تھا کہ جسپر افراسیاب دست انداز
ہوتا لیکن دونون نانی نواسے نے ملکر گرفتار کر لیا دو طرف سے سحر ہوے نسیم نے کہا
یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اسکو صحراے سبز پوشان کہتے ہین اسی صحرا مین
ایک باغ ہی باغ زنگیان اسکا لقب ہی اسمین لیجا کر برہمن کو قید کیا ہو تو عجب نہین اگر
کنیز کو حکم ہو تو جائے سب سردارونکو انتشار ہوا ملکہ گلگونۂ رنگین پوش اپنے مقام سے
اٹھین کہا آپ لوگ کیون تردد کرتے ہین کنیز جاکر خبر لیتی ہی آپکے اقبال سے برہمن کو لیکے

آؤ نگی اور حقیقت مین صحراے سبز پوشان نہایت وسیع ہر سابق مین اُسی صحرا مین مُردے
جلاے جاتے تھے لاکھ دو لاکھ شیاطین وہان جمع ہین غیر ساحر کا گذر وہان دشوار ہی اسواسطے
کہ سبز بخت جادو اُس صحرا کا حاکم ہی خواجہ نے کہا مین اپنے کو پہونچاؤنگا یا تو انشاء اللہ تعالے
سبز بخت کا سر لیا یا موت ہمکو لیے جاتی ہی خواجہ نے اسیوقت با نہاے عیاری اپنے جسم پر
درست کیے اور ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے بصد جوش و خروش پر پرواز پیدا کیے خواجہ بھی چلے
ملکہ گلگونہ روانہ ہوگئین ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہین لیکن خواجہ عمرو اسوقت مین بڑے زور و
شور سے جاتے مین چاہتے ہین گلگونہ سے پیشتر پہونچون کوس بھر لشکر سے نکلے تھے کہ زنگ
کی آواز کان مین آئی دیکھا ملکہ صرصر نہایت آراستہ و پیراستہ گاتی بندھی ہوئی دو نیچے دو طرف
حمائل سپر پشت پر تی ہی کہتین افراسیاب نے بھیجا تھا گرد مین اٹی ہوئی وزہ ہاے بیابان
چہرۂ پرنور پر چمک رہے ہین خواجہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئے خواجہ نے پکار کر کہا
او قاتل او ظالم کہان سے تشریف لاتی ہو ذرا عاشقوں سے بھی نگاہ ملا دو دلکو چین آئے ہمتو
تمھارے نام پر جان دیتے ہین تمکو ہمارا کچھ خیال بھی نہین صرصر شمشیر زن نے کہا خواجہ
کیون بیہودہ بکتے ہو مین سمجھ گئی جو خیال تمھارے دل مین ہی مجھکو بھی معلوم ہی جس کام کو
جاتے ہو وہ کچھ نہ ہوسکیگا برہمن روئین تن کے واسطے جاتے ہو مگر خواجہ برہمن ایسے
مقام پر تعینات ہی کہ وہان جانا دشوار ہی خواجہ عمرو نے کہا ہمکو پہلے ہی دریافت ہو گیا
انشاء اللہ جاکر پہلے سبز بخت کو مارینگے بعد اُسکے باغ زنگیان مین جاکر داخلہ کرینگے
صرصر شمشیر زن کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی ہی انھین کون بتا دیتا ہی صرصر شمشیر زن
نے کہا خواجہ اگر نام معلوم ہو گیا تو اس سے کیا ہوتا ہی وہانتک پہونچنا بہت مشکل
ہی سبز بخت جسوقت سحر کرے گا زمین کانپے گی خواجہ عمرو نے ہاتھ پھیلایا کہا
ای صرصر شمشیر زن اب تو طاقت جبر و صبر بالکل سلب ہوئی جاتی ہی اسوقت چاہتے ہین
کہ ایک بوسہ لیلین صرصر نے نیچہ کھینچ عمرو پر وار کیا خواجہ روکتے جاتے ہین صرصر رنگتی
نہتھی ہر وار پر یہی یقین ہوتا ہی کہ خواجہ کا سر اُڑ جائے گا مگر خواجہ اپنے کو بچاتے مین قضا
کار ایک ساحر ہی اُسکو ثمر سبز پوش کہتے مین اُڑا ہوا آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ خواجہ صرصر

لڑرہے ہین شمر نے عمرو کو پہچانا جی مین کہتا ہی یہی پھل ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا افراسیاب خوش ہوجائیگا کیسا بڑا
کارنمایان کیا عمرو ایسے شخص کو لائے یہ سوچکر پڑا اسطور سے گرا کہ صرصر بھی نہ آگاہ ہونے پائی صرصر
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو صرصر نے آنکھین کھول کے دیکھا عمرو ندارد حیران ہی کہ یہ کیا
ہوا سمجھی کہ شاید مہرخ نے کسی کو ساتھ کردیا ہوگا وہ عمرو کو اُٹھا کر لیگیا ہوگا چار جانب طرف صحرا کے
دیکھا کہین عمرو کا پتہ نہ پایا آخرکار طرف لشکر کے روانہ ہوئی خواجہ عمرو کو شمر لیے ہوے جاتا ہی جب
افراسیاب نے بہمن روئین تن کو باغ زنگیان مین لاکے قید کیا تاریک زنگی یہان کا حاکم و
ناظم ہی پانچ چار سو زنگی اسکے مطیع ہین وہان سے پلٹ کر افراسیاب صحراے سبزپوشان مین آیا
سبزبخت نے استقبال کیا افراسیاب نے کہا ای سبزبخت ہمنے ایک دشمن سخت کو باغ زنگیان
مین قید کیا ہی تم بھی حفاظت کرنا اس صحرا مین کوئی غیر نہ آنے پائے سبزبخت نے عرض کی حضور کیا
مجال یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی چلتے ہوے تھراتی ہی ہر وقت زاغ و بوم کی آواز آتی ہی افراسیاب عرصۂ
دراز تک یہان بیٹھا خوب تاکید کرکے چلا گیا سبزبخت کو ہر وقت خیال رہتا ہی اکثر تاریک زنگی
کی ملاقات کو بھی جاتا ہی پوچھا کرتا ہی کہ قیدی بحفاظت ہی تاریک زنگی کہتا ہی ای سبزبخت یہان
کسی کی مجال نہین ہی کہ اس باغ مین قدم رکھے سات سو زنگیان آدمخوار بلاے روزگار یہان رہتے
ہین بڑا خیال سارہبان زادے کا ہی یہان آگے تو چیر پھاڑ کر کھا جائین ہڈیان تک چبالین سبزبخت
قصر پہ بیٹھا ہی آج دن خوشی کا ہی کچھ دوست آشنا آئے ہین ایک گائن کو بھی بلایا ہی شراب و کباب کا
دورہ ہو رہا ہی خود مقام صدر پر بیٹھا ہی گانا سن رہا ہی کہ آسمان کی جانب نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک
جادوگر ایک آدمی کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیے جاتا ہی کہا یارو دیکھو یہ کہین سے آدمی کو پکڑ لایا ہی
جاکر چیر پھاڑ کے کھا جائیگا بڑی بڑی دور سے خوراک اپنی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لاتے ہین دو تین زنگی
ابھی اسی جلسے مین آئے ہین اُنکے مُنھ سے نکلا حضور ایک ران ہمکو بھی ملجاتی اگر آپ کی مہربانی ہو بہت
دنون سے یہ نعمت نہین کھائی سب جگہ یہ مشہور ہوگیا کہ یہان زنگیان آدمخوار رہتے ہین اب
کوئی اسطرف راستہ بھی نہین چلتا آپ کے مہمان ہین اگر یہ نعمت ملی تو آپ کا بڑا شکریہ ادا کرینگے
یہ سنکر سبزبخت نے گولہ مارا سینہ پر کینہ شمر پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ اُسکے پنجے سے
چھوٹے سبزبخت نے آواز دی ارے اس آدمی کو روک لو غلامون نے اُٹھ کر ہاتھون ہاتھ روکا

جب وہ جادوگر مرا تو خواجہ کو ہوش آیا جیسے ہی جادوگرون نے خواجہ کو زمین پر رکھا بے اختیار خواجہ
پکار اُٹھے مصراع ع ہمیشہ دلبرِ سجان مبارک باشد * سبز بخت کے مُنھ سے نکلا ارے تو
کون ہی یہ ساحر تجھکو کہان لیے جاتا تھا عمرو نے کہا حضور آپ کا گویا ہون اس جادوگر نے مجھکو
رات بھر گوایا صبح کو موئے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے کہا صاحب ہمارے مجرے کے تو پانچ روپیہ
ہوتے ہین فرمایا کہ مین چلکر نہین کباب لگاؤنگا مین ڈر کے خاموش ہوا سامری و جمشید آپ کو
سلامت رکھین کہ آپ نے ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ یہ کھا جاتا سبز بخت کے مُنھ سے نکلا کہ
بڑے میان صاحب تمھارا اسم کیا ہی نام جو پوچھا خواجہ بہت ہنسے کہا حضور میرے مان باپ
کے میان اولاد زندہ نہ رہتی تھی تو حضور بڑون نے صلاح دی کہ مان اُس شخص کی بُو انھی ستر اور
دو بہتر شخصون سے محلے ہین جا کر مانگ لائین تو حضور بطن مین جو حمل رہا سو یہ میرا نام لوٹ مار خان رکھا
ہی مین حضور محلے بھر کا فرزند ہون اور مان اُس شخص کی اب بھی کسی سے انکار نہین کرتی محلے کے
لوگون سے بُھرے رسم ہین آپکی کس دن چلین جو کہیے گا وہ قبول کرینگی مگر جمعہ کو آئیے اُسدن وہ نہا
دھو کر کپڑے رنگین پہنکر ورد لیے بیٹھتی ہوتی ہین جو گھر سے نکلا پکار کر کہا بھیا دیکھو تو تمھارا لڑکا
لوٹ مار خان کہان ہی سارے محلے بھر سے یہی پیغام رہتا ہی اور مین بھی یہی عادت رکھتا ہون
سب کو ابا جان کہتا ہون یہ سنکر سب لوگ ہنسنے لگے کہا واہ میان لوٹ مار خان کیا کہنا حلال زادہ
تمھارا لقب ہی عمرو نے کہا [illegible] جب وہان آؤگے تو دریافت ہوگا امان جان کا فیض عام ہی
کسی کو محروم نہین کرتین سبز بخت نے سب سے اشارہ کیا میان لوٹ مار خان کا رات بھر گانا
سنو صبح کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسپر سب راضی ہوے سب نے کہا میان لوٹ مار خان صاحب کچھ گاؤ
خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار گانا شروع کیے

اشعار

اشک جاری رہے گو دیدۂ تر بند ہوے | جاگے یا سوئے یہ سوتے نہ مگر بند ہوے
عاشق چشم ترے اُٹھ نہ سکے در سے کبھی | آخر اسکی یہ سزا تھی کہ نظر بند ہوے
آنکھون مین آکے کبھی لخت جگر اپنے نہ رکے | بیوفا وقت بد افسوس جگر بند ہوے
دل رہا چاہِ زنخدان مین ہم زندان مین | اُس طرف بند ہوا وہ ہم ادھر بند ہوے
غم نہ ہا ہونیکا نکلا ہی یہ جا شکر کی ہی | دل کھلا میرا جو زندان کے در بند ہوے

تیغ اغیار سے تیز اپنی رہی تیغ زبان ‏— کٹ گئے بند نہ باتون مین مگر بند ہوے
آج وہ قتل مین مصروف ہین کیونکر پہونچون ‏— اسقدر خون بہا راہگذر بند ہوے
شب کو آمد جو سُنی تیری تو در کیصورت ‏— دونون دیدے نہ مرے تا بہ سحر بند ہوے
اگر سکین خاک کہ سب محو ترے حسن کے ہین ‏— ای پری غول پریزادون کے پر بند ہوے
بند اُسی دن سے مرا تار نظر آنکھ مین ہی ‏— ای صنم جیسے ترے روزن و در بند ہوے
ہمصفیرو گئی سب طاقت پرواز قبول ‏— داخل دام بلا ہو گئے پر بند ہوے

اسطرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کرنے لگے خواجہ نے دس پانچ اشعار اور گا کر عرض کی حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون سبز بخت نے پوچھا صرف شراب اُنڈلینا اور پلانا عمرو نے کہا نہین حضور ساقیگری بڑی دشوار چیز ہی میری ساقیگری سب کو دل سے عزیز ہی مُنھ سے گاؤن پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے لا کر شراب پلاؤن سب نے کہا صاحب یہ تو بڑی مشکل ہی عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی کلید میخانہ عنایت کیجیے ابھی حضور کے سامنے ظاہر ہوجائے سبز بخت نے کلید خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین آئے برگ جادو داروغہ میخانہ بڑا ساحر زبردست ہی خواجہ نے کہا میان برگ پتا دو نہین باہر جاؤ یہ عہدہ اب ہمکو ملا برگ باہر آیا مگر سوچ مین ہی کہ برہمن اس حوالی مین آکر قید ہوا کوئی عیار نہو ذرا سمجھ لینا چاہیے اسنے ایک ایک تپلہ شراب کا کھینچکر بیچ مین رکھدیا کہا میان توٹ مار خان پہلے اسی تپلے کو صرف کیجیے گا یہ کہکر آپ باہر آیا روزن در سے دیکھ رہا ہی خواجہ نے اُس تپلے مین جیسے ہی بیہوشی ملائی برگ نے سحر کردیا تھا تپلے سے ایک شعلہ نکلا خواجہ کے بدن مین لپٹ گیا ایک آواز آئی ای برگ جادو ہمنے عمرو کو پکڑ لیا آکے اسکو قتل کرو برگ اندر آیا تلوار کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو نے کہا داروغہ صاحب مین نے صدہا مرتبہ افراسیاب پر عیاری کی آپ ایسا ہوشیار ساحر مکار و غدار میری نگاہ سے نہین گذرا خوب آپنے سحر کیا عمرو نے تعریف جو کی تو برگ خوش ہو گیا کہا خواجہ تمہاری تو موت لیکر آئی تھی اب زندہ نہ بچوگے افراسیاب نے ہم سب کو صحراے سبز پوشان کا حاکم کیا ہی ہماری ذات سے یہ زمین سر سبز و شاداب ہی رعایا الطاف سے آباد ہی تمنے تمام دنیا کو لوٹا کچھ ہمکو دلواؤ تو تمکو چھوڑ دین عمرو نے کہا حضور جان کا صدقہ مال ہی ہمنے لقا کا تاج لیا بڑے بڑے شاہون کو لوٹا

بہت مال جمع ہی ملاحظہ تو کیجیے اس بٹوے مین میرے پاس سب کچھ موجود ہی برگ نے پوچھا مال کہان رکھا ہی عمرو نے زنبیل کھولی کہا سب اسی مین جمع ہی آپ لے لیجیے اب جو جھک کر برگ نے دیکھا صدہا تاج رکھے ہین ایک طرف روپیہ کا انبار ایک جانب نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ہر شخص عمرو ہی کا نام لیتا ہی برگ نے کہا خواجہ مال تو بہت رکھا ہی یہ سب تمہارا ہی مال ہی عمرو نے کہا نصف میرا ہی نصف اورون کا ہی آپ میرے ہاتھ پانون سحر سے کھول دیجیے تو مین اپنا مال الگ کر دون برگ سوچا یہ دبلا پتلا نا تنیا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سحر اُتار لیا خواجہ جھاڑ پونچھ کر اُٹھے چور اسی گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا قریب آئیے بغور ملاحظہ فرمائیے میان برگ قریب آئے جھک کر دیکھنے لگے عمرو نے کہا فرمائیے اشرفیان دون کہ جواہر حاضر کرون ایک چیز پسند کر لیجیے مین سب نہین دونگا آدھا لیجیے اب تو برگ نے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا بغور دیکھنے لگا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی میان برگ گرے عمرو نے آواز دی میان وینا اسے لینا یہ نیا مزدور آیا ہی میٹ نے آتے ہی گردن لی ایک سونٹا چوتڑون پر رسید کیا مزدور بھی لپٹ گئے کوئی ڈھول لگاتا ہی کوئی پٹے پکڑتا ہی میٹ نے کہا ابے کپڑے اُتار کپڑے اُتروالیے ایک غرقی بندھوا دی ٹوکری سر پر رکھی میان برگ ٹوکری ڈھونے لگے خواجہ نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اُس پتلے کو بخوف نہ چھوڑا اور پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہیگا آؤ صاحبو شراب لیجاؤ ملازمان سبز بخت دوڑے پتلے شراب کے اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے عمرو نے کہی سی گلابیان شراب سے معمور کین اسمین بیہوشی کامل ملائی لیکر محفل مین آئے سبز بخت خوش ہوگیا کہا دیکھو صاحبو کیسا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا ہی خواجہ عمرو نے آتے ہی پانون مین گھنگھرو باندھے زنانا جوڑا منگا کر پہنا سامنے کھڑے ہو کر گت شروع کی یہ اشعار گانے لگے

اشعار

ڈوبا جب عین وحدت مین گوارا ہوگیا
مدلبہ اللہ دریا کا کنارا ہوگیا

فکر سے مضمون بلند ایسا ہمارا ہوگیا
عرش اعظم کا یہ موتی گوشوارا ہوگیا

سختی ایام کا صدمہ گوارا ہوگیا
ساقیا شیشے سے پتھر دل ہمارا ہوگیا

غیر کے ہمراہ وہ بیٹھے جو کشتی پر اسیر
قلزم ہستی سے عاشق کا کنارا ہوگیا

یہ اشعار گا کر جام بلورین سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے قریب سبز بخت کے آئے سر جھکا کر کہا ایسے

مالک کو سر سے شراب پلانا چاہیے سنبر بخت نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو دورا باندھا تھوڑے
ہی عرصہ مین ساری مجلس کو شراب پلا کر خواجہ بیٹھے سنبر بخت نے کہا میان لوٹ مار خان آج تمھاری شراب
نے بڑا مزا دیا ہی دیکھو پونے دو سو خداوند تشریف لائے ہین عمرو نے کہا اُنکی بھی ٹانگ ٹانگ لیجیے سنبر بخت
اپنے مقام سے اُٹھا پکارتا ہوا یا خداوند آئیے اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا
مصاحب وغیرہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سب گر کر بیہوش ہوے خواجہ سوچے ایسا نہو قتل کرنے مین
کچھ خرابی واقع ہو سنبر بخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسیکی شکل بنکر مسند پر سو رہے بوقت سحر نسیم سحری
چلی ملازمون کی آنکھ کھلی دیکھا مالک سو رہے ہین سب ڈھونڈھنے لگے کہ میان لوٹ مار خان کہان گئے
سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا آخر اپنے مالک کو جگایا خواجہ برہم اُٹھے کہا یارو میرے خواب مین ابھی
سامری و جمشید آئے تھے فرما گئے ہین کہ جا کر تاریک زنگی سے ملاقات کرو اور تاکید کرو کہ خبردار حفاظت
مین برہمن کی نہایت اہتمام چاہیے ساحرون سے کہا ایک تخت تیار کرو اُسی وقت تخت تیار ہوا خواجہ
اُچک کر تخت پر سوار ہوے ساحرون کو برابر بٹھا لیا کہا تمھین سحر کر کے تخت اُڑاؤ اُن سبھون نے
سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا چالیس جادوگر ساتھ ہین اس کروفر سے طرف باغ تاریک زنگی کے چلے
یہان تاریک زنگی بیٹھا ہی پانچ سو زنگی جمع ہین سامنے ایک چبوترہ ہی اُسپر برہمن روئین تن قید
بیٹھا ہی زبان مین سوزن ہاتھ پانؤن مین مارسیہ لپٹے ہوے برہمن اپنی جان سے بیزار ہی تاریک
مسند پر بیٹھا شراب پی رہا ہی زوجہ اُسکی سیہ تاب ایک موٹی زنگن پھولے پھولے گال لال لال مسوڑے
جوڑا لگا نار پہنے صاف ثابت تھا کہ خون مین کوئلہ ڈالدیا ہی بیٹھی ہنس رہی ہی کبھی تاریک زنگی
کے چٹکیان لیتی ہی کہ صاحب جلسہ برخاست کرو نشہ شراب کا ہوا کھیلنے کودنے کا وقت ہی تاریک زنگی
کہتا ہی اچھا صاحب چلتے ہین کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا عرض کی میان سنبر بخت جادو تشریف
لاتے ہین تاریک زنگی نے کہا آج آنے کا کیا باعث ہی اے سیہ تاب میرے دل کو کھٹکا ہوتا ہی
ہرچندکہ سنبر بخت بڑا ہوشیار ہی مگر عیاران اسلام بھی بلاے روزگار ہین مجھکو بڑا خوف ہی سیہ تاب
اُسکی زوجہ نے کہا صاحب کہلا بھیجو کہ اسوقت ہمین فرصت نہین تاریک زنگی نے کہا صاحب
آنے دو جو اپنے یہان مہمان آئے اُسکی خاطرداری واجب و لازم ہی وہ بھی مالک سرحد سنبرلوستان
ہی اُسکا مرتبہ تو مجھسے زیادہ ہی مگر میرے دل کو کھٹکا ہی اُسکا تو انتظام کرلون چند زنگیون سے کہا

استقبال کرکے لائے سونگی چلے بیرون باغ آکے سب نے منبر بخت نقلی کو سلام کیا عرض کی حضور آج
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے دیکھا زنگیون کے تیور بد ہین سمجھے کہ صحبت مین کچھ ذکر ہوا خدا خیر کرے
یہ بھی نہین معلوم کہ منبر بخت اسکی ملاقات کو کیونکر آتا تھا اسکے اُسکے کسطرح کا رسم ہی یا کچھ آنا ہی خلاف
ہوا کمبخت سے خواجہ کو دے ساتھ والون سے کہا صاحبو آج کل زمان انقلاب ہی ہر ممکن ایسا شخص
قید ہوا مجھکو بھی سب طرح کا شک ہی کہ میان تاریک مین کچھ فتور نہوا ہو شاید کوئی عیار نہ پہونچا ہو
جسوقت مین نعرہ کرون کہ تاریک زنگی کو پکڑ لو بلا تکلف لوٹ پڑنا شاید کوئی عیار آگیا ہو وہ عیار
تاریک بنا بیٹھا ہو مین سب فکر کرلونگا سب نے کہا حضور ہم آمادہ ہین خواجہ عمرو نے کہا اسباب سحر
بھی تیار رکھو چالیسون ساحرون نے سحر تیار کرلیے گولے ترنج نارنج سبھون نے ہاتھ مین لے لیے
تاریک زنگی در باغ تک خود آیا کہا بھائی صاحب آئیے آج تو آپ نے بعد مدت کے سرفراز کیا
کیا باعث ہی عمرو نے کہا ای برادر آجکل ایسا سخت گنہگار میہان قید ہی ہر وقت خوف رہتا ہی میرے دل مین
آیا کہ چلکر بھائی صاحب سے ملاقات کرون شاید کوئی مکار و غدار نہ پہونچ گیا ہو تاریک نے سراپا
کو دیکھا شک تو دل مین پڑ ہی چکا تھا آگے بڑھ گیا نخلستان پر کچھ اشارے کیے کچھ طائرون پر سحر کیا
اب خواجہ عمرو داخل باغ ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائرون نے پر تولے منقارین کھولین
زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر نخل سے اڑا شاخ پر پھول کر بیٹھا پکار کر آواز دی استاد تاریک
زمانے مین اندھیر ہی زیر نخل پھولون کا ڈھیر ہی

نظم

تسلی روز تو کس کس کو جانِ جان دیگا — یہی ہی حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا
مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا — سُنیگا جو کوئی کانون مین اُنگلیان دیگا
حیات خضر خدا تجھکو باغبان دیگا — چمن مین مجھکو اگر حکم آشیان دیگا
گرائیگا نہ کنوئین مین جو حسن یوسف کو — عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا
طلب کرینگے بھلا روز حشر کیا مجھسے — جو لُٹ کے آئیگا وہ خاک ارمغان دیگا
لگا مین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار — ابھی تو روتا ہی آگے دُہائیان دیگا
دل و جگر کے تو ٹکڑے اُڑا دیے غم نے — مسیح آنکے ٹانکے کہان کہان دیگا
نہ لکھو شوق ملاقات اُسکو نامے مین — وہ بدزبان ہی قاصد کو گالیان دیگا

بھرا ہی خون کے بدلے بخار سودا دی — بدن کو چیر دن جان سے وہین دھوان دیگا
تمہارا چاہ ذقن دیکھتے ہی سمجھے تھے — ریاض حسن کو پانی یہی کنوان دیگا
بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب — ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیگا
ملیگی روز جزا بے طلب جزاے عمل — کریم دیگا اُسے وان جو کوئی یان دیگا
وہ ہون غیور نہ لونگا مین ایسے سفلے سے — اگر زمین بھی گڑنے کو آسمان دیگا
جو چند شعر کہے ہین سنا دو پڑھکر رند — تمھین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دیگا

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے تاریک نے پکارکر آواز دی ارے بیوقوف کھٹکا تو دل کو ہوا خار الم دلمین چبھا فقو ثابت ہوا صاف صاف کہ کیا معرکہ ہی غضب باغ مین پہونچے ہین خواجہ کو بھی حیرت ہی کہ خدا خیر کرے جادوگرون کو ہاتھ سے اشارے کر رہے ہین نخل جادو کہ نائب ہی اُس سے چپکے سے کہا مجھے شک ہوا یہ تاریک زنگی نہین ہی کوئی عیار مکار ہی نخل جادو نے گولہ تیار کیا کہا حضور مین ہوشیار ہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچ سکے چالیسون جادوگر آمادہ ہین جب تاریک نے طائر پر غصہ کیا طائر نے پکار کے آواز دی یہ سنبرنخت جادو نہین ہی عمرو عیار ہی جیسے ہی طائر نے یہ کہا خواجہ سوچے کہ حال کھل گیا کیا غضب کا سحر ہی عجائب وغرائب سے یہ مقام مملو ہی تاریک طرف خواجہ کے جھپٹا پکار کر آواز دی یارو اس مکار کو لینا عمرو نے اپنے ساتھ والون سے کہا یہ ساربان زادہ نہ جانے پائے تاریک زنگی بنا ہوا سامنے کھڑا ہی نخل نے گولہ مارا چالیسون جادوگرون نے سحر کیا زنگی تو غافل کھڑے تھے کئی سی کے سر پھٹ گئے لاشے تڑپنے لگے اب تو زنگیون نے بھی سحر کیا خواجہ نے جست کی چاہا کہ الگ جا کے گلیم اوڑھ لون جیسے ہی خواجہ نے جست کی تاریک نے ایک دوہتھڑ زمین پر مارا خواجہ لڑکھڑا کے گرے تاریک جھلا کر چلا کہ سر کاٹ لون عمرو نے ساتھ والون کو آواز دی یارو سحر نے اسکے مجھپر تاثیر کی پانون زمین نے تھام لیے چالیسون جادوگر گولے ترنج و نارنج مارنے لگے تاریک زنگی نے نعرہ کیا ارے نالائقو یہ تمہارا افسر نہین ہی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے نخل جادو تاریک نقلی کو گولہ مار کہ اسکا سر اُڑ جائے مجھکو عمرو بناتا ہی چالیسون ساحرون نے پھر پڑھکر سحر کیے تاریک تو بلاے روزگار ہی سب کے سحر دفع کر رہا ہی کہتا ہی ارے تم سب کی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر ایک ترنج سبز نکالا

یا سامری کہکر پھونک مار چالیسون جادوگر لڑکھڑا کے گرے سب کا مسحور ہونا کہ تاریک زنگی نے اشارہ
کیا ایک برق چمکی کہ رنگ و روغن عیاری کا خواجہ کے چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی
تاریک زنگی تلوار کھینچکر چلا چاہا کہ سر کاٹ لے عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی ای خالق بے نیاز و
ای مالک کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برہمن بیٹھا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی مگر مجبور و
ناچار زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین مار ان سیہ لپٹے ہوے ہین خواجہ ملک ریحہ بین
دست دعا بلند پکار رہے ہین

نظم

تو بودی بیشک ولاریب موجود
وجود ہر وجود از تست موجود
تو با یک لفظ کن کردی اشارہ
ازان سو وارساندی خلق را سود

نہ بُد وقتیکہ بود بود و نابود
تو مطلوبی برای اہل مطلب
زمین و آسمان موجود شد زود
بفرمان تو بہ گردد نکو کار

زجود تو ظہور جسم و جان است
تو مقصودی برای اہل مقصود
تو کردی گرم بازار محبت
شود مقبول از حکم تو مردود

خواجہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین تاریک نے اُن جادوگرون سے کہا مفصل بتاؤ تمھارا
افسر کیا ہوا سنبر نخبت کے ساتھ یہ ساربان زادہ کیونکر پیش آیا اُسکو کیا کیا ایسا عقیل و فہیم جادوگر
اُسپر کیا سانحہ گذرا سبھون نے عرض کی حضور ہمین نہین معلوم ہوا نہ کوئی نیا شخص ہمارے
یہان آیا ایک شخص آسمان سے گرا تھا اُسنے شاید عیاری کی ہو تاریک نے پوچھا مجھے حیرت ہوتی
ہی کہ آسمان سے کیونکر آیا کہا حضور ایک جادوگر ثمر جادو نامے ایک گویے کو لیے جاتا تھا ثمر جادو
کو سنبر نخبت نے مارا وہ گویا گرا اُسکے سوا کوئی ہمارے یہان نہین آیا اور کسی کو ہمنے نہین دیکھا
تاریک نے کہا مین دریافت کرلونگا کہ میرا بھائی کہان ہی اسکو تو قتل کرلون اسکے ہاتھ سے صدہا
ملک ویران ہوے برہمن نے جو خواجہ کا یہ حال دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہین دعائین
مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای رحیم و کریم عمرو کو بچالے چراغ اہل اسلام کا گل ہوتا ہی
زنگیون مین غل ہوتا ہی کہ عمرو کو جلدی قتل کرو چاہتا ہی تاریک کہ خنجر کھینچکر جا پڑے کہ آسمان سے
برق چمکی ملکہ گلگونہ رنگین پوش ایک عقاب لاجواب پر سوار زلفین چہرۂ بے نظیر پر چھوٹی ہوئین
مانگ مین سفیدہ رچا ہوا پردۂ ظلمات مین شفق کا کیونکر نشان ملا زلفین سیہ فخر مشک و عنبر چہرہ
رشک قمر پری پیکر خورشید منظر آنکھین نرگس شہلا معشوق یکتا چہرے پر ہر چند کہ خال خال ہین

اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین عقاب اُڑتا ہوا آتا ہی ہونٹھون کو سحر خوانی مین جنبش مسیحائی مین کوشش عاشق مردہ کو جلائین اعجاز عیسی دوران دکھائین دیکھتے ہی تاریک کے ہوش اُڑ گئے کانپنے لگا گلگونہ نے ہاتھ جو ہلایا برق گری کہ زنگیون کے سر اُڑ گئے ایک کاغذ سیہ جھولی سے نکال کر پھینکا کہ عمرو کے آگے پردہ حائل ہو گیا اب زمین پر ملکہ گلگونہ آئین جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پکار کر آواز دی او تاریک سامنے تو آ سر خیل عیاران کو قتل کرتا تھا اسی مُنھ پہ دعوی سحر دیکھ ہوشیار ہو جا زوجہ تاریک جو کھڑی تھی اسنے ایک گولہ پھینکا جیسے ہی گولہ سیہ تاب نے پھینکا گلگونہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کہ ارے اسکو لینا اس شفتل کو بھی سحر کا حوصلہ ہوا ای خوش آواز و خوش گلو اسکو اپنی آواز تو سنا دے یہ جو ہا اے گلگونہ نے آواز دی خود بخود گوشۂ باغ سے ایک صدائے دلسوز کان مین آئی **نظم**

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا ۔ کہو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا ۔ سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا
کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا ۔ بہت قریب جگر سے ہی فاصلا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے ۔ غضب مین ڈالدیا مجھکو ہو بُرا دل کا
دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج ۔ معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین ۔ مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
مآل کار ضرر جان کا ہی اُلفت مین ۔ خدا کسی سے نہ ڈالے معاملہ دل کا
نہ گفتنیست چہ گویم چہ شرح حال کنم ۔ نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا
ہجوم غم مین بھی ثابت ہی بلکہ استقلال ۔ مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دل کا
عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے ۔ کرے بغور تو غافل مشاہدا دل کا
نہ جان مردہ نہ پژمردہ ہی سمجھ اسکو ۔ لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا
مکین ہی ایک ہی دونون مکان اُسکے ہین ۔ نہین ہی کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

یہ آواز جو بعد سوز و گداز کان مین سیہ تاب کے آئی چہ ریا سر سے پھینک کر ناچنے لگی ملکہ گلگونہ نے آواز دی ارے اپنے دھگڑے کے سامنے جا اُسکے روبرو جا کر ناچ سیہ تاب طرف تاریک

کے چلی پکارتی ہوئی اوخرنامشخص ذرا ادھر متوجہ ہو ہماری ملکۂ عالم نے کیا ارشاد فرمایا کچھ تیرے ذہن مین نہین آیا یہ کہکر سیہ تاب دوڑی تاریک کے پٹے پڑ لیے تاریک ہان ہان کرتا ہو یہ کب مانتی ہی زن وشوہر مین خوب لات لگی ہوئی کبھی سیہ تاب اوپر کبھی تاریک اوپر آخر کو ایک مقام پر تاریک نے سیہ تاب کی چٹیا پکڑی اس زور سے طمانچہ مارا کہ گال سوج گیا سیہ تاب نے ایک چیخ ماری کہ بھلا نگوڑے بیدرد کچھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا دیکھ گال سوج گیا دو دانت گر گئے یہ کہکر چاہا کہ پھر لپٹ پڑے ون تاریک نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ سینے کو سیہ تاب کے توڑ کر پشت کے پار گذرا گولہ مار تو دیا زوجہ کا لاشہ جو زمین پر تڑپا دل دُکھ گیا غصے مین آواز دی او گاگونہ تونے میری زوجہ کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا غضب کیا اب تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہ کہکر برس پڑا برقین چمکائین تلوارین گرائین آگ برسائی جب خوب سحر کر چکا ملکہ گلگونہ نے سب سحرونکو دفع کرکے ایک چٹکی خاک کی اُٹھائی تاریک کی جانب پھینک دی ایک غبار بلند ہوا اُس غبار مین تاریک چھپ گیا بعد عرصہ دراز غبار سے نکلا کچھ اشعار پڑھنا شروع کیے کبھی صورت زیبا پر لگا کبھی آہ کبھی واہ کبھی پکارتا ہی اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون لاکھ جان سے تمپر نثار ہون کیا کہون جو دل کی کیفیت ہی عجیب حالت ہی

نظم

مسیح وقت نہ کر تو معالجا دل کا ۔۔ کہ جان گسل نظر آتا ہی عارضا دل کا

تپاں رہا ہی یونہین مدتون سے پہلو مین ۔۔ مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

فسردگی ہی طبیعت کو عہد طفلی سے ۔۔ نہ تھا شباب مین بھی مجھکو ولولا دل کا

گرانہ کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف ۔۔ حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھُٹ کے آگیا لب پر ۔۔ مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا

صفائے تخبشا ہی آئینے پر بھی فوق اسے ۔۔ کر یگی صورت شاہد مقابلا دل کا

چھُڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ ۔۔ کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

دو روزہ زندگی مین جان سے کیا ہی تنگ ۔۔ مجھے ہلاک کیا اسنے ہو برا دل کا

تعلق کا ہی وہی عالم وصال ہو کہ فراق ۔۔ مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا

نوائے جغد سے ہین گوش آشنا جنکے ۔۔ خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ عنادل کا

یہ اشعار پڑھتا ہوا تاریک طرف ملکہ گلگونہ کے چلا پکارتا ہوا ہین تو غلام ہون گلگونہ نے کہا تو کیسا ہمارا تابعدار ہی برہمن روئین تن قید ہی اُسکو جاکر رہا نہین کردیتا یہ سنکر تاریک دوڑا جاتے ہی زبان سے برہمن کی سوزن کو نکالا قید کالی ماران سیہ جسم سے جدا کیے کہا ای برہمن صف شکن چلو تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین برہمن ہنستا ہوا اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکہ گلگونہ کیا کہنا حقیقت مین ایسے سحر نگاہ سے نہین گذرے کیا پاک و پاکیزہ سحر ہین تمہارے سحر کو بھلا دیا عجیب رنگ دکھا دیا ملکہ گلگونہ نے جھک کر سلام کیا کہا ای برہمن روئین تن آپ لوگون نے بڑے بڑے کارنمایان کیے عمرو کا دل سے ساتھ دیا افراسیاب ایسے ظالم سے مقابلہ کیا کہان کہان معرکے پڑے خوب خوب لڑے یہ فرمائیے کہ اب اسکا کس طور سے خاتمہ کرون برہمن نے کہا تمکو اختیار ہی ملکہ گلگونہ نے اشارہ کیا ای تاریک تیرے ہمراہی کھڑے ہین انکو قتل نہین کرتا یہ بھی ہمارے دشمن ہین یہ سنکر تاریک تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑا جس زنگی کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب کو قتل کر رہا ہی زنگی فریاد کرتے ہین کہ ای آقا نامدار غلامون نے کیا خطا کی برائے سامری و جمشید معاف فرمائیے غلامون سے کبھی خلاف نہوا ہی اور نہوگا تاریک بہیبت لب پر مہر سکوت کسی کو جواب نہین دیتا جب سب کو قتل کر چکا تو ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم اب کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا اپنا مدعاے دلی تو بیان کر تاریک نے کہا حضور مرتا ہون میری جان پر بنی ہی گلگونہ نے فرمایا تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھو تاریک نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی ملکہ نے کہا کھینچلو مگر خفت نہ کھینچنا تاریک نے تلوار کھینچلی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا کھڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو افسر زنگیان بود عرصے تک سنگباری و برفباری بھی ہوئی تمام باغ جلگیا عمارتین گر پڑین اب جو روشنی ہوئی دیکھا باغ مین سناٹا طائر جلے ہوے پڑے ہین جس مقام پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین گل و غنچے کا دم بھرتی تھین اُس مقام پر زاغ و زغن بول رہے ہین مکانون کے گرے ہوے نشان خشت ہاے شکست کا جابجا انبار بقول شاعر فرد ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ خواجہ گھبرا گھبرا کے دیکھنے لگے فرمایا کیون ملکہ گلگونہ اس باغ مین

فرش و فروش مال و اسباب نقد و جنس کچھ نہ تھا ملکہ ہنسین کہا خواجہ یہ صحراے ویران افراسیاب نے آباد کرا کے سب کارخانہ سحر کا تھا اُسکے مرنے سے غائب ہو گیا جلگیا پھنک گیا برہمن نے کہا ملکہ اب یہان سے نکل چلو خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے خواجہ نے کہا ہمین جہان آپ ڈھونڈھیےگا وہین ہم ملجائینگے برہمن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ادھر کے صحرا بہت خراب ہین راستے کا نشیب و فراز ایسا نہو آپ راہ فراموش کرین تو ہمکو بڑی مشکل ہوگی تمام ساکنان طلسم آپ کے نام کے دشمن ہین جنکو خضر راہبر جانا ہی وہ رہزن ہین بہ مجبوری خواجہ نے قبول کیا برہمن نے تخت تیار کیا ملکہ گلگونہ سوار ہوئین ایک طرف برہمن ایک جانب خواجہ عمرو برہمن تخت کو اُڑاتا ہوا چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین خدمت مین حاضر ہین ناچ ہو رہا ہی ایک پری پیکر قمر منظر بہ صد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گارہی ہی

غزل

تکلیف ہی جون پنجۂ گل لال ہوا ہاتھ — نازک ہی وہ لبس چھوڑ دے اے رنگ حنا ہاتھ
مین اپنے گریبانکے ٹکڑے کا ہون پیرو — چلتے ہین جنون مین مرے پانوٗنسے سوا ہاتھ
ہی دست مری نبض کی تف سے ید بیضا — یہ معجزۂ تازہ مسیحا کے لگا ہاتھ
ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے — کیا کھینچتے دامن کو ترے کام مین تھا ہاتھ
رکھا تو دل و چشم سے اب اُٹھ نہین سکتا — قربان نزاکت کے مین کیا پانوٗن ہی کیا ہاتھ
ہونے نہ دیا چاک گریبان کفن کو — یارون نے کیے دفن مرے تن سے جدا ہاتھ
یہ دست بریدہ مرے قاصد کا نہووے — ہی مہر کا خط ہائے شعاعی سے بھرا ہاتھ
جیسا مجھے آرام ترے ہاتھ سے آیا — اللہ کرے یون ہی ترا سینہ مرا ہاتھ
جو شاخ گل اے جوش جنون زار ہو یعنے — جب چاک ہوا خامہ نویس ٹوٹ گیا ہاتھ
بیٹھا کفِ افسوس ملیگا لبِ گفتن — غیرون سے بھی ظالم تو مرے ساتھ اُٹھا ہاتھ
ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے — مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ

افراسیاب مست بیٹھا ہی جام مے گلنار گردش مین عیش و عشرت کی کوشش مین کچھ طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا بے اختیار مُنہ سے نکلگیا کہ مین نے

جہان برہمن کو قید کیا ہو وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا کنیزین جو حاضر ہین اُنھون نے عرض کی
اے شہنشاہ آپ کا جو انتظام ہی ایسا ہی ہی لیکن مسلمان اُس مقام پر پہونچے ہین کہ جہان عقل کو
دخل نہین ہوتا ذرا کتاب تو ملاحظہ فرمائیے ابھی حال کھلجائے افراسیاب نے اُسی وقت لتاب
سامری اُٹھائی اب جو کتاب مین دیکھا رنگ رو متغیر ہوگیا زانو پر ہاتھ مار کے کہا لو صاحب
غضب ہوا سیہ بخت عمرو کی زنبیل مین ہی تاریک جادو مارا گیا کچھ کسی کا زور نہ چلا اب عمرو و
گلگونہ و برہمن ایک تخت سحر پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین صحراے خارستان مین
ضرور گذر ہوگا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جا کر اُنکا راستہ روکے اگر تین دن اُس صحرا مین گذر گئے
بھوک پیاس سے مر جائینگے اُسوقت کئی خرا جگر ارسبھی جمع ہین خلخال جادو خرا جگر اران افراسیاب
سے ہی ضعیفۂ صد سالہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سر ہلتا ہوا عارض پر جھریان ایک
ایک چھڑی سطر مکاری کمر مین خم اُسے خم کمان کہنا چاہیے تیر تدبیر ہمیشہ پورا بیٹھتا ہی لٹھیا ٹیکتی
ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی بلائین لیکر عرض کی مین صدقے مین قربان مین جا کر
اُنکا راستہ روکون اگر حکم ہو فن سحر و ساحری مین تو کون افراسیاب نے کہا اے خلخال گلگونہ
بلاے روزگار ہی خلخال نے کہا وہ چھوکری کیا ہی کمسن الھڑ پنے کے دن اس آپ کی اطاعت سے
یہ مرتبہ پایا عاشق ہو کر آپ نے اُسکو منھ لگایا ورنہ وہ سحر و ساحری کو کیا جانے برہمن البتہ
ساحر کامل ہی اور عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ آپ سماعت فرمائینگے افراسیاب نے بہت کچھ
باتین تعلیم کین خلخال جادو افراسیاب سے صلاح و مشورہ کرکے طرف صحراے خارستان کے
روانہ ہوئی یہ بھی افراسیاب سے پوچھ لیا کہ کب وہ جا کر صحراے خارستان مین پہونچینگے افراسیاب
نے کہا بعد دو دن کے وہ لوگ صحراے خارستان مین پہونچینگے سواری کرکے خلخال چلی اور
بالتعجیل اپنے کو صحراے خارستان مین پہونچایا عقاب بنکر درخت پر بیٹھی دو منزل کے گرد مین وہ صحرا
تھا ہر نخل پر بیٹھی اور سحر کیا تمام صحرا کو سحر بند کرتے کرتے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری نخل کے سائے
مین بستر اپنا لگایا کچھ مسافر بنا کر چھوڑ دیے چند طائر سحر سے بنائے اُنکو اُڑا دیا وہ درختون پر
جا کے بیٹھے کوئی زمزمہ کرتا ہی کوئی مثل زاغ و زغن کے صداے مہیب دیتا ہی کہ سنکر قلب
کانپے روح تھرائے یہ انتظام کرکے خلخال جادو بیٹھی لیکن چونکہ سن لیا ہی کہ برہمن ایسا

شخص آتا ہی سحر کرتی ہی تیسرے دن برہمن و گلگونہ و عمرو اُس صحراے خارستان مین آکر پہونچے دیکھا کہ صحرا شنسان کف دست میدان نخل کا کہین نام نہین اگر کسی طائر کا گذر بھی ہوا تو کانٹون مین پھنس کے رہگیا کانٹون کے جابجا انبار طائران بدصورت کی پکار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین چشمے خشک پڑے ہین خواجہ نے کہا ای برہمن ابتک اسطور پر آئے کہ جہان صحراے سبزہ زار ملا اُسی مقام پر رات کاٹی آج تو بُرے مقام پر شام ہوئی برہمن نے کہا خواجہ اس راہ مین صحراے ہولخیز و وحشت انگیز بہت ہین کوئی مقام جنگل مین عمدہ تلاش کرو خواجہ و برہمن وہان پھرنے لگے بعد عرصۂ دراز ایک نخل سایہ دار ملا اُسکے سائے مین جاکر بیٹھے صحرا کی وحشت شام کا وقت جنگل سائین سائین کر رہا ہی پہاڑ اُجاڑ ویران درخت بے برگ و بے بار چند طائران وحشی لے اُنپر آکر آشیانہ لیا صورتون سے حیرت و وحشت برس رہی ہی کہ مصیبت کے مارے دن بھر کے بھوکے پیاسے خاموش آکر درختون پر بیٹھے ہین صدا بھی نہین دیتے یکایک شام محنت انجام کا سامنا ہوا ماہ تابان فلک پر نکلا ارال کا گولہ معلوم ہوتا تھا ستارے جو نکلے چہرے وگویان کہنا چاہیے کہ صورت اُنکی کلیجے کو مشتاب کرتی تھی برہمن حیران گلگونہ بھی پریشان کچھ قلیل سا کھانا اسطور سے بہ مشکل ممکن ہوا کہ جب برہمن و گلگاونہ نے بہت کہا کہ خواجہ بھوک کے مارے حال بہت ابتر ہی خواجہ نے زنبیل سے ٹکڑے شیرمال کے سوکھے ہوے نکالے وہ قلیل قلیل سے تینون صاحبون نے نوش کیے خواجہ نے پانی بہ مشکل مشکیزۂ حضرت خضر سے پلایا اس مصیبت مین رات بسر کی جبکہ غواص ماہ تابان چاہ مغرب مین داخل ہوا اور کشتیبان فلک نیلوفری یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم کشتی مہر کو کھیتا ہوا دریاے چرخ زبرجدی سے باہر نکلا بجز خار عالم پر نگاہ ڈالی خواجہ و برہمن و گلگاونہ اُٹھے خواجہ نے غاز سحرادا کی آمادۂ سفر ہوے دن بھر رہروی کی شام کو پھر اُسی صحراے مذکور مین پہونچے بہ مشکل ایک نخل تلاش کیا اُسی کے سائے مین اُترے رات بہ مصیبت بسر کی صبح کو پھر روانہ ہوے دن بھر پھرے شام کو پھر وہی جنگل ملا اُسیطرح نخل کے سائے مین اُترے تیسرے دن برہمن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے یہی صحرا روز ملتا ہی شاید کسی نے ہمارا راستہ روکا دن بھر پھرتے ہین رات کو اسی مقام پر آتے ہین آج اسکی شناخت کر لیجیے ہرچند کہ آج سمجھ بوجھ ذہن مین آگیا مگر امتحان کامل ہوجائے ایک تیر

برہمن نے اُس نخل کی بیخ مین لگا دیا دن بھر رہروی کی شام کو قریب اُسی درخت کے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کسی مکار نے راستہ روکا ہی ملکہ گلگونہ کو بہت غصہ آیا پکار کے آواز دی او مکار جعلساز شعبدہ باز سامنے آ کر کوئی سحر کر گیا مثل چورون کے راستہ بند کیا ہی اب معلوم ہوا انشاءاللہ گل کھلینگے سامنے راستہ روکنے والا آتا تو امتحان معقول ہوتا خلخال نے سر کوہ سے یہ سب باتین سُنین خیال مین آیا کہ جا پڑون پھر سوچی کہ کیا ضرورت ہی بھٹک بھٹک کر یہ سب اس صحرا مین آپ ہی مر جائینگے میری زندگی مین سحر سے نہ نکلینگے اس سوچ مین بیٹھی ہی لیکن گلگونہ سحر کر کے بلند ہوئی برہمن سے کہ گئی کہ مین تلاش کرنے اُس مکار کو جاتی ہون خلخال نے جو اُس کوہ پر سے دیکھا کہ گلگونہ بلند ہوئی اس ملعونہ نے جھولی سے ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی خون اپنی اُنگلی کا اُسکے مُنھ مین دیا ایک دو ہتھڑ مارا پتلی ہنسی ایک نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئی دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن نازو کرشمے مین پُرفن خلخال نے کہا جلد جا گلگونہ رنگین پوش کو لگا کے لاگ مبہوت کر کے لانا وہ نازنین حسین ٹہلتی ہوئی چلی ملکہ گلگونہ ایک مقام پر جا کر اُترین نگاہ اُٹھا اُٹھا کے چار جانب دیکھنے لگین کہ کان مین گانے کی آواز آئی ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے سر اُٹھا کے ایک نازنین مہ جبین حسین و جمیل پری پیکر رشک قمر کو دیکھا یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

سُنا گیا مجھے باتین وہ بد زبان کیا کیا — کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا
بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ — تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا
سواے تازہ مضامین کے لب نہین واقف — نئے سُناتی ہی فقرے مری زبان کیا کیا
وہ کون ہی جو نہین تیری گفتگو کرتا — سُنتے ہین تذکرے تیرے کہان کہان کیا کیا
سُنکا تین تھین بہت اور مجال وقت سخن تنگ — دم اخیر سُناتا یہ نیم جان کیا کیا
یو ہین جو مُنھ پہ کہیگی یہ نیک و بد سب کا — مجھے سنائیگی دیکھون مری زبان کیا کیا
زمین مین گاڑ کے ہر عضو تن کریگا خاک — ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا
یہ چرخ پیر کی کیا خصلتون سے غافل ہین — گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا
ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر — جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر ملکہ گلگونہ کے دل کو بیقراری نے گھیر ا پکار کر آواز دی اے نازنین مہ جبین اس صحراے ویران مین تیرا کیونکر گذر ہوا کیا مصیبت پڑی اُسنے ہنسکر جواب دیا یہ کوہ و دشت اپنا مقام ہے دشت نوردی ہمارا کام ہے ہماری ملکۂ عالم شہنشاہ ساحران اُستاد شعبدہ بازان براے سیر آئی ہین جی چاہے چلکر ملاقات کیجیے کل صحرا کی وہی حاکم ہین اس اقلیم کی وہی ناظم ہین مگر آپ کے آنیکا کیا باعث ہوا ملکہ گلگونہ نے کہا کسی مکار نے ہم پر راستہ روکا ہے اُسی کی تلاش مین نکلے ہین اُس نازنین نے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیے جس کسی نے ایسی حرکت کی ہوگی اُسپر تنبیہ کیجائیگی بلکہ اُسکو پکڑوا بلائینگے سزا دینگے کوئی آپ کو تردد نہوگا اسطرح کی باتین نازنین نے کین اور وہ اشعار سنکر دل پر تاثیر تو ہو ہی چکی تھی اور اس شیرین سخنی سے اُس نازنین نے کلام کیا کہ ملکہ گلگونہ اُسکے ساتھ ہو لین اب جو قریب کوہ آئین چند نازنینان ماہ پیکر کی آواز سنی اُس نازنین نے کہا شاید ملکۂ عالم جانے کو ہین جلد تشریف لیچلیے ملکہ گلگونہ نے گھاٹیون کو طے کیا بالاے کوہ جو آئین ایک خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا درخت چھوٹے چھوٹے سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف سامان عیش و نشاط مہیا معلوم ہوتا ہے چند نازنینان پری پیکر آسیمین ما کر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

غزل

سر مین ہواے ابروے قاتل سمائی ہے – تلوار سے ضرور مری موت آئی ہے
مین جانتا تھا روئیگا مجھکو وہ مثل ابر – لاشے پہ ہنسکے یار نے بجلی گرائی ہے
شانے تک اُسکے زلف رسا اب پہونچ گئی – شانے کی اُسکی زلف رسا تک رسائی ہے
عارض دکھاؤ پھر وہی ہم ہین وہی ہو تم – آئینہ سان ہمارے تمھارے صفائی ہے
چشم صنم مین سرمے کی جادو و آہ دون – تار نظر کی مین نے سلائی بنائی ہے
ہین دست بستہ سامنے اُسکے تمام نور – پنجہ ہے بدر اور مہ نو کلائی ہے
کچھ غیر کے سخن کا نہ اُسنے دیا جواب – منھ اپنا لیکے رہگیا کیا منھ کی کھائی ہے
چھالے پڑے ہین اسلیے قاتل کی تیغ مین – تلوار میرے گرم لہو مین نہائی ہے
لب اُسنے لب پہ رکھدیے غش دیکھکر مجھے – سوتے مین پیاس بحر کرم نے بجھائی ہے
لاکھون ہی خون ہو گئے ہونگے چل اے قبول – سنتے ہین اُس نگار نے منہدی لگائی ہے

ملکہ گلگونۂ زنگین پوش بگوش ہوش سن رہی ہین جون جون اشعار کی آواز آتی ہی طبیعت کا رنگ بدلتا جاتا ہی وہ نازنین مسکرا مسکرا کر باتین کرتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین راہ کو طی کیا دیکھا سامنے ایک مسند زر لفتی بچھی ہی اُسپر ایک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزین مصاحبین بیٹھی ہین اُس نازنین نے ملکہ گلگونہ کو جو دیکھا کھڑی ہوگئی اپکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے غریبون کو سرفراز کیا کیا بڑی عنایت فرمائی ملکہ گلگونۂ زنگین پوش اُسکا خلق و اخلاق دیکھکر حیران جمال و محوِ دیدار ہوئین سراپا کو دیکھنے لگین دیکھا حقیقت مین صانع قدرت نے ایسی تصویر صفحۂ ہستی پر کھینچی ہی کہ جسکا نظیر ممکن نہین بقول شاعر شعر نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ✤ نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد ✤ مانی چو نقش آن بت بدست میکشد ✤ چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد ✤ سراپا کو دیکھکر حیران ہوگئین انکسار مزاج کا یہ حال ہی کہ جھکی پڑتی ہی ہاتھ تھامکے ملکہ گلگونہ کا قریب مسند کے لائی کہا تشریف رکھیے ملکہ گلگونہ بیٹھین وہ نازنین کہہ رہی ہی اُسی نازنین سے جو ملکہ گلگونہ کو لگا کے لائی ہی کہ کیون بوا تسخیر تم مہان کو لائین اپنے مہان کی خاطر کرو ایسے مہمان کسکو نصیب ہوتے ہین کچھ دو چار اشعار گاؤ طریقے سے معلوم ہوتا ہی تمہارا گانا بہت پسند آیا تسخیر نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملایا تسخیر نے گلگونہ سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

اشعار

گر پڑی بجلی جو ذکر آیا ترے رخسار کا ✤ چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا
صورت موے کمر ہرگز وہ ہاتھ آتا نہین ✤ ہوگیا معدوم مضمون بھی دہان یار کا
یہ نہین ٹوٹا ستارہ جھڑتی ہین چنگاریان ✤ تا فلک پہونچا ہی شعلہ آہ آتشبار کا
کہکشان پٹی ہی زخم قاتل ہمارے زخم کی ✤ چرخ زنگاری ہی پھاہا مرہم زنگار کا
مشک نافے کیطرح خوشبو دہن مین ہوگئی ✤ لیلیا بوسہ جو ہمنے گیسو خمدار کا
پادشاہی کرتے ہین بیٹھے دہان ہو کر فقیر ✤ بن گیا ظل ہما سایہ تری دیوار کا
اس لیے ہر دم عرق افشان جبین یار ہی ✤ تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا
ہمدم آیا ہی غش ابرو سے قاتل دیکھکر ✤ دیجیو چھینٹا اگر پانی ملے تلوار کا
شاہ اقلیم سخن کا قلق شاگرد ہی ✤ کیون نہو ہر ملک مین شہرہ مرے اشعار کا

جب یہ اشعار تسخیر نے گائے ملکہ گلگونہ کی محویت اور زیادہ بڑھی خلخال نے جلدی سے جام شراب
لبریز کیا ملکہ گلگونہ کو دیا گلگونہ نے جام بے اندیشۂ انجام پی لیا جام کے پیتے ہی ایک شعلہ منھ سے
نکلا ملکہ گلگونہ گر کر بیہوش ہوئین خلخال نے زبان مین سوزن دی سحر اُتار کر ہوشیار کیا اب
گلگونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کہ یہ منظر ناز کر رہی ہی کبھی پکارتی ہی
منم خلخال جادو مصاحب افراسیاب ساحرۂ لاجواب گلگونہ کے ہوش اُڑ گئے کہ کس بلا مین
پھنسی مقام افسوس ہی اس ملعونہ نے بڑا مکر کیا یہ تو اس حال پُر ملال مین ہین وہان جب گئے
ہوئے گلگونہ کو عرصہ گذرا برہمن نے گھبرا کر کہا ملکہ گلگونہ کو کیون دیر ہوئی خواجہ نے کہا معلوم
ہوتا ہی کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑی برہمن نے کہا مین جاکر تلاش کرتا ہون خواجہ نے کہا ای برہمن
دیر نہ لگانا خواجہ تو اُسی مقام پر بیٹھے برہمن روئین تن چلا خواجہ نے بہت کچھ سمجھا دیا کہ ای
برہمن جو کام کرنا سمجھ کر کرنا برہمن نے کہا خواجہ سمجھا جائیگا جب برہمن یہان سے چلے خلخال
کے سحر نے خبر دی کہ اب میان برہمن آتے ہین خلخال نے اُسی تسخیر سے اشارہ کیا میان برہمن
کو لینا تسخیر چلی برہمن تھوڑی دور چلے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی برہمن نے پلٹکر دیکھا
کہ ایک نازنین حسین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

ہماری عقدہ کشائی فقط دعا پر ہی
بتون کے بندے ہین لیکن نظر خدا پر ہی

پھرے وہ ہمسے تو منھ پھر گیا زمانے کا
رجوع خلق خدا غلق مین ہوا پر ہی

ہماری خاک کی مد نظر ہی بربادی
مزاج یار بہت اندلون ہوا پر سہی

لبون سے دل جو بچا مار زلف نے مارا
غضب ستم ہی ستم پر بلا بلا پر ہی

دماغ عرش پہ اپنا ہی خوش دماغی سے
فتادہ وہ ہین کہ سر تیرے خاک پا پر ہی

قیام آہ سے اپنا ہی صورت نرگس
تمام زور تن ناتوان عصا پر ہی

غضب کبر شکوۂ دور فلک دلا خاموش
پسا جو دانہ تو کیا جرم آسیا پر ہی

تمہارا جبر ہی کیا موت کا علاج نہین
قضا ہماری ادا ہی ادا قضا پر ہی

کسی کے ہاتھ کب آتی ہی برق دولت عشق
یہ اُسکی دین ہی موقوف سب عطا پر ہی

پھر برہمن نے دیکھا وہ نازنین اسی جانب آتی ہی اُسنے قریب آکر برہمن کو جھک کر سلام کیا برہمن

ہنس پڑا کہا صاحب آؤ ہم تو تمھاری تلاش مین تھے وہ تو سمجھی کہ میرا نام تسخیر ہی گرفتار کرنے کی یہ
تدبیر ہی برہمن نے ہاتھ تھام کر پشت پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کا ہٹانا تھا کہ تسخیر کے جسم سے شعلہ ہاے
آتش نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم ٹہیر دغا کی
دم بھر مین جلکر وہ نازنین خاک سیہ ہوئی برہمن کے مُنھ سے نکل گیا ہاے اسی فریب مین گلگونہ
پھنسی نہین معلوم وہ ملعونہ کہان ہی جسنے یہ سحر کیا قصد ہوا کہ زور نجوم کو دخل دون جھولی سے کاغذ
نکالا کچھ ہندسے وغیرہ بنا رہے ہین کہ یہان خلنخال کو جو معلوم ہوا کہ تسخیر کو برہمن نے جلا دیا
گھبرائی کہ اب کیا کرون فوراً چند فقرات لکھے ایک طائر سحر بنایا بخدمت افراسیاب روانہ کر دیا
افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی کہ طائر نے آکر نامہ پہونچایا افراسیاب نے دیکھا کہ خلنخال
نے لکھا ہی کہ اے شہنشاہ برہمن دام تزویر مین نہین پھنستا تسخیر دلپذیر کو مین نے روانہ کیا برہمن
نے اُسکو جلا دیا افراسیاب نے اُٹھکر ایک کمرہ کھولا آواز دی ارے دلفریب جلد حاضر ہو
دیکھا ایک نازنین نہایت حسین ہنستی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کہا جلد
اپنے کو پاس خلنخال کے پہونچا جو کہے وہ کرنا اپنے نام کی تاثیر دکھانا دلفریب فوراً روانہ ہوئی
خلنخال بالاے کوہ بیٹھی ہی کہ دلفریب فرستادہ افراسیاب آکر پہونچی ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑی ہوئی کہا مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سنتے ہی خلنخال خوش ہو گئی کہا
پاس برہمن کے جاؤ تسخیر کر کے ہمارے پاس لاؤ دلفریب نے کہا کس صورت پر جاؤن
خلنخال نے کہا جس صورت پر میرے سامنے لاؤگی ویسا ہی سامان پاؤگی یہ سنکر دلفریب پہاڑ
سے اُتری سوچکر بصورت حناے گلگون پوش تیار ہوئی تلاش مین برہمن کی چلی برہمن
ابھی علم نجوم کو درست کرنے نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے برہمن صف شکن مین
تمھاری تلاش مین نکلی تھی کچھ حال بھی تمکو معلوم ہی آج تیسرا دن ہی کہ شہنشاہ اپنے مقام
سے غائب ہین برہمن جو پلٹا دیکھا ملکہ حناے گلگون پوش مضطر و پریشان چہرہ اُداس
عالم یاس برہمن کو پکارتی ہوئی آتی ہین برہمن نے گھبرا کر کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی حناے
نقلی نے دوڑکر برہمن کا ہاتھ تھام لیا کہا اے خیرخواہ دولت آج تیسرا دن ہی کہ شہنشاہ نصر جمشیدی
سے یہ کہکر نکلے تھے کہ براے بمقابلۂ افراسیاب جاتا ہون پھر پلٹ کر نہین آئے آج مین گھبرا کر

تلاش مین نکلی یہ مضمون سنکر برہمن کے ہوش اُڑگئے کہا اے ملکہ عالم مین عجب آفت مین مبتلا ہون دام مکر افراسیاب سے چھوٹا آج تین دن سے اس صحرا مین حیران وپریشان ہون کسی نے ہمپر راستہ روکا ہے ملکہ گلگونہ ایسی ساحرہ کہ جسکا ہوشربا مین مثل نہین سوائے افراسیاب کے کسی سے کم نہین وہ جاکر غائب ہوئی خواجہ سائے مین نخل کے بیٹھے ہین مین جستجو مین گلگونہ کی نکلا ہون لیکن مین شہنشاہ کو بھی تلاش کرونگا افراسیاب کی کیا مجال ہے کہ شہنشاہ پر دست انداز ہو حنا سے نقلی برہمن کو باتین کرتی ہوئی لیچلی برہمن تو اپنا پیر و مرشد جانتا ہے سر جھکائے ہوے چلا آتا ہے جب قریب کوہ کے پہونچے کان مین آواز آئی اے برہمن خیر تو ہے ملکہ کو کہان پایا اس صحراے وحشت خیز مین کیونکر آنا ہوا برہمن نے سر اُٹھاکر دیکھا شہنشاہ کوکب مع پانچ سات مصاحبون کے زیر نخل بیٹھے ہین سامان عیش ونشاط مہیا ہے ایک عورت حسین پہلو مین بیٹھی تھی ملکہ حنا کو دیکھکر پہلو سے ہٹکر بیٹھی کوکب نے آواز دی اے برادر آؤ برہمن مودب پہلو مین بیٹھا حنا نے بیٹھتے ہی اپنا رنگ جمایا کہا کیون صاحب کئی دن سے کہان تھے ہم تلاش کرتے کرتے دیوانے ہوگئے دیکھو پانون مین کانٹے چبھے آبلے ہمارے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روئے کیا اپنی کیفیت کہین کہان تک خاموش رہین نظم

الفت مین کچھ اب خوف خطر ہم نہین رکھتے ۔ دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے
بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے ۔ اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے
آہون نے بھی باندھی ہے ہوا بے اثری کی ۔ نالون کا بھی غل ہے کہ اثر ہم نہین رکھتے
گہ دشت مین آوارہ ہین گہ اُنکی گلی مین ۔ وہ دل مین بسے آکے تو گھر ہم نہین رکھتے
آفرا بسے وصلت کے دعا کرتے ہین تسکین ۔ اب دل وہ مراد رہم و بر ہم نہین رکھتے
گویا لی ہوا نار تعشق سے دل اپنا ۔ ڈرتے ترے آنکھونکو بھی تر ہم نہین رکھتے
ابتک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے ۔ پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے
یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوش آب ۔ آرزو طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے
جس دل مین نہو درد نہ پہلو مین جگہ دین ۔ جو داغ نہ رکھے وہ جگر ہم نہین رکھتے
اب روح لہو ہوکے جو نکلے تو عجب کیا ۔ تن مین لہو اے دیدۂ تر ہم نہین رکھتے
ہم مردہ ہے دل شعر کے کہنے مین قبول آ ۔ یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

اس حسرت و یاس سے یہ اشعار خنائے نقلی نے پڑھے کہ کوکب نقلی رونے لگا کہا کیون برہمن سنتے ہو ملکہ نے کیا صدمے اُٹھائے صاحب نہ گھبراؤ مین چلتا ہون یہ کہکر کوکب نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کہا لو برہمن ایک جام تو پی لو برہمن نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ میرا دل دھڑکتا ہے شراب پینے کو دل نہین چاہتا کوکب نقلی نے کہا اے برہمن پی بھی جاؤ دل دھڑکنا کیسا برہمن نے یہ کہہ آہستہ جام پیا پیتے ہی گلابی ٹوٹی دھوان نکلا برہمن بیہوش ہو کر گرا ایکی بھی از بانمین موزن کو دیا خلخال نے برہمن و گلگونہ کو پتھرون کی آڑ مین قید کیا اب اس فکر مین بیٹھی ہے کہ دیکھون عمرو کس صورت پر آتا ہے اب خلخال بصورت اصلی بیٹھی ہے چند کنیزین سحر کی بنائی ہوئی گرد جمع ہین یہی باتین کر رہی ہین کہ حضور نے بڑا کمال کیا برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر لیا ورنہ برہمن وہ شخص ہے کہ جو منتظم ریاست کوکب روشن ضمیر ہے سارا طلسم نور افشان اسی کے انتظام سے آباد ہے رعایا دلشاد ہے مگر یہان جب خواجہ نے دیکھا کہ برہمن کو بھی دیر ہوئی سمجھے کہ برہمن پر کچھ افتاد پڑی رنگ و روغن عیاری کا نکالا افراسیاب کی صورت بنکر تیار ہوے تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے خلخال جادو بصورت اصلی بیٹھی ہے لیکن افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا اسکو معلوم ہوا کہ ساربان زادہ میری صورت پر برائے گرفتاری خلخال جاتا ہے وہین سے افراسیاب نے سحر کیا ایک طائر زمزمہ سرائی کرکے پہونچا درخت پہ آکے بیٹھا پکار کر آواز دی اے خلخال جادو آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو بصورت افراسیاب آتا ہے خلخال نے سحر کیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھی گرد کنیزین جمع ہین ساز بج رہا ہے ایک گانے والی شوخ و شنگ بخوش الحانی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

غزل

بہار حسن خداداد کو زوال نہین	سدا گلاب کے وہ پھول ہین وہ گال نہین
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین	یہ حسن نور خدا داد ہے زوال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ اور سائل کا	شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین	کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے	گہن مین چاند ہے تارے شریک حال نہین
مہینہ زیست کا کٹتا ہے ہر مہینے مین	نہال عمر کو آرہ ہے یہ ہلال نہین
ریاض حسن کے میوون مین یہ لطافت ہے	عیان ہے سیب کا داغ ذقن پہ خال نہین

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای بحر	مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

گانے والی ذرا چپ ہوئی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب تخت پر سوار اُڑاتے ہوے تخت کو آتا ہی خلخال نے کنکھیونسے دیکھا سر جھکا لیا گویا دیکھا ہی نہین کنیزون نے سبھی عرض کی حضور حقیقت مین اس کمال کو دیکھیے اب اس شخص کا ملنا دشوار ہوگا خلخال نے کہا اب میرے ہاتھ سے کیا بچیگا مین کیا اسے زندہ چھوڑونگی اس ظالم کے قتل سے منھ موڑونگی خواجہ نے آسمان پر سے دیکھا کہ محفل مین اشارے ہو رہے ہین خواجہ نے تخت اُتارا کنیزون نے پکار کے کہا شہنشاہ آتے ہین خلخال نے سر اُٹھایا واسطے سلام کے جھکی لیکن خواجہ کی جو نگاہ پڑی تیور خلخال کے دیکھکر دل مین شک ہوا کہ اسنے مجھکو پہچان لیا لیکن کچھ بن نہین پڑتا وہ برائے استقبال اُٹھی سامنے آچکی خیال ہی کہ اب یہ نہ ہٹنے دیگی تیور سے اسکے صاف ظاہر ہی کہ ہمین پہچان لیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اسی سوچ مین خواجہ زمین پر آئے لیکن ہاتھ پانون مین رعشہ مثل بید کانپ رہے ہین خلخال ظاہر مین خاطرین کرنے لگی دل مین یہی ہی کہ اسکو گرفتار کرون خواجہ اس فکر مین ہین کہ ذرا اسکو غفلت ہو تو نکل جاؤن خلخال کو خیال ہی کہ عمرو ذرا بھی مجھسے متوجہ نہو تو گرفتار کرون اور خواجہ عمرو ہوشیار بیٹھے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ برہمن دگلگونہ کہان ہین یا شاید وہ یہان نہ آئے ہون پتہ نہین ملتا چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین خواجہ چاہتے ہین کہ اپنے کو کوہ سے گرا دون ایسا نہو کہ یہ گرفتار کرے خلخال نے کہا شہنشاہ یہ صحرا بہت ویران ہی مجھے آباد کرنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا مین ویرانی صحرا کو دیکھون یہ کہکر اُٹھے خلخال حیران ہوئی کہ ایسا نہو ساربان زادہ نکل جائے یا پہاڑ سے پھاند پڑے چند سنگریزے ہاتھ مین لے لیے اور للکار اُٹھی او ساربان زادے کہان جاتا ہی مین نے پہچان لیا خواجہ پہاڑ سے پھاند پڑے خلخال بھی برابر کودی گرتے گرتے ایک دو پتھر زمین پر مار دیا کہ خواجہ کے پانون زمین نے تھام لیے خلخال نے قریب آکر گھر مین پنجہ دیا پہاڑ پر لیکر آئی منھ پہ ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے خواجہ کے اُڑ گیا خلخال نے کہا صاحبو دیکھا تمنے اس ظالم نے کیا کمال کیا اسوقت اسنے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ ای شہنشاہ مین نے عمرو و برہمن دگلگونہ کو گرفتار کر لیا جسطرح حکم ہو اُسطرح لاؤن مگر کنیز آبرو کی امیدوار ہی ایک کو عرضی دی کہ جاکر شہنشاہ کے ہاتھ مین یہ عرضی

دینا کنیز روانہ ہوئی یہان افراسیاب خوش ہو رہا ہی کہ خلخال نے بڑا کار نمایان کیا مگر ناچ راگ رنگ ہو رہا ہی ایک نازنین مہ جبین افراسیاب جادو کو خوش دیکھکر یہ غزل گا رہی ہی

غزل

نفع تجھسے مجھے ای زلف چلیپا کیا ہی ۔ مفت مین دل تجھے دیدون مجھے سودا کیا ہی
آئنہ دیکھکے صورت تجھے سکتا کیا ہی ۔ دیکھ تو اُسکی ادائین ابھی دیکھا کیا ہی
لاکھون دل پستے ہین جو ایک قدم چلتے ہو ۔ یہ چلن کیسے ہین جانی یہ رَوتا کیا ہی
طائر رنگ پریدہ کو کرونگا قاصد ۔ نہین ملتا جو کبوتر مجھے پروا کیا ہی
جینے کی فکر ہوا مالک عدم کو راہی ۔ نہ کھلا حال وہین کا یہ معما کیا ہی
سامری کا نہ چلے آنکھ کے آگے جادو ۔ ہونٹھ کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہی
آئنہ دیکھکے صورت پہ ہوے ہو عاشق ۔ صبح سے چہرہ جو اُترا ہی یہ نقشا کیا ہی
طائر رنگ پریدہ کی طرح اُڑتا ہون ۔ باغبان کا مجھے اس باغ کے کھٹکا کیا ہی
ایکدم کی ہی اسے بحر جہان مین مہلت ۔ بلبلا پانی کا ہی ہستی شیدا کیا ہی

وہ کنیز بھیجی ہوئی خلخال کی آکر پہونچی آتے ہی نامہ خلخال کا پیش کیا کہا واری آج ملکہ نے بڑا کام کیا ایسے ساحرون کو گرفتار کیا برہمن نے بڑی ہوشیاری کی مگر ملکہ نے حنائے گلگون پوش کی شکل بنا کر کنیز کو بھیجا تب میان برہمن اس دام مکر مین پھنسے ملکہ بصورت کوکب بنکر بیٹھین افراسیاب نے کہا کیون صاحبو اب کیا صلاح ہی خلخال کو قید سپرد کر دون سب مصاحبون نے کہا حضور یہ لوگ قید نہین رہ سکتے انکے مددگار پہونچینگے اور رہا کر کے لیجائینگے ہماری سب کی راے یہ ہی کہ صحراے طلسمی مین گرفتار کیا ہی حضور دخل نہ دین نامہ لکھ بھیجین خلخال وہین قتل کر ڈالے سر آپ کے پاس آجائین یہ راے افراسیاب کو پسند آئی اُسی کی عرضی پر جواب لکھا ای خلخال وای خیرخواہ دولت ہمنے تمکو بعہدہ نیابت مقرر کیا وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم رشک کرینگے لیکن ایک کام کرو یہ وہ لوگ ہین کہ اکثر قید ہوے اور رہا ہو گئے انکے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین برہمن وہ ساحر ہی کہ اگر قید سے رہا ہوگا زمین ہلا دیگا اگر میرا سحر تمھارے پاس نہوتا برہمن کبھی اس دام مکر مین نہ پھنستا مگر مناسب یہ ہی کہ ابھی خاص طلسم مین ان قیدیون کا داخلہ نہین ہوا اگر سرحد طلسم مین آجاتے تو میعاد کرنا پڑتی مین فوج روانہ کرتا ہون

اسی جنگل مین سامان کرو میدان خونی کی تیاری کیجائے اسی مقام پر تینون کو قتل کرو اگر عمرو قتل ہوگیا مسلمانون کے جی چھوٹ جائینگے اسی ظالم کی ذات سے سارے فتنہ و فساد پیدا ہوے مین سب سامان روانہ کرتا ہون کیا تعجب ہی کہ وقت پر مین بھی آؤن یہ لکھکر جواب نامے کا کنیز کو دیا بعد جانے کنیز کے آواز دی ارے ایک ساحر کا خواہان ہون کہ یہان سے جاوے خلخال کی جا کر شراکت کرے قتل مین شریک ہو سر لیکر ہمارے پاس آئے بارہ ہزار ساحر واسطے انتظام کے ساتھ لیجائے سرمست جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام یہ خدمت بجا لائیگا افراسیاب نے بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ کیے سرمست سب جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا یہان خلخال کو کنیز نے آکر نامہ دیا خلخال پڑھ رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سرمست جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے آکر پہونچا خلخال کو حکم افراسیاب سے آگاہ کیا خلخال نے کہا اب تو دن قلیل باقی ہی صبح کو سب سامان ہو جائیگا سرمست مع سب ساحرون کے اُسی پہاڑ پر فروکش ہوا خلخال نے باعزاز اُتارا آپ بھی وہین آکر بیٹھی صحبت شراب و کباب شغل راگ و رنگ شروع ہوا اور سب جادوگر بھی جمع ہین شراب چل رہی ہی جب دو دو چار چار جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے خلخال نے کہا اے سرمست مین نے کل اپنی جان لگا دی برہمن ایسے ساحر کا گرفتار کرنا کیا آسان تھا منتظم سلطنت کوکب کاہن نجومی لیکن مین نے گرفتار ہی کیا تینون قیدی بھی ایک گوشے مین بیٹھے ہین بیقرار و مضطر برہمن کا خواجہ سے اشارہ ہی کہ کیون خواجہ رات گذر رہی ہی کوئی صورت رہائی معلوم نہین دیتی خواجہ فرماتے ہین اے برہمن مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسنے مجھکو پہچانا کوئی پہلو نہ ملا کہ نکل جاتا آخر پہاڑ سے بھاگا مگر وہ بھی برابر پہونچی گرفتار کر لیا کسی کو لشکر مین خبر نہین کہ ہمپر کیا گذری یہان خلخال نے ایک نازنین پریچہرہ کو اشارہ کیا اُٹھ ۔ غزل گانا شروع کی غزل

کب دل ہمارا کوچۂ جانان سے دور ہی	بلبل ہزار حیف گلستان سے دور ہی
بیٹھا ہی مجھسے بھاگ کے مجنون ہزار کوس	دانا جو ہی وہ صحبت نادان سے دور ہی
کرلو وداع بلبل شیدا کو اے گلو	صیاد ایسے مین چمنستان سے دور ہی
جامے کو بار بار جھٹکتے ہو کس لیے	دامن تمھارا خاک شہیدان سے دور ہی
غربت مین کوئی قبر کا جاروب کش نہین	باد صبا بھی گور غریبان سے دور ہی

عالم تمام کیون نہ پرستش تری کرے
قائل کہین کھڑا ہی خدا ہو کے ہین کہین
رنجور تو ہی لب سے نہ پہونچیگا زلف تک
جل جل کے پوست دشت مین اُترا بدن کا سب
اب آہوان یار کا مین چھوڑتا ہون عشق
ڈھونڈھا بہت نہ دل کو دہن کا ملا سراغ
آزاد وہ نہین جو ختن کی کرے نہ سیر
یارب نجف مین ہند سے پہونچا قبول کر

ہندو سے ہی بعید مسلمان بت سے دور ہی
محشر کے دن بھی ہاتھ گریبان سے دور ہی
ای دل ختن کا شہر بدخشان سے دور ہی
چرمی بھی جامہ اب تن عریان سے دور ہی
حیوان پہ ہو فریفتہ انسان سے دور ہی
خضر اپنا حیف چشمۂ حیوان سے دور ہی
وہ قبلہ ہی جو کاکل پیچان سے دور ہی
اب تک یہ مور اپنے سلیمان سے دور ہی

گانے کا ہنگامہ گانے والی مچل رہی ہی سرمست کے سامنے بناتی جاتی ہی خلخال نے جھلا کے کہا او شفق اپنے باپ کے سامنے مچل رہی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی اسطرف نہین آتی گانیوالی کانپنے لگی طرف خلخال کے بیٹی سرمست کو غرور کرنا خلخال کا بہت ناگوار ہوا پلٹ کر کہا ای خلخال آج تم اپنے ہوش مین نہین ہو اگر ہم تمکو ایسا مغرور جانتے تو الگ جا کر رات بسر کرتے نہین معلوم تم کیا سمجھتی ہو خلخال نے کہا میان سرمست کیا تم میرے حاکم ہو میرا غرور کرنا کیا بیجا ہی تمکو میری اطاعت مین شہنشاہ نے بھیجا ہی خاموش بیٹھے رہو ایسا نہو ذلیل ہو سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ خلخال ذرا سمجھ کے کلام کرو مین شہنشاہ کا تابعدار ہون اور کسی کی اطاعت نہ کرونگا خلخال نے کہا یہ خیال نہ کیجیے گا مجھکو شہنشاہ نے نائب قرار دیا ہی سب پر میری حکومت ہی مین نے طلسم ہوشربا کو تباہ ہونے سے بچا لیا عمرو میرے قبضے مین ہی جسکی ذات سے سارا فساد برپا ہوا زیادہ زبان درازی نہ کیجیے گا سرمست نے کہا مین تمھاری حکومت کو نہ مانونگا باتون مین اسقدر تکرار بڑھی کہ خلخال اپنے مقام سے اُٹھی سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خلخال نے اُٹھتے اُٹھتے گولہ مارا سرمست نے گولے کو کاٹا سرمست تو بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی بے اختیار مُنھ سے نکل گیا کہ اس مغرور کی ناک چوٹی کاٹ لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کر کے چلے خلخال نے پکار کر آواز دی او سرمست کیون تیری شامت آئی ہی یہ بارہ ہزار ایک سحر کے مہمان ہین ایک ہی سحر مین سب کو مٹا دونگی سرمست نے کچھ جواب تو نہ دیا گولہ مارا مگر خلخال بلا سے رونگا ہی چند سنگریزے جو اُٹھا کر مارے

پتھر برسنے لگے ہر طرف سے صداے الامان بلند ہوئی ایک جادوگر پتھرون کے ڈر سے نخل کی آڑ
پکڑے کے کھڑا ہوا خواجہ فرمارہے ہین کہ ای برہمن ہمارے معبود نے رہائی کا سامان مہیا کیا
برہمن کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا خواجہ گوشت خرِ دندان سگ ہو رہا ہی ہمین کیا فائدہ
ہمارے دونون دشمن ہین اگر سرمست غالب آئیگا وہ بھی ہمارا ہی قاتل ہی خواجہ عمرو نے کہا گھبراؤ
نہین مین تدبیر کرتا ہون خلخال نے جو سحر کیا پتھر برس رہے ہین پتھر دنسے آگ نکل رہی ہی کسی طرف
تلوارین گر رہی ہین ہر چند سرمست روکتا ہی مگر سحر دفع نہین ہوتا اگر تلوارین روکین پتھرون کی ترقی
ہوئی جادوگر بھاگ بھاگ کر چھپتے پھرتے ہین بعض منھ کے بھل گرتے ہین سرمست بھی گھبرایا ہوا
ہی خلخال بہ اطمینان سحر کر رہی ہی پانچ چار ہزار ساحر جو مارے گئے پہاڑ پر خون کا دریا بہا جلاد
مہر تابان خنجر ضیا لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا وہ جادوگر جو بھاگ کر نخل کے پیچھے چھپا تھا
خواجہ عمرو نے پکار کر کہا بھائی میرے پاس آؤ ادھر چھپو تمھاری جان بچے اہل وعیال دار ہو
تمھارا مارا جانا مجھکو گوارا نہین ننھے ننھے بچے تمھارے تباہ ہو جائینگے عمرو نے جو محبت یہ کلمہ کہا
وہ جادوگر خوش ہو گیا قریب عمرو کے آیا کہا بھائی اگر مین مارا جاؤنگا نوجوان جورو کا کوئی پوچھنے والا
نہین بیچاری کہان جائیگی تڑپ تڑپ کے جان دیدیگی جب وہ ساحر قریب عمرو کے آیا
عمرو نے کہا بھائی بیٹھ جاؤ جب وہ جادوگر بیٹھا عمرو نے کہا مین بھی ڈر رہا ہون مجھپر نہ کوئی پتھر پڑے
سر پھٹ جائیگا جان کا ہیکو بچیگی وہ جادوگر بیٹھ گیا عمرو نے کہا بھائی میری کمر مین روپیہ ہین نکال لو
جادوگر نے ہاتھ ڈال کے عمرو کی کمر سے روپیہ نکالے عمرو نے کہا بھائی تمھین نے لو میرے ہاتھ کی
ہتھکڑیان نکالو مین اشرفیان بھی تمکو دون تم لیکر بھاگ جاؤ ہم تو اب زندہ نہ بچینگے تم صاحب
اہل وعیال ہو تمھین خرچ کرنا جادوگر روپیہ تو پا ہی چکا ہی خوشی مین عمرو کی ہتھکڑی نکال دی
خواجہ کی جیسے ہی ہتھکڑی نکلی کمر سے فوراً حباب بیہوشی نکالا اشرفیان نکالنے کے حیلے سے
حباب منھ پر ساحر کے ماردیا ساحر بیہوش ہو کر گرا اب تو عمرو نے روپیہ اُسکی کمر سے لیکر اپنی کمر مین
رکھے اور جھپٹ کے اول برہمن کی زبان سے سوزن لی برہمن کی زبان سے جو سوزن نکلی
ایک شیر تھا کہ اپنے مقام سے جھوم کر اُٹھا نعرہ کیا او خلخال بدمآل اب کہان جائیگی خلخال نے
جو پلٹکر دیکھا کہ برہمن نے رہائی پائی پکار کر آواز دی او سرمست بدمست دیکھ تیرے باپ نے

رہائی پائی اب کیونکہ جان بچیگی تیری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا عمرو نے گلگونہ کی بھی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپ کر اُٹھی برہمن سے کہا آپ دخل نہ دیجئے مین سمجھ لونگی سرمست نے جو پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین مثل شعلۂ جوالہ بیٹھنے پر اُچھلا چہرۂ زیبا سے ظاہر انتشار سرمست نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی میری جان پر بنی ہی میری مدد کیجیے عجب نوبت ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی کس زبان سے عرض کرون نظم

دیکھ تو شوق ناتمام مرا
کیون نہووے خراب کام مرا
دیکھنا کثرت بلا نوشی
کیونکہ رنگین نہو کلام مرا
زانو بت پہ جان دی دیکھا
مین نہ کہتا تھا کیون سلام مرا

غیر لیجائے ہی پیام مرا
آتشین خو سے آرزوے وصال
کاسۂ آسمان ہی جام مرا
تونے رسوا کیا مجھے ابتک
مومن انجام واختتام مرا

بے اثر ہی فغان خون آلود
پک گیا اب خیال خام مرا
اُس لب لعل کی شکایت ہی
کوئی بھی جانتا تھا نام مرا
بندگی کام آرہی آخر

ملکہ گلگونہ نے جواب دیا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی کیا ہمسے بھی محبت پیدا ہوئی یہ سنکر سرمست نے چاہا سحر کرون ملکہ نے کچھ بال توڑکر پھینکے کہا یہ دام محبت ہی بال جو پھینکے اقبال کی ترقی ہوئی بال بال گنہگار تھا سرمست دل کو پیچ وتاب ہوا سرمست نے دیکھا چند ماران سیہ پیدا ہوے ایک مار سیہ کفچہ اُٹھا کر سامنے آیا سرمست نے ایک دانہ آتش کا مارا مار سیہ جلکر خاک ہوا دھوان نکلا وہ دھوان جو دماغ پہ پہونچا سرمست رقص کرنے لگا ناچتا تھا کبھی غل مچاتا تھا کبھی پکارتا تھا مین آپ کا بندہ ہون قدم پر سر کو نثار کرون خدایا تو رحم کر کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون کیا شکایت فلک کجرفتار کرون بقول شاعر نظم

کیون دکھائی اے فلک بے یار صبح
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
وصل کی شب در پہ گر آیا ہی یار
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
ہی بیان کسکو شب فرقت مین ہوش

ہی شفق سے محبپہ آتشبار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
آچکی ہوگی پس دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

یان کسی خورشید رو کے عشق مین
زلف جانان شام ہی رخسار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

سرمست یہ اشعار پڑھتا ہوا قریب آیا قدمون پہ سر رکھدیا کہا میرا سر کاٹ لیجیے بار گردن سے اُتار دیجیے کہ نجات پاؤن

ملکہ گلگونہ نے کہا اسطرح کی جان دینے سے کیا فائدہ خلخال نے ہمارے ساتھ بڑا مکر کیا اسکا
سر کاٹ کے لاؤ تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین یہ سنتے ہی سرمست فاقہ مست جھومنے لگا
کہا جو ارشاد ہوا بجالاتا ہون خلخال کا سر لیئے جاتا ہون گلگونہ نے خوب سحر کو زور دیا جھومتا ہوا
چلا راہ مین جو جادوگر ملا اُسکے طمانچہ ماردیا اُسکا سر اُڑ گیا کسی پر تلوار چمکائی برق گرائی کئی سو کو قتل
کرتا ہوا سامنے خلخال کے پہونچا للکارا او بیحیا تو نے معشوق پریچہرہ کو آزار پہونچایا بہتر اسی مین
ہے کہ سر جھکا دے مین تیرا سر کاٹ کے لیجاؤن ملکہ کو راضی کرون اگر اسکے خلاف کیا تو جیتا پکڑ کر
لیجاؤنگا خلخال نے للکارا او بیحیا تو نے میری محنت خاک مین ملادی مین نے اپنے کو مثل نقش قدم
مٹایا تب ان تینون کو قید کیا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ انپر کوئی دست انداز ہو سکتا ہے سامنے افراسیاب
کے تیری شکایت کرونگی سرکار سے تیری سزا ہوگی لاکھ خلخال چیخی پیٹی ڈرایا دھمکایا مگر
سرمست کب مانتا ہے مبہوت چہرہ سرخ کف منھ سے جاری آنکھون کے آگے تصویر گلگونہ کی
پھر رہی ہے کلیجے پر ہاتھ مارتا ہے کہ اُس معشوق پریچہرہ کو کیونکر پاؤن تلوار کھینچکر خلخال کیطرف چلا
خلخال نے ہر چند سحر کیا کہ اسکو روکون میرے پاس نہ آئے مگر سرمست کب مانتا ہے
جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا خلخال نے تھپکی ماردی تیغہ ہاتھ سے سرمست کے نکلگیا وہی تلوار
خلخال نے اُٹھالی وہ شمشیر پر سحر دم کیا یا ساعری و جمشید کہکر ہاتھ مارا سرمست نے ہائے
ملکہ ہائے گلگونہ کہکر سر آگے کردیا تلوار جو پڑی سرمست کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ صدائے گیرودار
بلند ہوئی خلخال نے مار تو ڈالا مگر سر پیٹ لیا کہ ہائے بڑا ساحر زبردست مارا گیا افراسیاب جادو
شکایت کریگا اب جو پلٹکر دیکھا گلگونہ و بہمن نے کل فوج کا ستھراؤ کردیا لاشون سے پہاڑ کو
بھر دیا خلخال سوچی کہ اب انکے ہاتھ سے نہ بچونگی ایک دو پتھر زمین پر مارا ایک طائر پیدا ہوا کہا
او ہما ساحری میرے تو ہوش اُڑے ہوے ہین جلد جا کر شہنشاہ سے اطلاع کر کہ سرمست
مارا گیا خلخال کو اکیلا پاکر گلگونہ و بہمن نے گھیرا ہی طائر تڑپ کر بھاگا گئی گو ہے خلخال نے
سحر کیا کہ بہمن و گلگونہ پر آگ برسنے لگی زمین کانپی کبھی خون اپنا کاٹ کر پھینکتی ہے تمام زیور
جسم کا اُتار کر پھینکا بجلیان پھینکین تو بہمن چمکین بالیون سے شعلۂ آتش گرے کڑے اُتار کر
جو پھینکے پتھر برسے مگر ان دونون پر تاثیر نہین ہوتی سحر کو اسکے بآسانی دفع کر رہے ہین بہمن

آتا ہی کہ اسکو چیر کر پھینک دون اسکے اعمال قبیح کی سزا دون گلگونہ فرماتی ہین اُستاد ذرا تماشا
دیکھو مین اس مکار کی فکر کر چکی ہون مزا یہ ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے اپنے ہاتھ سے اپنی جان دے
اپنی بوٹیان خود کاٹے خلخال گھبرا کے پہاڑ سے کودی بڑی سختی اُٹھائی لیکن مہلت نہ پائی برہمن
بھی قریب پہونچا خلخال نے نیمچہ مارا برہمن نے کلائی پکڑ کر ایک طمانچہ مارا خلخال کا سر چنبر گردن
سے اُڑ گیا اب فوج باقی ماندہ کو قتل کرنا شروع کیا گھیر ڈالدیا ہی یہان افراسیاب جادو باغ
سیب مین بیٹھا ہی صبح کا وقت ہی باغ سیب کی رعنائی طائرون کی زمزمہ سرائی نخل سرسبز و
شاداب پھول لاجواب افراسیاب عیش پسند ہی گرد نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
جمع ہین ذکر برہمن ہو رہا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ اب تو برہمن و گلگونہ دونون قتل ہو گئے
ہونگے افراسیاب کہتا ہی اب نہ بچینگے ساربان زادے کا بھی سر آتا ہوگا آج حکم مین سامری
و جمشید کے خلل پڑیگا وہ تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے
نہین ہی دیکھو خلخال نے کیونکر گرفتار کیا لیکن اُسکو بڑی آبرو سے لانا چاہیے سب سردار برائے
استقبال جائین خلخال کو بہ آبروے تمام میرے باغ مین لائین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر بحال
پریشان پر نُچے ہوے آیا آکر درخت پر بیٹھا افراسیاب نے کہا ارے تو کون ہی کس حال پریشان
مین آیا ہی تجھکو دیکھکر دل گھبراتا ہی کس غم رسیدہ نے تجھکو بھیجا ہی طائر نے آواز دی ای شہنشاہ
گردون بارگاہ غضب ہو گیا خلخال و سرمست مین فساد ہوا برہمن و گلگونہ نے رہائی پائی
سرمست مارا گیا مجھکو تو اب یقین ہی کہ خلخال بھی قتل ہو گئی ہوگی برہمن کے سحر سے بچنا دشوار ہی
برہمن و گلگونہ نے قیامتین برپا کی ہین وہ سحر ہو رہے ہین کہ زمین کانپ رہی ہی پہاڑ جل رہا ہی
ہر مقام سے شعلۂ آتش نکل رہا ہی یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا مین خود جاتا ہون افراسیاب
بقہر و غضب تمام اُٹھا سحر کرتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ فوج تمام گھری ہوئی ہی برہمن و
گلگونہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کل فوج کو قتل کرین ایک اُنمین سے بچکر نہ جائے برہمن و گلگونہ
شانے سے شانہ ملائے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا
افراسیاب جادو او برہمن خبردار کہان جاتا ہی لاشہ خلخال و سرمست کا جو دیکھا افراسیاب
کو اور زیادہ غصہ آیا للکار کر جا پڑا برہمن اور افراسیاب سے سحر ہونے لگا جب افراسیاب نے

سحر کیا برہمن پہ شعلۂ آتش گرنے لگے برہمن مثل برق چمک کر نکلا جب برہمن نے سحر کیا افراسیاب پہ چادر سرخ گری افراسیاب اُسکو چاک کرکے چمکا تیغہ پکڑکر برہمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی جب افراسیاب نے ہاتھ مارا صد ہا تلوارین برہمن پر گرین برہمن نے تلوارون کو توڑا اپنے سحر سے خنجر برسائے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی خنجرون کو توڑ رہا ہی ایک مقام پر برہمن نے ہاتھ مارا افراسیاب نے کہا ارے حفاظت کرنے والے مرگئے اس ظالم برہمن کی بچے کو لینا سہبت مغرور ہی عقل و فراست سے سراسر دور ہی طلسم نورافشان وہ مقام ہی کہ ایک سحر مین مٹادونگا بادشاہ کو وہان کے در بدر خاک لبسر کرونگا اب جو برہمن نے ہاتھ مارا ایک طائر نے آکر گلا اپنا زیر شمشیر رکھدیا گردن پر طائر کی تلوار پڑی گردن طائر کی اُڑگئی خون کی چھینٹین جسم پر برہمن کے پڑین کہ آبلے پڑگئے برہمن کو معلوم ہوا کہ ہڈیان جسم کی جلنے لگین ہر ہر عضو سے چنگاریان نکلنے لگین ذرا برہمن کی پلک جھپکی آبلہ ہائے جسم پہ ہاتھ پھیرا کہ آبلے غائب ہون اتنے عرصے مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا سر برہمن کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا کہ برہمن کا سر کاٹ لون ملکہ گلگونہ نے پڑھین کچھ زیور پھینک مارا افراسیاب پر صدہا تلوارین گرین پتھر برسے کچھ ہاتھون سے اشارہ کیا کہ افراسیاب جھوما چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین حیران ہوکر ٹھہرا گلگونہ نے پکارکر آواز دی ای شہنشاہ یہ خاص سحر سامری ہی رگ رگ مین اس سحر کے شعبدہ بازی بھری ہی یہ سحر کبھی خالی نہین جاتا دیر تک افراسیاب چپ رہا جب ملکہ گلگونہ نے آواز دی شہنشاہ کچھ تو بولیے زبان کھولیے افراسیاب یا تو چپ تھا یا پکار اُٹھا نظم

ہجر مین ای گل مرے گلفام کسکے واسطے — شیشہ پھر کسکے لیے اور جام کسکے واسطے

دور جبس صورت مین ہو پہلو سے وہ آرام جان — ای دل دیوانہ پھر آرام کسکے واسطے

سنگدل ناآشنا قاتل ستمگر بیوفا — حیف ہی ہم ہوگئے بدنام کسکے واسطے

بلبلین مدت سے ہین دام رگ گل مین اسیر — پھر تو ای صیا دلایا دام کسکے واسطے

عشق چشم یار ہی ممکن نہین تر ہو دماغ — ای طبیبو روغن بادام کسکے واسطے

سہر شہرت چاک دل اُسنے کیا مثل نگین — دیکھنا زخمی ہی مُہر نام کسکے واسطے

جلد آکر لائے مرے خط کا جواب ای نامہ بر — نقد جان سینے مین ہی انعام کسکے واسطے

زلف دیتی ہے سیاہی کفر کی اسلام مین	پیچ مین ہے پھر رخ گلفام کسکے واسطے
ہم کہان اور یار بد خو ہے کہان اب ای قبول	کر رہے ہو یہ خیال خام کسکے واسطے

افراسیاب نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑہے گلگونہ نے سحر کو اور زور دیا قریب تھا کہ افراسیاب مبہوت ہو کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی ہنستی ہوئی نکلی شہرے کپڑے پہنے ہوے پہلے پکاری ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے جب افراسیاب نے جواب نہ دیا اُس پتلی نے جھپٹ کر مُنھ پر افراسیاب کے ہاتھ پھیر اُسکے مُنھ پر مُنھ رکھکر کہا مین صدقے مین قربان شعلہ مزاجی کو موقوف کیجیے آپ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین یہ باتین آپ کو مناسب نہین یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اب افراسیاب کو ہوش آیا غصے مین کانپا کہا او ظالمہ تیری محبت نے دل فگار کیا کیسا مجبور و ناچار کیا یہ کہکر جو ہاتھ ہلایا کڑک کر برق گری سر گلگونہ کا سراسر زخمی ہوا قطرات خون چہرہ بے نظیر پر آئے برہمن بھی زخم باندھے ہوے کھڑا تھا برہمن نے دیکھا گلگونہ قتل ہوتی ہے تاب نہ آئی گلگونہ کو اپنی پشت پر لیا آپ سینہ سپر کیے کے بڑھا افراسیاب نے چاہا دونون کے سر اُڑا دون کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او نابکار بدکردار ستم ساحر بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کوکب نے آتے ہی گولہ مارا گولہ افراسیاب کے سر پر جا کر پھٹا ہزارہا طائران خوش الحان مثل گلشن کے زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے سر پر افراسیاب کے اُڑنے لگے اُن طائرون کے نکلتے ہی افراسیاب کو گرمی معلوم ہوئی پسینہ چہرے سے پونچھنے لگا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا مگر افراسیاب نے ایک دستک دی ایک مرغ سیہ پیدا ہوا طائرون کو کھا گیا جب طائر غائب ہوے تو افراسیاب کا غصہ بڑھا آواز دی ای کوکب آج چراغ طلسم نور افشان گل کر دونگا یہ کہکر کئی گولے مارے کچھ آسمان کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا آسمان سے ایک برج سیہ چرخ مارتا ہوا آتا ہے معلوم ہوتا تھا کوکب پر گر لگیگا برہمن و گلگونہ نے آواز دی ای شہنشاہ بچیے کوکب نے اُٹھا کر گولہ مارا برج پر جو گولہ پڑا برج کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا گریبان پر اپنے ہاتھ ڈالا اُسے چاک کیا آواز دی ای غلام سامری کوکب کا گریبان گیر ہو ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا چاہا کہ کوکب کے لپٹ جاوے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب غصے مین جا پڑا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کوکب نے سپر پشت سے اُتاری افراسیاب پتیرے

بدلتا ہوا آتا ہی کہ ایک نخل پر سے دھماکا ہوا دیکھا ملکہ حیرت دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے اسلو رسے آئین کہ ثابت ہوتا ہی اُڑتی ہوئی آتی ہی آواز دی ای شہنشاہ یہ ظالم جانے نہ پائے یہ کہکر حیرت پہونچی افراسیاب کے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالدیے کوکب نے بھی سحر کیا افراسیاب چرخ کہا کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ای کوکب لینا کوکب بڑھا تھا کہ زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کر مین افراسیاب کے پنجہ دیا افراسیاب کو لیے اُڑی برہمن اور کوکب ایک تخت پر سوار ہوے گلگونہ وخواجہ ایک تخت پر سوار ہوے کوکب و برہمن طرف اپنے ملک کے گئے اس لڑائی کو بھی فتح کیا گلگونہ وخواجہ داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ مہرخ نے بڑی دھوم سے جشن کیا حیرت نے جو یہ خبرین سُنین غصے مین تخت پر سوار ہو کر افراسیاب کو خبر کرنے چلی یہ داستان متعلق جلد سوم تھی

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد ملکہ گلعذار نیرنگ ساز عیاریان عیارون کی گلعذار کا میدان مین آنا سحر بہار مین مسحور ہو کر باغ سیب مین جانا اور قتل ہونا ہاتھ سے افراسیاب کے عین وقت پر پہونچنا خار رخار رنگین پوش ہمشیرہ گلعذار کا مردہ بہن کا دیکھکر رونا بعد اُسکے لشکر کشی بر سر مسلمانان اور بہار کو گرفتار کر کے اپنے سحر مین پھنسانا لشکر کشی بہار گلعذار بر سر طلسم نور افشان و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف مع غزل

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا / آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

اب دل کو اضطراب ہی شوق وصال مین / اس نظم سے زوال نہ آئے کمال مین

ساقی ہی سیر باغ ہی آمد بہار کی / صورت دکھا دے آج مرے گلعذار کی

ساقی کو اضطراب نہایت ہی آج کل / سوسن نے کس ادا سے سنائی ہی یہ غزل

غزل مصنف موافق مضمون

بیتابیان یہ برق جہانتاب مین نہین
جو دل مین اضطراب ہی سیماب مین نہین

امید بن رہنے دیتی ہین کب دلمین یاس کو
دشمن کا دخل صحبت احباب مین نہین

آہون کی گرمیون سے ہی خشک اپنی چشم تر
پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین

آہون کے اُڑ رہے ہین شرر کیا شب فراق
ایسی چمک تو کرمک شبتاب مین نہین

مفہوم لال ڈورون کا یہ چشم تر کے ہی
تحریر وصل طالع سرخاب مین نہین

پتا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال
برباد ہی جو صحبت احباب مین نہین

فرقت مین یاس وحسرت وارمان ہین میرے پاس
اسباب اور عالم اسباب مین نہین

کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف
ہین بیخبر خیال عدم خواب مین نہین

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال دین
یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین

آنکھین پھری تھین دل بھی ہوا مجھسے منحرف
نام وفا کہین دل احباب مین نہین

دریاے اشک چشم مین جو زور و شور ہین
جوش وخروش یہ کسی سیلاب مین نہین

خال سیہ کا جو رخ تابان پہ ہی فروغ
تارون کی یہ چمک شب مہتاب مین نہین

داغون سے عشق خال کے خالی فراق مین
تل بھر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین

خواب عدم سے کون جگائیگا ای قسم
اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

چہرہ نیرنگ سازان شعبدہ باز وشعبدہ بازان جادو نگار وسحر ساز اس داستان رنگین بیان کو یون زیب قرطاس فرماتے ہین نظم مغنی خبردہ ازان راستان * کہ بازآمدم بر سر داستان * مغنی فغان کہ آمد بجان * درین زیر نہ پردۂ آسمان * درین پردہ آواز نالم چو نی * بہ احوال جم یا بہ احوال کی * ناظرین والا تمکین بیان پر اس کج مج زبان کے براے چند ساعت ہمہ تن گوش ہو جائین سامعان والا مقام نئے رنگ کی داستان سماعت فرمائین جب افراسیاب خانہ خراب سامنے کوکب کے بیہوش ہوا ماہیان زمرد پوش لیکر باغ سیب مین آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا جب افراسیاب کی آنکھ کھلی ماہیان نے کہا کیون افراسیاب ایسا تو نے سلطنت ہوشربا کو خاک مین ملایا جان گئے اپنے کو ذلیل کرایا ارے کوکب وہ ہین تیرے مقابلے کے لائق ہین ہرچند کہ وہ بھی بادشاہ طلسم نور افشان ہی مگر تو نے جو سحر حاصل کیے وہ سب ساختہ

سامری وجمشید ہین اُنسے دھوکے کھاتا ہی یہ نہ سمجھا کہ حیرت کیونکر آگئی اگر ذرا بھی عقل کو دخل دیتا
عمرو کا گرفتار ہونا کتنی بڑی بات تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیرت جادو نہایت
رنجیدہ و کبیدہ آتی ہی آتے ہی افراسیاب کے سامنے رونے لگی افراسیاب نے کہا کیون ملکہ
خیر تو ہی حیرت نے کہا بی گلگونہ رنگین پوش عمرو کو لیکر آئی ہین جا کر برہمن کو چھڑا یا گئی ملک
برباد و ویران ہوے وہ سب شکایت کرتے ہین کہ ہمارے اقلیم مین کیون برہمن کو قید کیا جسکا یہ
انجام ہوا مقام افسوس ہی آج مسلمانون نے جشن کیا ہی روشنی کی تیاری ہو رہی ہی بی مہار
پھولی پھولی پھرتی ہین بی محمور کا مزاج نہین ملتا اب تو ہر کس و ناکس کا یہی قول ہی کہ طلسم
ہوشربا شکست ہوگا مسلمانون کا بندوبست ہوگا افراسیاب نے کہا کیا مجال جسدن کمر
ہمت باندھونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا لونڈی غلامون کی سمجھ یہ حقیقت ہی کہ لڑائی کو فتح کرین
مابدولت طرح دیتے چلے آتے ہین جسدن ڈٹ جائینگے زمین کے طبقے آسمان پر پہونچا دینگے حیرت
نے کہا یہی کہتے کہتے وہ لوگ صاحب ملک و مال ہوگئے خراج چلے آتے ہین لڑائی پر تلے ہوے
ہین راستے طلسم کے کھلے ہوے ہین صحراے سبز بخت مین جانا کیا آسان تھا ایک ایک بلا روزگار
ہی یہ ذکر تھا کہ ایک ابر گلنار اُٹھا ہوا بھی ٹھنڈھی چلی چمنہاے طولانی شگفتہ ہوے نوجوانان چمن
اکڑنے لگے سوسن نے زبان کھولی نرگس شہلا نے نظارہ بازی کی حیرت نے کہا کون آتا ہی
افراسیاب نے کہا ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کی آمد ہی لو خاتمہ مسلمانان کی
تدبیر ہوگئی کہ وہ ابر آکر سر باغ پر پھٹا دیکھا سب نے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کمال لطافت سے
گوے اُچھالتی ہوئی چلی آتی ہین علمہاے زرنگاری پر تعریف سامری وجمشید مرقوم آمد فوج کی
دھوم بڑے بڑے ساحران نامی تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی گلعذار تخت سے اُتری افراسیاب
کو آکر سلام کیا دیکھا ملکہ حیرت شہنشاہ سے باتین کر رہی ہین گلعذار نے پوچھا ہی شہنشاہ ہم نے
خبرین سنین کہ طلسم مین بڑا غدر ہی مسلمانون کو حضور نے بہت منھ لگایا ہی سبز بخت کے مارے
جانے کی خبر سارے طلسم مین مشہور ہی اور بڑی خرابی یہ ہی کہ صحرا اُسی طرح آباد ہی جس سے ثابت
ہوتا ہی کہ سبز بخت زندہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو کی زنبیل مین ہوگا اُسکو منظور ہوا کہ اگر قتل
کرونگا کوئی فساد برپا ہوگا اسوجہ سے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا گلعذار نے کہا لونڈی اسواسطے

حاضر ہوئی کہ مسلمانون کی مشکین باندھکر خدمت مین لاؤن اب تو جنگ کو بہت طول ہوا اب ان
لوگون کو مٹانا چاہیے افراسیاب نے کہا اے گلعذار بی بہار نے بہت سر اُٹھایا ہے گلعذار نے
کہا لونڈی اُنھین کو للکاریگی پہلے اُنھین کی مشکین باندھکر لائیگی اب لونڈی کو اجازت ملے کہ مین جاکر
مقابلہ کرون بہار کو مٹا کر سار بان زادے کو گرفتار کرون سبز بخت کو اُس سے لون ہمارا عزیز دار ہے
سب ساحرون مین یہی ذکر ہے کہ سبز بخت پر نہین معلوم کیا گذری افراسیاب نے کہا مجھے بھی حیرت
ہے کہ کس حال پر ملال مین سبز بخت ہوگا عمرو کی زنبیل مین جاکر ساحر بڑی مصیبت اُٹھاتا ہے بڑی
مشکل سے دوبارہ نجات پاتا ہے گلعذار نے اُسی وقت تیاری کی اثالہ بارگاہ کا اژدرون پر لدوایا
لاکھ ساحرون کو ساتھ لیا کوچ کر کے چلی افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت اب تم بھی جاؤ یہ
ساحرہ نہایت زبردست ہے بی بہار کو نیا نہ ملیگی بہار کا سحر گلعذار دفع کر دیگی دیوانہ کر کے
تمام دنیا مین پھرائیگی حیرت بھی تخت پر سوار ہو کے روانہ ہو گئی اب جو حیرت آکر لشکر مین پہونچی
اور اُسنے ذکر کیا کہ اب مسلمانون کو معلوم ہوگا شہنشاہ نے گلعذار نیرنگ ساز کو روانہ کیا ہے وہ
آتے ہی قیامت برپا کریگی ہرکارون نے جو یہ خبر پائی طرف لشکر مہرخ کے بھاگے دربار مہرخ
مین سب ساحر جمع ہین جشن کا اہتمام ہوا سب نے آکر ملکہ مہرخ کو نذرین دین ملکہ بہار گلعذار
پہلوے تخت مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہین عیاران نامی اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ ہرکارے
آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت جادو بیان فرماتی ہین کہ گلعذار نیرنگ ساز
بڑی دھوم سے آتی ہے افراسیاب سے وعدہ کر کے آئی ہے کہ سب کا خاتمہ کر دونگی کچھ سردار آمادہ
ہوے ہین کل پرسون واسطے استقبال کے جائینگے باعزاز و اکرام لیکر آئینگے یہ سنتے ہی برق و
چالاک اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے فرمایا بھئی کہان چلے برق نے کہا حاضر ہوتا ہون عمرو
نے کہا معاملہ بگاڑنے جاتے ہو برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا کہ اُستاد ایسا ہی فرمایا کرتے ہین کچھ
چالاک کے کان مین کہکر برق بھاگا پہلے لشکر حیرت مین آیا دیکھا پانچون عیاریان یہان
موجود ہین بہ اطمینان طرف صحرا کے بھاگا رات کو کسی جنگل مین سو رہا صبح کو اُٹھ کر پھر چلا ایک پہاڑ
پر چڑھ کے دیکھا لشکر گلعذار کا اُترا ہوا ہے دو لاکھ ساحر ساتھ ہین خیمے بارگاہین جابجا استادہ ہین
کئی ہزار کنیزین گلعذار کی لباس رنگین پہنے ہوے لشکر مین پھر رہی ہین برق نے رنگ درد وغن

عیاری کا لنکا الا صرصر کی شکل بنکر تیار رہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا جب لشکر مین آیا کنیزون سے ملاقات ہوئی کنیزون نے پوچھا ملکہ صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نقلی نے کہا مجھے اسواسطے شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر دیکھو کوئی عیار نہ آیا ہو اسواسطے مین پھرتی ہوئی آئی اسوقت تک تو کسی عیار کا گذر نہین ہوا کنیزون سے برق باتین کرتے ہوے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ گلعذار کو سلام کیا گلعذار نے کہا بی صرصر کیونکر آنا ہوا برق نے کہا حضور ابھی آپ نئی نئی تشریف لائی ہین عیارون کا دستور ہی صورتین تبدیل کرکے آتے ہین غدر مچا دیتے ہین لیکن مین اسوقت تک پھری کسی مقام پر عیار کو نہین پایا گلعذار نے کہا بی صرصر میان عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو مارا جائیگا صرصر نقلی نے کہا واری ابھی آپ کو آگاہی نہین ہی مین ذرا لشکر مین دیکھ آؤن چند کنیزین بھی ساتھ لین چالاک سے تو کہہ آیا تھا چالاک ایک اگھوری کی شکل بنا ہوا بازار مین او کنا ڈاکتا پھرتا ہی ظاہر مین شراب کا نشہ ہاتھ مین ایک پیالہ اسمین کھلی بھیگی ہوئی کبھی اسکو چکھ بھی لیتے ہین کبھی کسی مقام پر کمر جھکا کر کھڑے ہوے کھرکھراتی ہوئی آواز سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

مرتے دم ایجان درد دل سناتے جائینگے — جائینگے دنیا سے تو تجھکو رلاتے جائینگے
وصل سے محروم پھیر دگے بلا یا ہی تو کیا — آئے ہین ہنستے ہوے آنسو بہاتے جائینگے
یار رکھتا ہی چھینٹگے سے یہ مقتل کو جو ہم — فتنۂ شور قیامت کو جگاتے جائینگے
جسقدر الفت تری لاغر کریگی ای صنم — اور بھی ہم تیری آنکھون مین سماتے جائینگے
آج لڑلونگا رقیبون سے نہین تو ای صنم — اور بھی ہر روز یہ مجھکو دباتے جائینگے
ضد سے ساقی نے بہادی پر نہ دی ہمکو شراب — آج میخانے سے ہم آنسو بہاتے جائینگے
بیوفا دل لیکے بھی کچھ تو نے دلداری نکی — دلکو تو بھولے تھے تجھکو بھی بھلاتے جائینگے
مسکراتے آئینگے گنج شہیدان مین جو وہ — زندون کو مارینگے مردون کو جلاتے جائینگے
شعلۂ رخسار اگر یون ہی رہا ہر شب بلند — چاند کیسا سب ستارے داغ پاتے جائینگے
موے مژگان کے برابر ہو گیا ہی جسم زار — دیدۂ ترکب تلک مجھکو سکھاتے جائینگے
تو ابھی ہی طفل مکتب سن نہ مطلق حرف غیر — الٹی پلٹی میری جانب سے پڑھاتے جائینگے
ایک دو سے رشک ہی تجھکو ابھی تو اے قبول — لاکھون عاشق کوچۂ جانان مین آتے جائینگے

برق نے کنیزون سے کہا یہ چالاک عمرو عیار کا بیٹا اگھوری بنا ہوا پھر رہا ہے کنیزون نے کہا سحر کرکے پکڑلین برق نے پکارکر آواز دی او عیار او اگھوری مین نے تجھکو پہچان لیا چالاک نے ایک جادوگر کو خنجر مار اجست وخیز کرکے نکلگیا کنیزون نے کہا بی صرصر تمنے خوب پہچانا ہم لوگ تو نہ پہچان سکتے بلا کی صورت بدلتے ہین کس مکر سے یہ عیار نکلتے ہین سامری وجمشید انکے مکر سے بچائین صرصر نقلی پلٹی کنیزین ساتھ ہین دربار مین گلعذار نیرنگ ساز کے آئین سب حال سامنے گلعذار کے بیان کیا گلعذار نے کہا اے صرصر بڑا کام کیا صرصر نقلی نے کہا حضور اب مین آپ کے ساتھ چلونگی جلسے مین شریک رہونگی آپ کو بھی لطف ملیگا شراب وکباب منگائیے آج آپکو گانا سنائین میان قمر صاحب مصنف طلسم ہوشربا کی نئی غزل ایک یاد ہے اسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھی گئین اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا صرصر نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کے شروع کی غزل مصنف

بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
جوش بریں بلا کے ترسے دل مین راہ کی

بدلی نہ اٹھنے پائی مرے دود آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے اُنکے ابرؤون چپ نگاہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو دل سے نہ آہ کی

میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
دیکھین حضور لاش یہ اک بیگناہ کی

کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
سر پہ چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی

تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون
تعظیم کو اٹھی ہے ادھر سے گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
مدت سے دھوم تھی بس اسی رسم وراہ کی

خنجر کو پھیرکر وہ دکھاتا ہے بانکپن
قاتل نے عین وقت مین ترچھی نگاہ کی

خورشید سے کبھی اختر طالع ہوا بلند
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

صرصر نقلی نے اس دھوم سے یہ غزل گائی کہ گلعذار بیقرار ہوگئی کہتی تھی اے ملکہ صرصر تمہاری تو ہوا بندھ گئی حقیقت مین مصنف صاحب نے کیا غزل فرمائی ہے ساری محفل خوش ہوگئی صرصر نے کہا اب شراب کا چرچا ہو میری چار جانب نگاہ ہے مین عیارون کی فکر مین ہون شاید جلسۂ شراب سنکر نگوڑے دوڑے آئین جو کوئی عیار آئے اُسکی ٹانگ لون آپ کے واسطے شہنشاہ کو بڑا خیال ہے عیار عیاری نہ کرنے پائین گلعذار نے کہا ملکہ صرصر تمکو اختیار ہے جسطرح مناسب جانو اُسطرح

انتظام کرو صرصر نے اٹھتے ہی حکم دیا شراب جسکا جی چاہے لیجائے لشکر والے دوڑے پتلے گلابیان شراب تقسیم ہونے لگے سارے لشکر مین صرصر نقلی نے شراب پہونچائی اب گت ناچ جام بلورین سر پر رکھا اشعار گاتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا سر جھکا کر عرض کی ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا چاہیے گلعذار نے دونون ہاتھ بڑھائے جام بخوشی لیا دل دھڑکا مگر پی گئی اب تو برق نے دور باندیان کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا آفتاب مکر طلوع ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کر چند اشعار گائے تھے کہ گلعذار اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو اصرصر شہنشاہ آئے ہین تخت پر سوار کھڑے ہین کہا حضور بلاتے ہین گلعذار جوش مین نشے کے بڑھی لڑکھڑا کے گری بیہوشی ہوگئی لشکر مین پہلے ہی ہنگامہ پڑ چکا تھا کوئی آپسمین لڑا کوئی ناچا کوئی گاتے گاتے گرا سارا لشکر اسی طرح بیہوش ہوا یہان دربار مین جو برق نے سناٹا پایا سب کنیزین مصاحبین گلعذار کی بیہوش ہوئین برق نے گلعذار کی زبان مین سوزن کو دیا پشتارہ باندھ کے بھاگا برق کو بڑی خوشی ہی قضاے کار ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا کہ ذرا جا کر گلعذار کی خبر تو لاؤ صرصر چلی کہ جا کر گلعذار کا رنگ دیکھون صرصر جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا برق پشتارہ بدوش جاتا ہی صرصر نے چاہا روکون برق دور تھا پکار کے آواز دی ای برق کسکا پشتارہ لیے جاتے ہو برق خوشی مین پکار اُٹھا ملکہ گلعذار کو لیے جاتا ہون صرصر یہ خبر سنکر الٹی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سامنے حیرت کے آئی کہا واری بڑا غضب ہوا گلعذار نیرنگ ساز کو برق پکڑ لیگیا یہ سنکر حیرت گھبرا کر اُٹھی کہا صاحبو بڑا غضب ہوا صرصر نے کہا مین جا کر فکر کرتی ہون حیرت نے کہا مین بھی آتی ہون صرصر بانہاے عیاری لگا کر بھاگی حیرت جادو بھی سحر کر کے آسمان مین ڈوبی یہان ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ فرما ہین تمام سردار جمع ہین کہ برق آکر پہونچا کہا حضور مین گلعذار کو لایا خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا اسے ستون مین باندھ دو گلعذار کو برق نے ستون مین باندھکر ہوشیار کیا دربار مین جماؤ بحساب ہوگیا کنیزین سردار سپاہی سب اندر آگئے انھین سب کے ساتھ صرصر بھی اندر گھسی ہوئی حال گلعذار دیکھ رہی ہی اب جو گلعذار کی آنکھ کھلی دربار دربار ملکہ مہرخ کو دیکھا تخت زرین پر بادشاہ لشکر مہرخ نامور پہلو مین ملکہ بہار تاجدار ایک طرف باغبان قدرت بصد شوکت وحشمت سردارون سے دربار معمور سامان عیش وسرور ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای گلعذار دیکھ

تجھکو برق فرنگی کیونکر پڑا لایا بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کر گلعذار نے بقہر و غضب تمام
طرف مہار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ مین کبھی اسلام نہ قبول کرونگی خواجہ نے کہا اسکو قتل کرو جلاد
نے دوڑ کر کھینچا پکار کر آواز دی مین ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم حکم دیجیے مہرخ نے
حکم دیا جلاد نے بڑھکر آواز دی او گلعذار سنبھل کر بیٹھ اشارے مین آگاہ کر دیا کہ مین ہون ملکہ
صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون گلعذار نے اشارہ کیا ان سبھون کے سوئی کی
کیا حقیقت ہی سب کو پامال کر کے نکلونگی صرصر نے زبان سے گلعذار نیرنگ ساز کی سوزن کو
نکالا گلعذار تڑپ کر اُٹھی ہر طرف سے سحر ہونے لگے لڑکھڑا کر گلعذار زمین پر گری پھر سنبھلکر اُٹھی
مہار ہٹو ہٹو کہکر بڑھین بدھی پھولون کی اُتار کر گلے سے پھینکی آواز دی بوا گلعذار ہوشیار ہوجاؤ
گلعذار پر پھول برسنے لگے گلعذار اُف اُف کرتی جاتی ہی مُنھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے جاتے
ہین جو پھول آسمان سے گرا آتش سحر گلعذار نے جلا دیا پکار کر آواز دی بی مہار اسوقت تو
مجھپر بلوہ ہی میدان کارزار مین سمجھ لونگی یہ کہکر پھول سب جلا دیے چاہتی ہی تڑپ کر نکل جاؤن کہ
برق لامع نے بجلی گرائی گلعذار نے اپنے کو بچایا باغبان نے گیند پھولون کا مارا زمین تھرا گئی
گلعذار نے گیند کو بھی کاٹا سب سردار گلعذار کو گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ آسمان سے برق
چمکی ملکہ حیرت عین وقت پر آکر پہونچین نعرہ کیا با شیدای مسلمانان گلعذار کا نکلنا دشوار کیا
سردارون نے قصد کیا کہ حیرت پر بھی سحر کرین حیرت نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا
اُس گولے نے یہ اثر دکھایا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا ہزارون برقین لوٹ کر گرین کئی
سو ساحر مارے گئے اُنکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی اندھیرا ایسا ہوا کہ سب کے دم گھٹنے لگے
گھبرا کر مہار نے آواز دی ای باغبان روشنی کر دو باغبان نے قصد کیا روشنی کرون کچھ پتلے
پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیکر چاہتے ہین کہ روشنی کرین حیرت نے ہاتھ ہلا دیا سب پتلونکے
سر اُڑ گئے اور زیادہ تاریکی کی ترقی ہوئی اُس اندھیرے مین حیرت نے گلعذار سے کہا اب
نکل چلو ان سبھون پر فتح پانا دشوار ہی ایسا نہو شکست واقع ہو اسوقت تک ہماری فتح ہی
گلعذار و حیرت بلند ہوئین حیرت نے پھر جا کر آسمان پر نعرہ کیا دیکھو ہم جاتے ہین کانٹون سے
اُلجھنا کیا ضرور ہی جب حیرت و گلعذار نکل گئین تب اندھیرا دفع ہوا راہ مین گلعذار نیرنگ ساز نے

حیرت سے کہا مین جاکر اپنے لشکر کی خبر لون کہ کیا حال ہی آج مین آجاؤنگی گلعذار حیرت سے رخصت
ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلی لشکر مین آکے دیکھا دو لاکھ جادوگر حیران و مضطر پھر رہے ہین صدہا نے
تڑپ تڑپ کے جان دی کچھ کنوئین مین گرے بعض نے پتھرون سے سر ٹکرایا ہزارہا ہلاک ہوے اب جو
گلعذار کو دیکھا سب شگفتہ ہو گئے کنیزین مصاحبین دوڑین گلعذار نے سب حال بیان کیا کہا ابھی
لشکر تیار کرو اٹالا بارگاہ کا اژدران آتش فشان پر لدا آپ تخت پر سوار ہوئی بڑے زور و شور سے
چلی جھلاتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی حیرت نے وزیرزادیون سے حکم دیا جاکر بارگاہ گلعذار کی پہلوے
لشکر پر استادکراؤ وزیرزادیون نے گلعذار کو اُتارا جب گلعذار بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی سب
سردار اسکے جمع ہین مکار حیلہ ساز سپہ سالار اسکے لشکر کا دست بستہ سامنے گلعذار کے آیا کہا عیاران
اسلام نے بڑا رنج دیا حضور آرام فرمائین غلام سمجھ لیگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے ہرچند گلعذار
نے منع کیا مگر مکار حیلہ ساز نے نہ مانا طبل جنگی بجوایا الگ بارگاہ استادکرا کے اُسمین آیا انتظام
کرنے لگا ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا عیاران اسلام فکر مین چلے
کہ مکار حیلہ ساز کی گردن لینا چاہیے خواجہ عمر وصورت بدلے ہوے لشکر مین گلعذار کے پہونچے
برق نے جو دور سے دیکھا کہ اُستادجاتے ہین بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک جوان کی
صورت بنکر دوڑا در بارگاہ مکار پر پہونچا ایک کنیز کو دیکھا کہ اندر جاتی ہی اور پھر باہر آتی ہی برق
نے اشارے سے اُسکو بلایا جب وہ کنیز کنارے آئی دم دیکر اُسکو بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر اندر
آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اُس سے نام نہ دریافت کیا جیسے ہی دروازے پر آیا دوسری کنیز کھڑی تھی
اُسنے پوچھا بوا گلچہرہ کہان سے آتی ہو برق سمجھ گیا کہ میرا نام گلچہرہ ہی تڑپ کے اندر پہونچا مکار
بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا برق نے آکر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور آپ نے کچھ سنا لشکر مین
عجب ہنگامہ ہی اسوقت کوئی عیار بصورت مبدل آیا کسی نے پہچانا کئی جادوگرون کو مار کر بھاگا لیکن
مین نے دیکھا ہی کہ ایک جگہ چھپا بیٹھا ہی حضور چلین تو گرفتار کرا دون مکار حیلہ ساز اُٹھا ساتھ ساتھ
برق کے چلا برق میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا مکار کو ساتھ لیے جاتا ہی خواجہ حیران ہوے کہ برق
لگاکر لیچلا تھا کارزار مین پہونچا تھا اب قصد ہی کہ نخلستان مین لیجاؤن تو اسکو بیہوش کرون
اُدھر سے صرصر آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا بھوریا مکار کو لگاکر لیچلا ہی صرصر نے جھپٹ کر مکار کے

چٹکی لی کہا یہ برق فرنگی عیار ہی برق کی پشت ادھر تھی صرصر تو یہ کہکر ہٹ گئی مکار نے سحر کیا اور للکار کر آواز دی او برق اب کہان جائیگا برق لڑکھڑا کر گرا جھپٹ کے مکار نے ہاتھ پکڑا صرصر تو گرفتار کراکے چلی گئی خواجہ نے جو دیکھا برق گرفتار ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر صرصر کی شکل بنکر تیار ہوے دوڑتے ہوے سامنے مکار کے آئے کہا ملکہ نے خبر سُنی حکم دیا کہ برق کو ہمارے پاس لاؤ لائیے مین برق کو لیجاؤن مکار نے حوالے کر دیا صرصر نقلی نے کہا سحر اپنا اُتار لو مکار نے سحر اپنا اُتار لیا برق کو لیکر خواجہ بھاگے کنارے لاکر خواجہ نے برق کو کھولدیا برق تو ایک جانب بھاگا خواجہ فکر مین مکار کی چلے دروازے پر مکار کے بہ شکل چوبدار پہنچے جادوگرون سے پوچھا شہنشاہ ساحران کیا کر رہے ہین سب نے کہا سحر تیار کرتے ہین خواجہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ در دولت پر چوبدار فرستادۂ ملکہ حیرت حاضر ہی جادوگرون نے جاکر کہا مکار نے کہا بلالو خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا ای مکار حیلہ ساز تمنے برق کو قید کرکے بھیجا ملکہ نے اُسے قتل کیا فرمایا ہی ہم ایک سحر بھیجتے ہین اسکو تیار کرلو مکار نے کہا کیونکر تیار کرون مردہے نے کہا کنارے چلیے مکار اُٹھا خواجہ اسکو کنارے لیکر آئے کہا دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا جیسے ہی مکار پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر چاہتے ہین کہ طرف لشکر کے جائین اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی پکار کے آواز دی ارے کون ہی خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا صبا رفتار نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو تمھارے افسر کو کوئی لیے جاتا ہی چند جادوگر دوڑ پڑے خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا پشتارہ پھینک کر بھاگے جادوگر نیستارہ اُٹھاکر مکار کالائے ہوشیار کیا مکار نے جو یہ حال سُنا غصے مین کانپنے لگا کہا دیکھو صبح کو کیا قیامتین برپا کرتا ہون رات بھر مین خواجہ و برق و چالاک نے کئی عیاریان کین مکار چھوٹ چھوٹ گیا صبح کو لشکر تیار کرکے خدمت مین ملکہ گلعذار کی آیا کہا حضور چلکر تماشا دیکھین رات بھر مین عیارون نے حیران کر ڈالا کئی مرتبہ مجھکو گرفتار کیا مگر غلام آپ کا اپنی ہوشیاری سے بچا اب دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکر اکڑتا ہوا چلا میدان کارزار مین آیا اُدھر لشکر اسلام ٹھاٹ سے جاؤ سے میدان کارزار مین پہونچا ایک جانب بہار گلعذار ایک جانب باغبان قدرت ایک طرف برق لامع کھڑی تڑپ رہی ہی کہ ذرا ملکہ کا اشارہ ہو تو جا پڑون کہ مکار حیلہ ساز میدان کارزار مین آیا نئے

نئے رنگ کے سحر دکھائے بعد اُسکے آواز دی رات بھر تو ہم نے مکارون کے مہلت نہین ملی مگر مین نے اپنے کو بچایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھایا ملکہ بہار سے آنکھ ملگئی بہار سمجھی مجھکو اشارہ ہوتا ہی بہار نے طاؤس بڑھایا ملکہ مہرخ کے قریب پہونچین ملکہ مہرخ نے کہا تمھاری کیا ضرورت ہی بہار نے کہا اب تو قصد کیا سب نے دیکھا اب میرا جانا ضرور ہی ملکہ مہرخ نے ناچار اجازت دی بہار میدان مین پہونچین مکار صورت زیبا و طلعت جہان آرا بہار کی دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوگیا گویہ اُٹھاکر پھینکا بہار نے اشارہ کیا گویہ کٹکر گرا بہار نے گلدستہ پھینکا اور آواز دی ای گل اندام لینا اس مغرور کی فکر واجب ولازم ہی گلدستہ جاکر پھٹا پھول تو نہ برسے ٹھنڈھی ہوا چلی ہوا چلتے ہی باغ عالم کی ہوا بدلی صدائین کان مین مکار کے آنے لگین نظم

نظر تیری جو مجھسے ای بت بے پیر پھرتی ہی
مری نظرون مین اپنی موت کی تصویر پھرتی ہی

پھرا شہرون مین یوسف ای پری تو رشک یوسف ہی
کہ کھنچ کھنچکر تری ہر شہر مین تصویر پھرتی ہی

جبین صاف کی تعریف پروہ مجھسے پھر بیٹھا
اُلٹ جاتی ہی اچھی بات جب تقدیر پھرتی ہی

خرام ناز کا تیرے مزا آنکھون کو ملتا ہی
گلے پر کس فرے سے ای پری شمشیر پھرتی ہی

نہ چھوڑا ایک بھی گل ای خزان کیا تیرے ہاتھ آیا
چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پھرتی ہی

مرض مین زہر بھی مرنے کو کھاتا ہون تو قسمت سے
شفا ہوتی ہی فوراً زہر کی تاثیر پھرتی ہی

بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کے دل مین
بھٹکتی ہر طرف کو آہ بے تاثیر پھرتی ہی

وہ ہون دیوانہ نازک دماغ ای نو گل بستان
لیے موج صبا میرے لیے زنجیر پھرتی ہی

کیا آخر تمھاری تیغ ابرو نے ہمین آخر
قلم سر ہوگیا قسمت کی کب تحریر پھرتی ہی

تلون اسکو کہتے ہین جو ہی اُس لااُبالی مین
کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پھرتی ہی

زیارت کر رہا ہون ای قبول اب شوق رہبر ہی
نظر مین مرقد شبیر کی تعمیر پھرتی ہی

درختون پر طائر وجد مین تھے ہر طرف ہوائے معتدل چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا کی شادی گلہائے رنگارنگ کی آبادی دونون لشکر نگران ہین ملکہ حیرت آئینہ دار حیران ہین گلعذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا غضب کا بہار نے سحر کیا ہی یہان بھی تاثیر پہونچی پھولون کی بو مجھے بھی بھلی معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی صفت بہار کے شعر گاؤن برائے قدمبوسی بہار جاؤن

سحر جو مین نے رات سے تیار کیے سامری و جمشید کی بڑی عنایت ہی کہ مین اپنے کو روک رہی ہون نہ
بیر مجھکو خبر ہین سنا رہے ہین دیکھیے مکار حیلہ ساز پر کیا گذرے کیسا چپ سامنے کھڑا ہی بات نہین
کرسکتا کچھ منھ سے نہین بولتا تاثیر سحر مہار مین مبتلا ہی نہ بات کرتا ہی نہ سحر پر دست انداز ہی اپنی
بھبوتی پر ناز ہی کہ مہار نے آواز دی کس حال مین ہو باعث انتشار ہمسے بیان کرو تمھارا علاج کرین
ہمارے پیغام بھی آپ کے پاس پہونچے کچھ جواب نہ ملیگا کیا غنچہ آرزو نہ کھلیگا ملکہ مہار نے
جو ناز و کرشمہ یہ کلمات کہے مکار حیلہ ساز مر گیا اور ملکہ مہار نے جو یہ کہا کہ لوگ ہمکو بھی بدنام کرینگے
رنگ روے مکار متغیر ہو گیا مثل بید کانپا طرف مہار کے دوڑا پکارتا ہوا اے ملکہ عالم مین غلام
ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مہار نے کہا گلعذار نیرنگ ساز ہماری دشمن ہی چاہتی ہی کہ ہمین قتل
کرے مگر تم ہمکو بچاؤ ایسا نہو کہ ہمین قتل کرڈالے یہ سنتے ہی مکار جھومنے لگا کہا حضور گلعذار
کی کیا حقیقت ہی ابھی جا کے سزا دیتا ہون آپ کی دشمنی کا بدلہ لیتا ہون ملکہ مہار نے چلتے
چلتے ایک پھولون کی بدھی پہنا دی مکار نے تلوار ہاتھ مین لی چند گولے جھولی سے نکالے اُنپر
اسماے سحر پڑھتا ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا ملکہ حیرت نے پکار کر کہا اے گلعذار مکار آتا ہی
تمھاری فکر مین ہی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ تمکو آزار نہ پہونچائے تو بڑی مشکل ہو علم شعبدہ سے
یہ خوبی ماہر ہی بڑی قیامتین برپا کریگا گلعذار نے تھوڑے لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھکر اسے روکو
ایسا نہو ہمارے پاس آکر بے ادبی کرے مہار نے رنگ سحر کو اور زور دیا ایک دستک دی
پکار کر کہا اے نکہت و اے گل اندام و اے نسیم سحری مکار ہوا خواہ رہے جفاے محبت سے
اسکو مکار کو اور زیادہ جوش و خروش ہوا جو لوگ روکنے آئے تھے اُنھون نے چار جانب
سے گھیرا مکار نے کہا تم لوگ کیون آئے ہو اُن سب نے کہا ملکہ گلعذار نے منع کیا ہی کہ تم
میدان کارزار مین گئے تھے میرے پاس نہ آؤ دشمن کا سر لاؤ یہ سنتے ہی مکار نے ایک گولہ مارا
کہ دو چار کے سر پھٹے تلوار پکڑ کے جا پڑا ایسے دو چار گولے مارے کہ وہ سب جادوگر منتشر ہو کے بھاگے
کچھ منھ کے بل گرے کچھ مارے گئے کچھ قتل ہوے ہنگامہ جو ہوا مکار نے آواز دی اے گلعذار میرے
سامنے آ اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ مہار کے چل وہ خطا معاف
کردینگی معشوق گلگون پوش عطا پاش خطا پوش ایسی شاہنشاہ اقلیم حسن و جمال سے تو نے دشمنی

پیدا کی ہی کیونکر زندہ بچیگی یہ کہکر گولے مارتا ہوا سارے لشکر پر جا پڑا گولے مارنے لگا کئی ہزار جادوگر
مر گر گرے گلعذار سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا داری مکار کا حال آپ نے دیکھا بلاوجہ میرا دشمن
ہوگیا فوجون سے نہین رُکتا بڑھتا چلا آتا ہی حیرت نے سر پٹک کر کہا ای گلعذار یہ سحر بہار ہی یا تو مکار
کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤ وہ سحر اُتار دینگے اس سحر کی یہ تاثیر ہی کہ اگر قید خانے مین
رہیگا سر ٹکرا ٹکرا کر مرجائیگا یہ کہنا تھا کہ گلعذار بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ابھی جاکر سمجھتی ہون نگوڑا دیوانہ ہوا ہی پکار کر
فوج سے آواز دی ارے اسکو پکڑ لو پکڑنے کو جو لوگ دوڑے رسیان کمندین چلنے لگین مکار نے چند
سنگریزے اُٹھائے یا سامری و جمشید کہکر پھینک مارے پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹے ہر چند سب
چاہتے ہین کہ پکڑ لین مگر مکار مثل برق تڑپ رہا ہی جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سحر مین
طاق شہرۂ آفاق جو قریب آیا اُسکی گردن پکڑ کے مروڑ ڈالا کسی کو لپٹ پڑا گلعذار کو تو ہزارون گالیان
دے رہا ہی کہ او ملعونہ تو میرے قریب نہین آئی تیری چوٹی پکڑ کے سامنے معشوق کے لیجاؤن پیام
وصل پاؤن روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی یہ جو پکار پکار کر مکار نے کہا گلعذار کو غصہ آیا کہا
صاحبو شرم کی بات ہی یہ ملعون سر میدان گالیان دیتا ہی اسکا بدلہ بہار سے لونگی یہ کہتی ہوئی سامنے
مکار کے آئی پکار کر آواز دی چل مین بہار کے پاس چلتی ہون لگاوٹ تو مجھسے ملا مکار نے سر اُٹھا کر
دیکھا ایک دیو کھڑا ہی گلعذار غائب ہوگئی مکار خوف سے دیو کے کانپا چاہا پیچھے ہٹون دیو نے
ہاتھ بڑھا کر گردن پکڑی توڑ مروڑ کے پھینک دیا اب جو مکار حیلہ ساز مرا زمانہ تاریک ہوگیا ایک
آواز آئی کشتی مرا نام من مکار حیلہ ساز بود سب نے دیکھا گلعذار اُسی مقام پر کھڑی ہی کف افسوس
مل رہی ہی حیرت سے لگاوٹ ملا کر عرض کی اب لونڈی کو اجازت میدان کارزار ملے بہار کے سحر کا
دیدہ داغ ہی اس عذاب الیم سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئینگے اور مجھے
ذرا رحم نہ آئے حیرت نے کہا ای گلعذار ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ طبل امان بجوا کر پلٹ چلو
ایسا نہو اور رنج پہونچے سپہ سالار کی تمھارے بیوجہ جان گئی وہ اپنے ہوش مین نہ تھا گلعذار
نے کہا لونڈی کو بڑا قلق ہی یہ کہکر کل فوج کو اشارہ کیا کہ بہار کو گھیر کر مار لو دو لاکھ ساحر سحر کرتے
ہوے بڑھے ایک افسر شاہور جادو عزیز دار مکار کا دس ہزار ساحرون کا افسر بڑھکر دوڑا
پکارتا ہوا ارے بہار کا سر کاٹ لو اس ظالم نے ایسے جوان کو قتل کرایا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے

دس ہزار ساحر جو بڑھے بہار نے دس ہزار پر گلدستہ مارا باغبان فوج ظفر موج لیکر آ پڑا ایک طرف سے برق لامع تڑپی رعد و برق نے شورش دکھلائی خورشید زرین سحر کا سحر چمکا ہلال سحر افگن نے سب کو انگشت نما کیا نافرمان نے اپنے نام کا جھنڈا گاڑا ملکہ مہرخ نے تخت بڑھایا مگر بہار کا گلدستہ جو پھٹا زمین کا نپی باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا شاہور جو بڑھا سر پر پھول برسنے لگے اسکے ساتھ کے ساحر پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھنے لگے شاہور لڑکھڑایا بیتاب ہو کے چلایا نظم

ہمارے تجھسے جو ای جان دلبری ہوجائے — تو درد سے بھی فی الفور دلبری ہوجائے
خدا جو چاہے تو طالع کی یاوری ہوجائے — فلک بُرائی کرے تو وہ بہتری ہوجائے
ثنائے چشم جو لکھے وہ نرگسی ہوجائے — کرے جو جسم کی تعریف عنبری ہوجائے
کمال ہو دُر و یاقوت کے پرکھنے مین — جو دیکھلے لب و دندان وہ جوہری ہوجائے
قدم زمین پہ رکھے جو وہ سراپا نور — تو مہر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہوجائے
سبھون کو آج وہ مقتل مین قتل کرتا ہی — ہماری بھی اُدھر ای عشق رہبری ہوجائے
لڑائی آگے رقیبون کے ہو جو مد نظر — تو ہمسے تمسے ابھی جنگ زرگری ہوجائے
نہال ہون جو بھل اُس گل کی تیغ کا چکھون — لہو سے شاخ تمنا ابھی ہری ہوجائے
کمر کے عشق مین ویسا ہی ہوگیا مین بھی — نصیب ایسی کسی کو نہ لاغری ہوجائے
دکھائین آہ شرر زا کی ہم جو نیرنگی — ابھی تو سُرخ یہ سب چرخ اخضری ہوجائے
ترا حجاب ہی روکے ہی در ہین بند تو کیا — فنا اک آہ سے سدِ سکندری ہوجائے
شب وصال مین تا روز حشر صبح نہو — دراز اور تری زلف عنبری ہوجائے
قبول سے دہن یار کا جو وصف ہو خوب — عیان جہان مین سب پر سخنوری ہوجائے

شاہور نے یہ اشعار پڑھکر آواز دی مین تو مطیع سرکار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے کہا تم کیا اندھے ہو یہ سارا لشکر ہمکو قتل کرنے آتا ہی انکو روکو یہ کہنا تھا کہ شاہور فوج گلعذار پہ جا پڑا جادوگرون کو قتل کرنے لگا کئی ہزار جادوگر مارے گلعذار غصے مین بڑھی ایک گولہ مارا کہ شاہور کا سر پھٹ گیا فوج کو اشارہ کیا ان دس ہزار کو مار لو سب جادوگر فوج شاہور پر ٹوٹ پڑے جب وہ دس ہزار مارے گئے گلعذار نے کہا یارو یہ سب بے خطا تھے ان سب کا بدلہ بہار سے لو بہار کا گلدستہ

چل رہا ہی کسکی مجال ہی کہ قریب آسکے یا سحر و ساحری مین ہاتھ ہلا سکے عین گرمی جنگ مین مہار سے
اور گلعذار سے سامنا پڑگیا سب دیکھ رہے ہین کہ مہار نے گلدستہ مارا گلعذار پر پھول برسے آنکھین
گلعذار کی سرخ ہوئین چہرہ زرد لب پر آہ سرد چاہتی ہی کچھ بولے کہ پہلو سے نعرہ ہوا مین حاضر ہون
گلعذار نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان خوشرو پچکاری پانی کی لیے کھڑا ہی جیسے ہی گلعذار نے مُنھ پھیرا
اُس جوان نے گلعذار کے مُنھ پر پچکاری ماری چہرے کی اُداسی دفع ہوئی چالاک و چست ہوئی
پھر مہار سے سحر چلنے لگا مہار نے کئی گلدستے مارے گلعذار نے پھونک دیے جب پھول برستے
ہین تو یہ دستک دیتی ہی شعلۂ آتش گر کر پھولون کو جلا دیتے ہین پھولون کا رنگ جمنے نہین پاتا جو
پھول گرا آتش سحر گلعذار نے جلایا مہار نے غصے مین گلدستہ اُٹھایا تھا کہ گلعذار نے خنجر سے
پیشانی کو کاٹا خون چلو مین لیکر مہار پر پھینک مارا مہار کو یہ معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرین
تمام بدن پر آبلے پڑگئے بدحواس ہو کر ہاتھ ڈالا دوسرا چلو خون کا گلعذار نے پھر پھینکا ابکی اُس خون
نے یہ تاثیر پیدا کی کہ مہار کے کچھ پھول مرجھا گئے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے مہار خاموش ہوئین
گلعذار نے کہا مین نے اپنے سحر مین پھنسایا جادوگر چلے تھے کہ برق لامع نے دور سے دیکھا
مہار خاموش کھڑی ہین بدن سے آگ کی چنگاریان نکل رہی ہین غم سے سرنگون کلیجہ خون یہ
حال دیکھکر برق لامع کو یقین کامل ہوا کہ رنگ سحر مہار مٹا ایسا نہو گلعذار قتل کر ڈالے اپنے
مقام سے کڑکی رعد نے دیکھا خالہ اماّن غائب ہین دونون پائون اسنے زمین مین مارے غرق
زمین ہو کر چلا یہان گلعذار زمین سے چند قدم بلند ہوئی کہ نیچہ مار کر مہار کا سر اُڑا دون آج
مہار کی خزان ہوتی ہی یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان دیوانہ وار وحشی مثال بال کمر تک
لٹکے ہوے آنکھین بے نور سحر کا چہرے سے ظہور زمین سے نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر ایک چیخ ماری
کہ منم رعد جادو گلعذار لہرا کر زمین پر گری چاہتی تھی سنبھلون کہ برق لامع کا نعرہ ہوا کڑک کر
جو گری دور سے حیرت نے دیکھا فوراً یہان سے سحر کیا ایک سپر فولادی سر پر گلعذار کے
حائل ہوگئی برق لامع اُس سپر کو کاٹ کر چمکی سب نے دیکھا گلعذار بچ گئی ایک سحر تو اسنے رعد پر کیا
رعد کی آواز مین فرق آیا برق لامع پر اپنا خون پھینک مارا سر برق لامع کا زخمی ہوا حیرت نے
یہ کمال دکھایا کہ گلعذار کو بچایا بلکہ ایسا سحر کیا کہ گلعذار کو خوب ہوش آگیا سحر جو فراموش تھے

یاد ہوے مہار کو دیکھا شمع سان خاموش کھڑی ہین آبلون کی جسم پر تری اُس حال پر ملال مین مہار نے آواز دی ہوا غوطہ زن کیا تمکو کسی نے روکا ہی جلد آؤ ہمارا حال بہت ابتر ہی دیکھا تو پہلو سے زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین آفتابہ پانی کا بھرا ہوا ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی مہار پر وہ آفتابہ ڈالدیا جیسے ہی جسم پر مہار کے وہ پانی پڑا تمام آبلے پھوٹ گئے صاف ظاہر تھا کہ آبلے بھی اس حال پر روتے ہین یہ نہ کوئی سمجھے کہ شکست ہوتے ہین چہرے پر رونق ہی بھی معلوم ہوا کہ زیور تازہ پھولون کا کسی نے جسم مین مہار کے پہنا دیا اب ملکہ مہار بیٹھین اور کہا او گلعذار مکار بڑا اثیر سحر نے صدمہ پہونچایا دل کو بیتاب کردیا یہ کہکر آواز دی ارے نکہت کہا پھولون مین چھپی او گل اندام ہم تک نہین آسکتی پہلو سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی ایک کنیز کو دیکھا لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اپنے مالک کی مثل بقول شاعر نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہی اک بادلہ پوش — غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
حسن ایسا کہ جیسے دیکھو مہ چار دہم — پاک ہیک دیکھے تو بلند ہی سر جاے جھجک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے — باو کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ تھنے ہین ہو جسکی ہر لہر — گھر ڈبو دینے کو عشاق کے دیباے اثاک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ مانگ تھین دل — جسطرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک
ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی — کیل جائے دہن کالا جوڑے سے اُسکی اٹک

اُس حور مثال نے زمین سے نکلتے ہی گلدستہ مہار کے ہاتھ مین دیا ایک مہار نے اُس نازنین سے اشارہ کیا اُسنے اپنی پیشانی کو نشتر سے فگار کیا خون گلدستے پر ڈالا پھول شگفتہ ہوے غنچے چٹکے مہار نے آواز دی ہوا گلعذار ذرا ہمسے تو آنکھ ملاؤ دیکھو تو کیا پھول ہین بلبلین ملول ہین جیسے ہی گلعذار پلٹی مہار نے گلدستہ مارا رعنائی نے گلدستے کی عجب رنگ دکھایا کسی نے ہاتھ پر گلدستے کو اُٹھایا بلندی پر لاکے منتشر کیا پھول غائب ہونے لگے گلعذار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کچھ اسباب سحر نکالون آواز آئی دیکھ کیا سامان ہی کیون اسقدر حیران ہی زمین شق ہوئی ایک شاخ نرگس زمین سے پیدا ہوئی گل نرگس مثل چشم معشوق گردش کرتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا گلعذار نے اُس پھول پر ہاتھ ڈالا اب آسمان سے پھول برسنے لگے غل

سرسبز وشاداب ہوگئے ساتھ والے گلعذار کے بیتاب ہوگئے گلعذار اُسی گل نرگس کو سونگھ رہی ہو جھونکون نے ہوا کے دیوانہ کردیا خانۂ دل کو اسباب مدہوشی سے بھردیا ایک چیخ ماری اُس گل نرگس کو آنکھون پر رکھ لیا اور زیادہ مبہوت ہوگئی کبھی غل مچاتی ہو کبھی اُس پھول کو سونگھا کبھی اُس پھول پر تصدق ہوئی نشۂ سحر مہار سے سرشار ہوئی دوپہر ڈھل چکی ہو جب مہار کے سحر نے یہ جاہ و جلال دکھایا گلعذار سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر تھی مگر دام سحر مہار مین پھنسی پکار اُٹھی ای ملکۂ عالم مین کنیز بے تمیز چاہتی ہون گلچینی گلشن جمال کی آٹھ پہر کرون حکم تھما شیم آپ کا آنکھون سے بجا لاؤن

نظم

بعد مردن اسلیے باندھے ہمارے ہاتھ پاؤن
گور مین بھی تا کہ یہ وحشی نہ مارے ہاتھ پاؤن

پنجۂ مرجان نہ دیکھے سرو سے نکلے ہوے
ہان اگر دیکھے تو یہ رنگین تمھارے ہاتھ پاؤن

رات بھر مین شوق مین جو دست و پا مل اکیا
تھے تصور مین کسیکے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن

ہاتھا پائی جیسے کرتا ہو وہ کافر غیر سے
ٹوٹتے ہین رشک کے مارے ہمارے ہاتھ پاؤن

مان لے کہنا شرر کا شب کی شب مہمان رہ
دیر سے پڑتا ہو یہ صاحب تمھارے ہاتھ پاؤن

اتنی بڑی ساحرہ کا مسحور ہونا چہرے پر غیظ و غضب مہار نے بدھی کبھی پہنا دی طرہ کان مین لگا دیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ دوپہر کامل مہار و گلعذار سے سحر چلا جو جو سحر ابین ہوے اگر انکو بالتصریح لکھتا تو ایک جزو کامل مین رد و بدل سحر کے لکھے جاتے کسی مقام پر مصنف یہ نہین چاہتا کہ داستان کو بلا وجہ طول ہو سامع و ناظر ملول ہو بڑے زور کا سحر مہار نے کہا ہر چند کہ میدان کارزار مین قائم ہین مگر مثل شمع سحری خود بھی جوش سحر مین لہرا رہی ہین ملکہ مہرخ سے اشارون مین کہا مین اسکو روانہ کردون اپنی زندگی مین کسی سے کمی نہ کرینگی اسی جوش و خروش مین تا بہ باغ سیب پہونچیگی خدا چاہے تو افراسیاب کو بھی کچھ چارہ نہو کیا عجب ہو کہ آج حیرت کو ہلاک کرے ملکہ مہرخ نے کہا جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ مہرخ و جملہ سردار بہ نگاہ غور حال پر ملال مہار کو دیکھ رہے ہین کہ اچھی طرح بات زبان مہار سے نہین نکلتی لہرا رہی ہین چہرہ فق دل مین قلق اس حال مین گلعذار جھومتی ہوئی سامنے بہار کے آئی دست بستہ عرض کی ای ملکہ مہار گلعذار کچھ خدمت عنایت ہو

کہ حکم شہنشاہی بجالاؤن کتیز دن مین سرکار کی محسوب ہون ملکہ مہار رخود پریشان ہورہی ہین
بار سحر پڑا بیر سب منتشر ہوے گلعذار نے جو بہ منت کلمۂ مذکور کہا اُس بدحواسی مین ملکہ مہارہ نے
اپنے کو بہ مشکل سنبھالا ارتباط وضبط کرکے چاہا تھا کچھ اور کہین مگر مُنھ سے نکل گیا کہ سر حیرت اور
افراسیاب کا لاؤ گلعذار جوش مین پلٹی اور مہار رلڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین مہرخ و
باغبان نے بڑھکر اُٹھایا ہوادار پر ڈال کے لیگئے جاکے انکی بارگاہ مین اُتار اسب نے اپنے
اپنے سحر قائم کیے کسی نے نخل سرسبز وشاداب بنائے کہ ہوائے سرد چلے مہارہ کو فرحت حاصل
ہو کسی نے گلدستے لگا دیے کسی نے ابر برف بنایا کہ برف برسے مہار تو اس حال پر ملال مین
بستر پر آہ آہ کررہی ہین خون تمام جسم کا خشک چہرہ اُداس کبھی اُٹھین کبھی بیٹھین کبھی گرکر بیہوش
ہوگئین لیکن گلعذار نیرنگ ساز جو غصے مین پلٹی پہلے تو اپنے لشکر پر گری پکارتی تھی کہ تم
کیسے میرے ملازم ہو حق نمک نہین ادا کرتے حیرت کو چار جانب سے گھیر لو اسکا سر مجھکو دو
مین خدمت مین ملکہ مہارہ کی لیجاؤن پھر سر افراسیاب لاؤن میرے مالک کے حکم مین
فرق نہ آئے یہ کہکر گولے مارنے لگی اول تو خود ساحرۂ زبردست دوسرے مبتلائے سحر مہار
جب گولہ مارا سو سو جادوگرون کے سینونکو بہ ماکر نکلگیا کسی پر آگ برسائی کبھی خنجر پھینکا کبھی
مُنھ سے دھوان چھوڑا ہزارون نابینا ہوکر گرے اسکی فوج والے فریاد فریاد کرتے ہوے قریب
تخت حیرت پہونچے پکارتے ہوے ای ملکۂ عالم ہمکو اس ظالم سے بچائیے ہزارون کو گلعذار
نے مار ڈالا اسکے ہاتھ سے تو بچنا دشوار ہی کس بلا کے سحر کررہی ہی حیرت نے جو بطرز گلعذار دیکھا
کہا صاحبو آج گلعذار پر شیطان سوار ہی اسکو کون روکے کون لوٹے شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی
مصور نے کہا مین بڑھکر روکتا ہون حیرت ہان ہان کرتی رہی مگر مصور سحر کے جوش مین
بڑھکر سامنے پہونچا للکارا او گلعذار تجھے کچھ خوف سرکار نہین ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین گلعذار
حیرت کا نام سُنکر گالیان دینے لگی کہا میری سرکار تو ملکہ مہار ہین جو فرمایا ہی وہ کرونگی
یہ سُنکر مصور نے گولہ مارا گلعذار نے گولہ ہاتھ مین تھام لیا گلعذار نے وہی گولہ مصور کو
مارا سر پر مصور کے پڑا گئی چرخ مصور نے کھائے زمین پر گرا سر پھٹ گیا خون کے قطرے
جاری زمین سے اُٹھکر مصور ایک جانب بھاگا تخت صورت نگار بڑھا ہوا آتا تھا

دوڑ کر گلعذار نے ایک ترنج مارا اور کہا اِدھر اُدھر نیزا دھگڑا بھاگا تو بڑھتی چلی آتی ہی ترنج جو پڑا
تخت کے ٹکڑے اُڑ گئے صورت نگار زمین پر گری ران زخمی ہوئی حیران ہو کر سنبھالی مگر لنگڑاتی
ہوئی جاتی ہی مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش کہ مصاحبان مصور تھے یہ بھی زخمی ہو کر بھاگے
اب گلعذار طرف حیرت کے چلی حیرت نے آگ برسا دی اُس آگ سے اسی کے ساحر جلے فریاد
کرتے تھے کہتے تھے حضور ملازم تباہ ہوتے ہین اپنی تقدیر کو روتے ہین تخم غم و الم مزرعِ دلمین بوتے ہین
ہزارون بھائی بند خواب عدم مین سوتے ہین حیرت نے منہ پھیر لیا کسی کی بات کا جواب نہ دیا
غصے مین گاتی باندھی سونے کا پاندان اُٹھا کر چاہتی ہی سحر تیار کرے کہ گولہ آہن کا گلعذار نے
مارا وہ گولہ کئی کے سر زخمی کرتا ہوا تخت حیرت پر پڑا کہ تخت حیرت کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
حیرت گرکے چاہتی ہی سنبھلون کہ یاقوت و زمرد وزیرزادیان دوڑ کے لپٹ گئین ملکہ
حیرت کو اُٹھا ہوا اور پر ڈال لیا یکطرف طرف باغ سیب کے بھاگین اب تو کل لشکر نے شکست
کھائی بارگاہین یون ہی پڑی ہین سب طرف باغ سیب کے بھاگے گلعذار اکیلی گولے
مارتی ہوئی جاتی ہی جب مقام پر اُن لوگون نے ٹھہرنے کا ارادہ کیا بڑھکر گلعذار نے آگ
برسائی ہزار دو ہزار کو مارا وہ سب بھاگے گلعذار پیچھے پیچھے چلی ایسی مبہوت ہی کہ کسی مقام پر
ٹھہرنے نہین دیتی ایک پہاڑ کوہ رنگینہ کہلاتا ہی اُسپر رنگین شوخ چشم مع اپنی کنیزون
کے بیٹھی تھی کہ چند کنیزون نے اسکو خبر دی حضور ملکہ حیرت شکست خوردہ آتی ہین ملکہ حیرت
ہوا دار پر بیہوش پڑی ہین لشکر والے شکست خوردہ حیران و پریشان اپنی انسانیت سے
باہر بھاگے چلے جاتے ہین ملکہ حیرت کبھی آنکھ کھول کر فرماتی ہین کہ ارے مجھکو کہان لیے جاتے ہو
کنیزین عرض کرتی ہین حضور لشکر پر شکست واقع ہوئی سحر نے گلعذار کے قیامت برپا کی ہی
رنگین شوخ چشم یہ خبر سنکر اپنے مقام سے اُٹھی پہاڑ سے کودی بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ
لیا سامنے آکر للکارا او گلعذار تجھے شرم نہین آتی مالک پر اپنے یہ آفت شہنشاہ سنینگے
تو کیا سزا دینگے یہ کلمہ سُنکر ملکہ گلعذار نے جھپٹ کے گولہ مارا کہ پچاس کنیزون کے سر پھٹ گئے
رنگین شوخ چشم نے بڑھکر سحر کیا گلعذار برق بنکر کڑک کے گری رنگین شوخ چشم کے
دو ٹکڑے کیے لشکر کو تباہ کیا ایک دو گولے بڑھکر مارے کہ پہاڑ ہلنے لگا پہاڑ کو جو جنبش ہوئی

ملازمان حیرت بھر بھاگے غلغلہ ہوا کہ پہاڑ گرا چاہتا ہی اگر پہاڑ گریگا سب دب جائینگے ایک بھی زندہ نہ بچیگا گلعذار تعاقب کرتی ہوئی جاتی ہی افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی کہتا ہی کہ اب تو گلعذار نے خاتمہ کیا ہوگا یہ کہتا تھا کہ ہلڑ ہوا افراسیاب نے سر اٹھاکر دیکھا اول مصور وصورت نگار زخمدار پہونچے مانی و بہزاد و نقاش و قلمکش روتے ہوے ساتھ ہین آتے ہی کہا ای شہنشاہ دہائی ہی مرشدزادے زخمی ہوے آج قدرت کی بہو کا خون زمین پر گرا ایسا نہو زمین الٹ جائے مرشدزادے کا کلیجہ بھٹ جائے افراسیاب چاہتا ہی پوچھے ارے یہ کیا معرکہ ہوا کہ دیکھا یاقوت وزمرد زخمدار حیرت کے ہوادار کو اٹھائے ہوے آکر پہونچین افراسیاب نے کہا ارے یہ کیا ستم ہوا کہ کل لشکر نے شکست کھائی چاہتے تھے ملازمان حیرت بیان کرین کہ دیکھا گلعذار نیرنگ ساز بھی آکے پہونچی آنکھین سرخ کپڑے پھٹے ہوے آنکھون سے آنسو جاری ہاے مہار ہاے مہار پکارتی ہوئی کہ لونڈی کو سرفراز کیجیے لونڈی کا عجیب حال ہی نظم

جیسا ہی ترا لعل لب ای غنچہ دہن سرخ
ایسا تو نہ یاقوت ہی نے لعل یمن سرخ
یار دلب پان خوردہ کا بسمل ہون مین اسکے
مرجاؤن اگر مین تو مجھے دیجیو کفن سرخ
گردن پہ ہی خون اسکے شہیدان ستم کا
کچھ رنگ شفق سے یہ نہین چرخ کہن سرخ
بوسے کے توہم سے مرے بلبے نزاکت
ہو جاتے ہین اسکے لب و رخسار و دہن سرخ
یون گریۂ رنگین سے ہی رنگین مرا دامن
معروف ہو جسطرح سے لالے کا چمن سرخ

بلبلاتی ہوئی جو گلعذار باغ مین گھسی چمن پھولون کا سامنے تھا سحر کرکے جو گولہ مارا چمن مین آگ لگ گئی مگر یہ مقام باغ سیب ہی جو نخل جلے تھے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پھر چمن اسی طرح تیار ہو گیا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف سے آوازین آئین او گلعذار روح سامری کو صدمہ دیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہی افراسیاب نے جو دیکھا کہ گلعذار باغ کو پامال کرنا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا اری دیکھ طائران باغ ساختۂ سامری کیا کہتے ہین جیسے ہی گلعذار نیرنگ ساز نے سر اٹھاکے دیکھا ایک زاغ سیہ نے پکار کر آواز دی او گلعذار مکار ذرا اسطرف متوجہ ہو کر سن نظم

جو کثرت مین وحدت سدا دیکھتے ہین — بتون مین وہ نور خدا دیکھتے ہین
جو وہ تیغ ابرو ہی خونریز ایسی — تو اک دن یہ گردن جدا دیکھتے ہین
پھسلتا ہی پائے نگہ اُسپہ ہر دم — ترے رُخ کی جب ہم صفا دیکھتے ہین
مقرر میان غیر آتا ہی شب کو — ترے کو مین ہم نقش پا دیکھتے ہین
جدا ہی جو پروانہ اُس شمع رو سے — نہایت دل اُسکا جبا دیکھتے ہین

گلعذار نے کہا او بجیا کیا بکتا ہی مین ان باتون کو نہین مانتی یہ سننا تھا کہ افراسیاب جھنجھلا اور پکار کر آواز دی او گلعذار ٹھہر جا گلعذار نے ایک سرو پر پنجہ مارا سرو کٹکر گرا دھوان نکلا ایک زاغ سیہ دھوئین سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او افراسیاب خانہ خراب سامری کے ہاتھ پاؤن قلم ہو رہے ہین اور تو دیکھتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اس مکارہ کو منع کر افراسیاب نے جو طرہ کان مین گلعذار کے دیکھا پھولون کو دیکھکر ہنس پڑا کہا یہ بی بہار کا شعبدہ ہی حیرت جادو ہوادار سے کود پڑی پشت پر افراسیاب کے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے سامری و جمشید تجھکو غارت کرین طائر پکار رہا ہی کہ سامری کے ہاتھ پاؤن قلم ہوتے ہین طائر عوض زمزمہ سرائی کے روتے ہین ارے تجھپر بلا نازل ہوگی یہ بھی علامت بربادی طلسم ہی اس ظالم کا گلعذار اسم ہی صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہی کہ جسدن باغ سیب کا ایک بھی درخت قلم ہوگا بربادی طلسم کی یہی صورت ہی سر پہ ہاتھ دھر کے روئیگا ہر چند کہ جو گلعذار نے نخل کاٹے وہ پھر تیار ہو گئے مگر دیکھ طائر فریاد فریاد کر رہے ہین افراسیاب کو جو غصہ آیا آواز دی او گلعذار کیون شامتین آئی ہین یہ وہ باغ ہی کہ جسمین سامری نے سیر کی سامرن نے ان درختون کے پھل کھائے انکو تو پامال کرتی ہی گلعذار نے کہا حرامزادے مین تیرا سر لینے آئی ہون ملکہ عالم کا حکم ہی کہ افراسیاب کا سر لاؤ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تیرا سر کاٹ لون ورنہ اس ذلت و رسوائی سے قتل کرونگی کہ بہت پچتائیگا حکم مین ملکہ بہار کے فرق نہ آئیگا یہ کہتی ہوئی نیمچہ کھینچکر افراسیاب پر جا پڑی افراسیاب پر ہاتھ مارا ہر چند کہ افراسیاب جانتا تھا کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بہار مین مبتلا ہی سراسر بے خطا ہی مگر اسکی بے ادبی پر تلوار خالی دیکے لپٹ پڑا گلعذار نے افراسیاب سے منھ بڑھا کر کہا ہی شرط کہ ناک کاٹ لون افراسیاب نے اُٹھا کر دے مارا

چھاتی پر چڑھ کے ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر جھر اٹا
مارا گلعذار کو چیر کر پھینک دیا کنیزین گلعذار کی جو ساتھ آئی تھین وہ اپنی مالک کا لاشہ دیکھکر پیٹنے لگین
کہتی تھین ای شہنشاہ یہ کیا کیا ہماری بی بی کو اِس ذلت سے مارا سامری وجمشید تجھکو غارت کرین
تو بھی اسی طرح مارا جائے دشمن کے ہاتھ سے امان نہ پائے افراسیاب نے اُن کنیزون کو بھی مارا
بیچ مین لاشہ گلعذار گرد کنیزون کے لاشے دریاے خون بہ رہا ہی سب کھڑے دیکھ رہے ہین کوئی
افسوس کرتا ہی کوئی خوشیان کرتا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا سب دیکھنے لگے ابر بڑی دھوم سے
اُٹھا ہی تاریکی نے سارے باغ کو گھیر لیا یکایک وہ ابر قریب باغ کے آکر شق ہوا دیکھا سب نے
خار خار رنگین پوش تخت پر سوار تاج مرصع کا سر پر تین لاکھ ساحران غدار پشت پر علمہاے
زرنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے اُسپر تعریف سامری وجمشید مرقوم آمد فوج کی دھوم اسکو
دیکھکر افراسیاب نے کہا لو غضب ہوا خار خار رنگین پوش بہن گلعذار کی آپہونچی آپسمین
ان دونون مین بڑا میل تھا کہ خار خار تخت سے اُتری دیکھا اسنے کہ بہن کا لاشہ پڑا ہی چند نخل جلے
ہوے لاشے بھی چالیس پچاس کنیزون کے پڑے ہین دیکھتی ہی بہن کے لاشے پر گر پڑی پکارتی
تھی ای بہن تمکو کسنے اس ذلت و رسوائی سے مارا سامری وجمشید اُس نگوڑے موے مونڈی
کاٹے کو غارت کرین کسنے تمکو مارا میرا کلیجہ پھٹتا ہی ہاے کنیزون کو بھی قتل کیا حیرت نے مُنہ پہ
ہاتھ رکھدیا کہا دیکھو لوا اسقدر آپ سے باہر نہو یہ تو دریافت کرو کہ اسنے کیا کیا وہ آفت برپا کی کہ
جسکا یہ انجام ہوا کوئی ایسا ستم کرتا ہی ہم جانتے تھے کہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اپنے خداوندون کو
بھی نہ پہچانا اور شہنشاہ پر تلوار کھینچکر جا پڑین اُسکا یہ انجام ہوا حیرت مقابلہ مہرخ مین گئی خار خار
نے اُسی وقت آرتھی بنوائی لاشہ گلعذار نیرنگ ساز کا اُٹھایا کریہ کرم اُسکا کہنے برہمنون
کے سپرد کیا نقصان اپنے ذمے قبول کیا دل مین کہتی تھی اور روتی تھی کہ لوا گلعذار کا مرنا ہمارے
لیے بڑا غضب ہوا آخر سامنے افراسیاب کے آئی کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہی لونڈی بیدست و پا ہوگئی
مگر امیدوار ہون کہ بی بہار کو ایسا ذلیل کرون اور اس خرابی سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا اُنکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے افراسیاب جادو نے چپکے سے کہا
بہار ہمشیرہ حیرت ہی اسوجہ سے اُسکا پاس ہی بہار کا قتل ہونا دشوار ہی ہم اُنکا پاس کرتے ہین

اسی وجہ سے اُنکی سرکشی بڑھتی جاتی ہی ورنہ ایک مرتبہ سزا کے قابل ہو جاتی عمر بھر کو مہلت تھی سزائے
قتل اُنکے لیے ممکن نہین اور طرح کی سزا تجویز کرو خار خار نے کہا واری مین نے تجویز لیا وہ رنج
پہونچاؤن کہ دلون پر مسلمانون کے صدمہ پہونچے کیا عجب ہی کہ سرکش بھی مارے جائین معرکہ عظیم پڑیگا
لونڈی نے تجویز لیا وہ سزا ہی مہار کے واسطے ہو کہ جو اُنھون نے واسطے گلعذار کے کی ایسا اُسے
حیران کیا کہ آپ نے خود قتل کر ڈالا خود مسلمانون کو ضرورت پڑے کہ مہار کو قتل کرین لونڈی کو
سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکر اُٹھی تخت پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہ تو منزل
بمنزل جاتی ہی حیرت کو قبل ہی روانہ کر دیا تھا اب اسکے جانے کے بعد ایک نامہ حیرت کو لکھا
کہ خار خار آتی ہی اسکا خیال رکھنا یہ نامہ افراسیاب کا حیرت کو پہونچا حیرت جادو نے پڑھکر
چاک کر ڈالا چالاک کنیز بنا ہوا پشت پر حیرت کی کھڑا تھا مضمون نامے کو اسنے بھی بخوبی پڑھا
دوڑا ہوا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ بہن گلعذار کی خار خار رنگین پوش
آتی ہی حیرت اُسکے آنے کی تدبیر کر رہی ہی ابھی کسی کو خبر نہین ہوئی یقین ہی بڑی قیامت برپا کریگی
برق نے قصد کیا تھا کہ جائے خواجہ نے اُٹھکر کان پکڑے کہا آپ نہ جائیے مین جاکر تدبیر کرونگا
یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے صحرا مین آکر دیکھا لشکر بڑی دھوم سے آتا ہی بڑے بڑے ساحر لشکر کے ساتھ
ہین ایک مقام پر آکے لشکر اُترا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک فقیر کی صورت
بنکر تیار ہوے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے قریب اُردو بازار کے پہونچے لیکن دیکھا کہ بارگاہ بیچ مین
استادہ ہی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی سارے لشکر کو خار خار رنگین پوش دیکھ رہی ہی یہ بھی
اسنے دیکھا کہ ایک فقیر مانگتا ہوا آتا ہی برابر تعلیم جادو کھڑا تھا نگاہ اسکی بھی فقیر پر پڑی تعلیم جادو
سے خار خار رنگین پوش نے کہا کہ یہ فقیر ہمکو کوئی عیار معلوم ہوتا ہی جلد اسکو بلا کر ہمارے سامنے
لاؤ اگر آنے مین تامل کرے تو فوراً گرفتار کر کے لانا ہمارے سحر نے ہمکو خبر دی ہی کہ یہ کوئی عیار مکار
ہی یہ جو خار خار رنگین پوش نے حکم دیا تعلیم جادو چلا خواجہ عمرو پھرتے پھراتے بازار بزازان
مین پہونچے ہین اب ارادہ ہی کسی مقام پر ٹھہرین کہ تعلیم جادو آکر پہونچا اُسنے آتے ہی آواز دی
میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ خواجہ اور تیز بڑھے جاتے ہین اسکے قریب نہ جاؤن تعلیم جادو
نے دیکھا ہم تو ادھر بلاتے ہین یہ اسطرف جاتا ہی وہین سے دوڑا خواجہ کے پاس آگیا کہا شاہ صاحب

ہم تو ٹھہراتے ہین اور آپ بڑھے جاتے ہین ٹھہرتے نہین یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا چاہا کھینچکر لیجائے خواجہ عمرو
نے کہا داتا غلامان سامری کو یون ہی بلاتے ہین چاہیے تھا کچھ جادوگر استقبال کو آتے بابا ہم تو
در سامری کے کتے ہین اگر بددعا کرین تو سارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے نیک دعا دین تو آبادی ہو
ہر روز شادی ہو اصل یہ ہی کہ بی خارخار مقبول بارگاہ جمشید ہین یہ بات جو شاہ صاحب نے
کہی تعلیم جادو نے ہاتھ چھوڑکر کہا آپ تکلیف فرمائیے پھر اسی لشکر مین آکر جس مقام پر جی چاہے
بستر لگائیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کامل اکمل ہین واسطے تھوڑی دیر کے چلیے ملکۂ عالم کو در
شتاک ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا مین ضرور چلونگا مگر بابا دیکھو سامری و جمشید کی سواری جاتی ہی
دیدۂ حقیقت وا کرو جیسے ہی تعلیم جادو ادھر پلٹا خواجہ عمرو سمجھ گئے تھے کہ یہ مجھکو ضرور لیجائیگا منھ
پھیرتے ہی اسکے خنجر مارا تعلیم جادو ڈگمگا کے گرا لینا لینا کا غل ہوا خواجہ بھاگے مرنے سے جادو
کے اندھیرا ہوتا ہی ایک جادوگر نے یہ نگاہ غور تاکا کہ فقیر بھاگا ہوا جاتا ہی یہ جادوگر مصاحب
خارخار بھی ہی دہیم جادو اسکا نام ہی دلمین کہتا ہی بڑا غضب ہوا غیردار ملکۂ عالم کو مارکے
جاتا ہی یہ پرواز پیدا کرکے اڑا دلمین فکر کرتا ہوا چلا جب خواجہ صحرا مین پہونچے ایک نخل کے سائے مین
ٹھہرے کچھ سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون ہمارے جاتے ہی اُسنے پہچان لیا ایسے کے لشکر
مین جانا دشوار ہی کہ آسمان سے آواز آئی او مکار اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
ایک جادوگر اُڑتا ہوا آسمان سے آتا ہی قصد کیا گلیم اوڑھ لون ہاتھ طرف زنبیل کے بڑھایا ہی کہ
اُسنے ماش کے دانے پھینکے خواجہ لڑکھڑا کے گرے دہیم زمین پر آیا کہا او ظالم تونے تعلیم جادو
کو مارا یہ تو ثابت ہوا کہ تو عیار مکار ہی یہ نہ ثابت ہوا کہ کون کیا عیار ہی یہ کہکر منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ
روغن عیاری کا اُڑ گیا عمرو کو پہچان کر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا سر کاٹ لون خواجہ عمرو نے
کہا او دہیم مجھکو قتل کرکے بہت پچتائیگا میرے قتل کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا دہیم چھاتی پر چڑھ بیٹھا
تلوار کھینچکر گلے پر خواجہ کے رکھدی خواجہ ہان ہان کرتے ہین کہتے ہین مجھے سامنے ملکۂ عالم کے
لیچل مین ہرکارہ **افراسیاب** کا ہون برائے دریافت خبر آیا تھا اس بلا مین پھنسا شہنشاہ سمیت
بُری طرح پیش آئینگے دہیم نہین مانتا چاہتا ہی تلوار پھیرون کہ درہ کوہ سے آواز مہیب آئی
او ساحر ہوشیار ہو جا خبردار اس غریب کو نہ قتل کرنا ورنہ تو بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا

تو دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی من کالی کالی صورت درۂ کوہ سے نکلا قریب آکے دہیم کو ایک
لات ماری کہ دہیم جابجا زمین پر گرا کہا اب مسخرے شہنشاہ منع کر رہے ہین تو نہین دیکھتا جیسے
ہی دہیم نے منہہ پھیرا اُس ساحر قوی الجثہ نے آواز دی نعرہ مہتر قران سریع السیر چون باد بہاری
عیان ہمہ ہنگ در خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + اتنی جلدی
نعرہ کرکے بغدہ مار دیا کہ دہیم پلٹ نہ سکا بغدہ سر پہ پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے خواجہ کے پانون زمین
نے چھوڑے اُٹھتے ہی عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے قران و خواجہ طرف اپنے لشکر کے چلے گئے
چند ملازمان خارخار جو اسطرف آکے لاشہ دہیم کا دیکھا اُٹھا کر لیگئے دونون لاشے جو سامنے
پہونچے خارخار کے کلیجے مین کانٹا چُبھا کلیجے پہ ہاتھ رکھکر کہا عیارون نے بڑا صدمہ دیا تم لوگ
لشکر تیار کرکے یہان ٹھہرو مین ابھی آتی ہون یہ وہ مقام ہی کہ یہان سے دو راستے ہین ایک طرف
طلسم نور افشان کے ایک سمت لشکر مسلمانان کے یہ کہکر بصورت عقاب بنی اُڑتی ہوئی چلی
قران تو جاکر کسی درۂ کوہ مین ٹھہرے خواجہ عمرو لشکر مین آئے یہان بہار کا عجیب حال ہی
چند ساحر ہر وقت بیٹھے رہتے ہین ہوائے سرد چلتی ہی برف برستی ہی تب بہار کو کچھ آرام ہوتا ہی اسوقت
ملکہ مہرخ تشریف لیگئی تھین خیمے سے بہار کے نکلی ہین کہ خواجہ عمرو آکے پہونچے تمام کیفیت
آمد خارخار رنگین پوش کی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بہار نے ایسا سحر کیا کہ کئی روز
کا عرصہ گذرا اس اضطراب مین ہی کہ دیکھکر دل کو پریشانی ہوتی ہی اسوقت مین نے سحر کرکے برف برسائی
تب ذرا ہوش آیا بعد کئی دن کے کھانا مین نے تھوڑا سا کھلوایا کلمات یاس اُسکی زبان سے
نکلتے ہین گھبرا رہی ہی خدا کرے سو جائے خواجہ نے بھی جاکر دیکھا بہار پلنگ پر بیتاب و مضطر
پڑی ہین گلدستے گرد رکھے ہین ایک ابر سفید سر پر چھایا ہوا ہی اُس سے قطرات آب گر رہے ہین
کبھی ملکہ بہار آنکھ کھول دیتی ہین کبھی اُٹھ بیٹھتی ہین کبھی جو ہوائے سرد چلی دل کو تسکین ہوئی
آرام فرمایا ملکہ مخمور نے کنیزون پر تاکید کی کہ خبردار اس مقام پر کلام نہ کرنا پاس سے بہار کے
ہٹی رہو بعد کئی دن کے نیند آئی ہی اب بیتابی دفع ہوگی کنیزین علیحدہ علیحدہ بیٹھین در دولت
پر سناٹا پڑا ہی سب سردار ساتھ ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے خواجہ سے حال پوچھ
رہے ہین خواجہ فرماتے ہین ساحرہ زبردست ہی مین فقط لشکر مین گیا کچھ عیاری نہ کرنے پایا تھا

کہ اُسکو معلوم ہوگیا ایک جادوگر کو بھیجا خدا نے اُسکی بدبخت سے بچایا دہیہم جادو نے آکر صحرا مین
گرفتار کیا ہمارا جان بخش یعنی مہنر فران ہونچا دہیہم کو اُسنے واصل جہنم کیا یقین ہی خار خار اب
شاکر کشی کرکے آئے مخمور نے کہا بہار کی بنیا ہی پر دل ٹوٹے ہوتا ہی گلعذار سے سحر کامل واکمل
چلے بہار نے بھی سحر کامل کیا قلب پر صدمہ پہونچگیا مہرخ نے فرمایا آج تسکین ہوجائیگی
سب سردار یہی کہ رہے ہین کہ بہار کی وجہ سے اہل اسلام کو بڑی قوت ہی ساحرہ صاحب
شوکت ولیاقت ہی خدا اُسکو صحت کامل عطا کرے ملکۂ عالم نے اسی واسطے مقام کوہ آرام
بنایا تھا مگر وہ مٹا ساحر نے جاکر اُس پہاڑ کو بگاڑ دیا ورنہ یہ امر قرار داد تھا کہ جب بہار پر کوئی
ایسا سحر کرے کہ جس سے قلب پر کوئی صدمہ پہونچے کوہ آرام پر جاکر رہتی تھین فوراً طبیعت کو
فرحت ہوتی تھی اب یہان موافق اپنی قسم کے تدبیر کی ہی صبح کو یہ پریشانی دفع ہوجائیگی یہان
تو یہ ذکر ہی دربار جمع ہوا ہی کہ خار خار رنگین پوش بشکل عقاب ایک درخت پر آکے بیٹھی لشکر
اسلام کو دیکھا کہ لشکر اسلام کئی کوس کے گرے مین اُترا ہوا ہی بازارین آباد رعایا دلشاد گھوڑہ
کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین تاجران جلیل کی دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت
ہو رہی ہی دیکھتے دیکھتے اب بارگاہون اور خیمون کو دیکھنے لگی جس خیمے مین بہار ہین اُسمین
سے چند کنیزین پردہ اُٹھاکر نکلین خار خار نے دیکھا بہار آرام فرما رہی ہین جل گئی جی مین کہتی
ہی گلعذار قتل ہوا اور یہ کیسے بے خوف ہو آرام کرے بڑے غضب کی بات ہی یہ سوچکر درخت
سے اُتری دوپہر سے شب تجاوز کر چکی ہی ٹہلتی ہوئی خار خار قریب بارگاہ بہار کے آئی
نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اُٹھاکر اندر پہونچی دیکھا بہار پڑی سو رہی ہین ابر سے
برف گر رہی ہی گلدستون سے بوے خوش آتی ہی خار خار نے کھڑے ہوکر پہلے ابر سحر مٹایا
گلدستون کو جلایا اب بہار پر سحر کرنے لگی سوتے مین خوب سحر کیے جب دیکھا کہ میرا سحر غالب
آیا زبان مین سوزن گو دیا ذہن مین تخم دیکے اُڑی اپنے لشکر مین آئی ملکہ بہار کو صندوق
مین بند کیا ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ کنیز بہار کو گرفتار کر لائی اگر ارشاد
فیض بنیاد ہو تو مین نے سحر تیار کیا ہی بہار پر وہ سحر کردون کہ مسلمانون کی دشمن ہوجائے
پھر مین اسکو ساتھ لیکر ممالک کوکب جاکر برباد کردون وہ سب اسکے دشمن ہونگے عیار

انھین پر عیاری کرینگے سرداروں سے سر میدان مقابلہ پڑیگا یہ نامہ جو **افراسیاب** کو پہونچا
خوش ہوگیا جواب لکھا کہ ای **خارخار** تونے خوب تجویز کیا جس صحرا مین تم اُتری ہو اُسکے قریب
ملک **نیرنگ سازان** ہی **نیرنگ ساز جادو** کو نامہ لکھو جسقدر فوج مانگو گی اُسی قدر فوج لیکر
آئیگا صبح ہوتے ہوتے یہ نامہ پاس **خارخار** کے پہونچا اُسنے نامے کو پڑھکر مہار کو صندوق سے
نکالا مسند پر بٹھایا اُسی بیہوشی مین زبان سے سوزن کو نکالا منتر سحر کرنے لگی کبھی ملکہ مہار کا
منہ دُھلاتی ہی کبھی پانوٗن دھلائے کبھی چھینٹے پانی کے مُنہ پر دیے کبھی پھول جھولی سے نکالے
مہار پر سے تصدق اُتارے یہان تو یہ سحر کر رہی ہی وہان صبح کو لشکر اسلام مین جو کنیزین مہار
کی اُٹھین مہار کو پلنگ پر نہ پایا سب کنیزین روتی پیٹتی بارگاہ مین ملکہ **مہرخ** کی آئین تمام
سردار جمع تھے کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ مہار پلنگ پر سے غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ
کے ہوش اُڑ گئے تخت سے اُترین طرف بارگاہ مہار کے چلین **مخمور** و **باغبان** ساتھ ہین
خواجہ عمرو و **برق** و **چالاک** وغیرہ بھی ہمراہ ہین آکر چھپر کھٹ کو دیکھا **مخمور** و **باغبان** نے
دیکھتے ہی نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسکا پتلہ بنایا **باغبان** نے کہا جلد بتلا کہ مہار کو کون
لیگیا پتلے نے قہقہہ مار کر کہا ای **باغبان** **خارخار رنگین پوش** ملکہ مہار کو لیگئی ملکہ مہرخ
رونے لگین **باغبان** کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے **خواجہ عمرو** نے کہا آپ لوگ
نگھبرائین ہم ابھی جاتے ہین رہا کرکے مہار کو لاتے ہین جب تک ہم نہ آئین اور کچھ ارادہ نہ کرنا جہانتک
ہوسکے اس راز کو چھپاؤ ایسا نہو کہ **حیرت** آگاہ ہوجائے یہ کہکر **خواجہ** و **برق** و **چالاک** طرف
لشکر **خارخار رنگین پوش** کے چلے یہان **خارخار** کو سحر کرتے کرتے جب پہر بھر کامل گذرا
ملکہ مہار کو ہوش آیا **خارخار** زبان سے سوزن تو نکال ہی چکی ہی جیسے ہی مہار کو ہوش آیا
خارخار نے جھک کر سلام کیا تمام کنیزین پرے باندھکر کھڑی ہوئین مصاحبان **خارخار**
نے اُٹھکر بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی مہار نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا دیر تک
کنیزین مصاحبین پوچھا کین مگر جواب نہ ملا **خارخار** نے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ
عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہی کنیز سے ارشاد ہو ہمسے ظاہر کردین جس شی کی تلاش ہو خدمت
مین حاضر کردین جب **خارخار** نے اسطرح بمنت پوچھا مہار نے کہا ای **خارخار** تجھ کو

نہین معلوم کہ کیا سامان گذر رہے ہین ہمارے شہنشاہ کا تمام عالم دشمن ہوا چند خراجگزار
ایسے بگڑے کہ اُنھون نے خراج بھی موقوف کیا مسلمان اُن ملکون کا خراج پاتے ہین اے
خار خار مجھپر بہت شاق ہو دل مقابلۂ کوکب کا نہایت مشتاق ہو اگر تمھاری خوشی ہو تو
لشکرکشی کرین خار خار نے عرض کی حضور نمکخواری یہی چاہتی ہو کہ اسوقت مین شہنشاہ کی دستگیری
کرین اُنکی دوستی مین لڑین مرین خار خار نے کہا مین لشکر طلب کرتی ہون یہان سے بہت
قریب ہو مین فوج بلواتی ہون ملکہ بہار نے فرمایا بہت مناسب ہو جلد تدبیر کرو اُدھر سے
پلٹ کر ملکہ مہرخ کی خبر لینگے باغبان کی مشکین باندھکر خدمت مین شہنشاہ کی حاضر کرینگے
وزارت چھوڑکر چلا گیا بی برق لامع نے کیا نمکحرامی کی شہنشاہ کو کیسے کیسے صدمے پہونچے
اب جلدی کرو ملکہ خار خار رنگین پوش نے اُسی وقت ایک نامہ نیرنگ ساز کو لکھا
کہ اے نیرنگ ساز جسقدر لشکر ہو سکے جلد لیکر آؤ بر سر طلسم نور افشان لشکرکشی ہو خود ملکہ
بہار گلعذار کا ارادہ ہو کہ جاکر کوکب کو قتل کرین یہ نامہ جو نیرنگ ساز کو پہونچا حیران ہو گیا
کہ ملکہ بہار نے قصد لشکرکشی بر سر طلسم نور افشان کیا ہو یہ نامہ پڑھکر خود تیار ہوا تین لاکھ
کا لشکر لیکر حاضر ہوا ملکہ بہار گلعذار کو سریر جہانبانی پر دیکھا ملکہ خار خار رنگین پوش
کو بعہدۂ وزارت پایا نگہداشت لشکر کی ہو رہی ہو نیرنگ ساز نے آکر ملکہ بہار کو سلام کیا
عرض کی لشکر جنگی حاضر ہو جو حکم ہو بجا لائین سرکار کے ساتھ جانبازی کرین ناظرین والا مقام
آگاہ ہون خواجہ عمرو و برق و چالاک جو خبر سنکر چلے تھے بصورت ہاے مبدل لشکر مین
خار خار کے آئے دیکھا چار لاکھ کا لشکر فوج مین جا بجا چہل پہل دیکھتے بھالتے صورتین
بدلے ہوے بارگاہ مین پہونچے دیکھا ملکہ بہار تخت پر ایک جانب خار خار رنگین پوش
بعہدۂ وزارت ایک جانب نیرنگ ساز ساحر شعبدہ باز کل سردار بارگاہ مین حاضر ہین
بڑے بڑے کمیدان رسالہ دار ملکہ بہار سے پوچھ رہے ہین کسدن لشکر کا کوچ ہوگا ملکہ
بہار فرماتی ہین بہت جلدی منظور ہو کوکب نے سراسر خلاف کیا ہمارے شہنشاہ عالیجاہ
افراسیاب کو صدمات پہونچائے اور پھر مقابلے مین آتے ہین یہ بھی تمنے سنا میری ہمشیرہ
صاحبہ ملکہ حیرت جادو کو کسی جنگ مین طمانچہ مارا اسکا بدلہ بھی لینا ہو راستہ طلسم نور افشان

ہمپر بخوبی ظاہر ہی طرف سے کوہ شقائق کے چلنا ہوگا یہ جو تینون عیارون نے باتین سنین اور مہار کو
مبہوت پایا ہوش اُڑگئے لیکن خارخار نے ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ کبنر نے ملکہ مہار کو آمادہ
کیا اب کو کب سے بہ لطف جنگ ہوگی مگر بقول حضور دہوجب ارشاد شہنشاہ عیارون کا خوف ہی
پانچون عیار بچیون کو برائے حفاظت روانہ کیجیے کہ عیارون کی بدعت سے ہکو بچائین ملکہ حیرت
نے اس عرضی کو دیکھکر بڑی خوشی کی کہ میری بہن راہ پر آئین پانچون عیار بچیون کو اُسیوقت
روانہ کیا عیاران اسلام حیران و پریشان سامنے ملکہ مہرخ کے آئے تمام کیفیت بیان کی
دربار مین سب کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ فرماتی تھین بڑا غضب ہوا ہم لوگ اگر جاکر لڑین مہار
پر غالب آنا دشوار ہی اگر غالب آئے تو کیا کرین کوئی رنج و ملال مہار کو پہونچا نہین سکتے ملکہ محمور
نے کہا اب تو ضرور لڑنا پڑیگا کو کب کے ہمپر احسان ہین اُنکے ممالک کا بھی بچانا واجب و لازم ہی
مہار جو سحر کرینگی اُنکے رنگ سحر کی جفا اُٹھائینگے ہم سحر کبھی صرف دفع کردیا کرینگے خارخار سے
مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا انشاءاللہ پہونچتے ہی بی خارخار کے کانٹا چبھیگا اُنکی فکر ضرور کرینگے
خدا چاہیگا تو گرفتار کرکے لائینگے آخر صلاح یہ ہوئی کہ خبر تو سنگاؤ کہ کس ملک پر ملکہ مہار کا گذر ہوگا
اُسیوقت چرند و پرند ہرکارے اس خبر کی تحقیقات کو روانہ ہوئے یہان ملکہ مہار نے لشکر تیار
کیا لشکر کو لیکر چلین جب قریب کوہ شقائق کے پہونچین دو منزلہ سہ منزلہ کرتی ہوئی آئی ہین ملکہ
شقائق نسترن پوش اپنے ملک مین بیٹھی تھی کہ خبر پہونچی لشکر کشی بر سر طلسم نور افشان ہوئی
ہی چار لاکھ کا لشکر قریب پہاڑ کے آپہونچا شقائق نے حیران ہوکر لشکر تیار کیا پہاڑ سے اُتری آمد
لشکر کا انتظام کرنے لگی تیسرے دن آمد لشکر معلوم ہوئی دیکھنے لگی دیکھا مہار جادو تخت پر سوار
ایک پہلو مین خارخار رنگین پوش ایک سمت نیرنگ ساز بعہدہ سپہ سالاری شقائق حیران
ہوگئی کہ ملکہ مہار تو ہمارا بہیان اہل اسلام سے ہین انکا تخت پر سوار ہونا کیسا حیران حیران دیکھ رہی
ہی کہ ملکہ مہار نے نیرنگ ساز کو حکم دیا کہ بی شقائق نسترن پوش ہمکو روکنے آئی ہین
اُنسے کہو بہتر یہ ہی کہ لشکر اپنا ہٹا لیجیے اپنے ملک کی خیر منائیے ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی ملک کو
لوٹ لینگے چند ساحرون کو جو اپنے ساتھ لیکر آئی ہو ان سب کو ابھی پامال کرینگے بہتر یہ ہی کہ ہمارا کہنا مانو
نیرنگ ساز پیام ملکہ مہار کا لیکر پاس شقائق کے پہونچا سب کیفیت بیان کی شقائق

۱۰

نے کہا اسکا کیا سبب ہی نیرنگ ساز نے کہا ملکہ بہار افراسیاب کی سالی ہین ملکہ حیرت جادو
کی بہن غلطی سے شریک مسلمانان ہوگئی تھین اب جو خیال آیا کہ ہماری بہن کو رنج و ملال پہونچتا
ہی اسطرف رُخ کیا برگشت ہونے پر اسقدر شرمندہ ہین کہ جب کوکب کا سر پائینگی تب خدمت
مین اپنی بہن کے جائینگی اول کی حرکات پر ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہی نہایت دل کو پیچ و تاب ہی اب
اُنکی بدعت سے سامری و جمشید بچائین شقائق کو نہایت حیرانی حاصل ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی کوئی
آج تک مسلمان ہوکے سامری پرست نہین ہوا تھا ہر ایہ بھی ایک انقلاب ہی نیرنگ ساز سے کہا
جا کہ یا کہ بہار سے عرض کرو کہ انصاف شرط ہی کہ آپکے ساتھ چار لاکھ فوج دریا موج ہی مین بارہ
ہزار کی جمعیت سے آپ کے مقابلے مین نکل آئی جو مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگی لڑونگی مرونگی آگے نہ بڑھنے
دونگی آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے ڈانڈے سے نہ جائیے کوس بھر ہٹکر لشکر لیجائیے ہم معترض نہونگے
اگر ہماری عملداری سے قصد کیا تو ضرور جان دینگے یہ تو ظاہر ہی کہ آپ کا کیا کر سکینگے مگر نمک حلالی کا
جو شیوہ ہی ضرور بجا لائینگے نیرنگ ساز یہ جواب شقائق کا لیکر لشکر مین ملکہ بہار گلعذار
کے آیا بہار سے سب کیفیت بیان کی یہ جواب ناصواب سنکر ملکہ بہار کو نہایت غصہ آیا رنگ
متغیر ہوا غصے مین طرف وزیر اعظم دستور المعظم ملکہ خار خار رنگین پوش کے دیکھا فرمایا ای ملکہ
خار خار جلدی لشکر کو حکم دو ابھی شقائق کو گرفتار کرو کُل فوج بلوہ کرے یہ کہکر تخت بڑھایا
چار لاکھ کا لشکر بلوہ کرکے طرف لشکر شقائق کے چلا شقائق نے مرنے پر کمر باندھی بارہ ہزار کو
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو نمک سرکاری ادا کرو بارہ ہزار جوان بلوہ کرکے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو
لشکر بہار پر جا پڑے دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا ملکہ بہار نے جو شقائق کو دیکھا تخت سے
کو وہین اُترتے اُترتے گلدستہ مارا گلدستہ جا کر لشکر شقائق پر پھٹا کئی سو جادوگر پھول سونگھ کے
جھومنے لگے ہر طرف سے آوازین آنے لگین نظم

ترے بوٹے سے قد کے عشق مین کیا رنج پایا ہی
ثمر اس دل کے دینے کا جگر پر داغ کھایا ہی
مرے مُردے کے کاٹے ہاتھ چورون کی طرح اُسنے
خطا پوچھو تو کہتا ہی کہ اسنے دم چرایا ہی
کبھی باندھا کبھی جھٹکا کبھی ٹپکا مرے دل کو
محبت کہکے مین نے گیسوؤنکو سر چڑھایا ہی
دل عاشق لہو ہوکر بہا آنکھون کے رستے سے
کبھی پہلو مین ڈھونڈھا ہی تو بھنے داغ پایا ہی

لب شیرین کا بوسہ دو مزے سے جان تا نکلے
تمھارے گیسوؤن سے دفعتاً الفت ہوئی مجھکو
برنگ قمری شیدا جہان تم ہو وہین دل ہی
تمھارے ہجر مین دم بھر جو سویا ہون قسم لے لو
گیا دم ناک مین جب عشق زیور نے مرا الجھایا
خوشی سے مر گئے ہم آکے جو لٹکا یا جو مین اُسنے
شب در وز ایکسا اندھیر پیش چشم عاشق ہی
مرے مرنے نے شادی مرگ غیرون کو کیا ای گل
حقیقت مل گئی عشق مجازی سے خدا حافظ
جوانی نے کیا بیہوش تمکو مجھکو سودے نے
قبول اپنی طبیعت آج کل دم بھر نہین حاضر

عبث مجھ جان بلب کے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہی
بلاے ناگہانی نے مجھے آکر دبایا ہی
کچھ ایسا سرو قد کے سایے مین آرام پایا ہی
ہمیشہ بخت خوابیدہ نے عاشق کو جگایا ہی
تو مین نے کان کے سبزے پر آخر زہر کھایا ہی
جگا کر دم کے دم قاتل نے محشر تک سُلایا ہی
تری آنکھون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی
وہ عاشق ہون کہ مٹ کر بھی رقیبون کو مٹایا ہی
ہمین ای جان محبوب حقیقی نے بلایا ہی
تمھارا حسن میرا عشق اب جوبن پر آیا ہی
قلم برداشتہ لکھا ہی جو کچھ مُنھ مین آیا ہی

لشکر مین بڑا ہنگامہ ہوا شقائق نے جو دیکھا کہ لشکر مین میرے انقلاب ہوا بڑے بڑے افسرون کو سر ٹکراتے دیکھا کہ خاک صحرا مُنھ پر اُٹھا اُٹھا کے مل رہے ہین گریبانون کو چاک کیا اور فسرون نے ہاتھ تھاما کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اُسنے مطلع مصنف کا پڑھا مطلع ننگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا ✤ دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا ✤ ہر ایک مبہوت کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کوئی کہتا ہی صحراے نجد مین جائینگے بعض تلاش فرہاد مین پھرتے ہین کوئی مجنون کو استاد قرار دیتا ہی کوئی فرہاد ناشاد کا نام لیتا ہی عجب شور وشر ہی بعض سہار کا نام ایکا ایکی پکار رہے ہین کہتے ہین سہار ہماری معشوقۂ خوشنرو ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون پر گرین گر دپھرین بوسے کا سوال کرین سوال وصل سے محروم نہ رہین شقائق نے سحر کرکے پانی برسایا برف گرائی بڑی بڑی جستجو کی مگر کوئی راہ پر نہین آیا سحر سہار نہ اُترا اثر نا کیسا سحر و ساحری کیا چیز ہی سواے یاد سہار سب کچھ فراموش بیہوشی مین عشق کا ہوش ہر طرف یہی صدا ہی فراق محبوب نے مارا ہی سہار نے پکار کر آواز دی صحرا مین جاؤ اُسی مقام پر اپنا مسکن کرو ملکہ شقائق نے ہر چند رنگ آگ برسائی پانی برسایا کسی سر کو قتل بھی کر ڈالا مگر کسی نے نہ مانا لڑائی سے ہاتھ کھینچکر گریبان چاک کیے چہرون پر خاک ملی

روتے پیٹتے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے اسوقت ملکہ شقائق کی پریشانی آئینہ رخسار پہ حیرانی ساتھ سب روتے پیٹتے نکل گئے اب کیا کیجے اور چند ساحرون کی زبانی ملکہ شقائق کو یہ بھی ثابت ہوا کہ خار خار رنگین پوش نے ملکہ بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا ہی جسی کا یہ ظہور ہوا شعلہ سحر سے چکنا چور ہی شقائق سوچی فوج و لشکر نے دغا دی سحر مین مبتلا ہو کر بھاگ گئے اب برسون ہوش مین نہ آئینگے مین اکیلی کیا کرونگی نکل جاؤن ان دشمنون سے جان بچاؤن خیال مین گذرا کہ یہان سے بارہ کوس پر قلعۂ گلنوش ہی بہن میری اُس مقام پر حاکم ہی حقائق گلنوش اُسکا نام ہی دل مین کہا ای شقائق ہمنے غلطی کی شہنشاہ کو عرضی نہ لکھی اہل اسلام کو اطلاع نہ کی بدون آئے خواجہ عمرو کے یہ عقدہ حل نہوگا وہی آکے اس بلا کو ٹالینگے ایسے ایسے مطالب سوچکر بہت روئی کہ وطن چھوٹتا ہی بے اختیار پکار اُٹھی بقول جناب واجد علی شاہ اعلی اللہ مقامہ

مطلع کیسی حسرت سے مکانون پہ نظر کرتے ہین ✤ رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین ✤ چند شہر والے بھی حاضر خدمت فیضدرجت تھے ملکہ شقائق نے کہا تم اتنا ہمارا کام کرو اب تک مین تم لوگون کی افسر تھی سالہا سال کس عدالت سے بسر کی آپ لوگون کو آزردہ نہین کیا آج تقدیر نے صورت انقلاب دکھائی اب تمکو مناسب یہ ہی کہ جب یہ بجیا داخل قلعہ ہون بطور ظاہر داری لات پرستی اختیار کرنا اگر خدا چاہتا ہی ہم بھی بعد چندے آئینگے انشاء اللہ لڑ بھڑ کے پھر یہ ملک لینگے شہر والے رونے لگے کہا ای ملکۂ عالم ہمکو آپ کی جدائی بہت شاق ہی ہم غریبون کی کون دستگیری کریگا آٹھ پہر آپ ہی کو یاد کرینگے شہر والون سے ملکہ شقائق جدا ہوئین شہر والے روتے پیٹتے قلعے مین آئے یہان بہار گلعذار نے جب دیکھا کہ شقائق غائب ہوئی فوج والے صحرا کی جانب بھاگ گئے ملکہ بہار قلعے مین گھُسین کل حرمان رعایا برائے قدمبوسی حاضر ہوئے قلعہ لٹنے نہ پایا سب نے آکے عذر کیا کہ ہم لوگ تابعدار ہین جیسا مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ملکہ بہار نے معاف کر کے کہا اب ہرگز سکہ کوکب کا موقوف کیا جائے شہنشاہ کے نام کا سکہ رواج پائے اُسی وقت سکۂ کوکب رد کیا گیا سکۂ افراسیاب جاری ہوا لشکر اُسی صحرا مین آ کے اُترا جب ملکہ بہار بارگاہ مین تشریف لائین خار خار نے عرض کی حضور نے بڑے لطف سے جنگ کی اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو آگے اور قلعہ ملیگا لشکر چلے آپ واسطے ایک شب کے

بخدمت ملکہ حیرت چلی جائیے اپنی بہن سے عذر کر آئیے قلعے کے فتح ہونے کی بھی اُنکو اطلاع ہو جائے
بعد ایک شب کے تشریف لے آئیے گا یہ سُنکر بہار بہت روئین کہا اے خار خار سامری و جمشید
سار بان زادے کو غارت کرین اسنے مجھے بہن کا دشمن بنایا اُنکی ذلت و رسوائی کی خواہان ہوئی
اب منھ دکھانے کو دل نہین چاہتا یہی دل کہتا ہی کہ دریا مین ڈوب کر مرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹکر
جان دون ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ یہ دشمنی مین کیا منھ دکھاؤن ابھی مسلمانون کو کیا سزا دی
عمرو کو گرفتار کر دون سر اُس متفنی کا دستیاب ہو تو شاید منھ کی سیاہی چھوٹے خار خار نے
کہا خدمت افراسیاب مین چلیے ملکہ بہار رنگ گریہ کو اور ترقی ہوئی کہا اے خار خار افراسیاب
کے ساتھ اور زیادہ بے ادبیان ہوئین اُنپر سحر کیے ساحر اُنکے سر کے واسطے بھیجے تمھاری بہن کا
خون میری گردن پر ہی میرے ہی سحر مین مبتلا ہو گئین باغ سدیب مین وہ بدعت کی کہ افراسیاب
نے چیر کر پھینکدیا کنیزون کو قتل کیا میرے واسطے یہی بہتر ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کر کے خدمت
مین اپنے باپ کی چلی جاؤن بہن و بہنوئی کو منھ نہ دکھاؤن اب کچھ نہ کہو یہ ذکر نہ کرو کل سویرے
لشکر تیار رہو آگے کون قلعہ ہی ہرکارون نے عرض کی قلعۂ گلنوش یہان سے بارہ کوس پر
ہی کل ہی پہونچ جائینگے ملکہ بہار نے حکم دیا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار ہو وقت مذکور پر
لشکر تیار ہوا ملکہ بہار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ بہار
کو بڑی جلدی تھی فوراً تخت پر سوار ہوئین طرف قلعۂ گلنوش کے چلین ملحوظ رہے کہ
پانچون عیار بچیان بھی آگئین یہ بھی لشکر کے ساتھ ہین مگر ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی
چالاک بہ شکل کنیز ہمسر حیرت پر مگس رانی کر رہا ہی کہ ہرکارے نے آکر پرچہ دیا ملکہ حیرت
نے ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ملکہ بہار جادو قلعۂ شقائق نسترن پوش پر جا کر لڑین سب
ساحرون کو ملکہ بہار نے سحر کر کے دیوانہ کر دیا سب سرداران فوج و صاحبان لشکر دیوانہ وار
وحشی مثال طرف صحرا کے نکل گئے مالک جو وہان کی تھین بی شقائق نسترن پوش وہ بھی
بھاگ کر چلی گئین گڑ و سکہ شہنشاہ کے نام کا جاری ہوا ملکہ حیرت بہت ہنسین کہا صاحبو
اصل یہ ہی کہ جسکا پیوند ہو اُسی مین خوب صرف ہوتا ہی آخر میری بہن کو خیال و پاس آیا اب مین
اپنی بہن سے ملونگی بہار پر پھول نثار کرونگی روشنی کی تیاری ہوگی طائفون کو جمع کرونگی

بروز ملاقات بڑا جشن ہوگا ہر کارون نے عرض کی آپ سے ملاقات مین ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہی
حیرت نے کہا نادانی مین ایک بات ہوگئی حجاب کیسا مین اپنی بہن کو آپ لینے جاؤنگی اُنکے بہنوئی
جائینگے سمجھا بجھا کے لے آئینگے مین خود اُنسے حجاب ہی اپنی خطا معاف کرائینگے آپس کی لڑائی کیا لوگونکے
کہنے سے فساد ہوگیا ہمارے اُنکے دلونمین میل ہی یہ خبر دریافت کرکے چالاک بھاگا خدمت مین ملکہ
مہرخ کی آیا کہا ملکۂ عالم غضب ہوا کل ملکہ بہار قلعۂ شقائق پر جاکر لڑین قلعے پر قبضہ ہوا
گرز وسکۂ افراسیاب کے نام کا جاری ہوا ابھی پرچہ آیا تھا ملکہ حیرت کا ارادہ ہی کہ مین خود
جاؤن ملکہ بہار کو جاکر سمجھا کے لے آؤن مخمور نے کہا یہ سب حرکتین سحر کی ہین یہ کہکر مخمور و
باغبان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا اے ملکۂ عالم ممالک کوکب کو ہم جاکر بچائینگے ورنہ برباد
ہوجائینگے بیس پچیس ہزار آدمی کچھ کنیزین کچھ ملازم تیار ہوکر آئے مخمور و باغبان تخت پہ سوار
ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان مین بھی چلونگا دل کو بیقراری ہی ہائے بہار جادو ایسی
راسخ الاعتقاد اُس سے یہ حرکتین سرزد ہون مخمور نے کہا انشاء اللہ خار خار کو بھٹکا بھٹکا کر
مارینگے باغبان نے کہا اُسی کی فکر واجب ولازم ہی خواجہ نے برق کا ہاتھ تھاما کہا چلو تم
بھی چلین برق نے کہا آپ چلیے مین وقت پہ حاضر ہونگا خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ چلو برق
ناچار ہوا خواجہ نے ہاتھ پکڑکے برق کو بھی سوار کرلیا باغبان و مخمور و خواجہ و برق فرنگی
ساحران مذکور کو ساتھ لیکر چلے خواجہ نے کہا اے باغبان مین وہ تدبیر سوچا ہون کہ خود بہار
خار خار کو قتل کرے باغبان نے کہا خواجہ آپ کی بات کا سوا سہت خوب کے جواب نہین
دے سکتے لیکن زندگی مین خار خار کی سہت دشوار ہی مقدم فکر قتل خار خار چاہیے خواجہ
نے کہا انشاء اللہ یہ تدبیر بھی ہوگی یہ تو سعاروی کرتے ہوے جاتے ہین لیکن شقائق نسترن پوش
یکہ و تنہا قلعۂ گلنوش مین پہونچی ملکہ حقائق گلنوش نے جو اس حال زار سے بہن کو دیکھا اُٹھکر
ہاتھ گلے مین ڈالدیے پوچھا ہمشیرہ خیر تو ہی شقائق رونے لگی کہا بہن فلک کجرفتار نے عجب
انقلاب دکھایا ملکہ بہار گلعذار کہ جو رونق لشکر اسلام تھین جانباز سرفروش عاشق جمال
بادشاہ جمجاہ اُنھون نے یہ حرکت کی کہ اب دشمن نام مسلمانان ہین قلعے پہ چڑھ آئین مین لڑی
ساری فوج کو اُنھون نے سحر کرکے دیوانہ کردیا وہ سب طرف صحرا کے نکل گئے مین بھی آخر کو

بھاگ نکلی حقائق نے کہا بوا نہ گھبراؤ سمجھا جائیگا ایک عرضی بخدمت ملکہ بران روانہ کرتی ہون وہ برائے
مدد آئینگی یہ کہکر اُسی وقت ایک عرضی لکھی کہ ای ملکۂ عالم ملکہ بہار مع فوج قاہرہ آپ کے ممالک پر
چڑھ آئین قلعۂ شقائق اُنکے قبضے مین ہوا اب قلعۂ گلنوش پر آمد ہی ملازمان شاہی سوائے اپنی
جان دینے کے اور کیا کرینگے نمک حلالان سرکاری مقابلے سے مُنھ نہ پھیرینگے اور بہت کچھ لکھا
ایک کنیز کو یہ نامہ دیا کہ باغ نگارین مین جاکر یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیر زن کے دینا
اور زبانی بھی عرض کرنا کہ ملازمان سرکاری تھین پانون لٹکائے بیٹھے ہین جلد خبر لیجیے اب وقت
تامل نہین سوسن نامے ایک کنیز یہ نامہ لیکر چلی یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن مبتلائے
دام رنج و محن باغ نگارین مین داخل ہین آج کل کچھ خبر اہل اسلام کی نہین معلوم ہوئی فرماتی
ہین کہ عرصے سے حال لشکر اسلام نہین دریافت ہوا مالکہ مجالس کسی کو بھیجو کہ حال مفصل معلوم ہو
مجالس نے قصد کیا کہ کسی کنیز کو روانہ کرے دن شگوفہ سحر ساز وزیر زادی بیٹھی تھی اُسکے مُنھ سے
نکل گیا کہ عرصۂ دراز سے کوئی ساحر طرف کوہ عقیق کے نہین گیا یہ سنتے ہی ملکہ بران کی آنکھون
سے آنسو جاری ہوئے کہا بوا شگوفہ وہان کا کیا ذکر کرتی ہو بڑے بڑے ساحر گئے بڑے بڑے
معرکے بڑے مگر عیاران اسلام کو خدا سلامت رکھے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن
نہین ماشاء اللہ ایک لاکھ چراسی ہزار ہر ایک بچہ وہان ہی سب نام خواجہ کا روشن کرتے ہین
سرداران نامی لشکر غیر ساحر پر جا پڑتے ہین ایرج نوجوان نے بڑے بڑے سردارون کو مارا
خدا اُنکو صحیح و سالم اس طلسم ہوشربا مین پہونچائے آٹھ پہر یہی خیال ہی دلپر ہجوم غم و ملال ہی نظم

گنج وحدت کی مجھے آخر یہ کثرت ہوگئی
یار کو بھی دفعتاً دیکھا تو وحشت ہوگئی

سامنے جب چاند سی پیدا وہ صورت ہوگئی
جان تن مین آئی آنکھو نمین بصارت ہوگئی

بات کرنا کیا کہ جنبش تک نہ لب کو ہو سکی
یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہوگئی

مین جو اٹھکر سرنگون تھا اُٹھ گیا چھپکر وہ شوخ
یار سے تھی شرم دل سے بھی خجالت ہوگئی

تو جو گھر آیا ہمارے گھر رہا وہ خوف سے
کشت اپنی بھی ہری ای ابر رحمت ہوگئی

ان بتون کے عشق مین دی جان خواری کھینچکر
خاک ذلت مین دبا ایسا کہ تربت ہوگئی

پند ناصح غیر کے طعنے مصیبت ہجر کی
جان جب دیدی تو ان سب سے فراغت ہوگئی

تنگ ہوکر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان
کچھ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہوگئی

اسقدر سودا بڑھا ہی نجد مین پہونچا ہو مین
قیس کی دیوانگی مین اور وحشت ہوگئی

چشم و دلمین رات دن رہنے لگی تصویر یار
ہجر مین بس جان بچنے کی یہ صورت ہوگئی

بام پر دیکھا اُسے اُسکی گلی مین جب گیا
سیر جنت حور جنت کی زیارت ہوگئی

یار تنہا تھا کہ دل مین غیر بھی داخل ہوا
چھپ گئی فی الفور وحدت مین جو کثرت ہوگئی

پتلیون کی شکل آنکھون مین ہمارے ہی مقیم
مُنھ دکھا جاتے نہین تم اب یہ صورت ہوگئی

ناصحو ہمکو مرض ہی شکلِ عاشق ہین تو ہون
تم اسے یرقان سمجھو زرد رنگت ہوگئی

اور بیتین نظم کر اس قید مین تو ای قبول
کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہ دقت ہوگئی

شگوفہ سمجھانے لگی کہ حضور اپنے کو اسقدر ملول و حزین نہ کرین اب بہت جلد صاحبقران تشریف لائینگے لونڈی نے خبرین سنی ہین وہ پرچے خدمت مین پیش کرونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی سوسن نامے ایک کنیز قلعۂ گلنوش سے عرضی لیکر آئی ہی ملکہ بران نے کہا شاید اس سال مین بوجہ خشک سالی خراج نہو سکتا ہوگا اُسی بات کی عرضی لکھی ہوگی والد نامدار مکرر فرما چکے ہین کہ ہم بادشاہ ہین اس سال کا خراج نہ لینگے بلکہ خزانۂ شاہی سے کئی کرور روپیہ نکلوایا ہی کہ رعایا کو دیا جائے کہ اُنکی پریشانی دفع ہو اسی ہفتے مین روپیہ تقسیم ہوگا مگر کنیز کو بلالو عذر اُسکا ہمکو قبول کرنا واجب و لازم ہی سوسن کنیز سامنے آئی جھک کر سلام کیا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا دست بستہ سامنے آئی وہ عرضی ہاتھون پر رکھکر پیش کی ملکہ بران نے جو عرضی کو پڑھا زانو پہ ہاتھ مار کر فرمایا بلغ عالم کا رنگ دگرگون ہوا شگوفہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہی کہا ای شگوفہ بی بہار نے بڑا غضب کیا مذہب قدیم پر آگئین بہن بہنوئی کا بڑا پاس ہوا مگر صاحبو میری عقل مین نہین آتا بہار سفلہ مزاج نہین ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی مگر لشکر تیار رہو ہم خود جائینگے ایک عرضی اس حال کی خدمت والدین بھی روانہ ہوجائے تو بہتر ہی ایسا نہو انجام مین شکایت فرمائین اُسی وقت ایک عرضی طرف کوکب کے روانہ کی رات بھر تیاری رہی صبح کو ملکہ بران مع مجلس و شگوفہ ولشکر ساٹھ ہزار کا کچھ کنیزین کچھ ساحران نامدار بڑے دھوم سے روانہ ہوئین یہان حقائق گلنوش بیرون قلعہ آکر اُتری ہی دونون بہنین آپسمین میٹھی باتین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ لڑینگے بھڑینگے جان دینگے

اسی واسطے باہر آکر اُترے ہیں مہر دن پچھلا باقی ہے انیسین جلیسین جمع ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی لکۂ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا آیا ابر ٹھہرا انیسین جلیسین اُترین ایک بارگاہ نہایت عمدہ زربفتی کلس سنہرہ جسمین جواہر بیش قیمت نصب ہے اُسکو استادہ کیا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرنے لگا اور خیمے جا بجا ہزار در ہزار نصب ہوے بعد اُسکے شقائق وحقائق نے دیکھا کہ تخت یاقوت نگار پر ملکہ بہار گلعذار سوار ایک طرف ملکہ خار خار رنگین پوش ایک جانب نیرنگ ساز بعہدۂ سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کرتا ہوا ملکہ بہار آکر اُترین پلٹ کر دیکھا ملکہ شقائق وحقائق چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمارے مقابلے مین فروکش ہین مسکرا کر کہا انکی بھی شامتین آئی ہین بلا تکلف قلعے سے نکل آئین جب مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین چند ساعت کے بعد طبل جنگی بجوا دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین شقائق اور حقائق کو بڑا خیال ہو کہ دیکھین ہمارے لشکر پر کیا گذرے بڑے ظالم سے مقابلہ ہو دیکھین تقدیر کیا دکھائے افسوس صد افسوس ہماری عرضی کا کچھ جواب نہ آیا اس خیال مین ساری رات گذری گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا بوے ضیا وشعاع نے تمام عالم کو روشن کیا اُدھر سے ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے نیرنگ ساز لشکر کو درست کرتا ہوا چار لاکھ کا لشکر دریاے قہار موج مارتا ہوا ابر گلنار سر پر سایہ فگن بڑی دھوم سے سواری ملکہ بہار کی آئی اُدھر سے یہ دونون بہنین شقائق وحقائق تخت زبرجدی پر سوار چالیس ہزار ساحر لشکشت پر کمیدان رسالہ دار انتظام کرتے ہوے ہر ایک کا یہی قول کہ دیکھیے کیونکر مقابلہ ہو دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا کہ باغبان قدرت وملکہ مخمور سرخ چشم وخواجہ عمرو وبرق نامور بڑے کروفر سے آکر پہونچے شقائق وحقائق کی جان مین جان آئی باغبان تخت سے اُترا گھوڑے پر سوار ہوکر آگے فوج کے کھڑا ہوا خواجہ عمرو وبرق کو لوگون نے اُترتے دیکھا پھر نہ ثابت ہوا کہ کہان گئے اپنی اپنی فکر مین پھر رہے ہین خواجہ نے برق کے کان مین چند باتین کہین برق بہت خوب کہکر ایک سمت روانہ ہوگیا یہان صفین جمین نقیب نقابت کر رہے تھے کہ لکۂ ابر سیاہی آسمان پر پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سب حیران حیران دیکھنے لگے وہ ابر

قریب آکر پھپٹاسب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پہلو مین مجلس جا دو شگوفہ سحر ساز گمس رانی
کرتی ہوئی پشت پر کئی ہزار کنیزان زرین پوش دلشکر ساحران نامدار آمادۂ حرب وپیکار بڑے
زور وشور سے ملکہ بران آکر پہونچین شقائق وحقائق نے آکر قدمون کو بوسہ دیا باغبان و
مخمور سے حال ملکہ بران نے پوچھا شقائق نے رو رو کر اپنے قلعے کا حال بیان کیا کہا حضور پہلی
لڑائی مین شکست ہوئی ملکہ بران حیران حیران بہار کو دیکھ رہی ہین فرماتی ہین صاحبو یہ کیا ہوگیا
حقائق کہتی ہی حضور یہ باعث کیا ہی ہمارے ذہن مین نہین آتا بہار ایسی ثابت قدم صاحب عصمت
وحشم یکایک باغی ہوجائے مخمور نے کہا مین جاکر بہار کو سمجھا لونگی یہان نقیبون نے نقابت کی
کڑکریت کڑکا کہکر ہٹے کہ بہار نے طاؤس زرین بال طلب کیا خار خار دوڑکر طاؤس لائی دست بستہ
عرض کی حضور کیون تکلیف کرین لونڈی جاکر لڑے آپ کا جانا مناسب نہین ملکہ بہار نے کہا ای
خار خار مجھکو بڑا قلق ہی ہائے بہن کو کیا منھہ دکھاؤن کیونکر سامنے جاؤن سامری وجمشید ایسا
فضل کرین کہ سرکوکب دستیاب ہو تو بطور نذر لیکر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن تب دل کو
تقویت ہو خار خار کو روک کر بہار نے طاؤس بڑھایا میدان مین آکر عجائب وغرائب سحر کے
دکھائے دریا بنائے پھول برسائے چمن بنے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آئے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوے نکل گئے

نظم

طوفان ہوا بلند یہ چشم پر آب سے
پانی پہ تیرتے پھرتے ہین تارے حباب سے

ہین بعد قتل بھی نہ چھٹا اضطراب سے
اب تک روح لپٹی ہی تیری رکاب سے

ساقی کے آستانے پہ سجدہ ہی فرض عین
پھر کسطرح وضو نہ کرین ہم شراب سے

ہین اُس پری کا قیدی نازک مزاج ہون
ہو صاف میرا خانۂ زندان حباب سے

دل عشقِ رخ سے کیا ہی ہوا ہی گران بہا
یاقوت بنگیا ہی یہ سنگ آفتاب سے

بوسہ لیا دہن کا اُلٹ کر نقاب یار
ہم بے حجاب ہوگئے اُسکے حجاب سے

گن کر دہن کے بوسے تو مین لے چکا پر اب
رخ کے جو بوسے دو وہ الگ ہین حساب سے

ناسور پڑگیا رخ تابان کے عشق مین
داغ جگر بلا ہی گل آفتاب سے

بلبل ہمارے گُل کا لیا چاہے تو جو نام
کُلی ضرور چاہیے پہلے گلاب سے

دن رات جل رہا ہی جو اُس گل کے عشق مین ۔ بوے گُل آتی ہی مرے دل کے کباب سے
کم شپرک سے زاہد تیرہ درون نہین ۔ ساقی عداوت اُسکو بھی ہی آفتاب سے
موقوف یون شراب پہ ہی میری زندگی ۔ جیسے کہ زیست ہوتی ہی مچھلی کی آب سے
مہر عرب کی مدح ہی دیوان مین کیون نہو ۔ پر نور ہر ورق ورقِ آفتاب سے
مرگ قبول سُنکے یہ دلدار نے کہا ۔ بیمار دردِ ہجر کا چھوٹا عذاب سے

بہت سے شعبدے صحرا مین بنائے اور پھر آپ ہی بہار نے مٹائے بعد اسکے پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن ذرا سمجھکر ہمارے مقابلے مین آئے ہمکو طرف سے مسلمانون کے بڑا قلق ہی یہ جو بہار نے آواز دی ملکہ مخمور تخت سے کودین ایک عقاب پر سوار ہوکر سامنے ملکہ بران کے آئین اجازت میدان طلب کی ملکہ بران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ای مخمور دل ٹکڑے ہوتا ہی کیونکر بہار کے مقابلے مین بھیجون دل کو قلق ہوتا ہی مخمور نے کہا مین سمجھانے جاتی ہون جہانتک بن پڑیگا سمجھاؤنگی بہار کے جدا ہونے نے قلب کے ٹکڑے کر دیے خواجہ عمرو و برق بھی کھڑے ہین خواجہ عمرو نے مخمور کی سفارش کی کہا ای ملکہ بران انکو بہار سے بڑی محبت ہی یہ بُرائی بہار کی نہ چاہینگی بہت اچھی طرح سمجھائینگی بران نے اجازت دی مخمور نے عقاب اپنا بڑھایا جیسے ہی مقابلے مین بہار کے پہونچین ملکہ مخمور نے بہار کو سلام کیا بہار نے مُنہ پھیر لیا مخمور نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم ای رونق حدیقۂ دنیا و ای ساحرۂ یکتا ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی وجہ خفگی تو بتاؤ ہم تو تمھارے ہم پیشہ ہین جب دل کو بیقراری ہوتی تھی تمھاری بارگاہ مین آکر اپنا حال دل تمسے بیان کرتے تھے تم ہمکو سمجھاتی تھین ہم تمکو سمجھاتے تھے یا ہم ایسے گنہگار ہوے ذرا نگاہ ملائیے باتین کیجیے بہار نے غصے مین آکر جواب دیا ای مخمور یہ میدان کارزار ہی بیکار باتون کا کیا ذکر کرتی ہو سحر کرو مخمور نے کہا ای ملکہ بہار مین تمپر سحر کرون کہ تمھارے دشمنون کو آزار پہونچے بہار نے کہا مقابلے کو آئی ہو اور پھر اسپر یہ باتین بناتی ہو مخمور نے کہا ای بہار مین سمجھانے کو آئی ہون تم مشیر سلطنت ملکہ مہرخ ہو تمھاری راے پر انتظام لشکر ہی کسنے تمھارے حکم مین فرق کیا کیا خلاف گذرا بہار نے کہا ای مخمور کیون باتین بناتی ہو ہمکو ہماری بہن سے لڑوایا بہنوئی کا گھر برباد کرنے کا ارادہ ہوا

اور پھر سبب پوچھتی ہو اگر کچھ خوف ہمارے سحر کا ہو تو ہٹ جاؤ یا سحر کرو میرے سامنے ایسی باتین نہ بناؤ
اب تو مخمور کو بھی غصہ آیا کہا اے ملکہ بہار کیا مین کسی بات مین تمسے کم ہون جسطرح مزاج چاہے
امتحان کرلو جو سحر کروگی اُسکا جواب ملیگا ہرچند کہ فراق نصیب ہون عیش سے دور رنج سے قریب
ہون کیا کہون کہ کیا کیفیت ہے **نظم**

آتا ہے مجھکو آج یہی بار بار حیف	سب ہین پرایک تو ہی نہین یان ہزار حیف
جس چشم مین کہ گریہ شادی کو تھی نہ جا	جون شمع تیرے غم مین ہو وہ اشکبار حیف
واشد کرے تو غیر سے اے گل چمن مین جا	جون غنچہ دل گرفتہ رہون مین ہزار حیف
داغون سے لالہ زار ہوا دل سے تا جگر	دیکھی نہ تونے آکے کبھی یہ بہار حیف
بیدار قدر اشک نہین جانتا ہے تو	کرتا ہے رائگان گہر آبدار حیف

بہار نے کہا آپ کو تو صدہا دیوان یاد ہین کیسا ہجر کیسا وصل اب سحر کرو مخمور نے ڈرتے ڈرتے
کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار نے غصے مین ہاتھ مارا کہ وہ ماش کے دانے مخمور پر آکے گرے چنگاریون
نے آگ کی گھیر لیا ملکہ مخمور نے ہاتھ سے اشارہ کیا قطرات آب گرے اُن چنگاریون کو بجھایا بہار نے
کہا اے مخمور ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ مین ہوشیار نہ تھی یہ کہکر بہار نے گلدستہ مارا جسطرح توپ کے
منھ سے گولہ چلتا ہے اسطرح طرف مخمور کے وہ گلدستہ چلا مخمور نے کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اُتارا
ایک دانہ اُسمین سے لیکر گلدستے پہ مارا گلدستہ جلکر زمین پر گرا بہار کو بہت ہی ناگوار ہوا طاؤس سے
کودین گلے سے بدھی اُتاری اسم سحر پڑھکر مخمور کی طرف پھینک ماری کچھ پھول بھی پھینکے ہوا ے
سرد چلی درخت جھومے برگ سبز تالیان بجانے لگے طائران زمزمہ سرا ہزارون پیدا ہوے
زمزمہ سرائی مخمور کے سامنے کرنے لگے کبھی طائران زمزمہ سرا شاخہاے نخل سے اُڑے قریب سر
مخمور آکے نام لیکر پکارا اے ملکہ مخمور ہماری آواز پہ متوجہ ہو جو کہتے ہین اُسکو سمجھو **نظم**

حیا سے تم نہ مرے دل کا مدعا سمجھے	جو تجھے بھی تو بس اتنا کہ بیجا سمجھے
وہ ہوشیار ہے سمجھا کے لاؤ سے ناصح	ترے کلام کو بجز دجہ بیہودہ کیا سمجھے
جو سمجھے اب تو مجھے کیا سمجھ کے قتل کیا	غم اب نہ کھاؤ کہ جو سمجھے تم بجا سمجھے
جو ایک نقطے کی سمجھے بلندی و پستی	تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سے جدا سمجھے

اُسے نہ لایا کوئی بلکہ جا کے بھڑکایا — کسی کو خاک بھلا کوئی آشنا سمجھے
طبیبِ عقل نے آخر کیا علاج اپنا — شب فراق مین ہم زہر کو دوا سمجھے
کسی طرح نہ ٹلی سر سے دم گھٹنا میرا — شب فراق کو اُس زلف کی بلا سمجھے
ہنسا کے گل کو چمن مین رُلایا بلبل کو — یہ جوڑ توڑ ترا ہم نہ ای صبا سمجھے
چبھے ہین تلوون مین اُڑ اُڑ کے دشت کے کانٹے — ہمارے آبلون کو خار کعبہ سمجھے
فروغ اسکا ہو محفل مین تیری چار پہر — جو مثل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھے
ہین کے طوق جو ای قیس بیٹھے پہلو مین — ہم اپنا اور ترا ایک سلسلا سمجھے
خدا کی یاد نہ کی عمر کھوئی غفلت مین — تم اس جہان مین آکر قبول کیا سمجھے

جب طائرون نے یہ اشعار پڑھے اور ہوا سے سر دھنی چلی سب نے دیکھا کہ مخمور نے دستلین دین اور اپنا نام لیکر پکارا لیکن بہار نے اس سحر مین جان لڑادی بدھیان پھینکین گلدستے پھینکے زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا اسقدر پھول برسے کہ مخمور خاموش ہوکر کھڑی ہوگئین پھولون کے انبار مین چھپ گئین بہار نے آواز دی ارے بار گلہاے سحر سے باہر نکل او مخمور سحر کو دفع نہ کرسکی لیکا یک اُن پھولون کو ہٹا کے مخمور نکلین مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین گل سے عارض کمھلائے ہوے کانپتی ہوئین پسینے پسینے اُس انبار سے نکلین بہار نے جو مخمور کو اس حال مصیبت مآل مین دیکھا اور سحر کیا مخمور سے بات نہ کی جاتی تھی بہار نے پکار کر آواز دی کیون بی مخمور کچھ بات نہ کروگی ہم تمھارے کلام کے مشتاق ہین یہ کہکر ایک بدھی پھینکی وہ بدھی جا کر قریب سر مخمور پھٹی بہار کے کلمات سُنکر ملکہ مخمور جھومی چہرہ سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بے اختیار مجبور رونا چار حیران و پریشان ہوکر آواز دی ای بہار گلعذار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی — منھ برسکر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوندیون سے آبلے پڑ جاتے ہین — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رلواتو برس کر مجھکو — ای گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی
چھینٹے دینے مجھے اُس شوخ کے یاد آتے ہین — کس بہانے سے مجھے ابر رُلا جاتا ہی

دیکھون لگتی ہی یہ ساون کی جھڑی اب کبتک
میرے بھی آنسوون کا تار بندھا جاتا ہی

دم گھُٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھاتی ہی
دلپر ابر غم فرقت وہین چھپا جاتا ہی

کیون گذرتا ہی مرے سر سے تو ای سیل شرک
کوئی دم مین خط تقدیر مٹا جاتا ہی

سرخ کانٹے نظر آتے ہین مجھے ای صحرا
مجھسے بھی آگے کوئی آبلہ پا جاتا ہی

نہ سوا چھیڑیے غش آتا ہی روتے روتے
آپ ہنستے ہین بھلا آپ کا کیا جاتا ہی

وسعت نور خدا داد تو دیکھو یارو
دو جہان ایک ہی پتلی مین سماجاتا ہی

لاابالی جو کبھی باغ مین آتا ہی وہ گل
عشق گل سے دل بلبل کو چھڑا جاتا ہی

خوف اغیار سے مجھکو نہین زنہار قبول
دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

اسطرح مخمور نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ بران نے بھی سُنے کہا ای مجلس غضب ہوا مخمور سحر مین بہار کے پھنس گئین اب مخمور کا بچنا دشوار ہی مجلس نے کہا مین جا پڑون مخمور کو بہار کے سحر سے بچاؤن ملکہ بران کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای مجلس مین کیونکر حکم دون بہار کی جان لینا بھی نہین چاہتی اگر عفارت مین جا پڑوگی بہار کی جان جاتی رہیگی ہمین بہار کی جان کی پڑی ہی اگر اُسپر کوئی افتاد آگئی تو کیا جواب دینگے بہار کی ذات سے بڑی رونق ہی نہین معلوم بہار کو کیا ناگوار ہوا کہ شریک کافران ہوئین کسقدر غصہ ہی کہ سمجھ مین نہین آتا سبب اسکا خدا ظاہر کردے مخمور شعر پڑھتی ہوئی سامنے بہار کے آئین ہاتھ باندھ کر عرض کی مین تو تابعدار ہون جو فرمایئے وہ بجالاؤن یہان باغبان نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو مخمور نے دعوی خدمتگزاری بہار کیا اب ہم سب پر آپڑیگی ہاے ہم اُسے کیونکر قتل کرینگے لشکر مین ایک غریو ہوا کہ یارو بڑی خرابی ہوئی بہار نے ایک بدھی گلے مین مخمور کے ڈالدی کہا ای مخمور جلد جاؤ بران کا سر لیکے آؤ یہ کہنا تھا کہ مخمور جھوم کر چلی خار رخار رنگین پوش نے آواز دی ای ملکہ بہار کیا کہنا ذرا میرے پاس آؤ مین بلائین لون بہار نے پکار کر آواز دی ای خار رخا یا اب مخمور کو وہ لوگ قتل کرینگے یا مخمور جا کر سب کو مٹادیگی بران کے تخت پر چڑھ جائیگی مجلس کا سر لائیگی بران ساحرہ زبردست ہی اپنے کو بچائیگی یا مخمور کڑک گریگی کہ بران کے دو ٹکڑے ہونگے بران کے مرنے سے لشکر مین غریو بلند ہوگا بران کا مرنا بی مہرخ پرشاق ہوگا غم و موت کا

مشتاق ہوگا بہار یہ کہتی ہوئی جاتی ہو اُدھر مخمور جھومتی ہوئی جاتی ہو کبھی درختون کے نیچے ٹھہری
کبھی اشعار عاشقانہ کھڑے ہوکر پڑھے کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچے ہوے
زمین سے نکلی آواز دی او بہار سحر کرنا سیکھ مین کہان تھی جسپر تو نے سحر کیا یہ کہکر وہ مخمور جو جھومتی ہوئی
جاتی تھی اُسکو للکارا اور قتل کیا بیہودہ بکتی ہو کیسی بہار کیسی خزان وہ پلٹی تھی کہ مخمور اصلی نے نیمچہ
مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے بہار غصے مین پلٹ پڑی چاہتی تھی سحر کرے کہ مخمور نے نیمچہ ہلایا بہار
کے سر پر برق گری کہ بہار کا سر زخمی ہوا یقین تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرے مخمور نے آواز دی وہ مار اگر
مار ڈالنا ہوتا سر اُڑ جاتا مگر یہ خیال کیا کہ ایک دن یہ پھر ہم مین آ ملیگی خارخار نے دوڑ کر بہار کو سنبھالا
بہار نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے خارخار آج مخمور نے وہ سحر کیا کہ جو سامری و جمشید نے بنایا
تھا اُسکا توڑ ممکن نہ تھا حقیقت مین اُسنے میرا پاس کیا ورنہ سر اُڑ جاتا اتنی دیر جو غائب رہی سحر
نگین حصار مین پہونچی یہ نیمچہ ہاتھ مین شمشیر نازک چشم کے تھا اُسکے ہاتھ سے لیا اپنے ہمشبیہ
کو مارا اُسی تلوار نے مجھکو زخمی کیا اب زخم اچھا ہوے تو ان سمجھون سے سمجھونگی خارخار ملکہ بہار کو
لیکر پلٹی یہان لشکر اسلام مین غریو ہوا ملکہ بران تخت سے کود پڑین باغبان و بران و
مجلس وغیرہ سب دوڑ پڑے مخمور کو گود مین اُٹھا لیا باغبان نے کہا اے مخمور بڑی تکلیف تمنے
اُٹھائی کس لطف کا سحر کیا خواجہ و برق بھی اسوقت بصورت مبدل موجود ہین خواجہ نے فرمایا
انشاء اللہ اب دو ایک دن کو میدان داری سے مہلت ملی وہ تدبیر کرین کہ بہار خود بیقرار ہوکر دوڑی
آئے طریقہ تو یہ کہتا ہو کہ بہار اپنے ہوش مین نہین ہو مخمور نے کہا کیسے کیسے سحر رنگین کیے مین ہی ایسی
تھی جو بچی ملکہ مخمور کو ساتھ لیکر سب پلٹے ملکہ بران نے کہا مین ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھتی ہون
کہ مرآت واقعہ مین ملاحظہ فرمائیے کیا باعث ہوا کہ ملکہ بہار ہماری دشمن ہوگئین جواب باصواب
آجائیگا یہ کہکر اُسی وقت عرضی لکھی پاس کوکب روشنضمیر کے روانہ کردی خواجہ نے کہا کیا
ضرورت ہو آج مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر کچھ کان مین برق کے کہا برق نے کہا مین ابھی
پیام معشوق عاشق خستہ دل کو پہونچاتا ہون یہ کہکر برق روانہ ہوا یہان بران و مخمور و باغبان
آپسمین صلاحین کررہے ہین کہ کیا سبب ہوا جو بہار دشمن ہوگئی رہبر تھی یار رہزن ہوگئی لیکن
برق فرنگی بصورت مبدل لشکر خارخار مین آیا پھرتا پھرتا قریب بارگاہ بہار پہونچا دیکھا ایک کنیز

نہایت سج دھج سے پھر رہی ہے سب شگوفہ کہکر اُسکو پکارتے ہین برق نے ایک خدمتگار کی شکل بنکر
شگوفہ کو اشارے سے الگ بلایا شگوفہ کہتی ہوئی چلی ارے کیا کہیگا برق نے کہا ذرا کنارے آؤ
چلا کے کہنے کی بات نہین ہے تنہائی مین کہونگا شگوفہ ہنستی ہوئی کنارے آئی برق نے حباب مارکر
بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر تیار ہوا کنیز کو کنارے ڈالدیا اور آپ دربارگاہ بہار پر آیا خبر دریافت
کی معلوم ہوا بہار گلعذار کے زخم مین ٹانکے دیے گئے ہین اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی ہین برق فرنگی
بصورت شگوفہ اندر آیا دیکھا ملکہ بہار چادر چھپرکھٹ پر لیٹی ہین اور رخسار رنگین پوش
باتین کررہی ہے کل سرداران لشکر خدمت بہار مین حاضر ہین باتین ہورہی ہین ملکہ بہار فرماتی
ہین آج تو مخمور میرے ہاتھ سے بچ گئین ابکی مقابلے مین قیامت برپا کرونگی ہران شمشیرزن کو
پکارونگی سر میدان مقابلہ ہوگا تب بی بران کو معلوم ہوگا دریاے خون رواں کو خشک کرکے
سبت بلبلائی ہین برق نے ہرچند تدبیر کی قریب چھپرکھٹ کے نہ پہونچ سکا ناچار ہوکر پلٹ آیا
جب رات کو وقت سونے کا آیا برق فرنگی بصورت شگوفہ ایک مقام پر جاکر لیٹ رہا جب سب
سوگئے تو برق چپکے سے اُٹھا ایک خط لکھا ہوا خواجہ عمرو کا سرہانے بہار کے رکھدیا آپ کنارے
ہورہا صبح کو بہار کی جو آنکھ کھلی آئینہ سرہانے سے اُٹھایا اُس خط پر نگاہ پڑی دست نازنین سے
اُسکو کھولا القاب اُسمین مرقوم تھا کہ اے پروردۂ مہد عجز ادائی و غزال صحراے بے اعتنائی
زاد اللہ حسنہ ◆ عالم عالم آرزوے محبت و جہان جہان تمناے محبت کیا اپنا حال کہین نظم

یا تجھ پاس جو اے رشک سلیمان ملجائے ہے یقین خیل پریزاد مین انسان ملجائے
ہفت اقلیم سکندر کو نہ پھر یاد رہے سیر کرنے کو اگر دل کا بیابان ملجائے
وحشی چشم فسون ساز کو تسکین کہان دونی وحشت ہو اگر دشت غزالان ملجائے
محفل یار مین یارب ہو رسائی میری مہربان ہو کے کسی روز تو دربان ملجائے
مر رہے شہر کے باہر یہ ترا دیوانہ ہو کفن میرا اگر دشت کا دامان ملجائے
مین یہ سمجھون کہ ملا روضۂ رضوان مجھکو سیر کرنے کو اگر کوچۂ جانان ملجائے
مجمر چرخ مین جل جل کے ہو تو خاک سیاہ داغ میرا جو تجھے اے مہ تابان ملجائے
ہوا سے شاخ نشیمن سے سوا اے قاتل مرغ دل کو جو ترے تیر کا پیکان ملجائے

کیون نہ پامال کرے کبک جب اُسکی رفتار	تیری رفتار سے ای سرو خرامان ملجائے
دم خفا ہی نہین ملتا ہی جو مجھسے قاتل	تنگی جائے گلے خنجر بران ملجائے
شکر خالق کا بجالائے نہ کسطرح قبول	تجھسا محبوب جو مداح کو جانان ملجائے

بعد ان اشعار کے لکھا تھا ای محبوب باوفا وای معشوق خوش ادا حال فراق کیا تحریر کرین سنا ہے ہمنے کہ تمنے افراسیاب کا ساتھ دیا اگر مہرخ کے واسطے کچھ زوال آیا تو ہمارا آنا وہان کیونکر ہوگا ہم آنے سے محروم رہے ہم جانتے تھے تم رہائی اسد مین کوشش کررہی ہو دیکھتے ہی نامے کے اپنے کو خدمت مہرخ مین پہونچاؤ طریقہ ہاے قدیم پر قائم رہو اگر اسکے خلاف کیا تو ہم تڑپ تڑپ کر جان دینگے پرچۂ اخبار مین ہمنے دیکھا تھا کہ لشکر کشی بہار پر سر کوکب روشنضمیر ہی اول ہمکو یقین نہ آیا جب پے در پے خبرین پہونچین اور یہ بھی سنا کہ ایک قلعہ بھی فتح کیا اب قلعۂ گلنوشان پر معرکہ پڑا ہی خبردار اب طبل جنگی نہ بجوانا مخمور کے ہاتھ سے ملال بھی پہونچا یہی صورت فلاح ہی کہ بران سے ملجاؤ یہی صلاح ہی رقیمۂ شوق ظل اللہ مالک اورنگ نشین سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر شاہزادۂ سعد بن قباد دجواب طلب حسن وجمال ترقی پر رہے بہار حسن صدمات خزان نہ سہے ملکہ بہار نے جو یہ نامہ پڑھا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا ملکہ خارخار رنگین پوش کو بلاؤ یہ سعد بن قباد کون شخص ہی جو ہمسے دعوی عشق کرتا ہی اپنی زندگی مین مرتا ہی کاغذ کسنے ہمارے سرہانے رکھا برق بصورت شگوفہ موجود ہی غصہ ملکہ بہار کا دیکھکر کانپنے لگا کنیزین گئین خارخار کو بلاکر لائین دیکھا نہ بہار نے مُنھ دھویا نہ گلوری کھائی پیر لٹکائے چھپر کھٹ پر بیٹھی ہین اور غصے سے کانپ رہی ہین خارخار تو بڑی مکارہ ہی آتے ہی سر سے پانؤن تک بلائین لین قدمون کو بوسہ دیکر پوچھا واری خیر تو ہی کسنے برہم کردیا اسوقت آپ کو نہایت پریشان پاتی ہون بہار نے کہا ای خارخار جلد اس مقدمے کو تحقیق کرو ہمارے پلنگ پر یہ نامہ کسنے ڈالدیا سعد بن قباد کون شخص ہی کہ ہمسے دعوی عشق کرتا ہی بڑے بڑے راز و نیاز لکھے ہین ہمکو ہماری بہن سے جدا کرتے ہین ہم اپنی بہن سے جدا ہونگے خارخار نے نامہ ہاتھ سے لیلیا کہا کنیز تحقیقات کرلیگی حضور منھ ہاتھ دھوئین خارخار نے ملکہ بہار کا غصہ مٹایا مُنھ ہاتھ دھلوایا برق تو یہ کیفیت دیکھکر بھاگا

بھی ڈر ہی کہ اگر میرا آنا ثابت ہوگیا تو میرے قتل کی درپی ہوگی مگر اتنا ثابت ہوا کہ تاثیر سحر ہی یا تو
نام پر سعد بن قباد کے جان دیتی تھین یا نام تک فراموش ہوا صحرا مین آکر شگوفہ کو ہوشیار کیا
اور آپ بھاگ گیا آتے ہی خواجہ عمرو سے سب کیفیت کہی کہا استاد وہ تو نام بھی سعد بن قباد شہریار
کا بھول گئین ہین بہ حیرت کہتی ہین سعد بن قباد کون شخص ہی یہان شگوفہ جو دربار مین آئی دیکھا
خارخار ایک ایک سے پوچھ رہی ہی کہ ملکہ بہار کے پلنگ پر یہ کاغذ کسنے ڈالا کئی کنیز دن
بھر ماری ماری پڑی شگوفہ جو سامنے آئی خارخار نے جھلا کر پوچھا اری شگوفہ تجھے کچھ معلوم ہی
کہا واری مجھپہ تو نیا معرکہ گذرا کل دن بھر و رات بھر جنگل مین پڑی رہی زیور بھی کوئی اُتار کر
لیگیا مین کیا جانون یہ کاغذ کسنے ڈالا یہ سنتے ہی بہار نے کہا ای خارخار اب تدارک کرو
ہم سمجھ گئے کسی عیار نے اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر یہان آیا اب ہم عیارون کی بھی فکر
کرینگے ای خارخار اب طبل جنگی بجواؤ بی مخمور کے شعبدے پر مسلمانون کو بڑا ناز ہوا اُسی وقت
خارخار نے حکم دیا فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر ملکہ بران کو پہونچائی یہان
بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن ملکہ بران نے جو باپ کو نامہ لکھا تھا قصہ کوتہ
داخل قصر جمشیدی ہین وزرا امرا سب حاضر خدمت ہین ملکہ حنائے گلگون پوش ایسی
معشوقہ پہلو مین ایک نازنین مہ جبین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

ظلم انکا کام تھا جور و جفا کرتے رہے
عاشق صادق تھے ہم انسے وفا کرتے رہے

صاف صاف آئینہ رو کی ہم ثنا کرتے رہے
مجھکو غرق بحر حیرت آشنا کرتے رہے

ہاتھ پھیلائے رہے ہم رات آخر ہوگئی
ساتھ وہ سونے کو وا بند قبا کرتے رہے

یار کے دل کی کدورت دم مین ہمنے دور کی
آئنہ ساز اپنے آئینے جلا کرتے رہے

ہاتھ اک سر پر تھا اور اک ہاتھ سے تھامے تھے دل
کیا کہین تمسے کہ ہم فرقت مین کیا کرتے رہے

بیٹھتا جاتا تھا سر دل اور زور کم ہوتا تھا
عمر بھر درد جگر کی سب دوا کرتے رہے

آب حیوان مین دوا عیسی پلاتے تھے مدام
ہم ہوے آخر وہ تدبیر شفا کرتے رہے

شمع سان جلتے رہے اُف بھی نہ کی ہمنے کبھی
مدعی افروختہ دل یار کا کرتے رہے

جا دیکھا یاد اُس محبوب کی بھولے نہ ہم
بیٹھے بتخانے مین بھی ذکر خدا کرتے رہے

مرنے جینے سے کسیکے کچھ اُنھین مطلب نہین	وہ ادا کرتے رہے عاشق قضا کرتے رہے
دوسرے جامے مین آئے قتل جب تو نے کیا	رخصت تن تبدیل تیرے بینوا کرتے رہے
ماہ مین خورشید سے ہی نور لیکن ای پری	مہر کو رخسار تیرے پُر ضیا کرتے رہے
درد و غم رہنے نہ پائے اکیساعت ای قبول مرتضیٰ	ہمدم میری مدد مشکل کشا کرتے رہے

اس عیش و جشن مین کوکب بیٹھے تھے کہ کنیز نے بران کی آکے نامہ دیا کوکب کے نامے کو
دیکھکر ہوش اُڑگئے کہا جلد مرآت واقعہ لاؤ ملازم آئینہ اُٹھاکر سامنے لائے کوکب نے گردپوش
ہٹایا قلم و دوات ہاتھ مین لیا جو مضمون ثابت ہوا اُسے لکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے گردپوش
ڈالدیا اب جو کوکب نے وہ مضمون پڑھا مفصل حال آئینہ ہوا غصے مین کوکب کا سینے لگا کہا صاحبو
خار خار رنگین پوش نے بڑے غضب کا سحر کیا ہی بہار کا قلب اُلٹ گیا قلعہ جات ویران
کرنے کا ارادہ ہی ابھی جاکر بی خار خار کو سزا دیتا ہون یہ کہکر حکم دیا ہمارا مرکب مشکین پرند تیار
کرو ملازم دوڑے مرکب مشکین پرند تیار ہوکر آیا باسازو یراق مرصع کار کوکب غصے مین اپنے
تخت سے اُٹھا منظور ہوا کہ سوار ہوکر جاؤن ایک نخل سے پتہ گرا وہ پتہ اُڑکر گود مین کوکب کی
آیا کوکب نے دیکھا طرف سے برہمن کے مرقوم ہی کہ ای شہنشاہ آپ کے سوار ہونے کا
وقت نہین ہی یا تو کوکب کا ارادہ تھا کہ خود جاکر جنگ کرون برہمن کے احکام پہ کاربندی
ہی اب کوکب نے جواب نامہ لکھا کہ ای نور نظر پارۂ جگر نامہ تمھارا دیکھا مضمون سے آگاہ ہوے
قصد ہوا تھا کہ خود آئین عین وقت پر شریک جنگ ہون چھوٹے اُستاد نے منع کیا مگر بیٹا سمجھ کر
مقابلہ کرنا ایسا نہو دشمنون کو رنج و ملال پہونچے کنیز کو یہ نامہ دیدیا دوپہر رات گذر چکی ہی کہ کنیز نے
آکر جواب نامہ ملکہ بران کو دیا بران نے نامہ پڑھکر سب کو سنایا اور بے اختیار منھ سے نکلگیا
کل انشاء اللہ ہم مقابلہ کرینگے لیکن مناسب یہ ہی کہ فکر خار خار کیجائے خواجہ نے کہا ہم پہلے ہی
سمجھ گئے تھے جب برق نے ہمسے کہا کہ وہ فرماتی ہین سعد بن قباد کون شخص ہین تو معلوم ہوا اب
ہوش مین نہین ہین یہ کہکر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے صورت بدلے ہوے لشکر بہار
مین آئے دیکھا خار خار ملکہ بہار کو بارگاہ مین پہونچا کر پلٹی ہی نیرنگ ساز و افسران فوج اُسکے
ساتھ ہین کہتی چلی آتی ہی صاحبو تمنے مکاری مسلمانون کی دیکھی بہار کے سرہانے نامہ پہونچا

کہ معشوق کا حال دیکھکر بیقرار ہو خواجہ ایک کنیز کی شکل بنے ہوئے سنتے چلے آتے ہین خارخار
دمبدم کہتی ہی مین نے وہ سحر کیا ہی کہ بہار اپنے حال کو بھولی ہوئی ہی بادشاہ اسلام پر جان دیتی
تھی اب نام تک فراموش ہی اسقدر مدہوش ہی اسی کے ہاتھ سے سب کام کراؤنگی خواجہ بھی
اسکے ساتھ چلے آتے ہین جب خارخار اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچی سب سرداران
کو رخصت کیا اندر بارگاہ کے آئی خاصہ طلب کیا خواجہ بہ شکل کنیز کھڑے تھے دوڑ دوڑ کر
خاصہ چننا شروع کیا باورچی نے قاب پلاؤ کی جب ہاتھ مین دی خواجہ سُن چکے تھے
پلاؤ بہت کھاتی ہی پلاؤ پر بیہوشی ڈالدی دسترخوان پر قاب رکھکر رومال ہلانے لگے
چند خواصین خاص جو اسکے ساتھ کھانا کھاتی تھین سب آکر موجود ہوئین سہیل نامے خواص
خاص ہی اُسکے پہلو مین خواجہ بیٹھے مگس رانی کر رہے ہین اب کھانے کو ہاتھ نہین لگاتے
اور کنیزین کھانا لاکر رکھ رہی ہین خواجہ دیکھ رہے ہین ایک کنیز نے خارخار کے ہاتھ دھلائے
اب اُسنے کھانا کھانا شروع کیا اُس قاب کو خارخار نے اپنے آگے کھینچا جیسے ہی ہاتھ لگایا
بوٹیان اُچھل کر الگ گرین خارخار نے کہا ارے کیا ہی ایک تڑاقہ ہوا قاب ٹوٹ گئی خارخار
نے کہا ارے کوئی عیار آیا اس قاب مین بیہوشی تھی سب خواصین کانپنے لگین خارخار
نے کہا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اسی واسطے مین نے یہ سحر کر رکھا تھا یہ کہکر نگاہ
تند سب پر ڈالی خواجہ عمرو کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا خارخار نے کہا
سہیل پکڑے عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہی سہیل نے چاہا ہاتھ ڈالے وہین خواجہ نے سہیل کو
خنجر مارا سہیل نے آہ کی زمین پر گری خواجہ نے ایک جست کی اور نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان	عمرو ذیحشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پہ غدر شیدا ہوا	اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذیحشم نامدار	امیر عرب شیر یزدان کا
ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کہ آقا ہمارا ہی حمزہ نیک ہی	اس حلقی مین خواجہ نے

خارخار کے سر کا تاج لیا ایک دوہتی ماردی کہ منہ کے بل خارخار گری تو اسکا سر کٹ گیا

پیالے مین پڑا اب جو خواجہ نے جست کی باہر جا گرے جادوگر جو کھڑے تھے اُنھون نے کہا ارے
کون خواجہ نے کسی کو خنجر مار دیا کسی کو حباب مارا خواجہ تو مار پیٹ کر نکل گئے کنیزون نے خارخار
کو اُٹھایا خارخار چیخی کہ ارے میرا مُنھ دُھلاؤ آنکھون مین مرچین لگ گئین ایسا نہو آنکھین پھوٹ
جائین کنیزون نے دوڑ کر مُنھ دُھلایا خارخار کنیزون کو مار رہی ہی کہتی ہی ارے پانی کے چھینٹے
مارو کنیزون نے جب پانی کے چھینٹے دیے خارخار نے مُنھ پونچھا دیکھا لاشہ سہیل پڑا ہی کئی
کنیزون کو بھی زخمی پایا دربارگاہ سے بھی رونے کی آواز آئی کہا ارے وہان کیا ہوا کنیزون
نے کہا حضور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گیا ہلڑ جو ہوا ملکہ بہار بھی دوڑی آئین پوچھا
ارے خیر تو ہی جادوگرون نے کہا عمرو عیار پانچ چار جادوگرون کو مار کر نکل گیا خارخار
نے کہا نگوڑا ہاتھی تھا سب کو پامال کر کے چلا گیا بہار نے کہا بوا خارخار کیا ہوا کہا
مین نے سحر کر رکھا تھا اب ٹوٹی مین نے اتنا کہا ارے کیا معرکہ ہی نسیم کی صورت پر
عمرو بیٹھا تھا رنگ و روغن اُسکے چہرے سے اُڑ گیا میرے مُنھ سے نکلا کہ سہیل اسے پکڑے
بی سہیل کا ستارہ گردش مین آیا اُسکو خنجر مارا مجھے نگوڑے نے ڈھکیل دیا میرا سر سالن
مین جا پڑا آنکھون مین مرچین لگی ہوئی ہین پانچ چار جادوگرون کو باہر جا کر مار ڈالا سب
مردوے بیکار کھڑے رہے ایک نے بھی نہ گرفتار کیا بہار نے کہا اے خارخار اس نگوڑے
نانتیے کے مکر سے سامری و جمشید بچائین اب وہ تمھاری فکر مین ہی خاص تمھارے ہی
واسطے آیا تھا میری بارگاہ مین آتا تو دیوانہ کر دیتی مین برسون اُسکے ساتھ رہی ہون سب
مکر اُسکے جانتی ہون مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہی نگوڑے کو تنکے چنوا دون مین یہان مقابلہ
کر لونگی تم کہین چلی جاؤ خارخار نے کہا بی بی مین کوکب سے تو ڈرتی نہین نگوڑا عمرو عیار
کیا چیز ہی مین سرجوش زمین گیر کو کل بلواؤنگی وہ میرا بھائی ہی آتے ہی عیارون کی
گردنین لیگا میری حفاظت بھی کریگا ابھی تو دور تک چلنا ہی تا بہ قصر جمشیدی تمکو لیچلونگی
جسدن قصر جمشیدی مٹایا کوکب کا زور کم ہو جائیگا پھر طلسم مین داخلہ ہوگا خود شہنشاہ
تشریف لائینگے بہار خاموش ہو رہین خارخار نے اُسی وقت نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کہ جا کر
بھائی صاحب کو یہ نامہ دینا اور کہنا فوراً تشریف لائیے کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رات قلیل

باقی تھی ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار بھی ساتھ ہوئی نیرنگ ساز فوج کا اہتمام کرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا اُدھر سے ملکہ حیران و مخمور و باغبان طرف میدان کارزار کے چلے مجلس جادو ایک زاغ سیہ پر سوار کھلونے مٹی کے ہاتھ مین ایک جھولی مین گڑیان بھری ہوئین لڑکیان ساتھ بڑی دھوم سے لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچا خواجہ برق بصورت مبدل ساتھ ساتھ دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا خار خار نے بڑھکر کہا آج حضور قصد نہ کرین مین جا کر مقابلہ کرونگی بہار نے کہا اے خار خار وہ بلائے روزگار ہین کہ تنکے چنوا کر تمکو مار ڈالینگے مین ان مسلمانون کا حال بخوبی جانتی ہون یہ کہکر بہار نے طاؤس بڑھایا میدان کارزار مین آتے ہی سحر کرنے لگین درخت وجد مین آئے غبار زرد اُٹھنے لگے ہر گوشے سے طائران زمزمہ سرا بآواز بلند یہ اشعار عبرت آثار گانے لگے

نظم

پاٹ دریا کا ہوا دامن مژگان کیونکر / آج اُٹھا مری آنکھوں سے یہ طوفان کیونکر

اپنے سینے سے لگاؤن ترے پستان کیونکر / یار تشنہ ہا ہو مرا سینۂ سوزان کیونکر

کبھی بات نہ صحبت نہ گلے سے ملنا / کہو نکلینگے مرے دل کے یہ ارمان کیونکر

کارگر اسپہ نہین مصحف رخسار کا نور / خال ہندو کو بناؤ گے مسلمان کیونکر

اسقدر تمکو حجاب اور یہ ایام شباب / حسرتین دل کی نکالو گے مری جان کیونکر

پانؤن پکڑے ہین مرے حُبّ وطن نے ہمدم / اے جنون دیکھیے جانا ہو بیابان کیونکر

کونسے عاشق شیدا کا پڑا آج وبال / ہو گئین آپ کی زلفین یہ پریشان کیونکر

کیا خبر فصل جنون کی نہوئی اے ممتاز / بچ رہے آپکے دامان و گریبان کیونکر

طائرون نے یہ اشعار بہ صد سوز و گداز اسطرح پڑھے کہ سننے والے سُن ہو گئے مگر ملکہ مجلس مٹی کے کھلونے ہاتھ مین لیے ہوے ہنس رہی ہے اپنی ساتھ والیون سے کہتی ہے بہار کو سودا ہوا ہے یہ کیا رنگ جماتی ہے پھولون مین خوشبو نہین پانی مین آبرو نہین بہار نے رنگ سحر میدان کارزار مین خوب جمایا طائران نخلستان چہکار رہے ہین بہار بہار کہکر پکار رہے ہین جب بہار نے دیکھا کہ رنگ ہمارا جما پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو

سکا ہین نگوڑے ناہنیے کو دیکھ رہی ہون جی چاہتا ہی جاکر اُٹھا لاؤن وقت پر یہی ہوگا میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس صحرا مین ٹھوکرین کھائیگا جیسے ہی بہار نے پکارا مجلس نے اپنے
زاغ کو بڑھایا سامنے ملکہ بران کے آئی اجازت طلب کی مخمور و باغبان بھی دوڑے
ہوے آئے کہا ای مجلس تم نہ قصد نہ کرو ہم لوگ جائینگے جاکر مقابلہ کرینگے بہار اپنے ہوش مین نہین
ہی ایسا نہو کہ کوئی سحر سخت اُسکا چل جائے سحر اُسکے کمال پر ہین مجلس نے کہا مین اب نکل چکی
ضرور جاؤنگی باغبان رونے لگا کہا ای مجلس ہمکو سب طرح مشکل ہی اگر تمکو چشم زخم پہونچا
باعث خرابی ہوا اور اگر غصے مین کوئی سحر تمہارا چل گیا تمام دنیا بُرا کہیگی کہ بہار اپنے ہوش مین
نہ تھی اُسکو بیکار کر دیا ہم بادشاہ جمجاہ کو کیا جواب دینگے مجلس نے کہا ای باغبان مین
مطلب تمہارا سمجھ گئی وہ ہمین خنجر مارین تلوارین لگائین ہم نہین لگا سکتے ہم اپنی جان پر آفت
لینگے مگر اُنکو بچاکر سحر کرینگے آپ خاطر جمع رکھیے باغبان نے مجلس کو گود مین اُٹھا لیا کہا ای فرزند
کیا کہنا تمنے برہمن سے تعلیم پائی ہی مگر بی بی اپنے کو بچانا مجلس نے کہا وہ حافظ حقیقی بچائیگا
ملکہ بران نے بہ مشکل مجلس کو رخصت دی مجلس زاغ اُڑاتی ہوئی چلی جیسے ہی ملکہ بہار
نے مجلس کو آتے ہوے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسین کہا کیون او چھوکری آج سب نے تجھے تیل
ماش کیا مجلس نے کہا ای بہار جو کچھ ہوگا ثابت ہو جائیگا سحر کیجیے کچھ کمال دکھائیے خالی
باتین نہ بنائیے بہار نے کچھ ماش کے دانے پھینکے مجلس نے کچھ نخود پھینکے اسطرح کے دو
چار سحر چلے بہار نے بیچھے ہٹکر گجرا پھولون کا گلے سے اُتارا او مجلس لے یہ کہکر پھینک مارا
مجلس نے ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری گجرا کٹا پھول میدان مین منتشر ہوے پھولون سے اسقدر
شعلے نکلے کہ دریاے آتش بنگیا اُسنے مجلس کو گھیر لیا بہار تسکین دیتی جاتی ہین پکارتی
ہین ای آتشبار لینا اس چھوکری کو بھوک دے اسکو بڑا گھمنڈ ہی جب مجلس نے دیکھا کہ
دریاے آتش جوش مار کر مجھپر آیا کھلونے ہاتھ کے ایک طرف پھینکے مینڈھیان سر کی کھولین
ناڑے زمین پر ڈالدیے یہان بران کہہ رہی ہین ای باغبان دیکھو مجلس کیا سحر کر رہی ہی
بہار نے بیر کاہل مساط کیا یہان مجلس ناڑے پھینک کر سر ہلاتی ہوئی اُس دریاے
آتش مین پھاند پڑی باغبان نے کہا ای بران مجلس سحر آتشبار مین پھنسی بران نے کہا

تم دیکھو تو کیا کمال کرتی ہو اب دریاے آتش مین جنبش پیدا ہوئی ملکہ بہار دستک دیکر
جب دریاے آتش کیطرف دیکھتی ہین جوش وخروش آتش کا زیادہ ہوتا ہی تھوڑی دیر کے بعد
ایک دناٹا ہوا بران نے کہا ای باغبان وہ مارا آگ بجھنے لگی بہار جون جون دستکین
دیتی ہین شعلۂ آتش بجھتے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے غل ہوا کئی نخل گرے دیکھا زمین
مین سے مجلس نکلی ایک ساحر کا سر ہاتھ مین بال اُسکے پکڑے ہوے نکل کر وہ سر سامنے
بہار کے پھینک دیا کہا ای ملکۂ عالم اگر راز سحر سے آگاہ ہو تو ہمارا شکریہ ادا کرو اپنی جان بچائی
تمھارے آتشبار کو مارا تمیر زوال نہ آنے دیا جب مین اُسکو قتل کرنے لگی تو اُسنے کہا ای مجلس کیا
کرتی ہو مین قبضے مین بہار کے تھا اب تمھارے اختیار مین آیا اگر تم حکم کرو تو جاکر بہار کو مارون
مین نے اُسکا کہنا نہ سنا کیا تمھارے کان مین آواز داد و فریاد نہ آئی ہوگی سر آتشبار دیکھکر
بہار کا رنگ رو متغیر ہوا چھپکا موتیے کا جو سر پر لگا تھا اُسکو اُتار نے لگین مجلس نے کہا ای ملکہ
بہار تمھاری ذات سے بڑے ملال اُٹھائے ذرا ہمارا بھی تو ایک سحر قبول کرو ہم تو بڑی جفائین
اُٹھا چکے ذرا آپ کو بھی تو فکر پڑے یہ کہکر مجلس نے گڑیا کپڑے کی بنی ہوئی جھولی سے نکالی
اُسکی ٹانگین چیر ڈالین دونون ٹکڑے بہار پر کھینچ مارے گڑیا کا زمین پر گرنا چار طرف سے
بہار کے دھوان زمین سے نکلنے لگا اور اُس دھوئین نے بہار کو چار طرف سے گھیر لیا بہار
چاہتی ہین جست کرون معلوم ہوتا ہی کوئی پیر تھامے ہوے ہی بہار نے بڑا زور کرکے آواز دی
اری گلبدن کہان گئی دیکھ تو ہمپر کیا ہجوم ہی تجھکو ہمارا حال نہین معلوم ہی یہ کہنا تھا کہ ایک
نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ملکہ بہار نہ گھبراؤ مین آپ کو اس دھوئین سے نکالتی ہون
یہ کہکر اُس نازنین نے اپنے کو شعلۂ آتش مین گرا دیا ایک پہلو پر دھوان ایک پہلو پر آگ جل رہی
تھی اُس آگ مین جو نازنین گری جل کر خاک ہوگئی اُسکے جلتے ہی آگ بجھی دھوان موقوف
ہوا مجلس نے چند گڑیان نکال کر طرف صحرا کے پھینکین کہا بوا بہار ذرا ہوشیار رہنا بہار
خاموش کھڑی ہی جیسے کسی کو حیرت ہوتی ہی اسطرح چپ کھڑی ہی کہ صحرا سے ایک آواز لعد سوز و
گداز آئی بہار نے دیکھا پانچ چھ لڑکیان کمسن کمسن ایک کے گلے مین ڈھول پڑا اس ترکیب
سے بجاتی ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ بوند یان پڑ رہی ہین پانچ لڑکیان آپسمین آواز ملا کے

ان اشعار کو بہ آواز بلند گاتی ہوئی آتی ہین کہ سننے والے کے ہوش و حواس اُڑین اشتیاق پیدا ہو نظم

مین کیا کہون جو قیصر و خاقان لیگئے
لاکھون جہان سے ساتھ یہ ارمان لیگئے

کیا اُنکو بھی جنون تھا جو گلہاے بوستان
ثابت نہ اِس چمن سے گریبان لیگئے

کیسے چمن مین آئے کہ چُن چُنکے باغ سے
دامن مین اپنے ہم گل حرمان لیگئے

ہم روے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب
ہمکو بہار مین سوے زندان لیگئے

طوفان اُٹھیگا قبر سے ہم خاک مین اگر
ساتھ اپنے اپنے دیدۂ گریان لیگئے

بہتر تھا اس چمن مین قفس مجھ اسیر کو
کیون یار سوے گلشن ویران لیگئے

آہو ختن مین مست ہین جھونکے نسیم کے
شاید کہ بوے زلف پریشان لیگئے

تازہ ہوا پھر از سر نو اُسکو داغ قیس
ناحق ہوس کو سوے بیابان لیگئے

ان شعرون کی آواز جو کان مین بہار کے آئی بغور دیکھنے لگین لڑکیون کا ہاتھ چمکانا لنگا ہین ملا کر بہار سے گانا چمکے گلے مین ڈھول ہو وہ کس بلا کے ٹکڑے باندھ رہی ہی سم پر سر کو ہلانا پانچو کا سبھوت ہونا اُن چھوٹی لڑکیون نے آکر بہار کو گھیر لیا آنکھین ملا ملا کر غزلین گا رہی ہین کبھی بتاتی ہین کبھی سمجھاتی ہین ایک لڑکی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا بہار باغ رنگین پوشان مین چلو وہان بڑی بہار ہی اُس باغ مین کبھی خزان نہین آتی نرگس شہلا وہان کی چشم معشوق سپھول وہان کے عارض محبوب سنبل وہان کا زلف پیچان مطلوب سرو لب جو قد معشوق خوشخو قمریون کی جابجا کوکو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ طائران زمزمہ سرا اپنے پیدا کرنے والے کی صفت و ثنا مین مصروف رہتے ہین باغبان قدرت کا تماشا ہر وقت پیش نظر رہتا ہی صبح مثل صبح بہشت نخل وہان کے رشک نہال کنشت جانور اُڑتے پھرتے ہین جابجا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار گاتے ہین نظم

گلے پہ آج رکھکر تیغ قاتل نے اُٹھائی ہی
فقط دست اجل پر اب مری مشکل کشائی ہی

پھرا جاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے
دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی

لپٹ جا دوڑ کر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہی

اثر ہاے فراق یار سے یہ حال پہونچا ہی
نہ تن سے جانکو اور جانکو تن سے آشنائی ہی

نہین حاصل ہی مطلق فرسع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہ ہاے اشک خجالت کی کمائی ہی

بہی ساغر ہی گردن خم ہوئی جاتی ہی مینا کی	جہان سے آج تیرے مست کا وقت جدائی ہی
نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو	خدا جانے مری جانب سے کیا دل مین سمائی ہی

اس رنگ مین کنیزون نے حال باغ سبز پوشان سامنے ملکہ بہار کے بیان کیا کہ ملکہ بہار
جھوم گئین اور اگر ٹھکتی ہین تو لڑکیان آوازین ملا کر غزلین گاتی ہین بہار … جاتی ہین
کوئی ہاتھ تھام کر سمجھاتی ہی کمسنی کی حرکتین ملکہ بہار کو لڑکیون سے بڑی محبت ہوئی جون
جون **مجلس** دستکین دیتی ہی لڑکیون کے گانے کا حسن بڑھتا جاتا ہی کئی مرتبہ بہار اُٹھین
زیور گل جو جسم پر آراستہ ہی جب اُسکو سونگھ لیتی ہین تو مُنھ سے نکل جاتا ہی بن باغ سبز پوشان
مین جا کر کیا کرونگی وہ باغ ہمیشہ بہار ہی دوسری بہار کا کیا کام لڑکیان کہتی ہین بی بی یہ
عقل کا فتور ہی اُس باغ ہمیشہ بہار مین آٹھ پہر سرور ہی یہ کہتی ہوئین لڑکیان لپٹ گئین زیور گل
جسم بہار سے نوچ ڈالا اُسوقت بہار کو وجد ہوا رنگ رو متغیر متردد و متحیر کہا میں چلتی ہون
تمھاری خوشی ضرور ہی اب اُن لڑکیون نے بہار کو بیچ مین لیا ناچتی گاتی چلین جب سو
دو سو قدم نکل گئین **مجلس** کے مُنھ سے نکلا وہ مارا ان نے تعریف کی **مجلس** نے جھک کر
سلام کیا کہا حضور آپ کے اقبال سے باغ سبز پوشان تک بی بہار پہونچ جائین تو پھر آنا
مشکل ہوگا ابھی تک خائف و ترسان ہین ایسا نہو پلٹ پڑین لیکن دام رگ گل مین پھنسی ہین
کیا عجب ہی کہ نہ پلٹین لڑکیان بہار کو گھیرے ہوے ایک نخل کے سائے مین جو پہونچین
شاخ نخل نے ہاتھ بڑھائے ایک پھول بڑا سا شاخ پر تھا کھلکھلا کر ہنسا پھر رونے کی
آواز آئی بہار نے پلٹ کر جو اُس پھول کو دیکھا پھول سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین
پتے زرد ہوکر درخت سے گرنے لگے نخل تھرایا بیچ نخل سے ایک نازنین پیدا ہوئی پچکاری رنگ
کی ہاتھ مین تھی نکلتے ہی اُسنے پچکاری ماری بہار کا چہرہ سرخ ہوگیا وہ رنگ جس لڑکی
پر پڑا اُسنے آہ کر کے چیخ ماری معلوم ہوا تو دہ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم نمناک جلکر
خاک ہوئی اور لڑکیان جو ساتھ تھین اسی طرح سب جل گئین جس نازنین نے ملکہ بہار کو
پچکاری ماری تھی اُسنے بال کھولدیے مُنھ اپنا پیٹ کر کہا واری آپ ان چھوکریون کے
ساتھ کہان چلی تھین یہ سحر **مجلس** کا تھا آپ بدنام ہونگی یہ کہکر کمر سے زیور گل نکالا پھر اُسی طرح

بہار کو زیور پھولون کا پہنا دیا جیسے ہی اُن پھولون کی خوشبو دماغ مین پہونچی ملکہ بہار کا چہرہ
سرخ ہوگیا بقہر وغضب تمام بلٹی للکار کر آواز دی او چھوکری دیکھا تو نے ہمنے اپنے کو
کیونکہ بچایا مجلس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ گڑیا نکالون اب تو بہار کو اور زیادہ غصہ آگیا
مجلس کو سنبھلنے نہ دیا کان سے طرہ نکالکر پھینکا آواز دی ای شمشیر سرنگار مجلس کو لینا
اسنے بڑی بے ادبی کی سرمیدان ذلت دی دیکھا مجلس نے طرہ نہین ہی ایک تلوار چمکتی ہوئی میرے
سر پر آئی دستک دی پیچھے ہٹی مگر تلوار نہ رکی سر پر آگری کہ سر مجلس کا زخمی ہوا دوسری
بدھی بہار نے پھینکی اسکی بوئے خوش سے مجلس لہرا کر گری بیہوش ہوئی بہار نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون کنیزان مجلس دوڑ پڑین اُدھر سے خارخار رنگین پوش نے فوج کو
ساتھ لیکر کنیزون کو روکا سحر ہونے لگا صدہا لاشے گر گئے خون کے دریا بہے حباب لب دریا
پیاسے رہے ملکہ بران نے جھپٹ کر مجلس کو اُٹھا لیا شگوفہ کو دیا ہمراہیان شگوفہ نے
مجلس کو ہوادار پر ڈال لیا باغبان قدرت نے بھی بڑھکر گیند مارا سب ساحرون نے
ملکہ طرف خارخار کے قصد کیا بہار نے جو پلٹ کر دیکھا کہ باغبان و بران طرف خارخار
کے جاتے ہین جھپٹ کر گلدستہ مارا باغبان نے گلدستے کو جلایا بہار نے آواز دی او نمکحرام
ہمارے سحر کو تو نے دفع کیا نمک افراسیاب کا بالکل پاس نہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق گری
باغبان نے اپنے کو بچایا مگر گلچین کا شانہ جھول پڑا بران نے اختر مرواریدی نکالا اب
جو مارنا شروع کیا جب اختر پڑا دو چار سحر کے ستارے گردش مین آئے نیرنگ ساز کھڑا
ہوا سحر کر رہا تھا قضا نے جو اسکا دامن پکڑا بران پر جا پڑا بران نے اختر مار دیا سینے
کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہوگیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی لوگون کے دم گھٹنے لگے خارخار نے
بڑھکر بہار سے کہا ای ملکۂ عالم بران کی بدعت سے بچنا دشوار ہی سحر اسکا قہر پروردگار ہی
اب طبل امان بجوائیے بہار نے کہا خوشی تمھاری حقیقت مین ایسا نہو تم پر زوال آئے
میرا تو کوئی کچھ نہین کر سکتا نیرنگ ساز بیچارہ مارا گیا خارخار نے طبل امان بجوایا بران و
باغبان و مخمور اپنے لشکر مین آئے بران روتی ہوئی پلٹین باغبان نے جو سبب
پوچھا ملکہ بران نے کہا ای باغبان آج مجلس نے بڑا کارنمایان کیا تھا اگر وہ چاہتی

بہار کو مار لیتی دم بھر مین سب کچھ ہوتا ہی اُسنے چاہا تھا باغ سنبر پوشان مین قید کرون بہار
کا بھی سب کو پاس ہی آخر نخل نے نازنین کو خبر کی اُسنے آکر بہار کو ہوشیار کیا مین نے بڑھکر
نیرنگ ساز سے مقابلہ کیا بہار کی طرف توجہ نہ کی کہ کل کو سب لوگ لعن کرینگے بہار اپنے ہوش
مین نہ تھی بی بران نے اُسکا پاس نہ کیا ہماری فوج قتل ہوئی ہی ان خوبون کے حال پہ
رونا آتا ہی کہ بڑھکر ایک کنیز نے ملکہ بران کے آنسو پونچھے عرض کی بی بی کیون رنج کرتی ہو
آج شب کو بی خارخارہ کا علاج ہو جائیگا ملکہ بران نے سمجھا کہ خواجہ عمرو فرماتے ہین
بران نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا خواجہ حقیقت مین اسوقت مین ضرور مدد کیجیے بی
خارخار نے بڑا ستم کیا بہار عاشق جمال باکمال بادشاہ اسلام ہی اُنکے نام سے اُسکو نفرت
ہوگئی آپ ہی کی زبانی سنا تھا کہ نامہ شوقیہ پڑھکر یہ کہا کہ سعد بن قباد کون شخص ہین اللہ ری
بھولی کہ جنکے نام پر جان جاتی تھی اب اُنکا نام تک فراموش ہوا شام تک تو بارگاہ مین
یہی ذکر رہے شام کو خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت
مبدل طرف لشکر خارخار کے چلے یہان خارخارہ کو ایک خوف پیدا ہوا بران کو لڑتے
ہوے دیکھا کہ جسپر اختر مروارید مار دیا اُسکے سینے کو توڑکر پار گذرا مصاحبون کو رخصت کر دیا
آپ بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی پانچون عیارچیان یہین رہتی ہین خواجہ فقیر بنکر جو یہان آئے
تو دیکھا چارون عیارچیان بہار کو پہونچانے جاتی ہین بہ تعجیل رنگ و روغن نکالا
کنیز کی شکل بنکر تیار ہوے کنیز ملکہ حیرت کی بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیلیا کہ مضمون اسکا
ظاہر ہوگا دربارگاہ پہ جاکر نگہبان سے کہا ملکہ خارخار سے جاکر عرض کرو کہ در دولت پر
کنیز فرستادہ ملکہ حیرت حاضر ہی خارخار نے سنکر حکم دیا بلالو خواجہ نے جاتے ہی سلام
کیا خارخار نے پوچھا کیون شگوفہ خیر تو ہی کہا حضور کل کے مقابلے کی خبر ملکہ حیرت کو
پہونچی کہ مجلس سے اور بہار سے مقابلہ پڑا کچھ مضمون حضور کو لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے
یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا خارخار نے پڑھا یہی مضمون تھا کہ بہار اور مجلس سے مقابلہ پڑا
بران کے ہاتھ سے نیرنگ ساز مارا گیا دو موتی تمکو بھیجے ہین انکو اپنے پاس رکھنا کسی کا سحر
تاثیر نہ کریگا ہمین تمھاری حفاظت کی بڑی فکر ہی خارخار خوش ہوگئی ملکہ حیرت کو دعائین دین

کہا بی شگوفہ وہ دونون موتی ہمین دو خواجہ نے دو موتی جیب سے نکالے ہاتھ مین خارخار
کے دیے خارخار نے موتی ہاتھ مین لیے ہتھیلی پر رکھکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا ای ملکہ عالم اچھی
طرح بنگاہ غور دیکھیے سامری امین بیٹھے ہوے ہین خارخار قریب منھ کے لائی بنگاہ غور
دیکھنے لگی خواجہ نے منھ سے پھونکا جیسے ہی موتیون مین ہوا لگی موتی دونون تڑاق سے ٹوٹے
دھوان نکل کر دماغ پر خارخار کے پہونچا ارے کہکر زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا منم مہر
سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری کشندۂ کفار عمرو شاہ عیاران عیار یہ کہکر پشتارہ باندھنے
لگے جلدی مین سوزن بھی نہین دی سراچہ چاک کر کے لے بھاگے یہان عیار بچیان بہار
کے ساتھ آئین بہار نے کہا ای صرصر آج مین نے محلس کو زخمی کیا اسی غصے مین بی بران
اپنی جان دینے پر آمادہ تھین ایسا نہو کوئی عیار پاس خارخار کے پہونچ جائے تو خرابی ہو
پانچون عیار بچیان چلین جب دربارگاہ پر پہونچین سپاہیون سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین
اُنھون نے کہا ایک کنیز فرستادۂ حیرت آئی ہی اُس سے باتین کر رہی ہین صرصر گھبرا کر اندر آئی پشتارہ
باندھنے کا نشان پایا خارخار بندار صرصر نے ایک چیخ ماری سب کنیزین دوڑین صرصر نے کہا
غضب ہوا خارخار کو ساربان زادہ لیگیا یہ کہکر صرصر دوڑی چارون عیار بچیان بھی چلین چند کنیزون
نے جاکر ملکہ بہار کو خبر کی بہار نے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا اُڑتی ہوئی چلین مگر خواجہ
کوس بھر جاکر ایک جھیل پر ٹھہرے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا منم صرصر شمشیر زن او ساربان زادے
پشتارہ رکھدے خواجہ ہنس پڑے صرصر نے خنجر کھینچا چاہتی ہی کہ پشت سے گرد اُڑی چارون
عیار بچیان آکر پہونچین اُنھون نے چہار طرف سے گھیر لیا اب خواجہ کو پشتارہ زمین پر رکھنا پڑا
صرصر چاہتی ہی کہ عمرو ذرا ہٹے تو پشتارہ قبضے مین کرون جھپٹ جھپٹ کر نیمچے مار رہی ہی کہ پھر
گرد اُڑی دیکھا چار پانچ کنیزین خارخار کی چلاتی ہوئی آتی ہین کہ ای صرصر یہ ساربان زادہ
جانے نہ پائے ملکہ بہار بھی آتی ہین بہار کا نام سنکر خواجہ گھبرائے ایک حقہ آتشبازی کا نکالکر
مارا دناتا جو ہوا عیار بچیان پیچھے ہٹین خواجہ نے پشتارہ اُٹھایا لے بھاگے عیار بچیان دوڑین
پتھر مارنے لگین خواجہ خالیان دے رہے ہین کہ یکایک ہوا سے سر دچلی بہار کو دیکھا
بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہی عمرو کے ہوش اُڑ گئے عیار بچیون کو برہنہ نیمچہ دکھا کر دھمکایا وہ ذرا

ہٹین خواجہ جست کرکے بھاگے بہار نے جو دیکھا کہ عمرو جاتا ہی غصے مین بدھی اُتار کر پھینکی گیر
کی بھی آواز دی عمرو لڑکھڑا کے گرا پشتارہ الگ گرا بہار تیغچہ کھینچکر چلین اسوقت عمرو کی
بیقراری پکار رہا ہے اے معبود حقیقی واے مالک تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے **نظم**
توگولی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ✤ دعاے کند من کنم مستجاب ✤ چو عاجز رہانندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا ✤ قضاے کار باغبان قدرت طلائے کے گشت پرتھا
ٹہلتے ٹہلتے صحرا مین آیا کنیزون کے بولنے کی جو آواز آئی اُسی طرف چلا دور سے دیکھا خواجہ زمین
پر پڑے ہین ایک طرف ایک پشتارہ پڑا ہے بہار تیغچہ کھینچے ہوے آتی ہے باغبان نے وہین سے
پکارا اے بہار بڑے افسوس کی بات ہے عمرو کے قتل کرنے کو آتی ہو بہار نے کہا اے باغبان
کیون شامتین آئی ہین تمکے چنوادونگی باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم ہم اُسی طرح گلچین گلستان
حسن و جمال ہین آپ کا رسم بادشاہ اسلام سے ہے ہم اپنا سرتاج جانتے ہین بے ادبی ہمسے نہو
کہ آپ کے خلاف گذرے لڑائی مین بھی پاس نہ رہیگا بہار نے برق گرائی باغبان نے گیند مارا
بہار نے گیند کاٹا باغبان نے برق کے دو ٹکڑے کیے باغبان نے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا عمرو
پر چند قطرے پانی کے گرے خواجہ پر سے سحر اُترا اُٹھتے ہی بھاگے پشتارے مین خارخار کو
ہوش آیا تڑپ کر نکلی باغبان پر چند سنگریزے مارے پتھر برسنے لگے باغبان نے پتھرون کو
توڑا غصے مین خنجر پھینک مارا خارخار کا سر زخمی ہوا باغبان نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون بہار
نے للکارا او نمکحرام کیا کرتا ہے باغبان بہار کو دیکھکر گھبراتا ہے کہ سحر کرون ایسا نہو کوئی عضو
بیکار ہوجائے خواجہ بھی الگ کھڑے پکار رہے ہین اے باغبان مروت شرط ہے باغ اسلام
کی بہار ہے سمجھکر سحر کرنا مگر بہار نے بخوف گلدستہ مارا آہٹ جو ہوا ساتھ والے باغبان کے جو طلائے
پر تھے دوڑ پڑے بہار نے گلدستہ جو مارا باغبان نے سحر کرکے اُسے جلا دیا ساتھ والے
بھی باغبان کے سحر کرنے لگے باغبان نے کہا یارو سمجھکر سحر کرنا ایسا نہو بہار پہ خزان آئے
تو باعث ہمارے ملال کا ہو مگر بہار ڈٹ کر کھڑی ہوئی پکار کر کہا او باغبان کل فوج کو حکم دے
دیکھ تو انکا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسے خوشبو دماغ مین
جادوگرون کے پہونچی کئی سر جادوگر ہمراہیان باغبان نے گریبان پھاڑ ڈالے کوئی سر ٹکراتا ہے

کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہو باغبان نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اس شعبدے کی کیا حقیقت ہی یہ کہکر ہاتھ ہلایا پانی برسا جسپر قطرہ پانی کا پڑا اُسکو ہوش آیا باغبان نے کہا کیون ملکہ ملاحظہ فرمایا بہار کو اور زیادہ غصہ آیا کہا ای باغبان تمھاری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر بدھی گلے سے اتارنے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑی آبشار ابر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا افراسیاب نے اسکو نامہ لکھا تھا کہ جاکر ملکہ بہار کے شریک ہو دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا آیا ہی دور سے جو آبشار نے جمال بیمثال ملکہ بہار کو دیکھا بیتاب ہوگیا نام بہار کا سنتا تھا آج جو صورت زیبا دیکھی کلیجہ پکڑ لیا صرصر نے بڑھکر خبر دی ای آبشار جلد جاکر شریک ہو آبشار پکار اُٹھا ای صرصر مین عجب دقت مین پہونچا اپنے ہوش مین نہین ہون نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
لگاتی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین — برستا مینہ نہین بے یار خاک اُڑتی ہی ساون مین
نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو — نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین
طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا — گریبان مین کبھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین
پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے تومین چھین — جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا — نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ای آتش — بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

صرصر حیران ہوگئی دست بستہ عرض کی یہ کیا حضور فرماتے ہین آبشار نے کہا ای صرصر کیا پوچھتی ہو کہ مجھپر کیا گذری صرصر نے کہا اب جاکر شریک جنگ ہونا چاہیے یہ سنتے ہی آبشار نے تین لاکھ ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو پکڑلو تین لاکھ ساحر سحر کرتے ہوے بڑھے باغبان نے جو انکو آتے ہوے دیکھا ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا زمین شق ہوئی ایک دریا ظاہر ہوا دریا نے جوش مارا ملازمان آبشار ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی دریا مین ڈوبے بہار نے بڑھکر کہا ای آبشار اپنے ملازمون کو نہین بچاتا بہار نے جو مسکرا کر یہ کہا آبشار بلائین لینے لگا ملکہ بہار نے خارخار سے کہا یہ بیہودہ کچھ دیوانہ ہوا ہی کس منھ پر دعوی ساحری کرتا ہی اپنے ساتھ والون کو بچاتا نہین ہمنے جو کہا تو ہمیا نے عجب طرح کا جواب دیا چلو ہم تم ملپٹ چلین

باغبان انکو سمجھالیگا یہ سنتے ہی خارخار نے کہا فرستادۂ افراسیاب ہی باغبان
تین لاکھ فوج لیکر آیا ہی اگر مناسب ہو تو دریا کو آپ ہی مٹا دیجیے بہار نے کہا یہ کچھ بات نہین
مگر اُسکا بھی تو کمال دیکھین آبشار نے جو دیکھا کہ کئی ہزار جوان غرق دریاے لعنت ہوے جھنجھلا کر
بڑھا ایک دو منتھر مار اسامری وجمشید کا نام لیکر پکارا اُسی دریا سے کچھ مچھلیان نکلین لشکر
باغبان پر گرین جسکے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری کئی ہزار مچھلیان جو گرین کئی ہزار
ساحر باغبان کے ہلاک ہوے باغبان نے بڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا آگ ہزار شعلہ چمکا
سب مچھلیان جلکر خاک ہوئین دریا بھی خشک ہوا کسی ساحر نے بڑھکر ملکہ بران وغیرہ
کو خبر کردی کہ باغبان اکیلا تین لاکھ ساحرون مین گھرا ہوا ہی یہ سنتے ہی بران سوار ہوئین
مخمور بھی چلین مجلس کو تو اپنے زخمی ہونے کا انتہا کا رنج تھا یہ سب کے پہلے اُٹھا دوڑی
ملکہ بران نے کہا مجلس خبردار بہار کا خیال رکھنا ایسا نہو اُسکے کسی عضو پر زوال آئے
مجلس بہت اچھا کہکر بلند ہوئی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان تین لاکھ ساحرون مین
گھرا ہوا شیر کی طرح ہا ہی بڑے بڑے افسر مار کر ڈالدیے مجلس نے جو بہار کو الگ کھڑے دیکھا
کہا بی بہار صاحب آئیے بہار نے دیکھا مجلس جو تڑپ کر گری کئی سو ساحرون کے سر کاٹکر
نکل گئی ناڑے کو جو گردش دی ساحرون کی پشت پر کوڑے پڑنے لگے بہار پر جو اشارہ
کیا ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ بہار کے ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اور یہ پکار کر کہا کہ مین آپ کی رعایت
کرتی ہون بہار کو غصہ آیا بدّھی اُتار کر پھینک ماری ہزارون پھول مجلس پر گرے
پھولون سے شعلۂ آتش پیدا ہوے مجلس نہایت بیقرار ہوئی ہر چند قصد کرتی ہی مگر نہین
ہوتا جب نکلتی ہی پھول گھیر لیتے ہین ظاہر مین پھول ہین باطن مین شعلۂ آتش جسم پر مجلس کے
جابجا آبلے بھی پڑ گئے اُف اُف کرتی جاتی ہی مگر نکل نہین سکتی اُدھر جب پڑی سب نے
دیکھا ملکہ بران شمشیر زن تخت زرین پر سوار شگوفہ سحر ساز بنت زادی پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر دریاے فوج موج مارتا ہوا آتا ہی ملکہ بران نے جو دور سے دیکھا کہ مجلس
آفت مین پھنسی ہوئی ہی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار تمھارا پاس کیا اور تمنے
مجلس کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہی یہ کہکر کڑک کے گرین دختر دار پر چمکایا وہ پھول سب جل گئے

مجلس کے جسم سے اختر مروارید کو مس کیا آبلے بھی دفع ہوے بران نے طرف بہار کے
دیکھا پکار کر آوازدی یہ تحفہ تو لیتی جاؤ یہ کہکر ہاتھ ہلایا اختر مروارید چمکا یا برق گری کہ آنکھوں کے
نیچے بہار کے اندھیرا آیا ہر چند بہار نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخمی ہوا آبشار نے جو دور سے
دیکھا کہ بہار کا سر زخمی ہوا چونکہ یہ بہار پر عاشق ہو چکا ہی آوازدی او بران یہ کیا غضب
کیا یہ کہکر جا پڑا کئی گولے مارے ملکہ بران نے ہاتھ جھٹکا یا گولے کٹ کے گرے تیغہ کھینچکر
آبشار بران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ بران کو غصہ تھا اختر مروارید کھینچ مارا سینے کو
توڑ کر آبشار کے پار گذرا آبشار کا مارا جانا فوج نے بلوہ کیا چاہتے ہین ملکہ بران کو
گھیر کر پکڑلین ملکہ بران نے جسپر اختر مار دیا اُسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا کئی سو ساحر ہاتھ سے
بران کے مارے گئے بہار و خار خار الگ کھڑی ہوئی ہین جب لشکر آبشار کے سپہ سالار
مارے گئے اور لشکر نے شکست کھائی دور تک بران نے بھگایا بہار و خار خار زخمی
ہو کر پلٹین ادھر ملکہ بران و باغبان و مخمور و مجلس وغیرہ بفتح و فیروزی واپس ہوے
بہار و خار خار اپنے لشکر مین آئین آج خار خار کو بڑا قلق ہی بہار سے کہتی ہی سحر بران
کا زور و شور دیکھا بہار نے کہا بران بلاے روزگار ہی پل پر یزدان توڑا دریاے خون روان
شکست کیا اُس روز تمام عالم کے ساحر جمع تھے عشاق سبزہ رنگ نے غفلت مین آکر
بران کو مارا عمرو ایسا عیار کہ اُسنے تلاش کر کے عشاق کو قتل کیا بران کو جلایا اس سے
مقابلہ کرنا بہت مشکل ہی خار خار اپنی بارگاہ مین آئی زخمدوزی اپنی و بہار کی کرائی ایک
عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ مین نے بہار کو بہانتک لا کے
ممالک کوکب ویران کرائے اب قلعۂ گلنوشان پر مقابلہ پڑا ہی ملکہ بران آمادۂ حرب و
پیکار ہین لونڈی عاجز ہو رہی ہی کسی ایسے مددگار کو بھیجیے کہ میری مدد کرے اور بہت کچھ حال
لکھا یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے غصے مین آوازدی سردار سیہ پوشان کو بلاؤ
ایک آندھی چلی ایک ساحر سیہ پوش پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر سب لباس سیہ پہنے ہوے آکر پہونچے
اُس ساحر نے سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی مین صحراے سیخبت
مین بیٹھا تھا کہ آواز آپ کی کان مین پہونچی کسی قدر ملازم حاضر خدمت تھے اُنکو لیکر حاضر ہوا

افراسیاب نے کہا اے سردار سیہ پوشان قلعۂ گلنوشان پر جاؤ خار خار رنگین پوش بمقابلۂ ملازمان کوکب فروکش ہی بران دختر کوکب کو کھا جاؤ اُسنے بڑے صدمے پہونچائے سیہ پوش قہقہہ مارکر ہنسا کہا تصدق ہو جاؤن آپ کے فرمانے کے بران ایسی معشوقہ مجھکو کھانے کو ملی یہ کہکر وہی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر روانہ ہوگیا یہان خار خار نے بعد کئی دن کے طبل جنگی بجوایا بران نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر گل آفتاب شاخ شعاع پر شگفتہ ہوا گلہائے انجم مرجھائے ضیائے آفتاب نے تمام عالم کو روشن کیا دونون لشکر بصد کر و فر میدان کارزار مین آئے فوجین جمنے لگین خار خار کو بڑا انتشار ہی کہ بہار میدان مین نکلین بران سے ایسا نہو مقابلہ پڑ جائے بہار زخمی ہون تو خرابی ہو کبھی سوچتی ہی کہ مین نے اپنے کو کس آفت مین ڈالا سب سردار میری ہی فکر مین ہین مسلمانون پر حال کھل گیا کہ بہار سحر مین خار خار کے ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی اس آفت سے اپنے کو بچاؤن بہار پر سے اپنا سحر اُتار لون اپنے وطن کو چلی جاؤن لیکن جسوقت بہار پر سے سحر اُتریگا اور اُسکو اپنا معشوق خوشخو یاد آئیگا اپنے آپ سے باہر ہو جائیگی بغیر قتل کیے مجھکو نہ جانے دیگی بڑی خرابی یہ ہی کہ بران جان لگائیگی نکلکر سحر کریگی اب مجھے دونون طرح مشکل ہی میدان مین نقیب نقابت کر رہے ہین کڑکیتون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بآواز بلند پکار رہے ہین اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید یہ سُنکر بہادر جھومنے لگے آنکھون مین نشہ آگیا ایک سے ایک کہتا ہی یارو کیا غضب کے فقرے کہے سکندر ایسا بادشاہ خالی ہاتھ دنیا سے گیا ہم کس شمار مین ہین اعمال نیک یہ ہین کہ اپنی جان دو لڑو مردانہ اسی مین نام ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہے تھے بہار نے قصد کیا ہی کہ طاؤس نکالون آج جاکر بران کو للکارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام زمانے مین اندھیرا ہوگیا ہزارون درخت گرے کیفیت پردۂ ظلمات ظاہر ہوئی سب گھبراکر دیکھنے لگے جانبین کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی اسطرح کی ہوائے تند چلی کہ گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے سوار گھوڑون سے گرے خار خار کہتی ہی اے ملکہ بہار شاید کسی کو ہماری مدد کے واسطے شہنشاہ نے بھیجا ہی بڑے عرصے کے بعد وہ اندھیرا برطرف ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحر لشت پر وہ ساحر مُنھ کھولے ہوے ہی جب سانس لیتا ہی ایک

غبار زرد مُنھ سے نکلتا ہی اُنگلیون سے شعلۂ آتش نکلتے ہوے تمام لشکر والے سامری و جمشید
کا نام لیتے ہوے بجر نگ بجر نگ کی صدائین بلند ساحران خودپسند اژدران آتش فشان پر سوار
جب علمہاے سیہ کو جنبش دیتے ہین تو دور تک اندھیرا ہو جاتا ہی جب وہ ساحر مُنھ سے غبار زرد
چھوڑتا ہی اندھیرے مین روشنی ہوتی ہی وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ خار خار نہ گھبرانا منم سردار
سیہ پوشان یہ کہکر تخت بڑھایا فوج کو طرف خار خار کے بھیجا آپ میدان کارزار مین
پہونچا آتے ہی آواز دی ای دختر کوکب تو نے بڑا نام کیا آبرو بنالی دریاے خون روان
کو مٹا یا ال پر یزادان کو توڑا میرے مقابلے مین آ تو احوال معلوم ہو یہ سنتے ہی ملکہ بران
تخت سے کودین اختر مروارید کو جوڑے سے نکالا ملکہ مخمور و باغبان دوڑ پڑے کہا ملکۂ عالم
ہم مقابلے مین سردار سیہ پوشان کے جائینگے ملکہ بران نے کہا اب وہ مجھے پکارتا ہی میرا
ہی جانا ضرور ہی باغبان و مخمور کو سمجھا کر بران ہنس پر سوار ہوئین میدان کارزار مین آئین
اُسنے دیکھتے ہی ایک قہقہہ مارا کہا ای ملکہ بران مین افسوس کرتا ہون جب تمنے دریا کے شکست
کرنے کا ارادہ کیا تو شہنشاہ نے مجھکو کیون نہ بلایا بران نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی غرور والے
ہمیشہ تباہ و برباد رہتے ہین جس سر مین غرور ہی وہی نہ رہیگا یہ کہکر آواز دی او سیہ بخت سیہ رو
سحر کر پیش قدمی ہمارا طریقہ نہین ہی ہم مطیع اسلام ہین خواجہ عمرو کا حکم ہی کہ کبھی پیش قدمی نہ کرنا
یہ سنتے ہی سردار سیہ پوشان نے دامن اپنے جامے کا ہلایا ایک اندھیرا ملکہ بران پر چھا گیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سیہ آسمان سے ملکہ بران پر گری اُسمین چھپ گئین اندر چادر کے
بجلی تڑپی مجلس حیران حیران دیکھ رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی لیکن اُس چادر سیہ کے
اندر ایک برق تڑپ رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا ملکہ بران چادر کو کاٹ کر نکلین
مگر پسینے پسینے چہرہ اُداس جسطرح بوقت سحر چہرۂ ماہ تابان فق ہوتا ہی نکلتے ہی اختر مروارید کو
چاہا کھینچ مارون سردار سیہ پوشان نے پھر دامن کو ہلایا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران نے
پریشان ہوکر اختر کو جوڑے مین رکھ لیا گولہ کھینچ مارا اُسنے پھر دامن کو ہلایا گولہ پھٹ کر زمین پر
گرا جو سحر بران نے کیا سردار سیہ پوشان نے دامن ہلا یا سحر دفع ہوا جب دو چار سحر بران
نے کیے اُسنے دامن ہلاکر دفع کر دیے بران تڑپ کر زمین سے بلند ہوئین برق بنکر سردار سیہ پوشان

پر گرین پلک اوسکی جھپکی چاہا ہٹ جاؤن مگر زمین نے بھی روکا زمین نے گویا پیر تھام لیے
بران سر پر گرین سر سردار سیہ پوشان کا زخمی ہوا خون جو سر سے نکلا ایک چیخ ماری کہ
یا سامری و جمشید تمکو غیرت نہ آئی اس چھوکری کے ہاتھ سے مجھکو زخمی کرایا تمھاری زندگی
مین تمھارے پہلو مین بیٹھنے تھے یہ جو اسنے پکار کر کہا ملکہ زمین پر آگر قائم ہوئی ہین کہ زمین سے
دھوان نکلا آنکھون مین ملکہ بران کی دھوان لگا اُف کہکر آنکھون پر ہاتھ رکھا خون سر کا
لیکر سردار سیہ پوشان نے بران پر پھونک مارا ہزار ہا شعلۂ آتش ملکہ بران پر گرے بران
نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے قطرات آب گرے شعلے بجھے مگر بران کو ایک محویت ہوئی خاموش
ہو کر کھڑی ہو گئین سردار سیہ پوشان منھ پھیلا کر دوڑا و جد مین ہر کہ ایسی لعنت کھانے کو
بلی مجلس نے جو دیکھا میدھی کا ناڑہ کھولا تڑپ کر جا پڑی ہر چند ملکہ بران کو آواز دی کہ
ای مادر مہربان ہوشیار ہو ہماری بات کا جواب دو بران نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین گردش
کر رہی ہین چہرہ اُداس زندگی سے یاس چاہتی ہین لڑکھڑا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالتی ہین
جب مجلس نے رو رو کر پکارا کہا برائے خدا کچھ تو جواب دیجیے لونڈی برائے مقابلہ موجود ہے
جب بہت مجلس نے کہا تو ملکہ بران شمشیر زن بمشکل رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

گوش زد جسکے تمھاری چشم کا افسانہ تھا — آہو مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا
ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا — یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا
حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین — پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین — عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون — آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا
لعل لب دونون تھے ای محبوب لعل شب چراغ — دانت تھا جو منھ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا
مصحف روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا — عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
لبسکہ رکھتا تھا ہر اک اُنمین سے ہیرے کی چمک — جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا
سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول — بادشاہ وقت زلفون مین تمھاری شانہ تھا
حسن دیکر عاشق شیدا دیے اللہ نے — ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بران اسقدر خاموش ہوئین کہ گویا منھ مین زبان نہین سردار سیہ پوشان نے آواز دی او چھوکری ہٹ جا ورنہ تجھکو بھی کھا جاؤنگا مجلس نے نارہ مارا پشت پر اُسکی کوڑا بنکر پڑا سردار سیہ پوشان پیٹھ سہلانے لگا ایک چیخ ماری کہ او چھوکری روح سامری کو صدمہ دیا تجھکو بھی کھا لونگا چالیس آدمی ایک وقت مین کھا سکتا ہون یہ کہکر جو دو ہتھڑ مارا مجلس بھی خاموش ہو کر گری مخمور جادو ری پورا انگٹھا کھینچ مارا سینے پر سردار سیہ پوشان کے پڑا آبلے توپڑ گئے مگر کسی دانے نے ہڈی کو نہ توڑا ایک چیخ ماری دامن سیہ ہلایا مخمور بھی خاموش ہوئی جھولی شانے سے اُتار کر پھینک دی بران کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی ہوئین سردار سیہ پوشان مُنھ پھیلا کر بڑھا چیخین مارتا تھا کہ ان تینون کو کھا جاؤن یہ سُنکر باغبان کو تاب نہ رہی ہر چند بران کا ایسا حال ہونے سے ہوش اُڑے ہوے تھے مگر لپک کر گیند مارا بران و مجلس و مخمور کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے لڑنے لگا دو تین سحر کیے سردار سیہ پوشان کے اوپر جو سحر پڑتا ہی باطل ہو کر گر پڑتا ہی تاثیر کامل نہین ہوتی غصے مین سردار سیہ پوشان نے دامن اپنا پھاڑ کر پھینک مارا ایک برق کڑکی باغبان نے اُن کر کے دونون ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے سردار سیہ پوشان نے کہا یا سامری اب آپ ایسے ناچار ہوے کہ باغبان باغ سیب کا منتظم ہمسے مقابلہ کرتا ہی مثل مخمور کے اسکا بھی حال کیون نہین ہو جاتا باغبان لڑکھڑا کر ہٹا مخمور کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہو گیا جھولی اُتار کر پھینکدی گلچین نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی سردار سیہ پوشان مُنھ پھیلا کر چلا سب لشکر والون نے کہا خبردار آگے نہ بڑھنا بیتاب ہو کر پکارنے لگے ای کریم کارساز وای رب بینیاز ان سردارون کو اس مصیبت سے بچا لے

نظم

نمایدروی خود در وحدت و کثرت وحید ‌ ‌ ظاہر از ہر فرد می گردد خدا و ند فرید

شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح ‌ ‌ شد از و اصلاح ہر نیک و بد و پاک و پلید

گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گہ از آفتاب ‌ ‌ ہر کہ باشد طالب دیدار و خواہشمند دید

کنہ توحید ذاتش خارج از شرح بیان ‌ ‌ علم تشریح صفاتش نا ید از گفت و شنید

قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است ‌ ‌ صنعتش پیدا است اندر ہر قریب و ہر بعید

گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت پا نہاد	گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل ہندی منور کن بنور معرفت	کاز صفاے دل بچشمت روشنی آید پدید
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلبک بلبک کے جو سارے لشکر نے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سردار سیہ پوشان
منھ پھیلائے ہوے واسطے کھانے بران وغیرہ کے جاتا ہی خار خار خوشیان کر رہی ہی اسوقت
بہار نے کہا اے خار خار اگر تجھسے ہو سکے تو سردار سیہ پوشان کو منع کر کہ مخمور کو نہ کھائے
ہمارے پاس گرفتار کرلائے مخمور سے ہمسے بڑا رسم ہی معشوق پریزاد صاحب حسن و جمال با لیاقت
و کمال اسکا تمنا باعث ملال این جانب ہوگا خار خار نے کہا اے بہار مسلمانون کی طرف سے
ابھی تمھارے دل مین محبت باقی ہی جتنے دشمنان شہنشاہ ہین سب قتل ہو جائین انکا زندہ رہنا
اچھا نہین جو انمین سے بچا وہ فساد برپا کریگا حمزہ عرب کو جاکر اطلاع دیگا پسران حمزہ
صف شکن تیغ زن سبھون نے طلسم توڑے ہین وہ لوگ یہ خبر سنکر آوینگے فوراً فساد برپا کرینگے
یہان کی لڑائی فتح کرلین تو جاکر سارے لشکر کو گھیر لینگے بابا اسی آدمخوار کو ساتھ لیجائینگے یہ سبکو
کھا جائیگا کھاتا ہی ایک مرتبہ چالیس آدمیون کو کھا سکتا ہون یہ دلیلین سنکر بہار کے آنسو
ٹپک پڑے مگر سر جھکا کر خاموش ہو رہین کہا بو انھین اختیار ہی ہم بھی خیرخواہ افراسیاب ہین
خار خار نے منھ پھیر لیا سوچی کہ رات کو اور سحر کردنگی اسکے مبہوت ہونے مین فرق ہی
دریاے محبت اہل اسلام مین غرق ہی یہان شگوفہ نے جو دیکھا کہ سردار سیہ پوشان ہاتھ
پھیلائے ہوے جاتا ہی ملکہ شگوفہ نے چاہا کل لشکر کو لیکر بلوہ کرون اپنی شاہزادی کو
بچاؤن یہ سوچکر آواز دی یارو کھڑے کیا دیکھ رہے ہو آفتاب طلسم نور افشان غروب
ہوتا ہی جنکی مصیبت پر فلک کج رفتار بھی روتا ہی لشکر نے اپنے مقام سے جنبش کی چاہا جا پڑین
سردار سیہ پوشان نے جو دیکھا کہ لشکر ان سبھون کے بچانے کو آتا ہی دامن اپنا ہلا دیا
ایک دیوار آہن سامنے لشکر کے حائل ہوگئی سب سردار سپاہی سوار اسی دیوار پر گولے
مار رہے ہین دیوار کو جنبش بھی نہین ہوتی جو سحر کیا بیکار ہوکے گر پڑا جو کسی نے سخت سحر کیا
شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے کئی ساحر جل کر گرے اب تو سارے لشکر مین فریاد کی صدا بلند

ہوئی مالک ملک کے دعائین کہنے لگے چند قدم کا فاصلہ ملکہ بہاران وغیرہ و سردار سیہ پوشان سے باقی ہو کہ ان سب کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی دیکھا سب نے برہمن زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین آیا ہی کہ اسباب سحر تک ہاتھ مین نہین سلاح بھی جسم پر ندارد تڑپ کے زمین سے نکلا للکارا او سیہ رو سیہ بخت اب نہ آگے بڑھنا یہ ملعون اپنے جوش مین دامن ہلانے لگا گئی چادرین سیہ برہمن پر گرین برہمن نے چادرون کے ٹکڑے اُڑا دیے فرمایا او ملعون لباس اپنا اُتار کر پھینک کہ کوئی سحر کارگر ہو یہ کہتا ہوا برہمن قریب پہونچا اُسنے تلوار کمر سے نکالی ہاتھ برہمن پر مارا برہمن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سردار سیہ پوشان لڑکھڑا کے گرا برہمن نے ٹانگین پکڑ کے ایک جھڑاٹا مارا مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا اُسکا مرنا کہ دیوار آہن گری بہاران وغیرہ کو ہوش آیا غصہ تو انتہا کا تھا برہمن کو دیکھکر شرمائین اور سردار سیہ پوشان پر جا پڑین ملکہ بہاران کا اختر مروارید چلا مخمور نے گنٹھا یاقوت احمر کا مارا مجلس نے پرے کے پرے پامال کر دیے جب بال ہلائے برقین کڑک کر گرین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا ملکہ مخمور تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین بے افسر کا لشکر جسطرح صحرا سے آئے تھے اُسی جانب بھاگے بہار و خار خار دیکھ رہی ہین برہمن اُدھر سے پلٹا پکار کر آواز دی کیون بہار اس خار خار نے تمکو بڑا صدمہ دیا مجھکو تمھارے پاس ہی جاؤ اس ملک پر سے ہٹ جاؤ ملکہ بہار نے کہا ہم تو یہ ملک تسخیر کرنے آئے ہین برہمن پلٹ پڑا بہار نے گلدستہ مارا برہمن نے ہاتھ ہلا دیا کہ وہ گلدستہ سر پر بہار کے آکر پھٹا بہار پر پھول برسنے لگے بہار نے دستک دی کہ شعلہ ہائے آتش بھڑکے سب پھول جلگئے برہمن طرف خار خار کے چلا کہا آپ کے سحر کا مشتاق ہون خار خار بھاگی کہا ائی بہار تم بھی چلی آؤ بہار نے بھی فرار پر قرار کیا لشکر پر خار خار کے سرداران اسلام جا پڑے اب تو کل لشکر بھاگا برہمن سب کو روکتا جاتا ہی ایک ایک سے یہی اشارہ ہی کہ صاحبو مغلوبہ کا سحر بُرا ہوتا ہی ایسا نہو کوئی سحر بہار پر پڑ جائے یہ کہکر سب کو روکا اب بڑھکر بارگاہون مین اُنکی آگ لگا دی بازارون کو لٹوا لیا بہار و خار خار بارہ کوس پر جا کر ٹھہرین برہمن وغیرہ بفتح و فیروزی پلٹے دامنہ قلعہ میں بارگاہ زربفتی استادہ تھی اُسی بارگاہ مین آکر سب داخل ہوے خواجہ و برق نے بھی اپنے کو ظاہر کیا برہمن کی بہت تعریفین کین برہمن آنکھون مین

آنسو بھر لایا کہا خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا خدا نخواستہ اگر بران کا ایک موے جسم کم ہوتا کوکب لڑائی
بھڑائی سب بھولتا بران کو مثل جان کے سمجھتا ہو آج مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا یکایک ایک
آواز آئی کہ ای برہمن ہوشیار ہو جاؤ بران پہ زوال آتا ہی مین گھبرا گیا نقشہ اُٹھا کر دیکھا یہ حال
معلوم ہوا ایسا گھبرایا کہ اسباب سحر بھی ہاتھ مین نہ لیا ہتھیار بھی نہ لیے شکر ہی کہ وقت پر تو پہونچا
اُس سیہ رو کو مارا ای شہنشاہ اوج عیاری مقدمۂ بہار مین کیا کروگے عجب مقدمہ نازک ہی
خار خار کی ذات کا سارا فساد ہی خواجہ نے کہا اب یہ جہان بھاگ کر گئی ہی مین جا کر خبر لیتا
ہون مگر ای برہمن خیال رکھنا برہمن نے کہا خواجہ مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون جو امور
ضروری ہین اُسکے علاوہ یہی فکر رہتی ہی کہ کون سردار آیا کس سے مقابلہ پڑا آپ مطمئن رہین تشریف
لیجائین جب تک خار خار واصل جہنم نہوگی بہار کو ہوش نہ آئیگا خواجہ نے کہا مین اسی کی
فکر مین جاتا ہون برہمن طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا خواجہ بانہاے عیاری لگا کر تلاش مین
بہار و خار خار کی چلے یہان خار خار شکست کھا کر ایک صحراے ویران مین آکر اُتری کچھ لُوٹی
ہوئی بارگاہین جو ساتھ لائی تھی اُنکو استادہ کرایا ملکہ بہار کو اُتارا آٹھ پہر بہار کی خدمت مین مصروف
رہتی ہی جانتی ہی کہ معشوق نازک مزاج ہی اسباب عیش و نشاط واسطے بہار کے ممکن کیا ایک
عرضی بخدمت افراسیاب تحریر کی مضمون یہ تھا ای شہنشاہ سردار سیہ پوشان کو آپ نے بھیجا
بران وغیرہ کو اُسنے اپنے سحر مین پھنسا لیا تھا عین وقت پر برہمن آیا اُسنے آکر سردار سیہ پوشان
کو اس ذلت و رسوائی سے قتل کیا کہ جسکا مفصل لکھنا مناسب نہین یہ حضور کو معلوم ہوگا کہ سب
مسلمان میری ہی فکر مین ہین اگر مقدمۂ بہار نہوتا تو میرا بھی بچنا دشوار تھا فلان صحرا مین
شکست کھا کے آئی جسطرح ایک قلعہ تسخیر کر لیا تھا دوسرے کی تسخیر کی نوبت نہ آئی اب
جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن ایک کنیز کو نامہ دیا کنیز نامہ لیکر چلی افراسیاب باغ سیب مین
بیٹھا تھا کہ حیرت ہنستی ہوئی آئین کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ لو بہار نے ہمکو نامہ بعذر لکھا
اور لکھتی ہین کہ ہم بسبب حجاب کے کیا صورت دکھائین آپ سے اُنکو بڑا خوف ہی کہ ایسا نہو شہنشاہ
مجھکو سزا دین مثل مخمور کے سر دربار کوڑے پڑ جائین آپ ایک محبت نامہ لکھ بھیجیے کہ خوف
اُسکے دل سے نکل جائے یہ باتین تھین کہ کنیز فرستادۂ خار خار آکر پہونچی نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب

نامے کو پڑھکر کانپنے لگا حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ساحر مارا گیا
جسکا ہوشربا مین مثل و نظیر نہ تھا وہ تدبیر کرون کہ سالکان نورافشان کو بھاگتے راستہ نہ ملے
یہ کہکر ایک نامہ لکھا آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ایک سنہری پنجہ پیدا ہوا نامے کو لیکر روانہ ہوگیا
تھوڑی دیر مین ایک ابر سیہ اُٹھا مائل بہ زردی وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین
ایک بندریا کاندھے پر زرلفتی پٹہ اُسکے گلے مین پڑا ہوا تاج سر پہ رکھے ہوے تین لاکھ ساحر پشت
پر آتے ہی افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا ای میمونہ زردپوش کیسا مزاج ہی
عرض کی کنیز سرکار کی شکارگاہ مین تھی کہ نامہ آپ کا پہونچا فورًا حاضر ہوئی کیا ارشاد ہوتا ہی
افراسیاب نے کہا فلان صحرا مین خارخار رنگین پوش اُتری ہی ملکہ بہار بھی اُسی مقام پر
ہین جاکر تم اُنکا ساتھ دو ممالک نورافشان پر لشکرکشی کرو مگر بہار سحر خار مین ہی
ذرا اسکا خیال رہے یہ سنتے ہی میمونہ ہنسی کہا حضور یہ بندریا جو میرے کاندھے پر بیٹھی ہی یہی
سب کا خاتمہ کردیگی مین سامری وجمشید سے عرض کرتی تھی کہ کسی جنگ مین نگوڑا برہمن
آجائے تو حال معلوم ہو وہ برہمن بچہ پوتھی کے اشلوک پڑھنا جانے کہ سحر کرنا جانے میان
نورافشان نے اُسکو سحر سکھایا بڑا ساحر بنایا یہ بندریا اُسکو صحراے میمون مین پہونچائیگی جہان
تین لاکھ بندر رہتے ہین میان برہمن کو نوچ کے کھا جائینگے حضور نے فساد مسلمانان کو کیون
اسقدر طول دیا لونڈی کو اپنی اب یاد کیا ابتک آتی سب سے میل کرا دیتی ایک دن مین فیصلہ
تھا افراسیاب باتون سے میمونہ کی بہت خوش ہوا کہا ای میمونہ مجھے تجھسے ایسا ہی اعتبار ہی
مگر سردار سیہ پوشان اس حسرت و یاس سے مارا گیا کہ مجھکو انتہا کا قلق ہی میمونہ نے کہا حضور وہ
سحر کیا جانے سواے کالے کپڑے پہنے کے یا دامن ہلانے کے وہ کیا جانے کہ سحر کسے کہتے ہین آپنے
اُسے ناحق بھیجا افراسیاب نے کہا ای میمونہ بران بلاے روزگار ہی اسنے کہا وہ چھوکری سحر کیا
جانے آپ نے اُسے مشہور کیا دریا مثا کر بلاے روزگار ہوگئین جسدن مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا
یہی بندریا اُنکے گورے گورے مُنھ کو نوچ ڈالیگی پسران حمزہ کا حسن و جمال شوکت ولیاقت
مشہور عالم ہی کوئی اُنپر بھی عاشق ہوگا لشکر مین مسلمانون کے جاکر خالی پلٹنا دشوار ہی
بی بہار اور مخمور کا تو عشق مشہور ہی یہ بھی کسی پر عاشق ہوگی باپ کا خوف ہی مُنھ سے نہین

نکال سکتیں ایک دن ظاہر ہوگا افراسیاب نے کہا یہ بات آج تک ظاہر نہین ہوئی میمونہ نے کہا
حضور سب حال کھل جائیگا ضرور سرکار کو خبر پہونچیگی مین روز عرضیان لکھونگی یہ کہکر اُسیوقت سوار
ہوئی تین لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر چلی منزل در منزل میمونہ جاتی ہی عقاب کلنگ سوار
بھانجی بھی اِسکے ساتھ ہی ایک صحراے سبزہ زار مین یہ لشکر جاکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی آخر وقت بی میمونہ
و عقاب نے حکم کیا کرسیان دروازے پر بچھاؤ کرسیان بچھگئین مع چند مصاحبون کے باہر آکے بیٹھی
سامنے دیکھا کہ ایک گاؤن ہی کھیت جابجا لہلہا رہے ہین کاشتکار کہین پانی دے رہے ہین کوئی گھاس
کھیت سے نکال رہا ہی ایک کھیت ہی کہ منڈیر اُسکی بہت اونچی ہی اُسطرف مثل خندق ہی جو کوئی راہگیر
راستہ چلتا ہی یا کھیت مین سے جاتا ہی یا اوپر سے نیچے اُتر آتا ہی کہ دیکھا گاؤن سے ایک بڑھیا آئی ہی چوبنا
پاؤن مین اُسمین باندھے ہوے کہ جس سے خاک اُڑکر سر پر پہونچتی ہی سوسی کا پائجامہ ایک کلی
کا پہیو ندا اُسمین گلبدن کے دھوتر کی چدر یا ایک بٹوا کمر مین گھٹ سا ہوا اُسمین سے تمباکو چونا
نکال کر ہتھیلی پر ملا اور پھانک گئی دانت تک منہ مین نہین بڑھیا آتے آتے قریب اُس کھیت کے
پہونچی نہ کھیت مین سے گئی نہ اسطرف اُتری منڈیر پر سے چڑھکر چلی ایک کنیز نے میمونہ کی پکار
کر کہا بڑی بی صاحب گر پڑوگی نیچے سے راستہ چلو بڑھیا نے تیوری بدل کر جواب دیا ارے جوانی بیٹی
بڑھیا تو ہوگی تو زمانے سے بال سفید ہوگئے تو بڑھیا کہتی ہی ابھی میرا سن کیا ہی اچھی طرح یاد بھی نہین
تو اسپر مقام پر حساب لگالے دو دو بہار اور چار کی ہوتے ہین اُس کنیز نے اپنی ساتھ والی سے
کہا بڑھیا بڑی بدزبان ہی بڑھیا کہنے سے بہت بُرا مانا ساتھ والیون نے کہا ہماری پاپوش سے
گرے چاہے مرے بڑھیا نے یہ بات سنی تالیان بجاکر کوسنے لگی کہا ارے تم گرو تمہارا امکان
تم پر گرے حرامزادیو کوستی ہو تمھاری جوانی کو آگ لگے کنیزون نے آپس مین کہا اری بوا
چپ رہو یہ تو بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہی ایک بات کہو تو اُسکے لاکھ جواب دیتی ہی ایسی سے کون بولے
اسکے بڑھاپے کو آگ لگے بڑھیا نے پکار کر کہا او ستانیو مین سمجھتی ہون جو کچھ تم آپس مین
کہ رہی ہو مین بہری نہین ہون تمھاری باتین سنتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا اری چپ رہو ایک
بات کے ہزار جواب دیگی کانٹے کو اپنے دامن سے اُلجھانا کیا ضرور ہی بڑھیا بکتی جھکتی چلی آتی ہی
ہر قدم پر یہی قول ہی کہ ان ستانیون سے خدا ہماری محفوظ رکھیں چند قدم چلی تھی کہ بڑھیا

پھر اُسکا اسطرف گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی کنیزین دوڑین بڑھیا کو اُٹھایا چدریا وغیرہ جھاڑی
بڑھیا کی جو آنکھ کھلی کل کلا کے کوسنے لگی کہاری جوانی پیٹیون تمھین سامری و جمشید غارت کرن
مجھ بیچاری کو بڑھیا کہا نظر پتھر کو توڑتی ہی ان شفتلون کی مجھکو نظر لگ گئی ارے سیر اکولا تر گیا گاؤن مین
جا کر دریافت کرین جس محلے مین رہتی ہون عنایت لات و منات سے بہت آباد ہی سارے
محلے والے مجھسے دل شاد ہین کسی کا دل نہین دُکھاتی جو جسنے کہا مان لیا کہدیا کہ بیٹا مجائی آی
گھر تمھارا ہی جس کام کو کہو موجود ہون رات دن میرے گھر مین ایک جلسہ جمع رہتا ہی جو جسنے
فرمائش کی فوراً بجا لائی پہلو تہی نہین کرتی بیچارے جیتے رہین ایک کو ایک سے رشک نہین
دن کو بھی آتے ہین رات کو بھی آتے ہین اور اپنی طبیعت سے مین سبکو راضی رکھتی ہون
ملکہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگین کہا نانی اماں معاف کرو بڑھیا نے تیوری بدل کر کہا واری مین صدقے
مین قربان بوا کہکر بات کرو ہین کیکے کلام ہو نانی کے لفظ سے بڑھاپا ٹپکتا ہی میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا
کہا بہن اندر چلو عقاب کلنگ سوار سے اشارہ کیا آج رات کو دل خوب بہلیگا اندر لا کے
کھٹولی بچھوا دی بڑی بی بھیل کے میٹھین باتین بنانے لگین کہا بی ذرا میرا کولہ منگوا دیجیے
کنیزون نے کولہ سینکا اب تو بڑی بی پٹر پٹر باتین کرنے لگین میمونہ نے پوچھا ارے جوان بی
کہان چلی تھین بڑی بی ہنس پڑین کہا مین تمھارے منھ کے صدقے ابھی کڑیل جوان نہین
ہون داری مہینے کا حساب بھی نہین ہو امیرا بیٹا رسالدار ہی لشکر مین ایک رئیس کے یہان
نوکر ہی واری چھٹے برس بیاہ کے گئی ساتوین برس پیٹ رہگیا پھر حضور لڑکا ہوا اُس مرنے والے
نے بڑی دھوم سے چھٹی کی نوان برس شروع تھا کہ اُنکو موت آگئی صاحبزادے رسالدار ہوئین
وہ رنڈیان نوکر رکھتے ہین ہماری خبر نہین لیتے ہین نوکری چاکری کرکے اپنی اوقات بسر کرتی
ہون آنے والون سے کچھ نہین لیتی اپنا ہی کچھ کھلا دیتی ہون اسی سے نام بھی ہی ورنہ بدنام ہو جاتی
اب چلی تھی کہ جہان صاحبزادے رسالدار ہین وہین جا کر اُنکو ذلیل کرون سب آگاہ ہون کہ یہ مانکو ٹکہ نہین دیتے
اس راستہ سے آئی ان جوانی پیٹیون نے نظر لگا دی اب آپکی خدمت مین آئی آپ کون صاحب ہین
کہان جاتی ہین میمونہ نے سب حال مفصل بیان کر دیا کہ ہاے مدو خار خار جاتی ہون بہار اُسکے سحر مین مبتلا ہی یہ
سنکر بڑی بی خوب ہنسین کہا واری لونڈی کو بھی ساتھ لیچلیے اور آپ کو جادو اور سحر بھی آتا ہو گا میمونہ نے کہا

ہین دن کی رات کردین اور رات کا دن کرین مُردے کو زندہ اور زندے کو مُردہ کرین ہین تم حکم دو جیسا
سحر کہو ویسا بنا دون تمکو جوان بناؤن جو کہو وہ کردون بڑھیا نے کہا بی ایسا سحر کردو کہ لڑکا میرا اچھا
خرچ بھیجا کرے اور رنڈیان چھوڑدے میرے پہلو مین سوئے بی بی کیا مین اُس سے انکار کرونگی جو اُسکی
خوشی یہ بیٹھ پھیر کے نہ سوؤنگی میمونہ اسپر بہت ہنسی کہا ہین تم پر عاشق رہے ہے تمھارے دیکھے اُسکو
چین نہ پڑے یہ سنتے ہی بڑھیا نے چٹر چٹر بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان اب کیا مین ان قدمونکو چھوڑونگی
عمدہ عمدہ قصے سناؤنگی کہ بے لونڈی کے چین نہ پڑے بڑی بی بیٹھی ہوئی باتین کر رہی ہین جب رات ہوئی
بکاولن نے دسترخوان چنا میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہین آؤ کھانا کھاؤ بڑھیا نے بیٹھ کے کھانا کھایا
بڑھیا سر جھکا کے بیٹھی میمونہ نے پوچھا ہین شراب کا بھی شوق ہی بڑھیا تھرکنے لگی کہا بی بی وہ تو چھٹ
گئی ہی گلابیان منگواؤ ذرا پیالیان طلب کردین ایک آدھ چیز تمھارے سامنے گاؤن میمونہ نے
گلابیان طلب کین شراب کو الٹ پلٹ کر کے جام کو لبریز کیا باجین کو بجانے لگی یہ غزل بڑی بی
نے سامنے میمونہ کے بصد سوز و گداز مٹک مٹک کر گائی

نظم

ہمکو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر — منہ چھپایا نکرو بہر خدا دکھلاکر
شرط یاری یہی ہوتی ہی کہ بس پھر گئے آپ — چار دن مہر و محبت کا مزا دکھلاکر
پھر قیامت ہی کہ وہ شوخ چھپالے مُنھ کو — اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر
دل کو ہاتھ اُسکے جو بیچون تو یہ کہتے ہین رقیب — لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلاکر
چاک چاک اپنا گریبان کیا ہی ہم نے — بس اُسی دن سے کہ وہ ہاتھ گیا دکھلاکر
اُسکے ہاتون سے کہو کیونکہ کوئی بچ نکلے — لیوین جو دلکو بہار رنگ حنا دکھلاکر
تیرے بیمار کو دیکر کے پشیمان ہوے — لاے تھے وہ جو مسیحا سے دوا دکھلاکر
کیجو قاصد مرے پیارے سے جدائی کا گلہ — وقت رخصت مرے نامے کو جدا دکھلاکر
خواہ دیوانہ کہے خواہ وہ وحشی مجھکو — مصحفی مین اُسے حال اپنا چلا دکھلاکر

بڑی بی کے گانے پر سب لوٹ گئے کہ اس بڑھاپے مین کیا آواز ہی گانے مین سوز و گداز ہی بڑھیا
نے اب سبکو شراب پلانا شروع کی کنیزون سے کہا اری مستانیو تم بھی پیو کنیزین پینے لگین
مصاحبون کو بھی شراب پلانا شروع کیا سب دربار والے سیر رات رہے بیہوش ہو گئے

خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے منظور ہوا اُنکے ساتھ چلکے خارہ خار کے کانٹا چبھو دین عقاب کو
اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اُسی کی شکل بنکر اُسی مقام پر سو رہے چار پہر رات اسی طرح پر گذری
جبکہ سحر ہوئی بیہوشی سبکی اُتری پہلے میمونہ ہوشیار ہوئی اُٹھتے ہی دیکھا بڑھیا نہین عقاب
میرے پہلو مین سو رہی ہی کنیزون سے پوچھا ارے بڑھیا کہان گئی کنیزون نے چہار جانب دیکھا
کہین بڑھیا کا پتہ نملا میمونہ نے اُسدن تو اُسی مقام پر مقام کیا عقاب کلنگ سوار نقلی نے
کہا حضور نہین معلوم بڑھیا کون تھی چھلاوہ تھی چھل بل کرکے چلی گئی دوسرے دن میمونہ نے
اُس جگہ سے کوچ کیا یہان خار خار رنگین پوش انتظار مین ہی کہ شہنشاہ نے فوج بھیجی مگر ابھی تک
نہین پہونچی کہ صرصر نے خبر دی ملکہ میمونہ زرد پوش آپکی مدد کو آتی ہین تین لاکھ فوج ساتھ ہی
بہار و خار خار باہر نکل آئین دیکھا ایک ابر زرد بابندی پر چرخ مار رہا ہی اور زمین پر ایک لشکر
گران کی آمد ہی صرصر نے کہا سامری و جمشید آپ پر فضل کرین خارہ خار نے کہا میمونہ بلاے
روزگار ہی ایک سندر یا اُسکے پاس ہی اُسکے سحر کی پناہ نہین کون اُس سے مقابلہ کر سکتا ہی یہ کہا
استقبال کو بڑھین میمونہ تخت پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر عقاب کلنگ سوار پہلو مین باتین
کرتی ہوئی کہ خار خار نے آکر ملاقات کی بہار کو دیکھکر میمونہ تخت سے کود پڑی بہار سے ہم بغل ہوئی
عقاب کو بھی بغل گیر کرایا عقاب کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی لیچلین عقاب نے چپکے
سے پوچھا کیون ملکہ بہار یہ کیا معرکہ گذرا تم تو شریک مسلمانان تھین ادھر کیونکر آگئین بہار نے کہا اپنے
عزیز سے کون جدائی چاہتا ہی نگوڑے ساربان زادے نے ہمکو بہن سے جدا کرا یا تھا جب خیال آیا اُن
سبکی دشمن ہوئی اب ملک کو کب برباد کرنیکا ارادہ ہی یہ مسلمانون کے بڑے معین و مددگار ہین اگر انکو مٹایا
تو مسلمانونکا قدم نہ ٹک سکیگا اسطرح کی باتین کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین جلسہ جمع ہی بہار کے منہ سے
نکلا اصل یہ ہی کہ عمرو کے گانیکا مثل نہین کیا غضب کا گانا ہی صرصر و صبا رفتار بھی ہین خواجہ سے
صبر نہو سکا بے اختیار بول اُٹھے حضور گانا سنیے تو احوال معلوم ہو صرصر نے کہا ای ملکہ عقاب
بہار سچ فرماتی ہین عمرو کا گانا سحر ہی بلائے روزگار ہی یہ عیاری اُسکی نہین رُکتی عقاب
نے کہا مین نے بھی لاکھون روپیہ صرف کرکے حاصل کیا کبھی ممانی امان کو نہین سُنایا اسوقت تم
سبھون کے کہنے سے جوش آگیا باپان اُٹھا کر چھیڑا محفل مین رنگ جانا منظور ہی سید ھا سیدھا ٹھیکا

بجا کے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے

نظم

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے	کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے
کشتۂ عالم بے تابی خوبان ہون فلک	ہی سزاوار جو مجھکو نہ کفن پوش کرے
گردش چشم بتان سے ہو کیونکر دل غش	ٹھگ مسافر کو یقین ہی کہ یہ بیہوش کرے
صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل	کھینچے خورشید تو گل مجھکو در گوش کرے
ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی	نشۂ حسن اٹھی اُسے بیہوش کرے
اس گذرگاہ مین لازم ہی گنہ سے پرہیز	راہ رو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے
داغ دل ہو وین چراغون کیطرح سے معدوم	جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے
دشمن جان بھی تغافل کا نہووے کشتہ	خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے
آرزو ہی یہی آتش کی خدا ای زاہد	تجھکو غم نوش کرے مجھکو قدح نوش کرے

سب تو گانے کی ملکہ عقاب کے تعریفین کرنے لگے خارخار نے کہا آج شبکو جلسہ آراستہ ہو مگر صرصر کو سناٹا آگیا جی مین کہتی ہی ای صرصر یہ تو سب حرکتین عمرو کی ہین آج بڑی میہمو نہ آئی ہین عمرو کیونکر پہونچگیا ایسا نہو رات کو جلسہ آراستہ ہو کوئی خرابی پڑے خاموش ہو رہی جی مین کہتی ہی سمجھا جائیگا لیکن خارخار نے جلسہ آراستہ کرنے مین بڑی تاکید کی ادہر بہار نے بھی کہا صاحب حقیقت مین ملکہ عقاب کے گانے مین عمرو کے گانے کا لطف پا گیا آج رات کو جلسہ آراستہ ہو خواجہ کو تو فکر ہی کہ آج خارخار کو لون فوراً کہہ بیٹھے کہ کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے خارخار نے کنجی میخانے کی حوالے کی اب تو صرصر کو یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی چارون عیار بچیون سے بھی کہدیا کہ خبردار شراب نہ پینا یہ عمرو عیار ہی یا میرا خیال غلط ہو لیکن حرکتین سب وہی ہین کنجی بھی میخانے کی مانگ لی آتے ہی گانے کا بھی رنگ جمایا اسوجہ سے مجھکو گمان غالب ہوتا ہی عیار بچیان تو خاموش ہو رہین عمرو کنجی لیکر میخانے مین آیا سب شراب مین بیہوشی ملائی شام کو صحبت [illegible] کہا سب صاحب تشریف رکھین صحبت کو جمایا عیار بچیان متفکر ہین عمرو نے آواز دی جسکو شراب لینا ہو لیجائے شراب لشکر مین بٹنے لگی صرصر کہہ رہی ہی کہ ای صبا رفتار میری عقل نے کمی نہین کی سب حرکتین عمرو کی ہین ایک بات مین البتہ تردد ہو کہ عقاب کو کیونکر پایا جو اُسی شکل بنا صبا رفتار کہتی ہی کہ ہرگز

یہ عمرو نہیں ہے عمرو سارے لشکر میں شراب بانٹکر دوسی گلابیان لیکر محفل میں آیا خمار خمار تخت پر بیٹھی ہے ایک طرف میمونہ و بہار دنگل زرین پر عیار بچیان اپنے اپنے مقام پر عمرو نے بیٹھکر گانا شروع کیا اشعار چین چنکر عمرو گا رہا ہے آخر مین خمار خار سے آنکھیں ملائین یہ چند اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اے جذبِ عشق کاش وہ گل کھلے چمن مین
پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین

گلزار ہو رہی ہے ہر اک گلی چمن مین
پرتو انکا جگمگاتا ہے ہر ایک انجمن مین

قلقل گلابیوں کی کیا لطف دے رہی ہے
بلبل چہک رہی ہے ساقی کی انجمن مین

تو دولتونکو غرہ ہے خوش لباسیدن ہے
پھولے نہیں سماتے کمخاب وگلبدن مین

زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہے
بالون مین منہ چھپا ہے یا چاند ہے گہن مین

دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو
گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہے داغ بن مین

قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین
آفت کے پیچ و خم ہین گیسوے پرشکن مین

بیتاب ہو نہ اے دل حاضر ہین ڈوبنے کو
پانی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین

کیا حسن بازوؤنکا جلوہ دکھا رہا ہے
تارے جڑے ہوئے ہین گویا کہ نور تن مین

آخر غریقِ رحمت اے بحر ہو گئے تم
الفت کی سوت پھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

اس رنگ مین عمرو نے یہ اشعار گائے کہ بہار و خمار خار کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے میمونہ نے اُٹھکر گود مین اُٹھا لیا کہا بیٹا تمنے کیا کمال حاصل کیا ہے اس سفر مین تمنے حال ظاہر کیا صرصر خاموش بیٹھی ہے عمرو نے اُسی جوش مین سبکو شراب پلائی اب دورہ شراب کا تھا عیار بچیان آپس مین اشارے کر رہی ہین اب کنیزونکے شراب پینے کا ہنگام ہوا ایک کنیز نے کہا بوا صرصر تم بھی پیو صرصر نے جام شراب لیا کنارے شراب پھینک دی صبا رفتار وغیرہ نے شراب پی اور آپس مین کہتی ہین اُستانی کو ناحق کا خیال ہے ساربان زادہ یہان کہان یہ شاہزادی ہے اسنے اپنا روپیہ صرف کرکے یہ کمال اُستادونسے سیکھا وہ کمال آج ظاہر ہوا یہان تھوڑے عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی پہلے سب کے بی خمار خار کو جوش ہوا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھین یہ کہتی ہوئین کہ پونے دو سو خداوند آئے ہین یا سامری جمشید آئے چند قدم چلی تھی کہ گر پڑی ملکہ بہار بھی خیال مین باغ کے یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ دیکھو بیدر کا باغ ہے بلبلین

زمزمہ سرائی کر رہی ہین اُٹھتے ہی یہ بھی گرین اب تو جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے صرصر ایک گوشۂ باغ مین چھپی بیٹھی ہی عمرو نے جو سب کو بر لب فرش فرش پایا تنکر اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے گر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکری گلشنِ قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

جیسے ہی عمرو نے خنجر کھینچا اور چاہا کہ خار خار کو قتل کر دون صرصر نے نکل کر آواز دی او ساربان نہ آدمی خبردار کیا کرتا ہی مین پہلے ہی تجھکو پہچان گئی تھی اور آواز دی کہ صبا رفتار و شمیمہ جو بہنے کہا تھا وہی ہوا چارون عیار پہچان اپنے مقام سے اُٹھین شراب پی چکی تھین لڑکھڑا کے گرین گرتے ہی بیہوش ہوئین صرصر نے عمرو کو پتھر مارا عمرو نے خالی دیا خواجہ چاہتے ہین کہ صرصر کو ہٹا کر خار خار کو قتل کرون صرصر نے کہا ان چارون کو میرے کہنے کا اعتبار نہ آیا کمبختون نے شراب پی لی آخر بیہوش ہوئین اگر یہ بھی ہوشیار ہوتین عمرو کا گرفتار ہونا کچھ بات نہ تھا صرصر دوڑ کر خار خار پر سینہ سپر ہو گئی جم کے لڑنے لگی خواجہ چاہتے ہین یہ ہٹے تو مین اپنا کام کرون صرصر پیچھا نہین چھوڑتی ایک مقام پر بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی صرصر نے پلٹ کے حباب دافع بیہوشی دہن پر خار خار کے مار دیا خار خار نے کروٹ لی خواجہ عمرو جست کر کے بھاگے صرصر نے کہا لکلہ لینا خار خار نے باران سحر برسایا میمونہ کی آنکھ کھلی صرصر نے چیخ مار کر کہا ملکہ عالم آپنے غضب کیا اپنے ساتھ عمرو کو لائین آپکی بھانجی صاحب کیا ہوگئین عمرو عقاب بنکر آیا دیکھیے ساری محفل بیہوش ہی بھاگ کر نکل گیا مین اکیلی کیا کرتی میمونہ نے کہا کہان جائیگا لشکر پہ چلکر قیامتین برپا کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی صرصر نے کہا لشکر مین بڑے بڑے شخص ہین بیران و مخمور و باغبان بلائے روزگار ہین میمونہ نے کہا تم ہمارے سحر سے صرصر آگاہ نہین ہو خیر اب چلکر دیکھنا صرصر نے کہا لشکر کی تو خبر لیجیے سارے لشکر کو شراب تقسیم ہوئی سب بیہوش پڑے ہونگے صرصر کے کہنے سے میمونہ باہر نکلی دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کوئی ڈاک رہا ہی کوئی اوٹ بلا

کو دی گاتا پھرتا ہی کوئی آپس مین لڑ رہا ہی ہزارہا سپاہی بیہوش پڑے ہین کچھ نیم بسمل کچھ گانے مین
مصروف کسیکا بیہوش ہونا گانے پر موقوف ہنگامہ گرم ہی کئی ہزار سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئے بہت سے کوئین
مین گرے اب تو میمونہ نے باران سحر برسایا سبکو ہوشیار کیا عقاب کے واسطے بہت روئی گھبرائین
صرصر یہ ساربان زادہ بشکل عقاب میرے لشکر مین کیونکر آیا صرصر نے کہا راہ مین عیاری ہوئی
میمونہ نے بڑھیا کا حال بیان کیا صرصر نے کہا اُسی رات کو اُسنے عقاب کو اپنے قبضے مین کیا
بڑی خیر ہوئی کہ لونڈی موجود تھی ورنہ بی خار خار کا گل حیات پژمردہ ہوتا میمونہ نے کہا اول تو حکم
شہنشاہ ہی کہ سب کو قتل کرو ملک کوکب تباہ کرو ملکہ بہار کا ساتھ دو یہ اُس ساربان زادے نے اپنی
اپنی جان پر آفت لی اب جا کے قیامت برپا کرونگی اس رنگ سے قتل کرون اور گرفتار کرون کہ
دیکھنے والے حیران ہوجائین بیہوشی کیوجہ سے دس بارہ ہزار جادوگر ہلاک ہوے انکا بدلہ بھی بوجہ احسن
ہوگا بی خار خار جلد لشکر تیار کرو خار خار نے اُسیوقت قرنا کرائی فوج ہزیمت موج ہمراہ لیکر چلی یہان ملکہ
بہار و مخمور و باغبان وغیرہ قلعہ گلنشان پر فروکش ہین باغبان نے ملکہ بہار سے کہا خواجہ فکر ہین
خار خار کی گئے ہین یقین ہی خار خار کا سر لیکر آئین بہار اس بلا سے چھوٹین کانٹون سے نکلین اب ہم
جا کر لشکر کی خبر لین ملکہ بہار نے شقائق کو قلعہ اول پر روانہ کیا کہا جا کر اپنی عملداری کو رعایا کو
اطمینان ہو ملکہ شقائق فوج لیکر قلعے پر پہونچین جا کر اپنی عملداری کی باغبان و مخمور نے تیاری کی
ہی کہ ہم بخدمت ملکہ مہرخ جائین کہ خواجہ عمرو آگے ہوے تمام کیفیت آکر بیان کی اور کہا کہ میمونہ بڑے
زور و شور سے آتی ہی باغبان رک گئے لیکن میمونہ منزل بمنزل آتی ہی کہ دور سے اُسنے دیکھا
ایک قلعہ صحرا مین واقع ہی زمین چہار جانب نہایت سرسبز و شاداب ہی کاشتکار زراعت کی
حراست کر رہے ہین پھاٹک قلعے کا کھلا ہوا ہی نازنینان مہجبین و مہ جبینان مہر تمکین کی قلعے مین آمد
رفت ہی میمونہ نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ قلعہ کسکی عملداری مین ہی ہرکارے گئے وہ خبر لیکر آئے
عرض کی حضور عملداری کوکب کی قلعے مین ہی ملکہ گلعذار گلگون پوش یہان کی حاکم و ناظم ہین میمونہ
نے حکم دیا اسی مقام پر لشکر اُتر پڑے لشکر مین نوبت و نقارے بجے جب بجے ہل ہوا ملکہ گلعذار قلعہ مین بیٹھی
تھین کہا ارے دریافت تو کرو کوئی لشکر آیا ہی پرچہ نویس نے آکر پرچہ دیا کہ ملکہ میمونہ زرد پوش و بہار
و خار خار سپہ سر قلعہ گلنوشان جاتی ہین اس قلعے کی تسخیر کا ارادہ کیا ہی گلعذار نے

اسیوقت ایک عرضی ملکہ بران کو لکھی حکم دیا لشکر تیار ہو سات ہزار کا لشکر تیار کرکے قلعے سے باہر نکلی قلعے کی پشت پر لیا میمونہ بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ گلعذار بڑی دھوم سے آکر پہونچین بڑے کر و فر سے لشکر کو لیکر آئی ہین میمونہ نے بندریا کو اشارہ کیا زنجیر گلے سے کھول لی بندریا درختون پہ چڑھتی ہوئی چلی کبھی زمین پہ اتر پڑتی ہی اسطرح ٹہلتی ہوئی جاتی ہی گلعذار آکر بارگاہ مین اتری دربار گاہ پہ بیٹھی کبھی لشکر دشمن کو دیکھ رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو بڑا لشکر ساتھ ہی باتین ایسے مصاحبو سننہ کر رہی ہی دیکھا ایک بندریا سامنے سے آتی ہی زیادہ تکلف یہ ہی کہ سارے بدن مین بال سفید ہین نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی وہ بندریا پھرتی ہوئی سامنے گلعذار کے آئی گلعذار نے ہاتھ سے اشارہ کیا بندریا اُچک کر تخت پر آبیٹھی ملکہ گلعذار نے اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا بندریا نے مُنھ سے شعر پڑھا یا اشارون سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی نظم

مجھے یاد آگئی بس دومین اُسکے قدو قامت کی ۔ چمن مین دیکھکر گل سرو مین سے کیا قیامت کی

دیا ظالم کو دل جان غیر کو آرام وحشت کو ۔ کسی کا شکوہ کیا کیجے یہ خوبی اپنی قسمت کی

ستم پیشہ ہی بدخو ہی ستمگر ہی جفا جو ہی ۔ کرون کیا کیا شکایت دوستو اُس بیمروت کی

ہوے ہین حسرت دیدار مین خون روتے روتے ہم ۔ عجب کیا ہی جو نکلے سرخ نرگس اپنی تربت کی

مبارک خفتگان خاک کو تصدیع بیداری ۔ کہ گور تیرہ سے یاد آئی مجھکو رات فرقت کی

مزا خواب عدم کا بیستونکو کاٹ کر پایا ۔ ملی فرہاد شیرین کام کو راحت یہ محنت کی

گلہ کیا کیجیے اُس بدگمان عیار پرفن کا ۔ کہ عرض حال سے جسکو شکایت ہو شکایت کی

وہی مذہب ہی اپنا بھی جو قیس و کوہکن کا تھا ۔ نئی راہ افترا ہی کب بھلا مومن نے بدعت کی

بندریا نے جو اسطرح کے اشعار سنائے گلعذار نے کہا مین سمجھی بندریا تخت سے کود کے آگے آگے بندریا پیچھے پیچھے گلعذار روانہ ہوئی مصاحبون نے پکار کر کہا حضور کہان جاتی ہین ملکہ نے پلٹ کر کہا تمکو کیا دخل ہی ہم ایک کام کو جاتے ہین مصاحبون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین ملکہ نے منع کیا کہ خبردار ہمارے ساتھ کوئی نہ آئے ہم میمونہ کے پاس ایک صلاح کرنے کو جاتے ہین کنیزین مصاحبین گھبر اگئین میمونہ بارگاہ مین بیٹھی کہہ رہی ہی بارے کیون دیر ہوئی کہ کنیزون نے عرض کی بندریا آپکی ملکہ گلعذار کو لیے ہوے آتی ہی کہ بندریا جست کرکے اندر پہونچی پردہ بارگاہ کا اُٹھا

گلعذار نے آکر سلام کیا نیم ریاکا ندھے پر میمونہ کے آ بیٹھی گلعذار کو بیٹھنے کی جگہ ملی کہ میمونہ
نے پوچھا مزاج کیسا ہے دست بستہ عرض کی دعائے سرکار کی مصروف رہتی ہوں میمونہ نے حکم
دیا کہ شراب لاؤ ایک کنیز جام شراب دینے آئی اشارہ کیا ملکہ گلعذار کو دو گلعذار جام لیکے بے اندیشہ
انجام پی گئیں جام پیتے ہی چہرہ سرخ ہوا میمونہ نے کہا ہتکڑیاں بیڑیاں لاؤ ہتکڑیاں بیڑیاں
حاضر ہوئیں میمونہ نے کہا یہ ہتکڑیاں ہاتھوں میں پہنو گلعذار نے ہتکڑیاں ہاتھ میں پہن لیں کہا
زبان میں سوزن کیوں دوبے لو گلعذار نے اپنی زبان میں آپ سوزن دی بیڑیاں پہن لیں جب ہر بلا
نے کامدار سے میمونہ کے آنکھ کر منہ پر ہاتھ پھیر دیا اب گلعذار کو ہوش آیا تڑپنے لگی لیکن زبان
میں سوزن کیا کر سکتی ہو کنیزیں ہاتھ پکڑ کر قید خانے میں لیگئیں تماشائیوں نے بہت تعریفیں کیں
کہا ملکہ میمونہ نے کیا کہنا کیا عمدہ تدبیر ہے میمونہ نے کہا ابھی دیکھنا کیا ہوتا ہے ملکہ بہاران وغیرہ کا یہی
حال ہو وہ جو بڑی بی مخمور کہلاتی ہیں ان کا یہی حال ہو تب لطف سحر ہے یہاں لشکر والے گلعذار
کے سب پریشان ہو رہے ہیں کہ ہماری مالک لشکر دشمن میں گئی ہیں نہیں معلوم یہ کیا ماجرا گذرا
سرو قامت وزیرزادی جیسے ان میں بیٹھی ہے آخر ہرکاروں کو حکم دیا کہ خبر لاؤ چند ہرکارے گئے خبر لیکر
آئے کہا حضور ملکہ گلعذار قید ہوگئیں میمونہ کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے وہ نبرد آزما جو آئی تھی وہی
سحر تھا سرو قامت نے خدمت ملکہ بہاران میں ایک عرضی ارسال کی ملکہ میمونہ نے اہل
جنگی بجوا دیا سرو قامت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
جس وقت کہ چار پہر رات گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے
صفیں آراستہ ہونے لگیں میمونہ کھڑی دیکھ رہی ہے سرو قامت لشکر کو لیے ہوئے حیران
کھڑی ہے یہی سوچ رہی ہے کہ میمونہ کے مقابلہ میں کون نکلیگا کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر
گلنار پیدا ہوئے ابر سیمابی بھی چمکا میمونہ نکلنے لگی ابر قریب آکر چھٹ گیا دیکھا ملکہ بہاران شمشیر زن
و ملکہ مخمور صف شکن و باغبان قدرت و ملکہ اسی شان سے حسب شوکت ساتھ ستر ہزار کا لشکر
پشت پر بڑے زور شور سے آکر پہونچیں جب لشکر میں ملکہ بہاران آئیں سرو قامت دوڑی
ہوئی پاس ملکہ بہاران کے آئی عرض کی ہماری مالک قید ہوگئیں ملکہ بہاران نے کہا پروردگار
مالک ہے رہا ہو جائینگی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ تدبیر کرینگے برق فرنگی و خواجہ

بصورت میدان آئے ہیں برق طرف لشکر میمونہ کے چلا میمونہ نے جوان سبکو آتے دیکھا
بندریا کے گلے سے زنجیر کھولی بندریا اُچکتی کودتی میدان میں آئی مثل انسان پکارکر
یہ آواز دی جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے باغبان کو شرم آئی کہ میں بندریا کے مقابلہ میں
کیا جاؤں مگر مجلس جادو تخت سے کودی سامنے بندریا کے پہونچی بندریا نے مثل انسان
کے تبسم اور پکار کر آواز دی کہ مجلس بلاوجہ کے فساد سے کیا فائدہ ملکہ میمونہ کو والی
ہی جا کر اصلاح کر لیجیے مجلس نے کہا بہتر آگے بندریا اُچکتی ہوئی جاتی ہی پیچھے پیچھے مجلس
جاتی کنیزوں نے کئی مرتبہ پکارا اری آپ کہاں جاتی ہیں مجلس نے کچھ جواب نہ دیا سامنے
میمونہ کے پہونچی میمونہ نے مثل گلعذار کے کہا ای مجلس زبان میں اپنی سوزن دو مجلس نے
اپنی زبان میں سوزن کو دیا ہتھکڑیان اور بیڑیاں پہن لیں بندریا نے مُنہ پہ ہاتھ پھیرا اب تو
مجلس کو ہوش آیا مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگی میمونہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی
اسکو قیدخانے میں لیجائے برق فرنگی ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا سر زنجیر کو ہاتھ سے
تھام لیا طرف قیدخانے کے لیچلا راہ میں اسنے پوچھا کیوں ملکہ مجلس زبان سے سوزن لون
مجلس نے اشارہ کیا تو کون ہی برق نے کہا میں ہوں برق فرنگی مجلس نے کہا چلکر
قیدخانہ تو دیکھ لیں مجلس کو بھیجکر میمونہ نے پھر بندریا کو اشارہ کیا بندریا کودتی ہوئی
پھر میدان میں آئی پکار کر اسیطرح آواز دی کہ باغبان قدرت کراپنی باندھنے لگا وہان
جب مجلس و برق قیدخانے میں پہونچے گلعذار کو بھی قیدخانے میں دیکھا برق نے سوزن
دونوں کی زبان سے نکالی مجلس تڑپ کر بلند ہوئی پیچھے گلعذار چلی یہان بندریا میدان میں
مبارزطلبی کر رہی ہی کہ مجلس آکر آسمان پر چمکی نعرہ کیا اد بندریا کیا للکار رہی ہی زمین پہ
تڑپکر گری نارنجہ لگا لگر مارا کہ بندریا کے دو ٹکڑے ہوے گلعذار آسمان سے دیکھ رہی ہی لوگ
تعریف کرنے لگے میمونہ نے پکار کر آواز دی ای مجلس تو نے کیوں کر رہائی پائی لاشہ
بندریا کا زمین پر تڑپا اُسی مقام سے آواز آئی ای ملکہ عالم برق فرنگی نے دونوں کو رہا کیا
میمونہ نے پکار کر آواز دی ای شعبدہ ساز سامری برق فرنگی کو گرفتار کر کے ہمارے
سامنے لاؤ اُسنے بڑی گستاخی کی اُسکو سزا ملنا چاہیے بندریا کے جو ٹکڑے ہوے تھے

وہ دونون ٹکڑے ملگئے بس ٹکڑے ملتے ہی بندریا طرارے بھرنے لگی صحرا کی جانب بھاگی
مجالس وگلعذار لشکر مین آئین برق فرنگی ایک ساحر کی صورت بنا ہوا صحرا مین آتا تھا کہ بندریا
سامنے آکر پہونچی جھک کر مثل انسان کے سلام کیا کہا میان برق کہان سے آتے ہو تمکو ملکہ
میمونہ بلاتی ہین مگر بصورت اصلی چلو برق نے رنگ روغن پونچھ ڈالا آگے بندریا پیچھے
برق سامنے میمونہ کے آکر ہوئے میمونہ نے ہتھکڑیان بیڑیان برق کو دین کہا کہ پہن لو
برق نے پہن لین بندریا نے منھ پر ہاتھ پھیرا برق کو ہوش آیا ایک ساحرہ نے لیجا کر
برق کو ایک خیمہ مین قید کیا گلعذار اور مجالس آکر کھڑی ہوئی ہین کہ بندریا نے دونونکا
نام لیکر پکارا کہ ای مجالس و گلعذار چلو تمکو ملکہ میمونہ بلاتی ہین ملکہ بران نے جب دیکھا کہ
دونون نے قصد کیا کہ جائین شگوفہ سے کہا ان دونون کا ہاتھ پکڑ لے شگوفہ نے مجالس و
گلعذار کا ہاتھ پکڑا دونون تڑپنے لگین کہتی تھین ہمین جانے دو ملکہ بران غصے مین تخت سے
کودین سامنے بندریا کے پہونچین بندریا نے منھ کھولا ملکہ بران نے دیکھا یہ کلام کیا چاہتی ہی
اختر مرداربد نکال کر کھینچ مارا دہن پر بندریا کے پڑا جلکر خاک ہوگئی میمونہ نے چلاکر خود جا پڑی
آواز دی کیون ای زمرۂ میمونان کہان ہو بی بُت تراش کو لینا شعبدہ ساز سامری کو جلا دیا
صحرا سے غل کرنے کی بندرون کے آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ہزارہا بندر صحرا سے غلغلہ
کرتے ہوے آکے پہونچے ملکہ بران کو گھیر لیا بران نے اختر مرداربد کھینچ مارا جس بندر پر اختر پڑا
جلکر خاک ہوا ہر چند قتل کرتی ہین بندر کم نہین ہوتے بڑھتے ہی جاتے ہین یہ پھر کابل ملکہ
بران ان سب سے لڑین آخر لڑ کھڑا کر گرین سب بندر غائب ہوے صرف ایک بندریا باقی رہی
وہ ملکہ بران شمشیر زن کو اٹھا کر لیگئی سامنے میمونہ کے لائی میمونہ نے زبان مین سوزن کو دیا
طرف قید خانے کے بھیجا اور پکار کر آواز دی ای باغبان قدرت بہتر یہ ہی کہ آکر حاضر
خدمت ہو ورنہ کل سبکا یہی حال کرونگی آج فرصت دیتی ہون بی بران نے بڑا کام کیا
کہ شعبدہ ساز سامری کو جلایا سامری و جمشید مین سطرح کی قدرت ہی اُسی خاک سے
اُسکو پیدا کیا بقول شخصے خاک سے پاک کیا یہ کہکر پلٹی باغبان رنجیدہ کبیدہ میدان
سے پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھا خواجہ بھی آئے باغبان نے کہا خواجہ ساحرہ زبردست ہے مقابلہ

مقابلہ ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے خواجہ نے کہا مین آج فکر مین خارخار کی جاتا ہون خواجہ جھلا کے نکلے برق کے قید ہونیکا خواجہ کو بہت قلق ہو یہان بہار نے میمونہ کی بڑی تعریفین کین کہا تم سحر مین بڑی کامل و اکمل ہو میمونہ نے کہا ابھی سحر ملاحظہ فرمایئے گا مگر خواجہ فکر مین خارخار کی لشکر مین آکر پھرنے لگے دور سے بارگاہ خارخار کو دیکھا دروازے پر بارگاہ کے آئے کنیزین کھڑی تھین ایک کنیز کو اشارے سے بلایا کنارے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکے سامنے خارخار کے آئے کہا کیون حضور برق اور برّان جو قید ہین اُنکی رہائی کیونکر ہو گی خارخار نے کہا مجھے صرف اتنا معلوم ہی کہ ایک ساحر جنگل سے آیا صحرانورد اُسکا نام تھا اُسکو دروازے پر بٹھایا ہی جب تک وہ نہ مارا جائیگا ملکہ برّان و برق رہائی نہ پائینگے خواجہ نے کہا حضور مین نے ابھی پہچانا عمرو عیار آپکے لشکر مین آیا ہی جا بجا پھر رہا ہی مجھکو حکم ملے جاکر در زندانخانے پر بیٹھون کسی کو وہان تک نہ آنے دون خارخار نے ایک رقعہ لکھکر بنام صحرانورد دیا کہ ہماری کنیز گلشن آتی ہی تمھارے ساتھ حفاظت مین شریک ہوگی یہ رقعہ لکھکر عمرو کو دیا خواجہ پاس صحرانورد کے آئے وہ رقعہ دیا صحرانورد نے اپنے پاس بٹھالیا خواجہ بیٹھکے باتین کرنے لگے صحرانورد گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا صورت نہ پایا کو ہر مرتبہ دیکھتا ہی ناز و کرشمہ پر بیتاب ہوا جاتا ہی خواجہ نے چٹکیان بجاکر یہ غزل سامنے صحرانورد کے گائی

نظم

اُس عزیز القدر کی دیکھی ہی صورت خواب مین	آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین
نام تیرا ہی مجھے درد زبان رویا مین بھی	ہو کسی کو جیسے بَرّانے کی عادت خواب مین
کسقدر غفلت بُری شی ہوتی ہی ای غافلو	دیکھ لو مُردونکو ہو جاتی ہی حاجت خواب مین
ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا کہ کرتے تھے بسر	وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت خواب مین
ایسلیے نالون سے خلقت کی اُڑادیتا ہون نیند	دیکھ پائے تا نہ کوئی اُسکی صورت خواب مین
یا الٰہی بعد مدت خواب مین آیا ہی یار	مُردونکی صورت رہون اب تا قیامت خواب مین
عاصیون پر بعد مردن جیسا ہوتا ہی عذاب	رہتی ہی بے مرگ مجھکو یون اذیت خواب مین
جب مین کہتا ہون کہ میرے وصل سے جاگی نجت	ہنسکے کہتا ہی وہ از راہ ظرافت خواب مین
چاٹتا ہون دن بھر اپنے ہونٹھ بیداری مین مین	شب کو وہ بوسہ جو کرتے ہین عنایت خواب مین

یاالٰہ العالمین ناسخ کی ہی یہ التجا | بخت ہون بیدار میرے یا ڈکن دولت خواب مین

ان شعرون کو سنکر صحرانورد بیقرار ہو گیا کہا ای گلشن تم تو خوب گاتی ہو جب صحرانورد دلگاؔ کرنے لگا خواجہ نے کہا شراب منگاؤ صحرانورد خود جاکر شراب لایا خواجہ نے بیہوشی ملاکر سبکو پلانا شروع کیا شراب پی پی کر سب بیہوش ہوے اندر قید خانے کے آئے بُرّان کو دیکھا بادل حزین اور ماندہ گئین زنجیرین ہلا رہی ہین برق فرنگی اپنے مقام پر تڑپ رہا ہی عمرو کو دیکھکر بران شگفتہ ہو گئین کہا خواجہ آپ نے بڑا کمال کیا مین لشکر مین اس بندریا والی کے آگ لگا دیے دیتی ہون خواجہ مجھے عمر گذری سحر کرتے ہوے مگر مین نے یہ بندریا کا سحر کبھی نہین دیکھا تھا آپ مجھکو رہا کرین جاتے ہی مین اس حرامزادی کی بارگاہ مین آگ لگادونگی اگر زور چلگیا تو خارخار کو بھی آج مارا لیکن اس بندریا والی سے معرکۂ عظیم پڑینگے کسی کا سحر اس پر تاثیر نہین کرسکتا خواجہ نے زبان سے ملکہ بران کی سوزن نکالی برق کو بھی رہا کیا برق تو چھوٹتے ہی تڑپ کے بھاگا ملکہ بران جو رہا ہوئین تڑپ کر بلند ہوئین میمونہ زردپوش پڑی سو رہی ہی کہ ملکہ بران نے جاتے ہی ہاتھ جو ہلایا شعلۂ آتش چمک کر گرے بارگاہ میمونہ کی جلنے لگی لشکر پر آگ برسائی اختر جو اُچھال دیا تلوارین گرنے لگین ہزارون کے سر اُڑ گئے میمونہ جب سوتی ہی بندریا سرہانے بیٹھی رہتی ہی بندریا نے جو دیکھا بارگاہ مین آگ لگی میمونہ زردپوش کو جگایا کہا بی بی اُٹھو کسی نے بارگاہ مین آگ لگادی ہی میمونہ گھبرا کر اُٹھی اُٹھتے ہی اُسنے بندریا سے اشارہ کیا بندریا نے ہاتھ ہلائے ایک چیخ ماری ابر تیرہ و تار گھر کر آیا قریب تھا کہ پانی بارگاہ مین برسے ملکہ بران نے اختر مروارید مارا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے گالے زمین پر گرنے لگے میمونہ باہر نکلی دیکھا بران شمشیر زن آسمان پر سحر کر رہی ہین ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی مگر برق جو بھاگا تھا جاکر لشکر مین خبر کی باغبان و مخمور دوڑے باغبان اُسوقت پہونچا کہ جب میمونہ نے چیخ ماری ملکہ بران اُلٹ گئین لاکھ طرح بہانے کو سنبھالتی ہین مگر نہین سنبھل سکتین دوڑکے باغبان نے سنبھالا بران کے مُنہ پر ہاتھ پھیرا کہا ملکہ ہوشیار رہو ملکہ بران کے ہوش درست ہوے پھر سحر کرنے لگین خارخار بھی بیدار ہو گئی اور لشکر اسلام بھی آپہونچا دونون لشکر مل گئے سحر ہونے لگے خواجہ عمرو اس لشکر مین پھرتے ہین کہ خارخار کو لون

ایک مقام پر دیکھا کہ ملکہ بہار جادو کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین ہزار ہا اہل اسلام کو دیوانہ کر کے
مارا اکثر ساحر سر ٹکراتے پھرتے ہین خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر پاس بہار کے پہونچے خاموش
کھڑے ہوے بہار نے پوچھا کہ او سمن خیر تو ہی خواجہ نے سر جھکا کر کہا مین نے ابھی عمرو عیار
کو دیکھا ایک جادوگر کے کپڑے اُتار رہا تھا مین نے جو للکارا جا کے گوشہ مین چھپا ہی نام عمرو کا
سنکر بہار نے کہا اگر عمرو گرفتار ہو جائے لشکر اسلام کی قوت کم ہو اسوقت اُسی ظالم نے جا کر عیاری
کی بُرّان و برق کو رہا کر لیا بران نے بارگاہ میمونہ جلا دی یہ کہکر کہا چل مجھے عمرو کو بتا دے
مین گرفتار کر لونگی عمرو بہار کو لگا کر لیچلا جب بہار نخلستان مین آئی عمرو نے کہا دیکھیے وہ سامنے
عمرو بیٹھا ہی جیسے ہی بہار نے اُدھر منھ پھیرا عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے بہار پلٹی خواجہ نے حباب
مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا اندر زنبیل کر لیا آکر باغبان سے اطلاع کی کہ مین بہار کو پکڑ لایا ہون
باغبان نے کہا خواجہ سحر نے میمونہ کے آفت برپا کر دی ہی مجلس زخمی ہوئی شگوفہ کو بھی
زخمی کیا کتنے سردار مارے گئے آفت برپا ہی اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو طبل امان بجوا دین بران
نے رہائی پائی میمونہ نے ایک چیخ ماری تھی صحرا سے کئی ہزار بندر چلے تھے کہ طبل امان پر چوب
پڑی دونون لشکر پلٹے میمونہ نے جو دیکھا لشکر پلٹے بندرون کو میمونہ نے اشارہ کیا کہ بندر پلٹ
گئے صحرا مین جا کر غائب ہوے میمونہ جھلاتی ہوئی پلٹی تھی کہ خار خار روتی ہوئی سامنے آئی
کہا ملکہ میمونہ غضب ہو گیا عمرو عیار بہار کو پکڑ لیگیا میمونہ نے کہا لاکھ مسلمان سمجھائینگے مگر بہار
اپنے رنگ مین رہیگی ہرکارے بھیجے جائین کہ خبر لائین ہرکارے میمونہ کے روانہ ہوے یہان
وہ وقت ہی کہ بُرّان وغیرہ بارگاہ مین پہنچین خواجہ عمرو نے زنبیل سے بہار کو نکالا باغبان
نے کہا خواجہ کیا ارادہ ہی عمرو نے کہا سوزن دینا ضرور ہی باغبان نے کہا کیا ضرورت ہی
ہوشیار تو کیجیے دیکھین تو کیا باتین کرتی ہین اب تو ہمارے آپ کے قبضے مین ہی عمرو نے ناچار
ہو کر بہار کو ہوشیار کیا بہار نے ہوشیار ہوتے ہی اپنے کو بارگاہ مسلمانان مین پایا بُرّان
نے پکار کر آواز دی ای ملکہ بہار تمہاری ذات سے اسقدر کشت وخون ہوے ہزار ہا
بندگان خدا مارے گئے لشکر کا کیسا ستھراؤ ہوا ملکہ بہار نے بہ نگاہ قہر طرف باغبان
و بران کے دیکھا کہا او بُرّان کیا بیہودہ بکتی ہی اپنے بہن بہنوئی کو چھوڑ دین تمہارے

ساتھ ہی زمین پہ کہکر اب جو ہونٹھ ہلائے دستک دی کہا ای بادِ انگیز لینا آندھی سیاہ اُٹھی بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا زمین کانپی ستون گرنے لگے قبۂ بارگاہ بھی گرا اُس اندھیرے مین بہار جست کر گئے اُڑی بُرّان نے دیکھا بہار جاتی ہی آندھی کو دمبدم ترقی ہی جادوگر سر ٹکرانے لگے ہزارون ساحر دیوانے ہوگئے ہر کارون نے جاکر یہ خبر میمونہ کو سُنائی میمونہ و خار خار سحر کر کے جلین بندر یا بھی پیچھے پیچھے میمونہ کے چلی آتی ہی یہان بہار کو باغبان و مخمور و بُرّان نے گھیرا ہی مگر سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو بہار پر کوئی زوال آجائے تو غضب ہو اور بہار خوب سحر کر رہی ہی آندھی کے زور و شور سے ہزار ہا درخت گرے جادوگر چیختے پھرتے ہین ادر میمونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا آتے ہی ایک چیخ ماری ہزار ہا بندر پیدا ہوے ہر سردار پر دو دو بندر تین تین بندر چپٹے اب سردارون کو واپس آنا پڑا باغبان نے بڑھکر آواز دی ای ملکہ بہار برائے خدا یہ کیا حرکت ہی تمہارے واسطے خواجہ عمرو روتے ہین بہار نے جواب نہ دیا گلدستہ مار دیا باغبان جھوما یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے

نظم

ذرونکو تیرے نور نے اختر بنا دیا
ہر تابدان کو نیّر اکبر بنا دیا

ساقی نے برگ گل سے لگائے جو دونون ہونٹھ
مے کو شراب دردکر ربنا دیا

نکلے شرار فرقت ساقی مین جانے مے
شیشے کو میرے بخت نے پتھر بنا دیا

دشت جنون مین آج وہ ثابت قدم ہوئین
ٹھوکر لگا کے سنگ کو اخگر بنا دیا

لاغر وہ ہون کہ سند دریار اگر ملا
چونٹی نے اور میرے لیے در بنا دیا

آہنگرو کرو مری زنجیر بھی درست
زرگر نے آج یار کا زیور بنا دیا

ناسخ ہین مصطفے و علی دونون ایک نور
اِنکو امام اُنکو پیمبر بنا دیا

اِس رنگ سے باغبان نے یہ شعر پڑھے کہ بران بیقرار ہوگئین حرکات سے باغبان کی جدا خوف آیا کہ ایسا نہو بہار اشارہ کردے باغبان اپنا گلا کاٹ ڈالے بڑھکر ملکہ بران نے اختر سامنے باغبان کے جھکا دیا باغبان کو ہوش آیا اب تو غصے مین کانپنے لگا گیند پہ پھولونکے اپنا خون ڈالکر بہار پہ مارا کہا لو ملکہ رد کو ذرا سنبھلنا لفظ بہار پر نازان نہو گیند پھٹا تلوارین سر بہار پر گرنے لگین ادر تلوار دونکو رد کا ایک تلوار جو سر پہ پڑی سر ملکہ بہار کا سراسر زخمی ہوا

یقین تھا کہ لڑکھڑا کر گرین خار خار و بہار کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا ہوادار پر سوار کیا
میمونہ نے غصے مین اشارہ کیا ایک بڑا بندر باغبان پر جا پڑا باغبان نے ہزار سر کا دہ
بندر نہ رُکا باغبان کو ایک چکت دیکر بوٹا نوچ لیگیا باغبان نے ایک طمانچہ ملا بندر اُلٹ گیا
زمین پر دھم سے گرا پھر غرّا کے چلا باغبان نے ایک گیند مارا کہ بندر جل گیا دو بندر ایک دم
بھر مین پیدا ہوے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو بندر حملہ کرنے لگے اور ایسی چیخین مارین
کہ باغبان لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بندرون نے باغبان کو اُٹھا لیا بران و مخمور نے گی
گولے مارے بندرون پر تاثیر نہین ہوئی بندر باغبان کو لیکر بھاگ گئے میمونہ نے اُسی
وقت طبل امان بجوا دیا لشکر پلٹے بُرّان وغیرہ کف افسوس ملکر رہ گئین یہی چرچا ہی کہ میمونہ
بلاے روزگار ہی بندرون کے سحر نے باغبان کو عاجز کیا آخر گرفتار کر لیگئے خواجہ نے کہا مین
جا کر رہا کرونگا یہان میمونہ نے باغبان کی زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر
ہوشیار کیا باغبان کو اب ہوش آیا زنجیرین ہلانے لگا خار خار سے کہا انھین لیجا کر قید کرو
لیکن ہر وقت خیال رہے ایسا نہو کوئی عیار آ کر رہا کر لیجاے نہین سبکو گرفتار کرلونگی ایک کو مہلت نہ دونگی
بہار کی زخمہ وری کی بہار بھی کرسی پر بیٹھی ہین ایک جانب خار خار و جملہ سپہ سالار جمع ہین
باغبان کو خار خار نے قید خانے مین بھیجدیا زاغ سیہ رو ایک جادوگر بڑا کامل و اکمل میمونہ
کے لشکر کا سپاہ سالار بھی ہی خار خار نے زاغ سیہ رو کو حکم دیا کہدیا کہ تم باغبان کو اپنی
حفاظت مین رکھو زاغ سیہ رو نے جا کر باغبان کو ایک خیمے مین قید کیا ہی بارہ سو
جادوگر ساتھ آپ بھی کرسی پر بیٹھا ہی حفاظت باغبان کی کر رہا ہی میمونہ تخت پر بیٹھی ہی کہ آسمان
سے ایک طائر آیا منقار سے نامہ میمونہ کو دیا نامہ دیکر چلا گیا میمونہ نے جو نامے کو پڑھا
طرف سے افراسیاب کے لکھا تھا کہ ای میمونہ جادو ملکہ سمن گلگون پوش کو واسطے تمھاری
مدد کے روانہ کیا ہی ساحرہ نہایت صاحب آبرو ہی کسی ساحر نامی کو واسطے استقبال کے بھیجنا
میمونہ نے یہ نامہ دیکھتے ہی ایک کنیز سے کہا جا کر زاغ سیہ رو سے کہو کہ ملکہ سمن گلگون پوش کو
استقبال کر کے بہ اعزاز تمام لاؤ زاغ سیہ رو دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر براے استقبال
سمن گلگون پوش چلا لشکر سے نکل کر ٹھہرا تھا کہ صحراے گرد ناری نوبت نقارے کی آواز آئی

زاغ سیہ رو نے دیکھا اول شتر سوار سانڈنی سوار چوبدار رسالدار اہتمام کرتے نکل گئے اُسکے بعد دیکھا تخت پر ایک نازنین حسین مہ جبین تاج کج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے گرد مصاحبین گھیرے ہوے بہ کیفیت تمام تخت آتا ہی پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل بڑے تکلف سے سواری ملکہ سمن گلگون پوش کی نمایان ہوئی زاغ سیہ رو کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تو دۂ دل پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر رے آہ کرکے رہ گیا کلیجے پر ہاتھ رکھا یا ہر چند چاہا ضبط کرون ضبط نہو سکا بے اختیار ہوکر پکار اٹھا

نظم

صحرا مین دیکھتا ہون جو شوخی غزال کی — آتی ہی یاد اُس صنم خرد سال کی
حسرت ہی رہگئی ترے بام وصال کی — کوتاہ تھی کمند ہمارے خیال کی
چہرہ کمال حسن سیاہی ہی خال کی — وحشت ہی کیون صنم تجھے عین الکمال کی
شکل جو چاندوار اُڑا ے وہ شام کو — پھر آسمان پہ قدر رہے کیا ہلال کی
چینی سے صاف تربت چین ہی ترا بدن — پھبتی تری کمر پہ ہی چینی کے بال کی
ہوے کمر نظر ہی نہ آئے تو کیا کرون — تعریف ور نکی ہی ترے بال بال کی
کیون باندھیے تصور گیسو نہ وقت فکر — حاجت براے طائر مضمون ہی جال کی
کیا کم تھین کچھ مژہ کی صفین میرے قتل کو — قائم جو فوج خط نے صنم مُور چال کی
مُدت سے آرزو ہی دکھاے کبھی جمال — ادبت تجھے قسم ہی خدا کے جلال کی

زاغ سیہ رو یہ اشعار پڑھتا ہوا قریب تخت کے پہونچا بلا تکلف پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا اہی جان جہان واہ آرام دل عاشقان میری تم پر جان جاتی ہی ملکہ سمن گلگون پوش نے بہ نگاہ قہر و غضب تمام دیکھا کہا او سیہ رو کیا بکتا ہی عاشق ہونا کیسا ہم بحکم شہنشاہ براے مہم میمونہ آئے ہین یہان کیا معر کہ گذرا کچھ احوال بیان کر زاغ سیہ رو نے دست بستہ عرض کی حضور کی مقابلہ پر سے اب فی الحال باغبان کو قید کیا ہی آپ کا عاشق زار اُسیکا نگہبان تھا غلام کے نام حکم پہونچا براے استقبال حاضر ہوا مین یہی چاہتا ہون کہ جان و مال نثار کرون میرے خیمہ مین چلیے خدمتگزاری کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا تو وہی بیہودہ بکے جاتا ہی ہمین پاس ملک

میمونہ کے لیجیل بمقدمۂ خار خار بہت کچھ شہنشاہ نے فرمایا ہی کہ جہان تک ہو سکے خار خار کی حفاظت کرو زاغ سیہ رو لگا کر اپنی بارگاہ کیطرف لیجلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا قریب اپنی بارگاہ کے لایا جہان قید خانہ ہی اسی کے قریب اسکی بارگاہ بھی استادہ ہی کنیزین ملازم حاضر تھے اشارہ کیا بارگاہ کو آراستہ کرو شراب و کباب مہیا کرو کنیزون نے اندر جا کر مسند شاہانہ بچھائی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ کردین ملکہ سمن گلگون پوش کو خیال ہوا کہ شاید ملکہ میمونہ اسی بارگاہ مین ہونگی بلا تکلف داخل بارگاہ ہوئین زاغ سیہ رو نے عرض کی آپ مسند پر تشریف رکھین ملکہ آکر مسند پر بیٹھین ملکہ جب مسند پر بیٹھ چکین زاغ سیہ رو قدمون پر گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کا غلام خاکسار آپکا تابعدار ہون کیا آپکی صفت کرون

نظم

جلوہ گر باغ مین اے سرو جو تو ہوتا ہی
پابگل شرم سے سرو لب جو ہوتا ہی

نکلین کیونکر نہ مری فکر سے رنگین مضمون
صرف اشعار مرے دلکا لہو ہوتا ہی

عکس گیسو کا وہین سنبل تر بنتا ہی
بال وہ سرو جو کھولے لب جو ہوتا ہی

تجھکو کسطرح دکھاؤن دل مضطر کی تڑپ
چین ہوتا ہی مرے دل کو جو تو ہوتا ہی

باغ عالم مین لطافت سے دکھائی کیا دے
اپنے جامے مین وہ گل صورت بو ہوتا ہی

اشک رک جائینگے پلکونکے بھلا روکے سے
نہر کے پاٹ مین موجون سے رفو ہوتا ہی

ہی ہر اک رنگ مین پیدا صفت رزاقی
دودھ اطفال کے پینے کو لہو ہوتا ہی

زلف کی بو جو پہونچتی ہی تو خجلت کھا کر
مشک نافے مین نہان صورت بو ہوتا ہی

خامہ اپنا نہین دریاے فصاحت ہی قبول
اس سے تر مرغ معانی کا گلو ہوتا ہی

غلام زندہ نہ بچیگا اگر حضور نگاہ شفقت سے نہ دیکھینگی مین ہرچند ضبط کرتا ہون ضبط نہین ہو سکتا غلام پابہ گل ہی دل سینے مین مثل مرغ بسمل ہی تو آسمان خوبی کا ماہ کامل ہی یہ حقیر عاشق صادق ایک بوسے کا سائل ہی یہ کہکر بڑھا کہ بوسہ لون ملکہ نے ایک طمانچہ مار اکہا او سیہ رو بے تمیز ایسی بے ادبی کرتا ہی طمانچہ جو زاغ پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ آگ لگ گئی جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا او معشوقۂ سرکش مار ہی ڈالا ہوتا اگر مین سحر نہ کرتا تو سر اڑ جاتا اب گرفتار کرکے تمکو اپنے قبضے مین کرونگا یہ کہکر چند دانے ماش کے مارے ملکہ نے ہاتھ مار دیا کہ ماش کے دانے زمین پر جلکر گرے اب تو بلوہ

ہو گیا ہمراہیان ملکہ کو جو باہر معلوم ہوا کہ ہماری مالک سے بگڑ گئی ملازمان زاغ سیہ رو سے لڑنے لگے
آپسمین سحر چلنے لگے ہزارہا جادوگر مر کر گرے ملکہ سحر کرتی ہوئی باہر نکلین زاغ سیہ رو دوڑا
باہر آ کر روکا جس خیمہ مین باغبان قدرت قیدی ہے اُسکے دروازے پر سحر چل رہا ہے ملکہ خار خار نے
ہلڑ سنکر کہا ارے ذرا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے یہانسے کنیزین واسطے خبر کے گئین یہان ملکہ اور زاغ
سے مقابلہ پڑا اچھلا کر زاغ نے سحر کیا ملکہ زخمی ہوا کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا زاغ چاہتا ہے
ہین تڑپ کر گرفتار کرون لیجا کر اپنے خیمہ مین رکھون وصل حاصل ہو تسکین دل ہو کنیزین جانبازی
کر رہی ہین جان دیتی ہین مگر قریب ملکہ کے نہین آنے دیتین کئی سو کنیزین قتل ہو گئی ہین قضاے کا
مہتر برق فرنگی نامدار بازار بزاز انہین پھر رہا تھا ہلڑ سنکر ایک سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے کہا
سمن گلگون پوش فرستادہ شہنشاہ آئی تھین میان زاغ سیہ رو اُنپر عاشق ہوے آپسمین
لڑائی ہو رہی ہے یہ سنتے ہی برق فرنگی دوڑا ساحر کی شکل بنا ہوا تھا یہان آ کے دیکھا ملکہ
سمن گلگون پوش زخمی ہین زاغ سیہ رو نے دباو ڈالا ہے ملکہ نے بیقرار ہو کر کنیزون سے کہا
ارے بارو ملازمان افراسیاب سب نامنصف ہین مین نے سامری جمشید پر لعنت کی
کوئی جا کر اکیبران کو خبر کرے کہ آ کر ہماری جان و آبرو بچائین اس سیہ رو نے ارادہ کیا ہے کہ ہمارے
اوپر قبضہ کرے ہم اپنی جان دینگے مگر آبرو پر زوال نہ آنے دینگے برق نے جو آ کر یہ معرکہ دیکھا طرف قید خانے
کے چلا پکار کر آواز دی کیون میان زاغ سیہ رو میان باغبان کا سر کاٹ لون تو ایک باغی
کم ہو جائے یہ سنکر زاغ سیہ رو نے اشارہ کیا باغبان کا سر کاٹ لے برق فرنگی ہٹو ہٹو
کہتا ہوا خیمہ کے اندر آیا کہا ای باغبان منم مہتر برق فرنگی سمن گلگون پوش کو زاغ سیہ رو
نے گھیرا ہے چاہتا ہے اُسکی عصمت پر دست انداز ہو اس زور شور سے نکلکے زاغ کو مار ڈالو سمن
کو نکال کر لیجاؤ باغبان نے اشارہ کیا برق نے زبان سے اُسکی سوزن نکالی باغبان نے
سحر کیا قید ٹوٹ کر گری اب شرارہ بنکر نکلا زاغ ہر مرتبہ جھپٹ جھپٹ کر آتا ہے چاہتا ہے ملکہ پر قبضہ
کرے کہ نعرہ ہوا منم باغبان قدرت باغبان نے آتے ہی ایک گولہ مارا کئی سو جادوگر مر کے گرے
باغبان طرف زاغ کے چلا سمن کو پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم نہ گھبرانا کیا مجال کسیکی
کہ تمہاری کنیزون کی عصمت پر بھی نگاہ ڈالے باغبان کو دیکھکر ملکہ سمن مثل گل شگفتہ ہو گئین

پکار کر آواز دی اے باغبان خدا تمکو مظفر و منصور کرے غم و الم ہمارے دل سے دور کرے باغبان
نے ملکہ کو پشت پہ لیا اور لڑنے لگا دو گولون مین ستھرا کر دیا میدان کارزار لاشون سے
بھر دیا زاغ سیہ روئے تلوار پھینک ماری باغبان نے گولہ مارا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوئے خنجر مارا خنجر کو بھی باغبان نے توڑا ایک جادوگر کو مار کر تلوار اُسکی لی تلوار برہنہ لیے
ہوئے سر پر زاغ سیہ رو کے پہونچا زاغ نے کئی گولے مارے باغبان نے خالی دیے قریب
آکے تلوار ماری زاغ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کٹی سر پر
پہونچی یا قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین پر جا کے تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی اندھیرا ہو گیا آواز
آئی کشتی مرا نام من بداغ سیہ رو بود میمونہ اپنے مقام پر بیٹھی تھی بہار و خار خار بھی
حاضر ہین کہ کان مین زاغ کے مرنیکی آواز آئی گھبرا کر کہا ارے ہمارے سردار کو کسنے مارا
کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور آج عجب معاملہ ہوا کہ زاغ سیہ رو سمن گلگون پوش کے
استقبال کو گئے دیکھتے ہی ملکہ کو عاشق ہوئے ایسے کلمات کہے کہ وہ لڑنے پر آمادہ ہوئین کسی
نے باغبان کو رہا کر دیا باغبان نے آکر زاغ کو مارا اُسکے مرنے کی آواز ہے یہ سنتے ہی میمونہ اُٹھی
خار خار نے کہا حضور تامل فرمائین کنیز جا کر باغبان کو لیتی ہے میمونہ نے نہ مانا خود روانہ ہوئی یہان
باغبان زاغ سیہ رو کو مار کر تڑپ کے گرا سمن کی کمر مین پنجہ دیکے اُڑا فوج کو آواز دی صاحبو
نکل آؤ فوج والے بھی چلے باغبان لیکر سمن کو نکل گیا میمونہ و خار خار اسوقت آکر پہونچین
کہ باغبان جا چکا تھا جھلا کر دونون پلٹین مگر نہایت غصہ تھا فوراً ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ اے
شہنشاہ یہ معرکہ گذرا کہ سمن گلگون پوش شریک مسلمانان ہو گئی عرضی روانہ کرکے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اول باغبان اپنے لشکر مین پہونچا پھر خبر پہونچی کہ طبل
جنگی لشکر میمونہ مین بجگیا ملکہ بُران نے بھی طبل جنگی بجوایا ملکہ سمن گلگون پوش کی بڑی خاطر کی
دونون لشکرونمین تیاریان ہونے لگین برق فرنگی کو بمقدمہ رہائی باغبان خلعت فاخرہ سرکار
بران سے ملا خواجہ عمرو فکر مین خار خار کی چلے ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مین میمونہ کے آئے
دیکھا ملکہ بہار جادو لشکر مین انتظام کرتی پھرتی ہین کچھ گلدستے میدان کارزار مین پھینکے کچھ پھول
جا بجا دفن کیے خواجہ پیچھے پیچھے بہار کے پھرتے ہین چند کنیزان گلعذار ملکہ بہار کے ہمراہ ہین

خواجہ اس فکر مین کہ کسی مقام پر بہار غافل ہو تو گرفتار کرون بہار میدان کارزار مین آکر ٹھہری ہی
پھول دفن کر رہی ہی ادھر باغبان قدرت طلایا لشکر بران کا دے رہا ہی اسنے بڑھکر دیکھا بہار کی
جولانگاہ باغبان پر پڑی سبہوت تو ہو رہی رہی ہی بے اختیار پکار اٹھی او نمکحرام تو نے افراسیاب
کا ساتھ چھوڑا باغبان نے کہا ای بہار تم اپنے ہوش مین نہین ہو کیا کلام کرون ایک سحر مین ساری
نیرنگی سحر بھلا دونگا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گلدستہ کا ٹا گیند پھولونکا پھینکا بہار
نے خنجر پھینک مارا گیند کٹا بہار پر آگ برسنے لگی بہار مثل برق چمکی اور شعلۂ آتش سے نکلی گرتے
گرتے گجر اپھینک مارا باغبان نے گجر اکا ٹا تلوار کھینچکر بہار پر جا پڑا کنیزین ہٹ گئین بہار
و باغبان سے تلوار چلنے لگی خواجہ ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین نہ بہار
کمی کرتی ہی نہ باغبان کسی مقام پر رکتا ہی خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صرصر کی
شکل بنکر قریب بہار کے آکے کہا ای ملکہ بہار آپ باغبان پر سحر کیجیے مین حلقہ ہائے کمند مارکر
گرفتار کرون بہار اچھا کہکر بڑھی خواجہ نے حلقہ ہائے کمند مارے بہار پھنسی خواجہ نے حباب مارکر
بیہوش کیا دو حلقونسے دونون ہاتھ دو حلقونسے دونون پاؤن دو حلقونسے گردن دکمر باندھی چادر بچھا کر دیا بہار کا
پشتارہ باندھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اٹھا تا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکا تا ہون دشمن کو ہر دم کوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید ا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

کنیزون نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے ملکہ بہار کو گرفتار کر لیا
جھپٹ کے سحر کیے خواجہ زمین پر گرے باغبان نے جو دیکھا کہ خواجہ کی پشت پر پشتارہ بہار کا
تھا خواجہ زمین پر گرے باغبان نے پڑھکے سحر کیا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منہ ٹوٹا
خواجہ کے پاؤن زمین نے چھوڑے خواجہ کو باغبان ساتھ لیکر لشکر مین آئے اب بہار کی زبان
مین سوزن جادو مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا باغبان و برّان سمجھانے لگے بہار کو جوش ہی
یہی جواب دیتی ہی کہ صاحبو غیرون سے محبت کرین بہن اور بہنوئی کو چھوڑین ہر چند برّان و باغبان

نے سمجھایا بہار نے نہ مانا سحر خار خار مین مبہوت ہو رہی ہی جواب سخت دیے آخر بہار کو قید کیا
یہ خبر کنیزون نے جا کر میمونہ خار خار کو پہونچائی میمونہ نے کہا مین کل چھڑا لونگی یہ کہکر میمونہ ہوا خانے
مین آئی سحر تیار کرنے لگی صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا اودھر سے ملکہ بران وغیرہ
بھی میدان کارزار مین پہونچین میمونہ نے پکار کر آواز دی کیون ای فرقۂ خدا پرستان تمہارا
مطلب مکر و حیلے پر ہی ہم بہار کو رہا کرینگے بہتر یہ ہی کہ بہار کو بھیجدو یہ کہکر میمونہ میدان مین آئی
ظاہر مین کھڑی سب کو للکار رہی ہی باغبان قدرت مقابلۂ میمونہ مین نکلے ابھی طرفین
سے سحر نہین ہوے تے باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا میمونہ زرد پوش بہار
کو نیچے مین دبائے ہوے آئی پکارتی ہوئی با شیدای مسلمانان یہ کنیز تھی جسکو اپنی صورت بنا کر میدان
مین بھیجا مین قید خانے مین پہونچی بہار کو رہا کر لائی زبان سے سوزن نکالی قید جسم سے جدا کی
اہل اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا حیران ہوگئے کہ یہ کیونکر قید خانے مین پہونچی کسطرح نکال لائی نگہبانون نے
آکر عرض کی ہم لوگ بیٹھے تھے کہ اُسنے زمین سے سر نکالا ملکہ کو نیچے مین دبا کے لے بھاگی بہار نے
میمونہ سے کہا اب آپ الگ ہو جائین آپ نے بڑا احسان کیا مین باغبان سے سمجھ
لونگی میمونہ نے کہا ای بہار یہ جھگڑا طول کھینچیگا مین آج خاتمہ کرون اس قلعے پر قبضہ ہو یہ کہکر
بہار کو ہٹا دیا آپ زمین پر آئی باغبان کو للکارا باغبان نے جھپٹ کر چاہا سحر کرون مگر پھر
خیال آیا کہ ہم مطیع اسلام ہین پیش قدمی نہ کرنا چاہیے باغبان رُکا کہا او بندریا ڈالی
سحر کر یہ سنتے ہی میمونہ نے ایک دستک دی ہزارہا بندر صحرا سے پیدا ہوے بندر تو صحرا سے
چلے ہی آتے تھے مگر ایک طائر بھی سرخ رنگ آسمان سے پیدا ہوا اگرد باغبان کے چرخ مار رہا ہی
یہ اشعار بخوش الحانی پڑھ رہا ہی

نظم

رخ پر ترے نقاب نہین ای نگار سرخ	خورشید پہ ہی لکۂ ابر بہار سرخ
باغ جہان مین ہمکو یہ دو رنگ ہین پسند	معشوق سبز فام مے خوشگوار سرخ
زرد و سفید و سبز ہوے عاشقونکے رنگ	غصے سے تو ہوا جو کبھی ای نگار سرخ
آیا جو وہ نگار عیادت کے واسطے	منہ ہوگیا خوشی سے دم احتضار سرخ
اس خار کو خدا نے رگ گل بنا دیا	خون جگر سے ہی مژۂ اشکبار سرخ

فرصت کہان جو وصل مین منہدی لگائیے
دکھلا رہی ہی بوقلمون حسن کی بہار
باغ جہان مین رنگ حنا کا جار ہے

بوسون سے کیجیے ترے ہاتھائی نگار سرخ
وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
دشمن کا منھ سیاہ رخ دوستدار سرخ

اسطرح اُس طائر نے یہ اشعار گائے کہ **باغبان** کا چہرہ سرخ ہوگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا وہ جو بندر صحرا سے پیدا ہوے تھے ایک اُن مین میمون مثل مرکب کے زین ولجام سے آراستہ وہ طرارہ بھرکے قریب **باغبان** کے آیا کچھ آنکھون سے اشارہ کیا **باغبان** جست کرکے اسکی پشت پر سوار ہوے جیسے ہی پشت پر **میمون کی باغبان** آئے میمون طرارے بھرتا ہوا اچلا پیچھے پیچھے سب بندر طرف صحرا کے روانہ ہوگئے اہل اسلام کے ہوش پراگندہ ہوے کہ **باغبان** ایسے ہوشیار پر کیا معرکہ گذرا **میمونہ** نے پھر پکارا کہ ہمارے مقابلہ مین کوئی نہین آتا کیا اڑائی سے مسلمان عاجز ہوے ملکہ **بُران** کو ایک سناٹا ہی نہ روے رفتن نہ راے ماندن ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ جا پڑون دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی مگر گاتی دوپٹے کی باندھکر چاہا تخت سے کودین مخمور نے دوڑکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا عرض کی اے ملکۂ عالم ہمکو اجازت میدان ملے آپ مالک لشکر ہین ہماری افسر ہین ایسا نہو کوئی فتور پڑے لونڈی کا گرفتار ہونا یا نثار ہو جانا برابر ہی ملکہ **بران** نے سر جھکا کر کہا اے مخمور بسم اللہ لیکن ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا ایسا نہو کہین شعبدہ اُسکا چل جائے مخمور نے کہا دیکھا جائیگا یہ کہکر مقابلے مین میمونہ کے آئین میمونہ نے کہا اے مخمور بڑے افسوس کی بات ہی **باغبان** کا تمہارا ساتھ نہ ہوا یہ کہکر ایک چیخ ماری اے محرم راز میمونہ شعبدہ باز اے سحر یگانہ ساز ملکہ مخمور تشریف لاتی ہین دیکھا صحرا سے ایک بندریا پیدا ہوئی سامنے ملکہ مخمور کے آئی تماشے کرنے لگی اشارے کرتی ہی کہ یہ تماشہ دیکھو کہ آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا زمین پر غلطک مارہی مخمور نے دو دانے یاقوت کے پھینکے ایک بندریا پر پڑا اور ایک عقاب پر دونون جلکر خاک ہوے میمونہ نے کہا اے مخمور تم بڑی گستاخ ہو دیکھو کون بلا رہا ہی مخمور نے سر اُٹھایا دیکھا صحرا مین نور الدہر کھڑے ہوے یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

جو تمنا ہی کہین اُس سے سوا دیتے ہین
جاے انصاف جو کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین

بار احسان سے شانیکو جھکا دیتے ہین
جان جو لیتے ہین ہم اُنکو دعا دیتے ہین

مہربانی کے یہ معنے ہین کہ موسیٰ کیطرح — معجزہ عیب کو نظرون مین تبا دیتے ہین
صورت شمس و قمر رنج سے خالی ہو کون — کوئی جلتا ہو کہین داغ لگا دیتے ہین
اور نوا ورد م نزع بھی بہر تسکین — کوئی کہتا نہین اتنا کہ بُلا دیتے ہین
اب یہ حالت ہو کہ فرقت مین عوض جینے کے — میرے مرنیکی مجھے لوگ دعا دیتے ہین
اُنکے آنے سے بچا ہین تو کہا لوگون نے — سچ ہو مردے کو بھی لوگ جِلا دیتے ہین
اضطراب شبِ غم دیکھکے بہر تسکین — رحم کھا کھا کے گجر لوگ بجا دیتے ہین
کیون نہ مشتاق سخن جانو سے گذرین ای برقؔ — مُردے جیتے ہین جو وہ ہونٹھ ہلا دیتے ہین

مخمور بیقرار ہوکر دوڑی پکارتی ہوئی ای شہریار مین حاضر ہوئی یہ کہتی ہوئی مخمور سرخ چشم صحرا مین جاکر نخلستان مین ناپدید ہوئی ایک اژدہا ہوا کہ مخمور کیا دیکھ کر صحرا مین گئی کیون غائب ہوئی اور کسی نے نور الدہر کو نہین دیکھا پھر پکار کر میمونہ نے آواز دی ایکی مرتبہ ملکہ بران کو تاب نہ باقی رہی تخت سے کود کر دوڑین میمونہ نے ایک چیخ مار کر آواز دی ای میمونہ شعبدہ باز بی بران صاحب آتی ہین سب نے دیکھا کہ ایک بندریا ڈفلی ہاتھ مین لیے ہوے کچھ گاتی ہوئی آتی ہو سامنے آکر کھڑی ہوئی ناچنے لگی ڈفلی بجاتی جاتی ہو کہ آسمان سے ایک کلنگ سیہ آیا بران بڑھین کہ کلنگ سیہ پر سوار ہون ایک برق آسمان سے گری کلنگ سیاہ و بندریا کے ٹکڑے ہوے دوسری برق گری سر میمونہ کا زخمی ہوا چیخ مار کر زمین پر گری بران نے چاہا دوڑ کر اختر ماردن یہ کوئی نہین سمجھا برق کسنے گرائی کلنگ سیاہ و بندریا کو کسنے مارا اور سر میمونہ کا کسنے زخمی کیا جیسے ہی ملکہ بران چلین بہار اور خار خار دوڑ پڑین میمونہ کو اُٹھا لیا اُدھر سے لشکر اسلام براسے مدد بران پہونچا دونون لشکر مل گئے آپسمین سحر چلنے لگا بران کو بڑا غصہ تھا سقدر اختر مارے کہ ہزارہا کو پامال کیا قریب تھا کہ لشکر بہار و خار خار کو شکست ہو بہار نے طبل امان بجوا دیا بران نے بہار کو بھی زخمی کیا تھا خار خار بھی زخمی ہوئی طبل امان بجوا کر وہ سب پلٹ گئے بہار نے آکر میمونہ کی زخمہ دوزی کی میمونہ نے آنکھین کھول کر کہا کون ای ملکہ بہار کسنے اگر یہ برق گرائی بندریا اور کلنگ سیہ ایسے مارے گئے کہ جنکا زندہ ہونا ممکن نہوا میرے سر پر اسطور سے برق گری مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی تمام جسم جل جائیگا مگر سامری و جمشید نے بچا لیا

بہار نے کہا مسلمانون کے مددگار مخفی بہت ہین نور افشان و برہمن روئین تن و کوکب روشن ضمیر ملکہ بُرّان کا سکو پاس ہے بُران کو بچالیا لیکن حقیقت مین تمھارا سحر مین مثل نہین ہے کہ ایسے نکے سحر سے بچ گئین میمونہ نے کہا کل سمجھ لونگی سحر کرنیوالا سامنے آئے اگر مرد ہے تو سر میدان آکر مقابلہ کرے کہہ و ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ملکہ بُران کو پہونچی بُران براے مخمور و باغبان پریشان بیٹھی ہین خواجہ عمرو سے صلاحین ہو رہی ہین خواجہ ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ آج تدبیر ہو جائیگی اگھسکر خارہ خار کو نہ مار آتو نام اپنا خواجہ عمرو نہ پایا ہوگا یہ کہکر نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا اور خواجہ عمرو فکر مین خارہ خار کی چلے یہان خارہ خار و بہار و میمونہ بارگاہ مین بیٹھی ہین خارہ خار نے کہا بوا میمونہ ہر چند کہ تمھارا سحر نایاب عالم ہے سنئے سحر کرتی ہو مین بھی کسی بات مین کم نہین ہون مگر ساربان زادے کا ہر وقت خوف لگا رہتا ہے میمونہ نے ایک دستک دی بندر یا تو کاندھے پہ بیٹھی تھی یا زمین پر آئی میمونہ نے خارہ خار سے کہا اے بوا اس سے پوچھ لو جو سامری و جمشید تقدیر کرتے ہین یہ اُس سے آگاہ ہو جاتی ہے خارہ خار نے کہا اے ساختۂ سامری عمرو میری فکر مین کسطرح ہے کیا تدبیر کر رہا ہے بندریا نے مثل انسان کے جواب دیا کہا حضور عمرو آپکی فکر مین آتا ہے لشکر سے اپنے نکلا ہے یہ سُنتے ہی خارہ خار نے کہا دا رہی دیکھیے آپکو ایک تماشہ اور دکھاؤن یہ کہکر اُسنے ایک کاغذ جیب سے نکالا کہا ملکۂ عالم اسکو ملاحظہ فرمائیے کچھ تصویرین اُس کاغذ پر کھنچی تھین ملکہ خارہ خار نے کچھ سحر کیا نام سامری و جمشید کا لیا کہا اب حضور کاغذ کو ملاحظہ کرین میمونہ و حاضرین وقت نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلے ایک نخل کے نیچے کھڑے ہو کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڑھیا کی شکل بنکر طرف صحرا کے چلے یہان تو سب اُس کاغذ مین حال خواجہ کا دیکھ رہے ہین خارہ خار اُٹھتی ہے اور بیٹھتی ہے کبھی سحر کرتی ہے کبھی چھوٹی پر ہاتھ ڈالا کبھی سامری و جمشید کو پکارا لیکن خواجہ جو بڑھیا کی شکل بنکر چلے ارادہ ہے کہ لشکر مین خارہ خار کے جاؤن کہ کان مین آواز گانے کی آئی کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز ان اشعار کو بڑے لطف سے گا رہا ہے

نظم

الفت کاکل و رخسار لیے پھرتی ہے	دن کو دن شب کو شب تار لیے پھرتی ہے
روح میرا جو تن زار لیے پھرتی ہے	کسی دامن کے لیے خار لیے پھرتی ہے

مجھ مین طاقت یہ کہان ہی کہ پھرون مین بیمار
مجھکو اُس کوچے مین پہونچا کے نکل جای روح
دیکھیے ہوتا ہون کس طفل برہمن کا شکار
ای صبا چاک جگر بھی ہوا مجھ وحشی کا
کیا خبر مرغ گرفتار کی پوچھین کہ صبا
روز و شب ایک ہی آنکھو مین ہی دنیا تاریک
ایک گل باد خزان نے نہ چمن مین چھوڑا
مر گئے پر بھی ہوے ہم نہ سبکبار قبول

گردش نرگس بیمار لیے پھرتی ہی
کیون مری ہڈیون کا بار لیے پھرتی ہی
کو بکو الفت زنار لیے پھرتی ہی
تو گریبان مین ابھی تار لیے پھرتی ہی
بال و پر دو شپہ دو چار لیے پھرتی ہی
الفت کاکل خمدار لیے پھرتی ہی
داغ دل بلبل گلزار لیے پھرتی ہی
روح بار غم دلدار لیے پھرتی ہی

یہ اشعار سنکر خواجہ حیران ہوے کہ کون خوش آواز گا رہا ہی یا تو طرف لشکر خار خار کے جاتے تھے یا طرف اُس آواز کے متوجہ ہوے چند نخلستان طی کیے تھے کہ دیکھا ایک باغ عظیم الشان چہار دیواری سنگ مرمر سپید کی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہواے سرد کے فرّاٹے چل رہے ہین اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہی خواجہ بلا تکلف باغ مین داخل ہوے یہان خار خار و بہار و میمونہ و حاضرین وقت یہ سب سامان دیکھ رہے ہین ملک بہار نے کہا ای خار خار خواجہ عمرو ایک باغ مین گئے خار خار نے کہا حضور ملاحظہ فرمائین یہ ساربان زیادہ اپنی عیاری پر بڑا ناز کرتا ہی اپنے دام مین آپ پھنسیگا لیکن خواجہ جب باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون چمن نہایت لطف سے آراستہ نرگس شہلا کی آنکھون پر جوبن عندلیبان پرفن پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین شاخین دست تمنا درختونکا جھومنا سبز پوشان گلشن اپنا جمال دکھا رہے ہین سرو کا اکڑنا عندلیب خوشنوا کا صبا اور گلچین سے لڑنا صیاد خود دام رگ گل مین گرفتار جوش پر فصل بہار خواجہ نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہو اُس پر ایک نازنین چہاردہ ساله گرد چند کنیزین چنگ مرصع ہاتھ مین بصد ناز و ادا گا رہی ہی خواجہ گانا سنکر بیقرار ہوگئے نخل کے پہلو مین بیٹھے ہوے گانا سُن رہے ہین ایک کنیز واسطے رفع حاجت زیر نخل آکر بیٹھی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آئے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین خواجہ

حیران ہین کہ مین کیونکر اپنا رنگ جماؤن کہ صاحب صحبت نے خود متوجہ ہوکر کہا کیون گلشن آج تم کچھ نہ گاؤگی خواجہ تو چاہتے ہی تھے کہ مین گاؤن عرض کی بہت خوب سازندون کو حکم ہو سازندون نے ساز بجائے خواجہ نے گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

روز و شب صدمے اُٹھاتا ہون زمانے کے لیے
خلق ہون خلق خدا کا رنج کھانے کے لیے

بعد مردن یاد آئیگی فضائے کوے دوست
خلد مین تڑپینگے ہم دنیا مین آنے کے لیے

مژدۂ جان بخش ہی یہ زہر کے قائم مقام
اُسکی جانب سے رقیب آیا بلانے کے لیے

قبر پر اُس کشتۂ ساعد کی پہونچے ہو اگر
کھُرے پہونچون کے اُتارو تم چڑھانے کے لیے

مین نے جو عارض دکھانے کا سوال اُس سے کیا
ہوگیا موجود وہ آنکھین دکھانے کے لیے

لاکھ غم ہون ہم مگر ہونگے نہ دل برداشتہ
تیرے در پر بیٹھے ہین صدمے اُٹھانے کے لیے

واہ کیا انصاف اُلٹا ہی ترا ای بدمزاج
ہمکو رُلوایا رقیبون کو ہنسانے کے لیے

سیر کو گلشن مین جیسے لوگ جائین ای قبول
آئے ہین دنیا مین ہم دنیا سے جانے کے لیے

وہ نازنین بہت خوش ہوئی کہا خواجہ عمرو آپ نے اپنے کو کیون پوشیدہ کیا اپنے کو ظاہر کیجیے خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا پونچھ ڈالا بصورت اصلی ہوکر صحبت مین اُس نازنین کے بیٹھے خواجہ تو عاشق جمال ہوے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین سامنے اُس نازنین کے لالٹین یاقوت نگار رکھی ہی یہ جو معرکہ خواجہ پر گذر رہا ہی بہار و خار خار و میمونہ و حاضرین وقت یہ لطف دیکھ رہے ہین خار خار کہتا ہی حضور ملاحظہ فرمائیے عمرو کس حال مین بیٹھا ہی عمرو نے باتین کرتے کرتے طمع تو انتہا کی ہی لالٹین کو اُٹھایا جیسے ہی خواجہ نے لالٹین کو اُٹھایا چھوتے ہی وہ لالٹین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی جیسے ہی وہ لالٹین ٹوٹی اُس نازنین نے منہ پیٹ لیا کہا خواجہ بڑا غضب کیا یہ لالٹین ملکہ سنگین سرانداز کی ہی وہ ہم پر آفتین برپا کریگی خواجہ نے کہا پھر ملکہ اب مین کیا کرون اُس نازنین نے کہا خواجہ میرے واسطے بھی قباحت ہی مین تو قبول دونگی کہ خواجہ نے لالٹین کو توڑا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگرنی سیہ فام بدانجام سپر شمشیر آگے رکھے ہوے آئی نازنین نے گھبرا کر کہا او خواجہ غضب ہوا سنگین سرانداز آگئی زمین پر آکے اُتری خواجہ نے چاہا اُٹھکر بھاگون خیال کیا کہ یہان سے اُٹھا نہین جاتا سنگین نے آتے ہی جو لالٹین کو دیکھا کہا کیون ای ملکہ

شورش جادو ہماری لالٹین کو کسنے شکست کیا اُس نازنین نے تھرا کر کہا یہ حرکت خواجہ سے ہوئی
ہی پلٹ کر زمین کو اشارہ کیا کہ پائون خواجہ کے پکڑ لیے اور کہا اے عمرو تو نے دل سامری کو شکست
دی عمرو نے ہر چند تڑپا پھڑکا کہا حضور مین اُسکی قیمت حاضر کردون سنگین نے کہا تو اُسکی قیمت کیا
دے سکتا ہی سامری و جمشید نے خاص اپنے ہاتھ سے بنائی تھی ہنے چوکری کو روشنی کے واسطے دی
تھی صاحب زادی نے تمھارے گانے کو پسند کیا یہ کہکر اُس نازنین کو پانچ چار کوڑے مارے کہ تمام
بدن اُسکا فگار ہو گیا کنیزون سے کہا اِس گیسو بریدہ کو لیجا کر جب تک چھوٹے اُسکے نخل مین باندھ دو اور
چاہ تاریک مین لٹکی رہے کنیزین اُسی حال پر لال مین لیچلین کہ اُسکے بدن سے قطرات خون ٹپکتے
ہوے لباس پارہ پارہ بلک بلک کر روتی تھی کبھی طرف خواجہ کے دیکھکر آواز دیتی تھی اے شہنشاہ
اوج عیاری تمھاری محبت مین یہ جفا اُٹھائی دیکھیے اب رہائی ہماری کب ہو نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے

کب دل ترددمنزل تسکین پائے **نظم**

یاد گھر مین تجھے کیونکر کوئی مضطر نکرے
ای پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نکرے

تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو
اور بیخود مجھے فصاد کا نشتر نکرے

صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھولے وہ پری
آئنہ سامنے جب تک کہ سکندر نکرے

نوجوانو یہ وصیت ہی کسی عاشق کی
آگ مین کود پڑے عشق کوئی سر نکرے

بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی
دلکو شیرین کیطرح سے کوئی پتھر نکرے

مین نے دل اُسکو دیا پر نہین الفت کا یقین
جان بھی اپنی جو دے دون تو وہ باور نکرے

اس قدر سوز دروں ہی کہ اگر مین پھونکون
زندگی آگ مین اکدم بھی سمندر نکرے

شور اگر ہو کہ یہ عشق لب شیرین کا ہی جوش
سامنا دیدۂ گریان کا سمندر نکرے

آب چاہِ ذقن صاف تو کب دیتا ہی
آبِ خنجر بھی جو چاہون تو گلا تر نکرے

نظر آجائے وہ ہمکو یہ نہایت ہی محال
شار جب تک وہ کمر اپنی برابر نکرے

دل بھی سینہ بھی جگر بھی یہ ہوے سب زخمی
جو کچھ ابروے کیا کام وہ خنجر نہ کرے

دل مرا لے کے کبھی بات نہ پوچھی پھر کر
جو ستم تو نے کیا ہی کوئی دلبر نہ کرے

لات کیون ماری علی نے جو یہ دنیا ہی خوب
جو غلام اُنکا ہو وہ خواہش افسر نکرے

کامیاب اور ہوے ہم رہے محروم قبول | کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اس نازنین کا یہ اشعار پڑھنا اور اشارے کرنا کہ اے عاشق جانباز مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے مجھکو یہ اسی آفت مین مارڈالیگی مجھسے یہ جفا نہین سہی جائیگی خواجہ اُٹھنے کے لائق نہین ہاتھ پاؤن بالکل بیکار جب اُٹھتے ہین ممکن نہین ہوتا زمین پاؤن تھامے ہوے ہی جب کنیزین اُس نازنین کو سامنے سے لیگئین سنگین سرانداز نے عمرو کی آکر مشکین باندھین کہا اے ساربان زادے تیری ذات سے یہ سارا فساد برپا ہوا مین نے اپنے بچی کا یہ حال کیا اب کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی اس جفا سے تجھکو مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے خواجہ نے کہا اے سنگین سرانداز اسقدر سنگدلی کرنا مناسب نہین مین عنظلی آباد ایسے شہر مین گیا جہان صندوق معلق کی خدائی تھی آب معبود یہ ایک تالاب تھا اُسپر زاغ نر و مادہ آبسمین ہم جفت ہوتے تھے دیوزاد و پریزاد پیدا ہوتے تھے تعریف زردھشت کرتے ہوے پانی مین غائب ہوتے تھے جب روز جشن ہوتا تھا تو وہی دیوزاد پریزاد پانی سے پیدا ہوکر تعریف زردھشت مین مصروف ہوتے تھے مشہور تھا صندوق مین استخوان زردھشت ہین اور روز جشن وہ ہنگامے ہوتے تھے کہ ہوش انسان کے بجا نرہتے تھا ایسا غول بادیۂ ضلالت خار صحرائے وقاحت عجائب و غرائب دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ واسطے سجدہ کے سامنے صندوق کے جھکا بختیارک ایسا جہاندیدہ کار آزمودہ عجائب و غرائب دیکھکر دنگ ہوگیا آخر واسطے سجدے کے وہ بھی جھکا کہ وہ شیطان سرکار تھا تھا بڑے بڑے شعبدے دیکھ چکا تھا ابلیس دہل زن ایسا ساحر دیکھا کہ جو ڈھول پر تین چوبین لگاتا تھا ہزار کوس تک وہ آواز جاتی تھی لشکر صاحبقران کو اُسنے تین چوبین لگاکر بیہوش کیا مین آکر خوشحال زردھشت نما بنا اُس ایسے کو مارا ابلیس ایسا جہاندیدہ میری عیاری کو بات گیا رات مین نے نہ گذرنے دی مگر تم ایسی ساحرہ نگاہ سے نہین گذری مین چاہتا ہون کہ تمکو سجدہ کرون اے ملکۂ عالم مجھکو قتل کرکے کیا حاصل ہوگا مجھکو نوکر رکھیے بڑے کام آؤنگا بی ماہرخ کو میری قدر نہین تین روپیہ ماہواری مقرر ہی وہ بھی چھ چھ مہینے تنخواہ چڑھی رہتی ہی غیر حاضری بھی کٹ جاتی ہی ہمتو تمہارے پاس قید ہوے اور وہان یہ

اعتراض ہوگا کہ آج عمرو سلام کو نہین آیا غیر حاضری کا دن لکھدیا جائیگا اور جو غیر حاضری لکھنے والا ہی وہ ایسا سخت کمبخت ہی کہ ایک غیر حاضری کے چار دن لکھتا ہی ایسے قدردان کے پاس رہنا نہین چاہتا سنگین سرانداز نے کوئی بات عمرو کی قبول نہ کی کھینچتی ہوئی عمرو کو لیچلی ایک درخت مین لاکر عمرو کو اُلٹا لٹکا دیا چند کنیزین جو حاضر تھین اُنسے کہدیا ذرا خیال رہے ایسا نہو کوئی اسکی رہائی کو آئے بڑے بڑے اسکے معین و مددگار ہین ضرور آکر رہا کرنے کا ارادہ کرینگے جب کوئی ساحر یا غیر ساحر آئے مجھکو فوراً خبر کرنا مین سمجھ لونگی یہ کہکر سنگین سرانداز چلی گئی بہار و خار خار و میمونہ وغیرہ نے یہ سب معاملہ بلا تکلف دیکھا خار خار کے بہار نے ہاتھ چوم لیے خار خار نے کہا ابھی آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا ہی کل میدان کارزار مین ملاحظہ فرمائیے گا سب مسلمان اسی باغ مین جاکر قید ہونگے دیکھا آپ نے ساربان زادہ کیونکر جاکر پھنسا ساری عیاری مکاری بھولا کچھ مکر نہ چلا سب تعریفین کرنے لگے میمونہ نے کہا ای خار خار کل ہم تم ملکر سحر کرین خار خار نے کہا بہت خوب کل ان سبکو مسحور کرکے خاتمہ کرین دوسرے قلعے پر چڑھ چلین یہان تو یہ صلاحین ہو رہی ہین مگر ملکہ بران شمشیر زن سرنگون پریشان بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ صاحبو میرے ذہن مین نہین آیا کہ باغبان قدرت و مخمور کہان جاکر قید ہوے کیونکر پتہ لگاؤن اس سوچ مین بیٹھی تھین کہ ایک پرچہ کاغذ کا گود مین آکر گرا ملکہ بران نے اُٹھاکر اُسکو پڑھا طرف سے نور افشان کے مرقوم تھا ای نور نظر ہم پر سب ظاہر ہی جو تم پر گذر رہا ہی مگر ظاہر ہوکر آنا مناسب نہین لوگ ہمکو مطعون کرینگے خواجہ عمرو قید ہوگئے ذرا مین نے غفلت کی تھی سحر خار خار کا تیار ہوگیا خواجہ عمرو ایسے عقلمند جاکر پھنسے بڑی تکلیف مین یہ شب گذریگی بوقت سحر تم خود میدان کارزار مین نکلنا کل اس بندر یا دالی اور خار خار سے سمجھنا ہی تم وہ سحر کرنا جو روز شکست دریا تمسے ظہور مین آیا تھا کل خار خار و میمونہ دریاے سحر تیار کرینگی اُس دریا مین تڑپ کے گرنا ای نور نظر ہم تمھاری آبرو بڑھاتے ہین ہمکو بھی بہار کا بڑا افسوس ہی خدا چاہے تو کل یہ تردد دور ہوجائے بُران یہ نامہ پڑھکر خاموش ہوگئین لیکن خواجہ کے واسطے بڑا افسوس کیا برق فرنگی نے جو اُستاد کا قید ہونا سنا بہت بیقرار ہوا بارگاہ سے نکلا صحرا مین جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہر اد یکھا ایک جادوگر آتا ہی برق فرنگی نے

کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا خار خارہ کی شکل بنکر اُسی مقام پر ٹہلنے لگا اُس ساحر نے سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم اِسوقت آپ یہان کیون تشریف لائین خار خار نقلی نے کہا بھیا مین اپنے سحر کے تیار کرنے مین مصروف تھی دل گھبرایا اودھر نکل آئی مگر بھیا وہی سحر جو مین نے کیے ہین وہی میرے خیال مین ہین مین نے تمکو نہین پہچانا اُس ساحر نے کہا غلام قدیم سنگین سر انداز کا موسوم بہ منتظم عمرو کو جو حضور نے قید کیا اُسکے انتظام کو جاتا ہون رات بھر اُسکی حفاظت کرونگا صبح کو سر کاٹ کے خدمت مین حضور کی بھیجونگا برق نے کہا ملکہ سنگین سر انداز کہان ہین ساحر نے کہا وہ سامنے قصر سیاہ جو آراستہ ہی اُسمین ملکہ سنگین سر انداز بیٹھی ہین برق نے کہا مین تجھسے صاف صاف کہون مین فکر مین بر ان کی نکلی ہون دیکھو وہ سامنے آتی ہی جیسے ہی ساحر پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے بیہوش کر کے اُسکو کنارے ڈالدیا منتظم کی شکل بنکر طرف قصر سنگین سر انداز کے چلا سنگین سر انداز بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ منتظم آکر پہونچا جھک کر سلام کیا سنگین سر انداز نے کہا کیون اے منتظم تم کیون پلٹ آئے عرض کی مجھے حضور سے دریافت کرنا منظور تھا آپ سے دریافت کرون کہ صبح کو عمرو کو ضرور قتل کرونگا آپکے حکم سے سواے شوکت حمزہ گر جائے کل عمرو قتل ہوا اسوقت مین حاضر ہوا کہ مجھکو یہ خیال آیا کہ حضور تنہا بیٹھی ہونگی جا کر حضور کا دل بہلاؤن سنگین سر انداز نے کہا مجھکو خوف ہی ایسا نہو کنیزون کو دم دلاسہ دیکر عمرو نکل جائے لیکن اُس باغ سے نکلنا دشوار ہی برق نے کہا حضور پھر کیا کر سکتا ہی کنیزون نے آپ کی آنکھین دیکھی ہین وہ کیا دھوکا کھائینگی غلام راہ مین آتا تھا ایک گویے کا لڑکا کس لطف سے یہ غزل گا رہا تھا مین نے یاد کر لی ذرا سماعت فرمائیے یہ کہکر مسخرہ پن کرنے لگا یہ اشعار سامنے ملکہ سنگین سر انداز کے بصد جوش و خروش گانے لگا

نظم

وہ بحر حسن رہے بحر مین کہ بر مین رہے	کبھی وہ دل مین رہے گاہ چشم تر مین رہے
دہن ہی آنکھ مین اُسکو نہین جلوہ گر بہشت	صدف صدف مین رہا اور گہر گہر مین رہے
عدم کو پہونچے اسی انزوا کنجی مین	ہمیشہ گھر مین رہے ہم مگر سفر مین رہے
ہو رشکِ سرو جنان قد ترا یہ بوٹا سا	جو ایک پل بھی صنم میری چشم تر مین رہے

نہ رُخ کے بوسے ملینگے نہوگا دل کو قرار — بس اب یہ داغ بھی ای لالہ رو جگر مین رہے
ہم اپنی جان محبت مین اُسکی دیتے ہین — ہمارا رشتۂ جان بھی تری کمر مین رہے
وہ سادہ رو جو کرے اپنے حُسن پر مفتون — تو ایکدم بھی نہ آئینہ اپنے گھر مین رہے
وہ آیا گود مین میری تو مین ہوا بیہوش — ہزار حیف کہ مین غش رہون وہ گھر مین رہے
کہان انکا وصل کوئی بات بھی ہوئی نہ نصیب — تمام شب ہوئی ہم دہشت سحر مین رہے
فراقِ یار جلایا کیا وہان بھی ہمین — رہے بہشت مین یون جسطرح سقر مین رہے
ہر دل مین داغ سیہ اُسمین یاد ابرو کی — ہلال حسن کا جسطور سے سپہر مین رہے
وہ ادا قبول جیسے گو ہزار پردون مین — ہمیشہ چشم تصور سے یہ نظر مین رہے

اِس رنگ سے برق نے یہ اشعار پڑھے سنگین نے کہا ای منتظم اسوقت تمنے کس لطف سے
یہ اشعار گائے جس کسی سے تمنے یہ اشعار سنے وہ تو خوب ہی گاتا ہوگا برق نے کہا حضور ایسا
گاتا تھا کہ مین پہر بھر کامل درخت کے نیچے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا تو مین ناچار ہو کے چلا آیا ہوا
سرد جو بہ چلتی تھی نشہ بھی شراب کا اُتر گیا اگر حضور مہربانی فرمائین ایک تھوڑی سی شراب
ممکن ہو پھر غلام کا گانا سنے سنگین سرانداز نے اشارہ کیا میز پر گلابی رکھی ہی اُٹھا لو برق فرنگی
نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا مُنھ مین اپنے دو طمانچے مارے کہا حضور پہلے آپ نوش کرین ادب
کے سراسر خلاف ہی بعد آپ کے مین پیونگا یہ کہکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا حضور پہلے
آپ نوش کرین بے ادبی معاف فرمائیے گا سنگین سرانداز نے خوشی مین ہاتھ بڑھا دیا جام پی لیا پھر اکر
کہا ای منتظم مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا حضور اُٹھکر ٹہلین سنگین سرانداز گھبرا کر
اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی برق نے زبان مین سوزن دی اور پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی
سوچا کہ ایسا نہو اِسکے قتل کرنے سے خارخارہ کو اطلاع ہو جائے پشتارہ باندھکر اُسکو کونے
مین ڈالدیا اب حیران ہی کہ ای برق باغ مین نے نہ پوچھ لیا کہ خواجہ کس باغ مین قید ہین اب
کیا تدبیر کرون سنگین کی شکل بنکر برق مکان سے باہر نکلا باغ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان خواجہ
اُلٹے لٹکے ہوئے ہین چار کنیزین گرد بیٹھی ہین ایک کنیز دمبدم اُٹھکر عمرو کو آزار پہونچاتی ہی آخر
عمرو نے چپکے سے کہا کیون ای ملکۂ عالم کوئی تدبیر ایسی بھی ہی کہ ہماری جان بچ جائے

کنیز نے کہا خواجہ تمہارا بچنا دشوار ہے ملکہ خار خارہ پہ تمنہ عیاریان کہین صبح کو تمہین جلاد قتل کریگا عمرو
نے چپکے سے کہا ہمارے پاس کچھ مال ہے تمہین بلا سے لیلو مگر ہم پر بدعت نکرو اُس کنیز نے کہا خواجہ
تمہارے پاس کیا ہے عمرو نے کہا روپیہ اشرفیان سب کچھ موجود ہین لیکن یہ تینون جو بیٹھی دیکھ رہی
ہین انکو تو ہٹادو ورنہ یہ مالک سے کہدینگی بدنامی ہوگی کنیز نے کہا ان تینون کو کیونکر غافل کرون
عمرو نے پڑیا بیہوشی کی کمر سے نکالی کہا شراب مین ملا کر یہ پلادو بیہوش ہوجائینگی پڑیا لاکر اُن تینونکو
پلائی وہ تینون پیتے ہی بیہوش ہوئین اب خواجہ نے کچھ روپیہ نکال کر کنیز کو دے کہا بوا میرا ہاتھ کھولدو
تو مین اشرفیان بھی دون اُسنے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کچھ اشرفیان زنبیل سے نکالکر دین اُسی
کنیز نے کہا یہ بٹوا کیسا ہے خواجہ نے کہا بٹوے مین ایک ڈبیا ہے اُسمین میری جان رکھی ہے اسکو کھولکر
نہ دیکھنا یہ کہکر بٹوا ہاتھ مین دیا عمرو نے بہت تاکید کی کہ خبردار خبردار اسمین کی ڈبیا نہ کھولنا
ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا یہ کہکر عمرو نے منھ اُدھر سے پھیرا اُس کنیز کو بڑا شوق ہوا یقین
ہوا اسمین کوئی ہیرا ہے عمرو کی طرف سے منھ پھیر کر بیٹھی ڈبیا کو ہاتھ مین لیا زور کرکے کھولا کھولتے ہی
ڈبیا سے بیہوشی نکلی کنیز بیہوش ہوکر گری عمرو نے بہ تعجیل تمام اُس کنیز کو زنبیل مین ڈالا جیب
کنیز زنبیل مین گئی کہا اے کالے غلام لکڑیان لیکر دوڑے کہتے ہوے اسکے کپڑے اُتار کو دیکھو
کپڑا رہنے نہ پاوے ایک کہتا ہے ہمین اس کپڑے کا حساب دینا پڑیگا خواجہ عمرو بعد سال کے حساب
لیتے ہین اگر ایک دھجہ کم ہوا پانچ روپیہ لکھے جاتے ہین لہذا حفاظت ضرور ہے ایسا نہو کوئی کپڑا
پھٹجاوے تو اُستاد جمع کاٹ لینگے جسدن تنخواہ ملتی ہے سب کتابین دیکھی جاتی ہین کنیز کی جان
عجب کشاکش مین ہے لونڈیان غلام لکڑیان تانے سر پر کھڑے ہین بمشکل اسنے کپڑے اُتار کر
دیے کپڑے لیکر غلام سیہ چلا گیا اب کنیزین بہ کھنچی ہوئی آے باورچی خانے مین لائین ایک کہتی ہے چولھا
پھونک ایک کہتی ہے یہ خیال رکھنا کہ کوئی شے جلنے نپاوے اگر کسی شے مین داغ لگا اور خواجہ نے کھانا
کم کھایا تیرے ہاتھ جلاے جائینگے کنیز تو اس مصیبت مین ہے خواجہ نے اُس کنیز کو گرفتار کرکے اُن تینون
کنیزون کے سر خنجر سے کاٹے کپڑے بھی اُتار لیے اب خواجہ باغ سے نکلے حیران ہین کہ خواجہ
یہ کیا حرکت تھی کس بلا مین آکر پھنسے لشکر مین کیونکر خبر پہونچی ہوگی تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے
سے دیکھا سنگین سرانداز چلی آتی ہے برق خواجہ کو دیکھکر خوش ہوا خواجہ کو تردد ہوا آنکھ جو ملا کر

خواجہ نے دیکھا دوڑ کر گلے سے لگایا کہا بیٹا برق خدا نے فضل کیا برق نے کہا اُستاد کیونکر رہائی پائی عمرو نے سب کیفیت بیان کی برق نے کہا اُستاد چلکر سنگین سرانداز کو بے لیجیے مناسب ہو قتل کر ڈالیے عمرو نے کہا خدمت مین ملکہ مہ جبین کی لے چلو اُس قصر مین آئے سنگین سرانداز کا برق نے پشتارہ باندھا سکان کو بالکل خواجہ نے لوٹ لیا برق اور خواجہ چلے خار خار پڑی ہوئی سو رہی ہی سحر تیار کر کے سوئی ہی عالم خواب مین دیکھا کہ عمرو چھوٹ گیا سنگین سرانداز کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہی بس گھبرا کر اُٹھی بہار کی بارگاہ مین آئی بہار کو جگایا بہار گھبرا کر اُٹھی خار خار نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے سنا مین نے ابھی خواب مین دیکھا کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا بہار نے کہا فکر کرنا واجب و لازم ہی خار خار نے ایک دستک دی چار پانچ کنیزین آکر حاضر ہوئین خار خار نے کہا جلد خبر تو لو باغ دلکشا کی خبر لاؤ عمرو وہان قید ہی کنیزون کو ہوشیار کر آؤ ایک کنیز گئی تھوڑے عرصہ مین آئی کہا واری تین کنیزون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کپڑے تک کوئی اُتار لیگیا ننگے لاشے پڑے ہین ایک کنیز کا پتا نہین ہی کہ کیا ہوئی یہ سنکر خار خار نے منھ پیٹ لیا ملکہ بہار سے کہا دیکھیے جو مین نے خواب دیکھا میرا رویاے صادقہ تھا سنگین سرانداز پر کیا گذری یہ کہکر ایک آئینہ اُٹھا کر دیکھا آئینے مین صاف معلوم ہو گیا کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش خواجہ عمرو ساتھ ساتھ ایک صحرا مین جاتے ہین ایک دستک دی کہا ای راہبران دونون کو لینا خواجہ عمرو و برق جاتے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کوئی آفت رسیدہ بلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار بہ کیفیت تمام گا رہا ہی نظم

زوال نور اب ای چشم تر تمھارا ہی
مرا ضرر نہین رونے مین ڈر تمھارا ہی

مجھے شہید کرو عزم اگر تمھارا ہی
تمھین نہ چاہیے ڈر مجھکو ڈر تمھارا ہی

پٹیت بام ہر ای جنگجو جو آ بیٹھا
مجھے یقین ہوا نامہ بر تمھارا ہی

قیام ایک جگہہ پر تو کر کے زندہ کرو
دماغ و دل ہر اک ایجان گھر تمھارا ہی

جو تیغ کھینچکے تم آؤ سر جھکاو ون مین
یہ جو سر اپنا ہی گروہ ہنر تمھارا ہی

طریق عشق مین کعبے کی راہ مین بھولا
بتو خدا کا نہین خوف ڈر تمھارا ہی

وہ داغ ہی دل روشن کے داغ سے ہشکل
مرا رقیب ہی عاشق قمر تمھارا ہی

گرایا کرتے ہو کعبہ کمال جرأت ہی — دُکھایا کرتے ہو دل یہ جگہ تمھارا ہی
بساؤ دل کو جو جنگل سے لگ رہا ہی ڈر — جسے اُجاڑا ہی تمنے یہ گھر تمھارا ہی
پری پری تھین اور حور حور سمجھے ہی — بشر کے ہونے کا قائل بشر تمھارا ہی
اِدھر سے اپنے جو آنکھین چرائے بیٹھے ہو — خیال کیا ہی تصور کدھر تمھارا ہی
ابھی سے قبر مین لٹکائے پانوءن بیٹھا ہون — ہی پا تراب مرا اگر سفر تمھارا ہی
تصور آکے دُکھا جاتا ہی مرے دل کو — تمھاری یاد مین بالکل اثر تمھارا ہی
جہان ظہور کیا تھا وہین شہید ہوے — جو گھر خدا کا ہی شاہا وہ گھر تمھارا ہی
قبول کو نہ جدا جانیو کبھی ای جان — یہ دور سبکے ہی نزدیک پر تمھارا ہی

خواجہ نے کہا ای برق یہ کون درد رسیدہ ہی کس سوز و گداز سے گا رہا ہی برق و خواجہ اُسیطرف چلے ایک نخل کے سائے مین دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بال سر کے پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بلک بلک کے رو رہی ہی خواجہ اور برق بیقرار ہو گئے قریب جاکر اُسکے بیٹھے عمرو نے پوچھا ای مہ جبین ای گلعذار ای ماہ پیکر ای سمن بر تو کون ہی اس آوارگی کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی کہا آپ لوگ کیا پوچھتے ہین کیا حال بیان کرون ہمارا حال لایق کہنے کے نہین ہی ایک دشمن دین و ایمان پر تقدیر نے مائل کرایا اُس جوش و محبت نے یہ صحرائے ہول خیز دکھایا خواجہ عمرو نے کہا آخر وہ کون شخص ہی اُس نازنین نے ایک تصویر بغل سے نکالی ہاتھ مین خواجہ کے دی اب جو عمرو نے بغور دیکھا تصویر صاحبقران زمان کی ہی عمرو نے کہا ای مہ جبین یہ تصویر ہمارے آقائے نامدار مولا کے قدر شناس کی ہی تمنے اُنکو کیونکر دیکھا نازنین نے کہا مین نے عالم خواب مین دیکھا ہی جب مین نے بہت پوچھا کہ حضور سے کیونکر ملاقات ہو ارشاد فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار ہمارا یار وفادار ہی اُسکی معرفت ہم سے ملاقات ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای مہ جبین حقیقت مین مین اُس شہریار کا نمکخوار ہون آنکھون سے تمھاری خدمت کرونگا لشکر مین چلو اُس نازنین نے کہا خواجہ جو مین نے خواب دیکھا تھا اُسکا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا کیون میان برق فرنگی یہ پشتارے مین کون بندھا ہی برق نے کہا سنگین سر انداز اس پشتارے مین ہی ہمارے اُستاد کو اسنے قید کیا تھا اِسکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین اُس نازنین نے کہا ذرا اِسکا پشتارہ کھولو برق

نے پشتارہ زمین پر رکھدیا اُس نازنین نے پتلے پتلے ہاتھون سے پشتارہ کھولا دیکھا سنگین سر انداز
ہوشیار ہوئی ہی زبان مین سوزن مبتلاے رنج و محن کبھی آنکھ کھولتی ہی کبھی بند کرتی ہی اُس نازنین نے
ظاہر مین کہا کیون او سنگین سر انداز تو نے ہمارے دوست عمرو عیار کو قید کیا تھا و کھانے کو
ایک آدھ گھونسا بھی مارا ذرا جو نگاہ عمرو و برق کی پلٹی اُس نازنین نے سنگین کی زبانسے سوزن کو نکال لیا
کہا ای سنگین سر انداز اُٹھو برق نے چاہا بھاگون سنگین سر انداز نے ایک دو ہتھڑ مارا برق
تو زمین پر گرا یہ طرف عمرو کے چلی عمرو نے کمر سے گولہ نکالا کہا ای سنگین سر انداز تو سمجھتی ہی کہ مین
سحر نہین جانتا یہ کہکر گولہ پھینکا سنگین سر انداز نے چٹکی ماری گولہ پھٹا چھینٹین پانی کی اُڑین مُنہ پر جو
قطرے پڑے سنگین سر انداز لڑکھڑا کے گری عمرو نے خنجر مارا سنگین کا شکم چاک قصہ پاک پلٹکے
دیکھا وہ معشوقہ پانی ہوکے بہگئی خواجہ نے برق سے کہا نکل چلو برق و خواجہ جست و خیز کرتے
ہوئے چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا ہی کہ دیکھا دو جادوگر چہار جانب دیکھتے ہوئے پیدا ہوئے
عمرو و برق کو دیکھکر پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم راستہ بھول گئے ہین بتا دو برق
نے کہا اُستاد نہ ٹھہریے اُن سے پکار کر کہا ہم پلٹ کر آتے ہین یہ کہکر ایک جانب بھاگے وہ دونون
جادوگر کھڑے دیکھا کیے پھر اُنھون نے پکار کر کچھ نہ کہا عمرو نے کہا ای برق ناحق کو بدگمانی تھی یہ
دونون اصل مین راہ گیر تھے برق نے کہا اُستاد دل کو تو خوف ہی عقل سے معلوم یہ ہوتا ہی کہ ہمارا حال
خارخار دیکھ رہی ہی جب تو ہمین راہ مین آکر اُس نازنین نے روکا کیا جال پھیلایا کہ جسمین ہم ایسے
مرغ زیرک پھنسے یہ باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ زمین شق ہوئی وہی دونون جادوگر زمین سے
نکلے اور پکار کر آواز دی کیون صاحبو تم جو بھاگے ہم کچھ تمسے مانگتے تھے راہ بھولے تھے تمسے پوچھنا منظور تھا
اور تم ہمکو دشمن سمجھے ہو تو اب ہمارے ہاتھ سے کہان جاؤگے عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون برق تڑپا
چاہا کہ خنجر لپک کر مارون اُن دونون نے ماش کے دانے پھینکے کہ دونون کے پاؤن زمین نے
تھام لیے دونون نے آکر نعرہ کیا ایک نے آکر کہا منم کجراے اور ایک نے کہا منم کجراست
خواجہ و برق کی کمر مین ہاتھ دیا لیکر چلے ہر چند عمرو و برق نے فریاد کی کہ ہمین چھوڑ دو اُن دونون
نے کہا سنگین سر انداز کو مارا حکم ہی ملکہ خارخار کا کہ ساربان زادیکو اور برق فرنگی کو زندہ
نہ چھوڑنا فوراً قتل کر ڈالنا عمرو نے سر جھکا دیا کہا بھائی یہ سر حاضر ہی کاٹ لو بیشک ہمسے

تھا تو ہوئی اُسنے جو ہمارے ساتھ کیا ہمنے بھی اُسے مار ڈالا اب آپ کو اختیار ہی ان دونون جادوگرون نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی دیکھا دو جادوگر ادہر آئے سیہ رو گربہ منظر آتے ہی اُن دونون نے کہا ای نگہبانان صحراے سبزہ رنگ ہمین کیون یاد کیا ذرا انھون نے کہا عمرو عیار و برق کو ہمنے گرفتار کیا ہی ان دونون کو صحراے مغیلان مین لیجا کر قید کرو ملکہ خار خار کو اطلاع کرو اُن دونون نے عمرو و برق کو ہاتھ پر لیا لیکر روانہ ہوے عمرو و برق بلک بلک کر دعائین مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ان ظالمونکے ہاتھ سے بچالے کس آفت مین تقدیر نے مبتلا کیا ہی تو کریم و رحیم ہی

نظم

خدا است مالک املاک و فالک الافلاک — ہر آنکہ کرد عطا نور جان بتودۂ خاک
چہ است بندۂ ناچیز اینقدر بیباک — چہ است آدم کم زور اینقدر چالاک
خدا است آنکہ شرف داد خاک انسان را — بعلم و عقل و قیاس و فراست و ادراک
بمال و دولت و زر ساخت پایہ اش افزون — سپہر و گنج زر و کرد صاحب املاک
غبار چشم مکدر ز ہر کہ در شست — نمود خاک وجودش ز ہر نجاست پاک
طریق بندگی آموخت بندۂ خود را — نہاد گردن عجزش بعاجزے بر خاک
خدا است آنکہ ز قطرہ گہر کند پیدا — ز ابر آب بہار و گل آرد از خاشاک
بہ بند حرص و طمع بندہ شد چرا پابند — کہ خانہ خانہ بگردد براے لقمۂ کاک
چرا فقیر خدا دوست صاحب تجرید — براے حاصل دنیاے دون شود غمناک
بکنہ ذات الٰہی نمیرسد انسان — بود اگرچہ خردمند و فاضل و درّاک
بحمد حضرت حق باش ہمہ دم شاغل — بدار عافیت خود مدار از کس باک

عمرو و برق دونون بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین اپنی جان سے بیزار دونون جادوگر دونون کو کشان کشان لیے جاتے ہین جہان بہ یہ زیادہ روتے ہین مارنے کا ارادہ کرتے ہین خواجہ و برق خاموش ہو جاتے ہین آخر راہ مین خواجہ نے فرمایا حقیقت مین ہم نے بڑے بڑے ممالک ساحران مین پھرے کیسے کیسے ساحر نظر سے گذرے مگر تم ایسے ساحر نہین دیکھے ہمارا ملکہ ایسی ساحرہ کہ جو ایک سحر مین زمین کو آسمان پر پہونچاتی تھی نعرون سے زمین ہلاتی تھی

ہم اُسکے ملک مین پہونچے اُسنے چاہ الماس بے لوح کا طلسم بنایا تھا در بند آراستہ کیے وہان انسان کو راستہ نہ ملتا تھا مگر ہم پہونچے اُسکے بنائے ہوے در بند مٹائے بعد مٹانے در بند کے مقابلہ مین دامہ کے پہونچے صاحبقران کے ساتھ ساحران عالم جمع تھے شہنشاہ شہریار و شہنشاہ طلسم ہزار اسپ و عزیز داران مالک بن زردهشت وغیرہ یہ بھی سب موجود تھے آخر دامہ کو مین ہی نے مارا لیکن تم ایسے ساحر نگاہ سے نہین گذرے وہ ساحر کچھ سماعت نہین کرتے دونون کو لیے جاتے ہین کہ صحرا کی جانب سے ایک مرد ضعیف پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی ارے جادوگرو تمنے ان غریبون کو کیون گرفتار کیا ہی چھوڑ دو یہ سنکر اُن دونون نے جواب دیا ای شخص تجھے کیا دخل ہی یہ دونون عیار مکار کشندۂ ساحران غدار ہیں ہمکو حکم ہی کہ انکو لیجا کر قید کرین ایسا آزار پہونچائین کہ یہ تڑپ تڑپ کے مرین جادوگرو نکو آرام ملے بڈھے نے قریب آکر کہا ہمین ان باتون سے کیا کام ہی جیسی مکاری کرینگے ساحری و جمشید سے سزا ملیگی ہماری صلاح یہ ہی کہ انکو چھوڑ دو اپنے کو انکے خون مین مبتلا نکرو اُن دونون نے کہا بڈھے تجھے اس مقدمہ مین کیا دخل ہی ہم ہرگز انکو نہ چھوڑینگے بڈھے نے کہا اب تمھین چھوڑنا پڑیگا ایک نے پشتارہ برق کا زمین پر رکھدیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا بڑے میان جاؤ اپنا راستہ لو ورنہ تمھارا ابھی سر کاٹ لینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا دیکھنے مین تو بڈھے کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ نحیف و ضعیف بھی تھا مگر بڈھے نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر جو ایک طمانچہ مارا سر جادوگر کا اڑگیا دوسرے سے کہا پشتارہ رکھدے اُس جادوگر نے ماش کا دانہ مارا بڈھے نے ماش کے دانے کو دفع کرکے ایک لات ماری کہ اُسکے بھی استخوان چور چور ہوے بڈھے نے دونون کا پشتارہ اُٹھالیا کہا او مکار جادوگرون سے مین نے تمکو چھین لیا مین تمھارے کباب لگاکر کھاؤنگا اس بیشے مین چالیس بیٹے میرے رہتے ہین انکو گوشت انسان سے بڑی رغبت ہی بہت خوش ہوکر تمھارا گوشت کھائینگے برق و عمرو تڑپتے ہین منتین کرتے ہین کہ ای پیر روشن ضمیر ہم غریبون پر رحم لازم ہی بڈھے نے کہا تم ایسے ہی رحم کے لائق ہو ہمارے گھر ویران کیے ملک کیسے کیسے برباد ہوے تمھاری ذات سے بڑے بڑے نامدار ہوے عمرو نے کہا حضور مین تو اپنی چربی نکال کر بتیان ڈھالتا ہون مگر کچھ نفع نہین ہوتا آپ نے جو کچھ فرمایا ہو

بجا اور درست ہی لیکن ہمارا یہ کام نہین اسطرح کی باتین خواجہ نے کہین کہ بُڈھے نے ہنسکر کہا خواجہ تمنے ہمکو
نہین پہچانا تمھارے خیرخواہ دولت ہین مین نے بیٹھے بیٹھے قصر نور افشانی مین دیکھا کہ آپ
صحرا مین گرفتار ہوے خارخار بیٹھی سحر کر رہی ہی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکر ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین خواجہ نے بہ غور دیکھا نور افشان جادو کو پایا دوڑکر لپٹ گئے نور افشان نے کہا
خواجہ خارخار و میمونہ بلاے روزگار ہین دونون سحر کر رہی ہین مین اب رخصت ہوتا ہون اب آپ
بائین پر چڑھتے ہوے جائیے گا ایسا نہو پھر کسی بلا مین پھنسیے بعد تھوڑے عرصے کے صحراے
نرگس ملیگا کوئی کسیطرح کا آدمی ملے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا یہ کہکر نور افشان روانہ ہوے
خواجہ و برق کو نور افشان نے جو راستہ بتایا تھا اُسیطرف چلے سیر کرتے ہوے جاتے ہین کئی کوس
راستہ طی کر چکے تھے کہ کسی کے ہنسنے کی آواز آئی سر اُٹھاکر دیکھا صحراے نرگس چمن کا چمن نرگس کا
آراستہ خواجہ و برق نے جو بغور دیکھا تو وہی پھول مثل انسان کے ہنس رہے ہین ایک نخل کلان
ہی اُسپر ایک عندلیب بیٹھی ہی اُسنے مثل انسان کے پکارکر آواز دی ای آیندہ و روندہ یہ صحراے
نرگس ہی دیکھ بھال کے راستہ چلو ایسا نہو آنکھین پھوٹین مقام نگہ بازی نہین ہی صحراے پر بہار
واندوہگین ہی ہم کیونکر ظاہر کرین لیکن خیر تجھسے کیا چھپائین یہ کہکر اُس عندلیب نے ایک چیخ
ماری ایک غار پیدا ہوا عمرو و برق نے دیکھا اُس غار مین ہزارہا صندوق بھرے ہوے ہین عندلیب
نے کہا ہو خواجہ ان سب صندوقون مین مال ہی خواجہ کی رال ٹپکی جھپٹ کر خواجہ چلے کہ ایک صندوق
لون برق نے دامن پکڑا کہا اُستاد ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے تو کیسی خرابی ہو عمرو نے کہا بھوکے کو
پیٹ کی فکر رہتی ہی یہ کہکر صندوق پر ہاتھ ڈالا صندوق کو کھولتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا آنکھون
تک پہونچا کہ خواجہ و برق نابینا ہوکر زمین پر گرے وہ عندلیب غلغلک مار کر جادوگرنی بنی نعرہ کیا
منم عندلیب نرگستان خواجہ و برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا آنکھین بینا ہوگئین اس عرصے مین
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تمام عالم منور و روشن ہوگیا وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو گرفتار کرکے
لیچلی ہی کہ کان مین آواز نوبت نقارے کی آئی دیکھا ایک طرفسے لشکر بُرّان اور ایک طرفسے لشکر
میمونہ آیا خارخار آگے بڑھی ہوئی بہار یکمال زیب و زینت ہمراہ دونون لشکر میدان مین پہونچے
ہین وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو لیے ہوے سامنے خارخار کے آئی خارخار نے کہا انکو قید کرو

خواجہ و برق کیطرف متوجہ ہوکر کہا آپ لوگ بمشکل گرفتار ہوے راہ مین کئی جادوگر مارے گئے
عندلیب نے بڑا کار نمایان کیا کہ تم ایسے مکارون کو گرفتار کرلیا دیکھو تو آج اہل اسلام کا کیا حال
کرتی ہون ایک جادوگر سے اشارہ کیا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ اب لشکر جمنے لگے اُدھر بُرّان
کو بھی مفصل خبر پہونچی کہ خواجہ عمر و برق ابھی گرفتار ہوکر آئے ہین بُرّان نے کہا خدا مالک ہے خار خار نے
لشکر کو آراستہ کیا جب صفین جم گئین نقیب نقابت کر چکے کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خار خار طرف میدان
کارزار کے چلی میمونہ نے کہا ای خار خار آج ہمارا تمہارا میدان کارزار مین بھی سامنا ہوا رات کے
سحر کا لطف دیکھا کئی جادوگر مارے گئے مین حیران ہون کہ وہ کون شخص تھا جسنے دونون جادوگرون کو
مارا مین نے ہزار طرح خیال کیا اُس شخص کا نام مجھکو نہ ثابت ہوا اب آج میدان کارزار مین سب
حال کھل جائیگا یہ سنتے ہی ملکہ بُرّان تخت سے کود پڑین لشکر والون سے آواز دی صاحبو خدا حافظ یا تو
جان دی یا آج سب کا خاتمہ کیا آپ لوگ دعا کرین یہ کہکر بُرّان چلین کنارے پر لشکر کے پہونچی ہین کہ
دیکھا میمونہ و خار خار میدان مین آئین میمونہ نے ایک گولہ زمین پر مارا ایک جھیل پیدا ہوئی
اُسمین ہزار ہا مچھلیان پیدا ہوئین مثل برق تڑپ رہی ہین یا تو جھیل تھی یا مثل دریا کے موج مارنے لگی جب
دریا کا جوش و خروش بڑھا خار خار نے پکار کر آواز دی ملکہ بُرّان صاحب آئیے دریا آپکے ڈبو دینے پر
آمادہ ہے دونون لشکر نگران ہین کہ ملکہ بُرّان جست کر کے آسمان مین ڈوبین بعد تھوڑے عرصہ کے سب نے
دیکھا ایک حوض طلائی آسمان سے چرخ مارتا آتا ہے ایک مچھلی یاقوت احمر کی تڑپ کر کبھی بلند ہوتی ہے کبھی
پھر اُسی حوض مین غوطہ مارتی ہے ناظرین کو مقام دریاے خون روان کے حالات معلوم ہو گئے ہین
زیادہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین حوض اس دریا پر آکے پھٹا مچھلی تو بلند ہو گئی حوض لوٹ کر پانی
مین گرا دریا کا پانی کھولنے لگا مچھلیان جو تڑپ کر نکلین لشکر پر میمونہ کے گرین اب وہ
ماہی یاقوت رنگ تڑپ کر دریا مین گری مچھلیان گھیرتی ہین مگر وہ مچھلی جسپر سایہ ڈالتی ہے مچھلیان
و نہنگان خون آشام جل جاتے ہین دریا سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین نخل مثل ہیزم خشک
جل رہے ہین مچھلی تڑپ تڑپ کے دریا مین گرتی ہے مچھلیون سے اپنے کو بچاتی ہے جسپر عکس ڈالا
اُسکو جلا کر خاک کیا تھوڑے عرصے مین لشکر میمونہ مین صدا فریاد و فریاد کی بلند ہوئی جب
مچھلیون نے کئی لاکھ جادوگرون کو مار ا صدائین بلند ہوئین کہ ای ملکہ خار خار ہمکو بچایئے

خارخار نے پلٹ کر دیکھا لشکر مین آگ لگ گئی بارگاہون پر جا کے مچھلیان گرین جس بارگاہ پر گرین وہ جلنے لگی خارخار نے پلٹ کر سحر کیا رد کر کے مچھلیون کو جلایا میمونہ نے بڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا مچھلی اُلٹ گئی لڑکھڑا کر خشکی مین گری جسطرح ماہی بے آب تڑپتی ہی اسطرح تڑپی غبار بھی کچھ بلند ہوا سب نے دیکھا ملکہ بُرّان شمشیرزن ظاہر ہوئین مگر چہرہ اُداس عالم یاس معلوم ہوتا ہی بدن سے چنگاریان نکل رہی ہین سوزش سحر سے ہڈیان جل رہی ہین میمونہ نے دو گولے طرف صحرا کے مارے خارخار بھی اپنا خون نکال کر طرف صحرا کے پھینکنے لگی صحرا مین غبار بلند ہوا عرصۂ دراز تک کچھ آوازین ہیبت ناک آئین ملکہ برّان ریگستان مین کھڑی ہین مثل نخل بید کانپ رہی ہین بعد تھوڑے عرصہ کے وہ غبار ہٹا ایک باغ بے درکا ظاہر ہوا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طولانی لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجون کی روانی گرداب لاثانی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی ان اشعار مصیبت آثار کو بصد جوش و خروش گا رہی ہین گویا ہر ایک کو راستہ اُس باغ ہمیشہ بہار کا بتا رہی ہین نظم

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کسنے کی — آبیاری مرے اشکون کے سوا کسنے کی
مرض عشق مین پٹکا نہ مرے پاس کوئی — کسنے دی مجھکو غذا میری دوا کسنے کی
کب نکل سکتا ہی ظلمات مین پھنسکر کوئی — میری گردن تری زلفون سے رہا کسنے کی
غنچۂ دل کو ہی کیون پاس نسیم وصلت — سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کسنے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر — تمھین منصف ہو وفا کسنے جفا کسنے کی
چلی بارش مین ہوا مجھپہ نہ لیجے طوفان — مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کسنے کی
مجھ مریض الم و غم سے ہو تم جیسے خفا — طلب اللہ سے ای جان شفا کسنے کی
یار نے وعدہ کیا تھا مگر آئی ہی قضا — بیوفا کون ہوا اور وفا کسنے کی
رخ پرنور دکھایا نہ ہمین خوش ہو کر — داغ بر مسغنے مین کدا ای ماہ لقا کسنے کی
صاف غلمان سے ہون صاف یہ خصلت ہی قبول — دونون سمت آئینۂ دل کی جلا کسنے کی

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ملکہ بُرّان یا تو مثل بید کانپ رہی تھین یا رعنائی و زیبائی دیکھکر یہ نگاہ یاس طرف میمونہ کے دیکھا میمونہ نے کہا آپ نے لشکر پھونک دیا بارگاہین جلین خیمے

پھنکے لیکن ہم آپ کے خیرخواہ ہین اِس باغ پربہار مین جائیے سیر کیجیے اپنے ساتھ والونکو بھی لیجائیے مخمور و باغبان سے اسی باغ مین ملاقات ہوگی خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی بھی اسی باغ مین ہین آپکو بہت آرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنتے ہی مُبرّان دوڑ مین پلٹ کرآوازدی بڑیا مجلس آؤ تھوڑی دیر سیر باغ کرین کہ غنچۂ آرزو کھلے لطف سیر ملے یہ سنتے ہی مجلس بھی دوڑی مجلس نے پلٹ کر شگوفۂ سحرساز کو آواز دی بوا تم بھی آؤ آگے ملکہ مُبرّان اُنکے بعد مجلس مجلس کے پیچھے شگوفہ وبہشت پرکئی سو کنیزین اول ملکہ بُرّان نے داخلہ کیا سیر باغ دیکھکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا روش پٹری کو طے کرتی ہوئی جاتی ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی نظم

ثنا سے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی
سخن کے وصف کا دل مین مقام رہتا ہی

فقط مجھی کو نکالا تو اِس سے کیا حاصل
تری گلی مین بڑا اژدحام رہتا ہی

ترے خیال کی آمد جو دل مین ہوتی ہی
نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی

شراب خوار نہین واعظونکی ضد سے فقط
مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی

کبھی نہ سیب ذقن کا مزا ملا ہمکو
مدام یہ ثمر سرخ خام رہتا ہی

زمانہ یاد کریگا فنا کے بعد مجھے
مٹے تو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی

اُچھلنے لگتا ہی دل چار چار ہاتھ مرا
وہ کوچہ مجھسے جو دو چار گام رہتا ہی

جو دل نہو تو بتا ای قبول عشق کہان
اُسے تو اِس سے اسے اُس سے کام رہتا ہی

ملکہ بُرّان نے سر اُٹھا کے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان اُفتان وخیزان پکارتے ہوئے آتے ہین ای ملکۂ عالم ہمنے صحراؤن کی اُفتین جھیلین اپنے کو یہان تک پہونچایا ذرا ہمارے پاس آؤ حال دل تو سنو کہ ہم پر کیا گذری ملکہ بُرّان شمشیر زن نے جو نقد روح وروان قاسم ایشان شاہزادہ ایرج نوجوان کو بلا تکلف آتے دیکھا دل تڑپ گیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی کیونکہ آنیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا دل جمال جہان آرا کا مشتاق ہوا بُرّان نے دوڑ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دونون عاشق و معشوق خرامان خرامان سیر باغ کرنے لگے آپس کی شکایت و حکایت جب ملکہ بُرّان داخل ہوچکین اور اُس بلا مین مبتلا ہوئین ملکہ بُرّان کے بعد مجلس و شگوفہ وغیرہ

داخل باغ ہوئین ملکہ مجلس نے دیکھا ایک جوان خوشرو کم سن حسین وجمیل مسکراتا ہوا سامنے آیا کہا ای شہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر ہم مدت سے تمہارے مشتاق تھے تمہاری ملاقات کو آئے ہین مجلس سر جھکا کر اُس جوان کمسن کے ساتھ ہوئی سیر باغ دیکھتی ہوئی چلی شگوفہ نے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو سلاح جنگی سے آراستہ سامنے میرے کھڑا ہی شگوفہ بھی اُس پر مائل ہوئین جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین باغ مین آئی تھین ایک ایک کے ساتھ ایک ایک جوان سبب سیر باغ مین مصروف ہین مگر مبہوت لب پر مُہر سکوت ایک سے ایک کلام نہین کرتا اپنے اپنے عاشقون سے حکایت وشکایت ہورہی ہی اپنے حال سے فرصت ہو تو دوسری جانب متوجہ ہون جب مجتبان وسط باغ مین پہونچی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر کا ہاتھ تھامے ہوے چلی آتی ہین نور الدہر بھی ہنستے ہوے مخمور سے حکایت وشکایت کر رہے ہین مخمور فرماتی ہین ای شاہزادہ صف شکن وای بہادر تیغ زن ہمنے فراق مین تمہارے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے فلک نے کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سودا یہ غنیمت ہی جو وحشت نرہیگی — اُنکی نظر لطف و عنایت نرہیگی
مین عشق کی ذلت سے جو کر بیٹھونگا انکار — عشاق وفا پیشہ مین عزت نرہیگی
ایسی مرے محبوب کی بچپین ہی خلقت — تصویر بھی کھینچیگے تو حیرت نرہیگی
کھاناتو چھٹا عشق کا دریا جو چڑھا ور — پانی کیطرف بھی مری رغبت نرہیگی
خوش رکھا کرو مجھکو چھپایا نہ کرو منھ — پچتاؤ گے جب حسن کی دولت نرہیگی
یا رب مین ترے عشق سے صدمو نسے نکلون — غم ہونگے بہت جب یہ مصیبت نرہیگی
کہتا ہی قبول آکے اگر رندون مین بیٹھا — ای شیخ یہ پھر تیری مشیخت نرہیگی

ملکہ بُرّان نے کہا ای ملکہ مخمور تمنے نور الدہر کو کیونکر پایا کہا حضور جب کوہ ودشت وبیابان چھان چکی تب ملاقات ہوئی ایک طرف سے باغبان کو دیکھا کہ اپنی زوجہ گلچین کا ہاتھ تھامے ہوے سیر باغ مین مصروف ہی جو جو اِس باغ مین آئے دیوانہ وار وحشی مثال باغ مین پھر رہے ہین خار خار نے میمونہ سے کہا ای ملکہ عالم اب چلکر باغ مین اُن باغیون کا حال دیکھیے کہ کس رنگ مین ہین بہار وخار رخار ومیمونہ مع چند مصاحبون کے آکے باغ مین داخل ہوئین سب کو

اِس حال پہ ملال مین دیکھا کہ سب زیر نخل بیٹھے ہوے اپنے اپنے معشوقون سے باتین کر رہے ہین ایرج نوجوان نے بُرّان سے باتین کرتے کرتے فرمایا کیون ملکہ بڑے افسوس کی یہ بات ہی کہ تمنے افراسیاب سے دشمنی پیدا کی یہ تمکو مناسب نہین بہتر یہ ہی کہ چلکر افراسیاب کے قدم پر گرو اگر اسکے خلاف کروگی ہم تمکو گردن پکڑ کے سامنے افراسیاب کے پہونچا دینگے نورالدہر نے مخمور سے یہی گفتگو شروع کی ہر عاشق و معشوق مین تکرار ہونے لگی معشوقون کا تو یہ قول ہی کہ ہم پاس افراسیاب کے نہ جائینگے عاشقون کا یہ کلام ہی کہ ہم تمکو زبر دستی لے چلینگے افراسیاب کی چلکر اطاعت کرو بران و مخمور و کل شاہزادیان کہتی ہین ہم تو افراسیاب کے پاس نہ جائینگے برسون سے لڑائی ہو رہی ہی سیکڑون ملازم سونکو اُسی کے سامنے مارا کلمات سخت کہکے للکارا اب کیا منہ لیکر جائین کسطرح اُسکو صورت دکھلائین عاشق و معشوق سے جابجا فساد ہونے لگا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہا ای بُرّان مین سر کاٹ لونگا اودھر نورالدہر نے تلوار مخمور پر کھینچی سب جوانون نے اپنے اپنے معشوقون پر تلوارین کھینچین چاہتے ہین کہ سر کاٹ لین بران و مخمور سحر مین طاق شہرۂ آفاق چاہتی ہین سحر کرین مگر سحر فراموش ہو گیا ہی حیرت کا جوش سحر یاد نہین آتا چاہتی ہین سحر کر کے تلوارین اِنکے ہاتھ سے گرا دین ایک لفظ بھی سحر کا یاد نہین آتا خار خار ملکہ بہار سے کہ رہی ہی ذرا ملاحظہ فرمائیے جتنے عاشق ہین اپنے اپنے معشوقون کو قتل کرینگے گلچین جادو باغبان قدرت پر دباؤ ڈال رہی ہی اور باغبان حیران و پریشان بیٹھا ہی کچھ بن نہین پڑتا منتین کر کے جواب دیتا ہی صاحب خیال تو کرو افراسیاب کے پاس کیونکر جاوٴن تمہاری بے آبروئی ہوگی اگر افراسیاب نے گرفتار کر لیا کہ ایک طرف سے دیکھا خواجہ عمرو و برق نمایان ہوے خواجہ عمرو نی بجاتے ہوے برق فرنگی جھومتا ہوا نَے کی آواز بلند تمام طائر سر پر عمرو کے سایہ کیے ہوے خواجہ سلیمان وقت بنے ہوے نَے مین نئے طور سے یہ اشعار بجاتے چلے آتے ہین

نظم

سحر ساحر اور سحر چشم گر دا ور رہی	دل لہو ہو کر بہے جسمین وہ جادو اور رہی
رات کیا آخر ہوئی ای گل وفا آخر ہوئی	صبح کو خوا وہ ہو رنگ اور رہی بو اور رہی
تو سراپا نور ہی پہونچین گے کب تجھ تک حسین	ماہ کامل اور ہی ای چاند جگنو اور رہی
ای جنون ہشیار ہو اب ہو شب مہلت تمام	صبح آ پہونچی کوئی دم دل پہ قابو اور رہی
پھاڑ نسخے ای طبیب ایسی دوا سے ہو گا کیا	ہی جو قانون تعشق مین وہ دارو اور رہی

سارے گل بس جاتے ہین ای جان گیسو سے ترے
تیری کاکل اور ہی زلف سمن بو اور ہی

رحم دل مین اور دلبر ذبح کرنا تیرا کام
یار خوشخو اور ہی تو عربدہ جو اور ہی

اور وہ نالہ ہو ہر پہونچے جس تلک عاشق کا مر
سینے پر منت سے جو آئے وہ زانو اور ہی

دم نکلتا ہی صدا سنکر تیری پازیب کی
گھنگرو ون کے غل مین پوشیدہ یہ گھنگرو اور ہی

بوالہوس عاشق کا رونا ای صنم چھپتا نہین
ڈوبتی ہی آبرو جسمین وہ آنسو اور ہی

بوسۂ لب پاؤن تو نیش مرض ہو جو ابھی
جس سے قوت پائے دل وہ نوشدارو اور ہی

ہاتھ حیدر کو کہا خالق نے اپنا ای قبول
کیون نہ غالب ہون ہی کل پر یہ بازو اور ہی

برق فرنگی گانے پر خواجہ کے جھومتا ہی تعریفین کر رہا ہی اُستاد کیا کہنا آپکا کوئی مثل و نظیر نہین کیا مزے مین آپ گا رہے ہین گاتے گاتے خواجہ رُک کے زنبیل مین ذی کو رکھا برق نے کہا اُستاد اور گائیے عمرو نے کہا اب نہین دل چاہتا برق نے کہا واہ اُستاد بسمل کر کے چھوڑ دیا ہم سے صبر نہین ہو سکتا جلد گائیے ورنہ ایک ہاتھ مارونگا آپ کا سر اُڑ جائیگا یہ کہکر برق نے نیمچہ کھینچا ادھر خواجہ نے نیمچہ کھینچا اب برق و خواجہ سے نیمچہ چلا چاہتا ہی سارے باغ مین تلوارین کھنچی ہوئی ہین عاشق معشوقون کو قتل کیا چاہتے ہین خواجہ ایسے عیار برق کے سامنے حیران کھڑے ہین نیام سے تلوارین نکلی ہین خار خار نے کہا ملکہ میمونہ ملاحظہ کرو اب سب کے سر کٹا چاہتے ہین دیکھیے کس لطف سے خاتمہ کرایا بہار یہی ہاتھ ہلا رہی ہین خار خار نے بھی سحر کو زور دیا میمونہ نے بھی اپنا سحر کیا ساحرون کو سحر اور زیادہ فراموش ہوے عاشقونکو قتل معشوقان کے جوش ہوے ملازمان بُرّان جو بیرون باغ کھڑے ہین ان سبکے سامنے ایک دیوار شیشہ کھنچی ہوئی ہی باہر سے سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ سب سردار قتل ہوا چاہتے ہین بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کائنات ای رب پاک ذات ہمارے سردارونکو بچالے ایسا نہو سب قتل ہو جائین

نظم

ذات تست ای مالک ملک کمال
منکشف احوال استقبال و حال
خاکساران را عنایت میکنے
اہل عرفان اہل حال و اہل قال
ہر رنگ و بو ہر گل ز الطاف تو یافت

قادر مطلق خدائے لایزال
از تو شد پیدا و آخر سوے تست
حکم و ملک و دولت و جاہ و جلال
از گہر بہ مسکنی وقت عطا
از تو شد سرسبز ہر رنگین نہال

ہست بر تو حالت ماضی عیان
بازگشت خلق ہنگام مآل
ہر زمان دارند ذکر و فکر تو
ای سخی وامان ہر اہل سوال
فرد مفلس را تو سیم و زر دہی

مرغ بے پر را تو بخشی پر و بال
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

لطف کن لطف ای خداوند جہان
بر کمال فضل تو امیدوار

مہر کن مہر ای خدای ذوالجلال

بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین یا ربّاہ یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہر ایک دردمند خواجہ عمرو ایسے عیار طرّار فرار خنجر گزار برق فرنگی سے سامنے خاموش کھڑے ہین برق نے نیچہ کھینچا ہی خواجہ چپ کھڑے ہین ہر نازنین کا یہی حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لیکن اسوقت باغ مین خار خار میمونہ و بہار آمادہ سحر خوانی ہین ملکہ بُرّان کے جمال بے مثال کو دیکھکر کئی مرتبہ میمونہ نے کہا ای خار خار اس نازنین کو تو قید کرلو اسکا قتل ہونا بہتر نہین خار خار نے کہا ای میمونہ بڑا دھوکا کھاتی ہو طرفدار ان مسلمانان مین اسی نازنین نے بڑے بڑے ستم کیے افراسیاب کو بہت ملال ہو پہنچے جسوقت اسکا سر جائیگا تو افراسیاب کے یہان عید ہوگی اسے طلسم کو افراسیاب کے حقیر کردیا دریاے خون روان ؤ پل پر بنیاد ان کہ سرحد طلسم ہوشربا تھا انکو اس ظالم نے مٹایا اُس روز سے افراسیاب کم زور ہوگیا طلسم کا راستہ کھلا لوگونکو آسان ہوگیا کہ باغ سیب تک پہونچنے لگے کسکی مجال تھی کہ دریا پر قدم رکھے موت کا مزا چکھے اسکے قتل ہونے سے مسلمانونکی کمر پھر ٹوٹ جائیگی مہرخ وغیرہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگی اگر افراسیاب کے قدمون پر گرینگی علاوہ اسکے ای ملکہ میمونہ زرد پوش اب میرا ارادہ ہی کہ یہی سحر جاکر لشکر مسلمانان پر کرون ملکہ مہرخ کا شکیل دشمن ہو بھائی کا بھائی رہزن ہو بیٹا باپ سے بدظن ہو ہر ایک کی زبان مین سوزن ہو ہر چند میمونہ نے کہا کہ مین تو سحر نہ کرونگی کہ بُرّان ایسی معشوقہ قتل ہو خار خار جھلا کر آگے بڑھی ہاتھ ہلایا کہ برق گرے سب کے سر اُڑ جائین ہاتھ ہلاتے ہی برق چمکی زمین پہ آگری مگر کسی کو آزار نہ پہونچا سکی یکایک گوشۂ باغ سے ایک آواز آئی کہ ای ملکہ خار خار میری جان تم پر نثار ذرا ادھر متوجہ ہو خار خار پلٹی کہ کون مجھکو ایسی باتین کہتا ہی دیکھا ایک جوان زرہ پوش سر پر خود زرین سرو قد سمن بو غزال چشم شیر خشم ابروے خمدار پر بل پڑے ہوے ڈکارتا ہوا آتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہم مدت سے تمہارے مشتاق ہین دلپر صدمات فراق ہین اب صبر نہین ہوسکتا ہماری خبر لو نظم

جوش و خروش پر ہی بہار چمن ہنوز
پاتا نہین مین یار کو مثل سخن ہنوز
برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل

پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
معدوم ہی کمر کی طرح سے دہن ہنوز
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی — دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز
انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ — غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز
خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم — اُسنے تو داب رکھا ہی اپنا کفن ہنوز
عالم حجاب یار کا تا حال ہی وہی — خلوت نشین ہی روشنی انجمن ہنوز
اپنے صفاے سینہ کا حیران کار ہی — دیکھا نہین ہی آئینے نے وہ بدن ہنوز
ہرچند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم — آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

اُس جوان نے اسطرح یہ اشعار پڑھے اور ہاتھ جوڑکر خارہ خار کے سامنے آیا کہ سراپا اُس جوان کا شیشۂ دل مین اُتر گیا بیتاب ہوکر کہا صاحب جو تمکو میری خواہش ہی تو میرے دل مین بھی کاہش ہی کیون اسقدر گھبراتے ہو جو تم کہوگے مین قبول کرونگی یہ سنکر وہ جوان بڑھا دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا اور ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گھبراکے خارہ خار نے پوچھا تمھارا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اُس جوان نے ہنسکر کہا صاحب مجھکو صف شکن زرہ پوش کہتے ہین اپنے ملک کا بادشاہ ہون ساٹھ ہزار فوج دریا موج رکھتا ہون ایک تاجر نے اگر تمھاری تصویر بیچی گویا سودا خریدا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی تھین اے معشوق پریچہرہ مصور نے نام نامی تمھارا لکھدیا تھا کاہن نجومی جمع کیے سب نے حکم لگایا باغ رنگین مین ملاقات ہوگی پتہ پوچھتا ہوا یہان تک آیا شکر ہی سامری و جمشید کا کہ تمکو پایا ہمارے کلبۂ احزان کو چلکر اپنے نور قدم سے روشن کرو قصر عالی آراستہ ہین کنیزان ماہ رو برائے خدمت گزاری حاضر ہونگی خارہ خار نے کہا صاحب کیا مین تمسے انکار کرونگی تمھارے مکان پر چلونگی مگر کار ضروری افراسیاب کا درپیش ہی اسوجہ سے پس و پیش ہی جوان نے کہا چلو چمنستان مین چلکر بیٹھین کسی نخل کے سائے مین آرام کرین دشمنون کی نگاہ سے اپنے کو بچاؤ ایسا نہو کوئی نظر لگادے ہماری تمھاری جدائی ہوجاے دیکھو بی خارہ خار یاد رکھو اب دل مین تاب فراق نہین اگر ہم تمھاری جدائی مین مرجائین عاشق کا سوگ نہ رکھنا موے شکین زلف عنبرین کو پریشانی نہ ہو آئینۂ رخسار پر حیرانی نہوگا ہے گاہے مزار غریبان پر آنا تمھارے آنے سے روح کو راحت ہوگی بقول شاعر شعر آئیہ بے مروت بعد مردن بر مزار ما × بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما بلکہ کیا تعجب ہی کہ روح قبر سے برائے استقبال نکلے پروانہ بنکر شمع جمال پر نثار ہو اور قبر سے آواز آئے قرداے شہسوار بر غریبان ہم آنکل اپنی بھی شست خاک ہو تیری رکاب مین × اسطرح پراُس جوان نے باتین کین کہ خارہ خار

رونے لگی کہا صاحب برائے سامری وجمشید ایسی باتین نکرو تمھارے بیان پر دل ٹکڑے ہوتا ہی مین
عمر بھر تمھاری خدمت کرونگی خار خارہ یہ کہتی ہوئی اُس جوان کے ہاتھ مین ہاتھ ایک نخل نرگس کے نیچے
آکر بیٹھی اُس جوان نے اختلاط شروع کیا میمونہ بہار سے کہتی ہین خار خارہ کہان گئی ابھی سب مسلمان زندہ
ہین تلوارین کھنچی ہوئی ہین بُرّان ومخمور وغیرہ سب زیر تیغ ہین اب قتل مین کیا دریغ ہی بہار نے
کہا معلوم ہوتا ہی خار خارہ پر کوئی افتاد پڑی میمونہ نے کہا وہ ساحرہ ہوشیار جہاندیدہ کار آزمودہ ہی
وہ کسی کے دم دلاسے مین نہ آئیگی عمرو کس حال سے کھڑا ہی کہ نوبت بجان کار و بہ استخوان ہی برق کے
سامنے نیچہ نہین کھینچ سکتا یہ سب شعبدے خار خارہ کے ہین حقیقت مین کیا رنگ جمایا کیا عمدہ باغ بنایا اس ہوا سے
کون بچ سکتا ہی آپ اسی مقام پر ٹھہرین مین تلاش کرکے خار خارہ کو لاؤن یہ کہکر میمونہ چلی بہار اسی مقام پر ٹھہری
ہوئی ہین گلے مین بت سونے چاندی کے پڑے ہوے ہین مگر میمونہ تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک آواز
بہ صد سوز وگداز کان مین آئی کہ ای ملکۂ عالم ذرا ہمارے پاس آؤ ایک بات تو سن جاؤ تمھاری جستجو مین
ہمارے پاؤن مین کانٹے گڑے آبلے پھوٹ پھوٹ کر ہمارے حال پر رو رہے ہین دیکھو تو کیا عمدہ جانور
ہمنے پیدا کیا تمھاری ملاقات کی خواہش مین بندر پالا یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ میمونہ کے کاندھے پر ہر وقت
بندریا بیٹھی رہتی ہی جیسے میمونہ کے کان مین یہ آواز آئی بندریا بھی کون کون کرنے لگی میمونہ نے
پلٹ کر دیکھا ایک جوان صاحب حسن وجمال کلاہ زرین سر پر قبائے زربفتی زیب جسم انور ایک بندر زنجیر
مین بندھا ہوا خراماں خراماں آتا ہی گھبرا گھبرا کر حال دل یون سناتا ہی

نظم

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی — ہے موسیٰ ہی سے یہ لن ترانی
سلیمان ہم ہین ای محبوب جانی — سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
وہی دیگا کباب نرگسی بھی — جو دیتا ہی شراب ارغوانی
ترے کوچے کے مشتاقون کے آگے — جہنم ہی بہشت آسمانی
وہ میکش ہون دیا ہی قابلہ نے — جسے غسل شراب ارغوانی
لیے ہین بوسۂ رخسارۂ صاف — پیا ہی ہمنے آئینے کا پانی
سفیدی مو کی ہو کافور ہرچند — کوئی مٹتا ہی داغ نوجوانی
نہ خورش ہو فربہی تن سے غافل — سبک کرتی ہی مُردے کو گرانی

موے جو بیشتر مرنے سے وہ لوگ　　کفن سمجھے قبائے زندگانی
جلاتی ہو دل آتش طور کیطرح　　کسی پردہ نشین کی لن ترانی

اس ڈھنگ سے یہ اشعار اُس جوان نے پڑھے اور بندر نے ایسا اشارہ کیا کہ بندریا کاندھے سے
کود پڑی بندر نے بندریا کو گود مین اُٹھا لیا مُنھ پر مُنھ رکھتا تھا اُس جوان نے میمونہ کا ہاتھ پکڑ لیا
بارہ دری کی جانب چلا اور بندر آگے آگے بندریا کو لیے جاتا ہی لیکر بارہ دری مین داخل ہوا یہان
بہار راہ دیکھ رہی ہین کبھی خارخارہ کو پریشان ہو کر پکارتی ہین کبھی فرماتی ہین ای میمونہ کہان
غائب ہو گئین میمونہ کا پاس سے ہٹنا مبارک ہوا کبھی کنیزین ملکہ بہار کے قریب حاضر ہین
عرض کرتی ہین حضور اسی باغ مین ہونگی کنیزین واسطے تلاش خارخارہ و میمونہ کے چلین یہان
بی خارخارہ اُس جوان سے باتین کر رہی تھین کہ اُس جوان نے کہا کیون صاحب تمنے یہ کیا ستم کیا کہ
بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا بہتر اسی مین ہی کہ سحر اپنا بہار پر سے اُتارو بہار گلعذار سپہ سالار
لشکر اسلام ہی اسیر یہ افتاد خارخارہ نے کہا صاحب اس بارے مین تم دخل ندو مین بہار کے ہاتھ سے
مسلمانون کو قتل کراؤنگی اُس جوان نے کہا چپ رہو کیا بیہودہ بکتی ہو خارخارہ نے کہا کیون صاحب
تمہین کیا مطلب اُس جوان نے کہا ہمین شہنشاہ نور افشان نے بھیجا ہی حکم نافذ ہی کہ خارخارہ
کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خارخارہ جھلا کر اُٹھی اُس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حرامزادی اب کہان جاتی ہی
چاہا سحر کرون سحر فراموش یاس سے طرف جوان کے دیکھنے لگی جوان نے اُٹھ کر ایک طمانچہ مارا کہ
سر خارخارہ کا جنبر گردن سے اُڑ گیا مرنا اُسکا کہ یہان بہار بیہوش ہو گرین کنیزین دامن سے ہوا
دینے لگین یہان بی میمونہ اُس جوان سے باتین کر رہی تھین اُس جوان نے بندر کو اشارہ کیا بندر نے
بندریا کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا میمونہ گھبرا کر اُٹھی جوان نے ہاتھ پکڑا چٹکی خاک کی اُٹھا کے ڈالدی میمونہ
دہر دہر جلنے لگی جلنا تھا میمونہ کا کہ ایک برق چمکی تڑپ کر جو گری جتنے عاشق تن تلوارین کھینچے کھڑے
تھے پہلوے سُبحان مین ایرج کا سر اُڑ گیا اور پہلوے مخمور مین نورالدہر کا سر کٹ کر گرا جتنے جوان کھڑے
تھے وہ برق اسطرح محیط ہو کر چمکی کہ سب کے سر اُڑ گئے اِن کا مرنا کہ سبکو ہوش آیا ملکہ بہار جو تڑپ کر
اُٹھین کہا یہ بُت مجھے گہنے پہنائے کنیزون نے کہا آپ سحر مین خارخارہ کے تھین بہار غصے مین
جو اُٹھین باغ جل رہا تھا دیوارین گر رہی ہین آوازین آ رہی ہین کشتی مرا نام من خارخارہ

میمونۂ زردپوش بود بہار نے کہا انکو کسنے قتل کیا برّان و مخمور و باغبان طرف لشکر خار خار کے
چلے ایک برق جہندہ سبکے آگے آگے تڑپتی ہوئی جاتی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا اہل اسلام تو لشکر خار خار
پر جاکے گرے برّان نے شرحکم اختر مروارید بار الملکہ مخمور کا گنڈھا چلا بہار سبکے پیچھے تھین ابھی
گلدستہ نہین چلا تھا کہ وہ برق جو آگے تھی اُسپر ایک خنجر گرا برق کے دو ٹکڑے ہوے مگر برق
سے دھوان نکلا کہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جیسے ہی خنجر ٹوٹا زمین کانپی آواز آئی او بیر نابالغ آج
تو نے غضب کیا کہ خار خار و میمونہ کو مارا منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوشربا اب سب نے
افراسیاب کو دیکھا بہار نے تھرا کر گلدستہ پھینکا افراسیاب نے کہا بی بہار اپنے ہوش مین نہین ہو
خواجہ و برق ایک طرف جست وخیز کرتے ہوے آتے تھے کہ افراسیاب نے گلدستے پر ہاتھ مارا کچھ پھول
بہار پر گرے ایک غبار بلند ہوا خواجہ بغور دیکھ رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد غبار رفع ہوا دیکھا بہار
نہین ہی افراسیاب نے کئی مرتبہ آواز دی کہ او بیر مکار سامنے نہین آتا چاہا جھلا کر لشکر پر جا پڑون
برّان وغیرہ کو مارون کہ پہلو سے نعرہ ہوا او مغرور عقل و فراست سے دور رہنے چاہا تھا کہ اپنا کام
کرکے چلے جائین مگر زبردستی ہم سے مقابلہ کرتا ہی ارے تو وہی افراسیاب ہی کہ تجھکو دیون مین بالا
اگر اسکا خیال نہ ہوتا تو طلسم پڑا رہجاتا تمھارا سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا افراسیاب نے آواز دی ارے
کوئی حاضر ہی ایک پریزاد نے لاکر ایک گولہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا افراسیاب نے وہی گولہ
نور افشان پر کھینچ مارا نور افشان نے ہاتھ پر روکا گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا کئی گولے افراسیاب
نے مارے نور افشان نے کہا دیکھ اب بھی ہم تیرا پاس کرتے ہین ورنہ یہ گولہ تیرے سر پر پڑیگا کہ سر
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا جب افراسیاب نے نہ مانا تو نور افشان نے بھی آواز دی کہ کہان ہین محافظان
طلسم نور افشان کیا مرگئے ایک جوان خوش رو خوشخو پہلوے صحرا سے نمایان ہوا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے
آیا ہاتھ مین نور افشان کے ترنج سبز دیا کہا حضور یہی کافی ہی نور افشان نے اسماے سحر پڑھکے گر
دو تین گولے افراسیاب نے اول ایسے مارے تھے کہ لشکر برّان بہت تباہ ہوا کئی ہزار
سر کٹکر گرے ملکہ برّان و مخمور و باغبان وغیرہ بھاگ کر طرف قلعہ جمشیدی کے روانہ ہوگئے
نور افشان نے چاہا کہ ترنج افراسیاب پر مارون کہ آسمان سے آواز آئی ارے میرا بچہ او
بڈھے کیا کرتا ہی خبردار ترنج نہ پھینکنا اور نہ افراسیاب کو آواز دی ارے سامنے سے ہٹ

افراسیاب کب انتاہی بڑھاہی جاتا ہو کہ ماہیان تڑپ کے گری کمر مین افراسیاب کی پنجہ دیکر قصد
کیا کہ لے اُڑون افراسیاب نے ماہیان کی چٹیا پکڑ کر طمانچہ مارا ماہیان کا گال سوج گیا ماہیان
نے کہا ارے کمبخت آج بڈھے کو بڑا غصہ ہو یہ ترنج وہ ہی کہ کبھی خالی نہ جائیگا افراسیاب نے
کہا مین تو نہ جاونگا آج اپنی جان دونگا ماہیان نے نہایت افراسیاب کا پاس کیا جانتی ہی کہ اگر افراسیاب
مارا گیا تو طلسم مین پھر کون ہمکو پوچھیگا طمانچہ کھایا چٹیا کے بال اُکھڑے لیکن پنجہ کمر مین دیکر لے اڑی اس
زور سے ہکا مارا کہ افراسیاب کا کچھ زور نہ چلا بیہوش ہو گیا بیہوشی مین لے بھاگی باغ سیب مین
لیکر آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا کسی وجہ مین حیرت بھی برائے ملاقات افراسیاب جادو آئی تھی
افراسیاب جب ہوشیار ہوا تو حیرت نے پوچھا خار خارہ اور میمونہ پر کیا گذری افراسیاب
نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا ای حیرت کیا بیان کرون خار خارہ و میمونہ نے وہ سحر کیا تھا کہ ہُرّان
ایسی ساحرہ اپنے ہوش مین نہ تھی مگر اس بڈھے کو سامری و جمشید غارت کرین وہی سحر
اُلٹا کہ دیا خار خارہ و میمونہ عجب حسرت سے قتل ہوئین مجھکو نانی جان اُٹھا لائین ورنہ آج بڈھے
کو زندہ نہ چھوڑتا ماہیان نے کہا ای افراسیاب اگرچہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی لیکن ضرور کوئی
عضو بیکار ہو جاتا مین جان دیکر تجھکو اُٹھا لائی ورنہ آج غضب ہو جاتا افراسیاب نے کہا ایک
کام تو مین نے کیا ہی بہار گل فروش جادو اُٹھا لایا حیرت نے کہا ذرا بہار کو بلوائیے مین نے
تو یہ سنا تھا کہ ہماری اور آپکی محبت کا دم بھرتی ہی افراسیاب نے کہا وہ باعث سحر خار خارہ تھا
حیرت نے کہا بلوائیے تو افراسیاب نے آواز دی ای گل فروش بہار کو لاؤ تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا بہار جادو خود چلی آتی ہین ایک پھول جسم مین لپٹا ہی بہار کو ہاتھ پیر وغیرہ مین طاقت کم معلوم ہوتی
ہی افراسیاب کے سامنے آکر کھڑی ہوئین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کیون بہار اب تمہارا
کیا حال کرون یہ دن تمکو یاد نہ تھا اب اُس مقام پر قید کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی جان دوگی کوئی اُس
مقام پر جا نہ سکے گا اور خبردار اگر اپنی حیات مستعار چاہتی ہو تو کبھی بادشاہ اسلام کا میرے سامنے نام
نہ لینا مین اُس شخص کے نام سے جلتا ہون بہار نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کیا بیہودہ بکتا ہی اُس راہ
مین جان تک نثار کرین ایسے شہنشاہ جمجاہ کو کیونکر نہ پیار کرین اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

سفر کرنا ہی اُس کوچے کا تو ای دل خبر کردے	ترے ہمراہ یہ نادار کچھ لختِ جگر کردے

تنگ ظرفی نکر مجبور نہ سازش سے تو اے ساقی — جو دینا ہے مجھے تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دے
ہر اک گل شعلۂ آتش ہے سینے میں مرے جل کے — چمن مین ہون تو اسکو آتش فرقت مقرر کر دے
کبھی تو رحم کر رونے پہ مجھ بے بضاعت کے — کسی دن ہنس کے سلک اشک کو سلک گہر کر دے
نجانے دیگا دربان سر کو ٹکرا اسقدر اے دل — کہ اب دیوار جانان مین نیا اک اور در کر دے
تری الفت مین سیر لامکان منظور ہے مجھکو — الٰہی اس بیابان کا بھی پیدا راہبر کر دے
جو اہل عیب ہین میرے ہنر کو عیب گنتے ہین — جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میرے ہنر کر دے
قبول اس ترک سے ہر بار تم آنکھین لڑاتے ہو — کہین دل کو نہ چھلنی چھلنی پیکان نظر کر دے

اس بیقراری مین اکثر بہار نے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والون کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے [illegible]
کا قول تھا کہ کیا جوش و خروش ہے عشق قلبی اسیکا نام ہے افراسیاب سنتے ہی کانپنے لگا اور اب
مین کیا اسے زندہ چھوڑونگا قید مین مار ڈالونگا حیرت نے بہت منتین خوشامدین بہار کی
لیکن بہار نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ لو اہم تو ساحری و جمشید پر لعنت کر چکے اب پتھر کے
پتلون کو سجدہ نکرینگے حیرت نے آواز دی اے گلپوش اس گنہگار کو کوہ نیلگون پر لیجا کر
تجھے وہان کچھ معلوم نہوگا پکار کر آواز دینا اے نیلگون کوہ شہنشاہ نے ایک قیدی کو
بھیجا ہے تب انھین پتھرون مین سے ایک جادوگر پیدا ہوگا زبانی ہماری کہدینا کہ یہ بی
بہار جادو دشمن افراسیاب ہین اسطور سے انکو قید کرو کہ اسی باغ و بیابان مین تڑپ
تڑپ کے مرجائین یہ بھی کہدینا کہ شہنشاہ کو اس سے محبت ہو گئی تھی اسنے رقیب کا نام ہمارے
سامنے لیا اب ہم اسکا مٹادینا مناسب جانتے ہین جب نیلگون اسکو لیکر چلے اور انھین
پتھرون مین غائب ہوجائے تو آواز دینا اے نگہبان صحرا تم بھی حفاظت کرنا کوئی غیر آنے
پائے یہ کہکر چلی آنا اور ان صحرا جنگل مین ملین اُنسے بھی یہی کہنا کہ گنہگار شاہی یہان قید ہے
حفاظت کرنا جادوگرون سے بھی یہی کہدینا تین کوس تک ہی پکار لی آتا سب نگہبان حفاظت
کرینگے گلپوش جادوگرنی بہار کو لیکر طرف کوہ نیلگون کے روانہ ہوئی وہان باغبان وغیرہ
دربار مین کوکب کے آئے نور افشان جادو بھی آئے ہوے ہین کوکب کے سامنے سب
حال بیان کیا کوکب نے نور افشان کو گلے سے لگا لیا کہا استاد مین سب کچھ دیکھ رہا تھا

کیا خوبصورت سحر کیا اپنے ہی دام سحر مین دونون پھنسین نکل نسکین ملکہ بران نے گھبرا کر کہا سب آئے مگر ملکہ بہار نہین تشریف لائین نور افشان نے ایک کاغذ جیب سے نکالا اُس کاغذ کو دیکھکر زانو پیٹ لیا خواجہ عمرو و برق بھی آئے ہوے ہین نور افشان نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا افراسیاب جادو بہار کو لیگیا گلپوش جادو نے سحر کو افراسیاب کے پاس اکر دیا کہ بہار کو اُٹھا لیگئی خواجہ ہمارا جانا تو نہایت دشوار ہی آپ کے نام پر رہائی ملکہ بہار کی منحصر ہی اب آپ باغبان وغیرہ کو لیکر اپنے لشکر مین جائین اور بہار کی تلاش بہت جلد کرین بہار بڑی جفا مین ہی نازک مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج ایسا نہو دشمن اُسکے ہلاک ہو جائین اب افراسیاب نے بڑے بڑے ساحرون کو طلب کرنا شروع کیا نیلگون جادو وہ جادوگر ہی کہ اُسنے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین کوہ نیلگون مین وہ مخفی رہتا ہی تین کوس کا صحرا اُسکے قبضے مین ہی بہت سمجھکر جائیے گا طائران ہوا آٹھوان صحراسب کو اُسنے نگہبان کیا ہی سب آپ کی جستجو مین فریاد کرینگے لیکن انجام بخیر ہی سوائے آپ کے اور کسی کا کام نہین جو کوئی جائیگا گرفتار بلا ہوگا جو کچھ مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا اور اگر موقع ہوگا تو ہم بھی اپنے کو پہونچائینگے اب افراسیاب سے ہم سے روبرو گفتگو ہوگی مین چاہتا تھا کہ افراسیاب سے کلام نہ کرون یہ طلسم نہایت سخت ہی یقین کامل ہوا کہ اب مصالحہ نہو گا افراسیاب جادو بڑا مغرور ہو گیا ہی احکام کتبہاے پارینہ پر خیال نہین کرتا مناسب اُسکو یہ تھا کہ آپ سے سوال اصلاح کرتا احکام جو دیکھتا ہی ہنستا ہی کہتا ہی سامری و جمشید نے خطا کی مقدمات شکست طلسم لکھ گئے یہ طلسم کبھی فتح نہو گا علماے دین کاہن زبردست تھے اپنے احکام پر عجائب و غرائب دکھلائے وہ انکو لغو سمجھا ہی اب ظاہر مین بھی مقابلے ہونگے خواجہ کو روانہ کیا خواجہ مخمور و باغبان کو لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان ملکہ مہرخ بہت بیقرار ہو رہی تھین خواجہ جو آئے سب حال لڑائی کا سنا ملکہ مہرخ رونے لگین کہا خواجہ کل بڑا غضب ہوا آپ کا غلام شکیل جادو انتظام لشکر کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اور آواز دی کہ منم نیلگون کوہ نشین ای مہرخ اب شاہ نے مجھکو اطلاع کی تمکو آگاہ کرتا ہون بہت ہوشیار رہنا ملکہ بہار میرے پاس قید مین ہیان شکیل کو بھی لیے جاتا ہون مین نے چاہا سحر کرون وہ ستارہ نکر آسمان مین ڈوب گیا

یہ سنکر خواجہ کو بڑا قلق ہوا کہا مین جاتا ہون انشاء اللہ بہار و شکیل کو لیکر آتا ہون یا مجھکو بھی
قضا لیے جاتی ہی یہ کہکر خواجہ اُسی وقت بہ تلاش کوہ نیلگون روانہ ہوے جب وہ صحرا قریب
رہا جسکا نور افشان نے پتہ دیا ہی خواجہ نے گلیم اوڑھلی صحرا مین داخل ہوے دیکھا طائران
ہوا خواجہ کے سر پر پرواز کر رہے ہین جانون جانون سے اُنکی یہ ثابت ہوتا ہی کہ پکار رہے ہین
ای ساکنان صحرای غرائب آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو عیار آیا یہ صدا دیکر طائر پھر درختون پر جا بیٹھے
آہوان صحرا ایسے اہوے گرد خواجہ کے پھرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ اس صحرا مین کوئی عیار آیا ہی
جب خواجہ دکھائی نہ دیے تو آہو بھی چلے گئے خواجہ نے دیکھا طائر بھی چلے گئے آہو بھی درختون
کے قریب جاکر غائب ہوے اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ نگہبانان صحرا آئے تھے غل مچا کے چلے گئے
خواجہ نے گلیم اُتاری جست و خیز کرتے ہوے چلے ایک مقام پر دیکھا ایک ساحر آتا ہی خواجہ
نے ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر کہانسے آتے ہو کہان جاتے ہو ساحر نے کہا خوب
ملے مین بھی چاہتا ہون کوئی شخص ملے تو اُس سے راستہ پوچھون میان ساحر صاحب بتاؤ کوہ
نیلگون کا راستہ کسطرف ہی خواجہ نے ہاتھ اُٹھا کر بتایا جیسے ہی ساحر اُسطرف پلٹا عمرو نے حلقے کمند
کے گردن مین ڈال دیے اسے کھینچکر وہ پلٹا جاب مارکر خواجہ نے بیہوش کیا خواجہ کے جو طریقے ہین
پہلے اُسکی کمر ٹٹولی ہمیانی کھول لی کپڑے اُتارنے لگے کہ ایک طائر نے نخل سے آواز دی
ای نہال خوشرو تمھارے صحرا مین یہ بدعت ہو رہی ہی ساحر غریب لٹ رہا ہی عمرو نے چاہا
گلیم اوڑھلون کہ صحرا کیطرف سے ایک گنوار پکارتا ہوا آیا کہا خبردار او ساربان زادے
کیا کرتا ہی خواجہ نے دیکھا وہ گنوار للکارتا ہوا قریب پہونچا خواجہ نے قصد کیا بھاگون اُسنے
انگوچھا سر سے اُتار کر پھینکا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس گنوار نے آکر پہلے ساحر کو
بیدار کیا ساحر نے داد بیداد کی کہ ای نہال خوشرو میری ہمیانی اِسنے لیلی گنوار نے کہا خواجہ اُسکی
ہمیانی دیدو یہ غریب ساحر اسی صحرا کا رہنے والا ہی عمرو نے کہا مین کیا جانون یہ ناحق مجھ پہ
تہمت رکھتے ہین نہال نے کہا ای ساحر صحرای غرائب تیری خیر خواہی کا ذکر سامنے
شہنشاہ نیلگون کے کیا جائیگا تیری وجہ سے عمرو عیار گرفتار ہوا ساحر ایک جانب
گیا وہ زمیندار عمرو کو کشان کشان لے چلا راہ مین خواجہ کہتے ہین ای نہال خوشرو

تم ایسا ساحر سیری آگاہ سے نہین گذرا یہ طائر اور آہو تمھارے ہی سحر کے بچے زمنید ار نے کہا آپ صحرا مین سبکو حکم پہونچ چکا ہی جو آئیگا گرفتار ہوگا نتیجہ تقدیر ہوگا درخت بھی نگہبان ہین طائر آہو حکم افراسیاب سب پر پہونچا ہی جدھر جاتے ادھر گرفتار ہوتے خواجہ نہایت لطف کی باتین کرتے ہوے ساتھ اُسکے چلے آتے ہین ایک گاؤن مین آکر پہونچے دیکھا جابجا کھیت بنے ہوے ہین چھوٹی جوار باجرہ دھان بھی کچھ بلند ہوتے آتے ہین جسنے اس ساحر کو دیکھا اُسنے سلام کرکے پوچھا اس عیار کو کیونکر گرفتار کیا نہال کہتا ہی ساحر نے گرفتار کرایا ایک مکان مین لیکر عمرو کو آیا ایک کوٹھری مین بند کردیا آپ پھاوڑا لیکر فکر مین زراعت کی چلا خواجہ کوٹھری مین پڑے ہین کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی خواجہ چیخین مارکر رونے لگے نہال خوشرو کی بیٹی نوجوان کمسن لڑکیون کے ساتھ کھیل رہی تھی موش صحرائی نام قریب دروازے کے آکر پوچھا ای شخص تو کون ہی کیون روتا ہی عمرو نے کہا ملتان لون مین ایک مصیبت کا مارا مزدور ہون نہال خوشرو مجھکو پکڑ لائے کہتے تھے کھیت درست کرو مین نے انکار کیا اور یہ کہا کہ اسقدر کام مجھسے نہو سکیگا نہال نے فرمایا کہ سوا یا دو چند دونگا مین اہل وعیال وار بیتاب ہوگیا میرے منہ سے نکلا کہ مین تو دو آنے روز لونگا آخر مجھکو قید کیا موش صحرائی نے قفل کھلوا دیکھا ایک عزیز دھوتی باندھے ہوے ہاتھ پاؤن بندھے رو رہا ہی عمرو نے بھی دیکھا ایک گنواری مگر نوجوان بھوے بھوے گال بڑا کا ہاتھ کامگار ٹیلی کی چندریا اوڑھے ہوے کھڑی پوچھ رہی ہی ارے تجھے باپ نے کیون قید کیا عمرو نے پھر ہی انکار کا حال کہا کیا موش صحرائی نے کہا مین تیرے ہاتھ پاؤن کھول دون تو بھاگ جا عمرو نے کہا آپکی مہربانی سامری و جمشید تمکو سلامت رکھین میری مہرباں ہو تمکو شہرتی ہوگی ... ہونگے موش صحرائی نے آکر ہاتھ پاؤن عمرو کے کھولے خواجہ جوانکے منتین کرنے لگے کہا بی بی مین قوم کا گوتا ہون اسی جرم پر گرفتار ہوا موش صحرائی نے کہا کوئی ٹھمری تو گا عمرو نے کہا بڑے بڑے ٹھاکرون کی خدمت مین جاتا ہون بڑی غزلین گاتا ہون مجھے چند شعر یاد ہین سُنیے موش صحرائی بیٹھ گئی خواجہ عمرو نے یہ غزل گانی شروع کی

نظم

صبح کے ہوتے ہی ہرگز نہیں جینا مجھکو | وصل جاناں میں عبث ہے غم فردا مجھکو
اے پری تو نے جو پہنی ہے سنہری انگیا | آج آتی ہے نظر سونے کی چڑیا مجھکو
موتیوں کا نہیں گچھا یہ ترے بالوں میں | آیا بالے میں نظر عقد ثریا مجھکو
کبھی تھوڑی بھی لگانے نہیں آتے اطفال | ہے کسی طفل کی فرقت میں یہ سودا مجھکو
اسکی انگیا کی کٹوری کو ہوا دیکھ کے مست | ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے سخت | آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجھکو
زاہدا کعبے کو میخانے سے جانا ہے محال | ہے ہر اک شیشۂ مے آبلۂ پا مجھکو
اس مسیحا سے جو ہے رشتۂ الفت ناسخ | ناتوانی نے کیا سوزن عیسی مجھکو

سوسن صحرائی نے بیقرار ہو کر کہا ارے تو تو خوب گاتا ہے بڑے میاں اور گاؤ خواجہ نے کہا لیجیے
بڑے ٹھاکر جو گاؤں میں رہتے ہیں انکے سامنے جو گایا پاؤ بھر مٹھائی مجھکو دی اس گنواری نے
کہا کیا گزر دیا تھا ابھی تو کو موہی نہیں پیٹ بھر نہیں بھر گیا گاؤں میں مٹھائی کہاں سے
آئی خواجہ نے کہا حلوائی کے یہاں سے مٹھائی منگوائی تھی اسنے کہا میں دیکھوں خواجہ نے ایک
برفی زنبیل سے نکالی کہا چکھ کے دیکھو بیٹھی ہی اسنے برفی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ
نے سوسن صحرائی کو زنبیل میں رکھا کوٹھری کا سارا اناج بھی لیا سوسن صحرائی کی شکل بنکر
باہر نکلا مکان کا اسباب اٹھایا تھا کہ زنبیل کیا [illegible] تو مکان میں جتنی جنس ایک ٹوکری تھی ایک
آہو بست کہتے آیا خواجہ سمجھے ہرن پالا ہوا ہے خواجہ اسکو چمکانے لگے اسنے شکل انسان کی
آواز دی او ساربان زادے تو نے کیونکر رہائی پائی خواجہ نے چاہا جست کرکے نکلوں کہ آہو
نے منہ سے حباب چھوڑا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے آہو نے ناگہاں اسی انسان
کی شکل بنکر تیار ہو کہا ارے تجھے نہال خوشرو لایا تو نے کیونکر رہائی پائی یہ کہکر منہ پر عمرو کے
ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا کمر میں پنجہ دیکر وہ ساحرہ عمرو کو لے اڑی عمرو بیہوش
ہو گیا تموج ہوا سے آنکھیں بند ساحرہ لیکر اڑی ایک قصر میں لا کر اتارا عمرو کو ستون سے
باندھ دیا بیٹھ کے شراب پینے لگی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا شکیل کو پنجہ میں دبائے
ہوئے آکر پہنچی کہا بوا آہو رات اب میں کیا کروں سالار جادو بھگی نیلگون اس جوان کو [illegible] لایا

تھا مین جو اُسکی ملاقات کو گئی اِس ظالم کو دیکھکر عاشق ہوئی سالار کو سحر کرکے مارا اسکو لے آئی اب چاہتی ہون اس صحرا سے نکل جاؤن تمھارے پاس صلاح کو آئی تھی آہوان نے جو شکیل کو بہ نگاہ غور دیکھا جوان کمسن تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن آہوان دیکھکر مرگئی کہا بہن غزال اس جوان کو تو مین نے پسند کیا تم اور کسیکو لے آنا غزال نے کہا بوا یہ نہوگا مین نے اسی غصے مین سالار کو مارا تم بھی ایسی باتین کرنے لگین آہوان اُٹھی کہا بوا کیا مین تمسے پایہ کم کا رکھتی ہون غزال یہ کہکر اُٹھی کہ مین تمسے صلاح کرنے آئی تھی تم یہ رنگ لائین مین اسکو لیے جاتی ہون آہوان نے کہا مین تو نہ جانے دونگی اس جوان کو یہین رہنے دو تم چلی جاؤ غزال اور آہوان مین اسقدر تکرار بڑھی کہ آپسمین سحر ہونے لگے غزال نے کئی گولے آہوان کے دفع کیے کارد سحر نکالکر پھینک ماری آہوان کے سینے کو توڑکر پار گذری عجب آہوان کو مار چکی دیکھا ایک شخص دیلا پتلا ستون سے بندھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی عمرو نے کہا آپ کا منگتا رات سے مار مار کے گوا ہی تین دوسرے میرے یہان یہ پیشہ ہوتا ہی دو مہر لادیتا ہون غزال نے کہا تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا دل ملاؤ میرا نام ہی غزال نے کہا میان دل ملاؤ میرے معشوق کو راضی کردو عمرو نے کہا ابھی راضی کردونگا مسند پہ بیٹھیے مین دوچار اشعار گاؤن غزال خوش ہوکر مسند پہ بیٹھی شکیل کو سامنے بٹھا لیا عمرو نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

لگادے شعلۂ عارض سے گروہ آگ گلشن کو
کرباب سیخ سمجھین بلبلین شاخ نشیمن کو

پس از مُردن تو مشت خاک بھیجی تیرے دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچاکر میرے مدفن کو

جو معطر نافۂ مشکین سمجھکر کشتہ کا کل
غزالان بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو

چباکر پان ظالم نے کیے گلگون لب دندان
بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو

در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہی آنکھ اپنی
بنایا چشم بینا ہمنے اب ہر چشم روزن کو

حسینون کو تلاش رزق کب رہتی ہی غربت مین
لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو

نہ کیون بندہ رقیبون کو جلائے ای بتو بردم
جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کے
بنایا شمع بزم فکر مین نے طبع روشن کو

خواجہ نے اِس رنگ مین یہ غزل گائی کہ غزال بے اختیار رونے لگی عمرو نے شکیل سے اشارہ کیا
تھوڑے عرصے کے واسطے اقبال کر لو مین ابھی اِنکی گردن لیتا ہون شکیل نے اشارہ کیا
عمرو نے کہا لو راضی ہو گیا غزال نے خوشی خوشی زبان سے سوزن نکالی شکیل ساحر زبردست
ہے جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی کہا او ملعونہ کیا بکتی ہے کیون تیری شامتین آئی ہین یہ بھی ہمارا
احسان ہے کہ تجھکو زندہ آزاد کرتے ہین غزال جھلا کر اُٹھی کہ او شکیل مین تجھکو جانے دونگی یہ کہکر اُسنے
گولہ مارا شکیل نے گولہ کاٹ کے اپنے کو قریب غزال کے پہونچایا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا پایا
سر غزال کا اُڑ گیا خواجہ نے چاہا مکان لوٹ لون سب اسباب جل گیا خواجہ نے کہا اے
شکیل یہ کیا معرکہ ہوا شکیل نے کہا یہ سب مکان سحر بند ہین صحرا کے عجائب و غرائب آپ نے
دیکھے آہوان صحرا طائران ہوا تلاش کرتے تھے عمرو نے کہا آہو مجھکو گرفتار کرکے یہان تک
لایا مگر خدا نے فضل کیا کہ دونون جادوگرنیان قتل ہوئین شکیل نے کہا خواجہ اب یہان سے
نکلنا کیونکر ہے تین کوس تک صحرا سحر بندی ہی عمرو نے کہا باہر تو نکلو خواجہ عمرو و شکیل مکان
سے باہر نکلے دو قدم چلے تھے آواز آئی خبردار او ساربان زادے کہان جاتا ہے او شکیل غزال
کو قتل کرکے چاہتا ہے نکل جاؤن دو پنجے جھپک کر گرے دونون کو اُٹھا لے گئے اِس زور و شور سے
گر کے دونون کو پنجے مین اُٹھایا کہ دونون متموج ہوا سے بیہوش ہو گئے اب جو بعد عرصہ دراز
کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک زندانخانے مین پایا شکیل کی زبان مین سوزن سرنگون بیٹھا ہے ایک جانب
سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آئی پلٹ کے جو عمرو نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار چہرہ زرد ہونٹھون پر
آہ سرد دل مین درد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سرنگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو نے اپنے کو بھی
مسلسل اور مطوق پایا حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے بہار سے پوچھا اے ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا
بہار رونے لگین کہا خواجہ مجھپر تو فلک ٹوٹ پڑا سحر مین مسحور ہو کر مالک کوکب پر چڑھ گئی مسلمان
میرے ہاتھ سے قتل ہوئے خدا نے فضل کیا کہ خار خار ماری گئی اُس آفت سے نجات پائی
مین مصروف جنگ تھی کہ افراسیاب نے مجھکو گرفتار کیا اول باغ سیب مین بلا کر دربار سمجھا
ثابت قدمان کو سے محبت کب خوف جان کرتے ہین آخر اُسنے یہان بھیجدیا کیا عرض کرون
اس قیدخانے مین جو جفائین اُٹھائین راتین کاٹے کٹتی نہین شب تنہائی کے سناٹے روشنی گم

تاریکی کا جوش و خروش دیکھیں تقدیر کیا دکھائے کیونکر اس مقام سے رہائی ملے کیونکر
غنچۂ آرزو کھلے اس بیقراری سے بہار نے چند کلمات حسرت آیات کہے کہ خواجہ و شکیل
رونے لگا بہار نے کہا خواجہ رونے سے کیا فائدہ خدا آپکو صبر عطا کرے ہمین اپنی رہائی سے
بڑی ناامیدی ہی گلپوش ہمین لے کے یہان تک آئی افراسیاب نے سمجھا دیا تھا کہ سب
ساکنان صحرا حفاظت مین رہین عمرو نے کہا ہی تو ہوا کہ طائران ہوا آہوان صحرا مچھ رو گئے
تھے خدا نے اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا بہار نے کہا خواجہ یہ بھی سنا ہی کہ صحرا سے نکلنا
نہایت دشوار ہی سارا صحرا بہت بڑا ہی بہار نے کہا افراسیاب نے اسیوجہ سے اس مقام مین
بھیجا ہی کہ یہان نگہبان بہت ہین خواجہ نے کہا اِس مقام پر ہم گرفتار ہوے بہار رونے لگین
کہا خواجہ اب قریب کوہ نیلگون آ گئے نیلگون بادیہ نشین بلا سے روزگار ہی پتھرون مین مخفی
رہتا ہی خواجہ نے کہا پروردگار اُس تک پہونچائیگا دن تو انھین باتون مین کٹا پردہ شب حائل ہوا
عروس شب نے زلف عنبرین کو کھولا ستارون نے افشان مانگ پہ چنی بصد زینت تمام دُنیا مین
تاریکی کی عملداری ہوئی شعر شب آمد ساز گار عشقبازان ؛؛ شب آمد رازدار عشقبازان ؛؛
بہار رو رو کر خواجہ سے باتین کر رہی ہی کہ دروازہ زندانخانہ کا کھلا ایک ساحر کو دیکھا کہ
پریشان پریشان کچھ کھانا ہاتھ مین لیے ہوے قیدخانے مین آیا وہ قیدی اور دیکھا کہ بہار کے
سامنے وہ کھانا رکھ کر ہاتھ باندھ کھڑا لگا کہنے اے ملکہ عالم جسوقت سے آپ قید ہو کر آئی ہین عجب
آفت مین ہون طبیعت آپ پر مائل تیغ ابرو کا گھائل نیلگون کو مین نے بہت سمجھایا کہ اے ظالم
یہ حیرت کی منظور نظر افراسیاب قیدخانے مین آکے قید ہوئی ہین ارے ظالم اُنکو کھانا تو بھیج آج
بمشکل اُسنے مانا کہتا تھا مین چاہتا ہون کہ بہار بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر مرجائے اُسنے
غضب کیا کہ مسلمانون کی شراکت کی ہین کے قتل کا ارادہ کیا ایسے ظالم کا مرجانا بہتر ہی
چاہتا تھا قتل کرے لیکن میعاد طلسم سے مجبور رونا پڑا ہوا کہ آج مین نے بمشکل اُسکو اِس بات
پر راضی کیا کہ کھانا لیکر پہونچا دون اگر مجھکو قبول کرو ہر چند کہ نیلگون سے بڑا فساد پڑیگا
وہ ساحر زبردست ہی مگر ہرچہ آید بر سرم یا تو جان دونگا یا اسے نکالونگا جو جو جفائین پڑینگی سہونگا
شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ؛؛ دست از طلب ندارم تا کار من بر آید ؛؛ بہت

دیر تک بکا کیا جب بہار نے کچھ جواب ندیا تو طرف خواجہ عمرو و شکیل کے پلٹا کہا تم دونون نے کیا خطا کی کہ جو اس قیدخانے مین آکر قید ہوے شکیل نے غصے مین کچھ جواب ندیا مگر خواجہ تو جویا تھے کہ مجھسے کلام کرے تو مین دام مکر مین پھنساؤن کہا اے شہنشاہ ساحران آپ کو نیلگون جادو سے کیا رشتہ ہے اُسنے کہا میرا میگون جادو نام ہے قیدخانون کی حفاظت میرا کام ہے نیلگون میرا بھائی ہے عمرو نے کہا آپ نے ملکہ بہار کو کہان دیکھا تھا میگون نے کہا اول نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ ایک قیدی تمھارے پاس روانہ کرتے ہین پھر گلپوش جادو قید لیکر آئی نیلگون نے سر دربار بلوایا مین بھی اُسوقت دربار مین حاضر تھا انکو دیکھکر مر گیا عمرو نے کہا اے میگون ہم تم سے وعدہ کرتے ہین کہ بہار کو تمھارے واسطے راضی کر دینگے لیکن ہمکو صحبت مین نیلگون کی لیجاو ہم صورت بدل کے چلینگے افراسیاب کی ناانصفی ہے اُسکو مناسب یہ تھا کہ تمکو بادشاہ کرتا آپ بعہدۂ نیابت رہتا اگر آپ ہمکو سویرے سے لے چلینگے ہم اُسکو قتل کر کے آپ کو بادشاہ کرینگے بہتر یہ ہے کہ تم سلطنت کرو بہار تمھارے پہلو مین ہو یہ باتین جو خواجہ نے کین میگون خوش ہو گیا کہا آپ کا نام خواجہ نے کہا مجھے عمرو عیار کہتے ہین ساحران صحرائے گرفتار کیا گئی جادو گرون کو یہان بھی مار چکا ہون میرا یہی کام ہے اگر ہمسے آپ سے رسم رہا تو ہم افراسیاب کو قتل کر کے آپ کو بادشاہ طلسم ہوشربا کا کرینگے میگون نے کہا خواجہ مین تمھین اپنا نائب قرار دونگا عمرو نے کہا ایک دن مین سب کو تسخیر کرونگا تمھارا جلوس ہو پھر میری عیاریان دیکھو کہ کیا کارہاے نمایان کرتا ہون آج مجھکو قدردان ملا اب مین بھی اپنی جان لگا دونگا بن آج تک قدردان ہی کا جویا تھا اسطرح عمرو نے جو باتین کین میگون نے کہا خواجہ مین سب اختیار تمھین کو دونگا تخت سلطنت ہوشربا پر بیٹھکے تمکو اپنے پہلو مین جگہ دونگا مشیر سلطنت خطاب ہو کیون خواجہ تمکو کیونکر لیچلون چپکے سے پوچھا بہار ضرور مجھسے راضی ہو عمرو نے کہا وہ خود تم پر مرتی ہے بسبب شرم و حجاب کے بات نہین کرتی بڑی دھوم سے تمھاری شادی ہو تمکو دولھا بنا کر ہم لیچلین بھاری سہرا بندھے ہم سب گلنار جوڑے پہنے ہوے ساتھ ہون نوبت نقارے بجاتے ہوے دلھن کو بیاہ کر لائین یہ کہکر خواجہ نے کہا مجھکو آپ دربار مین نیلگون کے لیچلین میگون واسطے تینون آدمیون کے کھانا لایا صراحی سرد پانی کی پہونچائی خواجہ کو قید سے رہا کیا خواجہ نے حال پوچھا میگون نے

کہا نیلگون کو گانے بجانے کا بڑا شوق ہی معشوقہ اُسکی نعمان پریچہرہ ہر وقت اُس سے صحبت رہتی ہی بر سر کوہ ایک باغ ہی اُسمین جلسہ ہوگا عمرو نے کہا تم صحبت مین بیٹھنا مین گوئیے کی شکل بنکر آؤنگا جب چوبدار آکر کہے کہ ایک گویا آیا ہی تم بلوا لینا پھر گانا سُننا جب مین تقریب شراب کرون تم ہان مین ہان ملاتے جانا میگون نے سب باتین قبول کین خواجہ کو میگون لیکر بر سر کوہ آیا سامنے دکھلا دیا کہ وہ در باغ معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا اب جائیے میگون جادو صحبت مین نیلگون کی آیا نیلگون تخت پر نعمان پریچہرہ پہلو مین دس پانچ مصاحب کنیزین نعمان کی گائنین حاضر ہین عین گرمی صحبت چوبدار نے آکر عرض کی کہ دروازے پر ایک گویا حاضر ہی میگون نے کہا بھائی صاحب بلوائیے گانا سُنیے نیلگون نے کہا ای برادر بہار و شکیل و خواجہ عمرو قید خانے مین قید ہین نئے آدمی کا نام سُنکر میرا دل گھبراتا ہی عیاران اسلام وہ بلائے روزگار ہین ایسے ایسے مقام پر پہونچے بڑے بڑے ساحرون کو مارا میری بھی فکر مین آئینگے میگون یہ سُنکر گھبرا گیا کہا نہین بھائی صاحب ایسا خیال نہ کیجیے اول تو کوئی عیار مکار آ نہین سکتا اگر آئیگا تو بڑی ذلت اُٹھائیگا نیلگون نے کہا خوشی تمھاری بلا لو گویا اندر آیا سب نے دیکھا ایک پیر زمین گیر مشروع کا پاجامہ چکن کا کُرتا سرخ دوپٹہ سر پر باندھے ہوے طنبورہ کاندھے پر آتے کے ساتھ ہی ہاتھ اُٹھا کر دعا کی یہ دربار آباد رہے یہ کہکر بیٹھے نیلگون نے کہا بڑے میان صاحب کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کا نام سُنکر آیا ہون میگون نے کہا بڑے میان صاحب گانا سنائیے گویّے نے طنبورہ ملایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

چھوڑ دے دم بھر لہو پینا الم سے دور رہی — میرے دل سے دور ہو فرقت کے غم سے دور رہی
دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سے دور ہی — لکھنا سنبل زلف کو اپنے قلم سے دور ہی
سارے ارباب سخا بخشش سے خود محتاج ہین — پاس دینار و درم دست کرم سے دور ہی
مر کے بھی روح اُسکے کوچے کے سفر مین ہی مدام — جو وطن اپنا ہی وہ ملک عدم سے دور ہی
سینے پر سیدھا ہو یہ جھک کر گلے سے وہ ملے — راستی نیزے سے خم خنجر کے خم سے دور ہی
ای فلک یہ تیری نیرنگی نئی آئی نظر — جو بہت نزدیک ہی دل سے وہ ہمسے دور ہی
روضۂ انور ہمہ دل مین دل ہی سینے مین قبول — گو بظاہر تو در شاہ اُمم سے دور ہی

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ معشوقۂ نیلگون بیقرار ہوگئی گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر
بڑے میان کو دیا کہا کہ صاحب سناتے اس بڑھاپے مین یہ رسیلی آواز صدا مین سوز گداز یہ کیکر
کہا کہ بڑے میان اور کچھ اشعار گاؤ لیکن نیلگون چپ بیٹھا ہی دل سے باتین کر رہا ہی کہ یہ بڈھا کون ہی
کہان سے آیا ہی یہان تک کیونکر پہونچا میگون نے پکار کر کہا بڑے میان تمھین کچھ شراب پلانے مین
بھی دخل ہی بڑے میان نے کہا حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے
بتاؤن سر سے شراب پلاؤن میگون نے یہ کہا اور بڑے میان نے یہ جواب دیا نیلگون کو اندر
زیادہ تردد ہوا سوچ رہا ہی کبھی معشوق سے کہتا ہی صاحب میرے یہان اگر بہار قید ہوئی شکیل
اور عمرو بھی ہین کوئی عیار نہ آیا ہو جہان یہ لوگ قید ہوے عیارون کا تانتا بندھ جاتا ہی خواجہ تیور
کو نیلگون کے دیکھ رہے ہین اور میگون کو اشارے کر رہے ہین کہ خاموش رہو مگر میگون کو
جلدی ہی کہ نیلگون مارا جائے بہار سے وصل حاصل ہو عشق مین بیقرار ہی جون جون یہ باتین کرتا
جاتا ہی نیلگون کا شک بڑھتا جاتا ہی کبھی کہتا ہی بھائی صاحب آپ کو بڑی جلدی ہی شراب بھی آگئی
نیلگون کا شک خوب بڑھا ایک چٹکی خاک کی پیچھے پھینک دی دم بھر نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر سوار ایک کتاب بغل مین آکر پہونچی سامنے نیلگون کے آکر اُتری
نیلگون نے کہا اختر شناس اشارہ کر کے طرف عمرو کے کہا یہ کون شخص ہی جیسے ہی اُسنے کتاب
کھولی عمرو جست کر کے قریب اُس اختر شناس کے آیا کہا صاحب مین سمجھا شہنشاہ کو میری
جانب سے کچھ اور ہی گمان ہی اُسنے کتاب کو کھولا دیکھتے ہی مضمون کو جاتی ہی کچھ کہے عمرو نے ایک
خنجر مارا اختر شناس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو اندھیرے مین نعرہ کر کے بھاگا نیلگون نے چاہا
اُٹھون میگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی صاحب ہم آپ کو اکیلا نہ جانے دینگے ایسا نہو اُسی ظالم کے دام
مکر مین پھنس جائیے نیلگون ٹھہر گیا مگر سرنگون کہتا ہی کیون بھائی صاحب یہ ساربان زادہ کیدھر گیا
ہوا میگون نے کہا بھائی صاحب مین کیا جانون لیکن مین جاتا ہون نیلگون نے کہا ایک بڑی
خرابی ہوئی کتاب بھی جل گئی اب مین کس مین دیکھون یہ ذکر تھا کہ دروازے پہ سے رونے کی آواز آئی
کوئی روتا ہوا آتا ہی آواز دی کہ شہنشاہ نیلگون کی دہائی ہی ہمین لوٹ لیا بھائی جوان مارا گیا چھوٹے
بھائی کے کپڑے اُتار لیے مجھکو ڈر ہی کہ مجھکو بھی نہ قتل کرے مجھکو پناہ دیجیے اپنے دامن مین چھپا لیجیے سب نے

دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ دریاے خون مین نہائی ہوئی مگر نہایت حسین گل رخسار کبک رفتار شیرین گفتار نہایت نازک غزال چشم آنکھین سوجی ہوئین اشک کا دریا آنکھون سے جاری دوڑ کر نیلگون کو لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ پہلو مین جو قصر حضور کے گانون ہی ایک عیار مکار دبلا پتلا نامتیا دبتا اٹھتا بیٹھتا وہان پہونچا میرے چھوٹے بھائی کے کپڑے اُتار لیے بڑا بھائی سامنے کھڑا اتھا چاہا لٹھ مارون اُس ظالم نے دب کر خنجر مار دیا اُس شخص کے بھائی کا شکم چاک ہوگیا خنجر برہنہ لیے ہوے سارے گانون کو قتل کرتا پھرتا ہی مین تو جان بچا کر بھاگی حضور ذرا میرے ساتھ چلین اُس خونی کو گرفتار کر لین یا قتل کرین نیلگون نے کہا ابھی یہان سے بھاگ کر گیا ہی اُسی کی یہ حرکتین ہین مین تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر تیغہ لیک کے اُٹھا با نعمان نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار آپ تنہا نہ جائیے مین جاتی ہون اگر سو ہونگے تو گرفتار کر لاؤنگی نیلگون نے کہا مین کیونکر قبول کرون کہ تم تلاش مین اُس ظالم کی جاؤ ایک کنیز نعمان کی شبرنگ جادو یہ کہکر اُٹھی کہ آپ دونون صاحب تشریف رکھین مین ابھی گرفتار کر کے لاتی ہون کہیے زندہ لاؤن کہیے سر حاضر کرون یہ کہکر شبرنگ نے کہا ارے نیک بخت میرے ساتھ چل مجھے تو دور سے دکھا دے مین گرفتار کرلونگی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اور اپنی دُلائی بھی اُس نازنین کو اُڑھا دی شبرنگ نے کچھ اسباب سحر لیلیا اُس نازنین کو ساتھ لیکر چلی جب قصر سے باہر نکلی شبرنگ نے پوچھا وہ عیار کس مقام پر ہی کہا حضور سبھو نکے گھر مین گھستا پھرتا ہی کسی کو مار ڈالا کسی کو لوٹ لیا یہ باتین کرتی ہوئی نازنین شبرنگ کو صحرا مین لائی ایک مقام پر جھک کر کہا وہ عمرو کھڑا ہی لو غضب ہوا نائی کے گھر مین گھس گیا اُسکی کسوت نکال لایا ارے اُسکی جورو کا گلا کاٹ لیا شبرنگ نے گھبرا کر اُسطرف دیکھا عمرو نے کمند کے حلقے مار کر حباب مارا اور نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لشکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
اسیر عرب شیر پروردگار
جیسے ہی شبرنگ بیہوش ہوگئی

گری عمرو نے کپڑے اُتارے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اُسکو اپنی شکل بنایا پاؤن مین رسّی باندھی
پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ٹانگ مین رسی ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے یہان نیلگون انتظار
مین ہی کہ دیکھا شبرنگ کنیز عمرو کے پاؤن مین رسّی باندھے ہوے کھینچتی ہوئی لاتی ہی یہ
دیکھکر میگون تو گھبرا گیا کہ ہاے عمرو گرفتار ہوا مگر خاموش یاد مین بہار کی بلک رہا ہی نیلگون
نے پکار کر آواز دی ای شبرنگ بڑا کام کیا شبرنگ نقلی نے کہا حضور بڑا چست و چالاک
تھا کوسون بھاگتا تھا نیلگون نے کہا ای شبرنگ تمھاری اس مشقت کا ذکر تو سامنے
افراسیاب کے کیا جائیگا یہ وہ شخص مارا گیا کہ جسکا کوئی مثل و نظیر نہ تھا شبرنگ جادو نے
عرض کی واری مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی ہزارہا بھائی بند اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے
میرا جی چاہتا ہی کہ آج خوشی کرون یہ کہکر مٹکنے لگی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

کمر ثابت ای سرو قد ہو گئی
بلا سر کی ای جان رد ہو گئی
محبت مین مارا پڑا حیف ہی
مرے دل کو بھی مجھسے کد ہو گئی
چھٹے روح سے کیون نہ اقلیم تن
کہ مشکلکشا کی مدد ہو گئی

غلط بات کتنی سند ہو گئی
پھپھولے جگر مین ہین تو دل مین چھید
مری قسمت نیک بد ہو گئی
محبت جو پنہان تھی بد نظر
کہ فوج الم لا تعد ہو گئی

سُوا شب کو عاشق تری زلف کا
بس ای عشق جانسوز صد ہو گئی
در مرگ پر لیچلا ہی مجھے
ہویدا ابصد شد و بد ہو گئی
قبول اپنے عقدے کھلے سبکے سب

سب تعریفین کرنے لگے کہ ای شبرنگ اسوقت تو تمنے اپ
رنگ سے گایا کہ عمرو کا گانا آنکھون کے نیچے پھر گیا ابھی اُسنے اسی رنگ مین یہ غزل گائی تھی
نیلگون بھی تعریفین کر رہا ہی بلکہ نعمان کی تو وہ کنیز ہی یہ سب سے زیادہ تعریفین کر رہی ہین
کہ میری کنیز نے بڑا کام کیا شبرنگ نقلی دوڑی ہوئی میخانے مین گئی جاتے ہی شراب
مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے چلے گلابیان
اُٹھا کے لیجاؤ آپسمین تقسیم کرو شراب تقسیم ہونے لگی خواجہ عمرو گئی سی گلابیان بہ شکل شبرنگ
محفل مین لائے سب خوش ہو گئے کہ شبرنگ کو قتل کرنے سے عمرو کے کیا سلیقہ آگیا کس
لطف سے شراب لائی ہی جی چاہتا ہی پیجیے پہلے خواجہ نے جام بھرا سر پر رکھا گاتے ہوے
بتاتے ہوے سامنے نیلگون کے آئے کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے نیلگون

جام ہوگیا دوسرا جام عمرو نے اُسکی معشوقہ کو دیا سب سے زیادہ میگون کو تردد ہی کہ ہائے
کیا افسوس کی بات ہی میرا دوست مارا گیا اُسی کی خوشی ہو رہی ہی عمرو نے آکر میگون کو بھی
جام دیا لیکن جام سادہ میگون نے پیا اب تو عمرو نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سبکو
شراب پلائے نیلگون نے بیٹھے بیٹھے کہا ارے تم سب دیکھتے ہو یہ دوسرے خداوند تشریف
لائے ہین شبرنگ نقلی یعنے عمرو نے کہا ای شہنشاہ خداوندون کو پلائیے وہ بھی آکر شریک جلسہ
ہون نیلگون اپنے مقام سے ناچتا ہوا اُٹھا کہتا ہوا یا خداوند آئیے شراب نوش فرمائیے دو قدم
چلا تھا کہ چہرہ کھا کے گرا اور بیہوش ہوا سب مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا گر کے بیہوش
ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب بر لب فرش فرش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا میگون
نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کمال کیا مین تو تمھارے واسطے روتا تھا کہ
ہائے میری تقریب کون کریگا بہار جادو کیونکر راضی ہوگی عمرو نے کہا میان نیلگون کو قتل کرو
میگون نے ارادہ کیا کہ نیلگون کو قتل کرون خواجہ کپڑے اُتار رہے ہین جسکے ایک ٹرنیچہ مارا اُسکا
سر اُڑ گیا نعمان کی بہن ریحان جادو اپنے مکان سے چلی کر چلکر بہن سے ملاقات کر آوٴن
آسمان پر اُڑتی ہوئی آتی تھی کہ کان مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے جھپٹی آکر
آسمان سے دیکھا کہ بہن بہنوئی بیہوش پڑے ہین میگون جادو نیلگون کا بھائی خنجر خون
آلودہ ہاتھ مین لیے ہوے نیلگون کو قتل کیا چاہتا ہی ایک طرف ایک شخص دُبلا پتلا تانتیا کپڑے
سب کے اُتار رہا ہی ریحان جادو کا کلیجہ ہل گیا ایک گولہ اُسنے میگون پر پھینک مارا میگون
چونکہ غفلت مین تھا غش کھا کے گرا عمرو نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا کچھ آفت آسمانی آئی چاہا مین جست کرکے
بھاگون کہ ریحان نے ڈنکارا چند دانے ماش کے پھینکے خواجہ عمرو بھی لڑکھڑا کر گرے ریحان
نے آکر بہن بہنوئی کو ہوشیار کیا باران سحر برسایا سب اہل محفل ہوشیار ہوے نیلگون
نے جو اپنے بھائی کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا نعمان نے پوچھا کیون بہن ریحان یہ کیا سحر کیا ریحان
نے کہا اتفاق تمھاری ملاقات کو چلی تھی راہ مین جادوگرنیونکے مرنیکی آواز میرے کان مین آئی
گھبرا کر دوڑی آکے دیکھا میان میگون صاحب اور یہ عیار نیمچہ لیے ہوے آپ کو قتل کرنے
جاتے ہین مین نے سحر کیا پہلے میگون کو بیہوش کیا ڈر تھا کہ آپ کے بھائی صاحب ہین

ایسا نہو سحر کرکے لڑین انکو بیہوش کرکے عمرو کو گرفتار کیا نیلگون نے سر پیٹ لیا کہا ارے یہ میگون میرا کیون دشمن ہو گیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو کہ ایک جادوگرنی نے بڑھکر عرض کی ذرا فوج کو تو ملاحظہ فرمائیے نیلگون نے جو باہر نکل کر دیکھا ہزارہا لاشہ پڑا ہی بعضے بابلاتے پھرتے ہین بعضے گا رہے ہین بعضے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین بعضے کنوئین مین گر رہے ہین جہان چشمے مین جھانک کے دیکھا اپنی تصویر پانی مین نظر آئی ہائے بھائی کہا اور کود پڑے غرق دریاے لعنت ہوے سیکڑون اسطرح گرے نیلگون سر پیٹتا ہوا دوڑا جا کے باران سحر برسایا جب سبھون کو ہوش آیا کوئی اپنے بھائی کو روتا ہی کوئی بیٹے کا نام لیکر چیخین مارتا ہی کوئی زوجہ کو ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہتا ہی ارے بھائی جوان عورت کسی کے ساتھ نکل گئی قریب والے کہتے ہین وہ پہلے ہی سے بدوضع تھی آج اُسے حیلہ ملا نکل گئی نیلگون جا کر سب پر خفا ہوا کہا ارے یارو ہلہڑ نکرو سامری و جمشید نے سب کو بچا لیا تھوڑی دیر میری سالی نہ آتی تو سبکا خاتمہ تھا ریحان نے آکر بڑا کام کیا لشکر کو مطمئن کرکے بارگاہ مین آیا بھائی کو ہوشیار کیا کہا کیون بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ جو تم در پئے قتل ہوے میگون نے اپنے کو جو اس حال مین پایا عمرو کو بھی قید دیکھا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا

نظم

بناے غم و رنج رخصت ہوئی — گیا دل ترے پاس فرصت ہوئی
بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی — پڑین سختیان غم کی سنگت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہین سب — الٰہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمین کے تلے پہلے ہم — پھر آنکھون سے پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا تقاضا نے کیا جب علاج — کبھی پھر دوا کی نہ حاجت ہوئی
جب آہین رکین اشک نکلے قبول — یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نیلگون نے ہنسکر کہا بھائی صاحب یہ پہیلی تو مین نہین سمجھا عمرو نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے میگون حال عشق نہ کہو لو ضبط کرو انشاء اللہ سمجھا جائیگا میگون خاموش ہو رہا لاکھ لاکھ نیلگون نے پوچھا میگون نے کچھ جواب نہ دیا جھلا کر نیلگون نے حکم دیا عمرو کے ساتھ لیجا کر قید کرو بھائی صاحب کو قید خانے پر مقرر کرنے سے یہ نفع ہوا کہ عمرو نے قید سے رہائی پائی

یہ آفتین برپا ہوئین اسلم جادو اسکی معشوقہ کی مصاحبون مین ہی اُسکو حکم دیا کہ ای اسلم
ہم تمکو نگہبان کرتے ہین آپ دو دانہ ان سبھون کو پہونچانا اسلم جادو عمرو و میگون کو ساتھ
لیکر چلی قید خانے مین لیکر آئی ملکہ بہار اور شکیل نے دیکھا کہ میگون و خواجہ عمرو مسلسل
و مطوق چلے آتے ہین حیران حیران طرف خواجہ کے دیکھا بہار نے اشارہ کیا کہ خواجہ یہ کیا
معرکہ گذرا عمرو نے اشارہ کیا کہ فلک درپے آزار ہی دو عیار ہان کین دونون خالی گئین ہمارے
ساتھ میگون بھی مبتلاے بلا ہوا لیکن اسلم جو قید خانے مین آئی نگاہ پڑی جمال بے مثال
شکیل پر سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زیور آہن جسم پر آراستہ سرنگون چہرہ زرد رنگ
زعفرانی حسن مین لاثانی تاجدار کا فرزند جوان خود پسند اسلم نے کہا کیون ای جوان تو
کس جرم پر قید ہوا شکیل تو تعلیم یافتہ خواجہ عمرو ہی مسکرا کر جواب دیا صاحب وہی جرم
کہ شہنشاہ سے جدا ہوے نام پر اسد غازی کے فدا ہوے شہنشاہ کو ناگوار گذرا نیلگون
کو لکھ بھیجا نیلگون ہمکو غفلت مین گرفتار کر لائے اگر ظاہر مین مقابلہ پڑتا تو احوال کھلتا
اسلم کا دل دُکھ گیا کہا صاحب تمنے قید کی حقیقت مین بڑی جفا اُٹھائی شکیل نے کہا خدا مالک
ہی اسلم خاموش ہو رہی باہر آکر بیٹھی دس بارہ جادوگرنیان براے نگہبانی مقرر کین آپ حیران
حیران سوچ رہی ہی کہ الٰہی اسلم کیا کرون کیونکر اس جوان کو چھڑاؤن کنیزون نے کہا حضور جسوقت
سے آپ قید خانے مین آئین رنگ رو آپ کا متغیر ہو گیا ہی ہم لوگ بہت گھبرائے ہین دل وہی
کر کے جو سب نے پوچھا اسلم بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو کیا حال دل
کہون کیونکر خاموش رہون

نظم

عزم قتل عاشقان اب ای نگار آئینہ ہی ۔ تیغ و خنجر ہاتھ مین تن زیر چار آئینہ ہی
ہنس کے کیا باتین بناتے ہو تکدر صاف ہی ۔ چہرۂ روشن کے تیور سے غبار آئینہ ہی
روشنی ہر ذرے کو بخشی ہی نور عشق نے ۔ اپنا چہرہ دیکھ لو میرا غبار آئینہ ہی
وقت آرایش جو دونون ہین صنم بالا وزیر ۔ گیسوون پر شانہ چہرے پر نثار آئینہ ہی
ہی سکندر روے روشن کا سراسر حیرتی ۔ اُنکے آئینے سے خود آئینہ دار آئینہ ہی
دل جو گلہاے مضامین سے ہی معمور ای قبول ۔ دیدۂ باطن مین یہ باغ بہار آئینہ ہی

کنیزین حیران ہوگئین کہا واری ہمارے ذہن مین نہین آتا کہ حضور نے کیا فرمایا اسلم کچھ
سوچ کر خاموش ہو رہی دمبدم قید خانے مین جاتی ہی جمال شکیل دیکھکر چلی آتی ہی بیٹھتی ہی تو
گھبراتی ہی خواجہ عمرو نے جو کئی مرتبہ اُسکو آتے دیکھا شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اور چلی گئی
عمرو نے کہا ای شکیل اسلم جادو تمکو بہ نگاہ محبت دیکھتی ہی شکیل نے کہا اُستاد مین اُنکی
خدمتگذاری کو حاضر ہون عمرو نے کہا ای فرزند کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہان سے نکلین نیلگون
قتل ہو جائے اور بہار بھی رہائی پائے اپنے لشکر مین بخیریت پہونچ جائین پھر جانین کہ زندگی
ہوئی شکیل نے کہا تو مین پھر اُسکو دام مکر مین لون عمرو نے کہا تو بیٹا چوکتے کیون ہو اسلم
پھر گھبرائی ہوئی آئی شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی شکیل نے کہا ای ملکۂ عالم یہان تشریف
لائیے ہم کچھ آپ سے بات کرینگے اسلم خوشی خوشی قریب آ کے شکیل کے بیٹھی اسلم سے باتین
ہونے لگین شکیل نے چپکے سے کہا صاحب ہماری تم پر جان جاتی ہی اسلم نہال ہوگئی اسلم نے
خوش ہو کر کہا کہ صاحب جان و مال تمہارے واسطے حاضر ہی شکیل نے کہا اس قید خانے سے ہمکو نکالو
اسلم نے کہا آج رات کو نکال لے چلونگی شکیل سے خوب پختہ وعدہ ہوا اسلم تو باہر آئی کنیزونکو
ہر کام کے بہانے سے رخصت کرنے لگی کسی سے کہا اپنے مکان کو جاؤ شام تک سب کنیزون کو اپنے
پاس سے رخصت کر دیا شام کو قید خانے مین آئی شکیل کی بلائین لین کہا صاحب چلو مین تمکو نکال
لیچلون شکیل رونے لگا کہا صاحب سنو تو اپنے دوستون کی مصیبت پر دل ٹکڑے ہوتا ہی ایسی
تدبیر کرو کہ بہار و خواجہ و میگون بھی زیر دست ہین ان سب کو رہا کرو تمکو اپنے لشکر مین لے چلین اسلم
کانپ گئی کہا ای شکیل مجھے خوف ہی کہ نیلگون بڑا ساحر ہوشیار ہی اگر اُسکو خبر ہوگئی تو دنیا مین نہین رہا
کرے گا کل شب کو یہ معرکہ گذرا ابھی بھی صحبت مین بیٹھی تھی کہ افراسیاب کا نامہ آیا اُسمین یہی
مضمون تھا کہ ای نیلگون بہار کو سمجھاؤ ہمارے وصل پر راضی کرے جب ہمین اُسکی صورت
زیبا یاد آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی اصل مین بیحال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بقول شاعر نظم

نامہ اُس بدخو کو لکھنے کا مزہ بھی چاہیے ۔ گالیان دے پھر کے مجھکو نامہ بر بھی چاہیے
دل پھنسانے کو محبت مین جگر بھی چاہیے ۔ چاہیے نالے تو نالون کو اثر بھی چاہیے
عشق کے سودے مین رونا بھی ہمارا ہی بجا ۔ خشکی لب شرط ہی پر چشم تر بھی چاہیے

اب سُلا اے وحشتِ دل گور مین آرام سے — پھرتے پھرتے تھک گیا جنگل مین گھر بھی چاہیے
چاروں کو آئی ہے ملکِ عدم سے کیکے روح — کب تلک رہیے یہان سیرِ سفر بھی چاہیے
بہر عالم ہی فنا مشہر بھی ہوگا اے قبول — مبتدا کے واسطے آخر خبر بھی چاہیے

تاکید لکھا تھا کہ اے نیلگون جسطرح بن پڑے ہمارے وصل پر راضی کرو تو کیا تعجب ہے کہ
نیلگون خود قید خانے مین آئے بہار کو سمجھائے تم اب جلدی نکل چلو شکیل نے کہا میری زبان
سے سوزن نکالو زبان شکیل سے سوزن نکالی اب جو شکیل مسکا تمام قید آہن ٹوٹ کر گری شکیل
نے اُٹھکر بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار نے جو کہ مارا قید آہن ٹوٹ کر زمین پر گری
بہار نے خواجہ کو دیکھا کیا اسلم ہان ہان کرتی ہے کوئی نہین سُنتا میگون نے خواجہ کو اشارہ کیا
اے شہنشاہ اوج عیاری مجھے نہ چھوڑنا خواجہ نے زبان سے میگون کے بھی سوزن نکالی
اسلم کہتی ہے خواجہ کیا کرتے ہو خواجہ نے نہ مانا میگون کو بھی رہا کیا خواجہ و میگون و بہار
و شکیل و اسلم قید خانے سے باہر نکلے ہین کہ زمین شق ہوئی نیلگون نے سر نکالا للکار کر
آواز دی اے اسلم یہ کیا غضب کیا اور بہار کو للکارا بہار نے چند شاخین نخل کی توڑ کر
پھینک مارین نیلگون پر شعلہ ہائے آتش گرے نیلگون دفع کرنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ
کر کنارے ہوے اسلم و میگون و بہار و شکیل سب نے ملکر نیلگون پر سحر کیا نیلگون
پر آگ برسی خنجر گرے تلوارین گرین نیلگون نے سحر دن کو دفع کیا اور پکار کر آواز دی اے ساکنان
کوہ نیلگون یہ سب باغی بادولت کے ساتھ بے ادبی کرتے ہین خبردار یہ نکل کر جانے نہ پائین جیسے
ہی نیلگون نے چیخ ماری اسلم تو لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی زمین شق ہوئی ہزارہا جادوگر
زمین سے نکلے دس جادوگر شکیل پر جا پڑے دس نے میگون کو پکڑ لیا بہار جانب میگون
دیکھتا ہے کہ ارے یار یہان نہ وہ کہان گیا خواجہ عمر گلیم اوڑھے ہوے کھڑے ہین یہ سب معاملہ
دیکھ رہے ہین کہ نیلگون پر جا پڑون اس پر کوئی عیاری کرون مگر ہوشیاری نیلگون کی
دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا شکیل و میگون و اسلم تو گرفتار ہو گئے دس جادوگر جو بہار کی جانب چلے
بہار نے گورے گورے ہاتھون سے دستک دی پکار کر آواز دی اے جنون خیز شور انگیز انکو
لینا کچھ ہار سوکھے گلے مین پڑے تھے وہ پھول بکھر کے اختر جادو اُن سب کا افسر آگے تھا

پھول گرتے ہی پھول گیا وجد کرنے لگا جمال بے مثال بہار دیکھکر پکار اُٹھا نظم

مقتل سے تو جو سر کو مرے کاٹ کر پھرے
تن پاؤن پر نثار ہو سر گرد سر پھرے

لے لے گئے مرے نامے کبوتر بہت گئے
گرداں ہو گئے نہ اُدھر سے اِدھر پھرے

اللہ رے جوش اشک کے دریا بہا دئے
جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھرے

پھرنا ادھر نہ حضرت دل یار پاس سے
سینے مین اب جگہ نہ ملیگی اگر پھرے

میری طرف سے نامہ کبوتر جو لے گیا
دوش صبا پہ یار کی جانب سے پر پھرے

اللہ ری نازکی کہ وہین رنگ ہو کبود
گر دست وہم بھی ترے رُخسار پر پھرے

دوزخ سے مُنھ نہ موڑے مری آہ آتشین
طوفان سے کبھی نہ مری چشم تر پھرے

دھوتا ہو چشمۂ لب جانان سے ای قبول
سو خضر آ گئے خشک لب اور چشم تر پھرے

بہار نے صورت زیبا دکھا کر آواز دی او عاشق کاذب کیون بیہودہ بکتا ہی کیا تیرا مطلب ہی اختر نے کہا ای ماہ آسمان خوبی و ای مہر درخشان ملک محبوبی میری جان جاتی ہی چاہتا ہون سر کو قدمون پر نثار کرون ستارہ بھی اختر کا گردش مین آیا بہار نے کہا نیلگون کا سر لاؤ تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین اختر مع دس جادوگرون کے نیلگون پر جا پڑا تلوارین کھینچین گولے مارے نیلگون ان سحرون کو کب مانتا تھا اشارون مین دفع کر رہا ہی چاہتا ہی اپنے سر سے سحر اُتارون کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین مگر سحر نہین اُترتا آخر غصے مین اگر اختر پر جا پڑا تیغ آبدار کو جنبش دی برق چمکی مع اختر دسون کے سر اُڑ گئے اختر کی لاش پر خوب رو رہا ہی ایک سے یہ کہتا ہی بار دگر مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ایسے رفیق کو مارا لیکن بہار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ نیلگون کی رنگت زرد دل مین درد بہار سے لڑ رہا ہی مگر جون جون دیر ہوتی ہی ساحر جمع ہوتے جاتے ہین شکیل و میگون و اسلم کو گر نثار کر چکا ہی زبانون مین سبکی سوزن گرفتار رنج و محن بہار مے سحر چل رہا ہی ہر طرف سے بہار پر بلوہ بہار نے کئی سو جادوگرون کو جمال بے مثال اپنا دکھا کر دیوانہ بھی کیا اور قتل کر ڈالا ہزارہا لاشہ زمین پر لوٹ رہا ہی نیلگون اپنی بوٹیان کاٹتا ہی کہ ایسا نہو بہار اسکے سحر کر نکل جائے تو بڑا غضب ہو دستکین دیتا ہی سحر کرتا ہی بہار گلعذار سب سحرون کو دفع کر رہی ہی کبھی تیتے پھینکے کبھی پھول بکھرائے کچھ گجرے

سوکھے ہوے جو ہاتھون مین لپٹے ہوے تھے وہ پھینک مارے پھول برسنے لگے جب نیلگون
عاجز ہوا ایکدفعتہ زمین پر مار ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا ہاتھ مین اُسکے ایک گیند تھا لیکر
اُس گیند کو سامنے نیلگون کے آیا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی کہا بہار کو لینا لیکن معشوقۂ
شہنشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر مین بھی یکتا ہی یہ سُنتے ہی وہ جادوگر بڑھا للکار کر آواز دی ای ملکہ
بہار گلعذار جلدی چلی آؤ نیلگون کی اطاعت کرو بہار نے چاہا پھول پھینکون اُس ساحر نے وہ
گیند کھینچ مارا بہار نے پھول پھینکا وہ گیند پھٹا ایک ٹکڑا ابر کا اُسمین سے نکلا اُڑ کر سر پہ بہار
کے آیا گرج کر برسنے لگا بہار چمک کر بلند ہوئی کہ اس ابر کو توڑ کر نکل جاؤن جب قریب
ابر کے پہونچی ہاتھ پاؤن کی طاقت کم ہوئی لڑکھڑا کے زمین پر گری وہ ابر مثل سرپوش کے
بہار پر چھا گیا بہار اُسکے اندر بند ہوئین اُس ساحر سیہ فام نے نیلگون سے کہا اب جاکر
گرفتار کرلو نیلگون بڑھا قریب ابر آیا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر شق ہوا سب نے دیکھا بہار بیہوش
پڑی ہی کنیزون کو آواز دی افراسیاب نے ہر مرتبہ تاکید لکھی ہی کہ بہار کی شان و شوکت
مین فرق نہ آنے پائے ہر چند کہ وہ مجھسے باغی ہی مگر مجھے اسکا بڑا خیال ہی کنیزون نے آکے
بہار کی زبان مین سوزن دی بہار و شکیل و اسلم کو گرفتار کرکے پلٹا لاکر قید خانے مین قید کیا
چند جادوگر برائے حفاظت مقرر کیے ایک جادوگر موسوم بہ سرجوش سبکا افسر کہ مدت سے
اسلم پر عاشق ہی آکر کرسی پر بیٹھا دل مین یہ خیال ہی کہ آج اس سے وصل حاصل کرونگا آج
تو معشوقہ قبضے مین آئی ہی لیکن نیلگون جو پلٹ کر دربار مین آیا مصاحبون سے کہہ رہا ہی کیا کیا
اُفتادین پڑتی ہین مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا
دیکھا کہ افراسیاب جادو تخت پہ سوار تخت اُڑائے ہوے آتا ہی نیلگون واسطے تعظیم کے اُٹھا
سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوے افراسیاب کا تخت آکے اُترا نیلگون نے کہا حضور کا نامہ غلام کو
پہونچا کیا گذارش کرون کہ کس آفت مین ہون بھائی صاحب میگون جادو دشمن ہوے غلام
کا یہ قول ہی کہ جو شخص حضور کا دشمن وہ ہمارا سرزن مین نے اُنکو بھی قید کیا آج ایسا بلوہ ہوا عیار
نکل گیا مین ہی ایسا تھا کہ بہار کو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای نیلگون مجھکو بیٹھے بیٹھے
خیال آیا کہ میرا رفیق بلکہ شفیق کس رنگ مین ہی جاکر دیکھ آؤن وہ تدبیر کرون کہ اگر سامری و جمشید

بھی ملک الموت کو بھیجین تو تمھاری روح نہ قبض کرین نیلگون نے خوش ہو کے کہا اے شہنشاہ کیا
تدبیر ہے افراسیاب نے کہا القاب سامری کتب سامری سے نکالا شراب جلد جمع کر دین
القاب سامری پڑھو نہ تمکو شراب پلاؤن خم بڑے سامری و جمشید کو بھی اختیار نہ رہے نیلگون
نے کہا آپ کی پرورش اپنے غلامونکو آپ سرفراز کرتے ہین کنیزون سے اشارہ کیا ایسے شراب
لا کر جمع کر دی یہان تو شراب جمع ہونے لگی اب حال قید خانے کا تحریر کیا جاتا ہے کہ سرجوش جادو
عاشق اسلم جو نگہبان زندانخانہ ہوا سالہا سال سے صدمات فراق اٹھاتا تھا جب پردہ
شب حائل ہوا ٹہلتا ہوا زندان خانے مین آیا اسلم سر جھکائے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے سب سے
زیادہ یہ صدمہ ہے کہ معشوق اس حال مین مبتلا ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے مجبور ناچار
دشمن کے گھر مین گرفتار اسلم اس حال مین ہے کہ سرجوش قید خانے مین آیا پاس اسلم
کے بیٹھ گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بخوبی آگاہ ہو کہ مجھکو سالہا سال گذرے
تمھارے عشق مین جلتے ہوئے اکثر عرض بھی کی مگر آپ نے قبول نہین فرمایا مین جان نثار کرنیکو
حاضر ہون ہر چند کہ جانتا ہون کہ اسی قید خانے کی وجہ سے آپ پر اور میان میگون پر آفت آئی
ہمیشہ گھر مین رہا تو تمکو تڑپتا تھا یہ اشعار زبان سے نکل جاتے تھے

نظم

آنکھون مین گل ہین خار جو وہ گلبدن نہین — دریاے خون روان ہے بہار چمن نہین
ایسا تو خوبرو کوئی شیرین سخن نہین — ہے چشمۂ حیات تمھارا دہن نہین
دل عاشقون کے لیتے ہین رفتار ناز سے — محشر بپا ہے یار تمھارا چلن نہین
روے صبیح یار سے نسبت ہے کیا اُسے — ایسا لطیف کوئی گل یاسمن نہین
بوسے کا نام لیتے ہی دیتے ہین گالیان — یہ طرفہ ماجرا ہے زبان ہے دہن نہین
آنا اجی تم بھی چھوڑ دو اس آن بان کو — معشوق خوش مزاج کا ایسا چلن نہین

یہ اشعار پڑھکے رونے لگا کہا ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ نیلگون بلاے روزگار ہے
مگر اب اس سرحد سے نکل چلو آپ کی محبت مین گھر بار سب چھوڑا وطن سے منھ موڑا
اسلم نے کہا اے سرجوش تو ہمکو مصیبت مین مبتلا دیکھکر دباؤ ڈالتا ہے ایسے حال مین تجھسے
اقرار کرین یہ تو غیر ممکن ہے قید سے رہائی پائین صحیح و سالم یہان سے نکل جائین پھر جو دل مین

آئیگا ویسا کیا جائیگا سرجوش سمجھا کہ معشوق ہی کھل کر اقرار نہین کرتی جب اس آفت سے مین
چھڑاؤنگا اس سرحد سے نکال لیجاؤنگا تو ضرور قبول کریگی جوش عشق مین انجام کا خیال
نہ رہا بینائی دل بڑھی سوزن زبان سے اسلم کی نکال لی اسلم نے فوراً سحر کیا سب قید ٹوٹ
کر زمین پر گری کہا تیرے ساتھ کتنے جادوگر یہان موجود ہین باہر جاکر اُنکو بھی راضی کر ایسا نہو وہ سبب
فساد برپا کرین سرجوش تو باہر نکلا چالیس جادوگر یہان موجود ہین گھبرا کے کہنے لگا صاحبو
مین تو اب اس ملک مین نہ رہونگا تم سبھونکی کیا صلاح ہی تم سب ساحر میرے ساتھ نکل چلو
ایک ایک کو سرفراز کرونگا کسی بادشاہ کی چلکر نوکری کرینگے یا کہین دعوی خدائی کر کے
بیٹھینگے جو کام کرینگے اُسمین ترقی ہوگی سب ہان ہان تو کر رہے ہین لیکن پریشان ہین کہ اس
سرحد سے کیونکر نکل سکینگے اگر نیلگون کو خبر پہنچیگی تو قیامت برپا کریگا یہان اسلم نے رہا
ہوتے ہی اول شکیل کو رہا کیا شکیل نے بہار کو چھڑایا میگون نے اشارہ کیا میگون کی
بھی زبان سے سوزن لی سرجوش جادو باہر صلاحین کر رہا ہی کہ اندر سے قید خانے کے
میگون نکلا آواز دی ادے سرجوش کہان جاتا ہی سرجوش نے پلٹ کر دیکھا سر پیٹ لیا کہا کہ
یارو سب رہا ہوگئے اب کیا کرون کیون بی اسلم یہ کیا غضب ہوا اسلم نے کہا او نگوڑے
قید خانے مین ہم پر دباؤ ڈالتا ہی سب جادوگر ملکر سحر کرنے لگے بہار و شکیل سحرون کو دفع کر رہے
ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ کر نکل جائین سرجوش بھی مصروف جانبازی ہی ایک جادوگر نے کہا یارو
یہ ساحران غدار بلاے روزگار ہین بہار گلعذار میگون مکار ان ایسونکا روکنا نہایت دشوار
ہی مالک کو خبر کرو ایسا نہو یہ سب نکل جائین وہ جادوگر بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ افراسیاب نے شراب
منگوائی ہی تیلے گلابیان قرابے لا کے رکھے گئے افراسیاب نقلی القاب سامری پڑھا چاہتا ہی
کہ جادوگر دوڑا ہوا آیا آ کے اُسنے عرض کی ای نیلگون غضب ہوگیا سب قیدی رہا ہوے
در زندانخانے پر لڑائی ہو رہی ہی بہار نے ایسے سحر کیے کہ غلام کے سامنے کئی کے سر پھٹے کئی دیوانے
ہوے کون جواب دے سکتا ہی نیلگون نے کہا ای شہریار سنا آپ نے جسدن سے بی بہار اگر قید
ہوئی ہین یہی سانحہ گذرتا ہی غلام کی جان آفت مین ہی افراسیاب نقلی نے کہا ایک ایک جام
تو پیلو نیلگون نے کہا وہ لڑ بھڑ کر نکل جائینگی یہ کہکر دوڑا افراسیاب ناچار ہوکر رہ گیا جب

نیلگون ساحرون کو لیکر نکل گیا تو افراسیاب نے کہا مین بھی جا کر دیکھون یہ کہکر باہر نکلا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی اب جو جا کے دیکھا بہار و شکیل مثل برق کے تڑپ رہے ہین نیلگون نے نعرہ کیا ای بہار کیون شامتین آئی ہین سنو نیلگون جادو مین وہی ہون جسنے تمکو گرفتار کیا تھا بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لو شہنشاہ ابھی آئے ہوے ہین مین خطا معاف کرا دونگا بہار نے گلدستہ مارا آگ برسنے لگی نیلگون اُسکو دفع کر رہا ہی افراسیاب کا نام سنکر ہاتھ پانون مین بہار کے رعشہ ہی نیلگون کو جو دیکھا کہ شعلہ آتش مین پھنسا ہی لیکن آگ اِسکے جسم پر تاثیر نہین کرتی پانی برسا کر شعلہ آتش بجھاتا ہی ملکہ بہار نے دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوکر بھاگین نیلگون جو شعلہ آتش سے تڑپ کے نکلا بہار کو نہ دیکھا چہرہ مُرجھا گیا طرف اسلم کے دوڑا کہا او اسلم بتلا بہار کہان گئی اسلم نے کہا مین کیا جانون پہلے تو نیلگون نے جھپٹ کر سرجوش پر گولہ مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اسلم پر آگ برسادی اسلم مثل ہیزم خشک جلنے لگی شکیل نے بھی دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوکر بھاگا نیلگون نے سرجوش کو تو مار ڈالا اسلم کو جلا دیا میگون کو گرفتار کیا بہار و شکیل کو ہرچند ڈھونڈھا نہ پایا میگون کو لیکر پلٹا لیکن افسوس کرتا ہوا کہ بہار و شکیل نکل گئے دیکھون اب شہنشاہ کیا فرماتے ہین محفل مین آیا افراسیاب کو نہ پایا حیران تھا کہ شہنشاہ کہان گئے جادوگرون نے کہا آپ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے تھے یہ فرماتے تھے کہ مین بھی جا کر سحر کرون نیلگون کو بڑا افسوس ہوا کہ ایسے شرف سے محروم رہے کہ عُمر بڑھ جاتی دولت لازوال ہاتھ آتی میگون سے پوچھا کیون بھائی صاحب آپ کیون میرے قتل کے درپے ہوے میگون نے دیکھا کہ بہار نکل گئی اب عشق کا ذکر بیکار ہی ہاتھ باندھ کر کہا بھائی صاحب عمرو نے نہین معلوم مجھکو کیا کردیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نہ رہا اب مجھکو ہوش آیا نیلگون سوچا کہ عمرو نے کچھ کھلا دیا ہوگا کہا بھائی صاحب اب مناسب یہ ہی کہ بہار کو تلاش کرو مجھے شہنشاہ سے بڑی خفت ہوگی میگون نے کہا مین تلاش کرکے لاؤنگا نیلگون جادو نے کہا مین سرحدداروں کو نامے بھی لکھتا ہون اس چالیس کوس کے گرد مین جہان جائین گرفتار ہون میگون کے ساتھ دس ہزار جادوگر گئے یہ بہار و شکیل کی تلاش مین چلا نیلگون نے اُسیوقت چند نامے اپنے خراجگذارون کو لکھے کہ جسطرف سے ملکہ بہار کا گذر ہو اور شکیل کو بھی پاؤ نورًا

گرفتار کر کے یہان روانہ کرو نامے روانہ کر کے یہ تو مطمئن ہو کے بیٹھا لیکن شکیل جادو غرق
زمین ہو کر کئی کوس پر جا کے نکلا ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ کسطرف سے
اپنے لشکر کو جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگر
پشت پر لگائے ہاے ابر سیاہ آسمان پر تڑپتے ہوئے سرتاج جادو خزانچی دربار افراسیاب
ساحر لاجواب براے مدد حیرت جاتا ہی سرتاج کی نگاہ پڑی ایک ساحر نوجوان تاج سر پر
چہار جانب دیکھ رہا ہی عیار اُسکا صبا رو ہی اُس سے کہا جا کر دریافت تو کر یہ نوجوان کون ہی
کہ جو سایہ نخل مین کھڑا ہی صبا رو قریب آیا رعب و دبدبہ شکیل کا دیکھکر براے تسلیم خم ہوا
کہا حضور ہمارے افسر سرتاج جادو دریافت کرتے ہین کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی
شکیل نے کہا جا کر کہدو فرزند ملکہ مہرخ تاجدار شکیل نامدار راستہ بھول گیا ہی راستے
کو دیکھ رہا ہی عیار نے جا کر سرتاج سے کہا سرتاج نے کہا یہ تو بڑی نعمت ملی ملکہ حیرت بہت
خوش ہونگی ان لوگون نے بڑے فساد برپا کیے یہ کہکر ساری فوج کو اشارہ کیا کہ بادو کر کے اُس
جوان کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کہکر چلے شکیل نے جو دیکھا کہ یہ بھیا میرے
گرفتار کرنیکو آتے ہین زمین سے سنگ ریزے اُٹھا کر مارے لشکر پر سرتاج کے پتھر برسنے
لگے سرتاج ہر چند دفع کرتا ہی پتھر برسنا نہین موقوف ہوتے کئی ہزار جادوگر مر کر گرے
سرتاج لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہی کچھ بن نہین پڑتا شکیل نے سحر کی بوچھار کر دی ایک سوار
کو مار کر گھوڑا اُسکا چھین لیا تلوار کھینچے ہوئے لڑتا بھڑتا قریب سرتاج کے پہونچا سرتاج نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شکیل نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر سرتاج
کو اُٹھا لیا سرتاج نے آواز دی ای شہریار الامان شکیل نے ہاتھ روک لیا سرتاج مع لشکر
مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شکیل کو لا کر داخل بارگاہ کیا سرتاج
خدمت مین مصروف ہوا شکیل کو مقدمہ بہار مین بڑا تردد ہی سرتاج سے بھی ذکر کیا کہا ای برادر
حیران ہون کہ بہار کو کہان تلاش کرون اگر بدون بہار لشکر مین گیا سب کو قلق ہوگا سرتاج
نے ہرکارے روانہ کیے شکیل اُترا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا میگون جادو مع دس
ہزار سوار آ کر پہونچا لشکر کو دیکھکر ہرکارے بھیجے کہ دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہی ہرکارون نے

آکر خبر دی کہ شکیل جادو اسطرف جاتا تھا سر تاج جادو کو زیر کرکے اسی مقام پر اُترا ہی یہ سُنکر میگون اُسی مقام پر اُتر پڑا اپیام بھیجا کہ ای سر تاج تمنے غضب کیا اطاعت مذہب اہل اسلام کی کرلی ہم شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دینگے اگر اِسکے خلاف کیا تو اس ذلت سے گرفتار کرکے لیجاؤنگا کہ شہنشاہ فوراً قتل کرینگے شکیل نے سر تاج سے یہ معاملہ سنا جواب صاف دیا کہ میگون سے جاکر کہدو جو تجھسے ہوسکے تصور نکر میگون نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میگون نے قصد کیا ہی کہ میدان کارزار مین نکلون کہ آسمان پر سناتا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار آکر پہونچین شکیل نے آواز دی ملکۂ عالم آئیے میگون نے جو بہار کو دیکھا تڑپنے لگا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی آپ کے واسطے مین نے بڑی بفائین اُٹھائین قید مین رہا کیا کیا ظلم سہا اب تو سرفراز فرمائیے عجب کیفیت ہی یہ صورت ہی

نظم

چہرۂ یار مرے دل پہ بلا لاتا ہی
حسن جو کہتا ہی وہ عشق بجا لاتا ہی

خواب مین دیو ڈراتا ہی آکر ہر شب
زلف کا عشق مرے سر پہ بلا لاتا ہی

آج گلزار مین گل ہنستے ہین مین بھی خوش ہون
خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہی

کہین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہر جائی
دل بیتاب مجھے روز بھگا لاتا ہی

تلخ کرجاتا ہی ہر روز دہن آکے طبیب
زہر کا جام پلانے کو بنا لاتا ہی

حال دل کہتا ہون جب مین تو وہ کہتا ہی قبول
تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہی

ملکہ بہار جادو نے ان اشعار مہملات کو سُنکر جواب بھی نہ دیا طرف شکیل کے متوجہ ہوئین آکر اترین پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی شکیل نے سب کیفیت بیان کی ملکہ بہار نے کہا یہ بیحیا میدان مین آئے تو احوال معلوم ہو سمجھکہ یہ نام کرتا ہی شکیل نے کہا آپ تامل کرین مین جاکر مردود کو للکارتا ہون بہار کو روک کر شکیل میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او میگون ہمارے مذہب مین تقدم جائز نہین مگر تیرے نام پر ایسا غصہ ہی کہ مین خود نکل آیا اب میرے مقابلہ مین آ ہر چند شکیل نے پکارا مگر میگون نے مقابلہ کا ارادہ نکیا لشکر کو پھیر کر لیگیا شکیل ناچار میدان کارزار سے پلٹا آکے بارگاہ مین بیٹھا بہار بھی سرنگون کہ رہی ہین ای شکیل لشکر والے

کیسے پریشان ہونگے کتنا عرصہ ہوا لشکر کی جدائی کو شکیل نے کہا انشاء اللہ چلینگے اس سرحد سے
خدا بخیر و عافیت نکالے نیلگون بڑا بادشاہ جلیل ہی اُسکی سرحد سے نکلنا بہت دشوار ہی [illegible]
نکل جائینگے لیکن میگون جو پلٹ کر آیا مصاحبونکے سامنے بیٹھ کے رونے لگا کہا یارو اب [illegible]
کیا کہون کچھ سمجھ مین نہین پڑتا ہاے کیا کرون عمرو نے مجھسے وعدہ کیا تھا عمرو کا نشان نہین ملتا
مصاحبون نے کہا حضور اسقدر بیقرار نہون کوئی صورت نکل آئیگی میگون نے کہا اسیوجہ سے مین
میدان مین نہ نکلا کہ فساد بڑھ جائیگا ورنہ سحر مین کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون شکیل
کی کیا حقیقت تھی بہار پر بھی غالب آسکتا ہون لیکن اُسکی محبت نے مجھکو مغلوب کیا ہی میری
یہ راے ہی کہ آج شبکو جاکر بہار کو چرا لاؤن پھر میان شکیل کا مار لینا اور سرتاج کا زیر کرنا کچھ بات
نہین ہی سب نے کہا حضور یہی مناسب ہی دو پہر رات گئے میگون اپنے مقام سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے
لشکر بہار مین آیا ایک نخل پر آکے بیٹھا بارگاہ کے دروازے پر دیکھا بارہ چودہ کنیزین بیٹھی ہوئی
حفاظت کر رہی ہین حاضرباش ناظرباش پکار رہی ہین میگون زمین پر آیا پردہ اُٹھاکے دیکھا ملکہ
بہار گلعذار آرام فرما رہی ہین جوانی کی نیند ساق بلورین جو کھل گئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
ہی زلفین عنبرین عارض انور پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ ناگنیان من کے ڈسنے کو آئی ہین سوتے
مین اسنے بہار پر سحر کیا جب سوچا کہ اب سحر تاثیر کر چکا قریب آکے ملکہ بہار کی زبان مین سوزن
دی پنجہ کمر مین ڈالکر لے بھاگا صبح ہوتے ہوتے اپنے لشکر مین پہونچا اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ بہار
کو سامنے بٹھایا آپ لباس فاخرہ پہن کے تاج سر پر رکھا بہ تکلف تمام گرد مصاحب اب ملکہ بہار
کو ہوشیار کیا بہار نے جب اپنے کو گرفتار پنجۂ تقدیر پایا شرما کے سر جھکا لیا میگون نے پکار کر
آواز دی اے ملکہ عالم مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون مجھسے گستاخی تو سرزد ہوئی معاف
فرمائیے جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو حضور کو چرا لایا غلام کا کہنا قبول فرمانا ضرور ہی قلب مضطر ہمارا ناصبور ہی
ملکہ بہار نے غصے سے طرف میگون کے دیکھا میگون مصاحبون سے اشارہ کر رہا ہی یارو اس سرکش
کو سمجھاؤ میرا کہنا نہین مانتی جو مصاحب قریب آیا ملکہ نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا زبان سے
فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی اس ملعون کی شامتین آئی ہین ہین قتل کرے یا گرفتار کرکے پاس
نیلگون کے بھیجدے میگون تڑپ رہا ہی کہ اپنے دوست صادق محب موافق عمرو عیار کو

کہان سے لاؤن یہ باتین تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر نے بڑھکر خبر دی کہ خواجہ عمرو
تشریف لاتے ہین میگون یہ سنتے ہی دوڑا دروازے پر آکے دیکھا خواجہ عمرو بصورت
اصلی آتے ہین میگون دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا ای یار وفادار کہان تھے میری
آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین عمرو نے کہا مین قید سے چور رہا ہوا اس فکر مین نکلا کہ اپنے کو لشکر مین
پہونچاؤن لشکر والے سب پریشان ہونگے میگون نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بہار کے
نام پر میری جان جاتی ہے مین رات کو گرفتار کرکے لایا مگر وہ معشوقہ سرکش نہین مانتی آپ چلکے
راضی کر دیجیے خواجہ نے کہا ای میگون تم وہ جوان رعنا ہو کہ وہ تم پر خود جان دیتی ہی مین
ابھی جاتا ہون عمرو نے سب حال پوچھا میگون نے رو روکر کیفیت بیان کی خواجہ دربار
مین آئے بہار کو دیکھکر فرمایا کیون ملکۂ عالم چاہنے والے کسی کو ملتے ہین کیون انکار کرتی ہو
اشارے سے فرمایا ہم بھی دو چار گھڑی کا روزگار کر لین ملکہ بہار نے مسکرا کے کہا آپ کو اختیار
ہی خواجہ نے کہا ای میگون ذرا کنارے آؤ تو مین تمسے مفصل کہون میگون خوشی خوشی
کنارے آیا عمرو نے کہا وہ خود تم پر جان دیتی ہی مجھسے کہا کہ مجھکو کیون چرا لایا مین تو انھین
کی تلاش مین تھی لیکن چاہتی ہین جلسہ آراستہ ہو مین ساقی گری کرون سب کو شراب پلادین
جوڑا بھاری منگاؤ زیور بھی عمدہ مہیا ہو وہ دلھن بن کے بیٹھے تمھارے سر پر سہرا باندھے
تم دولھا بنو میگون خوش ہو گیا کہا خواجہ مین عمر بھر کا غلام ہون عمرو نے کہا مین بھی قدردان
کا جویا تھا مہر و وفا کرنے والا ملا افراسیاب کو مار کر تمکو بادشاہ کرون نلگون مسخرے کی
کیا حقیقت ہی میگون ان باتون سے پھول گیا گلے سے موتیون کا مالا اتار کر پہنا دیا خواجہ نے آکر
جلسے کو آراستہ کیا کنجی میخانے کی لی سب شراب کو خراب کیا لشکر مین تقسیم ہونے لگی مشہور ہوا
کہ خواجہ عمرو ساقی ہونگے اب کوئی باقی نہ رہیگا سب شراب پیئین لشکر مین شراب تقسیم ہونے
لگی کئی سو گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے بہار کو لاکر ایک گوشہ مین بٹھا دیا کئی زنانے
جوڑے بھاری لیے جواہرات کے صندوقچے لیکر اپنے قبضے مین کیے لشکر مین سب شراب پینے لگے
شکیل جادو جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا بہار کے واسطے بہت مکدر تھا سرتاج جادو سمجھا
رہا ہی کہ حضور نہ گھبرائین پاس میگون کے پیغام بھیجتے ہین اگر اسنے بہار کو چھوڑ دیا

تو بہتر ورنہ بلوہ کرکے جا پڑینگے ٹوک کر اُسکو مارینگے بہار کو رہا کر لائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑتے ہوئے آئے کہا اے شہریار عجب معرکہ ہے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہو رہی ہے مشہور ہے
کہ خواجہ عمرو ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے یا تو شکیل پریشان بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا
کہا لو صاحبو پیر و مرشد وہان پہونچگئے لیکن کیا رنگ جمایا کہ بصورت اصلی عیاری کر رہے
ہین سرتاج نے کہا اے شہریار دس بارہ ہزار جادوگرون کا لشکر اکیلے خواجہ کیا کرینگے شکیل
نے کہا وہ اکیلے دس لاکھ پر بھاری ہین اب اطمینان ہوگیا ہرکارے مقرر کیے کہ ہمکو خبر دم بدم کی
پہونچانا ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوے یہان خواجہ نے محفل مین بیٹھکر اول چند
اشعار گائے بعد اُسکے جام بھر کر سر پر رکھا میگون کو شراب پلائی تھوڑے ہی عرصے مین ساری
محفل کو خواجہ شراب پلا چلے بہار کو گوشے مین بٹھایا تھا زبان سے سوزن نکال لی تھی میگون شراب
پیکر مبہوت ہوا تھا خواجہ نے کہا پلیے معشوقہ آپکو بلاتی ہے میگون خوشی خوشی اُٹھا اُٹھتے ہی زمین
پر گرا اہل لشکر واے جی ہزار کرکے بیہوش ہوے دربار مین جب سب بر لب فرش ہوچکے
خواجہ نیمچہ کھینچکر اول میگون ہی پر جا پڑے نیمچہ مارا سر اُسکا جدا ہوا بہار بھی کڑک کے گرین سحر
کرکے جادوگرون کو جلانے لگین شکیل نے جو میگون کے مرنیکی آواز سنی یہ بھی سرتاج
کو ساتھ لیکر آ پڑا آتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگا خواجہ غل مچاتے ہین اے شکیل میرا نقصان نکرو
مین کپڑے تو انکے اُتار لون پھر تمکو جلانے کا اختیار ہے قر صندار مجھے حیران کرینگے شکیل تو
جواب بھی نہین دیتا بہار بھی پھول پھینک رہی ہین جسپر پھول پھینکے وہ جلکر خاک ہوا قضاے کار
نیلگون جادو دربار مین بیٹھا ہے گلے مین موتیون کا مالا تھا اُسمین کا ایک موتی ٹوٹا تیلگون نے
سر پیٹ کر کہا میرے بھائی کو کسی نے مارڈالا جھولی مین ہاتھ ڈالکر وقائع سامری نکالا اُسمین دیکھکر
کہا یار دشت خاشاک مین بھائی میرا مارا گیا افسوس کہ سرحدارون نے خبر نہ لی یہ کہکے بلند ہوا کئی ہزار
جادوگر پشت پر چلے یہان خواجہ عمرو و بہار و شکیل و سرتاج لشکر میگون کو قتل کر رہے ہین کہ
آسمان سے نعرہ ہوا منم نیلگون جادو بہار نے چاہا کہ ہم دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہو جاوین
تیلگون نے گولہ پھینکا بہار کے پاؤن زمین نے تھام لیے زبان بند ہوگئی شکیل کی جانب
پلٹا للکارا او جوان کیا کرتا ہے ایک گولہ پھینکا کہ شکیل بھی زمین پر گرا سرتاج نے چاہا کہ مین

شکیل کو سنبھالون مینگون نے گولہ مارا دیا سر تاج کے دو ٹکڑے ہوئے نیلگون نے زمین پر اُتر کر ایک دو ہتھڑ مارا خواجہ بھی بیہوش ہو کر گرے بہار و شکیل کی زبان مین سوزن دی سبکو گرفتار کر کے اُسی مقام پر اُترا قیدیون کو قید خانے مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے صلاح کی کہ تم سبھون کی کیا رائے ہے ان قیدیون کی وجہ سے میرے لیے بڑی بدنامی ہوئی کئی مرتبہ یہ لوگ رہا ہو گئے مگر عنایت سامری و جمشید ہے کہ عین وقت پر آ کے پہونچا ان سبھون کو گرفتار کر لیا ورنہ سامنے شہنشاہ کے بڑی بدنامی ہوتی ارشاد فرماتے کہ ہمنے تمھاری حوالی مین اسواسطے قید کیا تھا کہ رہا ہون شاید تمنے حفاظت نہ کی اب تم سب صاحبون کی کیا صلاح ہے سب نے عرض کی کہ خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دیجیے بڑی بات یہ ہے کہ عمرو عیار بھی قید ہے اُسکی گرفتاری پر شہنشاہ بہت خوش ہونگے اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے ہین شہنشاہ اسکو فوراً قتل کرینگے سب نے یہی صلاح دی کہ خدمت مین شہنشاہ کی بھیجین نیلگون نے لشکر اپنے ملک سے بُلوایا ارادہ ہوا کہ سب کو اُرابے پر بٹھا کے بھیجون عیار کھڑا ہوا ہے لشکر سب آراستہ ہے نگہبانون سے کہا قیدیون کو لاؤ نگہبان جو قید خانے مین گئے دیکھا شکیل و بہار زار زار رو رہے ہین بیچ مین لاشہ خواجہ کا نگہبانون نے کہا ارے قیدیو چلو شکیل نے کہا ارے بھیا ؤ نیلگون سے جا کے کہو کہ ہمارے سرپرست نے انتقال کیا شہنشاہ ہمارے لشکر کے تھے اب کوئی باقی نہ رہا کس سے فریاد کرین اب ہمکو قید سے کون چھڑائیگا جہان افراسیاب نے قید کیا یہ ارسطو فطرت پہونچے اور ہمکو رہا کیا افراسیاب ایسے سے مقابلہ کیے میلے مین افراسیاب نے تمام عالم کو جمع کیا اُنھون نے جا کر میلہ لوٹا افراسیاب نے سب کچھ کیا مگر کچھ بھی نہو سکا بہار کا تو عجیب ہی حال ہے جان دینے پر آمادہ فرماتی ہین دبلا پتلا آدمی نازک مزاج عیارون کے سر کا تاج شب کو اُسکو کھانا دیا تڑپ تڑپ کے مر گیا نگہبانون نے جا کر نیلگون سے کہا حضور بڑا غضب ہوا عمرو عیار مر گیا نیلگون حیران ہوا کہا صاحب عیارون کے بارے مین یہ حکم شہنشاہ ہے کہ مقدمے مین ان مکارون کے قتل و عدم قتل کا ہمکو اختیار ہے اب مین کیا جواب دونگا فرمائینگے زندہ میرے پاس کیون نہ لائے ایسا نہو کہ شہنشاہ دامنگیر ہون آخر سب نے یہ صلاح کی کہ حضور لاش پھنکوا دیجیے کوئی اب شہنشاہ کے سامنے ذکر نہ کرے کہ ہم عمرو عیار کو نہین جانتے کوئی آپکا دامنگیر نہوگا یہی بات ٹھہری کہ لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا جائے پانچ جادوگرون کو حکم ہوا کہ لاشہ

عمرو کا اُٹھا کر لیجاؤ جنگل مین پھینک کے چلے آؤ احول جادو کہ لشکر کا سپہ سالار ہی اُسنے عرض کی کہ حضور دو چار کی کیا ضرورت ہی مین اکیلا لاش کو لیجاؤنگا پھینک کر چلا آؤنگا نیلگون نے کہا ایسے مقام پر پھینکنا کہ جانوران درند اُسکے لاشے کو کھا جائین احول نے آکے جنازہ جو عمرو کا اُٹھایا شکیل و بہار جان دینے پر آمادہ ہوے افسرون نے روکا بہار بلک بلک کے کہتی تھی انکی ذات سے بڑی امید تھی کہ بادشاہ جمجاہ سے ملا ئینگے اب ہمین لشکر اسلام سے کون ملائیگا مگر البتہ کشش عشق و محبت سے امید ہی کہ شاید وہان تک پہونچ جائین نظم

فرط شوق اُس بت کے کوچے مین لگا لیجائیگا — کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائیگا
کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ — ناتوان ہون باد کا جھونکا اُڑا لیجائیگا
روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین — اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا
مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہون مین — دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لیجائیگا
ایک گل اس باغ کا بوسے دغا رکھتا نہین — سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لیجائے گا
بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے — آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائے گا

اسطرح بلک بلک کے بہار روئی کہ سننے والونکے کلیجے پھٹتے تھے احول جادو لاشہ خواجہ کا اُٹھا کر لیگیا جنگل مین جا کے پہونچا ایک درخت کے نیچے لاشہ رکھا خیال مین احول کے گذرا کہ لاؤ مُنہ کو کھول کے دیکھون جیسے ہی عمرو کا مُنہ کھولا خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان احول صاحب اب ہمکو یہین چھوڑ جائیے گا احول ڈر ا کانپنے لگا کہ مردہ باتین کرتا ہی خواجہ نے کہا ابے کیون ڈرتا ہی مین برم راکس ہون عمرو کے مردے مین سما گیا تیرے گھر بھر کو کھا جاؤنگا یہ کہکے خواجہ اُٹھ بیٹھے اُٹھتے ہی احول کو ایک حباب مارا احول چیخ کھا کے گرا بیہوش ہوا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اُسکو تو صحرا مین پھینک دیا اُسکی شکل بنکر دوڑے ہوے لشکر مین نیلگون کے آئے لوگ پوچھتے ہین میان احول کہتے ہین بھائی مجھسے نہ بولو بی دمامہ و میان ششمش میرے پیچھے دوڑے ہوے آتے ہین کہتے ہین عمرو عیار کو کیون مارا ہم اُسکے نمک بعدا رتھے یہ کہتا ہی کبھی ناچتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی لوگون نے جا کر نیلگون کو خبر کی کہ احول دیوانہ ہو گیا عمرو کا لاشہ پھینکنے گیا تھا وہان سے سڑی ہو کر آیا نیلگون یہ سُنکر دوڑا بیرون بارگاہ آکر دیکھا احول رقص کر رہا ہی پکار کر آواز دی ای احول خیر تو ہی کہا حضور ششمش و دمامہ مجھکو

گھیرے ہوے ہین لاکھون جادوگر جوان و پیر عمرو کو رو رہے ہین جنگل مین بڑا ماجرا ہی مین نے جو پوچھا کہ تم سب کون ہو تو اُن سبھون نے کہا ہمین عمرو نے قتل کیا روح کو ہماری بیر بنا کر رکھا اب آج اُسکا انتقال ہوا ہم سب پُرسا دینے کو آئے ہین ہمیشہ اُسکی لاش کے ساتھ رہینگے مشمش و دمامہ میرے ساتھ چلے آئے اب مین گھبرا رہا ہون ایسا نہو مجھے پھیر پھار کر کھا جائین نیلگون نے کہا کیون خوف کرتا ہی مشمش و دمامہ اُس ملک مین بڑے ساحر تھے یہان اُنکی کچھ حقیقت نہین ہین ایک سحر ایسا کرونگا کہ سب جل کر خاک ہوجائینگے یہ کہکر نیلگون نے ایک گولہ مارا شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرنے لگے احول نے کہا دیکھیے وہ شعلہ آتش کو کھائے جاتے ہین شعلہ ہاے آتش سے نہین جلتے مگر اِس گولے کے مارنے سے ذرا دلکو تسکین ہوئی ہی اب مجھکو بارگاہ مین لیچلیے احول کا ہاتھ پکڑ کے نیلگون بارگاہ مین لایا نیلگون نے احول کو بٹھایا کہا نہ گھبراؤ تمھارے پاس اب کوئی نہ آئیگا احول بیٹھے بیٹھے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ساحران میرا دل گھبراتا ہی ہزارون جادوگر میرے سامنے چلے آتے ہین سامری و جمشید سامنے کھڑے ہین کہ رہے ہین ای احول آج ہمکو کہین شراب پینے کو نہین ملی شراب کا جلسہ آراستہ کرو تم سب پیو ہمارے نام پر شراب زمین پر گراؤ ہماری روح کو راحت ہو نیلگون نے کہا کیا مضائقہ احول نے کہا میخانے کی کنجی مجھکو دیجیے مین سب لشکر مین شراب تقسیم کرون دیکھیے میرے گلے پر سامری نے ہاتھ پھیر دیا ذرا گانا تو میرا سُنیے فرماتے ہین یہ کمال ہمنے تمکو دیا عمرو کو دُنیا سے اُٹھا لیا علم موسیقی کا کمال اُسکو تھا اس کمال مین اب تجھکو طاق کیا شہرۂ آفاق کیا سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار گائے

نظم

مرض عشق بھی ہی اور یہ آزار جدا — روٹھکر عیسیٰ سے ہوتا ہے ان مین بیمار جدا
نہین گفتار ہی عالم سے نرالی اُسکی — طرز رفتار الگ بندش دستار جدا
ہاتھ گردن مین جو ڈالے تو یہ کہتا ہی وہ گل — یارب انسان کے گلے سے رہے یہ ہار جدا
شش جہت مین نہین اُس روے کتابی کا نظیر — معنے پیدا ہین ہر اک فقرے مین دو چار جدا
خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان ای قاصد — تیرے سایہ سے کھڑی ہوئیگی دیوار جدا
زندہ کو قتل کیا مُردہ کو زندہ آتش — فتنۂ محشر سے ہی یار کی رفتار جدا

نیلگون ماں نے کہا ای احول حقیقت مین یہ کمال تمکو خداوند نے دیا آج تو تم ایسے گائے ہو کہ کبھی ایسا گانا نہین سُنا یہ کنجی میخانے کی لو شراب کا تمکو اختیار ہی احول نقلی کلید میخانے کی لیکر شراب خانے مین آئے پکار کر

آواز دی یارو آج ہم ساقی ہوگئے کوئی باقی نہ رہیگا شراب لیجاؤ شراب تقسیم ہونے لگی زندانخانے کے دروازہ
پر کئی جادوگر جو بیٹھے تھے وہ بھی شراب لینے کو دوڑے ملکہ بہار نے پوچھا ارے تملوگ کہان جاتے ہو جادوگرون
نے کہا آج میان احول ساقی ہوے ہین شراب تقسیم ہورہی ہی ہم بھی لینے جاتے ہین جادوگر تو گئے بہار
نے کہا ای شکیل اسوقت دل کو ایک قوت حاصل ہوئی کہ یہ حرکتین تو خواجہ عمرو کی ہین شکیل نے کہا
میرا دل بھی یہی کہتا ہی کہ خواجہ نے عیاری کی اب احول کی شکل بنکر آئے ہین بہار و شکیل تو یہی
باتین کررہے ہین خواجہ نے شراب تقسیم کرنا شروع کی اب گلابیان آراستہ کررہے ہین کہ محفل مین لیکر
جاؤن نیلگون نے یہان مصاحبون سے کہا احول پر عجب سانحہ گذرا مجھکو شک ہوتا ہی یہ بھی اثر
وقایع نگار نے لکھا ہی کہ خواجہ مرکر بھی زندہ ہوے ہین ارے ذرا اوراق سامری کو لاؤ ملازمون نے
اوراق لاکر پیش کیے اب جو اُسنے سر جھکا کر دیکھا اور مضمون پڑھا سب احوال مفصل معلوم ہوا کہ
عمرو نے مردیکی عیاری کی احول کی شکل بنکر آیا بے اختیار پکار اُٹھا یارو تمنے سنا وہ مردہ ہونا سراسر
عیاری تھی اب احول کی شکل بنکر آیا ہی سار بان زادے کو آنے تو دو یہ چرچا بیرون بارگاہ پہونچا
ایک چوبدار گھبرا کر طرف میخانے کے چلا یہ دل مین سوچتا ہوا کہ احول کی شکل کیونکر بنگیا مردہ کیونکر زندہ
ہوا ٹہلتا در میخانے پر آیا خواجہ کو جھک جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا میان مردے صاحب
کیا دیکھ رہے ہو کہا ای احول تمکو شہنشاہ کہتے ہین کہ یہ عمرو عیار ہی خواجہ چپ ہورہے کہا میان مردے
صاحب ذرا یہان آئیے چوبدار اندر آیا کہا مردے صاحب ذرا اس شراب کو چکھیے دربار شاہی کے لایق
ہی یا نہین مردے نے شراب پی عمرو نے اُسکو بیہوش کیا آپ تو مردے کی شکل بنے مردے کو احول بنایا
بعد اُسکے ہوشیار کیا کہا مردے صاحب ابھی سامری و جمشید تشریف لائے تھے تمکو بشکل احول بنا گئے
اب تم شراب لیکر دربار مین جاؤ بڑی آبرو ہوگی مردہا بھول گیا کہ احول دس ہزار جادوگرونکا
افسر ہی اب مجھکو افسری کی تنخواہ ملیگی گلابیان آراستہ کرکے کشتی کاندھے پر رکھے طرف دربار کے
چلا راہ مین جو جادوگر ملے اُنسے کہا مین تمہارا افسر ہون سب جادوگر جھک جھک کر سلام کرتے ہین
اور چوبدار دل مین خوش ہوتا ہی کہ سب میرے تابعدار ہوے اب ان سبھون سے کام لیا کرونگا
یہ سوچتا ہوا دربار مین آیا نیلگون کو جھک کر سلام کیا کہا حضور یہ شراب حاضر ہی نوش فرمائیے
نیلگون نے کہا جام بھر کے لاؤ خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہین مردے صاحب جام بھر کر ہنستے ہوے سامنے

نیلگون سے لائے نیلگون نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار لڑکھڑا کر گرا خواجہ تو اتنی دیر مین خدمتگار کی شکل بنکر کھڑے ہوئے نیلگون نے آواز دی اسکی مشکین باندھلو چند جادوگر ٹوٹ پڑے میان مردہے کی مشکین باندھی گئین جب ہوشیار کیا تو دوہائی دینے لگا کہتا تھا ای شہنشاہ مین چوبدار رہا تو مار پیٹ سے بچا رہا افسر بنکر تو عجیب جان آفت مین پڑ گئی مین وہی پرانا چوبدار ہون سرکار کی دوہائی ہی مین احول نہین ہون لوگون نے کہا اسکا منھ دھلائیے اب جو لوگون نے اسکا منھ دھلایا دیکھا وہی پرانا چوبدار فریاد کر رہا ہی کہ حضور نے برے زور سے طمانچہ مارا غلام پر کچھ رحم نہ کیا مین یہ جانتا تو کبھی شراب لیکر نہ آتا اب تو اہالی دربار بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی چوبدار نے کہا حضور مین میخانے مین گیا میان احول نے میرے ساتھ یہ کام کیا اب تو سارے لشکر مین غل ہوا کہ عمرو مردہ ہوکر زندہ ہوگیا چوبدار کو جوتیان کھلوادین آپ نکل گیا بہار و شکیل نے جو یہ حال سنایا تو انتہا کی بیقراری تھی یا خوشی ہوئی شکیل نے کہا انشاءاللہ اب رہا ہونگے خدا خواجہ کو سلامت رکھے انکی ذات سے امید ہی کہ وہ ہمکو آکر رہا کرینگے لیکن خواجہ اب لشکر مین پھر رہے ہین اس فکر مین ہین کہ نیلگون کو کیونکر گرفتار کرون بہار و شکیل کو کیونکر چھڑاؤن نیلگون نے سفر موقوف رکھا کہ جب عمرو گرفتار ہوجائے تو یہان سے کوچ ہو ایک دن پھرتے پھرتے پشت لشکر پر خواجہ پہونچے گانے کی آواز سنی پشت پر خیمے کی آکے سراچہ چاک کیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہی ایک شوخ و شنگ موہوم بہ گلرنگ قوم کی ڈومنی محل محل کے یہ غزل گا رہی ہی

نظم

	یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی		زمین جسکی چہارم آسمان ہی	
	خدا پنہان ہی عالم آشکارا		نہان ہی گنج ویرانہ عیان ہی	
	دل روشن ہی دو شنگر کی منزل		یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی	
	تکلف سے بری ہی حسن ذاتی		قبائے گل مین گل بو ملا کہان ہی	
	جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان		مرے یوسف کا عاشق کاروان ہی	
	قد محبوب کو شاعر کہتے سرو		قیامت کا یہ ای آتش نشان ہی	

خواجہ اس نازنین کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ محبوب مطلوب کون ہی کہ جو اسطرح آراستہ و پیراستہ زیور جواہر مین لدی ہوئی بیٹھی ہی خواجہ کان لگا کر سننے لگے وہ نازنین کہ رہی ہی آج شہنشاہ کو بڑا ملال ہوگا آج یہان بھی

تشریف نہین لائے یقین ہی شبکو آئینگے کنیزون نے عرض کی شہنشاہ نیلگون آپ کے نام پر جان دیتے ہین کچھ
تو آج صدمہ ایسا پہونچا کہ تشریف نہین لائے اب عمرو عقل سے سمجھا کہ یہ نیلگون جادو کی معشوقہ ہی
خواجہ کنارے ہوگئے سرِ شام اُس دروازے پر آکر ٹھہرے کنیزونکو دیکھا ایک کو اشارہ سے بلایا اُسکو
بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آئے مہر پیکر نے کہا اری گلشن کہان گئی تھی کہا حضور دربار کی خبر
لینے گئی تھی مہر پیکر نے پوچھا شہنشاہ کیا کرتے ہین دست بستہ عرض کی حضور کے اشتیاق مین ہین یہی ذکر
ہوتا تھا کہ آج مین ملکہ کی ملاقات کو نہین گیا حضور مرد ہرجائی ہوتے ہین آج رنڈی کو بلایا ہی حضور مین تو
بہت بگڑی بلکہ مین نے روبرو کہا کہ حضور معشوق پریچہرہ کہ جسکا مثل ناممکن وہ آپکے قبضے مین ہی
آپ نے بازار کی رنڈی کیون بلائی تو میرے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ سے ذکر نکرنا مین تو حضور کی
خیرخواہ ہون مہر پیکر رونے لگی گلشن نقلی نے کہا حضور کنارے چلین تو ایک بات اور عرض کرون
مہر پیکر غصے مین جھلاتی ہوئی گلشن کے ساتھ تنہائی مین آئی خواجہ باتین بنانے لگے کہا بی بی سنو مرد پر
اپنی چاہت ظاہر نکرے یہ لوگ مغرور ہو جاتے ہین باہر جاکر چار مصاحبون سے ذکر کرینگے فلان عورت ہمکو چاہتی
ہی ہم پر جان دیتی ہی بڑے بڑے غمزے کرتی ہی باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُس نازنین کو بیہوش کیا اُسکو
اُٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی نازنین کی شکل بنکر مسند پر آکے بیٹھے اب کنیزین
انیسین جلیسین آکر تعریف حسن و جمال کرنے لگین کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی شہنشاہ تشریف لاتے ہین
خواجہ واسطے استقبال کے اُٹھے ٹہلنے لگے کہ نیلگون تاج پہنے ہوئے اندر آیا ملکہ کو دیکھا ٹہل رہی ہین
مگر خواجہ کو خوف ہی کہ ایسا نہو یہ سحر مین کامل و اکمل ہی اگر پہچان لیا تو غضب ہوگا یہ سوچکر کہا صاحب آئیے
مین تو دیر سے آپکی منتظر تھی نیلگون کو کھٹکا ہوا کہ آج کیا باعث ہی کہ یہ مغرور حسن و جمال واسطے
استقبال کے آئی خواجہ نے تیور پر جو بل دیکھے محبت کی باتین کرنے لگے کہا کیون صاحب آج
دنکو کیون نہین سرفراز کیا مین نے سُنا کہ سرکار کو آج بڑا صدمہ پہونچا عمرو عیار نے چاہا تھا کہ سرکار پر عیاری
کرے نیلگون نے کہا کیا تاب و طاقت ہی کہ میرے سامنے عیاری کرے مین نے بیر مقرر کیے ہین ہر بات
کی مجھکو خبر دیتے ہین میرے اوپر کوئی عیاری نہین کرسکتا یہ مضمون سُنکر خواجہ گھبرائے کہ اگر ایکی چال کھلا پھر
کوئی صورت رہائی کی نہوگی اور پھر کوئی صورت گرفتاری اس ظالم کی نہ ہوگی مگر آکر مسند پر بیٹھے باتین
کرنے لگے لیکن نیلگون کو دیکھتے ہین کہ خفت استقبال کرنے پر اُسکے تیور بدلے ہین نیلگون سوچ رہا ہی

کہ صورت مین قامت مین قد مین کسی بات مین فرق نہین خلاف قاعدہ استقبال کیون کیا خواجہ پریشان ہین کہ اگر شراب کی تقریب کرون ایسا نہو سحر کر بیٹھے کہ نیلگون نے کہا ملکۂ عالم آج شراب وکباب کی تقریب نہوگی یہ سُنکر عمرو مین جان آگئی کنیزون سے اشارہ کیا شراب لاؤ کنیزین جاکر گلابیان شراب کی لائین کشتیان کباب کی لاکر رکھین عمرو نے ایک گلابی مین بیہوشی ملائی جیسے ہی شراب مین بیہوشی ملی شیشہ تڑاق سے ٹوٹا نیلگون نے آواز دی خبردار او ساربان زادے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا چاہا کہ دو ہتھڑ مارے عمرو نے جھپٹ کے تاج لیا ایک دولتی ماری کہ مُنھ کے بھل نیلگون گرا خواجہ جست کرکے نکل گئے نیلگون چیخین مار کر رونے لگا کنیزین دوڑین کہ شہنشاہ کیون روتے ہین کنیزین ہو بلوہ کرکے دوڑین خواجہ گلیم اوڑھ کر اُنکے بیچ مین آگئے وزیر زادی گل پیرہن جو بیچ مین تھی عمرو نے ایک کنیز کی شکل بنکر اُسکو الگ بلایا بیہوش کرکے اُسکو بھی زنبیل مین ڈالا وزیر زادی کی شکل بنکر دوڑے کنیزونکو جھڑکا اری تم سب اندر کہان جاتی ہو ملکہ نے کسی بات کو نہ مانا ہوگا اُسی پر شہنشاہ روتے ہین تم کاہیکو اندر گھسی جاتی ہو سب کو روک کر خواجہ اندر پہونچے دیکھا نیلگون اکیلا بیٹھا رو رہا ہے عمرو نے دوڑ کر بلائین لین کہا شہنشاہ خیر تو ہے ملکہ کہان گئین جس بات پر کہیے گا مین راضی کردونگی نیلگون نے رو کر کہا ملکہ کہان ہین عمرو عیار ملکہ کی صورت بنکر آیا تھا میرا تاج بھی لیگیا ہاے ملکہ کو کہان رکھا ہوگا کہا حضور خیمے مین تلاش کیجیے یہین کہین ہونگی وہ آپ بھاگ کر نکل گیا نیلگون نے کہا اے گل پیرہن ہاے مین کیا کہون مین نے بڑی مشقت سے اس معشوق کو اپنے پاس رکھا ہمیشہ خدمتگزاری کرتا رہا آج یہ آفت پڑی اب مین کہان ڈھونڈھون اور تلاش کرون

نظم

آشیانہ ہوگیا اپنا قفس فولاد کا — آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا

حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا — روے گل بھولے جو مُنھ دیکھے مرے صیاد کا

گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین — آسمان کو شوق باقی رہگیا بیداد کا

قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند — کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

اے پریرو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین — شہر پر عالم ہے صحرا اے جنون آباد کا

اب بھی او بت آ جو آتا ہے خدا کیواسطے — غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

کہا ای گل پیرہن مجھپر کوہ غم والم ٹوٹ پڑا ہاے مین کدھر جاؤن عمرو نے جو دیکھا کہ یہ گھبرایا ہوا ہی
جیب مین ہاتھ ڈالکر پانچ حباب داروے بیہوشی کے نکلے گھائیون مین دباکر منھ پر نیلگون کے ماردیے
نیلگون بیہوش ہوا عمرو نے چادرہ اُسپر ڈالدیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے آکر تخت پر بیٹھے عمرو
گھبرایا ہوا ہی بیٹھتے ہی حکم دیا شکیل و بہار کو لاؤ جادوگر جاکر شکیل و بہار کو لائے عمرو نے
دیکھتے ہی آواز دی کیون بہار تمھارے واسطے میرا بھائی مارا گیا اب بہتر یہ ہی کہ مجھکو قبول کرو
بہار نے شرماکر سر جھکالیا شکیل کو ڈانٹا کہ او نالایق تو نہین سمجھا تا شکیل نے بھی جواب سخت دیا
خواجہ عمرو کوڑا پکڑ کے اُٹھے کہا مارے کوڑون کے کھال گرادونگا قریب شکیل کے آکر پائین آنکھ
کا تل دکھایا شکیل قدمون پر گر پڑا کہا مین آپکا مذہب اختیار کرتا ہون خواجہ نے شکیل
کو رہا کیا بہار کو بڑا غصہ ہی کہ شکیل کو کیا ہو گیا مذہب لات پرستی اختیار کیا شکیل نے رہا
ہوتے ہی کان مین بہار کے کہا خواجہ بہ شکل نیلگون ہین بہار نے اشارہ کیا مین بھی
اطاعت کرتی ہون بہار و شکیل کو رہا کیا پہلو مین تخت کے جگہ دی بڑے بڑے ساحر جمع ہین دست راست
کو وزیر اعظم عقاب جادو دوسرے پہلو پر سحاب جادو خواجہ نے سحاب سے کہا ہمین عقاب سے
کھٹکا ہوتا ہی کہ عقاب مسلمانون سے ملگیا اِسکی مشکین باندھ لو سحاب نے کہا ای عقاب شہنشاہ
کو تمھاری جانب سے شک ہی زبان مین سوزن دے لو اگر تمھاری شراکت دریافت ہوئی تو تو قتل کیے جاؤگے
ورنہ رہا کردیے جاؤگے عقاب ڈر ا منھ سامنے کردیا کہ سرکار کو اختیار ہی سحاب نے عقاب کی
زبان مین سوزن دی عمرو نے کہا ہمنے اسکا لکھا ہوا نامہ پکڑا ای سحاب اسکا سر کاٹ لے سحاب
نے عقاب کا سر کاٹ لیا ہمراہیان عقاب سے خواجہ نے کہا ہمنے تمھارے افسر کو قتل کیا
سحاب نے بھی ہمکو نہ سمجھایا کیا جلد سر کاٹ لیا یہ تمھارے افسر کا دشمن تھا تم اِسکا سر کاٹ لو ہمراہیان
عقاب نے اُٹھکر سحاب کو قتل کیا اب بارگاہ مین عمرو نے اِس تدبیر سے سردارونکو قتل کرایا انسے [illegible]
کیا ایک جادوگر عزیزدار مہر سیکر ہی ماہ جادو نام بارگاہ سے گھبراکر اُٹھا کہ جاکر ہمشیرہ سے کہون کہ آج
شہنشاہ سڑی ہو گئے آپ آکے سمجھائیے کئی افسر مارے جاچکے اب آپہمین تلوار چلا چاہتی ہی
دوڑا ہوا اُسی خیمے مین گیا جاکے دیکھا خیمے مین سناٹا پڑا ہی نیلگون کا ہاتھ چادرے سے کھلا ہوا تھا
ماہ نے دوڑکر چادرہ چہرہ سے ہٹایا نیلگون کو بیہوش پایا بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ہوشیار کیا

نیلگون گھبرا کر اُٹھا ماہ نے کہا حضور آپ کی شکل کا ایک جوان تخت پہ بیٹھا ہوا ساحروں کو قتل کر رہا ہی نیلگون کڑک کر چلا اُسوقت پہنچا کہ خواجہ تخت پر بیٹھے ہوے جادوگرونکو قتل کرا رہے ہیں نیلگون نے وہین سے نعرہ کیا باش او ساربان زادے عمر نیلگون جادو عمرو نے کہا ای جادوگرو لینا میری شکل بہ ساربان زادہ آتا ہی اسکو مار لو سب جادوگر نیلگون پر سحر کرنے لگے عمرو نے چاہا تخت پر سے اُٹھ کے بھاگون نیلگون نے دونون ہاتھ ہلا دیے ایک ہاتھ سے برق چمکی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے دوسرے سے جو اشارہ کیا تھا کچھ قطرات آب گرے خواجہ ایک کھڑا کر گرے گرتے گرتے آواز دی ای بہار بچانا بہار نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی ای گل اندام جلد آ ایک کنیز زمین سے پیدا ہوئی اُسنے گلدستہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا بہار نے کئی پھول توڑ کر ہاتھ مین لیے گلدستہ تو نیلگون پہ کھینچ مارا آواز دی ای نسیم و شمیم اسکی خدمت کرو وہ جو پھول ہاتھ مین تھے وہ عمرو پہ پھینک مارے عمرو پر جو سحر نیلگون کا اُترا بہار نے دیکھا نیلگون پہ پھول برسنے لگے ہوا ٹھنڈی بھی چلی یہ تو اپنے کو بچا رہا ہی شکیل نے بھی کچھ سحر نیلگون پر کیا کہ تلوار اور خنجر برسنے لگے بہار نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا شکیل سے کہا سحر کرتے ہوے نکل چلو بہار و شکیل اُڑتے ہوے چلے بہار نے کچھ زیور بھی اپنا نیلگون پر پھینک مارا اور تین نیلگون پر گرین شکیل نے تاج سر کا پھینک مارا نیلگون تو ان آفتون مین پھنسا ہوا ہی بہار و شکیل تو نکل گئے لیکن نیلگون پر جو سحرونکی بوچھار رہی لاکھ لاکھ اپنے کو سنبھالا مگر مبہوت ہوکے پکار اُٹھا

نظم

صبح فرقت بھی شب وصل غم انجام مین ہی — ہجر جان وصل اجل وصل دل آرام مین ہی

کیا مرا یار مرے گھر کے قریب آ پہونچا — نور خورشید جہانتاب در و بام مین ہی

دل کو خال خط زیبا نے پھنسایا خط مین — مین ترے دام مین ہون دانہ ترے دام مین ہی

نہ چھٹا موت کے پنجے سے مریض گیسو — یہ چراغ سحری حشر تک اس شام مین ہی

جلوہ عالم کا ترے جام مین ہی ای جمشید — جس سے عالم کا ہی جلوہ وہ مرے جام مین ہی

شعر کے سنتے سے دل جو سب ہی آگاہ قبول — معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہی

قریب تھا کہ اپنے سردارون پر تلوار کھینچکر جا پڑے کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سر پر آ کے نیلگون کے ایک چیخ ماری منہ سے آگ نکلی جلگیا خاک سر پہ نیلگون کے گری نیلگون کو ہوش آیا ہوش آتے ہی اپنا سر پیٹنے لگا کہا یارو بہار و شکیل کہان گئے کہا حضور ہم پر سحر کر کے نکل گئے سیکڑون

سرنگون اسکے مرے کسی کے روکے نہ رُکے نیلگون نے کہا مین ہزار دنگا لشکر اسلام مین گھسکر بہار و شگیل
کو پکڑ لاؤنگا اُسیوقت اسنے لشکر تیار کیا ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیے آپ تخت پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجاتا
ہوا چلا خواجہ و بہار و شگیل جو یہان سے نکلے تین کوس پر آکر زیر نخل ٹھہرے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین
آئی راستے سے ہٹ گئے ایک گوشے مین آکر دیکھا میان نیلگون بالشکر قاہرہ کوچ کیے ہوے جاتے ہین خواجہ
نے کہا ای بہار و شگیل طریقے سے معلوم ہوا ہی کہ ہمارے لشکر پر اسنے فوج کشی کی خاص ہماری تمہاری
تلاش مین نکلا ہی ای بہار حقیقت مین یہ ساحر بڑا زبردست ہی مین نے بیہوشی اُسکے واسطے گلابی مین ملائی
اُسکو خبر ہوگئی مین کئی عیاریان کر چکا مگر سب خالی گئین اب مین جاتا ہون جہان اسکا لشکر اُتریگا وہین
ملاقات کرونگا تم اتنا کام کرو کہ اپنے کو گوشے مین چھپاؤ سحر کو اُسکے رد کو میری عیاری کا رنگ جم جانے مین اُسکو تا بہ
لشکر جانے نہ دونگا کیا کیا تدبیرین کین اُسکے معشوق کی شکل بنا جب بھی اُسکو شک گذرا وہ بھی عیاری خالی گئی
انشاء اللہ اس طرح مین مار لونگا کہ اُسکو کچھ کھلانے پلانے کی تدبیر ہو الگ الگ عیاری کی جائے تم فکر کرو بہار نے
کہا آپ جائیے مین سحر کو اُسکے روکتی ہون بہار و شگیل تو ایک گوشے مین آبیٹھے اسباب سحر جمع کر لیا سحر خوانی
کرنے لگے خواجہ نے تماشا نیلگون کا پیچھا کیا مسافر کی شکل بنے ہوے آتے ہین کئی کوس پر لشکر نیلگون
کا ٹھہرا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی مقام پر اُترا بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ رہا ہی میرے سحر نے خبر دی ہی کہ
بہار و شگیل و خواجہ راہ مین ہین ابھی لشکر مین نہین پہونچے یہ بھی میرے سحر نے مجھکو تدبیر بتائی کہ راہ مین
بھی کچھ فساد ہوگا سامری و جمشید حفاظت کرینگے یہ باتین کر رہا ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ایک
کنیز نہایت حسین و خوشرو ملکہ حیرت کا نامہ لیکر آئی ہی امیدوار باریابی ہی نیلگون نے ہنسکر کہا فتور نے
صورت دکھائی کنیز کو بلا لو کنیز اندر آئی اب جو نیلگون کی نگاہ پڑی ایک نازنین حسین خوشرو خوش خو خال
ہندو چشم جادو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے پیشانی لوح نور ہنستی ہوئی سامنے
آئی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی نیلگون صورت زیبا دیکھکر بیتاب ہوگیا نامہ ہاتھ سے لیا
نامہ کھولا اُسمین یہ مضمون تھا ای نیلگون ہم نے سُنا کتاب سامری سے بھی معلوم ہوا کہ تم نے بڑے بڑے
صدمے اُٹھائے لہذا یہ نامہ بھیجا جاتا ہی ہماری مصاحب خاص خوشخرام آتش مزاج نامہ لیکر آتی ہی
ہمنے ایک سحر اسکی معرفت بھیجا ہی اُسکو اپنے قبضے مین کرو نامہ پڑھکر کاغذ تو مٹھی مین دبا دیا بہ نگاہ محبت
جمال بیمثال کو اس نازنین کے دیکھ رہا ہی خیال کرتا ہی کہ سب اعضا درست چالاک و چست و ناز و غمزے ہمراہ

آسمان دلربائی کی ماہ سب طرح کے خیال اُسکے دل مین ہین صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا ازالنو
بدلنے لگا کہا آؤ صاحب بیٹھو تمنے بڑی عنایت فرمائی ہنس ہنسکے کہتا جاتا ہی کون سا سحر ملکۂ عالم نے
بھیجا ہی دل مین شک تو اسکے پڑا ہی مگر صورت زیبا پر اُسکی مبتلا ہوا ہی کبھی ہاتھ بڑھاکر اُسکے ہاتھ پر رکھدیا
کبھی کچھ آنکھون سے اشارے کرتا ہی نازنین نے کہا صاحب تم تو مجھکو نگاہون مین کھائے جاتے ہو
کنارے جاؤ کہ مین سحر تعلیم کرون ملکہ کا سب کاروبار میرے سپرد ہی ملکۂ عالم ہماری گھبراتی ہونگی ہر چند
کہ دل فریفتہ ہی لیکن یہ کہکے اُٹھا کہ مین دوپہر سے خیمے مین تخلیہ کرلون تو آپ کو سکھاؤن خواجہ عمرو جو
خیال کرکے دیکھتے ہین عشق مین تو مبہوت ہو رہا ہی مگر ایک خیمے کی جانب چلا تنہائی مین آیا اوراق
سامری نکالکے دیکھے صاف صاف اُسمین مرقوم تھا کہ یہ کنیز عمرو عیار ہی خواجہ کو بھی اُسکے جانے سے بہت
پریشانی ہوئی سوچے کچھ کتاب وغیرہ دیکھنے گیا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ مین سحر درست کر لاؤن خواجہ نے
پشت پھیری ہی چاہتے ہین باہر نکل جاؤن کوئی دو چار قدم چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او ساربان زادے
کہان جاتا ہی مین پہلے ہی سب طرح کے احکام دیکھ چکا تھا تیرے آتے ہی مجھکو کھٹکا ہوا تھا خواجہ نے دیکھا
نیلگون قریب آگیا ایسا نہو سحر کرکے گرفتار کرلے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو عمرو نے خنجر مارا وہ
مرکر گرا خواجہ بھاگے جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین ٹٹولنے لگا لیکن عمرو کو نہ پایا ساحر کے مرنے
سے دیر تک اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی دیکھا عمرو غائب ہوگیا کہا یارو کیا بلا کا عیار ہی کیا جلد نکل گیا مین سحر نہ
کرنے پایا لیکن مین بھی اب تلاش مین اس ظالم کی جاتا ہون یا تو اُسکو تلاش کرکے لایا یا اپنی جان دی اگر
اُسکی عیاری چل گئی تو اُسنے مجھکو مارا اور اگر میرا سحر چل گیا تو مین باندھ کر لایا یہ کہکے جھولی سحر کی بائین ہاتھ
پر ڈالی اوراق سامری بھی رکھلیے تیغہ کھینچے ہوے چلا جنگل مین تلاش کرتا پھرتا ہی جس مسافر کو آتے
ہوے دیکھا گولہ مار دیا کسی گنوار کو کھیت پر دیکھا ماش کے دانے پھینک مارے جلا دیا کئی سو آدمی اُسنے
جنگل مین مارے جب ورق سامری نکالکر دیکھا یہی اُسمین نکلا کہ غیرون کو مارا عمرو دستیاب نہین ہوا
ایک طرف سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو جنگل مین بدعت کرتا پھرتا ہی روح سامری سے نہین ڈرتا
بندگان خداوند کو بلا وجہ قتل کیا نیلگون نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر نہایت زبردست گولہ ہاتھ مین
لیے ہوے آتا ہی لیکن نہایت غصے مین کہتا ہی ارے یہ صحرا مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی ایسا نہو کوئی
خداوند نکل آئین نیلگون نے کہا آپ کا نام کیا ہی کہا میرا نام صحرا نورد ہی یہ صحرا ہی عجائب و غرائب سامری

کی سیرگاہ ہی تجھکو کسی کی تلاش ہی کہ بیگانا ہون تو قتل کرتا ہی مسافرون کے خون مین ہاتھ بھرتا ہی مجھسے مفصل
حال بیان کر اس صحرا کا کوئی کام ہماری بغیر دستگیری کے غیر ممکن ہی تجھکو کچھ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے
بھی توسل ہی نیلگون نے کہا ای صحرا نورد مین شہنشاہ کا خراجگذار ہون میرے ملک مین قید بہار
کی آئی جسدن سے بہار قید ہوئی بڑی بڑی اُفتادین پڑین ہزارہا جادوگر مارے گئے بھائی قتل ہوا مین
اب لشکر کشی کر کے جاتا تھا کہ اُس ظالم نے یہان بھی مجھکو ستایا میرے ایک جادوگر کو مار کر نکل گیا
مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون کئی سو آدمی مارے گئے مگر وہ ظالم نہین ملا صحرا نورد قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نیلگون
اس صحرا مین بے ہماری مدد کے عمرو نہین ملسکتا مین ابھی تلاش کر کے لاتا ہون وہ ساحر یہ باتین کر رہا ہی کہ
صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک بادشاہ ساحر مرصع تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار چلا آتا ہی
نیلگون نے جو دیکھا چلا کر آواز دی ای افہام تاجدار کہان جاتے ہو کہانسے آتے ہو صحرا نورد بھی
کھڑے ہین افہام نے جواب دیا ای برادر نیلگون تم جنگل مین اکیلے کیون کھڑے ہو یہ کہکے تخت سے کودا
نیلگون نے سب اپنا حال بیان کیا افہام نے کہا میرے پاس فرمان شہنشاہ ہوشربا پہونچا مین برائے
مدد خداوند لقا جاتا ہون خداوند کا نامہ بھی میرے پاس ہی شکایت ساحران مرقوم ہی کہ جو جادوگر برائے
مدد با دولت آیا اُسنے غرور کیا قدرت نے اُسکو غارت کر دیا مین یہ کہکے چلا ہون کہ کبھی غرور کا خیال بھی
نہ کرونگا جاتے ہی مسلمانون کو قتل کر کے قدرت کو قیطول پر پہونچا دونگا مگر اب تم سے ملاقات ہوئی
چلکے ان مسلمانونکو بھی قتل کرون عمرو کی تلاش مین بھی مصروف ہون تمہارا اس جفا مین مبتلا ہونا ثابت
شاق ہی خداوند لقا نے بھی تحریر فرمایا کہ جسنے عمرو کو قتل کیا اُسکا قدرت پر احسان ہوگا یہ کہکے مردمان
فوج سے اشارہ کیا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادہ کی افہام تاجدار
کے سب ملازم اُتر پڑے افہام نے نیلگون کا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی بارگاہ مین تشریف لیچلیے شراب و کباب
کا جیہ چا ہو پھر ہم آپ ملکر عمرو کو تلاش کرینگے نیلگون نے کہا اس صحرا کے مالک یہ میان صحرا نورد
آئے ہین کہتے ہین ہم ابھی عمرو کو گرفتار کر کے لا دینگے افہام نے کہا میان صحرا نورد صاحب آپ بھی
تشریف لائیے بارگاہ مین تھوڑی دیر بیٹھیے پھر عمرو کو گرفتار کر لائیےگا صحرا نورد و نیلگون و افہام
بارگاہ مین آئے صحرا نورد کہتے ہین آپ بیٹھے رہیے مین عمرو کو ڈھونڈھکے لے آؤنگا ایک جام شراب کا
ہمکو پلوائیے ابھی عمرو کو لاتے ہین افہام نے کہا گلابیان لاؤ شراب لا کر رکھی گئی میان صحرا نورد

تالیان بجانے لگے کہا حضور شراب کو دیکھکر ہمین نشہ ہوتا ہی کسی سے کہیے سید ھا سیدھا ٹھیک چھیڑ ے چند اشعار ایک اُستاد کے یاد آگئے ہین انکو بھی سماعت فرمائیے افہام نے ایک ملازم سے اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا میان صحرانورد نقلی نے یہ اشعار شروع کیے نظم

آگیا جسدم وہ عیسی دم ہوا پھر جائیگی	بھاگ جائیگا مرض کو سون قضا پھر جائیگی
سرخرو عاشق ترا اُسوقت ہوگا عشق سے	جب گلے پر تیغ ای گلگون قبا پھر جائیگی
تیز ہی تو ذبح پر لیکن ہون ایسا بیگناہ	باز ہے تیری تیغ کی ای بے وفا پھر جائیگی
بے گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین	قتل سے قاتل نہ ہو گیگا قضا پھر جائیگی
جب وہ کوچے سے نکالے جب نکل جائی قبول	ضد سے طبع نازک اُس گل کی سوا پھر جائیگی

اسطرح غزل صحرانورد نقلی نے گائی کہ افہام نے کلیجہ پکڑ لیا کہا میان صحرانورد کیا کہنا صحرانورد نے کہا مین سامنے سامری و جمشید کے گاتا ہون ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا ہزارون کمال بھرے ہوئے ہین سب حاضر کرونگا ملاحظہ فرمائیے گا افہام نے کہا ای نیلگون یہ شخص تو کلیجے مین رکھنے کے لایق ہی نیلگون نے کہا ای افہام کیا کہون مجھے اپنے سائے پر بھی عمرو کا گمان ہوتا ہی ذرا ورق دیکھلون خواجہ تو گھبرائے کہ اُسنے ورق دیکھا اور زندگی پر حرف آیا لیکن نیلگون نے ورق نکال لیا اب جو دیکھا تو یہ نوشتہ پایا کہ ای نیلگون عمرو کسی جنگل مین ہوگا یہان عمرو کہان صحرانورد تمھارا دوست ہی یہ عمرو کو پکڑ لائیگا اب تو نیلگون کو اطمینان ہوا کہا میان صحرانورد اب مین نے ورق دیکھ لیا آپ گائین بجائین شراب پلائین خود سامری نے لکھا ہی کہ صحرانورد عمرو کو گرفتار کر لائیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بہار و شکیل بگلے کی شکل بنے ہوئے سحر کر رہے ہین نوشتہ تقدیر نیلگون پلٹ دیا عبارت کو سحر کر کے بدلا قبہ بارگاہ پر بیٹھے ہوئے سحر خوانی مین مصروف ہین کہ خواجہ کی عیاری پوری ہو عمرو نے جو نیلگون کو مہربان پایا اب تو خوش ہو کر بیٹھے مگر حیران ہین کہ اوراق سامری دیکھ کر ستوجہ کیونکر ہوا خواجہ نے اور دو چار شعر گائے شراب کو بخوبی الٹ پلٹ کیا یہ اطمینان بیہوشی ملائی کہا حضور اب شراب نوش کرین مگر لشکر والون کو بھی بانٹنا ضرور ہی ان الفاظ پر نیلگون کو شک ہوتا ہی لیکن بہار و شکیل برابر جان صرف کر رہے ہین نیلگون کو گمان ہوتا ہی بہار پھر رنگ اپنا جاتی ہین نیلگون خود جلدی کر رہا ہی کہ میان صحرانورد ایک جام پلاؤ خواجہ نے پکار کر آواز دی سب شہ اب لیجائین ہم ساقی

ہونگے کوئی باقی نہ رہے تپلے گلابیان کنٹر جادوگر اٹھا اٹھا کر لیگئے اب عمرو نے جام لبریز کیا پہلے تو
نیلگون کو پلایا نیلگون جام لیکر بے تکلف پیگیا دوسرا جام افہام تاجدار کو دیا ملازمون سے
پکار کر آواز دی صاحبو تم بھی پیو سب جادوگر اہالی محفل پینے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب پی چکے
نیلگون بیٹھے بیٹھے ہلبلایا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا میان صحرا نورد عمرو آتا ہی دو قدم چلا تھا کہ
لڑکھڑا کے گرا افہام بھائی صاحب سنبھلکے اٹھا یہ بھی گر کر بیہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش
ہونگے لشکر مین دونی بیزار چل رہی ہی بہار و شکیل قبۂ بارگاہ سے دیکھ رہے ہین کہ خواجہ نے سبکو بیہوش
کیا نعرہ کرکے

نعرۂ عمرو
بباغ دین ز مکرش آبیاری

کنزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے خنجر کھینچا چاہتے ہین نیلگون کو قتل کرین قضائے کار افراسیاب
باغ سیب مین بیٹھا ہی مصاحب بھی حاضر ہین کسی کے منھ سے نکلا کہ نہین معلوم نیلگون پر کیا گذری
افراسیاب نے اٹھا کر کتاب سامری کو دیکھا منھ پیٹ لیا کہا غضب ہوا نیلگون قتل ہوا چاہتا ہی
اور ستم دیکھیے نیلگون دھوکا کھانے والا نہ تھا بدون اوراق سامری کوئی کام نہ کرتا تھا بہار و شکیل
نے یہ غضب کیا کہ عبارت اوراق سامری کو بدل دیا یہ کہکر افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا ایک
برق چمکی چمک کر غائب ہوئی بہار و شکیل قبۂ بارگاہ شگفتہ کیے ہوے دیکھ رہے ہین یا تو خواجہ بجوش
خروش خنجر کھینچکر چلے تھے یا ٹھوسنے لگے ایک جادوگر بیچ مین ملا نیلگون جانکر اسی کو خنجر مار دیا اسکا
سر کٹ گیا خون کا سوتا گلوے بریدہ سے نکلا لکۂ ابر نکلتا ہوا اسی سے پانی برسا اول قطرہ نیلگون
پر پڑا نیلگون بیدار ہوا دیکھا عمرو ایسا عیار طرار فرار حیران حیران دیکھ رہا ہی نیلگون نے اٹھتے ہی
للکارا او ساربان زادے میری مدد غیب سے ہوئی کسی نے مجھکو مبہوت کر دیا تھا اب ہوشیار ہوا
یہ کہکر ایک سحر کیا عمرو لڑکھڑا کے گرا شکیل و بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا بہار نے کہا ای شکیل یہ کیا ستم ہوا
اسی لکۂ ابر سے کل ساحرون پر باران سحر برس گیا سب ہوشیار ہوے نیلگون نے کہا ای سفاک جادو
عمرو کا سر کاٹ لے سفاک تلوار کھینچ کر چلا عمرو نے بیقرار ہو کر پکارا ای خالق ارض و سما ای وحدہٗ لاشریک میرے
تیرے وعدے کے خلاف ہوتا ہی مجھے بچا لے تو کریم و کارساز ہی یہ ملعون قتل کیا چاہتا ہی وقت مدد ہی
تیری عنایت سے سب بلا ردہی

نظم

خداوند دو عالم ذات خلاق
کریم و باسط و فتاح و رزاق

خدارا می پرستند جملہ عالم
شب و روز و صباح و شام و اشراق

خدا دارد بہ ہر وقت و بہ ہر حال
کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق دین نمیدارد بدنیا
کہ با حق غیر حق را نیست الحاق

شود این نظم دلچسپ تو ہندی
بفضل ایزدے مشہور آفاق

عمرو نے بیقرار ہو کر جو دعا کی بہار نے گلدستہ پھینکا کہ سفاک کا کٹ کر گر گئی ساحرہ دیوانے ہو گئے گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملتے تھے ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے نظم

صیاد چمن باغ مین گل ہو گیا اب شوخ
کیا چاپلہ ہی اتنا ہوا ہی وہ غضب شوخ

انگارے ہوئے رشک سے سب لعل بدخشان
صاحب یہ غضب آگئی ہی سرخی لب شوخ

ہوتا ہی حسینونکی طبیعت مین تلون
تقدیر بری ہی مری وہ یار ہی کب شوخ

شرمانا کبھی آپکا کم ہوگا نہ صاحب
ہو جائیے للہ کہین ایک ہی شب شوخ

بھٹلائیے مکتب مین کہ تعلیم بھی پائے
وہ طفل حسین آپکا اختر ہی غضب شوخ

دو چار نے جو اسطرح کے اشعار پڑھے دیوانہ وار خاک اڑانے لگے نیلگون نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ مارا پکار کر آواز دی یا سامری یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی شکیل و بہار زمین پر گرے بہار نے گرتے گرتے دو پھول پھینکے عمرو کے پاؤن زمین سے چھوٹے اٹھتے اٹھے عمرو نے گلیم اوڑھ لی نیلگون نے ایک چیخ ماری کہ یارو گرفتار کر لو بہار و شکیل نے عمرو کو چھپا دیا سب جادوگر بہار و شکیل پر بلوہ کرکے چلے بہار و شکیل سحر کرکے لڑنے لگے شکیل نے سحر کرکے بارگاہ افہام کو جلا دیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلے نیلگون نے آواز دی ای بہادر افہام شکیل و بہار جانے نہ پائین چہار طرف سے سحر کیا بلوہ ہو گیا افہام نے بڑھکر گولہ مارا شکیل نے گولہ ہاتھ مین روک لیا اُسی گولے پر سحر کیا اور پھینک مارا افہام کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا افہام جو مرکز زمین پر گرا نیلگون نے سر پیٹ لیا کہا یارو میرا بازو ٹوٹ گیا یہ کہکے کمر سے خنجر نکالا ران اُس سے کاٹ کے خون دم خنجر پہ ملا آواز دی او شکیل اس وار کو تو روک یہ کہکے خنجر پھینک مارا شکیل نے سحر کرکے خنجر توڑا دستہ الگ گرا پھل شکیل کے سر پہ پڑا سر شکیل کا زخمی ہوا بہار نے شکیل کو سنبھالا شکیل نے کہا ای بہار کیا غضب کا سحر تھا سر پہ آگ سی ہی کلیجہ جل رہا ہی

بہار نے کچھ پھول سر پہ شکیل کے ڈالے نیلگون نے کہا بی بہار تمہارا ابھی علاج کرتا ہون یہ کہکے
دوسرا گولہ مارا بہار نے کاما اُس گولے سے برق چمکی سر بہار کا بھی زخمی ہوا شکیل و بہار لڑکھڑا کے
گرے نیلگون تیغہ کھینچکر چلا کہ بہار و شکیل کا سر کاٹ لون کہ پہلوے نخل سے آواز آئی ای نیلگون
یہ تیغہ لے یہ تیغہ بہار کش ہی بابت کے نیلگون نے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی
نیلگون نے سلام کیا افراسیاب نے کہا ان پر تو سحر کردے ایسا نہو نکلجائین نیلگون نے گولہ پھینکا
افراسیاب نقلی یعنے عمرو نے نعرہ کرکے خنجر مارا نیلگون کے دو ٹکڑے ہوے مرنا نیلگون کا بہار
و شکیل اُٹھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نیلگون جادو بود افراسیاب باغ سیب
مین بیٹھا تھا یکایک ایک درخت مین آگ لگ گئی افراسیاب نے کہا غضب ہوا ارے نیلگون
مارا گیا تڑپ کر چلا یہان بہار و شکیل و خواجہ لشکر کو تباہ کرکے چلے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا او
بہار کہان جاتی ہی مین ہون افراسیاب جادو خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ لون ہاتھ زنبیل تک نہ گیا
خواجہ بھاگے بہار و شکیل نے بڑھکر افراسیاب پر سحر کیے افراسیاب پر خنجر برسا کے آپ بھی طرف
صحرا کے بھاگے خواجہ و بہار و شکیل بھاگے ہوے جاتے ہین افراسیاب نے ایک سنگ ریزہ
اُٹھا کر مارا جدھر یہ تینون بھاگے ہوے جاتے تھے نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سد راہ ہی تینون
صاحب گھبرا گئے بہار نے کہا خواجہ اب کدھر جائین ناچار ٹھہر گئے بہار نے سب زیور اپنا اُتار کر
پھینک مارا افراسیاب نے ایک چشم زدن مین دفع کردیا کچھ آنکھ سے اشارہ کیا تینون لڑکھڑا کر
گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا تینون نے بلک کر دعا کی خواجہ پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز ای رب
کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ان تینون نے جو تہ دل سے دعا کی ایک برق تڑپ کر افراسیاب
پر گری پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اور سینہ پر افراسیاب کے آیا پنجہ نے افراسیاب
کو ڈھکیل دیا ایک پنجہ کمر مین عمرو کی ایک ایک بہار و شکیل کی کمر مین پڑا اُڑا کر طرف آسمان کے
لیگیا افراسیاب نے ایک گولہ پھینکا گولہ جا کر پھٹا افراسیاب نے دیکھا برہمن روئین تن تینون کو لیے
ہوے جاتا ہی افراسیاب نے للکارا او برہمن بچے یہ گستاخی ابدولت کے ساتھ برہمن نے کچھ جواب
ندیا تینون کو لیکر نکل گیا افراسیاب رنجیدہ پلٹا طرف باغ سیب کے گیا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ انتشار
اور انتظار مین تھین کہ بہار و شکیل و عمرو کو لاکے برہمن نے پہونچایا برہمن روئین تن رخصت ہوکر

طرف طلسم نور افشان کے گئے اہل اسلام مین بہار کے آنیکی بڑی خوشی ہوئی یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد جیحون دریا بار اور جانا خواجہ و عیاران اسلام کا برائے عیاری اور گرفتار ہونا سب کا و دریاے جیحون پر آمد بران و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

چل ای ساقیِ مہ لقا خوش ادا
گھٹا عین ہی وقت پہ آگئی
کہین ہین ترانے کہین رقص ہی
کہا بلبلون نے کہ نوروز ہی
چہکنے لگا عندلیب قلم
دلِ غمزدہ کو یہ کاہش ہوئی
کہین بلبلون کے بھی ہین جگھٹے
مضامین نو کا ہوا امتحان
مضامین نو کی سدا فکر ہی
کبھی ہجر دلبر کی تقریر ہی
نکلتا ہی آہون کا دل سے دھوان
شب وصل دم مین سحر ہو گئی
کہ ابر سیہ نے دکھایا مزا
جو طاؤس گلشن مین رقصان ہوے
کہ کوئل نے کی منزل عشق طی
بہارِ مضامین کی آمد ہوئی
گلِ نظم کے ہو گئے سامان بہم
لکھون داستان جلالت نشان
بہارِ گلستان کے سامان ہوے
وہ نکلے مضامین رنگین بہم
طلسمات کا ہر جگہ ذکر ہی
کبھی وصل دلبر کے سامان ہوے
کہ عاشق رہا عمر بھر نیم جان
قلم لکھ فسانہ جلالت نشان
یہ چشمک زنی برق کی بھا گئی
بہارِ مضامین کے سامان ہے
پپیہے کی آواز دل سوز ہی
تو پھر نظم مضمون کی کد ہوئی
قمر ہمکو مضمون کی خواہش ہوئی
کہ ہین سرو پر وجد مین قمریان
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہی وجد مین آج میرا قلم
کبھی عشق و الفت کی تحریر ہی
سحر ہو گئی تو پشیمان ہوے
نہ آرام الفت مین پایا کبھی
کہ ہی جوش پہ بحر طبع روان

جوہرہ غواصان قلزم زخار داستان سرائی و شناوران دریاے بیکنار رعنائی و زیبائی گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین سخن چنین می طرازند مدرنگ کہن ؛ افراسیاب خانہ خراب جب اس معاملے سے پلٹا باغ سیب مین آیا بہار کے نکل جانیکا انتہا کا قلق ہی سر نگون بیٹھا ہی کہ آسمان پر غل اٹھا ہوا سب نے دیکھا ایک دریا آسمان پر قائم ہوا ایکایک دریا شق ہوا سب نے دیکھا ایک جادوگر تاج زرین پہنے ہوے قباے قلم کار جسم

مین بالون سے قطرات آب ٹپکتے ہوے پشت پر لاکھ ساحران غدار ایک طرف ہوا پر دریا بھی جوش
مار رہا ہی افراسیاب اس ساحر کو دیکھکر خوش ہوگیا کہا ای جیحون دریا بار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا
جیحون نے عرض کی غلام شکار کھیل رہا تھا شکار گاہ مین مجھکو خبر ملی کہ سرکار کو بڑا رنج و ملال ہی غلام فوراً
روانہ ہوا افراسیاب نے کہا ای جیحون با بدولت کسی سے عاجز نہین ہین لیکن خرابی یہ ہی کہ لونڈیان
غلام بگڑکر نکل گئے گھر ہی سے آگ لگی اگر انکے مار ڈالنے کا ارادہ کرون ایک سحر مین سبکو تباہ کرون
چاہتا ہون گرفتار کرکے قید کرون اُسیطرح وہ میری اطاعت کرین اسی مین خرابی پڑتی ہی جو عیار ہین
ایک ایک اُنمین ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی جو ساحر پہونچا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا جیحون نے کہا
غلام جاتا ہی مع عیارون مع جملہ سردار سبکو گرفتار کرکے لاتا ہی افراسیاب نے کہا ای جیحون عیارون سے بہت
ہوشیار رہنا جیحون نے عرض کی حضور سماعت فرماوینگے عیار کی کیا حقیقت ہی کہ میرے لشکر مین قدم
رکھے کیا حضور عیار بھی ساحر ہوتے ہین افراسیاب نے کہا عیار ایک لفظ سحر کا نہین جانتے مگر مکار غدار بلا کے
روزگار بھائی کے سامنے بھائی بنکر جائین باپ کے سامنے بیٹے کی شکل بنکر جاتے ہین اُنکے مکر سے کوئی
نہین بچتا جیحون نے کہا حضور یہ ہاتھ باندھکر دوڑے آئینگے اس دریا مین سبکو ڈبو دونگا افراسیاب
نے کہا ای جیحون مین حیرت کو نامہ لکھونگا بہ اعزاز و اکرام تم کو لیجائینگی جیحون نے کہا حضور مالک ہین
غلام اب روانہ ہوتا ہی یہ کہکے اُسیوقت پھر تخت پر سوار ہوا ہر اے ملاقات حیرت چلا افراسیاب
نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ جیحون دریا بار آتا ہی لڑائی کو اسکی رائے پر چھوڑنا اُسکو سب طرح کا
اختیار ہی ایک طائر نامہ لیکے چلا یہان حیرت جادو تخت پہ جلوہ فرما ہین چالاک بن عمرو ایک کنیز
کی شکل بنا ہوا پشت پر حیرت کی مگس رانی کر رہا ہی کہ طائر آکر کاندھے پر حیرت کے بیٹھا گلے مین اسکے نامہ
بندھا تھا حیرت نے نامہ کھولا چالاک بھی دیکھ رہا ہی مضمون مذکور حیرت نے پڑھا چالاک بھی مضمون
سے آگاہ ہوا بارگاہ سے نکل کر بھاگا لشکر مین نہ پہونچا تھا کہ راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی چالاک
نے سب حال بیان کیا برق نے کہا ابھی جاکر جیحون کی آبرو لیتا ہون چالاک نے کہا ابھی یہان آنے دو
برق نے کچھ جواب نہ دیا طرف صحرا کے بھاگا اس جوش مین بہا جاتا ہی کہ جاتے ہی میان جیحون کو مار دون ایک
پہاڑ پہ چڑھ کے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ زر بفتی بیچ مین استادہ ہی برق پہاڑ سے اُترا
پہاڑ سے اُترکر دیکھا کہ ایک دریائے قہار موج مار رہا ہی لشکر دریا کے اُسپار ہی برق فرنگی

حیران ہی کہ مین نے پہاڑ پر سے دریا نہ دیکھا تھا لیکن صحرا کا دریا ہی اُسپار اُتر چلو ایک مشک نکالی اُسکو دم دیکر پُھلایا لنگی باندھکر مشک سینے سے لگائی دریا مین کود پڑا اشناوری کرتا ہوا چلا جب وسط دریا مین پہونچا ایک ماہی کلان پیدا ہوئی برق کی طرف چلی برق نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن مچھلی نے منہ اپنا مثل تغار کے کھولا ہرچند برق نے چاہا بچون مچھلی برق کو نگل گئی جیحون بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ تیمہ بارگاہ ٹوٹا ایک مچھلی تڑپ کر گری غلغلک مار کے بشکل ساحر کے بنی برق کو گود مین لیے ہوے برق بیہوش و مدہوش ہی جیحون نے کہا ارے یہ کون ہی کہا حضور دریا مین آتا تھا ایسا گستاخ کہ دریا مین پھاند پڑا نصف دریا تک مین نے دیکھا آخر اسکو گرفتار کیا کہا اسکو ہوشیار کرو اُس ساحر نے برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا برق کی آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن کی طاقت سلب دیکھا ایک ساحر غدار سامنے بیٹھا ہی بارگاہ مین ہزارون ساحر جمع ہین سب لوگ دیکھنے کو دوڑے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسطرح گستاخانہ دریا مین کود پڑا لیکن جیحون نے پکار کر آواز دی او برق تو نے مجھکو بھی مثل اور ساحرون کے سمجھا تھا دیکھا تو نے مین نے کیونکر گرفتار کیا برق نے کہا حضور آپ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا جیحون ہنسا کہا بس میان برق زیادہ باتین نہ بناؤ اب چندے اس دریا کی سیر کرو یہ کہکے اُٹھا کر مین ہاتھ دیکر برق کو اٹھا لیا بارگاہ کے باہر نکلا برق ہرچند چیخا چلایا جیحون نے کچھ نہ سنا برق کو دریا مین پھینکدیا دریا مین ایک غراٹا ہوا جیحون نے آواز دی ای دریاے ساحری اسکی حفاظت کرنا کوئی اسکے پاس آنہ سکے برق غرق دریا ہوا جیحون نے وہان سے لشکر اٹھایا دریا غائب ہوا یہان چالاک نے جب دیکھا کہ برق پلٹ کر نہ آیا چالاک تلاش برق مین چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا دیکھا صحرا سے گرد اُڑی جیحون تخت پر سوار پشت پر ڈیڑھ یا دو لاکھ ساحر ہمراہ ہر طرف دیکھتا ہوا لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا چالاک فقیر بنکر لشکر مین آیا تیر کی سب خاطر کرنے ہین ایک مقام پر بیٹھ گیا کمال کی جو باتین کہین جسن کسی نے جو دینے کا ارادہ کیا چالاک نے کہا ہمارے گروہ نے منع کیا ہی ہم کسی سے کچھ نہین لیتے چالاک نے باتون مین پوچھا ان بادشاہ کا کیا نام ہی لوگون نے بتلایا کہ جیحون دریا بار ان کا نام ہی براے مدد حیرت چلے ہین چالاک نے پوچھا یہان کوئی عیار بھی آیا تھا ایک جادوگر بول اُٹھا برق عیار آیا تھا یہان کس کی مکاری غداری کیا

چل سکتی ہی شہنشاہ نے ہمارے قید کر لیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اُڑ گئے خاموش اس خیال مین بیٹھا ہی کہ
ہی چالاک کیونکہ اسکی بارگاہ مین جاؤن کچھ سوچ کر کنارے آیا یہ تو دیکھ چکا کہ لشکر اسکا ایک صحرا مین
اترا ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جو وضع خدمتگارون کی دیکھی اُنھین کی شکل بنکر لشکر مین آیا دیکھتا ہی سامنے
بارگاہ استادہ ہی طرف بارگاہ کے چلا جب قریب بارگاہ کے پہونچا دیکھا ایک چھوٹی سی جھیل ہی اُسکے کنارے
بارگاہ استادہ ہی چالاک نے پائنچے چڑھا لیے جھیل مین اُتر کر چلا چند قدم چلا تھا کہ دریا نے جوش مارا
چالاک لڑکھڑا کے گرا ہر چند چاہا کہ سنبھلون نہ سنبھل سکا ایک نہنگ پیدا ہوا چالاک کو نہنگ نگل گیا
بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر مین جو آنکھ کھلی دیکھا جیحون تخت پر بیٹھا ہی للکار رہا ہی کیون او ناعیار کچھ عیاری نہ
کی ملازمون سے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دو پردہ جو بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک دریا ہے قہار موج مار رہا ہی
کہا او ناعیار یہ تیرا مسکن ہی ارے ذرا برق کو بھی اسکو دکھا دو چالاک نے دیکھا برق فرنگی مسلسل ومطوق
کئی سو جادوگر گھیرے ہوئے برق تڑپ رہا ہی مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہوئے چالاک کے ہوش اُڑ گئے
جیحون نے تخت سے اُتر کر چالاک کی بھی کمر مین پنجہ دیا اُسی دریا مین پھینکدیا اب جو چالاک کی
آنکھ کھلی اپنے کو پہلوے برق مین پایا مار ان سیاہ گرد لپٹے ہوئے ہین سر پر چہار جانب سے دریا گھیرے
ہوے اس عجائب و غرائب کو دیکھکر چالاک کے ہوش اُڑ گئے جیحون نے پھر یہین سے کوچ کیا قریب لشکر حیرت
پہونچا ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ جیحون دریا بار آ پہونچا حیرت نے وزیر زادیون کو براے استقبال
بھیجا جیحون نے لشکر اُسی مقام پر چھوڑا صحرا مین ایک جانب دریا موج مار رہا ہی جیحون تنہا بارگاہ حیرت
مین آیا جھک کر سلام کیا پاے تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین دنگل بچھا تھا اُسپر آکر بیٹھا کہا حضور
دو عیار تو مین نے گرفتار کیے دریا مین قید ہین حیرت نے پوچھا کون سے عیار ہین کہا ایک برق
اور ایک چالاک بن عمرو چالاک کا نام سنکر حیرت کو کسیقدر افسوس ہوا پوچھا چالاک
نے کیا عیاری کی تھی کہا خدمتگار بنکر میری بارگاہ مین آنیکا ارادہ کیا حضور عیاری کیا چیز ہی میرے
سامنے اب کوئی عیار نہ آسکیگا عیاری کا حوصلہ رہ جائیگا حیرت نے کہا اے جیحون عیارون سے بچنا
جیحون نے کہا آپ ملاحظہ کرینگی یہ ایک دریا سبکی آبرو لینے کو کافی ہی حیرت سے دیر تک باتین کیا کیا
پوچھا حضور کو حکم افراسیاب پہونچگیا کہ مقدمہ جنگ مین مجھے اختیار ہی مین طبل جنگی بجواتا ہون
حیرت نے کہا تمھین اختیار ہی حکم پہونچ چکا ہی جیحون اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی بجے

ہرکارسے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہرخ دربار مین بیٹھی ہوئی خواجہ عمرو سے ذکر کر رہی
ہین کہ برق و چالاک گئے تھے ابتک واپس نہ آئے نہین معلوم اُن پر راہ مین کیا گذری
باغبان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ جیحون بلاے روزگار ہی حقیقت مین اسکا مثل نہین اب
جو صاحب اس سے مقابلہ کرین سمجھ بوجھ کے مقابلہ کرین ملکہ بہار نے کہا انشاء اللہ
تنکے چنوا دینگے باغبان نے کہا ملکہ بڑی مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض کی چالاک و برق قید ہو گئے مگر غلامون نے سارے
لشکر کو چھان ڈالا یہ نہین معلوم ہوتا کہ دونون کہان قید ہین یہ پتہ غلامونکو نہ ملا اور جیحون
نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے بموجب حکم
ملکہ مہرخ کے لشکر مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو اپنے مقام سے
اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا کیا ارادہ ہی عمرو نے کہا مین فکر مین برق و چالاک کی جاتا ہون
یہ کہکر کنارے پر لشکر کے آئے ٹہلتے ہوے کنارے لشکر جیحون کے پہونچے دیکھا صحرا
مین ایک دریا ہی بیچ مین صحرا کے بارگاہ جیحون استادہ ہی گرد لشکر اُترا ہی خواجہ کنارے آئے
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر افراسیاب کی شکل بنکر تیار ہوے تخت زبرجدی نکالا اُسپر
سوار ہو کے چلے اور جیحون اپنے مقام پر بیٹھا ہی گرد سردار جمع ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
افراسیاب جادو تخت اُڑاے ہوے آتا ہی سب براے تعظیم کھڑے ہو گئے افراسیاب
اُترا ایک گوشے مین صحرا کے آکر اول تخت کو اپنے غائب کیا جیحون تخت سے اُترا اور
افراسیاب تخت پر آیا جیحون سے کہا مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ عمرو تمھاری فکر مین نکلا ہی مین اب
اسواسطے آیا کہ تمکو آگاہ کرون شراب جمع کرو سبکو پلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی القاب
سامری یاد کر کے آیا ہون وہی پڑھ دونگا مگر کوئی غریب و امیر باقی نہ رہے سبکو شراب
پہونچے مٹکے گھڑے بہنچلے افراسیاب نے اسم سامری پڑھکر لشکر مین بھیجدیے جام
لبریز کر کے بیہوشی ملائی زمین پر جام رکھدیا کہا ای جیحون پیو جیحون نے جیسے ہی جام اُٹھایا
پہلو مین افراسیاب کے حباب دریا نوش بھائی جیحون کا بیٹھا ہی جیحون نے شراب مین دیکھا
ایک حباب شناوری کر رہا ہی جیحون نے بنگاہ قہر طرف افراسیاب کے دیکھا رنگ و روغن

چہرے سے اُڑگیا جیحون نے للکارا او ساربان زادے مین نے پہچانا عمرو نے پلٹ
کر حباب دریانوش کو خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک عمرو اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا کرہی گلشن قتیل و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذو چشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون گفتار کے مین دہن
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذو چشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

حباب کو مار کر خواجہ جو بھاگے جیحون پیچھے خواجہ کے دوڑا جادوگرونسے کہتا ہوا ارے
اس ساربان زادے کو لینا جو جادوگر قریب آیا عمرو نے حباب مار دیا وہ لڑکھڑا کر گرا عمرو
نے سر کاٹا اور بھاگا لڑتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا عمرو جاتا ہی جیحون کہتا ہی کیا بلاے روزگار
ہی چالیس جادوگر مارے گئے عمرو بھاگتا ہوا جب کنارے لشکر کے پہونچا جیحون نے
آواز دی ای دریاے سحر سامری حباب کو مار کر یہ ساربان زادہ جاتا ہی اسکو لینا
جانے نہ پائے یکایک دریا نے جوش مارا عمرو نے دیکھا جسطرف سے مین گذرتا ہون
زمین شق ہوتی ہی اور فوارہ پانی کا جاری ہوتا ہی عمرو ہٹکر دوسری جانب سے جاتا ہی اور کہتا ہی
کہ اب پانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی حاکم بحر و بر آبرو بچائے کئی مقام پر پانی سے اپنے کو
بچایا ایک مقام پر زمین شق ہوئی فوارۂ آب نکلا عمرو نے جست کرکے چاہا نکلون دیکھا
کہ گرد دریاے آب ہی اور بیچ مین مین کھڑا ہون ایک ماہی کلان منھ سے حباب چھوڑتی ہی
اور قریب میرے چلی آتی ہی جیسے ہی مچھلی نے قریب آکر منھ کھولا عمرو دونون پانٔون جماکر دہن
ماہی مین کود پڑا ہر کارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے جب خواجہ
دہن ماہی مین کود ے آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے جیحون کے مسلسل و مطوق پایا جیحون
نے پکار کر آواز دی کیون ای عمرو تو نے میرے بھائی کو مارا اب میری قید سے تا قید حیات
رہائی نہ پائیگا خواجہ عمرو تعریفین کرنے لگے جیحون نے کہا او ساربان زادے
یہ باتین مجھسے نہ بنا یہ کہکے کمر مین پنجہ دیا طرف دریا کے عمرو کو لیکر چلا عمرو کا تڑپنا اور

بلکنار روکر دعا کرتا ای کریم ورحیم اس ظالم سے بچالے نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ ... زانکہ بخشند از گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی ... کن باصل خویش ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان ... گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر ... یاد کن حق را بہر شام وپگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود ... در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش ... کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا ندارد اعتبار ... ہان مشو غرہ بملک ومال وجاہ
خیر وشر را کن تصور از خدا ... مظہر نور آلہی کوہ وکاہ
دور کن از خاطر خود دور کن ... ہر گمان وہر شک وہر اشتباہ

ہرچند عمرو تڑپتا ہی پھڑکتا ہی لیکن چیحون عمرو کو لیے جاتا ہی قریب دریا کے پہونچکر عمرو کو دریا مین پھینک دیا ایک مچھلی عمرو کو نگل گئی ہرکارون نے جو یہ معاملہ خواجہ کا دیکھا روتے پیٹتے بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے بھی روتے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی عرض کی اُستاد قید ہو گئے اُسوقت ایک شور اور غریو گریہ وزاری کا بلند ہوا ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے بعض ہومخانے مین آئے سحر تیار ہونے لگے سب سے زیادہ ملکہ بہار کو فکر ہی ایک بارگاہ مین بیٹھکر ایک چوکی بچھوائی گلدستے گرد رکھ لیے بوے خوش آرہی ہی ہوا سے سر دچل رہی ہی غنچہ ہاے ناشگفتہ چٹک رہے ہین پھولونکی رنگ آمیزی سوسن صدز بان کی زبان مین تیزی دمبدم اسماے سحر پڑھتی ہین بیبے خیمے سے دُھوئین نکل رہے ہین لیکن چیحون خواجہ کو دریا مین پھینک کر عرصۂ دراز تک کنارے کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے دریا سے منھ دُھویا ہاتھ دھوئے پلٹ کر چلا تھا کہ ایک خدمتگار پہلو مین کھڑا تھا اُسنے عرض کی حضور ایک عیار ابھی آیا ہی وہ سامنے زرغۂ نخلستان مین چھپا ہی آپ میرے ساتھ چلیے مین گرفتار کرادون چیحون نے کہا کس مقام پر ہی خدمتگار نے عرض کی وہ نخل کے تلے

بیٹھا ہی رنگ و روغن نکالا ہی صورت بدل رہا ہی جیحون بڑھا خدمتگار بھی اُسکے ساتھ چلے
اُس خدمتگار نے کہا تم سب یہین ٹھہرو ورنہ سبکو دیکھکر بھاگ جائیگا جیحون نے اور سبھونکو
روک دیا خدمتگار ساتھ ساتھ چلا جب جیحون کنارے پر لشکر کے پہونچا خدمتگار نے
کہا وہ سامنے عیار بیٹھا ہی ایک گولہ پھینکیے ہر وقت سر جیحون سے قطرے پانی کے ٹپکا کرتے
ہین جیسے ہی جیحون ادھر دیکھنے لگا خدمتگار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا
منم جالنسوز بن قران جیسے ہی حلقے کمند کے گلے مین جیحون کے پڑے قطرات آب سر سے
ٹپک کر حلقہ ہاے کمند پر گرے حلقے کمند کے جل گئے کچھ قطرے سر پر جالنسوز کے پڑے
جالنسوز مُنھ کے بھل زمین پر گرا جیحون نے کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیا طرف دریا کے لیکے
بھاگا لاکر دریا مین جالنسوز کو بھی پھینک دیا ہرکارے یہ معاملہ دیکھکر بھاگے آکر مہرخ
سے بیان کیا کہ جالنسوز بھی گرفتار ہوا ملکہ مہرخ نے مُنھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو خاتمہ ہوا
سب عیار گرفتار ہوگئے صرف ضرغام و مہتر قران باقی رہے خدا اُنکو اس ظلم و بدعت
سے بچائے سونا کسیکا کیسا رات بھر لشکر مین تلاطم رہا بوقت سحر لشکر میدان مین آیا ضرغام نے
جاکر مہتر قران سے کہا کہ خلیفہ صاحب غضب ہوا عیار سب گرفتار ہوگئے فقط ہم اور آپ
باقی ہین مین تو جاتا ہون یا جیحون کو قتل کرونگا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر ضرغام بھاگا دور سے دیکھا
لشکر کُفار میدان کارزار مین آرہا ہی ضرغام ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر جیحون مین آیا دیکھا
جیحون ابھی بارگاہ سے برآمد نہین ہوا ٹہلتا ہوا دربارگاہ جیحون پر آیا پوچھا سرکار کیا کر رہے
ہین خادمون نے کہا حمامخانے مین تشریف رکھتے ہین ضرغام نے کہا ہمین کچھ عرض
کرنا ہی یہ کہکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا جیحون بیٹھا لباس پہن رہا ہی ضرغام کو یہ خبر نہ تھی
کہ اِسکے جسم ست اسباب سحر پیدا ہوتے ہین قریب جاکر کہا ای شہنشاہ ملکہ حیرت جادو
نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ تمنے چار عیارون کو گرفتار کرلیا اب انجمن کا ایک کالیا باقی ہی جسکا
صاحب بغدہ گران لقب مشہور ملک عرب و عجم ہی ذرا اُس سے اپنے کو بچائیے گا جیحون نے
کہا میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ مین سبطرح ہوشیار رہون پھر
ضرغام نے کہا وہ کسیکی شکل بنکر آئیگا آتے ہی بغدہ ماریگا اُسکا بغدہ کبھی خالی نہین

جاتا یہ سنتے ہی جیحون نے کہا ای برادر اُسکی کیا مجال ہی کیا حقیقت ہی کہ میرے پاس آئے مگر آپ نے مجھے آگاہ کیا نہایت عنایت ہوئی مین ہوشیار ہون ضرغام گھبرایا ہوا ہی کہ ایسا نہو سحر کربیٹھے مگر کہا دیکھیے وہ گوشے مین سے جھانک رہا ہی جیسے ہی جیحون پلٹا ضرغام نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حلقے کمند کے پڑتے ہی بالونسے قطرۂ آب گرا کمند جلگئی ضرغام لڑکھڑا کر گرا ایک قطرہ پانی کا منھ پر پڑا رنگ روغن عیاری کا اُڑگیا جیحون نے کہا ارے تو کون ہی ضرغام نے جوابدیا ابے مسخرے منم ضرغام شیر دل تیرے مارنے کو آیا تھا جب ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہوگئے تو اب ہمین رہائی کی کیا خوشی بدنام تو نہ ہونگے پہلو مین جاکر اُنکے ہم بھی قید ہوگئے جیحون نے کمر مین پنجہ دیا باہر لیکر نکلا ساحرون نے کہا حضور یہ کون ہی کہا یار دگیا کھون عیار ونکا تار بندھ گیا مگر یار و تمنے کیون اندر آنے دیا جادوگرون نے کہا ایسا فقرہ اسنے کیا کہ ہم لوگون نے کہا اندر جاؤ ہم یہ نہ جانتے تھے کہ عیار مکار ہی جیحون نے کہا ایک صاحب اور باقی ہین بہت سے جادوگر وہان کھڑے ہین پہلو مین ایک زنگی بھی کھڑا ہی اُسنے پوچھا حضور کو کیونکر معلوم ہوجاتا ہی کہا مین نے اپنے بالون پر سحر کر رکھا ہی بالون سے قطرہ پانی کا ٹپکا کمند جلگئی اور مین دریافت بھی کرسکتا ہون ابھی بتلا دون کہ وہ کالیا کہان ہی یہ کہکے جیب سے کاغذ نکالا کاغذ دیکھتے ہی کہا ارے یہ مہتر قران ہی پکڑلو ساحل جادو اسکا بھتیجا برابر کھڑا تھا اُسنے چاہا مہتر قران کو پکڑلون قران نے ایک لبغدہ ساحل کو مارا کہ اُسکا سر پھٹا اندھیرے مین مہتر قران نے لبغدہ جیحون کو بھی مارا جیحون کی کمر پر لبغدہ پڑا جیحون منھ کے بھل زمین پر گرا مہتر قران سمجھے مین نے اسکو مار الغدے کو گردش دیتے ہوے بھاگے جسپر لبغدہ پڑا اُسکا سر پھٹا لشکر سارا اسکا تیار کھڑا ہی جادوگر دوڑے کہ مہتر قران کو گرفتار کرلین مہتر قران نے حقۂ آتشباز ہی نکالکر کھینچ مارا فوراً آگ کے کئی شعلے بھڑکے کئی سی جادوگر جلے مہتر قران لڑ بھڑ کر نکلگئے جادوگرون مین ہلڑ ہوا جیحون کی ناک سے خون جاری ماتھے سے خون ٹپک رہا ہی جادوگرون نے اُٹھایا جھلاتا ہوا اُٹھا سر سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوے جادوگرون نے ماتھے پر پٹی باندھی کرگدن مست پر سوار ہوکے چلا سب لشکر اسکی پشت پر صحرا مین دریا جوش مار رہا ہی جب یہ

گینڈے پر سوار ہو کے چلا دریا کا جوش و خروش بڑھ گیا موجہاے دریا مثل شمشیر آبدار چمک دکھا رہے ہین گرداب خنجر برّان مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوتی ہین جیحون ساتھ والون سے کہتا ہی یار و مجھے سامری و جمشید نے بچایا کمر پر لغدہ پڑا اگر سر پر پڑتا سر پھٹ جاتا سامری و جمشید نے بچا لیا لیکن دیکھو تو ان مسلمانون سے کسطرح پیش آتا ہون اب تو مین سنے یہ بھی سحر کر لیا کہ یہ عیار رستم خصال سہراب جلال جب لشکر مین قدم رکھے مابدولت کو احوال معلوم ہو جائے ایسے کا قریب آنا بہتر نہین اگر کبھی لغدہ سر پر پڑ جائے فولاد ہو تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو مہتر قران پلٹ کر رنجیدہ کبیدہ خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئے ملکہ مہرخ بارگاہ سے برآمد ہوئی ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار ایک جانب باغبان نامدار در رعد و برق لامع ایک جانب ملکہ گلگونہ رنگین پوش کئی ہزار کنیزین پشت پر ملکہ مہرخ سے عرض کرتی ہوئی چلی آتی ہین کہ حضور یہ بڑا ساحر زبردست ہی حقیقت مین اس سے مقابلہ مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ مہتر قران آکر پہونچے ملکہ مہرخ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے بڑا فضل کیا ای قران اب جانیکا ارادہ نکرنا اُسنے یہ بھی تدبیر کر لی ہوگی کہ جب لشکر مین جاؤ گے وہ پہچان لیگا قران کنارے ہوے اتنا تو کہا کہ حضور یہ ہو سکتا ہی کہ اُسنا د قید ہون اور مین نہ جاؤن ملکہ مہرخ لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آئین دیکھا جیحون دریا پار صفین جما رہا ہی لشکر ملکہ مہرخ کا بھی آکر جما نقیبون نے نقابت کی کڑکا کڑکیت کہکر ہٹے جیحون نے اپنا گینڈا بڑھایا ماتھے پر پٹی بندھی ہوئی سامنے تخت ملکہ حیرت کے آیا حیرت نے پوچھا ای جیحون خیر تو ہی کہا حضور قران نے مجھکو گرایا حیرت نے کہا بڑے صاحب نصیب تھے کہ جو قران کے ہاتھ سے بچے جیحون نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بھائی میرا ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوا بھتیجے کو قران نے مار ا میرے کلیجے پر اُسکا داغ ہی اب امیدوار ہون کہ میدان کی اجازت ملے تماشاے جنگ ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا جیحون جوشان و خروشان میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ نافرمان نے آکر ملکہ مہرخ سے عرض کی کنیز کو اجازت میدان کارزار

ملے مین جاکر اِس بھیا کو جواب وون ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان یہ بڑا ساحر زبردست ہی دیکھلو کہ رنگ روے بہار کا متغیر ہی باغبان کو انتشار ہی رعد و برق تڑپ رہے ہین تیتے ارادہ مقابلے کا کیا کیونکر بن پڑیگا وہ ملعون کامل و اکمل ہی نافرمان نے عرض کی عنایت خدا شامل حال چاہیے آپ حکم تو دیجیے دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہی نافرمان نے بمشکل ملکہ مہرخ سے اجازت لی سامنے جیحون کے پہونچین جیحون نے ایک کوڑا اپنے کرگدن پر مارا کرگدن نے ایک چیخ ماری اُس صدا سے ملکہ نافرمان بیہوش ہوکے گرین جیحون نے چاہا بڑھکر قبضہ کرون نافرمان کو اُٹھا لون کنیزان نافرمان دوڑ پڑین کچھ نے اپنی جانین دین مگر کنیزین نافرمان کو اُٹھا لیگئین جیحون نے جھلا کر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بہار نے قصد کیا تھا کہ ملکہ گلگونۂ رنگین پوش نے طاؤس اپنا بڑھا دیا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے جیحون کے پہونچین جیحون نے وہی حرکت کی کہ کوڑا سر پر کرگدن کے مارا کرگدن نے ایک چیخ ماری ملکہ گلگونۂ رنگین پوش سکرائین دندان صاف شفاف سے ایک برق چمکی کہ کرگدن کا سر اُڑ گیا گینڈا مرکر گرا جیحون تو کود کر الگ ہوا اپنے بالونکو جنبش دی ملکہ رنگین پر پانی برسنے لگا ملکہ رنگین نے عارض انور پر ہاتھ رکھا ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا جسقدر پانی سحر سے جیحون کے برسا اُس ٹکڑے ابر نے سب پانی اپنے اوپر لیا جیحون نے کئی سحر کیے ملکہ رنگین نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے یکایک قہقہہ مار کر ہنسین کچھ زیور اپنا طرف آسمان کے پھینکا ایک سناٹا ہوا جیحون نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک عقاب لاجواب شاخ نخل پر آکے بیٹھا جیحون سے آنکھ ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگا مثل الشسان کے آواز بھی دی میان جیحون صاحب اِن اشعار عاشقانہ کو بگوش ہوش سماعت فرمائیے

نظم

جیب مین چاک در یار نظر آتا ہی ۔ سینے مین روزن دیوار نظر آتا ہی
دشت غربت مین نگہ اپنی جدھر جاتی ہی ۔ وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہی
یہ بھی اُس ماہ کی کیا میری طرح عاشق ہین ۔ جو ستارہ ہی سو بیدار نظر آتا ہی
چاند سا چہرۂ تابان ہی گہ اُسپر بھی ۔ زلف مین رنگ شب تار نظر آتا ہی

کاوش خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی
داغ سودا گل بیخار نظر آتا ہی

کمر یار سنان ہی تو اچنبھا کیا ہی
کب ہمارا بدن زار نظر آتا ہی

خود فراموشی نہین یار کو یوسف کیطرح
ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہی

چلنے سے عمر رواں اپنی ٹھہر جاتی ہی
جب ترا جلوۂ رفتار نظر آتا ہی

بخل سے زر کو سمجھتا ہی وہ اجزاے بدن
گل کے مانند جو زردار نظر آتا ہی

شب فرقت مین سیہ خانہ ہی تاریک ایسا
شمع دیکھون تو سیہ مار نظر آتا ہی

ایسی فرقت مین ہی گردش کو مرے رتبے سے
دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہی

بھاگ جاتا ہی وہین پیک اجل بالین سے
جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہی

جانتا ہون انھین آنکھون کو یہ دیکھ آیا ہی
مست جب دم کوئی مینخوار نظر آتا ہی

گرچہ ہون ہند مین لیکن مجھے ناسخ ہر دم
روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہی

ان اشعار کی آواز جو کان مین جیجون کے پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ملکہ گلگونہ نے اس عقاب سے کچھ اشارہ کیا وہ عقاب تڑپ کر سر پر جیجون کے آیا پر و لے سر پیٹا ہر پر سے ایک ایک چنگاری آگ کی نکلی عقاب لاجواب جلنے لگا دو خانے جو سر پر جیجون کے گری آہ کا نعرہ کیا گریبان چاک کرنے لگا خاک زمین سے اٹھا کر منھ پر ملنے لگا اس حال زار سے سامنے ملکہ گلگونہ کے آیا کہا اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری اے گل خندان چمن برتری امیدوار ہون کچھ خدمت غلام کے سپرد ہو ہمیشہ در دولت پر حاضر رہون پلکون سے جاروب کشی کرون کلام کا امیدوار ہون کچھ تو زبان سے فرمائیے اب غلام کو نہ ترسائیے ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیکھو زمین پر کیا پڑا ہی خاک اٹھا کر منھ پر ملنے لگا کہا اب تو غلام بہت مضطر و بیقرار ہی کلام فیض انجام کا بہت عرصے سے امیدوار ہی کیا کہون جو کیفیت ہی

نظم

خود فروشی کے لیے آپ جو بازار چلے
نقد جان لیکے ہزارون ہی خریدار چلے

کرکے چشمک جو خیابان سے خریدار چلے
ساتھ ہی بنفشۂ خستہ نرگس بیمار چلے

ہم ہوے قتل جو تم ناز سے اے یار چلے
ہو قیامت اگر اس چال سے تلوار چلے

میری تصویر اگر پیر مغان چپکا دے — ساتھ پھر مست کے میخانے کو دیوار چلے
نہین چلتا مرے کہنے پہ مرا سروِ روان — ایک وہ تھے جو کیا حکم تو اشجار چلے
تنگیِ عالم امکان کی یہ قاطع ہی دلیل — آئے دو چار جو ہمین وہین دو چار چلے
ہر قدم پر ہی سبھے مجھے یون رہ دین مین لغزش — لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے
پیر صاحب نہ خفا ہو تو ابھی ہاتھون ہاتھ — تا سر پیر مغان آپکی دستار چلے
سر زاہد مین نہایت ہی ہوائے رفعت — کیا عجب سوئے فلک اڑ کے جو دستار چلے
ہون وہ دیوانہ کہ حدّادِ دعا مانگتے ہین — جلد اب فصل بہار آئے کہین کار چلے
خواب مین ہم جو وطن کو چلے یہ شور سنا — آج ناسخ کی طلب کو شتر اسوار چلے

رو رو کر دیر تک ایسے اشعار پڑھے ملکہ نے کچھ جواب ندیا اشارہ کیا تلوار کھینچو جیحون نے تلوار انتقام نیام سے کھینچی حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا سر اپنا پیٹنے لگی کہا کہ لو صاحبو اس نازنین نے غضب کیا جیحون اپنا سر کاٹا چاہتا ہی وزیرزادیون نے عرض کی جاکر ہاتھ پکڑ لین حیرت نے کہا جو اسوقت اُسکے قریب جائیگا وہ مارا جائیگا دیکھین کیا تقدیر دکھائے لیکن صاحبو یہ وہ ساحر ہی جسپر شہنشاہ کو ناز تھا کہ جسدن جیحون کو ہر سر مسلمانان روانہ کرونگا قیامت ہوگی آسکا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جان دینے پر آمادہ ہی یہ کہکر حیرت نے کچھ اسمائے سحر پڑھے اور پکار کر کہا ارے دریا سحر جیحون کا تیار ہی پھر یہ کیون مجبور و ناچار ہی بجلی کان سے نکالکر دریا مین جیحون کے پھینک دی بجلی جو حیرت کی دریا مین جاکر گری پانی مین تلاطم ہوا چادرِ آب سے مچھلیون نے منھ چھپایا ایک نہنگ قعر دریا سے نکلا موج شمشیر سے اپنا سر کاٹا اُسی دریائے قہار سے ایک ترنگن گھبرائی ہوئی نکلی خون نہنگ اپنے منھ پر ملا اُڑتی ہوئی چلی مگر پکارتی تھی یا سامری وجمشید وقت مدد ہی میرے افسر کو بچائیے اس وقت بدین شعبدہ بازی دکھائیے اُڑتی ہوئی سر پر جیحون کے پہونچی آواز دی ای شہنشاہ ایسے مبہوت ہوے یہ کہکر زمین پر اُتری تیغہ کھنچا ہوا جیحون کے ہاتھ مین تھا وہی تیغہ سر پر ترنگن کے مارا ترنگن نے سر آگے کردیا سر جو سراسر ترنگن کا کٹا خون کا فوارہ پیدا ہوا جیحون خون مین نہا گیا جسوقت

وہ خون جسم پر پڑا جیحون کو ہوش آیا ملازمان حیرت کو جو اپنے اوپر سنتے دیکھا زنگن
اڑ کھڑا کر زمین پر گری تھی جیحون نے بیٹھ کر اسکا سینہ چاک کیا اور جگر نکالا آواز دی او
گلگونہ لے جیسے ہی جگر پر نگاہ گلگونہ کی پڑی رنگت متغیر ہوئی جب جیحون نے وہ جگر
گلگونہ پر پھینک مارا ہاتھ پیر آگے پڑا گلگونہ نے تین چرخ کھائے معلوم ہوتا تھا کہ
بدن میں آگ لگ گئی چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی دوسری صورت یہان پر یہ مذکور ہی کہ وہان
افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھی جیحون کو دیکھا
گلا کاٹا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے سرفروش کس گوشے مین بیٹھی ہو میرے سامنے
نہین آتی زنگن سیہ فام سامنے آئی کہا ای سرفروش جلد جا کر جیحون کی خبر لے سحر مین
گلگونہ کے مبتلا ہی گلا اپنا کاٹا چاہتا ہی تو اپنے کو اسپر نثار کر سامری و جمشید نے تجھکو
اسیدن کے واسطے پرورش کیا تھا اگر چشم زدن مین اپنے کو پہونچانا بہت جلد جانا یہ
سنکر وہ زنگن روانہ ہوئی لطف مذکور ہو چکا اسیطرح قتل ہوئی جیحون نے جگر زنگن کا
لیکر گلگونہ پر پھینک مارا گلگونہ چرخ کھا کر گری بیہوش ہوئی باغبان نے پکار کر کہا کہ
یارو گلگونہ کو بچاؤ سحر افراسیاب کا ہی جیحون کو کیا لیاقت تھی کہ گلگونہ کا یہ حال
کرتا جیسے ہی جیحون نے یہ قصد کیا کہا گلگونہ کو اٹھا لون باغبان نے جھپٹ کر گیند ملا
جیحون نے اس گیند کو ہاتھ مین [illegible] گیند [illegible] باغبان پر پھینک [illegible]
گیند جا کر [illegible] باغبان [illegible] خون کر [illegible] باغبان آیا [illegible] گلگونہ [illegible]
جا پڑی تمام ملازمان جیحون بھی آپڑے مگر اب جیحون کا حال [illegible] زنگن [illegible]
ہوا جسپر جا پڑا اسکو بیہوش کر دیا باغبان نے بیہوش ہونے کے بعد بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
الگ الگ [illegible] ہین مقابلے پر جیحون کے نہین جاتین جب گلدستہ مارا سو دو سو کو دیوانہ کیا
ہزارون نے اپنے گلے کاٹے حیرت بھی جیحون کی شریک ہوئی مہار کا سحر مٹا بالکل ٹھہر کر
جیحون نے باغبان و گلگونہ کو اٹھا لیا دونون کی زبان مین سوزن دی اپنے ملازمون
کے سپرد کیا اٹھا ہوا [illegible] ترتیب تخت حیرت آیا کہا حضور نے غلام کا سحر دیکھا حیرت
نے سنکر کہا [illegible] اعتبار کیا کہ جیحون کھڑا حیرت سے باتین کر رہا ہی سحر جانبین سے

ہو رہے ہین کہ صرصر شمشیر زن بھی آگئی طریقے سے پہچانا کہ پشت پر جیجون کی مہتر قران
کھڑے ہین تعریفین جیجون کی کر رہے ہین صرصر کے منھ سے نکلا ای جیجون اپنی جان بچاؤ
کالیا کھڑا ہی قران نے بہ نگاہ قہر صرصر کو دیکھا صرصر تو بھاگی جیجون نے چاہا مہتر قران
کو پکڑلون سحاب سرخ پوش رسالدار لشکر جیجون کا برابر کھڑا تھا مہتر قران نے اسکو
لُغدہ مارا اندھیرے مین بھاگے حیرت کے تخت پر بھی ایک لات ماری حیرت تخت
سے گری جیجون نے ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا ای ملکۂ عالم کالیا بڑے غضب کا ہی اگر صرصر
نہ کہتی میرا ہیر مجھسے کہدیتا مین نے سحر کر رکھا تھا کہ جب عیار لشکر مین آئے مجھکو خبر ہوجائے
اسوقت مین حضور سے باتین کر رہا تھا اسوجہ سے غافل ہوا حیرت نے کہا ای جیجون
شکر کرو سامری و جمشید کا کہ ہمارے شہنشاہ کو خبر ہوگئی یہ سحر انکا تھا ورنہ گلگونہ کے
سحر سے نہ بچتے جیجون کہتا ہے شہنشاہ کی پرورش ہی اگر وہ پرورش نہ فرمائینگے تو کون پرورش
کریگا آج حقیقت مین ہم گلگونہ نے قیامت برپا کی سامری و جمشید نے بچایا حیرت
نے کہا سرفروش تمیز نثار ہوو سامری نے اپنے زمانہ خدائی مین سرفروش کو بنایا تھا افراسیاب
پر نثار ہونے کا حکم دے رکھا تھا افراسیاب نے اپنے پاس سے اسکو تمیز نثار کیا حیرت
کے کولے مین بڑی چوٹ آئی تھی تخت پر سے گری تھی کہا ای جیجون اب جنگ موقوف
کرو یہ دونون بڑے شخص تھے گرفتار کیے یہ بھی سحر افراسیاب تھا کہ باغبان بیہوش ہوگیا
جیجون نے طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ پلٹین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے فرماتی
ہین کہ آج باغبان ایسا شخص گرفتار ہوا ہرکارون سے کہا خبر تو لو کہ گلگونہ و باغبان
کو کہان قید کرتا ہی اسی قید خانے پر بلوہ کرکے جائین اسی قید خانے پر بلوہ کرکے لڑین
انکو چھڑالائین یا خود بھی گرفتار ہون چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے براے خبر پہنچے
جیجون ہمراہ تخت حیرت کے چلا تھا جب قریب دریا پہونچا ملکہ گلگونہ کی کمر مین [illegible]
دریا مین اٹھا کے پھینک دیا ایک مچھلی پیدا ہوئی گلگونہ کو نگل گئی باغبان کو بھی پھینک دیا
ایک مچھلی بصد جوش و خروش نکلی باغبان کو بھی نگل گئی ہرکارے خاک اڑاتے ہوئے
پلٹے ملکہ مہرخ پاس گرد دربار مین آئے ہین گلگونہ و باغبان ہی کا ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے

آکر حال کہا ملکہ بہار نے فرمایا غضب ہوا یا غبان ایسا شخص صاحب جرأت وہمت حاکم اقلیم
شجاعت اسپر یہ آفت ای ملکہ عالم ہم نوجانتے ہین جا کے دریا پر لڑینگے یا تو اُن سبکو چھڑا لیا
یا جان دی ہرچند سبنے روکا مگر بہار نے نہ مانا اُسیوقت اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا
طاؤس پر سوار ہوئین چند کنیزون کو ساتھ لیا طرف دریا کے چلین ملکہ مہرخ وغیرہ تماشا
دیکھنے کو نکلین ملکہ بہار ٹہلتی ہوئی کنارے دریا کے پہونچین ہلڑ ہوا کہ بہار دریا مٹانے
گئی ہین جیحون اپنی بارگاہ سے نکل آیا ایک طرف سے حیرت بھی آئین سب دیکھ رہے
ہین کہ بہار کنارے دریا کے پہونچین کچھ بال توڑ کے دریا مین پھینکے ہزارہا ماران
سیاہ دریا مین لہرانے لگے جو مچھلی نکلی مار سیاہ نے اُسپر دُم ماردی کسیکو کاٹ کھایا
مچھلیان جل جلکر خاک ہونے لگین حیرت نے کہا ای جیحون دیکھتے ہو بہار دریا مٹا
رہی ہی جیحون نے ایک گولہ زمین پر مارا دیکھا یا تو دریا سے مچھلیان نکل رہی تھین یا بچھو
پیدا ہوے ماران سیاہ پر ایسے ڈنک مارے کہ ماران سیاہ جلنے لگے جتنے ماران
سیاہ سحر سے ملکہ بہار کے پیدا ہوے تھے سب جلکر غائب ہوے بہار نے پکار کر
آواز دی اد جیحون ملعون دیکھ یون دریا کو مٹاتے ہین دیکھا سبنے کہ ملکہ بہار نے
دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصے مین سبنے دیکھا کہ
کنارے کنارے دریا کے چند غار پیدا ہوے دریا غارون مین جاکر غائب ہونے
لگا جیحون کے سامنے ایک نخل کلان تھا اُسنے ٹکر ماری اس زور سے ٹکر پڑی کہ نخل
تھرا گیا کچھ پتے گرے دوسری ٹکر جیحون نے لگائی نخل گرا دہنہ نقب پیدا ہوا جیحون
نے اپنے کو اُس نقب مین گرادیا جیسے ہی یہ نقب مین گرا کنارے دریا کے جو غار پیدا
ہوے تھے سب غار بند ہوگئے کنیزان بہار جو کنارے دریا کے کھڑی تھین سحر بھی
دریا پر کر رہی تھین زمین سے جوانان زنگی پیدا ہوے ہر ایک کی کمر مین پنجہ دیا دریا مین
بیخوف پھاند پڑے ایک ماہی کلان دریا سے نکلی کنیزونکو نگل گئی زنگی غوطہ مار کر غائب ہوے
سب کنیزین دریا مین اس طرح غائب ہوگئین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کنارے دریا
کے زمین کانپی دُھوئین نکلے کچھ شعلے آگ کے بھی نکلے دیکھا سبنے کہ اوّل جیحون دریا کا

نکلا البعد کو سب نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار شمشیر برہنہ بدست بادۂ سحر سے مست پھولون مین لدی ہوئی جیجون دریا بار نے چاہا لپٹ جاؤن ملکہ بہار نے گھبرا پھولونکا مارا جیجون دریا مین پھولونکے بہا گیا آسمان سے بھی پھول برس رہے ہین لیکن جیجون کو معلوم ہوتا ہی کہ چنگاریان میرے بدن پر گر رہی ہین بہار نے ایک دستک دی ہوا سے سرد چلی یا تو پھول چنگاریان معلوم ہوتے تھے یا ٹھنڈک ہوئی بیقرار ہوکر پکار اُٹھا ای بہار سماعت کر نظم

طالع مین نہین طرب فری بھی
آسان نہین ذرہ پروری بھی
بیدادگری و سرنگونی
اب محو ہوئی ستمگری بھی
تو چھوڑ دے تو بھی مین نہ چھوڑون
دامان ناز سے ہی قبا دری بھی
ہم آج تلک نہ جانتے تھے
گوئی کہ دلم ربود از من

منحوس ہی زہرہ مشتری بھی
بے وجہ نہین ہی مجھسے چھپنا
کیا فتنہ ہی چرخ چنبری بھی
کیا مشک بھرا ہی زخم دل مین
صیاد ہی دام بے پری بھی
دن رات اگر یہی ہی رونا
ہی ایک ستم یہ دلبری بھی

ای مہر لقا ہی جلوہ لازم
عاشق تری حور ہی پری بھی
یہ آئینے کی ہی مہربانی
غش ہوگئی زلف عنبری بھی
یان کیون نہ کفن ہو پارہ پارہ
بہ جائیگا آب عنصری بھی
آنشوخ چنان ربود از من

بہار نے اور پھول بہت سے پھینکے حیرت نے کہا بڑا غضب ہوا بہار نے جیجون کو رگ گل مین پھنسایا اُسکے ہوش و حواس مین فرق آیا حیرت نے سونے کا پاندان کھولا ایک طائر جواہر کا نکالا اُٹھا کے پھینکا وہ طائر اُڑتا ہوا اچلا سر پر جیجون کے پہونچا ایک چیخ ماری اور آواز دی ای جیجون عقلمند ذی ہوش مین آؤ اسقدر نہ بدحواس ہو نظم

دیکھا نہ گئی یہ دل کے ہمراہ
آسودگی شکستہ پائی
ای آہ ذرا بنا دے سیدھا
پھر شکل اگر نظر نہ آئی
ہون خاک در اُسکا جب خلا کے
بیفائدہ زور آزمائی

در دطلب و غم جدائی
ظاہر ہوئی جان کی بیوفائی
پروانہ فدائے گل ہی شاید
ہی چرخ کہن مین کج ادائی
تو رشک پری تری بلا دے
گردن مرے سامنے جھکائی
امید نہین رہی کہ دل کی

دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
دی چرخ نے کسطرح سے ہمکو
دیکھا ترا اینچہ احسنائی
ای پردہ نشین وہی ہی سودا
آسیب زدونکو بھی دکھائی
ای یاس وصال سنگدل ہی
ایسے سے ہو کسطرح رسائی

آن شوخ چنان ربود از من — گویا کہ علم نبود از من — اُس طائر نے اسطرح سے

یہ اشعار پڑھے اور چیخ ماری پھر جلکر خاک ہو گیا کچھ خاک سر پر جیحون کے گری جیحون کو ہوش آیا ایک چیخ ماری کہا بی بہار پڑا صدمہ دیا نیمچہ کمر سے کھینچا بہار پر جا پڑا آپس مین نیمچہ چلنے لگا حیرت نے دیکھا کہ بہار مصروف جنگ ہی اسطرح حلکے ہاتھ جیحون کو مار رہی ہی کہ ذرا جیحون کی پلک جھپکے تو بہار کا نیمچہ پڑے جیحون کے دو ٹکڑے ہون حیرت نے گلوری لگا کر کھائی پیک تھوکی ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا جست کر کے سر پر بہار کے پہونچا اپنے کو جلا کر خاک سر بہار پر گرائی جیسے ہی وہ خاک سر بہار پر گری بہار کو ایک جوش آیا نیمچہ ہاتھ سے پھینکدیا سر آگے جیحون کے بڑھایا جیحون نے نیمچہ مارا سر بہار کا زخمی ہوا بہار زخمی ہوتے ہی چرخ کھا کے زمین پر گرین بیہوش ہو گئین جیحون نے زبان مین سوزن دی بہار کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا کے دریا مین پھینک دیا ایک غریو بلند ہوا کئی کنیزین بھی بہار کی گرفتار ہوئین جیحون نے آکر حیرت کو سلام کیا عرض کی کہ غلام کے سحر کو حضور نے دیکھا شکیل بہار کے واسطے چیخین مار کر رویا یہان حیرت نے کہا ای جیحون اگر ہم شراکت نہ کرتے تو بہار نے تمھارا قلب اُلٹ دیا تھا دریا بھی وہ مٹا دیتی جیحون چاہتا ہی کہ داخل بارگاہ ہو کہ دریا کے غراٹے کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا شکیل دریا پر جا پڑا اسحر کر رہا ہی کئی نہنگ مارے مچھلیون کو جلا کر خاک کیا چاہتا ہی دریا مین کودپڑون تا بہ بہار اپنے کو پہونچاؤن مگر مچھلیان بڑھنے نہین دیتین کبھی نہنگ نکل آیا شکیل نے ہاتھ تلوار کا مارا نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے مچھلی تڑپ کے آپڑی مچھلیون سے کھڑا ہوا شکیل لڑ رہا ہی کئی سی مچھلیون کو مار لاشون کے ڈھیر لگا دیے مچھلیان سدِ راہ ہین جیحون جا پڑا للکارا او شکیل کیون بے ادبی کرتا ہی یہ دریا ساختہ ساحری ہی یہ تیرے مٹائے سے نہ مٹے گا لپک کے گولہ مارا گولہ سر پر آکے شکیل کے پھٹا شکیل نے ایک آہ کی چیخین مارنے لگا یا تو مچھلیونکو قتل کرتا تھا یا پکار اُٹھا

نظم

دلدار کے کھینچے پڑے ناز — لو چھوڑ مجھے چلا لیا دل
افسوس کہ میرے پاس تھا دل — ہی اُس سے زیادہ بیوفا دل
یہ دشمن جان تمھین مبارک

بیٹھے نہیں ہیں میرے کام کا دل
دبتا ہون دم ایسے فتنہ گر پر
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھوٹتے ہی کوئی گلے کو ہر دم
کس آفت جان سے لگا دل
آنشوخ چنان ربود از من

کیون دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای مونس و غمگسار ہر دم
گوئی کہ دلم ربود از من

مائل اُدھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کردیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہی کیسا دل
ای محرم راز کیا کہون مین
کیا پوچھے ہی کیونکہ لگیا دل

اشعار پڑھتے پڑھتے اب تو شکیل دیوانہ ہو گیا آخر دریا مین پھاند پڑا ایک مچھلی نکلی وہ شکیل کو نگل گئی پھر کئی سردار دوڑ پڑے ملکہ مہرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و آفات جادو و اسطرح کے ساحر سب دوڑ دوڑ کے آئے کنارے دریا کے آکر دیوانے ہوے دریا مین پھاند پڑے مچھلیان نگل گئین جب مہرخ نے دیکھا کہ جو سردار گیا غرق دریاے سحر ہوا ملکہ مہرخ نے سبکو روکا کہا صاحبو فلک نے ہمکو لوٹ لیا جسدن خواجہ قید ہوے اُسیدن ہم سمجھ گئے کہ فلک درپے آزار ہی اس دریا کا مٹنا بہت دشوار ہی بہار نے کیا نہین کیا سٹا ہی چکی تھی آخر حیرت نے مدد کی وہ سحر کیا کہ بہار ایسی ساحرہ مبہوت ہو کر بیہوش ہوئی ابھی تک بڑی خیر ہی کہ فقط چالیس سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے پانچون عیار روز اول ہی گرفتار ہوے لوگ واپس چلین کسی خیرخواہ نے کوئی بات اُٹھا نہین رکھی شکیل نے کیا کیا کیا اور سرخ موے کاکل کشا نے کیا اُٹھا رکھا ہلال نے چشمک زنی کی کیسی انگشت نما ہوئی اب انشاء اللہ اور کچھ تدبیر کیجائیگی سب سردار گریان و نالان پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھین دنگل نشینان بارگاہ کو نہ پایا شور گریہ و زاری بلند ہوا یہان تو لشکر مین ہنگامہ ہی سوار پیدل بھاگے جاتے ہین اکثر تاجرون نے دوکانین بند کردین مال لدرہا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب اہل اسلام پر زوال آیا یہان سے نکل کر چلو جیحون ایک کو زندہ نچھوڑیگا بہار و باغبان و گلگونہ گرفتار ہوے باقی سردار بھی مجبور و ناچار ہین یہ وہ سردار تھے کہ جو اکثر افراسیاب سے لڑے حیرت کو پشت نہین دکھائی دریا پر جا کر آبرو دی دیوانے ہو کر دریا مین گرے جو لڑنے گئے پھر وہ نہ پھرے ملکہ مہرخ نے خبر سنی کہا

لشکر کے لوگ بھاگے جاتے ہین گھبرا کر بیرون بارگاہ آئین نقیبون سے کہا سارے
لشکر مین پکار آو جس کسی کو جان اپنی عزیز ہو نکل جائے اگر بعنایت پروردگار ہماری
فتح ہوگی چلے آنا ورنہ اختیار باقی ہی حقیقت مین ہم بہت مجبور و ناچار ہین لشکر مین جو یہ خبر
گئی نامرد و بزدلے تو یہ کہکر بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اہل اسلام پر آفت ہی دیکھیے
تقدیر کیا دکھائے یہان تو یہ کیفیت ہی جیجون نے ملکہ حیرت سے کہا آج مسلمانون پر
بڑی جفا گذری آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے دریا پر بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہوا ابی مہرخ تو
ناچار ہو کر پلٹ گئین حضور کو مناسب یہ ہی آپ بادشاہ ہین وہ رعیت آنیر بدعت کہان
تلک کیجائیگی حکم دیدیا جاوے کہ جنے تین دن کی مہلت دی آپس مین صلاح کر کے چلے
آو خطا معاف کیجائیگی اگر اسکے خلاف کیا تو کوئی زندہ نہ بچیگا حیرت نے یہ حکم پکروادیا
ملکہ مہرخ نے بھی یہ سنا یہان جیجون حکم مشہور کرا کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا سپاہی چوبدار
خادم خدمتگار در دولت پر حاضر تھے ایک چوبدار قوی تن قوی مین ٹہل رہا ہی جیسے جیجون
کو آتے دیکھا جھک کر سلام کیا جیجون کے سحر نے خبر دی کہ یہ چوبدار مہتر قران ہین بے
اختیار منھ سے نکل گیا کہ ارے یہ مہتر قران ہی اسکو پکڑلو جادوگر چلے مہتر قران نے جسکو
عصا مارا کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کئی جادوگر مرگرگئے مہتر قران جست و خیز کر کے
نکل گئے جیجون بڑا خائف ہوا گرد بارگاہ کے آگ روشن کردی آپ تو بارگاہ مین جا کر
بیٹھا جادوگرون سے کہا اگر کوئی غیر آوے تو گرفتار کر لینا مین نے سب عیارونکو پکڑ لیا تھا
لیکن میرے ہاتھ سے نکل گئے تھے اب تو ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پیک خیال بھی
نہین جا سکتا یہان تو یہ حال ہی لیکن ملکہ برّان شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین
گرد باغ کے فوج ظفر موج کا جماؤ شام کو صحبت مین ناچ گانا رہا لیکن ملکہ برّان کو ایرج
نوجوان کا خیال بندھا رہا جب جا کے پلنگ پر سوئین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہوے
ایرج نوجوان کو دیکھا کہ سامنے سے آتے ہین جیسے ہی ملکہ برّان کی نگاہ پڑی بیقرار ہو کے
پکار اٹھین ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی مزاج کیسا ہی آج تو عرصے کے بعد
آپ کو دیکھا اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

آپ ہم پر اگر کرم کرتے
دیکھکر جام یاد جم کرتے
بیڑیان سخت تنگ ہوجاتین
تیغ فولاد تم علم کرتے
کوئی تو ہو جہان مین اپنا
آپ ہم سے جو ربط کم کرتے
حکم دیتے جو بادہ نوشی کا
جان صدقے عرب عجم کرتے
دل نہ ہوتا جو منقبض تو قبول

دل جگر کیون نہ کچھ ستم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے
پائون میرے اگر ورم کرتے
جب نگہ پھیرتے رقیبون سے
غم نہ ملتا اگر نہ غم کرتے
فرح مجھکو کیا چھٹا غم سے
ہم لبون سے دہن بہم کرتے
دل ہمارا سوا الجھ جاتا
شعر کچھ اور بھی رقم کرتے

میکدے مین گذر جو ہم کرتے
سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
جو سر سخت جان عیان ہوتے
تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
ربط غم سے کمال بڑھ جاتا
رحم کرتے تو وہ ستم کرتے
ای صنم ہند مین اگر آتے
اور گیسو جو پیچ و خم کرتے

یہ اشعار جو بُران نے پڑھے ایرج نے کہا صاحب کیا تم پوچھتی ہو ہمارے والد نامدار عیار بہ نانا جان کے گرفتار ہو گئے اگر ایک ہفتہ اور خبر نہ لوگی تو زندہ ملاقات نہ ہوگی جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہی کیا کہین کہ جو بیقراری ہی اسوجہ سے کئی دن سے سیر کو بھی نہین گئے بارگاہ مین جاکر بیٹھے مگر دل بیٹھا جاتا ہی کیا اپنی کیفیت کہین ہمارا اثر رہا کوس پر سکن وہ یہان گرفتار رنج و محن اگر اختیار ہوتا تو بڑے دادا جان خود تشریف لاتے خواجہ عمرو کو قید سے چھڑا لیتے کاشکے ہم زندہ نہوتے اس مقدمے کی خبر پائی تمسے اطلاع کرنے آئے تھے بُران نے کہا مین حاضر ہوئی یہ کہکے پھر دوڑین ایرج پیچھے ہٹے میر فرش کی ٹھوکر لگی ملکہ بُران گرین آنکھ کھل گئی یہ تو تھی کیفیت ہی کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو اسی مقام پر پایا چیخ مار کر روئین مجلس و شگوفہ دوڑ پڑین مجلس نے پوچھا مادر مہربان خیر تو ہی مزاج کیسا ہی بُران نے کہا بیٹا کیا بیان کرون لشکر مہرخ کی خبر تو منگواؤ ملکہ نے اور مجلس نے اسیوقت ایک کنیز موسوم بہ شعلہ رو کو واسطے دریافت خبر کے روانہ کیا شعلہ رو بھڑک کر چلی یہان ملکہ مہرخ دربار مین پریشان حیران بیٹھی ہین کہ سامنے شعلہ رو آکر پہونچی پوچھا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ مہرخ نے کہا ای شعلہ رو کیا پوچھتی ہو چالیس سردار پانچ عیار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوئے چھوٹن جادو نے عجب سحر کیا ہی کیا کیا سحر ہوئے لیکن دریای غالب آیا اب تین دن کی مہلت ملی ہی دیکھیے اسکے بعد کیا ہو افراسیاب نے

اسکو بڑے زور و شور سے بھیجا ہی دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے شعلہ رو یہ حال اور گذشتہ
حال دریافت کر کے بھاگی دروازے پر باغ نگارین کے آکر اُتری چہار جانب سر اُٹھا کے
دیکھنے لگی ملکہ مجلس دروازے پر ٹہل رہی ہین کہ شعلہ رو آکر پہونچی مجلس نے گھبرا کر
پوچھا کیون شعلہ رو خیر تو ہی تمھارا چہرہ بہت اُترا ہوا ہی کیا خبر دریافت کی شعلہ رو رونے
لگی کہا وہ حال پُر ملال دیکھا ہی کہ بیان اُسکا نہین کر سکتی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھکر رونا آتا ہی حضور کیا عرض
کرون بارگاہ مہرخ مین سناٹا ہی بہار و باغبان وغیرہ چالیس سردار و پانچ عیار بہ تو
دریاے جیحون مین غرق ہو گئے کوئی کہتا ہی جیحون نے قید کیا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو
مجلس نے ایک آہ کا نعرہ کیا اتنا تو کہا کہ ارے خواجہ بھی قید ہو گئے شعلہ رو نے کہا
خواجہ عمرو کو گرفتار ہوے ایک ہفتہ ہوا اور نہ ابتک وہ جیحون کو چھوڑتے کوئی نہ کوئی تدبیر
کرتے مجلس نے پلٹ کر دو چار کھلونے اور اسباب سحر لیکر جھولی مین ڈالا کہا مادر مہربان
سے ذکر نہ کرنا مین ابھی پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر حبت کی اُڑتی ہوئی مجلس چلی یہان اتفاق
سے حیرت نے جیحون سے کہا قیدیون کو نکالو بہار کا دربار سجھا جائے بڑا اسطلب مجھے
بہار سے ہی اور کسی سے کیا واسطہ جیحون بارگاہ حیرت سے نکلا ہی طرف دریا کے چلا ہی
اہالی لشکر کو اشتیاق ہی کہ دیکھین قیدی کیونکر نکلین جیحون وسط لشکر مین پہونچا ہی چاہتا ہی
کنارے پر جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا او جیحون کہان جاتا ہی مین آپہونچی خواجہ عمرو
کو کہان قید کیا جیحون نے فوراً گولہ مارا مجلس نے گولے کو دفع کیا ایک کھلونہ مٹی کا نکالا
پھینکتے ہی وہ کھلونہ پھٹا ٹکڑے اُسکے جو دریا مین گرے دریا مین کھولن زیادہ ہوئی ہزارون
مچھلیان نکلین چاہا مجلس پر جا پڑین مجلس تڑپ رہی ہی نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جس مچھلی کو
نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جیحون سر ہلا رہا ہی ایک دو تتھر زمین پر مارا ایک نہنگ خون آشام نے
سر نکالا چاہا مجلس پر جا پڑے دون مجلس نے وہی نیمچہ پھینکا نہنگ نے نیمچے کو منھ مین لیا جب
نیمچہ شکم مین نہنگ کے پہونچا تمام بدن مین نہنگ کے آگ لگ گئی جلنے لگا جلکر دریا مین
جو گرا مچھلیون نے نہنگ کو چیر پھاڑ کر کھا لیا جیحون نے سر پیٹا اپنے ہاتھ سے گولہ سحر کا
دریا پر مارا چنین مار رہا ہی کہ یار و غضب ہوتا ہی دریا میرا مٹا چاہتا ہی ای ملکۂ عالم میری مدد کیجیے

اُڑ کر سُنکے حیرت بھی بارگاہ سے نکل آئین مصوّر و صورت نگار و سرماد ابریق و زمرّد و یاقوت وغیرہ بڑے بڑے ساحر لشت پر ہین حیرت نے نکل کر دیکھا مجلس نے وہ سحر کیے ہین کہ دریا کی آبرو مٹا چاہتی ہی مچھلیان بحسرت طرف مجلس کے دیکھ رہی ہین حیرت نے نکلتے ہی کچھ ہونٹ ہلائے کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی سب نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام سامنے ملکۂ حیرت کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حیرت نے کہا مجلس کو لینا اس چھوکری نے بڑا غضب کیا ہی یہ سنتے ہی وہ ساحر تڑپ کر چلا کمر سے تلوار نکالی مجلس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکۂ مجلس نے سحر کیا ساحر رُکا پھر تلوارین مارنے لگا مجلس جب کچھ اشارہ کرتی ہی یا سحر کرتی ہی وہ ساحر رُک رُک جاتا ہی مگر پھر برس پڑتا ہی عرصے تک تلوارین لگائین مجلس روکتی جاتی ہی آخر پھپلا پڑا اشانے سے مجلس کے خون نکلا وہ خون اپنا چلو مین لیکر اُس ساحر پر پھینک مارا معلوم ہوا کہ تودۂ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا جیحون نے اُسکے بچانے مین بڑی کد و کاوش کی لیکن کچھ نہ ہوا خاک ہو کر پانی مین گرا صدہا مچھلیان جلین حیرت نے کہا ای جیحون تو نے دیکھا یہ چھوکری بڑے غضب کی ہی تّران کو اسپر ناز ہی بہمن و لوراسفشان نے اسکو تعلیم کیا ہی ای جیحون سمجھکر سحر کرنا مجلس نے اس جوان کو مار کر سر نیچے کیا پانون اُوپر شعلۂ جوّالہ بنکر جا جا دریا مین گرو جیحون نے اپنا خون لے کر دریا مین پھینکا دریا سے دُھوان نکلنے لگا مجلس نے پانی برسایا دُھوان نابود ہوا جیحون نے چند سنگریزے اور کچھ خاک اُٹھا کر دریا مین پھینکی دریا سے نعرہ ہوا او آنے والے یہان غیر کا گذر نہین یہ مقام عیش گاہ سامری پرستان ہی سب نے دیکھا ایک جوان بڑا قد دار سیاہ رو زرد چشم کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی یہی نشانی منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے دھڑ دھڑ کا مار کر نکلا جیسے شیر گونجتا ہی مجلس سوچی کہ بلائے سامری بھی ہی خدا اسکے شر سے بچائے پلک جھپکتے ہی اُسنے قریب آکر چاہا گردن پکڑلون ایک شعلۂ آتش آسمان سے گرا وہ شعلۂ آتش نہ تھا خنجر بارڈھ دار برہنہ تھا خنجر جو سر پر پڑا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مجلس نے آواز دی وہ مارا وہ ٹکڑے جو ہوے تھے وہ ٹکڑون کے دو جوان بنکر تیار ہوے دو طرف سے

حملہ کیا پھر برق شمشیر گری مجلس حیران ہی یہ تلوار و خنجر کسنے پھینکا کون مخفی مدد کر رہا ہی یہ تلوار جو دونون کی کمرگاہ پر پڑی چار ٹکڑے ہوے دریا تک نہ پہونچے تھے کہ کچھ مچھلیون سنے اپنا سایہ ڈالا دیکھا سب نے چار جوان ایک وضع کے آکر مجلس پر گرے چہار طرف سے تلوارین مارنے لگے مجلس کو مہلت نہین ملتی اگر تلوار یا خنجر آسمان سے گرا جسکے دو ٹکڑے ہوے دو جوان بنگئے اب تو مجلس نے کئی زخم کھائے آخر بیتاب ہو کر دریا مین گری جب قریب دریا کے پہونچی ایک ماہی کلان نے سر نکالا مجلس کو نگل گئی دریا مین تلاطم ہوا لشکر اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہو گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ مجلس نے کیا کار نمایان کیا لیکن پھول بڑا ساحر نہ سر زد ہی صبح کا وقت ہی یہان ملکہ بہار سو کر اٹھی ہین خیال ایرج نوجوان دل مین محبت اس شاہزادے کی آب و گل مین شگوفہ پاس بیٹھی ہی سمجھاتی جاتی ہی کہ واری اسقدر حضور بکدر نہ ہون دیکھیے رات بھر مین چہرہ اُتر گیا شب سے خاصہ بھی نہین نوش کیا ملکہ نے ایک آہ کی کہا ای شگوفہ ہم آفت رسیدہ ہجران دیدہ مبتلاے رنج و بلا آٹھ پہر اسی خیال مین رہتے ہین اس عشق کے ہاتھ سے کیا کیا جفائین سہتے ہین کیا کہون کہ کیا حال ہی نظم

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے — کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پُر داغ کو مدفون بیابان کرتے — کسی ویرانے مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی مین رہنا ہی نہایت دل تنگ — چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

بیوفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین — ای بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم — منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

موج زن رہتے نہ دریا جو مرے اشک نکلے — سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

مرغ دل سیکڑون لٹکے ہوے پاتا ہون مین — پیچش دام ہین وہ گیسو پیچان کرتے

دم فنا کرتے چمک اپنی دکھا کر آتش — کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ای شگوفہ سحر ساز ای ہمدم رفیق و شفیق شاہزادہ ایرج نوجوان کی پرورش آفتاب پرستون مین ہوئی سبب سے خواجہ عمرو کے ایرج نوجوان کا خروج ہوا خواجہ نے انکو صاحبقران بنایا اٹھارہ سو ملک باختر کے فتح ہوے خواجہ ہی کی وجہ سے ظاہر ہوا کہ یہ فرزند قاسم

عالیشان مین خواجہ نے پرورش کیا پس شاہزادے نے بیقرار ہوکر مجھسے فرمایا کہ ہمارے
قبلہ و کعبہ قید ہوگئے ای شگوفہ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہی کہ اگر خدانخواستہ خواجہ کے ساتھ
افراسیاب بہ بدی پیش آیا اور قتل کرڈالا اگر تمام دنیا کو قتل کرینگے پھر خواجہ سے نہ ملینگے
کسیکی کیا مجال ہی کہ افراسیاب سے لڑسکے عمرو ہی کا کلیجہ ہی کہ افراسیاب سے برابر کے
مقابلے پڑتے ہین کس کس زور و شور سے لڑتے ہین خدا اُنکو اس ظالم کے ہاتھ سے
بچائے شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ واری نہ گھبرائیے کیسے کیسے مقام پر قید ہوے خدا نے
اُنکو رہا کیا اب بھی رہا ہو جائینگے ملکہ فرماتی ہین ای شگوفہ جلد خبر منگاؤ شگوفہ نے
کہا شعلہ رو گئی ہوئی ہی خبر لاتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ شعلہ رو سامنے سے روتی ہوئی آئی ملکہ بُرّان
گھبرا کر کھڑی ہوگئین کہا ای شعلہ رو جلد بیان کر کیا معرکہ گذرا شعلہ رو نے کہا واری چالیس
سردار پانچون عیار گرفتار ہوگئے اور بی مجلس بھی گئین لونڈی در باغ پر جب آئی پہلے بی
مجلس نے حال پوچھا مین نے بیان کیا وہ روانہ ہوگئین بُرّان نے کہا ارے غضب
ہوا مجلس جاتے ہی اُوٹ پڑیگی شگوفہ ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھو کہ حضور جواب دین کہ
مجلس پر کیا گذری شگوفہ نے چند فقرے لکھکر شعلہ رو کو دیے کہ قصر جمشیدی مین جا
قبلہ و کعبہ کو یہ نامہ دینا جواب لیکر جلدی آ شعلہ رو ادھر گئی ملکہ بُرّان اسباب سحر جسم پر
آراستہ کر رہی ہین کوٹے بھی کھل گئے تحفہ جات بھی نکالے وہ بھی اپنے پاس رکھے شگوفہ
کانپ رہی ہی وہان کوکب قصر جمشیدی مین بیٹھے ہین برہمن اُنکو خبر دے چکا ہی کہ جیحون نے
لشکر اسلام پر قیامت برپا کردی بلکہ سامنے مجلس کے وہ خنجر و تلوار جو گرا تھا وہ تاثیر سحر برہمن
تھی کوکب یہی ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے دریاے سحر جیحون کا کیا انجام ہو ہمکو بھی جانا پڑیگا کہ
شعلہ رو کنیز آکر پہونچی عرضی ہاتھ مین کوکب کے دی کوکب نے عرضی پڑھکر کہا مجلس نے
بڑی نادانی کی آخر جاکر آفت مین پھنسی شعلہ رو نے عرض کی ملکہ بُرّان کا ارادہ ہی کہ لشکر
کشی کرکے جائین دریاے سحر جیحون کو مٹائین کوکب نے کہا انھین اختیار ہی کہنا بیٹا
ہم بھی وقت پر پہونچین گے مجلس کے مقدمے مین یہ جواب دینا کہ مجلس بھی مبتلاے
بلا ہوگئی سردار بھی مصیبت مین مبتلا ہین لیکن کہنا کہ بی بی یہ دریاے جیحون بھی دریاے

خون روان سے کمتر نہین ہی سمجھ کر جانا ہم بھی اپنے کو وقت پر پہونچا ئینگے برہمن کو بھی خبر ہی
یقین ہی کہ برہمن بھی اپنے کو پہونچائے برہمن آٹھ پہر ہماری خیر خواہی مین معروف رہتا ہی
اُسکو سب باتونکی خبر ہی شعلہ رو جواب لیکر چلی شعلہ رو اُسوقت جواب لیکر پہونچی کہ ملکہ بران
تخت پر سوار ہو چکی ہین بلور چہار دست سپہ سالار لشکر کا انتظام کر رہا ہی کہ شعلہ رو آکر
پہونچی بران نے بہ اشتیاق تمام حال مجلس کا پوچھا شعلہ رو نے کہا زبانی شہنشاہ کی
معلوم ہوا کہ ملکہ مجلس بھی جا کر قید ہو گئین ملکہ بران نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی
تباہ کی لشکر کو اشارہ کیا بلور چہار دست آگے بڑھا شگوفہ سحر ساز انتظام کرتی ہوئی
اس جاہ و حشم سے لشکر طرف لشتۂ رنگین حصار کے چلا یہان جیحون جادو نے تین دنکی
اہل اسلام کو مہلت دی تھی وہ تین دن گذرے جیحون دریا بار جبرت مین آیا عرض کی حضور
نے دیکھا مسلمان سرکشی سے باز نہین آتے مین نے تین دنکی مہلت دی تھی مین سمجھا تھا کہ
یہ لوگ آپس مین صلاح کر کے حاضر خدمت حضور ہونگے اور سرکار کی اطاعت کرینگے
مگر یہ مسلمان بہت مغرور ہین عقل و فراست سے دور ہین اب غلام جا کر طبل جنگی بجواتا
ہی صبح کو ان سب سے سمجھونگا انکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ لوگ زندہ رہینگے پھر فساد برپا
کرینگے حیرت رونے لگی کہا ای جیحون مجھکو بہار کا بڑا غم ہی دس بیس دن مین یا کبھی شہنشاہ
حیات اگر تشریف لائینگے اور وہ مجھسے پوچھینگے کہ بہار کو کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی اُنکا
سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ گھر مین فساد نہ برپا ہو والد نامدار فرمائینگے قاتل
بہار کو بلاؤ تو اُسوقت مین کیا جواب دونگی ای جیحون اگر ہو سکے تو بہار کو بچا لو اپنے ملک
مین لیجا کر قید کرو جسوقت والد نامدار پوچھینگے مین اُنکو پیش کرونگی جیحون نے کہا مین بہار
و مخمور کو گرفتار کر کے اپنے ملک مین لیجاؤنگا شہنشاہ نے بھی یہی ارشاد کیا تھا کہ بہار
و مخمور کو بچا لینا شہنشاہ مخمور پر جان دیتے ہین حیرت نے زانو جیحون کا دبایا اشارے
سے کہا جہانتک ہو سکے مخمور کو قتل کر ڈالو ورنہ مجھکو یقین کامل ہی کہ مخمور میری ایکدن سوت
بنیگی جیحون نے کہا مین سمجھ لونگا کل کے بعد اگر کوئی مسلمان براے علاج تلاش کیجیے گا
تو کوئی نہ ملیگا یہ کہکے اُٹھا کر تا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا طبل جنگی بجواو وا فسر دن نے اُسیوقت

طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے جو بطور جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے ملکہ مہرخ دربار مین اپنے بیٹھی ہین دنگل جو خالی پڑے ہین اُنکو دیکھکر رو رہی ہین فرماتی ہین کیون صاحبو ہمارے صلاح کرنے والے قید ہوگئے اب کس سے صلاح کرین خواجہ عمرو ہوتے تو اُنسے صلاح کرتے کہ اب کیا انتظام ہو ہم تو آمادۂ مرگ ومہیاے فنا ہین رعد وبرق وبرق لامع بیٹھے ہوے تڑپ رہے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے سرپرست اُٹھ گیا پروردگار معین ومددگار ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعاؤں سے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد بجو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + سرکار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو حیون ملعون نے پھر طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو ہر ہو آتش کینہ وفساد کو روشن کرے ملکہ مہرخ نے آنکھوں مین آنسو بھر کے فرمایا یار دکھلا دو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ دزمی گرگرایا صاف ظاہر تھا کہ نقارہ چوب سے سر پیٹتا ہی لشکر مین تلاطم ہوا ہر ایک کا ہوش گم ہر مقام پر یہی چرچے ہین کہ گردون دون والقلاب بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے وخاک مذلت کسکے سر پر ڈالے دیکھیں تخت سلطنت پر کون جلوہ گر ہو تختۂ تابوت کسکو میسر ہو اکثر سپاہی بھاگے جاتے ہین یہی ہر ایک کا قول ہی کہ اب لشکر اسلام پر زوال ہی خواجہ الیا عقیل وفہیم گرفتار ہو گیا کچھ زور نہ چلا چالیس سردار گرفتار ہوے کیسے کیسے ساحران زبردست بادۂ سحر وساحری سے مست لیکن کچھ کسیکا زور نہ چلا فلک تفرقہ پرداز نے تفرقہ پردازی دکھائی کیا کیا لشکر کا جاہ وجلال ہوا کیسے کیسے ساحر آکر شریک ہوے اور باغبان قدرت کی شراکت ملکہ بہار کی جلالت نافرمان وہلال وغیرہ جانباز و سرفروش تھین نافرمان کیسی کیسی لڑین کہ ہراول لشکر اسلام مشہور ہوئین آنکا مجبوری گرفتار ہونا اب کون صورت فتح کی ہی نکل چلو اپنی جان بچاؤ جو مرنے والے ہین وہ بیٹھے ہوے قرنہ ندونکو سمجھا رہے ہین ای نور نظر ہمیشہ نمک خاہنشاہی کھایا ہی جاہ و جلال پایا آج آنپر مصیبت ہی خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے اسطور سے لڑو کہ کافرون کے

جی چھوٹ جائین تمھارے ہاتھ سے امان نہ پائین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو رہے ہین تحریک مصیبت
اہل اسلام ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا نام سبکو ورد ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اہل اسلام
عجب آفت مین مبتلا ہین خدا اس آفت سے بچائے کافرون کی مراد نہ بر آئے آج کی شب کو
مہتر قران یاد مین خواجہ عمرو کی بلک بلک کے روئے جس وقت لشکر جیحون مین آئے
جیحون بارگاہ مین بیٹھا ہی گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چوبدار سے کہا فلان نخل کے سائے مین
اگر مہتر قران نامور ٹھہرا ہوا ہی ساحر کی شکل بنا ہی جا کے گرفتار کر لو حقیقت مین مہتر قران
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے ہین دوکاندارون سے کچھ حال پوچھ رہے ہین کہ چوبدار
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا آواز دی یہ مہتر قران ہی مہتر قران نے ایک بغدہ مارا چوبدار کا سر پھٹ گیا
مہتر قران لڑ بھڑ کر نکل گئے رات بھر مین کئی پھیرے مہتر قران نے کیے جب آکر لشکر مین
ٹھہرے جیحون نے نکلکر ساحر سے کہدیا وہ ساحر آیا اُسنے آکر آواز دی یہ مہتر قران ہی
پکڑو مہتر قران نے ایک جادوگر کو مارا اور نکل گئے صبح ہوتے مایوس ہوے درۂ کوہ مین
آکر رونے لگے دل سے کہتے ہین ای قران اسقدر کدو کاوش کی مگر کچھ نہ ہوا افسوس
اگر خدا نے فضل کیا اور خواجہ عمرو رہا ہوے تو مین کیا جواب دونگا فرمائینگے تم ہمارے
جان بخش مشہور ہو ہماری رہائی کی فکر کی درۂ کوہ مین بیٹھکر خوب روئے صورت
بدلکر دیکھا لشکر مہرخ آتا ہی اس حال پر ملال سے کہ صفین صف ماتم نشان لشکر پر
ہجوم غم و الم افسر سرنگون نقیبون کے کلیجے خون ہر ایک پریشان آپس مین ہر ایک کا
یہی قول ہی لشکر کی رعنائی زیبائی دم سے خواجہ عمرو کے تھی جب خواجہ نہ ہوے
تو لشکر کیسا مہتر قران بھی ایک جانب کھڑے ہو کے دیکھنے لگے طرفسے لشکر حیرت
کے نقارے کی آواز آئی مہتر قران نے دیکھا حیرت تخت پر سوار جیحون دریا بار سے
ایک کرگدن مست پر سوار سب اہالی لشکر گھیرے ہوے دریا کو جوش و خروش آج تو دریا
جیحون اُبل رہا ہی ہزار ہا مچھلیان و نہنگان خون آشام دریا مین شناوری کر رہے ہین
موج کا غرّاٹا کنارے پر سناٹا حباب غصّے مین آنکھین نکالے ہوے جیحون ملکہ حیرت
سے کہتا ہوا آتا ہی کہ دریا کو ملاحظہ فرمائیے اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کل اہل اسلام

کے واسطے یہی دریا کافی ہی کوئی نہ بچ سکیگا آج اور زیادہ لطف ہوگا دریا موج مار کر اسقدر بڑھیگا
کہ سارے لشکر کو غرق کردیگا مین رات بھر جاگا ہون اس فکر سے غافل نہین ہوا اب کچھ سحر کی
ضرورت نہین ہی شب بھر اسی سحر کو زور دیا لشکر کو آراستہ کرتا ہون ای ملکۂ عالم آج ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کس رنگ سے سحر ہوتا ہی دریا سے سحر کیا زور دکھاتا ہی دوڑ دوڑ کر اہل اسلام
دریا مین گرینگے اہل اسلام و دریا سے کاہ و کہربا کا عالم ہوگا لبون پر سبکا دم ہوگا غلام کو
اجازت میدان کارزار ملے کہ جا کر آفت برپا کرون ملکہ حیرت نے اجازت دی جیحون
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان
کارزار مین نکلے ملکہ نرگس جادو بہن ملکہ سرخ مو کی طاؤس اپنا بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ
کے آئین عرض کی اجازت میدان کارزار مرحمت ہو کنیز سر اپنا قدم اقدس پر نثار کرے اپنی
بہن ملکہ سرخ موسے جا کر ملے ملکہ نے فرمایا بسم اللہ ای ملکہ نرگس تھوڑا سا ہمارے اور
تمھارے پس و پیش ہی اصل یہ ہی بقول قمر اشعار ناساز سے زمانہ کہیے کہان کہان تنگ ٭
بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تنگ ٭ رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا ٭ خویش و عزیز
سارے بس تھے فقط یہان تک ٭ ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین گوشۂ قبر آکر بساتے ہین
ملکہ نرگس روتی ہوئی سامنے جیحون کے آئی جیحون نے پکار کر آواز دی کیون ملکہ نرگس
مسلمانون نے تمکو تیل ماش تجویز کیا پہلے تمھین آئین دیکھو دریا سے تہار متواج لطمہ پیچ
آفت زا کہ ایک ایک موج جسکی آسمان پر سر کھینچتی ہی دیکھو کس آبرو سے بہہ رہا ہی مچھلیان کس
لطف سے تماشہ دکھاتی ہین نہنگان خون آشام کس مزے سے شناوری کر رہے ہین پنجۂ مرجان
تمکو سلام کرتا ہی کف دست رحبان پر مروارید بے بہا رکھے ہین تمھین نذر دینگے سلام کر
رہے ہین ذرا ادہر تک جاؤ یہ باتین جو جیحون نے کہین ملکہ نرگس کو ایک جوش و خروش
ہوا طرف دریا کے دوڑین قریب دریا کے پہونچکر طاؤس سے اترین جھم سے دریا مین
پھاند پڑین ایک مچھلی پیدا ہوئی نرگس کو نگل گئی لشکر مین غریو ہوا کنیزان نرگس کہتی ہی
ہاے ملکہ عالم کہکے دوڑین جو میدان مین آئی جیحون نے کہا جاؤ تمھاری بی بی بلاتی ہین
جس کنیز نے یہ سنا طرف دریا کے دوڑی اور دریا مین پھاند پڑی کئی سو کنیزین جب جا کر

دریامین بہاتدین آخر ملکہ مہرخ روکنے لگین کہا ساحبو کہان جاتی ہو کیون اپنی جان دیتی ہو حیجون نے پکار کر کہا ای ملکہ مہرخ تم خود آؤ تمہارے بھی سحر کو دیکھین بادشاہ لشکر کی بنکے بیٹھی ہو دیکھین تو کیا کمال ہے ذرا اس دریا کو بہ دکو دیکھو تو کیا دریا ے معقول ہے ملکہ مہرخ یہ سنتے ہی تخت سے کودین ارادہ کیا کہ حیجون پر جا پڑون بڑھکر گولہ مارون کہ اس ملعون کا سر پھٹ جاے تمام سردار قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے سب یہی کہتے ہین للہ ای ملکۂ عالم آپ نے جوش سحر حیجون دیکھا نرگس کیا اسی سے سحر مین کم تھی کیسے کیسے اسکے ملک پر سحر کے بڑے اُن سحر کو نکورو کا کن کن ساحرون سے لڑی آج میدان مین جا کر حیجون کے قابو مین ہو گئی جو اُس ملعون نے کہا وہی کیا ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو مین جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہون اگر مین جا کر اپنے رنگ سے لڑون بہتر ہے ورنہ مجھکو مار ڈالنا اگر مین اُسکے دام مکر مین پھنسون تم سب بڑھکر مجھکو قتل کرنا مین تم سبکی بادشاہ ہون جان جاے صدقۂ پاپوش سے لیکن آبرو مین میری فرق نہ آئے خدا مجھے روز سیاہ نہ دکھائے میری آبرو تم سبھو نکے ہاتھ ہے سردارون نے جو نہ مانا کہا ہم آپکو جانے دینگے بیقرار ہو کر مہرخ نے تاج سر سے اُتار ہاتھ پکار اُٹھین ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم کشاکش مین مجھکو تقدیر نے ڈالا اب یہ وقت مدد ہے آواز غیب سے آجائے کہ سب بلا رد ہے تیری کارسازی بے نیازی تمام عالم پر ظاہر ہے

نظم

سالکانِ راہِ دین را در ثواب انداختی — اہل دنیا را بزندانِ عذاب انداختی

ذرہ را النسبت تو بخشیدے بجرم آفتاب — آب و تابِ بحر در جسم حباب انداختی

ابر گریان را تو اندر گریہ کردی مشتعل — برق را در پیچ و تاب و اضطراب انداختی

ذوق و شوقِ خود عطا کردی دل بیتاب را — لذت دیدار در چشم پر آب انداختی

حق پرستان را بقربِ خویش جا کردی عطا — عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی

خرم آن مردی کہ بر فضل تو شد کارش تمام — وای آن شخصے کہ او را در حساب انداختی

بندۂ بندی شد اندر دین و دنیا سرفراز — چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختی

اُسوقت سارا لشکر مبتلاے مصیبت گرفتار دام آفت بلک بلک کر دعائین کر رہا ہے اور

ہر طرف سے صدا ے آمین بلند ہوئی بیچون خود پسند نے جو یہ غریو لشکر اسلام مین دیکھا قہقہہ
مار کر ہنسا آواز دی کیون اے مسلمانو ابھی تم پر کوئی بدعت نہین ہوئی اسی دریا سے تلوارین
برساؤنگا سبکے سر کٹ کٹ کر گرینگے ایک دریا ے خون ہر طرف کا پیدا ہوگا میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جاؤگے دریا ے سحر نے سبکو گھیر لیا حقیقت مین اہل اسلام نے سر اٹھا کر
دیکھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دریا ے تھا موج مارتا معلوم ہوتا ہے اس مین مچھلیونکی طرح
نہنگان خون آشام منہ مثل قعر بلا کھولے ہوے دریا سے لڑ رہے ہین گرداب سے زور مار کے
نکلتے ہین پھر اسی مین غوطہ مار کر غائب ہوتے ہین مہرخ نے کہا لو صاحبو ہم لوگ بالکل
بیکار ہوے گرد دریا بیچ مین پھنس گئے بیچون دستگین دبتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی اٹھتا ہے
کبھی غل مچاتا ہے اور دریا ے ساحری یہ مسلمان نہ بچین ماہیان دریا کا جوش وخروش
ہو ہمارے حال سے کیا آگاہ نہ تھے آجتک شہنشاہ نے اور ساحرونکو بھیجا تھا کم ام بدانجام
آئے اور تم لوگون سے مل گئے اب آبرو پر بنی تو گھبراتے ہو کیون اسقدر روتے ہو
اگر ملکہ حیرت کے قدمونکو بوسہ دو اپنی آبرو بچاؤ شہنشاہ خطا معاف کر دینگے ان باتون
پر بیچون کی اور زیادہ لشکر مین جوش وخروش ہوا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے تیرا تو
بادشاہ خود نمک حرام ہے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسیر یہ ناز جو تجھسے ہو سکے قصور نکر
یہ کہکر بہ خضوع وخشوع دعائین کرنے لگین تہ دل سے سبنے دعائین کین ایک گرد عظیم
صحرا سے اٹھی کہ پردے آفتاب چھپ گیا اسقدر غبار اڑا کہ آسمان پر پہونچا جب گرد
شق ہوئی ایک لکہ ابر پیدا ہوا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک طائرونکی زمزمہ سرائی
بزبان حال یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین

نظم

چمن مین جسکو جو دہ شوخ بے نقاب آیا — یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا
ان انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا — سلام جھک کے گردنکا جو پھر حباب آیا
مین موج ہون لب ساحل ہو اگر دامن — کبھی یہ جوش مین دریا ے اضطراب آیا
اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو — خدا یا تالو تنے صیاد کو جو خواب آیا
خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی — دیکھ نے آئنہ جبتک نہ آفتاب آیا

کسیکی محرم آب رواں کی یاد آئی ‏— حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا ‏— جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
جو علم ہو تو ہو اہل عمل کا پیرو کار ‏— کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا
چکور حسن مہ چاردہ کو بھول گیا ‏— مراد پر جو ترا عالم شباب آیا
اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا ‏— مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا
محبت مے و معشوق ترک کر آتش ‏— سفید بال ہوے موسم خضاب آیا

طائرون کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے ابر قریب لشکر اسلام کے آکر شق ہوا بیچ مین دیکھا بلور چہار دست انتظام فوج کرتا ہوا مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر زین لاکھ ساحران نامدار علمہاے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم آمد فوج کی دھوم ہنس سحر پر ملکہ بران شمشیرزن دختر بلند اختر کوکب صف شکن تاج زرین سر پر دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین معشوق لاجواب ابروے خمدار رنگینی ہوئی تلوار سینے پر ابھار نار پستان پر عجب کیفیت صاف ظاہر ہی کہ دو نقابدار سرکش اپنے بانکپن پر غش ہاتھ مین ایک ماہی یاقوت رنگ بران نے جو لشکر اسلام کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئین پکار کر پوچھا ملکہ مہرخ خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے جواب دیا ای معین و مددگار نوبت بجان کارد بہ استخوان مین اس جیحون ملعون نے سب سردارونکو دریا مین ڈبو دیا کل ملکہ مجلس بڑے جوش و خروش مین آئین اسی دریا مین وہ بھی ڈوبین خدا اُس سے تمکو ملا ئے ہمارا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی یہ سنتے ہی ملکہ بران ہنس کو چھوڑ کر بلند ہوئین ماہی یاقوت رنگ جو ہاتھ مین تھی اول اُسکو پھینکا آواز دی او جیحون اپنا جوش دکھا اپنے ہوش مین آ اپنے نزدیک بڑا کام کیا یہ دریا بنایا ماہی سرخ رنگ جو دریا مین گری دریا مین ایک جوش پیدا ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کے نکلین وہ اکیلی ماہی یاقوت رنگ ہزارون سے جنگ کر رہی ہی جسپر سایہ ڈالا وہ مچھلی جلکر خاک ہوئی ملکہ بران نے بلندی پر سے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک پتلہ سنہرا نکالا آواز دی ای پہلو نشین جمشید اس دریا مین شناوری

گر یگا نہنگ و مچھلیون سے لڑیگا پتلے نے سر ہلایا زبان سے کہا سب طرح حاضر ہون حضور حکم تو دین ملکہ نے اُس پتلے کو دریا مین پھینکا بننے دیکھا ایک جوان رعنا شمشیر برہنہ بدست با ندۂ جرأت سے مست شناوری کر رہا ہی جس نہنگ نے سر نکالا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا نہنگان خون آشام اُس جوان کو گھیرے ہوے ہین مگر وہ جوان شیرانہ جنگ کر رہا ہی جیجون نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی اپنی ران کاٹ کر خون ا بہا اُس پتلی کو اُس خون مین نہلایا کہا ای حبیب سامری کسی مقام پر نہ رُکنا یہ جوان جانے نہ پائے پتلی نے ہان تو کہی لیکن مثل بید کانپنے لگی جیجون نے اُس پتلی کو دریا مین پھینکا وہ جوان لڑ رہا تھا کہ کان مین آواز آئی صاحب یہ کیا کرتے ہو ذرا ادھر تو دیکھو اُس جوان نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ایک کشتی پر سوار مسکرائی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی کشتی کو کھیتی ہوئی آتی ہی نظم

ناز و ادا ہی تجھسے دل آرام کے لیے	یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے
وحشت مین کیسے کو جو گیا کوے یار سے	تتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا	حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے
اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے	اک دن شکست فاش ہی بادام کے لیے
وہ نونہال آئے الٰہی مرا اوپر	حاصل ہو پختگی ثمر خام کے لیے
ہر چند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو	ہوگا سفید صبح ہی ہر شام کے لیے
مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر	ای قصر یار بوسے لب بام کے لیے
رکھو اسکے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل	پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے
جاتا ہی بہر غسل جو ای خوش دماغ تو	جلتا ہی عود گرمی حمام کے لیے
آتش جو چاہیے پاسے تو گُل کو حکمی	جو صبح کو ملے نزہت شام کے لیے

اُس جوان کی آنکھین سُرخ ہوئین یا تو نہنگان خون آشام کو قتل کر رہا تھا یا یکایک ہاتھ پھیلا دیے بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا ای معشوق گل اندام ای مقبول خاص و عام یہ عاشق صادق تیرا ہو یا تھا منفار ایسی رہنے کا مقام ہی شہبازہ قوی تن ہبرانام ہی

عجیون دستکین دے رہا ہی کچھ غل مچاتا ہی کبھی تالیان بجاتا ہی کبھی پکارتا ہی ارے جابیس کنارے دریا کے عمدہ جلسہ ہو کسی بات مین کمی نہ ہو مزاج مین برہمی نہ ہو کبھی خون کا رشکا رکھ کر اپنا پھینکتا ہی کشتی اُس نازنین کی قریب اُس جوان کے پہونچی نازنین نے ہاتھ بڑھایا جوان نے ہاتھ دیا اُس پری چہرہ نے اپنی کشتی پر اپنے عاشق کو سوار کرلیا آپس مین دونوںکے بوسہ بازی ہونے لگی اُس نازنین نے پہلو سے ایک گلابی نکالی جام لبریز کیا اُس جوان کے سامنے پیش کردیا اور زبان سے بھی کہدیا کہ یہ جام محبت ہی اسکو نوش کرو پھر ہم تم چلکر کنارے بیٹھین جو کہو گے وہ قبول کرینگے ہم بھی مدت سے ہجران دیدہ صدمات کشیدہ تمھارے ملنے کے مشتاق تھے آج تقدیر نے رسائی کی اُس جوان نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام شراب لیکر پی جاوُن ملکہ بُران نے موتیونکا مالا گلے سے اُتار اُپکار کر آواز دی او نمکحرام بد انجام یہ کیا بیہودہ پن ہی ایسا شراب کا بھوکا تھا یہ کہکے موتیونکا مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جام شراب مین گرا موتی ٹوٹے شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک دھماکا ہوا جام جو ٹوٹا یہ انجام ہوا ایک ٹکڑا سر پر اُس نازنین کے پڑا سر پھٹا کشتی ٹوٹی ایک دھوان نکلا وہ جوان تیغ بکف دریا مین گرا مچھلیون اور نہنگان خون آشام سے لڑنے لگا ماہی یاقوت رنگ بیچ مین ماہیان دریا کے جسطرح بیچ مین شمع گرد پروانے جو مچھلی اُسپر گری جلکر خاک ہوئی جوان نہنگان خون آشام سے لڑرہا ہی ملکہ بُران نے جو دیکھا کہ مچھلیان ہزارون جلبین نہنگ قتل ہوے مگر جوش و خروش دریا کا کم نہین ہوتا ملکہ بُران سر جھکا کر طرف دریا کے چلین موتیونکے مالے پھینکتی ہوئین جب موتی گرے دریا مین تلاطم بڑھا دھوان نکل رہا ہی پانی اسقدر گرم ہوا کہ مچھلیان تڑپ تڑپ کر ریتی پر گر رہی ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی اری عجیون غضب ہوا بُران ایسی دریا دل دریا مین جاتی ہی ارے اسے روک یہ کہنا تھا کہ عجیون نے ایک دستک دی ملکہ بُران دریا کے قریب پہونچی ہین کہ دریا سے ایک زنگی تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلا للکار کر آواز دی او بُران شمشیر زن ملازمان سامری سے یہ بے ادبی یہ گستاخی تیغہ مارا اگر ملکہ بُران نے مثل پہلوانان صف شکن بصورت جوانان تیغ زن ہاتھ

بچا کر طلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر دور پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اڑ گیا دریا
پھر دریا میں غرش ہوئی ایک زنگن نے جھک کر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے میری
آنکھ دن پر بٹھئیے حضور کو میاں نوشانوش طلب کرتے ہیں نوشانوش جادو وہ شخص
ہے کہ سب قیدی آپکے قبضے میں ہیں ملکہ نے کہا کون کہا حضور خواجہ عمرو وغیرہ آپکے پاس
قید ہیں اگر حضور تشریف لے چلیں تو وہ قیدیونکو آپکی خدمت میں حاضر کریگا ملکہ برّان
زنگن کے ساتھ چلیں جیسے ہی دریا میں قدم ملکہ برّان نے رکھا زنگن نے دام جمشیدی
مارا یہاں جیحون ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہے اب یہ زنگن ملکہ برّان کو ڈبودیگی ویسے ہی زنگن
نے دام جمشیدی مارا برّان کے کان میں آواز آئی ای نور نظر بچنا اس جال میں نہ پھنسنا
جیسے ہی جال پڑا ملکہ نے تڑپ کر اختر مرداریدہ زیر سے نکالا اختر جو ضو پڑی دام بدام
جلنے لگا برّان تڑپ کر نکلیں دام کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے برّان تڑپ کر زنگن پر گریں
طمانچہ مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے زنگن کو مار کر ملکہ برّان نے غوطہ مارا غرق دریا ہو کر
ہاتھ ہلائے برق چمکائی اختر مرداریدہ کو پھینک مارا اختر مرداریدہ دریا میں گیا حباب سر کو
ٹکرانے لگے موجیں تلواریں بنگئیں جیحون نے دیکھا دریا میں تلوار چل رہی ہے چند زنگی
کنارے دریا سے پیدا ہوئے سو جنکی تلواریں کھا رہے ہیں دریا کو آنچ رہے ہیں
جیحون بھی یہاں سے چھپا حیرت سے کہکر برّان نے غضب کا سحر کیا دریا مٹا چاہتا
ہے میں نے کئی طرح روکا وہ ظالم نہ رکی دریا میں پہونچ گئی اب میں نہیں جا کر گردن
لیتا ہوں یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوا وسط دریا میں جا کر نکلا
شناوری کرتا ہوا جاتا ہے ملکہ برّان جو غوطہ مار کر دریا میں پہونچیں اختر مرداریدہ مشعل
دکھا رہا ہے ملکہ برّان کے پاؤں زمین پر قایم ہوئے دیکھا ایک قصر سیاہ بنا ہے اُسکے
دروازے پر ایک جادوگر بلند بالا کئی ہزار ساحروں کو لیے ہوئے بیٹھا ہے ملکہ برّان کو
جو آتے ہوئے دیکھا کہ مشعل اختر مرداریدہ روشن اُسکی روشنی میں ملکہ چلی آتی ہیں جدھر
رُخ کیا دریا شق ہو گیا کہ نوشانوش نے آواز دی ای برّان کیوں جان سے اپنی
بیزار ہوئی کہ جو دریا میں قدم رکھا ای ساحران غدار دختر گوکب کو مار لو دریا سے جیحون

مین یہ داخل کیونکر ہوئی ہمارے آقا کا یہی حکم ہی کہ اس مقام تک کوئی نہ آنے پائے تین
ہزار جادوگر بُرّان پر ٹوٹ پڑے بُرّان نے اندر دریا کے جنگ شروع کر دی جب اختہ کو
اشارہ کیا یا تو بصورت مشعل تھا یا بصورت خنجر بُرّان کے تڑپ کے گرا گئی ہی کے سر اڑ گئے
نوشا نوش نے سحر کیا کہ ملکہ بُرّان پہ خنجر برسنے لگے صدہا خنجر ٹوٹے جب خنجر سر پہ پڑنے
لگے اور ملکہ بُرّان زخمی ہوئین ایک طرف سے دیکھا ایک نہنگ چلا آتا ہی ایک طرف سے
ماہی یاقوت رنگ پہلو پہ ملکہ بُرّان کے آگئی خنجر اپنے جسم پر لینے لگی کبھی سر پر سایہ ڈالتی
ہی کبھی سینہ سپر ہوتی ہی ماہی یاقوت رنگ پر بھی زخم پڑنے لگے نوشا نوش نے ایک خنجر اپنے
خون سے سرخ کر کے پھینکا طرف بُرّان کے وہ خنجر چلا نہنگ جو پیدا ہوا تھا اُس نہنگ
نے خنجر پر اپنے جسم سے اوجھر لگائی کہ خنجر ٹوٹ کر گرا نوشا نوش نے اسی ترکیب سے
تلوار پھینکی نہنگ نے تلوار کو بھی توڑا اور وہی نہنگ جھپٹ کر سامنے نوشا نوش کے
آیا ایک شیر پنجہ جسم سے اُس نہنگ کے پیدا ہوا چمکتا ہوا وہ پنجۂ زبردست قریب
نوشا نوش بدمست کے آیا تھا کئی مرتبہ ہلایا مراد یہ تھی کہ سحر نہ کر نوشا نوش کب
مانتا ہی سحر کی بوچھار کر رہا ہی مگر حیران کہ یہ نہنگ کیا چیز ہی یہ شیر پنجہ کیسا معلوم ہوتا ہی
شاید چیرون نے سحر کیا ہی وہ ہماری دستگیری کر رہا ہی یہ سوچ کر پنجے پر سحر نہ کیا مگر بُرّان پر
آگ برسا دی ہزارہا شعلہ بھڑکا بُرّان نے اختر مروارید سے دفع کیا لیکن تلوار مین
مہلت نہین دشمنین جھنا جھن گر رہی ہین اُس جفا مین جو خواب کا خیال آیا کہ ایرج نو دولت
نے عالم خواب مین فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو مبتلاے مصیبت ہین اے معبود میرے تا بہ
خواجہ پہونچا نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہونگے افسوس صد ہزار افسوس و نہین اُس
نشان دے کو کیونکر آگاہی ہو اور دل خانہ خراب اسقدر بیتاب و بیقرار ہے نظم

دل مین اُس شوخ کے جو راہ کی
چھپے بھی جان دی پر آہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی اے چرخ
کیون شب ہجر ماہ افسوس سیاہ نکی
تشنہ لب ایسے ہم گرسنہ رہے
کہ کبھی سیر عید گاہ نہ کی
اسکو دشمن سے کیا بچاے وہ چرخ
جسنے تدبیر خسف ماہ نہ کی

کون ایسا کہ اُس سے پوچھے کیون — پرسشِ حالِ دادخواہ نہ کی
تھا بہت شوقِ وصل تو نے تو — کبھی اے حسنِ رشکِ ماہ نہ کی
عشق مین کام کچھ نہین آتا — گر بنہ کی حرصِ مال وجاہ نہ کی
تابِ کم‌ظرف کو کہان تمنے — دشمنی کی عدو سے چاہ نہ کی
مین کبھی کچھ خوش نہین وفا کر کے — تمنے اچھا کیا نباہ نہ کی
محتسب یہ ستم غریبون پر — کبھی تنبیہ بادشاہ نہ کی
گریہ و آہ بے اثر دونون — کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
تھا مقدر مین اُس سے کم ملنا — کیون ملاقات گاہ گاہ نہ کی
دیکھ دشمن کو اُٹھ گیا بیدید — میرے احوال پر نگاہ نہ کی
مومن اس ذہن بے خطا پر حیف — فکرِ آمرزشِ گناہ نہ کی

آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین دلکو بیقراری لیکن نوشانوش نے اپنا شانہ کاٹا خون چلو مین لیا چاہتا ہی بران پر کھینچ مارے وہ پنجہ چمکتا ہوا قریب آیا ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ خون زمین پر گرا نوشانوش نے پکار کر کہا ارے یہ ہاتھ زبردستی کرتا ہی میرا خون گرا دیا یہ کہکے شعلہ ہاتھ پر گرایا ہاتھ پر جو شعلہ گرا اُس پنجے پر آبلہ پڑ گیا بس وہ پنجہ مثل برق کے چمکا چمک کر قریب نوشانوش کے آیا ایک طمانچہ پڑا کہ سر نوشانوش کا اُڑ گیا اُس پنجے نے اُنگلیان چمکائین ایک برق چمکی کہ اُسی کے سر اُڑ گئے نوشانوش کے مرتے ہی دروازہ اُس قصر کا کھلا بران نے دور سے دیکھا خواجہ مع عیارون کے مسلسل و مطوق بیٹھے ہین چالیس سردار سرنگون سبکی زبانون مین سوزن ملکہ بہار کی رنگت متغیر گلگونہ چپ بیٹھی ہی بران نے جو سبکو اس حال پُر ملال سے دیکھا ملکہ بران بڑھین کہ اس مکان مین گھس جاؤن کہ جیحون جادو پہلوے در سے پیدا ہوا دروازہ بند کیا آواز دی او بُران آگے نہ بڑھنا ملکہ بُران نیمچہ کھینچکر جا پڑین دونون مین نیمچہ چلنے لگا کہ نہنگ کو دیکھا پہلو سے پیدا ہوا مثل السنان کے آواز دی او جیحون کیون شامتین آئی ہین جیحون نے گولہ مارا نہنگ کی پیشانی پر پڑا نہنگ نے تین چرخ کھائے منھ

سے ایک حباب چھوڑا دیکھنے مین حباب ہی مگر گولہ آہن کا پیشانی پر آکے جیحون کی پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ایک دتا ٹاہوا حیرت تخت پر تھی کہ زمین تھرائی دریا جابجا سے غائب ہوا پانی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا مچھلیان جو بین نہنگ جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من جیحون دریا یار بود دریا سب غائب ہوا فوج جیحون نے جو دیکھا کہ لاشہ جیحون کا پڑا ہی ملکہ بران سرسے خون بہتا ہوا نیچہ برہنہ ہاتھ مین چمکاتی کرتی غبار اُس مقام پر اُٹھ رہا ہی آوازین مہیب آرہی ہین حیرت نے پکار کر آواز دی یار و غضب ہوا جیحون کو بران نے مارا دریا بھی بعد جوش و خروش مٹا یا تین لاکھ فوج جیحون کی ملکہ بران پر جا پڑی بران نے اب دریا سے فوج مین غوطہ مار اکسیکو طمانچہ مار دیا جب دیکھا ہر طرح ساحر بلوہ کر کے چلے نہنگ خونخوار دس ہزار کا افسر بڑے جوش و خروش سے آتا ہی گوسے پھینکتا ہوا برقین چمکاتا ہوا ملکہ بران نے اختر مرد ار پید پھینک مار ا لگکار کر کہا اد لشکر لیتا اختر مرد ار پید جاکر سامنے نہنگ خونخوار کے چمکا آنکھون مین چکا چوند ہوا سر اُٹھا کے دیکھا ایک طائر خوش رنگ بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہی یہ بھی پکارتا ہی ای نہنگ خونخوار ذرا سماعت فرمائیے یہ اشعار عبرت آثار سے لطف اٹھائیے نظم

جہان سے شکل کو تیری ترس ترس گذرے	جو تجھپہ لبس نہ چلا اپنے جی سے بس گذرے
یہی ہی صور سرافیل آہ بے تاثیر	کہ میرے دم پہ قیامت نفس نفس گذرے
بچاؤن کیونکہ سوے دام آشیانے سے	خیال سیر بہ زندان ہم قفس گذرے
یہ اور کو توہدایت جو خود ہون آوارہ	یہ عمر کاش کہ جون نالۂ جرس گذرے
وفاے غیرت و شکر جفا نے کام کیا	کہ اب ہوس سے یہی اعدا سے بوالہوس گذرے
یہ نیم جان نہ ہم ہجر ہی وہی النصاف	جو تیرے دھیان مین ای مرگ داد رس گذرے
دکھاؤن ناقۂ لیلی حزام ناز تجھے	کبھی اُدھر سے جو اُس شوخ کا فرس گذرے
کہان وہ ربط بتان اب کہ اسکو مومن	ہزار سال ہوے سیکڑون برس گذرے

یہ اشعار پڑھتا ہوا وہ طائر سامنے نہنگ خونخوار کے آیا اور نہنگ نے یہ اشعار سنے بیہوش ہوا اپنی فوج پر تلوار کھینچ کے جا پڑا ساحرون نے دیکھا کہ ہمارا افسر ہمکو قتل کرتا ہی

برّان مثل برق کے تڑپ رہی ہی ہزارون جادوگر مار کر ڈالدیے آخر اُن سبھون نے سحر
کرنا شروع کیا مہنگ خونخوار زخمی و چور چور ہوا اُڑتا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا ملکہ
میری فوج نے میرا یہ حال کیا ہین اب آپکو منہ اونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا حیرت نے
ہاتھ ہلادیا ایک برق کڑک کر گری مہنگ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کو ناگوار
ہوا فوج والے تڑپ کر حیرت پر جا پڑے حیرت نے گولے مارنا شروع کیے سب جادوگرونے
ملکہ پر سحر کیے تخت حیرت کا ٹوٹا حیرت تخت سے گرین گرتے گرتے سحر کیا کئی ہزار کے سر
اُڑا دیے اب فوج بھاگتی پھرتی ہی ایک طرف سے حیرت قتل کر رہی ہی ایک طرف سے
ملکہ برّان کا خنجر آبدار چل رہا ہی کئی لاکھ جادوگر مر گر گرے فریاد فریاد کی صدائین بلند ہین
جادوگر بھاگتے پھرتے ہین حیرت نے لاشون کے انبار لگادیے پکار کر کہا ان حرامزادون
نے مجھے تخت سے گرایا کچھ انکو خوف نہ آیا جب لاکھ جادوگر مارے گئے مصور نے بڑھکر کہا
ای ملکہ عالم یہ آپ کیا ستم کر رہی ہین یہ لوگ اپنے ہوش مین نہین ہین برّان کے سحر مین مبتلا
ہین اس بدحواسی مین ایسا نہو آپ پر بھی آپڑین یا تو سحر برّان اُتار دیے یا تامل فرمائیے حیرت
نے جھلا کر کہا آپ کو سحر مین کیا دخل ہی یہ سب ہوش مین ہین مہنگ بیہوش تھا مصور نے کہا
یہ کیسے کہ تمھارا مالک کیونکر مارا گیا دیکھیے کیا جواب دیتے ہین حیرت نے کہا آپ ہی پوچھیے مصور
نے پکار کر آواز دی یارو تمنے کچھ ملکہ عالم کا خیال نہ کیا ایسے مالک کو تخت سے گرایا ان
سبنے گولے و ترنج و نارنج مصور پر مارے مصور زخمی ہو کر بھاگے ملکہ حیرت نے کہا ای
وزیرزادے کیون بھاگتے ہو مصور نے کہا مین نے آپکی وجہ سے زخم کھائے یہ لوگ
ہوش مین نہین ہین انپر سے سحر اُتار دیجے حیرت نے کہا کبھی سحر نہ اتریگا جبتک پھر دم بھر
مشقت نہ ہوگی یہ ذکر تھا کہ برّان نے ادرہنہ کو قتل کر کے قصد کیا کہ تڑپ کر نکل جاؤن
ایک طرف سے دیکھا کہ بہار و باغبان وغیرہ چالیسون سردار سحر کرتے ہوے آتے ہین
پانچون عیار ایک جانب بھاگے حیرت نے کہا لو اور غضب ہوا چالیسون سردار بھی
رہا ہو گئے سب نے کہا جیحون مارا گیا کیونکر نہ رہا ہوتے یکایک آسمان پر ایک ملکہ ابر
آیا ملکہ برّان جو بلند ہوئی تھین ایسا جھونکا ہوا کا چلا کہ ملکہ برّان زمین پہ گر پڑین سنبھل کر

اُٹھین ابر سے پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آیا سب ملکہ بُحران پر پلٹ پڑے بہار کا گلدستہ چلا ملکہ گلگونہ رنگین پوش مثل برق جہندہ تڑپنے لگی جسپر جا پڑی اُسے قتل کیا لیکن ابر سے جو پانی برسا ہلال سحر افگن و سرخ موسے کاکل کشا بیہوش ہوکر گرے مین شکیل جادو حیران و پریشان یا نو سحر کر رہا تھا یا خاموش ہوکر کھڑا ہوا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی بہار نے پکار کر آواز دی ای شکیل خیر تو ہی مزاج کیسا ہی شکیل نے گھبرا کر کہا کلیجہ مین آگ جل رہی ہی کیا حال اپنا بیان کرون بہار ملتی ہی کہ ملکہ بحران نے دیکھا مخمور نے بھی قتل کفار سے ہاتھ روکا بہار نے پکارا ای مخمور رفوج کے بلوے مین سحر کیون کرنے کرتے رک گئین مخمور نے کہا ای بہار کچھ حال نہ پوچھو عجب کیفیت ہی دلبر ہجوم غم و الم ہی کیا کہون

نظم

اُٹھے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ

پھر عیادت آئے وہ لیکن قضا کے ساتھ
دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ

بےپردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ

وہ لالہ رو گیا نہو گلگشت باغ کو
کچھ رنگ بوے گل کے عوض ہی صبا کے ساتھ

اُسکی گلی کہان یہ تو کچھ باغ خلد ہی
کس جاے مجھکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ

آتی ہی بوے داغ شب تار ہجر مین
سینہ بھی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ

گلبانگ کسکا مشورہ قتل ہو گیا
کچھ آج بوے خون ہی وہانکی ہوا کے ساتھ

آئینگے وعدے سے تھی خوشی یہ خبر نہ تھی
ہی اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ

کوچے سے اپنے غیر کا منھ ہی ہٹا سکے
عاشق کا سر لگا ہی ترے نقش پا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہی کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی اِن باتونکا یہ وقت نہین ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا مگر لڑائی موقوف کر دی مینھ جو برسا اب سوائے چند سردار دن کے سبنے لڑائی سے ہاتھ روک لیا ملکہ بحران حیران مگر باغبان و گلگونہ بحران نے لشکر کو حیران کر دیا ہی لاشون سے میدان بھر دیا ہی آخر باغبان نے گھبرا کر کہا ای بحران خدا خیر کرے یہ لوگ جو لڑنے لڑتے

رک گئے بہ علامت سحر افراسیاب ہی اگر بن پڑے تو نکل چلو کہ ملکہ مہرخ بھی لشکر کو لیکر آ پڑی ہین ملکہ بُرّان نے قصد کیا کہ مین اڑ بھڑ کر نکل جاؤن بازو و بنکو واہ دیکر کوئی دس گز بلند ہوئی ہین کہ ابر سے ایک زنجیر پیدا ہوئی قریب تھا گلے مین ملکہ بُرّان کے پڑے ملکہ بُرّان ہاتھ سے زنجیر ہٹاتی ہین زنجیر گلے کے پاس چلی آتی ہی چاہتی ہی گلے مین پڑ جاؤن ملکہ بُرّان آخر ہٹین دو زنجیرین پیدا ہوئین صاف جسنے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن باندھنے آتی ہین بُرّان کو پریشانی اختر کو نکالکر چمکایا عکس جو زنجیرونکا پڑا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بُرّان نے گھبرا کر اختر جوڑے مین رکھا بیقرار ہو کر دعا کرنے لگین کہ ای معبود میرے اِس آفت سے بچانا

نظم

خداوند دنیا و عقبے یکے است — بہر دو جہان کار فرما یکے است
بہر کشور و شہر و ملک و دیار — یکے مالک ملک و مولا یکے ہست
بہر سلطنت ہست حکم احد — بہر مملکت شاہ والا یکے است
یکے اہل قوت یکے اہل زور — یکے قادر است و توانا یکے ہست
دوئی دخل یابد نہ در وحدتش — کہ ذات خداوند یکتا یکے است
ز ملکیتش نیست چیزے برون — کہ مالک بہر زیر و بالا یکے است
سمیع و علیم و بصیر و قدیر — خداوند دانا و بینا یکے است
برون است گو خلقتش از شمار — تعلق مگر جملہ را با یکے است
ہمہ را بدرگاہ والائے او — یکے آرزوی و تمنا یکے است
یکے مطلب است و یکے مدعا — یکے ہست منشا یکے التجا

جتنے عرصے مین ملکہ بُرّان نے دعا کی آٹھ زنجیرین ابر سے پیدا ہوئین قریب تہی کہ جسم بہار وغیرہ مین لپٹ جائین بُرّان نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا ملکہ بُرّان ناچار ہو کر ٹھہر گئین ہر طرف زنجیرین زنجیرین معلوم ہوتی ہین سامنے ایک چھوٹا سا نخل تھا اُسکی شاخ سے ایک برق چمکی کہ آٹھون زنجیرین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین زمین پر جو گرین جسپر زنجیر پڑی اُسکا سر پھٹ گیا اُنسی جو ان اُن زنجیرون سے قتل ہوے لشکر مہرخ مین ہنگامہ ہو گیا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہزار طرح سے زنجیرونکو روکا

زنجیرین ٹوٹ گئین کسیکا سر پھٹا کوئی زمین پر گرا پھڑک پھڑک کر تمام ہوا ملکہ مہرخ پریشان ہوگئین
کہ باغبان لڑتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا اے شہنشاہ لشکر اسلام بران نے کیا
کارنمایان کیا بڑے بڑے ساحر زبردست کو مار ابڑے لطف سے سبکو چھڑایا لیکن اس ابر
مین افراسیاب جادو ہے اگر لڑ بھڑ کر نکل چلیے تو بہتر ہے ورنہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے جا بسیے
سردار جو چھوٹ کر آئے صرف مین اور بہار و گلگونہ مصروف جنگ ہین اور سب اپنی جان
سے تبنگ ہین دیکھیے سب حیرت مین کھڑے ہین محمور الیسی ساحرہ لیکن آفت مین مبتلا
ہے دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتی پھرتی ہے ان سبکو اُٹھا کر ہوا دار پر سوار کر لیجیے ملکہ
مہرخ نے بڑھکر اپنے فرزند شکیل کو پکارا شکیل نے کچھ جواب نہ دیا مہرخ نے پکار کر
کہا کہ اے فرزند اپنے ہوش وحواس درست کرو یہ کیا حال ہے جب ملکہ مہرخ نے بہت پکارا
تب شکیل نے جواب دیا اے مادر مہربان مین آپ کو کیا جواب دون مین تو اس خیال مین ہون نظم

وہ ہنسے سُنکے نالہ بلبل کا
دھیان ہے غیر کے تحمل کا
ہم کسی شانہ بین سے پوچھینگے
لاش کسکی ہے یہ عدو سے نہ پوچھ
حال ساقی سے کیکے روتا ہون
نکہت اُس زلف کی صبا مین ہو
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
نالۂ شب نے یہ ہوا باندھی
حیلۂ بیخودی سے ہے مومن

مجھسے رہنا ہے خندۂ گل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا
سبب آشفتگی کا کل کا
مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
کہ محرک ہے خندۂ قلقل کا
اُڑ گیا رنگ بوے سنبل کا
مین نے دعوے کیا تحمل کا
ہو گیا گل چراغ بلبل کا
توڑنا ہمسکو شیشۂ مُل کا

ملکہ مہرخ نے منھ پیٹ لیا رفقا سے کہا شکیل ہوش مین نہین ہے خدا اُسکو بچائے
باغبان قدرت نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اپنا خون ڈالا کہا مین تو افراسیاب
پر دار کرتا ہون مہرخ ہان ہان کیا گین مگر باغبان کب مانتا ہے گولہ اُس ابر پر مار ہی
دیا گولہ جاکر جو پھٹا اُس سے چنگاریان نکلین ابر جلنے لگا کچھ شعلہ ہاے آتش نکلے یکایک

ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی چند نخل اُکھڑ گر گرے شاخین کٹین ابھیچ سے شق ہوا دیکھا
سب نے افراسیاب خانہ خراب ایک مرکب پر سوار سحر کر رہا ہی اب تو چہار جانب سے
افراسیاب پر گولے پڑنے لگے سرداروں نے برقین چمکائین ملکہ مہرخ نے گولے مارے
مگر افراسیاب پر تاثیر نہ ہوئی افراسیاب نے باغبان کو للکارا او نمک حرام اب میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جائیگا ہاے کیا کرون جب جیحون مر لیا تب مجھکو خبر ہوئی ورنہ کسکی مجال تھی کہ جیحون
پر ہاتھ اُٹھاتا اُسکی موت ہی آپہونچی تھی اِن فتنہ پردازون کو چھوڑا لیا بڑا ما یہ دولت کو صدمہ پہونچا
پہلے بی بی بران کی فکر کرلون پھر تمھاری بھی تدبیر ہوگی ملکہ بران نے جو افراسیاب کو دیکھا
ہوش و حواس اُڑ گئے افراسیاب نے آواز دی او سلطان الحکما تیری نبض شناسی
کسدن کام آئیگی قارورہ ہی دیکھنا آتا ہی یا کچھ تشخیص مین بھی دخل ہی سب نے دیکھا کہ صحرا
سے کچھ پتیان بوٹیان ٹوٹین وہ بوٹیان اُڑتی ہوئی قریب بران کے آئین بران کھڑے
کھڑے غائب ہوگئین افراسیاب نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ لشکر اسلام پر مارا
گولہ جو پھٹا کئی سو کے سر اُڑ گئے یہ سردار شکیل وغیرہ جو چپ کھڑے تھے اُنپر افراسیاب
نے آواز دی ارے یہ جو مبہوت ہین انکو تو گرفتار کرلو ملازمان حیرت برائے گرفتاری
سرداران چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او نامرد غضب کیا کہ بران کو پکڑ لیا اُسکا خدا حافظ
و نگہبان ہی پس بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا سب نے دیکھا افراسیاب جس مقام پر کھڑا بلبلا رہا تھا
جھونکا ہوا کا چلا کوکب روشنضمیر بصد جاہ و توقیر مقابلے مین افراسیاب کے آگیا اور
سرداران مہرخ کو اپنی پشت پر لیا زمین پر اُترتے اُترتے گولہ مارا دونون مین سحر ہونے
لگے سرداران اسلام الگ ہو گئے حیرت لشکر کو لیکر الگ ہوئی دونون کی جنگ مین
شعلے بھڑک رہے ہین تلوارین برس رہی ہین اکثر جو لوگ سامنے تھے وہ قتل ہوے
کوکب تلوار پکڑ کر سامنے پہونچا کہا او نامرد ہمسے مقابلہ کرتب تجھکو مزا اسم کا ملیگا اُنپر سحر کرتا ہی
کہ جو جواب دینے سے عاجز ہین افراسیاب نے ایک گولہ مارا کوکب نے گولے کو ہاتھ مین
روک لیا مگر ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کرکے وہی گولہ پھینک مارا افراسیاب نے گولے کو
کاٹا دو دو سحر اِن دونون مین چلے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای فرزند کوکب تم ہٹ جاؤ مین

اس مغرور سے سمجھ لونگا سب نے دیکھا نور افشان جادو پسینے پسینے جست کرکے قریب
کوکب کے آیا کہا ای فرزند مین بُرّان کے ساتھ تھا نوشا نوش وجیحون دو ساحر تھے
کہ بھلا بران کو مانتے دریا مٹا یا قدم با قدم بُرّان کے ساتھ رہا قید یون کو رہا کیا اب
افراسیاب نے جو نور افشان کو دیکھا تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا ای نور افشان تمنے غضب
کیا جیحون و نوشا نوش کو مارا اس ہوشربا مین ایسے ایسے بہت پڑے ہین تم اب دمبدم
آنے لگے تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بکتا ہوا چلا چاہا نور افشان پر جا پڑون کبھی کہتا
ہی تم لوگ تو کیا ہو اگر سامری وجمشید زندہ ہوتے تو بھی اُنسے نہ رکتا نور افشان نے
کہا او مغرور تیرے غرور نے طلسم ہوشربا کو برباد کرایا دماغ مین تیرے سودا ہی اب بھی بہ اصلاح
سمجھاتا ہون کہ میرے سامنے سے ہٹ جا افراسیاب کب مانتا ہی چاہتا ہی نور افشان جادو
پر جا پڑون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او افراسیاب کیا کرتا ہی ارے بے پیر اتنا جادو گر ہی ایسا نہو
کوئی فعل کر بیٹھے تو تیرا زوال دولت ہو نہم ماہیان زمرد پوش یہ کہکے بڑے زور شور سے
گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگئی لشکر اسلام کے ساتھ نور افشان و کوکب
بھی پلٹے حیرت اپنی بارگاہ مین گئی نور افشان و کوکب ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ
مین آئے نور افشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے دیکھا افراسیاب جادو
نے ملکہ بران کو گرفتار کر لیا ایسے مقام پر بھیجا ہی کہ خدا اُسکی جان بچائے قصر کنگرہ شکن ہی
ایک ساحر زبردست وہانکا حاکم ہی اُسنے بُرّان کو قید کیا ہی وہی آکر لیگیا خواجہ نے کہا اب
انشاء اللہ مین جا کر رہا کر لاؤنگا نور افشان نے کہا وہانتک رسائی دشوار ہی عمرو نے
کہا خدا راہبر ہی مین تو اپنے کو پہونچاؤنگا انشاء اللہ رہا کر کے بران کو لاؤنگا نور افشان
نے کہا خواجہ درمیان مین صحرائے طلسمی ہی وہان گئے اور پھنسے اگر وہ خود کسی وجہ سے
نکل کے آئیگا تو البتہ رہائی ہوگی اگر وہ اپنے مقام پر رہا تو وہانتک رسائی دشوار ہی
خیر خدا مالک ہی عرصے تک صلاحین رہین لیکن کسی بات پر قیام نہ ہوا آخر کوکب اور
نور افشان رنجیدہ گنبدہ طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان خواجہ عمرو کو تنہ دہی
چالاک سے بھی کئی مرتبہ کہا کہ اگر ہو سکے تو حیرت سے دریافت کرو کہ قصر کنگرہ شکن

تک کیونکر رسائی ہو چالاک بھی کئی مرتبہ گیا مگر حیرت سے کچھ بھی حال نہ معلوم ہوا لیکن افراسیاب نے سرحدداروں کو نامے لکھے ہین کہ یار وصد ہا سردار شریک مسلمانان ہوکے اب لشکرکشی کر کے آؤ جا بجا نامے پہونچے سرحدداروں نے اپنے مقام سے کوچ کیے منزل در منزل آتے ہین ملکہ ناہید گوہر پوش بادشاہ قلعۂ مروارید نگار ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین کا لشکر ہمراہ منزل بہ منزل آتی ہین کہ گذر انکا صحراے طلسم حیرت خیز مین ہوا ہر روز صبح کو سوار ہوتی ہی پھر شام کو اُسی مقام پر پہونچتی ہی تیسرے دن اسنے پریشان ہوکر کہا کیون صبا جو یہ کیا سحر کہ ہی یہ منزل سخت ختم نہین ہوتی. وزرا نے عرض کی یہ صحرا متعلق ہی قصر کنگرہ شکن سے ایک نامہ اُسکو تحریر فرمائیے کہ وہ راہ راست بتادے ملکہ نے اُسیوقت ایک نامہ لکھا کہ ای برادر بجان برابر صفدر تیغ زن قصر کنگرہ شکن ہم تمھارے صحرا مین آکر پھنس گئے ہین جلد اپنے کو پہونچاؤ یہ لکھکر ایک کنیز کو خوب سمجھا دیا کہ نامہ ہاتھ مین قصر کنگرہ شکن کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ اگر آپ کو فرصت نہ ہو کسی ملازم کو بھیجدیجیے وہ ہمکو آکر راہ راست بتادے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہم ایک عرضی شہنشاہ کو لکھین وہان سے کوئی راہبر آجائیگا قصر کنگرہ شکن رات کو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین ملکہ ناہید گوہر پوش کو دیکھا صبح کو پریشان اُٹھا سرداروں نے دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین قصر نے قاصر ہو کر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یار و کیا پوچھتے ہو کیا حال بیان کرون اکثر اتفاق ہوا کہ مین قصر پر ملکہ ناہید کے گیا وہ بمحبت پیش آئین مگر یہی دو گھڑی خیال رہا قصد ہوا شادی کا پیغام دون لیکن پھر ارادہ نہ کیا شب سے عجب بیقراری ہی شغل آہ و زاری ہی شب بھر یہ کیفیت رہی نظم

رات کو مین نے بھی یار نے سونے نہ دیا	رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
خاک پر سنگ درِ یار نے سونے نہ دیا	دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا
شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح	شادیِ دولتِ دیدار نے سونے نہ دیا
ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب	پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا
جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا	نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا
وردِ سر شام سے اُس زلف کے سودے مین رہا	صبح تک مجھکو شبِ تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین
سچ ہی غمخواری بیمار عذاب جان ہی
تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش

رنج و محنت کے گرفتار نے سونے ندیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے ندیا
گرمی آتش گلزار نے سونے ندیا
تا دم مرگ دل زار نے سونے ندیا
غیر کو سا تہ کبھی یار نے سونے ندیا

صاحبون نے عرض کی غلام اس معمے کو نہ سمجھے قصر کنگرہ شکن نے کہا مابدولت نے رات کو ناہید گوہر پوش کو خواب مین دیکھا دل پر ہجوم غم و الم ہی عیش و راحت مین فرق دل دریاے محبت مین غرق سب نے کہا حضور اسکا تردد کیا آپ بادشاہ صحراے طلسمی ہین آپکی حکومت و ثروت اُنسے بہت زیادہ ہی آج اس صحراے طلسمی مین وہ فخر آپ کو حاصل ہی کہ اگر شہنشاہ بھی اس صحرا مین آئینگے جبتک آپ راستہ نہ بتائینگے تب تک راہ نہ ملیگی یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر ملکہ ناہید گوہر پوش کا آئی ہی خوش ہوکر کہا یار دسیری آہ نارسا نے رسائی کی یقین ہی یہی لکھا ہو کہ مین تمسے شادی کرونگی لوگون نے کہا حضور آپ کے بھی تو حسن و جمال اور جاہ و جلال کا تمام طلسم مین شہرہ ہی یقین ہی عاشق ہوئی ہو ان کہارے نامہ دار معشوق کو بلاؤ اسوقت کی خوشی کچھ بیان نہین کرسکتا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ۔ در حیرتم کہ جان بکدامے کنم نثار۔ عجب ساعت سعید ہی بلکہ روز عید ہی چوبدار نے جاکر کنیز کو بلایا کنیز نے آکر سلام کیا قصر تو اسطرح بیقرار تھا کہ اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای قاصد معشوق خوش خود دیکھون اس نامۂ معشوق مین کیا لکھا ہی کنیز حیران کہ یہ کیسی باتین کرتا ہی نامہ ہاتھ مین دیا قصر کنگرہ شکن نے نامہ پڑھا بسمائی صاحب کا لفظ دیکھکر بہت بگڑا کہا ای کنیز تو جا عرض کرنا کہ مین خود حاضر ہوتا ہون صاحب نہ لکھا وارث نہ لکھا بسمائی صاحب لکھکے لکھا ہی مین آکے سمجھاؤنگا کنیز کو تو خلعت دیکر رخصت کیا بارہ ہزار جادوگرون کے افسر خانہ بدوش سے کہا کہ اپنی فوج تیار کرو مابدولت کل خود جائینگے مین اُنکو اپنے قصر مین لاؤنگا کہ میری دعوت قبول کیجیے مجھے مہمان سمجھ لونگا صبح کو سوار ہوا خانہ بدوش آگے آگے اہتمام سواری کرتا ہوا چلا

قصر کنگرہ شکن نے بہت بھاری لباس پہنا یہان کنیز نے آکر اوّل حال بیان کرکے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپکا ذکر ہو رہا تھا کہ مین نامہ لیکر پہونچی نامے کو آنکھون پر رکھا
کلیجے پر رکھا مگر ایک لفظ پر بہت بگڑے بھائی صاحب کیون لکھا ملکہ نے فرمایا وہ دیوانہ
ہوا ہی اسیوجہ سے میرے مان باپ سے ملنے آتے تھے کہ اپنا مطلب نکلے دیوانہ ہی وحشی
ہی مجھے اُسکے نام سے نفرت ہی خیر جب تشریف لائینگے تب سمجھا جائیگا صبح کو دربارگاہ پر
بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سرخ و سیاہ آسمان پر نمایان ہوے ملکہ ناہید اُٹھکر بارگاہ مین آئین ابر
شق ہوا قصر کنگرہ شکن آکے اُترا دل خانہ بدوش کو بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہنا کہ خود
قصر کنگرہ شکن آپکی رہبری کو آیا ہی خانہ بدوش نے آکر سلام کیا بیان کر دیا کہ خود
شہنشاہ آتے ہین ملکہ نے کہا تشریف لائین خانۂ بے تکلف ہی اُسیطرح تخت پر بیٹھی رہین
استقبال کو بھی نہ گئین قصر کنگرہ شکن اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ملکہ کو تخت پر دیکھا
کہ معشوق پری پیکر دونون عذار رشک شمس و قمر حسین مہ جبین ہونٹون پر مسیحائی نگاہون
مین دلربائی ایسا بدحواس تھا کہ آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی تھی
اُسپر آکے بیٹھا ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے لاکر جام دیا اُٹھکر سلام
کرکے پی گیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دماغ مین تو فتور رہا اپنے مقام سے اُٹھا
دست بستہ عرض کی مین امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول فرمائیے ایک شب کے
واسطے تشریف لے چلیے ملکہ نے کہا صاحب تم اسقدر عجز کیون کرتے ہو تمھاری ہی
عملداری مین اُترے ہین ایک شب اور رہجائینگے مطلب صرف ہمارا اتنا تھا کہ ہم راہ
سے آگاہ نہ تھے اس صحراے طلسمی مین آکے پھنس گئے ہمکو راستہ بتادو ملکہ حیرت
سے بڑے مقابلے پڑے ہین شہنشاہ نے بتاکید لکھا تھا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ
ایک شب سے زیادہ ہمکو تکلیف ندیجیے قصر کنگرہ شکن نے کہا مین آپ کے ساتھ
خود چلکر راستہ بتادونگا ملکہ نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین قصر خوشی خوشی اپنے مقام پر
آیا ایک باغ نہایت عمدہ آراستہ کیا یہان ملکہ ناہید گوہر پوش سوار ہوئین مقام
پر آکے قصر کنگرہ شکن کے پہونچین قصر نے کسی اعزاز و اکرام مین قصور نہ کیا ہر آ

استقبال آیا اور اپنے ہمراہ لے چلا پاے انداز بچھاتا ہوا زر و جواہر لٹاتا ہوا لیکر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا باغ بنہایت تکلف سے آراستہ گلہاے خوشبو چہار جانب سامان روشنی ہی آنے سے ملکہ کے باغ مین بہار تازہ آئی طفلان غنچہ چاہتے ہین باتین کرین زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس شہلا کو نگاہ ملانے مین حجاب قمریون کی صدا مین کوکو فاختہ قلندر مشرب کے دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سرۂ باغ پر بہار عندلیبان خوشنوائی پکار یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین بقول شاعر

نظم

گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کر ڈالی پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی گتار ہو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سر و تھرانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

گاہ مستی کی دھڑی ہر گہہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق کے نکھارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اسکا ہوا
مردے کے آثار زندہ مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی ہی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

سر بھی جاوے تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

ہر طرف صف بچھے کنیزان گلعذار ماہ رخسار براے خدمتگزاری مقرر کی ہین ملکہ اپنی کنیزون سے فرماتی ہین اسقدر خاطر مدارات کا کیا باعث ہی ضرورت تو ہماری ہی یہ کیون اسقدر جھکا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین ہمارے ذہن مین اور کچھ آتا ہی عجب نگاہ سے آپکو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ آپ پر عاشق ہوے ملکہ نامیہ نے اس کنیز کو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی اگر یہ خیال محال انکے دل مین ہی تو کیا کسیکو کسبی خانگی سمجھے ہین دیوانے ہوے ہین یہ کیا بیہودہ خیال ہی یہ کہتی ہوئی اٹھین وسط باغ مین جو چبوترہ ہی وہان تخت بچھا ہی اسپر آکے بیٹھی ہین دنگل پر آکے قصر کنگرہ شکن بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جام شراب کا گردش مین آیا رات بھی زیادہ آچکی ہی قصر کنگرہ شکن نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا اپنے مقام سے اٹھا دست بستہ ہو کر عرض کی مین کچھ کہا چاہتا ہون ملکہ

نے کہا فرمائیے قصر کنگرہ شکن نے کہا یہ عنایت و رحمت ہی آپ نے دعوت قبول
کی نہایت سرفراز ہوا امیدوار ہون کہ غلام کو بھی شرف پذیری قبول فرمائیے ملک و مال سب
آپ کے قدمون پر نثار کرون ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ ای شخص
کچھ دیوانہ ہی کیا خانگی کسبی بنایا اسی واسطے آپ نے ہماری دعوت کی تھی دعوت مین آپکو
عداوت منظور ہوئی ایک شاہ کے ہم تم دونون خراج گزار رہین تمہارے سحر کا راستہ نجانتے
تھے اسوجہ سے تمکو تکلیف دی تم اور کچھ سمجھے ہم شاہ کو نامہ لکھینگے آپ راستہ نہ بتائیے
راہبری کیسی گمراہی پر قدم مارا یہ کہکے کنیزون کی طرف دیکھا کہا جلد لشکر تیار کرو ہم اسیوقت
کوچ کرینگے قصر کنگرہ شکن قدمون پر گر پڑا کہا کہ میری گستاخی کو معاف فرمائیے مین ساتھ
چلکر راستہ بتادونگا ملازمون سے کہا خدمتگزاری کرو مین نے خوشامد کرکے ملکہ کو روکا ہی
ملکہ سے عرض کی اگر غلام سے ملال ہو تو مین صحبت سے اُٹھا جاتا ہون کنیزونکو براے خدمتگاری
مقرر کیا آپ رنجیدہ کبیدہ اُٹھکر بارہ دری مین آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہی
مصاحبون سے کہ رہا ہی کیون یارو کیا تدبیر کرون ملکہ نے جواب صاف دیا سب نے
کہا آپ نے جلدی کی زبان سے کہدیا ایک دو دن مہمان رکھیے ساتھ چلیے راستہ
بتائیے جب دو چار روز ساتھ رہیے گا آہوے وحشی کا رام ہونا کیا دشوار ہی جب رہم پڑیگا
ضرور قبول کرینگی ملکہ یہان صحبت مین بیٹھی رہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی جاکر
آرام فرمایا صبح کو کہا آپ چلکر ہمکو راستہ بتا دیجیے قصر نے کہا کل آپ کے ساتھ چلونگا
ملکہ ٹہلنے باغ کنیزونکو ساتھ لیے ہوے سیر مین مصروف مین قصر کنگرہ شکن مثل چاکران
کمربستہ ہمراہ تھا جب ایک قصر کے پہلو مین دروازے پر اُسکے کئی سو جادوگر بیٹھے ہین قفل مکان
مین بند ہی کراہنے کی آواز آتی ہی ملکہ نے پلٹ کر پوچھا کیون ای شاہ اس مکان مین کون ہی
قصر کو تو بات کرنے کی بہت خوشی ہوتی ہی دست بستہ عرض کی ملکہ بران شمشیر زن دختر
کوکب صف شکن نے بڑا غضب کیا عجیون جادو کو مار دیا اُسکا مٹایا شہنشاہ کو غصہ
آیا بران کو گرفتار کرکے غلام کے سپرد کیا ہی منظور شہنشاہ کو یہ ہی کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجاے
آب و دانہ بھی امین نے بند کیا ہی چاہتا ہون تڑپ تڑپ کر مرجاے ملکہ کو بڑا ملال ہوا کہا

ای قصر ذرا ہم بھی دیکھین کہ اس قیدی پر کیا آفت ہی قصر نے قفل کھولا دروازہ وا کیا ملکہ ناہید
کی نگاہ پڑی ایک نازنین آفتاب جمال ابرو رشک ہلال مگر گل عارض مرجھاے ہوے آنکھین
نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہوئین ہونٹون پر خشکی سرنگون غم سے کلیجہ خون کر ڈالا تھی ہی کہ زمین تھراتی
ہی مثل مرغ بسمل زمین پر تڑپ رہی ہی دو دن دو راتین گذرین آب و دانہ بند نہایت دردمند
زبان مین سوزن مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہوے قفل مار آتشین دہن پر بیقرار و مضطر قصر
نے کہا بس دیکھ چکین باہر چلیے ملکہ نے چاہا سنغا کلام کرون قصر نے کہا حضور اس دشمن
سے کلام کرنیکا حکم نہین ہی اسنے دریاے خون روان کو مٹایا پل بہ یزادونکو توڑا جیحون
اسی ظالم کے ہاتھ سے مارا گیا دریا اسکا مٹایا تب شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس ظالم کو
ایسے طور سے قید کرو کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجائے ملکہ ناہید کا دل ہلگیا آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے باہر نکل آئین قصر کنگرہ شکن کو کچھ جواب نہ دیا دل کے ٹکڑے ہوگئے
باہر نکل آئین مگر نہایت رنجیدہ کبیدہ قصر نے ہاتھ باندھکر عرض کی آج کی شبکو آپکو اور
تکلیف ہوگی کل غلام آپ کے ساتھ چلیگا ملکہ اپنی بارگاہ مین آئین چند مصاحبین پاس
بیٹھی ہین مشتری زہرہ جبین وزیرزادی بھی موجود ہی ملکہ بے اختیار مشتری کے گلے
مین ہاتھ ڈال کے رونے لگین مشتری نے کہا کیون حضور خیر تو ہی اس بے حیا نے کل
چلنے کا وعدہ کیا آپ اس سے کچھ خوف نہ کیجیے کیا مجال کہ کسیطرح آپ کو ہاتھ لگا سکے
کیا حضور کسی بات مین اس سے کم ہین ملکہ کا رونا اور زیادہ ہوا کہا ای مشتری مجھے اس
بات کا کچھ خوف نہین عجب طرحکا معرکہ گذرا مین اپنے کو نفرین کرتی ہون ای مشتری اصل
یہ ہی مجھسے کسیکی تکلیف نہین دیکھی جاتی ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب روشنضمیر بادشاہزادی
طلسم نور افشان اسکی لونڈیون نے کبھی یہ رنج و ملال نہ دیکھے ہونگے کس مصیبت مین
اسکو قید کیا ہی غضب سامری انکی جان پر لوٹے ایسے محبوب مطلوب پر آب و دانہ
بند کیا ہی خواہ افراسیاب سے بنے یا بگڑے مین رات کے وقت بران کو چھڑا لاؤنگی
مشتری نے عرض کی حضور بڑا فساد برپا ہوگا افراسیاب سے دشمنی ہوگی ملکہ ناہید نے کہا
افراسیاب خود پسند ظلم و بدعت کا پابند اول اپنے بادشاہ کو پکڑ لیا گیا انکی آہ اسیر پڑ گئی

جسدن سے اپنے لاچین کو قید کیا اُسدن سے آرام نہین پایا بادشاہ بنگالہ و کانور رود بیس
والے لشکر کشی کر کے آئے کیا کیا مقابلے پڑے مسلمانون نے آکر چراغ گل کر دیا ہے
کہ اسد غازی افسر اُنکا قید ہی ملکہ بہار و مخمور و رباغبان سب اُدھر شریک ہوے
افراسیاب نے کیا کر لیا بہار پر تو مرتے ہین مخمور کے نام پر جان دیتے ہین میرے
دشمن ہونگے تو کیا کر لینگے خواہ سلطنت رہے یا جائے حال بر ان پر ہیر اکلیجہ پھٹا جاتا ہی
مشتری نے کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین ملکہ ناہید نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا
جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش فوج شہنشاہ انجم سے شکست کھا کر بے اختیار
بھاگ نکلا شہنشاہ ماہ تابان بصد رونق و تجمل تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج انجم
نے صحراے فلک مین خیمہ ہاے ضیا آراستہ کیے قصر کنگرہ شکن نے چند کنیزون کو
بھیجا کہ جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ جلسہ آراستہ ہی تشریف لائیے ملکہ نے جوابدیا جا کر قصر
سے کہدو آج ہماری طبیعت سست ہی جسوقت طبیعت درست ہوگی آکر شریک ہونگی قصر
صحبت آراستہ کر کے باغ مین بیٹھا ملکہ ناہید نے لباس سحر جسم پر آراستہ کیا مشتری ساتھ
ہوئی ملکہ وزیر زادی کو لیکر ایک گوشے مین آئین دونون پانؤن مار کر غرق زمین ہوئین نقب
سحر کاٹتی ہوئی چلین قید خانے مین آکر سر نکالا مکان کے باہر حاجب و دربان حاضر باش و
ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین ناہید کی جو نگاہ پڑی ملکہ ترّان کو دیکھا تڑپنے لگی تڑپتے
بیہوش ہو گئی ہین صاف ثابت ہی کہ ستارۂ سحری چمک رہا ہی ناہید بہت روئی ملکہ ترّان کے
جسم مین جو ماران سیاہ لپٹے ہوے تھے اُنکو بار از بان سے سوزن نکالی مشتری سے کہا
اِنکو گود مین اُٹھا لے ہوشیار نہین ہو سکتین مشتری نے عرض کی واری کیا ہوش آئے تین شبانہ
روز بے آب و دانہ گذرے کیا ستم ہی اس ملعون قصر کنگرہ شکن کو ترس نہ آیا ہر چند کہ افراسیاب
نے حکم دیا تھا اس بیحیا کو اعزاز و اکرام کا خیال نہ رہا مشتری نے گود مین ملکہ ترّان کو اٹھایا
اُسیطرح نقب دیتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئین سب کنیزونکو باہر کر دیا ناہید نے سر ترّان کا
زانو پر رکھا مشتری دوڑ دوڑ کے کھانے پینے کی چیزین لائی حلق مین پانی ٹپکایا مشک و عرق کیا
جب چند قطرات آب ٹپکائے اُسپر بھی ملکہ ترّان کو ہوش نہ آیا ناہید رونے لگی کہا مشتری

سینے پر ہاتھ رکھکر دیکھو آمد شد نفس باقی ہے یا دشمنونکا دم نکل گیا مشتری نے پیشانی پر ہاتھ
رکھا سینے کو ٹٹولا کہا حضور جان تو باقی ہے مشتری نے تلوے سہلائے تب ملکہ بران کو ہوش
آیا آنکھ کھولکر سر اپنا زانو پر ناہید کے پایا ایک وزیرزادی تلوے سہلا رہی ہے ملکہ بران
اٹھ بیٹھین فرمایا ای مونس و غمخوار تمکو ہمارے حال پر کیون رحم آیا اپنا نام بتاؤ ملکہ ناہید نے
کہا پہلے کچھ نوش فرمائیے پھر مین نام بھی بتاؤنگی ملکہ نے چند لقمے نوش کیے ناہید نے
اپنا نام و نسب بتایا یہ بھی کہدیا کہ قصر سنگرہ شکن مجھپر عاشق ہوا ہے مین نے انکار کیا ہے آپ
کے حال زار کو دیکھکر میرے دلکو بیقراری ہوئی ملکہ بران نے کہا پھر یہان سے نکل چلو
راستہ ہم پیدا کرینگے راہبر کامل راستہ بتائیگا مین قید خانے سے نکل آئی صبح کو فساد برپا
کریگا مگر پر اُسکے مقابلہ ہونا بہتر نہین ناہید نے کہا بہتر ہین آپکے ساتھ ہون مشتری سے
کہا رات ہی کو لشکر تیار کرو مشتری نے چپکے چپکے اپنی فوج کو آراستہ کیا ملکہ بران کو مخفی ساتھ
لیا گرد کنیزین بیچ مین بران و ناہید پوشیدہ تخت پر سوار ہوئین مشتری پہلو مین لشکر کو لیکر
نکل گئین صحرائے طلسمی مین آکر ناہید نے عرض کی اسی صحرا مین ہم تینون بھٹکے ہر پھر کے
اسی مقام پر آتے تھے ملکہ بران نے اختر مرادیہ نکالا اتش مشعل اُسکو روشن کیا راہ مین
پھینکا زمین سے ایک پُتلہ سنہرا پیدا ہوا اُٹھے اُس مشعل کو ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی
اسی راستے پر سب صاحب چلے آئین سب اُسکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین تین کوس تک
وہ پتلا آگے آگے آیا ایک نخل کے سامنے مین آکر آواز دی مبارک ہو کہ صحرائے طلسمی طے
ہوگیا اب اختیار باقی ہے ملکہ نے دیکھا کہ ستارہ سحری چمک چکا ہے پس رو لشکر کو بڑھا دیا
عقب مین لشکر کے چلین دوپہر کو ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُسمین لشکر کو اُتارا صبح کو قصر جو
اٹھا ہرکاروان نے خبر دی حضور ملکہ ناہید تشریف لیگئین یہ خبر سنتے ہی گھبرا گیا کہا یارو یہ
کیا غضب ہوا ملکہ کیونکر چلی گئین ہائے میری زندگی کیونکر ہوگی مین نے تو وعدہ کیا تھا کہ
مین ہمراہ چلونگا ہائے میرا کہنا نہ مانا یہ کہکے پکار اُٹھا **نظم**

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا	کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
دل اپنا خون جو بے ساقی شراب ہوا	ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

شکارگاہ جہان مین عزیز تھا تار دل — بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے — پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر — ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب — ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا
دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو — در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

مصاحبون نے عرض کی حضور اسقدر بیقرار نہ ہون جب صحرائے طلسمی مین جاکر بیٹھین گی
آپ ہی سے مدد کی خواہان ہونگی یہ ذکر تھا کہ کان مین رونے کی صدا آئی قصر کنگرہ شکن نے
کہا ارے یہ کیا معرکہ ہے دیکھا خانہ بدوش نگہبان زندان خانے کا روتا پیٹتا سامنے آیا
کہا حضور بڑا غضب ہوا ہمنے جو صبح کو قید خانہ کھولا سمجھے تھے کہ بران نے انتقال کیا ہوگا اندر
جاکر دیکھا یاران سیاہ مرے پڑے ہین ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی موجود ہین ملکہ بران ندارد یہ
سنتے ہی قصر کنگرہ شکن گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا شہنشاہ نے تاکید کی تھی کہ بران کا مردہ
نکلے کیا غضب ہوا مین شاہ کو کیا جواب دونگا سب مصاحب آکر جمع ہوے کہا حضور خیر تو ہی
کہا ہاں جو مجھپر فلک ٹوٹ پڑا اتنا ہے کہ گوہر پوش کا جانا قیامت ہوا میری جان پر بنی ہے دوسری آفت
یہ آئی کہ بران قید خانے سے غائب ہوگئی لیکن صحرائے طلسمی سے نکلنا دشوار ہوگا
آیا یا کیونکر آیا کسطرح لیگیا صحرائے طلسمی سے کیونکر نکلا ہوگا اس سوچ مین تھا کہ ایک
مصاحب نے عرض کی اس حال کی ایک عرضی شہنشاہ کو لکھیے کہ بران قید خانے سے غائب
ہوگئی اتنا حضور تحریر کرین کہ کون لیگیا جو کوئی لیگیا ہوگا صحرائے طلسمی مین بھٹکتا ہوگا
لشکر کشی کرکے چلیے اس دزد باغی کو جلکر گھیر لیجیے اسکا بھی سرکار سے خدمت شاہ مین روانہ
ہو قصر نے کہا میری عقل مین فتور ہے معشوق کا جدا ہونا بڑا غضب ہوا اسیوقت ایک عرضی لکھکر
خانہ بدوش کو دی کہا اے برادر اسے خدمت شاہ مین پہونچاؤ جواب باصواب لیکر جلد
آؤ خانہ بدوش عرضی لیکر چلا افراسیاب جادو داخل باغ سیب ہے گرد تازنینان مہ جبین
جمع ہین کہ خانہ بدوش نے آکر عرضی دی افراسیاب عرضی کو پڑھکر نہایت برہم ہوا کتاب سامری
اٹھاکر دیکھی اسکی پشت پر جواب لکھا کہ اے قصر کنگرہ شکن تم جسپر عاشق ہوے اسکو محبت

مین قید یونکو دکھا دیا اُسکا یہ انجام ہوا وہ قیدی کو نکال لیگئی اب صحراے طلسمی سے بھی بہ آسانی نکاسی ہوگئی تیران صاحب اختر مروارید تھی اُسی زور پر نکل گئی لیکن فلان صحراے سبزہ زار مین لشکر اُسکا فروکش ہی یہ جواب لکھکر افراسیاب نے واپس دیا خانہ بدوش جواب لیکے آیا قصر کنگرہ شکن جواب دیکھکر گھبرا گیا خانہ بدوش نے اُسیوقت ساٹھ ستر ہزار کا لشکر تیار کیا قصر کنگرہ شکن اُسیوقت تلاش مین ملکہ ناہید کی چلا یہان ناہید مع تیران صحراے مین فروکش ہین کہ دیکھا صحراے گرد اڑی قصر کنگرہ شکن گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار آکر اُترا ملکہ تیران بیچارہ ہوگئی ہین ملکہ ناہید باہر نکل آئی ہین قصر نے جو ملکہ ناہید کو دیکھا کلیجہ دھڑکنے لگا خانہ بدوش کو حکم دیا ملکہ سے جاکر آداب و تسلیمات عرض کرکے کہنا کہ ای ملکہ عالم شہنشاہ نے مجھکو خبر دی ہی کہ ملکہ تیران کو آپ لائین ہین آپکا تابعدار ہون قیدی کو مجھے حوالے کر دیجیے اور مجھے سرفراز فرمائیے اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو غلام سے فساد ہوگا خانہ بدوش نے جاکر ناہید سے کہا ملکہ ناہید نے جواب دیا کہ ای خانہ بدوش تم کہدینا کہ فساد کا تو ہمین ڈر نہین جسطرح تمھارے مزاج مین آوے ہم حاضر ہین ہم قیدی کو تمھارے نہین لائے اور جو تمنے ہمسے کہا وہ سراسر تمکو سوداے خام ہی کبھی ایسا خیال نہ کرنا یہ جواب جو قصر کنگرہ شکن کو پہونچا یہ تردد ہوا کہ مین کیا کرون معشوق سے لڑون ملکہ تیران نے فرمایا ای ناہید کہدو کہ تیران ہمارے پاس ہین دیکھو وہ ہمارے ساتھ کیا کر سکتا ہی ناہید نے کہا جہانتک ٹلتا ہی وہانتک تو مین پردہ کرتی ہون اور جب حال کھلجائیگا تو سمجھا جائیگا لیکن قصر کنگرہ شکن کا عیار صیقل صبار و اُس سے کہا کہ ای صیقل ذرا تخلیہ مین تو جاکر دریافت کرو کہ تیران ناہید کے ساتھ ہین یا نہین صیقل چلا صورت بدلی کے لشکر مین ملکہ ناہید کے داخل ہوا اس فکر مین ہی کہ مین اپنے کو باریگاہ مین پہونچاؤن قضاے کار خواجہ عمرو و برق بھی ساتھ ہی بالادوی کو نکلے مسافر کی تلاش مین تھے کہ کوئی مسافر ملے تو اُسکی گردن لین دو روز نکل آئے کوئی مسافر نہ ملا کہ اُسکو لوٹتے ایک مقام پر خواجہ کو غصہ آیا کہا لے تیری وجہ سے بھی نہ ہوئی حباب مار کر برق کو بیہوش کیا اُسکو خشکی مین [illegible] تلاش مین مسافر کی تھے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا ایک

لشکر نخلستان مین اُترا ہوا ہی ادہر ایک لشکر صحرا ے سبزہ زار مین حیران ہوے کہ یہ کسکا
لشکر مین ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ سے اُترے طرف لشکر کے چلے یہان صیقل پھرتا
ہوا قریب بارگاہ ملکہ ناہید آیا ایک کنیز کو بفقرہ دیگر الگ بلایا اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل
بنکر بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ بہاران شمشیر زن مسند پر بیٹھی ہین مگر نحیف و زار چہرہ اُترا ہوا
رنگ رو متغیر ناہید بیٹھی کہ رہی ہی حضور بڑی خطا کی جو یہان ٹھہرے آپ کے ملک مین
پہونچ جاتے مطمئن ہوتے دیکھیے اب اس سے کیا گذرے ملکہ بہاران فرماتی ہین اے ناہید
مین علالت سے مجبور ہو ناچار ہون ورنہ تمسے کہدیتی کہ طبل جنگی بجوا دو خدا چاہتا تو اس مردود
بیحیا کو بھاگنے کی جگہ نہ ملتی ملکہ ناہید فرماتی ہین مین نے ابھی تک اُس سے بحث کلامی نہین
کی آپ کی مرضی ہو تو بلوا بھیجون روبرو اُسکو سمجھاؤن کہ حقیقت مین ہم بہاران کو لائے مگر اب
تم معاف کردو اگر آسنے مان لیا تو فبہا اور نہ مانا تو مقابلہ ہوگا جو سامری جمشید نے چاہا
ویسا ہی ہوگا ملکہ بہاران نے کہا کیون اے ناہید مقام افسوس ہی کئی دن تمکو آج ہماری
صحبت مین ہو چکے ابتک سامری و جمشید ہی کا نام لیتی ہو سامری و جمشید مثل ہمارے
تمھارے ساحر تھے اُن پر لعنت کرو خداے برحق کا مذہب اختیار کرو ناہید نے کانپکر
کہا مین نے آپکا مذہب بھی اختیار کیا اُسیوقت مطیع اسلام ہوئی صیقل نے یہ سب معاملہ
اپنی آنکھون سے دیکھا غصّے مین نکلا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کردون وہ انکو سبکو قتل کرین
بی ناہید کو دیکھو کیا ہو گیا اطاعت دین اسلام بھی کرلی یہ سوچتا ہوا جاتا ہی لشکر سے ملکہ
ناہید کے نکلا ادھر سے خواجہ آتے تھے آواز زنگ کی سنکر زرعہ نخلستان مین چھپے
دیکھا عیار بالباس عیاری سے آراستہ جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی خواجہ حیران کہ یہ کون ہی
کہان جاتا ہی لیکن طریقے سے معلوم ہوا کافر ہی خواجہ نے راہ مین حلقہ ہاے کمند بچھا دیے
صیقل جست وخیز کرتا ہوا اُس مقام پر آیا حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے شیر کی آواز دی
پیر کا کمند کو جھٹکا مارا صیقل گرا صیقل کو خواجہ نے اُٹھکر حباب مارا بیہوش کیا یہ تو دیکھ
لیا کہ ساحر نہین ہی کنارے آکر اُسکو درخت سے باندھا ہوشیار کیا بصورت اصلی کوڑا
لیکر کھڑے ہوے صیقل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پُرملال مین پایا خواجہ نے کہا

بتلانو کون ہی پہلے تو اسنے غلط بتلایا خواجہ نے ایک دو کوڑے مارے بلک گیا سب
صاف صاف بتا دیا یہ بھی کہا کہ بران کو دیکھکر آیا ہون اپنے شاہ سے اطلاع کرنے جاتا تھا
یہان گرفتار ہوا آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے خواجہ نے اسکو بیہوش کر کے
زنبیل مین ڈالا برق کو زنبیل سے نکالا حال علالت بران سنکر بڑا قلق ہوا برق سے
حال بیان کیا کہا ای فرزند ایک گویّے کے لڑکے کی شکل بنو مین گویا بنتا ہون بارگاہ ملکہ
ناہید مین چلنا منظور ہی برق نے خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا استاد زنبیل مین جاکر
بڑی مصیبت اٹھائی جابجا مارا مارا پھرتا تھا کہین ٹھہرنے کی جگہ نہ ملتی تھی جب سبکو تابہۂ
ہوا کہ یہی برق فرنگی ہی شاہزادیون نے دعوتین کین حال ہوشربا پوچھا مین نے سب
کیفیتین بیان کین کوئی اسنے ندیتا تھا کہتے تھے کل حال ہوشربا بیان کرو آپ نے بلایا
مجھکو آنا پڑا برق جب کل کیفیت کہہ چکا عمرو نے کہا بیٹا دربار مین قیصر کے چلنا منظور ہی
برق نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک لڑکے کی شکل بنا خواجہ ایک نوجوان گویّے
کی شکل بنے برق سے صلاح کی کہ میان قیصر کنگرہ شکن کی گردن لین برق نے کہا
بہتر ہی پہلے برق دائرہ بجاتا ہوا خواجہ کے گلے مین ڈھول ٹکڑے باندھتے ہوے
تانین مارتے ہوے چلے جتنے راہ مین سنا بیقرار ہو گیا لشکر قیصر مین آئے بازار مین
بیٹھکر گانے لگے تمام بازار کے لوگ جمع ہو گئے ایک چوبدار نے جاکر قیصر کنگرہ شکن
سے کہا حضور آج دو گویّے آپ کے لشکر مین آئے ہین کیا غضب کے گانے والے
ہین تمام بازار کو تسخیر کر لیا سب لوگ جمع ہین وہ تو آپکی صحبت کے لایق ہین قیصر نے کہا
بلالو چوبدار نے آکر برق و خواجہ سے کہا خواجہ نے کہا میان مرد ہے صاحب ہم
بازار کے رہنے والے بادشاہی درباروں مین ہمارا کیا کام ہی مرد ہے نے کہا آپ کو
سرکار نے بلایا ہی خواجہ و برق چوبدار کے ساتھ چلے آکر دیکھا ایک تخت پر قیصر
بیٹھا ہی گرد مصاحب رفیق و شفیق خواجہ نے آکر سلام کیا اور دعائین دین یاد مین ملکہ
ناہید کی قیصر حیران بیٹھا تھا کہا میان گویّے صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے برق کو اشارہ
کیا خواجہ نے پگڑی درست کی برق نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی نظم

صحرا سے سنبلانکا مگر مرحلہ آیا — پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
استاد کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم — لوٹا آ ئے یوسف کا اگر قافلہ آیا
سودا ہی رہا گیسوے پیچان کا تمھارے — شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا
یاقوتی لب کی تری العدری تفریح — پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا
ہرچند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار — دانتون ہی سے کاٹا جو زبان پر گلہ آیا
اکدم نہ جدا ہوتے تھے یا پھرون ہو غائب — کیا اسکا سبب ہی کہ جو یہ فاصلہ آیا
بے آہ کیے جان نہین بچتی اب ای دل — بیتابی سے ہی تنگ مرا حوصلہ آیا
تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش — لو اسکو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قصر کنگرہ شکن چوٹ کھاے ہوے ہی دیر تک رو دیا کیا کہا میان گویے صاحب حقیقت مین تم اپنا مثل نہین رکھتے مگر کیا کہین ایسے سرکش سے سامنا پڑا ہی کہ راتون کی نیند اڑ گئی لطف زندگی جاتا رہا کسی صورت سے چین نہین ملتا عمرو نے کہا وہ کون ہی کہ جو آپ ایسے کو قبول نہین کرتا رو رو کر سب حال اسنے بیان کیا خواجہ نے کہا اپنے یہان دعوت مین بلائیے ہمین فقط دکھا دیجیے اسیوقت راضی کر دینگے یہ تو خاص ہمارا کام ہی اسی مین ہمارا نام ہی مجھکو لوگ دل ملاؤ کہتے ہین مجھے وہان لیجلیے مین اسیوقت راضی کر دونگا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا ملکہ ناہید کو ایک نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ خوبان و ای سرو باغ محبوبی دو گویے ایسے نایاب میرے پاس آئے ہین کہ میری کبھی نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر حکم ہو تو انکو لیکر خدمت مین آؤن حضور سنینگی تو بہت خوش ہونگی یا تو مجھکو سرفراز فرمائیے یا انکو اپنی خدمت مین بلائیے یہ نامہ جو پاس ناہید کے پہونچا ملکہ نے سب سے صلاح کی سب نے کہا آپکا جانا تو مناسب نہین مگر یہان بلا لیجیے ملکہ بران کو مخفی کیجیے اور ملکہ حیران منتظر رہا کرتی ہین کہ آٹھ پہر پلنگ پر پڑی رہتی ہین جواب مین لکھا کہ ای قصر کنگرہ شکن تمھین آؤ دیکھو بھی لو کہ ہماری صحبت مین ملکہ بران نہین ہین قصر یہ جواب نامہ سنکر بہت خوش ہوگیا دونون گویون کو ساتھ لیا دو مصاحب دو خدمتگار بھی ہمراہ لیے یہان ملکہ ناہید نے جلسہ آراستہ کیا بران کو ایک خیمے مین رکھا کنیزین براے خدمتگاری مقرر کین باہر آکر اسکا استقبال کیا بارگاہ مین

لاکر بٹھایا قیصر کنگرہ شکن چہار جانب دیکھتا ہی کہین بران کا نشان نہین ملتا حیران ہی کہ شہنشاہ نے مجھکو کیا سمجھ کے لکھا خواجہ کی نگاہ جمال جہان آرا سے ناہید پر پڑی کلیجہ تھام لیا برق فرنگی کی نگاہ مشتری زہرہ جبین وزیرزادی پر پڑی بیقرار ہوگیا قیصر کنگرہ شکن نے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر ہین اُنھون نے مجھے لکھکر بھیجا کہ ناہید بران کو چھڑا کر لیگئین ناہید نے کہا آپ صاحب ملک و مال ہین اپنی عقل سے سمجھیے مجھے بران سے کیا واسطہ قیصر کنگرہ شکن نے عرض کی مین تو اسوقت گویونکو لیکر حاضر ہوا ہون حضور انکا اسوقت گانا سنین خواجہ نے ڈھول کے ٹکڑے باندھے برق نے دائرے کو چھیڑا اور گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہی کسکا — کچھ زباں سے کہے کوئی یہ دہن ہی کسکا

پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا — جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کسکا

دست قدرت نے بنایا ہی تجھے ای محبوب — ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا

کسطرح تمسے نہ مانگین تمھین انصاف کرو — بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہی کسکا

شادیِ مرگ سے پھولا مین سمانیکا نہین — گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا

دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو — کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا

باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت — باغبان کون ہی اسکا یہ چمن ہی کسکا

سرو سا قد ہی نہین مدِ نظر کا ہمسرے — گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا

یار کو تمسے محبت تو نہین ای آتش — خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہی کسکا

ان اشعار کو سُنکر ملکہ ناہید بیقرار ہوگئین مشتری دمبدم لڑکے ہی کو دیکھتی ہین فرماتی ہین حضور ملاحظہ فرمائین اِس لڑکے کا عضو عضو پھڑکتا ہی بوٹی بوٹی بے چین ہی کمبخت کسقدر کا یہ خوش آواز ہی بات بات مین اسکی سوز و گداز ہی ملکہ ناہید نے کہا ای قیصر کنگرہ شکن اگر تمھارے نزدیک مناسب ہو تو ان دونونکو آج اِسی مقام پر چھوڑ جاؤ ہم تنہائی مین گانا سُنینگے قیصر نے گویے کو پاس بُلایا کہا لو اب تو ملکہ تمسے تسخیر ہوئین بعد ہمارے جانے کے ذکر کرنا گویے نے کہا حضور خود لیکر ملکہ کو آپ کے پاس آؤنگا اپنے سوتیونکا مالا اُتار کے دیا کہا بہت راضی کرونگا

عمرو نے کہا مین تمکو خود راضی کرونگا قصر کنگرہ شکن خواجہ عمرو و برق کو چھوڑکر اب طرف
اپنی بارگاہ کے آیا جیسے ہی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر اڑا ہوا آیا
آتے ہی کاندھے پر قصر کنگرہ شکن کے بیٹھ گیا گلے مین دیکھا ایک نامہ پڑا ہی نامے کو کھول لیا
سرنامہ پر مہر افراسیاب پائی قصر نے نامہ کھولکر پڑھا بہ قہر و غضب لکھا تھا کہ او بیوقوف شاہان
سابق حماقت زدہ تھے کہ تجھ ایسے کو صحراے طلسمی کا بادشاہ کیا تیرے عیار صیقل کو عمرو
نے گرفتار کر لیا ملکہ بران بارگاہ ناہید مین موجود ہین تجھکو آگاہ کرتا ہون کہ بران آج کل
بیمار ہین سحر و ساحری سے مجبور و ناچار ہین یہ دونون گو تے جو تیرے یہان آئے تھے عمرو
و برق ہین اب کمر بران کی مضبوط ہوگئی لیکن جس مقام پر تو فروکش ہی اُسکے پہلو مین
قلعہ ہی قلعۂ قطرہ خیز اُسکا نام ہی بادشاہ وہانکا باران خونریز ہی باران کو بلوا کر رات ہی کو
شبخون مار جہانتک ہو سکے عمرو و برق کو پکڑ لینا دونون کو گرفتار کر کے مابدولت کے
پاس روانہ کر بران کا اختیار تجھکو دیا چاہے قتل کر خواہ لیجا کر قید کر مگر آب و دانہ بند کرنا
کہ پھڑک پھڑک کر جان دے مگر خبردار خبردار اس تحریر مین تامل نہ کرنا اور ناہید پہ جو تو عاشق
ہوا ہی وہ ہرگز تجھکو قبول نہ کریگی تیرے نام سے بیزار ہی اب عمرو اُسکو لشکر اسلام مین لیجائیگا
مضمون نامے کا پڑھکر قصر نے اُسیوقت باران خونریز کو نامہ لکھا دو پہر سے شب نہ گذرنے
پائی تھی کہ باران فوراً آکر اُترا بارہ ہزار ساحرون سے آیا ہی قصر نے جاکر استقبال کیا
سب کیفیت بیان کی باران نے کہا چلیے جاتے ہی لشکر پر برس پڑونگا دونون بادشاہ تو
اُسیوقت تیار ہوے یہان بعد جانے قصر کے بران جو صحبت مین آئین ناہید نے سب
حال بیان کیا کہا قصر دو گوتے چھوڑ گیا ہی ملکہ بران نے کہا بلاؤ تو خواجہ و برق آئے
بران نے دیکھتے ہی دونونکو پہچانا اُٹھکر خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا لو ملکہ ناہید
مبارک ہو ہمارے مددگار و مونس و غمخوار خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے چپکے سے ملکہ بران سے
کہا ناہید نہایت حسین ہی بران نے کہا حاضر ہین اِسکو مطیع اسلام کر چکی ہی برق بھی ملکہ
بران کے قدمون سے لپٹ گیا کان مین عرض کی مشتری زہرہ جبین پر غلام کی جان جاتی
ہی ملکہ نے فرمایا انشاء اللہ یہ آرزو بھی پوری ہوگی یہان تو سب مل کر بیٹھے خواجہ ناہید

کے سامنے گار ہے ہین رنگ اپنا ناہید پر جما رہے ہین لیکن خواجہ دیکھتے ہین کہ بران کا عجب حال ہی علالت سے پریشان خواجہ کو بڑا تردد ہی ملکہ ناہید کہتی ہین قہر کنگرہ شکن ساحر زبردست ہی خواجہ نے کہا مین جا کر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ نے باتمہارے عیاری جسم پر آراستہ کیے یہ کہکر نکلے کہ مین قہر کو گرفتار کرکے لاتا ہون خواجہ لشکر سے نکلے تھے چند قدم چلے ہین کہ دیکھا چہار جانب سے ساحر بلوہ کیے آتے ہین اسباب سحر ہاتھ مین خواجہ نے آواز سنی نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ قہر کنگرہ شکن اسباب سحر ہاتھ مین گینڈے کو بڑھائے ہوئے آتا ہی دوسری طرف سے ایک اور ساحر سیہ فام بڑے تن و توش کا کہتا ہوا ای برادر نہ گھبراؤ یہ بھی مین نے سنا کہ تم ناہید پر عاشق ہو مین اُسے گرفتار کر دونگا اِس کلام کو سنکر قہر نے اسکو کہا بھائی اگر مین ایسا سوچتا اُسکو گرفتار کر لیتا مگر سحر مین طاق شہرۂ آفاق حقیقت تو یہ ہی ایسی حسین ہی کہ فلک نے بہ این پیرانہ سالی ایسا معشوق نوجوان نہ دیکھا ہوگا

نظم

دکھلا ئینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز

موسی کو غش آجائیگا جلوے ہین تمہارے
دم دوسگے مسیحا کو اگر ہی یہی انداز

دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا
رکھتا ہی پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق مین کب سے ہی نشانہ
للہ اُڑا دے اِسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین
پٹکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز

منہ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑ کے کعبے کو ڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہی دانتونکی صفا یار نے جب سے
سوتی مری آنکھونکے ہین نظر انداز

جانبر کوئی ہو دیگا نہ دل تمسے لگا کر
جو ناز ہی آفت ہی قیامت ہی ہر انداز

واپس دل احباب کو لیلے سے ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہی یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اڑایا ہی تمہارا مگر انداز

باران خونریز نے کہا بھائی اسقدر نہ بدحواس ہو اپنے کو سنبھالو یہ کبھی تمہاری زبانی معلوم ہوا کہ اُسکو تمسے مفارقت دنکو یہ محبت ہی قہر کنگرہ شکن نے کہا بھائی ابتو لڑائی کا سامنا ہی جب قبضے مین آئیگی سمجھ لونگا خواجہ یہ معاملہ دیکر مکر بھاگے بہمان ناہید و مشتری و بران جاگ

رہی ہین کہ خواجہ گھبرائے ہوئے آئے کہا ملکہ ناہید غضب ہوا کوئی جادوگر یاران خونریز قہر
اُسکو اپنے ہمراہ لیکر برائے شبخون آتا ہی ملکہ تُراں گھبرا گئین کہا خواجہ مجھ مین سحر کرنے کی طاقت نہین
ناہید نے کہا حضور نہ گھبرائین کنیز سینہ سپر کریگی برق تڑپ کر ایک جانب بھاگا خواجہ کنارے
ہوئے گلیم اوڑھ لی ناہید و مشتری خیمے سے نکلین نکلتے ہی قرنا کرائی جب تک لشکر کو تیار کرین
یاران وقہر کنگرہ شکن لشکر پر آپڑے ایک ایک ساحر پر ملکہ ناہید کے دس دس نے
قبضہ کیا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے ملکہ ناہید تڑپ تڑپ کے گرنے لگین
جسپر سحر کیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کبھی برق بنگئے کبھی تڑپ کر نکل گئین خانہ بدوش سامنے
سے آتا تھا ملکہ ناہید کو جو سحر کرتے دیکھا للکارا کہ ای ناہید اسقدر سرکشی نکر وحسد ان کہ
افراسیاب ارادہ کریگا ملک کے ملک ویران ہوجائینگے یہ کہکے گولہ مارا ملکہ نے گولے کو
کاٹ کر آواز دی کہ تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمارے مقابلے مین آیا یہ کہکے کان سے بالی اُتاری
اُسکے مروارید بے بہا پھینک مارے وہ موتی جاکر پھٹے کچھ قطرات آب سر پر خانہ بدوش
کے گرے موتیونکی آبرو بڑھی چند پھول بھی برسے خانہ بدوش جھومتا آنکھین سرخ ہوئین رنگ
چہرے کا متغیر ہوا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی زہی سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے
مین غلام ہون ملکہ ناہید نے کہا نام تمھارا خانہ بدوش ہی ابھی تمھین سحر وساحری کا ہوش ہی
بات کا سمجھکر جواب دو خانہ بدوش پکار اُٹھا ہین کیا حاکم سے باہر ہون راز عشق سے ماہر ہون نظم

سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُلجھنے والے
ایسے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

کُشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
اُڑ زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر گئے ہوتے ہین منھ پھیر کے چلنے والے

حُسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تو نے بناؤ
خاک مین ملگئے دیکھکے جلنے والے

پانؤن تک تیرے جو پہونچے نہین ای بُتِ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

گوش زد ہو تو کہین کوسِ سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یہی سوزش ہی اگر گرمیِ نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

باغ عالم مین بھی اپنی دعا ہی پر صبح　　ہین سرسبز شجر بھی سو لئے پھلنے والے
اُنسے کہدو نہین آہستہ جو رکھتے دو گام　　گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا　　مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے
اشک باقی جو نہ آنکھو نمین رہے تو نہ رہے　　جگر و دل ہین لہو ہو گئے نکلنے والے
بس قلم صفحہ ہستی سے اٹھا ای آتش　　ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اسطرح یہ شعر پڑھتا ہوا گریبان پھاڑے ہوے ملکہ کی طرف دوڑا ملکہ نے کہا قصر کنگرہ شکن کا سر لاؤ خانہ بدوش پلٹا اُدھر سے باران آتا تھا باران نے جو دیکھا خانہ بدوش مست و بیہوش ہماری فوج کو قتل کرتا ہوا آتا ہی کئی مرتبہ للکارا کہ او خانہ بدوش دیکھ اپنے ساتھ والونکو قتل کرتا ہی اسنے باران پر گولہ مارا باران نے گولہ کاٹ کر تلوار کھینچ ماری کمر پر پڑی کہ دو ٹکڑے خانہ بدوش کے ہوے قصر نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سُنی روتا ہوا آیا کہا ای باران یہ کیا حرکت کی میرا بھائی قوت بازو زینت پہلو تھا لشکر کا اب انتظام کون کریگا باران نے کہا اُسنے ہزارون فوج والونکو مارا کیسے کیسے افسر قتل ہوے قصر نے کہا یہ شاہزادیونکے سحر ہین اسی سحر پر انکو بڑا ناز ہی نگاہین کمبختونکی سحر آگین ہین جسپر نگاہ پڑ گئی وہ مبہوت ہوا مگر اب چلکر انکو گرفتار کرلو دونون سحر کرتے ہوے چلے اُدھر سے ناہید لڑتی ہوئی آتی تھین باران نے خون برسایا قصر نے ایک گولہ کھینچ مارا جیسے ہی گولہ پھٹا ملکہ نے چاہا دفع کرون ایک تلوار گری کہ ناہید کا سر زخمی ہوا دونون بلوہ کرکے جا پڑے فوج نے بھی جانبازی کی قصر نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار آڑا اُس غبار سے ملکہ بیہوش ہوئین ہاتھون ہاتھ ملکہ کو گرفتار کر لیا مشتری نے جو دیکھا کہ ملکہ گرفتار ہوئین مشتری کڑک کر گری کئی سو جادوگر مر گئے مگر قصر نے فوراً خاک کی مٹھی بھر کر طرف مشتری کے پھینک ماری وہی خاک غبار زرد ہوکر بلند ہوئی مشتری بھی غش کھا کر گری مشتری و ناہید کا گرفتار ہونا فوج کے سر اُٹھ گئے فوج کم افسر کے ہونے سے مزاج برہم آپس مین صلاحین کر رہے ہین کہ یارو جان بچاؤ نکل چلو اب قدم نہین جمتا باران و قصر مل کر سحر کر رہے ہین آگ برس رہی ہی چند کنیزین دوڑی ہوئی پاس ملکہ بُران کے آئین کہا حضور آپ کس سوچ مین بیٹھی ہین ناہید و مشتری گرفتار

ہوئین چلکر کچھ تدبیر کیجیے ایسا نہ ہو دشمنون پر بھی زوال آجائے ملکہ بُرّان اپنے مقام سے
اُٹھین لیکن ہاتھ پانوٴن مین رعشہ سحر بالکل جواب دیتا ہی بمشکل باہر نکلین دیکھا فوج کفار کا
بنتہ ہی اہل اسلام بہت مار گئے بُرّان کو دیکھکر رُکے ورنہ بھاگا چاہتے تھے بُرّان نے جو
قہر کنگرہ شکن کو آتے ہوے دیکھا سحر کیا قہر نے اشارون مین دفع کر دیا دو چار سحر جو آپس
مین چلے قہر و باران نے مٹھیان خاک کی زمین سے اُٹھائین طرف بُرّان کے پھینکین
غبار زرد بلند ہوا اُس غبار مین ملکہ بُرّان گھر گئین ہر چند چاہا کہ غبار سے نکلون نہ نکل سکین
زبان مین لکنت ہاتھ پانوٴن بے طاقت لڑکھڑا کر گرین ملکہ بُرّان بیہوش ہوئین دونون نے بڑھکر
گرفتار کر لیا اب تو فوج والے بھاگے دو ہزار آدمی گرفتار ہوے خیمے لوٹ لیے بارگاہون
مین آگ لگا دی لوٹ مار کے پلٹے وہین بارگاہین استادگرائین اُتر پڑے لیکن قہر ایسا بیقرار
تھا حکم کیا ناہید کو بلاوٴ ملازم ناہید کو لائے جیسے باران نے جمال جہان آرا اسے ملکہ ناہید
کو دیکھا بیتاب ہو گیا کہا بھائی قہر کنگرہ شکن ہمین نے آکر لڑائی کو فتح کیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی
بُرّان کو نہ گرفتار کر سکتے بڑی ساحرہ زبردست ہی ناہید کو ہمین دو مشتری کے تم خریدار ہو
تمھارا ہمپر احسان ہوگا مشتری کیا ناہید سے کم ہی ہماری طبیعت اسی پر آئی ہی قہر نے
کہا بس خاموش رہو مین نے اِسی کے جوش محبت مین سب کام کیا ناہید میری معشوقہ ہی
مشتری کو تم لےلو مین اپنی معشوقہ پر قبضہ کرون ملکہ ناہید دونون کی باتین سُن رہی ہین پھر
قہر نے کہا جس سے معشوق راضی ہو باران نے ہاتھ باندھکر کہا کیون ملکۂ عالم
آپ نے تو مجھے پسند کیا ہوگا مین عمر مین بھی اِس سے کم ہون سحر و ساحری مین بھی میرا شہرہ ہی
اگر مین نہ آتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملک بھی میرا وسیع مرتبہ رفیع باران تو یہ باتین کر رہا ہی
کنیزین غلام سپہ سالار سب جمع ہین ایک کنیز نے ملکہ سے اشارہ کر کے کہا آپ یہ جواب
دیجیے کہ آپس مین لڑو جو سحر مین غالب آئیگا وہی ہمارا شوہر ہی ملکہ نے کہا اے باران سبجھے
توجہ تمھاری ہی جانب ہی لیکن قہر کنگرہ شکن سے مقابلہ کرو جو سحر مین غالب آئے مین
اُسکے ساتھ شادی کرون باران طرف قہر کے چلا کہا اُٹھیے معشوق نے کیا کہا مین آپ
ایسونکو دیوانہ جانتا ہون اگر اپنی جان بری چاہتے ہو اس معشوق کا نام نہ لینا ورنہ ملا رے

تلوارون کے ٹکڑے اڑادونگا قصر نے کہا ارے دیوانے تجھ ایسے مین نے بہت سے
تعلیم کر دیے تیری کیا حقیقت ہی باران و قصر مین سر دربار تلوار چلنے لگی لشکر مین بلوہ ہوا
افسر بھی ایک دوسرے پر جا پڑا کنیز جو برابر ملکہ ناہید کے کھڑی تھی چپکے سے کہا امین تو
گوشت خر دندان سگ ہو رہا ہی مین تمھاری زبان سے سوزن نکالتی ہون منم خواجہ عمرو
ناہید شگفتہ ہوگئی کہا خواجہ بڑا غضب ہی کہ بُرّان و مشتری قید مین عمرو نے کہا مین انکو بھی
جا کر رہا کرونگا ناہید نے اشارہ کیا بسم اللہ خواجہ نے زبان سے سوزن نکالی ناہید
تڑپ کر سحر کرنے لگی وہان برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا دوڑتا ہوا اُس خیمے پر آیا جہان
مشتری و بران قید ہین جادوگرو لنسے کہا ارے نمکحرامو تم دیکھتے ہو کہ لشکر مین بلوہ ہوگیا
تم قیدیون کو لیے بیٹھے ہو جا کر شریک جنگ ہو جادوگرون نے سر اُٹھا کے دیکھا حقیقت مین
سب آپس مین لڑ رہے ہین افسرون سے آپس مین تلوار چل رہی ہی باران و قصر سے آپس مین گولے
ترنج و نارنج بڑے زور سے چل رہے ہین یہ جادوگر بھی دوڑے برق اندر خیمے کے پہونچا
مشتری کی زبان سے سوزن نکالی بران کو بھی رہا کیا بران تو تھراتی ہوئی اُٹھین برق نے
مشتری کو آگاہ بھی کر دیا کہ اُستاد نے ناہید کو رہا کیا مین تمھاری فکر مین آیا مشتری کو تو
جانبازی برق کا خیال ہوا کہ بیشک عاشق جانباز ہی تڑپ کے خیمے سے نکلی مشتری تو جا کر
ملکہ ناہید کے ساتھ ہوئی ملکہ بران اسی مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین قصر نے لڑتے
لڑتے ایک مقام پر ایک چیخ ماری کہ باران کانپا پانؤن ہین اسکے گرز آہن کا ٹڑا سنبھا پانؤن
سے اُتار کر باران پر کھینچ مارا باران کا سر پھٹ گیا قصر لڑتا ہوا باہر نکلا دیکھا ناہید و مشتری
لڑ رہی ہین بُرّان نے آگ برسا دی سوچا کہ ناہید و مشتری کا گرفتار کرنا آسان ہی پہلے
بُرّان کی فکر کر لون یہ سوچ کے چلا فوج والون نے جو باران کی آواز سُنی کہ باران مارا
گیا قصر نکل کر برس پڑا اپنی اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے لیکن بُرّان و قصر کا سامنا پڑا بُرّان
نے جو سحر کیا قصر نے دفع کر دیا بُرّان کا سحر بوجہ نقاہت کے زور نہین پکڑتا اس بہیانے جو بُرّان
کو سُست پایا خنجر پھینک مارا ایک دستنک بھی دی خنجر جھک کر گرا کہ سر بُرّان کا زخمی ہوا خیال
مین گذرا اسی ظالم کی وجہ سے مین نے یہ آفتین اُٹھائین یہی مشہور ہی کہ جہان مسلمانونکا خون

گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی صحرا تو ہمیشہ سے ویران ہی اور زیادہ برباد ہو جائیگا اس ظالم کا خاتمہ کرون شہنشاہ بھی بہت خوش ہونگے یہ سوچکر تلوار کھینچی بران کا سر جو زخمی ہوا ضعف کا تو غلبہ تھا سر پکڑ کے بیٹھ گئی ناہید نے جو دور سے دیکھا بران بہت زخمی ہی قہر کنگرہ شکن برائے قتل جاتا ہی ناہید تڑپ کر گری اتر نے اتر نے گولہ مارا قہر کنگرہ شکن نے کارد سحر نکالکر کھینچ ماری سر ملکہ ناہید کا زخمی ہوا مشتری نے اگر سحر کیا قہر نے ایک دو پتھر مارا کہ مشتری بھی گری ان دونکو زخمی کر کے تلوار پکڑ کے چلا کہ بران کا سر کاٹون پکار کے آواز دی کہ بران کو قتل کرونگا للکار تا ہوا جاتا ہی کہ او دختر کوکب تو نے شاہ کو بڑے بڑے صدمے دیے جیحون کا خون کیا بالا بالا خواجہ عمرو و برق نے جو دور سے دیکھا یہ دونون بیقرار ہو گئے بلک بلک کے دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق کون و مکان ای رب زمین و زمان اس دختر بلند اختر کو بچا لے **نظم**

ای علیم است مرترا معلوم
میرسد از تو جا بجا مقسوم
تو قدیری و قادر قدرت
بر رقم شد ز کلک تو مرقوم
کس نشد از تفضلات مایوس
نہ باسم تو دیگرے موسوم
جا بجا ابر رحمتت بارد

حال موجود و حالت معدوم
تو رحیمی و راحم و رحمان
تو مقیمی و قائم و قیوم
مالکی و زمانہ مملوکت
نیست کس از عنایت محروم
گشتہ سرسبز از عنایت تو
نخل امید بار بر آرد

تو قسیمی و قاسم و رزاق
رحمتت میرسد بہر محروم
نقش ہر نقش از تو شد منقوش
مالکی و ہمہ جہان محکوم
نہ دگر کس بہ رتبہ ات ہمسر
ہر زمین ہمہ ولایت و ہر بوم

خواجہ کو اسقدر بیقراری کہ پچھاڑین کھا رہے ہین برق تڑپ رہا ہی قہر کنگرہ شکن قریب بران کے پہونچا تھا چاہتا ہی ہاتھ تلوار کا مارے کہ پہلو سے آواز آئی او نامرد کیا ستم کرتا ہی اپنی نامردی پر مرتا ہی قہر نے برہمن روئین تن کو دیکھا کہ سر برہنہ آتا ہی وجہ یہ ہی کہ برہمن اپنے قصر مین بیٹھا تھا یکا یک نقشۂ بران پر جو نگاہ پڑی ملول و حزین دیکھا کتاب جو اٹھا کر دیکھی یہ حال بران کا معلوم ہوا اسیطرح ہائے نور نظر کہتا ہوا دوڑا بالون پر گرد پڑی ہوئی جست کر کے سامنے قہر کے آیا اُسنے وہی تیغ برہنہ برہمن پر مار دیا برہمن نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قہر چاہتا تھا سحر کرکے نکلون کہ برہمن نے ایک طمانچہ مارا کہ سر قہر کا اڑ گیا دیر تک سنگ باری و برف باری

رہی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام مِن قصر کنگرہ شکن بود گردن سے اِسکی ایک طائر نکلا زفیلین
مارتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا یہان برہمن نے چند اشارون مین فوج کو تباہ کیا خواجہ
و برق بھی ظاہر ہوے برہمن نے بُرّان و ناہید و مشتری کو جو زخمدار پایا یہ نہ دل نے
قبول کیا کہ اِنکو اِسی حال مین چھوڑکے چلا جاؤن ایک تخت سحر سے بنایا تینون شاہزادونکو
اُسپر ڈال لیا ناہید و مشتری تو ہوشیار رہین مگر بُرّان بیہوش و مدہوش خواجہ و برق تو نہ
قبول کرتے تھے مگر برہمن نے بہ منت سوار کر لیا کہا آپ دیکھتے ہین کہ بُرّان کس حال مین
ہین اِس قید مین بُرّان نے بڑی مصیبت اُٹھائی آپ اِنکو اپنے لشکر مین لیجائین شہنشاہ کوکب
جو بیٹی کو اِس حال مین دیکھینگے بہت پریشان ہونگے خواجہ و برق بھی سوار ہوے سمیت
لشکر کے برہمن تخت اُڑاتے ہوے چلے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ طائر آکر پہونچا
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان میرے مالک کو برہمن نے مارا افراسیاب نے گھبرا کر
کہا ارے تیرے مالک کو برہمن نے کیونکر پایا طائر آہ آہ کر کے جلکیا خاک سے اُسکی
آواز آئی کہ ای افراسیاب متعلقین سامری و جمشید سے کہانی قصہ پوچھتا ہی افراسیاب
نے غصے مین آکر زانو پر ہاتھ مارا کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہا یار و غضب ہوا قصر
کے سر پر موت سوار تھی صحراے طلسمی سے کیون نکلا غصے مین اُٹھا کہا کہان جائینگے یہ
کہکر افراسیاب تو غصے مین چلا برہمن نے بران کے سر مین ٹانکے دیے خواجہ و برق نے
ناہید و مشتری کے سر مین بخیہ کیا پٹیان مرہم کی خواجہ نے زنبیل سے نکالین تینون کے سر پر
چڑھا دین تخت اُڑاے ہوے جاتے ہین دور آگے پڑا آگے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ
اِنکو لشکر ظفر اثر مین لیجائین مین اپنے مقام پر جاتا ہون تخت سے اُترے بُرّان نے کہا
مین طرف قصر جمشیدی کے جاؤنگی ناہید و مشتری بھی ساتھ ہین ناہید نے سر جھکا کر ملکہ
بُرّان سے کہا مین لشکر مین خواجہ کے کیا منھ دکھاؤنگی اگر آپ تشریف لیچلین تو بہت
مناسب ہی برہمن اِن سب صاحبون سے جدا ہوا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او برہمن بچے
تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی میری رونق طلسم ہی قصر کنگرہ شکن کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا خواجہ نے چاہا گلیم اُوڑھکر بھاگون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے کہان جاتا ہی

اشارہ جو کیا خواجہ زمین پر گرے برہمن نے چاہا کہ خواجہ پر سے سحر اُتارون افراسیاب
نے جھپٹ کر برہمن پر گولہ مارا افراسیاب اور برہمن سے سحر چلنے لگا بران و ناہید و مشتری
پانوُن مار کر زمین مین غرق ہوئین خواجہ زمین پر لوٹ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے برہمن کو یہان
افراسیاب دم نہین لینے دیتا سحر پر سحر کر رہا ہی برہمن جانبازی کر کے دفع کر رہا ہی اپنا بھی
سحر کرتا ہی افراسیاب نے نخل کی جانب اشارہ کیا برہمن ہر مرتبہ قصد کرتا تھا کہ خواجہ پر سے
سحر اُتار دون کہ یہ نخل جائین اسیوجہ سے افراسیاب نے درخت کی جانب اشارہ کیا
نخل سے ایک پتہ ٹوٹ کر گرا سنہری پنجے کی صورت بنکر خواجہ کو اُٹھالے گیا برہمن کو بڑا قلق
ہوا برق فرنگی نے غار مین سے دیکھا کہ برہمن پر بڑی آفت ہی اور یہ بھی دیکھا کہ اُستاد کو
پنجہ اُٹھا لیگیا غار مین سے نقب کھودتا ہوا ایک نخل کی پشت پر نکلا سوچنے لگا کیا تدبیر کرون
صرصر کی شکل بنکر دہڑا پکارتا ہوا ای شہنشاہ کیا کہنا برہمن آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہی
لونڈی بھی آپہونچی قریب پہونچکر کہا شہنشاہ گولہ مارتی ہین اسکو گرفتار کر لونگی افراسیاب
نے مُنہ پھیرا برق نے اپنی جان دیکر حلقہ ہاے کمند افراسیاب پر مارے اور حباب
مار کر بیہوش کیا افراسیاب گرا برق نے کہا ای برہمن تم تو جاؤ مین انکی خدمت کرونگا
برہمن نے کہا ای برق تمنے یہی بڑا کام کیا کہ اسوقت افراسیاب کو بیہوش کیا اب ہاتھ نہ لگاؤ
جان بچا کر نکل جاؤ برق نے کہا آپ جائیے آپ کو اِن باتون سے کیا کام ہی برہمن تو پر پرواز
پیدا کر کے روانہ ہوا برق نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر
مارا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُسنے پتھر کو روک لیا جب برق پتھر مارتا ہی پنجہ پیدا ہوتا ہی
پتھر کو روک لیتا ہی کئی پتھر برق نے مارے پنجے پیدا ہوے پتھر روک لیے جسم پر افراسیاب
کے کوئی پتھر نہ پڑا تب تو برق جھلایا اپنے توبڑے سے تھیلا بارود کا نکالا تمام بارود جسم پر افراسیاب
کے پھینکی ایک پگڑی توبڑے سے نکالی اُسکا فتیلہ بنا کے سینے پر افراسیاب کے پھینکا ایک
سرا لیکر بھاگا اور جا کر اسمین آگ لگائی فتیلہ جلتا ہوا چلا کہ آسمان سے آواز آئی او ظالم کیا
کرتا ہی دیکھا ماہیان زمرد پوش مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی برق بھاگا ایک غار مین جا کر اپنے
کو گرا دیا ماہیان نے آگ کو بجھایا افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا ای افراسیاب تو نے

عزت ہوشربا کی ستادی ایک عیار حقیر و ذلیل نے تجمیر عیاری کی اگر مین نہ پہونچتی جلا دیتا تب افراسیاب نے کہا نانی جان جنکے واسطے آیا تھا وہ تو سب نکلگئے لیکن عمرو کو مین نے پکڑ لیا آج اُسکو باغ سیب مین لیے جاتا ہون تڑپ تڑپ کر مرے اور نکاسی ممکن نہ ہو باغ سیب سے کیا آسکتا ہی اگرنہ ہا بھی ہوگا تو باغ ہی مین بھٹک بھٹک کر رہے گا ماہیان نے کہا افراسیاب باغ سیب مین اِس مکار کو نہ لیجا وہان بھی کچھ فتور برپا کریگا افراسیاب نے کہا آپ جائیے جو مناسب ہوگا وہ کرونگا ماہیان تو چلی گئی افراسیاب نے آواز دی ای نخل سر سبز ہماری امانت کو لاؤ دیکھا ایک ساحر بیخ نخل سے عمرو کو کاندھے پر لادے ہوئے پیدا ہوا عمرو کو سامنے افراسیاب کے ڈالدیا آپ بیخ نخل مین غایب ہوا افراسیاب نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا عمرو کو لیکر طرف باغ سیب کے چلا خواجہ کی جو آنکھ کُھلی دیکھا افراسیاب مجھکو لیے جاتا ہی قہقہہ مار کر ہنسے کہا آج کا دن مثل عید کے ہی کہ میرا شہنشاہ مجھکو لیے جاتا ہی کیا بندہ نوازی ہی کیا پرورش ہی ایسے قدردان کسکو ملتے ہین خاص آپکے واسطے طلسم مین آیا آپنے بھی ویسی ہی عنایت فرمائی کچھ شعر مین نے نئی غزل کے یاد کیے ہین یہ تو سماعت فرمائیے ایسی غزل کبھی نہ سُنی ہوگی افراسیاب نہین نہین کرتا ہی خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار شروع کر دیے

نظم

بہار آئی چمن مین چلی ہوا ے قدح — بڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعاے قدح

دکھا رہی ہی عجب آئنہ صفا سے قدح — سرور اُسے ہی جو ہی صورت آشناے قدح

نکالے دل سے کدورت اگر صفاے قدح — نثار شیشے کے ہو محتسب فداے قدح

شراب خوار کریگی بہت اسے صوفی کو — دکھائیگی لب بیگانہ آشناے قدح

صراحی دار ہی گردن نہین فقط اُنکی — دو چشم مست کی گردش بھی ہی اداے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے — کہ ابتدا مین ہوا حال انتہاے قدح

فراق یار مین دوران سر ہی دور شراب — لڑا کے شیشے سے توڑون یہ ہی سزاے قدح

بہ جلوہ مہر خورشید سے کہا آتش — ہنوز باقی ہی دور فلک مین جاے قدح

اِس زور و شور سے خواجہ ہاتھ پر افراسیاب کے چڑھے ہوئے تانین مارتے ہوئے جاتے ہین قضاے کار کوہ سنگ پارہ پر پہونچے ملکہ صنم سیہ پوش مع بارہ ہزار کنیزونکے

اپنے کوہ سنگ پارہ پر بیٹھی ہی معروف عیش وجشن ہی کہ کان مین عمرو کے گانے کی آواز پہونچی
ملکہ صنم نے کنیزون سے کہا ارے یہ کہان سے آواز گانیکی آتی ہی کوئی گارہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی
کنیزون نے بھی سنا کہا حضور آسمان پر سے آواز آتی ہی سامری وجمشید کا نام سن رہے ہین
یکایک سناٹا ہوا دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا ایک شخص کو ہاتھ پر لیے ہوے ہین وہ گارہا ہی
افراسیاب چلا آتا ہی صنم سیہ پوش نے اٹھکر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ غریب خانے کو
قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال صنم سیہ پوش پر پڑی بیتاب
ہوگیا اتر آیا صنم سیہ پوش نے پوچھا شہنشاہ کیا لیے آتے ہین افراسیاب نے کہا براے
مقابلۂ برہمن گیا تھا اس ساربان زادے مکار کو گرفتار کر لایا صنم نے پوچھا یہ کون
شخص ہی خواجہ نے پکار کر کہا حضور مجھسے سنین مین آپکا بھمک ہون زبردستی مجھکو پکڑ لائے
کہتے ہین تو عمرو عیار ہی مین بیچارہ غریب محتاج دن بھر بھیک مانگتا ہون رات کو بال بچون
مین جاکر جو نصیب ہوا کھا پیکے سو رہا افراسیاب نے کہا ای صنم سیہ پوش یہ جھوٹا ہی بڑے
بڑے ساحر اسنے مارے یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا مگر خواجہ ہر بات مین یہ کہتے جاتے
ہین حضور یہ مالک ہین مین انکو جھوٹا نہین کہ سکتا انھین کا کہنا صحیح ہی اب سبکو مار پیٹ کے
نکل جاؤنگا مجھے کون قید کر سکتا ہی کہ ایک طائر آکے پہونچا منقار مین نامہ دبا ہوا وہ نامہ
افراسیاب کی گود مین ڈالدیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات چہار دست
کے مرقوم ہی کہ ای افراسیاب زبانی کنیزان سامری کی معلوم ہوا کہ تو نے عمرو کو گرفتار کیا
او بیوقوف ایسے مکار کو باغ سیب مین لیے جاتا ہی وہان جاکر یہ فتور کریگا دوستونکو دشمن
بنادیگا خدمت مین حیرت کی بھیجدے اور تاکید لکھ بھیج کہ جاتے ہی اسکو قتل کر ڈالین زندہ
نہ رکھین اگر یہ مارا گیا لڑائی کو فتح کر لیا افراسیاب نے نامے کو دیکھکر صنم سیہ پوش سے کہا
آج شبکو اسکو اسی مقام پر قید رکھو بوقت سحر اسکو خدمت مین ملکہ حیرت کی پہونچا دینا قفس
آہنی منگاؤ قفس آیا قفس مین عمرو کو بند کیا کہا ای صنم سیہ پوش اسکو اپنے پاس رکھو لیکن
خبردار اسکے پاس کوئی نہ جائے یہ بڑا مکار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا صنم نے قفس
لے لیا سامنے لٹکا دیا افراسیاب تو چلا گیا صنم سیہ پوش ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا ای

شخص ہیچ بتلا تو کہ یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا حضور بڑے ڈھنگ کی بات بڑی بات ہے میری کیا مجال تھی کہ مین شہنشاہ کو جھوٹا کرتا جو فرماتے ہین بجا اور درست ہے مین سمجھا ہین گا یہ بات تھا کہ کوئی راہ گیر نکلیگا مجھ غریب پر ترس کھا کے پیسہ ٹکہ دیجاویگا شہنشاہ پہونچ گئے کہا ہمارے سامنے گا ہم تجھے کچھ دینگے مین دل توڑ توڑ کے گا یا ایک پیسا نہ دیا کہا ہم تمکو بیٹھکے قید کرینگے مجھکو لیے جاتے تھے اب یہان چھوڑ گئے حضور کو اختیار ہے غلام کے دو چار اشعار سنیئے تب حال میرے کہنے کا کھلے صنم سیہ پوش نے کہا وہ تو فرما گئے ہین کہ تم اسکے پاس نہ جانا عمرو نے کہا اتنی جادوگرنیان بیٹھی ہین مین دبلا پتلا کہان بھاگ کر جاؤنگا دو چار جشنون نے بھی کہا یہ حضور کہان بھاگ کر جا سکتا ہے قفس کھولا عمرو کو نکالا خواجہ صنم کے سامنے آکر بیٹھے کہا حضور سازندونکو بلایئے سازندے بھی آکر حاضر ہوے جب ساز آراستہ ہوا عمرو نے سامنے صنم سیہ پوش کے یہ اشعار شروع کیے

نظم

هر حال مین ہے اپنے سراپا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا لکھون
جان کاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر اک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لیے ہے خوشجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجھکو قاتل خوش رو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن یہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

اسطرح عمرو نے یہ غزل گائی صنم سیہ پوش بیقرار ہو گئی سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے صنم سیہ پوش نے بہت سے روپے منگا کر دیے کہا صاحبو یہ شہنشاہ کو کیا ہو گیا ہے بیچارے غریب کی یہی بڑی مدد ہے کہ دس پانچ روپے دیدیے یہ لوگ نہال ہو گئے اسکو عمرو بنایا خواجہ رقم لیکر چپکے کر رہے ہین بیچ مین بیٹھے ہین صحبت آبادیائی سب چیزونکو شمار کر رہے ہین کہ سبکو بیہوش کرکے دو چار گوڑیکا روزگار ہو جائیگا اشعار گا رہے ہین باتین بنا رہے ہین صنم کہتی

ہی میان گویّے صاحب تمنے اپنا نام نہ بتایا کس خاندان سے ہو عمرو نے کہا مین تانسین کا
پرُوتا ہون چھوٹا تانسین میرا نام ہی ہمارے خاندان مین کئی پشتو نسے یہی کام ہوتا چلا آتا ہی
مین تو حضور کو خوب راضی کرونگا اور یہ کیا مین ساقی گری خوب کرتا ہون میخانے کی کُنجی مجھے دیجیے
پھر مزا دیکھیے آپ کو بڑا لطف حاصل ہوگا مین اب آپ ہی کے پاس رہونگا صنم سیہ پوش کہتی ہی
میان تانسین صاحب کے پروتے مین تمکو نوکر رکھونگی شہنشاہ سے صفائی کرادونگی جس
بات کا شہنشاہ کو غصّہ ہی وہ اُتر جائیگا خواجہ نے کہا حضور وہ چاہتے ہین کہ مین کچھ ندون
صنم کہتی ہی کہ مین تمکو اسقدر دونگی کہ تمکو کسی سے لینے کی خواہش نہ رہیگی خواجہ خوش بیٹھے ہین
رنگ اپنا جما رہے ہین شراب طلب کی ہی کنیزونکو حکم ہوا کلید میخانے کی لاکر چھوٹے تانسین
کو دو کلید میخانہ خواجہ کو ملا چاہتی ہی کہ ایک ابر زمردنگار آسمان پر ظاہر ہوا خواجہ سمجھے اسکی
کوئی مصاحب آتی ہوگی بڑے زور و شور سے ابر آیا پہاڑ پر آکے ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا
ملکہ زمرد جادو وزیرزادی ملکہ حیرت جادو کی آکر پہونچی خواجہ نے ارادہ کیا کہ اُٹھ کے
بھاگون زمرد نے اُترتے اُترتے سحر کیا کہ پانْون عمرو کے زمین نے پکڑ لیے اور کہا ای صنم یہ
مکّار غدّار آپ کے یہان کیونکر پہونچا صنم سیہ پوش نے کہا بیچارہ غریب گویّا ہی تمنے کیون
سحر کیا زمرد سر پیٹنے لگی کہا ای صنم سیہ پوش تمھین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ گویّا ہی صنم نے کہا کہ
شہنشاہ قید کرکے دیکھیے یہ کہتا ہی کہ مین گویّا ہون اور حقیقت مین ایسا گاتا ہی کہ رنگ جما دیا
دل چاہتا ہی اسکو آنکھون مین رکھین زمرد نے کہا حضور یہ عمرو عیار ہی گانا اسکا سحر کامل
ہی چار سو سردار شہنشاہ کے مسلمان کر لیے نہین معلوم شہنشاہ نے اسکو کیونکر گرفتار کیا
یہ کیا کیسکو ملتا ہی چاہ زمرد پر شہنشاہ نے میلہ کیا تھا اُس روز کی قیامت آپ دیکھتین کہ اس ظالم
نے سارا میلہ لوٹ لیا اپنے سردارونکو رہا کرکے لیگیا شہنشاہ کو اسقدر غصّہ تھا کہ بہ ذات خود
لڑے شکست پر شکست دی مگر اس ظالم نے اپنی ہی کی وہ تدبیر کر رکھی تھی کہ لشتہ رنگین حصار
سے لشکر نہ ہٹایا برابر مقابلہ کیا زمرد نے سب حال صنم سیہ پوش سے بیٹھکر بیان کیا خواجہ
سنتے جاتے ہین اور فرماتے ہین بی وزیرزادی صاحب اسقدر لگائی بجھائی نکرو مجھ غریب
منگتا کے قتل ہونے سے تمکو کیا نفع ہوگا بھلا حضور یہ آپکی عقل مین آتا ہی کہ مین نحیف

وضعیف سارے میلے کو لوٹ لون اور کوئی مجھکو نہ قتل کر سکے صنم سیہ پوش حیران ہی کہ
وزیرزادی کا کہنا کیونکر نہ اعتقاد کرون لیکن یہ غریب بھی سچ کہتا ہی اکیلا کیونکر میلے کو لوٹ سکتا
آخر صنم سیہ پوش نے کہا بی زمرد ہرچند کہ مین اسکے کمال کی بہت مشتاق ہوئی لیکن تم
اسکو لیتی جاؤ ملکہ حیرت کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین زمرد نے کہا مین اسکو
لیجاؤنگی عمرو نے قہقہہ مار کر کہا ملکہ حیرت رحم دل ہین مجھکو جاتے ہی رہا کرینگی کوئی بھی
تکلیف مجھکو نہ ہو نیگی زمرد نے کہا بھلا نگوڑے میرے ساتھ چل تو مین فوراً تجھکو قتل
کراؤنگی عمرو نے کہا یہ آپ سے نہ ہوسکیگا ضرور رحم آئیگا زمرد نے عمرو کو گرفتار کیا مسلسل
ومطوق کر کے جس قفس سے خواجہ نکلے تھے اُسی قفس مین پھر بند کیا اٹھا کر اپنے تخت پر
رکھا لیکر چلی صنم سیہ پوش کو بڑا افسوس ہی بعد جانے زمرد جادو کے ایک عقاب بنکر
یہ بھی چلی بارہ کوس پر جاکر زمرد اُتر پڑی عمرو کا قفس لٹکا دیا آپ بارگاہ مین بیٹھی ہی کنیزین لئے
کہ رہی ہی کہ بی صنم سیہ پوش کی موت نہ تھی گھڑی بھر مین سبکو قتل کر ڈالتا اب یہان سے لشکر
اسلام و لشکر حیرت بارہ کوس پر باقی ہی قضائے کار رہنر برق فرنگی تاجدار بالا دوی کو
نکلے تھے ایک بلندی پر دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی برق فقیر بنکے لشکر مین آیا دریافت
کیا معلوم ہوا لشکر زمرد جادو ہی وزیرزادی ملکہ حیرت کی کسی کام کو گئی تھی پلٹی ہوئی
جاتی ہی ایک ساحر کی زبانی یہ بھی سُنا کہ خواجہ عمرو قید ہین یہ سُنکر برق تڑپ گیا کنارے
آیا کچھ سوچ کے صرصر کی شکل بنکر چلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ بی صرصر آتی ہین زمرد نے کہا ارے
صرصر کو بلا لاؤ کہنا کہ بی صرصر یہان آؤ تمھارے عاشق قید ہین ذرا انکو دیکھ جاؤ صرصر نقلی
اندر بارگاہ کے آئی صنم سیہ پوش عقاب بنی ہوئی نخل پر سے بیٹھی دیکھ رہی ہی حیران ہی کہ یہ
شخص کیونکر رہا ہوگا یہ عمرو عیار نہین ہی مگر نخل پر بیٹھی ہی یہان صرصر نقلی جو اندر آئی عمرو کا
جو قفس دیکھا کہا کیون واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیونکر قید ہوا زمرد نے سب حال
بیان کیا صرصر نقلی نے کہا واری مین بھی نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو نگوڑا مُو رہا ہوجائے میری
خبر پائیگا تو وہ ضرور آئیگا اب آج جلسہ جمائیے مین بیٹھکر گاؤن نگوڑا اثر پائیگا یہ کہکے صرصر نے
سازندونکو طلب کیا سازندون نے ساز ملائے یہ غزل شروع کی

نظم

کیفیتین ہین بادۂ ناب وصل کی | آنکھین نشانی ہین شب مہتاب وصل کی
کہتا ہی ناز سے مجھے یوسف نہ جانیے | تعبیر پوچھتا ہون اگر خواب وصل کی
کہنا پیام بر کہ یہان تو ہی آج کل | حالت وہان تباہ ہی بیتاب وصل کی
بیدار یان جو ہین شب فرقت مین دوستو | لغزیر مل رہی ہی مجھے خواب وصل کی
مینا و جام و شمع کو پھینکو یہا سے دور | صورت نہ دیکھو ہجر ہین اسباب وصل کی
کیا فکر جام و شیشہ و کیفیت ای صنم | افزون شراب ہجر سے ہی آب وصل کی
بیدار سے فراق سے ناسخ کا ہی کلام | مجھسے شکایتین ہین سوا خواب وصل کی

صنم سیہ پوش کہ بہ شکل عقاب نخل پر بیٹھی ہی گانے کی آواز جو کان مین پہونچی حیران ہوگئی قبۂ بارگاہ پر آبیٹھی یہان زمرد نے بعد تھوڑی دیر کے عرض کی ای وزیر زادی بڑی خوشی کی بات ہی کہ یہ مکار قید ہوا آج تو سب شراب پیئین مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے زمرد نے کہا ای صرصر اختیار ہی کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے مجھے تو حفاظت منظور ہی رات اسطور سے کٹے کہ سب ہوشیار و بیدار رہین زمرد نے بلا تکلف کنجی میخانے کی دیدی جانتی ہین کہ صرصر خیر خواہ دولت ہی لشکر مسلمانان یہان سے قریب ہی بیدار رہنا مناسب ہی صرصر نے میخانے مین جاکر شراب کو خراب کیا آواز دی صاحبو شراب لیجاؤ تمام ملازم دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر لیگئے لشکر مین ہر مقام پر جلسے قائم ہوئے کئی ہی گلابیان صرصر نقلی جلد جلد آراستہ کر کے بہ تکلف تمام محفل مین لیکر آئی سب خوش ہوگئے صنم سیہ پوش قبۂ بارگاہ سے دیکھ رہی ہی اب صرصر نے پھر ایک غزل عاشقانہ گائی جام شراب سر پہ رکھا کہا دیکھیے عمرو اسیطرح ساقی گری کرتا ہی سامنے زمرد کے آکے سر جھکایا زمرد نے موتیونکا مالا گلے مین ڈالدیا تھوڑے عرصے مین صرصر نقلی نے سبکو شراب پلائی صنم سیہ پوش نے سر اٹھا کر دیکھا لشکر مین تہلکہ برپا ہوگیا کوئی گا رہا ہی کوئی بجاتا ہی کوئی ناچ رہا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی صنم سیہ پوش حیران ہی کہ یہ سبکو کیا ہوگیا یہ دیوانے کیون ہوگئے تھوڑے عرصے مین صنم سیہ پوش نے دیکھا محفل مین بھی وہی رنگ ہونے لگا گائنونکی حالت خراب سازندے بیتاب کوئی اٹھتا ہی کوئی لوٹتا ہی بکایک زمرد جادو بھی مسند سے

اٹھی پکار کر آواز دی بی صرصر مین بھی تمھارے ساتھ شراکت کرونگی یہ کہکے چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری برق نے جھوم کر نعرہ کیا

نعرہ برق تصنیف مصنف

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرین سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطو سے زیادہ علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون سکار و غدار ہون
در مکر پہ میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

صنم سیہ پوش حیران حیران دیکھ رہی ہی یا تو صرصر کی شکل تھی یا ایک انگریز کو دیکھا ٹوپی پہنے ہوے بوٹ چڑھا ہوا پتلون جاکٹ پہنے ہوے پہلے قریب قفس عمرو کے آیا کہا استاد آداب عرض کرتا ہون غلام نے سارے لشکر کو بیہوش کیا اب شوق سے نکلکر بیٹھیے مار لیے خواجہ جیسے ہی قفس سے نکلے برق سے کہا آپ تو باہر جائیے آپ چور ہین برق نے کہا استاد مین نے بڑی مشقت کی عمرو نے کہا یہ بھی کوئی عیاری ہی صرصر بنکے چلے آئے مین رہا ہو جاتا برق نے دوڑکر ایک جادوگرنی کو ایک خنجر مار دیا جب تو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا برق طمانچہ کھا کے زمین مین گرا جادوگرنی کے پانون کے چھلے اتار لیے خواجہ نے برق کو گردن پکڑ کے دوڑا دیا برق پھر پلٹ کے چلا آیا کہتا ہوا کہ استاد مین سبکے کپڑے اتار دون آپ زنبیل مین رکھتے جائیے عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ چور ہین برق وعمرو سے تکرار ہو رہی ہی اب صنم سیہ پوش نے بخوبی پہچانا کہ یہ عمرو اور یہ برق اسکا شاگرد ہی بیٹھے بیٹھے سحر کیا دونون گرے صنم سیہ پوش زمین پر آئی بادران سحر برسا کے زمرد کو ہوشیار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی ساری عقل کو بیہوش پایا صنم سیہ پوش کو قریب پایا کہا ملکہ تم کیونکر آئین صنم سیہ پوش نے کہا مین اس ظالم کو گرفتار کر چکی تھی شاگرد استاد جو لڑے تب مین نے پہچانا اب مجھکو معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی یہ شاگرد اسکا برق خنجر گزار ہی دم بھر مین سارے لشکر کو بیہوش کیا زمرد نے کہا اگر مین نہ پہونچتی یہی حال تمھارا عمرو کرتا سارے لشکر کو قتل کر ڈالتا زمرد نے کہا اے صنم سیہ پوش مین آج ہی لشکر عبرت بنی جاتی ہون صنم نے کہا دونون کو ابھی قتل کیجیے اب مین یہی چاہتی ہون کہ انکا قتل ہو جاوے بہتر ہی زمرد نے کہا عیارونکے لیے حکم قتل کا نہین ہی شہنشاہ کو انکے قتل کا اختیار ہی صنم

تو رخصت ہوگئی زمرد نے قصد کیا کہ اب یہان سے کوچ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
ملکہ سُکان سمیتن آتی ہے مدد اقر اسباب کو جاتی تھی سُنا کہ ملکہ زمرد جادو وزیرزادی حیرت
کی یہان اُتری ہوئی ہین سکان پلٹ پڑی زمرد نے ملکہ سکان کو آتے ہوے دیکھا باہر
آکر استقبال کیا پوچھا ہوا کہان سے آتی ہو سکان نے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا ہین بامداد
مدد حیرت جاتی ہون جانتے ہی بہار وغیرہ کو قتل کرونگی سنا کہ بہار نے تیری بڑی
ہے زمرد سب حال بیان کرتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی سکان نے پوچھا تمھارے یہان
آنیکا کیا باعث ہوا زمرد نے کہا ہوا ہین کار سرکار کو نکلی تھی ایک آفت مین مبتلا ہوئی ہے
و برق کو گرفتار کیا عمرو و برق یہی ہین ان دونون نے مجھکو مارا ہوتا سکان نے جو نام عمرو کا سُنا
ہوا مین ہمیشہ نام عمرو کا سُنا کرتی تھی آج تمھارے پاس قید ہین ذرا اُسکا گانا سنونگی زمرد نے
کہا ہرا سے سامری و جمشید اُس ظالم کا گانا نہ سُنیے اُسکا گانا سحر ہے سکان نے کہا بی بی ہمتو گانا
سُنکے اُسیطرح قید کر لینگے ہم تم ساتھ جائینگے ہمارے سامنے عیر ساحر کی کیا حقیقت ہے اگر بھاگ
بھی جائے تو سو کوس سے پکڑوا لیا سکتے ہین یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی قفس عمرو کا آتا دیکھا عمرو
ہان ہان کرتی ہے کہتی ہے بوا اچھی بات نہین دیکھو بہت پچتاؤگی سکان نے کہا تمہین کیا
لیاقت کہ ہمارے سامنے بھاگ سکے بوا ہمسے شرط کر لو اگر ہوا نکے بھاگ جائیگا تو
سے پکڑوا بلائین لاکھہ زمرد چیخی چلی مگر سکان سمیتن نے کچھہ نہ مانا عمرو کو قفس مین سے نکال لیا
برق نے چپکے سے کہا اُستاد ہمین باہر نکلوا لیجیے خواجہ نے کہا چپکا بیٹھا رہ برق خاموش
ہو رہا خواجہ آکر صحبت مین بیٹھے سکان کی تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای ملکہ عالم آپ
ایسے فیاض سخی نگاہ سے نہین گذرے بھلا مین حضور کے سامنے بھاگ سکتا ہون بیان ملکہ
سکان نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے گانا سُنائیے گانا سُنکر آپ کو پھر قفس مین بند کرونگی تو
جاؤنگی میری منزل کھوٹی ہوتی ہے خواجہ نے کہا اب آپ کہان جائیےگا سکان نے کہا

اب باتین نہ بناؤ خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گائے **نظم**

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے	رُت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے	عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہی کوچہ قاتل کی تلاش — ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہی
نشۂ مے نے نقاب رخ نہ بیا اُلٹا — ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہی
قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام — یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہی
پائوں تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے — پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہی
وہ جنون خیز ہی وہ مایۂ سودا ہی وہ زلف — دیکھتی ہی جو پری ما برہنہ پا پھرتی ہی
اپنے جامے سے ہو نہیں بیکش مفلس باہر — رہن ہوئی ہوتی دستار و قبا پھرتی ہی
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں — یہ بلا وہ نہیں آتش جو بلا پھرتی ہی

ملکہ سکان سنتے ہی بیقرار ہوگئی کہا کہ خواجہ کیا کمال کرتے ہو خواجہ نے دیکھا کہ برق قفس مین بیٹھا رورہا ہی ہنگاہ یاس طرف خواجہ کے دیکھ رہا ہی خواجہ کو رحم آگیا فرمایا ملکۂ عالم آپ نے کیا گانا سنا ساز نہ سے خلاف تھے یہ شاگرد میر الطبلہ بجائے تب سُنیئے سکان نے کہا بی زمرد برق کو بھی پنجرے سے نکال لو زمرد نے کہا حضور مین آپ کو منع کرتی ہون آپ میرا کہنا نہین مانتین عمرو ہی کا نکال لینا جبر شاق ہی دوسرے فتنہ انگیز کو بھی آپ نکلواتی ہین بس اب آپ گانا سن چکین اب عمرو کو قفس مین قید کیجیے اور آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا بوا زمرد تم تو ایسی بیوفائی کی باتین کرتی ہو گویا ہمارے تمہارے کبھی کی ملاقات نہین عمرو کو پھر بھر ہوچکا قفس سے نکلے نگوڑا ہمارے سامنے سے بھاگ نہ گیا عمرو نے گڑگڑا کر کہا حضور مین غریب و نحیف وضعیف کہان بھاگ جاؤنگا مین قدردان کا جویا تھا آج مجھکو قدردان ملا اب مین آپ کے پاس سے کہان جاؤنگا خواجہ نے ذرا سا عطر آنکھون مین لگا لیا اسقدر آنسو نکلے کہ خواجہ کو ہچکی لگ گئی ملکہ سکان گھبرا گئی کہ ایسا نہ ہو اس نحیف وضعیف کا دم نکل جائے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا خواجہ اسقدر نہ رؤو مین نے اب تمھارا گانا سنا مین تمھاری جان بچا لونگی عمرو نے کہا مجھے سینے بدنام کیا ہی مین بھلا کسے قتل کرونگا مین اس لایق ہون کہ کسیکو قتل کر دون مین نے کبھی چیونٹی کو بھی اپنی دانست مین پانؤ تلے نہین ملا ناحق مجھکو ایسی ایسی باتین یہ لوگ کہ رہے ہین بی زمرد کو مین نے ایک دن بیہوش کیا بھو کا تھا انکا پائجامہ اُتار کر بیچ لیا اسی پر میرے ساتھ دشمنی کرتی ہین اب مین توبہ کرتا ہون اب مجھسے کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی مجھے یہ لوگ بدنام نکرین ورنہ مین اپنی

جان دونگا سکان نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی سکان
نے کہا بی زمرد و برق کو پنجرے سے نکالو سچ کہتا ہی جو جسکے ساتھ کا سازندہ ہوتا ہی اُسکے ساتھ اُسکا
رنگ بندھتا ہی زمرد نے کہا مین برق کو پنجرے سے نہ نکالونگی زمرد و سکان سے تکرار ہونے
لگی سکان نے کہا ہوا نہ مرد تمھاری شناسین تو نہین آئی ہین خواجہ نے بھی چپکے سے کہا ای
ملکۂ عالم یہ بڑی حرامزادی ہی ملکہ حیرت کو گالیان دیتی ہی جنکی نوکر ہی آپ کو کیا مانگی آپ برق کو
نکال لیجیے انکا کہنا نہ مانیے سکان اُٹھی جب قفس کیجانب چلی زمرد بھی اُٹھی کہا بی سکان الگ
رہو ورنہ ایک گولہ مارونگی سر پھٹ جائیگا سکان نے دن سے گولہ مارا زمرد تو ہٹ گئی کئی
کنیزون کے سر پھٹے ابتو سب کنیزین بلوہ کرکے زمرد کی کنیزون پر جا پڑین سکان نے ہاتھ کو جو
ہلادیا کئی سی کنیزون کے سر اُڑ گئے عمرو نے جھپٹ کر قفس برق کا کھولا برق تڑپ کر نکلا نکلتے ہی
حقۂ آتشبازی کا مارا اور پکار کر آواز دی زمرد حرامزادی کا سر کاٹ لو بلا زمان سکان اندر بارگاہ
کے گھس آئے ابتو سحر چلنے لگا ہزار ہا کنیزونکے لاشے گر گئے سکان نے سحر کیا کہ بارگاہ مین آگ لگ
گئی زمرد تڑپ کر نکلی باہر نکل کر اسنے بھی سحر کیا بارگاہ جلکر گری خواجہ و برق حقہ ہاے آتشبازی
مار رہے ہین لشکر زمرد پر آفت برپا ہی حقۂ آتشبازی الگ چل رہے ہین سکان نے آگ برسائی
سلین گرائین خواجہ و برق ہر مرتبہ پاس سکان کے آتے ہین کہتے ہین ہم آپ کے تابعدار ہین
عمر بھر آپ ہی کے ساتھ رہینگے سکان نے کہا خواجہ مین آپ کے ساتھ ہون خواجہ نے ادر
دو چار حقے آتشبازی کے مارے کئی سو جادوگر جلے ساحر جانتے ہین سحر کی آگ ہی جسپر شعلہ گرا
وہ جلنے لگا روغن نفط خواجہ نے پھینکا جسپر قطرہ گرا وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوا ہر طرف ہنگامۂ
گیرودار بلند ہی ہر کافر دردمند ہی لڑنے والے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ تھی کہ سکان و زمرد سے
سامنا پڑا انہ مرد نے کئی سحر کیے سکان نے خنجر کھینچ مارا اسسے زمرد کا زخمی ہوا برق نے ایک
پتھر پھینک مارا بالون زمرد کا زخمی ہوا اب زمرد ناچار ہوئی فوج کا خیال کیا چار ہزار ساحر اسکے
مارے گئے اور سکان کی فوج بیجانبازی لڑ رہی ہی زمرد نے دیکھا اب پانون نہین ٹھہرتا جب سکان
سے مقابلہ کیا سکان سحر مین غالب آئی خیال مین گذرا کہ اب نکل چلو ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن
زمرد جادو نے ساتھ والون کو اشارہ کیا صاحبو نکل چلو اب نہین ٹھہر سکتے ایسا نہو کہ

گرفتار ہوجاؤن سکان بلا سے روزگار ہی آخر زمرد جادو شکست فاش کھاکر بھاگی سکان نے تین کوس تک پیچھا کیا جس ساحر کو راہ مین پایا اُسے قتل کر ڈالا زمرد کے سر سے خون بہتا ہوا حیران و پریشان ران زخمی اُفتان وخیزان پہاڑ ونکی جانب سے نکلکر بخدمت ملکہ حیرت پہونچی یہان سکان نے جب دیکھا کہ لشکر زمرد بالکل بھاگ گیا خیمے بارگاہین مع خزانہ سب قبضے مین کیا عمرو ہی کا نام رٹ رہی ہی گھبراکر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ عمرو و برق کہان ہین خواجہ عمرو کنیزون مین ملے ہوے ساتھ تھے برق خدمتگار بنا ہوا چلا آتا تھا خواجہ صورت اصلی بنکر سامنے سکان کے آئے کہا خواجہ اب مین افراسیاب کو مُنھ دکھانے کے لایق نہین رہی زمرد جاکے آگ لگائیگی مجھے اب دین اسلام کا اعتقاد ہوا سامری و جمشید پر لعنت کی خواجہ و برق ساتھ سکان کے بارگاہ مین آئے سکان کے ساتھ مع کنیزان چالیس ہزار فوج ہی کچھ زخمی ہوے اُنکا علاج ہونے لگا اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ و برق ساتھ ہین خواجہ نے دیکھا سکان کی پیشانی پر رونق معلوم ہوتی ہی یہ دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ آگر بیٹھے سکان کو تو خواجہ کے گانے کا بڑا اشتیاق ہی کہا خواجہ جو قضاو قدر کو منظور تھا وہ ہوا آپ کچھ گانا سُنائیے برق نے طبلہ لیا ٹکڑے گانٹھنے لگا خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے ملکہ سکان سمتن کے بالحان گانا شروع کیے

نظم

کیا قہر طعن بوالہوس بے ادب ہوا	جرمِ رقیب قتل کا میرے سبب ہوا
بوسے دمِ غضب لیے اُلٹی سمجھ تو دیکھ	بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو کب ہوا
کسدن تھی اُسکے دل مین محبت جواب نہین	سچ ہی کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر	جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
جی طعن وصل حور سے کیسا جلا دیا	روز جزا کا ذکر جو محفل مین شب ہوا
ازبسکہ تھی وصال مین غیرونسے ہمسری	عیش و سرور باعث رنج و تعب ہوا
ہمرہ عدو کے سوئے لبغل سے مری اُٹھے	وہ کیا کہ سبکو جذبۂ دل سے عجب ہوا
اب اذن انتقام جفاے فلک تو دو	سو بار جوشِ نالہ اجازت طلب ہوا
رابطِ بتان دشمن دین انتقام ہی	ایسا گناہ حضرت مومن سے کب ہوا

یہان تو محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لیکن زمرد جادو خدمت مین ملکہ حیرت جادو
کی پہونچی سر زخمی ران سے خون بہتا ہوا لباس پارہ پارہ حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای زمرد
خیر تو ہی زمرد نے سر پیٹ لیا سب حال رو رو کر بیان کیا کہا حضور بی سکان صاحب نے
عمرو و برق کو مجھسے چھین لیا اب فلان مقام پر اُتری ہین عمرو و برق اُنھین کے ساتھ ہین
آپ کی مدد کو آتی تھین یہ بھی ایک فریب تھا نام آپ کا لیا مگر عمرو و برق کو قبضہ سُنکر گھبرا گئین
آخر زبردستی چھین لیا حیرت یہ سُنکر کانپنے لگی پلٹ کے دیکھا کاؤس نہنگ سوار دنگل
پر بیٹھا تھا حیرت نے کہا ای کاؤس جلد جاؤ بی سکان کا سر لاؤ شہنشاہ نے کس زور
شور سے عمرو کو گرفتار کیا اُسکے اُوپر یہ آفت خراج گذارون نے خوب سر اُٹھایا ہی انکو سزا
معقول ہونا چاہیے کاؤس باہر نکلا ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے گینڈے پر سوار ہو یلغار
کر کے چلا قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے جو موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے
دربار مہرخ مین آئے آکر سب خبر عرض کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کاؤس نہنگ سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر برائے گرفتاری سکان گیا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ نے چوکی رکھوائی
پکار کر آواز دی ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی سکان نے ہمپر احسان کیا کہ خواجہ و برق
کو رہا کر لیا ہرکارون کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اُسنے اطاعت دین اسلام اختیار کی لہذا تم
مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر سکان کو بچائے اور کاؤس نہنگ سوار کو روکے ملکہ سکان پر کوئی
زوال نہ آنے پائے ملکہ مہرخ کی زبان سے یہ پورا کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ اپنی کرسی پر سے
ملکہ گلگونہ زرنگین پوش اُٹھین کہا یہ کنیز جائیگی ملکہ مہرخ نے کہا ای گلگونہ تمسے افراسیاب
کو بہت کد ہی ایسا نہ ہو وہ بیحیا وقت پر آجائے ہر چند ملکہ مہرخ نے فرمایا مگر ملکہ گلگونہ نے
کہا اب تو کنیز اُٹھ چکی اب نہ جانا میرے واسطے معیوب ہی کنیزون کو آواز دی سپہ سالار انکے
لشکر کا مجنون تیغ بند حاضر تھا حکم ہوا لشکر جلد تیار کرو بارہ ہزار ساحر تیار ہوئے ملکہ مہرخ
نے کہا لشکر تو اور لیلو گلگونہ نے کہا آپ کا اقبال ساتھ ہی کچھ فوج کی ضرورت نہین بارہ ہزار
ساحرونکو ساتھ لیکر ملکہ گلگونہ چلین یہان ملکہ سکان خواجہ عمرو کے ساتھ مصروف عیش و
عشرت مین اور قصد ہوتا ہی کہ طرف لشکر اسلام کے جائین مگر گاسنے سے خواجہ کے

سکان کو سیری نہین آتھٹہ پہر یہی چرچہ رہتا ہی اسوقت بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہین خواجہ بھی کرسی پر
ایک طرف میان برق فرنگی سکان سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کاؤس جادو
ساٹھ ہزار ساحران غدار سے آکر پہونچا کاؤس کا ملک قریب عملداری ملکہ سکان ہی اسنے ایک
نامہ ملکہ سکان کو لکھا کہ ای ملکۂ عالم تمہارے بزرگو نسے اور ہمارے بزرگون سے رسم و مراسم
رہا لیکن آج تمنے بڑا غضب کیا وزیرزاد یگو ملکہ حیرت کی زخمی کیا قید یونکو چھین لیا بہتر اسی
مین ہی کہ عیارون کی مشکین باندھکر خدمت مین بادولت کی لاؤ مین تمہاری خطا معاف کرادونگا
ورنہ وہ سزا ے کامل دونگا کہ دیکھنے والونکو عبرت ہو ایک ساحر نے یہ نامہ جاکر ملکہ سکان
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے یہ نامہ پڑھکر سر جھکا لیا خواجہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہی تب ملکہ
سکان نے نامے کا مضمون سامنے خواجہ کے بیان کیا خواجہ نے نامہ ہاتھ سے سکان
کے لیکر چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور ساحر سے کہا شہنشاہ سے جاکر کہدینا کہ ہم سامری جمشید
پر لعنت کر چکے ہم نمکحرام کے پاس نجائینگے جس ہیجیا نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسکی صورت
خدا نہ دکھلائے ہم ایسے نمکحرام کے ساتھ کبھی نہ جائینگے ساحر کو نکلوا دیا نامے کو چاک کیا ساحر
نے جاکر کاؤس سے کہا ملکہ تو آپ کو دیکھکر ڈری تھین لیکن وہ دبلا پتلا تا نتیا عیار بھی بیٹھا
تھا اسنے بڑا غصہ کیا نامہ سرکار کا چاک کر ڈالا یہ سنتے ہی کاؤس نے طبل جنگی بجوایا ملکہ
سکان نے بھی طبل جنگی بجوایا لیکن خواجہ سے کہ رہی ہین اس ہیجیا سے مقابلے مین بڑی
مشکل پڑیگی نہایت ساحر زبردست ہی ہمارے ملک کے قریب رہتا ہی خواجہ فرماتے ہین ملکہ
نہ گھبراؤ حیرت سے تو کبھی دبے نہین یہ کیا ہیجیا ہی صبح کو سمجھا جائیگا سکان نے کہا خواجہ
ہمارا لشکر بہت کم ہی وہ لشکر بہت لیکر آیا ہی خواجہ نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ لیکن
کاؤس نہنگ سوار شام تک بیٹھا رہا رات کو عقاب بنکے طرف لشکر سکان کے
چلا خواجہ عمرو کسی ضرورت کو بیرون بارگاہ آئے تھے انتظام کرنے پھرتے تھے برق فرنگی
دربارگاہ پر دیکھ رہا ہی کاؤس ایک نخل پر آکے بیٹھا عمرو کو جو دیکھا جل گیا کندے سے باندھکر
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا اہلڑ ہوا کہ خواجہ عمرو کو کون لیے جاتا ہی برق فرنگی تڑپ کر
دوڑا اتنا تو پلٹ کر کہا ای سکان غضب ہوا خواجہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہی جھپٹا ہوا جاتا

ہی دیکھتا ہوا کہ عقاب اُستاد کو لیے جاتا ہی جب جنگل مین پہونچا اُسنے دیکھا کہ عقاب ایک درخت پر بیٹھا ہی خواجہ عمرو پنجے مین دبے ہوے ہین برق نے چاہا کسیکی شکل بنکر سامنا کرون کہ عقاب پھر اُڑا برق فقیر کی صورت بنا ہوا جاتا ہی دیکھا کہ بارگاہ کاؤس مین وہ عقاب اُتر گیا برق دربارگاہ پر حیران حیران پہونچا دیکھا افسران فوج کمیدان رسالدار اندر بارگاہ کے چلے جاتے ہین برق بھی حاضر حاضر ہوکے اندر پہونچا دیکھا کاؤس بیٹھا ہی عقاب نے عمرو کو سامنے ڈالدیا ہی افسران فوج تعریفین کر رہے ہین کاؤس کہتا ہی اسی عمرو کے یہ شہرے تھے اب مین اسکو قتل کرتا ہون برق تڑپ رہا ہی کہ کسیکی صورت بنکر کچھ عیاری کرون اُستاد کو چھڑاؤن مگر کچھ بن نہین پڑتا سب افسران فوج تہنیت کہہ رہے ہین ای شہنشاہ ساحران آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی آج آپ نے لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا آجتک کسیکا ایسا حملہ نہین پڑا کاؤس کہہ رہا ہی کون ایسا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاتا سب نے کہا حضور کا کام تھا لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا اسیکے بھروسے پر سب لڑتے تھے باغبان مخمور و بہار وغیرہ اُسیکی وجہ سے شریک مسلمانان ہوے حقیقت مین اُسنے کیا کیا عیاریان کی ہین شہنشاہ کے دل نے مزے اُٹھائے مین رات تو قلیل باقی تھی گریبان سحر چاک ہوا کاؤس نے حکم کیا کہ میدان خونی کی اسبتیاری کرو اُسیوقت دارین استاد ہونے لگین برق نے جو یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہوکر بھاگا یہان ملکہ سکان بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کہتی ہین یارو غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے ہاے مین کیا کرون کہ برق فرنگی آکے پہونچا لیکن روتا ہوا آیا کہا ملکہ عالم غضب ہوا اُستاد کو کاؤس گرفتار کرکے لیگیا اب قتل کا سامان ہو رہا ہی اُسنے سامنے سے اُستاد کو ہٹایا یا نہین اگر قید کہین کرتا تو مین فوراً عیاری کرتا سکان نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا فوج کو تیار کرو مین جاکر اپنی جان دونگی ہاے کیا غضب جو مین لشکر اسلام و جان نثار سردار خاص و عام ہو اُسپر یہ آفت ہر چند کہ مین سحر مین اُسکی ہم نبرد نہین ہون لیکن یا جان دی یا اُسکو مارا اور خواجہ کو چھڑایا یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئین ستارہ بنکر آسمان پر چمکی لشکر سے کہہ گئی کہ تم سب آؤ برق بھی ساحر بنا ہوا لشکر کے ہمراہ چلا اب یہان کاؤس باہر نکلا خواجہ کو ساحر کشان کشان لیے ہوے آتے ہین دارین استادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ عمرو کو قتل کرو کاؤس نے اشارہ کیا عمرو کو دار پر

کھینچے یا آپ تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی حضور لشکر مسلمانونکا آتا ہی چاہتے
ہین اگر بلوہ کرین عمرو کو رہا کر لیجائین سکان نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت یہ کہکے تیر و
کمان لیکر بڑھا گولہ جھولی سے نکالا جنگل مین گولہ مارا تھوڑے عرصے مین سب نے دیکھا
ایک دریا جنگل مین پیدا ہوا جوش مارنے لگا برق جو لشکر کو لیے ہوے پہونچا دیکھا کہ
اُسپار قتل خواجہ کا سامان ہی بیچ مین دریا جوش مار رہا ہی ساحران سکان سیمتن کو تبرد کا خیال
چاہتے ہین دریا کو طی کر کے اُس پار جائین جو دریا مین پہاندا موجۂ دریا کی تلوار چلی سر لشکر
الگ ہوا حباب بنکر شناوری کرنے لگا لاشہ غرق دریا ہوا کئی سی جادوگر اسیطرح کودے
جو گرا ادھر سے اُسکا سر جدا ہوا برق نے جو یہ سانحہ دیکھا سکوروکر نے لگا کمتا ہی بار و تامل
کرو جو گرتا ہی وہ قتل ہو جاتا ہی وہان سامان قتل خواجہ قریب ہو رہا ہے کیونکہ پہونچین جیسے ہی
کاؤس نے قصد کیا کہ تیر و کمان اُٹھاؤن عمرو کو تیر مارون کہ سکان سیمتن آسمان پر آکے
چکی عمرو کو جو دار پر دیکھا کڑک کے گری زنجیر کاٹی عمرو کو پنجے مین دبا لیا ہے اُڑی کاؤس نے
جو دیکھا للکارا کہ او سکان مین نے پہچانا یہ کہکے گولہ مارا سکان یا تو تڑپتی ہوئی جاتی تھی
کہ آسمان مین ڈوب جاؤن کاؤس نے جو گولہ مارا گولہ پھٹا سکان اُلٹ گئی زمین پر آتی ہی لیکن
عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے ہی چاہا کہ پھر بست کرکے نکلون کاؤس نے دوسرا گولہ کھینچ مارا
سکان کا سر بھی زخمی ہوا لیکن عمرو کو پنجے سے نہین چھوڑتی اسی حال مین لڑ رہی ہی کئی سو
جادوگر مارے جب کاؤس سحر کرتا ہی سکان زخمی ہوتی ہی شانہ و پشت و پہلو زخمون مین چور چور
لیکن عمرو کو کلیجے سے لگائے ہوے ہی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کو خدا
بچالے مین چاہتی ہون آپ پر سے جان کو نثار کرون میرا جنازہ مذہب اسلام مین اُٹھایئے گا
سب سرداران اسلام ساتھ ہون مشہور ہو جائے کہ سکان خواجہ پر نثار ہو گئی خواجہ
فرماتے ہین میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہین سحر کاؤس کا آتار دو مین چھوٹون تو حرامزادے کو
مار دون سکان کہتی ہی خواجہ مین مہلت نہین پاتی کیونکر سحر اُتارون ساحرونکا بلوہ اُس بچیا کے
سحر کا زور و شور ای خواجہ کیا تدبیر کرون کاؤس پکار رہا ہی ارے نامردو اسے گرفتار کر لو چہار
طرف سے ساحر بلوہ کرکے چلے ہین اُسوقت سکان کا بلکنا تڑپنا دعائین مانگنا خواجہ بہت

بیقرار ہین حیران ہین کہ ہوے سے اِن نامردونکے کیونکر رہائی ہوگی بلوہ کرکے فوج چلی ہر چاہتی ہو کہ گرفتار کرین اُسوقت سکان کی بدحواسی گرفتاری کا یقین ولسے پکار اُٹھی ای حلّال مشکلات عالم ای رب اکرم میری امداد کر **نظم**

خدایا راست و ہمراز است و محرم — خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکل کشاے جن و انسان — خدا فتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت روائے خلق محتاج — رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیان است — دہد جلوہ بہر بیش و بہر کم
خدا موجود در ہر چیز باشد — بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گہے در ذرہ روشن گہ بہ خورشید — گہے در قطرہ حاضر گاہ در یم
گہے خندان بگلشن صورت گل — گہے بر سبزہ گریان مثل شبنم
گہے در مملکت گرد و سلیمان — گہ اسکندر گہے دارا گہے جم
گہے در شادی و عیش و مسرت — گہے اندر شکاف رنج و ماتم
ز ہر صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرۂ الانور کشاید

ملکہ سکان سیمتن نے تہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک جادوگر گیا اُسنے دام جمشیدی مارا کہ جال مین پھنسا ہون اس مہ جبین کی مشکین [illegible] نے کاوس کے ایجاد ت ملکہ عاجز ہو رہی ہین پکار اُٹھین ای کریم مجھے بچا لے اس جال سے رہائی پانا غیر ممکن ہی تڑپ کر ایک برق جال پر گری کہ جال کے ٹکڑے اُڑا دیے جادوگر کا سر اُڑ گیا ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ابر آسمان پر برنگ گلنار چھایا ہوا ہی اُسمین سے برقین [illegible] کاوس نے جھلا کر گولہ مارا کہ ارے یہ کون ہی کہ میرے ساحرونکو قتل کر رہا ہی گولہ جا بر پڑا ابر شق ہوا دیکھا عقاب بلند پرواز پر ایک نازنین گلگون پوش سوار ہاتھ مین [illegible] اور انگلیو نسے برقین گر رہی ہین جسپر برق گری اُسکا سر اُڑ گیا پشت پر بارہ ہزار کنیزین خوشرو خوشخو جوڑے بھاری زیب جسم اُس نازنین عقاب سوار نے نعرہ کیا ای سکان نگھبرانا منم ملکہ گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر تڑپ کے گری اور سکان سیمتن کو آکر سنبھالا خواجہ پرے

سحر اُتار اخواجہ چھوٹتے ہی گلیم اوڑھکر بھاگے سکان نے کہا ای معین و مددگار اِن بچیانے دریاے سحر بیچ مین حائل کر دیا ہی لشکر والے میرے اُس پار تڑپ رہے ہین گلگونہ نے چند موے سر توڑکر دریا مین پھینکے ماران سیہ پیدا ہوے سانپون نے مچھلیون کو کھانا شروع کیا ایک اژدر کلان پیدا ہوا سارے دریا کو پی گیا وہ اژدر زمین مین غائب ہوا تمام لشکر سکان کا لشکر کاؤس پر آ پڑا گلگونہ مثل برق جھنڈ و توڑنے لگی کسکو نیچہ مارا کاؤس کا بھائی طاؤس پانچہزار ساحر دنکو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا تھا اُسنے کئی گولے ملکہ پر مارے ملکہ نے اشارون مین دفع کر دیے آواز دی او طاؤس ذرا نگاہ تو ملا طاؤس نے نگاہ جو ملائی ملکہ نے نگاہ سحر آگین ڈالدی بلبلا گیا گھبرا کر پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی زلف رسا کا دیوانہ ہون شمع جمال کا پروانہ ہون عاشق صادق یار موافق میرا تو یہ حال ہی کیا کہون کہ

جو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

بلا اُس زلف پیچان کا ہے پر پیچ	خم اندر خم ہی ہر مو پیچ در پیچ
ترا دستار پہ عاشق کشی کو	ستم ہی گوشوارہ قہر سر پیچ
الٰہی خیبر یہ کبھو کیا رہی ہی	اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ
اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے	گلستان جہان مین پیچ پر پیچ
نہ ہو اُس زلف پیچان کا جو سودا	سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ
جواب خط خبر داری سے لانا	نہ پڑنے پائے کچھ ای نامہ بر پیچ
نہین دمساز ہم ہمکو نہ دم دے	کرے جو پیچ ای یار اُس سے کر پیچ
فراق یار سے کشتی پڑی ہی	بچھاڑا جل گیا آتش اگر پیچ

بلک کر آواز دی مین تو غلام ہون ملکہ نے ایک گولہ کھینچ مارا طاؤس کا سر پھٹ گیا ساتھ والے الامان الامان کرتے ہوے بھاگے کاؤس ہر چند غل مچاتا ہی مگر وہ نہین سنتے ہین کہتا ہی یار و افسر کو قتل کرایا نامردی دکھاتے ہو بھاگے جاتے ہو اس گلگونہ زمین پوش کو قتل کرونگا اسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی مگر گلگونہ زمین پوش کاؤس پر جا پڑین آپس مین سحر چلنے لگا گلگونہ نے طوق زرین گردن سے نکالکر پھینک مارا طوق آہن ہوکر اسکے

گلے مین پڑا کہ سر خم ہوگیا ملکہ نے کارد سحر پھینک ماری سینے کو توڑ کر پار گذری طاؤس
گرگرا صدا اے گیر و دار بلند ہوئی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا کڑک کے گرا اُسی ابر سے آواز
آئی کشتی مرا نام سن کاؤس نہنگ سوار بود ابر مین لاشہ کاؤس کا لپٹا ابر لاش کو لیکر بلند
ہوا اُس ابر سے رونیکی صدا آئی کہ زمین تھرّائی ملکہ نے یہان سب لشکر کو قتل کیا مال و
اسباب لوٹ لیا خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا چونکہ دن قلیل باقی تھا اُسیکی بارگاہ مین
آکر اُتر پڑے سکان سیمتن کو ہوادار پر ڈال کے لائے ملکہ گلگونہ نے زخم دوزی کی فوج
ملکہ گلگونہ رنگین پوش قاعدے سے اُتر پڑی برق و خواجہ بھی آکر بیٹھے صحبت عیش و جشن
آراستہ ہوئی ملکہ گلگونہ بھی بیٹھی ہین گانے کا خواجہ کے سامان ہو رہا ہی ملکہ سکان سیمتن کہ
انکی زخم دوزی ہوئی ہی یہ بھی بیٹھی ہین خواجہ گانے پر عاشق ہین یہ عجز کہا خواجہ اگر مناسب
ہو تو گائیے خواجہ نے نئی نکالی نئے طور سے یہ غزل شروع کی **نظم**

وہ افسون ہی ہماری شعر خوانی
ہمین وِرد شراب ارغوانی
وہ ترک آیا لگا ای آتش گل
عیان ہوجائیگا راز نہانی
بہینگے مثل دریا دیدۂ تر
سلامت ہی جو اپنی ناتوانی
خدا کے حکم سے ہی قوتِ نطق
نکر کا لے تلون کی ہی گرانی
مرا دیوان ہی آتش خزانہ
جو سنتا گنگ ہوجاتا فغانی
دل عالم ہو عشق حسن سے داغ
کباب طائران بوستانی
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ
پینگے ابرِ چشمونکا پانی
رُلاتا ہی وصال یار کا شوق
کلام اپنا ہی ہاتف کی زبانی
نہین واقف ہم اُس تنگی کمر سے
ہر اک بیت اسمین ہی گنج معانی
مبارک ابر کو دریا کو پانی
رہے ہر فرد پر تیری نشانی
کرینگے یار کو عریان شب وصل
رہی مشتاق گوش اپنی کہانی
اُڑا دیگی صبا مثل پر کاہ
فراق اپنا لہو کرتا ہی پانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
خدا کے واسطے ہی غیب دانی

ملکہ گلگونہ بھی بگوش ہوش سن رہی ہین سکان سیمتن ہمہ تن گوش بالکل بیہوش میان برق بائین بجا رہے ہین بڑے
لطف کی صحبت ہی یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا کچھ سردار بھاگ کر بارگاہ مین آئے خواجہ نے پوچھا
ارے یارو خیر تو ہی عرض کی صحرا قریب تھا ایک شیر جنگل سے نکل آیا ہی اُسنے صدہا آدمی مار ڈالے
ملکہ گلگونہ یہ کہکر اُٹھین ارے صاحبو یہ شیر یا بھیڑیا ہمارا کیا کر سکتا ہی ایک دانہ ماش کا دو رہین

جنگل مین بھاگ جاے یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا شیر قریب بارگاہ آچکا ہی بڑا شیر ببر منھ سے
اُسکے خون ٹپک رہا ہی کئی سو بندگان خدا کو چیر ڈالا ہی پھاڑ کر پھینک دیا جسپر جا پڑا اُسکو پامال
کیا کئی بارگاہین گرا دین ملکہ گلگونہ نے للکارا او سگ صحرائی ہمارے سامنے یہ بے ادبی
کچھ اسم پڑھکر دانہ ماش کا پھینک مارا شیر نے وہ دانہ منھ مین لے لیا اور زیادہ تیز ہو کے
چلا جب تو گلگونہ نے کہا اسکو جلا دون کچھ بال نوچکر پھینکے چند مار ان سیاہ قریب شیر کے
پہونچے مگر شیر سے متعرض نہوے جب شیر نے ڈکار لی وہی ہوے سیاہ زمین پر پڑے تھے ملکہ
نے گولہ مارا شیر نے گولہ بھی منھ مین لیلیا اور جست کر کے برابر گلگونہ کے آیا ملکہ کو اپنے منھ
مین دبا لیا پھر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا خواجہ کلیم ادھر سے ہوے کنارے کھڑے تھے پکار کر
کہا یارو یہ شیر صحرائی نہ تھا افراسیاب تھا ادھر برق کچھ فکر کر یا پلٹ کر سکان کو کہا کہ آپ تو
ہمارے لشکر مین جائیے ہم تلاش مین گلگونہ کی جاتے ہین ایک جانب برق چلا ایک جانب
خواجہ تھوڑی دور جا کر خواجہ نے دیکھا حقیقت مین افراسیاب جادو ملکہ گلگونہ کو پنجے مین
دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی خواجہ جست کر کے آگے بڑھے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے صورت
اپنی حیرت جادو کی بنائی سر پر اوچھا سا زخم لباس جا بجا سے پھٹا ہوا اُٹھا کر فریاد کی اے
شہنشاہ آپ کہان سے آتے ہین کس فکر مین ہین کوکب و نور افشان نے لشکر پر اشتباہ کیا
مین زخمی ہو کر بھاگی کوکب نے دور تک تعاقب کیا ساحری نے بچا لیا مصور و مصور رنگار
وغیرہ سب قتل ہوگئے افراسیاب گھبرا گیا فوراً زمین پر اتر آیا کہا اے حیرت گلادیوس خنگ سوار
کو برائے مقابلہ سکان بھیجا تھا یہ ظالم گلگونہ اُسکی مدد کو پہونچی دیوانہ کرکے کلاوس کو
مارا اب دولت باغ سیب مین تھے کلاوس کے سر لاش لیکر باغ سیب مین آتے ہین اس
ظالم کو پکڑ لایا اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سبکو عبرت ہو تم پر کیا صدمہ گذرا حیرت
نے کہا صرصر عیاری کر کے بہار کو گرفتار کر لائی مین نے اس سے اجتناب خطاب کیا انھون
نے جواب سخت دیے مین نے ارادہ قتل کا کیا کوکب و نور افشان آپڑے صد ہا جادو
قتل ہوے ہر طرف سے رونے کی آواز آتی تھی مین بھی خوب لڑی کوکب کے ہاتھ سے
زخمی ہوئی افراسیاب نے زانو پیٹ لیا کہا ہاے مرشد زادہ مارا گیا پر ادر قدرت

کا خون زمین پر گرا کہین قیامت نہ آجائے بڑا غضب ہوا مین کوکب دلنور افشان جادو
کو گھسکر مار ونگا حیرت نے کہا وہ لنگوٹے آتے ہین ہوشیار ہوجائیے افراسیاب اُدھر
پلٹا حیرت نقلی نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ افراسیاب جادو
بیہوش ہوا گلگونہ چھوٹ کر افراسیاب کے ہاتھہ سے الگ گری مگر حیرت افراسیاب
کے بیہوش ہی عمرو نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا چادر بچھا کر پشتارہ گلگونہ کا
باندھا پشتارہ بھاری تھا خواجہ نے بمشکل پشتارہ اُٹھا لیا لیکر بھاگے مگر چلنے سے مجبور
کہین گھٹنے ٹیک دیتے ہین کہین زیر نخل ٹھہر گئے بڑی مشکل سے خواجہ راہ طے کر رہے ہین
مگر راستہ تھا کہین آدمی کا نام ونشان نہین سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے ہین کہ خدا خیر کرے برق آجا
وہ بھی شریک ہو کہین آدمی کا نام نہین کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین ایک
نالا ہے تھوڑا سا پانی بہ رہا ہے خواجہ عقل سے سوچے کہ پھاند کر نکل جاؤن گا پشتارے کو
دوش پر سنبھالا بہ مشکل جست کی چند قدم کا نالا تھا لیکن خواجہ بیچ مین گرے پانی سے
آواز آئی او ساربان زادے تیری مکاریون سے دل کباب ہوگیا منہ تکا ماہیان زرد پوش
عمرو نے دیکھا نہ نالا ہے نہ پانی ہے ریتی پر مین پڑا ہون پشتارہ گلگونہ کا الگ پڑا ہے ایک ایک
پانون سو سو من کا معلوم ہوتا ہے اُٹھا نہین جاتا ہے ماہیان کھڑی ہوئی گاتی باندھ رہی ہے
عمرو نے سلام کیا کہا نانی اماں آپ کو اسقدر غصہ لڑکون پر مناسب نہین ہم تو آپ کے
تابعدار ہین ماہیان نے کہا او لنگوٹے موے مونڈی کاٹے جہان تو نے میرے بچے
کو بیہوش کیا مین اُسی مقام پر آتی مگر جاتی ہون کہ تو جیلدہ ہی بھاگ کر نکل جاتا ہے خواجہ
نے کہا نانی جان بڑے بڑے ساحرین نے دیکھے آپ ایسے چست و چالاک میری نگاہ سے
نہین گذرے میری افراسیاب سے صفائی کرا دیجیے مین قدمون پر گردن [illegible] میرے
ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین منفعل ہون معاف فرمائیے اپنی خدمت مین مجھکو
لیجیے اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون مہرخ وبہار وغیرہ کو مشکین باندھکر لاؤن طلسم
نور افشان تباہ کر دون لیکن آپ مجھ پر مہربان رہین تمام عالم کو درہم برہم کرون ماہیان
نے کہا او ساربان زادے مجھے بھی افراسیاب سمجھتا ہے تیرے رنگ و ریشے مین مکاری ہے

مین تیرے ان نفرون مین نہ آؤنگی آج تمکو اور اس گلگونہ کو پردۂ ظلمات مین لیے چلتی ہون
ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرو اتنے خواجہ کی آنکھین جوش و خروش مین آئین کہا
او بیہودہ کیا بکتی ہی جس ملک مین تو قید کریگی اُس شہر کی تباہی کا وقت آگیا ماہیان نے کہا
دیکھون تو اب کیونکر رہائی پاتا ہی یہ کہکے آواز دی ای نگہبان طلسمی جلد حاضر ہو یہ کہا تھا ایک
فولادی پتلا ماہیان کے سامنے آیا ماہیان نے کہا ارے نگوڑے تجھے شہنشاہ کی
بھی خبر ہی فلان صحرا مین بیہوش پڑے ہین جا کر ہوشیار کر دے اور یہ خبر کہدینا کہ ملکہ ماہیان
نے عمرو و گلگونہ کو گرفتار کر لیا تم باغ سیب مین جاؤ مین ان دونون کو سرحد ظلمات مین
لیے جاتی ہون ملکہ تاریک ظلمات پسند کا شہر ہی یہ وہان سے تا قید حیات رہائی نہ پائینگے ماہیان
ملکہ گلگونہ و خواجہ کو لیکر روانہ ہوئی پتلے نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا ای شہنشاہ آپکے
افراسیاب اُٹھا مگر غصے مین کانپتا ہوا چاہا اُٹھکر ایک طمانچہ مارون پتلے نے دست بستہ
عرض کی مجھکو ملکہ ماہیان نے بھیجا ہی مین خود نہین حاضر ہوا گلگونہ و عمرو کو ملکہ عالم طرف
پردۂ ظلمات کے لیگئین افراسیاب اُٹھکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا جب باغ مین آیا
انیسین جلیسین مصاحبین وزرا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ
ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون نانی جان گلگونہ و عمرو کو کیا کیا ماہیان
نے کہا سرحد پردۂ ظلمات مین ملکہ تاریک ظلمات پسند کہ میری کنیز خاص و ہمدم با اخلاص ہی
ہمیشہ میری خدمت مین رہی وہ ایسی حفاظت کریگی کہ تا قید حیات رہائی نہ پاینگے افراسیاب نے
کہا عمرو وہ ظالم ہی مجھے خوف آتا ہی کہ پردۂ ظلمات مین نہ دھبہ لگے ماہیان نے کہا کیا مجال
آٹھوین دن سُن لینا کہ دونون تڑپ تڑپ کے مر گئے ماہیان چلی گئی افراسیاب تو گلگونہ
پر جان دیتا ہی برائے ملاقات تاریک ظلمات پسند چلا یہان خواجہ و گلگونہ کی جو
آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ایک عورت سامنے کھڑی ہی بڑا سا قد
سیاہ فام بد انجام جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہی کہتی ہی او ساربان زادے تو نے شہنشاہ پر یہانتک
بد عتیین کین کہ آخر تجھکو ماہیان اس سرحد مین لائین ہزارون گنہگار یہان آکر مر گئے کسیکو خبر بھی
نہ ہوئی کہ کون قید ہوا کیونکر مر گیا یہانکا مردہ نہ دفن کیا جائے نہ جلانے کا حکم نہ گرنت نہ چھکنت

ٹانگ پکڑ کے کھینچا اور پھینکدیا زاغ و زغن لاش کو کھا لیتے ہین اب تم طعمۂ زاغ و زغن ہو گے
عمرو نے کہا ملکۂ عالم ذرا بیٹھ جائیے آپ تو حسن و جمال مین یکتا ہین آپکی صورت کی ساحرہ
ہماری نگاہ سے نہین گذری تاریک نے کہا مین نہ بیٹھونگی باتین نہ بنا مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہی چالیس حبشنین میرے پاس ملازم ہین اُنسے کچھ شغل ہو جاتا ہی یہ کہکے چلی گئی تاریک
آکر اپنے مکان مین بیٹھی کنیزان سیاہ رو تیرہ درون سامنے حاضر ہین چالیس حبشنین عمدہ پوشاک
پہنے ہوے خدمت مین حاضر ہین شراب پیتی ہوئی پی رہی ہی طنبورہ چھیڑ کر آپ ہی گاتی و بجاتی
ہی حبشنین تعریفین کر رہی ہین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا ابر قصر کے آکر برسا تاریک
نے دیکھا بڑے بھائی صاحب آتے ہین روسیاہ جادو تاج سر پر پہنے ہوے اکیلا تخت کو
اُڑائے ہوے آیا تاریک نے اُٹھکر سلام کیا روسیاہ نے دعا دی آکر مسند پر بیٹھا کہا کیون
ہمشیرہ مین نے سُنا ہی گلگونہ تمھارے پاس آکر قید ہوئی مین تاریک نے کہا ای برادر عمرو و
گلگونہ دونون آکر قید ہوے لیکن تمنے کیون پوچھا روسیاہ رونے لگا کہا ہمشیرہ کئی
سال کا زمانہ گذرا جب شہنشاہ نے اسکو جرم عشق پر قید کیا اتفاق سے میرا بھی گذر ہو گیا
دیکھکر اس ظالم کو مر گیا کئی برس ہوے مجھکو ہجر جھیلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے اب
مین نے خبر پائی کہ وہ آنکر میری ہمشیرہ کے پاس قید ہوئی آج تسکو چین نہ پڑا یہ کہکے روسیاہ
تاریک کے قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ میری زندگی تمھارے ہاتھ ہی ایک نگاہ دیکھلون
ہاتھ جوڑون قدمون پر گرون اگر وہ راضی ہوگی تو میری زندگی ہی ورنہ موت کا سامنا ہی
اسطرح بلک بلک کر روسیاہ نے یہ حال بیان کیا تاریک کا بھی دل بھر آیا تسکین دینے
کو کہا بھیا مین اُسے بُلا دونگی تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی مین بھی اُسپر تاکید کرونگی کہ تمکو قبول
کرے روسیاہ نے کہا پھر بلوائیے مجھکو اُسکا جمال جہان آرا دکھائیے مین عذر کرون شاید
وہ سرکش مان جائے اگر نہ مانے تو مین اپنے کو اُسکے سامنے ہلاک کرون وہ بھی جان لے
کہ عاشقان صادق ایسے ہوتے ہین تاریک نے کہا بھیا مین ابھی بلواتی ہون قیدخانے
مین تمھارا جانا بہتر نہین عمرو ایسا مکار وہان موجود ہی ایسا نہ ہو کچھ فتور کرے مین یہین اُسکو
بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی ارے ظلمات تاریک تخت کو بلاؤ وہی نگہبان زندانخانہ ہی

اُسیکے اختیار مین قید یونکا آب و دانہ ہی چاہتی ہی کنیز بلانے ظلمات کو جائے کہ آسمان پر ستارہ نما
ہوا سب دیکھنے لگے **افراسیاب جادو** تخت پر سوار چلا آتا ہی سب کھڑے ہو گئے **تاریک** نے
روسیاہ سے اشارہ کیا ای برادر انتو شہنشاہ آ گئے **روسیاہ** خاموش ہو رہا لیکن کلیجہ
دھڑکنے لگا **افراسیاب** آکر پہونچا **تاریک** نے قدمونکو بوسہ دیا **افراسیاب** تخت پہ
آکے بیٹھا **تاریک** نے پوچھا ای شہنشاہ آج کیون تکلیف فرمائی ساربان زادہ قید ہو چکی
آٹھوین دن لاش دیکھو بھیجے گا سر خدمت مین بھیجونگی **افراسیاب** نے کہا ای **تاریک** کیا
کہون کئی سال گذرے کہ مین گلگونہ پر عاشق ہون **عمرو** نے اُسکو چھڑا لیا اِسکی وجہ سے
کئی خراج گزار و لشکر بگڑ گئی مگر دل نے نہ مانا آجتک وہی جوش و خروش ہی مین نے خود جا کر
لشکر مین گرفتار کیا راہ مین **عمرو** نے مجھکو بیہوش کیا لیکن نالی اتان نے بڑا کمال کیا نالے
مین مخفی ہو کر **عمرو** ایسے مکار کو دھوکا دیا دونون کو گرفتار کر لیا انکی راے مین یہ آیا کہ سرحد
ظلمات مین قید کرین تمھارے سپرد کیا ہی ای **تاریک** مین اسواسطے آیا ہون کہ یہ رضامند ہو
اُسکا سامنا کرونگا وہان کئی مرتبہ گیا کیا کہون کہ مین نے کیا کیا کیا اُس ظالم نے سوا انکار
کے اقبال نہ کیا لہذا تمکو مناسب یہ ہی کہ اُس ظالم کو میرے واسطے راضی کرو **تاریک** نے
طرف روسیاہ کے اشارہ کیا کہ سنتے ہو شہنشاہ کا کیا حال ہی روسیاہ نے جواب دیا وہ
سرکش مجھسے راضی ہو جائے پھر شہنشاہ بکا کرین **تاریک** نے سر جھکا لیا **افراسیاب**
سے کہا کل شہنشاہ تشریف لائین لونڈی اُسے راضی کر رکھیگی کیا مجال کہ میرا کہنا قبول
نہ کرے **افراسیاب** سے **تاریک** نے پختگی کر لی کہ مین رضامند کر دونگی کیا مجال ہی کہ
میرا کہنا نہ مانے یہ پردۂ **ظلمات** ہی یہان کسیکی سرکشی نہین چل سکتی **افراسیاب** تو روانہ
ہو گیا روسیاہ سے **تاریک** نے کہا ای برادر سب حال سُنا اب کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمھارا
سامنا کراؤن دو چار روز صبر کرو اگر **افراسیاب** کو نہ منظور کریگی تو تمھاری تقریب کرونگی
تمھارے پہلو مین بٹھاؤنگی تم ایسا جوان اُسکی نگاہ سے نہ گزرا ہوگا روسیاہ یہ باتین سنکر
رنجیدہ اُٹھا اپنے قصر مین آیا بیٹھکر سوچنے لگا جی مین کہتا ہی کہ ای روسیاہ ہمشیرہ نے تو یہ باتین
کہدین لیکن وہ پیروی واسطے شہنشاہ کے کریگی میرا ذکر کا ہیکو ہوگا اپنا کام اپنے ہاتھ سے

گردیہ ثابت ہو چکا ہی کہ قید خانے کے دروازے پر کوئی نگہبان نہین رہتا وہان جانا کیا مشکل
ہی یہ سوچکر پرواز پیدا کیے سحر مین طاق شہرۂ آفاق قریب قصر زندان آیا اب منظور ہوا اندر
جاؤن یہان خواجہ و گلگونہ باتین کر رہے ہین خواجہ قید خانے مین سوت لیکے ہم آئے ہین
تاریک کا بھائی روسیاہ مدت سے عاشق ہی اکثر اُسنے کہا کی مین نے جواب صاف دیا
وہ ضرور فساد برپا کریگا خواجہ فرماتے ہین خدا اگر ہے وہی بھیجا آئے کوئی صورت رہائی کی تو
نکلے ملکہ گلگونہ کہتی ہی خواجہ وہ بھیجا بڑا ظالم ہی نہین معلوم کیا فتور برپا کریگا خدا اُسکی بدعت
سے بچائے وہ بلا سے روزگار ہی یہ باتین تھین کہ دروازہ قید خانے کا کھلا دیکھا روسیاہ
اکڑتا ہوا سامنے آیا گلگونہ دیکھکر کانپنے لگین روسیاہ بیٹھ گیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا
کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ای ماہ آسمان کمال مین آپکا تابعدار ہون اپنے غلام کو سرفراز
فرمایے کئی سال مجھکو ہوے راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون
آپ کے ہجر مین مرتا ہون مین تو غلام ہون بقول شاعر فرد کیونکر ہوا سے وصل صنم دل سے
جائیگی ✤ عادت بگڑ گئی ہی یہ مشکل سے جائیگی ✤ ابتو مجھسے صبر نہین ہو سکتا کل شہنشاہ بھی
تشریف لائے تھے میری بہن تاریک کو سمجھا گئے ہین کہ ہمارے واسطے ملکہ گلگونہ کو راضی کرو
مین نے بھی یہی چاہا تھا کہ اُسکی معرفت آپ سے ملون اُنکو تامل ہی مین نے اپنے دلسے کہا مین خود اپنے
محبوب مطلوب پاس جاؤن حال دل بیان کرون دیکھون کیا حکم ہوتا ہی ملکہ گلگونہ نے کہا کیا
بیہودہ بکتا ہو ایسے ایسے خیال محال دل سے نکال ڈال اگر تجھکو یہ ناز ہی کہ تیری بہن کے پاس
قید ہین تو قتل کر کہ ہم اِس کشاکش سے چھوٹین ایسے کلمات منھ سے نہ نکال روسیاہ بگڑنے
لگا جب تو خواجہ نے پکار کر آواز دی میان روسیاہ صاحب میرے پاس آئیے آپ معشوق
سے کیسی باتین کرتے ہین روسیاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک شخص دبلا پتلا حقیر ذلیل ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے بیٹھا ہی قید آہن کے سبب سے ہل نہین سکتا روسیاہ قریب خواجہ کے آیا کہا ای
شخص کیا کہتا ہی عمرو نے کہا آپ اِس کوچے سے بالکل نابلد ہین معشوق اپنی زبان سے اقرار
کرے کہ ہم وصل پر راضی ہین آپ میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین مین ابھی ملکہ کو راضی کردون
روسیاہ نے کہا تو کون شخص ہی عمرو نے کہا مین نے گودیون کھلایا ہی آپکا ذکر تو اکثر کیا کرتی ہین یہ بھی

فرمایا تھا کہ پردۂ ظلمات مین ایک ہمارا عاشق صادق ہی روسیاہ اُسکا نام ہی وہ دلسے ہمسے
محبت کرتا ہی افراسیاب کو نہ قبول کرینگے اُسکے یہان جاکر رہینگے صاحب ملک و مال ولیاقت و
جاہ و جلال سب کچھ اُسکو سامری نے مرحمت فرمایا ہی ملکہ اپنا ہمارے قدمون پر نثار کردیگا
روسیاہ نے کہا میان بھلا ئے صاحب سچ کہتے ہو عمرو نے کہا سامری و جمشید کی قسم ہی
کہ اکثر یہی ذکر آیا ہمیشہ آپکی تعریف کرتی ہین صاف تو یہ ہی کہ آپ کے نام پر مرتی ہین روسیاہ
نے کہا تم کیون قید ہوسے عمرو نے کہا ملکہ کے ساتھ تھے ہم بھی پکڑ لیے گئے ہمپر یہی تاکید ہی
کہ ملکہ کو راضی کرو ہم جان دینگے مگر تمھاری طرف سے کہینگے تم قدر شناس فلک اساس ہو ایسی
تو باتین خواجہ نے کہین کہ روسیاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا تین تمکو اپنا وزیر کرونگا بلکہ ہمیشہ تمھاری
غلامی کرونگا عمرو نے کہا مین بھی آپ کو خوب راضی کرونگا یہ سنکر روسیاہ نے ہتھکڑیان بیڑیان
عمرو کی نکالین اب تو خواجہ ہنستے ہوے اُٹھے کہا میان روسیاہ اب اپنے گھر مین معشوق
کو لیچلو مگر ملکہ کو دُلھن بننے کی حسرت ہی ہم تمکو دولھا بنائین گے تمھارے سر پر بھاری
سہرا باندھینگے ایسی باتین خواجہ نے کہین کہ روسیاہ پھول گیا خوشی مین بل کر رہا ہی اپنے
جی مین کہتا ہی کیا دوست ملا اسکی وجہ سے معشوق راضی ہو جائیگا یہ اُسکا کھلایا ہی خواجہ عمرو
اُسکے طرف ملکہ گلگونہ کے چلے روسیاہ سے کہا آپ منھ پھیر کر بیٹھیے روسیاہ منھ پھیر کر بیٹھا اب
خواجہ پاس گلگونہ کے آئے اشارہ کیا گلگونہ بیٹھ جاؤ خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم وقت
رہائی آگیا یہان سے نکل چلوگی یا اِسی روسیاہ سے کہون کہ ہمکو پہونچادو ملکہ نے فرمایا
یہ راہ پردۂ ظلمات ہی اسطرف مجھے کبھی آنیکا اتفاق نہین ہوا اگر نکل چلینگے خواجہ عمرو نے
زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی ملکہ نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری خواجہ نے
زنبیل سے گلابی نکالی ایک جام لبریز کرکے سامنے روسیاہ کے لائے کہا لو ملکۂ عالم
نے اپنی جھوٹی شراب تمکو دی ہی روسیاہ نے دونون ہاتھ پھیلا دیلے جام لیکر پی گیا پیکر
گھبرایا اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی گرا گرتے گرتے بیہوش ہوا خواجہ نے روسیاہ کو اپنی
صورت بنایا گیند گلے مین ٹھونسدیا گلگونہ و خواجہ قیدخانے سے نکلے ملکہ نے ایک
تخت بنایا اُسپر آپ بھی سوار ہوئی خواجہ کو بھی سوار کرلیا تخت اُڑاتی ہوئی لیکر چلی قضائے کار

تاریک ظلمات پسند بیٹھے بیٹھے سوچی کہ جاکر گلگونہ کو واسطے افراسیاب کے سمجھاؤن قید خانے پہ آئی دروازے پر آتے ہی دیکھا گلگونہ تو نہین ہی عمرو بیہوش پڑا ہی اندر آئی آتے ہی ایک لات ماری کہ او ساربان زادے اٹھ بتلا گلگونہ کہان گئی جب دو تین لاتین مارین تب روسیاہ گھبرا کر اٹھا گلے مین گیند ٹھنسا ہوا تھا بول نہین سکتا غین غین کرنے لگا تاریک نے اور دو چار طمانچے مارے کہ ارے دیوانے بولتا نہین یہ اشارے کرتا ہی تاریک نے جھلا کر مارنا شروع کیا تاریک جو غصے مین چیخی پانچ چار کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا واری کیا ہوا تاریک نے کہا یہ نگوڑا بولتا نہین گونگا بنگیا ایک کنیز نے کہا دیکھیے کیسا گلا پھولا ہی گلے کا جو نام لیا روسیاہ نے منھ کھولدیا ایک کنیز نے ہاتھ ڈالکر گیند نکالا گیند کا نکلنا کنیزون نے بھی دو چار طمانچے مارے روسیاہ اٹھکر بیٹھنے لگا کہا ہمشیرہ صاحبہ آپنے مجھکو اسقدر مارا کہ میرا منھ سوج گیا تاریک نے کہا بھڑوے مکار اب بھائی بنتا ہی بتلا کہ گلگونہ کہان گئی روسیاہ نے کہا حضور آپ مجھے نہین پہچانتین مین آپکا بھائی روسیاہ ہون عمرو مجھکو بیہوش کرکے ڈالگیا آخر روسیاہ کا منھ دھلوایا تب معلوم ہوا کہ روسیاہ جادوگر ہی تاریک نے کہا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہی روسیاہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا مین نے عمرو کو کبھی دیکھا نہ تھا اُسنے مجھسے کہا کہ مین نے ملکہ گلگونہ کو کھلایا ہی یہی مین نے دھوکا کھایا اُسنے مجھکو شراب پلاکر بیہوش کیا دونون نکل گئے تاریک نے کہا کہ ای روسیاہ تمھاری تقدیر مین ذلت لکھی تھی کنیزون کے ہاتھ کے تھپڑ کھائے میرے لیے بھی بدنامی ہوئی لیکن یہ سرحد ظلمات ہی کیا نکل سکتے ہین مین ابھی جاکر لاتی ہون صحراے ظلمات مین بھٹک رہے ہونگے صحراے ظلمات وہ مقام ہی کہ سامری نے اُس صحرا مین دھونی لگائی دھوئین سے وہ جنگل سیاہ ہوگیا کسکی مجال ہی کہ وہان سے نکل جائے جو جائیگا وہ بھٹکے گا گلگونہ بڑی صاحب زبردست ہی مگر کیا مجال کہ اُس بیابان کو طی کرسکے یہ کہکے تاریک چلی روسیاہ نے کہا مین بھی چلونگا تاریک نے کہا تم نہ چلو ایسا نہ ہو تم اُسے دیکھکر بیقرار ہوجاؤ تمھارے عشق نے تجھے حقیر کیا ملکہ ماہیان کو اس سرحد کا دعوے ہی کہ یہانکا قیدی رہا نہین ہوسکتا اُنکے خیال کے خلاف ہوا تمھارے مقدمے مین کچھ کہہ نہین سکتی ایسا اور کوئی کرتا تو مین اُسکو دست بستہ ملکہ اتان کی روانہ کردیتی روسیاہ نے کہا مین ضرور چلونگا مین آپکو اکیلا اُسکے مقابلے مین کیونکر جانے دونگا

ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی زوال آجائے وہ ساحرہ زبردست ہی تاریک نے کہا لاکھ زبردست ہی
لیکن یہ مقام سرحد پردۂ ظلمات ہی کیا مجال کہ یہاں سے گذر سکیں یہ کہکر تاریک چلی روسیاہ
بھی ساتھ ساتھ چند کنیزین بھی ہمراہ ہولین بڑے جوش و خروش مین تاریک و روسیاہ جاتے ہین
لیکن ملکہ گلگونہ خواجہ عمرو کو ساتھ لیے ہوے تخت کو اُڑائے ہوے جاتی ہین کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحرا نظر آیا سارا جنگل دھوئین سے بھرا ہوا ہی گلگونہ نے کہا خواجہ صحراے
ظلمات معلوم ہوتا ہی خدا اِس سے امان دے اکثر زبانی افراسیاب کی سُنا کہ صحراے ظلمات
سے نکلنا دشوار ہی خواجہ نے کہا مین اُتر جاؤن اور کسی راستے سے جاؤن گلگونہ نے کہا
خواجہ یہ سب مقام سحر بند ہی کیونکر اِس سے نکاسی ہوگی آپ اگر جانے کا ارادہ کرینگے بھٹک
بھٹک کر اسی جنگل مین رہجائیے گا سب طرح مشکل ہوگی گلگونہ نے تخت بڑھایا دھوئین مین تخت
کو تونڈا لا تخت کو ٹھہرا کر آواز دی ای نیلم و فیلم ہمارے نکل جانیکی تدبیر بتاؤ ہماری نکاسی دشوار
ہی دیکھا صحرا مین سے دو جوان سبزہ رنگ سفید لباس پہنے ہوے آکر حاضر ہوے عرض کی کہ غلام
آگے بڑھتے ہین ہم اپنی جان سرکار پر نثار کرینگے ہمارے عقب مین چلی آئیے یہ کہکے دونون جوان
تلوارین چمکاتے ہوے آگے بڑھے جیسے یہ دونون جوان دھوئین مین داخل ہوے ایک آواز
مہیب آئی دھوان داہنے بائین ہٹ گیا بیچ مین ایک سڑک سی پیدا ہوئی گلگونہ نے کہا خواجہ
آپ نے ملاحظہ کیا یہ آپکی کنیز کی تدبیرین ہین اب آپ کو کوئی نہین روک سکتا ملکہ نے تخت بڑھایا
جو راستہ ظاہر ہوا تھا اُسی راستے پر چلین وہ جوان آگے آگے تلوارین چمکاتے ہوے جاتے ہین
دس قدم تخت سے آگے بڑھے ہوے تھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا پہلو مین نخل چنار تھا اُسپر
ایک طائر بیٹھا تھا طائر اپنے مقام سے اُڑا اسپر یہ دونون کے سایہ ڈالتا ہوا نکل گیا جب سایہ
طائر کا ان دونون کے سر پر پڑا نیلم نے کہا کیون فیلم طائر اُڑ کر نکل گیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا
فیلم نے کہا کیون دبوا نہ ہوا ہی اُڑتے ہوے طائر کو کیونکر پکڑتے اُس طائر کو دیکھکر ہمارے ہوش
اُڑ گئے نیلم نے کہا او فیلم تیری کچھ شامتین آئی ہین ہوش اُڑنا کیسا تو اگر مجھسے کہتا مین گرفتار کرلیتا
فیلم نے نیلم کو تھپڑ مارا دونون مین تھپڑ چلنے لگا ملکہ گلگونہ ہان ہان کرتی ہین کہ ارے یہ
آپس مین لڑنا کیسا خبردار آپس مین نہ لڑو جون جون ملکہ گلگونہ منع کرتی ہین آپس مین زور و شور

بڑھتا جاتا ہی ایک مقام پر نیلم نے سر کو تتا کر کمر پر نیچہ مارا فیلم کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے خون کا فوارہ نکلا
نیلم پر بڑا یہ بھی جلنے لگا جلکر خاک ہوا دونو نکا مارے جانا کہ تمام صحرا مین دھوان ہو گیا ملکہ گلگونہ
نے کہا خواجہ دم گھٹا جاتا ہی عمرو نے کہا یہی میرا بھی حال ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم دخان سیہ رو
ایک جادوگر کو دیکھا نعرے کرتا ہوا آتا ہی آتے ہی نعرہ کیا او گلگونہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم دخان سیہ رو
اس صحرا کا مالک ہون تم یہان کیونکر پہونچین کسی نے منع نہ کیا مین عاشق زار ہون میرے ہمراہ چلی آ
ای ملکۂ عالم اگر میرے خلاف کیا تو مین زمین ہلا دونگا ملکہ گلگونہ نے تخت اپنا بڑھایا ہرچند کہ خواجہ
کا بھی یہ حال ہی کہ دھوین سے آنکھین پھوٹی جاتی ہین مگر جب گلگونہ برائے مقابلۂ دخان چلین
خواجہ تخت سے کود کر غائب ہوے گلیم اوڑھ لی ملکہ گلگونہ جب سامنے دخان کے پہونچین
دخان نے پکار کر آواز دی یا سامری یہ سحر اغلام کو آپ نے سپرد کیا مجھسے کوئی مقابلہ کرے مین
سحر کرون صرف آپکا نام لیتا ہون یہ کہکر ایک دو پتھر زمین پر مارا ملکہ گلگونہ کی آنکھون سے آنسو
جاری ہین بہ مشکل جھولی سے گولہ نکال انکا لکر پھینکا گولہ ہاتھ سے چھوٹتے ہی پھٹ گیا اس گولے
سے بھی دھوان نکلا جیسے ہی دھوان آنکھ مین لگا ملکہ گلگونہ بیہوش ہو کے گرین یہ تو صاف
ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ سحری زمین پر چمک رہا ہی دخان سیہ رو نے تیغہ کھینچا بڑھا کہ گلگونہ کو
قتل کرون ملکہ گلگونہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ہاتھ پائون بیکار زبان مین لکنت آنکھون مین بصارت نہین
اٹھا نہین جاتا دشمن تلوار کھینچے کھڑا ہی چاہتا ہی قتل کرے کہ پہلو سے آواز آئی او دخان کیا کرتا ہی
نہین جانتا کہ شہنشاہ گردون بارگاہ افراسیاب عالیجاہ اسپر عاشق ہین دخان نے پلٹ کے
دیکھا تاریک ظلمات پسند آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہی او دخان تیرے سحر نے میرا یہ حال کیا
ہی کہ آنکھو لنسے نہین سوجھتا اور کسیکی کیا حقیقت ہی وہ نگوڑے نیلم و فیلم کیا تھے دخان نے جھک کے
سلام کیا کہا ملکۂ عالم یہ میرا سحر ایسا ہی کہ اگر سامری و جمشید آجائین تو وہ بھی نابینا ہو جائین
یہ کہکر قریب آئین کہا ارے دیکھ شہنشاہ بھی آتے ہین دخان اس طرف پلٹا تاریک نقلی نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو آہنین تنف

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہی گر قدم

تراشندۂ ریش لقا ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہون ابن عیار صاحبقران
زمانے کا ستّار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

جہانگیر عالم کا عیار ہون		دوندہ جہت نگر و طرار ہون		نہ پائے مری گرد پاپوش کو

جیسے دخان پلٹا خواجہ نے حباب مارا دخان بیہوش ہوا پہلو پر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
مرنے سے دخان کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی دنا ٹا سناٹا غبار کا اُڑنا طائرونکا غل مچانا درختون کا
اُکھڑ کر گرنا چشمونکا پانی کھولکر خشک ہو گیا ایک بونڈر لا گرد کا اُڑا اُس بونڈرے سے صدا رونے کی
آتی تھی کوئی آواز دیتا ہی ہائے ہیر افسر مارا گیا وہ بونڈلا گرد لاش دخان کے لپٹا طرف آسمان کے
روانہ ہو گیا دھوان بھی غائب ہوا ملکہ گلگونہ نے اُٹھکر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ تمنے کیا
کار نمایان کیا ہی مگر اب جلدی نکل چلیے ملکہ نے پھر اپنا تخت سحر آراستہ کیا خواجہ و گلگونہ بیٹھکر
چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے خواجہ نے کہا ملکہ گلگونہ باختر
ایسے ملک مین مین پھر السیکن ایسا صحرا نگاہ سے نہین گذرا عندلیبان خوشنوا کیا زمزمہ سرائی
کر رہی ہین ملکہ گلگونہ نے بھی فرمایا خواجہ حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نہین دیکھا خواجہ و ملکہ
گلگونہ جنگل کی تعریف کر رہے ہین کہ چند طائر اپنے مقام سے اُڑے ایک طائر کلان جو اُن سبکے بیچ
مین تھا اُسنے پکار کر آواز دی ای ملکہ عروس شب اوّل یہ غیر کون لوگ ہین کہ جو آپ کے صحرا مین آئے
ہین سیر تماشہ دیکھکر جاتے ہین ایک جانب سے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ گلگونہ کے منھ
سے نکلا خواجہ کیا پاک و پاکیزہ سحر ہی ہوشیار ہو جاؤ کوئی آتا ہی طرفہ سحر ہی کہ رہا ہی خواجہ تخت سے
کود ے گلگونہ نے دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے پتونکی آڑ مین چھپکر بیٹھے ملکہ گلگونہ تخت سے
اُتر مین جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ کچھ سحر کرون یہ انتشار صحرا بیکار نہین ہی طائرون مین بھی انتشار ہی حقیقت مین
کسیکا انتظار ہی کچھ گل اوٹے جھولی سے نکالے چاہا ایسا سحر کرون کہ مجھپر تو کسیکا پنجہ قابض نہ ہو
ترقی سحر گلگونہ کا حال عرض کر چکا ہون کہ سوائے افراسیاب کے کسی سے نہین دبتی حیرت
سے برابر مقابلہ کیا مگر رنگ صحرا دیکھکر ہوش اُڑے ہوے ہین رنگ رو متغیر چاہتی ہین گل بوٹونپر
کچھ سحر کرین کہ صحرا سے آواز آئی ای گلگونہ تکلیف نہ کرو کیون گھبراتی ہو گلگونہ تمھارا نام ہی ہمین تمھاری
ملاقات سے کام ہی دیکھا ایک نازنین گلگون پوش دریا مین پھولونکے غوطہ زن غنچہ دہن شگفتہ
مزاج گل پیرہن گلشن کے سر کا تاج خوشخرام نیک انجام مقبول خاص و عام گل رخسار کبک
رفتار شیرین گفتار آنکھین نرگس شہلا مثل کنیزان کمترین نازہ و ادا ہمراہ زیور پھولونکا جسم پر

آراستہ پکار کر آواز دی ای ملکہ گلگونہ رنگین پوش آج کیونکر سرفراز فرمایا ہمیشہ ہمکو یہی آرزو تھی کہ
آپ اس صحرائے پر بہار مین آئین ہم خاک پاکو توتیائے چشم بنائین آپ ہمارے قریب آئین ہم اپنے
مکان پر آپ کولے چلین ملکہ گلگونہ یہ کہتی ہوئی بڑھین کہ صاحب تمسے کسکو انکار ہی ہم بھی تمہارے
مشتاق ہوکر آئے تھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی ملکہ گلگونہ کو اپنے ساتھ لیچلی
گلگونہ نازنین کی رنگینی کلام کو دیکھتی ہین معلوم ہوتا ہی منھ سے پھول گر رہے ہین اور ہر بات
مین یہی کلام ہی کہتی ہی کیون ملکہ عالم مقام افسوس ہی کہ شہنشاہ آپ کے مشتاق ہین اور آپ
انکو سرفراز نہین فرماتین گلگونہ نے کہا ای عروس شب اوّل شہنشاہ سے مجھے چند کلام کرنا ہین
اُس نازنین نے کہا مین طی کرادونگی گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہی جو تم کہوگی وہ کرونگی اسطرحکی
باتین کرتی ہوئی تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا
ہی چند کنیزین در باغ پر ٹہل رہی ہین پکار کر آواز دی ای ملکہ عروس شب اوّل تشریف لائیے ملکہ گلگونہ
کو بھی لائیے اُس نازنین نے پکار کر کہا ملکہ گلگونہ کیونکر نہ تشریف لائینگی ہم اُنکے مشتاق یہ ہماری
مشتاق سرفراز فرمایا جلد جاکر تیاری کرو آپ مہمان ہین ہمارے باغ مین بہار آئی ہی دروازے پر
کنیزین بہت سی جمع ہوگئین عرصہ دراز تک در باغ پر ٹہلتی ہین کچھ کنیزین جنگل مین سے آئین کہتی
ہوئین کہ کیون ملکہ عروس شب اوّل ملکہ گلگونہ کو بڑی خاطر سے آپ لائین اب شہنشاہ سے انکی صفائی
کرادیجیے ملکہ گلگونہ فرماتی ہین ای ملکہ عروس شب اوّل شہنشاہ کو بلاؤ میری انکی صفائی کرادو
مین اُنسے اپنی شرطین بیان کرون جب شہنشاہ انکو منظور کرلینگے تو مین اُنکا حکم بجالاؤنگی اب
وہ نازنین ملکہ گلگونہ کا ہاتھ تھام کر اندر باغ کے داخل ہوئی دیکھا باغ سرسبز و شاداب نرگس شہلا
چشم معشوق کا جواب غنچہ ہائے ناشگفتہ سے نشان محبوب ملتا ہی باغ کو دیکھکر غنچہ خاطر کھلتا ہی
پھول شگفتہ مزاج عندلیبان خوشنوا روئے گل کی زیارت کی محتاج صیاد و گلچین بدنصیب
کانٹون کے قریب صیاد اپنے دام مین آپ اُلجھا ہوا سنبل کے گیسوعنبرین کا مضمون سلجھا
ہوا روش پٹریان آراستہ چشمے پُرآب موجون کو پیچ و تاب حباب خود سر خود سر اُنکا جواب یا جام
معکوس کیسے کیون خاموش رہیے عجب طرحکا باغ پربہار قطعدار گلزار ملکہ گلگونہ کو عروس لیے
ہوے بارہ دری مین آئی کہا ارے صاحبو مہمان عزیز نے سرفراز فرمایا شراب و کباب کا

سامان کرو گلعذار ہماری گائن کو بلاؤ ایک کنیز دوڑی بیرون باغ نکلی گلعذار گائن کو بلانے جاتی ہی خواجہ نے مخفی ہوکر دیکھا کہ گلگونہ کو ایک نازنین لیگئی سمجھ گئے کہ گلگونہ گرفتار ہوئی بعد جانے اُن ہوون کے خواجہ زرنجہ نخلستان سے نکلے یہ تو یقین کامل ہوگیا کہ گلگونہ کو لگاکر لیگئی خواجہ نخلستان مین چھپے ہوئے جاتے ہین کبھی ٹھہرے کبھی دوڑکر چلے ایک مقام پر دیکھا ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہی خواجہ ایک گنوار کی شکل بنکر اُس کنیز کے سامنے دوڑے ہوئے آئے کہا لو کہان جاتی ہو اُسنے کہا آج ملکہ عروس شب اوّل نے گلگونہ کو تسخیر کیا باغ مین اپنے لیگئی اب گلعذار گائن کو طلب کیا ہی خواجہ نے باتون مین لگاکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر چلے ایک مقام پر چند مکان بنے تھے دریافت کیا بی گلعذار کا مکان کونسا ہی دریافت کرکے مکان مین گلعذار کے آئے دیکھا گلعذار گائن بیٹھی ہے دیکھتے ہی پوچھا بی شگوفہ آج کہان چلین کہا ملکہ گلگونہ کو عروس شب اوّل نے تسخیر کیا ہی آپ کو واسطے گانے کے بلایا ہی ابھی کسیقدر ہوشیار ہین آپ کا گانا سُنکر تسخیر ہونگی گلعذار نے لباس پہنا زیور جسم پر آراستہ کیا خواجہ نے کہا ذرا کنارے چلو الگ لیجاکر گلعذار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل مین رکھا گلعذار کی شکل بنکر تیار ہوے سازندونکو ساتھ لیا باغ مین آئے اندر بارہ دری کے داخل ہوے عروس نے دیکھا کہا بوا گلعذار ہمارے مہمان کو کچھ گانا سُناؤ گلعذار نے بیٹھکر سازندونکو اشارہ کیا اور یہ غزل شروع کی نظم

رُخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہی ہمکو
گُل سے ہی غرض خار سے کیا کام ہی ہمکو

گلزار ترا تجھکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہی ہمکو

دیوانے ہین صحراے جنون خیر محل ہی
بام و در و دیوار سے کیا کام ہی ہمکو

خواہان ہے ترے رشک ہی ای غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہی ہمکو

کافی ہی ہمارے لیے دل ہی کا اشارہ
رتال سے جھنکار سے کیا کام ہی ہمکو

اس رنگ مین اس غزل کو گایا کہ عروس نے کہا آج تو تو نے نیا رنگ دکھایا اس مزے سے گاتی ہی دلکو بیقرار کردیا یہ کہکے اشارہ کیا کہ گلگونہ کو شراب پلاؤ یہ ہمارے قبضے مین آئے ابھی آہوے وحشی ہی دیکھو گھبرا گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہی ہی ایسا نہو رنگ بگڑ جائے گلعذار نقلی اپنے مقام سے اُٹھی ہنستی ہوئی قریب آئی کہا مین کچھ کان مین عرض کرونگی عروس نے کہا آؤ کان مین کہا

ملکۂ عالم مین اسطور سے شراب پلاؤن کہ اگر نہ پیتی ہو تو پی جائے ساقی گری کرون کسیکو باقی نہ چھوڑون
عروس نے پکار کر کہا آج پی گلعذار ساقی ہونگی کوئی باقی نہ رہے گا یہان شراب کی محفل مین گھما
مین گلعذار نقلی نے ان سبکو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی گھنگرو پاؤن مین باندھے جام شراب کا
سر پر رکھا گاتی ہوئی بتاتی ہوئی سامنے عروس کے آئی عروس نے اس جام کو گلعذار نقلی کے
ہاتھ سے بصد جوش سرور اپنے ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے وہ جام سامنے ملکہ گلگونہ کے پیش
کیا گلگونہ بے اندیشہ انجام پی گئی اب تو خواجہ نے دوسرا جام عروس شب اول کو دیا سامنے
کھڑے ہو کر کچھ اشعار بھی گائے عروس شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ شراب کا شروع کیا جو
طریقہ خواجہ کا ہی لیکن گلگونہ نے جو یہ جام حسرت پیا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین گھبرا گئی
پلٹ کر عروس سے کہا کیون صاحب یہ ہو سکتا ہی کہ شہنشاہ کو بلواؤ ہمارے انکے صفائی ہو جائے
عروس نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین آپ کو لیچلونگی چلتے ہی صفائی کرادونگی یہ نہین ممکن ہی کہ مین
عرض کرون اور شہنشاہ اُسے قبول نکرین عمرو ان کلمات کو سنکر گھبرا گیا جی مین کہتا ہی اگر مین نہ ہونگا
تو ملکہ کی عصمت مین فرق آنا عجب حال ہی جیسے اچھے عاشقان صادق ہوتے ہین وہ مزاج
کا حال ہی دمبدم عروس سے تقاضا ہی کہ ای ملکۂ عالم اب چلو ہمارے اُنکے صفائی کرادو اب
کہانتک فراق نصیب رہین اپنے عاشق کے قریب رہین عمرو تو اس تردد مین شراب پلانے کی
جلدی کر رہا ہی خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گلگونہ دشمن ہو جائے تھوڑے ہی عرصے مین خواجہ نے
سبکو شراب پہونچائی گلگونہ نے گھبرا کر کہا ای ملکہ عروس چلو خدمت مین شہنشاہ کی حاضر ہون
ہمسے بڑی خطائین سرزد ہوئین خواجہ نے آخر گھبرا کر ایک جام آغشتہ بہ داروے بیہوشی گلگونہ
کو بھی پلا دیا کہ عروس اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھی لو اچلو خدمت شہنشاہ مین چلین صفائی ہو جائے
گلگونہ و عروس باہم اٹھین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین ہان ہان کہکے اٹھین جو اٹھی وہ
گری تھوڑی دیر مین سب گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

میرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکر ہی گلشن قیل و قال

عمرو ذیحشم عنتر عنتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کوٹین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

نشان تمہاری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

امیر عرب شہ پروردگار

نعرہ کرکے اول خواجہ عروس پر جا پڑے زیور اتار کر اسکو قتل کیا کنیزون کے کپڑے اتارنے لگے اور قتل کرتے جاتے ہین کہ گلگونہ ہوشیار ہوئین ہوشیار ہوتے ہی خواجہ کے قدمون پر گر پڑین کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا جس وقت سے مین نے اس مکارہ کی صورت دیکھی تھی دل کہتا تھا جا کے قدمون پر افراسیاب کے گرون آپ نے میری آبرو و عصمت بچائی لیکن مرنے سے عروس شب اول کے باغ جلنے لگا وہ صحراے سبزہ زار بھی پھنکا خواجہ لوٹ مار کر رہے ہین بڑے عرصے کے بعد اس باغ کو ویران پایا زاغ و زغن کی آوازین آتی ہین وہ صحرا بھی جلکر خاک ہو گیا گلگونہ کہتی ہین خواجہ نکل چلو بڑی ساحرہ کو تمنے مارا خواجہ فرماتے ہین ملکہ دو چار کوڑی کا روزگار آو کرلین جب لشکر مین جائینگے مہاجن پوچھینگے اتنے عرصے کے بعد آئے ہمارے واسطے کیا لائے اصل تو ادا ہونا دشوار ہی سود تو ادا ہوتا رہے دوڑ کر خواجہ بارہ دری مین گئے وہانکا بھی فرش و فروش لیا اب خواجہ و گلگونہ چاہتے ہین کہ روانہ ہون قضاے کار تاریک ظلمات پسند غصے مین چلی تھی اول صحراے دخانیہ مین پہونچی دیکھا صحرا صاف پڑا ہی کہین دھوئین کا نام نہین ایک مقام پر آکے دیکھا لاشہ دخان سیہ رو کا پڑا ہی کہا اے روسیاہ بڑے غضب کی بات ہی گلگونہ دخان کو مار کر نکل گئی روسیاہ نے کہا جلدی چلیے اب اسے بھی دور نکل جائین کہا اے روسیاہ دخان بھی ایسا شخص نہ تھا لیکن نہین معلوم کس وجہ سے مارا گیا آگے صحراے سبزہ زار کی مالک عروس ہی اسکی بھی سیر ہے گلگونہ ہوائی ہو جائیگی یقین ہی اسنے گرفتار کیا ہو صحراے دخانیہ سے نکلی تھی کہ آسمان پر چند زاغ و زغن پرون سے سر پیٹتے ہوے جاتے مین زبان پر انکی یہ لفظ جاری ہی ہاے ہاے ملکہ عروس شب اول آج سے ہمارا سایۂ سر چھوٹا ہمسے یہ صحرا ترک ہوا اب کہان جائین کس مقام پر سر ٹکرائین تاریک نے ایک زاغ کو اشارہ کیا وہ زاغ سیاہ اسکے کاندھے پر آکے بیٹھا تاریک نے پوچھا ارے عروس پر کیا سانحہ گذرا زاغ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا حضور نہ پوچھیے اسکی مصیبت پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ملکہ گلگونہ کو تسخیر کرلائین لیکن کچھ زور نہ چلا ساربان زادے نے اگر ہماری مالک کو مار ڈالا لاشہ اسی باغ مین پڑا ہی تاریک کا چہرہ زرد ہو گیا

انکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کیون ای سیاہ رو تمنے سنا ایسی جادوگرنی مارگئی کہ وہ شمع
پردۂ ظلمات بے چراغ ہو گیا یہ کہکر تاریک بہت بیقرار ہو کر روئی اب سیاہ رو سنبھالتا ہی
کہتا ہی ملکۂ عالم اسقدر بیقرار نہو جیے یہان سے چلیے اور اُسکو چلکر روکین تاریک نے آنسو
پوچھے بہ قہر و غضب تمام چلی یہان خواجہ و گلگونہ تخت تیار کر کے اُسپر سوار ہوے ہین کہ نعرے
کی آواز آئی او گلگونہ کہان جاتی ہی دیکھا تاریک ظلمات پسند و سیاہ رو دونون اگر زمین
پر اُترے سحر کرنے لگے ملکہ گلگونہ سحر کو دفع کر رہی ہین لیکن دونون نے آگ برسادی خواجہ
چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاؤن ہر طرف پہاڑ معلوم ہوتے ہین چاہتے ہین گلیم اوڑھ لون ہاتھون
مین رعشہ زنبیل تک ہاتھ نہین جاتے خواجہ پشت پر گلگونہ کی کھڑے ہین فرماتے ہین او ملکہ
گلگونہ مجھکو تو پہاڑون نے گھیر لیا گلیم نہین اوڑھ سکتا ایسا سحر کرو کہ مین نکل جاؤن اگر دوا دوش
کرنے کے لایق ہون تو جاکر عیاری کرون ہر چند گلگونہ سحر کرتی ہی کہ خواجہ کے گرد سے یہ پہاڑ
ہٹین لیکن نہین ہٹتے ہر طرف خواجہ کو اندھیرا معلوم ہوتا ہی خواجہ گلگونہ کا دامن پکڑے کھڑے
ہین آگ برس رہی ہی ملکہ گلگونہ اپنے کو بچاتی ہی اور خواجہ پر باران سحر برساتی ہی کہ خواجہ شعلۂ
آتش سے بچین جسوقت سے سیاہ رو نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا ہی تڑپ رہا ہی کہ یہ معشوق مہ جبین
سحر کر رہی ہی بس جہان جہان کہکر پڑھا ایسے کلمات جو سیاہ رو نے کہے ملکہ گلگونہ نے
غصے مین جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی سیاہ رو نے تاریک سے کہا ٹھہریے مین اسکو پکڑے
لیتا ہون یہ کہکے دوڑا چاہا جاکر ملکہ کو لپٹ جاؤن گلگونہ نے بجلی کان سے اُتاری اُتار کر
پھینک ماری ایک برق کڑک کر گری کہ سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوے تاریک نے سر پیٹ لیا
کہا اسنے میرے قوت بازو کو مارا او خونخوار ان دونون کو لینا جیسے اسکے نام خونخوار کا لیا
سیاہ رو کا لاشہ زمین پر تڑپا خون مثل فوارے کے اُڑا گلگونہ و خواجہ عمر چھینٹین پڑین دونون
اُڑ کر آ گرے ملکہ گلگونہ کو سحر فراموش ہوا زبان بند ہوئی تلوار کھینچ کر تاریک چلی کہ دونون
کا سر کاٹ لون کہ ایک زلزلہ زمین مین پیدا ہوا پہاڑ بیچ سے پھٹا دیکھا ایک شیر ببر ڈکارتا ہوا
درۂ کوہ سے نکلا گلگونہ و خواجہ کو پشت پر لیا ڈکارتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک
نے جو گولہ مارا شیر ببر نے منھ مین لے لیا جب کئی سحر تاریک نے کیے وہ شیر ہر سحر کو منھ مین

لے لیتا ہی اسنے خنجر کمر سے نکالا اسپر اپنی ران کا خون ڈالا اور یہ بھی آواز دی کہ ارے تو کون ہی کہ میرے سحر کو یون رد کیے لیتا ہی شبیر نے خنجر پر دُم ماردی خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کچھ خون برسا شبیہ نے زمین پر بلند تک ماری گلگونہ و خواجہ پر اپنا عکس ڈالا شش النسان کے آواز دی اسے نتحر نکل جاؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین خواجہ و گلگونہ بھاگے ایک اندھیرا ہوا تار یک نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغہ بکف کھڑا ہوا ہی تاریک نے سحر کی بوچھار کردی کوکب نے تلوار کو ہلایا برق کڑک کر گری کہ تاریک ظلمات پسند کے دو ٹکڑے ہوے کوکب تاریک کو مار کر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہ سر آمد واقعہ دیکھکر آیا تھا خواجہ و گلگونہ تھوڑی دور نکل کر پہونچے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین تاریک ظلمات پسند بود گلگونہ نے کہا خواجہ کوکب روشن ضمیر نے آکر تاریک کو مارا گلگونہ نے تخت سحر تیار کیا خواجہ اوبھی بیٹھا لیا طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر اسلام پر یہ معرکہ گذرا کہ میمون ابلق سوار طرف سے افراسیاب کے آیا طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین نکلا ملکہ بہار اسکے مقابلے مین آئین جیسے جمال بہار دیکھا بیقرار ہوگیا کبھی منت کرتا ہی کہ حضور مین غلام ہون مجھے اپنی تابعداری مین قبول کیجیے ملکہ بہار غصے مین فرماتی ہین او بیحیا ہمارے مقابلے مین آیا سحر کر دور نہیے سحر کا دیکھین کیسا ساحر ہی افراسیاب نے تجھکو بڑے ناز سے بھیجا ہم بھی دیکھین کیسا ساحر ہی میمون اہی کیے جاتا ہی گریبان پھاڑ ڈالا کلاہ سر سے پھینکدی کبھی پکارتا ہی حضور ذرا ائین لبیے انکشتم

چاہیے نقد دل عشاق زلف یار کو	ہر بجا گر ہو خزانے سے محبت مار کو
عطر بناین ہوا مشاطہ زلف یار کو	مشک نافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو
خط نے کیا سبد ھا بنایا کاکل خمدار کو	کردیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کردیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو	جسطرح ہوتی ہی تیزی سنگ سے تلوار کو
ایک تقاضے جوانمردی کا ہی ناسخ ترک حرص	عمر بھر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو

ملکہ بے اختیار ہنس پڑین گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا کہا او بیحیا ہمارے مذہب مین تقدم جائز نہین ہی پھر تو سحر کر ابھی دیوانہ خام ہی پھر پچھتا دیوانہ ہو جائیگا اسنے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی ملکہ بہار نے وہ گجرا پھولون کا پھینکا گجرا ٹوٹا پھول اُسپر برسنے لگے جیسے ہی پھول برسے غصے مین آکر ایک

دستک دی پھول سب جلکر خاک ہوئے آواز دی او بے پرو بال طائر خوش جمال بی بہار نے
ہم پر سحر کیا جواب تو دے دیکھا زمین سے ایک طائر پیدا ہوا حقیقت مین مضغۂ گوشت ہی بال و پر
ندارد جست کرکے بہار کے سر پر منقار ماری بہار کے سر سے خون کا تراٹا نکلا اپنے خون
مین نہا گئین لہرا کر زمین پر گرین بیہوش ہو گئین میمون ابلق سوار ہاے جان جہان کہکر بڑھا
باغبان کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر گیند مارا جھونکے ہوا کے چلے میمون نے آواز دی ای ہماے
شاہ پسند بیان باغبان کو لینا ایک جانور اڑتا ہوا آیا سر پر باغبان کے عکس ڈالا باغبان
بھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا برق لامع کڑک کر جا پڑی جیسے ہی میدان کارزار مین پہونچی کہ
میمون نے آواز دی ای طاؤس زرین بال بی برق لامع کی دعوت بھی ضرور ہی دیکھا سب نے
ایک طاؤس زرین بال آسمان پر آیا چیخین مار رہا ہی طاؤس زرین بال کی آواز جو کان مین
برق لامع کے پہونچی برق لامع بھی بیہوش ہوئی میمون چلا کہ تینون کے سر کاٹ لون ملکہ
مہرخ نے تخت بڑھایا ملکہ حیرت نے کمایار و میمون کی مدد کرو دونون لشکر آپس مین ملگئے
سحر ہونے لگے ہزارہا لاشہ گر گیا دناٹا سناٹا گولونکا برق چمک رہی ہی رعد کی گرج ابر کی کڑک دریا
خون جاری ساحر زخمی اشکباری ہزارہا سر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین لیکن میمون ابلق سوار
مثل شیر خشمناک جس افسر کے سامنے پہونچا کسی طائر کا نام لیکر آواز دی وہی طائر افسر کے سر پر
آیا طائر بیکار آزردہ افسر بیہوش ہو مہرخ کے تخت پر ایک گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ
تخت پر سے گرین گرتے ہی غرق زمین ہوئین قریب میمون کے جاکر نکلین قصد کیا گردن پکڑ کے
اسکو اٹھالیجاؤن آسمان پر سیجا کر پھر کر پھینک دون میمون ابلق سوار نے آواز دی ای
عندلیب خوشنوا تیری زمزمہ سرائی کا مشتاق ہون عندلیب نے آکر سر پر ملکہ مہرخ کے آواز
دی ای بادشاہ لشکر اسلام مقام ادب ہی جیسے ہی اسکی آواز ملکہ مہرخ نے سنی گرگر بیہوش
ہوئین جھپٹ کر میمون ابلق سوار نے ملکہ مہرخ کو اٹھا کر ہوا اوپر ڈالا ملکہ مہرخ کو جو
ملازمون نے تخت پر نہ دیکھا لشکر والون کو پریشانی افسرون کو حیرانی افسران فوج سب
بیہوش ہوئے دو پہر کے عرصے مین اُسنے سبکو پکڑ لیا لشکر والون نے جب دیکھا کہ پڑاؤ لٹنے
لگا مہرخ کی بارگاہ جلگئی میمون ابلق سوار بہ قہر و غضب تمام بارگاہ ملکہ مہرخ مین گھس آیا

بادشاہ کی بارگاہ مثل عروس شب اوّل آراستہ میزون پر شراب وکباب جملہ اشیا موجود
ہین جا بجا مسند و تکیے جواہرات کے اٹھانے لگا کئی مسند و تکیے اٹھا کر جھولی مین رکھے
کہ گوشہ بارگاہ سے رونیکی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین پری پیکر
رشک قمر آفتاب جمال خجستہ خصال ماہ منیر حسن مین بے نظیر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی صورت
زیبا دیکھکر میمون مر گیا پسینے پسینے حیران و پریشان کلیجہ پکڑے ہوے قریب آکر بیٹھ گیا
پوچھا ای نازنین تو کون ہی تیرے رونے کا کیا باعث ہی اُس نازنین نے کہا میرا حال لایق
بیان کرنیکے نہین اقبال تاجدار باپ میرا برائے مدد حیرت آیا ہاتھ سے عیارون
کے مارا گیا بارگاہ مین لٹگئی مجھکو بھی پکڑ کے لاے مہرخ کا بیٹا شکیل جادو مجھپر عاشق
ہوا سوال وصل کیا مجھکو ظاہر ہوا کہ سامری و جمشید پر وہ لعنت کرتا ہی خدائے نادیدہ
جسکو دیکھا بھالا بھی نہین اُسکی پرستش کرتا ہی مین نے جواب دیا ای شخص مجھکو قتل
کر ڈال مگر تیرا وصل نہ قبول کرونگی تین دن سے آب و دانہ بند نہایت دردمند یہان
مجھکو قید کر رکھا ہی تم کون صاحب ہو جو میری غربت پر رحم آیا میمون ابلق سوار نے کہا
مین شاہان دربند طلسم ہوشربا مین سے ہون برائے مدد ملکہ حیرت آیا سب مسلمانونکو
پکڑ لیا مین تمکو اپنی خاتون محل قرار دونگا ہماری ہم مذہب ہو اقبال تاجدار میرا
دوست صادق محب واثق تھا مین تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ شاہزادیان رشک کرین
اُس نازنین مہ جبین نے کہا او ظالم تین شبانہ روز مجھپر بے آب و دانہ گذرے ہین
کچھ مجھے کھلادے ایک جام شراب بھی پلا کہ مجھے بچپن سے اُسکا شوق و ذوق رہا اور
کسی شی کو مین نے قبول نہین کیا وہ شخص سب اشیائے عیش و راحت لا کر رکھتا تھا
مگر مین نے کسی شی کو نہین چھوا تیرے ہاتھ سے شراب پیون کہ تو اپنا ہم مذہب ہی اب تو
میمون ابلق سوار نے اُٹھکر گلابی شراب کی اُٹھائی کہا لو صاحب پیو اُس نازنین
پری چہرہ نے وہ جام شراب کا لیا چند قطرے پیے کہا لو صاحب اب تمھین میرے
شوہر ہو باپ کیون بھائی کہون تمنے جان بخشی کی جام شراب کا پی جاؤ کہ میرے
تمھارے نسبت بختہ ہو میمون ابلق سوار خوش ہو گیا بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین

چاہا کہ جام پی جاؤن کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی اے میمون الملق سوار کیا کرتا ہے یہ عیار
مکار برق نامدار ہے یہ سنتے ہی میمون اُٹھا قصد کیا سحر کردن برق نے دیکھا کہ کار از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ مطلب فوت ہوتا ہے خنجر کھینچکر نعرہ کیا فرد منم برق رفتار و خنجر گزار ہ منم
یکہ لیکن گران بر ہزار + یہ کہکر خنجر مارا میمون نے اشارہ کیا خنجر ہاتھ سے برق کے چھوٹنا
لڑکھڑا کے گرا میمون نے پکارکر آواز دی کوئی حاضر ہے خدمتگار حاضر حاضر کہکر اندر آیا کہا حضور
کیا حکم ہوتا ہے میمون نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے رنگ و روغن بھی چہرے سے مین نے
اڑا دیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھا تھا مین ایسا ساحر زبردست نہوتا تو اسنے مار لیا تھا اسکی
مشکین باندھکر لیجا کسی خیمے مین جاکر قید کر دے خدمتگار نے چادر بچھاکر پشتارہ باندھا اور لیچلا
میمون الملق سوار دل مین سوچا یہ بھی کوئی عیار نہو مین نے نام نہ پوچھا اسکے افسر کو
نہ دریافت کیا پکارکر آواز دی او خدمتگار ٹھہر جا یہ وہ وقت ہے کہ لشکر مین جابجا ابھی تلوار چلی ہے
ہی ملازمان ملکہ مہرخ اُلجھے ہوئے ہین سردار اُنکے جابجا جو بیہوش پڑے ہین چاہتے ہین انکو
بڑھکر ہوشیار کرین کوئی تو ہماری سرپرستی کرے زخمدار و بیقرار گھٹنے ٹیک دیے ہین پانوٗن
بیکار ہوے لیکن ہاتھ چلے جاتے ہین خدمتگار نے جو آواز میمون کی سُنی پلٹ کر آواز دی جو
حضور نے فرمایا ہے وہ سب مجھے یاد ہے بہت احتیاط سے قید کرونگا آپ کیون غل مچاتے ہین
میمون نے پکارکر کہا ارے ٹھہر جا خدمتگار نے کہا مین نہ ٹھہرونگا یہ کہتا ہوا بھاگا جاتا ہے
میمون سمجھ گیا کہ ضرور کوئی عیار ہے میری بات کا اُلٹا جواب دیتا ہے ساحرون سے کہا
ارے اس خدمتگار کو پکڑ لو چند جادوگر دوڑے کہتے ہوے ارے ٹھہر جا آقا نے نامدار بلاتے
ہین جب خدمتگار نے دیکھا کہ ساحر مجھکو گھیرا چاہتے ہین حقۂ آتشبازی نکال کر مار دیا کسی کا منھ
جلا کسی کے گریبان مین آگ لگ گئی اور پکارکر آواز دی دیکھیے حضور یہ مجھے گھیرتے ہین میمون
پکارتا ہوا پہونچا کہ یہ جانے نہ پائے جیسے ہی میمون قریب پہونچا ایک ساحر پہلو مین کھڑا تھا
اُسنے کہا حضور میری بات سنیے آپ کیون ذرا سی بات کو طول دیتے ہین جہان آپ نے کہا
ہے وہان جاکر قید کریگا میمون نے کہا تجھے کیا مطلب ہے ساحر نے کہا دیکھیے وہ بھاگا جاتا ہے
آپ کا حکم کوئی نہین مانتا میمون پلٹا کہ ارے میرے خلاف کرتے ہو اُس ساحر نے پیچھے ذرا

اور نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل تیغچہ سر پر پڑا سر میمون کا زخمی ہوا میمون تو جنگ کرنے آیا ہی
سر اپنا سحر سے معمور ابھی وجہ سے تیغچے نے اوچھا زخم دیا گیر کہکر جواشت دو ہتھڑ مارا ضرغام لڑکھڑا کر
گرگئے ہی آواز دی بھائی تم تو نکل جاؤ چالاک خدمتگار بنکر آیا تھا جب برق کی عیاری
بگڑی تو ٹہنکر برق کو لیا چاہتا ہی بھاگ کر نکل جاؤن بارہ کوس کے گردے مین تلوار چل رہی
ہی جدھر جاتا ہی ادھر مجمع ساحران ہی کسی طرف سے نکلنے نہین پاتا میمون پکارتا ہوا چلا آتا ہی
ارے یہ خدمتگار جانے نہ پائے آخر ایک ساحر نے سحر کر دیا چالاک لڑکھڑا کے گرا جادوگرون نے
چالاک و برق کو گرفتار کر لیا ضرغام بھی پھنسا اب تو میمون ابلق سوار بہت خوش
ہوا کہتا ہی یار و عیار بڑے جانباز ہوتے ہین تینون نے اپنے اپنے کام کیے ہین ایسا ہوشیار
ہوتا تو انکو کیا گرفتار کر سکتا تھا ایک ارابے پر تینون عیارون کو ڈال لیا گرد اسکے ساحر مقرر
کیے لیکن سر اٹھا کے دیکھا جنگ ہنوز موقوف ہوتی سردارون سے اپنے کہا دیکھو صاحبو سب
افسرون کو مین نے بیہوش کیا ملکہ حیرت میری جانبازی کو دیکھ رہی ہین فوج بے سردار
لڑ رہی ہی جان دینے پر آمادہ ہی سب یہی چاہتے ہین کہ اپنے افسرون کو چھڑا لین بھاگنے کا ابھی
تک ارادہ نہین لاکھون ہین کس کس کو گرفتار کرون افسرون کو تو تم لوگ اٹھا اٹھا کر سوار
پر سوار کر لو مین لشکر والون کی بھی تدبیر کرتا ہون افسرون کو تو ساحرون نے عالم بیہوشی مین
اٹھا اٹھا کے ہوادار پر ڈال لیا میمون نے ہٹ کر سحر کیا ایک آندھی چلی تھوڑے
ہی عرصے مین لشکر مسلمانان الگ ہو گیا ہزارون جانباز سر ٹکرا ٹکرا کر مرے آخر لشکر کفار
سے الگ ہوے الگ ہونا تھا کہ اسنے سحر کیا ایک دھوان سب کے گرد چھا گیا سب کو اسطرح
بیکار کیا تین چار سو افسران نامی و تینون عیاران سب کو ارابے پر ڈال کے سامنے ملکہ حیرت
کے لایا عرض کی غلام نے عیارون کو بھی پکڑ لیا حضور برق نے غضب کی عیاری کی تھی
ایک نازنین کی شکل بنکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھ رہا تھا اگر مین نے سحر نہ کر رکھا ہوتا تو اس ظالم
نے مار لیا تھا حیرت نے کہا برق بلاے روزگار ہی لیکن اے میمون چند دن سے عمرو کا
پتہ نہین اور مہتر قران بچا ہوا ہی مین حیران ہون کہ وہ تمکو کیونکر جانے دیگا اگر یہان رہو تو
مشکل کو حل کردو تو خرابی میمون ابلق سوار نے عرض کی حضور عیارون کی کیا حقیقت ہی مین ابھی

کوچ کرتا ہون خدمت شاہ مین سب کو لیے جاتا ہون مین شاہ کا بھی کہنا نہ مانونگا اگر ان سب نے اطاعت کی مہتر ورنہ اُسی وقت قتل کرونگا حیرت نے کہا تمہین سامری و جمشید کے سپرد کیا اسی وقت کوچ کر جاؤ لیکن اپنے کو بہ تعجیل تا بہ باغ سیب پہونچانا میمون نے فوراً تخت آراستہ کرایا تخت پر سوار ہوا قیدیون کو لیکر چلا مہتر قران نامدار کہ در کوہ انکا مقام ہے بیٹھے عبادت کر رہے ہین کہ چند راہگیر باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ آج لشکر اسلام کا میمون ابلق سوار نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر مہتر قران گھبرائے اُن راہگیرون سے پکار کر پوچھا بھائیو کیا ذکر کرتے تھے راہگیرون نے سب حال بیان کیا کہ میمون ابلق سوار نے مہرخ و بہار وغیرہ کو گرفتار کر لیا تین عیار بھی پکڑے گئے برق نے مار لیا ہوتا مگر میمون بڑا ہوشیار ہی برق و چالاک و ضرغام پکڑے گئے ابھی کوچ کر گیا ہی مردمان لشکر پہ سحر کر دیا وہ سب دھوئین کے اندر بند ہین فریاد و فریاد کر رہے ہین وہ سب سردارون کو لیگیا مہتر قران نے جو یہ حال مصیبت مآل سنا بیتاب ہو گئے اپنے مقام سے اُٹھے ساحر کی شکل بنا کر نکلے سامری و جمشید کا نام لیتے ہوے تلاش مین لشکر میمون ابلق سوار کی چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا میمون ابلق سوار تخت پر پشت پر ساحرون کا لشکر اپنے سردارون کو دیکھا کسی کی زبان مین سوزن ہنین ہی بیہوش ہوا دارون پر پڑے ہوے ہین ایک آرایے پر برق و چالاک و ضرغام بھی پڑے ہوے ہین آنکھین کھلی ہوئین ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار مہتر قران کا قالب ہلگیا اہل اسلام کو اس مصیبت مین دیکھا بے اختیار رونے لگے دست دعا بدرگاہ خدا اُٹھا دیے کہتے تھے ای کریم و کارساز و ای بندہ نواز ان غریبون پر رحم کر سواے تیرے کون معین و مددگار ہی بڑے افسوس کی بات ہی ہم زندہ رہین اور یہ سب گرفتار ہون تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی کوئی صورت انکی رہائی کی پیدا ہو تیری صفت کس زبان سے بیان کرین تو وحدہٗ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی نظم

خداست واحد و یکتا و بیمثال و وحید	خداست ذات احد لاشریک و لاثانی
خداست حامی و مشکلکشا و راحت بخش	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بروح عطا کرد طاقت روحی	خدا بجسم عطا کرد زور جسمانی

خدا بہ پشہ کمر در زور می بخشد | وہد بمور خدا پایہ سلیمانی
خدا بہ بندۂ نادار سلطنت بخشد | کند بخاک عنایت کمال انسانی
خداست حافظ و ناصر بصورت و معنی | خدا بظاہر و باطن کند نگہبانی
تفضلات الٰہی بخاص و عام رسد | رسد بخلق بد و نیک فیض رحمانی
غلام بارگہ ذات کبریا باید | جبین صدق و ارادت بباب سبحانی
خدا بخانۂ دوران بروز و شب کردست | ز مہر و ماہ منور دو شمع نورانی
اگر تو بندۂ خلاق کبریا ہستی | بخاک عجز بنہ صبح و شام پیشانی
غلام بارگہ شاہ دین و دنیا شو | کہ حق کند بتو بخشش مقام سلطانی
بود ہمیشہ گنہگار در جہان ہندی | امیدوار عنایات ذات ربانی

دعائین مانگ کر مہتر قران ایک ساحر زبردست کی صورت بنے منظور ہی کہ جاکر ایک بندہ مار دو ایک فرمان افراسیاب تیار کرلیا سر نامے پر مہر افراسیاب تحریر لاجواب جست و خیز کرتے ہوے داخل لشکر میمون الپق سوار ہوے ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ میان میمون کہان ہین سب نے کہا میان ساحر صاحب جو تخت پر سوار ہین وہی ہمارے تاجدار ہین مہتر قران ہٹو ہٹو کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے اشغاق جادو سپہ سالار اسکا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے باتین کرتا ہوا آتا ہی کہ مہتر قران نے سامنے جاکر سلام کیا کہا حضور ذرا تخت کو ٹھہرا لیجیے فرمان شہنشاہ لائے ہین اسکو ملاحظہ کرکے ہمین جواب دیجیے صحراے افتخار ہین ہمارا مسکن ہی حکم پہونچا کہ تمھین نامہ لیکر پاس میمون الپق سوار کے جاؤ کہارون کو یہ لگا وہ قہر و غضب دیکھا کہا تخت زمین پر رکھدو ہم سوال و جواب کرین تب تخت کو اٹھاتا کہارون نے تخت رکھدیا مہتر قران نے ہاتھ مین نامہ دیا سر نامے پہ میمون نے مہر افراسیاب کی پائی چاہا نامے کو کھولون کہ آسمان پر فرّاٹا ہوا دیکھا ایک طائر آتا ہی جیسے ہی طائر کو دیکھا یا تو نامے کو کھولتا تھا یا طائر کو دیکھنے لگا مہتر قران حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہین کہ یہ پڑھنے مین مصروف ہو تو بندہ مار دون طائر چشم زدن مین قریب آگیا سر پہ میمون کے چیخ مارا آواز دی ای میمون یہ کاغذ نہ پڑھنا یہ شخص فرستادۂ افراسیاب نہین ہی پڑھنے کو سر جھکایا

اور بندہ پر ایمون نے پلٹ کر کہا ارے تو کون ہی یہ سنکر مہتر قران نے اشفاق کے سر پر بندہ
مارا اُسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا مہتر قران ساحرون کو مارتے ہوے بھاگے جب مہتر قران نکل گئے
ایمون نے کہا کیا ستم کا عیار ہی ہاے اشفاق کو مار گیا بھاگ کر مہتر قران صحرا مین آئے
حیران ہین کہ یہ طائر کیا چیز ہی ٹہلتے ہوے طرف گوشۂ صحرا کے چلے دور سے دیکھا ایک نخل پر ہزارہا
طائر بیٹھے ہین عقاب و باز و عندلیبان خوشنوا آنکھین بند سر جھکائے بیٹھے ہین مہتر قران نے ایک
بلندی سے دیکھا ایک ساحر کتاب ہاتھ مین اُسکو دیکھتا ہوا چلا جاتا ہی جس نخل پر طائر بیٹھے ہین
وہ نخل بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مہتر قران نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
خواجہ سرا کی صورت بنکر تیار ہوے پھولے پھولے گال شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوے ایک
کاغذ ہاتھ مین برابر سے اُس ساحر کے نکلے پلٹ کر کہا بھائی صاحب آپ کہان جاتے ہین
ملاحظۂ کُتب کا بڑا شوق ہی اُس ساحر نے سر اُٹھا کر کہا میان صاحب تم کہان سے آتے ہو
کہان جانے کا ارادہ ہی مہتر قران نے کہا ایک بیگار ہی میان ابریق صاحب ایک شاہزادی پر
عاشق ہوے ہین ہمکو تصویر دی ہی کہ صاحب تصویر کو تلاش کرو صبح سے پھر رہے ہین کہین پتہ
نہین ملتا کئی محلون مین گئے یہ کہکر تصویر ساحر کے ہاتھ مین دی ہی بھی کہا بھائی اگر اس صاحب
تصویر کو تم جانتے ہو تو ہمین بتا دو کہ اس گردش سے بچین ساحر نے جو تصویر کو کھولا تصویر پر
جو نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین انتہا کی حسین نقاش نے ہر مقام پر عذر لکھا ہی کہ اسکے حُسن و
جمال کی کیا تصویر کھینچتا مین بروقت تصویر کشی عاجز ہو گیا ساحر نے جو تصویر کو دیکھا ہوش
اُڑ گئے پسینے پسینے ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا کہا میان صاحب یہ تصویر کس معشوق مطلوب کی
ہی مہتر قران نے کہا بھائی مین کیا جانون صبح کو مجھکو یہ تصویر دیدی کہا میری معشوق کو جاکر
ڈھونڈھ لاؤ پھرتے پھرتے میرے پانون تھک گئے ساحر نے کہا میان صاحب تم تلاش
کرلوگے قران نے کہا مین سب محلات مین جاؤنگا مجھسے کسکو عذر ہی سوار کرا کے لیجاؤنگا خالی
نہین پلٹونگا ساحر نے ہاتھ باندھکر کہا میان صاحب اس تصویر کو دیکھکر میری جان پر بن گئی

یہ عشق بلاے ناگہانی ہی میان مجنون کی مشہور کہانی ہی **نظم**

نہین کچھ اختیار اس عشق کو گمنام و نامی کا		یہ کرتا ہی خط مولا سے [illegible] غلامی کا	

لہو کا اپنے مثل کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پر ای جوش جنون پہونچے
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا گو جان سے مین ای سوز غم پر شکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

گلوے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تھا تب کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہی
نہ تھا اندیشہ ای فرعون تجھے موسیٰ کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہی جو دیکھے اپنی جان شیرین کچ
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے ہمارے حسن کا شاہد کہ کھیلیگا
پہنتا ہی مرا صیاد پیراہن دودامی کا

بسر ہو جائیگی کمل کے سائے مین فقیر انکی
مبارک اہل دولت کو ہو تمکین و تمامی کا

ابھی سیف زبان سے تو نہین کار ذو الفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

یہ شعر اس ساحر نے جو پڑھے قران نے کہا میان ساحر صاحب مین وزیر اعظم کا نوکر ہون آپ تصویر دیکھکر ایسے بیقرار ہو گئے مگر مین معشوق تمہارے ہی پاس لاؤنگا کچھ مجھے نقدی دلوایئے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے آپ اس لشکر کے ساتھ ساتھ کیون جاتے ہین ساحر نے کہا میان صاحب مین ہیمون کی جان کا نگہبان ہون یہ طائر مین نے بنا کے بٹھا دیے ہین جو کوئی عیار انکے سامنے آیا یا کسی دشمن کا انکا سامنا ہوا مین کتاب دیکھا کرتا ہون فوراً طائر کو روانہ کرتا ہون وہ طائر جا کر انکو آگاہ کر دیتا ہی بہتر قران نے کہا اب مین آپ سے صاف کہون پتہ تو مین معشوق کا لگا چکا معشوق نے پیغام بھی قبول کیا دیکھیے یہ خاصدان بھر کے گلوریان دی ہین کہ ہمارے چاہنے والے کو دینا ایک گلوری مین اپنا اُگال بھی ڈال دیا ہی حقیقت مین وہ اُگال ہی یا یاقوت احمر کے ٹکڑے ہین ساحر نے کہا وہ گلوری بھی مین دیکھون قران نے کہا ہم بدنام ہو جائینگے ساحر منتین کرنے لگا کہ بھائی میرے دل کو تسکین ہوگی قران نے خاصدان کھولا سب گلوریون مین چاندی کے ورق لگے ہوے تھے ایک گلوری مین سونے کا ورق لگا تھا قران نے کہا اسی مین اُگال اس پری پیکر کا ہی ساحر نے اسی گلوری کو اٹھا لیا قران نے ہر چند کہا کہ یہ گلوری نہ لو اسمین زہر سنکھیا ملا ہی کھاتے ہی مر جاؤگے ساحر نے کہا بھائی روح کو راحت نفس کو قوت ہوگی یہ کہکر گلوری کھا گیا جیسے ہی پیک حلق سے اُتری کہا بھائی کوئی مجھکو آسمان پر

لیے جاتا ہے مہتر قران نے کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی ساحر دو قدم چلا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی مُنھ کے
بھل گرا بیہوش ہوا مہتر قران نے بغدہ نکالا پھر سوچے کہ اسکے مرنے کی اُسکو خبر نہو جائے تو خرابی
ہوگی بغدے سے زمین کھودی اُس ساحر کو زندہ درگور کیا وہ سب طائر آنکھین بند کیے ہوے
جو درخت پر بیٹھے تھے اسکے دفن ہوتے ہی زمین پر گر پڑے سب ماش کے آٹے کے تھے مہتر
قران نے وہ کتاب بھی اُٹھالی اپنے توبڑے مین رکھی اب ایک ساحر کی شکل بنے جست و خیز
کرتے ہوے چلے دیکھا لشکر میمون کا جاتا ہے اسکے لشکر سے کوس بھر آگے بڑھ گئے لیکن میمون
آگے آگے بہت سے افسر بڑھے ہوے جاتے تھے سب نے دیکھا ایک گانون کے قریب ایک
نخل کلان ہے وہان ہزارون گنوارون کا جماؤ ہے ڈھول جھانجھ بج رہے ہین گنوار کچھ پھول
ہار وغیرہ ہاتھ مین لیے دوڑے جاتے ہین دم بدم جماؤ بڑھتا جاتا ہے ایک افسر نے پوچھا
یارو یہان کیا معرکہ ہے ایک گنوار نے کہا آج یہان کالی کی مورت پیدا ہوئی ہے کمر تک پیدا
ہو چکی پہلے فقط سر ظاہر ہوا تھا اب ہمارے گانون مین خوب آبادی ہوگی پتھر کی مورت خود
بخود زمین سے پیدا ہوئی افسر یہ سنتے ہی دوڑا جا کے دیکھا حقیقت مین سنگ سیاہ کی مورت
زمین سے پیدا ہوئی ہے کمر تک نکل چکی ہے افسر یہ دیکھکر بھاگا آکر میمون ابلق سوار سے کہا
حضور چلکر درشن کر لیجیے زمین سے کالی کی مورت پیدا ہوئی ہے مین تو جانتا ہون کہ آپ کی وجہ
سے یہ کرامت ظاہر ہوئی آپ نے مسلمانون کو گرفتار کیا نام سامری جمشید روشن ہوا اس
نام کو مسلمانون نے بالکل مٹا دیا تھا خاص آپ کے واسطے یہ کرامت ہوئی درشن کرنا فرور
ہے میمون تخت سے کود پڑا کہا اے شیر انجوار جادو تو سچ کہتا ہے حقیقت مین نام سامری و
جمشید مٹ چکا تھا مین نے پھر روشن کیا کئی سو ملک افراسیاب کے پامال ہوے ہر جگہ
مسجدین بنگئین اب مین ان قیدیون کو پہونچا کر جا بجا پھر دیر بنواؤنگا تب نام سامری و جمشید
اچھی طرح روشن ہوگا یہ کہکر اُسی طرف چلا سب افسر بھی اشتیاق مین پیچھے پیچھے چلے میمون
بفخر کہتا ہوا جاتا ہے صاحبو وہ کرامت ظاہر ہوئی جو کبھی آجتک ایسا ظہور نہوا تھا کالی کی مورت
کا ظاہر ہونا اب مذہب سامری کو رونق ہوگی تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ فلان سرزمین پر
سامری و جمشید نے ظہور فرمایا اپنے نائب کو بھیجا یقین ہے کالی جی مجھسے باتین کرین یہ کہتا ہوا

اُس مجمع عام مین آیا ملازمون نے بڑھ کر گنوارون کو ہٹایا ڈھول اور جھانجھ جو بج رہے تھے
اُسے بھی موقوف کرایا اسقدر چڑھاوا چڑھا ہو کہ شیرینی و روپیہ کا انبار ہو زمیندار آپس مین لڑ رہے
ہین وہ کہتا ہو میری سرحد ہو دوسرا کہتا ہو ہماری ہے اسی مقام پر کھیتی کئی سال سے بوجہ
خشک سالی کے ہم نے نہین بویا دوسرا کہتا ہو یہ کھیت ہمارا ہو ای بھائی یاد کرو یہان پر
گڑھا تھی ہمارے دادا نے اسکو پٹوایا اصل پٹوارون سے دریافت کرو پرانے زمیندار
بتا دینگے ملازمان میمون ابلق سوار نے مار مار کر سب کو ہٹایا کہا یہ سب ہمارے مالک کا
حصہ ہو ارے نالائقو مذہب سامری و جمشید مٹ گیا تھا ہمارے آقا نے روشن کیا مسلمانون
کو گرفتار کرکے لائے ہین یہ سحر مین ترقی ہو کہ کسی کی زبان مین سوزن بھی نہین رہی عیاران اسلام
بڑے مکار و غدار تھے جو عیار عیاری کرنے آیا سامری و جمشید کے حکم سے ایک طائر آگیا عیار
کے ہوش اُڑے ہمارے آقا آگاہ ہوگئے تین عیارون کو پکڑ لیا جو باقی ہین اُنکی بھی تدبیر ہوجائیگی
ضرور عیاری کرنے آئینگے فوراً پکڑے جائینگے سب کو سمجھا کر ہٹایا سب ساحر اُتر کر پشت پر کھڑے ہوے
میمون ابلق سوار سب کے آگے بڑھا دیکھا تصویر سنگ سیاہ بیخ نخل کے برابر سے پیدا ہوئی ہی
نصف جسم زیر زمین ہو کمر تک جسم برآمد ہوا ہو دونون ہاتھ زمین پر رکھے ہوے آنکھین بڑی بڑی
مگر گردش ندارد بقول شخصے آنکھین بھی پتھرا گئین دور سے میمون نے ڈنڈوت کی سر جھکایا
جیسے ہی میمون نے آنکھ سے آنکھ ملائی آنکھین تصویر کی گردش کرنے لگین میمون نے ناز
کیا کہا دیکھو صاحبو میرے آتے ہی آنکھون نے گردش کی اپنے بندے کی سرفرازی کی اب تصویر
کا بایان ہاتھ اُٹھا اشارے سے میمون کو قریب بلایا میمون سجدے کرتا ہوا جیسے ہی قریب
پہونچا ہاتھ نے طرف بیخ نخل کے اشارہ کیا ساری فوج میت آئی ہو کہ دیکھو صاحب ہمارا سردار
کیا مقبول درگاہ سامری و جمشید ہو تصویر سنگی سے اشارون مین باتین ہو رہی ہین پلٹ کر
میمون نے دیکھا ہاتھ کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہو میمون نے کاغذ اُٹھایا دیکھا بخط جلی مرقوم ہو ای
میمون ابلق سوار تو مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا مٹے ہوے مذہب کو پھر روشن کردیا تجھکو
قدرت آسمان پر بلائینگے اب تو میمون نے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا صاحبو تم نے دیکھا خداوند مجھپر مہربان
ہوے سردارون نے کہا حضور ایک سطر اور باقی ہو اُسے تو پڑھ دیجیے اُس سطر کو جو پڑھا لکھا تھا

اے میمون تخت منگوا ہماری بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھا تخت پر سوار کر لے تیرے ساتھ ہم چلینگے افراسیاب معزول ہوا تجھے بادشاہ طلسم ہوشربا کیا میمون نے پلٹ کر کہارو سے تخت لاؤ فوراً تخت لا کے رکھا گیا سرداروں نے پوچھا حضور آخر کی سطر مین کیا لکھا تھا جو چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا ہم دیکھتے ہین کہ خوشی سے بند قبا سرکار کے ٹوٹے جاتے ہین میمون نے کہا یارو ایک ایک خدمتگار کو شہزادون کا بادشاہ کرونگا اصلی بات کیونکر کہون ایک افسر نے کہا ہم خیر خواہان دولت ہین آپ خوش ہوے ہمین بھی خوش کیجیے میمون احمق سوار خوب ہنسا کہا بھائی نمکحرامی کا بُرا انجام ہے میان افراسیاب معزول ہوے اب سلطنت طلسم ہوشربا ہمکو ملی مگر مین ایک کام کرونگا حیرت کو قید سے چھڑا کر اپنا وزیر کر دونگا وہ بھی بیچارہ بخطا ہے ابھی اس بات کو منھ سے نہ نکالنا یہ کہکر اشارہ کیا سب صاحب ہٹ جائین جھولی شانے سے اُتار کر الگ پھینک دی کہا اب مین اسباب سحر اپنے پاس نہ رکھا کرونگا پریزادین لیکر آیا کرینگی یہ کہکر آستینین چڑھائین پہلے واسطے سجدے کے جھکا تصویر سنگی نے بابان ہاتھ اسکی چٹیا پر ڈالا داہنا ہاتھ بلند کیا بائین ہاتھ سے جھٹکا مارا میمون زمین پر گرا داہنے ہاتھ سے بغدہ مار کر نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران تصنیف مصنف

منم مہتر گرد میدان کین ✽ ز عیاری من بلرزد زمین ✽ منم مہتر دبحشم نامدار ✽ لقب گشت مہتر قران ذوالفقار

میمون کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ۔ میمون کا مرنا تھا کہ بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی آگ برسنے لگی پتھر برسے مہتر قران اُسی اندھیرے مین گھس گئے بغدہ مارا کسیکا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ لوٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا بغدے کا یہ رنگ ہے اگر اُلٹا پڑ گیا تو سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اگر سیدھا پڑا تو زمین پر آ کے بغدے نے بوسہ دیا اسطرح مہتر قران لڑتے ہوے جاتے ہین کئی سو جادوگرون کو مار لیا کئی لاکھ ساتھ تھے سب بلوہ کر کے قران پر چلے مہرخ و بہار کو ہوش آیا برق لامع کڑک کے اُٹھی رعد نے ایک چیخ ماری کئی سو جوان چرخ کھا کر گرے ناک و کان سے خون جاری مان نے جو بیٹے کی آواز سنی کڑک کر گری سب کے سر کاٹ کر آسمان پر چمکی بہار نے بڑھکر ایک نخل سے کچھ پھول کچھ پتے لیکر پھینک مارے صدہا دیوانے ہو گئے گریبان چاک کیے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے اپنے ہوش سے باہر ہین سر ٹکراتے پھرتے ہین جب جمال بیمثال بہار پر نگاہ پڑی اُس بیقراری مین پکارتے ہین اے شہنشاہ خوبی ہماری عرض قبول ہو نظم

مگر اُسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے

نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تک اپنے کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

فراق یار مین دلپر نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھون سے آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے

بگولے کی طرح کس کس خوشی سے خاک اُڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مرے دل کو وہ کیا نافہم و نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے

تماشاگاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے

صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے

زیارت ہوگی کعبے کی یہی تعبیر ہے اسکی
گئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے

پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام لطف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہی تھا نہ ہمارا دل نہین آتش
مقام آشنا ہے یان نہین بیگانہ آتا ہے

چار سو سرداران نامی تین لاکھ سے لڑ رہے ہین چار سو سردارون پر سب کا بلوہ ہے ملکہ بہار کا یہ حال ہے کہ سحر کرتے کرتے ہاتھ سے قطرات خون ٹپک رہے ہین رعد و برق سحر کرتے کرتے تھک کر سائے مین ایک نخل کے کھڑے ہین برق لامع کی تڑپتے تڑپتے آواز بڑ گئی سحر مین کمی مزاج مین سب کے برہمی ملکہ ہلال سحر افگن انگشت نما ہوئی چمک مین سحر کرتے کرتے فرق آگیا سرخ موے کاکل کشا پریشان باغبان قدرت حیران بلوہ ساحرون کا کم نہین ہوتا ملکہ مہرخ اسقدر لڑین ہزارون کو مارا چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین سردارون کو جو اپنے سست دیکھا بدحواس و بیقرار ہو گئین بہار ایسی ساحرہ ہزارون کو دیوانہ کیا پھول برسا کے سیکڑون کو مارا اب ناچار ہو کر ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرین رنگ رو متغیر جسم پر لختے خون کے جمے ہوے کبھی سنگریزے اُٹھا کر پھینک مارے پتھر برسا کر دس بیس کو مارا کبھی کسی درخت کی شاخ پھینک ماری جسپر پتہ پڑا جلکر خاک ہوا پھر اُسکا پتہ نہ ملا باغبان کی کلائیون پر جب لڑتے لڑتے ورم آگیا تلوار ٹیک کر قریب بہار کے آکھڑا ہوا پریشان ہو کر کہا اے ملکہ بہار

اب تو قوت لڑائی کی باقی نہین کئی لاکھ ساحرون سے مقابلہ ہی دیکھیں فلک کیا دکھائے کہ دیکھا ملکہ
مہرخ بھی لڑتی ہوئی آئین کہا ای باغبان و بہار سب سردار ہمارے لڑتے لڑتے تھک گئے
تین لاکھ ساحرون کا لشکر تھا لاکھ قتل ہوے دو لاکھ اب بھی باقی ہین ہر چند کہ افسر کلان مارا گیا
مگر شہور جادو سب کو سنبھال رہا ہی قریب ہی کہ ہمارے ساحر لڑتے لڑتے بیہوش ہو جائین ہم ہو سکتا
ہی کہ لڑ بھڑ کر نکل جائین غیرت نہین تقاضا کرتی باغبان نے کہا میر ابھی یہی حال ہی بہار نے
اپنے ہاتھ دکھائے کہ سحر کرتے کرتے خون ٹپک رہا ہی مہرخ کو دیکھکر سب سردار اسی مقام پر آ گئے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ لڑتے لڑتے اب سحر کرنے کی طاقت نہین کیا عجب ہی لڑتے لڑتے گر پڑین
ملکہ مہرخ نے جو سردارون کو پریشان پایا بیقرار ہو کر دعا کی ای مالک بے نیاز تو ہی سمیع و بصیر ہی بڑی
غیرت کا مقام ہی کہ ان بیحیاؤن کے سامنے سے بھاگ کر جائین برق و چالاک و ضرغام بھی آ گئے
انھون نے بھی یہی عذر بیان کیا قضاے کار خواجہ عمرو و ملکہ گلگونہ رنگین پوش جو تخت اڑائے
ہوے آتے تھے دو تین کوس سے بلوے کی آواز کان مین آئی ملکہ گلگونہ نے کہا خواجہ کسی مقام پر
ساحر لڑ رہے ہین یہ کہکر گلگونہ نے اُسی جانب تخت کو بڑھایا ایک پہاڑ پر آ کے تخت کو اُتارا اب
جو سر اٹھا کر دیکھا ایک صحرا مین جنگ ہو رہی ہی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ چار سو سردار مجبور و ناچار
بحسرت سحر کر رہے ہین ہاتھ سوجے ہوے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شہور جادو آ دادِ نبرد
دے رہا ہی یا سو ہمارے افسر کو مارا فلان گوشے مین سب جا کے شہرے مین بلوہ کر کے گرفتار
کر لو دو لاکھ ساحر بلوہ کر کے چلے گلگونہ نے کہا خواجہ نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ ہمارے سب
سردار مجبور و ناچار ان نالائقون سے لڑ رہے ہین لیکن سحر مین وہ زور و شور نہین یہ کہکر ملکہ گلگونہ
پہاڑ سے کودین آتے ہی نعرہ کیا منم گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ کئی سو سر اُڑ گئے
خواجہ نے ایک پہلو پر آ کے چالیس حقے آتشبازی کے مارے کئی ہزار جادوگر جل گئے گلگونہ تڑپ کر
شہور کے مقابلے مین پہونچی شہور نے ایک گولہ مارا گلگونہ نے گولے کو کاٹا چند سنگریزے پھینکے
کئی سو جادوگر مر گئے شہور نے اپنے کو بچایا تلوار کھینچکر ملکہ گلگونہ پر جا پڑا گلگونہ نے اپنے کو
بچا کر ایک سحر ایسا کیا کہ تلوار جو شہور کے ہاتھ مین تھی وہ گلگونہ کے ہاتھ مین آ گئی وہی تلوار
گلگونہ نے چمکائی سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا شہور کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری

زبر فباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شہور جادو بود شہور کا مرنا گاگونہ نے
آگ برسادی ساٹھ ہزار ساحر مرگرے خواجہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے یہ چار سو سردار
جو کھڑے تھے انھون نے بھی سنگریزے اُٹھا اُٹھا کے پھینکے باغبان نے گینہ پھولون کا مارا
بہار نے چند شاخین نخل کی توڑکر پھینکین صدا فریاد فریاد کی ساحرون مین بلند ہوئی سب نے
آواز دی ہم آپ کی اطاعت کرتے ہین مہرخ نے سب سردارون کو منع کیا کچھ ساحر دامن صحرا
کوہ دامن مادر جانکر بھاگ گئے لاکھ ساحر آکر مطیع اسلام ہوے چونکہ سب سردار تھکے ہوے تھے
بارگاہین خیمے جو میمون کے ساتھ تھے اُسی مین سے ایک بارگاہ کلان مین آکر ملکہ مہرخ داخل
ہوئین گاگونہ نے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا اے گلگونہ اسوقت تمھارا آنا بہت
غنیمت ہوا ہرچند کہ مہتر قران نے میمون کو مارا وہ ہم سب کو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر تین لاکھ ساحر
اُسکے ساتھ تھے اُنسے مقابلہ تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر قران بھی آکر داخل بارگاہ ہوے مہرخ نے قران
کو بڑا بھاری خلعت دیا کہا اے قران یہ عیاری کیونکر چل گئی قران نے کہا اول مین نے جاکر
صحرا مین طیران جادو کو زندہ درگور کیا جسکے سحر سے طائر آتا تھا تب میمون مارا گیا رات پھر سب اُسی
صحرا مین رہے صبح کو ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا سب سردار ساتھ ہوے نوبت نقارے بجاتے
ہوے طرف پشتہ رنگین حصار کے چلے یہان سب ملازمان ملکہ مہرخ جنکو میمون دھوئین
مین گرفتار کر گیا تھا جب میمون وہان مرا تو یہان دھوان برطرف ہوا ہرکارون نے حیرت
کو خبر دی دیکھیے لشکر دشمن مین چہل پہل ہو رہی ہے دھوان برطرف ہو گیا حیرت نے کہا بڑا غضب
ہوا یقین ہے کہ میمون مارا گیا جب تو اُسکا سحر برطرف ہوا حیرت بیرون بارگاہ آکے بیٹھی لشکر اسلام
مین دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین حیرت کے خیال مین آیا کہ شہنشاہ کو ایک نامہ لکھون سب
احوال مفصل معلوم ہو جائیگا اس فکر مین تھی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیرت گھبراکر
دیکھنے لگی دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر جملہ سردار تخت کو گھیرے ہوے ایک طرف سے آواز زنگ کی
آئی دیکھا خواجہ عمرو برق و جانسوز و ضرغام و چالاک و قران چھوٹے عیا شلنگین لگاتے
ہوے بڑی دھوم سے ملکہ مہرخ آکر داخل لشکر ہوئین حیرت کو ہرکارون نے خبر دی راہ مین
میمون کو قران نے مارا حیرت نے مُنھ پیٹ لیا ایک نامہ کل مضمون کا لکھکر طرف افراسیاب کے

روانہ کردیا اور یہ بھی لکھا کہ کنیز نے جو شمار کیا تو میعاد اسد غازی تمام ہوئی اب سرکار اُسکے قتل کا سامان کرین نامہ اُسطرف گیا یہ داستان متعلق جلد چہارم ہی کیفیت افراسیاب و فکر و تدبیر قتل اسد نامدار جلد پنجم جو حقیر نے لکھی ہی اُس سے ناظرین کو بخوبی واضح ہوگا ملکہ مہرخ نے اس فتح کا جشن ہفت روزہ ترتیب دیا ہی اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین ان سب کو اس حال مین چھوڑے

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان صاحبقران زمان تشریف لیجانا طلسم بطلیموس مین و فتاحی طلسم مذکور از دست زبردست صاحبقران عالیوقار و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے لطف میکشی ہی
ساقی اب لے خبر ہماری
مضمون شراب ناب لکھنا
اس فصل مین ہی شراب مستی
ہو صحبت رقص و بادہ خواران
جلسے یارون نے پھر جمائے
لو ساقیِ مہروش اب آیا
ہی ساقیِ مہروش کو کوشش
گلزار طرب کا پھول ساقی
اب جوش مین سب کو ہوش آئے
کیا حسن ہی ساقی سمنبر
مشتاق یہ چاند ہی سحر کا
احوال امیر کا رقم ہو
ناظر کو ہو جوش جسکو پڑھا

میخانۂ دل مین مے بسی ہی
ناظم ملک سخن کے ہم ہین
ہر ذرے کو آفتاب لکھنا
رندون کی ہی آج آمد آمد
ہی جوش پہ فصل ابر و باران
سب بادۂ عیش کے ہین طالب
پھر مژدۂ میکشی سنایا
وہ ساقی آفتاب طلعت
ہی خوف نہو ملول ساقی
ساقی کے تو رند مدح خوان ہین
رنگ رخ صاف گل سے بہتر
ای ساقی خوش قد و گل اندام
کچھ حال طلسم بیش و کم ہو
ہر اہل نظر پڑھے فسانہ

ہر وقت ہی شغل بادہ خواری
رندون مین بھی صاحب کرم ہین
ہر وقت ہی شغل مے پرستی
اب ساقیِ مہ لقا کرے کد
سب رند جھپٹ جھپٹ کر آئے
ساقی کے ملینگے اب مطالب
ہو جام جہان نما کی گردش
خوش خلق و حسین و خوبصورت
رندان شراب نوش آئے
اس جلسے مین کسکے امتحان ہین
شیدائے کلام ہی قمر کا
دے بادۂ لالہ گون کا پھر جام
رنگین مضمون ہون سراسر
جامہ کو الم کا ہو بہانہ

ہان ساقیِ آفتاب طلعت
کر دے مجُھے سرِ خوشی سے مدہوش
قربان ہی جان سبھی قمر کی
اس نام پہ جان سبھی فدا ہی
لکھنا ہی قمر نیا فسانہ

ہوشربب شراب مثل شربت
لطف مئے ناب حبب اُٹھایا
اس نام سے دل مین قوت آئی
ہم عاشق ذکرِ مرتضےٰ ہین
جوشش یہ فکر ہر دکھانا

مینائے قلم ہی بر سرِ جوشش
ساقی کوثر کا یاد آیا
آنکھون مین سرور آگیا ہی
یہ نائب خاص مصطفےٰ ہین

چہرہ فتاحان طلسم شعبدہ بازی وطی کنندگان مراحل نیرنگ سازی اس داستان جلالت عنوان کو قرطاس بیضا اقتباس پر کلک سطوت شیم سے یون تحریر فرماتے ہین قطعہ مغنی فغان کہ آمد بجان * درین زیر پردۂ آسمان * درین پردہ آواز نالم چو نی * بہ احوال جم یا بہ احوال کی * ناظرین والامقام بلند احتشام ان مضامین خجستہ آئین سے بخوبی ماہر ہون سامعان رفیع مرتبت پر یہ احوال بتصریح ظاہر ہون جو بیقرعرض کرتا ہی بعد فتح طلسم ہوشربا و طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران زمان ان معرکون سے بخوبی مہلت نہ پا چکے تھے کہ لندھور و قاسم گرفتار ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے اور اُسکو سجدہ کیا کہ اب آگے بڑھکر سب ذکر کرونگا کہ صاحبقران کس حال مین ہین یہ ذکر طلسم بطلیموس متعلقہ ہفت پیکر ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان داخل بارگاہ سلیمانی ہین جس روز سے کہ طلسم ہفت پیکر کا سلسلہ شروع ہوا جملہ فرزندان عالی وقار وشاہان نامدار تدبیر فتح طلسم ہفت پیکر مین روانہ ہو گئے دنگون پر غاشیے پڑے ہین تخت خالی امیر و لکل پر سرنگون بیٹھے ہین ناظرین آگاہ ہوئے ہونگے کہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم و دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان و دو فرزند دیگر مقید ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر کو سجدہ کیا چند عرصہ تک قاسم و لندھور داخل قصر عشرت رہے بعد چندے خداوند ہفت پیکر کا حکم ہوا کہ قاسم و لندھور جا کر صاحبقران کو راہ راست پر لائین یہ دونون بہ جمعیت کثیر برائے مقابلۂ صاحبقران روانہ ہو چکے ہین کہ ان سب کا ذکر تحت یہ طلسم ہفت پیکر مین ظاہر ہوگا بمقام ہفت پیکر طلسم وسیع ہی کیا تعجب ہی کہ اگر طلسم ہفت پیکر ختم ہوا تو ناظرین والامقام ہوشربا کو فراموش کرین عجب رنگ مین طلسم ہفت پیکر واقع ہوا ہی مملو عجائب ہی کہ سات پہاڑون پر ایک شخص خدائی کرتا ہی اور ہر مقام راز دل بتاتا ہی

ابھی تک اُس طلسم مین خواجہ عمرو کا گذر نہین ہوا انشاءاللہ داخلہ خواجہ عمرو گذارش کرونگا
صاحبقران نے جو اسوقت دربار مین سر اُٹھایا بطور انجام طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران
نے دربار مین سناٹا پایا دنگل نشینان بارگاہ ندارد جواہر بن عمرو مقام پر خواجہ کے بیٹھا
ہے صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا قاسم ایسا شیر دل طلسم ہفت پیکر مین ہو گیا
لندھور بھی اُنکے ساتھ ہین خدا دونون کا حافظ ہے اول طلسم کشا ہوگئے وہ کیونکر نہ جاتے فرزند
نوجوان صاحب شوکت وشان بہادر بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ایسے فرزند کی جب خبر سُنی
بیتاب ہو کر چلے گئے غضب تو دیکھو کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہے یہان افسوس کرنے کو چھوڑا خدا
خواجہ عمرو کو ہم تک پہونچائے طلسم ہوشربا سے اُنکو مہلت ملے یا لقا بھاگ کر جائے تو ہم بھی
وہان جائین ہم تو لقا کے تعاقب مین ہین یا تو اس بھیا کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر کھینچا
یا اس ہوس مین جان دی اس کلام حسرت انجام صاحبقران پر حاضرین وقت بھی آبدیدہ
ہوے سمجھانے لگے کہ حضور مسخر کن بحر وبر ہین انشاءاللہ ضرور لقا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوگا ان
سب شیرون نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا ہے جا کر طلسم ہفت پیکر مین جو فرداً فرداً پہونچینگے
اور دربندون کو فتح کرینگے طلسم تین غنہ ہو جائیگا آپ کے فرزند رستم بموجب ارشاد خواجہ زادگان
اصل مین فتاح ہین حضور بھی اُن منازل عجائب وغرائب کے سالک ہین خواجہ زادے بیان
کرچکے ہین کہ نصف طلسم آپکے دست حق پرست سے فتح ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند عیار سنا گر ان
خواجہ عمرو نامدار حاضر ہوے عرض کی مشرق کی طرف سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی غلام جو
واسطے تحقیق خبر کے گئے ایک بادشاہ عالیجاہ سیاہ کپڑے پہنے ہوے تین لاکھ فوج پشت پر
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفت پیکر پرست ہے خود بھی پہلوان زبردست ہے حضور کے لشکر کی
طرف آتا ہے صاحبقران نے چند تاجدارون کو حکم دیا کہ تم لوگ جاؤ اُس بادشاہ کو بہ اعزاز و
اکرام استقبال کرکے لاؤ چند شاہان عالیوقار و تاجداران نامدار برائے استقبال گئے
دیکھا ایک بادشاہ سیہ پوش پوچھتا ہوا آتا ہے کہ والی غریبان دستگیر بیکسان صاحبقران
زمان کہان تشریف رکھتے ہین کہ یہ تاجدار پہونچے اپنے ساتھ اُس بادشاہ کو لیکر حاضر خدمت
صاحبقران ہوے صاحبقران نے تعظیم کی اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کرسی ہے پہلو ان

اُس بادشاہ کے ساتھ ہین وہ بھی سب بیٹھے امیر نے ساقی کو اشارہ کیا سب کو اُسنے جام شراب دیا
جب اُس بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اپنے مقام سے اُٹھا تاج اُتار کر مثل فریادیون کے
قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا عرض کی ای فریاد رس بیکسان و ای دادرس غریبان اس
حقیر کو بر جیس تاجدار کہتے ہین خداوند ہفت پیکر کہ جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہین حقیقت مین ای
شہریار اُسنے وہ عجائب و غرائب قرار دیے ہین کہ جسکو دیکھکر عقل کو حیرانی ہی فراست حکما کو سرگردانی
ہی ساتون پہاڑون کی خبر رکھنا ہر ایک کے دل کا حال بتانا بعض مقام پر میلے بھی ہوتے ہین
کرورہا کرور آدمی جمع ہوتا ہی اُس مجمع مین آواز دیتا ہی کہ اتنے لات پرست اتنے سامری و
جمشید کے بندے اسقدر ہمارے بندے اس میلے مین موجود ہین ای شہریار جب کبھی شمار کیا فرق
نہین پڑا کہانتک وہان کے عجائب و غرائب عرض کرون جب حضور کا داخلہ ہوگا تو احوال
کھل جائیگا میرا قلعہ بر جیس نگار طلسم ہفت پیکر سے کئی کوس پر واقع ہوا ہی مین بھی وہان کا
خراج گذار رہا میرے شہر مین بھی کوئی ساحر نہین آیا پہلوان خراج لینے آتے تھے میرا فرزند ارجمند
مرنخ تیغزن نہایت جری بہادر صف شکن تیغزن تھا ایک پہلوان موسوم بہ خلخال کج طینت
ایک مرتبہ خراج لینے آیا کچھ کلمات غرور زبان سے کہے میرے فرزند سے تکرار ہوئی میرے فرزند نے
اُسکو چیر کر پھینک دیا اور کہا ہم آج سے خراج نہ دینگے ساتھ والون کو خلخال کج طینت کے
مار کر بھگا دیا اُن سبھون نے جاکر کوہ ہفت جوش پر فریاد کی آواز آئی جا کے اپنے مقام پر بیٹھو
آج سے اُسکو اپنے بندون سے ہمنے نکال دیا اس بلا مین وہ مبتلا ہوگا کہ اپنی جان سے بیزار ہوگا
ای شہریار ابھی امر کو تین دن گذرے تھے کہ میرا فرزند واسطے شکار کے گیا کسی نے ذکر کر دیا کہ
دشت لالہ زار مین جو کوہ بوقلمون ہی سنتے ہین کہ وہان بطلیموس حکیم نے طلسم بنایا ہی اُس طلسم مین
مال بیحساب ہی جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا میرے فرزند نے کہا
کہ مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون مین ہی جا کے فتح کرونگا ہرچند وزرا امرا نے منع کیا اور کہا پہلے
جاکر اپنے والد سے دریافت کر لیجیے اُسنے نہ مانا نہین معلوم کس طور سے دشت لالہ زار مین گیا کوہ
بوقلمون مین جاکر غائب ہوا ملازمون نے آکر مجھسے بیان کیا مین حضور سے دو پہنچتا کوہ زبرجدی
پر گیا اُس روز کوہ زبرجدی کے قریب میلہ تھا حضور اُسکے عجائب و غرائب کیا بیان کرون

ایک تاجر نے آکر فریاد کی کہ یا خداوند آپ نے مجھے مال بحساب دیا مگر اولاد نہین ہوتی سات شادیان مین نے کین تصویر سنگی سے آواز آئی کہ جا تیری زوجۂ اصلی حاملہ ہی وہ تاجر جو پلٹ کے گھر پہونچا جاکر دیکھا کہ دائیان بلائی گئی ہین درد زہ مین زوجہ مبتلا ہی وہ تاجر کیونکر اعتقاد نہ کرے لات پرستی چھوڑکر ہفت پیکر پرست ہوا اُسکے یہان فرزند ہوا عقیل فہیم بہادر خوبصورت سب اُس لڑکے کو عطیۂ خداوند کہتے ہین ایک شخص نے آکر فریاد کی کہ میرا فرزند غائب ہو گیا تصویر سنگی سے آواز آئی فلان صحرا مین تیرا بیٹا پھر رہا ہی اُس شخص نے جاکر اُسی صحرا مین اپنے بیٹے کو پایا حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جو جسنے خواہش کی وہی اُسکی آرزو پوری ہوئی غلام جاکر پہونچا سجدہ کیا فریاد کی کہ یا خداوند میرا فرزند دشت لالہ زار مین جاکر غائب ہوا توبہ کرتا ہون کہ اب کبھی سرکشی نہ کرونگا بقہر وغضب تمام آواز آئی کہ او بے حبیس تیرا فرزند غضب خداوندی مین مبتلا ہوا ہمنے تجھکو اپنے بندون سے جدا کیا عمر بھر اس مصیبت مین رویگا تیرا بیٹا کبھی تجھسے نملیگا پھر حکم ہوا اسکو ہماری عملداری سے نکال دو غلام نے لاکھ فریاد کی اُس سنگدل نے کچھ نہ سُنا مجھکو نکلوا دیا حضور شداد و فرعون و نمرود و زہجد شاہ سب بیچیاؤن کے پاس گیا ہر ایک نے یہی جواب دیا تیرا بیٹا قہر خداوند ہفت پیکر مین مبتلا ہی ہم دخل نہین دے سکتے سات برس ہوے مجھکو گشت کرتے اب حضور کا نام نامی سُنا کہ آپ اپنے زمانے کے صاحبقران دادرس بیکسان ہین تمام عیش وراحت مجھے حرام ہی فرزند کی جستجو سے کام ہی حضور میرے فرزند کو مجھسے ملائین یا غلام کو قتل کرین اب بہت مجبور وناچار ہون زندگی سے اپنی بیزار ہون صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اُس ہفت پیکر نے مجھے بھی بڑا صدمہ پہونچایا ہی انشاءاللہ اُسکی بھی سرکوبی کرونگا اب مین ضرور تمھارے ساتھ چلونگا یا تمھارے فرزند کو تمسے ملاؤنگا یا اپنی جان دونگا وزرا امرا نے عرض کی ای شہریار لقا ایسے ظالم سے مقابلہ ہی آپ کے جانے کے بعد قیامتین برپا کریگا طلسم ہوشربا کے ساحر بھی آتے ہین اُنکو کون رو کیگا یہ سُنکر صاحبقران نے سیف ذوالیدین کو طلب کیا فرمایا سلیمان عنبرین موے کوہی کو ایک نامہ لکھو مضمون یہ ہو کہ ہم براے کار ضروری جاتے ہین چالیس روز تک جنگ موقوف رہے عیار نامہ لیکر گیا ہاتھ مین سلیمان عنبرین موے کوہی کے دیا سلیمان نے لقا سے

بھی ذکر نہ کیا عیار کو جواب دیا صاحبقران نے اکثر ہمین مہلت دی ہمارے کہنے پر ہمسے جنگ
کی ہمنے بھی اُنکو چالیس دن کی مہلت دی چالیس روز ہرگز طبل جنگ نہ بجیگا صاحبقران کو جب
یہ جواب پہونچا انتظام لشکر کیا مقبل کو ہمراہ لیا بارہ ہزار غلام اُسکے ساتھ ہوے جواہر بن عمرو
عیار کو ساتھ لیکر صاحبقران بہ جبیں تاجدار کے ساتھ چلے بعد قطع منازل وطی مراحل بہ جبیں
صاحبقران کو پہلے اپنے قلعے مین لایا کئی روز صاحبقران کی دعوت کی ایک دن شب کو
صاحبقران نے فرمایا کل ہم طرف کوہ بوقلمون کے جائینگے بہ جبیں قدمون پر گر پڑا کہا ای
شہریار مین مسلمان ہوتا ہون حضور کی جرأت و شوکت مجھپر ظاہر ہوئی آپ جانے کا ارادہ نہ کرین
امیر نے فرمایا یہ کبھی نہوگا سب رئیسان شہر بھی آکر حاضر ہوے عرض کی ای شہریار جو کوہ بوقلمون
مین گیا پھر پلٹ کر نہ آیا صاحبقران نے فرمایا اگر حیات مستعار باقی ہی تو اسی چند دن کے
اندر مرغ تیغ زن کو لیکر آئینگے اگر موت قریب آئی ہی تو مجبور ہونا چاہیے صاحبقران نے
کسی کا کہنا نہ مانا جواہر بن عمرو و مقبل کو مع بارہ ہزار غلامون کے ساتھ لیکر جسوقت شہر
بہ جبیں لنگار سے چلے ہر گلی و کوچے سے صداے گریہ و بکا آتی تھی صاحبقران سب کو
سمجھاتے ہوے شہر سے باہر نکلے اب اشقر دیوزاد کو مہمیز کیا ملحوظ رہے کہ ہمراہیان صاحبقران
ساتھ ہین جواہر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہی امیر نے درمیان کے صحرا طی کیے
ٹھیک دوپہر کا وقت تھا کہ دشت لالہ زار مین پہونچے دیکھا لالہ زار بادل داغدار کھلا ہوا
تمام صحرا سرخ ہو رہا ہی ہرچند دھوپ بہت تیزی پر ہی لیکن صحرا نہایت سرسبز و شاداب درختون پر
ہزارہا طائران زمزمہ سرا بیٹھے ہوے گرِیال کر رہے ہین جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا
پر پرواز پیدا کر کے اُڑے تمام لشکر پر اپنا سایہ ڈالا بعض طائر پر کھول کھول کر قریب صاحبقران
آتے ہین ترنم سرائی کر کے نکل جاتے ہین بعض پھول پھول کر پہلوے گل مین جا بیٹھے منقارین
کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی آواز سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے نظم

قد صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا　　نہ سر دماغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا
ہوا ہی زلف سے گستاخ کسقدر شانہ　　ہمارے پاس کبھی دست بریدہ ہوتا تھا
نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامن یوسف　　اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

رہا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا — روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا
مٹائے سے کوئی مٹتا ہی باطلون کے حق — کچھ اختیار سے کب با برگزیدہ ہوتا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہی نگہ کا تیرا ای دل — تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
رُلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست — بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا
گریز پا رنے برباد کر دیا ہمکو — غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا
نہ آئی دامن دایہ مین نیند ای آتش — درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

صاحبقران یہ اشعار سنتے ہوئے مرکب کو مہمیز کیے ہوئے قریب کوہ بوقلمون پہونچے دیکھا ایک کوہ سر بفلاک کشیدہ کسی مقام پر کوئی درہ نہین معلوم ہوتا صاف ظاہر ہی کہ راستہ بند ہی ایک مقام پر تختہ سنگ تھا امیر نے اُسپر ہاتھ رکھکر اسم اعظم پڑھا پتھر گرا راستہ پیدا ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکر مع اپنے ساتھ والون کے اُس کوہ مین داخل ہوئے صحرا بے لالہ زار سے بر جبیس تاجدار دیکھ رہا ہی اسکے ملازمون نے عرض کی جب ہمارا شاہزادہ گیا ہی تو درہ کوہ سے راستہ نہین ملا پہاڑ پر چڑھ گیا اِس پہاڑ پر جاکر اُسطرف کو دیکھا یہ نیا معاملہ گذرا کہ صاحبقران کو راستہ ملا امیر اُس درے کو طی کرتے ہوئے چلے آتے ہین مقبل وغیرہ ہمراہ ہین بعد چند ساعت کے پہاڑ سے صاحبقران باہر نکلے دیکھا صحرا ے سبزہ زار و نواح دلکشا نخل سرسبز و شاداب صحرا لاجواب صاحبقران سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا نہایت بلند و مرتفع صاحبقران قلعے کو دیکھتے ہوئے آتے تھے کہ اندر سے قلعے کے ایک تاجدار برآمد ہوا چالیس پچاس ہزار فوج پشت پر امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا پیدل سامنے آیا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور نے غلام کو سرفراز کیا آپ لائق تخت و تاج ہین تخت پر سوار ہو جیے اس ملک مین غدر رہتا ہی حضور کی عدالت سے بہ عدل آباد ہوگا کل رئیسان شہر نے یہی پیغام دیا ہی کہ صاحبقران زمان ہمیر حاکم ہون صاحبقران نے کہا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے مجھے تخت سے کوئی واسطہ نہین مین تخت پر نہ بیٹھونگا نہ تاج سر پہ رکھونگا اُس تاجدار نے عرض کی پھر شہر مین چلنا کیا ضرور ہی مین حضور کے اُترنے کا اسی مقام پہ سامان کرون صاحبقران نے کہا تمھین

اختیار ہی اُس تاجدار نے پلٹ کر کارندون سے کہا بارگاہ راحت پسند نکلوا کر لاؤ کارندے گئے
ایک بارگاہ عالیشان لیکر آئے بارگاہ پہلوے قلعہ مین استادہ ہوئی ملازمون کے واسطے
خیمہ سراپردہ درست ہوگئے بازارین لگئین سب سامان کرکے وہ تاجدار صاحبقران کو
بارگاہ مین لایا امیر کو مسند پر بٹھایا کہا اس مقام پر تشریف رکھین صاحبقران بیٹھے تاجدار
چلا گیا دیکھا امیر نے کہ چند ساقی بچے شراب وکباب لیکر حاضر ہوے چند سردارون کو وہ
تاجدار چھوڑ گیا ہی جو اسی بن عمرو مقبل بھی باہر ہین اُسی تاجدار کے سردار صاحبقران کو
گھیرے بیٹھے ہین حکایات وفسانہ ہاے عجیب وغریب صاحبقران کے بہلانے کو بیان کررہے
ہین شب اس عیش ونشاط مین گذری صبح کو اُن سردارون نے عرض کی حضور گھبراتے
ہونگے براے چند ساعت صحرا مین جاکر شکار کھیلیے صاحبقران نے کہا بسم اللہ صاحبقران
پشت اسپ پر سوار ہوے اُن سردارون نے اشارہ کیا چند ملازم دوڑے ہوے گئے بہلیے
قراول میر شکار لیکر حاضر ہوے صاحبقران اُن سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے ایک صحرا
مین آئے شکار کھیلتے کھیلتے دیکھا ایک آہو سامنے آیا امیر نے اُسپر گھوڑا ڈالا وہ آہو جست و
خیز کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران بہلو نہین پاتے کہ تیر مارین جاتے جاتے وہ آہو قریب ایک
باغ کے پہونچا اُس باغ مین آہو گھس گیا صاحبقران نے بھی غصے مین گھوڑا ڈالدیا دیکھا باغ نہایت
پربہار ہی چمنستان مین جاکر آہو غائب ہوگیا امیر آہو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین ناگاہ روشین طرف کی تھین
ایک طرف سے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا ایک طرف سے آگے آگے ایک نازنین
جبین پشت پر چند کنیزان زرین پوش لباس فاخرہ زیب جسم جو سب کے آگے نازنین ہی تاج گج
سر پہ رکھا ہوا اور بارے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن پری پیکر سیمبر چہرہ رشک قمر نہایت
نازوادا سے سامنے آئی جھک کر سلام کیا بڑے ناز سے نگاہ ملائی اور مسکرا کر کہا آپ نے مجھے سرفراز
فرمایا آئیے تشریف لائیے آپ کا سرفراز کرنا باعث فخر وافتخار ہوا بارہ دری مین تشریف لیچلیے چند
ساعت بیٹھیے پھر آپ کو اختیار ہی یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بڑے تکلف سے صاحبقران کو وہ
نازنین لیکر بارگاہ مین آئی عرض کی کل سے کنیز نے سُنا کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین
نہایت مشتاق تھی یہی آرزو تھی کہ کس طور سے جاکر حضور سے ملون تقدیر نے رسائی کی کہ آپ

میرے مقام تک تشریف لائے شب کو بھی یہی چرچا تھا کنیزون سے پوچھے مین نے کئی مرتبہ قصد کیا
کہ مین خدمت مین امیر کی جاؤن مگر یہ بھی خیال تھا کہ حضور مجھے نہین پہچانتے شاید میرا حاضر ہونا
خلاف ہو اب تو مین نے بڑا مرتبہ پایا صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے
تمھارے جدائی نہو تمھارا طریقہ بہت پسند آیا انشاء اللہ اب تو ہم اس مقام پر فروکش ہین یقین ہی
عرصے تک رہنا ہو ہم روز آئینگے اُس نازنین نے پکار کر کہا مہمان عزیز کے واسطے شراب وکباب
لاؤ کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین اُس مہ جبین نے جام لبریز کیا
پنجۂ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہی صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہی
ہم شراب کیونکر پیین نازنین نے کہا مطیع اسلام ہون اب تو صاحبقران نے جام نوش کیا ہنس ہنسکر
باتین کر رہے ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی اصلاح تاجدار تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا
اصلاح کون اُس نازنین نے کہا جن صاحب نے آپ کو مہمان کیا ہی وہ نازنین واسطے استقبال
کے اُٹھی اور مسکرا کر کہا ہمارے یہی مالک ہین صاحبقران نے کہا مین ہٹ جاؤن اُسنے کہا
نہین وہ بہت خوش ہونگے کہ ہمارے مہمان کی خاطر کی اے شہریار یہان مہمان نوازی کا بڑا چرچا
ہی اسی وجہ سے مین نے کچھ خوف نہین کیا امیر بھی واسطے استقبال کے اُٹھنے لگے نازنین نے
منع کیا کہ آپ مہمان ہین تشریف رکھین مین استقبال کر کے لاتی ہون یہ کہکر وہ نازنین گئی تھوڑی
دیر مین وہ نازنین اُس تاجدار کے ساتھ آئی تاجدار نے آکر سلام کیا اور نازنین کی تعریفین کرنے لگا
کہ اے سنبل وامدار تو نے مجھپر بڑا احسان کیا میرے مہمان کا دل بہلایا وہ تاجدار بھی آکر بیٹھا
کنیزین باہر چلی گئین تاجدار نے کہا اے شہریار اگر یہ کنیز پسند ہو تو مین خدمت مین حاضر کرون جہان
حضور کے اور اسباب عیش ونشاط ہین اسکی ذات سے بھی دل لگی رہیگی جو آپ کے مذہب مین
طریقۂ شرعی ہی اُسکے ساتھ عقد کیجیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اُس تاجدار نے اُسی وقت حکم کیا
کہ قاضی کو بلاؤ دو مرد متبرک باریش سفید آکر حاضر ہوے ایجاب وقبول ہو کے صاحبقران
کا عقد اُس نازنین کے ساتھ ہوا بعد عقد تاجدار نے عرض کی حضور یہین تشریف رکھینگے یا اپنی
بارگاہ مین چلینگے امیر کو ابھی اُس نازنین کی خواہش تھی فرمایا آج اِسی باغ مین رہینگے اے
اصلاح تاجدار یہ مقام تو نہایت دلچسپ ہی یہان دل لگیگا اصلاح نے کہا بہت مناسب

ہی تاجدار نے چلتے چلتے اُس نازنین سے کہا تجھکو مناسب ہی کہ خدمتگذاری مین صاحبقران کی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا اُس نازنین نے کہا حضور خاطر جمع رکھین بہت لطف سے خاطرداری کرونگی وہ تاجدار تو یہ باتین کرکے چلا گیا وہ نازنین خاطرداری کرنے لگی کبھی پہلو سے پہلو ملاکر بیٹھتی ہی کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیا اگر امیر نے اُسکا بدلہ لیا نازنین ہنس دیتی ہی کہتی ہی گھبرائیے نہین شب قریب ہی اب تو مین آپ کی خدمتگذار ہون حسب دن گذر اگیا آفتاب مرجھایا شفق لگکشان سے گرا داخل باغ مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون پر بصد تجمل جلوہ فرما ہوا نازنین نے سامان روشنی کا کرایا ایک کمرے کو خوب آراستہ کیا آپ مسند پر آکر بیٹھی صاحبقران کے پہلو مین بیٹھی باتین کررہی ہی شراب کا چرچا دمبدم ہوتا ہی ارباب گائن سے اشارہ کیا کچھ گاؤ اُس نازنین نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جبکہ رسوا ہوئے الکا ہی ہیچ بات مین کیا
اے صنم لطف ہی پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے دن رات مین کیا

یار نے وعدۂ فرداے قیامت تو کیا
خاک ہوا ہی نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو
پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کے اوقات مین کیا

پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو مل جائے تو پوچھون اُس سے
تو نے کیفیت اُٹھائی ہی خرابات مین کیا

یہ غزل سنکر صاحبقران کو اور جوش محبت ہوا دو پہر شب گذر چکی تھی نازنین دمبدم جام دیتی جاتی ہی کہتی ہی آپ سلطنت کیون نہین قبول کرتے سب شہر والے آپ کے مشتاق ہین امیر نے کہا ہمین باعث ہی میرے لشکر مین تاجدار نواسے بادشاہ نوشیروان کے تخت پر جلوہ فرما ہوتے ہین یہ کہکر صاحبقران اُس نازنین کا ہاتھ تھام کے اُٹھے نازنین نے کہا ملازم ہون کو ہٹوا دیجیے امیر نے کہار سنئے وہ سب سردار اُس تاجدار کے بیٹھے ہین کہ امیر اُس نازنین کے

ہمراہ اُٹھے اُس کمرے مین آئے جہان چھپرکھٹ بچھا ہی ملکہ نے دروازہ بند کر دیا روشنی وہان کی
گل کی امیر نے کہا ابھی کہ ملکہ اندھیرے مین دم گھبرائیگا وہ کہتی ہی ای شہریار افسوس وقت فراق
قریب آگیا جب صاحبقران چھپرکھٹ پر گئے وہ نازنین پاس آکر بیٹھی اختلاط ظاہری ہونیلگا
جب امیر مطلب اصلی کی طرف متوجہ ہوے اُس نازنین نے دوپٹے سے مُنھ چھپا لیا کہتی جاتی ہی
یا صاحبقران مُنھ میرا بند رہنے دو امیر نے جوش محبت مین اُسکا مُنھ کھول دیا اب جو دیکھا ایک
عورت سیہ فام آنکھون مین گڑھے پڑے ہوئے چہرے پر جھریان جنکو سطور مکاری کہنا چاہیے
ہڈیون کا مالہ گوشت کا جسم مین نام نہین امیر نے فرمایا ارے تو کون یہ کہکر چاہا ایک گھونسہ مارین
اُسنے مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑے اپنے کو تڑپ کے چھپرکھٹ سے گرا دیا اور ایک چیخ ماری کہ یارو اس
جوان کو لینا چارون کونون سے چار جادوگر دھڑدھڑا کر نکلے ایک نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا اندھیرا ہوا سب قصر باغ کے چلنے لگے ہر طرف
سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی عرصۂ دراز تک یہی ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے
اپنے کو ایک صحرا مین پایا صحراے ہولخیز و وحشت انگیز کانٹون کا جنگل مقام مہل صاحبقران اس
معرکے سے کمال حیران ہین کہ مین کہان تھا کہان آگیا کس عیش وجبش مین مصروف تھا وہ سامان
عیش وجبش یون مٹا اپنے حالات اصلی صاحبقران کو بالکل فراموش ہین حیران حیران چہار
جانب دیکھ رہے ہین یہ معاملہ یہ ہی کہ سنبل وامدار جسکے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوا مکارہ غدارہ
فکر مین تھی کہ اسم اعظم صاحبقران کسی طور سے بند کیا جائے جب یہ نہ ممکن ہوا صبح کو سنبل دامدار
خدمت مین بطلیموس جادو کی آئی کہ جو بادشاہ طلسم بطلیموس ہی آکر عرض کی ای شہریار طلسم کشا
کو مبہوت تو کر دیا اپنے حالات اصلی کو بھولے ہوے ہی طلسم کشائی کی فکر نہین لیکن سہراب جادو
مارا گیا اگر وصل اُنکا اس کنیز سے ہو جاتا تو اسم اعظم فراموش ہو جاتا لیکن طلسم کشا نے مجھے دیکھ لیا
اُنھون نے صدہا طلسم فتح کیے ہین چارون جادوگر وقت پر پہونچے سہراب جا پڑا حمزہ کے
ہاتھ سے مارا گیا اب حمزہ صحرائے ویران مین ہی اگر کوئی تدبیر ہو جائے تو گرفتار ہو جانا آسان
ہی اگر حمزہ کو ہوش آگیا تو فتاحی طلسم کی تدبیر ہونے لگے گی اگر حمزہ مجھ تک پہونچا اور پنجہ اُسکا
مجھپر قابض ہوا پھر طلسم نہ بچیگا بہت جلد تدبیر معین کیجیے یہ تو ہمہ کار کو بخوبی ثابت ہی کہ اصلاح تاجدار

دکنیز نے ملکۂ بجستجوے تمام فکر طلسم کشائی دل سے نکال دی بادشاہ نے سوچ کر کہا اے سنبل در امداد
مین اور بھی فکر کرونگا میرے طلسم کی کوئی لوح نہین پاسکتا ہرچند کہ صاحب اسم اعظم ہونا بڑی
جلالت ہی مگر تمنے اور اصلاح نے مبہوت تو کر دیا لیکن اسوقت کچھ فکر و تدبیر کرنا اس شخص کی
واجب و لازم ہی شب کو کاہن طلسم آیا مکرر یہی بیان کیا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی طلسم ہزار اسپ
ایسا طلسم اسی شخص نے فتح کیا دیوان قاف کو جاکر اسی نے مارا ملکہ آسمان پری کے ساتھ شادی
کی پردہ دنیا مین آکر نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی برجبیس تاجدار اس جوان کو لایا
ہی تو جو یہان سے پلٹنا محل مین جانا صاحبزادی ہماری ملکہ آزاد صنوبر قد کہ گشت طلسم انھین
کے متعلق ہی یہ سب حال اُنسے بیان کر دینا کہنا اپنی کنیزون کو بھیجے وہ جا کر دام مکر پھیلائین
اسم اعظم بھلائین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سنبل پلٹکر محل مین آئی ملکہ آزاد صنوبر قد
اپنی صحبت مین جلوہ فرما ہین بارہ سو کنیزان مرصع پوش حاضر خدمت فیضدرجت ہین گائنین
حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا سنبل نے آکر سلام کیا آزاد نے خود پوچھا کیون سنبل
ہمنے سنا ہی کوئی شخص طلسم مین آیا اصلاح تاجدار گرفتار نہین کر سکے تمنے کیا کیا سنبل بیٹھ گئی
کہا واری کیا عرض کرون بڑے غضب کا عدہ میرے سپرد ہی اکثر طلسم کشائی کو بڑے بڑے
کاہن نجومی حکیم ندیم آئے اُنکو گرفتار کر لیا پہلو مین مجھکو ضرور بیٹھنا پڑا یہ جوان جو آیا اصلاح تاجدار
عاجز ہوے کہ میری طرف پھینکا مین نے وہ صورت بنائی تھی کہ عاشق ہوا کیا کہون ملکۂ عالم
کیسا حسین و جمیل ہی میرے ساتھ اُسکی گرمیان مین نے اپنے کو محجوب بنایا ہر بات مین دم
دیتی تھی یہانتک اشتیاق بڑھایا کہ نکاح ہوا شب کو اُس شخص کے حرکات و سکنات
سے یہی دل چاہتا تھا کہ اسکے ہاتھ مکر نہ کرون لیکن یہ خیال آیا کہ کل ساکنان طلسم قتل
ہو جائینگے جرأت کا اُس شخص کی یہ حال ہی کہ جب میرا حال کھلا اُسوقت اُس جوان کو غصہ
آیا مین نے آواز دی سہراب و کمخواب و عتاب و سرخاب چارون جادوگر وہ صورتین
ہیبت ناک بنا کر آئے کہ اگر رستم ہوتا تو پیر زال بن جاتا مگر اُس جوان نے کچھ خوف نہ کیا
سہراب کو ایک طمانچہ مار دیا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا مین تو طبقہ زمین کا اُلٹ کر بھاگی
اب وہ صحراے ویران مین ہی افسوس کرتی ہون کہ بڑی تکلیف پہونچیگی آپ کے والد سے

ذکر کیا تھا اُنھون نے کہا کہ ملکہ آزاد صنوبر قد سے بھی بیان کر دینا مین آپ سے عرض کرنے آئی تھی اپنی کنیزون اور مصاحبون کو روانہ کیجیے ملکہ آزاد یہ خبر سنکر سُن ہو گئین **سنبل** تو روانہ ہوئی آزاد صنوبر قد دل سے کہتی ہی کہ سنبل نے عجب پیچ و تاب سے یہ مقدمہ بیان کیا کہ دل پہ تاثیر ہوئی مصنف عرض کرتا ہی کہ عشق کا عجب نیرنگ ہی کسو جگہ موم کہین سنگ ہی ہر رنگ نئی کیفیت ہی کہین ذکر سنکر ولولہ ہوتا ہی کہین آنکھون کے نظارے سے آگ لگتی ہی بقول شاعر **قطعہ**

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ✤ بسا کین دولت از گفتار خیزد ✤ در آید جلوۂ حسن از رہ گوش ✤ ز جان آرام برباید ز دل ہوش ✤ ز دیدن ہیچ اثری درمیانہ ✤ کند عاشق کسان را غائبانہ ✤

سنبل وادار تو یہ مضمون بیان کرکے چلی گئی مگر آزاد صنوبر قد کی دمبدم وحشت بڑھتی جاتی ہی دل مشتاق جمال روے زیبا آنکھین آرزوے دید وحشت آثار رکھتی ہین دل کی دھڑکن جگر کی پھڑکن زیادہ ہوتی جاتی ہی کبھی گھبرا کے اُٹھی سیر گلشن کا ارادہ کیا گل و بلبل کو جو ایک جگہ دیکھا رشک پیدا ہوا کہ ہاے کیا ستم ہی کہ اپنے معشوق سے قریب ہی یہ ہجران دیدہ بے نصیب ہی کبھی گھبرا کے پکار اُٹھی **نظم**

دل مین ساکن ہی خیال اک بت بے پروا کا ✤ آشیانہ مرے ویرانے مین ہی عنقا کا
جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا ✤ نور ہی دست مسیحا مین کف موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک ✤ حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور ✤ دست دلدار مین عالم ہی ید بیضا کا
وہ تو خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب ✤ چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا ✤ جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع ✤ مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگس میگون کا خیال ✤ گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا کا
عشق مر یہ ہی کہ وہ مہ میرا خفا ہوتا ہی ✤ گھونٹتا ہی جو کوئی مست گلا مینا کا
یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہی سیل سرشک ✤ تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہی کسی صحرا کا
دیکھتے ہی مرے ہاتھون کو ہوا دیوانہ ✤ ید بیضا سے ہوا ہی یہ خلل سودا کا

جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سید سے — ہر خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو آتش — وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

ایک ہمراز نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو اسقدر پریشانی ہے تو کنیزین جائین اُنکو بلا کر یہان
لے آئین ملکہ آزاد نے کہا سا جو وہ سردار جلیل داماد نوشیروان شوہر مہرنگار ہین بلا وجہ کبھی
نہ آئینگے یہ ہمارا دل قبول نہین کرتا مجھے تو کچھ اور واسطہ نہین صرف دیکھ لینا چاہتی ہون کہ سنبل نے
میرے سامنے جال پھیلایا یا اُسکا کہنا سچ ہے مین برائے گشت جاتی ہون کنیزون نے چاہا تیاری
کرین ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا مین اکیلی جاؤنگی یہ کہکر ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین
طرف صحراے ویران کے یکہ و تنہا چلین یہان صاحبقران صبح کا وقت ہے تھوڑی دیر ایک
نخل کے سائے مین ٹھہرے اب ایک جانب چلے دن جو چڑھا آفتاب گرم ہونے لگا بونڈے گرد
کے اُٹھے دھوپ بڑھنے لگی جب جھونکا ہوا کا چلا معلوم ہوا منہ جھُلس گیا پیاس معلوم ہونے لگی
قوت نے جواب دیا دس قدم چلے پھر کسی مقام پر بیٹھ گئے پٹ پر میدان دھوپ کی شدت آفتاب
کی حدت زرہ جسم مین پھُنکنے لگی کڑیان چنگاریان بنگئین آخر گھبرا کر صاحبقران نے زرہ اُتاری
ایک سمت پھینکدی خود سر سے اُتارا وہ بھی ایک جانب پھینکدیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے
اُڑتی ہوئین چہرے پر زردی ہونٹھون پر پپڑیان جمی ہوئین تھوڑی دور جاکر تلوار کو بھی پھینکدیا
تیر و کمان ایک طرف ڈالدی جستجوے آب مین دوڑ دھوپ کر رہے ہین ایک ٹیکرے کے
برابر پہونچے وہان کسی قدر سایہ تھا صاحبقران کو غنیمت ہوا وہان جو بیٹھے زمین مین خنکی
پائی ریت کو ہاتھ سے ہٹانے لگے جون جون ریت کو ہٹاتے ہین زمین ٹھنڈی نکلتی ہے کوئی دو
ہاتھ جب گڑھا بن چکا امیر نے بیقرار ہو کر اُس سرد ریت پہ منھ رکھدیا ہوا کا جھونکا جو زور
سے چلا کرارہ اُس ٹیکرے کا پھٹ پڑا نصف جسم امیر کا ریت مین چھپ گیا لطف ظاہر
ہے لیکن ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاش مین امیر کی چلی تھین پھرتے پھرتے اُس مقام پر آئین
جہان کا سنبل نے پتہ دیا تھا وہان امیر کو نہ پایا اب خرامان خرامان ڈھونڈھتی ہوئی چلین
ایک مقام پر دیکھا زرہ نہایت عمدہ پڑی ہے زرہ دوڑ کر اُٹھائی خیال کرکے دیکھا اُسپر نام
صاحبقران کندہ ہے زرہ کو چھاتی سے لگا لیا جی مین کہتی ہین اے آزاد یہ کیا ہوا سونے و چاندی

لڑیون کی زرہ لاکھون روپیہ کا جواہر اُسمین نصب ہر باشتیاق اُسکو ملاحظہ کر رہی ہین اور تھوڑی دور آگے بڑھی تھین کہ خود سر ملا اُسکو جو اُٹھا کر دیکھا اُسپر بھی نام **صاحبقران** کا کھدا تھا کھین جوشن پڑے دیکھے آنکھون سے آنسو جاری ایک جانب چار آئینے پڑے دیکھے حیران ہو کر وہ بھی اُٹھا لیے ایک مقام پر تلوار دیکھی ایک جگہ پر کمان و نیزہ و خنجر پایا اب تو ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی ہین اے آزاد غضب ہوا کسی نے شاید **امیر** کو مار ڈالا لیکن اگر کوئی قتل کرتا یہ اشیاے نادرہ کیون چھوڑتا اس فکر مین جاتی تھین کہ قریب اُس ٹیکرے کے پہونچین دیکھا نصف جسم ریت مین نصف بیرون زمین دھوپ سے تپ رہی ہے **آزاد** گھبرا کر بیٹھ گئین دست نازنین سے ریت ہٹانا شروع کی اب جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی چہرہ گرد آلود ذرے عارض پر چمک رہے ہین عیان ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین حیران جمال و محو دیدار ہو گئین بیتاب تو انتہا کی تھین سر لیکر زانو پر رکھا **صاحبقران** بیہوش ہو گئے تھے پانی تو اُس مقام پر ممکن نہین کہ حلق مین ٹپکائین آنکھون سے آنسو جاری ہوے جب اسپر بھی **صاحبقران** کو ہوش نہ آیا ہونٹھ **صاحبقران** کے نیلے ہو رہے ہین یہ تو یقین کامل ہوا کہ پیاس کی شدت نے یہ حال کیا ہے فوراً ایک تخت تیار کیا اُسپر **صاحبقران** کو سوار کر لیا کل ہتھیار بھی اُسپر رکھ لیے اور آپ بھی سوار ہو مین تخت کو اُڑاتی ہوئی چلین حال زار پر **صاحبقران** کے آنسو ٹپکتے ہوے کبھی خیال آتا ہے کہ خدانخواستہ شدت عطش سے دشمنون کا دم نہ نکل جائے دیکھین کیونکر ہوش آئے **سنبل** و **ابرار** نے بڑا فتور کیا اس صحراے ویران مین پھینکا اگر چند ساعت اور نہ ہوتی تو قیامت تھی یہان باغ مین سب کنیزین چرچے کر رہی ہین کہ ملکہ آزاد نہایت پریشان تھین نہین معلوم کہان تشریف لیگئین کہ سب نے دیکھا تخت اُڑا ہوا آتا ہے ایک جوان رشک یوسف کنعان بیہوش پڑا ہوا ہے ملکہ بہ نگاہ حسرت اُسے دیکھ رہی ہین کہ تخت آکر اُترا ملکہ آزاد نے بارہ دری مین لا کر **صاحبقران** کو چھپر کھٹ پر لٹایا آپ بیٹھ کر مگس رانی کرنے لگین تلوے سہلائے پانی حلق مین ٹپکایا جب امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر خوشتر و خوشخو نگاہین چھریان کٹاریان خنجر ابرو براے خونریزی عاشقان تیار ہین آہوان چشم بیباک و ہوشیار ہین **صاحبقران** اُٹھ بیٹھے گرد کنیزین تھین ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا

امیر نے فرمایا صاحب آپ نے بڑا احسان کیا کہ اُس صحراے وحشت خیز سے اس مکان فرحت بخش مین پہونچا کنیزین تو حیلے سے کام کے بنت گئین ملکہ آزاد نے فرمایا آپ کا اقبال سنبل دادار نے آپ کو صحراے وحشت خیز مین پھنسا دیا تھا مگر آپ کے خدا نے آپ کو بچایا جب امیر نے باصرار نام پوچھا ملکہ نے زور دیکر بیان کیا اے شہریار اپنا نام کیا بتاؤن لیکن اب چھپانا بھی ممکن نہین مراد میری یہ ہے کہ آپ نے اس طلسم پر کیون قصد کیا یہ مقام پُر خار ہے جستجو آپ کی بیکار ہے یہ کنیز بادشاہ طلسم بطلیموس کی بیٹی ہے آپ کو صحراے ویران سے اُٹھالائی حال آپ کا سُنکر مجھکو تردد ہوا بہتر آپ کے واسطے یہ ہے کہ جبتک جی چاہے اس باغ مین تشریف رکھیے اس باغ مین سبزۂ بیگانہ بھی نہین ہے سات سو کنیزین میری ملازم خیرخواہ اس باغ مین رہتی ہین یقین تو یہی ہے کہ آپ کا حال کوئی ظاہر نہ کرے بادشاہ کو اس مقدمے سے ماہر نہ کرسے جب آپ کا جی گھبرائیگا مین بیرون طلسم آپ کو پہونچا دونگی صاحبقران نے فرمایا اے جان بخش حقیقت مین تمنے جان بخشی کی اُس صحراے ویران سے اُٹھا لائین لیکن بدون حصول مطلب طلسم سے نکلنا مناسب نہین ہے جس تاجدار جتنے خداوندان باطل ہین اُن سب کے پاس ہو آیا وہ بچیا کیا جواب دیتے کچھ سخت وسست کہہ یا اُسکا بیٹا مریخ تیغزن اسی طلسم مین قید ہے مین اُس سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ تیرے بیٹے کو چھڑا کے لاتا ہون سات لاکھ بندگان خدا دائرہ اسلام مین آئینگے اگر مین خالی پلٹا تو اُسکو کیا جواب دونگا یا تو اپنی جان دونگا یا اس طلسم کو فتح کرونگا یہ باتین سُنکر ملکہ کی رنگت متغیر ہو گئی کہا اے شہریار لوح اس طلسم کی معدوم ہے شاید بادشاہ کو معلوم ہو خیر آپ تشریف رکھین مین خود جاکر باپ سے دریافت کرونگی جو کوشش میرے اختیار مین ہے اُس سے گردن تابی نہوگی ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک کمرے مین لاکر صاحبقران کو رکھا سب کنیزون کو سمجھا دیا کہ خبردار حال صاحبقران عالیوقار کسی پر ظاہر نہونے پائے بعد کئی دن کے ملکہ نے صاحبقران سے کہا اب مین خدمت مین والد کی جاتی ہون احوال لوح دریافت کرکے آتی ہون چند کنیزین خدمت مین صاحبقران کی چھوڑین کہا خبردار کوئی ملال نہ پہونچے یہ کہکر روانہ ہو گئین یہان بادشاہ محل مین بیٹھے تھے کہ ازاد صنوبر قد نے آکر بادشاہ سے ملاقات کی جوش عشق صاحبقران مین ضبط نہو سکا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال کے رونے لگین بطلیموس نے پوچھا کیون بیٹا خیر ہے

ملکہ آزاد نے کہا اے والد نامدار مین نے سنا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا اصلاح تاجدار و سنبل نامدار
نے نہین معلوم کیا کیا یہی سنا کہ مہراب جادو مارا گیا صاحبقران صحراے ویران مین پہونچے
آپ نے طلسم کشا کو قید کر لیا یا اُسی صحرا مین ہلاک ہوا میرا تو آب و دانہ ترک ہو گیا آٹھ پہر یہی خیال
ہے کہ ایسا نہو طلسم لوٹے آپ کے دشمنون پر کوئی زوال آئے شاہ نے کہا اے نور نظر اسکا کچھ
خیال نہ کرو طلسم ہرگز نہین ٹوٹ سکتا لوح ایسے مقام پر ہے کہ وہان کوئی نہین جا سکتا آزاد نے کہا
بابا جان مجھسے مفصل فرمایئے ورنہ میرے دل کو آرام نہ آئیگا مین نے آب و دانہ بالکل ترک کر دیا
مجھکو بڑا قلق ہے بطلیموس نے کہا بیٹا تم صاحبزادی ہو ایسا نہو کسی کے سامنے ذکر کر بیٹھو آج تک
سوا میرے کوئی آگاہ نہین وزیران سلطنت کہ جنکو میری جان تک کا اختیار ہے بدون اُنکی
صلاح کے کوئی کام نہین ہوتا لیکن حال لوح سے مین نے اُنکو بھی محروم رکھا ملکہ آزاد یہ سنکر
رونے لگین کہا کیون بابا جان مین آپ کی دشمن ہون جسمین آپ کی جان کا خوف ہو اُس لفظ کو
منھ سے نکالون آپ مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن بطلیموس
نے کہا تمھاری دایہ اسرار شعلہ زن جسنے تمکو پرورش کیا صرف وہ جانتی ہے یہان سے بارہ
کوس پر ایک صحرا ہے صحرا مین ایک جھیل ہے جب وہ جھیل بنکر اُس جھیل مین گرے اندر اُسکے ایک
قصر ہے اُس قصر کو قصر زمردنگار کہتے ہین اُس قصر مین ایک پنجرا لٹکا ہے قفس مین ایک طائر خوشرنگ
ہے اُس طائر کے سینے مین لوح ہے اسرار شعلہ زن اتنی بڑی خیر خواہ اُسکو کون تسخیر کریگا وہ
طلسم کشا کو قصر زمردنگار تک پہونچائے لیکن ایک مقدمے مین بہت حیران ہون تخل جادو
نے مجھکو خبر دی ہے کہ صحراے ویران سے طلسم کشا غائب ہو گیا ملازمون نے میرے جاکر کل صحرا کو
چھان ڈالا مگر کہین طلسم کشا کا پتہ نہین ملتا مجھکو بڑا تردد ہے ملکہ نے کہا اے والد نامدار جو کوئی
طلسم کشا کو لیگیا ہو گا مین اب آرام سے نہ بیٹھونگی تلاش مین نکلونگی بطلیموس جادو نے بہت
سمجھایا کہ اے فرزند مین نے تمکو مطمئن کر دیا تم اس مقدمے مین کچھ کد و کاوش نہ کرو خود طلسم کشا
ملجائیگا ملکہ آزاد باپ سے رخصت ہو کر باغ مین آئین صاحبقران سے سب احوال بیان کیا
کہا اے شہریار خدائی آمان بہت سخت مزاج ہین اور خیر خواہ سلطنت ہین جب وہ شریک ہون
تو لوح تک رسائی ہو اور کسی طرح لوح نہین مل سکتی ہین سمجھی تھی میری کوشش کا کام ہوگا

مین اپنی جان لگا دونگی لوح آپ تک پہونچا ؤنگی لیکن آپ تشریف رکھین بن دائی امان کے پاس جاؤنگی اور اُن کو تسخیر کر کے لوح آپ تک پہونچا ؤنگی ملکہ تو اس حیلے مین صاحبقران کو روکتی ہین مگر امیر کا نردور پڑھتا جاتا ہی ملکہ سے نام اسر شعلہ زن کا سُنا او یہی دریافت کیا کہ اسر شعلہ زن کہان رہتی ہی ملکہ نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے آتش بہار کہتے ہین قلعہ آتش بہار مین دائی امان رہتی ہین ایک شب کو صاحبقران لیٹے لیٹے سوچے کہ یا امیر ہر مقدمے مین مدد پروردگار کریگا یون بیکار بیٹھے رہنا جرأت کے خلاف ہی اب یہان سے نکل چلو لوح کو تلاش کرو پروردگار فکر لوح کر دیگا یہ سوچکر اُٹھے سلاح اپنے جسم پر آراستہ کیے ملکہ کو سوتا چھوڑا آپ باغ سے نکل کر شب تیرہ و تار مین ایک سمت چل نکلے جب مسافر ماہ تابان منزل عالم کو طی کر کے سرائے مغرب مین داخل ہوا امیر ایک مقام پر جاکر ٹھہرے یہان جو صبح کو ملکہ اُٹھین صاحبقران کو نہ پایا بدحواس ہوگئین خواصون سے کہا صاحبو غضب ہوا صاحبقران چلے گئے مین خود تلاش کو جاؤنگی ڈھونڈھ کے لاؤنگی ہر چند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہوسکتا

نظم

ہی عرق آلودہ رخ پر زلف جانان غم نہین
دل مجھپر بدے گا کون یار کا کس دم نہین
مرگیا مین گلعذارون کی شرہ پر سم نہین
اہل دولت کو اگر ہی بخل مطلق غم نہین
بھرے مرنے سے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو
جو کوئی ہی با تواضع ہی سلیمان زمان
پڑگیا پرتو جو تیرے روے آتشناک کا
آنکھ نرگس کی نہین ہرگز جھپکتی اس لیے
ہین شہر دشہر مین پنہان پر جہان آگاہ ہی
چشم جانان سے جو الفت ہی دلا دیوانہ ہو
زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جیسے رقم

سانپ پانی کا جو ہی زنہار اُسمین سم نہین
کب مزاج کاکل عنبر فشان برہم نہین
یہ عجب گلزار ہی جو قطرۂ شبنم نہین
ہمکو بھی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین
چشمۂ خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہین
شل خاتم خم اگر قامت نہین حاتم نہین
صاف تبخالے لب گل پر نہین یہ شبنم نہین
ایک لمحے مین بہار گلشن عالم نہین
کون ہی جو میرے سوز عشق سے محرم نہین
آہوان دشت کو مجنون سے مطلق رم نہین
میرے خامے کے برابر افعیون مین سم نہین

یار کی محراب ابرو کے تصور مین مدام	دیدۂ کعبہ ہی گریان چشمۂ زمزم نہین
یار کو ناسخ یہ لکھ مصراع اُستاد دست بہم	دیر کی تمنے فدا آنے مین تو پھر ہم نہین

کنیزون نے ملکہ کو بہت بیقرار پایا ہر چند سمجھایا ملکہ آزاد نے نہ مانا یکہ وتنہا تلاش مین چلین امیر
تو ایک صحرا مین کئی کوس باغ سے نکلکر آکے بیٹھے ہین لیکن مار زمان صاحبقران جواہر خنجر زن
مقبل وغیرہ سر حد اصلاح تاجدار مین فروکش ہین اصلاح تاجدار کے سحر مین سب
مبہوت ہین ان سب کو یقین ہے کہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین اصلاح تاجدار
اپنے مقام پر بیٹھا کہ رہا ہے کہ مین نے طلسم کشا کو آفت مین پھنسایا لیکن ابھی اسم اعظم
نہین فراموش ہوا کہ سنبل دامدار گھبرائی ہوئی آئی کہا مین نے طلسم کشا کو بالفعل مین
صحرائے ویران مین پھینک دیا تھا مگر نہین معلوم وہان سے کون لیگیا ہے ابھی برائے تلاش
جاتی ہون آپ بھی جستجو کرین یقین ہے اس طلسم مین کوئی اُسکا دوست پیدا ہوا کہ صحرائے ویران
سے نکال کر لیگیا اصلاح نے کہا اے سنبل مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھتا ہون کس
زبان سے بیان کرون صاف صاف مرقوم ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہے یہی لکھا دیکھا کہ لوح نکلیگی
قلعۂ آتش بہار سے آگ لگیگی تم بھی تلاش کو جاؤ مین بھی ڈھونڈھنے جاتا ہون یہ کہکر
اصلاح تاجدار چلا اول صحرائے ویران مین آیا تمام صحرا کو چھانا کہین پتہ نہ ملا وہان سے
پلٹا جنگلون کو چھانتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے ہین یہی خیال ہے کہ کیونکر
تا بہ قلعۂ آتش بہار جاؤن اسرار شعلہ زن کو تسخیر کرون کہ اصلاح نے صاحبقران
کو دیکھا مسلح و مکمل ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے کچھ سوچ رہے ہین اصلاح
زمین پر اُترا خدمت صاحبقران مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ یہان
کیون آوارہ پھر رہے ہین غریب خانے پر تشریف لیچلیے حضور کے لیے وہی بارگاہ استاد ہے
کبھی کوئی تکلیف نہ پہونچیگی صاحبقران اصلاح تاجدار کے ساتھ چلے تھوڑی دور راستہ
طے کیا تھا کہ ایک نخل پر صاحبقران نے دیکھا بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر نے زمزمہ سرائی
کر کے آواز دی یا صاحبقران پھر آپ دشمن کے ساتھ جاتے ہین امیر جیسے سوتے سے
بیدار ہوے طائر تو یہ آواز دیکے اُڑ گیا صاحبقران بقہر و غضب تمام طرف اصلاح تاجدار

کے پاٹ اصلاح نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پھر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا میرے مکر سے کیونکر بچیگا سنبل دامدار اپنے دام مکر میں آکر گرفتار کرلیگی فوراً دوسرے نخل پر سے اُسی طائر نے آواز دی یا صاحبقران اگر یہ نکل گیا وہ فساد برپا کریگا کہ پھر آپ دام مکر میں اسکے پھنسینگے صاحبقران نے فوراً ایک تیر تاک کر مارا اصلاح چاہتا تھا کہ بلند ہون کہ تیر آکر سینے پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا اصلاح تاجدار مرکر زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اصلاح تاجدار بود صاحبقران اصلاح کو مار کر ایک جانب چلے لیکن جواہر بن عمرو مقبل سے باتیں کر رہا تھا سب غلام جمع ہیں کہ یکا یک ایک دنا ٹا ہوا دیکھا وہ قلعہ جلکر خاک ہوا بارگاہ بھی جلکر گری جواہر و مقبل کو ہوش آیا جواہر نے کہا اے مقبل جس بارگاہ میں صاحبقران تھے وہ بھی بارگاہ جل گئی ہم تم سب مبہوت ہو رہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ جسکے سحر میں تھے وہ مارا گیا نہیں معلوم آقا پر کیا گذری میں تلاش میں اپنے آقائے نامدار کی جاتا ہون تم بھی لشکر لیکر عقب میں آؤ یہ کہکر جواہر با نہائے عیاری سے آراستہ ہوا صورت ایک ساحر کی بنکر روانہ ہوگیا راہ میں سوچتا ہوا چلا کہ آقا ہمارے کسی آفت میں پھنس گئے لیکن اصلاح تاجدار مارا گیا ہم اُسی کے سحر میں تھے پھرتا ہوا ایک صحرا میں پہونچا درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی ہائے ہائے کہہ رہا ہے او ظالم ستمگار نے مگر میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا تونے مجھکو میرے بزرگون سے چھڑایا شوقیہ پھر جبر و ظلم جواہر بن عمرو ساحر بنا ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک ساحر سیہ فام ایک نازنین چہاردہ سالہ پر بدعت کر رہا ہے اُس مہ جبین کی زبان بہت موزون اُس نازنین کے ہاتھ بندھے ہوئے یہ بچیا ساحر کہتا ہے اے جان جہان میرا وصل قبول کر وہ مہ جبین ہائے ہائے کر کے روتی ہے اور کہتی ہے اے شخص خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا جواہر بن عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکال کے ایک گویے کی شکل بنائی تنبورہ ہاتھ میں لیا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا اُس پہاڑ کی طرف سے گذرا

غزل

مہندی سے لال لال ہوئے دست و پائے دوست	خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست
حصے میں دوستون کے ہے جور و جفائے دوست	دشمن خدانخواستہ ہون خاک پائے دوست

دل کو ہوے ہین معنیِ توحید منکشف ‏/ آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست

لاتین چلینگی سینے پر اپنے شب وصال ‏/ کیا کیا نہ غل مچائینگی خلخال پاے دوست

کیا مال ہی ہزار کوئی مالدار ہو ‏/ ہم بھی ہین سائل در دولتسراے دوست

زندہ سُنے تو مُردہ ہو ہو جائے دم فنا ‏/ مُردے کو زندہ کرتی ہی آوازِ پاے دوست

اسطرح یہ غزل جواہر نے گائی ساحرے جو گوّیے کو پلٹ کر دیکھا بیچین ہوگیا کہا میان گوّیے صاحب یہان آؤ ہمکو گانا سُناؤ جو کہوگے وہ تمکو دینگے گویا ٹھہر گیا کہا میان صاحب ہمین فرصت نہین اسوقت ہم جاتے ہین ایک رئیس نے مجرے کو بلایا ہی ہماری قیمت گانے کی دو آنے مقرر ہین ہم اس سے کم نہین لیتے ساحر نے ہنسکر کہا مجھسے روپیہ لو تم گوّیے دنیا کے پھرے ہوے سب طرح کے نشیب و فراز دیکھے ہونگے اس معشوق کو ہمارے واسطے راضی کر دو جو کہوگے وہ دینگے جواہر نے کہا یہ تو ہمارا پیشہ ہی بڑی بڑی رنڈیان ہمارے یہان آتی ہین ہم حضور قوم کے کنچن ہین گانا بھی سیکھ لیا وہ ساحر ہاتھ جوڑنے لگا کہا میان تمھارا نام کیا ہی جواہر نے کہا میان دل ملاؤ مجھے کہتے ہین کیسا ہی معشوق رنجیدہ ہو ہمنے بات کی اور مہربان ہوگیا ساحر نے کہا اس نازنین سے جاکر بات کرو جواہر نے کہا آپ ذرا ہٹ جائیے مین تنہائی مین چند باتین کر لون پھر آپ کو بلا لونگا تم ایسے خوشرو پر خود عاشق ہو جائیگی ساحر باہر اُٹھ گیا جواہر بہ محبت اُس نازنین کے قریب آیا کہا اے نازنین یہ کیا معرکہ ہی یہ ظالم تجھپر کیون بدعت کرتا ہی وہ نازنین بیقرار ہو کر روئی کہا اے شخص میرا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی مین کیا تجھسے بیان کرون اے شخص تو کون ہی جواہر نے کہا مین فرزند خواجہ عمرو ہون اس راہ سے جاتا تھا تمھاری آواز دردناک سنکر دل بیقرار ہوا یہان چلا آیا اب تم اپنا حال بیان کرو ابھی اس ملعون کو مار لونگا میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا ہی نازنین نے کہا مین بیٹی ہون ملکہ اسرار شعلہ زبان کی کہ جو مشیر سلطنت شہنشاہ بطلیموس ہی یہ بحیا مدت سے مجھپر عاشق تھا قلعۂ آتش بہار سے غفلت مین اُٹھا لایا اے عیار اگر تو نے میری آبرو و جان بچا لی تو عمر بھر لونڈی بنی رہونگی تیرے حکم سے گردن تابی نہ کرونگی نام میرا محبوب پریچہرہ ہی خود بادشاہ مجھپر عاشق ہی مین نے ابتک نہین قبول کیا جواہر نے محبوب پریچہرہ سے بخوبی باتین کر کے اُس ساحر کو پکارا خود بھی باہر نکل آیا کہا وہ تو خود آپ کی

جان دیتی ہی مین نے جو پوچھا تو کہا مجھپر آتے ہی بدعت شروع کی اسوجہ سے مجھکو بھی نفرت ہوئی ورنہ ایسے جوان کسکو ممکن ہوتے ہین قد بڑا ناک بڑی آنکھین چھوٹی کان پتلے ہونٹھ موٹے بڑی بڑی صفتین اُسنے بیان کین مجھے یاد نہین رہین آؤ بیٹھو کہین سے شراب لاؤ معشوق کو پلاؤ لطف وصل اُٹھاؤ لو بھائی اب مزے اُڑاؤ یہ سنکر وہ ساحر بھول گیا ایک مٹی کے لوٹے مین شراب لایا جواہر نے شراب مین بیہوشی ملائی محبوب کی زبان سے سوزن کو نکالا جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ مین دیا کہا اس ناہنجار کو پلاؤ محبوب پریچہرہ نے ناچار جام لیکر اُس ساحر کو دیا ساحر خوشی خوشی پی گیا جواہر خنجر زن نے اُس ساحر کے مبہوت کرنے کو یہ چند شعر گائے

نظم

کھوئے جب آپ کو ملے محبوب
کیا بگولون نے خاک اُڑائی ہی
آج بھولا سخن جو راہِ دہن
ہجر ہی مین یہ پارسائی ہی
کیا ملا اُسکے ہاتھ سے قاصد
صبحدم مجھکو نیند آئی ہی
غم شبیر مین ہی سالک سرشک
غرق بحر آشنائی ہی
جسنے آنکھ آپ سے لڑائی ہی
گم ہوے تب یہ بات پائی ہی
یعنی ہی وطن سے وحشت دل
دل کو کیا بات یاد آئی ہی
ہر قدم مین یہ نازتھے کب کب
خط کا سر نامہ کیون حنائی ہی
ہر گلی مین ہین سائل دیدا
سبحہ ہی تسبیح کربلائی ہی
اُس سے اک خلق سے لڑائی ہی
دیکھنا اے سحاب دیدۂ تر
یارے نزدیک موت آئی ہی
وصل ہوگا شراب پی لونگا
کبک نے تیری چال اُڑائی ہی
ہمت آئی نہین ہی پیری مین
آنکھ یان کاسۂ گدائی ہی
تر چکا بعد مرگ بھی آتش

جواہر نے اسطرح یہ اشعار گائے کہ ساحر بلبلا کر اُٹھا چاہا ملکہ محبوب پریچہرہ کے لپٹ جاؤن بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا جواہر نے اُس حرامزادے کو حلال کیا ایک شور بلند ہوا اور نام اسکے مرنے کی آواز گئی جواہر محبوب کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلا محبوب نے کہا اے عیار طرار جو تو مانگ وہ تجھکو دون تیری وجہ سے جان و آبرو بچگئی جواہر نے کہا مین روپیہ کا طالب نہین ہون صرف یہ چاہتا ہون کہ آپکی خدمت مین رہون جو مطلب ہوگا عرض کرونگا جواہر محبوب سے باتین کر رہا ہی سب حال اپنا بیان کیا کہ مین عمرو عیار کا بیٹا ہون جو افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہین میرے آقائے نامدار صاحبقران عالیوقار اصلاح تاجدار کے مقام سے غائب ہوے ہین مین

اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون بس یہ تمھارا احسان ہی کہ میرے آقا کو تلاش کر دو محبوب کہتی
ہی مین نے دل و جان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی گانا تیرا سنکر مجھے تجھسے ایک محبت
ہوئی تیرے احسان کا بدلہ یہ ہی کہ خواہ میری جان جائے خواہ رہے تیرے کام مین جسطرح
طرح موجود ہون قضاے کار اسرار شعلہ زن مان محبوب پریچہرہ کی اپنی بارگاہ مین بیٹھی
تھی کام مقدمات سلطنت کے درپیش تھے کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی حضور لوٹھے
پر ملکہ محبوب پریچہرہ کھڑی تھین کوئی اُنکو اُٹھا لیگیا یہ سنتے ہی اسرار کوٹھے پر آئی جب
بیٹی کو نہ پایا اتنا تو غصے مین کہا کون ایسا نالائق تھا جو میری بیٹی کو اُٹھا کر لیگیا ایک ہی یہ میری
بیٹی تھی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی مجھسے بچکر کہان جائیگا پر پرواز پیدا کر کے چلی یہ بھی جانتی ہی
کہ بیٹی میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایسی وہ نہین ہی کہ کسی بات مین رہجائے اُڑی ہوئی چلی
آتی ہی کہ اُس ساحر کے مرنے کی صدا بلند ہوئی اسرار سنکر اُسی جانب چلی جواہر محبوب سے
کھڑا باتین کر رہا ہی کہ آسمان سے اسرار شعلہ زن نے دیکھا ای فرزند کہکر دوڑی جواہر نے ایک
ساحرہ کو جو آتے دیکھا کود کے بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اسرار جو تڑپ کے گری
بیٹی سے لپٹ کر چیخین مار مار کے روئی کہا ای نور نظر کون تجھکو اُٹھا لایا اُسکا نام تو بتا اُسکے
قبیلے کو ویران کر دون لاشون سے میدان بھر دون محبوب نے پلٹ کر دیکھا کہا ای مادر
مہربان سب حال مصیبت مآل آپ سے عرض کرونگی لیکن میرا جان بخش کہان گیا اسرار نے
کہا بیٹا مین نے تو کچھ کہا بھی نہین جو تمھارا محسن ہو مین اُسے عزیز نہ کرونگی محبوب نے کہا ای
مادر مہربان اگر وہ شخص چلا گیا مین اپنی جان دیدونگی ایک ساحر سیہ فام بد انجام مجھکو اُٹھا کر
لایا چاہتا تھا میری عصمت پر دست انداز ہو اُس شخص نے آکر مجھے بچایا خنجر دم مین اُسے
مار لیا مجھکو کیونکر آرام آئے آپ پکاریے اور یہ مُنھ سے کہیے کہ ای شخص مین تجھے کچھ نہ کہونگی تیری
اطاعت مین ہمین کیا عذر ہی اسرار یہ حال سنکر بہت روئی پکار کر کہا ای شخص تو کیون چلا
گیا جلد آکر صورت دکھا مثل بیٹی کے مین بھی اطاعت کرونگی جب قسمین کھا کر اسرار نے کہا
ای شخص اپنے محسن کے ساتھ کوئی بھی بدی پیش آتا ہی تو نے ہماری بیٹی کی آبرو بچائی
ہم جان و دل سے تیرے شریک ہین واسطہ اپنے مذہب کا ہمکو صورت دکھا جب

اسطرح اسرار نے پکارا تب جواہر غار سے نکلا محبوب دوڑ کر جواہر سے لپٹ گئین مسکرا کر کہا صاحب تم کیون بھاگ گئے تھے یہ میری مادر مہربان ہین جسکی مین خدمت کرون اُسکی یہ بھی تابعدار ہین جو تمنے ہمسے کہا ہم دونون مان بیٹیان اُسمین کوشش کرینگے جواہر بھی آکر کھڑا ہوا اب تو محبوب نے رو رو کر سب حال مان سے بیان کیا کہ وہ بھیا طالب وصل تھا لیکن اسی شخص نے آکر بچا لیا جھٹ پٹ اُسے قتل کیا اسرار نے جواہر سے سب حال پوچھا جواہر نے اپنے دانے کی کل کیفیت بیان کی صاحبقران کا حال بھی کہا اسرار کو سنا ٹا آگیا جھنکار کہا اے محبوب سارا طلسم ہمارا تمھارا دشمن ہوگا محبوب نے کہا دیکھا جائیگا دشمن کوئی ہوگا تو کیا کریگا یہ تو بلی جواہر باپ انکے برابر افراسیاب سے لڑ رہے ہین آپ نے بھی تو اخبارون مین دیکھا ہوگی سال اس لڑائی کو گذرے اب رہائی اسد غازی کا زمانہ قریب آیا ہے سب کاہن نجومی یہی کہتے ہین اسد غازی افراسیاب کا قاتل ہے ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاش مین صاحبقران کے نکلی تھین آسمان پر سے دیکھا محبوب پریچہرہ و اسرار شعلہ زن اور ایک عیار طرار مکار غدار تینون گھل مل کر باتین کر رہے ہین آزاد آسمان سے اُتر آئی دائی امان کہکر اسرار سے لپٹ گئی فراق مین صاحبقران کے بیقرار و بیتاب تھی اسرار نے گلے لگا کر پوچھا بی بی کہان سے آتی ہو چہرہ اُترا ہوا پریشان خاطر مجھسے تو بیان کرو ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

میری تربت پر کبھی تو پاؤن رکھدو ناز سے	جی مین ہے پڑھواؤن کلمہ منکر اعجاز سے
خندہ زن مانند گل ہون رنگ کی آواز سے	باغ عالم مین ہے کون آگاہ میرے راز سے
جب کوئی مطرب بجاتا ہے مرے اشعار گرم	ساز کے جلتے ہین پردے شعلۂ آواز سے
خط نکلتے ہی چلی رخسار جانان کی بہار	ہوگیا انجام گل کا سبزے کے آغاز سے
نسخۂ محبوب ہمدی ہے ید بیضا نہین	پانچ حصے کردیا خورشید کو اعجاز سے
قد و قامت پر نہین موقوف حرکات جنگ مین	نیزہ بازی کچھ نہین چلتی ہے تیر انداز سے
آگے آنکھون کے جو پھر جاتے ہو چلاتا ہون مین	پہلے بجلی کوندتی ہے رعد کی آواز سے
ہے برنگ طائر تصویر تیرے ہاتھ مین	طائر رنگ حنا واقف نہین پرواز سے

طرفہ عاشق ہون مرا معشوق کیا جانے ہی کون / اور تو کیا خود نہین واقف مین اپنے راز سے
روند ڈالا خوب تونے عالم بالا کو آج / چرخ اطلس کم نہین کچھ فرش پا انداز سے
تا ہدا بعیناندہ ہمیں ہی سیہ کاری نہین / علم مملو ہین کتابون مین مرکب ساز سے
کھینچتے ہین جذب دل سے ہم بھی اُس محبوب کو / رجعت خورشید مولانے جو کی اعجاز سے
کیا رقیب روسیہ ہی چیز ناسخ کے حضور / دنگ ہی آواز خر کی شیر کی آواز سے

اسرار نے پیشانی پر بوسہ دیا کہا بی بی خیر تو ہی مین نے خون پلا کر تمھین پرورش کیا محبوب سے زیادہ تمھین جانتی ہون آزاد نے کہا پہلے اپنے آنے کا تو سبب بیان کیجیے محبوب نے جواہر کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ عیار ہین صاحبقران زمان کے میرے جان بخش ہین مین نے دل و جان سے انکی اطاعت کی نام صاحبقران سنکر آزاد کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جواہر نے جو تیور آزاد کے دیکھے سمجھ گیا کہ یہ صاحبقران پر عاشق ہی جواہر نے کہا ای ملکۂ عالم اصلاح تاجدار نے ہم سب کو اپنے دام مکر مین پھنسایا تھا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مارا گیا جسوقت سے کہ مجھکو ہوش آیا آقا کو اپنے تلاش کرتا پھرتا ہون جنگلون کی خاک چھان ڈالی ابھی تک کہین پتہ نہین ملا مگر یہ مجھکو یقین کامل ہی کہ وہ مارا گیا جب تو ہم ہوشیار ہوے صاحبقران وہین سے غائب ہوگئے ہر مرتبہ آزاد قصد کرتی ہی کہ حال دل کہدون مگر شرم دامن گیر ہوتی ہی ارادہ کرتی ہی اور خاموش ہو جاتی ہی آزاد نے پوچھا ای دائی امان آپ کا کیا ارادہ ہی اسرار نے کہا بی بی جسطرح میری بچی نے اس شخص کی اطاعت کی اُسیطرح مین نے بھی جان و دل سے اطاعت قبول کی ہماری سب کی جان اسنے بچائی اگر وہ ساحرۂ فام بدانجام اسکو قتل کر ڈالتا تو مین بھی اپنی جان دیدیتی آزاد نے کہا دائی امان آپ کا لاشہ مجھسے کا ہیکو دیکھا جاتا چلیے آپکے قلعے پر ہم بھی چلین یہ شخص تلاش کریگا ہم آپ بھی جستجو کرینگے محبوب نے کہا بی بی یہ مقدمہ بڑا نازک ہی کتابون مین ہم دیکھ چکے کہ صاحبقران فتاح طلسم بطلیموس ہین انہین کوشش کرنا ہوگی آزاد نے کہا جو آپ کی خوشی وہ ہماری خوشی جواہر سے اشارہ کیا خاموش رہو امیر کو تلاش کر و اسرار نے ایک تخت تیار کیا محبوب پریچہرہ و آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و جواہر خنجر زن تخت پر سوار ہو کے چلے یہان صاحبقران زمان بعد قتل اصلاح تاجدار

جو ایک جانب چل نکلے تھے بطلیموس کو بھی خبر ہوئی کہ صاحبقران صحراے ویران سے غائب ہو گئے جانتا ہو کہ مثنی میری تلاش مین گئی ہو اپنے سرحد وارون کو بھی نامے لکھ بھیجے کہ جدھر سے طلسم کشا کا گذر ہو گرفتار کر کے قتل کر ڈالو ساحرو پہلوان صاحبقران کی تلاش مین نکلے ہین صاحبقران ایک نخل کے سائے مین کھڑے تھے بلکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار حیران ہین کہ یا امیر کیونکر لوح کی تلاش کرین اگر معلوم ہو جائے کہ بطلیموس جادو فلان مقام پر رہتا ہو تو اُسی کے ملک مین گھس پڑین اسی سوچ مین کھڑے ہین کہ صحراے گرد اُڑی ضحاک شتر لب تین لاکھ فوج سے تلاش مین صاحبقران کی نکلا ہو گینڈے پر سوار چوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا شل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہو کہ اسکی نگاہ صاحبقران پر پڑی عیار اسکا ماران فیل گوش ہو اُس سے کہا ہو ماران دریافت تو کر یہ کون شخص ہی تصویر جو ہمارے پاس طلسم کشا کی آئی ہو اُس سے یہ صورت بہت مشابہ ہی اور کیا عجب کہ یہ وہی شخص ہو ماران قریب صاحبقران کے پہونچا جاہ و جلال دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا کہا حضور آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ہمارے آقاے نامدار پوچھتے ہین امیر تو غصے مین کھڑے تھے کہا اُس سے کہدو صاحبقران زمان ملک الموت جان کافران ہمارا نام ہی عیار بھاگا جا کر ضحاک سے کہا حقیقت مین صاحبقران زمان ہین حالات جراٴت تو ضحاک سن چکا ہی حکم دیا کہ چار جانب سے گھیر لو اگر سرکشی کرے تو قتل کرو چارون طرف سے کفار نے بلوہ کیا صاحبقران نے تیغۂ عقرب کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ کر کے جا پڑے

نعرۂ صاحبقران زمان
امیر عرب ضیغم روزگار
کی تیغ عقرب یکی ذوالحجام

امیر عرب حمزۂ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر جان
بن کافران از جہان پاک کرد

کز و گشتہ سہراب و رستم خجل
بکی تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مگر تین لاکھ کافر چار جانب سے بلوہ کر رہے ہین امیر کس کس کو جواب دین زخمی بھی ہونے لگے بیقرار ہو کر تہ دل سے دعا کی در اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صحرا سے گرد اُڑی سر خیل وفاداران یعنے مقبل وفادار بارہ ہزار غلامون سے جو تلاش مین صاحبقران کی نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا

دیکھا چار طرف سے آقا پر بلوہ ہے نیزے اور تلوارین صاحبقران پر پڑ رہی ہین امیر روکتے
ہین خالی بھی دیتے ہین جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے لیکن پشت و پہلو زخمی ہین مقبل
بھی دوڑ پڑا نعرہ کر کے بارہ ہزار غلامون نے تین لاکھ پر جا پڑا ضحاک نے دیکھا
بارہ ہزار جوانون نے اسقدر تیر مارے کہ اپنے دو نے قتل کیے صاحبقران نے بھی اسیقدر
مہلت پائی ہے چند غلام چار جانب سے گھیرے ہوے اپنے آقا پر سینہ سپر کر رہے ہین جہان
کسی نے وار کیا بڑھکر سینہ سپر کر دیا آقا کو بچانے ہین اپنی جان دیتے ہین کیا مجال جو کسی کو
آنے دین ضحاک نے کہا بارہ بارہ ہزار نے تین لاکھ کو تنگ کر دیا دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑائی کا
فتح ہونا دشوار ہے اس تردد مین تھا کہ پھر اسے گرد اُڑی ابر نیرہ و تار بھی پیدا ہوا دیکھا
بوتیمار جادو کہ یہ بھی تلاش مین صاحبقران کی نکلا تھا آکر پہونچا اُسنے جو دور سے دیکھا
گھوڑے کو دوڑا کر قریب ضحاک کے آیا کہا کیون اے ضحاک یہ کس سے لڑائی ہے ضحاک
نے کہا طلسم کشا کی تلاش مین نکلا تھا یہان تنہا پایا مگر بارہ ہزار غلام بھی اُسکی مدد کو آگئے ان
بارہ ہزار نے تین لاکھ کو دنگ کر دیا ہے بوتیمار نے کہا آپ ہٹ جائیے مین ابھی سب کو گرفتار
کیے لیتا ہون یہ کہکر بوتیمار اپنے پانچہزار ساحرون کو لیکر بڑھا جھپٹ کر ایک گولہ مارا
غلام بیہوش ہو کے گرنے لگے جب اس ملعون نے ماش کے دانے پھینکے دو چار کے سر اُڑگئے
دو چار بیہوش ہو کے گرے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین مقبل ابھی بچا ہوا ہے کہ
یہ پشت پر صاحبقران کے ہے اور غلام جو لڑتے لڑتے گرتے ہین پانوءن بیکار ہوتے ہین
ملازمان ضحاک شتر لب بڑھ بڑھ کر قتل کرتے ہین اُسوقت صاحبقران کی بیقراری پانچہزار
ساحر تین لاکھ غیر ساحر کس کس سے لڑین کس کس کو بچائین بڑی حفاظت ساحرون سے
منظور ہے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین لیکن کئی ہزار غلام صاحبقران کے زمین پر گرے کچھ
قتل ہوے کچھ پڑے لوٹ رہے ہین جب آواز اسم اعظم صاحبقران کان مین پہونچی گھبرا کے
اُٹھے غیر ساحرون نے بڑھکر ہجوم کیا ایک کو دس ملکر قتل کرتے ہین یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر صاحبقران کو نہایت انتشار ہوا بیقرار ہو کر پکار اُٹھے اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم
بندے تیرے بیکسی اور بیبسی مین قتل ہوتے ہین انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے

کیسے محبوب رونا چاہتے ہین سحر سے بیچارون کے بیکار ہین **نظم**

خداوند پاک جہان کارساز
نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
چو خواہد کسی را نمامی کند
گدا را دہد مسند عز و ناز
کسی را بخواند بقرب وصال
بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
بہر حیلہ حق کارسازی کند

خدا کارفرما و بندہ نواز
ہمیشہ خدا مہربانی کند
بگنجشک بخشد پر و بال باز
ببخشد بدریوزہ گر مملکت
رہا سازد از بند زندان آز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول
بہر بندہ بندہ نوازی کند

بہر حال دانا و بینا خداست
در فیض او ہست ہر وقت باز
کند اہل افلاس را مالدار
کند صاحب ملک سامان و ساز
دہد دارو بے درد بیچارہ را
پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز

صاحبقران کی بیقراری

و اشکباری اپنے غلامون کے واسطے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین کفار کو قتل کر رہے ہین
مگر پیراہن خون سے تر ہی صاحبقران نے ہاتک ہاتک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
جواہر خنجر زن و ملکہ آزاد و صنوبر قد و محبوب پری چہرہ و اسرار شعلہ زن یہ چارون
تخت کو اُڑائے ہوے آتے تھے مرنے کی جو ساحرون کے آواز کان مین پہونچی ملکہ آزاد
نے کہا ای جواہر کہین لڑائی ہو رہی ہی شاید کسی مقام پر صاحبقران گھر گئے آزاد نے کہا و
ادھر کہان ملکہ آزاد کو کب چین پڑتا تھا کہا مین بڑھکر دیکھون تو کہ کون لڑ رہا ہی آزاد پریروا
پیدا کر کے اُڑین اسرار شعلہ زن نے بھی تخت اُسی جانب بڑھایا جواہر بیقرار ہی چاہتا ہی
تخت سے کود کے دیکھون محبوب سے کہتا ہی ملکہ آزاد تو بڑھ گئین جلد تخت بڑھاؤ محبوب نے
بھی تخت بڑھایا مگر آزاد سب سے پیشتر پہونچین دیکھا صاحبقران گھرے ہوے تمام جسم فوارہ
بنا ہوا اس زخمداری مین لڑ رہے ہین ملکہ آزاد کا دیکھکر قلب ہلگیا وہین سے نعرہ کیا اور شکر
گرین بیقرار ہو کے آواز دی ای شہریار نہ گھبرائیے گا کنیز آپہونچی تڑپ کے جو گری گئی سی ساحرو
غیر ساحرون کو قلم کیا جسپر گری اُسے مارا ابو تیمار کہ للکارا او بنگرام مجھے نہین پہچانا ابو تیمار
نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم آپ دختر شاہ ہین آپ کے دشمن کو گھیرا ہی حضور پہچان لین یہ
وہ شخص ہی کہ جو صحراے ویران سے غائب ہوا تھا سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ شخص خاص
طلسم کشا ہی اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی آپ کیون دخل دیتی ہین ملکہ آزاد نے کچھ جواب

نہ دیا گولہ جھولی سے نکال کر مار دیا سینے پر جو بو تیمار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اب تو کل فوج پر جا پڑیں صاحبقران کو زخمی دیکھکر دل بیقرار ہو گئی ہزار ہا آدمیوں کو قتل کیا جب صاحبقران نے دیکھا کہ ہمراہیان مقبل تیر اندازی کرنے لگے ہزار ہا غیر ساحر گیرے جا دوگر بھاگ گئے امیر نے پکار کے آواز دی ای ملکہ آزاد صنوبر قد اب ہماری عدالت کے خلاف ہی غیر ساحروں سے مقابلہ ہی تمھارا لڑنا مناسب نہین آزاد نے کچھ جواب نہ دیا سحر کیے جاتی ہین ہزار ہا کے لاشے گرے کہ اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ و جواہر خنجر زن بھی آکے پہونچے اسرار نے دیکھا کہ ملکہ آزاد بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین اور بیچ مین لاکھوں کے آفتاب عالمتاب و بلبتان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان رستمانہ لڑ رہے ہین اور ملکہ آزاد مثل پروانے کے گرد شمع جمال امیر پھر رہی ہین آزاد نے اسقدر سحر کیا ہی کہ ہاتھ سے خون ٹپک رہا ہی لختہ خون کے سینے پر جمے ہو پشت و پہلو پر گولے مار رہی ہین اسرار حیران ہمہ یہ کیا معرکہ ہی کہ اسنے حمزہ کی شراکت کی کس زور و شور سے لڑ رہی ہی جواہر نے کہا ای دائی امان آپ کو سب حال معلوم ہو جائیگا آپ بھی شریک ہو جیے اسرار و محبوب بھی تڑپ تڑپ کر گرین کئی ہزار کو مارا صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب ضحاک کے پہونچے ضحاک نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پہ روک کر جو ہاتھ مارا ضحاک شتر لب کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ آزاد اچھل پڑین اسرار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ ملکہ آزاد کا چہرہ سرخ ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ہی جواہر نے بھی آتے ہی دو چار حقے آتشبازی کے مارے امیر نے بڑھکر علم فوج سرنگون کیا فوج پر علم ہاتھ گرا ضحاک کا بھائی سفاک اژدر ور فریاد کرتا ہوا دوڑا کہ یا صاحبقران الامان غلام کو امان دیجیے پچاس ساٹھ ہزار فوج والے جو باقی رہے تھے سب نے آکر اطاعت کی صاحبقران قریب آزاد کے آئے فرمایا ای ملکہ آج تمنے ہمارے قاعدے کے خلاف کیا ہمارا قانون یہ ہی کہ غیر ساحر سے ساحر نہین لڑتا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا کنیز نے آپ کو زخمی دیکھا دل نے نہ مانا آپ ہمارے باغ سے کیون چلے آئے صاحبقران نے فرمایا تم روزمرہ اسی فکر مین تھین کہ طلسم کو بغیر فتح کیے نکل جائین مجھکو یہ منظور نہین کہ مین بدون فتح طلسم یہان سے نکلون بر جیس میرا انتظار کر رہا ہوگا ضحاک کی بارگاہ مین آکے داخل ہوے اسرار د

محبوب و آزاد بھی ساتھ ہین جواہر نے انتظام کر کے لشکر کو اُتارا صاحبقران بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے آزاد قریب کرسی پر اسرار برابر ملکہ آزاد کے بیٹھی جواہر خنجر زن پشت پر اسیر کی مگس رانی کر رہا ہی اصلاح تاجدار کا حال امیر نے بیان کیا اسرار نے چپکے سے آزاد سے پوچھا کیون بی بی تمسے طلسم کشا سے کیونکر جان پہچان ہوئی یہ شخص برباد کن خانمان ساحران عالم ہی اسکی شراکت سے کیا فائدہ ملکہ آزاد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای دائی امان کیا کہون میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی جو کچھ پروردگار کو منظور ہوا وہ ہوا آپ میرے حال زار سے آگاہ نہین ہین ای دائی امان تمنے خون جگر پلا پلا کر ہمکو پرورش کیا ہماری دستگیری کرو دل ہمارا قابو مین نہین ہی

نظم

ہو ل اک نگاہ ہی جو ہو دل یار کی پسند — بڑھکر چوے لو آگے خریدار کی پسند
عالم فریب حُسن دلاویز یار ہی — سکہ کھرا ہی کیون نہو بازار کی پسند
ہوتا ہی صبر فرقت جانان مین ناگوار — کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند
حُسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہی — افشان ہوئی ہی یار کے رخسار کی پسند
قاضی نے حکم قتل دیا تو کہونگا مین — جلاد خوبرو ہی گنہگار کی پسند
مردود نیک و بد چمن دہر مین رہے — مقبول گُل ہوے نہ تو ہم خار کی پسند
چُن چُن کے عاشقون کو بلاتی ہی خاک مین — چل یار دیکھ لی ترے رفتار کی پسند
محو تصور رُخ رنگین یار ہین — آنکھون کو اپنی سیر ہی گلزار کی پسند
ای جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو — گُل نے قبا تو لالے نے دستار کی پسند
کسکو یہ عشق حسن خدا داد سے ہوا — یوسف ہوا ہر اک خریدار کی پسند
نقش ہمارے خاک کے برباد ہو مین — ہونگے کبھی تو روزن دیوار کی پسند
یوسف کا سول دیکھے ابھی ہے جو ہاتھ آئے — بنت العنب ہی آتش میخوار کی پسند

اسرار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا بی بی تمھارے جوش و خروش نے دل کے ٹکڑے کر دیے محبوب پریچہرہ جواہر خنجر زن پر عاشق ہوئی ہی اشارے کر رہی ہی کہ ای جواہر کچھ گا دُمان سے کہتی ہی ای مادر مہربان انکی شراکت کرنا واجب و لازم ہی آپ سمجھ گئین کہ ملکہ عالم صاحبقران

پر عاشق ہین اب ممکن ہر کہ الکا ساتھ نہ دین یہ تمام دنیا مین مشہور ہر کہ آپ لوح کی مالک ہین
اپنے قلعے پر چلیے وہان سے تدبیر لوح کی کیجیے تین دن اُسی صحرا مین سب رہے تیسرے دن
صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے جواہر کا بپ پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف ملکہ
آزاد صنوبر قد طاؤس زرین بال پر سوار ایک عقاب پر اسرار شعلہ زن اسکو بھی صاحبقران
سے محبت ہوئی اور پشت پر صاحبقران کی محبوب پریچہرہ ایک باز بلند پرواز پر سوار آگے
آگے سفاک اژدر در انتظام لشکر کرتا ہوا چلا بڑے زور و شور سے صاحبقران کا لشکر قلعہ
آتش بہار پر آیا لشکر تو بیرون قلعہ اُترا صاحبقران مع ملکہ آزاد و اسرار و محبوب و
جواہر اندر آئے امیر آکر مقام صدر پر بیٹھے اسرار کے مشیر اور وزیر آکر جمع ہوے اسرار نے
کہا اے شہریار مین لوح لا سکتی ہون احکام رازدار وہان کی حاکم و ناظم ہر بڑی ساحرہ
زبردست ہر میرا یہ ارادہ ہر کہ مین جاکر احکام رازدار سے کہون کہ فی الحال طلسم کشا
طلسم مین آگیا کتاب پارینہ خبر دیتی ہر کہ یہ شخص طلسم کشا ہر بادشاہ نے لوح مانگی ہر اگر اُسنے
مجھے لوح دیدی تو آپ فتاحی طلسم مین مصروف ہون مگر وہ کاہنہ بھی ہر اگر اُسنے سمجھ لیا کہ لیکے
پر کچھ اُسنا دپڑیگی مین خود جاکر لوح بادشاہ کے ہاتھ مین دون تو راہ مین میرے اُسکے
فساد ہوگا وہ سحر مین مجھسے کم نہین ہر اُسکے سب بزرگ اسی عہدے کے حاکم رہے جواہر
نے کہا آپ مُہر شاہی مجھے دکھا دیجیے مین ایسا فرمان تیار کردون کہ اصل اور نقل مین ذرا فرق
نہ معلوم ہو آخر مین یہ لکھون کہ اے احکام رازدار لوح ملکہ اسرار شعلہ زن کو حوالے کردو
فوراً لوح ملجائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ اے اسرار تم یہ جستجو نہ کرو مجھکو وہان تک پہنچادو
مین اُسکو قتل کرکے لوح لیلونگا اسرار نے عرض کی حضور جو کنیز عرض کرتی ہر اُسی کو قبول
فرمائین نہین تو بڑا فساد ہوگا اُسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ کو خبر ہوجائیگی اگر طلیموس
کو خبر ہوئی تو اے شہریار ہم لوگ نہ رہ سکینگے اب یہ صلاح قرار پائی کہ کل اسرار شعلہ زن
لوح لینے جائیگی جواہر فرمان تیار کررہا ہر قضاے کار ایک کنیز ملازم اسرار شہر و جادو
نامے اس صلاح و مشورے سے آگاہ ہوئی خیال مین گذرا کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملی تو تمام
طلسم برباد ہوجائیگا بادشاہ قتل ہوگا ہم لوگ کہان رہ سکینگے چلکر بادشاہ سے خبر کردون

یہ سوچکر شہرۂ جادو بھاگی وہان ساحر پلٹ پلٹ کر آرہے ہین ملازمان بوتیمار بھی آکر پہونچے
عرض کی آپ کی صاحبزادی نے بوتیمار کو قتل کیا ضحاک پہلوان نے صاحبقران کو گھبرا
تھا آپ کی صاحبزادی و ملکہ اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ آکر گرین بوتیمار کو ملکہ آزاد
نے مارا اور طلسم کشا کے ہاتھ سے ضحاک قتل ہوا سب فوج اُنکی مطیع ہوئی بادشاہ حیران ہی
کہ آزاد صنوبر قد کو کیا ہوا اسرار کیون شریک ہوئی نہین معلوم یہ کیا باعث ہی ان جادوگرون
نے پہچانا نہین دل مین تاؤ پیچ کر رہا ہی کہ کیا خبر وحشت اثر مین نے سُنی اس سوچ مین تھا کہ
آسمان پر برق چمکی شہرۂ جادو آکر پہونچی سلام کیا عرض کی حضور کو کچھ اپنے طلسم کی بھی خبر
ہی میان طلسم کشا قلعۂ آتش بہار پر پہونچ گئے آپ کی صاحبزادی بھی وہان موجود ہین
ملکہ اسرار لوح لینے جاویگی عیار مکار فرزند عمرو آپ کے نام کا فرمان تیار کر رہا ہی حقیقت
یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہی کچھ انتظام سمجھکر کیجیے بطلیموس نے کہا مین خود جلتا ہون
سرطان گرم خو وزیر اعظم پہلو سے اُٹھا کہا حضور غلام فوج لیکر جائیگا سب نمکحرامون کی مشکین
باندھکر لائیگا دو لاکھ فوج ساحران بطلیموس نے سرطان گرم خو کے ہمراہ کی سرطان
تخت پر سوار ہوا نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف قلعۂ آتش بہار کے چلا جب سرطان
جا چکا تو وزیرون نے عرض کی علاوہ جرأت کے طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر
نہین کرتا سرطان جا کر اُنکے ہاتھ سے مارا جائیگا اسی مقابلے پر خاتمہ ہی بادشاہ نے
اُسی وقت چند پہلوانون کو نامے لکھے کہ پہلوانون کا نام وقت پر تحریر ہوگا یہان صاحبقران
صبح کو بیٹھے ہین اسرار اسباب سحر تیار کرکے پاس آئی کہا ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی اب
مین لوح لینے جاتی ہون جواہر نے آکر فرمان حاضر کیا اسرار فرمان کو دیکھکر وجد کرنے لگی
کہا ای جواہر کیا کمال کیا ہی یقین ہی کہ فرمان کو دیکھتے ہی لوح طلسمی حوالے کر دے مگر یہی
لکھا ہی کہ ای احکام رازدار ابد ولت کو منظور ہی کہ لوح اپنے پاس رکھین اسرار چاہتی ہی کہ
عقاب پر سوار ہو کے روانہ ہو لیکن ایک ہرکارے دوڑے ہوے آکے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کی خبر شاہ طلسم کو پہونچ گئی سرطان گرم خو آپ کے مقابلے کو آ پہونچا
آج یا کل آکے داخلہ کریگا وزیر شاہ ہی آتے ہی بدعت شروع کر دیگا سب کی خبر اُسے معلوم ہوئی

دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے حضور بالائے قلعہ سے آمد سرطان کی دیکھیں کہ کس دھوم سے
آتا ہی طلسم عجب مقام ہی وزیر اعظم دستور معظم ضرور آفت برپا کرینگے یہ مشہور ہی اُسکے لشکر مین کہ
ملکہ آزاد کی وجہ سے اُنکی دایہ بھی شریک ہوئین اسرار یہ سنکر مثل بید کانپنے لگی کہا ای شہریار
غضب ہوا اب یہان سے نکلنا مشکل ہی بڑا ساحر غدار مکار حیلساز شعبدہ باز ہی جسطرح
کے فتور کریگا اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو تو آپ کو مین لے نکلون ملکہ آزاد کہتی ہین
آنے دو دائی امان کیون گھبراتی ہو تم تو مذہب مین خدائے نادیدہ کے آئین اب وہی مدد
کریگا مجھکو بھی بچپن مین اُسنے سحر سکھایا ہی مگر خدا مالک ہی جان دینے والے سے ڈرنا چاہیے
ہمنے اپنا سر صاحبقران پر نثار کیا صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا آپ لوگ
قلعے مین رہین میرا لشکر باہر اُترا ہی مین اُس سے مقابلہ کرونگا آپ لوگ نکل جائیے گا اگر
سنیے گا کہ فتح ہوئی چلے آئیے گا اگر آپ کو معلوم ہو کہ مین مارا گیا بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی
چلی جائیے گا میرے سردار وہان موجود ہین آپ لوگون کی خاطر کرینگے سب اسی طلسم پر آئینگے
بعنایت پروردگار بطلیموس کو دم لینا مشکل پڑیگا ملکہ آزاد صنوبر قد رونے لگین کہا ای
شہریار خدا نہ کرے اگر آپ کے دشمنون پر کچھ زوال آیا مین تو ضرور اپنی جان دونگی دائی امان
کو اپنے مقدمے کا اختیار ہی صاحبقران نے مقبل کو اشارہ کیا کہ اسوقت کوئی اور تدبیر
نہ کرو مرکب ہمارا آراستہ کر کے لاؤ بڑی غیرت کی بات ہی کہ ہم اُسکے مقابلے مین نہ جائین ہم
خود اُسکے مقابلے کو آئے ہین ہمنے طلسم شکنی کا قصد کیا ہی پروردگار مالک ہی انشاء اللہ یہ سب
مارے جائینگے ہم طلسم پر فتح پائینگے جب صاحبقران چلے ملکہ آزاد بھی ساتھ چلین اسرار
محبوب بھی ساتھ ہوئین جواہر نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائیے بچیا کو آنے تو دیجیے خدا چاہیگا تو
رات نہ گذریگی کہ مین اُسکا سر لاؤنگا ملکہ اسرار کہتی ہین ای جواہر یہ وہ شخص ہی کہ شاہ نے جسکو
وزیر طلسم بطلیموس کیا ہی وہ بلائے روزگار ہی اُسپر عیاری کیونکر چلیگی جواہر نے کہا چلیے
تو دیکھیے کیا ہوتا ہی سب حال کھل جائیگا مگر سرطان کے نام سے سب کو خوف ہی کہ بادشاہ
نے بڑے ساحر کو روانہ کیا خدا طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے بچائے ہزار طرح کے فساد برپا
کریگا صاحبقران اپنے لشکر مین آئے اسرار نے بھی اپنا لشکر بلا لیا سفاک اژدر روس

صاحبقران کے استقبال کو آیا امیر مع اُن جادوگرنیون کے داخل بارگاہ ہوے جواہر سپیدہ دم
باہر نکلکر دیکھتا ہی پہر دن پچھلا باقی تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی لکہ ہاے ابر نمایان ہوے رعد کی
گرج برق کی چمک لکہ ہاے ابر لہراتے ہوے پانی برستا ہوا ایک طرف دریاے آتش موج
مارتا ہوا اسرار نے اشارہ کیا بیٹی کو کہ دیکھو کس زور و شور سے لشکر آتا ہی ایک طرف دریاے
آب ایک طرف دریاے آتش شعلہ ہاے سرکش بھڑک رہے ہین لکہ ابر کڑک رہے ہین امیر مع
اُن جادوگرنیون کے باہر نکل آئے ملاحظہ کر رہے ہین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان گرم خو
تخت پر سوار مندیل وزارت سر پر پشت پر دو ڈھائی لاکھ ساحران غدار بارگاہون کے
اٹھائے اژدرون پر لدے ہوے بڑے زور و شور سے آگر سرطان پہونچا صاحبقران کو
دیکھا کھڑے ہین ملکہ آزاد صنوبر قد پہلو مین ایک جانب اسرار ایک طرف محبوب پری چہرہ
سرطان دیکھکر جلگیا ایک ساحر سے کہا جا کر اسرار سے کہو کہ جو تمنے خطا کی وہ سرکار کو خبر ہوئی
میرے تمھارے ملاقات ہی اسکا گھمنڈ صاحبقران نہ کرین کہ صاحب اسم اعظم ہین تھوڑے ہی
عرصے مین اسم اعظم بند کر دونگا تمھارے قلعے کا نام قلعۂ آتش بہار نام ہی آگ کا بھی دریا میرے
ساتھ ہی ایک اشارے مین پھونک دونگا اگر ہو سکے تو طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ شاہ سے تمھاری
خطا معاف کرا دونگا اگر اسکے خلاف کیا تو صبح کو قیامتین برپا کرونگا چار پہر رات کی مین تمکو
مہلت دیتا ہون ساحر وہان سے چلا صاحبقران پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھے ہین
ملکہ آزاد وغیرہ سب جادوگرنیان جمع ہین کہ چوبدار نے عرض کی در دولت پر ایک ساحر حاضر
ہی امیدوار باریابی ہی امیر نے فرمایا بلالو وہ ساحر اندر آیا ملکہ اسرار سے پیغام دیا اسرار نے
سر جھکا لیا صاحبقران نے فرمایا سرطان سے کہدینا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی طبل جنگی بجوا کے
میدان مین آ حال کھل جائیگا ساحر کانپتا ہوا بھاگا آگر سرطان گرم خو سے سب حال بیان کیا
عرض کی حضور طلسم کشا کو بڑا گھمنڈ ہی وہ کہتے ہین طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیے تو سمجھا جائیگا
سرطان نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی امیر کو ہرکارون نے
خبر دی یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جواہر خنجر زن
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر سرطان کے چلا ایک بڑھیا کیسر سن کی شکل بنا کر چلا

گرتا پڑتا اُٹھتا بیٹھتا چلا کبھی کسی نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کبھی آپ ہی آپ کہتا ہی اے فلک تو نے ضعیفی مین یون نحیف وکمزور کردیا شباب مین کیا لطف ملا چاہنے والے اگر گھوڑے تھے کیا نگوڑے جوش عشق بیان کرتے تھے کمبخت مجھکو ضعیف جانکر اب نہین پوچھتے کل خانصاحب راہ مین ملے مین نے ہرچند پکارا اُنھون نے جواب بھی نہ دیا مرزا صاحب اکثر پوچھ لیتے ہین کہ کیون بڑی بی کیسا مزاج ہی یا تو جورو کا پائجامہ بھی لے آتے تھے یا اب پیسہ بھی اُنکو دینا ناگوار ہی ایک نخل کے سائے مین بیٹھا یہ باتین کررہا تھا کہ ایک خدمتگار سرطان کا اُدھر آیا اُسنے دیکھا ایک بڑھیا آپ ہی آپ باتین کررہی ہی خدمتگار قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا بڑی بی صاحب کیا باتین کررہی ہو ہمسے تو بتاؤ مزاج تو اچھا ہی خدمتگار نے تو بہ سلامت کہا مگر بڑھیا نے بگڑ کے جواب دیا کہ بیٹا کچھ ہوش مین ہو سنبھل کر باتین کرو بڑھیا تمھاری مان ہوگی نزلے کی وجہ سے بال سفید ہوگئے بڑھیا بڑھیا کہکر جان کھا گئے اس رنگ مین بھی میرا چہرہ آفتاب ہی ذرا میرے رنگ کو تو دیکھو اب بھی چاہنے والے آتے ہین کسی روز دس پانچ پیسے پاگئی کسی روز محروم رہی بڑھیا نہ کہو نہین تو مین بہت بُری طرح پیش آؤنگی ابھی دس بیس چاہنے والے میرے موجود ہین اگر آجائینگے تو جان بچانا آپ کو دشوار ہوگی ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ تم کون ہو کسکے یہان نوکر ہو میرا سر پھرانے کو کہان آئے خدمتگار نے کہا بڑی بی صاحب آپ کا مکان کہان ہی بڑھیا نے کہا پھر تمنے وہی کہا بیٹا سمجھ کر باتین کرو مناسب نہین ہی کہ دمبدم بڑھیا کہو سامنے جو قصبہ معلوم ہوتا ہی جہان کسبین رہتی ہین وہین میرا مکان ہی جی چاہے چلے آنا دروازے پر میرے اب بھی جماؤ رہتا ہی آگے دیکھ لینا میری بیٹی نجبن بھی ہوگی اُسکے بھی چاہنے والے جمع رہتے ہین مگر کیون بھیا تم کسکے نوکر ہو خدمتگار نے کہا شہنشاہ ساحران صاحب آبرو سرطان گرم خو ہم اُنکے ملازم ہین بڑھیا نے پوچھا کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خدمتگار نے کہا وہ سامنے جو بارگاہ ہی آج شب کو اسی بارگاہ مین رہینگے اس شب کو اسم اعظم بند کرینگے صبح کو طلسم کشا گرفتار ہوجائیگا قلعہ پھونک دینگے بڑھیا رونے لگی خدمتگار کے پاؤن پر گرپڑی کہا میرا سامنا شہنشاہ سرطان سے کرادو مین اُنسے منت وخوشامد کرونگی کہونگی میرا مکان چھوڑدیجیے گا

ورنہ غضب ہوگا اگر میرا امکان چلا تو مین کہان جاؤنگی خدمتگار نے کہا چلیے مین سامنا کرادون
خدمتگار ہنستا ہوا چلا بڑھیا گرتی پڑتی چلی دربارگاہ پر آکر خدمتگار نے کہا بڑی بی تم یہان ٹھہرو
مین جاکر عرض کرون بڑی بی تو وہین بیٹھ گئین چوبدارون سے ہنس ہنس کر باتین کررہی ہین اور
سب ہنس رہے ہین سرطان سے جاکر خدمتگار نے کہا حضور ایک بڑھیا عجب زندہ دل آئی
ہو بڑھیا کہنے سے بُرا مانتی ہو عجب عجب باتین کرتی ہو کہتی ہو اب بھی میرے چاہنے والے
آتے ہین سرکار کا حکم ہو تو بلا لون ذرا حضور اُس سے باتین کرین بہت خوش ہونگے سرطان
نے کہا بلا لو خدمتگار نے باہر والون کو آواز دی بڑی بی کو یہان بھیجدو یہ سنکر جواہر کے
ہاتھ پانوٗن تو کانپ گئے مگر کلیجے پر پتھر رکھ کے اندر آیا دیکھا سرطان بیٹھا ہو اسباب سحر تیار
کررہا ہو جواہر یعنے بڑھیا نے آکر سلام کیا وہین فرش پر بیٹھ گئی ہاتھ باندھکر عرض کی حضور نے لونڈی
کو کیون یاد کیا سرطان نے کہا ہمارے خدمتگار نے تمہاری ظرافت اور خوش مزاجی کا ذکر
کیا ہمنے بلا بھیجا بڑھیا نے کہا اب تو مین آپ کے سامنے آئی کچھ آپ کا مطلب ہو کچھ میرا مطلب
نکلے سرطان نے کہا بیان کر بڑھیا نے ایک پرچہ کاغذ کا جیب سے نکالا کہا ذرا اسے ملاحظ
فرمائیے سرطان نے جو اُسے کھول کے دیکھا تصویر ایک معشوقہ مہ جبین کی پائی کہ نہایت
حسین و جمیل قمر رخسار سینے پر اُبھار ہونٹھون مین مسیحائی وضع طرح مین رعنائی و زیبائی
سرطان گرم خواتصویر کو دیکھکر بیقرار ہوگیا کہا کیون بڑی بی صاحب یہ صاحب عصمت و
عفت کون ہو مفصل حال بیان کرو بڑھیا نے کہا حضور کی کنیز میری نواسی ہو آپ ایسے
شاہون کے واسطے مین نے اُسکو لگا رکھا ہو اکثر رئیس لوگ چاہتے ہین کہ نکاح کرین شادی کرین
مین نے حضور کا جو حال سن پایا آرزو ہوئی کہ سرکار کے سامنے جاکر پیش کرون حضور بڑی چلبلی
لڑکی ہو گانا بھی مین نے اُسکو بتایا ہو غزلین ٹھمریان گاتی ہو اگر حضور چلین تو مین خدمت مین
پیش کرون جو کچھ آپ عنایت فرمائینگے وہی قبول ہو سرطان نے کہا بڑی بی یہان لے آؤ
بڑھیا نے کہا حضور یہان نہین لاسکتی اگر حضور چلین تو البتہ پیش کرونگی سرطان نے کہا
بڑی بی مین افسر لشکر ہون یون میرا جانا مناسب نہین سارے لشکر مین مشہور ہو جائیگا
بڑھیا نے کہا آپ تردد نہ کیجیے پہلوے قلعہ مین قریہ ہو جنگل کا سناٹا کھیتون کے بیچ مین میرا

مکان ہی حضور چلین تو وہان بہت آرام پائینگے میرا شوہر اس قریے کا مالک تھا تھوڑا زمانہ گذرا
کہ اُسنے انتقال کیا تب مین نے یہ تدبیرین کین کسی وزیر یا بادشاہ کے سپرد کرونگی کہ وہ بھی
نگوڑی چین پائے جب جاکے محل مین بیٹھیگی گرد کنیزین مثل ستارون کے بیچ مین یہ ماہ تابان
آپ بھی خوش ہو جائینگے اپنے مقام پر ذکر کرونگی کہ کیا صاحب نصیب ہی ویسے شہنشاہ کے
قریب ہی سرطان نے کہا اچھا بڑی بی چلو مین چلتا ہون پہلے تم لشکر سے نکل جاؤ مین لشکر کے
دیکھنے کے حیلے سے آؤنگا بڑھیا نے لٹھیا اُٹھالی گرتی پڑتی باہر نکلی بیرون لشکر جاکر ایک جانب
چلی سرطان بھی خیمے سے نکلا بڑھیا کو دیکھ لیا کہ وہ جاتی ہی حیران تھا کہ ایسا نہو بڑھیا
بڑھ جائے اور مین اسکے ساتھ نہ پہونچون ای سرطان عجب دولت لازوال ہی آسمان
خوبی کی بدر کمال ہی جھپٹ کر قریب آیا بڑھیا نے جنگل مین آکر بتایا وہ سامنے جو اونچا سا
مکان ہی اُس مین بیٹھی ہوگی بے ماں باپ کی چھوکری مجھکو یاد کر رہی ہوگی دیکھیے کوٹھے پر
کھڑی ہی میان سرطان صاحب بڑا اُسمین چلبلا پن ہی دن بھر سارے گھر مین دوڑی دوڑی
پھرتی ہی دیکھو جیسے چاند چمک رہا ہی سرطان جو اُدھر پلٹا جواہر نے کلیجہ تھر کا کر کے حلقے
کمند کے گلے مین ڈال ہی دیے سرطان ارے کہکر پلٹا جواہر نے حباب مار کر بیہوش کیا چادر
بچھائی چاہا پشتارہ باندھون سرطان زمین سے نہین اُٹھتا جواہر لاکھ لاکھ زور کرتا ہی
مگر اُسکو زمین سے جنبش نہین جب تو جھلا کر جواہر نے خنجر کھینچا چاہا کہ ماردون اسکا سر اُڑ جائے
کہ کان مین آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی خبردار قتل نہ کرنا جواہر نے پلٹ کر دیکھا نخل سے ایک
زاغ سیہ رو آواز دے رہا ہی کہ خبردار قتل نہ کرنا جواہر نے کچھ خیال نہ کیا ہر چند کہ طائر کو دیکھکر
ہوش اُڑے مگر چاہا خنجر ماردون زاغ نے مُنھ سے کف چھوڑا جواہر کے ہاتھ پر ایک تھپکی
پڑی کہ خنجر چھوٹ کر الگ گرا جواہر بھی لڑکھڑا کے گرا زاغ نے نخل سے اُترکر پہلے پر اپنا مُنھ پر
جواہر کے مَس کیا جواہر کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی
سرطان بھی یا سامری کہکر اُٹھ بیٹھا سرطان نے دیکھا زاغ سیہ رو کہتا ہوا جاتا ہی کہ ای
شہنشاہ ساحران داور وزیر اعظم علامہ بطلیموس آپکو یہ شخص قتل کرتا تھا مین اسکو گرفتار
کرکے جاتا ہون اب تو سرطان جھلا کر کہنے لگا ای تو کون ہی جو مجھے قتل کرتا تھا جواہر

نے کہا ہم جواہر خنجر زن فرزند عمرو پُرفن سرطان یہ سنتے ہی اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا او
نا عیار میرے قتل کا ارادہ کیا تھا کیا مجال ہی کہ بہرام فلک بھی مجھکو قتل کر سکے مین وزیر بادشاہ
طلسم بطلیموس ہون کسکی مجال ہی کہ مجھے قتل کر سکے یہ کہکر اہل لشکر کو آواز دی دو چار ساحر آئے
کہا اسکی مشکین باندھ لو طلسم کشا کا عیار ہی مابدولت کو قتل کرنے آیا تھا زاغ سیہ رو نے اسکو
گرفتار کیا ساحرون نے آکر اسکی مشکین باندھین لیکر لشکر مین آیا کہا اسکو لیجا کر قید کرو تمغاج نے
جواہر کو لاکر ایک خیمے مین قید کیا ہرکارے لشکر صاحبقران کے حاضر تھے اُنھون نے دیکھا
کہ تمغاج چالیس جادوگر لیکر در خیمہ پر بیٹھا ہرکارے بھاگے آکر صاحبقران سے عرض کی
ای شہریار جواہر قید ہوگیا ایسی عیاری کی کہ بارگاہ سے لگا کر جنگل مین لیگیا وہان جاکے بیہوش بھی
کیا پھر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہان پکڑا گیا اب سرطان نے قید کیا ہی سامان سحر کر رہا ہی
دیکھیے صبح کو کیا ہو اب صاحبقران کو بڑا تردد ہوا ہرکارون کو حکم دیا کہ اگر قتل کا ارادہ کرے
تو ہمکو فوراً خبر پہونچانا ہرکارے روانہ ہوگئے چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی میدان کارزار مین آئے دیکھا
اُدھر سے سرطان گرم خو مع حملہ ساحران غدار میدان کارزار مین آکر پہونچا صفین درست
ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار و پیدل
پشت پر امیر نے ہرکارون کو اشارہ کیا دریافت کرو کہ یہ کون آیا ہی وہ سرطان کے قریب
آیا آپس مین صاحب سلامت ہوئی اُس پہلوان نے کہا ای سرطان گرم خو اظلام کوہ پیکر
میرا نام ہی نامہ شاہ کا میرے پاس پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرو مین اپنے مقام سے
روانہ ہوا اور پہلوان بھی یقین ہی کہ آتے ہون بادشاہ کا حکم ہی کہ اس قلعے کو کھُدوا ڈالو
اسرار و محبوب و آزاد کی مشکین باندھکر لاؤ سرطان نے کہا مین فکر مین بیٹھا تھا کہ اسم اعظم
کے بند کرنے کی تدبیر کرون عیار حمزہ نے ایسا پریشانی مین ڈالا موقع نہوا کہ مین سحر تیار کرتا
اظلام نے کہا حضور تامل فرمائین غلام مشکین باندھکر لائیگا خدمت مین شہنشاہ کی پہونچائیگا
آپ اور طور سے سحر کیجیے گا بلکہ اسرار و آزاد و محبوب ان سب کو کیا ہوگیا کہ جو یہ طلسم کشا
کی شریک ہوگئین سرطان تو خاموش ہو رہا اور سردار بول اُٹھے کہ ای اظلام کوہ پیکر

طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہی یہ لوگ جب طلسم مین گئے پہلے بادشاہ کے دھبا لگایا بطلیموس
ایسا شاہ صاحب قہر و خشم اُسکی دختر ایسی حرکت کرے مثلی اطلام نے کہا مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر
طلسم کشا کو للکارون طلسم کشا نہایت حقیر ہی ہم سمجھتے تھے بڑے قد و قامت کا جوان ہوگا میری
تلوار کے بار سے اُسکی کلائیان ٹوٹ جائینگی جاتے ہی مشکین باندھ لونگا سرطان نے کہا جو
خوشی تمھاری چاہتا ہی اطلام جاؤن جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی
سب دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے
پر سوار پشت پر دو لاکھ سوار و پیدل فوج کے دَل کے دَل روارَوی کرتا ہوا آکر پہونچا لیکن
نہایت مغرور و متکبر ہی بہ کبر و نخوت سرطان کو سلام کیا سرطان نے کہا ای افہام بن مفہوم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ جاکر قلعہ آتش بہار پر طلسم کشا کو
گرفتار کرو اجازت دیجیے فیصلہ کرکے آج ہی پلٹ جاؤنگا سرطان نے کہا سامری و
جمشید کے سپرد کیا افہام بن مفہوم گینڈے کو تھکاکر میدان مین آیا ملکہ آزاد صنوبر قد
خاموش کھڑی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے جی مین کہتی ہی کہ ای آزاد ایک دم کے واسطے
یہ سامان اُنکا خدا اُنکو بچائے بڑا جادو ہی مع ساحرون کے پانچ لاکھ کافر جمع ہین خدا اُنکا مالک
ہی کہ افہام بن مفہوم فیل دندان میدان مین آکر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان واے زبردستان
سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا مقبل نے قصد کیا تھا جب اُسنے نام امیر کا لیا
مقبل تو ٹھہرا صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ آزاد کی طرف دیکھکر فرمایا لو صاحب
ہم میدان کارزار مین جاتے ہین تمھین خدا کے سپرد کیا یہ کلمہ سنکر آزاد نے رکاب پہ ہاتھ رکھ دیا
عرض کی ای شہریار یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ بادشاہ نے اسکو افسر پہلوانان خطاب
دیا ہی اسکا کوئی مثل نہین خدا آپ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے صورت روز سیہ نہ دکھائے
امیر نے فرمایا ملکہ اسقدر کیون گھبراتی ہو انشاءاللہ بیک ضرب شمشیر اسکے دو پرکالے کرونگا
اور اگر میری قضا اسکے ہاتھ سے ہی تو مجبوری و ناچاری ہی بڑے بڑے تن و توش والے آئے
زیر بھی ہوے اور مارے بھی گئے لندھور بن سعدان ایسا پہلوان بعنایت خدا اُسکو دو مرتبہ
زیر کیا اول کا ذکر کوچک باختر مین اور دوم کا ذکر نوشیروان نامے مین ہی کہ وہان کفار کے

شریک ہوگیا تھا دیوانہ وگونگا بنا تھا اور اور لوگونکو بھی زیر کیا اور علاوہ اسکے یہ جراتین مشہور ہین
اول تو یہ کہ پردہ قاف مین ارچنگ آہن شاخ ایسے دیو کو مارا پردہ دنیا مین برسر باختر
ملک قرناکوک عقرب چشم چل پیشانی کو مارا یہ بھیا کیا چیز ہی تمکو اسوقت بہت منتشر پاتا
ہون ملکہ آزاد نے کہا ای شہریار مین کیا عرض کرون جو کچھ میرے دل پر گذر رہی ہی یہ پہلوان
اسقدر زبردست ہی کہ سرگروہ پہلوانان طلسم کہلاتا ہی کیونکر عرض کرون کہ حضور اسکے مقابلے
مین جائین اگر حکم ہو تو کنیز اسکو جاکر سمجھا دے ہرچند کہ اُدھر بھی ایسا ساحر موجود ہی کہ وزیر بادشاہ
طلسم ہی لیکن حضور کسیطرح بھین مین تو حضور کے واسطے بدنام ہوئی مشہور خاص و عام ہوئی
چاہتی ہون کہ جان میری جائے مگر آپ کو خدا آفت ارضی و سماوی سے بچائے صاحبقران
نے فرمایا ہمارے یہان دستور نہین کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ کرے تو خدا حافظ ہمکو اب
دیر ہوتی ہی جانے دو یہ کہکر صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا مقابلۂ افہام بن مفہوم فیلدندان
مین آئے آتے ہی تگاور زن ہوے گینڈا امیر نے دیکھا کہ پہاڑ ہی ایسی لگاوٹ پڑی کہ چھ قدم
اسکا گینڈا ہٹا تین قدم مرکب صاحبقران کا ہٹا افہام نے جمال جہان آرا دیکھا زلفین
خلیلی تا بہ دوش غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر فولادی لشت پر
نیمچہ ہلالی زیب کمر حیران جمال محو دیدار ہوگیا کہا ای صاحبقران آپ نے ارادہ طلسم کشائی
کا کس جرأت پر کیا مقام افسوس ہی ہم ایسے پہلوان ملازم بادشاہ طلسم بطلیموس ہین اگر
تم ہماری اطاعت کرو تو چلا کر خطا معاف کرا دین اگر کہنا ہمارا نہ مانا ہم مشکین باندھ کر لیجائینگے
خدمت مین بادشاہ کی پہونچائینگے مین اپنے لشکر کا تجھکو بادشاہ کرونگا صاحبقران نے
فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اسنے اُٹھا کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین بڑی دھوم سے نیزہ چل رہا ہی
سب تعریفین کر رہے ہین کہ صاحبقران کس مزے سے لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ بازی
ہوئی امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مردود دیو خصال کے
نکلگیا نیزہ جو ہاتھ سے نکلا افہام بن مفہوم فیل دندان مثل ابر کے گڑگڑایا للکار کے
آواز دی او جوان تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر نگران ہین اور تو نے نیزے کو میرے

ہوائی کیا مین بسہولت اڑ رہا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ تو نیزہ میرا نکال دیگا لیکن وہ جو محبت تھی اب وہ
ساتھ دشمنی کے تبدیل ہوئی تیرے قتل ہونے کی دلیل ہوئی اب بچنا دشوار ہے ضرب تیغ سے
میری کوئی بچا نہین دیکھ خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر تیغہ لنگاردار جو ہر دار نیام انتقام سے کھینچا
اژدہا تھا کہ غار سے بل کر کے نکلا للکار کر دار کیا کہ او حمزہ اب کیونکر بچیگا امیر نے گرداسپر کا سر پر
کھینچا گھوڑے کو ٹھکرا کر چاہے منظور یہ ہے کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑون اس مغرور کا غرور مٹاؤن لیکن
گھوڑا جو مہمیز کیا مرکب تڑپ کر چلا وہان موش خانہ تھا دونون پاؤن موش خانے مین گھوڑے کے
گیا ہے گرداسپر کا سر بے ہٹا خود بھی سر الور سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی کھچاکے کی صدا آئی
امیر نے بہ تعجیل دستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرہ بے نظیر پر آئی صاف ثابت
تھا کہ ماہ درخشان پردۂ شفق مین پنہان ہوا اُس حال پر ملال مین صاحبقران نے بھی
ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی دست زبردست صاحبقران عالیوقار
تیغۂ برق تاب جو تڑپ کے گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے جو نیمہ گرا خود و دولغہ وعرق چین
کو کاٹتا ہوا تا دو ابرو پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو سر سے نکلکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی
افہام کود کے الگ ہوا فوج بھی اسکے ساتھ دو وا ڈھائی لاکھ ہے سب افسران فوج لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے امیر نے زخم سر کو باندھا تیغہ علم کیے ہوے فوج کفار پر جا پڑے اُدھر سفاک
سپہ سالار و مقبل وغیرہ بھی جا پڑے سرطان گرم خو فوج ساحران کو لیکر آ پڑا امیر نے
جو گھٹا کفر کی آتے دیکھی بڑھکر نعرہ کیا باشیہ ای کافران بےحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند
داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد ار جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختم جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر نعرہ کرکے جا پڑے لڑائی مین مصروف ہوے جیسے ملکہ آزادہ وغیرہ نے دیکھا کہ ساحر نکلا

سلوہ ہی امیر اسم اعظم پڑھکر بڑھے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ریلون کو کفار کے ہٹایا
ملکہ آزاد صنوبر قبا و اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ بھی جا پڑین سحر خوانی مین مصروف
ہوئین لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہی اُدھر کے آٹھ لاکھ اِدھر کے پچاس ساٹھ ہزار گویا دال مین نمک
تھا مقبل جانبازی کر رہا ہی تیر اندازی مین مصروف جب بیٹھکر تیر مارا دو چار سوارون کو
گرا دیا اسطرح لڑ رہا ہی ملکہ آزاد لڑتی ہوئی سامنے سرطان کے پہونچین سرطان سے اور
آزاد سے سحر ہونے لگا سرطان بلاے روزگار ہی صاحبقران لڑتے لڑتے تھک گئے ہین
کئی مرتبہ شدۂ تحت الحنک ٹوٹا تاگہ صاحبقران اُسی طرح جنگ مین مصروف ہین سرطان
نے آزاد کو زخمی کیا قصد کیا بڑھکر سر کاٹ لون اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا ملکہ آزاد کنارے
ہوئین اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا ایک مقام پر سرطان نے نعرہ کرکے جو ہاتھ ہلایا ایک
برق سر پہ اسرار کے گری اسرار بھی زخمی ہوئی محبوب پریچہرہ جا پڑی مان کو ہٹایا خود
مقابلہ کیا دو گھڑی کامل اس سے بھی سحر چلا آخر یہ بھی ہاتھ سے سرطان کے زخمی ہوئی کنیزین
دوڑ پڑین اسرار زخمدار بیقرار قریب آزاد کے آئی اسرار کو دیکھکر آزاد نے کہا اے مادر مہربان
مین بھی زخمی ہوئی اب قدم نہین ٹھہرتا تمھاری خوشی ہو تو نکل چلین اب نہ لڑین دیکھین کیا ہو
نکل جائین تو بہتر ہی اسرار نے کہا میرا بھی یہی حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرا بھی یہی
قصد ہی کہ نکل جائین آزاد نے پلٹکر دیکھا صاحبقران لڑتے ہوے ایک نخل کے سایے
مین پہونچے وہان ٹھہرے ہین غش چلا آتا ہی دل بسبب زخمداری کے تھرتا ہی ہاتھ ہلائے جاتے
ہین جو سامنے آیا اُسکو ہاتھ مارا لیکن تلوار کم کم کاٹتی ہی کافر کے دو پرکالے نہین ہوتے
امیر کو یقین ہوا کہ اب گھوڑے پر سے گر پڑونگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے بیساختہ فرمایا اے مرکب اصیل کسی طرف لے نکل مرکب نے جو
اپنے راکب کو سست پایا ایک طرف لے نکلا ہرچند انتہا کا مجمع ہی مگر مرکب دولتیان
مارتا ہوا صاحبقران کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا یہان ملکہ آزاد و اسرار و محبوب نے جو
صاحبقران کی آواز نہ پائی قصد کیا طرف قلعے کے جائین مگر ممکن نہوا آخر یہ تینون طرف صحرا
کے بھاگین دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر نکل گئین ایک درۂ کوہ مین تینون جاکر چھپین

ایک نے ایک کی زخمد وزری کی ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا ای مادر مہربان ہم تم تو بخوبت جان اسطرف نکل آئے نہین معلوم اُس شہریار پہ کیا گذری دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہی طبیعت گھبراتی ہی اب عجب حالت ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

مرگیا مین بیقراری سے اُسے کچھ غم نہین — کشتۂ سیماب ہون جو لائق ماتم نہین
بوستان وصف عرق آلودہ رُخمین ہی کتاب — حرف ہین یہ گُل نہین نقطے ہین یہ شبنم نہین
یہ دہان جام سے آواز آتی ہی مدام — آج یان جز کاسۂ سر کچھ نشان جم نہین
نام تیرا میرے ہونٹھون سے جدا ہوتا نہین — ای پری پیکر دہن میرا کم از خاتم نہین
ہوم المحبوب میرے درد کا کیونکر شریک — شکوہ بیجا ہی کہ کچھ وہ اور مین توام نہین
رونگٹا اُنپر نہین اُسپر عیان خط شعاع — تیرے گالون کے برابر نیر اعظم نہین
گذرے عاشق اپنے معشوقون سے تجھکو دیکھکر — سامنے خورشید کے ربط گُل و شبنم نہین
تو جو آیا باغ مین تو چشم بد کے واسطے — آگ ہی یہ گُل نہین اسپند ہی شبنم نہین
ابروِ قاتل پہ رجی دیتے نہین انسان عبث — پیکر و شمشیر و خنجر مین بھی ہرگز دم نہین
نروہ گل ہی آب خجلت سے جو مین رویا بہت — خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین
اپنی استغنا سے ہی باغ جہان ایسا محل — کون شاخ پُرثمر ہی جسکی گردن خم نہین
رنگ اسے کہتے ہین بہتا ہی عرق منھ پر شہاب — اختلاط گُل سے رنگین قطرۂ شبنم نہین
باعث رنج اہل دنیا سے ہی ناصح گفتگو — غیر خاموشی پئے زخم دہان مرہم نہین

یہ اشعار پڑھکر ملکہ خوب روئین اسرار نے کہا بی بی نہ گھبراؤ پروردگار کچھ نہ کچھ سامان کریگا وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایسی سختیان اکثر پڑی ہونگی سب جادوگر وہین رہگئے صرف دس بارہ ہزار کنیزین ساتھ آئی ہین اُنھین مین سے چند کنیزون کو واسطے خبر کے بھیجا کنیزون نے جاکے دیکھا کہ دونون پہلوان وسرطان نے جب دیکھا کہ کوئی افسر اُنکا نہ باقی رہا افہام بن مفہوم سے کہا تونے حمزہ کو مار ڈالا مین نے تینون جادوگرنیون کو مارا دختر شاہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی چند کنیزین لاشے اُن سب کے لیکر طرف صحرا کے بھاگ گئین قلعہ لے لو سرطان نے بڑھکر دو چار گولے ایسے مارے کہ سنگستان قلعہ فرو

فریاد کرنے لگے سامری و جمشید کے واسطے دلانے لگے مگر پھاٹک نہ کھولا سرطان گرم خو
بڑا ساحر زبردست ہی کئی مرتبہ آواز دی کہ اگر پھاٹک نہ کھولوگے تو قلعے کو اُڑا دونگا تب ناچار
ہو کر سب نکل آئے یہ سب ساحر داخل قلعہ ہوئے اب جو اسنے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ
زندہ نکل گئے سرطان گرم خو نے چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے کہا دریافت کر کے آؤ
کہ یہ سب لوگ بھاگ کر کہان گئے عیار مہلیل زود رفت ہی اسنے کہا مین جاتا ہون خبر مفصل لاتا ہون
یہ کہکر مہلیل چلا مہلیل ہر وقت قید خانے پر جواہر کے آتا تھا دیکھ جاتا تھا اور تاکید کرتا تھا
کہ اس مکار کی اچھی طرح حفاظت کرنا جواہر نے جب دیکھا کہ مہلیل نہ آیا تمغاج جادو جو نگہبان تھا
اُس سے پوچھا کہ عیار صاحب کیون نہ تشریف لائے اُسنے کہا وہ براے تلاش مسلمانان گئے
ہین جواہر رونے لگا تمغاج جادو نے پوچھا ارے قیدی کیون روتا ہی جواہر نے کہا یہان
آئیے تو عرض کرون تمغاج اندر آیا جواہر نے کہا دروازہ بند کر دیجیے میرے پاس کچھ مال ہی
وہ آپ کی خدمت مین حاضر کرون آپ مجھے سعی کر کے بچا لیجیے گا تمغاج سوچا کہ مفت مین مال
ملتا ہی اسکو لینا چاہیے اسنے بھی کہا ای عیار مین مقرب وزیر اعظم ہون سفارش تیری ضرور کرونگا
جواہر نے نکالکر دس بیس روپیہ دیے کچھ اشرفیان بھی دین باتین کرتے کرتے کہا اور مال
لنگوٹ مین ہی ذرا میری ہتھکڑی نکال دیجیے تو حاضر کرون تمغاج نے ہتھکڑیان نکالین
جواہر نے ہاتھ ڈالکر لنگوٹ سے کچھ نگینے نکالے ایک ڈبیہ بھی نکال کر دی کہا اسکو نہ کھولیےگا
اسمین میری جان و ایمان ہی جب مین مارا جاؤن تو میری قبر مین یہ ڈبیہ رکھ دیجیےگا اور جو
بچ جاؤنگا تو آپ سے لے لونگا تمغاج کو از حد اشتیاق ہوا کہا آخر اسمین کیا چیز ہی جواہر نے کہا
اسکو نہ پوچھیے نام بتانے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی قبلہ و کعبہ خفا ہونگے باپ کو یہ نعمت نہ دی
کہتا تو ہون جب مین قتل ہو جاؤن اسکو میری قبر مین رکھدیجیےگا اسکی وجہ سے مجھپر عذاب بھی نہوگا
سب طرح خیر و عافیت رہیگی تمغاج کو اور زیادہ اشتیاق ہوا آخر ڈبیہ کو کھولا اسمین سے بیہوشی
نکلی تمغاج بیہوش ہو کر گرا جواہر نے بہ تعجیل تمام اُسکو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی شکل بنکر باہر
نکلا جادوگروں سے کہا ہوشیار بیٹھے رہنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکر ایک جانب چلا
کہ جاکر صاحبقران کو تلاش کرون مگر اسیر کو جو مرکب لیکر نکلا شب بھر مین کئی کوس آیا صبح کو

ایک مقام پر آکے رُکا یہان مقبل وسفاک بھی شکست خوردہ زخمدار و بیقرار و ناشکیبا رجب کسی افسر کو نہ پایا غلامون کو اپنے ساتھ لیکر ایک جانب بھاگ نکلے ایک دشت پُر فضا مین جا کر ٹھہرے انکا حال تو تحریر ہوگا مگر صاحبقران جنگل مین پشت مرکب سے گرے قضا ے کار شہلاے سرو قد دختر احکام رازدار واسطے سیر کے نکلی تھی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی کہ اسکی نگاہ جمال جہان آرا صاحبقران پہ پڑی بلندی سے اُتر آئی حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھنے لگی پشت و پہلو پر تیر و نیزے کے زخم سر پر زخم تلوار جو دیکھا کمسن تھی ڈری آخر تاب نہوئی ڈرتے ڈرتے قریب آئی نتھنون پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پا کر دل کو تسکین ہوئی کہ یہ شخص ابھی زندہ ہی چند کنیزین بھی اسکے ساتھ تھین اُنسے ایک چارپائی منگوائی آمادہ ہوئین کہ مین خود اُٹھاؤن کنیزون نے کہا حضور آپ ہاتھ نہ لگائیے کنیزین کسواسطے ہین کنیزون نے اُٹھایا ملکہ نے کہا ہمارے باغ کی طرف لیچلو شہلاے سرو قد خود بھی ساتھ ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی نتھنون پر کبھی گھبرا کر نبض پر ہاتھ رکھا کہتی ہی نبض بہت سست ہی غرض وہان سے اپنے باغ مین لیکر آئی بارہ دری مین لا کر اُتارا مرکب کو بھی ساتھ لائی ہی مرکب سہ چشمی کو دیکھکر بہت حیران ہی کہتی ہی کیون صاحبو تین آنکھ کا مرکب کہان سے آیا اُسکو تو ایک چمن مین بندھوا دیا امیر کے علاج مین مصروف ہوئین جراح کو بلا یا بہت کچھ روپیہ اُسکو دیا کہا اور جو مانگیگا وہ دونگی یہ شخص زخمدار ہماری حوالی مین آیا مین اُٹھوا کے لائی ہون علاج بہت لطف سے کرنا جراح نے زخم دھو کے پٹیان چڑھائین صاحبقران کو بعد دو پہر کے ہوش آیا سرھانے اپنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شعشعت افروز جانداری کو پایا گھبرا کر اُٹھ بیٹھے ملکہ شہلاے سرو قد نے ٹوکا کہا دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹ جائین صاحبقران نے فرمایا نہین ایسا نہوگا ای شہزادی والا تمھارا کیا نام ہی مجھکو کیونکر لانیکا اتفاق ہوا شہلاے سرو قد نے کہا مین بیٹی ہون احکام رازدار کی صحرا مین واسطے سیر کے نکلی تھی آپ کو فرش زمین پر پڑے دیکھا اُٹھا لائی آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی چند کنیزین بھی حاضر ہین صاحبقران نے جو ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا حیران حیران جمال کو دیکھ رہے ہین وہ انکے گلشن حسن کی گلچینی کر رہی ہی یہی کہتی ہی کہ پہلے اپنا نام بتایئے امیر نے بلا تکلف کہدیا کہ نام میرا صاحبقران ہی برائے فنائی طلسم

طلیموس آیا ہون یہ جو امیر نے کہا شہلا گھبرا گئی اشارے سے منع کیا کہ یہ نام نہ لیجیے سمجھ کر بات
کیجیے کنیزین سن رہی ہین یہین لوح طلسم ہی مین دفتر رازدار طلسم ہون وہ مالک لوح طلسم ہی اور
احکام رازدار اُسکا اسم ہی یہ باتین جو یہان ہوئین کنیزین آپسمین کچھ چرچا کرتی ہوئین باہر نکلین ملکہ
نے گھبرا کے کہا ای شہریار آپ نے بڑا غضب کیا اپنا نام اصلی بتا دیا ایسا نہو انمین سے کوئی جا کے
مادر مہربان سے اطلاع کر دے تو غضب ہو جائے شہلا بے سر وقد میرا نام ہی صاحبقران نے
فرمایا ای ملکہ شہلا اسکا خوف کہانتک کرینگے آخر لڑینگے مرینگے ہمنے صحت پائی اور مقام احکام رازدار آ
پہونچ گئے ہم پہلے ہی خبر پا چکے ہین کہ احکام رازدار کے قبضے مین لوح ہی شہلا گھبرائی باہر آئی اور
کنیزون کو سمجھایا کہ بوا مادر مہربان سے اطلاع نہ کرنا سبھون نے کہا حضور ہم کاہے کو اطلاع کرینگے
ایک کنیز شنجل نامے گھبرا کر اُٹھی سوچی کہ چلکر ملکہ احکام رازدار سے اطلاع کرنا چاہیے اگر اس
جوان نے قصد کیا نہین معلوم کیا ہو اور اگر یہ شخص لوح پا گیا تو سب ساکنان طلسم قتل ہو جائینگے
یہ سوچتی ہوئی بھاگی احکام رازدار اپنے قصر مین بیٹھا ہی کہ شنجل کنیز جا کر پہونچی جھک کر سلام کیا
احکام نے پوچھا ای شنجل آج کہان آئین کہا حضور آپ کی صاحبزادی آپ کے قتل کی درپے ہین
اپنے کو بچا لیجیے کل سے طلسم کشا باغ مین ملکہ شہلا بے سر وقد کے آیا ہوا ہی اور زخمدار ہی وہ خود
کہتا تھا کہ ہم صحت پا کے برائے قتل احکام رازدار جائینگے اگر صاحبقران آپ تک آ گئے تو حضور
کو کیسی بیتابی ہوگی کچھ انتظام کیجیے یہ سنکر احکام رازدار نے کہا اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب
کیا طلسم کشا کو اُسنے کیونکر پایا شنجل نے کہا حضور قلعہ آتش بہار پر مقابلہ پڑا تھا وہان سے
زخمی ہو کر آئے تھے صحرا مین بیہوش پڑے تھے ملکہ شہلا عاشق ہو کر اُٹھا لائین احکام نے کہا
مجھکو خبر ملی تھی کہ قلعہ آتش بہار پر بڑے بڑے مقابلے ہین شاہ طلسم نے بندوبست کیا ایسے
ایسے پہلوان بھیجے کہ اُنھون نے انکے ٹکڑے اُڑا دیے اب بھاگ کر یہان آئے ہین مجھوا مردم در
کو بلا کے کہنا تھا کہ کنیزین گئین ایک پہلوان کو لیکر آئین دیکھا قوی تن قوی من پہلوان صف شکن
ہی آکر ملکہ احکام رازدار کو سلام کیا کہا ای ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی احکام نے کہا ای مجھوا مردم در
عجب طرح کی آفت ہی سخت مصیبت ہی کہ بیٹی نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو جگہ دی تم فوج لیکر
جاؤ اگر اسمین انکار کرے تو اسکی مشکین باندھکر لانا ملکہ شہلا کا کچھ پاس نہ کرنا اگر اسکے بچانیکا خیال

ہی کیونکہ بہت کچھ سیکھ چکی ہے مین ساحرہ بھی روانہ کرتی ہون کہ جاتے ہی اُسکو گرفتار کرلے مینخوار
بارہ ہزار فوج جمع کرکے روانہ ہوگیا بعد جانے مینخوار مردم در کے احکام نے فرتوت جادو
کو حکم دیا کہ تم بھی یہان سے جاؤ اگر ملکہ شہلا کچھ دخل دین تو انکو بھی گرفتار کرلاؤ اور اگر دخل
نہ دین تو تامل کرنا فرتوت جادو بھی بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلا یہان صبح کا وقت ہے امیر
ملکہ شہلاے سروقد سے باتین کررہے ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی حضور مینخوار مردم در
فوج کو لیکر آیا باغ کو چہار جانب سے گھیر لیا یہ سنتے ہی صاحبقران اُٹھے پشت اشقر پر سوار
ہوے مسلح و مکمل ہوکر بیرون باغ آئے دیکھا مینخوار کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کوئی حمزہ سے کہدے کہ مینخوار
آپ کو گرفتار کرنے آیا ہے کہ دیکھا دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب آسمان عربستان زلزلہ افگن
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان یکہ و تنہا باہر آئے ملکہ شہلاے سروقد روتی
ہوئی بنگلے مین آئین کنیزون سے کہتی ہین صاحبو اب مین کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا وہ یکہ و تنہا
اُدھر فوج کا جماؤ دیکھون تقدیر کیا دکھائے صاحبقران نعرہ کرکے فوج مینخوار مردم در پر
جا پڑے لشکر سے تلوار چلنے لگی مینخوار کھڑا دیکھ رہا ہے صاحبقران نے تھوڑے ہی عرصے مین
کئی سو جوان مار کر ڈالدیے ہر مرتبہ مینخوار کو للکارتے ہین کہ او مینخوار تو مقابلے مین نہین آتا ہم تو
تیرے مقابلے کے مشتاق ہین مینخوار گینڈے کو بڑھا کر چلا تھا کہ ابر نیلگون آسمان سے پیدا
ہوا اور آواز آئی اے مینخوار نہ گھبرانا ہم فرتوت جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آکر پہونچا
آتے ہی رسنے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اُلٹا پلٹا فرتوت جست کرکے بچا امیر برابر
پہونچ گئے فرتوت حیران تھا کہ گولہ کیون پلٹ آیا جب صاحبقران کو قریب پایا ہاتھ
تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم الٰہی پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرتوت جھٹکے مارتا ہے چاہتا ہے
اپنے کو کسیطرح بچاؤن دوسرے ہاتھ سے صاحبقران نے سر پر فرتوت کے ایک گھونسہ
مارا سر فرتوت کا پھٹ گیا مرنا اسکا اندھیرا ہوگیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے
جادوگرون کو قتل کرتے ہوے چلے مطلب یہ ہے کہ مینخوار پہ جا پڑون کیا تدبیر کرون کہ اس سے
مقابلہ ہو اسی سوچ مین تھے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ باش او حمزہ اب کہان جائیگا صاحبقران نے
پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر ہمصورت فرتوت نعرہ کرتا ہوا آتا ہے جسے نام لیکر فرتوت کا

روتا ہو جب قریب آیا تو آواز دی باش او حمزہ تو نے بڑے شخص کو مارا کہ جسکا سحر مین اس حوالی
مین مثل نہ تھا منہ مبہوت کوہ پیکر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا منہ سے بھی کچھ کہتا جاتا ہو امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا سیکڑون شعلہ ہائے آتش امیر پر گرے بہ سبب اسم اعظم کے تاثیر نہوئی
امیر نے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا مبہوت کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے کی آواز جو بلند ہوئی
ساحر یہ کہتے ہوئے بھاگے بار و دونون بھائی بے موت مارے گئے غریب کا کام نہ نکلا ایسون
کا مارے جانا مقام افسوس ہو یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے ہین منیجوار نے پکار کر کہا یارو سحر کرو
کیون بھاگے جاتے ہو تم سحر کرو مین مار لونگا مہلت نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی ساحر جواب
بھی نہین دیتے بھاگے جاتے ہین ہر چند روکا کوئی نہ رکا آخر بھاگ کر نکل گئے مگر صاحبقران
شیرانہ جنگ کر رہے ہین یہی ارادہ ہو کہ جا کر منیجوار مردم در کو مارون فوج کو باغ کے پاس
سے ہٹا دیا ہو کنیزین سب تعریفین کر رہی ہین کہتی ہین ای ملکۂ عالم خدا نے فضل کیا سب فوج کو
اس کیا شیر نے بھگا یا صاحبقران فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے آٹے چاہتے ہین منیجوار پر
جا پڑون کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو مع مرکب اٹھا کر لیگیا امیر متحیر ہوا سے
بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے آسمان پری کے پایا اور ملکہ
زہیدہ کا شیر گیر کو دیکھا کہ چھپر کھٹ پہ زخمی پڑی ہین امیر نے فرمایا ای ملکہ آسمان پری مجھے
یہان کون لایا مین جنگ مین تھا آسمان پری نے کہا ای شہریار دیو فولاد سپر گرزدان
پردۂ تاریک سے کوچ کر کے آیا آپ کی صاحبزادی ملکہ قریشہ سلطان زخمی ہوئین چار ون
نقابدار فرداً فرداً آئے وہ بھی زخمی ہوئے آخر وہان سے شکست کھائی قلعۂ بلور پر آگئی خیال
مین آیا حضور کو بلوانا چاہیے دیو زادون کو روانہ کیا آپکو اٹھا منگایا امیر کا حال تو عرض کرونگا
لیکن اب حال ملکہ شہلاے سرو قد کا بیان کیا جاتا ہو کہ جب شہلاے سرو قد نے دیکھا کہ
صاحبقران غائب ہو گئے سر پیٹ لیا کہا صاحبو اب مین کیا کرون یہ کیا غضب ہوا شاید مادر
نامہربان نے کسی کو بھیجا وہی امیر کو اسطرح لیگیا ہمکو داغ دیگیا منیجوار مردم در نے جو میدان
کو خالی پایا طرف پھاٹک کے چلا کنیزون سے ملکہ نے کہا سحر کرو کنیزون نے بڑھکر سحر کیے ساحر
تو سب بھاگ ہی جا چکے تھے صرف غیر ساحر تھے کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہو کر گرا منیجوار نے

جو یہ معرکہ دیکھا گینڈے کو پھیر کر بھاگا کہا صاحبو اگر غیر ساحر دیو ہوتا تو مین اُس سے مقابلہ کرتا یہان سحر ہو رہا ہی مین کیا کرون چلکر ملکہ احکام رازدار کو خبر کرنا چاہیے وہ اور کسی ساحر کو بھیجین یا ہیئی کا مقدمہ ہی خود تشریف لائین یہ کہکر اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور بھاگا کنیزون نے اور سحر کیا یہ لوگ دور بھاگ گئے جب یہ لوگ چلے گئے ملکہ شہلا نے کہا صاحبو ابھی یہ جا کر ذکر کریگا وہانسے اور ساحر آوینگے وہ گرفتار کر لیجاوینگے کنیزین سبھی گھبرائین عرض کی بجا ارشاد ہوا اب جو مناسب ہو وہ کیا جائے آخر بعد گفتگوے بسیار یہ صلاح قرار پائی کہ چلو یہان سے نکل چلین ملکہ شہلا اُسی وقت ایک مادیان عربی پر سوار ہوئین سات ہی کنیزون نے ساتھ دیا ہرچند ملکہ نے کہا صاحبو مین تو جان دینے جاتی ہون تم میرا ساتھ نہ دو مجھے جانے دو جو کچھ تقدیر مین ہو گا وہ ظاہر ہوگا سب نے کہا آپ ہماری مالک ہین جو آپ کا حال وہ ہمارا حال کنیزون کا ساتھ رہنا ضرور ہی آخر ملکہ شہلا اے سرو قدر روتی پیٹتی باغ سے نکلین چار ہی عورتین مادیانون پر سوار تین ہی پیدل روا روی کرکے چلین کہ ایسا نہو کوئی آفت آجائے یا کوئی آکر گھیرے لرزان و ترسان ایک جانب رخ کیا روانہ ہوگئین کہ انکا ذکر کیا جائیگا مگر اب ذکر صاحبقران واجب و لازم ہی کہ جب صاحبقران زمان محل آسمان پری مین آئے فرمایا پھاٹک قلعے کا کھولدو پھاٹک کھولا گیا صاحبقران باہر نکلے فولاد سپہر گردان کو خبر ہوئی کہ صاحبقران مقابلے مین آئے ہین اسنے کہا اب کیا تدبیر کرون آہوان دشت پیما اسکا عیار برابر بیٹھا تھا اُسنے کہا حضور مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا فولاد سپہر گردان نے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بج گیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر آہوان ایک پیر زال نحیف وضعیف کی شکل بنا کر لشکر صاحبقران مین آکر پھرنے لگا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فلان بارگاہ مین صاحبقران ہین یہ پرواز پیدا کرکے اُڑا کوئی پہر رات گئی تھی صاحبقران صحن باغ مین پھر رہے ہین آہوان نے آسمان سے دیکھا سوچا انسان کی کیا حقیقت ہی پنجہ کمر مین ڈالکر اُٹھا لیجاؤن کمند سے باندھ کر گرا جیسے ہی زمین پر پاؤن قائم کیے چاہا کمر مین پنجہ ڈالکر لے اُڑون امیر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا اُسنے چاہا ہاتھ کو چھڑاؤن امیر نے ایک طمانچہ ملدیا کہ سر آہوان کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ اسکا باہر پھنکوا دیا

لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو پہونچائی کہ آپ کا عیار امیر کو لینے گیا تھا مارا گیا لاشہ
منزلے پر پڑا ہی فولاد نے کہا صبح کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
فولاد تین لاکھ دیوزادون سے میدان مین آیا صفین جمائین صاحبقران اشقر پر آسمان پری
تخت پر سوار ہوئے مین کل فوج ہمراہ ہی فولاد میدان مین آکر اشتلم کرنے لگا چوبدست ہلا رہا ہی
صاحبقران مشتاق ہین کہ میرا نام لیکر پکارے تو مین جاؤن آمادہ کھڑے ہین کہ آسمان
سے نوبت نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سایہ فگن رہتا ہی برابر
شکار جاتا تھا بارہ ہزار نرہ ہائے دیو سے جو ادھر سے گذرا عیار نے اسکے عرض کی ای شہریار
صاحبقران سے اور فولاد سپہگردان سے مقابلہ ہی نقابدار نے جھک کر دیکھا صاحبقران
آگے لشکر کے کھڑے ہین دیو فولاد شلنگین لگا رہا ہی نقابدار تخت سے کود پڑا للکارا او بیحیا کیا
جھگوئیان کر رہا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر فولاد نے چوبدست کو گردش دی جھپٹ کر نقابدار
پر وار کیا نقابدار نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فولاد منھ کے بل زمین پر آیا
بخوف جان چوبدست کو چھوڑ دیا پلٹ پڑا نقابدار نے کوے پر لات کے مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا
زمین پر گرا نقابدار جست کر کے چھاتی پر سوار ہوا آواز دی او بیحیا شناخت مین پروردگار کی
کیا کہتا ہی فولاد نے کلمہ سخت کہا نقابدار بقہر و غضب تمام سینے سے اُٹھا ایک پانون کو
دونون ہاتھون سے تھاما ایک کو دونون پانون سے دبا کر چیر ڈالا مار اشل کر پاس کہنہ چیر کے
پھینک دیا تین لاکھ دیو اسکے آپڑے صاحبقران بھی نعرہ کر کے جا پڑے بارہ ہزار جوان ہمراہیان
نقابدار بھی آکر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی امیر نے بڑھکر علم فوج گرایا
فوج کفار کو شکست ہوئی سب طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران پلٹے راہ مین نقابدار نے سلام
کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے پھر وہی کلمہ کہا کہ ای شہریار اب تمہارے صاحبقرانی
دینے مین کیا عذر ہی صاحبقران نے برہم ہو کے جواب دیا ای نقابدار بہادر تمنے میرے ساتھ
دل لگی مقرر کی ہی ہر مرتبہ ایسے ہی کلمات کہتے ہو آج ہی میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے نقابدار
نے ہاتھ جوڑ کے کہا ای شہریار مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون میرے آپ کے کوئی امتحان
ٹھہرایا جائے لقا کو قتل کر دون شقہ سہ حبشی کا سر لاؤن جو آپ حکم کرین وہ بجا لاؤن امیر نے کہا

ان باتون سے باتے نہین مل سکتے میرے تمہارے مقابلے پر موقوف ہی نقابدار نے سر جھکا لیا
عرض کی ای شہریار آپ صاحبقران اعظم محترم محتشم ہین مین آپ سے کیونکر مقابلہ کرون امیر نے
فرمایا آج سے باتون کا نام نہ لینا نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا یہ تو میرا عہدہ ہی
کیونکر نہ طلب کرون حضور مقابلہ نہ کرین کسی امتحان پر مقرر رکھین صاحبقران نے غصے
مین فرمایا ای نقابدار بس زبان کو بند کر میدان کارزار ہی نیزہ لیکر سامنے آؤ نقابدار
نے پھر سر جھکا لیا کہا حضور نہایت سخت ہین امیر نے فرمایا جو اشیا ہمنے عمر صرف کر کے پیدا کیے
اُنکو تم مانگتے ہو ممکن نہین کہ بدون مقابلہ دیدون مجھے زیر کر و لے لو اگر شاید ہم غالب آئے
احوال تمہارا کھل جائیگا نقابدار خاموش ہورہا کہا ای شہریار جو آپ کی مرضی ہی وہی ہو گا
اسوقت تو مین بہ ضرورت جاتا ہون ایک مرتبہ جو حضوری ہو گی جسطرح آپ فرماتے ہین
وہی ہو گا یہ کہکر نقابدار تخت پر سوار ہوا اُسی طرح نوبت نقارے بجاتا ہوا روانہ ہو گیا امیر
نے پلٹ کر آسمان پری سے فرمایا حقیقت مین یہ نقابدار نہایت صاحب شوکت و شان
ہی فی الواقع اپنے زمانے کا صاحبقران ہی دیکھیے اس سے مقابلے مین کیا گذرے ہر مرتبہ
وہ نہایت عذر کرتا ہی آسمان پری نے بھی سمجھا کے کہا یا صاحبقران کسی امتحان پر مقرر
کیجیے کسی فرزند کو اپنے لڑوائیے امیر نے فرمایا ملکہ تمھین اس مقدمے مین کیا دخل ہی بدون
مقابلہ مین پانے ہرگز نہ دونگا جسطرح چاہے لڑے مجھے کسی فرزند پر اعتبار نہین مجھے بھی بڑا تردد ہی
کہ اسکے مقابلے مین کیا ہو گا پروردگار میری آبرو رکھے یہ باتین کرتے ہوے صاحبقران
داخل بارگاہ ہوے آسمان پری سمجھین صاحبقران دو چار روز رہینگے جلسہ آراستہ کیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و گائنین عمدہ آکر حاضر ہوئین پریزادان دُر در گوش
مرصع پوش سامنے کھڑی ہو کر یہ اشعار گانے لگین نظم

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہو گیا ۔۔۔ یا غمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہو گیا
آگیا مجھکو جو اُس زلف پریشان کا خیال ۔۔۔ دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہو گیا
ہو کے خم تسلیم کرتے ہی کیا مجھکو شہید ۔۔۔ قد ترا ظالم کمان تیر مژگان ہو گیا
خود بخود ہوتا ہی پرزے آتے ہی فصل بہار ۔۔۔ پان گریبان ای جنون گل کا گریبان ہو گیا

اسقدر مضمون ترے دست حنائی کے لکھے | ہو قلمدان مین قلم تھا شاخ مرجان ہوگیا
چاند چھپتا ہی جو دو دن ہوتی ہی مشتاق خلق | ہوگئی قدر اُسکی جو نظرون سے پنہان ہوگیا
بعد مردن بھی ہی باقی مجھسے جوش جستجو | سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہوگیا
پانون بھی اب ایکبون کر دیجیے کانٹونکی نذر | سر تو مدت سے نثار سنگ طفلان ہوگیا
ہم وہ مجنون ہین کہ جو خورشید رو آیا نظر | صبح سان اپنا وہین چاک گریبان ہوگیا
مشتعل ایسے ہین اُسکے دست نازک کی [illegible] | طائر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہوگیا
سر اُٹھا کر جو چلا اس دشت وحشت خیز [illegible] | آبلون سے وہین خار مغیلان ہوگیا
شمع کافوری جلاتے تھے سو اُنکی گور پر | دیدۂ غول بیابان سے چراغان ہوگیا
کوئی دم پیری بھی اپنی ہی لب [illegible] | مثل شب عہد شباب آنکھون سے پنہان ہوگیا
رشک اب آتا ہی ناسخ بخت بلبل پر مجھے | جب کھلا غنچہ مرا اُلٹے گریبان ہوگیا

عین گرمی صحبت مین صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم کل جائینگے نہین معلوم اُس سوختۂ آتش فراق وگداختہ بوتۂ اشتیاق پہ کیا گذری خدا جانے کیا حال ہوا آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا کیا کوئی شاہزادی والاقدر ہی امیر نے فرمایا نہین ملکۂ عالم کچھ ہمارے پہلوان تھے اپنے سردارون مین مقبل ہی نہین معلوم اُن لوگون پر کیا گذری ہم جنگ مین مصروف تھے جہان سے فرستادہ تمہارا اُٹھا لایا تھا وہین پہونچا دے جا کر دیکھین وہان کیا گذری آسمان پری نے کہا اے شہریار مین خواجہ عبدالرحمن جنی سے سب حال تحقیقات کرا کے آپ کو روانہ کرونگی صاحبقران نے فرمایا ملکہ کچھ ضرورت نہین ہی لاکھ طرح پر جان لڑائی مگر لوح کے ملنے کی کوئی صورت نہوئی اب پروردگار اپنا فضل کرے جلکے لوح طلسمی حاصل ہو چند باتون مین رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکۂ آسمان پری کی پریشانی امیر کو جانے مین جلدی صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے سلاح جسم پر لگائے ملکہ نے چارون حاملان تخت کو طلب کیا چارون حاملان تخت آکر حاضر ہوئے امیر تخت پر سوار ہوئے اشقر کو بھی تخت پر سوار کر لیا حاملان تخت تخت کو لیکر طرف طلسم بطلیموس کے چلے پردۂ قاف سے گذر چکے تھے پردۂ دنیا مین آئے مین ایک مقام پر دیکھا آگ دہر دہر جل رہی ہی شعلۂ آتش بھڑک رہے ہین اگر کوئی طائر اُدھر سے بھٹک کر

نکلتا ہی گرمی آتش سے پھنک کر گر پڑتا ہی امیر اُس مقام پر ٹھہر گئے دیوزادون سے فرمایا تم جاؤ مین
راز آتش کو دریافت کرونگا دیکھون یہان کیا سحر کیا ہی صاحبقران زمین پر آئے دیوزادون نے
عرض کی حضور ہمسے رسید طلب ہوگی رسید ہمین عنایت فرمائیے امیر نے ایک پرچہ لکھکر دیدیا کہ جسقدر مقام
پر ہمین منظور تھا اُسی مقام پر ہم پہونچ گئے دیوزاد تو اُسطرف چلے گئے صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے ہوے قریب آگ کے پہونچے اسم اعظم پڑھتے ہوے اندر آگ کے چلے امیر نے جو خیال کیا
گرمی نہین معلوم ہوتی آگ شق ہوتی جاتی ہی جدھر قدم بڑھاتے ہین آگ بجھتی جاتی ہی وسط مین
آگ کے آکر دیکھا ایک تختہ سنگ پر ایک جوان تاجدار بیٹھا ہی ملول و حزین سرنگون زبان مین
سوزن تمام ماران سیہ جسم مین لپٹے ہوے اس قید سخت مین ہی کہ کراہ رہا ہی امیر نے قریب آکر فرمایا
اے شخص تو کون ہی کسنے تجھکو قید کیا اُس قیدی نے اشارے سے کہا زبانسے سوزن نکالیے تو بات
کرون امیر نے بخوف اُسکی زبان سے سوزن کو نکالا اُسنے سحر کیا ماران سیہ مر کر گرے اُٹھکر
وہ جوان قدمون پر امیر کے گر پڑا کہا اے شہریار آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اس مقام تک
کیونکر تشریف لائے امیر نے فرمایا صاحبقران میرا نام ہی پردہ قاف سے آتا تھا یہ آگ دیکھکر
دل کو خود بخود اشتیاق ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہان کیا ہی براے فتاحی طلسم بطلیموس نکلا ہون
وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار منقل تاجدار میرا نام ہی احتکام رازدار کا بیٹا جو مالک مقام
لوح طلسم بطلیموس ہی گر مخوے جادو مجھکو عاشق ہوکے اُٹھا لائی ہر روز آکر اپنے وصل پر آمادہ
کرتی ہی مین نے ابتک قبول نہین کیا خواب بھی دیکھا تھا کہ اے منقل تاجدار نہ گھبرا تجھکو
آکر صاحبقران رہا کرینگے اسی امید پر جیتا تھا مقام شکر ہی کہ خدا نے آپ کو پہونچایا میری رہائی
کا وقت آیا حضور آپ اب میرے ساتھ چلیے لوح لیجیے طلسم فتح کیجیے امیر نے فرمایا اے منقل
یہ عنایت پروردگار ہی کہ تم تک پہونچے تم میرے ہاتھ سے رہا ہوے منقل نے عرض کی حضور
آپ کا مذہب بھی مین نے اختیار کیا حضور کے ساتھ رہونگا ہر مقام پر کام آؤنگا یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی منقل نے گھبرا کر کہا حضور گرم خو آپہونچی حضور ہوشیار رہین صاحبقران
نے فرمایا مین ہوشیار ہون کہ گرم خو آپہونچی امیر کو دیکھکر آواز دی اے جوان تو کون ہی کہ جو
میرے معشوق کو رہا کیا اور گستاخی یہ کہ یہین پر کھڑا ہی یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا

وہ گولہ پلٹا سر پر آ کے گرم خو کے پھٹا شعلۂ آتش گرم خو پر گرے گرم خو نے جھلا کر پاش کے دانے
پھینکے شعلہ ہاے آتش امیر پر گرے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلۂ آتش برطرف ہوے گرم خو جھلا کر
زمین پر گری ایک شیر کی شکل بنکر حملہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا گرم خو کے دو ٹکڑے
ہوے مرنا گرم خو کا آگ برسی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من گرم خوے جادو بود
بڑھکر منقل تاجدار نے قدموں کو بوسہ دیا کہا اے شہریار بڑی مکارہ کو آپ نے مارا اب میرے
ساتھ چلیے مین حضور کے واسطے فکر لوح کرونگا مگر حضور بڑی سختی ہی خدا آپ کو تا بہ لوح پہونچائے
لوح آپ کو حاصل ہو بعد حصول لوح بڑے بڑے ہنگامے ہونگے بطلیموس قیامتین برپا کریگا اور
جسدن خود آجائیگا زمین تہ و بالا کر دیگا بڑا ساحر زبردست ہی امیر منقل کے ساتھ چلے امیر پشت
مرکب پر سوار منقل رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا صاحبقران کو لیکر ایک صحرا مین آیا وہان ایک
نخل چنار تھا کہا حضور اسکو اُکھیڑین ایک اژدہا ظاہر ہوگا اُسکے دہن مین بلا تکلف پھاند پڑیے گا
بالاے قصر پہونچیے گا وہان مقام نہایت معقول ہی ایک نخل ہی اُسمین ایک قفس لٹکا ہی قفس مین ایک
طائر ہی ہر چند وہ چیخے پیٹے مگر آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا اُس جانور کو لیکر فوراً چیر ڈالیے گا لوح حاصل ہوگی
صاحبقران نے بقوت صاحبقرانی نخل کو اُکھیڑا جیسے ہی نخل اُکھڑا دہنہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا ایک
اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا مُنھ پھیلائے ہوے نقب سے نکلا منقل نے آواز دی حضور کچھ دیر
نہ کرین بسم اللہ داخل ہون امیر بخوف دہن اژدر مین پھاند پڑے منقل نے پر پرواز پیدا کیے
اُڑتا ہوا چلا لیکن یہ تبعیل جاتا ہی صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر مین پایا منقل نے
جو بیان کیا تھا وہی سب باتین پائین دیکھا ایک نخل مین قفس لٹکا ہوا ہی طائر امیر کو دیکھتے ہی
پھڑکنے لگا غل مچاتا تھا ای احکام رازدار دوڑ طلسم کشا آ پہونچا صاحبقران نے بہ تعجیل قفس
کو توڑا طائر نے لاکھ اپنے کو صاحبقران سے بچایا مگر امیر نے طائر کو پکڑا قفس سے باہر نکالا
دونون ٹانگین پکڑین چاہتے ہین چیر ڈالین مگر احکام رازدار جو اپنے مقام پر بیٹھی تھی یکایک
طائر کے چیخنے کی آواز کان مین آئی کہا ارے یہ کیا غضب ہوا بالاے قصر طلسم کشا کیونکر پہونچا
جھپٹ کر اُسی کشتی ہوئی چلی کہ شاید شہلاے سرو قد نے کوئی فتور کیا باغ سے بھاگ گئی
[illegible] اُسی نے وہین سے کچھ تدبیر کی آتشت پر ہزارون جادوگرنیان کئی ہزار جادوگر چلے احکام

اُسوقت آکر پہونچی کہ صاحبقران ہاتھ مین طائر کو لیے ہوے ہین چاہتے ہین کہ اسکو چیر ڈالون کہ احکام نے آواز دی او طلسم کشا کیون طائر کو ستاتا ہی یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا احکام نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو اور غضب دیکھو سحر بھی جواب دیتا ہی چہار طرف سے بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لو طائر کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ طائر پھڑکتا ہی میرے ہوش اُڑتے ہین ہاے کیا کرون بپتی پڑی یہ معرکہ گذرا کہ باغ سے لڑ بھڑ کر بھاگ گئی مگر ساحرون کو اشارہ کیا کہ بلوہ کرکے حمزہ کو پکڑ لو ایک ہاتھ مین امیر کے طائر ہی ایک ہاتھ مین تلوار ساحر بلوہ کرکے آئے سب طرف سے سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین اتنی مہلت نہین پاتے کہ طائر کو چیر کر لوح حاصل کرین ہزارون جادوگرون نے سب طرف سے بلوہ کیا امیر جب اسم اعظم پڑھتے ہین سحر اُلٹے پلٹتے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہی جن ساحرون نے بڑھکر گولے مارے وہ گولے اُنھین کے سینون کو توڑ کر پار گذرے احکام رازدار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی پیچھے ہٹکر ایک پتلی جھولی سے نکال کہا ای تصویر سامری مفصل بتلا کہ یہ کیا ہوگیا ہی طلسم کشا پر سحر کسی کا کیون نہین تاثیر کرتا میرا بھی سحر اُلٹا پلٹتا ہی پتلی قہقہہ مار کر ہنسی پھر دیر تک روئی آخر مین کہا ای احکام رازدار یہ صاحبقران زمان مالک قاف و دنیا انپر سحر کیونکر تاثیر کرے اسم اعظم کے مالک راہ طلسمات کے سالک ذرا سمجھکر سحر کرنا یہ کہکر پتلی گر پڑی احکام رازدار نے اُٹھاکر جھولی مین رکھ لیا کنارے ہٹکر سحر کیا کچھ ماش کے دانے امیر کے گرد پھینکے امیر کی زبان مین لکنت آنے لگی جب تو امیر نے خبث کی مجمع ساحران سے ہٹے منظور ہوا کہ طائر کو چیر ڈالون ساحر بلوہ کرکے بڑھے تیر بجیطاؤن نے پھینکے تلوارین کھینچین نیزے لیکر بڑھے احکام رازدار غلغلہ کر رہی ہی ارے مین نے تدبیر کی ہی اسم اعظم بھلایا چاہتی ہون یہ کہکر اُٹھی مٹھی بھر ماش کے دانے ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا پھینک مارون اسم اعظم پڑھدی ہی لیکن شہلاے سرو قد مع سات سو جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین جاکر چھپی تھین میدان سے پانچ کوس پر وہ مقام ہی باہر درۂ کوہ کے ٹہل رہی ہین ساتھ والیون سے کہتی ہین طلسم کشا کو کہان تلاش کرون کون دشمن تھا کہ اُٹھا کر لیگیا کہ نعرہ امیر کی آواز کان مین آئی نعرے کی امیر کے آواز بارہ کوس تک جاتی ہی شہلا نے گھبرا کر کنیزون سے کہا دیکھو نعرۂ صاحبقران کی

آواز آئی شاید کسی مقام پر لڑ رہے ہیں مگر نہیں معلوم کس مقام پر ہیں کنیزون نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ
قصر لوح پر آفت بپا ہے صدہا طائر اُدھر رہے ہیں کچھ جل جل کر گرتے ہیں شہلا اُسی وقت سحر کر کے
بلند ہوئی بشکل عقاب قصر لوح پر آئی دیکھا صاحبقران چاہتے ہیں طائر کو چیرڈالیں احکام رازدار
سحر کر رہی ہے مٹھی میں ماش کے دانے لیے ہوئے چاہتی ہے پھینکے ان دانوں کہ زبان امیر کی بند ہو ساحر
گھیرے ہوئے ہیں نیزے اور تیر مار رہے ہیں شہلا یہ حال دیکھکر بد حواس ہوگئی حیران ہے کہ کیا
تدبیر کرون کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سناٹا بھرتے ہوئے آسمان پر آیا مگر بیتاب ہے
تڑپ رہا ہے عقاب نے جو طائر کو دیکھا جھٹک کر آواز دی ارے تو کون ہے طلسم کشا قتل ہوا چاہتا ہے
اُس طائر نے کہا منم منقل تاجدار فرزند احکام رازدار عقاب نے کہا منم شہلا اے سروقد
شہلا نے کہا اب کیا ارادہ ہے جلدی میں یہ بھی نہیں پوچھا کہ بھائی تمکو کون لیگیا تھا منقل نے
کہا اے ہمشیر کسی طرح طلسم کشا کو بچاؤ شہلا نے کہا بھیا میں بھی جان و دل سے حاضر ہوں اب
آپس میں دونوں نے عہد کر لیا کہ احکام کو مارو دونوں نے گولے سحر کے تیار کیے سحر کرتے ہوئے
بڑھے پشت پر احکام کی آکے دونوں نے گولے مارے احکام ارے کہکر پلٹی دیکھا بیٹی اور بیٹے
نے گولے مارے ہیں سینے پر آکے دونوں گولے پڑے توڑ کے پشت کو پار گذر رے مرنا احکام
کا کہ اندھیرا ہو گیا دونوں بھائی بہن تڑپ تڑپ کے گرنے لگے ہزاروں ساحروں کو مار کے
ڈالدیا اتنی مہلت جو امیر کو ملی ذرا ہوش درست ہوئے چالاک چپت ہوئے طائر کو چیرا لوح
طلسمی اُسکے پیٹ سے نکلی امیر نے جو لوح کو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے جسپر عکس لوح پڑا
وہ نابینا ہو گیا نابیناؤں کو منقل و شہلا قتل کر رہے ہیں آخر ساحروں نے امان مانگی صاحبقران
نے ہاتھ روکا مرنے سے احکام رازدار کے قصر گرا صاحبقران زمین پر آئے سب نے اطاعت
کی شہلا و منقل نے آکر قدمبوسی کی امیر اُسی باغ میں اُترے جواہر خنجر زن پھرتا پھراتا جو قریب
اُس باغ کے پہونچا دیکھا ہزاروں ساحر اُترے ہوئے ہیں ایک جادوگرنی نہایت حسین و ایک تاجدار
معقول انتظام کر رہے ہیں جواہر نے آکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہے ایک نے کہا یہ لشکر طلسم کشا و کشور
جواہر در دولت پر آیا چوبدار سے عرض کرائی امیر نے فرمایا بلالو جواہر نے آکر امیر کو دیکھا قدموں سے
لپٹ گیا حال پوچھا امیر نے فرمایا یہ مشکل تمام بعنایات رب ذوالاکرام لوح تو حاصل ہوئی ہے جواہر بڑی

بڑی افتادین پڑین مگر شہلاے سروقد منقل تاجدار شریک ہوے ان دونون تے رمل کے احکام رازدار کو مارا اسطرح لوح طلسمی ملی اب لوح کو ملاخطہ کرون تو احوال معلوم ہو جواہر نے تمام حال سنکر بڑا شکر کیا کہا اے شہریار آپ ماشاء اللہ صاحب اقبال ہین کجا راہ پردۂ قاف کجا اس رہبر کا ملنا مدد پروردگار تھی صاحبقران کو آزاد صنوبر قد کا بڑا خیال ہی فرماتے ہین اے جواہر آزاد وغیرہ کو تلاش کرو اب لوح جدھر ہدایت کریگی مین تو اسطرف جاؤنگا حیران ہون کہ اونکو کہان پاؤنگا اے جواہر کیا کہون آزاد کا غائب ہونا قلب پر صدمہ ہی

نظم

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا — لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا
ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل — کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا
جریدہ مین سو پر خون عشق سے گذرا — جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا
سجا لیا اسے توڑا جو سر سے دریا کے — حباب لیکے یہ خالی پیالہ کیا کرتا
نکھا یا غصہ کبھی خوانچے سے قسمت کے — پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا
بلاے بد ہوئی داغون سے سر دی کا و — سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا
دیا نوشتہ نہ اس بت کو دل کے سودے مین — خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا
نکرتی عقل اگر ہفت آسمان کی سیر — کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو اسے کھینچتی کشش دل کی — بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا — کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
مہ و دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش — اکیلا پیکے شراب دوسالہ کیا کرتا

یہ اشعار پڑھکر صاحبقران بہت روے کے فرمایا نہین معلوم اُن بھون پر ہمارے بعد کیا گذری شب تو صاحبقران نے اُسی مقام پر بسر کی بعد نماز سحر لوح کو ملاخطہ کیا کچھ نوشتہ نہ پایا شہلا منقل کو طلب کیا فرمایا کیا باعث ہی کہ لوح مین کچھ نوشتہ نہین نکلتا حرف ہین مگر پڑھے نہین جاتے منقل نے عرض کی اے شہریار مادر مہربان فرمایا کرتی تھین اگر کوئی یہان سے لوح لیجائے تو دریاے ہفت قلزم پر کیونکر جائیگا اُس مقام پر مسکن ساحران جلیل ہی ایک ایک ساحر بادشاہ طلسم کا کفیل ہی ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ دریا تک طلسم کشا کو نہ جانے دین راہ مین مارلین

امیر نے فرمایا مقام ہفت قلزم کہان ہی منقل تاجدار نے عرض کی غلام نہین آگاہ ہی صاحبقران نے فرمایا کیون شہلا تمکو کچھ آگاہی ہی شہلا نے عرض کی اتنا جانتی ہون کہ مشرق کی طرف جائیے توکیا عجب ہی کہ مقام مقصود دستیاب ہو صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ اسی مقام پہ رہین مین اب جاتا ہون شہلا و منقل بیقرار ہوے عرض کی کیونکر ہوسکتا ہی کہ حضور کو ایسے مقام پر جانے دین اور ساتھ نہ چلین حضور تشریف لیچلین لونڈی غلام بھی آتے ہین صاحبقران فوراً تیار ہوے جواہر نے باہمہ عیاری آراستہ کیے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے طرف مشرق کے چلے یہ دونون کبوتر بنے ہوے بالاے سر صاحبقران آتے ہین صاحبقران نے دن بھر رہروی کی شام کو ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے شب کو بیٹھے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر کے دل مین تو رحم ہی اپنے مقام سے اُٹھکر چلے سنا کہ کوئی شخص بلک بلک کے رو رہا ہی اور پکارتا ہی ای فلک کجرفتار کہانتک بدعت کریگا ای معبود حکم ہو ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی صدمۂ جدائی نے بیتاب کیا ہی یہ سنکر صاحبقران اور بیتاب ہوتے ہین کہ کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی تھوڑی دور پر آکے دیکھا زیر نخل ایک جوان بیٹھا رو رہا ہی تاج کو سر سے پھینک دیا ہی تڑپ رہا ہی کبھی دعائین کرتا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی عجب حال زار مین ہی صاحبقران قریب آکے گھوڑے سے اُترے فرمایا ای شخص کیا درد ہی کہ رنگ تیرا زرد ہی عرصے تک اُسنے کچھ جواب نہ دیا بعد عرصۂ دراز امیر نے ہاتھ تھام کر ہلایا فرمایا ای برادر حال اپنا ہمسے مفصل کہو اُس شخص نے کہا ای شخص میرا حال کہنے کے لائق نہین آپ اگر سنینگے تو آپ کو بھی صدمہ ہوگا مین تو انتہا کے رنج مین ہون آپ کو رنجیدہ کرنے سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ہم تمھارے رنج مین شراکت کرینگے رنج تمھارا مٹائینگے جس سے جدا ہو اُس تک پہونچائینگے جب امیر نے اسطرح کے کلمات کہے تو اُس شخص نے کہا ای شہریار کیا حال بیان کرون رمال تاجدار مجھکو کہتے ہین یہان سے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ اختر شناس اُسکو کہتے ہین ثابت نوجوان میرا فرزند دلبند تھا کیسا جوان حسین تیغزن صف شکن بڑے بڑے پہلوان جمع کیے بائیسوان برس تھا کوٹھے پر ورزش کر رہا تھا ای شہریار اُس ساعت کو اگر پاؤن جلا کر خاک کرون ورزش کرتے کرتے غائب ہوگیا خاندان مین ہمارے علم رمل و کہانت چلا آتا ہی سب بھائی بند جمع ہوے

بطور رمل و نجوم کے دیکھا طریقے سے معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی اُس جوان پر عاشق ہوئی ملکہ
قلزم قطرہ زن اُسکا نام ہی مین فوج لیکر چاہا تھا آج تیسرا دن ہی کہ اُنسے بھی جدا ہوا یہان سے
قریب ایک دریا ہی اُسکو **قلزم زخار** کہتے ہین دریا پر **قلزم زخار** کا قبضہ ہی کیا مجال ہی کہ کوئی
آنے پائے ایک صحرا مین مع فوج اُترا ہوا تھا رات کو بیتاب ہوکر بارگاہ سے نکل آیا ولولۂ جنون
دلپر طاری ترقی پر آہ وزاری جب روتا پیٹتا قریب دریا کے پہونچا دیکھا دریا جوش مار رہا ہی ہزار ہا
ساحر کنارے کنارے مکان بنائے ہوے ہین ای شہریار نئی بات یہ ہی کہ دن کو بھی لوگ حاضر
و ناظر باش کی صدا دیتے ہین ہرچند چاہا قریب دریا کے جاؤن نہ ممکن ہوا دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ **قلزم جادو** اس دریا کے اندر رہتی ہی جان کے خوف سے پلٹ آیا اور جاتا تو کیا
کرتا وہ ساحرہ مین غیر ساحر ایک لفظ بھی سحر کی نہین جانتا یہان بیٹھکر رونے لگا نہ راہ رفتن نہ روے
ماندن آج کئی دن سے اسی مقام پر بیقرار پڑا ہون اور فوج بارہ ہزار یہان سے تین کوس پر
پڑی ہی اُنکو جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن اب اسی مقام پر پڑا رہونگا تڑپ تڑپ کے جان
دونگا یہ کہکر **رمال تاجدار** خوب رویا کہا ای شہریار یہ حال ہی اس امید کا بر آنا نہایت محال
ہی **صاحبقران** نے کہا ای **رمال تاجدار** نہ گھبراؤ ہم وہان تک جائینگے تمھارے فرزند کو رہا
کرکے لائینگے ہم تو اُس دریا کے جویا تھے تو نے نام ہمارا سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
صاحبقران زمان ہمارا نام ہی برائے فتاحی طلسم **بطلیموس** آیا ہون لوح طلسمی دستیاب ہوئی
اب خون **قلزم جادو** کی ضرورت ہی وہانتک ضرور جاؤنگا باتین کرتے کرتے ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا غواص **قلزم** دریاے مغرب مین شناوری کرکے بر سر چاہ مشرق برآمد ہوا قطرات ضیا
و شعاع ٹپکتے ہوے چرخ زبرجدی پر آکے ٹھہرا **رمال تاجدار** نے عرض کی حضور لشکر مین چلین
صاحبقران نے فرمایا وہان کی کیا ضرورت ہی تم نشان دریاے **قلزم** بتادو قضاے کار
دو چار خدمتگار **رمال تاجدار** کے اپنے شاہ کو ڈھونڈھتے ہوے آئے ایک نخل کے سایے مین
جو اپنے مالک کو بہ حال خراب دیکھا کہ ایک شخص سے باتین کر رہے ہین آکر سلام کیا کہا حضور کل
لشکر آپ کا مشتاق ہی سب حیران و پریشان ہو رہے ہین آپ یکہ و تنہا کیون نکل آئے دو خادمون
نے جاکر لشکر مین خبر کی چند سردار تاج و تخت لیکر آئے **رمال تاجدار** نے کہا ای شہریار تاج و تخت

مین نے فراق مین فرزند کے ترک کیا دشت پیمائی وصحرا نوردی اختیار کی امیر نے نبوّتی تخت پر
سوار کیا بعد رہروی لشکر مین آکے پہونچے امیر نے دیکھا ساٹھ ستر سردار بارہ ہزار جوانان
صف شکن تیغ زن سب بادشاہ کو دیکھکر خوش ہوگئے لاکر داخل بارگاہ کیا جب خاصہ سامنے آیا
امیر نے سوال مذہب کیا رمال تاجدار نے کہا اے شہریار مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا اپنے
لشکر والون کو بھی مسلمان کر چکا صاحبقران نے خوش ہوکر خاصہ نوش فرمایا ہرچند رمال نے
سامان عیش وراحت مہیا کیا امیر نے کسی شی پر توجہ نہ فرمائی بوقت سحر ارشاد فرمایا کہ اے
رمال تاجدار اب ہمکو چلکر وہ مقام بتا دو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ظاہر ہوگا لشکر والون نے کہا
ہم اپنے تاجدار کا ساتھ نہ چھوڑینگے ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے صاحبقران نے رمال تاجدار
کو تخت پر سوار کرایا کل لشکر کو ساتھ لیکر کوچ کیا تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد
اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے صاحبقران خوش ہوگئے
جواہر نے کہا حضور اب کہان تشریف لیے جاتے ہین صاحبقران نے سب حال بیان کیا
کہ رمال تاجدار کی وجہ سے دریاے قلزم کا پتہ ملا اب وہین چلتے ہین انشاء اللہ چلکر
قلزم جادو کو قتل کرینگے اُسکے خون سے لوح کو دھوئینگے تب حرف ثابت ہونگے جواہر چپ
ہورہا صاحبقران چلے بعد قطع منازل وطی مراحل دشت پیمائی کرکے سامنے اُس دریا کے جاکر
پہونچے امیر نے دور سے دیکھا ایک دریاے قہار موج مار رہا ہے سردار کولی کنارے پر نہین
مکان تو حقیقت مین بنے ہوے ہین مگر سب مکان خالی معلوم ہوتے ہین کوئی رہنے والا معلوم
نہین ہوتا صاحبقران نے فرمایا اے رمال تاجدار یہ سب مکان خالی پڑے ہین رمال
نے عرض کی خدا جانے اے شہریار کیا معرکہ ہوا جب مین آیا تھا تو ایک مکان مین دس دس بیس
بیس جادوگر تھے امیر نے فرمایا کوئی باعث ہوگا کہین چلے گئے ہونگے یہ کہکر اُسی مقام پر
بارگاہ کو استادہ کرایا صاحبقران وغیرہ سب وہین اُتر پڑے طبل پر دا خلے کی جو چوب پڑی
ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر کو دیکھکر پھر دریا مین غوطہ مار گئین چونکہ سامنے کوئی ساحر
وغیرہ ساحر نہین معلوم ہوتا جواہر خنجر زن ٹہلتا ہوا قریب دریا کے پہونچا ایک مچھلی دریا سے
نکلی جواہر کے لپٹ گئی کشان کشان لیچلی جواہر نے پکار کر آواز دی آقاے نامدار غلام کو بچایئے

امیر صدائے جواہر سنکر اُٹھے تھے کہ جا پڑون مچھلی بیکر جواہر کو دریا مین گر گئی صاحبقران نہایت پریشان ہوے فرماتے تھے مین اپنے کو دریا مین گرا دون تا بہ قلزم جادو کیونکر پہونچون رمال نے عرض کی کیا گذارش کرون صاحبقران کو بڑا انتشار ہی مگر جواہر بن عمرو کو جو دریا مین مچھلی لیکر ڈوبی جواہر بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا دیکھا ایک قصر عالی نہایت آراستہ ہی اُسمین ایک جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی پانچ سات سو جادوگرنیان کال وڈال وہان ٹہل رہی ہین کچھ بیٹھی ہین جواہر نے اپنے کو اُس جادوگرنی کے سامنے بیٹھے دیکھا اُس جادوگرنی نے پکار کر آواز دی او ظالم کیون کنارے دریا کے آیا آخر یہ معرکہ گذرا جو قریب دریا کے آئیگا اُسکا یہی حال ہوگا جواہر رونے لگا کہا ملکہ عالم مین ناواقف تھا اسوجہ سے دریا کے کنارے آیا ورنہ کاہیکو آتا قلزم کو اسپر رحم آیا چاہا رہا کردے کہ ایک جادوگر کے مُنہ سے نکلا حضور یہ عیار ہی جسکا صبح کو آپ نام لیتی تھین اُسی کا فرزند معلوم ہوتا ہی یہ لوگ ساحرون کے قاتل ہین ساحرے آنکھ ملی اور مارا قلزم نے کہا لیجا کر اسے قید کرو جو کوئی ہوگا حال ظاہر ہوجائیگا ایک جادوگر موسوم بہ قطرہ زن ہی اُسنے کہا نگہبانی میرے سپرد کیجیے قلزم نے اشارہ کیا لیجاؤ کل سب گرفتار ہوجائینگے قطرہ زن ہاتھ پکڑ کے جواہر کا لیچلا لا کے ایک خیمے مین قید کیا جب جواہر کو لیکر قطرہ زن قید خانے مین آیا جواہر چیخین مار کر رونے لگا کہا اے قطرہ زن مین ایک غریب محتاج ہون اُس لشکر کا نوکر بھی نہین چار پیسے کی لالچ مین چلا آیا مین تو آپ کا بھچک ہون جسکو گویا کہتے ہین دو چار شعر سنیے تو آپ کو حال معلوم ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر جواہر نے سامنے قطرہ زن کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا — جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کر دیا
ہنسکے بولا یار مین مارے خوشی کے مرگیا — قصہ طولانی تھا دو باتون مین پرچھا کر دیا
پیشتر بھی قطعۂ گلزار تھا وہ سادہ رو — خال خط نے اور چہرے کو تماشا کر دیا
جنبش مژگان لبون پر کھینچ لائی جان کو — زخم دل کے چور کو نشتر نے پیدا کر دیا
کچھ نظر آتا نہین اُسکے تصور کے سوا — حسرت دیدار نے آنکھون کو اندھا کر دیا
کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے — سامنے خورشید کے اُسنے کف پا کر دیا

آہ و نالے سے سوا چرچا خموشی کا ہوا … ہاں رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ایک دن پہونچا نہ دست یار تک مکتوب شوق … طالع بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا
خطِ مشکین نے کیا اندھیر روے یار پر … روے روشن دیدۂ عاشق مین کالا کر دیا
یار کا رخسارہ رنگین ہی آتش رشک باغ … جب نقاب اُلٹا درِ گلزار کو وا کر دیا

یہ اشعار جواہر نے اسطرح گائے کہ قطرہ زن بیقرار ہوگیا کہتا ہی ارے تو بڑا کامل ہی جواہر نے کہا ذرا میرے پاس آئیے تو مین اپنا کمال دکھاؤن آپ تو دور بیٹھے ہین قطرہ زن اندر آیا جواہر نے کہا تشریف رکھیے جب قطرہ زن بیٹھا کہا کیون حضور اب ہم قتل کیے جاینگے کہ بچینگے قطرہ زن نے کہا طلسم کشا کے لشکر سے تم بھی آئے ہو اسوجہ سے تمپر عیار کا گمان ہی شاید ملکہ قلزم رہا کردین نہایت عقلمند ہین چند ساحرون نے جو کہدیا کہ یہ عمرو عیار کا بیٹا ہی ملکہ کا شک بڑھ گیا ورنہ رہا ہو جاتے اب مشکل ہی جواہر نے کہا حضور تھوڑی دور یہان سے گانون ہی مین وہین رہتا ہون ہان بہنین سب بیتاب ہوگی کتنی ہونگی ہمارا بھیا کہان گیا مین کچھ روپیہ دون وہ پہونچا دو تو بڑا احسان ہو قطرہ زن سوچا اسکا مال نے لینگے تو کون پوچھیگا کہا لاؤ ابھی ہم پہونچا دین جواہر نے بہت خوب کہکر کمر سے روپیہ نکالے سامنے قطرہ زن کے پیش کیے قطرہ زن نے کہا اور بھی کچھ ہی یا اسی قدر تھے جواہر نے کہا ابھی بہت کچھ ہی یہ کہکر اور روپیہ نکالے آخر مین ایک ڈبیہ نکالی کہا دیکھو بھائی اسے کھولنا نہین جواہر نے جو منع کیا اور زیادہ قطرہ زن کو اشتیاق ہوا ڈبیہ کو کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی قطرہ زن بیہوش ہوا جواہر نے اُسکو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوا دماغ پر بیہوشی کی چڑھا دی کہ ہوشیار ہو کر بھاگ نہ جائے یہ تدبیر کرکے جواہر باہر نکلا ساتھ والون سے کہا اندر نہ جانا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر ٹہلتا ہوا بارگاہ مین قلزم کی آیا دیکھا قلزم مسند پر بیٹھی ہی ایک ایک سے کہ رہی ہی صاحبو کیا غضب کا میرا عمدہ ہی کچھ بن نہین پڑتا عیار کی حفاظت دل کو پریشانی قلب کو حیرانی سب اپنا عیش و آرام مٹا ایک ساحر نے کہا حضور حقیقت مین اس عمدے کا سنبھالنا آپ ہی کا کام ہی آپ کا یہ حال ہم لوگون کے دل کو پریشانی ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ میان قطرہ زن سامنے آئے جھک کر سلام کیا ملکہ قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ

عرض کی اے ملکۂ عالم عجب معرکہ گذرا انجام اسوقت سو گیا خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا
سب صاحب موجود تھے سامری نے گلے پر میرے ہاتھ رکھدیا کہا علم موسیقی تجھکو دیا اب تیرے برابر
کوئی گانے والا نہوگا امیدوار ہون کہ ذرا امتحان کیجیے قلزم نے سازندون کو اشارہ کیا کہا ہان
قطرہ زن سناؤ قطرہ زن بیچ مین آ بیٹھے گنگنا کے یہ غزل گا دی غزل

ہی جیسے دست یار مین ساغر شراب کا
ٹھوڑی کو ہو گیا ہی کٹورہ گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا

دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہی رتبہ سرون کو حباب کا

جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہی
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا

تو آسمان ہین صفحۂ اول کے تو لغت
کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا

بھجوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا

حسن و جمال سے ہی زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ پیرا اگر سنے
دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہوگا سحاب کا

پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھو نہ کا ماہ سے
یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

قلزم خوش ہو گئی کہا ہی قطرہ زن یہ تمکو بڑا کمال ملا قطرہ زن نے کہا حضور اب
سامری و جمشید روز خواب مین آئینگے قلزم نے کہا ہماری طرف سے عرض کرنا کہ طلسم کشا
ہماری فکر مین آیا ہی ہمکو اُسکے ہاتھ سے بچائین ایسا نہو طلسم کشا ہم تک پہونچ جائے
جواہر تو گھبرایا ہوا ہی کہا حضور کنارے چلین اور بھی راز و نیاز سامری و جمشید نے کہے ہین آپ سے
عرض کرون آئندہ آپ کو اختیار ہی قلزم اُٹھی بارہ دری مین لیکر آئی جواہر نے دیکھا ہر مسند پر
دو دو چار چار پتلیان سنہری رکھی ہین پرے جواہر نے چھوڑ دیے قلزم نے کہا بھیا یہ

کرو جواہر نے کہا حضور مقدمے مین طلسم کشا کے سامری وجمشید نے حکم دیا ہی وہ سب عرض کرون
سحر بھی بتا دون انگیٹھی منگائیے اُسمین آگ روشن کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی وہ بچنے کی صورت
بتائیگی ابھی سب حال کھل جائیگا قلزم نے آوازدی کوئی حاضر ہی جلد انگیٹھی لائے کنیزین انگیٹھی
لائین انگیٹھی دیکر چلی گئین جواہر خوش ہی کہ اب بیہوش کرونگا قلزم اُٹھی کہ پنکھا لون آگ
روشن کرون جیسے ہی قریب میز کے آئی ایک پتلی ہنسی اور بول اُٹھی بی بی آگ نہ سلگانا قلزم
رُکی کہا ارے کیون نہ آگ سلگاؤن خیرخواہ میرا حکم سامری بتاتا ہی دوسری نے کہا حضور
اُنکو تو بات نہین کرنا آتی صاف صاف یہ ہی کہ یہ قطرہ زن نہین ہی جواہر خنجر زن عیار ہی قلزم
نے پلٹ کر آوازدی او ظالم اب کہان جائیگا جواہر نے چاہا بھاگون قلزم نے ایک دو ہتھڑ ماردیا
جواہر لڑکھڑا کر گرا قلزم نے آوازدی ارے کوئی حاضر ہی کنیزین اندر آئین دیکھا ایک عیار پڑا ہی
ہی ملکہ غصے سے کانپ رہی ہین کہتی ہین ارے یہ میان تک کیونکر آیا قطرہ زن پر کیا گذری چند
کنیزین دوڑی ہوئی اُس خیمے مین گئین جہان جواہر قید تھا دیکھا عیار بیہوش پڑا ہی لاکھ لاکھ پکارا
مگر بیدار نہوا آخر پٹی بیہوشی کی دماغ سے کھولی مُنھ دُھلایا تب معلوم ہوا کہ یہ قطرہ زن ہی رہا کر کے
لائین قلزم نے حال پوچھا قطرہ زن نے سب کیفیت بیان کی قلزم کانپ گئی کہا اری قطرہ زن
اب دھوکا نہ کھانا کہا حضور اب کیا دھوکا کھاؤنگا یہ کہکر جواہر کو پھر قید خانے مین لایا اب
بڑی بدعت اُسنے شروع کی آب ودانہ جواہر پر بند کیا کہا او ظالم تونے غضب کیا میری جان
سامری وجمشید نے بچائی اگر کنیزان سامری نہ بتلاتین تو تونے ملکہ کو بھی مارا ہوتا جواہر چپ
بیٹھا ہی یہان قلزم نے صلاح کی کہ حمزہ پر لشکر کشی کیجائے کہ دریا مین نہ آسکے سبھون نے کہا
بہت مناسب ہی قلزم نے حکم دیا نہنگ جادو سے کہو فوج ماہیان لیکر مقابلۂ حمزہ مین جا کر
اُترے پھر جو حکم دین وہ کرے ایک کنیز نے جا کر دریا پر آوازدی ای نہنگ خونریز لشکر ماہیان
لیکر جاؤ مقابلے مین طلسم کشا کے اُترو پھر جیسا حکم دینگے ویسا کرنا یہان صاحبقران کو بھی زیر
بیٹھے ہین واسطے جواہر کے بہت بیقرار ہین رمال تاجدار تخت پر بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ دریا
مین غرش ہوئی ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین آ آ کر ریتی مین لوٹ رہی ہین کہ ایک آندھی آئی زمین تھرائی
تھوڑے عرصے کے بعد غبار وغیرہ برطرف ہوا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہی گرد بارہ چودہ ہزار جلاد

اُترے ہوے ہین تھوڑی دیر مین بازارین وغیرہ بھی آراستہ ہوگئین صاحبقران حیران ہین کہ لشکر
کہان سے آیا اب لشکر آیا ہی یقین ہی کہ طبل جنگی بجے اسی خیال مین دن گذرا رات ہوگئی طبل جنگی
نہ بجا ہرکارون سے فرمایا خبر تو لو کیا سبب کہ ہی طبل جنگی کیون نہ بجا ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین
واپس آئے عرض کی ای شہریار آج لوگ تھکے ماندے تھے اسوجہ سے طبل جنگی نہین بجا تین دن
تک صاحبقران نے انتظار کیا طبل جنگی نہ بجا تیسرے دن صاحبقران جاکر پلنگ پر لیٹے ہین
یہی خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہو دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا امیر براے تسلیم خم ہوے اُن بزرگ نے فرمایا ای فرزند کیون اتنا متردد ہو میر
نے سب کیفیت بیان کی کہ براے قتل قلزم آیا ہون لشکر اسکا میرے مقابلے مین آیا نہین
معلوم قلزم کہان ہی طبل جنگی بجتا مقابلہ ہوتا مین تلاش قلزم کرتا اُن بزرگ نے فرمایا ای فرزند
اُسنے تمکو یہ دھوکا دیا ہی کہ لشکر مقابلے مین بھیجدیا سالہا سال اگر اُترے رہوگے یہی رنگ رہیگا
مناسب یہ ہی کہ صبح کو جو اُٹھو طرف مشرق کے روانہ ہو تین کوس نکلکر ایک مقام پہ تختۂ سنگ ہی
اُس تختۂ سنگ پر چڑھکر یہ اسم پڑھنا فوراً ایک ماہی کلان پیدا ہوگی اُسکے دہن مین پھاند پڑنا
باقی جو معاملہ ہوگا سمجھکر انتظام کرنا جب قلزم جادو تمھارے ہاتھ سے قتل ہو خون سے اُسکے
لوح کو دھو لینا پھر دریا مین غوطہ دینا تب لوح تمھارے کام کی ہوگی احکام بتائیگی صاحبقران
صبح کو سوکے اُٹھے یکہ و تنہا مسلح ہوکر اُسی جانب چلے سردارون نے چاہا ساتھ چلین امیر مانع
ہوے فرمایا میرے جانے کا ذکر نہ کرنا یہ بات مشہور نہ ہو تو بہتر ہی یہ فرماکر اُسی جانب چلے
قریب تختۂ سنگ پہونچے وہ اسم تعلیم کردۂ بزرگ پڑھنا شروع کیا چند بار پڑھا تھا کہ دریا مین
جوش و خروش پیدا ہوا ایک ماہی کلان نے منھ نکالا دہن کھولا اشارہ کرتی تھی کہ میرے دہن
مین پھاند پڑیے امیر بسم اللہ کہکر اُسکے دہن مین پھاند پڑے صاف ثابت تھا کہ کسی بلندی سے
کودا ہون یکایک پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا قصر مین قلزم کے کھڑا ہون امیر تے
للکارا او مکارہ اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگی قلزم نے سحر کیا آگ برسائی اور چیخ ماری
ارے لشکر والو دوڑو طلسم کشا آگیا یہان رمال تاجدار وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر والے
بیقرار ہوکر دریا مین پھاند پڑے دس پانچ کنیزین قلزم کی امیر سے لڑ رہی ہین کہ فوج

آپہونچی امیر نعرہ کرکے لڑنے لگے وہ افسر کبھی بڑھ بڑھ کے سحر کرتے ہین جسنے سحر کیا امیر نے
اُسکو مارا امیر چاہتے ہین ذرا بھی مہلت پاؤن تو اپنے کوتاہ قلزم جادو پہونچاؤن کہ پہلو سے
آواز آئی ای شہریار نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا منم اشراق جنی امیر نے دیکھا ایک جوان
خوشرو تیغ بکف لڑتا ہوا آتا ہی مُنھ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑتا ہی جسپر شعلۂ آتش پڑتا ہی وہ ساحر
جل جاتا ہی تلوار کو جنبش دیتا ہوا قریب امیر کے پہونچا عرض کی غلام فوج سے لڑتا ہی آپ
قلزم کی جانب توجہ کرین امیر قلزم کی طرف چلے قلزم نے آواز دی یار و اس ظالم نے
کیونکر رہائی پائی اسکو گھیر کے مارو تمام فوج نے اشراق جنی کی طرف توجہ کی جب کوئی ساحر
سحر کرتا ہی اشراق غرق زمین ہوتا ہی اُس ساحر کا سحر دوسرے ساحر پہ پڑتا ہی اُسکو ہلاک کرتا ہی
پھر اشراق زمین سے پیدا ہوا دو چار کو قتل کیا اور غرق زمین ہوگیا اسطرح جنگ کررہا ہی
کہ ساحرون کو تنگ کردیا امیر جو سامنے قلزم کے پہونچے اُسنے سحر کیا دریا نے جوش مارا
اشراق نے آواز دی حضور دریا مین کود پڑین ورنہ قلزم نکل جائیگا اگر یہ غائب ہوئی تو
اسکا ملنا دشوار ہوگا امیر دریا مین کود پڑے اب جو تہ پہ پاؤن قائم ہوے کئی نہنگ امیر
پر مُنھ پھیلا کے چلے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا نہنگان خون آشام کو قتل کیا اب پانی غائب
ہوا اپنے کو قریب قلزم کے دیکھا قلزم نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پہ روک کر
بہ تعجیل ہاتھ مارا قلزم نے ہر چند چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن لیکن تیغہ برقتاب جو پڑا قلزم
کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے قلزم کے بجاے خون شعلۂ آتش نکلے ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی
عرصے مین سب ساحر نیست و نابود ہوے اشراق نے عرض کی حضور چلکر اپنے عیار کو رہا
کرین ثابت اختر شناس بھی وہین قید ہی خون سے اسکے لوح کو دھویئے امیر نے آکر
خون سے قلزم کے لوح کو دھویا پھر پانی مین دھویا اب حرف ثابت ہوے اشراق کے
ساتھ صاحبقران اُس مقام پر آئے جہان جواہر قید تھا دیکھا جواہر بیہوش پڑا ہی امیر
نے اُسے اُٹھایا فرمایا کیا حال ہی جواہر نے عرض کی غلام تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ
ہی حضور کا تشریف لانا میری زندگی کا بہانہ ہوا ورنہ اب دم نکل جاتا امیر نے جواہر کو کھانا
کھلایا کہ پہلو سے قصر سے رونے کی آواز آئی امیر اُس قصر مین آئے دیکھا ایک جوان خوشرو

خوشنو چپت پڑا ہی ایک پتھر اُسکی چھاتی پر رکھا ہوا ہی امیر قریب آئے پتھر چھاتی سے ہٹایا اُس جوان
کو ہاتھ تھام کے اُٹھایا پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو **ثابت اختر شناس** کہتے ہین
فرزند ہون **رمال تاجدار** کا **قلزم** مجھپر عاشق تھی حصول مطلب مین مجھپر جبر کرتی تھی آج شب کو
یہ بدعت کی کہ پتھر چھاتی پر رکھدیا مرادیہ تھی کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے خدا نے غلام کو بچایا امیر نے
مذہب کو پوچھا عرض کی غلام سجدہ کرچکا بزرگان دین خواب مین آئے تھے آپ کے آنے کی خبر دی
کہ **صاحبقران** آکر رہا کرینگے شکر ہی کہ آرزوے دلی پوری ہوئی غلام کا بھی اس طلسم مین ساتھ
ہونا واجب ولازم ہی باپ بھی غلام کا خدمت اقدس مین رہیگا حال ہماری جانبازی کا حضور پر
ظاہر ہوگا **قلزم جادو** خزانہ دار بھی تھی ایک مرد ضعیف نے کنجیان خزانے کی لاکر امیر کو دین اب
رمال تاجدار بھی آکے پہونچا وہ دریا بھی غائب ہوگیا **امیر** نے باپ بیٹون کو ملوایا ایام مہاجرت
کو یاد کرکے دونون خوب روئے خزانہ سپرد کیا خزانے کو دیکھکر امیر نے **عمرو** کو یاد کیا آنکھون سے
اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا یارو ہمارا یار وفادار ابتک نہ پلٹا نہین معلوم کس آفت مین ہی
خداوہ دن کرے کہ **خواجہ** کو پروردگار ہمسے ملائے **ثابت اختر شناس** نے عرض کی اس طلسم مین
حضور **خواجہ** کو بھی دیکھینگے ضرور اُنسے ملاقات ہوگی حضور تردد نہ فرمائین **صاحبقران** خزانے کو
نکلواکر بیرون قصر آئے صحرا مین آکر اُترے **ثابت ورمال** باپ بیٹے عرض کرنے لگے حضور لوح
ملاحظہ کرین کہ حال ظاہر ہو غلام ازروے ستارہ شناسی کے عرض کرتے ہین کہ بہت جلدی کرین
فوراً سوار ہون ایسا نہو بادشاہ طلسم کو خبر ہوجائے امیر نے لوح کو دیکھا ستارہ شناسون نے
بھی زائچہ کھینچا عرض کی ای شہریار لوح کیا خبر دیتی ہی امیر نے فرمایا لوح کا یہ حکم ہی کہ مع لشکر طرف
شمال کے جاؤ یہ کہکر امیر نے اُسی وقت اشقر تیار کرایا سوار ہوکر چلے **رمال وثابت** بھی ہمراہ ہوے
یہان **بطلیموس** تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار طلسم کشا لڑتا بھڑتا تا بہ دریاے
قلزم پہونچا **قلزم** کو قتل کیا لاشۂ **قلزم** در دولت پر حاضر ہی **بطلیموس** گھبرا گیا لاشہ سامنے آیا
بطلیموس بہت رویا کہا یارو گھبرانا نہین ہرچند کہ لوح طلسم کشا کو ملگئی اور درست بھی ہوگئی
اب حکم واحکام سبھی نکلینگے مگر مجھ تک آنے کو ہزارہا سال چاہئین کہ مین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
پلٹا **مہرطان سکرمص** خود وزیر کو آواز دی ای **مہرطان** تمھین جاؤ تم ایک قلعہ فتح کرکے بھی آئے

تمھین ہمراہیان طلسم کشا کی تدبیر کرو فلان درۂ کوہ مین گیسو بریدہ بدنصیب آزاد صنوبر قد و
اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ جاکر ٹھہری ہین اول اُنکو جاکر قتل کرو پھر اُسکے بعد راہ مین طلسم کشا
کو روکو مین پہلوانون کو نامے لکھتا ہون وہ بھی آکر تمھاری مدد کرینگے سرطان تین لاکھ فوج کو
ہمراہ لیکر چلا یہان ملکہ آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ مع سات سو کنیزون کے
بیرون درۂ کوہ اُتری ہین صاحبقران کو یاد کر رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی لگہ ہاے ابر بھی ظاہر
ہوے یہ تینون عورتین اُسطرف دیکھنے لگین جیب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان گرم خو
تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آکر پہونچا اسرار نے کہا لو
بی بی غضب ہوا اب سامنا موت کا ہوا آزاد نے کہا اے مادر مہربان تم کیون گھبراتی ہو قادر مطلق
بچانے والا ہے سرطان نے اُترتے ہی حکم دیا درۂ کوہ کو چار جانب سے گھیر لو ملازمون نے
سب طرف سے گھیر لیا سرطان نے شام کو طبل جنگی بجوا دیا آزاد نے بھی خبر سنکر نوازش طبل کو حکم
دیا رات بھر ان تینون نے خوب سحر تیار کیے صبح کو ملکہ آزاد صنوبر قد طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین
درۂ کوہ سے باہر نکلین ایک جانب اسرار شعلہ زن ایک طرف محبوب پریچہرہ پشت پر سات سو
کنیزین اسطرح میدان کارزار مین آکے پہونچین اُدھر سے سرطان آیا تخت پر سوار تین لاکھ ساحر
پشت پر سب کلبلا رہے ہین اپنی جمعیت پر ناز ہے دونون طرف صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے
نقابت کی گٹکیت کڑکا کہکر ہٹے سرطان نے بائین جانب دیکھا بھائی اسکا بہتان فیل پیکر
گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا عرض کی اجازت میدان سرطان نے اجازت دی اور کہا اے برادر
آزاد ہی کو پکارنا یہ ان سب مین افسر ہے یہی ساحرہ زبردست ہے بہتان گینڈے کو بڑھا کر میدان مین
آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان سواے بی آزاد کے اور کسی کو نہین چاہتا وہ میدان مین
آئین تو احوال معلوم ہو ایک دن وہ تھا کہ ہم اُنکا پاس کرتے تھے اب خیال یکرینگے برابر مقابلہ
ہوگا ملکہ آزاد نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا آواز دی او بھیا تو کیا لحاظ کریگا گنتی کی موت مریگا
بہتان نے گولہ مارا ملکہ نے گولے کو کاٹ کے آواز دی اے شعلہ خوار آتش ریز اسکو لینا ایک
کنیز نے درۂ کوہ کو کھولا ایک دریاے آتش بھڑک کر درۂ کوہ سے نکلا موج مار کر طرف بہتان کے
چلا بہتان نے دستک دی اسم سحر پڑھکر ماش کے دانے پھینکے مگر دریا نہ رکا آخر گینڈے سے

کو دا گینڈا اسکا جست کرکے دریاے آتش مین جا پڑا جلکر خاک ہوا اتنے عرصے مین دریا نے آگ
بہتان کو بھی گھیر لیا آخر بہتان منہ کے بھل گرا جلکر خاک ہوا ملکہ آزاد نے دستک دی دریا اُلٹا
کوہ مین چلا گیا پکار کر آواز دی او سرطان اور کسی کو بھیج سرطان نے دہنی جانب دیکھا ایک ساحر
صفدر فیروز جنگ نامے گھوڑے کو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لیکر میدان مین پہونچا آتے ہی
ملکہ پر سحر کی بوچھار کر دی آگ گرائی پانی برسایا تلوارین پھینکین خنجر پھینکے لیکن آزاد صنوبر قد سب
سحرون کو دفع کرکے تڑپ کر قریب پہونچین آواز دی او بچیا تو نے صدہا سحر کیے ایک وار ہمارا بھی
تو قبول کر یہ کہکر نیمچہ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیمچہ برق مثال جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوے صفدر نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا آزاد نے نیمچہ روک کر کہا ای صفدر
کچھ خوف خدا بھی ہی کیا سمجھکر ہمسے مقابلہ کرتے ہو دو چار کلمے ایسے کہے کہ اُسکو خداوند کریم کا اعتقاد ہوا
رومال سے ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا کہا حضور بجا کر بہ اطمینان بیٹھین غلام مقابلہ کریگا آزاد
نے کہا ای صفدر اس مقدمے مین دخل نہ دو تم لشکر مین ہمارے چلو مین اس وزیر کی خواہان ہون
اسکو اس عہدے پر بڑا گھمنڈ ہی صفدر جاکر فوج مین داخل ہوا آزاد صنوبر قد نے پھر پکار کے
آواز دی او سرطان اور کسی کو بھیج کہ ہمارے مقابلے مین آئے ہمسے مقابلہ کرے سرطان نے
خود تخت کو بڑھایا ہرچند اور افسرون نے قصد کیا سرطان نے کہا ای گیسو بریدہ بغیر میرے جائے
نہ مانیگی صفدر جاکر شریک ہو گیا اُسکو بھی سزاے معقول دونگا یہ کہکر گینڈا طلب کیا زنجیرون
سے کمر باندھی جھومتا ہوا سامنے ملکہ آزاد کے پہونچا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کچھ سحر کیجیے آزاد
نے کہا خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے اُنکے لشکر کا قانون ہی کہ پہلے کافر کا حربہ اُٹھا لو تب حربہ کرو
تیرے سحر سے جب پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی سحر کرینگے سرطان نے ایک ترنج پھینکا ملکہ نے
اُنگلی سے اشارہ کیا وہ ترنج کٹکر زمین پر گرا آواز دی ای شعلہ خوار آتش ریز اس مغرور کو لینا
وہی دریاے آتش درۂ کوہ سے نکلا موج مار کر قریب اُسکے آیا سرطان گینڈے سے کودا
گینڈا تو اسکا شعلۂ آتش مین گر پڑا سرطان کو آگے دریاے آتش نے گھیر لیا سرطان دریا مین گرا
تڑپنے لگا ہزارہا شعلے پیدا ہوے آخر تڑپتے تڑپتے بلند ہو کر دستک دی ابر تیرہ و تار اُٹھا ملکہ آزاد
نے بھی دستک دی گر ابر سیاہ آکر آسمان پر گھرا گرگرا کے برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ دریاے آتش کو

بجھا دیا ملکہ آزاد نے اُسی دریا سے آب مین گر کر غوطہ مارا ماہی سرخ رنگ بشکل شعلۂ جوالہ نکلین
چاہا تڑپ کر سینے پر پڑون توڑ کر پشت کو پار گذرون سرطان نے ایک تھپکی ماری مچھلی زمین مین
گری گر کے غرق زمین ہوئی زمین کو توڑ کر پہلو پر سرطان کے آئی قصد کیا پہلو پر پڑون سرطان
نے طمانچہ مارا مچھلی زمین پر گری ایکی تڑپ کر سر پر آئی سرطان نے ایک دستک دی برق
گری کہ سر مچھلی کا زخمی ہوا تڑپ کر دریا سے الگ ہوئی آزاد کی اصلی صورت ظاہر ہوئی دکھیا
سر آزاد کا زخمی ہے آزاد نے اپنا عکس ڈالا دریا نابود ہوا سرطان آزاد کو زخمدار دیکھکر دوڑ پڑا
اُدھر سے اسرار آ پڑی سرطان اور اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا آخر سرطان نے اسرار
کو بھی زخمی کیا محبوب نے جو یہ معرکہ دیکھا تاب نہ باقی رہی دوڑ پڑی آگے سرطان سے مقابلہ
کیا چند سحرون مین محبوب بھی زخمی ہوئی اب کنیزین آ پڑین دونون لشکر آپس مین ملکے کنیزون کے
ٹکڑے اُڑنے لگے دس ہزار مین دو گھڑین دس بیس ہزار مین چار گھڑین لڑین بھڑین سو دو سو کو مارا
آخر قتل ہوئین تھوڑے ہی عرصے مین سب قتل ہوئین ملکہ آزاد نے دیکھا سب کنیزین قتل ہو گئین
دو چار کنیزین قریب والی باقی ہین ملکہ آزاد ایک گوشے مین کھڑی لڑ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی
ہین اے کریم کارساز اب مدد کر یہ بلا ہمارے سر سے رد کر **نظم**

سائل درگاہ والا ہر امیر

فیضیاب خوان نعمت ہر فقیر
محرم ہر راز پوشیدہ خداست
بینوایان راکند اہل سریر
فی الحقیقت فیض بے اندازہ اش
زد کند حاصل رہائی ہر اسیر

نیک و بد اندر جہان وصاف او
واقف ہر حالت ما فی الضمیر
تنگدستان را بلطف بیکران
خارج از حد قلیل است وکثیر
در زبان پارسی ہندی نوشت

مدح خوانش ہر صغیر و ہر کبیر
تاجداران راکند محتاج نان
گنج وافر بخشد و مال خطیر
ہر مقید مخلصی یا بد ازو
نسخہ مطبوع و نظم دلپذیر

تہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آ رہے
آگے صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار جواہر خنجر زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تخت پر رمال تاجدار
ثابت اختر شناس انتظام فوج کرتا ہوا امیر نے جو دیکھا کہ تین لاکھ جادوگر آزاد و اسرار و محبوب
کو قتل کیا چاہتے ہین تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کر کے آ پڑے صفون کو درہم برہم کرنے لگے رمال بھی
فوج لیکر آ پڑا یہ بھی معروف جنگ ہوا امیر لڑتے ہوے قریب آزاد کے پہونچے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا فرمایا

ملکہ ہوشیار ہوا مقدر نہ بیقرار ہو آزاد نے مسیحا کی صدا سنکر آنکھین کھولین جمال جہان آرا صاحبقران کو دیکھا عرض کی ای شہریار خدانے صورت زیبا دکھائی کیسے لوح کا کیا ہوا امیر نے فرمایا بعنایت پروردگار لوح پخته ہوکر حاصل ہوئی لوح کو دیکھکر ملکہ آزاد کے جسم مین جان آگئی کہا ای شہریار خدانے بڑا فضل کیا خدا اس مکار سے بچائے سرطان گرم خو نہایت ساحر زبردست ہی امیر نے فرمایا اسکی موت لیکر آئی ہی انشاءاللہ یہ مارا جائیگا چند سوار و پیدل صاحبقران نے قریب آزاد کے چھوڑے آپ مصروف جنگ ہوے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا سب جوان مبتلا بسحر ہوے ثابت اختر شناس شیر دل جوان ہی سحر جو ہو تلوار روک لی حیران حیران چار جانب دیکھ رہا ہی صاحبقران بڑھے چاہا قریب جا کے اسم اعظم پڑھون یا عکس لوح ڈالون کہ سحر اُنپر سے اُترے بیچ مین فوجین آگئین اگر دس ہزار ہٹے بیس ہزار آگئے دمبدم فوج کے ریلے اُس مقام پر بڑھتے جاتے ہین ہرچند چاہتے ہین وہان تک پہونچون مگر ممکن نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان شمشیر زنی کر رہے ہین کبھی لوح کو گردش دیتے ہین کبھی اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہین ساحرون پر اگر لوح کا عکس پڑا تو بیکار ہوے اگر اسم اعظم کی صدا کان مین آئی گونگے بہرے ہوگئے حیران حیران اُڑتے ہین جس ساحر نے ثابت پر سحر کیا تھا وہ دیکھ رہا ہی کہ رفیق ثابت کے ثابت قدم کوے محبت جانباز سرفروش بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کے پاس کسی کو آنے نہین دیتے لڑائی مین مصروف جان بچنا ثابت کی اُنکی جنگ پر موقوف سب دعائین کر رہے ہین ای خالق لیل و نہار ای پروردگار ہمارے آقا کو بچالے اب وہ ساحر بڑھا اور لوگون کو سحر سے ہٹاتا ہوا قریب ثابت کے پہونچا چاہا ترسول مارون ثابت نے ہرچند چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن ممکن نہوا ہاتھ پانون بیکار مجبور و ناچار آخر پکار اُٹھا ای پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے در اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہولی آسمان سے ایک برق چمکی کہ ترسول ہاتھ سے اُس ساحر کے گر پڑا دوسری برق چمکی کہ سر ساحر کا اُڑ گیا ثابت نے رہائی پائی لیکن یہ نہ ثابت ہوا کہ کسنے اس ساحر کو مارا ثابت پھر لڑائی مین مصروف ہوگیا صاحبقران جس مقام پر لڑ رہے ہین دیکھتے ہین کہین پر برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے کہین تلوار چمک کر گری دو چار کے سر اُڑ گئے امیر حیران ہین کہ یہ کون مدد کر رہا ہی ایک مرتبہ ایک غول پر بڑی

سختی پڑی لاکھون ساحرون نے غیر ساحرون کو آکر گھیر لیا سرطان کہتا ہی ارے تم لاکھون ہو
اور وہ تھوڑے سے ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لو وہان پر ایک برق گری کہ ساحر ہٹ گئے اب صاحبقران
پر پھر بلوہ کیا ایک شخص پر لاکھون حربے پڑنے لگے اب ساحر سحر نہین کرتے نیزہ و تیر مار رہے ہین امیر
کس کس کو روکین سرطان ساحرون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب کا مرتبہ سامنے شاہ
طلسم کے بڑھاؤنگا عہدہ ہاے جلیل دلاؤنگا ساحر بھی مصروف جانبازی ہین امیر حیران و پریشان
لڑ رہے ہین داہنے ہاتھ مین تیغۂ عقرب بائین ہاتھ مین گرد اسپر کا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہلڑ ہی طلسم کشا کو پکڑ لو جو ساحر بلوہ کر کے آتے ہین ہاتھ سے صاحبقران
کے مارے جاتے ہین ایک مقام پر جو ساحرون نے ملکر بلوہ کیا تلوارین نیزے مارنے لگے امیر
بہت حیران ہوے چند زخم بھی جسم پر لگے یکایک ایک برق کڑک کر گری کئی سو ساحرون کے
سر اُڑ گئے پھر ایک تلوار گری تلوار نے بھی کئی سو کو قتل کیا صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ
شہلا و منقل تاجدار دونون بھائی بہن بڑے لطف سے سحر کر رہے ہین صاحبقران دیکھکر شگفتہ
ہوگئے کہ یہ دونون بھی موجود ہین آزاد و اسرار و محبوب ان تینون شاہزادیون نے زخم سر
باندھے آزاد کہتی ہی دائی امان دیکھو ماشاراللہ کس زور و شور سے صاحبقران لڑ رہے ہین لاکھون
ساحرون کو مار جس جگہ پر لڑتے ہین ہزارہا لاشہ وہان پڑا ہی اگر کسی کا سر زخمی ہوا وہ نکل کر بھاگا
ملکہ آزاد نے دیکھا چند جادوگر بھاگے جاتے ہین گولے مار کے اُن سب کو قتل کیا اب تو اسی طرح
تینون شاہزادیان لڑنے لگین مگر ملکہ آزاد بڑے حسن سے لڑ رہی ہین منقل تاجدار جو آسمان پر
لہرا رہا ہی اسنے جس جادوگر کو دیکھا کہ بڑا ساحر ہی لڑ بھڑ کر ہٹا سحر کی چیزین نکالنے لگا قصد کیا کہ
جا پڑون تڑپ کے گرا کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا دوپہر تلوار چلی
اب وہ وقت آیا کہ ساحر زرین پوش نے فرار پر قرار کیا بھاگ کر قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہ تابان
بجمعیت فوج ثوابت و سیارگان نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اُسی طرح لڑائی جمی رہی سرطان
نے روشنی کو حکم دیا فوراً مشعلین بخشانے روشن ہو گئے سحر بھی کیا کہ چند پتلے فولادی پیدا ہوے
مشعلین ہاتھون مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین میدان روشن ہو گیا تلوار چمک رہی ہی کمانین
کڑک رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند شہلا و منقل آسمان پر سے سحر کر رہے ہین ہزارون جادوگردن کو

بھائی وبہن نے مارا جسکو چاہا پکڑ لیگئے بلندی پر لیجاکر چیر ڈالا کسی کو سحر کرکے جلا دیا ہزارون کو
اسطرح مارا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ روز تابان نے سپر زرین آفتاب کو
پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا بدست بڑے عظم وشان سے تخت زبرجد
پر قائم ہوا لڑائی اُسی طور پر ہورہی ہی صاحبقران کو خیال آیا کہ ایسا نہو لڑتے لڑتے گھوڑے
پر سے گر پڑون شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے لیکن نہایت حیران ہین آزاد واسرار یہ دونون
جادوگرنیان وہنے بائین اگیین سحر کرتی ہوئی چلتین آزاد کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا ہی سر کا
زخم بگڑا ہوا ہر مرتبہ رکاب پر سر رکھدیتی ہین عرض کرتی ہین کہ کنیز اب جنگ سے عاجز ہی اسرار
بھی خوب خوب سحر کر رہی ہی مقبل وشملا نے جو آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران کی کلائیون پر
ورم آگیا مگر لڑتے بھڑتے جاتے ہین دونون بھائی وبہن جم کر سحر کرنے لگے کبھی کسی سردار کو
اُٹھا کر لیگئے ایسی گھمسان کی لڑائی ہی کہ کوئی سر اُٹھا کر نہین دیکھ سکتا کہ آسمان سے کیا آفت
آتی ہی لڑائی مین مصروف ہین کسی کو خبر آسمان کی نہین ساحر بھی لڑتے لڑتے تھک گئے ہین لاکھ
جادوگر مارے گئے اور ہزارون بھاگ گئے اب ڈیڑھ لاکھ ساحر باقی ہین صاحبقران کے
ساتھ والون نے لڑتے لڑتے گھٹنے ٹیک دیے سپرین چہرون پر کھینچے ہوے جھوم رہے
ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین اس حال مین بھی اگر حریف قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے
دو ٹکڑے کیے کسی کو دم دیکر قریب بلایا کہ بھائی ہم پیاسے ہین پانی پلادو اشرفیون کی ہمیانی
کمر مین ہی وہ لے لو کافر نے جو یہ بات سُنی دوڑ کر پانی لایا ڈیڑھ ہتی زیر بغل چھپی ہوئی تھی
نکالکر ایک ہاتھ ماردیا دونون پانون اُس کافر کے اُڑ گئے کہا بھائی کوئی باتین کرنے والا
پاس نہ تھا تھوڑی دیر مین تم جہنم مین جاؤگے ہمارا ادا خلہ بہشت مین ہوگا چند ساعت کا ساتھ
غنیمت جانو کافر کے پانون کٹے مُنھ کے بھل زمین پر گرا کہا بھائی تمنے بڑا دھوکا دیا لیکن
صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب سرطان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی وابدی کہانتک
بدی کریگا مردان عالم سے مقابلہ کر آٹھ پہر تلوار چلتے گذرے لیکن تو سامنے نہ آیا سرطان
نے دیکھا لوح طلسمی صاحبقران کے گلے مین اسم اعظم الٰہی ورد زبان ابرون پر بل پڑے
ہوے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی شوکت وشان صاحبقران دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن

مگر غیرت نے دامن پکڑا گو کہ صاحبقران کو مارا صاحبقران نے لوح کو جنبش دی گولہ پھٹ کر
زمین پر گرا سرطان نے ہاتھ ہلایا مینہ برسنے لگا دوسرا ہاتھ جو ہلایا آگ برسنے لگی کئی سو
ساحر اسی کے جلے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اسنے پلٹ کر دیکھا کئی سو ساحر میرے جلے
امیر پر تاثیر نہوئی اتنی پلک جھپکی صاحبقران قریب پہونچ گئے سرطان نے جو امیر
کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روک کر جواب مین ہاتھ مارا سرطان نے
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا عکس لوح پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر تلوار گری سر بھی زخمی
ہوا تلوار کاٹتی ہوئی چلی سرطان نے اپنے کو زمین پر گرا دیا امیر بھی گھوڑے پر سے کود پڑے
چاہا اسکو دابیٹھون سرطان غلطک مار کر بلند ہوا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر
سرطان نکل جائیگا بڑا فساد برپا کریگا امیر نے تیر و کمان لیکر تاک کے تیر مارا سینہ پر کینہ پر
پڑا اتو کر پشت کو پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش گرے جس ساحر پر شعلہ گرا
وہ جلکر خاک ہو گئی ہزار جادوگر اسطرح مرے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نامم سرطان گرم خو بود چند طائر کلان پیدا ہوئے لاشہ سرطان سے لپٹے
لیکر اڑے طرف بادشاہ طلسم کے چلے صاحبقران نے جب یہان سرطان کو مارا نشہ جرأت
مین جھوم رہے ہین جواہر رکاب سے لپٹا ہوا ہے ہر مرتبہ صاحبقران کو سنبھالتا ہے اکثر ہوشیار
بھی کیا کہتا جاتا ہے اے شہریار بڑی لڑائی پڑی مگر حضور نے بعنایت خدا فتح کی چند ساعت حضور
اور ہوشیار رہین انشاء اللہ اب صداے الامان بلند ہوا چاہتی ہے پچاس ہزار ساحر جو باقی رہگئے
تھے اُنھون نے چادر ہلائی الامان الامان کی آواز آئی صاحبقران نے تلوار کو نیام انتقام
مین کیا سب ساحر حاضر خدمت ہوے مقبل وشہلا بھی آسمان سے اُترے امیر کو نذر دی
برابر حاضر ہین ملکہ آزاد صنوبر قد نے جو شہلا کو دیکھا کسی قدر رشک ہوا مگر اسرار نے ہاتھ
ہلایا کہا اے آزاد ان باتون مین دخل نہ دو یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین جابجا ایسے ہی
اتفاق رہتے ہین آخر سب صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئے زخم روز بان ہونے لگین امیر
بیہوش ہو گئے سردار برائے خدمتگزاری موجود ہین علاج کر رہے ہین دوسرے دن امیر کو
ہوش آیا سردارون کو منتظر پایا صاحبقران اُٹھے ملکہ آزاد وغیرہ بھی حاضر ہین سب نے عرض کی

ای شہریار اب آپ فتاحی مرحلہ جات مین مصروف ہون امیر نے بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا
سب سردار آمادہ ہین کہ ساتھ جائینگے امیر نے جب لوح کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کسی کا ساتھ جانا
ہمارے ساتھ نہوگا آزاد نے عرض کی کنیز ضرور اپنے کو پہونچائیگی صاحبقران مضمون لوح
سے ماہر ہو چکے سب سے رخصت ہو کے صحرا مین آئے ایک کنوان کہ نہایت کہنہ تھا اُسکے
قریب آگئے کچھ اسم پڑھا کنوئین سے پانی نے جوش مارا صاحبقران دونون پانون جمائے
بسم اللہ کہکر جھپسے کود پڑے آزاد پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب گئین شہلا نے ایک طرف
رُخ کیا جواہر ایک جانب چلا اشراق حبشی بھی اُسی کنوئین مین پھاند پڑا جہان صاحبقران گئے
تھے مگر صاحبقران کے جو پانون زمین پر قائم ہوے آنکھ کھول کے دیکھا ایک دشت لالہ زار
درختون پر طائران گلنار زمزمہ سرائی مین مصروف تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہی آگ لگی ہوئی ہی
ایک پہلو پر ایک چاہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ نکلا کہ کنوئین کے قریب جو
گرز رکھا ہی گرز کو اُٹھا کر رہٹ پر مارو جب رہٹ اُسمین گرے تم بھی برابر پھاند پڑنا امیر نے
گرز گران سنگ اُٹھایا جھپٹ کر رہٹ پر مارا رہٹ چھوٹ کر کنوئین مین گرا امیر بھی فوراً اُس
کنوئین مین پھاند پڑے بعد چند ساعت جو پانون زمین سے آشنا ہوے ایک طرف سے
آواز آئی ای طلسم کشا یہان کیون اپنے کو پہونچایا معلوم ہوا تیری قضا لائی ہی امیر نے دیکھا
ایک دیو کئی سو گز کا دار تمشا دہلاتا ہوا قریب پہونچا امیر پر دار کا ہاتھ مارا امیر نے کلائی تھام کے
ہاتھ ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا دیو منھ کے بل جھکا دار چھوٹ کر لپٹ پڑا امیر نے اُلٹکر ہاتھ مارا
سر اُسکا کھینچکر پھینک دیا بجاے خون کے اسقدر پانی نکلا کہ دریا ہو گیا امیر نے لوح کو دریا مین
ڈالدیا لوح مثل کشتی بنگئی امیر کشتی پر سوار ہوے قریب ایک قصر کے آکے کشتی ٹھہر گئی قصر مین ایک
ساحر بیٹھا سحر کر رہا تھا اُسی کے سحر سے دریا کا جوش بڑھتا جاتا تھا امیر نے تیر کمان لیکے ایک
تیر مارا پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنا اُسکا کہ دریا غائب ہونے لگا تھوڑے عرصے مین دریا نابود ہوا
امیر نے لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی کئی ہزار ساحر قصر سے نکلے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر لوح کو
دیکھکر لڑنے لگے وہ ساحر سحر نہین کرتے تلوار و تیر سے لڑتے ہین امیر لڑتے لڑتے دروازے مین پہونچے
ایک ساحر کہ نہایت زبردست تھا اُسکا ہاتھ تھام لیا فرمایا ای کمیلقوس مجھکو مقام پر پہونچا

پہنچا تیری کبھی رہائی ہوگی اُس ساحر نے امیر کو کاندھے پر سوار کیا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا ساحرون
نے کہا ارے طلسم کشا کو کہان لیے جاتا ہے فیلقوس نے کچھ جواب نہ دیا امیر کو لیکر روانہ ہوگیا وہ ساحر
اُسی قصر مین داخل ہوکے غائب ہوگئے ایک مکان مین لاکر فیلقوس نے امیر کو اُتارا امیر نے
دیکھا قصر وسیع نہایت سجا فیلقوس نے کہا غلام اب رخصت ہوتا ہے امیر نے فرمایا اپنے برادر
دینی سے تو ملاقات کرادو امیر فیلقوس کو ہمراہ لیکر ایک قصر عالی مین آئے دیکھا ایک تخت زبرجدی
بچھا ہے اُسپر ایک مرد پیر بیٹھے ہین کرسیون و دنگلون پر رفیقان معقول بیٹھے ہین اُس مرد ضعیف کے
آگے قلمدان و کاغذ رکھا ہے چند مریض سامنے حاضر ہین اُس مرد پیر نے نبض دیکھی اور نسخہ لکھدیا
فیلقوس نے کہا حضور بھی نبض دکھائین حکیم جالینوس یہی ہین امیر نے کہا پہلے تو نبض دکھا
دیکھون تیرے لیے کیا تجویز ہوتا ہے فیلقوس نے بڑھکر نبض دکھائی اُن مرد پیر کے ایک ہاتھ مین
شیشہ قارورے کا تھا ایک ہاتھ سے نبض دیکھی ایک ہاتھ سے شیشہ قارورے کا سر فیلقوس
کے ڈالدیا فیلقوس جلنے لگا آخر جلکر خاک ہوا امیر نے بڑھکر کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کیا اُسنے کہا
آپ مریض ہین آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے نبض دکھائیے اور چلے جائیے امیر نے کہا مین خود
نبض شناس ہون تیری نبض دیکھونگا یہ کہکر بڑھے اُسنے قلمدان سے چاقو نکالا اپنا ہاتھ کاٹا
قطرات خون جو ٹپکے اُنسے ساحر پیدا ہونے لگے جو ساحر اُٹھا امیر پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر مین کئی
ہزار ساحر امیر پر حملہ کرنے لگے ہر طرف سے گیر و بگیر کی صدائین بلند ہین ہمشبیہ جالینوس
آواز دے رہا ہے ارے یہ طلسم کشا ہے بلوہ کرکے گرفتار کرلو امیر لڑتے بھڑتے تخت پر چڑھ گئے
فرمایا او دغاباز تو خود نہین آتا اُسنے غل مچایا ارے یارو اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجھکو قتل
کیا چاہتا ہے امیر جب تخت پر پہونچے ہمشبیہ جالینوس کی کتاب اُٹھالی اُسمین نوشتہ تھا کہ
اسکو زندہ نہ چھوڑیے امیر نے فوراً اُسکو تخت سے الگ کیا کتاب پر قبضہ کیا سب جادوگر لڑنے سے
رک گئے امیر تخت پر بیٹھے مریضون کی نبض دیکھنا شروع کی مریض دعائین دے رہے ہین
مصاحب و ندیم تعریفین کررہے ہین صاحبقران مریضون کو بلاتے ہین کہتے ہین جلد آؤ
وقت مطلب تمام ہوا چاہتا ہے بعد وقت مطلب پھر کسی کی نبض نہ دیکھی جائیگی جو محروم رہا
پھر صحت نہ پائیگا مریض دوڑ دوڑ کے آتے ہین نبض دکھاتے ہین اور چلے جاتے ہین سب

تعریفین کر رہے ہین یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان دیوخصال عفریت مثال گینڈے پر
سوار لاکھون سوار و پیدل پشت پر آتے ہی اُسنے مریضون سے پوچھا جانشین حکیم جالینوس
کہان ہین مریضون نے پہلوان سے کہا اندر بیٹھے ہین وہ پہلوان بقہر و غضب تمام چلا قریب قصر آکر
ساتھ والون سے اشارہ کیا وہ لوگ نیزہ و تیر قصر پر مارنے لگے صاحبقران تخت پر بیٹھے تھے
ہنگامہ جو سنا رفیقون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی رفقا نے عرض کی گردون گرز گردان در دولت پر
حاضر ہی امیدوار حضور سے امتحان کا ہی امیر اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مطلب برخاست ہوا اب
وقت جنگ و جدل ہی یہ کہتے ہوے صاحبقران باہر نکلے وہ حکیم جسکو تخت سے اُتار دیا تھا وہ
روتا ہوا سامنے اُس پہلوان کے آیا کہا اے پہلوان جہان اے گردون گرز گردان طلسم کشا نے مجھکو
تخت سے اُتار دیا چاہتا ہی پہلوان کچھ جواب دے کہ نعرۂ امیر کی آواز آئی زمین تھرائی آتے ہی امیر
نے اُس حکیم کو للکارا او مکار جعلساز اپنی کتاب لے جا کر تخت پر بیٹھ وہ دعائین دیتا ہوا قریب امیر
کے آیا ہاتھ بڑھایا کہا کتاب دیجیے امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکا مارا کہ مُنھ کے بھل وہ گرا
امیر نے عکس لوح ڈالا حکیم نے ایک چیخ ماری ارے طلسم کشا نے جلا دیا جسم سے حکیم کے آگ نکلی
مثل ہیزم خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہمشبیہ جالینوس بود افسوس مردیم و جان دادیم
و مطلب خود نہ رسیدیم اُس پہلوان کو غصہ آیا گینڈے کو بڑھا کر قریب امیر کے آیا کہا او جوان
اس بیچارے کی کیا خطا تھی امیر نے فرمایا او نامرد تو اُسکی دادرسی کو آیا ہی گینڈے سے اُتر کے
مقابلہ کر اگر دعویِ پہلوانی ہی یہ سراسر نادانی ہی کہ تو گینڈے پر اور ہم پیدل وہ گینڈے سے
کودا گینڈا اُسکا گویا قید و بند سے چھوٹا ایک جانب بھاگا وہ پہلوان جھومتا ہوا سامنے امیر کے آیا
کہا او دُبلے پتلے مین تجھسے کیا لڑون اگر تجھکو مارا تمام فوج والے کہینگے ہمارا آقا سے نامی و پہلوان
گرامی نامنصف تھا بس اب بڑا مقابلہ یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے میرے ساتھ چل مین شاہ
سے خطا معاف کرا دونگا یہ مجال نہین ہی بادشاہ کی کہ میرا کہنا نہ مانے امیر نے فرمایا او بیحیا مجھ تک
کیون نہین آتا دور سے باتین بناتا ہی یہ کہکر قریب پہونچے اُسنے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی لڑتے لڑتے امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ
ہاتھ سے اُسکے نکلگیا پہلوان بگڑ کر کہا اے طلسم کشا یہ کیا حرکت تھی امیر نے فرمایا یہی زیبندہ تھا

اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر گا تھا اُٹھا دے سے ہاتھ نکال کے
وار کیا اُسنے سر کو نہ بچایا سر آگے کر دیا تلوار برق مثال پڑی دو ٹکڑے ہوے لاشہ پہلوان کا جلنے لگا
شعلے آتش کے فوج پر گرے سب جلکر خاک سیاہ ہوے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من پہلوان
گردون گرز گردان بود صاحبقران نے دیکھا وہ قصر غائب ہوا وہی صحرا ہے لالہ زار نمایان ہوا
ایک طرف سے دیکھا ایک جادوگرنی بڑے زور و شور سے نمایان ہوئی پشت پر پانچ سات سو جادوگر
پھولون کو جلاتی ہوئی درختون کو مٹاتی ہوئی آتی ہی اُس ساحرہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
پکار کر آواز دی او طلسم کشا تو نے میرے شوہر گردون گرز گردان کو مارا اپنے نزدیک مرحلۂ طلسمی
فتح کیا مین بیوہ ہوئی مگر سمجھ تجھکو کیا زندہ چھوڑونگی جسطرح پھولون کو مٹاتی ہون اُسیطرح تیرے
نخل قد کو قلم کرونگی جادوگرون سے کہا تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگی یہ کہکر قریب امیر کے آئی
کہا او طلسم کشا کچھ فن سپاہگری دکھا دکھیون کیسا سپاہی ہی یہ کہکر خود تیلنگین لگانے لگی کبھی مُنھ
سے دھوان چھوڑتی ہی کبھی گولہ پھینکا کبھی ترنج جھولی سے نکالا زمین پر ڈال دیا کبھی ماش کے
دانے نکالے وہ بھی بیکار جانکر زمین پر پھینکدیے صدہا اشیاے سحر نکالے زمین پر یہ کہکر پھینکے کہ
یہ سب چیزین بیکار ہین گچھا پیکان کا نکالا وہ پھینک مارا امیر پر تیر برسنے لگے امیر نے لوح چمکائی
تیر دفع ہوے وہ جادوگرنی منتر لالہ زار کہکر جا پڑی کئی نیچے امیر پر مارے امیر نے خالی دیکھا ہاتھ
مارا لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوے آگ برسنے لگی تیر گرنے لگے تلوارین گرین چار طرف سے امیر پر
بوچھار ہی مگر کوئی ساحر سامنے معلوم نہین ہوتا صاحبقران تلوار ہلا رہے ہین کبھی لوح کو گردش
دیتے ہین جب عرصہ دراز اسی حال مین گذرا تب صاحبقران کو خیال آیا کہ لالہ زار کو مارا اور لوح کو نہ دیکھا
فوراً لوح کو ملاحظہ فرمایا لوشتہ نکلا جب گردون گرز گردان مارا جائے اور لالہ زار جادو سے مقابلہ
ہو تو اُسکو قتل نہ کرنا اگر دھوکے سے قتل کیا اور ہنگامہ سحر کا ہو تو خیال کر کے دیکھنا ایک نخل لالہ زار
پر ایک مگس کلان بیٹھی ہی ملگشت نہ کرنا ایسا تیر مارنا کہ جسم پر مگس کے پڑے اگر خالی گیا تو لوح قبضے
سے نکل جائیگی اسم اعظم بھی بند ہوگا صاحبقران نے یہ دیکھکر فوراً تیر سجر کمان مین پیوست کیا
مگس کی آنکھ پر تیر مارا مگس جلکر خاک ہوئی ایک دھماکا ہوا زمین کانپی اندھیرا ہو گیا آگ برسنا موقوف
ہوئی امیر حیران دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہی اُسکے بعد

شہلا ومنقل بھی آکر پہونچے ایک برق آسمان پر چمکی ملکہ آزاد و اسرار و محبوب وغیرہ مع کنیزون کے آکر پہونچین ملکہ آزاد نے امیر کو مبارکباد دی کہ صحرا سے گرد اڑی رمال تاجدار و ثابت اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے پہونچے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے بڑا کار نمایان کیا امیر نے فرمایا آج اسی مقام پر ٹھہرینگے سب لشکر اُترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی ملکہ آزاد نے جلسہ آراستہ کیا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار بھی آکر جمع ہوے رمال تاجدار و ثابت اختر شناس پہلو مین امیر کے بیٹھے ہین محبوب نے امیر سے کہا اگر مناسب ہو تو جواہر سے حکم کیجیے کہ اس صحبت کو غنیمت جانین دو چار اشعار گائین انقلاب دنیاے ناپایدار ظاہر ہی دم بھر مین انقلاب ہوتا ہی درویش بادشاہ ہوتا ہی خدا طلسم کشائی کا انجام بخیر کرے بطلیموس بلاے روزگار ہی نہین معلوم کیا فتور برپا کریگا کچھ نہ کچھ ظہور رہوا چاہتا ہی امیر نے کلمات حسرت سنکر طرف جواہر کے دیکھا فرمایا ای مہتر والا گہر اگر مناسب ہو کچھ اشعار گاؤ جواہر نے اسی وقت سازندون کو اشارہ کیا جب سازندے ساز ملا چکے جواہر خنجر زن نے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

محبت کا تری بندہ ہر اک کو ای صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین
تو اُسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا

ہزارون حسرتین جائینگی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

نظر آیا تماشاے جہان جب بند کین آنکھین
صفاے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اُسکو کبھی ابر کرم پایا

ہر اک جوہر مین اُسکا نقش پاے رفتگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہی
تری چشم سیہ کو ہمنے آہوے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہوگئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جواہر گانے مین بے مثل و بے نظیر ہی شب اسی جلسے مین بسر ہوئی بکیفیت تمام نمایان سحر ہوئی خمار شکنی کے واسطے سب نے دو دو جام پیے امیر بیرون بارگاہ آکے بیٹھے ہین صحرا کی کیفیت ملاحظہ فرما رہے ہین لیکن جب امیر نے سرطان کہا

مارا تھا سرطان کی لاش کو لیکر طائران طلسمی طرف بادشاہ طلسم کے چلے ہین پہونچنا انکا تحریر کرونگا لیکن
اب حال دربار بطلیموس عرض کیا جاتا ہی کہ بادشاہ طلسم بصد کر و فر تخت پر بیٹھا ہی شیر و زبر سب
جمع ہین آمد طلسم کشا کے ذکر ہو رہے ہین سنتے سنتے بادشاہ بول اُٹھا کہ نمکحرامون نے انتظام طلسم
مین خلل ڈالا طلسم کشا کو راستے بتائے تا بہ لوح پہونچا یا مگر مرحلۂ حکما کا فتح ہونا نہایت دشوار ہی
مشیران سلطنت مین سے ایک جوان ہی نہایت عقیل و فہیم مشہور خاص و عام نہنگ بیدار بخت
نام آج شب کو بزرگان دین خواب مین اسکے آئے اسکو مطیع اسلام کیا اور مژدہ سنایا کہ تو رفیق
صاحبقران ہوگا نہنگ بیدار بخت غصے مین تو بیٹھا تھا بول اُٹھا اے شہنشاہ نمکحرام کون ہی
سرکار کی صاحبزادی نے سارا فساد برپا کیا سرطان کو حضور نے بھیجا نہین معلوم اُسپر کیا گذری
اگر صاحبزادی بلند اقبال آپ کی دل و جان سے جاکر شریک نہوتین تو کبھی طلسم کشا کو یہ اختیارات
نہوتے سالہا سال کا انتظام گھڑی بھر مین ہوگیا اپنی صاحبزادی پر آپ غصہ کیجیے غیرون کو کیون
نمکحرام بنائیے سر دربار جو نہنگ نے یہ پکار کر کہا شاہ کو بہت ناگوار ہوا کہا تجھے خبر بھی ہی کہ کس کس نے
مدد طلسم کشائی کی بس خاموش رہ اُسکی خطا کچھ نہین نمکحرامون کو سزا دونگا نہنگ بیدار بخت نے
کہا جب حضور بیٹی کو سزا نہین دے سکتے تو غیرون کو کیا سزا دیجیے گا آئندہ آپ کو اختیار ہی مجھپر غصہ
سراسر بیکار ہی بادشاہ تو منع کرتا ہی نہنگ وزرا امرا سے کہ رہا ہی یارو انصاف کرو جو گھر کا
رازدار ہو ساحرہ بھی زبردست پھر اُسکا کون مقابلہ کرسکتا ہی یہ راز و نیاز طلسم کشا کو کیونکر ثابت
ہوتے صاحبزادی بلند اقبال شریک ہوئین تمام گھر کا حال بتا دیا طلسم کشا کو نیک و بد
سے آگاہ کیا ایسا رازدار کسی کو ممکن ہوتا ہی حالات مقام لوح بھی بتائے ہونگے بادشاہ سابق کا
قتیہ ہونا اور نمکحرامی بادشاہ حال کی ظاہر کی ہوگی ہمکو تو یہی گمان ہی کہ صاحبزادی کے شریک ہونے سے
بربادی طلسم ہوئی اور اب انجام بخیر نہوگا شاہ کو مناسب ہی کہ صاحبزادی کو گرفتار کرا کے قتل کرین
ورنہ اور زیادہ آگ لگیگی اُلٹا مجھپر غصہ کرتے ہین بادشاہ نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی نہنگ نے
کہا دیوانہ وہ جو بلا وجہ تکرار بڑھائے اور غیرون کو نمکحرام بنائے بادشاہ نے کہا اسکی مشکین باندھ لو
شاہون کے سامنے بے ادبی کرتا ہی اپنی ہی کہے جاتا ہی دو چار ساحر اُٹھے نہنگ بیدار بخت
بھی اُٹھا ایک ساحر نے گولہ مار دیا نہنگ بیدار بخت نے گولہ ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ اُسی

جادوگر کو مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا اب تو کئی جادوگر اُٹھ کھڑے ہوے چار پانچ جادوگر
لینا لینا کہکر چلے سحر کرنے لگے جسنے ترنج یا گولہ مارا نہنگ نے اُسی گولے ترنج کو روک لیا جھپٹ کر
مارا کسی کا سر پھٹا یا ہاتھ ٹوٹا پانچ چار جادوگرون کو مار کے نہنگ بیدار بخت بیرون بارگاہ چلا
بطلیموس نے کہا او بے ادب میرے سامنے میرے نوکرون کو مارا اور اب نکلا جاتا ہی کیا مین تجھکو
جانے دونگا یہ کہکر بادشاد نے گولہ مارا نہنگ بیدار بخت نے گولہ روک لیا وہی گولہ بادشاہ پر
پھینک مارا اور کہا ای زخم خوار اسکو لینا گولے سے برق چمک کر گری سر بادشاہ کا زخمی ہوا اب تو
بطلیموس کو نہایت غصہ آیا خون سر کا اپنے لیکر پھینک مارا کہا ای خونخوار لینا یہ بدبخت جلنے
نہ پائے خون کی چھینٹین جو نہنگ بیدار بخت پر پڑین غش کھاکے گرا بطلیموس نے کہا اسکو
گرفتار کر لو لوگون نے اُسکے زبان مین سوزن دی نہنگ بیدار بخت کی مشکین باندھکر کشان
کشان سامنے لائے بطلیموس نے کہا کیون او بے ادب اب کس حال سے تجھکو قتل کرون تو بہ کر
کہ اب ایسی حرکت نہ کرونگا ورنہ اس حال سے قتل کرونگا کہ عمر بھر ذکر رہے کہ نہنگ بیدار بخت
اس بدعت سے قتل ہوا نہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیرا وقت زوال قریب آگیا مجھکو شب کو
ہدایت ہوئی مین مطیع اسلام ہوا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی مین خدمت مین طلسم کشا کی پہنچونگا
ہمراہ اُنکے تجھسے جنگ کرونگا بطلیموس نے جھلا کر کہا اسے لیجا کر قید کرو نہنگ بیدار بخت نے
پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین غیرت کی بات ہی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اسکا وقت زوال
قریب آگیا یہ ضرور مارا جائیگا اب نہ امان پائیگا اسنے بادشاہ سابق کو بہ ذلت و رسوائی قید کیا
سلطنت لے لی طلسم پر قبضہ کیا اب انشاءاللہ وہ چھوٹیگا اسکو قتل کریگا آپ لوگ آج میرا ساتھ
دین یہ مجبر جبر کرتا ہی دنیا کا حال عجب طور پر ہی کبھی خزان کبھی بہار جب بہار آئی گل کھلے نخل
سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا ہر نخل پر زمزمہ سرائی کرتی ہین پھول پھولے پھلے
گل تن بیٹھنے پہ مرتی ہین گلچین و صیاد بے نصیب قریب دیوار باغ نہین آنے پاتے کیا کیا رنج و
ملال اُٹھاتے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین ہوائے گرم چلی خزان کی آمد ہوئی محفل گل و بلبل درہم و
برہم رنج زیادہ خوشی کم پتے سبز جو تھے زرد ہوکر درختون سے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے
مین باغ مبتلائے خزان ہوا بربادی کا سامان ہوا بطلیموس نے حکم دیا ابھی اسکو قتل کرو

اسکا زندہ رہنا بہتر نہین سردارون کو نہنگ کی باتون پر ایک محویت ہوگئی تھی چند سردار اُٹھ کھڑے ہوے
کہا حضور اسقدر غصہ نہ کرین غضب شاہی مین مبتلا ہر جان سے اپنی بیزار ہی بقول سعدی شیرازی
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اسکو اول قید کیجیے جب قید ہوگا یہ غصہ اُتر جائیگا
سرکار سے ضرور غدر کریگا بطلیموس نہین مانتا کہتا ہی عقلمندی دیکھو خزان و بہار کے ذکر کی کیا
ضرورت تھی گویا ظاہر کرتا ہی اپنے حال سے ہر ایک کو ماہر کرتا ہی اسکو مین فوراً قتل کرونگا کیا وجہ
کہ مذہب بھی اسنے ترک کیا جلد جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوے کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی سبنے دیکھا
چند طائر لاش کو سرطان کی لیکر آئے عین بارگاہ مین اُتارا لوٹ مار کر وہ طائر ساحرون کی شکل
بنے پکار کر آواز دی فریاد والغیاث ہی سرطان لشکر کو لیکر چلا تھا کہ مقابلے مین طلسم کشا کے جائے
راہ مین دختر شہنشاہ واسرار شعلہ زن و دختر اُسکی محبوب پریچہرہ ایک درۂ کوہ مین فروکش تھین
اُنکو گھیر لیا یقین تھا حضور گرفتار کرین سرطان کے سحر سے زمین کانپتی تھی عین وقت پر طلسم کشا
آگیا حضور لوح اُسکے پاس تھی مرحلۂ حکما کو فتح کر کے آیا تھا آخر سرطان ہاتھ سے طلسم کشا کے
مارے گئے غلامون کو منظور ہوا کہ سرکار کو چلکر لاش دکھائین اب طلسم کشا اس طرف آئیگا انتظام کرنا
مناسب ہی بطلیموس یہ سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا کہ مرحلۂ حکما شکست ہوا اب اور تباہی ہین مناسب
ہین ارے کوئی حاضر ہی جلد جاکر طلسم کشا کو روکے مابدولت بھی وقت پر آئینگے صورت سحر دکھائینگے
اخلاق مردم در پہلوان یہ کہکر اُٹھا کہ حضور اب ساحرون کا کام نہین ہی ہم لوگون کے
نام حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر کے لائین بطلیموس نے تین لاکھ فوج ساتھ کی یہ بھی کہا اور جسقدر فوج
چاہیے لو جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو اخلاق نے کہا اسی قدر کافی ہی غلام جاتے ہی لوح لیگا
اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیگا اخلاق فوج کو لیکر روانہ ہوگیا اُسکے بعد مطوق آہنگر اپنے
مقام سے اُٹھا دو لاکھ فوج اُسکے بھی ساتھ ہوئی عیار اپنا بطلیموس نے چالاک تیز رو اُسکے
ساتھ کیا فوجین چلین اس ہلڑ مین سردارون نے نہنگ بیدار بخت کو قید کر دیا اب بادشاہ
حال آمد طلسم کشا سنکر ایسا گھبرایا کہ کچھ نہنگ بیدار بخت کا حال نہ پوچھا ساحرون سے متوجہ
ہوا کہ تم بھی فوج لیکر جاؤ مخفی ہوکر سحر کرنا دو جادوگر ابلاغ برفبار و ایاغ بدمست بھی دو لاکھ
فوج لیکر چلے یہان صاحبقران نے شب ساتھ عیش کے بسر کی صبح کو بعد نماز لوح دیکھی فرمایا

ہم اب جائینگے مرحلہ جات اس طلسم مین بہت ہین جابجا مقابلے پڑینگے اشقر آراستہ ہوکر آیا جواہر نے
عرض کی فوج اسی مقام پر رہیگی فرمایا انشاء اللہ مین پلٹ کر آتا ہون چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا
سے گرد اُڑی اخلاق مردم در تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُتر پڑا
امیر بھی ٹھہر گئے اخلاق نے رات کو طبل جنگی بجوایا صبح کو فوج ساتھ لیکر میدان مین آیا امیر بھی
آکر پہونچے رمال تاجدار و ثابت اختر شناس وغیرہ کو ساتھ لائے جادوگرنیون نے ہرچند کہا کہ
ہم بھی ساتھ چلین امیر نے نہ مانا اُنکو بارگاہ مین چھوڑا لشکر غیر ساحران ساتھ ہی صفین آراستہ ہوئین
اخلاق کا قصد ہوا کہ میدان مین نکلون یکایک دوسری گرد اُڑی مطوق آہنگر دو لاکھ فوج سے
آکر شریک ہوا تیسری گرد اُڑی لکۂ ابر گلنار بھی نمایان ہوے ابلاغ برقبار بھی آکر پہونچا تمام
صحرا فوج سے مملو ہوگیا چوتھی گرد اُڑی لکۂ ابر بھی آئے ایاغ بدمست بھی دو لاکھ فوج سے
آکر پہونچا ادھر ملکہ آزاد وغیرہ بھی میدان مین آگئین اخلاق میدان مین نکلا پکار کے آواز دی
یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے امیر نے اشقر بڑھایا رمال تاجدار نے اجازت چاہی
اپنے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام زیادہ مشتاق ہی کہ اس سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا
وہ میرا جویا ہی مجھی کو جانا چاہیے یہ کہکر چلے اخلاق نے جو صاحبقران کا رعب و دبدبہ دیکھا مبہوت
ہوگیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اخلاق نے کہا یا صاحبقران خلق میرا مشہور
ہی اگر آپ میرا ساتھ دین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ کردون دربار مین شاہ کے سب میری تعظیم و تکریم
کرتے ہین جب بطلیموس نے اس طلسم کے بادشاہ کو قید کیا سیار ستارہ شناس اُسکا لقب ہی
اُس روز قریب تھا کہ دربار مین غدر ہو جائے مین پہلوے شاہ کے آبیٹھا پھر کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ
بادشاہ کے ساتھ فساد برپا کرے مشہور ہی کہ باعث سلطنت اخلاق مردم در ہی امیر نے
فرمایا خلق کے تو سراسر خلاف کیا آخر تم نے اُس شاہ کا بھی نمک کھایا ہوگا وہ چھوٹیگا تو احوال
کھلیگا پہلے تمھارا ہی دربار سمجھا جائیگا اخلاق نے کہا اچھا حربہ کیجیے امیر نے فرمایا اپنا یہ دستور
نہین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے اخلاق نے نیزہ مارا امیر نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا بیس بائیس طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ امیر نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اخلاق کو نہایت غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر دار کیا امیر نے گرزِ امیر کا

سر پر کھینچا مگر کب کو چمکایا زیر بغل پہونچکر دستانہ مارا تیغہ پٹ پڑا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا ہاتھ
مروڑکر تلوار چھین لون اخلاق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے
دامن گردانے آستینین چڑھاکر کشتی مین مصروف ہوے اخلاق پہلوان زبردست ہی بڑے
ہاتھ پانون سے زور کر رہا ہی جب امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر تڑپ کر نکل جاتے ہین دونون لشکر نگران ہین کہ
اخلاق بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر تیور صاحبقران کے کسی مقام پر میلے نہین ہوتے ایک
طور پر جنگ کر رہے ہین جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھستے ایسے مارتے ہین کہ اخلاق
تنگ ہو جاتا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی ابلاغ والیاغ نے جو یہ معرکہ دیکھا مخفی سحر کرنے لگے دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے صاحبقران کی طاقت کم ہونے لگی امیر نے لوح پر ہاتھ ملا اسم اعظم پڑھا پھر اسیطرح
قوت آگئی دونون جادوگر اپنے مقام پر کہہ رہے ہین ہمنے کیسے کیسے سحر کیے مگر حمزہ اسیطرح لڑ رہا ہی
زور طلسم کشا کا کم نہین ہوتا چاہیے تھا مزاج مین فرق آتا اخلاق غالب آتا ایلغ نے کہا ای برادر بڑا غضب
یہ ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح موجود ہی صاحب اسم اعظم محترم و محتشم دیکھو اسم اعظم پڑھ رہے ہین
انپر کیونکر سحر چلے ملکہ آزاد نے جو دیکھا کہ دونون ساحر سحر کر رہے ہین پکار کر صاحبقران کو آواز دی
ای شہریار اپنے کو سحر سے بچائیے دونون ساحر سحر کر رہے ہین امیر نے فرمایا انکی مکاری کا حال عیان
ہی اسم اعظم ورد زبان ہی یہ کہکر صاحبقران پھر لڑنے لگے دونون لشکر دیکھ رہے ہین چار پہر اسیطرح
گذرے شام ہوئی اخلاق صاحبقران کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ مجھسے خوب لڑے اب
رات کو جاکر آرام کیجیے صبح کو پھر مقابلے مین آئیے گا صاحبقران نے فرمایا ہمارا دستور نہین کہ بغیر
زیر و زبر کیے میدان سے پلٹین اخلاق نے کہا ای شہریار آپ حقیقت مین اپنے زمانے کے
رستم ہین مگر رات کو کون ہماری اور آپ کی جانبازی دیکھیگا امیر نے فرمایا شاہ ہون کو رات کا دن
کرتے کیا دیر لگتی ہی روشنی کو حکم دو اخلاق نے ناچار ہو کر آواز دی ارے روشنی لاؤ جانبین سے
روشنی آئی میدان نورانی اور منور ہو گیا پھر صاحبقران لڑائی مین مصروف ہوے رات بھر ایک
طور پر جنگ رہی اب صبح کو صاحبقران چمک چمک کر لڑنے لگے صاحبقران جب پکڑ لائے
دو چار گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس ٹکڑے ٹکڑے پیشانی سے خون بہ رہا ہی دوپہر اور
الجھ الجھ کر لڑا دوپہر ڈھلے کہا یا صاحبقران ایک زور آخر کرتا ہون یا تو آپ کو زیر کیا یا جو منظور

لات ومنات ہو یہ کہکر دونون مونڈھے پکڑے بیٹھے ہین سر اُڑا یا ریل کرلے دوڑا تو قدم پر آکر ہکہ مارا
بایان گھٹنہ صاحبقران کا چمکا امیر نے لنگر مارا پشت پا تک زمین مین غرق ہوے اخلاق اوپر
آکے چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کرتین زور اسطرح کے کیے کہ چہرہ سرخ ہوگیا یقین تھا کہ کنپٹیان
شق ہون اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق
ہون امیر تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے تھامے ریل کرلے دوڑے چالیس قدم
ریل کے لائے اخلاق ہر چند اپنے کو روکتا ہی مگر ممکن نہین ہوتا جسطرح باد تند مین پتہ اُڑتا ہی
اسطرح ہٹتا ہوا جاتا ہی امیر نے چالیسوین قدم پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے اخلاق کے آشنا بزمین
ہوے امیر نے دونون ہاتھ ستون کیے لنگر نہ قائم ہونے دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے
زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اخلاق اسقدر خستہ و
شکستہ تھا کہ بیہوش ہوگیا امیر نے اُکھیڑ کر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا امیر نے مشکین باندھین
جواہر دوز پٹا پشتارہ باندھکر لے بچاگا صاحبقران پلٹے اسکے ساتھ کے تین لاکھ جوان حیران ہوے
کہ افسر ہمارا قید ہوا دیکھین انجام کیا ہو صاحبقران نے اخلاق کو قید خانے مین بھیجا شب کو
آرام فرمایا ابلاغ برفبار روایاغ بدمست جو لپٹ کر آئے صلاحین کرنے لگے بڑا غضب ہوا کہ
اخلاق مردم در زیر ہوا اب اُسکا دربار سمجھا جائیگا نہین معلوم کیا ہو اخلاق بڑا بد مزاج ہی
ایسا نہو حمزہ سے گفتگو سخت و سست ہو حمزہ کو غصہ آے ابلاغ نے کہا مین جاکر چھڑا لاؤن سب نے
کہا یہی مناسب ہی ایاغ بدمست جوش مین اپنے سحر کے پر پرواز پیدا کر کے چلا لشکر اسلام مین آیا
بصورت مبدل پھرتے پھرتے قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا ایک خدمتگار سے پوچھا کہ اخلاق
کہان قید ہی اُسنے بتا دیا کہ وہ سامنے خیمے مین قید ہی ایاغ ٹہلتا ہوا سامنے خیمے کے آیا نگہبان
جو بیٹھے تھے اُنپر سحر کیا سب سو گئے یہ کیفیت تمام خیمے مین آیا اخلاق پڑا سو رہا تھا کمر مین پنجہ
دیکر لے بھاگا لشکر مین آیا ملازمون سے کہا اسکو لیجا کر آرام سے سلاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین
ملازمون نے لاکر چھپرکھٹ پر آرام کرایا بوقت سحر مطوق آہنگر بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی ابلاغ و ایاغ
دنگل پر آکر بیٹھے مطوق نے کہا اخلاق کو بلاؤ دیکھو کیا باتین کرتا ہی اخلاق جو صبح کو سو کر اُٹھا اپنے
کو اپنے خیمے مین پایا خدمتگارون سے کہا ہمین یہان کون لایا خدمتگارون نے عرض کی ایاغ

آپ کو چھڑالایا اخلاق نے جھلاکر کہا اُسنے جھک مارا حمزہ نے ہمکو بقوت صاحبقرانی زیر کیا اُسی کو
ہمارے مقدمے مین اختیار ہی انکی کد وکاوش بیکار ہی کہ چند خدمتگارون نے آکر عرض کی چلیے آپکو
دربار مین بلاتے ہین اخلاق نے غصے مین ہتھیار بھی نہ لگائے جھومتا ہوا چلا دربار مین آیا ایاغ سے
آنکھ ملاکر کہا کیون او نامرد تجھکو مقدمۂ مردان عالم مین کیا دخل ہی حمزہ نے ہمکو بجرأت زیر کیا
اُسکو ہمارے مقدمے مین اختیار ہی تم لوگون کی کد وکاوش بیکار ہی مطوق آہنگر نے کہا او اخلاق
کچھ دیوانہ ہوا ہی تیرے ساتھ خیر خواہی کی تو اُسکو بُرا کہتا ہی اور نامرد کہا اُٹھ تو احوال معلوم ہو بڑا اپنی
جرأت پر نازان تھا طلسم کشا کے سامنے کچھ نہ چلی تجھکو زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی مشکین باندھکر تجھکو بادشاہ کے
پاس لیجائینگے تجھکو مسلمانون مین نہ چھوڑینگے اخلاق اپنے مقام سے اُٹھا کہا او آہنگر اُسپر تو
ہماری جرأت پر طعنہ دیتا ہی مطوق تلوار کھینچکر چلا خبردار خبردار کہکر تلوار کا ہاتھ مارا اخلاق نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پکڑا سب ساحر ہان ہان کر رہے ہین اخلاق نے کہا خبردار کوئی
دخل نہ دے دو چار داؤن پیچ ہوے تھے کہ اخلاق نے اُٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر
کھینچ لیا لاشہ جو مطوق آہنگر کا تڑپا ہر طرف یہان مطوق لینا لینا کہکر اُٹھے اخلاق پر ٹوٹ پڑے
اخلاق نے مطوق کی تلوار اُٹھالی جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جنکیں جو مارے گئے
لوگ ہٹے اب اخلاق جھومتا ہوا بیرون بارگاہ چلا ایاغ بدمست نے کہا اے پہلوان دوران
اب زیادہ غصہ نہ کرو پلٹ آؤ اخلاق نے کہا مین خدمت مین حمزہ کی جاؤنگا ایاغ بدمست
نے کہا مین تجھکو نہ جانے دونگا اخلاق نے کہا تیری کیا مجال ہی جو ہمکو روکے ہمکو اپنے
مقدمے کا اختیار ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مردان عالم کی قید جسم سے دور کرنا سراسر جرأت
کے خلاف ہی مین جاکر حمزہ سے عذر کردنگا ایاغ نے اشارہ کیا جادوگر بلوہ کرکے چلے اخلاق بیرون
بارگاہ آچکا ہی اپنے رفقا سے کہا کیا تم لوگ بھی میرا ساتھ نہ دوگے کئی سو افسرون نے اسکا ساتھ دیا
لڑنے لگے اخلاق نے سبکی گردن پکڑی مروڑ ڈالی یہانتک صبح کو جو صاحبقران اُٹھے خبر ہوئی
کہ اخلاق کو کوئی چھڑالیگیا صبح تک نگہبان سوتے رہے آزاد وغیرہ نے آکے مقام کو دیکھا کہا حضور
ایاغ بدمست بھگا کے لیگیا لونڈی کو کیا خبر تھی کہ یہ حرکت ہوگی ورنہ انتظام کرتی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار اخلاق سے جنگ ہورہی ہی مطوق آہنگر اُسکے ہاتھ سے

ہار گیا اب ساحرون نے گھیرا ہی رفیق بھی اُسکے ساتھ لڑ رہے ہین صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرو اشقر تیار ہو کر سامنے آیا امیر سوار ہوے مقبل بھی ہمراہ ہوے امیر نے جواہر سے فرمایا آگے بڑھکر خبر لو دیکھو تو کیا گذری جواہر بصورت مبدل لشکر کفار مین آیا دیکھا اخلاق شیرانہ ہمنگامہ لڑ رہا ہی کئی سو جادوگرون کو مار چکا ہی کہ اپنے مقام سے ایلغ بدمست اُٹھا پکارتا ہوا کہ ای اخلاق تلوار پھینک دے آگے قدم نہ بڑھانا کئی سو جادوگر تونے مارے ہمین اتبک تیرا خیال تھا اب صبر نہین ہوسکتا یہ کہکر ایک گولہ ماردیا تلوار ہاتھ سے اخلاق کے چھوٹ گئی لڑکھڑا اسکے زمین پر گرا ایلغ بدمست یہ کہتا ہوا چلا کہ او اخلاق تو نے ہمارا مرتبہ دیکھا ایک اشارے مین تو بیکار ہوا اب گرفتار کر کے لیجائینگے اتنا پاس ہی کہ قتل نہ کرینگے زندہ لیجائینگے اُسوقت اخلاق کی بیقراری وا شکباری پکار اُٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مین تیرے نام سے بخوبی آگاہ نہین ہون مجھکو اس مصیبت سے بچائے نظم

ذکر حق کن روز و شب ای حق شناس
تا ادا گردد حق حمد و سپاس

مطلب از حق کن طلب ای حق طلب
پیش حق کن ہرچہ داری التماس

کرد حق لطف و کرم بر حال تو
بیحساب و بیشمار و بے قیاس

برتن خاکی بپوش ای خاکسار
ہمچو اہل فقر عریانی لباس

کن ادا ای بندۂ حق بندگی
پیش حق چون بندگان حق شناس

چون بحال زار تو احسان نمود
خارج از اندازۂ وہم و قیاس

چشم و گوش و دست و پا دادت خدا
مرحمت کردت خرد ہوش و حواس

برسرت تاج شرافت حق نہاد
کرد پیدا مر ترا از جنس ناس

اندرین حالت مقام حیرت است
گر تو باشی ناشکور و ناسپاس

دوست گر باشد خداوند کریم
ہندی از دشمن مکن در دل ہراس

اخلاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لشکر تہ و بالا ہوا صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی کہ باشیدای کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان امیر لڑتے ہوے قریب اخلاق کے پہونچے دیکھا زمین پر پڑا ہی

آواز دی ای اخلاق نہ گھبرانا مین آپہونچا اخلاق نے کہا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان
مین سحر مین ایاغ کے مبتلا ہون صاحبقران لڑتے ہوے طرف ایاغ کے چلے ایاغ بدمست
نے کئی گولے مارے صاحبقران نے لوح چمکائی گولے الگ گرے امیر نے قربان سے کمان اور
ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا سحر کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا ایاغ کے سینے کو توڑکر
پار گذر امر نا تھا کہ ایک غلغلہ ہوا ایاغ بدمست مارا گیا اخلاق مردم در جھومتا ہوا اُٹھا کئی
ساحرون کو مارا ایک جادوگر کو مار کر گنبد اد تیغہ اُسی کا لیکر لڑتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا جہان
کسی نے سحر کردیا اخلاق رک گیا آواز دی ای شہریار غلام آپ کا پھر سحر مین پھنسا صاحبقران نے
لوح کو چمکایا یا اسم اعظم الٰہی بہ آواز بلند پڑھا اخلاق کو نجات ہوئی اسکے ساتھ والے بھی شریک
لڑائی ہین لڑتے ہوے پشت پر اخلاق کے آگئے کہ ایک پہلو سے نعرہ ہوا انسم رمال تاجدار
دوسرے پہلو سے ثابت اختر شناس آیا جنگ مین یہ بھی معروف ہوے صاحبقران لڑتے
بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب ابلاغ کے پہونچے ابلاغ نے ساحرون کو اشارہ کیا
ساحرون نے بڑھکر امیر کو روکا امیر لوح کو گردش دے رہے ہین اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھ رہے ہین
جسکے کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی اسباب سحر پھینکدیا طرف امیر کے چلا پکارتا ہوا ای شہریار غلام
مجبور و ناچار ہے عنایت کا امیدوار ہے آسمان پر برق چمکی ملکہ آزاد و اسرار و محبوب و شملا و منقل
وغیرہ آکر پہونچے اب سحر ہونے لگے ملکہ آزاد نے گھیر گھیر کر مار احبب سحر کیا سو دو سو کو گرادیا اسرار
نے ہزارون کو قتل کیا ہنگامے ڈالدیے ساحر بھاگنے پھرتے ہین مگر ابلاغ بڑھ بڑھ کر لڑ رہا ہی
جسپر سحر کیا اُسے پامال کیا محبوب نے زخمی کیا اسرار بھی زخمی ہوئی منقل بڑھکر لڑا سحر کرکے برابر
پہونچا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ابلاغ کب مانتا ہی روک کر جو ہاتھ مارا منقل کا سر زخمی ہوا
لڑکھڑا کے گرا پکار کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے غلام بیکار ہوا لائق جنگ نہ رہا ملکہ آزاد
نے جو سنا برابر پہونچین سحر کیا اور کہا او نامرد گرے پڑے پر سحر کرتا ہی جو زخمدار ہوا مردان عالم
ہاتھ اُٹھا لیتے ہین زخمی پر ہاتھ نہین ڈالتے تو زخمی کے قتل کا ارادہ رکھتا ہی یہ کہکر زلف عنبرین
کو کھولا آواز دی ذرا ادھر دیکھ ابلاغ کو معلوم ہوا مشک نافہ کھل گیا یا مار سیہ لہرا رہے ہین
وہ بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا جھومنے لگا آزاد نے زلفون کو اور گردش دی

عاشق فاسق کو خاک مین ملایا بیتاب ہو کر چلا گیا ای محبوب گلعذار ای ماہ رخسار ای کبک رفتار و شیرین گفتار اب تو میری جان جاتی ہی دل بیقرار آنکھین اشکبار قلب سے آواز آتی ہی

نظم

پھر مین آنکھین یہ لائین جوش پہ خوناب کو / کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو
ہر محل عیش اے دل گردش لیل و نہار / دیکھ پروانے کو ڈنکوا اور شب سرخاب کو
کون ہین جو پھر زرہ انسان کو کرتے ہین فنا / ہم نہ پھر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو
موج زن ہو عہد موسی کیطرح دریائے خون / گر مری آنکھین نہ ضبط اک دم کرین خوناب کو
ہی یہ وحشت مجھے شبہائے جدائی مین اسے / شعر مین کبھی مین نے دشوار لیسے باندھا خواب کو
ہو گیا عشق لب دلدار مین مجھکو جنون / مفسد خون کر دیا ہی بخت نے عناب کو
جائے مسجد مجھکو سنگ آستان یار ہی / سجدے کرتا ہون اسی دروازے کی محراب کو
ہین جو صاحب درد انکو زہر ہی سامان عیش / موت کا سامان زخمی گنتے ہین مہتاب کو
مچھلیان دروازۂ جانان کی کیا راحت سے ہین / بیکلی ہوتی ہی ورنہ ماہی بے آب کو
قدر جیتے جی نہین ہی کچھ بھی ای ناسخ مجھے / یاد مدفن مین کرونگا صحبت احباب کو

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا ملکہ آزاد صنوبر قد نے پوچھا کیا چاہتا ہی کیون اسقدر بیقرار ہی ہاتھ باندھکر گڑگڑانے لگا کہ مین غلام ہون تابعدار ہون عشق سے مجبور و ناچار ہون مجھکو اپنی خدمت مین لیجیے ملکہ نے جھولی سے سوزن نکالی کہا یہ سوزن اپنی زبان مین خود دے لے ابلاغ نے اپنی زبان مین سوزن آپ دی دو موے زلف عنبرین توڑ کے پھینکے ایک کی ہتھکڑیان بنین ایک موے زلف کی بیڑیان اشارہ کیا اسکو پہن لے ابلاغ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنین کنیزون کی جانب اشارہ کیا اس قیدی گنہگار کو قبضے مین کرو کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا اب لشکر کفار مین کوئی افسر کلان باقی نہ رہا لاکھون جادوگرون کو امیر نے قتل کیا کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر دائرۂ اسلام مین آئے صاحبقران بہ فتح و ظفر وزیر چلے داخل بارگاہ ہوے ملکہ آزاد نے عرض کی وہ قیدی حاضر ہی صاحبقران نے فرمایا شب تمام ہو جائے صبح کو دربار سمجھا جائیگا ابلاغ کو ایک خیمے مین قید کیا کنیزین جو نگہبان ہین رات بھر اسنے زنجیر ہلائی آزاد کا نام لیکر روتا ہی کبھی کنیزون سے منت کرتا ہی کہ مجھکو خدمت

ہین ملکہ کی لیچلو کنیزین کچھ جواب نہین دیتین صبح کو صاحبقران آکر دربار مین بیٹھے آزاد سے
فرمایا اُسکو دربار مین بُلاؤ اور اپنا سحر اُتار لو ملکہ نے آب دمیدۂ سحر ایک کنیز کو دیا اور فرمایا اِس
پانی سے اُسکا منھ دھلا کے لاؤ کنیزون نے اُس پانی سے منھ دھلایا اب ابلاغ کو ہوش
آیا اپنے کو قید خانے مین پایا حیران ہوا سوچنے لگا کہ اب کیا کرون کنیزون نے کہا چلو دربار
مین تمھاری طلب ہی دل مین سوچا کہ اگر صاحبقران زمان کے سامنے گیا فوراً قتل کا
حکم دینگے جان نہ بچیگی سوچتا ہوا دربار مین پہونچا جب سامنے صاحبقران کے آیا دربار
جلالت شعار کو دیکھا تمام افسران فوج و نازنینان مہ جبین سے آراستہ جواہر خنجر زن قریب
سر صاحبقران ہر شخص اپنے طور پر باتین کر رہا ہی ملکہ آزاد صنوبر قد نے صاحبقران سے عرض
کی اگر اِسنے آپکا کہنا نہ مانا تو فوراً حکم قتل کا دیجیے گا یہ ملعون بڑا مکّار و غدّار ہی دربار شاہی مین
اِسکو لوگ مکّار جادو بھی کہتے ہین دام سحر مین کنیز کے پھنس کر قید ہوا ورنہ کیا دستیاب ہوتا
نکل جاتا سامنا ہوتے ہی دام سحر مین گرفتار ہوا مجبور و ناچار ہوا لیکن اِسنے دربار کو دیکھا
دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی کیا کیا ساحران نامدار جمع ہین دور سر دار دنگ باندھا ہوا سب
سرنگون بیٹھے ہین اِسنے آکر سلام کیا صاحبقران نے دنگل بیٹھنے کو دیا سر جھکا کر بیٹھا امیر نے
فرمایا کہ ای ابلاغ دربار مین لطلیموس کے بڑی آبرو ہی کتابون مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام
ہوئی اگر مناسب ہو تو سامری پرستی پر لعنت کرو اور اطاعت دین اسلام قبول کرو سعادت
دارین حصول ہو جیسے ہی امیر نے یہ کہا ابلاغ اُٹھکر قدمون پر گرا کہا ای شہریار مین دل و
جان سے اطاعت قبول کرتا ہون مذہب سامری و جمشید پر لعنت کی حضور کی غلامی کو
سلطنت سے بہتر جانتا ہون چاہتا ہون ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون صاحبقران نے
فوراً زبان سے ابلاغ کی سوزن نکالی قید اِسنے توڑی دنگل بیٹھنے کو ملا صاحبقران نے
خلعت دیا زیر دست ملکہ آزاد کے آکر بیٹھا مگر دربار صاحبقران کو دیکھکر جل رہا ہی جی مین
کہتا ہی یہ شخص چند کس ساتھ لیکر آیا یہ عظم و شان پیدا کر لیا کیا تدبیر کرون کہ اسکا سر لیکر جاؤن
یا لوح چراؤن اُٹھ اُٹھکر کام بھی کر رہا ہی خوشامدین کرتا جاتا ہی کبھی دست بستہ عرض کرتا ہی ای
شہریار اب حضور دیر نکرین مرحلہ جات کو فتح کر کے قلعۂ طلسمی پر اپنے کو پہونچائین لطلیموس بڑا

ساحر زبردست ہی بڑے بڑے فساد برپا کریگا حضور اپنے مقام پر ہوشیار رہین جب یہ باہر گیا ملکہ آزاد نے کہا ای شہریار اس ہیچیانے مکر سے مذہب اختیار کیا امیر نے فرمایا ساحر زبردست ہی اسیوجہ سے خوشامد کرتا ہی ایسے ساحر کو دغا باز جاننا سراسر حماقت ہی دو چار روز جب تم سبکے بیچ مین رہیگا قاعدے سے آگاہ ہو جائیگا دن بھر تو اسطرح بسر ہوا آزاد کو خیال رہا صاحبقران جاکر بارگاہ مین سوئے جواہر خنجر زن طلایہ پر ملکہ آزاد کو خیال تھا ایسا نہ ہو آدھی رات کو کچھ فساد برپا کرے سامنے بارگاہ کے ایک نخل کلان تھا بشکل عقاب اُسکے پتون مین آکر چھپکے بیٹھین دو پہر رات گئے تک دیکھا کین جواہر کے ساتھ چند ساحر و غیر ساحر مین حاضر باش و ناظر باش کرتا پھرتا ہی شاخ نخل پر جو سر رکھا ہوا ٹھنڈی چلی آنکھین بند ہوگئین اب اپنے خیمے سے ابلاغ نکلا چہار جانب دیکھا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے ہین ابلاغ نے دور سے دیکھا کہ جواہر آکر اپنے مقام پر بیٹھا سب دربارگاہ پر بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین جواہر کو دیکھکر ابلاغ جلگیا جی مین کہتا ہی یہ بڑا خیر خواہ حمزہ ہی کہ اسکا بھی سر کاٹون تو دلکو آرام آئے یہ سوچتا ہوا پہلو پر آیا آکے دستک دی ہوا ٹھنڈی چلی سبکی آنکھین بند ہوگئین سب سو گئے تب یہ دربارگاہ پر آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا صاحبقران پڑے سو رہے ہین لوح گلے مین پڑی ہی مقراض نکالکر ڈورا لوح کا کاٹا لوح کو لیکر رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا تنتا ہوا باہر نکلا خیال مین آیا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن پھر سوچتا ہی کہ جواہر کا سر کاٹ لون کبھی کف افسوس ملتا ہی کہ حمزہ کا سر کیون نہ کاٹ لیا ہاے سر بھی حمزہ کا لیتا تو بڑا نام ہوتا ہا ہالی طلسم پر احسان ہوتا پھر پلٹا قریب دربارگاہ آیا سوچا کہ ای ابلاغ ایسا نہو کہ حمزہ جاگ پڑے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا جب یہ جا چکا تو ملکہ کی آنکھ کھلی ملکہ نے دیکھا دربارگاہ پر سناٹا پڑا ہی جواہر ادر اُسکے ساتھ والے سب سو رہے ہین ماتھا ٹھنکا کہ ای آزاد بڑا غضب ہوا ابلاغ نے کچھ کام کیا درخت سے اُترین جواہر کو بیدار کرتی ہین بیدار نہین ہوتا آخر سحر کرکے سبکو جگایا رات قلیل باقی تھی عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا آمد آمد شاہ خاور کی بکمن خاور سے شروع ہوئی آثار صبح ظہور پکڑنے لگے ملکہ گھبرا کر سحر اُتارنے لگین جواہر نے آنکھ کھولی دہان صاحبقران بیدار

ہونے پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ملکہ نے پُکار کر کہا کنیز حاضر ہی یہ کہکے پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ کے آئی صاحبقران سے پوچھا خیر دعافیت تو ہی امیر نے جو دیکھا گلے مین اپنے لوح نہ پائی بے اختیار ہو کر ملکہ نے کہا ای شہر یار غضب ہوا وہ ملعون لوح لیگیا بڑی خرابی ہوئی افسوس صد ہزار افسوس اگر لوح گئی تو ای شہر یار بڑی مشکل ہوگی لنظم

اُسی سے رنگ ہی گل کا اُسی سے نشّہ ہی مُل کا ۔ وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قُلقُل کا

الٰہی سانپ نکلے مثل ضحاک اُسکی گدی سے ۔ زمانے مین نہ جسکو عشق ہو اُس سُنبلی کاکل کا

سُنا جب مین نے وہ گھر مین نہین تو اسقدر رویا ۔ درِ جانان و فورِ اشک سے دریا بنگیا پُل کا

خرامان تو جہان ہوتا ہی وہ جا رشکِ گلشن ہی ۔ ہر اک کبکِ دری بلبل ہی تیری کفش کے گل کا

فرشتے بھولکر مجھکو اُٹھائینگے نہ محشر مین ۔ کہ ہون کشتہ مین او قاتل تری تیغِ تغافل کا

معاذ اللہ ای رشکِ چمن ہی کسقدر سوزش ۔ سمندر بنگیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا

نہین آغازِ خط اُس رشکِ گل کے روے رنگین پر ۔ دلا یہ برگِ گل پر عکس ہی مژگانِ بُلبُل کا

کلامِ غیب ہی ناسخ سُنا جو یہ بڑی ناسخ ۔ پسند آیا ہی ہی ناسخ کلام اُستادِ کامل کا

ملکہ آزاد یہ اشعار پڑھکے بہت روئین کہا ای شہر یار اگر لوح تا بطلیموس پہونچی وہ پہلے میرے قتل کی تدبیر کریگا دیکھیے فلک کیا دکھائے کیونکر لوح ہاتھ آئے یہ کہکے کہا کنیز جاتی ہی یا لوح لائی یا جان دی امیر نے فرمایا ملکہ یہان تکیہ پروردگار پر ہی جس نے لوح دلوائی تھی وہی حاکم و ناظم ہی پھر لوح دلوادیگا ملکہ نے عرض کی ابھی راہ مین شاید ملجائے یہ کہکر پر پروازہ پیدا کیے ملکہ آزاد چلین لیکن ابلاغ جو چلا بدحواس گھبرایا ہوا حیران ہی کہ دیکھیے کیونکر بیدیخون صبح کا وقت ہی محمود نام زمیندار چار پانچ ہزار آدمی ساتھ گانون سے نکلا کھڑا ہوا ہی کہتا ہی یارو آجکل تو ہوشیار رہا کرو لشکر طلسم کشا کا اسطرف سے اگر آیا دیہات و قریات پامال ہونگے ہم لوگ آخر کیونکر بچینگے خدمت مین شاہ کی چلے چلین نام بھی ہوگا کہ مدد شاہ کو آئے ہین قلعے تک طلسم کشا کے جانا دشوار ہی یہ سب آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ابلاغ برف بار اُڑا ہوا آتا تھا محمود زمیندار کو دیکھا اس سے شناسائی بھی ہی خیال مین گذرا یہان ٹھہرون شراب وکباب کا بھی سامنا ہوگا اِسی کو ساتھ لیکر قلعے مین جاؤن فوج کا ساتھ ہونا ضرور ہی یہ سوچکر آسمان

سے اُتر آیا محمود نے ابلاغ کو دیکھا کہا ای شیر خوش تہیر بادشاہ طلسم لطلیموس کہان سے آتے ہو کیون گھبرائے ہوے ہو ابلاغ نے کہا تھا کہ صاحب کیا بیان کرون مین لشکر طلسم کشا مین قید ہو گیا تھا مکر سے اسلام اختیار کیا مگر غلطی ہوئی کہ گھبرایا ہوا تھا ایک طلسم کشا کا سر کاٹ نہ سکا حمزہ سو رہا تھا مگر جان طلسم نکال لایا اب وہ وہان سے بڑھ نہ سکینگے ساحر اب بھی اُن پر قبضہ نہین پا سکتا کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین ساحر کا سحر اُن پر تاثیر نہین کرتا ای برادر چلو گھر پر گھڑی دو گھڑی آرام کرین شراب وکباب کا چرچہ ہو پھر تم بھی خدمت مین شاہ کی چلو ہمارا تمھارا ساتھ ہو کیونکہ بادشاہ کو تمھاری خیر خواہی کا خیال ہوگا محمود زمیندار نے کہا کفش خانے کو اپنے جمال سے روشن فرمائیے سب طرف سے گنوارون نے گھیر لیا کہتے ہین ہم تو دیکھین لوح کیا چیز ہی کہ جسکو دیکھکر ساحر گھبرا جاتے ہین اسکے بنانے والے کون لوگ تھے کس تدبیر سے اسکو بنایا ابلاغ کہتا ہی مکان پر چلکے دکھیو جان طلسم و روح طلسم ہی جسکے پاس لوح ہو وہ بادشاہ وقت ہی یہ باتین کرتے ہوے چلے ہین کہ آواز آئی او ابلاغ گنوارون کے ساتھ کہان جاتا ہی سنم ملکہ آزاد ملکہ کو ابلاغ دیکھکر گھبرا گیا کہا اے محمود اپنے ملازمون سے حکم کرو کہ اس یکہ وتنہا کو پکڑ لین یہ ظالم دختر شاہ ہی اسی نے ملکر سارے فساد برپا کیے گنوار گھار کر کے چلے جیسے ہی ملکہ آزاد زمین پر آئین گنوارون نے چاہا بڑھکر حملہ کرین ملکہ آزاد نے خاک تھوڑی زمین سے اُٹھائی پکار کر آواز دی تم سب اندھے ہو کیونکر مجھسے لڑو گے ایک چٹکی خاک کی ملکہ نے پھینکی تھی کہ ایک غبار بلند ہوا جسکی آنکھون مین غبار لگا اندھا ہو گیا محمود زمیندار نے چاہا ایک جانب بھاگون سب گنوار غل مچانے لگے کہ گستان ہم تو اندھے ہو گئے کچھ نہین سوجھتا سحر کرنے والی کسطرف گئی ہمکو نشان تو بتاؤ ارے گھیر کر پکڑ لین ہم پانچ ہزار وہ اکیلی ایک عورت کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ابلاغ نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر پلٹا ملکہ آزاد پر سحر کیا ملکہ آزاد نے سحر کو دفع کیا ابلاغ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر بھی برسائے جسم سے نوچ نوچ کر اشیائے سحر پھینکتا ہی لباس پھاڑا اور پھینک مارا الگہ ابر بنکر سر پر آزاد کے آیا آزاد کے سر پر برسا ملکہ دفع کرتی جاتی ہین ابلاغ گھبرایا ہوا ہی کبھی سوچتا ہی بھاگ جاؤن کبھی چاہتا ہی منہ چھپا دون

کبھی سوچتا ہی غرق زمین ہو کر بھاگون چہار جانب دیکھ رہا ہی ملکہ نے جلدی مین شاخ نخل کو توڑ اُسمین سے غنچے توڑے ابلاغ پر پھینک مارے ابلاغ پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی درخت سرسبز و شاداب ہر نخل جھوم رہا ہی پھل گر رہے ہین اسقدر پھلو نکا انبار ہوا یقین تھا کہ ابلاغ چھپ جائے گھبرا کر پکارا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہی کیا بیان کرون

نظم

اُتار اُتار نہ ساقی جو شیشہ طاق سے ہی
لبون پر آئی مری جان اشتیاق سے ہی

جواب دولت ترے نالے کا کیا مین ای بلبل
کراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہی

نہ سوؤ ساتھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہی

مقام شکر ہی ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اسکو سمجھ حُسن اتفاق سے ہی

ہمارے دلکو جلاتا ہی شمع کا جلنا
ستاتا بہت بہت اِسکو کسیکی ساق سے ہی

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لیے جو ٹلے
یقین صبح کا کسکو شب فراق سے ہی

جمال چہرۂ خورشید بھی ہی کیا نعمت
کرورون ذرہ ہوا سیر اک طباق سے ہی

نظارے کے لیے ہی قحط حُسن نوخیزان
کمال تنگ دل اب اِس کہن رواق سے ہی

نہ بیٹھ پھول کے تو شاخ گُل پر ای بلبل
خرابی خس و آتش کے اتفاق سے ہی

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہی

یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو ارشاد فیض بنیاد ہو آنکھون سے بجا لاؤن ملکہ نے کہا لوح طلسمی ہمین دو اور ہمارے ساتھ چلو صاحبقران نے تمکو یاد فرمایا ہی ابلاغ اُسیوقت ہاتھ باندھکر دوڑا لوح جھولی سے نکالی ہاتھ پر رکھکے بطور نذر کے پیش کی کہ یہ حاضر ہی غلام بھی ساتھ چلتا ہی ملکہ نے کہا زبان مین سوزن دو سوزن اپنے پاس سے دی ابلاغ نے سوزن دیکر ہتھکڑیان بیڑیان پہنین ملکہ نے سر زنجیر کو تھام لیا ابلاغ کو لیکر چلین زنجیرین ہلاتا ہوا مشتاق وصل ہر مرتبہ چاہتا ہی قدمونپر گرون گرد پھرون اسطرح سے ملکہ لیے ہوئے ابلاغ کو طرف لشکر اسلام کے چلین کہ صحرا سے گرد اُڑی گلاغ فیل سر بارہ ہزار ساحرونکی جمعیت سے جلدی جلدی آتا ہی کلاغ نے

دور سے دیکھا کہ زنجیر ابلاغ ہاتھ میں ملکہ آزاد صنوبر قد کے ہر لیے ہوئے جاتی ہین تمام
فوج کو اشارہ کیا کہ صاحبو تم دیکھتے ہو کہ میرے بھائی کو کس ذلت سے لیے جاتی ہی شہنشاہ
نے کہا تھا کہ راہ مین ملیگا اُنکا گھسنا کرسی نشین ہوا چہار جانب سے گھیر لو جانے نہ پائے
بارہ ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر جھپٹے ملکہ نے پکار کر آواز دی او ملعون کیون گھبراتا ہی بہ کمکر
گولہ مارا گولہ جو پھٹا کئی سو ساحر مر کر گرے کلاغ نے پڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہ ہائے
آتش مین ملکہ چھپ گئین بعد چند ساعت کے مثل برق تڑپ کر نکلین کلاغ پر چلین اب
کلاغ نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر نشتر مارا چند قطرات خون نکلے ہاتھ مین لیکر ملکہ پر
پھینک مارے ملکہ کے جسم پر آبلے پڑ گئے لہرائین تیغہ کھینچکر کلاغ دوڑا کہ سر کاٹ لون
اب مہلت نہ دون ملکہ نے اُس گھبراہٹ مین کہ قطرات خون جو جسم نازک پر پڑے دم گھبراتا ہی غش
چلا آتا ہی جلدی مین لوح جھولی سے نکالی سامنے کلاغ کے چمکا دی کلاغ نے ایک
چیخ ماری آنکھون کو ملتا ہوا بھاگا دور جا کر کھڑا ہوا عکس جو لوح کا ملکہ پر پڑا سحر اِسکا اُترا
جوش وخروش مین لشکر پر کلاغ کے جا پڑین سحر کرنے لگین بجلی کان سے اُتار کر پھینک
ماری برقین تڑپنے لگین جسپر برق گری تڑپ کر خاک ہوا کلاغ الگ سے سحر کر رہا ہی
لوح کے ڈر سے قریب نہین جاتا کہ اگر لوح چمکا دے گی سحر فراموش ہوگا دریائے حسرت
کا جوش ہوگا ملکہ لڑ رہی ہین کلاغ جب سحر کرتا ہی کبھی بدن پر آبلے پڑے کبھی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ چہرہ اُداس عالم یاس کلاغ گھبرا رہا ہی کہ کیا کرون ملکہ جو بڑھ بڑھکر لڑین کلاغ نے
ابلاغ کو رہا کر لیا دونون مل ملکر سحر کر رہے ہین ملکہ ساحرون مین گھر گئین بیچ مین مثل ماہ
تابان جسپر جا پڑین اُسکو مارا کلاغ وابلاغ جب ملکر سحر کرتے ہین ملکہ حیران ہوکے سمٹ
جاتی ہین یہان جو عرصہ ہوا صاحبقران نے گھبرا کر فرمایا اے صاحبو آزاد پلٹ کر
نہین آئین ایسا نہ ہو تا بہ قلعۂ بطلیموس جائین وہان جا کر خدا نخواستہ پھنسین تو مشکل
کی بات ہی ملکہ اسرار شعلہ زن سو دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلین منقل تاجدار
بھی چلا اب تو ہر ایک کو حوصلہ ہوا سب جادوگر چلے اُسوقت آ کر پہونچے کہ ملکہ بیچ مین بارہ ہزار
کے گھری ہوئی ہین کلاغ وابلاغ نے آگ برسا دی ہی نعرہ کر کے اسرار شعلہ زن گری

زان جادوگرون کو روکا ملکہ آزاد صنوبر قد ابلاغ پر جا پڑین ابلاغ نے تیغہ مارا ملکہ نے
خالی دیکے نیمچہ ہلالی مار دیا ابلاغ کو جہنم مین بھیجا کلاغ غلغلہ کرتا ہوا کہ او آزاد تو نے بڑا
غضب کیا ایسے شخص کو مارا کہ جو سیرافوت بازو زینت پہلو تھا کلاغ نے پلٹ کر اسرار
سے مقابلہ کیا اسرار نے کئی سحر کیے کلاغ نے دفع کرکے سر ہلایا زمین پر ایک دو ہتھڑ
مارا اسرار شعلہ زن لڑکھڑا کر گری کلاغ نے دیکھا ساحرونکا تانتا بندھا ہوا ہے جو آیا وہ
دوسری باچاری سے آکر پہونچا کلاغ گھبرا گیا اور اسکو ڈر یہ پیدا ہوا کہ طلسم کشا نہ آجائے اسرار
کی کمر مین پنجہ دیا ساحرون سے اشارہ کیا نکل چلو اسرار کو لے بھاگا جب یہ بلند ہوا
آزاد نے گھیر کر ساحرون کو مارا کچھ فریاد کرتے ہوے شریک ہوے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ کلاغ اسرار کو لیگیا بڑا اقلق ہوا لشکر کو سمیٹا کہا صاحبو ایک ساحر تم مین سے خدمت
مین صاحبقران کی جائے مین براے رہائی اسرار جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ لطلیموس اسے
قتل کرڈالے منقل سے کہا تم فوج لیکر جاؤ منقل نے کہا مین نہ جاؤنگا محبوب پریچہرہ
سے کہا ہر سردار نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلینگے اگر آپ گئین اور کوئی اُفتاد پڑی بادشاہ
طلسم سے مقابلہ ہے اگر آپ گرفتار ہو جائین تو ہم صاحبقران کو کیا جواب دینگے ہم سب آپ کے
ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا ؏ ہرچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست + لوح کا رہنا بھی ہمارے پاس بہتر
نہین ہر ایک کو لوح دے بھی نہین سکتی قصد کیا خود چلون کہ صاحبقران زمان آکر پہونچے
ملکہ نے امیر سے سب حال کہا امیر نے فرمایا آپ لوگ قصد نکرین پھر آخر طلسم پر جانا ہوگا
اسرار کو خدا کے سپرد کیا صاحبقران تو اُسی مقام پر ٹھہرے سب لشکر اُسی منزل پر آگیا امیر
نے لوح گلے مین پہنی منظور یہی کہ براے فتاحی مرحلہ جات جاؤن لیکن لطلیموس تخت پر
بیٹھا تھا کہ کلاغ اسرار کو لیے ہوے پہونچا تمام کیفیت بیان کی زبان مین اسرار کی
سوزن دوی مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا اسرار نے دربار کفر بدار لطلیموس کو
دیکھا سب سردار جمع ہین صلاحین براے گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہین اسرار نے سلام
بھی نکیا لطلیموس بہت بگڑا پکار کر آواز دی کیون او اسرار تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا
بی آزاد معشوقۂ طلسم کشا بنکر بیٹھین اسرار نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر لطلیموس نے

حکم کیا کہ لیجاکر قید کرو اسرار شعلہ زن اُس قید خانے مین آئی کہ جہان نہنگ بیدار بخت
قید ہی نہنگ نے ملکہ اسرار کی تعظیم کی کہا ای ملکۂ عالم تمنے لشکر طلسم کشا دیکھا اسرار
نے کہا بہ عنایت پروردگار لشکر صاحبقران اوج پہ ہی سب ساحران کامل جمع ہین نہنگ
نے کہا ای ملکۂ عالم مین بلا وجہ قید ہوا ملکہ آزاد صنوبر قد کا جو مین نے تذکرہ کیا اسپر بادشاہ
بہت بگڑا اسی پر فساد ہوا اور ساحر بھی اُٹھے مین نے دس پانچ ساحر قتل کیے لطلیموس
نے خود مجھکو گرفتار کیا اور رشیر وزیر بھی بگڑے ہوے ہین کیا عجب ہی کہ اُسکا بھی کچھ ظہور ہو
ملکہ اسرار نے کہا نہ گھبراؤ ہم بھی یہان آکر قید ہوے انشاء اللہ تمھاری بھی رہائی ہوگی یہ
دونون فکر مین ہین لطلیموس نے کلاغ سے کہا تمنے طلسم کشا کو کہان چھوڑا کلاغ نے کہا
مین لشکر تک نہین پہونچا راہ مین مقابلہ پڑ گیا غلام وہانتک نہین پہونچا اسی فکر مین چلا تھا
کہ راہ مین یہ معرکہ پڑا لطلیموس نے کہا یارو تم اسقدر سردار جمع ہو نہین ہوسکتا کہ اب
طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ اگر مابدولت نے خود تکلیف کی تو تم لوگ بدنام ہوگے کہ اتنا بڑا
بادشاہ خود سحر کرنے گیا ورنہ ابھی جاکر زمین ہلادون لوح چھین لون طلسم کشا کو پکڑ لاؤن
اظہار شعبدہ باز ایک ساحر زبردست اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شاہ یہ خیال خام اور
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے آپ تو کیا ہین اگر سامری و جمشید قبر سے اُٹھکر آئین تو
طلسم کشا سے آنکھ نہ ملا سکین لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہی صاحب اسم اعظم اُسپر سحر تاثیر
نہ کریگا لطلیموس نے کہا تو بلا وجہ بول اُٹھتا ہی بات نہین سمجھتا مابدولت نے کیا کہا ہزارہا
شعبدے کرون اس تدبیر سے لوح چھین لون کہ دیکھنے والے حیران ہو جائین اظہار نے
کہا آپ بادشاہ ہین جو فرماتے ہین بجا ہی طلسم کشا پر اب زور چلنا ممکن نہین لطلیموس
نے کہا نمکحرام ملگئے نمکحرامون نے غدر ڈالدیا طلسم کشا کی رہبری کی ورنہ سالہا سال تک
طلسم کشا تلاش لوح مین رہتا کیا مجال تھی کہ یون ہی بے منت خلق لوح پا جاتا اظہار نے
کہا حضور بجا ہی کون نمکحرام ملا سبکے پہلے آپ کی صاحبزادی مل گئین لطلیموس کو نہایت
ناگوار ہوا کہا اُس گیسو بریدہ کا نہ نام لے مجھپر طعن کرتا ہی ابھی مشکین بندھوا کر اتنے کوڑے
مارونگا کہ تیری کھال گرجائیگی اظہار شعبدہ باز ساحر عقل مند ہی درست کہکر خاموش ہوا

ہوا الطلیموس اور بانون مین مصروف ہوگیا اکوان فیلدر منیخوار اژدر سوار سرانغ منیخوار
جمشید جرأت پسند میکال سامری نما عزازیل خود پسند سرافیل ہوشمند ان ان سب
سرداروں کو بہت ناگوار ہوا آپس مین ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بادشاہ کی شامت
آئی ہے سردربار بوجہ اتنے بڑے ساحر کو ایسے کلمات کہے اظہار شعبدہ باز شام تک دربار
مین رہا شام کو اپنی بارگاہ مین آیا ڈیڑھ سو دیو سپہ سالار جو اسکے متعلق مین اُنسے کہا یارو
تمنے سُنا کہ آج بادشاہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر مین کچھ اور بولتا تو زیادہ فساد برپا ہوتا
مین اب اُسکو منھ نہ دکھاؤنگا اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو خدمت
مین طلسم کشا کی چلون طلسم کشا نہایت جوہر شناس فلک اساس ہے کیا سردارون
کی قدر کی جو اُسکے سامنے گیا پھر پلٹ کر نہ آیا خدمت مین حاضر ہے ہر شخص عہدۂ جلیل سے
فیضیاب ہوا سب نے عرض کی حضور ہم آپکے شریک ہین اظہار نے ظاہر کیا کہ بھائی اسرار
و نہنگ قید خانے مین قید ہین اُنکو چلکر رہا کرو اُنھین کے ذریعے سے خدمت طلسم کشا مین
پہونچ جائینگے دو سو سردارون نے عرض کی ہم جان و مال سے آپ کے شریک ہین جو
مناسب ہو وہ کیجیے اظہار نے کہا فوج سے دریافت کرو دیکھو اہالی فوج کیا کہتے ہین
افسرون نے کہا حضور ہم اُنکے افسر ہین جو ہم کرینگے وہ بھی ہمارے ساتھ ہین اظہار بہت
خوش ہوا وہ پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے اسباب سحر تیار کیا کمر بین سبھون نے
باندھین بارگاہ سے ساتھ اظہار شعبدہ باز کے نکلے افسرون نے جو اپنی فوج کو اشارہ
کیا سب تیار ہوئے افسرون سے پوچھا ہمارے افسر اعلیٰ کا کیا قصد ہے افسرون نے
بیان کردیا کہ بادشاہ کے سر پر اب سودا سوار ہے کسیکی آبرو کا خیال نہین ہمارے
افسر اعلیٰ کو سردربار یہ کلمہ کہا کہ تجھکو کوڑے مارونگا دو قت ربط و ضبط تھا جب یہ ہو نیا
مناسب ہوا اب چلتے ہین چلکر ملکہ اسرار شعلہ زن و نہنگ بید ارکجنت کو رہا کرتے
ہین بہ عنایت پروردگار خدمت مین صاحبقران کی چلینگے سب نے کہا ہم سب حاضر ہین
دو لاکھ ساحر تیار ہوئے بلوہ کرکے چلے جب سامنے قید خانے کے پہونچے سرافیل نے
کہ نگہبان قید خانے کا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہے یہ رات کو بلوہ کیسا اظہار آگے

بڑھا پکار کر آواز دی ای سرافیل ہوشمندان تمھاری عقل و فطرت کا ایسا شہرہ ہی کہ ہوشمند
ملقب ہوا لطلیموس بڑا بے ادب ہوا سر دربار آج ہمکو کیا کیا کلام کہے جب آبرو نہ رہی
تو کیا لطف زندگی ہی جان دینے پر آمادہ ہین ان قیدیون کو رہا کرتے آئے ہین اگر تمکو بھی
حوصلہ ہو جان دینے پر آمادہ ہین لڑینگے بھڑینگے جان دیگے یا اسرار و نہنگ کو رہا کرینگے
ای برادر خوف کا مقام ہی ہمارے ساتھ جو سلوک کیا اسی طرح اگر تمھارے ساتھ پیش
آئے تو کیا ہو سرافیل اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای برادر میرا بھی یہی قصد تھا مین تمھارے ساتھ
ہون اب یہ دربار رہنے کے لایق نہین ہی صاف صاف کتاب سامری مین مرقوم ہی کہ عمر
طلسم کی تمام ہوئی امروز و فردا مین یہ بادشاہ قتل ہوتا ہی طلسم کشا آیا چاہتا ہی احوال معلوم ہوگا
چند مرحلہ جات باقی ہین وہ بھی فتح ہونگے اب یہ زندہ نہ بچیگا یہ کہکے سرافیل اندر قید خانے
کے گھسا ملکہ اسرار شعلہ زن کو رہا کیا نہنگ بیدار بخت کو بھی چھڑایا اسرار جو قید
سے چھوٹی قید خانے سے باہر نکلی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نہنگ بیدار بخت
کو اپنے ساتھ لیا اظہار شعبدہ باز آگے بڑھا ہوا قریب طلایہ پہونچا شبدیز بلند رکاب
طلایہ دے رہا تھا شبدیز نے مرکب بڑھایا پکار کر آواز دی رات کا وقت ہی یہ کون آتا ہی
اظہار نے بڑھکر جواب دیا ای شبدیز منھ زوری نکر دیا تو ہمارے ساتھ چلو یا سامنے
سے ہٹ جاؤ ہم قیدیون کو لیے جاتے ہین سرافیل ہوشمندان بھی ہمارے ساتھ ہی
شبدیز نے کہا بھائی مین بھی اسی فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر طلسم سے نکل جاؤن اپنے
کو خدمت طلسم کشا مین پہونچاؤن بارہ ہزار جوانون سے شبدیز بھی ساتھ ہوا اب تین
لاکھ ساحر افسران مذکور طرف پھاٹک کے جاتے ہین پھاٹک پر فرعون زنجیر دو پیچ نگہبان
ہوا اسنے آواز دی کون آتا ہی اظہار نے بڑھکر جواب دیا ہمنے شاہ کی نوکری چھوڑ دی اب
طلسم سے نکلے جاتے ہین فرعون نے بڑھکر گولہ مارا ملکہ اسرار نے بڑھکر گولہ کاٹا
نہنگ اکڑتا ہوا بڑھا کہا ذرا میرا تماشہ دیکھیے پھاٹک پر تلوار چلنے لگی فرعون کے
بھی تین لاکھ ساحر ہین دو نون لشکر آپس مین ملگئے سحر کا ہنگامہ گرم ہوا اسرار نے بڑھکر
ہزارونکو مارا نہنگ نہنگانہ لڑ رہا ہی دو دو ساحرونکو ٹکرا دیا جب سحر کیا ہزار دو ہزار

لاشہ گرا اسرار شعلہ زن نے آگ لگادی چمک چمک کر لڑ رہی ہی سرافیل ہوشمند ان
سحر خوانی مین مصروف اِس فکر مین ہی کہ پھاٹک کھولون لڑتا ہوا اسکو نکال لیجاؤن مگر
فرعون تو فوج مین ڈوبا ہوا لڑ رہا ہی سرافیل ہوشمند ان قریب پھاٹک کے پہونچا
دس بیس کو مارکر پھاٹک کھولا دیکھا ایک خندق خون سے بھری ہی شعلہ ہاے آتشین
بھڑک رہے ہین خون جوش مار رہا ہی جس ہر قطرہ مگر اجلگیا کئی ہزار ساحر جلے سرافیل نے
بڑھکر سحر کیا گولہ پھینکا شعلہ ہاے آتش نے طمانچہ مار دیا برابر سرافیل کے پانوُن کے آکر
گولہ گرا قریب تھا کہ پانوُن زخمی ہون مگر پانوُن کو سرافیل نے بچایا دوسرا ترنج مارا ترنج قریب
سینے کے آکر پھٹا سرافیل لڑکھڑایا قریب تھا بیہوش ہوکے گرے آواز دی ای برادر مجھکو
رو کو ہنگ نے بڑھکر سرافیل کو سنبھالا دونون ملکر سحر کرنے لگے جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا
جو جادوگر جل جلکر خندق مین گرے تھے مچھلیان سرخ پیدا ہوئین گوشت اُن آدمیون کا
کھا گئین اسرار لڑتے لڑتے قریب خندق کے آئی سرافیل نے کہا ای ملکہ عالم یہ آگ راستہ
نہین دیتی اسرار نے سر اُٹھایا طرف بلندی کے دیکھا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا تھا
مُنھ سے انگارے آگ کے گراتا تھا اسرار نے پکار کر آواز دی ای طاؤس سیاہ رو آتش جولی
کو موقوف کر ہمارے ساتھ تو بھی چل اِس ظلمت کدہ خرابی سے نکل سردارون کی آبرو
کا پاس کر بطلیموس کچھ نہین کر سکتا کیون علامت پر آفت برپا کر رہے ہو بڑے بڑے ساحر
نکل کر آئے ہین آفتین برپا کرینگے لڑ بھڑ کر نکل جائینگے تمھاری ہی شامت آئیگی طاؤس نے
ایک چیخ ماری اپنے کو خندق مین گرا دیا اب تو خندق سے پچکاریان چلنے لگین اسرار
نے دیکھا ایک طائر سرخ رنگ مقام پر طاؤس کے آبیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہی
آواز ہر مرتبہ دیتا تھا

نظم

وصل کی شب اُسطرف عشوہ گری تھی ناز تھا — بیقراری سے اِدھر بسمل دل جانباز تھا
اضطراب دل کا باعث جب تمھارا ناز تھا — نالہ راحت مین فرشتون کے خلل انداز تھا
دیکھتے ہی جسکو موسیٰ طور پر غش کر گئے — ایک وہ برق جمال یار کا انداز تھا
ہجر مین ہمنے تڑپ کر جان دے دی اُف نکی — اب تو دیکھا آپ نے جو وادی جانباز تھا

دیکھیے تاثیر سارے حرف اُسکے اُڑ گئے
اللہ اللہ آج اپنا دشمن جان ہی وہی
کانپ جاتے تھے فرشتون کے کلیجے عرش پر
زندہ مردے مردے زندہ تھے دم رقص صنم
سیکڑون زندہ ہوے جس سے ہزارون مر گئے
کل فلک پر آپ کو کوندے کا شک جسپر ہوا

مندرج جس خط مین شوق دلکا میرے راز تھا
مثل دل پہلو مین کل تک جو بُت طناز تھا
ہجر مین نالہ ہمارا رعد کی آواز تھا
پائون کے رکھنے اُٹھانے کا عجب انداز تھا
تیری آنکھون مین کبھی جادو کبھی اعجاز تھا
یہ شرر سرکار آہون سے شرر انداز تھا

اسرار نے آواز دی او لعل جادو کیون دیوانہ ہوا ہی اب مارا جائیگا دیکھہ جسطرح طاؤس سیمرد نے طرح دی اُسیطرح تو بھی اپنے کو بچا ورنہ قتل ہوگا لعل نے مُنھہ سے کچھہ گرایا خندق مین خون کی جو پہونچا پچکاریان چلنے لگین جسپر پچکاری پڑی جلکر خاک ہوا کئی ہی ساحر وہان مارے گئے جب تو اسرار نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا ایک زاغ کاٹ کر خندق مین پھینکا خندق سے ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا طرف طائر سرخ کے چلا طائر نے بلند ہو کر ایک چیخ ماری کہ ای بادشاہ طلسم جلد آ و بطلیموس پڑا سو رہا تھا کہ کان مین آواز طائر کی آئی ہوش اُڑ گئے کہ قلعۂ طلسمی پر کیا ہنگامہ پڑا کہ طائر آواز دیتا ہی دوڑا ہوا باہر آیا کہا ارے یارو خبر تو لو قلعۂ طلسمی پر کیا آفت ہی کہ طائر طلسمی چلا رہا ہی یہان سے تو لوگ چلے برائے دریافت حال وہان زاغ اسرار کا برابر طائر سرخ کے پہونچا کائون کائن کرتا ہوا طائر کو لپٹ گیا منقار سے سر دبایا پنجون سے پیر پکڑ کر چیر کے پھینکدیا اور پھر وہ زاغ خندق مین گرا ہمراہیان اسرار نے دیکھا کہ آگ اور وہ پچکاریان موقوف ہوئین پل تختہ خندق پر پڑا ہوا اسرار اُس پار اُترین صرافیل نے پلٹ کر ساتھہ والون کو آواز دی یارو نکل آؤ کسیکے مُنھہ سے نکل گیا کہ فرعون روکے ہوے ہی کیونکر آئین یہ آواز سنکر ملکہ اسرار پلٹین آواز دی او فرعون کیون قضا آئی ہی ہٹ جا سامنے سے ورنہ مارا جائیگا فرعون بڑے زور وشور سے لڑ رہا ہی دریاے خون مین نہایا ہوا جسپر جا پڑا اُسکو مارا ملکہ اسرار کی آواز سنکر پلٹ پڑا اسرار پر گولہ مارا اسرار نے اُسی گولے کو روک کر پکار کر آواز دی ای قتال خونریز اس بھیا کو لینا جانے نہ پائے یہ کہکے گولہ مارا فرعون

پیچھے نہ ہٹ سکا کسی نے گردن پکڑ کے سر آگے کر دیا گولہ سر پر پڑا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا گر گھرا کر
گرا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہوئی آواز آئی کشتی سرانام من فرعون
زنجیرہ پیچ بود یہ آواز جو اِنکی ساحرون نے سنی سر پیٹتے ہوے بھاگے کہ چلکر شاہ کو خبر کرین
یہان سرداران مذکور قلعے سے باہر نکلے ملکہ اسرار نے ایک تخت تیار کیا نہنگ بحر شجاعت بیداد
و سرافیل ہوشمندان دشبدیز بلند رکاب واظہار شعبدہ باز وغیرہ کو تخت پر لیا فوج
سے کہا ساتھ چلے آؤ سبھون نے بڑھکر چاہا تخت کو ہم کاندھا دین اسرار نے منع کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا سب جادوگر پیچھے پیچھے بازو لبط و قر قرون پر سوار ہوے مثل آندھی کے لشکر
چلا یہان لطلیموس منحوس بلکہ نکمی جوس دربار گاہ پر کھڑا چیخ رہا ہے ارے خبر تو لاؤ کہ اُدھر
سے بھاگے ہوے ہمراہیان فرعون آتے تھے سامنے لطلیموس منحوس کے آئے فریاد
کرنے لگے سب سردارون کے نام لیے کہ فلان فلان سردار لڑ بھڑ کر نکل گئے لطلیموس
نے پلٹ کر کہا ارے کوئی ایسا ہے کہ اِن نمکحرامون کو لائے یہ جو چلا کر لطلیموس نے کہا
سُرخاب خوک پیکر کھڑا ہوا تھا کہا ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو ابھی اِن سبکو لاؤن نمکحرامونکو
نکل جانیکا مزا ملے ایسے شاہ سے باغی ہوے لطلیموس نے چار لاکھ فوج کو حکم کیا
سُرخاب خوک پیکر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات مناسب ہے کہ جس مقام پر
لشکر اُترا ہے اور تخت رتال کا بچھا ہے تخت کو ہٹاؤ فرش دور کرو ایک تختہ سنگ ملیگا تختہ
سنگ اقوت صاحبقرانی ہٹاؤ انشاء اللہ وہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب مین داخل ہوکر
قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جس سے ملاقات ہو اُس سے مقابلہ کرنا دمبدم لوح طلسمی
پر نظر رہے صاحبقران یہ حکم دیکھکر بطور مذکور داخل نقب ہوے جب نقب سے باہر
نکلے صحرائے ریگستان مین پہونچے بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہوا تیز و تند چل رہی ہے
ہوائے گرم جو جسم صاحبقران کو لگی لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا یہ سحر صبائے جادو
کا ہے جب گرمی زیادہ معلوم ہو لوح کو بجائے سپر چہرے پر رکھو ہوائے سرد کے جھونکے جسم کو
لگینگے امیر نے لوح کو بجائے سپر چہرے پر کھینچا خنکی حاصل ہوئی روا روی کر کے چلے قریب

ایک کوہ کے پہونچے دیکھا بالاے کوہ دہسوپ مین ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی پنکھا جھل رہی ہی یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے للکارا کہ او صباے جادو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صبا نے جو امیر کو دیکھا زور زور پنکھا جھلنے لگی آندھی اس زور سے چلی کہ نخل اکھڑ اکھڑ گرے زمین کانپی صاحبقران ایک گوشے مین ہوگئے ہوا موقوف ہوئی صاحبقران گھاٹیون کو طی کر کے برابر صبا کے پہونچے صبا نے وہی پنکھا پھینک مارا امیر نے اُسکو تلوار سے قلم کیا کئی ٹکڑے صبا نے امیر پر پھینکے جب کوئی مطلب حاصل نہ ہوا چلا کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ایک جوان زنگی حاضر حاضر کہتا سامنے آیا تلوار صبا کے ہاتھ مین دی صبا نے وہی تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ صبا کے دو ٹکڑے ہوے آواز بلند ہوئی کُشتی مرا نام من صباے جادو بود امیر صبا کو مار کر پہاڑ سے اُترے تھوڑی دور چلے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ای طلسم کشا مجھے بچائے صاحبقران نے دیکھا ایک زنگی زنگن کو قتل کیا چاہتا ہی زنگن پکار رہی ہی کہ ای طلسم کشا مجھے بچائے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا عبارت غور سے پڑھی بعد دریافت حکم لوح اُسکو للکارا کہ او زنگی سیاہ رو کیا کرتا ہی اِس غریب کو قتل نکرنا صاحبقران برابر پہونچے زنگی چھاتی پر زنگن کی سوار تھا چیا ہا خنجر گلے پر رکھے امیر نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا دونون کو قتل کیا آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات آدم خوار بود آگے بڑھے لوح کو ملاحظہ فرمایا حکم سے آگاہ ہوے سامنے کوان تھا کو مین پہاڑ سے بعد عرصہ دراز کے زمین پر پانون قایم ہوے دیکھا ایک نخل سرسبز اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہوے اپنی دُھن مین زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر کلان اُچک کر شاخ بلند پر آیا یہ اشعار پڑھنے لگا النظم

اس ہماے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا
حق جو پوچھو تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا

ہوش اُڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلونکی فکر سے صیاد غافل ہو گیا

گرمیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہو گیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا گھر کا گل ہو گیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ — شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہو گیا
حُسن معنی نے کیا صورت سے آدم کی ظہور — سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ دل ہو گیا
قطع ہو جاویگی گامِ چند مین سختی راہ — خضر ہی جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا
نکہت زلف اُس پریکی جو کبھی لائی صبا — حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا
شب کو دم دیدے کے لیجاتا ہی کوے یار مین — مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرادل ہو گیا
جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار — نیم بسمل رہگیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا
شاعرون مین کوئی آتش سا نہوگا حُسن دوست — خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

اُس طائر نے اس طور سے زمزمہ سرائی کی صاحبقران بہ دل متوجہ ہوے اشعار کا مضمون سمجھتے جاتے ہین فرماتے ہین کیا خوب کسینے تعلیم کیا ہی طائر اُڑ اُڑ کر گرد سر صاحبقران کے چرخ مارنے لگا صاحبقران کو بے انتہا سینہ آیا قصد کرتے ہین کہ طائر مجھ تک آئے تو مین گرفتار کرون کیا تدبیر کرون پشت پر ایک نخل تھا آواز آئی ای طلسم کشا ہوشیار رہو زنبیل مار کر طائر بلند ہوا اور طائر انکے تعاقب مین چلے امیر کی نگاہ جو لوح پر پڑی یہ نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا طائر کی زمزمہ سرائی پر توجہ نکرنا سینے پر اسکے ایک دھبہ سیاہ جو معلوم ہوتا ہی اگر اسپر تیر مارا اور تیر سیاہ دھبے پر پڑا تو بہتر ورنہ لوح قبضے سے نکل جائیگی امیر نے بہ جلدی تیر بحر کمان مین پیوست کرکے اُسی دھبے پر تاک کے مارا تیر مقام مذکور پر پڑا وہ طائر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی امیر نے چاہا پلٹون کہ اور طائر جلنے لگے طائر نے تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگال جادو بود دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہی لاش پر ایک لات ماری لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا یہ جو خبر طائر دیگیا اشراق جنی تمھارا دوست تھا اب عمران جادو سے مقابلہ ہی بالاے کوہ جاؤ صاحبقران بالاے کوہ آئے عمرو کی نی نوازی کی صدا کان مین آئی مثل گُل شگفتہ ہو گئے کہ ہمارا یار وفادار کہین نی بجا رہا ہی اُس صدا پر متوجہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا آواز قریب آتی جاتی ہی امیر تو اُس صدا پر جاتے ہین وسط باغ مین اگر دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ برہنہ پڑا ہی اور عمرو بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی امیر نے پکار کر آواز

دی ای یار وفادار ای مونس و غمگسار تم یہان کہان عمرو نے جو امیر کو دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا قدمونکو بوسے دیے وجد مین آگیا کہتا ہی ای شہریار بعنایت پروردگار کہ مین نے آپ کو دیکھا امیر نے فرمایا برائے خدا کچھ ہوشربا کا تو حال بیان کرو عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شہریار بڑا طلسم وسیع ہی افراسیاب ایسا ساحر نگاہ سے نہ گذرا تھا آج مین صبح کو برائے بالا دوی لشکر سے نکلا یہ جو جادوگر پڑا ہی یہ مجھکو اُٹھا لایا کہتا تھا تیرے آقا نے بڑے صدمے پہونچائے مین نے بعنایت خدا عیاری کر کے اِسکو مارا اب حیران ہون ہوشربا مین کیونکر پہونچون نہین معلوم افراسیاب کیا قیامت برپا کریگا اسی حیرانی مین دل جو گھبرایا تو بجانے لگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ سرحد طلسم لطلیموس ہی مین اِسکو فتح کرتا ہون تم میرے ساتھ رہو طلسم فتح کر کے کسی ساحر کی معرفت بھجوا دونگا عمرو نے کہا حضور طلسم لطلیموس مقام سخت ہی افراسیاب کی زبانی سُنا تھا آپ نے لوح پائی امیر نے فرمایا مرحلے بھی فتح کیے بعنایت پروردگار اب بادشاہ طلسم کا سامنا ہوگا عمرو نے کہا مجھے یقین نہین پڑتا کہ آپ نے لوح پائی ہو امیر نے فرمایا میرے پاس موجود ہی عمرو نے کہا مین دیکھون بعد مدت یار وفادار کو پایا امیر نے لوح گلے سے اُتاری عمرو کے ہاتھ مین دینے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار برائے خدا لوح نہ دیجیے گا امیر نے ہاتھ روکا عمرو نے ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار کوئی غول بیابانی پکارتا ہی امیر نے پھر ہاتھ بڑھایا کہ لوح دون عمرو بھی لپٹا جاتا ہی کہتا ہی لوح دیکھون تو کہ امیر نے دیکھا سامنے سے اشراق دوڑتا ہوا آتا ہی کہتا ہوا کہ برائے خدا لوح نہ دیجیے گا لوح اسکے سر پر رکھدیجیے امیر نے جب اشراق کو دیکھا پایا تو لوح دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا لوح اسکے سر پر رکھدی لوح جو جسم سے ساحر کے مس ہوئی ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اشراق نے کہا ای شہریار غضب ہی کیا تھا غلام ہر مقام پر ساتھ رہا جانتا تھا کہ عمران جادو زن مکارہ ہی بضرور کچھ فتنہ کریگی خدا نے بچلیا اشراق نے کہا غلام جاتا ہی اکناف طلسم کی خبر کے لیے کہ لطلیموس نے کیا کیا یہ کہکر اشراق روانہ ہوا صاحبقران پہاڑ سے اُترے لیکن اسرار جادو مع ساحران مذکور دو منزل پر آکر اُتری سب ساحر تھکے ماندے تھے رات ہو چکی تھی اُسی مقام پر مقام کیا

صبح کو اسرار نے قصد کیا ہی کہ تخت پر سوار ہون لشکر والے کمر بندی کر رہے ہین علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی سرخاب خوک پیکر مقابلے مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگی چہار طرف لشکر اترا اسرار و شبدیز وغیرہ اتر پڑے دن بھر مین سب ساحر اسکے آکر جمع ہوئے شام کو طبل جنگی بجوایا اسرار نے بھی خبر سنکر نوازش طبل کا حکم دیا رات کو تیاریان ہونے لگین اسرار نے کہا مین طلاے پر جاؤن شبدیز اٹھ کھڑا ہوا عرض کی کہ آپ بادشاہ لشکر ہین آپ کی خدمتین ہمارے متعلق ہون غلام جانباز یہ کام کرے ملکہ اسرار نے قبول کیا شبدیز دس ہزار سوارونکو لیکر طلاے پر آیا حفاظت کرنے لگا سرخاب خوک پیکر نے زرحاب اپنے بھائی کو طلاے پر بھیجا یہ بھی کہدیا کہ اے زرحاب جادو ایسا نہ ہو سردار نکل جائین تو بادشاہ کے سامنے بڑی ہی حقارت ہوگی زرحاب بیس ہزار جادوگر لیکر طلاے پر آیا شام سے صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی بازار ترازان و ترافان مین پھر رہا ہی پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی کہ ادھر سے زرحاب نے گیندا بڑھایا ادھر سے شبدیز بڑھا یہ اپنے لشکر کے کنارے پر وہ اپنے لشکر کے کنارے پر زرحاب نے پکارا او شبدیز بھاگ کر یہان آیا اب بھائی صاحب کیا تجھکو زندہ چھوڑینگے شبدیز نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی زرحاب اپنے سحر کے زور مین جا پڑا دس ہزار و بیس ہزار دونون طرف کے ساحر بڑھکر بلند گولہ ترنج و نارنج چلنے لگا شبدیز لڑتا ہوا گھوڑے کو بڑھا کر قریب زرحاب کے پہونچا للکارا او نامرد کہان جاتا ہی زرحاب نے گولہ مارا شبدیز نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا اسی گولے پر اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا سینے پر زرحاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا زرحاب جو مارا گیا شبدیز گھوڑا بڑھاے ہوے جادوگرونکو قتل کرتا ہوا آتا ہی جب گولہ مارا سینہ پر ... کے سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی ہزار جادوگر مارے زرحاب کا لاشہ لیکر چند کس بھاگے غلغلہ جو ہوا سرخاب اٹھ بیٹھا کہ اسکے کان مین مرنیکی زرحاب کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا کہ ارے زرحاب کو کسنے مارا چند کس بالازم دوڑے ہوے آئے عرض کی زرحاب طلاے پر گیا تھا آپس مین تکرار ہو کر تلوار چلی شبدیز نے زرحاب کو قتل کیا اب ان

سب نے شکست کھائی ہوگی لشکر بے سردار چھوڑکر آئے ہین لاش تلاش کرکے زرحاب
کی اٹھالائے اب جو ارشاد ہو بجا لائین یہ کیفیت سنکر سرخاب کو نہایت غصہ آیا کہا ان
بھگوڑون نے بڑا سر اٹھایا ان سبکی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے سرخاب اٹھا باہر بارگاہ کے
نکلکر دیکھا ہمراہیان زرحاب بھاگے آتے ہین شبدیز کا مرکب طرارے بھرتا ہوا
بگ دھریان کرتا ہوا قتل کرتا ہوا آتا ہی جب گولہ مارا اسود وسو کو گرادیا سرخاب نے
ڈانٹا او شبدیز ساری بدلگامی بھلادونگا بدولت کو شہنشاہ نے اسیواسطے بھیجا ہی
کہ جاکے سبکی سرکوبی کرو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے آواز دی سارا لشکر کنارے
ہوا سب اہالی لشکر جاگ رہے تھے کمربندی ہونے لگی سرخاب نے گھوڑا طلب کیا
گھوڑے پر سوار ہوا شبدیز کو للکارتا ہوا چلا شبدیز کا سرخاب نے بڑھکر گولہ مارا
سینۂ بےکینہ پر شبدیز کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا اب تو سرخاب مارتا ہوا چلا جب
گولہ مارا اسود وسو کے سینے کو بریاکر نکل گیا ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست
جھومتا ہوا جاتا ہی زمین ہلادی ملکہ اسرار شعلہ زن ونہنگ بیدار بخت وسرافیل
ہوشمندان اپنے مقام پر اٹھکر بیٹھے ہین ایک ایک سے پوچھ رہے ہین ارے یہ کیسا
ہنگامہ ہی کہ شبدیز کے مرنیکی آواز کان مین آئی سرافیل نے منہ پیٹ لیا کہا یار وغضب
ہوا شبدیز ایسا جانباز مارا گیا سرافیل اپنے خیمے سے نکلا ملکہ اسرار آنکھین ملتی ہوئین
باہر آئین ایک طرف سے نہنگ بیدار بخت نکلا تینون سردارون نے آپس مین صلاح
کی ایک کا ایک سے قول تھا کہ لڑائی بگڑگئی سرخاب مع فوج کے آپہنچا اسرار نے
کہا کچھ مقام خوف نہین اگر وہ سیاہ رو بوقت شب آتے ہین خدا چاہیگا تو شکست بھی
کھائینگے یہ کہکر ملکہ اسرار طاؤس پر سوار ہوئین نہنگ بیدار بخت سب کے پہلے روانہ
ہوگیا نہنگ اسوقت پہونچا کہ بدعت سرخاب سے لشکر پامال ہو رہا ہی عجب طرح کا
لشکر کا حال ہو رہا ہی کچھ بھاگے جاتے ہین کچھ آمادۂ حرب وپیکار ہین کہ نہنگ نے نعرہ کیا
بھائیو نہ گھبرانا مین تمھاری مدد کو آپہونچا لشکر کفار کو گھیر لو قدم مردی نہ ہٹاؤ جم کر لڑو
ان تیرہ بختونکو شکست دو نہنگ نے جو یہ آواز دی خون والونکی جان مین جان آئی

یا تو بھاگے جاتے تھے افسر کلا نکی آواز سُنکر دل مضبوط ہوے سرخاب نے پلٹ کر
دیکھا اور للکار کر آواز دی او نہنگ بادشاہ نے تجھکو قید کیا تھا مناسب تو یہ تھا کہ فوراً قتل
کرتے مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر کارد سحر پھینک ماری سرخاب ساحر زبردست
ہی اسکی کارد کب خالی جاتی ہی شانہ نہنگ کا زخمی ہوا فوج والون نے بیچ مین لے لیا
سرخاب بڑھتا چلا آتا ہی چاہتا ہی قتل کردن ساتھ والے بچار ہے ہین بکر پامال کرتا ہوا
آتا ہی کہ سرافیل ہوشمند ان کا نعرہ ہوا سنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ نہنگ بیدار زخمت
زخمدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہی سرخاب تعاقب کیے ہوے ہی سرافیل نے للکارا او نامرد مردان
عالم سے مقابلہ کر زخمی پر کیا جاتا ہی سرخاب پلٹ پڑا سرافیل و سرخاب سے سحر
چلنے لگا دونون لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ سرافیل معروف جانبازی سرخاب نے
جب سحر کیا وش ہش کو مار ابھر آگے بڑھا للکارتا ہوا یا شیدای مسلمانان میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاؤ گے چند بارگاہین جلا دین خیمے پھونک دیے سرافیل کی فکر مین جاتا ہی کہ
سرافیل ایک مقام پر اڑ رہا ہی چند ساحرون نے جو بلوہ کیا سرافیل ادھر پلٹ پڑا
سرخاب سے غافل ہوا سرخاب نے پشت پر سے سحر کیا برق جو کڑک کر گری سر سرافیل
کا زخمی ہوا ملکہ اسرار کے کان مین آواز آئی کہ سرافیل زخمی ہوا اظہار شعبدہ باز کف
افسوس ملنے لگا کہا ملکہ اسرار سرخاب بڑا ساحر زبردست ہی دربار شاہ طلسم مین اسکی بڑی
دھوم ہی ہم لوگ بھی جان دینگے مگر اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے اظہار یہ کہتا ہوا بڑھا سرخاب
نے جو اظہار کو دیکھا پکار کر آواز دی او اظہار تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اب کہان
جائیگا تم سبکی مشکین باندھکر بھجواؤنگا اظہار بھی ساحر زبردست ہی مرکب بڑھا کر جا پڑا
اسرار نے دور سے دیکھا کہ اظہار شعبدہ باز بڑے لطف سے لڑ رہا ہی جو سحر سرخاب نے
کیا اظہار نے بسہولت اسکو دفع کر دیا اپنا سحر کیا سرخاب لہرایا جاتا ہی لیکن سحر کرنے
مین مصروف ہی آخر تلوار کھینچکر اظہار پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی سرخاب نے
ایک مقام پر گھر کو بتا کر ہاتھ کو گردش دی مٹھی سے ایک طائر بھی چھوڑا طائر کو دیکھکر اظہار
کے ہوش اڑے طائر کے دفع کرنے مین متوجہ ہوا تھا تلوار کا پڑا کہ سر اظہار کا بھی زخمی

ہوا اظہار شعبدہ باز پیچھے ہٹا تلوار کھینچکر سرخاب بڑھا کر سر کاٹ لون ملکہ اسرار نے یہ اسرار دیکھے بیقرار ہو کر جا پڑین للکارا او ظالم کوئی زخمی کا پیچھا کرتا ہی دو گھڑی کا مل سرخاب و اسرار سے سحر چلا تھا کہ ستارۂ سحری ہنکام اڑتے اڑتے سرخاب نے نعرہ کیا او اسرار دیکھ بادشاہ آئے ہین اسرار نے دیکھا حقیقت مین ایک ابر مرداریدنگار بڑے زور و شور سے اٹھا ہی موتی برستے ہوے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طاؤس نیر ابر یہ قدرت پروردگار کے سامان ایک طاؤس کلان رقص کرتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا **نظم**

اسقدر رد لگو نکرای بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس لیے تو پوشاک سیاہ
پائی مانگے نہ کبھی نرچھی نگہ کا مارا
دل کا فر سے ہی چشم بت بیباک سیاہ
یار سے وعدۂ فردا ہی عجب کیا اسکا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہی ترا سا دل صد چاک سیاہ
نظر آیا ادھر آنکھون سے اُدھر غائب تھا
اسپ مشکی ہی یہ آہوے چالاک سیاہ
کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون قاصد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ
جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے تو
کو سون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

طاؤسان زرین بال کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی سرخاب پکارتا ہی اب شاہ آ گئے ای اسرار و اظہار اب کیونکر بچو گے تمھارے طلسم کشا کہان ہین آ کے تمکو بچائین وہ تو ہزارون کوس پر ہین اسرار طرف اظہار کے دیکھکر گھبرائی کہا ای اظہار اب کیا ہوگا یہ جیسا بڑے زور و شور سے آتا ہی اسکی آمد کا نشان ہی عقل حیران ہی اظہار نے کہا او ملکۂ عالم مرنے کو آئے ہین جان دینگے مرینگے لڑینگے قدم نہ ہٹائینگے اسرار نے کہا ای اظہار طلسم کشا کا یہ قول ہی کہ قضا ایک لمحہ پیشتر نہین آسکتی نہ قضا مین دیر ہوتی ہی انکے قرآن مجید و فرقان حمید مین پروردگار نے فرمایا ہی اسی قول کی پابندی کرو جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اگر اسی ظالم کے ہاتھ سے ہماری موت ہی تو کیا نقصان ہی اطاعت طلسم کشا دلسے کی مطیع اسلام ہوے شکر ہی کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرین تا روز قیامت نام رہیگا کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرے سرخاب کے بھی ہاتھ سے عاجز آچکے تھے یہ کہکر اسرار نے آواز دی ای غازیان دین

دائی مجاہدان تہور شعار وقت جنگ وجدل ہی بادشاہ طلسم آگیا قدم نہ ہٹانا ایک بادشاہ کیا کہ سارا طلسم ہمپر چڑھ آئے تو بھی ہمکو نہین مار سکتا جسکی موت نہین وہ نہ مریگا اور جسکی قضا قریب ہی اگر بھاگو گے تو راہ مین مارے جاؤ گے موت سے کہان بچو گے شاعر کیا خوب فرماتا ہی نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل پہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قدر عنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم مین جو دفن ہیہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس چمن کی ہوائے بہمن ودی
تب ہوا سرو خوش نما پیدا
جب مئے میکشان محفل درد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ نرگس جھکی ہی سوئے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس
ای جوانان ہمت شکن دای

تہور شعاران تیغ زن حم کر لڑو بادشاہ کے اوپر سحر کرو یہ جو اسرار نے پکار کر کہا اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے ساحر و نکے سوے جسم ٹکڑے ہو گئے دنیاے ناپائدار کا رنگ آنکھون کے نیچے پھر گیا لطف زیست نگاہون سے گر گیا جم کر سب کھڑے ہوئے جو زخمدار ہین وہ بھی بڑھے جو صحیح وسالم ہین وہ بھی مشتاق ہین کہ ابرطلیموس پر سحر کرین بڑھ بڑھ کر لڑین یکایک ابر اگر شق ہوا سب نے دیکھا لطلیموس تخت پر سوار تاج شہریاری برسر وچار قبہ شہنشاہی در بر اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا وہین سے للکارا ای نمکحرامو کہان جاتے ہو منم شہنشاہ لطلیموس یہ کہکے تخت سے کود ا ایک گولہ اٹھاکر اس بھیانے مارا کئی ہزار آدمیون کے سر پھٹ گئے اسرار ونہنگ بیدار بخت واظہار شعبدہ باز وغیرہ نے بڑھکر سحر کیے گولے پھینکے قریب لطلیموس کے جو یہ سحر پہونچے لطلیموس نے انگلی سے اشارہ کیا سب سحر رد ہو کر گر پڑے

کل ساحرون نے لطلیموس پر سحر کیے لیکن لطلیموس آنکھ سے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی سحر باطل ہوکر زمین پر گرتا ہی جب خود گولہ مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے دس پانچ ہزار آدمی لطلیموس نے مارے اب تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑا تلوار ہلانا شروع کی جب تلوار ہلائی دو چار ہی کے سر اُڑ گئے اسطرح لڑتا ہوا لطلیموس جاتا ہی سردارون کے مجبور ہوکر قدم اُٹھے بھاگنے لگے قضائے کار اشراق جنی پھرتا ہوا طرف قلعۂ طلسمی کے جاتا تھا کہ جاکر حال دریافت کرون عقاب کی صورت بنا ہوا آسمان پر اُڑتا ہوا آتا تھا یہ معاملہ جو دیکھا اسرار کو تو پہچانا اور سردارونکو دیکھکر حیران ہوا اگر اُلٹا بھاگا صاحبقران پہاڑ سے اُترے ہین کہ اشراق دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا اسرار نے بڑی فوج جمع کری ہی راہ مین اگر لطلیموس نے گھیرا ہی جلد اپنے کو سرکار پہونچائین امیر نے فرمایا ای اشراق میرا مرکب لا مین مرحلہ جات پر پیدل آیا اشراق پھر پلٹا لشکر صاحبقران مین پہونچا اشقر سے پکارکر آواز دی آقا تیرا تجھکو بلاتا ہی اشقر نے اگاڑی پچھاڑی توڑ ڈالی مقبل نے زین کسا لجام دہن مین دی اشراق نے دوڑکر زیر شکم اشقر کے ہاتھ دیا ہر چند اشقر کہتا ہی ای اشراق تو آگے آگے چل مین تیرے ساتھ برابر پہونچونگا اشراق نے کچھ جواب ندیا اشقر کو لیکر بھاگا یہان صاحبقران زیر کوہ حیران کھڑے تھے کہ اشراق اشقر کو لیکر پہونچا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے اشراق نے مثل چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھدیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا اُسوقت اگر صاحبقران پہونچے کہ لطلیموس نے تین چار سحر کیے ہین دس بیس ہزار ساحر مارے کہ صاحبقران اگر پہونچے آتے ہی نعرہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ ذیحشم	منم قاتل کافران جہان	منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رفتم بسنجان پئے گیرودار	پذیرفت تجاب ملعون فرار	ز تیغم گریزندہ نوشیروان
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار	گذر چون بجولان گہ قاف شد	چو در باختر جنگ شد آشکار
زدوم دیو عفریت را در مصاف	بلرزہ فتادند دیوان قاف	جزائر پر از عدل و انصاف شد
شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار	درآنجا چو جاہ و ادب یافتم	سمندون بدبخت گشتہ شکار
		سلیمان ثانی لقب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران گرے اشراق جنی لڑنے لگا صدائے نعرہ صاحبقران سنکر

بطلیموس کے ہاتھ پائوں مین رعشہ آگیا تلوار روک لی سوچنے لگا کہ چلا جاؤن غیرت نے دامن پکڑ لیا کہ ای بطلیموس چلے جانا سراسر حقارت ہی یہ سوچکے بڑھا اڑتا ہوا چلا امیر پر آگ برسائی پانی برسایا امیر لوح چمکا دیتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین سحر کو مٹاتے ہوے چلے آتے ہین بطلیموس نے ایک دو تھپڑ مارا زمین کانپی آگ کا دریا موج مارتا ہوا بڑھا صاحبقران زمان نے لوح کو چمکا کر اشقر کو اشارہ کیا اشقر جیم سے دریا مین پھاند پڑا اگرچہ دریاے آتش ہی ہر ایک شعلۂ سرکش ہی لیکن مچھلیان ہزاروں تشناوری کر رہی ہین اشقر کو لپٹنے لگین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو دریاے آتش ہٹ جائیگا امیر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا ایک دتا ہوا دریاے آتش نابود ہوا امیر باہر نکلے للکارا کہ او بطلیموس منحوس کیون غربا کو قتل کرتا ہی خوف خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ کہکر بڑھے تھے کہ سر خاب کو جو سحر کا جوش آیا تلوار کھینچکر امیر پر جا پڑا الٹی ہاتھ تلوار کے مارے امیر پر شعلۂ آتش گرے تلوارین برسین صاحبقران نے لوح کو چمکا کر ہاتھ مارا کہ سر خاب کے دو ٹکڑے ہوے ایک غبار تیرہ و تار بلند ہوا صدہا طائر پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے تھے کہ ہاے ہمارے آقا کو مار ا کیا افسوس کی بات ہی بطلیموس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مثل برگ بید کانپا پھر سوچا کہ بہرے عجائب و غرائب مین طلسم کشا پھنسے گا ایک گولہ طرف صحرا کے مارا دیکھا صاحبقران لڑتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا ملکہ بہار جادو مع چند کنیزون کے دست و دائرہ بجتا ہوا اپنی زبان سے یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی بہ ناز معشوقانہ آتی ہین

نظم

دل ہیچ کر ہوا ہی ہمین سیم و زر نصیب
ہی قلب قلب درہم داغ جگر نصیب

ہوتی نہ نیند آپ کو بھی رات بھر نصیب
مجبور ہون کہ آہ نہین پُر اثر نصیب

اچھا تھا ای خدا دل پُر سوز کے عوض
ہوتا جو مجھکو شعلۂ نار سقر نصیب

عُریان ہماری لاش وہان بھی پڑی رہی
دامان حشر بھی نہ ہوا ہاتھ بھر نصیب

آنسو لہو کے بہتے ہین قاتل کے ہجر مین
کیونکر ہو لطف خندۂ زخم جگر نصیب

لونگا عوض مین یار تغافل شعار سے
ہوگا کبھی تو نالۂ دل کو اثر نصیب

شاید تری کمر کا دہان کچھ پتہ سے لگے
ہو کاش مجھکو ملک عدم کا سفر نصیب

چندے یونہین جو گردش گردون دون رہی	ہوگا نہ ڈھونڈھنے سے بھی اہل ہنر نصیب
ہم وان گئے ہین ڈھونڈھنے اُسکو جہان سے آپ	ہوتی نہین ہمین بھی ہماری خبر نصیب
صیاد نے رہا بھی کیا ہی تو ہائے کب	تجھکو رہا بھی ایک نہ جب بال و پر نصیب
یارب ہنسے وہ رونے پہ دانتونکا عکس آئے	اِس بحر کو ہو موجہ آب گہر نصیب
اُس سیم بر کو دل جو ندیتے ہم ای شرر	ہوتا نہ ہمکو درہم داغ جگر نصیب

ہا مین سے ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز سرکار کی تلاش مین آئی ہی آپ کے فرزند کا مزاج بخیر و عافیت ہی صاحبقران بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے بہار سلام کرتی ہوئی قریب آئین عرض کی حضور یہ بادشاہ طلسم بڑا سخت ہی اور بڑا کمبخت ہی اپنے بادشاہ کو قید کرلیا دیکھیے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی خواجہ عمرو نے مجھسے کہا آقا طلسم لطلیموس مین لڑ رہے ہین اپنے کو جلد پہونچا کنیز بہ تعجیل آئی لوح مجھے دیجیے مین جاکر اُسکے سر پر رکھدون جلکر خاک ہو جائے حضور چلکر بادشاہ طلسم سابق کو رہا کرین تب طلسم کشائی بوجہ احسن ہو کنیز بہت بدحواس ہو کر آئی ہی خواجہ نے اسطور پر فرمایا کہ مین بیقرار ہوگئی اگر کوئی لفظ خلاف مزاج شہنشاہی نکل جائے تو اُسکو معاف فرمایئے گا لوح مجھے دیجیے مین ابھی لڑائی کا خاتمہ کردون ورنہ اُس تک پہونچنا مشکل ہوگا کبھی وہ اپنے قریب حضور کو نہ آنے دیگا امیر لوح کو گلے سے اُتارنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای طلسم کشا لوح نہ دینا ورنہ غضب ہو جائیگا پھر عمر بھر لوح نہ ملیگی امیر نے پلٹ کر اشراق کو دیکھا کہ کھڑا اسپیٹ رہا ہی کہا اِس لوح کا عکس بہار پر ڈالدیجیے امیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلۂ آتش جسم سے بہار کے نکلا مع کنیزون کے جلکر خاک ہوئی لطلیموس نے جو یہ معرکہ دیکھا للکار کر آواز دی ای اشراق اس طلسم مین بدلون رہا کیا عیش کیا آج ایسکا دشمن ہوا نمک حرامی کے عوض راہبر ہوا ہی طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہی اشراق جتنی دونون پاؤن مار کر زمین مین غرق ہوگیا لطلیموس جھلاکر رہگیا پھر ایک گولہ طرف صحرا کے مارا دیکھتا تاہوا آگ برسی ایک بحر طرف صاحبقران کے کردیا کہ لکۂ ابر آکر حائل ہوتا ہی اپنے کو نظرون سے امیر کی بچاتا ہی جب صاحبقران لوح چمکا دیتے ہین لکۂ ابر غائب ہوتا ہی صاحبقران اُسی جانب بڑھتے ہین چاہتے ہین لطلیموس پر جا پڑون لطلیموس کبھی دیوار آہن حائل کرتا ہی کبھی ابر

حائل کرتا ہی کہ دیکھا امیر نے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی ہوائے سرداری کی
صاحبقران اسی جانب چلے باغ مین جو آئے دیکھا عندلیبان خوشنوا بہ صد ناز و ادا زمزمہ
سرائی کر رہی ہین ایک جانب چمن ہائے طولانی ایک جانب نہرین لاثانی سوجہ پڑ رہا ہی پھول
کھلے ہوے غنچے چٹک رہے ہین صاحبقران خرامان خرامان اُس باغ مین جاتے ہین کہ دیکھا
ایک مقام پر چند طائر چہک رہے ہین چمن نرگس کا آراستہ پھول کھلے ہوے چشم معشوق کی کیفیت دکھاتے
ہین عاشقان چشم پھولے جاتے ہین ایک پھول سے شرارہ نکلا دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم
دست بستہ کھڑی ہین جھک کر سلام کیا رو رو کر کلام کیا کہ ای شہریار آپ تو چلے آئے نور الدہر
بن بدیع الزمان آپ کے نور نظر کو ظالمون نے گرفتار کیا وہ دیکھیے قید جاتی ہی بادشاہ طلسم کو
بطلیموس نے بلوایا ہی یہ سارا جھگڑا پھیلایا ہی صاحبقران نور الدہر کا نام سنکر گھبرا گئے
مخمور کے ساتھ چلے چند روشین طی کی تھین کہ دیکھا ایک ساحر بیہ قام نور الدہر کی چھاتی
پر چڑھا ہوا سر کاٹا چاہتا ہی مخمور نے سر پیٹ لیا کہا ای شہریار کنیز بیوہ ہوتی ہی اپنی بد نصیبی پر روتی
ہی جلد اپنے کو پہونچایئے امیر نعرہ کر کے جھپٹے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار یہ غفلت
یہ بالکل شعبدہ ہی یہ تو سوچیے کہ یہان نور الدہر کہان بادشاہ طلسم بطلیموس کو کیا ضرور
تھا کہ آپ کے لشکر مین جاتا نور الدہر کو گرفتار کر کے لاتا برائے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے
امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پاکر اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کیا مخمور غائب ہوئین وہ ساحر جو کہ
نور الدہر کو قتل کرتا تھا چیخ مار کر ایک جانب بھاگا نور الدہر کوئین مین پھاند پڑے باغ غائب
ہوا امیر نے اپنے کو جنگ مین پایا امیر کو جو بطلیموس نے دیکھا سر پیٹ لیا بے اختیار پکار
اُٹھا یارو طلسم کشا نے بڑی آفت سے نجات پائی مین جانتا تھا باغ سے عمر بھر نہ نکلے گا
اشراق جنی کل مقدمات سے آگاہ کرتا ہی امیر کے برابر ملکہ اسرار آئین دعائین دینے لگین
کہ خدا آپ کو سلامت رکھے غلامان جانباز ساتھ مین حضور چلکر بطلیموس پر حملہ کرین
سر خاب تو واصل جہنم ہوا اب زور و شور ساحرون کا بھی کم ہوا صاحبقران لڑتے بھڑتے چلے
اسرار شعلہ زن قریب امیر کے آئی ایک جانب اظہار شعبدہ باز ایک جانب
سرافیل دہنگ بیدار بخت پشت پر لڑتے ہوے صاحبقران بڑھے بطلیموس نے

دیکھا طلسم کشا میری جانب آتا ہی سحر کرنے لگا اسرار و اظہار و سرافیل و نہنگ سحر دفع
کرنے مین مصروف ہین لطلیموس نے جو ان ساحرون کو دیکھا ایک دو ہتھڑ مارا اور سحر کیا کہ
یہ سب گر پڑے اظہار نے کہا ذرا لوح کا عکس ڈالیے اِدھر بھی ایک توجہ کی نظر چاہیے امیر نے لوح
کا عکس ڈالا یہ سب اپنے مقام سے اُٹھے پھر ساتھ صاحبقران کے چلے تین مرتبہ لطلیموس
نے اِن سب کو گرایا امیر نے ہر مرتبہ لوح کا عکس ڈالا اِن سبھونکو صحت دی یہ سب لڑتے ہوے
چلے صاحبقران قریب لطلیموس کے پہونچے لطلیموس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا آواز آئی کہ ای طلسم کشا یہ کیا کیا لطلیموس کے دو ٹکڑے ہوے جیسے
ہی دو ٹکڑے ہوے ایک قہقہہ کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا لاشہ سیہ فام زنگی کا تڑپ
رہا ہی اشراق برابر کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای شہریار حضور نے جلدی کی لطلیموس نکل گیا کیا سحر
کر گیا فوج والے سب بھاگے صاحبقران کی فتح ہوئی لشکر کو لیکر پلٹے ہین سرداران مذکور
ساتھ ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ آزاد وغیرہ آکر پہونچین لشکر جمع ہوا آزاد نے حال
لطلیموس کا سُنا کہا ای شہریار اب وہ آنے لگا جبتک حضور لوح کو دیکھکر نہ مارینگے قتل نہوگا
ابھی بادشاہ سابق کو بھی رہا نہین کیا کیونکر قتل ہوتا اُسکی بھی کسیقدر مدد ضرور ہی صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین مضمون نکلا مضمون لوح سے آگاہ ہوکر صحرا مین آئے ایک
نخل کے قریب پہونچے زیر نخل بیٹھکر اسم اعظم الٰہی پڑھا اسم حاشیۂ لوح بھی ورد کیا ایک
طائر آسمان سے پیدا ہوا اشراق جنی طائر پر سوار طائر کو مارتا ہوا آیا بجبر قریب امیر کے
لایا پشت طائر سے اُترا طائر چاہتا ہی کہ اُڑ جاؤن اشراق نے روکا امیر کو اشارہ کیا اِسپر سوار
ہو جیے یہ مقام قید افتتاح تاجدار تک پہونچا ئے گا امیر جھپٹ کر پشت طائر پر سوار
ہوے طائر اُڑتا ہوا جاتا ہی برابر کہکشان فلک کے بلند ہوا وہا نسے متوجہ بہ پستی ہوا
قریب ایک قصر کے اُترا راہ مین بھی اس طائر نے بد لگا سیان کین امیر نے جب عکس
لوح کا ڈالا تب ساکن ہوا یہان جو لاکر اُتارا اُتار تے ہی بھاگا امیر بہدایت لوح سے
قصر مین داخل ہوے یہ طائر و قواق آدم خوار ہی امیر کو اُتارتے ہی اُڑ گیا خدمت مین
لطلیموس کی آیا لطلیموس دربار مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ مین ہاتھ سے طلسم کشا

کے خوب بچا سیاہ بخت کو لا کر قتل کرادیا گردن پکڑ کے اُسکو ساتھ طلسم کشا کے کردیا مشیر
کہہ رہے ہین آپکا شش سحر مین نہین ہی لطلیموس کہتا ہی بھٹکا بھٹکا کے طلسم کشا کو مار ڈالونگا یہ
ذکر تھا کہ وقواق آدم خوار آکر پہونچا کہا ای شہریار طلسم کشا کو ہین نے برابر قصر ہفت رنگ
کے پہونچایا اب طلسم کشا قصر ہفت رنگ مین داخل ہوا لیکن قصر اوّل مین داخل ہوا ہی چہ
قصر اُسکو طے کرنا ہین جو کچھ تدبیرین پڑے تو کیجیے براے رہائی افتتاح تاجدار آیا ہی لطلیموس
نے کہا او بچیا آپ ہی طلسم کشا کو وہان پہونچایا آپ ہی خبر دیتا ہی تو وہان کیون گیا وقواق
نے کہا ای شہریار اشراق جنی بعتاب مجبیر آیا ہوا ہی بنکر لیگیا میری پشت پر سوار ہوا پسلیان
توڑ ڈالین چاہتا تھا طلسم کشا کو گرادون طلسم کشا عکس لوح کا ڈالتا تھا مجبور ہو گیا اب
آپ سے کہنے آیا ہون ابھی سیر مین قصر اول کی مصروف ہی پلٹ کر لطلیموس نے آواز دی ای
قرطاس اژدر در جلد جا افتتاح تاجدار کا سر لا قرطاس اژدر در اُٹھا دو لاکھ جادوگر
لیکر چلا لیکن افتتاح تاجدار بادشاہ طلسم لطلیموس ساتوین قصر مین قید ہی آج جو صبح ہوئی تو
نگہبانون نے دیکھا کہ افتتاح تاجدار ہنس رہا ہی نگہبانون نے پکار کر آواز دی ای افتتاح
کیا ہنستے ہو افتتاح نے کہا آج رہائی پائینگے تخت پر سوار ہونگے چھ لاکھ ساحر ہمارے واسطے
جمع ہین سب ہمارے مشتاق ہین خدا رہا کرنے والے کو سلامت رکھے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
لکہٴ ابر سیاہ نمایان ہوا دیکھا سب نے قرطاس اژدر در تخت پر سوار دو لاکھ ساحران
غدار پشت پر پڑے کروفر سے آکر پہونچا آواز دی افتتاح تاجدار کو لاؤ دارین استاد
گرو جلاد حاضر ہون حال افتتاح کے ناظر ہون نگہبانون نے کہا لو اور مزا دیکھیے افتتاح
کا تو یہ قول تھا کہ آج ہم رہا ہونگے بادشاہ نے حکم قتل دیا اب کیونکر بچینگے افتتاح ہنس رہا ہی
کہ جلاد نے آکر ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا ای افتتاح ہنستا ہی تیرا وقت قتل کا آیا افتتاح نے کہا
ہم رہا ہوا چاہتے ہین طلسم کشا دم بھر مین آتا ہی میان قرطاس کو حال معلوم ہوگا کہ جلاد نے
گوُے کا خط گردن پر دیا شنگین لگانے لگا پکار رہا ہی کہ ای قرطاس اژدر در حکم سمجھ بوجھکے
دینا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلادا ہمارا کام نہین افتتاح نے کہا او جلاد صاحب بیداد کیا ہوا
بکتا ہی ہم صاحبان ذوق و شوق ہین ہمین ایسے کافرون کے مرنے پر فوق ہین ہماری یہ کیفیت ہی نظم

در دل مردان حق باشد فراوان ذوق وشوق — شور زاید در دل فزون در چندان ذوق وشوق
خود بخود پیدا شود اندر مزاج اہل حق — ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت ہر آن ذوق وشوق
راز پیش کس نمی سازند ظاہر اہل راز — مثل جان در جسم خود دارند پنہان ذوق وشوق
ہر دم از جام محبت در جہان حاصل کنند — اہل صدق و اہل سوز و اہل ایمان ذوق وشوق
از خدائے خویش میخواہند ہر صبح و مسا — عاشقان عشق و محبت اہل عرفان ذوق وشوق
ہست اندر نوع انسان خالی از انسانیت — گر ندارد در وجود خویش انسان ذوق وشوق
روز و شب در یاد حق مشغول شو مشغول شو — تا بود ہر وقت اندر دل نمایان ذوق وشوق
باشد اندر حمد حق مصروف تا وقت اخیر — حق اگر بخشد بدین ہندی ثنا خوان ذوق وشوق

قرطاس اژدر در حکم دے رہا ہے کہ جلد افتتاح تاجدار کو قتل کرو افتتاح کہتا ہے تیری کیا مجال جو مجھکو قتل کر سکے میرا وقت آگیا کہ بعنایت پروردگار رہائی پاؤں تمہارے مذہب سے بھی منھ پھیر چکا وحدہٗ لاشریک کا مطیع و منقاد ہوا دل مائل فریاد ہے اجلاد چاہتا ہے کہ حکم تیسرا پہونچے کہ پہلوے قصر سے نعرۂ شیر کی آواز آئی باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بہ جولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ تو شبہر دان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
ز دم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران جانباز تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچے ہوئے لوح گلے میں پڑی ہوئی پہلے بڑھکے جلاد کو مارا افتتاح تاجدار سے کہا اے افتتاح اُٹھ بڑی تکلیف تو نے اُٹھائی قرطاس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا چہار جانب سے ساحروں نے بلوہ کیا امیر نے افتتاح کی زبان سے سوزن نکالی اب جو افتتاح نے زور کیا قید آہن کو توڑ کے مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگا افتتاح تاجدار نے قصد کیا کہ قرطاس اژدر پر جا پڑوں بیچ میں جادوگروں نے

روکا اُنسے لڑنے لگا جادوگر چاہتے ہین **افتتاح** کو روکین مگر **افتتاح** کب رکتا ہی **قرطاس** پر
جا پڑا سیکڑون جادوگرون نے بیچ مین روکا مگر یہ کب رکتا ہی مثل شیر خشمناک جا پڑا کسیکو چیر کے
پھینکدیا کسیکو آتش سحر و غضب مین جلا دیا برابر **قرطاس** کے پہونچا **قرطاس** نے کئی گولے
مارے **افتتاح** نے اُف اُف کر کے دفع کر دیے جب برابر پہونچا **قرطاس** نے ہاتھ مارا
افتتاح نے پھرتی سے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مار دیا
سر **قرطاس** کا مثل گولے غلطان زمین پر لوٹتا ہوا جاتا ہی لاشہ زمین پر گرا غبار بلند ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام سن **قرطاس** اژدر در بود لکہ ہا ے ابر اُڑ ٹوٹ کر زمین پر گرے لکہ
ابر روئی کے گالے معلوم ہوتے تھے جابجا زمین پر پڑے تھے فوج والون کو معلوم ہوا کہ ہمارا
افسر **قرطاس اژدر در** مارا گیا گھبرا کر بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین فتح ہوئی **امیر افتتاح**
سے بغلگیر ہوئے **افتتاح** نے قدمون پر آنکھین ملین **اشراق جنی** جو آیا گھبرا کر سلام کیا کہا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپ نے بادشاہ کو رہا کیا **طلیموس** اُنکا مدار المہام تھا ایسا زور پکڑا
کہ طلسم پر قبضہ کر لیا یہ گرفتار ہوئے **افتتاح** نے عرض کی حضور چند ساعت یہان توقف کرین
جن لوگون نے میرے ساتھ نمک حلالی کی ہی اور لڑ بھڑ کر قید ہوئے اُنکا لا ناضرور ہی چند ساعت
مین حاضر ہوتا ہون ای **اشراق** تم سرکار کا دل بہلاؤ یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر
صاحبقران کا آکر پہونچا ساحر وغیر ساحر بارہ لاکھ آدمی ہین ہفت قصر پر نزول اجلال فرمایا
بارگاہ کلان استادہ ہوئی **افتتاح** پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوا تھوڑے ہی عرصے مین نوبت
نقارے کی آواز آئی امیر نے دیکھا کہ **افتتاح** تخت پر سوار چار پانچ لاکھ ساحر پریشان
حال بال سر کے ناخن دست و پا کے بڑھے ہوئے منتشر بدحواس آکر پہونچے **افتتاح تاجدار**
خدمت **صاحبقران** مین آیا عرض کی حضور اب جلدی کرین غلام لشکر کو درست کرتا ہی
صاحبقران نے تخت کو بارگاہ مین بچھوایا **افتتاح** کو امیر نے تخت پر بٹھایا فرمایا کل صبح کو برائے
فتح مرحلہ جات جائینگے **افتتاح تاجدار** نے عرض کی غلام ہر مقام پر ساتھ رہیگا کوئی
دھوکا نہ دے سکیگا **صاحبقران** زمان امیر عالیشان نے بعد نماز صبح کے لوح کو ملاحظہ فرمایا مضمون
سے آگاہ ہو کر اُٹھے ساتوین مکان مین جہان لشکر اُترا ہی اُسکے کوٹھے پر تشریف لائے **افتتاح**

نے کہا بسم اللہ صاحبقران نے سپر کو پیرون کے نیچے دبایا لوح کو بھی گردش دی پشت پر قدم رکے
پہونچے زمین پر قائم ہوے ایک نخل کو دیکھا حکم دیکھ جھپے مین ایک طائر کلان نخل پر آکے
بیٹھا پکار کر آواز دی او طلسم کشا کچھ تو نے خوف نہ کیا اس مقام پر آیا پلٹ کر دیکھ اس دیو کا پیٹ
ہی لقمہ ہی امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو سیاہ وار شمشاد کو چرخ دیتا ہوا آتا ہی دیو نے آکر وار سر امیر پر
لگائی صاحبقران نے لوح پر وار کو روکا دیو نے ایک چیخ ماری لوح سے شعلہ نکلا دیو جلکے
گرا دیو جلنے لگا دوسری طرف سے ایک زنگی آدم خوار تیغہ برق تاب کھینچے ہوے للکارتا آتا ہی
او طلسم کشا اب کہان جائیگا دیو سیاہ کو مارا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکے تیغہ مارا امیر نے
چاہا جواب دون ایک ہاتھ لگاؤن وہ زنگی جوان یک رنگی بھاگا امیر حیران ہو کر دیکھنے لگے
کہ آسمان سے آواز آئی اسکا پیچھا کیجیے کریں راہبر ہر صاحبقران اُسکے پیچھے دوڑے افتتاح
بھی آواز دیکر چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا ایک جھیل مین زنگی پھاندا آسمان سے افتتاح نے
آواز دی یا امیر اسکا تعاقب نہ چھوڑ دیجیے گا جب وہ جھیل مین پھاندا صاحبقران بھی جھم سے
پھاند پڑے پانی مین کپڑے تر ہوے صاحبقران نے دیکھا ایک در باغ پر زنگی کھڑا ہی باغ سے
لوگونکو پکار رہا ہی کہ یارو طلسم کشا آپہونچا افتتاح تاجدار ساتھ ہی اندر سے دو زنگی نکلے
انھون نے کہا ای سیاہ رو تو نے غضب کیا طلسم کشا کو لگا کے لایا ہم سبھونکو قتل کرایا تب
سیاہ رو نے کہا کہ یہان حمزہ نہ آئیگا کہ سامنے سے صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی
اُن دونون نے کہا او جھوٹے دیکھ طلسم کشا آپہونچا اُس زنگی نے کہا خوش گلو کو بلاؤ
اُن دونون سے اور اس زنگی سے تکرار ہونے لگی کہ اندر سے باغ کے ایک مالن کو دیکھا
بھاری لہنگا چندری اوڑھے ہوے الوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین بصد ناز ہنستی ہوئی
نکلی صاحبقران کی جانب دیکھکر مسکرائی پکار کر آواز دی یا صاحبقران یہ زنگی مجھپہ جبر کرتے
ہین مجھکو آکر بچائیے کنیز کا یہ حال ہی عرض کرنا محال ہی

نظم

سبھی ہین جمع گل اچھے جہان سے جیکے گلشن مین — بھری ہی سارے عالم کی بہار اپنے نشیمن مین
اڑائین دھجیان تو لے بہت دست جنون بس لے — نہ باقی ہی گریبان مین نہ کوئی تار دامن مین
ہماری سرد آہین یون ہین ان اشکون کی جھڑیون مین — کہ جیسے مینہ پڑے ٹھنڈی ہوا چلتی ہو ساون مین

ہنسنے زبیتے ہین غنچے بلبلین نغمہ سرا سب ہین
کبھی ہی مخمل سبزہ بہار آئی ہی گلشن مین

نمے آتے جو دیکھا سامنے سے یہ ستم دیکھو
لگایا یار نے دوہرا دوپٹہ اپنا چلمن مین

خبر کردے ذرا پیک اجل جا کر یہ مستون کو
کُھلے ہین آج میخوا نے بہار آئی ہی گلشن مین

شرر دلمین ہمارے آتش فرقت یہ بھڑکی ہی
بجاے اشک اب چنگاریان گرتی ہین دامن مین

اُس مالن نے یہ اشعار گا کر صاحبقران کو بلایا جب صاحبقران قریب آگے وہ زنگی جو صاحبقران زمان کے آگے بھاگ کر آیا ہی بیچ مین کھڑا ہی دونون زنگی دست راست و دست چپ کھڑے ہین جیسے ہی وہ نازنین قریب صاحبقران کے پہونچی اُس نازنین نے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا ہاتھ تھام لے دونون زنگیون نے کہا کیون او سیاہ رو دیکھ ہماری معشوقہ طلسم کشا سے لگاؤ کرتی ہی تو یہان تک نہ لاتا تو یہان صاحبقران کب آسکتے تھے یہ کہکے دونون نے ہاتھ تلوار کے مارے اُس زنگی نے چاہا سر کو بچاؤن نہ بچ سکا ایک کی تلوار کمر گاہ پر پڑی ایک کی سر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے جسم سے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر اِن دونون کے پڑا یہ بھی جلنے لگے تینون جلکر خاک ہوے اُس عورت نے کہا اے شہریار تینون عاشق میرے مارے گئے آپ کی وجہ سے فساد ہوا ورنہ یہ کا ہیکو لڑتے اب مین ایسے عاشق کہان پیدا کرونگی آپ میرے ساتھ چلیے مین صاحب شوہر ہون ذرا شوہر کو سمجھا دیجیے صاحبقران دیکھتے ہین کہ حسین جمیل کمسن باتین ایسی کرتی ہی امیر نے کہا تیرا شوہر کیسا ہی کہ جو اُسنے تیرے عاشقون کو قبول کیا اُس نامرد کو کچھ رشک نہ آیا اُسنے کہا کہ آپ تکرار نکیجیے میرے ساتھ اندر باغ کے چلیے کہ ایک طائر نے آواز دی ساتھ اِسکے باغ مین جائیے لوح پر نگاہ رہے اُفتادہ سے اپنے کو بچائیے گا امیر نے کہا اے نازنین باغ مین چل آگے آگے وہ نازنین لنکا پھڑکاتی ہوئی چُندری کو درست کرتی ہوئی نتھ کو ہاتھ سے برابر کرتی جاتی ہی بقول شاعر شعر نتھ کے موتی سے صاف پیدا تا ✤ ہالۂ ماہ کا ستارہ ہی ✤ اندر باغ کے وہ داخل ہوئی صاحبقران نے بسم اللہ کہکر قدم رکھا جیسے ہی اندر داخل ہوئے دیکھا ایک جوان بڑے قد کا دھوتی باندھے ہوے مرزائی پہنے ہوے ایک بیلچہ کاندھے پر بلبلہ ہزار عورتین پشت پر سبکے ہاتھ مین بیلچے جیسے ہی اُس جولن نے صاحبقران کو آتے دیکھا بے اختیار

ہوکر آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا زنگین جادو نگا اڑی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے حکم لوح دیکھ
چکے تھے جس نازنین کو قتل کرتے ہین افسوس آتا ہی کہ ان عورتون کو مین کیا قتل کرون یہ بلچونسے
حملے کرتی ہین لنگوٹونکو باندھا ہی چند ریون کی گاتیان باندھی ہین چاہتی ہین صاحبقران کو قتل
کرین بلچے مار رہی ہین ذرا صاحبقران غفلت کرین تو بلچہ پڑے کہ دو ٹکڑے ہون صاحبقران
جم کر لڑ رہے ہین اور افسوس آتا ہی قلب تھرتا ہی خوف جان سے لڑ رہے ہین لڑتے لڑتے
پیچھے ہٹے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اشجار جادوگر کو قتل کرو سر اٹھا کر دیکھا کہ وہی سیہ فام سب کو
ترغیب دے رہا ہی غل مچاتا ہی کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرو امیر نے تاکا لڑتے ہوے اسکی جانب
چلے وہ للکارتا ہی ارے کمبختو طلسم کشا آتا ہی مجھے بچاؤ ورنہ پچھتاؤ گی اگر مین مارا گیا سب بیوہ ہوگی
امیر اُن عورتون کو ہٹا کر لڑتے ہوے چلے دو چار کو قتل کیا قریب اشجار کے پہونچے اشجار
نے بلچہ مارا امیر نے خالی دیکر کمر پر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اشجار کے وہ
سب عورتین چیختی پیٹتی بھاگین غلغلہ کرتی ہوئین کہ طلسم کشا نے ہم سبکو بیوہ کیا بہت چیخین بال
اپنے نوچے سب نے جو چلا کر آواز دی باغ سے باہر نکلی ہین پیٹ رہی ہین لطلیموس تخت پر بیٹھا ہی
گرد شیشہ وزیر سب جمع ہین کہتا ہی یارو قرطاس ابھی بادشاہ طلسم کا سر لیکر نہین آیا کہ ایک
طائر منقار کھولے ہوے غل مچاتا ہوا آیا کہ ارے بادشاہ طلسم جلد مدد کر غضب ہوا طلسم کشا مرحلہ زنان
نگارہ پر پہونچا چللے کچھ فکر کیجیے ورنہ طلسم کشا بڑھتا آتا ہی ای بادشاہ آگاہ ہو اچھی طرح فکر کر ہم
تجھکو سمجھاتے ہین ورنہ بہت پریشان ہوگا ہمارے کہنے کو خیال کر لے ان اشعار کو سن لے نظم

مسافر ہین اِسے لیلو عدم سے دلکو لائے ہین
بھرا ہی درد کچھ ایسا کہ میری باتین سُن سُنکر
تسلی سے زیادہ بیقراری گر نہین ہونی
برآئی دید کی حسرت بھلا ہو کمسنی تیرا
ہوے ہین ایسے عاجز اب دل بیتاب کے ہاتھون
مین ایسا خیر خواہ حسن تھا جسکے جنازے کو
لگا کر پاؤن مین مہندی نہ بیٹھو خون اچھلے گا

امانت یہ تمھاری دور سے دینے کو آئے ہین
کلیجہ تھام لیتے ہین جو دل پر چوٹ کھائے ہین
تو پھر کیون ای دل مضطر وہ سمجھانیکو آئے ہین
تماشہ دیکھنے کو میرے مرنے کا وہ آئے ہین
کہ ہم فریاد کرنے کو در دولت پر آئے ہین
خوشی سے سارے عالم کی حسین ملکر اٹھائے ہین
کہ مرنے والے کچھ سر پھوڑنے کو در پر آئے ہین

ارے تمکو خبر بھی ہی او بھر آئے ہین سینے پر | جو دلمین ولولے جوش جوانی کے چھپائے ہین

یہ اشعار پڑھکے آواز دی ارے ہوشیار رہو جلد بیدار ہو لطلیموس نے پلٹ کر طرف محل کے
دیکھا کہا یارو لینا باغ اشجار تک طلسم کشا آگیا یہ کہتے ہی اور رنگ مسند نشین و نیرنگ
پردہ پوش دونون بھائی اُٹھے عرض کی ای شہریار جسقدر حکم ہو فوج لیجائین لطلیموس نے
کہا فوج بیحساب ہی مگر طلسم کشا اکیلا ہی اگر اسوقت جا کر تم لوگون نے گرفتار کر لیا تو عجب
نہین کہ غالب آجاؤ اور رنگ و نیرنگ تین لاکھ فوج لیکر چلے صاحبقران در باغ پر
حیران کھڑے ہین وہ عورتین صحرا مین کھڑی پیٹ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اور رنگ و نیرنگ
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچے تنہا پاکر قصد ہوا کہ امیر پر حملہ کرین افتتاح تاجدار طائر بنا ہوا
سر پر صاحبقران کے موجود تھا فوراً تیغہ کھینچے اُتر آیا پکار کر آواز دی او نامردو طلسم کشا کو
اکیلا نہ جاننا فوج طلسم کشا کو دیکھنا چاہتے ہو ای عیوق خارہ شکن جلد حاضر ہو اتنا
کلمہ منہ سے نکالکر دستک دی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پہ سوار پشت پر تین لاکھ
فوج علاوہ اُن سب پلٹنون فوج کے اور فوجون کے تانتے بندھے ہوئے علم ہائے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے بڑھتے ہوئے چلے آتے ہین تخت بادشاہ کوتل کاندھے پر لیے ہوئے ملکہ
آزادہ و اسرار وغیرہ ساحران نامی طاؤسان زرین بال پر سوار بڑھے ہوئے چلے آتے ہین
مقبل وفادار رکاب صاحبقران کا لیے ہوئے ایک جانب جواہر خنجر زن بارہ لاکھ کا
لشکر ہمراہ آکر پہونچا اور رنگ و نیرنگ دیکھکر گھبرا گئے یا تو ارادہ تھا کہ حملہ کرین یا رک
گئے اُسی مقام پر اُتر پڑے صاحبقران کی بارگاہ استادہ ہوئی سردارونکو لیکر داخل بارگاہ
ہوئے لشکر اپنے مقام پر اُترا اور رنگ و نیرنگ سوچتے ہوئے اپنے مقام پر آئے انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع رائے روشن کی کوئی بات عقل مین نہین آتی کہ رہے ہین کیون یارو پلٹ
جائین تو بھی بدنامی ہی بارہ لاکھ فوج طلسم کشا کے ساتھ ہی افتتاح تاجدار بادشاہ نامدار
طلسم کا برا سے بد موجود ہی وہ ضرور کد و کاوش کریگا نیرنگ نے کہا کیون گھبراتے ہو رات کو
مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لیکر خدمت مین بادشاہ کی چلا جاؤنگا لطلیموس کیسا خوش ہوگا
یقین ہی کہ نائب طلسم کریگا سب نے کہا اگر یہ ہو سکے تو بڑی بات ہی تمام طلسم والون کی جان بچا

اسنے کہا دیکھتا کیا کرتا ہون امیر مشتاق طبل جنگی رہے جب طبل جنگی کفار کے لشکر مین نہ بجا
خاصہ کھا کر آرام فرمایا نیرنگ اپنے مقام سے اٹھا صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا پھرنے
لگا بارگاہ صاحبقران دریافت کر کے پشت بارگاہ پر آیا بارگاہ کو تاک کر نقب سر دینے لگا
گوشہ بارگاہ مین صاحبقران کے نقب توڑی دیکھا شمع ہاے کافوری روشن ہین بارگاہ مانند
عروس شب اوّل آراستہ ہی صاحبقران سو رہے ہین لوح سینے پر مثل قرص قمر چمک رہی ہی لوح
کو دیکھکر بیتاب ہو گیا شمعون کو گل کرتا ہوا چلا قریب پلنگ صاحبقران کے آیا مقراض جھولی سے
نیرنگ نے نکالی جیسے ہی امیر نے کروٹ لی مقراض سے ڈور لوح کا کاٹ لیا خیال مین آیا
طلسم کشا کو بھی یون خوف ہوا کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہی ایسا نہ ہو کہ اسم اعظم پڑھے ہاتھ پانون
مین رعشہ آجائے کچھ خرابی ہو جائے لوح کو لینا غنیمت جانا شعلہ بنکر بارگاہ سے نکلا جواہر در
بارگاہ پر بیٹھا تھا دیکھا اسنے کہ شرارہ چمک کر بارگاہ صاحبقران سے نکلا جواہر گھبرا گیا
پلٹ کر بارگاہ مین صاحبقران کی آیا دیکھا امیر سو رہے ہین لوح گلے مین ندارد بدحواس ہو گیا
پھر ابھی ساحر کا پتا پایا روتا ہوا باہر آیا افتتاح تاجدار رات بھر بیقرار رہا ہی طلاے سے پھرتا ہوا
آتا تھا جواہر کو جو بدحواس دیکھا پکار کر آواز دی ای جواہر خیر تو ہی جواہر نے کہا ای افتتاح تاجدار
غضب ہوا کوئی ساحر آیا لوح لیکر صاحبقران کی چلا گیا وہ شرارہ چمکتا ہوا جاتا ہی افتتاح
نے سر پیٹ لیا کہا ای جواہر کیا ارادہ ہی جواہر نے کہا جا کر عیاری کرتا ہون یا لوح لی یا جان دی
افتتاح تاجدار نے کہا مین بھی وقت پر پہونچو نگا کیا مجال ہی کسیکی کہ تمکو قتل کر سکے جواہر
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت مبدل لشکر کفار مین آیا پھرتا پھرتا جسطرف کو جاتا ہی
لوگ سو رہے ہین طلاے کا گشت ہو رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی اورنگ
انتظار مین نیرنگ کے بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ نیرنگ آکر پہونچا بدحواس گھبرایا ہوا کہ دروازے
پر بارگاہ کے آواز آئی دہائی ہی سرکار کی میری فریاد کو پہونچیے دن دہاڑے لشکر مین یہ غضب
ظالمون نے خوب سر اٹھایا لونڈی کو لوٹ لیا اورنگ نے پوچھا کیون بھائی کیا ہوا
نیرنگ نے اتنا کہا کہ مین لوح لایا یکایک فریاد کی آواز آئی کہا ارے دیکھ تو یہ کون روتا
ہی خادمون نے بڑھکر عرض کی حضور ایک نازنین نہایت حسین فریاد کرنے آئی ہی در دولت پر

روپیہ ہی ترکون کا جو رسالدار ہی اُسنے اُسکی ہیکل لی اور ہزار روپے چھین لیے اُسنے دہائی
دی تو گردن پکڑ کے نکالدیا دونون نے کہا بلالو دیکھا عورت نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے
چاہنے والونکی کفنیل جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن آنکھون سے دریا اشکونکا جاری صاف ثابت ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیونکا سہرہ
چہرۂ انور پر آراستہ کیا ہی یا صدف کا مُنہ کُھلا ہی گوہر آبدار نکل رہے ہین اشک متصل جاری ہین نیرنگ
نے پوچھا اے نازنین کیا ہوا اُسنے فریاد کی کہا اے شہنشاہ آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہی کہ رسالدار
نے میری ہیکل اُتار لی مین جو مانگنے گئی تو فرماتے ہین ہم تجھکو نہین پہچانتے ہمپر تہمت لیتی ہی یہ
کہکے نیرنگ کے ہاتھ مین لوح تھی قدمون سے لپٹ گئی کہا مین حضور سے اپنی داد لونگی
مین نے روپیہ روپیہ کرکے جمع کیا تھا مین لٹ گئی کسی کام کی نہ رہی ہر جو حضور کے ہاتھ مین
ہی ایسی ہی وہ بھی تھی ذرا مین دیکھون نیرنگ نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے جان جہان
و اے آرام دل مشتاقان یہ لوح طلسم لطلیموس ہی ابھی مین طلسم کشا سے لایا ہون تیری
بھی ہیکل ایسی ہوگی نازنین نے پانون مین چٹکی لیکر کہا مین کیا تیری لوح لیلونگی ذرا مین دیکھون
پھر واپس دونگی نیرنگ سوچا کہ ابھی دیدیگی لوح کو لیکر کہان جائیگی نیرنگ نے لوح اُسکو
دی نازنین لوح کو چھپانے لگی کمر مین رکھ لی کہا اے شہنشاہ ساحران یہی چیز ہی بھی تو اُسنے چھین لی
تھی نیرنگ نے کہا واہ یہ لوح طلسمی ہی ابھی مین لیکر آیا ہون مین یہ نہ لیجانے دونگا نازنین
نے کہا مین تو نہ دونگی مین اِسکو لیجا کر بیچونگی یہ کہکے چاہا کہ بھاگون نیرنگ نے ہاتھ پکڑا
کہا ارے یہ لوح ہی مین نہ لیجانے دونگا جان و روح طلسم ہی نازنین نے لوح نکالکر پھینک دی کہا
لے نا قدرے دس روپے کی چیز پر یہ نخرے کرتا ہی مین جا کر کوتوال سے فریاد کرونگی کوتوال ہیرے
تمام پر جان دیتا ہی وہ دوڑ لیجائیگا نیرنگ نے ہر چند ہاتھ تھاما کہ مین اِسکے بدلے تجھے اور
تحفے دونگا نازنین نے کہا بس آپ کی قدردانی کُھل گئی یہ کہکے بھاگی اورنگ مسند نشین
نے کہا مین لوح دیکھون لوح مین کیا لکھا ہی اورنگ نے جو لوح کو دیکھا دیکھتے ہی سر پیٹ
لیا کہا ارے یہ لوح طلسمی نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار تھا دم دیکر لوح لیگیا نیرنگ
دوڑا پکار کر آواز دی ارے یہ عورت نہ جانے پائے باہر والون نے کہا وہ کوتوالی کیطرف

بھاگی جاتی ہی نیرنگ نے ہاتھ مین لوح کو لیا لیکر امتحان کیا پھر فراموش نہ ہوا اورنگ سے کہا بھائی صاحب مین بارگاہ سے گھس کر لاتا ہون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا اورنگ سے کہگیا کہ کیا بلا کے عیار ہین جتنی دیر مین کمر مین رکھا اُتنے ہی عرصے مین بدل لایا جواہر گرا ہوا جاتا ہی سامنے لشکر کے پہونچا افتتاح تاجدار کلیجہ پکڑے کھڑا ہی جواہر کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ارے عیار طرار تیرا ہی انتظار کر رہا تھا ورنہ مین خود آتا ان دونون کی کیا حقیقت ہی بارگاہ مین دریا ے خون بہا دیتا لیکن تم منع کر گئے تھے جواہر نے کہا مین لوح لایا افتتاح یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای برادر جلد چلو صاحبقران غمگین بیٹھے ہین نہایت رنجیدہ ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او مکار منم نیرنگ پردہ پوش گرگ کر زمین پر آیا چاہا جواہر کی کمر مین پنجہ دوان اور لے اُڑون جواہر نے لوح کو چمکا دیا نیرنگ ہاے کہکے زمین پر گرا جواہر نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنگ پردہ پوش بود اورنگ مسند نشین بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نیرنگ کے ہاتھ کا گلدستہ جو میز پر رکھا تھا مرتے ہی نیرنگ کے وہ گلدستہ جلگیا اورنگ نے سر پیٹ لیا کہا ارے بھائی میرا مارا گیا معلوم ہوتا ہی افتتاح تاجدار نے مارا غصے مین لشکر مسلمانان مین گھس گیا ہوگا وہان تلوار چلی افتتاح تو بلاے روزگار ہی ایسے شخص کو مارا اگر مین بھی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے اُٹھا فوج والون سے آواز دیکر کہا یار ولینا گینڈے پر خود سوار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی کل لشکر پشت پر افتتاح نے جواہر کو گلے سے لگایا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی جواہر آگیا لوح بھی لایا ہی ایک بھائی کو مارا صاحبقران خوشی خوشی بارگاہ سے نکل آئے افتتاح تاجدار نے لوح لیکر گلے مین صاحبقران کے پہنادی کہ یکایک نعرہ ہوا منم اورنگ مسند نشین کل فوج نے اِسکی گولے ترنج و نارنج مارے کئی ہزار جادوگر مر کر گرے افتتاح تاجدار نے کہا حضور آرام کرین غلام جاتا ہی ابھی انتظام کرکے آتا ہی یہ کہکے افتتاح چلا امیر پشت اشقر پر سوار ہوئے افتتاح نے اکر دیکھا ایک ابر سیاہ لشکر پر چھایا ہی اُس سے پتھر برس رہے ہین افتتاح نے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ پلٹ کر لشکر اورنگ پر گرا ہزار ہا کے سر پھٹے ہاتھ ٹوٹے کچھ غرق زمین ہوے فریاد فریاد

کی صدائین بلند ہوئین بیتاب ہوکر پکارتے تھے ای اورنگ مسند نشین ہمین اِس آفت سے
بچالے سب تباہ ہوے جاتے ہین پلٹ کر اسنے ابر کو مٹایا افتتاح سے سحر چلنے لگا کئی گولے
افتتاح تاجدار پر پھینکے افتتاح تاجدار نے دفع کیے ایک گولہ تھام لیا اور اُسی گولے
پر اسم سحر پڑھکر اورنگ پر پھینک مارا اورنگ کا سر پھٹ گیا فوج نے جو افسر کو اس حال
مین پایا سب اہالی فوج سر پیٹتے بھاگے افتتاح مارتا ہوا چلا صاحبقران نے دور سے
دیکھا کہ افتتاح فوج کو مارتا ہوا جاتا ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین صاحبقران
نے گھوڑے کو روک لیا پکار کر آواز دی ای افتتاح تاجدار اب اِنکا پیچھا چھوڑ دو اِن
غریبون کو کیون مارتے ہو وہ خود بھاگے جاتے ہین افتتاح تاجدار کہنے سے امیر
کے رُکا کہ ایک ابر دھوان دھار اُٹھا ابر سے نعرے کی آواز آئی منم شہنشاہ بطلیموس او
افتتاح کیون تیری قضا آئی ہی فوج پر نعرہ کیا کہا کیون بھاگے جاتے ہو فوج رُکی ابر سے
دس لاکھ ساحر پیدا ہوے بطلیموس نے لگہ ابر سیاہ افتتاح تاجدار پر گرا دو باعر سے
تک افتتاح تاجدار اُسی ابر مین بند رہا بعد عرصۂ دراز کے مثل برق چمک کے نکلا للکارا
کہ او نامرد ازلی و ابدی یہ ہمارا التحفہ ہمارے اوپر صرف کرتا ہی بطلیموس نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا کاغذ ہفت رنگ نکالا اُسکے شیر اور گرگ کاٹ کر طرف صحرا کے پھینکے آواز دی کہ ای
ہزبر آدمخوار و گرگ مردم در افتتاح تاجدار کو چیر پھاڑ کر کھالو صحرا سے ہزار ہا شیر
بھیڑیے آکر لشکر اسلام پر گرے ہزار ہا بندگان خدا کو مارا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا گوشت
بے تکلف کھایا افتتاح تاجدار نے آواز دی ای شہریار یہ حربۂ طلسمی ہی اِسکا دفع ہونا
دشوار ہی ہرچند کہ غلام آپکا دفع کرنے پر قادر ہی یہ راز بھی حقیر پر ظاہر ہی مگر لوح چمکا دیجیے
صاحبقران نے پڑھکر لوح کو چمکایا اسم حاشیہ پڑھکر دم کیا شیر چیخین مارتے ہوے
بھاگے چند کس جلگئے بطلیموس نے پھر جھولی مین ہاتھ ڈالا تھوڑا اٹاٹ نکالا آواز دی ای
فراش راہ دین باطل پرستی وقت ساز و سامان ہی یہ کہکے دستک دی صحرا مین اندھیرا
ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا دس جوان قوی تن قوی من فرش بچھا رہے ہین دم بھر مین
فرش بچھا کر تیار کیا مسند لگا دی صحرا سے پھر گرد اُڑی ایک محافہ زرین سے ایک نازنین اُتر

اُتری کئی سی کنیزین اُسکے ساتھ اُسنے بیٹھکر الاپنا شروع کیا یہ غزل گارہی ہی سُننے والونکو
بہ ناز و انداز گاکر لبھا رہی ہی

نظم

ای جنون یان کوئی جز ضعف گلوگیر نہین
طوق گردن مین نہین پائون مین زنجیر نہین

نالے کرابر وِ جانان کے تصور مین دلا
ہی کمان واقعی بیکار ترا تیر نہین

احتیاط اسقدر اِسکی تو عبث کرتا ہی
جسم آخر ہی ترا خاک کچھ اکسیر نہین

ہو لئی اِس بزم مین بطور زبان جسکی دراز
شمع کیطرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین

کیون مرقع نکہین دفتر کونین کو ہم
فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

وعدے مین عذر جنہین آنے مین ہی عذر چنان
کون ہی ناز ترا جس مین کہ تزویر نہین

فکر ہی غور طلسمات جہان مین حیران
غیر نسیان کوئی اِس خواب کی تعبیر نہین

لال منھ خشم سے اُسکا ہو تو ڈریو نہ دِلا
آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین

ہی جو قسمت کا لکھا آئیگا بر روی طرح
خط رخسار کو کچھ حاجت تحریر نہین

تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسیپر عاشق
کوئی اور اُسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

آج تیرا جو تصرف ہی توکل اور کا ہی
کشور حُسن کسیکے لیے جاگیر نہین

کیون مری قبر سے جاتا ہی چُرائے آنکھین
ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین

تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے
شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین

قاصدا حال سراپا ہی سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اِس زمین مین یونہین اشعار پڑھے جاتا سخ
دل کے بہلانے کی اب تو کوئی تدبیر نہین

اِس طرح پر یہ غزل اُس نازنین نے گائی **افتتاح** تاجدار نے جو گانا سُنا بیتاب ہوکر
دوڑا الطلیموس نے آواز دی وہ مارا ای فریب چشم اِسکو نہ چھوڑنا اُسنے اور چمک کر
دو چار شعر گائے اِتنا منھ سے **افتتاح** کے نکل گیا کہ شہریار رفت مددہی غلط ہم نہین رُکتا
سحر طلسم ہی یہ کہکے اُس نازنین کی جانب بڑھا پہلو سے پہلو ملاکر بیٹھ گیا ہنس ہنسکر باتین
کرنے لگا فریب چشم نے کہا ای شہنشاہ اوّل ہم جسکے تابعدار ہین اُسکا حکم بجا لائینگے
آپ نے ہمکو چھوڑا کئی سال گذرے وہ ہماری اطاعت کرتا ہی چلو ہمارے گھر پر چلو

ہم تمھارے گھر مین بیٹھ جائینگے تم بادشاہ طلسم ہو ہمکو بھی آرام ملے تمھارا غنچۂ آرزو کھلے
تردد نہ کرنا یہ سنتے ہی افتتاح تاجدار اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ صاحب جہان لیچلو وہان چلون تمھارا
تابعدار ہون صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف بطلیموس کے جاتے ہین بطلیموس نے
آواز دی ای فریب چشم طلسم کشا کو نبیا میرے خون کا پیاسا ہی اگر اسکو تونے لیا سارے
طلسم کا بادشاہ کرونگا فریب چشم نے تھراکر آواز دی ای بطلیموس ذرا انصاف کرکہ لوح
گلے مین امیر کے ہی صاحب اسم اعظم ہی اگر اُسنے لوح چمکادی تو فریب چشمی میری کیا کام آئیگی سحر
طلسمی کو کیون مٹاتا ہی افتتاح تاجدار کو لیے جاتی ہون جسطرح تو کہدے وہی کرون
ملکہ آزاد بھی سحر کر رہی ہین اسرار دریا سے لشکر مین ڈوبی ہوئی لڑ رہی ہی اظہار شعبدہ باز نے
پرے کے پرے درہم و برہم کیے بطلیموس پکارتا ہی او نمکحرامو بادولت سے نہین ڈرتے
ہو ایک ایک کو قتل کرونگا صاحبقران پر سحر کی بوچھار کر رہا ہی کبھی خنجر پھینکا کبھی تلوار پھینک
ماری ترکش سے تیر نکالکر پھینکے کمان گیانی بھی پھینک ماری صاحبقران پر تیر چل رہے ہین
خنجر گر رہے ہین تلوارین برس رہی ہین صاحبقران لوح کو چمکاتے جاتے ہین جب سحر مٹتا ہی
تو بطلیموس زانو پیٹتا ہی کہتا ہی ہاے کیا غضب ہوا کہین یہ سحر مٹنے کے ہین لوح نے عاجز
کیا نیرنگ نے کمال کیا تھا لیکن مکر مین پھنسا افسوس مین اُسوقت نہ پہونچا ورنہ نیرنگ
کو بچا لیتا افتتاح تاجدار کو شکست دیتا پکارتا ہی یا سامری و جمشید وقت مدد ہی آگے
اپنے غلام کی مدد دیکھیے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آتے جاتے ہین افتتاح تاجدار
کو تو وہ نازنین اپنے ساتھ لیگئی اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گولے مارے بطلیموس نے
کہا او نمکحرام تجھے طلسم کشا سے کیا باعث تھا کہ تو نے ساتھ دیا اسرار نے کہا طلسم کشا
ہمارا محسن ہی ہمارا راہبر ہی اُسکی وجہ سے راہ نیک پائی بطلیموس نے ایک دو تھپڑ مارا کہ گرد
ملکہ اسرار کے ایک غبار پیدا ہوا سبنے دیکھا غبار شق ہوا اسرار نزار دھمرا ہیان اسرار سر پیٹتی
ہوئی دوڑین پکار کر عرض کی ای شہریار غضب ہوا اسرار کا بھید نہ کھلا اُسنے دو تھپڑ مار دیا
سامنے سے غائب ہو گئین ملکہ آزاد صنوبر قد برق سنکر بطلیموس پر گرین جسم بطلیموس
کے نشان بھی نہ آیا للکار کر آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ آج مین اس سامان سے نہین آیا

ہوئین یہ آرزو تھی کہ حمزہ سے لڑون تحفہ جات طلسم میرے پاس ہین یہ کہکے ایک دو پتھر مارا دیکھا اگر دآزاد کے چار نخل سرد کے واقع ہین اُسپر قمریان کوکو کر رہی ہین اب جو روشنی ہوئی دیکھا آزاد ندارد اظہار شعبدہ باز اڑتا ہوا قریب پہونچا کیا کیا رنگ دکھائے شعبدے بنائے لطلیموس نے کسیکو نہ مانا آخر لطلیموس نے آواز دی ای معدوم اسکو بھی لینا جب اپنی بیٹی پر مین نے بدعت کی یہ تو ایک رفیق و شفیق ہو یہ کہکے جو چیخ ماری اظہار معدوم ہوا صاحبقران نے جو پلٹ کے دیکھا سب سردار ندارد وہان لشکر بے سردار پراگندہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین لطلیموس نے آگ و پتھر برسا دیے ہین صاحبقران سے پردہ کرتا ہی کبھی اپنے پہاڑ بیچ مین حائل کیا جب امیر نے لوح کو چمکایا پہاڑ درمیان مین سے دفع ہوا کبھی قصر کو سد راہ کیا امیر نے لوح کو قصر سے مس کیا قصر بھی غائب ہوا لڑتے بھڑتے امیر قریب لطلیموس کے پہونچے لطلیموس نے بہت سحر کیے امیر نہ رُکے جب برابر پہونچے لطلیموس نے مرکب پرند اپنا بڑھایا کہا ہوشیار ہو جا صاحبقران نے بجاے سپر لوح کو اُٹھایا آلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کر کے ہاتھ مارا لطلیموس نے سپرین فولادی حائل کین تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تیغۂ برق تاب جو چمک کر گرا سپرون کو کاٹا سپرون کو کاٹ کر سراسر گلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے اتر کر مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کر کے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے مرنا لطلیموس کا ایک غبار پیچیدہ ہوا عرصۂ دراز تک سنگباری و برف باری رہی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من لطلیموس جادو بود تمام فوج پھلواری ہلالی دائرۂ اسلام مین آئی لیکن امیر نے افتتاح کو نہین پایا فرمایا یارو سردار ہمارے کہان ہین عرض کی قلعے مین حضور تشریف لے چلین زندانخانہ طلسم خاص قلعے ہین ہی امیر قلعے مین قیدخانے پر پہونچے معدوم شعبدہ گر نے اُٹھکر استقبال کیا مطیع اسلام ہوا دروازہ کھولا افتتاح تاجدار وغیرہ کو وہان پایا ایک جانب ایک جوان کو ملول و حزین دیکھا سر برہنہ مسلسل و مطوق امیر نے قریب آکے فرمایا ای برادر تیرا کیا نام ہی وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار کیا اپنا حال کہون مریخ تیغ زن غلام کو کہتے ہین فرزند

برجیس تاجدار کا یہ سُنکر امیر بہت خوش ہوے مرزنج کو رہا کیا ملکہ آزاد و شہملا کو پایا اُنکو
بھی رہا کیا سبکو لیکر دربار مین آئے خزانہ دار طلسمی نے کُنجیان پیش کین خزانے کھلوائے کئی ہزار
خونشان مرصع نگار خلعت سردارونکو تقسیم کین برجیس بھی آکر پہونچا امیر نے باپ بیٹے کو ملایا تین دن
اُس مقام پر مقام کیا برجیس کو قلعۂ طلسمی سپرد کیا اور افتتاح تاجدار کو بادشاہ
قلعۂ طلسم بطلیموس کیا چوتھے دن سب ساحرہ نکو وہین چھوڑا غیر ساحرہ نکو ساتھ لیا نوبت
نقارہ بجاتے ہوے طرف لشکر کے چلے ہرچند کہ صاحبقران لقا سے اطلاع کر گئے
تھے بختیارک نے بعد کئی دن کے جو دیکھا صاحبقران نہین آئے سلیمان عنبرین مو
سے کہا لشکر اسلام پر شبخون مارنا چاہیے حمزہ نہین آیا سلیمان راضی ہوا چوتھے دن
تیاری شبخون کی کی لقا بھی تقدیرین بگھارنے لگا کہ بابدولت تقدیر کر چکے اِس شبخون مین
مسلمانون کا خاتمہ ہوگا رات کو سوار ہوے بہرام گرد طلاے پر تھا دو پہر رات گئے
مشعلون کی روشنی دیکھی بہرام نے گھوڑا بڑھا کر کہا کون آتا ہی سلیمان کئی لاکھ فوج
سے بہرام پر آپڑا بہرام خوب لڑا آخر کو زخمی ہوا اب فوج پر آکے سلیمان و لقا
گرے لشکر صاحبقران پامال ہونے لگا بادشاہ کو جا کر عیارون نے جگایا ساتھ ہی
تاجدار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار لقا برا شبخون آگیا تمام لشکر پامال
ہو رہا ہی دیکھیے کیونکر جان بچے لشکر لقا کے ساتھ بے حساب ہی بلا زبان سرکاری کو بھی
پیچ و تاب ہی دیکھیے کیا ہو بادشاہ نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس طلب کیا مرکب تیار
ہو کے آیا لندھور و مالک وغیرہ سردارون کو اطلاع کی لندھور نکلے فیل میمونہ پر سوار
ہوے مالک نے خبر سُنی مادیان عربی پر سوار ہوے طرف میدان کارزار کے چلے
بڑھکر نعرہ کیا نعرہ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم +
لندھور نے جو نعرۂ بادشاہ کی آواز سُنی لڑتے ہوے چلے لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ
لندھور خزیرہ ہے دریا را گرفتم تا بہ سندھستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
اُدھر سے مالک نے بھی نعرہ کیا نعرہ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار
فوج شہ دادو دین + چھوروفرامرز وغیرہ پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار جوانان ترکی وغیرہ

سوتے سوتے اُٹھے لڑائی مین جاکر شریک ہوے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لشکر کفار بیحد و بیحساب ہی ایک ایک سردار جو غول مین کافرون کے پھنسا ہر چند کہ بادشاہ بہ لطف شمشیر زنی کر رہے ہین سات سی تاجدار قریب ہین جب بادشاہ نے ہاتھ مارا سات سی تلوار برابر چلی سات سی کافر واصل جہنم ہوے سات سی سر اڑا خون کا بلند کفار در دمند گھوڑے کفار کے کوتل ہوکے بھاگے مگر فوج لقا کا بلوہ بیحساب سرداران نامی کو ہیچ و تاب ناموس کے واسطے بہت پریشان ہین لندھور نے اپنے عیار الیاس بیندی کو براے انتظام بھیجا کہ جاکر ناموس کو سوار کراؤ ادھر سے مالک نے عرب دراز عیار کو حکم دیا کہ جاکر ناموس کو سوار کراؤ لڑتے بھڑتے طرف صحرا کے نکل جاؤ ایسا نہو شب کا معرکہ ہی ہم لوگ غافل ہوجائین اور کفار لڑتے بھڑتے تا بہ ناموس پہونچ جائین اگر خدا نخواستہ بلکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار پر کوئی اُفتاد پڑی تو امیر کو کیا منھ دکھائینگے دونون عیارون نے پانچ چار سی عیار جمع کیے در دولت پر آکر کہا آوازدی بی بیان سوار ہون ایسا نہو کوئی خرابی پڑے لندھور و مالک نے حکم دیا ہی محافے لگائے گئے شاہزادیان سوار ہونے لگین شور و غریو گریہ و زاری کا بلند ہوا بی بیونکا تڑپنا پھڑکنا کہ ای مالک بے نیاز ہمکو بچالے ہمارے وارث یہان نہین ہین ان بیحیاؤن نے شبخون مارا ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر

نظم

گہے حق سایہ میگردد گہے نور ۔ گہے نزدیک تر باشد گہے دور
گہے پیش نظر حق جلوہ بخشد ۔ گہے از دیدہ محجوب است و مستور
گہے دام و دد و وحش و طیور ست ۔ گہے انسان گہے غلمان گہے حور
گہ آہن موم اندر دست داؤد ۔ گہے در چشم موسیٰ جلوۂ طور
گہے نمرود را مردود سازد ۔ خلیل اللہ را مقبول و منظور
گہے محزون بدار الحزن دنیا ۔ گہے در دار عقبےٰ مست و مسرور
گہے اہل خرد دانا و ہشیار ۔ گہے ناواقف و بیہوش و مخمور
گہے مسند نشین مسند عیش ۔ گہے بر فرش درد و رنج رنجور

گہے فائز بمطلب گاہ مایوس	گہے واصل گہے محروم و مہجور
زہی صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور گشاید

عیارون نے بتعجیل بی بیون کو سوار کیا لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے لڑتے لڑتے
صبح ہوگئی جب گریبان سحر چاک ہوا اور لالی اسپیدہ سے اُلجھی ہوئی ہی لندھور نے بڑھکر
دیکھا بادشاہ زخمدار عیار بادشاہ کو ایک جانب لیجانیکا ارادہ رکھتے ہین لندھور گھبرا
گیا حیران ہی کر بڑا غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوا بڑھکر ہندیونکو اشارہ کیا کہ یارو غضب
ہوا بادشاہ حالت زخمداری مین لڑ رہے ہین کفار نے چہار جانب سے گھیرا ہی یہان
فرہاد خان یکضربی وار**شیون پریزاد** دونون رشید بیٹے **لندھور** کے بصد شوکت و
شان لڑتے ہوے جاتے ہین آخر غول مین جاکر زخمی ہوے **لندھور** نے خود ہاتھی
بڑھایا اُدھر سے **مالک** لڑتے ہوے آئے بڑی بڑی کد و کاوش کی یہ بھی دونون
زخمی ہوے بادشاہ کو بھی خبر ہوئی کہ **لندھور** و **مالک** زخمی ہوے سب سرداران
نامی و پہلوانان گرامی زخمدار ہوے بادشاہ سے بڑھکر عیارون نے عرض کی ناموس
کو غلام روانہ کرچکے بادشاہ نے خوش ہوکے فرمایا یہ بڑا کام کیا ہمارا گرفتار ہونا
یا مارے جانا کچھ عیب نہین ہی ناموس کا نکل جانا چاہیے عیارون نے عرض کی ہمنے
نگہبانون سے کہدیا اگر سن لینا کہ ہم لوگونکی شکست ہوئی یا طرف خانۂ کعبہ کے یا طرف
ہندوستان یا طرف **ذوالامان** کے لیجانا مگر یہ سنکر نگہبان رونے لگے عرض کرتے تھے
کہ افسوس ان مقامون پر پہونچنا بہت دشوار ہی راہ مین جابجا ہزارن تمام امیر کے
دشمن جب انکو معلوم ہوگا کہ ناموس **صاحبقران** جاتے ہین کیسی کد و کاوش کرینگے
چھین لینے مین بہت کوشش کرینگے مگر ساٹھ ہزار شاگردان **خواجہ عمرو** ساتھ ہین دھوان
دھار کردینگے لیکن تا **باختر** پہونچنا دشوار ہی طرف **حلب** کے جانے مین یہ تو بات
سرکار پر آئینہ ہی کہ شاہان **حلب** یہان ہین انکی طرف سے جو حاکم ہوگا وہ دامن مین
پناہ دیگا یہ ذکر تھا کہ فوج کفار نے بلوہ کیا دوپہر قریب آچلی تھی دھوپ پڑ رہی ہی زخم
بادشاہ کے اُبل رہے ہین تحل صحرا حرارت آفتاب سے جل رہے ہین **بختیارک** نے

بڑھکر سلیمان عنبر پن موے کو ہی کو خبر دی کو عیاران اسلام ناموس صاحبقران کو
نکالے لیے جاتے ہین تم فوج لیکر اپنے کو پہونچاؤ ناموس کو چھین لو کنارے سے لشکر کے
بڑھنے نہ دو مسلمان صاحب غیرت ہین جب ناموس پر تمھارا قبضہ ہوگا غیرت مین اپنی جان
دیدینگے زندہ نہ رہینگے شعبان خنجر گزار مجاقون کے ساتھ سات ہزار عیار پرفین سیاہ اور
سرخ کھولے ہوے ناموس کو لیے ہوے جاتے ہین عیارون نے جو دیکھا کہ سلیمان
آتا ہے نہین سے نعرے کرتا ہوا ای عیارو تم ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ عیارون نے جو سلیمان
کو آتے ہوے دیکھا پرفین ہاتھ سے پھینکدین حقہ ہاے آتشبازی نکالے چالیس چالیس
کی ڈیوڑھ سات ہزار نے ماری دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے کوہیون سے میدان بھردیا
لیکن سلیمان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گینڈے کو چھیڑکر بڑھا کہ جا پڑے دن سوارون نے
گھوڑے دوڑائے کہ عیارون پر جا پڑین عیارون نے تیر اندازی شروع کی مگر کوئی
نہین رکتے بڑھتے چلے ہی آتے ہین ناموس کا بلکنا کنیزون کا تڑپنا سب دعائین مانگ رہی
ہین ای معبود اس آفت سے بچالے ان ظالمون نے گھیرا ہی سواے تیرے کون بچانے
والا ہی تو بڑا کریم و رحیم ہی اپنا رحم شریک کر **نظم**

عاشق بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض ‌ ‌ دلربا باگوش باطن بشنود ہر بار عرض
نیست دربان بر در آن والی کون و مکان ‌ ‌ گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حق تعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا ‌ ‌ چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رخ انور نقاب ‌ ‌ چون کند از اخلاص باطن طالب دیدار عرض
آید اندر جوش ابر رحمت پروردگار ‌ ‌ تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض
حق زمال و دولتش بخشد فراخی در جہان ‌ ‌ چون کند در تنگدستی بندۂ نادار عرض
وقت تنگی تنگدست و وقت غم اہل الم ‌ ‌ میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض
چون زہر در میشود مایوس مرد پر گناہ ‌ ‌ میکند پیش خداوند جہان ناچار عرض
در بہار گل کند ہر بار پیش باغبان ‌ ‌ از پئے نظارۂ گل عندلیب زار عرض
ہر دعا گردد برین درگاہ والا مستجاب ‌ ‌ رد نمیگردد پئے سائل ازین دربار عرض

حق بہر سائل دہد گنجینۂ زر بے سوال — حق پذیر امیکند از بندہ بے تکرار عرض
چون بود بر صاحب دل رابدل پوشیدہ راز — پس مکن حال دل خود پیش آن دلدار عرض
کن بدرگاہ جناب کارساز بندگان — خاطر انجام کار خویش ای بیکار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب — از زبان ہندی چرا پیشش کنی اظہار عرض

عیاروں اور ناموس نے جو بلک گردعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی امیر بڑی شان و شوکت سے آکر پہونچے جواہر نے بڑھکر خبر دی ای شہریار جلدی چلیے صاحبقران نے گھوڑا اڑھایا نعرہ کیا او لقابے بقار اند کہ درگاہ خدا کہان جاتا ہے او سلیمان مین آپہونچا خبردار عیاروں پر دست انداز نہ ہونا سلیمان نے پلٹ کر دیکھا آگے آگے امیر تخت پر برجیس تاجدار و مریخ تیغ زن ابد شوکت و شان سات لاکھ فوج پشت پہ صد ہا ازار زر سرخ و سفید کا لدا ہوا صاحبقران نے گھوڑا اڑھا کر نعرہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار — بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — ہر سرکشان جملہ در خاک کرد

مریخ تیغ زن و برجیس تاجدار تلوارین کھینچکر آپڑے سات لاکھ فوج نے بلوہ کیا تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیرودار بلند گفتار در دمند سا منے سلیمان کے صاحبقران لڑتے ہوے پہونچے للکار کر آواز دی کہ او سلیمان مین آپہونچا سلیمان گینڈا بڑھا کر قریب آیا سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے ہاتھ روک کر وار کیا کہ سلیمان بخوبی زخمی ہوا گینڈہ مارا گیا گینڈے سے سلیمان گرا کوہی ٹوٹ پڑے ہزاروں نے جان دی لیکن اپنے افسر کو بچایا سلیمان کو ہوادار پر ڈال کے لے بھاگے بھاگو بھاگو کا ہلڑ ہوا لقا تو دیکھتے ہی صاحبقران کو بھاگا بختیارک نے قریب آکر کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر کی لقا نے کہا تقدیر گریز ادھر سے سرداران نامی زخمی لڑرہے تھے نعرۂ امیر کی صدا سنکر چک چک کے لڑنے لگے کافرونکو بھگایا لقا بھاگ کر در باغ مینا پر پہونچا کمینہ جان بچا کے نکلگیا بختیارک نے حکم دیا کہ طبل امان بجواو طبل امان پر چوب پڑی لشکر علحدہ ہوے سردار نہ رکتے تھے کہ آج لقا کو بے مارے نہ چھوڑینگے امیر نے

فرمایا اب طبل امن بجواتا ہے جانے دو سردار پلٹے سبکو لیکر بفتح و فیروزی صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے مصروف عیش و نشاط رہے لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا ہے کہ جلد کسیکو برائے مدد بھیج ورنہ تیرا طلسم غارت کردونگا نامہ اُسطرف چلا کہ حال اسکا آیندہ وقت پر ذکر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد سوم ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد شاروق فیل ور از پردۂ ظلمات بحکم ماہیان زمرد پوش جانا عیارون کا اُسکے لشکر پر عیاری بیان کرنا اور گرفتار ہونا اور پھر رہائی زمرد و فاروق فیل ور برادر شاروق باقی

حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو ای ساقی شوخ و شنگ
کہ درپیش ہے رند مشرب سے جنگ
تجھے اپنے مہر و وفا کی قسم
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
ترائیکی دل مین بھری ہے اُمنگ
یہی التجا تجھسے ہے سرو ناز
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
ترے دم نظم ہے اک انتخب
کہ جنگ و جدل کا تماشہ دکھا
ہین ناظران خجستہ خصال
ہین سب مستعد ناظم باکمال
کہیں رنگ مین جنگ تحریر ہو
نہ اُلجھا ہوا طرز تقریر ہو
مئے لعل و ساغر کا بھی ذکر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہو
وہ بلبل کلک ہے نغمہ زن
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
اگر بلبل و گل کا ذکر آگیا
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
مرا شوخی کلک ہے حال مین
کہ ہر حال کا لطف اِس قال مین
سریلی صدائین جو آنے لگین
ترانے کا مضمون سنانے لگین
ہوا بزم دلکش مین ہو حق کا شور
صدائین سناتے ہین خوش ہو کے مور
نہالان گلزار ہین وجد مین
خبر ملگئی قیس کو نجد مین
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
اُڑاتے ہین گل عندلیبونکے ہوش
اگر غنچۂ گل ہنسے جوش مین
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
بہار گلستان کی آمد ہوئی
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کہ عیش و فرحت کے سامان ہین
کہ رنگ طبیعت کے احسان ہین
کرون داستان شگفتہ بیان
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان
چل ای توسن کلک جادو طراز

دکھادے جہانکا نشیب و فراز	لکھون داستان جلالت نشان	کہ ہو طبع روشن کا بس امتحان

چہرہ عیاران طرار و بخبر گزاران با اعتبار گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال ✣ چنین می نگارد ز کلک خیال ✣ ملکہ مہرخ سحرچشم بصد رعنائی و زیبائی سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین بہار وغیرہ حاضر باغبان اِس کیفیت کا ناظر خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین کہ چالاک بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال ملکہ حیرت کا آیا کہ آج صبح سے جمال بیمثال نہین دیکھا دلکو بیقراری آنکھون سے اشکباری گھبرا کر اُٹھا خواجہ نے فرمایا کہان چلے چالاک نے کہا لشکر دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے باہر نکلا خواجہ نے کہا یہ لونڈا دیوانہ ہوگیا ہی بیٹھے بیٹھے مین نے دیکھا کہ متغیر ہوا گھبراکر بھاگ گیا حیرت کو دیکھنے گیا ہی جانسوز خبر توے برق بول اُٹھا قبلہ و کعبہ آپکو یہی فکر رہتی ہی کسی کام کو گیا ہوگا حقیقت یہ ہی کہ چالاک نے وہ وہ کار ہاے نمایان کیے کہ ہمسے تو ایسی عیاریان نہین ہوسکتین اسم بامسمی چالاک وچست عمرو نے ایک دھول دی کہا ابے تو کیون بولتا ہی تجھنے تو بڑی بڑی عیاریان کین تمھارا مثل نہین برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا چالاک جست و خیز کرتا ہوا دم محبت کا حیرت کی بھرتا ہوا جاتا ہی خیال مین ملکہ حیرت کے یہ اشعار پڑھتا جاتا ہی ای چالاک افسوس نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا		برہمن بذنا غضب ہی گاو کو قصاب کا
رنگ چمکا اسقدر رائی قاتل احباب کا		بند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا
روے مژگان ہی بجاے طاق ابرو کیطرف		چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا
حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا		پانی بھی مین نے بنایا خانۂ قصاب کا
فرصت الکرم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی		پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا
عاشقو لئے اپنے وہ چتی بھوین ٹیڑھی ہوئین		اہل قبلہ سے پھر انئہ کعبے کی محراب کا
سوسن اُن ہونٹھونکی مستی دیکھکر نیلی ہوئی		رنگ پھیکا فندق پلٹے کیا عناب کا
سیر کرکے دو گھڑی دل اسمین بہلا لیتے ہین		دل ہمارا ہی مرقع صحبت احباب کا
جا ئیۂ حق ہوگیا راہ عدم مین نذر گور		بوجھ اُٹھایا تھا کرشنگ کے لیے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی / یار کا آنا ہی یہان آنا اجل کے خواب کا
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین / فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا
ساحل مقصود دیکھا ہم نے جا کر گور مین / ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا
بے تکلف آستان یار پر مارا قدم / دور سے کوسون رہگیا ہمسے محل آداب کا
چشم تر سے کانپتی ہی قالب خاکی کی روح / کسطرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا
سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ / بھولنا ہی دل سے بہتر ہی پریشان خواب کا

اس جوش وخروش مین چالاک در دولت ملکہ حیرت پر آیا ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلا کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا آنکھین مٹکاتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا آکے ملکہ حیرت کو سلام کیا پشت پر کھڑے ہو کے رومال ہلانے لگا کہ قبۂ بارگاہ توڑکر ایک پُتلی سُنہری آئی نامہ حیرت کے ہاتھ مین دیا اور چلی گئی حیرت نے نامے کو پڑھا یہ کیا جانے کہ لونڈی پشت پر کھڑی ہوئی ہی چالاک جھک جھک کر کاغذ کو دیکھتا جاتا ہی طرف سے افراسیاب کے مرقوم ہی کہ ای خاتون محل من شاروق فیل در ظلماتی تمہاری مدد کو آتا ہی مناسب ہی کہ اُسکو بہت اعزاز واکرام سے لینا تکلف سے آتارنا اُسکو کسیطرح کا ملال نہ ہو مقدمہ جنگ اُسیکے سپرد کرنا اُسے اختیار ہی جسطرح چاہے مقابلہ کرے وہ سبکو گرفتار کرکے بھیجدے گا بہار و مخمور کو بچا دیگا جب تک وہ تمہارے پاس نہ آئے کسی پر یہ احوال ظاہر نہ ہو عیار جا کر راہ مین سردار کو روک لیتے ہین چالاک نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر یہ تو الگ ہوا حیرت نے نامے کو پڑھکر پھاڑ ڈالا اُگالدان مین ڈالدیا چالاک جو لشکر حیرت سے نکلا جنگل مین پہونچا تھا کہ برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے سب حال بیان کیا کہ اب شاروق ظلماتی آتا ہی یہ سنتے ہی برق بھاگا چالاک نے کہا ٹھہرو تو برق کب سُنتا ہی نام سنتے ہی بھاگا چالاک پیچھے سے چلاتے کہتا ہی ای چالاک برق جانتے ہی عیاری کریگا چلکے دیکھین کیا کرتا ہی اگر اسنے شاروق کو مار لیا تو بہتر ورنہ ہم شاروق کی گردن لینگے برق بارہ کوس چلکر ایک پہاڑ پر چڑھا دیکھا ایک لشکر گران ساحران غدار کا

اُترا ہی ایک بارگاہ زرلفتی بیچ مین بارگاہ کنارے دریا کے ہی شتارہ وق نے پردے اُٹھوادیے
مین اور بیٹھا ہوا سیر دریا کی کررہا ہی برق یہ معاملہ دیکھکر پہاڑ سے اُترا سوچتا ہوا چلا
ایسی ایک بات ذہن مین آئی کہ خود ہنسا دل مین کہتا ہی اگر اس معاملے سے پہونچا بڑے
لطف سے بلا ئیگا بہت جلد مطلب نکل آئیگا یہ سوچکر برق تو کنارے ہوا شتارہ وق
کے مصاحب گرد بیٹھے ہین ایک کشتی سورپنکھی کیسی عمدہ بنی ہوئی مغرب سے آتی ہی بیچ دریا مین
چرخ مارتی ہوئی شتاروق نے دور سے دیکھا حیران ہوکر کہا خالی کشتی چرخ مارتی ہوئی
آتی ہی انگر ٹہلنے لگا جب قریب پہونچی تو دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین اُسپر بیہوش
پڑی ہی گلنار جوڑا پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرہ اُترا ہوا شکم صاف وشفاف
تختۂ بلور بہشت سے ملا ہوا سینے پر اُبھار دوپٹہ سرکا ہوا شتاروق صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوگیا ہاتھ سے اشارہ کیا کشتی قریب آئی جھک کے گود مین اٹھایا مصاحبو نسے
کہا سب ہٹ جاؤ کوئی قریب نہ آؤ لوگ ہٹے شتاروق گود مین لیے ہوے بارگاہ مین
آیا مسند پر نازنین کو لٹایا بیٹھکر تلوے سہلانے لگا اُس نازنین نے آنکھ کھولی شتاروق
کو دیکھکر دوپٹہ اُوڑھ لیا شرماکر بہ صد سمیٹ بیٹھ کے کہا صاحب تم کون ہو جو مہرپدری فرمائی
شتاروق نے کہا ای سرداران حسینان ای رونق بازار مشتاقان شتاروق ظلماتی میرا
نام ہی براے سرکوبی مسلمانان چلا ہون ظلمات کا رہنے والا ہون چہارم پردۂ ظلمات
ماہیان زمردپوش نے میرے قبضے مین دیا ہی بلاشرکت غیرے سلطنت کرتا ہون اب
ماہیان زمردپوش کو خراج دیتا ہون صرف ماہیان زمردپوش سے مجھے واسطہ
ہی انھین کی خدمت مین خراج پہونچاتا ہون انھین کے حکم سے چلا ہون یہ بھی براہ مہربانی
فرمایا ہی کہ اگر تو کسی وجہ مین عیارون کے دام مکر مین گرفتار ہوگا تو مین خود تیری مدد کو آؤنگی
براے مقابلۂ مسلمانان چلا ہون ہر وقت یہی فکر ہی کہ عیار ملین تو انکو گرفتار کرون خدمت
مین شاہ کی بھیجون اب اپنا حال مفصل بیان کرو اس بلا مین دریا کی کیونکر پھنستا ہوا یہ کہنا
تھا کہ وہ نازنین رونے لگی ہچکیان لگ گئین کہا ای بادشاہ عالی جاہ یہ تقدیر کی رسائی کہ آپ
ایسے حبیب کے پاس پہونچی ہمارے شہر کے کنارے پر دریا ہی روز مان باپ سے چھپ کر

آتی تھی کشتیان شاہی دریامین موجود ہین پانچ چار کنیزونکو رازدان کرلیا تھا کشتی پر سوار ہوئی
گھڑی دو گھڑی نواڑہ کھیلی مچھلیونکا شکار کیا چلی آئی کل صبح کو دیکھا کہ دریا پر عجب جوبن
ہی سیکڑون نئے سوداگر آئے ہین نازنینان گل اندام گلفام سرو قد شیرین دہن کشتیون پر سوار
دریامین شناوری کررہی ہین اور بہر بہار زپر آتی ہین سمن و یاسمن و سرو قد غنچہ دہن
سے مین نے کہا کہ اسوقت ہمین دریامین لیچلو تو جانین چارون نے کہا چلیے کھڑکی کھولکر
باغ سے مین بدنصیب نکلی بہ مشکل کشتی پر سوار ہوئی چارون کنیزون نے چاہا کہ ہم بھی
سوار ہون چھہ بجے دن کے ایک اور کشتی بیچ مین آگئی چارون کنیزین تڑپ کر دریامین
گرین یہ کہسکتی ہون بلکہ اکیلی کشتی پر ہمین اب کیا ہوگا وہ تو چارون دریامین ڈوبین اب کشتی
بہتی ہوئی چلی جہاز والون نے دیکھا ہوڑیونکو حکم دیا مین نے اپنے کانون سے سُنا
آواز دی ارے کشتی کو نکالو دریامین آندھی اس زور سے اٹھی کہ پانی کو تلاطم ہوا تھوڑے
عرصے مین صد ہا کوس کشتی نکل آئی اب سر اٹھا کے جو دیکھا نہ وہ جہاز ہین نہ وہ کشتیان ہین
چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اب تمکو دیکھا تمنے مجھے کیونکر پایا شاروق نے دست بستہ کہا کہ
مین نے کشتی آتے دیکھی کنارے دریا کے پہونچا پھر کرکے کشتی کو کنارے طلب کیا تمکو
جو بیہوش دیکھا دل بیقرار ہوگیا یہان اٹھا کر لایا خدمت مین مصروف رہا نازنین رونے
لگی کہا اے شہنشاہ ساحران تمنے مروت و مہر پدری کا دکھایا ہمارے بزرگ بھی تمہارے ممنون و
شکر گزار ہوے اب احسان یہ کرو کہ ہمارے گھر ہمین پہونچوا دو ورنہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی
امی جان روتی ہونگی ابا جان نے کھانا نہ کھایا ہوگا تمام محل مین ہلڑ ہوگا کہ بیوی پر کیا ہوکر
گذرا چارون کنیزین دریامین ڈوبین سب عزیز و اقارب پھڑک پھڑک کر مرجاینگے شاروق
نے گھبرا کر کہا صاحب پہونچا دینا تو آسان ہی ہے پھر کشتی دریامین بہکے آئی نہین معلوم
کتنی دور نکل آئی مین یہان سے ساحرونکو بھیجتا ہون ایک دن دو دن یہان رہو
بعد اسکے پھر بھجوا دونگا ساحر خبر بھی لے آئینگے کہ ملک تمہارا کتنی دور ہے دو دن مین سب
ثابت ہوجائیگا جہان یہ تکلیف اٹھائی دو دن اور فراق جھیلو یہان تمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
نازنین بلک کر رو دی کہا صاحب مردوے کے پاس اکیلے رہنا کیسی مشکل کی بات ہے تم

مجھکو ہاتھ اگر لگادو تو غضب ہو جائے تمام عزیزون مین بدنام ہونگی شاروق نے محبت
کہا ای جان جہان وای تسکین وہ دل عاشقان مین بے تمھارے حکم کے کیطرح ہاتھ نہ لگاؤنگا
تمھاری خوشی کا مشتاق رہونگا تم جانو کہ مین اپنے گھر مین بیٹھی ہون کنیزین خدمت کو دون
وہ خدمت مین حاضر رہین آپ ہاتھ منھ دھو ڈالین نازنین نے کہا مین زندگی سے ہاتھ
دھوئے بیٹھی ہون آٹھ پہر بے آب و دانہ گذرے شاروق نے کہا مین ابھی سب کچھ طلب
کرتا ہون خاصہ نوش کیجیے یہ کہکے کنیزونکو آواز دی ارے جلد آکر حاضر ہو چند کنیزین
اندر آئین کہا ارے کمبختو کھانا لاؤ لاکر دستر خوان چنُو وہ نازنین نے کہا صاحب کھانا جب
کھاؤن کہ ہوش درست ہون شراب جنم گھٹی ہی ایک دو جام پیون تو طبیعت کو چین ہو تمھین
بھی ضرور شوق ہوگا سب شاہ پیتے ہین اور اشارے سے کہا کنیزونکو ہٹادو شاروق
خود حیران تھا کہ کنیزون کے سامنے کیونکر مدعا حاصل ہو کنیزونکو جو اشارہ کیا کنیزین
باہر گئین شاروق نے مینہ سے گلابی اٹھائی جام لبریز کرکے دیا نازنین نے اسطرح گریبان
مین گرایا کہ شاروق سمجھا پی گئی جام کے پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین پھولے پھولے
گالون پر سرخی آئی ہونٹھون نے مسیحائی دکھائی ادھر اودھر دیکھنے لگی کہا صاحب ایک دو
شعر سنو مین نے گانا سیکھا ہی شاروق خوش ہوگیا کہ اب نشے کی باتین کرنے لگی اب میرا
مدعائے دلی حاصل ہوگا نازنین نے پتلے پتلے ہاتھون سے بایان بجایا اور رنگین گر کے
یہ اشعار شروع کیے

نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا	جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا
آفتین ڈھاتی ہی وہ نرگس فتان کیا کیا	داغ دیتی ہی مجھے گردش دوران کیا کیا
پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ہی ظالم	ورنہ گردون سے ہوے کار نمایان کیا کیا
حسن مین پہلوے خورشید نگر دابے گا	دور کھینچتا ہی ہمارا سہ نابان کیا کیا
روے دلبر کی صفائی سے برا تھا دعوے	سامنے ہوکے ہوا آئینہ حیران کیا کیا
آنکھین گیسو کے تصور مین رہا کرتی ہین بند	لطف دکھلاتا ہی یہ خواب پریشان کیا کیا
گردش چشم دکھاتی ہی کبھی گردش جام	میری تدبیر مین پھرتا ہی یہ دوران کیا کیا

چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا
میرے اللہ نے مجھپر کیے احسان کیا کیا

دوست سے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا
میرے دشمن ہوے ہنس ہنسکے پشیمان کیا کیا

گردش نرگس فتان نے تو دبوا نہ کیا
دیکھو چھنکوائے کوئیں چاہ زنخدان کیا کیا

جلگیا اگ مین آپ اپنے مین مانند چنار
ہیتے رہگئے دانت ارہ وسوہان کیا کیا

کچھ کیے کوئی مین منھ دیکھکے رہجاتا ہون
کم دماغی نے کیا ہی مجھے حیران کیا کیا

گرم ہرگز نہ ہوا پہلوے خالی بے یار
یاد آدیگی مجھے فصلِ زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہین مجسا آتش
کیا کہون کتنے ہین ہند و مسلمان کیا کیا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ شارہ وق نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بلائین لینے لگا کہا اے تاجدار حسینان کیا آواز مین سوز و گداز ہی شارہ وق نے بلائین جولین نازنین نے ہٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا او گنوار الگ بنہین بیٹتا یہ کیا حرکتین مین خبردار جو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی طمانچے جو مارے فورًا اتراتے کی آواز ہوئی شارہ وق خوش ہوگیا نازنین نے اور دو تین شعر گائے کہا کیون جی ہمنے شراب پی تم شراب نہ پیوگے شارہ وق نے کہا میری جان تک تمھارے کہنے پر نثار ہی ہرچند کہ ماہیان زمرد پوش نے منع کیا تھا کہ کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا نازنین نے کہا وہ چھچھلی حرامزادی کون ہی مین ماہیت سے آگاہ ہون سب باتین تمھاری سمجھتی ہون شارہ وق نے کہا ملکہ کچھ کہتا نہین افراسیاب جادو کی نانی صاحب کا نام ہی نازنین نے کہا افراسیاب کون بھڑواہی اور نانی اُسکی کون چھتیر ہی بڑے بڑے نام لیکے مجھے ڈراتے ہو یہ کہکے جام لبریز کیا اشعار دو چار اور گائے شارہ وق مبہوت ہو رہا ہی چاہتا ہی جام پیتے ہی مطلب حاصل کرونگا دل مین کہتا ہی کیا چلبل ہی معشوق خوبرد خوشخو زہرہ جبین ابرو ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال نازنین نے جام لبریز کیا جیسے چاہا کہ پلاؤن بائین ہاتھ سے پیالے پکڑے داہنے ہاتھ سے قصد کیا کہ شراب پلاؤن شارہ وق نے خوشی مین منھ کھولدیا ہی کہتا جاتا ہی لاؤ صاحب خوشی تمھاری کہ زمین کانپی اور رشق ہوئی بس ماہیان زمرد پوش نعرہ کرکے زمین سے نکلی کہا او برق کیا غضب کرتا ہی برق نے دیکھا ماہیان زمرد پوش سر پر آگئی ہی

نہ بھاگنے کا رستہ پایا نہ خنجر مارنے کا موقع تھا برق پلٹ کے قدمون پر ماہیان کے گرا
کہا کیون نانی جان کیا عیاری کی آپ اِس عیاری کی قدر کرینگی آپ کے تشریف لانے
سے ہمین تقویت ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی اور
شاروق سے کہا اسے گرفتار کر برق کہتا ہی آپ گرفتار کیجیے آپنے پکڑا ہی مین تو آپ ہی کا
تابعدار ہون آپ کی وجہ سے اِس طلسم مین آیا ماہیان نے کہا ارے شاروق اِسکو
قید کر دیکھا تو نے کس لطف سے تیرے پاس یہ عیار آیا ایک چشم زدن اور نہ آتی تو یہ
مار بیٹھ کے نکل جاتا خبردار کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے بہی تجھسے کہا تھا کہ تیری
مدد کو آؤنگی وقت پر پہونچی ورنہ خاتمہ تھا دیکھا ای شاروق اب مین جاتی ہون مگر
بہت ہوشیار رہنا ماہیان تو چلی گئی برق کو شاروق نے قید کیا جعفر بن چالاک
بن عمرو بہ صورت مبدل لشکر شاروق مین پھر رہا ہی کہ ہلڑ سنا برق قید ہو گیا یہ سنکر
چالاک رنجیدہ ہوا لشکر سے نکلکر باہر آیا جنگل مین آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا
صورت تبدیل کی صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک کاغذ بھی بنا کر افراسیاب کی طرف سے
رکھ لیا جست و خیز کرتا ہوا در بارگاہ شاروق پر آیا چوبدار سے کہا عرض کر دو کہ ملکہ
صرصر دروازے پر حاضر ہین شاروق نے کہا بلا لو صرصر نے آتے ہی نامہ ہاتھ مین دیا
سر نامہ پر مہر افراسیاب پائی کھولکر پڑھنے لگا لکھا تھا ای شاروق نانی جان نے
تمکو خوب بچایا برق کو قید کیا ہی صرصر کو ہمنے بھیجا ہی تمھاری حفاظت کریگی یہ سب
عیارونکو خوب پہچانتی ہی اِسکے سامنے کسیکا مکر نہ چلیگا شاروق افراسیاب کو
دعائین دینے لگا صرصر نے کہا ہمارا ہونا کافی ہی کوئی عیار جب سنے گا کہ ملکہ صرصر موجود
ہین آنیکا ارادہ نکریگا لو ہم گانا شروع کرتے ہین یہ کہکے بابان کھینچا سیدھا سیدھا کھیکہ
بجاکر یہ اشعار صرصر نقلی نے شروع کیے

نظم

لب لعلین نے بدخشان و یمن دِکھلایا	مشک بو زلف نے تاتار و ختن دِکھلایا
راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوے	نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دِکھلایا
اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے	عالم پیچ و خم و چین و شکن دِکھلایا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے
تری رفتار کا انداز نہ پایا ہمنے
پانؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھا تے کھاتے
یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
گو جلا یار بھی مجھکو وہی دکھلا دیگا
نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے
تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
دلکو ان آنکھونکا دیوانہ سمجھ صحرا نے
دہی جا ہیگا تو اُس سے یہ چھٹے گی آتش

جامۂ زیب اُنکو رُخ زرد و کفن دکھلایا
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا
ہم غریبونکو خدا ہی نے وطن دکھلایا
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا
اِک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا
ایسا اک ماہ نہ ای چرخ کہن دکھلایا
آسمان کو بھی ہے جس مہ نے بدن دکھلایا
سیکڑون ہی سبھے خوش چشم ہرن دکھلایا
حکم اللہ نے ہر روح کو تن دکھلایا

یہ اشعار سنکر شاہ روق بہت خوش ہوا کہا ای صرصر ابھی برق نے گایا تھا اُسنے بھی دل لُبھا لیا ایسا گایا کہ دل بیقرار ہو گیا ماہیان نے آکر بجایا اب مجھے تمسے بھی کھٹکا ہی یہ سنکر چالاک پریشان ہوا جی مین کہتا ہی ای چالاک حقیقت مین یہان برق مثل برق کے بڑے لطف سے آیا اُسنے بوجہ احسن رنگ جمایا اُسکے دلکا کھٹکا کیونکر مٹے اِسطرحکی باتین دل مین سوچکر بول اُٹھا ای شہنشاہ ساحران آپ کے سامنے کون عیاری کر سکتا ہی اگر بلکہ ماہیان نہ آتین تو بھی آپ گرفتار کر لیتے مین تو برائے حفاظت حاضر ہوئی ہون سب باتون کو منع کرونگی شراب میرے ہی ہاتھ سے پیجیے شراب کا انتظام میری ذات پر موقوف رہے برق و چالاک کا ساتھ رہتا ہی ایسا نہ ہو میخانے مین جاکر داروغہ کو بیہوش کرے مین ذرا میخانے مین دیکھ آؤن یہ کہکے چالاک طرف میخانے کے چلا جاتے ہی داروغہ کو پکارا داروغہ صاحب ہوشیار رہیے گا کوئی غیر نہ آنے پائے اب آپکو اختیار ہی جس طور سے چاہیے بیٹھیے مین گلابی واسطے شہنشاہ ساحران کے لیے جاتی ہون اب یہان سے شراب محفل مین نہ جائیگی عیار بڑے بلا کے ہین سامنے قضا کے ہین بہت ہوشیار رہیے گا گلابی اُٹھا کے باہر نکلا بیہوشی

ہلاتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا یہاں شارہ وق بارگاہ میں بیٹھا کہہ رہا ہے بلکہ صرصر کے
ہاتھ سے بڑا انتظام ہوگا عیار کوئی اگر آئیگا تو بڑا مزا اُٹھائیگا کہ دربارگاہ سے ایک طائر
پیدا ہوا طائر کو دیکھکر شاروق کے ہوش اُڑے طائر نے منقار کھولکے کچھ کہا اور
چلا گیا شارہ وق نے پکار کر آواز دی کہ مین سمجھا مصاحبون نے پوچھا حضور خیر تو ہے
شاروق کے منہ سے نکلگیا کہ ملکہ عالم نے پھر بدی کی یہ صرصر نہین بلکہ چالاک عیار ہے
دیکھو کیا رنگ جماتا ہے کس طور سے آیا ہے چالاک گلابی لیے ہوئے آتا ہے راہ مین ایک چوبدار
دیکھنے لگا چالاک سے آنکھ ملائی سر اپا کو دیکھا چالاک نے کہا میان مرد ہے صاحب
کیا دیکھنے ہو چوبدار نے کہا کچھ نہین چالاک کو کھٹکا ہوا چوبدار کا ہاتھ پکڑ کے کہا تمکو
ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ میان مرد ہے تمھاری یہ چتون غضب کی ہے گھور گھور کے
آنکھون مین کھائے جاتے ہو سچ کہو ہمارے بعد دربار مین کچھ ذکر ہوا تھا چوبدار نے کہا
مین تمھارے سینے کو دیکھتا تھا مجھے تو اطمینان ہوا تمھارے آنے کے بعد ایک طائر آیا میان
شاروق نے کہا مین سمجھا مصاحبون نے کہا حضور کیا ہے تو شاروق نے کہا ارے یہ
چالاک عیار ہے صرصر کی شکل بنکر آیا ہے مین حیران تھا کہ مرد عورت کی شکل کیونکر
بن سکتا ہے اسوجہ سے تمکو گھور کر دیکھا چالاک نے کہا تم نے خوب کہدیا اب مین جاکر
چالاک کو پکڑ لاؤن پھر حاضر خدمت ہونگی یہ کہکے چالاک گلابی پھینک کر بھاگا کہتا ہوا
مین چالاک کو لینے جاتی ہون یہان شاروق انتظار مین ہے کہ چوبدار آکر کھڑا ہوا
کہا حضور بھلا مرد عورت کیونکر بن سکتا ہے مین نے سینہ بخوبی دیکھا کس لطافت سے اُبھار
ہے مرد کیا بنا سکتا ہے شاروق نے کہا ارے کیا اُس سے کہدیا کہا حضور وہ تو
شک مٹانے کے لیے چالاک کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی آتی ہوگی شاروق نے
کہا ارے تو کیا جانے تو نے اُس سے کہدیا وہ نکل گیا یہ ذکر تھا کہ ہڑ ہوا صبا رفتار
آتی ہے مگر پشتارہ بدوش ہے شاروق بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا ملکہ صبا رفتار
چالاک کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہے شاروق نے کہا ارے صبا رفتار کسکو لائی
کہا حضور ہمکو حکم ہوا تھا کہ جاکر لشکر کی حفاظت کرو مین طرف لشکر کے آتی تھی کہ یہ نگوڑا

ہوا موذی کا مالا اُستانی کی شکل بنکر لشکر سے آپ کے بھاگا ہوا جاتا تھا مین نے زرغنہ نخلستان مین چھپ کر کمند مین خس پوش کین یہ ظالم اُسمین جاکر پھنسا مین گرفتار کر لائی شاروق بہت خوش ہو گیا کہا اسکو ہوشیار کرو کہا حضور ایسا نہ کیجیے ایسی باتین بنائیگا کہ میرا رنگ بتائیگا آپ اِسکو چھوڑ دینگے اِسی بیہوشی مین مسلسل اور مطوق کر کے قید خانے مین بھیجیے یا قتل کیجیے نہین تو ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا شاروق نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ آہنگر آئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر کہا اِسیطرح اِسکو قید خانے مین لیجاؤ یہان میان برق قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین باتین نگہبانون سے بنا رہے ہین کہ دیکھا پانچ چار جادوگر زنجیرون مین باندھکر چالاک کو لیے ہوے آتے ہین برق دیکھنے لگا بغور دیکھا کہ چالاک نہین ہی جادوگر چالاک کو ڈال گئے یہان صبا رفتار نقلی نے شاروق سے کہا حضور ہم انتظام کرینگے گانا تو ہمارا سنیے اب رات بھر عیش کیجیے صبح کو تشریف لیچلیے آپ کے آنے کی خبر جو مشہور ہوئی ہی مسلمان سب کانپ رہے ہین یہی ذکر ہی جابجا کہ شاروق ظلماتی کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عیارون نے بڑے بڑے رنگ جمائے ہونگے خوب خوب گائے ہونگے میرا بھی گانا سنیے یہ کہکے سازندون سے اِشارہ کیا ذرا ساز ملاؤ ساز آراستہ ہوے صبا رفتار نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

سراپا ہی وہ شیرین کام شیرین — فقط شیرین نے پایا نام شیرین
جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے — کھون آنکھوئین ہی بادام شیرین
ترے ہونٹھون کی دولت مثل شربت — ہوا ہی بادۂ گلفام شیرین
شراب تلخ شربت سے ہی بہتر — کرون کیونکر دہان جام شیرین
دلا پختہ مزاجی مین مزا ہی — کہان ہوتے ہین بار خام شیرین
فدا کرنے کو اُس شیرین ادا پر — کرے گی جان شیرین وام شیرین
دلا ہی عشق مثل بادۂ تند — کہ ہی آغاز تلخ انجام شیرین
کرے کیونکر نہ میٹھی میٹھی باتین — کہ ہی اُسکا دہان وکام شیرین
تری شیرین لبی کے جو کیے وصف — کلام اپنا ہی او خود کام شیرین

کلام غنچۂ گلرنگ ہے تلخ | ادا ے سرو سیم اندام شیرین
اسیر قصر شیرین کیا ہی فرہاد | نمایان ہی ہر ہر بام شیرین
کہا ہی سب نے سیب اُسکے ذقن کو | مگر کہتا ہی نارنج آم شیرین

اس رنگ مین اس غزل کو گائی کہ شاروق بیتاب ہوگیا تعریف کرنے لگا کہ اے ملکہ صبا رفتار کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتی ہو دل لبھاتی ہو صبا رفتار نے عرض کی حضور نے ابھی کیا سُنا کمال افراسیاب کے سامنے ظاہر ہوتے ہین صاحب کو آپکی حفاظت کو آئے ہین کیا کمال دکھائین دیکھیے یہ انگور شہنشاہ نے آج باغ سامری سے منگائے تھے ملکہ حیرت کے واسطے بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ اسکو کھانا عمر بڑھیگی چار دانے مین نے نکال لیے دو دانے مین نے آپ کے واسطے رکھے ہین اسے نوش فرمایئے عمر بڑھیگی جیسے ہی ہاتھ مین شاروق نے لیے زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش پیدا ہوئی آواز دی او شاروق کیا کرتا ہی خبردار کھانا نہین اسمین زہر ملا ہی چالاک نے چاہا اُٹھکر بھاگون زمین نے پانوٗن تھام لیے رنگ و روغن سیاہی کا اُڑگیا چالاک جھک جھک کے ماہیان کو سلام کرنے لگا کہا نانی اماں مین تو آپ کی ذات سے اس طلسم مین ہون مجھکو شاروق کے پاس نوکر رکھا دیجیے اب مجال کوئی عیار آجائے ماہیان نے منھ پھیر لیا چالاک کو کچھ جواب نہین دیا منھ پھیر کر شاروق سے کہا اسکو پاس برق کے قید کرو وہ جو بیچارہ گنوار قید ہی وہ ایک گنوار جنگلی ہی اُسکو قید سے چھوڑوادے کمبخت ہوشیار رہنا یہ عیار بلا کے ہین برق یہان سوچ رہا ہی کہ خلیفہ تماشا ہی کر رہے ہونگے اب ہم چھوٹا چاہتے ہین کہ دیکھا چند جادوگر چالاک کو لیے ہوے آتے ہین اب برق بہت پریشان ہوا چالاک بھی قید ہوا شاروق نے کہا خبردار اب کوئی غیر نہ آنے پائے کہ صحرا سے گرد اُڑی فاروق فیل پیکر بھائی شاروق کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا شاروق نے استقبال کیا فاروق تنتا ہوا آیا شاروق نے پوچھا بھائی صاحب تم کہان سے آتے ہو فاروق نے کہا مین شکار گاہ مین تھا کہ مین نے خبر سُنی کہ آپ براے مقابلہ مسلمانان گئے مجکو انتشار ہوا آخر مین آیا آپ یہان کیون اُترے ہین شاروق

نے کہا بھائی کیا بیان کرون عیارون نے تار باندھ دیا مانی جان کو سامری و جمشید سلامت رکھین دو مرتبہ مجھکو آکر بچایا کہ مین نے عیارونکو قید کرلیا فاروق نے کہا بھائی ہمارے اور تمھارے اوپر عیار کیا عیاری کرسکتا ہی شاروق نے کہا ای برادر وہ صورتین بنکر آتے ہین کہ ضرور آدمی دھوکا کھاتے ہین فاروق نے کہا بھائی کیا ہم دیوانے ہین کہ اُنکے فریب مین پھنسینگے رات خاطر مدارات مین گذری صبح کو شاروق نے تیاری کی لشکر آراستہ ہوا فاروق سے کہا اب تم قلعۂ فاروقیہ پر جاؤ مین برای مقابلۂ مسلمانان جاتا ہون فاروق نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا لشکر تیار رہوا شاروق تخت پر سوار ہوا فاروق نے کہا بھائی مین شکار کھیلتا ہوا آؤنگا شام تک منزل پر تمھارے پاس پہونچ جاؤنگا یہ کہکے شکار کھیلتا ہوا چلا صحرا مین شکار کھیل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ سرخ موے کاکل کشا ایک طاؤس زرین بال پر سوار چند کنیزین ساتھ چقماق ہاتھ مین لیے ہوے کہ طائر خیال کو شکار کرے آہوے وحشی کو بیکار کرے شکار کھیلتی ہوئی آتی ہین فاروق کی نگاہ پڑی ایک نازنین دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب ماہ رخسار قمر عذار کبک رفتار شیرین گفتار سرو قد سیم بر غنچہ دہن رشک چمن دیکھتے ہی فاروق بے اختیار ہو گیا پکارتا ہوا دوڑا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان روح پر صدمہ ہی دل تڑپ رہا ہی **نظم**

کیونکر ترے آگے نہ جھکے حور کی گردن
بجلی کی کمر شعلے کا منہ نور کی گردن

مستی مین جو گستاخ ہوا قتل ہوا مین
ہی خون مرا بادۂ انگور کی گردن

قربان تری آنکھون پہ ہی دیدہ کہ ساغر
گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن

شیشے مین نہین بادۂ گلرنگ بری ہی
یہ گردن مینا نہین ہی حور کی گردن

گردن کشی اس نشۂ فانی مین بڑی ہی
شیشے کی بھی ہم مستون نے اب دوری گردن

قربان ہون تکبیر نہین کرتا مجھے کیون قتل
مشتاق ہی کیسی دم ساطور کی گردن

جلاد فلک بہر خدا تیغ سحر سے
اب کاٹ ہماری شب دیجور کی گردن

گو محتسب آیا ہی مگر شیشے مین سر کش
ہوتی نہین خم معرکے مین سور کی گردن

ڈھلکی ہوئی ہی ناسخ رنجور کی گردن		ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف سرخ مو کے دوڑا سرخ مو نے گھبرا کر کہا ای احمق
شخص اپنے ہوش مین آ دیوانہ نہو فاروق ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون تابعدار
ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ سرخ مو نے کہا ای شخص تو ملازم افراسیاب
ہم نوکر ملکہ مہرخ کے اب ہمسے تمسے مقابلہ ہی یہ کیسی باتین کرتا ہی مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہی ایسی باتین نہ بنا فاروق ہاتھ باندھے کھڑا ہی یہی کہتا ہی میری بارگاہ مین چلیے
ملکہ سرخ مو نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے ہوش مین آ تو کون ہی کہان جاتا ہی کہا حضور
شاروق ظلماتی کا بھائی ہون شاروق برسر مسلمانان جاتا ہی چالاک و برق
نے عیاری کی دونون گرفتار ہوے لشکر اسکا آتا ہی مین آگے بڑھ آیا کہ شکار کھیلتا
ہوا جاؤنگا آپ کی خدمت مین پہونچا ملکہ سرخ مو نے ہنسکر کہا جا کر برق اور
چالاک کو رہا کرلاؤ لشکر اسلام مین آؤ ملکہ مہرخ کی اطاعت کرو اسوقت دیکھا جائیگا
جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ سنتے ہی فاروق پلٹا سرخ مو نے جو اسکو
عاشق کامل پایا نگاہ سحر بھی ڈالدی اور زیادہ بدحواس ہوا گینڈے کو پھیر کر پلٹا شاروق
جو سوار ہوکر چلا یہ اور راہ سے گیا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترا بارگاہ استاد
کرائی برق و چالاک قید ہین شاروق بارگاہ مین بیٹھا ہی یہی ذکر کر رہا ہی کہ ابھی
بھائی صاحب نہین آئے کہ خبر پہونچی فاروق آتا ہی شاروق نے چند سردار
واسطے استقبال کے بھیجے سرجوش کوہ پیکر بھی آیا جھک کر سلام کیا کہا تشریف لیچلیے
آپ کو شہنشاہ یاد فرماتے ہین غلام کو دیر ہوتی ہی مین جاکر حفاظت قیدیونکی کرون ایسے
دونون متفنی بلا کے ہین کہ دن بھر مین ہزار ہا فقرے دیتے ہین فاروق نے پوچھا ای سرجوش
کسکا فکر کرتا ہی کس قیدی پر تو نگہبان ہی اُسنے کہا چالاک و برق میرے سپرد ہین
اور کوئی ساحر نگہبان ہوتا تو ابتک چھوٹ کر چلے گئے ہوتے فاروق نے کہا ای سرجوش
خبر پائی ہی کہ دونون عیار بے خطا ہین انکو جا کر رہا کرکے لا اگر اسکے خلاف کریگا تو
بہت بُری طرح پیش آؤنگا سرجوش نے کہا یہ آپ کیا کہتے ہین عیارونکی ذات سے

بڑے ضیافت مین شاروق کو مار لیا ہوتا نانی اماں نے آکر بچایا برق نے تو وہ قیامت
کی عیاری کی کہ اگر ماہیان نہ آتین تو اُسنے مار لیا تھا فاروق نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا
سر سرجوش کا اُڑ گیا ساحرون کی جانب گولہ لیکر دوڑا سردار سامنے سے بھاگے فاروق
طرف قیدخانے کے چلا برق وچالاک بیٹھے ہین اور جادوگر نگہبان پاسبان بیٹھے ہین
فاروق کو دیکھکر کھڑے ہو گئے جھک جھک کر سلام کرنے لگے عرض کی حضور کیونکر آنیکا
اتفاق ہوا فاروق نے کہا ہٹ جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گے تمھارے
افسر کو بھی مین نے مارا نگہبان دروازے کے سامنے اڑکر کھڑے ہو گئے کہا حضور ہم تو
آپ کو نہ جانے دینگے فاروق تیغہ کھینچکر گینڈے سے اُترا ساتھ والون سے حکم دیا
کہ اِن سبکو مار لو تلوار چلنے لگی فاروق نے دو گولے مارے نگہبانون کے سر اُڑ گئے
قیدخانے مین گھسا چالاک و برق کو جھک کر سلام کیا کہا ای حامیان لشکر اسلام
مین تمھین رہا کرنے آیا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین چند نگہبان مارے گئے چند بھاگے
شاروق سے آکے عرض کی ای شہنشاہ ساحران آپکے بھائی صاحب نے سرجوش
افسر کو بھی ہمارے مارا قیدخانے پر جاکے ہمارے بھائیون کو قتل کیا کھڑے ہوے
لڑ رہے ہین چالاک و برق کو رہا کر دیا وہ جست وخیز کر کے نکل گئے عیارون کو کون
پا سکتا ہی بڑے زور وشور سے بھائی صاحب آپ کے لڑ رہے ہین شاروق جھلاکر
نکلا دیکھا کہ ہنگامۂ گیرودار بلند ہی فاروق لڑ رہا ہی شاروق نے فوج کو اشارہ
کیا کہ گھیر کر اسکو گرفتار کر لو زندہ نہ بچے فوج تو اسکے ساتھ بے حساب ہی سب بلوہ کر کے
چلے جب ساحرون نے گھیرا اور ادھر سے شاروق کو دیکھا کہ دور کھڑا ہی اور غل مچا رہا ہی کہ
گرفتار کر لو عیارونکو اس سے حاضر کراؤنگا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا فاروق نے
وہان سے پکار کر کہا کہ بھائی میرا حال تو سُن مین اپنے آپ مین نہین ہون نگاہ مست
ملکہ سرخ موے کا کل کشا نے مجنون بنایا کلیجہ خون کر دیا رفتہ رفتہ جنون ہو گیا نظم

ہمت عالی تو دی یا رب مگر زر چاہیے	آسمان مجھکو بنایا ہی تو اختر چاہیے
ذکر قامت فکر عارض مین مقرر چاہیے	یہ غزل گلزار ہی اسمین صنوبر چاہیے

آنکھ کیا کھولون کہ ہی محو تصور دل مرا
بوسہ مانگا مین نے وہ کہنے لگا گھر سے نکل
شیشۂ مے ہی گلا ساغر ہی تیری چشم مست
مین نے لکھا ہی خیال طاق ابرو مین یہ خط
بھیج ناسخ لکھ کے یہ اشعار سوے لکھنؤ

گھر مین وہ محبوب آیا بند اب در چاہیے
جو کہ سائل ہو وہ دروازے سے باہر چاہیے
تجھکو شیشہ چاہیے ساقی نہ ساغر چاہیے
اسکے پہونچانے کو کعبے کا کبوتر چاہیے
طائر معنی کو اب کاغذ کا شہپر چاہیے

شتاروق نے بگڑ کر کہا کیا بیہودہ بکتا ہی میری سمجھ مین کچھ نہین آیا کہ تو نے کیا کہا
کے دیوان یاد کرکے آیا ہی اپنے ہوش مین آ دیوانے پن کی باتین نہ بنا ایک گولہ مارونگا سر [illegible]
مگر عزیزونمین بدنام ہونگا تو نے عیارونکو کیا سمجھ کے رہا کیا مین تجھسے حاضر کراؤنگا یہ سنکر
فاروق نے ایک گولہ مارا کہ سردارون کے سر پھٹے شتاروق نے گولے کو کاٹا
مگر فاروق برس پڑا کئی گولے مارے کئی ترنج پھینکے شتاروق نے دفع کیے منع
کرتا جاتا ہی کہ دیکھ فاروق کیون شامتین آئی ہین مین سحر کرونگا تو جواب نہ دے سکیگا
بہت پریشان ہوگا جب فاروق نے نہ مانا تب شتاروق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک گولہ نکالا اسکو اپنے خون مین تر کیا خبردار کہکے مار دیا انگارہ تھا کہ دہکتا ہوا
چلا فاروق نے روکا گولے پر گولہ مارا فاروق کے گولے کو توڑ کر وہ گولہ قریب
سر کے آکر پھٹا برق چمکی سر فاروق کا زخمی ہوا زخمی کرکے شتاروق بڑھا دو تین
گولے اور اسنے مارے فوج کے سردارونکو پامال کیا فوج والونکو بھی مارا ایک کار سحر
پھینک ماری نشانہ بھی فاروق کا نشانہ ہوا اب فاروق کے پانون اوکھڑے ساتھ
والون نے کہا حضور نکل چلیے شتاروق ایسا ہوتا تو برا سے مقابلہ مسلمانان کیون
بھاگتا اب قدم نہین جمتا وہ آتا ہی اگر آپکا سامنا ہو گیا تو وہ غالب آئیگا آپ کو زیادہ مشکل
پڑیگی فاروق بھاگا شتاروق کو یہ غصہ تھا کہ تعاقب مین چلا یہی قول ہی کہ یہ لوگ
جانے نہ پائین فوج والونکو تو فاروق نہین مانتا جب فوج بلوہ کر کے بڑھی اسکے
قریب پہونچی پلٹ کر اسنے گولہ مار دیا دو دو سو کے سر اڑ گئے سیکڑونکو قتل کیا ہزارونکو
مار کر بھاگا بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے چھہ ہزار مارے گئے چھ ہزار کو لیکر بھاگا دو کوس تک

شاروق نے پیچھا کیا آخر پلٹا کہا بھیا کو جانے دو اب لشکر حیرت مین جاکر پہونچیگا حیرت بادشاہ لشکر مین وہ خود پوچھینگی کہ بھائی سے فساد کا کیا باعث ہوا بھیا مفصل حال کہیگا یا نہ کہیگا یقین ہی کہ وہان بھی خفگی ہو غرض یار و دو ادر یافت تو کرو کہ یہ لشکر حیرت مین پہونچا یا نہین پہونچا ہرکارے اسیوقت چلے کہ خبر لائین مگر فاروق عشق مین سرخ مو کے مبہوت لب بر مُہر سکوت زمحدار سفرار افتان و خیزان قریب لشکر مہرخ پہونچا اب حیران کھڑا ہی کہ مین سامنے ملکہ مہرخ کے کیونکر جاؤن یا اپنا حال کہلا بھیجون قضائے کار خواجہ لشکر سے نکلے دیکھا ایک ساحر زبردست سر سے خون بہ رہا ہی شانہ زخمی جھ سات ہزار کا لشکر پشت پر حیران و مضطر طرف لشکر اسلام کے دیکھ رہا ہی خواجہ نے بڑھکر پوچھا ای بادشاہ کہان مقابلہ پڑا کہان تو جا کے لڑا کس فکر مین کھڑا ہی فاروق رونے لگا کہا ای شہنشاہ عیاران مین نے آپکو پہچانا آپ شہنشاہ اقلیم عیاری اور رہبر دشت طراری نامی نامدار آپ عمرو عیار ہین مین عجب مصیبت مین ہون مجھے تا ملکہ مہرخ پہونچا دیجیے خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا مطلب اصلی تو سمجھ گئے لشکر مین لیکر آئے اسکے لشکر والونکو ایک طرف اُتارا ملکہ مہرخ سے جاکر بیان کیا کہ فاروق بھائی شاروق کا آیا ہی اطاعت چاہتا ہی اور اُسنے احسان بھی کیا کہ برق و چالاک کو رہا کر دیا ملکہ مہرخ نے کہا بُلاؤ سرخ مو نے کہا خواجہ سیرے اُسکے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین ہی اسکے فتور کا باعث ہوئی یہ سنکر خواجہ نے جاکر منھ دُھلایا منھ دھوتے ہی ہوش مین آیا کہا کہ اب جو ہوا سو ہوا مین متعلق اہل اسلام کے ہون سامری و جمشید پر لعنت کی یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ مہرخ کو سلام کیا اشارہ ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا قضائے کار صرصر کسی کام کو آئی تھی فاروق کو جو دیکھا احوال دریافت کر کے بھاگی خدمت مین ملکہ حیرت کی آئی سب احوال بیان کیا صرصر یہ باتین کر رہی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاروق آپہونچا دو لاکھ فوج اسکے ساتھ ہی ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد کو برائے استقبال بھیجا شاروق سامنے حیرت کے آیا سلام کر کے دنگل پر بیٹھا تمام کیفیت اسنے بیان کی کہ فاروق میرے ہاتھ سے زخمی ہو کر گیا ہی عیارون کو رہا کر کے چھوڑ دیا ای

بات پر فساد بڑھا لڑائی ہوئی آخر وہ زخمی ہوکے بھاگا حیرت نے کہا مین نے ابھی سنا کہ وہ شریک ملکہ مہرخ ہوا حیرت نے صرصر کو حکم دیا جسطرح سے بنے اسکو گرفتار کرکے لاؤ صرصر نے کہا آج ہی لاؤنگی یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر چلی ایک ضعیف بڑھیا کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آئی جا بجا پھرنے لگی فاروق کو ایک بارگاہ ملی خادم خدمتگار عنایت ہوئے فاروق جاکر اپنی بارگاہ مین اُترا صرصر پھرتے پھرتے پشت بارگاہ پر آئی چھوٹی سی خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگی مہرہ نقب کا گوشۂ بارگاہ مین توڑا سر نکالکر دیکھا فاروق پڑا سو رہا ہی اسنے جھپٹ کر قریب آکے کانٹے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دماغ مین دی فاروق کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اُسی نقب مین کود کے بھاگی بھاگا بھاگ جاتی ہی خواجہ عمرو کو خیال تھا کہ فاروق پر کوئی اُفتاد نہ پڑے یہ تو خبر پا ہی چکے تھے کہ شاروق بھی وہان آگیا اُسنے سب حال فاروق کا کہا ہوگا شاید حیرت غصہ کرے اور صرصر کو بھیجے یہ سوچکر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پشت بارگاہ پر آئے انبار مٹی کا دیکھا نقب مین کودے بارگاہ مین آکر فاروق کو دیکھا نہ پلنگ پر نہین ہی خواجہ نشان قدم پر چلے چہار جانب دیکھتے ہوئے آتے ہین لشکر سے نکل کر دیکھا صرصر پشتارہ بدوش جاتی ہی پکار کر آواز دی آگے نہ بڑھنا مین بھی آپہونچا صرصر نے پلٹ کر جو عمرو کو دیکھا پاؤن بھاری ہوگئے معلوم ہوا پاؤن مین زنجیر پڑگئی ٹھہر گئی پشتارہ پھینک کر بھاگی لشکر اسکا قریب تھا بھاگی ہوئی پہونچی ابریق کوہ شگاف طلاے پر تھا پکار کر آواز دی ای ابریق مین فاروق کو لائی تھی عمرو نے پشتارہ چھین لیا ابھی وہ جنگل مین ہی یہ سُنکر ابریق جھپٹا عمرو نے فاروق کو ہوشیار کیا اُس سے حال کہ رہا ہی کہ ابریق نے للکارا او فاروق آگے نہ بڑھنا ورنہ آگ لگا دونگا فاروق نے سحر کیا خواجہ کنارے ہوئے ابریق نے پتھر برسائے فاروق پتھر و نسے بچا ابریق نے خون کا ٹکڑا پھینک مارا فاروق بیہوش ہوا کہ پہلو سے آواز آئی ای برادر کیا کہتا کیا جلدی سحر کیا ہی ابریق نے دیکھا سرما آتا ہی ابریق نے جھک کر سلام کیا سرما نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی یہ کون ہی ابریق حال بتانے لگا کہا کیا کہون بھائی

یہ شریک مسلمانان ہو گیا صرصر گرفتار کر کے لائی تھی عمرو نے اُسے چھین لیا وہ سارہان زادہ بھاگ گیا
انگلی مین نے گردن لی سرما نے کہا دیکھو صرصر پھر آتی ہے ابریق اسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیا
حباب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ سنجتاک بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و صبو و ساغر ببرم

عمرو نے چاہا پشتارہ باندھوں ابریق کے ساتھ دس بیس جادوگر جو آئے تھے اُنھون نے آواز دی
خبردار او عمرو کیا کرتا ہی خواجہ عمرو کلاہ ابریق کی لیکر بھاگے جادوگرون نے چاہا سحر کرین خواجہ
نے گلیم اوڑھ لی لیکن فاروق کو ہوشیار کر چکے تھے فاروق پر پرواز پیدا کر کے لشکر اسلام
مین آیا خواجہ عمرو بھی لشکر مین آئے یہان صرصر نے سب کیفیت حیرت سے بیان کی حیرت
نے جھلا کر شاروق سے سب حال بیان کر دیا شاروق نے کہا حضور قیامتین برپا کرونگا آپ
میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے حیرت نے کہا جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا شاروق نے کہا حضور آگ
لگا دونگا بہار و باغبان کی کیا حقیقت ہی یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے طبل جنگی بجوایا
ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گرگرایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین سحر تیار ہوتے تھے شاہزادیان ماہ رخسار مثل بہار گلعذار ہو محافے مین داخل ہوئین
لکہ ہاے ابر تیار ہونے لگے پھول کھلے چمن درست ہونے لگے لکہ ہاے ابر آسمان پر لہرائے
خواجہ عمرو بیرون بارگاہ نکلے برق و چالاک کو دیکھا باتین کر رہے ہین خواجہ نے کہا ای برق
مین اب تدبیر مین شاروق کی جاتا ہون آپ کچھ نہ تیزی کیجیے گا ورنہ باعث خرابی ہی دل کو
نہایت بیتابی ہی برق نے کہا مین حفاظت لشکر کی تدبیر کر رہا ہون آپ تشریف لیجائیں مین
نہ جاؤنگا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے بصورت مبدل لشکر شاروق مین آئے
شاروق اپنے مقام پر بیٹھا ہی گرد افسر جمع ہین یہی ذکر کر رہا ہی کہ کوئی عیار صاحب آئے آتے
تو حال معلوم ہوتا مینے وہ انتظام کیا ہی کہ اگر عیار آئے تو خود ہی گرفتار ہو جائے یہ باتین کر رہا
تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہی شاروق کھڑا
ہو گیا سب افسر براے تعظیم اُٹھے شاروق جھک جھک کر افراسیاب کو سلام کرنے لگا

افراسیاب جو اُترا اُترتے اُترتے اپنا تخت غائب کردیا آکے تخت پر شاروق کے بیٹھا کہا او شاروق
تو کہہ کیا تدبیرین غارت مسلمانون کی کرچکا شاروق نے کہا سحر سامری غلام نے تیار کرلیا
جب اُس سحر کو صرف کرونگا آپ ملاحظہ فرمائینگے سب کو قید کرکے خدمت حضور مین روانہ کردونگا
افراسیاب جادو نے کہا او شاروق حقیقت مین تیرا سحر مین مثل نہین پردۂ ظلمات والے
ذکر کر رہے ہین کہ شاروق ایسا شخص گیا ہے کہ سب کا خاتمہ کرکے آئیگا لیکن عیار بلاے روزگار
ہین ایسا نہو تمہارے ساتھ عیاری کرین یہ انگور باغ سامری کے لایا ہون یا حیرت کو
کھلائے کہ اُسکی زندگی سے میری زندگی ہے یا تمہارے واسطے لایا یہ کہکر خوشہ انگور کا نکالا
شاروق کا ماتھا ٹھنکا مگر پھر دل سے کہتا ہے کہ تخت آسمان سے اُڑاتے ہوے لانا غیر ساحر
سے کیونکر ممکن ہے یہ بھی سوچا کہ ایسا نہو اگر کوئی بے ادبی کرون اور افراسیاب ہاتھ ہلادے
یا اشارہ کردے تو سر اُڑ جائے یہ شک کا مقام نہین ہے یہ سوچکر خاموش ہو رہا افراسیاب
نے دو انگور خوشے سے توڑے کہا ای شاروق اسکو نوش کرو ابھی تمھین نفع ہوگا عمر بڑھیگی
خون تمام رگون مین جوش ماریگا بجا اور درست شاروق کہہ رہا ہے دانے انگور کے ہاتھ مین
لیے چاہا کہ نوش کرے کہ آواز آئی او شاروق کیا کرتا ہے ارے وہ سم قاتل ہے کہ پانی ہوکر
بہ جائیگا شاروق رُکا افراسیاب نے کہا ارے نگہبان ان انگورون کے منع کرتے ہین
وہ نہین چاہتے کہ کوئی انگور کھا کے عمر اپنی بڑھائے اسی وجہ سے مانع رہتے ہین شاروق
نے پھر قصد کیا کہ آندھی سیاہ اُٹھی اور آوازین مہیب آنے لگین افراسیاب نقلی اپنے مقام
سے اُٹھا ہوا جو لگی پانون زمین نے تھام لیے آندھی سیاہ سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا
ہوا پکارتا ہوا او شاروق خبردار اگر ان انگورون کو کھائیگا کچھ پھل نہ پائیگا ارے یہ عمرو
عیار ہے شاروق نے ڈرتے ڈرتے ایک چٹکی خاک کی عمرو پر ڈالدی جیسے تودۂ بارود
مین چنگاری ڈالدی رنگ و روغن عیاری کا جلگیا صورت اصلی خواجہ عمرو کی نکل آئی
وہ طائر ہفت رنگ زمین پر گرا دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش ظاہر ہوئی
کہا ارے شاروق کمانتک تیرے واسطے پیروی کرون مین نے پردۂ ظلمات سے
آواز دی تھی کہ یہ سلدبان نادہ گرفتار ہوجائیگا تیری غفلت کو دیکھا بڑھتی جاتی ہے پھر چاہتا

تھا کہ انگور کھاؤن آخر آندھی کو حکم دیکر چلی یہی سوچی کہ یہ عمرو عیار ہی فوراً نکل جائیگا اب تمھے اختیار
ہی چاہے قتل کر یا چھوڑ دے یہ کہکر ماہیان زمردپوش روانہ ہوگئی شاروق نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ
قاروق نے مجھکو بڑا رنج دیا برق و چالاک کو چھڑا کر لیگیا ماہیان کہ گئی تھی ای شاروق
اس ظالم کو جسنے قتل کیا روح سامری کو شاد کیا نام عیاری دنیا سے مٹ جائیگا اسی نے عیاری
کو زور دیا جلاد تلوار کھینچکر سر پہ عمرو کے آیا خواجہ منتین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران مین تو آپکی
ملاقات کا شایق تھا اگر حکم دیجیے چالاک و برق کو ابھی گرفتار کر لاؤن مہرخ و بہار کی مشکین
باندھکر لاؤن تمام لشکر کو ایک دن مین تباہ کر دون مجھے معاف فرمائیے رہا کر دیجیے جو کام
کہیے گا وہ کرونگا جب خدمت مین رہونگا تب خیرخواہی ثابت ہوگی شاروق نہین مانتا جلاد
سے کہتا ہی جلد قتل کر جلاد سر پر عمرو کے آیا کوئلے کا خط دیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ ساحران
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا یہ وہ شخص ہی کہ جسکے نام سے نام مسلمانان روشن ہوا شہنشاہ
سے مقابلہ کیا لشکر کتنا جمع کر لیا کیسے کیسے ساحرون کو اسنے قتل کیا قتل کرنا میرا کام ہی جلاد کا کام
سامری و جمشید کا ہی شاروق نے کہا جلد سر کاٹ لے جلاد تلوار لیکر چلا شاروق نے دوسرا
حکم دیا چاہتا ہی تیسرا حکم دے کہ دربارگاہ پر ظاہر ہوا اور کہا انا آئی خبردار عمرو کو قتل نہ کرنا ملکہ
حیرت نے طلب فرمایا ہی انکے سامنے قتل ہوگا دیکھا سرما سے برف انداز دوڑا ہوا آیا آکے
جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا شاروق سے کہا ہنا سحر اتار دیے ملکہ حیرت نے فرمایا ہی کہ شاروق کو قتل
عیاران کا اختیار نہین ہمارے سامنے قتل کیا جائیگا وہین تم بھی آنا سرما سے شاروق
نے کہا ہماری انگشتری تو اٹھا لاؤ یہ کہکر انگوٹھی اتار کر پھینکی سرما جھکا کہ انگوٹھی اٹھاؤن انگوٹھی
سے ایک شعلہ بھڑکا شعلہ پر سرما کے گرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی دیکھا
برق فرنگی عیار ہی شاروق نے کہا او مکار تیرے بیقرار ہو کے آنے پر مین سمجھ گیا تھا کہ یہ
کوئی عیار ہی اب حکم دیا کہ ان دونون کو زیر تیغ بٹھاؤ ایک وزیر اٹھا دست بستہ عرض کی ای
شہنشاہ ساحران آپکے والد نے چلتے چلتے فرمایا تھا کہ اگر عمرو کو قید کرنا تو ہمارے پاس ضرور
بھیجنا ہم سرحد پردۂ ظلمات مین قتل کرینگے کہ ہمارے فرزند کا نام ہو تمام ساکنان پردۂ ظلمات
آگاہ ہون کہ عمرو ایسے شخص کو قتل کیا شاروق نے کہا ای وزیر اعظم خوب یاد دلایا ورنہ والله

نامدار سے بڑی شرمندگی ہوتی تم مین کوئی ایسا ہی کہ اسکی قید لیجائے سب ساحر ہاتھ باندھکر اُٹھے
عرض کی خداوندا ایسے مکار جلساز کو ہم لیجائین ایسا نہو راہ مین کچھ فتور پڑے بات بات مین
عیاری کرتا ہی ہم کوئی اسکو نہ لیجائینگے شاروق قہقہہ مار کر ہنسا کہا یارو کیا مین تمھارے بھروسے
پر آیا ہون ایک قفس آہنی لاؤ دیکھو کس طور سے روانہ کرتے ہین دیکھین کون روکتا ہی کوہ بہرام
پر سامنے مسلسل زنجیر دار کے قفس جاکر اُتریگا اُنکو اختیار ہی اسقدر اُنکو عمرو کے قتل کرنے کی
خوشی ہی کہ اُسی وقت قتل کرینگے تمام ظلمات مین مشتہر ہوگا سب ساکنان شہر جمع ہونگے اس دھوم
سے قتل کرین کہ تمام شہر مین مشہور ہوجائے کہ عمرو عیار قتل ہوا برق کو اور جگہ بھیجونگا یہ
کہکر ایک قفس آہنی منگوایا عمرو کو قفس مین بند کیا عرضی اپنے باپ کے نام لکھی کہ آپ کے غلام
نے عمرو و برق کو گرفتار کیا ان دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہ تھا لہذا برق کو آپ کی ہمشیرہ
فولاد آہنخوار کے پاس روانہ کرتا ہون عمرو کو آپ کے پاس بھیجتا ہون فوراً اسکو قتل کیجیے گا
قفس مین جب عمرو کو بند کرچکا سحر کیا ایک شعلہ نیچے قفس کے پیدا ہوا اُس شعلے نے قفس کو
اُٹھالیا طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک قفس مین برق کو بند کیا اُسیطرح سحر کیا نامہ لکھا
جناب پھوپھی صاحبہ برق فرنگی عیار کو مین نے پکڑا تھا آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون عمرو
کو خدمت مین آپ کے بھائی صاحب کی روانہ کردیا یہ انگریز آپ کی خدمت مین آتا ہی فوراً اسکو
قتل کیجیے گا امان نہ دیجیے گا یہ نامہ لکھکر برق کے گلے مین باندھ دیا اس قفس کو بھی بطور مذکور
روانہ کیا اب قفس عمرو کا ذکر ہوتا ہی مسلسل زنجیر دار تخت پر پردۂ ظلمات مین بیٹھا ہی باتین کررہا
ہی کہ میرا فرزند برائے مقابلہ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا کرے کیونکر مقابلہ پڑے لیکن کسی بات
مین وہ کم نہین ہی جاتے ہی قیامت برپا کریگا بہار و باغبان اُس سے کیا لڑسکینگے یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک قفس اُترتا ہوا آتا ہی ایک نے کہا کسی نے کسی پر مونٹھ پھینکی ہی کوئی
کہتا ہی شعلۂ آتش ہی کوئی کہتا ہی سحر سرکش ہی مسلسل زنجیر دار نے بغور دیکھکر ایک قہقہہ مارا کہا
یارو سمجھے نہین میرے فرزند کا سحر ہی وہ قفس چرخ مارتا ہوا بارگاہ مین اُترا اب سب نے دیکھا
کہ ایک شخص دبلا پتلا گلے مین اُسکے ایک نامہ پڑا ہوا ہی مسلسل نے نامہ گلے سے نکالا نامے کو
پڑھا کہا لو یارو میرے فرزند نے لڑائی کا خاتمہ کردیا عمرو عیار کو مقید کرکے بھیجا برق کو ہمشیرہ کے

پاس روانہ کیا عمرو یہان آیا فوراً قتل کو لکھا ہو اب وقت شب قریب ہو اشتہار کیونکر جاری کرون
آج رات کو کوئی ساحر اسے اپنے مقام پر رکھے صبح کو قتل کیا جائیگا کیون یارو تم مین کوئی ایسا ہی
کہ رات کو اسکو قید کرے صبح کو میدان خونی مین لیکر آئے بعد قتل سر اسکا اپنے فرزند کے پاس روانہ کرون
لاش جنگل مین پڑی رہے زاغ و زغن لاش کو اسکی کھائین طائران ظلمات بھی مزا اُٹھائین
ساحرون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ ایسا مکار و غدار ہو کہ آپ کے صاحبزادے نے اسطرح
روانہ کیا کوئی ساحر لیکر نہ آیا اسی خوف سے اُنھون نے یون بھیجا غلامان جانباز مجبور و ناچار ہین
اسکو ہم نہ رکھینگے اگر چھوٹ جائے تو سرکار کو کیا جواب دین اسے سرکار اپنے ہی پاس رکھین یہ سنکر
مسلسل زنجیر دار خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر سلطنت کرتا ہون
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہو بنفشہ حبشن کو بلاؤ یہ کہتا تھا کہ دیکھا ایک حبشن کالی کالی
ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہنشاہ لونڈی کو کیون یاد فرمایا ہو مسلسل نے کہا اے بنفشہ
جاکر صحیحۂ مردار خوار ہماری دائی امان کو بلالاؤ بنفشہ گئی سب اہل دربار نے تھوڑی دیر مین
دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ لٹھیا ہاتھ مین کپڑے میلے پہنے ہوے کھٹ کھٹ کرتی ہوئی سر ہلتا ہوا
آکے پہونچی مسلسل کی بلائین لین کہا بیٹا آج دائی کو کیون طلب کیا مسلسل نے کہا دائی امان
تمھارے پوتے نے جاکر لشکر اسلام مین قیامتین برپا کین عمرو عیار کو گرفتار کر کے بھیجا ہو کوئی سردار
اسے رات کو نہین رکھتا اسکو لیجاکر اپنے گھر مین رکھو صبح کو میدان خونی مین لانا وہان قتل کیا جائیگا
سر اسکا تمھارے پوتے کے پاس روانہ ہوگا صحیحۂ مردار خوار نے منھ پیٹ لیا کہا اے فرزند بڑا غضب
کیا شاروق نے اسکو قید کر کے یہان بھیجا یہ قاتل و دامنہ و ششمش ہو اس سے ڈرنا چاہیے
ایک طرح مین لیے جاتی ہون کہ شب کو اگر طلب کروگے تو پھر نہ دونگی صبح کو میدان خونی مین
لیکر آؤنگی اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی سر خدمت مین شاروق کی بھیجونگی تب میرے دل کو آرام
آئیگا ورنہ یہ سب کو قتل کر کے نکل جائیگا اس ظالم کی رگ رگ مین مکر بھرا ہو اسکے مکر سے تمام خون
ہو مسلسل نے کہا اے مادر مہربان آپ لیجائیے جسطرح آپ کے نزدیک مناسب ہو کیجیے سر اسکا
خدمت مین ہمارے بیٹے کی جائے دربار افراسیاب مین وہ آبرو پائے صحیحہ نے خنجر اُٹھا لیا عمرو
حیران ہو کہ اس لکاتہ کے پاس چلے دیکھیے یہ کیا آفتین برپا کرے صحیحہ خنجر الیکر چلی مسلسل زنجیر دار

نے فوراً اشتہارون کو حکم دیا کہ صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو صحراے ظلمات مین سب جمع ہون
صحیحہ لیکر عمرو کو ویرانے کی طرف آئی دیکھا عمرو نے مکان ٹوٹے ہوے کھنڈل جابجا پڑے
ہوے ایک ایک دیوار باقی ہی کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہان مکان تھا صحیحہ عمرو کو لیے
ہوے اُس ویرانے سے گذر کر ایک مقام پہ آئی کہ وہان جابجا پتا ور لگی ہی ایک مکان ہی اُسمین
کچی چہار دیواری دروازے مین باند بندھے ہوے پٹ دروازے کے گھنے ہوے دروازہ دھوئین
سے سیاہ ہو رہا ہی جالے جابجا لگے ہین ایک طرف کچا چولھا بنا ہوا اُسپر سیاہ ہنڈیا رکھی ہی کچھ پتے
کچھ تنکے قریب چولھے کے رکھے ہین بڑھیا نے قفس عمرو کا چھپر مین لٹکا دیا ایک طرف مٹی کا لوٹا
رکھا تھا اُسمین سے ماش کی کھچڑی نکالی کونڈے مین دھو کر چولھے پر چڑھا دی تنکے پتے جلائے
کبھی آگ خوب روشن ہو گئی کبھی بجھ گئی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین بڑے عرصے مین کھچڑی پکائی کونڈے
مین نکال کے بیٹھی خوب سیر ہو کے کھچڑی کھائی ڈکار لی مُنھ سے دھوان نکلا عمرو اس بڑھیا کی
حرکات پر کانپ رہا ہی بڑھیا نے کھچڑی کھا کے ہنڈیا کو پھر اوندھا دیا اب باہر چھپر کے آئی ایک
چبوترہ گوبر سے لپا ہوا تھا اُسپر کملی بچھائی ایک چادر مین پیال بھری اُسکو گاؤ تکیہ بنایا اُسی چھپر
مین ایک طرف ایک طنبورہ لٹکا تھا موٹے موٹے تار اُسمین لگے ہوے اُسکو نکال کے چبوترے
پر رکھا کونے مین ایک کالی بوتل رکھی تھی اُس بوتل کو اُٹھا کر لائی ایک پیالہ کہ جسمین پھپھوندی
لگی تھی اُسمین شراب اُنڈیلی چند مرچین سوکھی اور کئی کنکریان نمک کی بجاے گزک رکھ لی
ہین شراب کا پیالہ خوب غٹ غٹا کے پیا چار جام بھر بھر کے پی در پی پیے جب نشہ ہوا مرچین کھائین
نمک کھایا خوب مست ہو کر طنبورہ اُٹھایا وہ موٹے موٹے تار لوہے کے اُنکو بھائین بھائین
کر کے ملایا ملا کر اترانے اور ترانے لگی آپ بھی جھوم جھوم جاتی ہی اور سر پہ اڑتی ہی خواجہ
نے جب اسکو خوب مست و لا یعقل پایا گنگنا کر ایک تان ماری بجلی چمک گئی صحیحہ ٹھہری چہار
جانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ آواز کہان سے آئی تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر بجانے لگی اسیطرح
گانے لگی خواجہ نے پھر ایک تان ماری ابکی اُسنے ہونٹھون کی جنبش دیکھ لی پنجہ لوہے کا
لیکر اُٹھی کہا کیون سار بان زادے تو گانا بھی جانتا ہی خواجہ نے کہا دائی امان مین تو گانا
نہین جانتا صحیحہ نے کہا گموڑے ابھی تان لگائی دل تو ہمارا بیقرار کر دیا اب انکار کرتا ہی

خواجہ سمجھے کہ سحر نے ہمارے تاثیر کی کہا دائی امان گاتا گیا ہون اپنے حال پر روتا ہون آئین بائین شاہین کا ٹھ کے پائے کسی قدر جانتا ہون اگر آپ کی خوشی ہو تو گاؤن صحیحہ نے کہا نگوڑے مین جانتی ہون کہ گانا تیرا تاثیر سحر رکھتا ہی مگر تجھ مین جو نمک نہ گائیگا تو مین تجھکو گوانونگی جلد گا عمرو فراز کا تھا کہ اُسنے سیخچہ گرم کرکے عمرو کی ران پر رکھدیا چر سے آواز آئی عمرو کا گوشت جلنے لگا داغ پڑگیا بیقرار ہوکر عمرو نے کہا دائی امان گاتا ہون کہا مین آپ کے حکم کے خلاف کرونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن خواجہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ران کے زخم کو حیران حیران دیکھ رہے ہین آخر یہ غزل جلدی مین شروع کردی

غزل

چشم یاران مین مرے بعد نہ خوناب اُترا ۔۔۔ یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب اُترا

شرط ہو رتبۂ مردان خدا کا انصاف ۔۔۔ ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اُترا

ہو گیا شوقِ شہادت سے حلال اپنا دل ۔۔۔ آسمان پر چڑھکے اگر دشنۂ قصاب اُترا

رفعۂ روشن شبِ تاریک ہوا آنکھون مین ۔۔۔ بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اُترا

عشق اُس چاہِ زنخدان کا ہوا سبدرہ ہے ۔۔۔ مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل مستی مین کیا دوست جو سمجھا اُسنے ۔۔۔ دشمن جان سے مرے نشۂ احباب اُترا

سامنا وے منور سے ہوا ہی کس کے ۔۔۔ چہرۂ ماہ ہی کچھ ای شب مہتاب اُترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج ۔۔۔ دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا

آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا ۔۔۔ آنچ کھا کھا کے ہی قائم ہی سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزا لیکے پیا ہی مین نے ۔۔۔ حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اُترا

برق وش دیکھکے گیسوے سیہ کو تیرے ۔۔۔ چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اُترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار ۔۔۔ یار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

خواجہ ملک کے روتے ہین اور گانے مین بھی مصروف ہین دل مین کہتے ہین ہم سمجھے تھے کہ ابھی ہمارے کمال نے تاثیر کی یہان کمال باعث زوال ہوا کبھی کہتے ہین ای ملکۂ عالم مین بڑے عذاب مین ہون اگر آپ کو گانا سننا ہی تو قفس سے باہر نکال لیجیے مین کہان جاؤنگا صحیحہ کہتی ہی نگوڑے مین تجھے قفس سے نکالون تو مجھے نکلکر بیہوش کرے میری ہی شکل بنکر مسلسل زنجیردار

کو مار خواجہ اسکی باتون پر حیران ہو جاتے ہین جی مین کہتے ہین جو میرے دل مین ہی وہ اسکی آب و رنگ مین ہی اب خواجہ نے بیقرار ہو کر دعائیہ اشعار گانا شروع کیے مگر ایسے شعر شروع کیے کہ وہ نہ سمجھے یعنی یہ اشعار گائے

نظم

بہر موسم چمن سبز از ابر گہر بارش ۔۔ رسیدہ تازہ رنگ و بو بہر گلشن زگلزارش

بہر غوب دگر رغبت ندارد راغب مولے ۔۔ بمطلوب دگر مطلب نمیدارد طلبگارش

گدائے کوے حق کی پرور دیگر شود سائل ۔۔ رود پیش مسیحا کی برائے چارہ بیمارش

زاذکارش مذاق تازہ اہل ذکر را حاصل ۔۔ زبان رطب اللسان وحدت پرستان از اقرارش

زمین محکوم و سرگردان فلک حبت و لشبر تابع ۔۔ جہان شیدا زمانہ عاشق و عالم گرفتارش

بحمد حق چہ دیوان نورقم در پارسی ہندی ۔۔ کہ نظمش راحت روح است و نور دیدہ اشعارش

صحیحہ نے ایک چوب آہن ماری عمرو بلک گیا کہتی ہی او سارہان زادے گانے کے حیلے سے تو دعا مین مانگتا ہی تیرا اعدائے نادیدہ مدد کو آئیگا خواجہ عمرو نے رونا تو موقوف کیا مگر گائے جاتے ہین جان کا غم گرفتار رنج و الم جسکے دام مین ہین وہ کوئی نقرہ نہین مانتی جو دل سے ارادہ کرتے ہین وہ بڑھیا زبان سے کہدیتی ہی اور کہتی ہی او سارہان زادے تیرے سارے نقرے میرے ناخنون پر لکھے ہین جو تو ارادہ کریگا اُسکا حال مین جان جاؤنگی تو نے مشمش ایسے ساحر کو دھوکا دیکر مارا اور مامہ کو دھوکا دیا یہان تجھکو قضا لیکر آئی ہی صبح کو قتل ہو جائیگا سر بازار سر پایگا میرے بچے نے تجھے میرے سپرد کیا ہی تیرا کہنا سُن لین خواجہ عمرو مجبور ہو تاچار ہین اب کچھ نہین کہتے اشعار دعائیہ بھی موقوف کیے صحیحہ دمبدم کہتی ہی مجھے یہی تردد ہی کہ کوئی تیری مدد کو نہ آئے دو پہر رات گذر چکی ہی اب جب خاموش ہوگا تجھکو مارونگی نیم بسمل کرکے تجھے میدان خونی مین لیجلونگی خواجہ عمرو نے کہا ملکۂ عالم آپ بڑی رحیم ہین میرے حال پر رحم آئیگا مجھکو قید سے رہا کیجیے یہ سنکر صحیحہ مردار خونخوار نے پھر شکنجہ گرم کرکے رکھدیا عمرو بلک گیا بلا تکلف پکار اُٹھا اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اب تو اسکے ہمدمے نہین اُٹھتے رحم انپا شریک کر صحیحہ نے کہا نگوڑے یون ہی تجھے جلا جلا کے مار ڈالونگی گائے جا خاموش نہ رہ صبح کو تیری مشکل آسان ہو جائیگی تو نے اسواسطے گانے کا چرچا کیا تھا کہ مجھکو دھوکا دے جو تیرے دل مین ہی مین خوب سمجھتی ہون رات بھر تیرا

گانا سنونگی صبیح کو لیجا کر قتل کرونگی عمرو نے ہاتھ ملا کر تہ دل سے دعا کی کہ اے بے نیاز رحم اپنا شریک کر مین نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہون مجھکو یہ ملعونہ جلا رہی ہی صبیح کو قتل کرنے کو کہتی ہی تو مسبب الاسباب حاکم لاجواب ہی عمرو نے جو بچشم ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ابر سیاہ اُٹھا صبیحہ نے جو ابر کو دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا اے او عمرو اب میرا وارث آتا ہی تیری مشکل آسان ہوجائیگی گائے جا چپ نہ رہ عمرو حیران کہ اسکا وارث کون ہی صبیحہ تو اُٹھکر دوڑی دو چار بوتلین اُٹھا لائی کپڑے بدلنے لگی کھاروے کی ایک تہمد باندھ لی چراغ اُٹھا کے سر پہ تیل ڈال لیا بالون کو سنوارا کہ وہ ابر قریب آکر آسمان پر لہرایا صبیحہ نے پکار کر آواز دی صاحب جلد ہی آؤ کیون دیر کرتے ہو ابھی مین نے ذکر کیا تھا کہ آج میرا وارث نہین آیا دل بیقرار تھا آنکھین اشکبار تھین آج مجھے ہاتھ نہ لگانا سر مین میرے خلل ہی دیکھو پنڈا پھیکا ہو رہا ہی ابر سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صبیحہ پکاری مین آواز کے صدقے صاحب جلد آؤ مین گھبرائی ہون کھاروے کی جو ساری اوڑھے تھی گھونگھٹ بھی نکال لیا سر جھکا کر کھڑی ہوئی کہ وہ ابر شق ہوا تخت پہ ایک جوان کو دیکھا سیہ فام بدانجام چالیس گز کا قد صبیحہ کو گھونگھٹ نکالے جو دیکھا پکار کر آواز دی کیون اے جان جہان مزاج کیسا ہی صبیحہ نے ٹھنک کر کہا صاحب جیسی ہون ثابت ہوجائیگا میری طبیعت بہت بے لطف ہی تمسے کسی بات مین انکار نہین مگر آج خالی بیٹھو دیکھو تمھین گانا سنواؤنگی گانا سنکر اسکی گردن کو توڑ ڈالنا ہاتھ پانون مروڑ دینا نگوڑا دیوانہ ہوا ہی لو صاحب مجھپر رنگ جماتا ہی بھلا مین اسکے دام مکر مین آؤنگی تجھ ایسے چاہنے والے سے تو مین اپنے مزاج پر سب کام کرتی ہون **اشقال** آدمخوار نے کہا یہ کون شخص ہی جسکا گانا سنین یہ خوب گاتا ہی صبیحہ نے کہا گانا اسکا سحر ہی بڑے بڑون کو اسنے گانے مین مار رہی یہ نگوڑا عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی کوئی اور ہوتا تو اب تک اسنے مار لیا ہوتا نگوڑا میرے سامنے باتین بناتا ہی یہ کہکر **اشقال** کے ہاتھ مین بوتل دی **اشقال** ساری بوتل ایک سانس مین پی گیا کہا ارے اور شراب لا صبیحہ نے دوسری بوتل دی وہ بھی پی گیا اور شراب مانگی پانچ چھ بوتلین پی کر ڈکار لی گزک وغیرہ بھی کھائی نشے مین بلبلانے لگا کہا اے جان جہان گانا سنواؤ صبیحہ طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او ساربان زادے گا خواجہ نے بخوف جان یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے | یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے
اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے | طاؤس وجد کرنے ہین ساقی سحاب سے
یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہی | اُسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے
حیرت کی جا ہی خط رخ آتشین یار | نکلا ہی شپرہ بغل آفتاب سے
ای شہسوار پانؤن کا تیرے خیال ہی | آنکھون نے حلقہ دام لیے ہین رکاب سے
اُس بحر مین کھلاتی ہی غوطے مجھے قضا | ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
بیخود ہوے نہ رند چڑھا کر خم و سبو | چکر مین چرخ ہی قدح آفتاب سے
یاد آگیا ہی بوسہ چشم سیاہ یار | وحشت ہوئی ہی مجھکو ہرن کے کباب سے
گلہائے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہی | ای ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے
کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن | تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے
عمر دو روزہ ہوگئی اک حال پر بسر | خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
روتا ہی وہ تو ہنستی ہی یہ اُسکے حال پر | نفرت ہی مجھکو صحبت برق و سحاب سے
آتش کو جنکے قتل کیا اُسنے اسلیے | ہوتی ہی قدر شعر بلند انتخاب سے

اسطرح بیقراری مین عمرو نے یہ غزل گائی اشتقال نے کہا ای صحیحہ اسکے گانے پر دل دُکھتا ہی خوب گاتا ہی اسنے کیا خطا کی جو اسکو قید کیا صحیحہ نے کہا تمھارا پوتا جو شاروق ہی وہ برائے مقابلۂ مسلمانان گیا ہی اس نگوڑے نے چاہا تھا کہ اُسے مار ڈالے وہ میرا تعلیم کردہ ہی اُسنے اسے گرفتار کر کے یہان بھیجا سب سردارون نے اِسکی قید رکھنے سے انکار کیا تب میرے بچے نے اسکی قید میرے سپرد کی میرے ساتھ یہ مکر کر رہا ہی اسکے گانے کا اسے انعام دیدو اشتقال نے کہا ای صحیحہ یہ غریب دُبلا پتلا ناتنیا کیا کسی کو ماریگا میرے نزدیک تو مناسب ہی کہ اسے قید سے چھوڑ دے یہ غریب محتاج ہی اسکے قتل کرنے سے کیا فائدہ صحیحہ نے کہا ای اشتقال یہ نکمو یہ ظالم اظلم ہی شاروق کو جا کر قتل کریگا آفت برپا کردیگا اسکا رہا ہونا اچھا نہین اشتقال نے پھر بگڑ کر کہا یہ کسی کو کیا قتل کریگا کھلونہ ہی جس صحبت مین چاہا بٹھا دیا دو غزلین گوالین عمرو نے کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان مین نے آجتک چیونٹی کو بھی نہین مارا ابجھے

ناحق کو حمزہ نے بدنام کیا مین بیچارہ کیا کسی کو مار سکتا ہون صحیحہ نے کہا او ساربان زادے
تو میرے شوہر کو افروختہ کرتا ہی چپکا بیٹھا رہ اشقال نے کہا ای صحیحہ کیون غریب کو دھمکا
دھمکا کے مارتی ہی تیری صورت دیکھکر مرا جاتا ہی چلا کے بات کرون تو مر جائے مین برسون
سے تیرے پاس آتا ہون تجھکو راضی کرکے جاتا ہون آجتک مین نے کبھی تجھسے کسی بات کو نہ کہا تھا
ایک مہمل بات جو کہی اُسپر انکار کرتی ہی ای عمرو تو قفس سے نکل آ خواجہ نے کہا مین اسکے سحر
مین مبتلا ہون اشقال نے کہا او صحیحہ سحر اُتار دے صحیحہ نے کہا ارے بیحیا یہ مجھکو تجھکو
دونون کو قتل کریگا اور نکل جائیگا اشقال نے کہا تجھی کو مار کر نکل جائیگا ایک اُنگلی رکھدون
تو مر جائے یہ ہمکو کیا قتل کریگا مین اسکو باغ لالہ زار مین لیجاؤنگا لالہ زار قدرشناس فلک
اساس ہی وہان پڑا رہیگا باغبانیون کی خدمت کریگا گانے والا مشہور ہوگا صحیحہ نے کہا دیوانہ
ہوا ہی کیون ملکہ لالہ زار کی شامت بلاتا ہی ہاے مین چاہتی تھی اسکو مار ڈالون مگر کیا کرون
میدان خونی کا حکم مل چکا ہی مسلسل زنجیر دار نے اشتہار جاری کیے ہین ای اشقال
اسکے رہا ہونے مین ضد نہ کر اسکا رہا ہونا بہتر نہین اشقال نے کہا پھر تو میرے خلاف کہتی ہی
جو ہم چاہینگے وہ کرینگے تجھ ایسی مجھکو بہت مل جائینگی مجھ ایسا تجھکو نہ ملیگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا
کہ عمرو کو نکالے خواجہ عجز کر رہے ہین کہ ای اشقال میرے رہنے کا کہین ٹھکانا نہین ملکہ
لالہ زار کا چلکر نوکر رکھا دیجیے سب کی خدمت کرونگا راضی کرکے چھوڑونگا تمھاری خدمت
سے عمر بھر مُنھ نہ موڑونگا صحیحہ جھلا کے اُٹھی کہا او اشقال قفس سے عمرو کو نہ نکالنا میرے
پوتے نے اسکو قید کرکے بھیجا ہی اگر یہ رہا ہوا تو بڑی خرابی ہوگی دیکھ میری بات مان برسون
کی ملاقات دم بھر مین چھوڑتا ہی یہ شخص بڑا جعلساز شعبدہ باز ہی ایک فقرے مین سب کو
قتل کریگا ارے اسنے مشتمش کو مارا عمرو رونے لگا پیازدر اسی نکال کر آنکھون مین لگالی
اسقدر آنسو جاری ہوے کہ خواجہ ہچکیان لینے لگے اشقال نے کہا جلد اسکو رہا کر کیسا بیقرار
ہوکر روتا ہی ایسا نہو دم اسکا نکل جائے دیکھ تو اُسکا کیا حال ہی اشقال نے جو ہاتھ بڑھایا
کہ عمرو کو قفس سے نکالون صحیحہ نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا اشقال نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ یا سامری کہکر مار دیا طمانچہ جو عارض پہ صحیحہ کے پڑا سر اُس خود سر کا چنبر

گردن سے اُڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا اشقال نے ایک لات ماردی کہ استخوان چور چور ہو گئے
آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من صیحۂ مردار خوا
بود مکان تمام سحر کا تھا جلگیا چھپر مین آگ لگ گئی اشقال نے کہا ای عمرو چل اس فاحشہ کی
بھی سزا تھی اب تو خواجہ چھوٹے اشقال کے ہاتھ چوم لیے کہا حضور آپ نے اپنی آشنا کو مارا مین بھی
آپ کو ایسا راضی کرونگا کہ آپ بہت خوش ہونگے اشقال نے ایک تخت تیار کیا اشقال نے
کہا خواجہ اب یہان آفت برپا ہوگی مسلسل زنجیر دار آئیگا یہ زاغ و زغن جو اُڑے ہوے جاتے
ہین اُسکو جا کر خبر کرینگے وہ فوراً آئیگا ہر چند کہ مین اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا مگر کیا ضرور ہی
کہ فساد ہو اب نکل چلو خواجہ نے کہا حضور آپ کی جان کی خیر ہو اشقال نے کہا وہ میرا
کیا کر سکتا ہی جب وہ میرا ہچھا کریگا دیکھا جائیگا یہ کہکر خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ بھی اُس
تخت پر بیٹھا تخت کو اُڑاتا ہوا چلا یہان مسلسل زنجیر دار پڑا سو رہا تھا کہ زاغ و زغن نے سرھانے
آکر کانون کان کی مسلسل اُٹھ بیٹھا پوچھا ارے کیا ہوا کیون روتے ہو کیون سر پیٹتے ہو
کیا تمپر آفت آئی جو اسقدر بیقرار ہو ایک زاغ نے مثل انسان کے آواز دی ای بادشاہ پردۂ
ظلمات غضب ہوا ہماری افسر کو اشقال نے مارا عمرو کو لیگیا ہم دیکھا کیے ہمسے کچھ
نہو سکا اپنی افسر کے مرنے سے بے طاقت ہو گئے یہ سنکر مسلسل اُٹھا کہا ارے اشقال کو
عمرو سے کیا کام تھا اُسی زاغ نے کہا حضور قصہ طول و طویل ہی لیکن عمرو کو وہ لیگیا اور کو داغ
دے گیا مسلسل نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہو بڑھکر اشقال کو پکڑ لاؤ یہ کہتا تھا کہ
ابہام زنجیر دار اپنے مقام سے اُٹھا کہا اگر حکم ہو تو مین مشکین باندھکر لاؤن یہ کہکر ابہام
اُٹھا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے تلاش مین اشقال کی چلا اشقال دو کوس نکلا ہی کہ ایک ابر
زرد آسمان پر پیدا ہوا اُس لکۂ ابر زرد سے آواز آئی او اشقال نمکحرام کہان جاتا ہی تیری
کو سرکار کے لیے جاتا ہی یہ سنتے ہی اشقال پلٹا عمرو سے کہا لو ابہام زنجیر دار میری تلاش مین
آیا یہ کہکر آواز دی او ابہام زنجیر دار کیون شامتین آئی ہین عمرو میرا رفیق ہی مین اسے لیجاؤنگا
تیرے بادشاہ کا کہنا نہ مانونگا ایک غریب گویے کو قید کیا کہ یہ عمرو ہی قاتل شمشمش ایک
دیو خصال تھا اُسکو یہ بیچارہ کیا مار سکتا وہ ایک انگلی رکھدیتا تو یہ مرجاتا ناحق ایک غریب کو

بدنام کیا ہی ابہام آپڑا اب تو اشتقال بھی اُٹھا آستینین چڑھاکر جو فوج پر گرا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی
کو تھپڑ مار دیا سیکڑون کی گردنین کھینچکر پھینک دین ابہام نے آگ برسائی پتھر گرائے اشتقال
کہتا ہی تیرا سحر اپنے جسم پر لیتا ہون بس سامنے سے بھاگ جا اسی مین خیر ہی ورنہ ایک آدھ تھپڑ
ماردونگا سر تیرا اُڑ جائیگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیکھ رہے ہین
پلٹ پلٹ کے اشتقال کہتا ہی ای رفیق تو نہ گھبرانا عمرو جواب دیتا ہی ای آقاے نامدار وای مولاے
قدرشناس مین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتا انکی کیا حقیقت ہی اُترنے دیجیے تو عیاری کرون
میان ابہام کی گردن لون یہ سنتے ہی اشتقال نے تخت کو اشارہ کیا تخت زمین پر آیا ایک
ساحر کی شکل بنکر خواجہ گولے ترنج مارتے ہوے چلے گولہ جسپر پھینکا اُسنے ہاتھ مارا گولہ پھٹا
چند چھینٹے پانی کے اُسمین سے نکلے مُنھ پر اُس ساحر کے پڑے بیہوش ہوکے گرا عمرو نے اُسکا
کام تمام کیا خواجہ جب سے قریب طلسم ہوشربا کے آئے ہین ہر وقت چاق و چوبند رہتے ہین
فوراً ایک مارسیہ زنبیل سے نکال کے پھینکا وہ رینگتا ہوا چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی ای
ابہام سر یہ مار تیری جانب آتا ہی اسکو مار لے یہ اشتقال کا سحر ہی ابہام نے پلٹ کر دیکھا
ایک مارسیہ کفچہ اُٹھائے ہوے راہ راہ جاتا ہی ابہام نے ایک لاٹھی ماردی سانپ کا سر
پھٹ گیا اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان آنکھون کین ابہام کی لگا ارے کہکر زمین پر
گرا بیہوش ہوا خواجہ نے قریب آکر خنجر مارا ابہام کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوگیا صدائین
ہیبت ناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ابہام زنجیر دار بود اشتقال
نے جو آواز سنی پکار کر کہا خواجہ کیا کہنا کیا جلد ابہام کو مارا اب جو فوج پر گرا دو دو چار
چار کو ٹکرا دیا غلغلہ پڑگیا فوج والے بھاگے کہتے ہوے اشتقال پر ہمارا زور نہین چلتا
نہین معلوم ابہام کو کسنے مارا خاصی طرح لڑ رہا تھا یکایک ایک جادوگر نے خنجر مار دیا اشتقال
نے دور تک تعاقب کیا جب پلٹا تو آکر دیکھا خواجہ عمرو زیر تخت کھڑے ہین اشتقال نے کہا ای
رفیق شفیق کیا کارنمایان کیا جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا جو جادوگر مجھسے بل کی لیتا ہی تو
مثل صحیحہ کے قتل کرتا ہون جسطرح آپ نے ایک طمانچہ مار دیا اسی طرح مین ایک خنجر مار دیتا
ہون مگر آپ سے مجھے ایک محبت ہی آپ کو بہت راضی کرونگا اشتقال بہت خوش ہوا کہا از عمرو

جو تو میری رفاقت کریگا بڑا تیرا مرتبہ کرونگا اب میری مالک کے پاس چلو ملکہ لالہ زار تمکو دیکھکر
بہت خوش ہونگی خواجہ نے کہا چلیے اب تو ہم آپ کے ساتھ ہین اب آپ کو افراسیاب بنائینگے
بی مہرخ و بہار کو مٹائینگے تم افراسیاب سے مقابلے کرنا مین عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا اشتقال
نے کہا خواجہ افراسیاب کو عمرو نے کہا افراسیاب کیا افراسیاب کے باپ کو مارون تمکو
تخت طلسم ہوشربا پر بٹھاؤن مین شاطر ہون تب تکلف ہوا اشتقال نے کہا اُسکے نگہبان بہت
ہین عمرو نے کہا تم سحر سے نگہبانون کو روکنا مین پکڑ لاؤنگا اشتقال نے کہا خواجہ یہ بہت مشکل ہی
خواجہ نے کہا ملاحظہ کیجیے گا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی یہ باتین کرتے ہوے خواجہ ساتھ اشتقال
کے چلے راہ مین عمرو نے پوچھا بی لالہ زار کون صاحب ہین اشتقال آدم خوار نے کہا خواجہ ہم
تمام لشکر کا اُسکے انتظام کرتے ہین لالہ زار بڑی امیر کبیر ہی جسکے ساتھ چالیس ہزار کنیزین چلتی
ہین خواجہ نے کہا اے اشتقال ہمارا رنگ کیونکر جمیگا اشتقال نے کہا خواجہ تمہارا اگا ناسنواونگا
مصاحب لالہ زار بناؤنگا یہ باتین سنکر خواجہ بہت خوش ہوے کہا جب باغ لالہ زار قریب
رہے تو مجھے اطلاع کیجیے گا مین کپڑے تو بدل لون اشتقال اچھا اچھا کہتا ہوا طرف باغ لالہ زار
کے لیے جاتا ہی اب یہان سے ذکر مہتر برق فرنگی کا واجب ولازم ہی کہ مہتر برق نے کیا کیا
شاہوق نے جو برق کو قید کرکے روانہ کیا فولاد آہنخوار ساحرہ زبردست ہی بارگاہ مین اپنی
بیٹھی ہی ذکر کررہی ہی کہ آج کل مسلمانون سے اور شہنشاہ سے مقابلہ ہی مسلمانون نے بڑا زور
پکڑا ہی کہ دیکھا آسمان سے ایک قفس چرخ مارتا ہوا آتا ہی درباروالون نے کہا دیکھیے کسی نے
کسی پر سحر بھیجا ہی بڑے زور وشور سے پیرجاتا ہی فولاد نے کہا یہ سحر ہمارے فرزند کا معلوم ہوتا ہی
کہ شعلۂ آتش سنے بر سر بارگاہ چرخ مارا جب شعلہ پھٹا تو دیکھا کہ ایک انگریز قفس مین قید ہی
نامہ گلے مین بندھا ہوا ہی زمین پر قفس اُترا شعلۂ آتش ہٹ گیا فولاد نے نامہ گلے سے کھول کر
جو پڑھا لکھا تھا کہ پھوپھی امان مین نے عمرو و برق کو گرفتار کیا برق کو تو آپ کی خدمت
مین بھیجا یہان بی حیرت تو ایسی ڈری ہوئی ہین کہ عیارون کے نام سے کانپتی ہین ورنہ
مین یہین قتل کرتا آپ کی خدمت مین بھیجا ہی ایسے مقام پر اسکو قید کرنا کہ تڑپ تڑپ کے
مرجائے شہنشاہ بہت راضی ہونگے یہ مضمون پڑھتے ہی فولاد نے کہا ارے کوئی حاضر ہی

کہ اسکو قید کرے آب و دانہ بند رہے کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے میرے فرزند نے اسکی قید بھی ہی
پر احتیاط رکھے یہ بڑا مکار ہی اسنے شہنشاہ کو بڑے بڑے دھوکے دیے ہین جب تو برق
کو قید کرکے یہان بھیجا ہی عظام جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یہ قید میرے سپرد ہو ظلم سے آپ
میرے آگاہ ہین اہل وعیال پر بدعت کرتا ہون زوجہ تک کو ایک وقت کھانا دیتا ہون اور
عیال کو تو تین تین دن کھانا نہین دیتا اس انگریز کو اس حال مین رکھون کہ تڑپ تڑپ کے
مرے طالب ہو کہ جان جاتی رہے تو نجات ملے عظام جادو برق کو لیکر ایک مکان مین
آیا دروازے پر کئی ہزار جادوگر مقرر کیے آپ بھی کرسی پر آکے بیٹھا شراب وکباب کا چرچا ہوا
عظام جادو ذکر کر رہا ہی کہ اس عیار پر وہ بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کر جان دے برق نام ہی جان
دینا اسکا کام ہی کہ برق کے رونے کی آواز آئی عظام نے دروازہ کھول کے کہا کہ اے
برق کیون روتا ہی برق نے کہا حضور ذرا یہان آئیے تو عرض کرون عظام اندر آیا برق
نے کہا بیٹھ جائیے تو مین عرض کرون عظام بیٹھا برق نے کہا حضور مین بے قصور ہون امیدوار
ہون کہ بے خطائی پر میری خیال کیا جائے کل سے قید ہون آب و دانہ نہین ملا اور ایک بات
مجھے آپ سے پوچھنا ہی عظام نے کہا کیا برق نے کہا حضور کوئی ایسی صورت ہی کہ ہماری
جان بچ جائے اگر ہمکو فولاد نوکر رکھے جتنے سردار ہین سب کو گرفتار کردین جو نہ بھی دشمنی
کرتا ہو اسکو بھی پکڑ لائین سرکش سرکار کے سامنے سر جھکائین اور ایک بات ہم جانتے ہین آپ
کسی کی بہو بیٹی پر عاشق ہون اُسکو آپ سے ملوا دین اس کام کو تو خوب ہی جانتے ہین آپ
ہمکو اچھی طرح نہین پہچانتے ہین عظام بیٹھ گیا برق نے ایک جھگڑا شروع کیا کہ ای عظام
مین رفیق خدمتگزار ہون وا مر شہنشاہ ساحران جس خدمت کا حکم ہو بجا لاؤن عظام نے کہا ای
برق ملکہ چنچل بنت کھنچل بھانجی فولاد کی ہی مین مدت سے اُس پر عاشق ہون اگر وہ ملجائے
تو جو تو کہے وہ کرنے کو موجود ہون برق نے کہا جان لگا دونگا مگر چنچل کو تمسے ملاؤنگا
وہ عیاری کرون کہ وہ تمپر عاشق ہو جائے کہو ایسی تدبیر کرون کہ وہ خود تمھارے پاس
چلی آئے جو تدبیر کہیے وہ کر سکتا ہون اس طور سے معشوقہ کو ملاؤن کہ آپ خوش ہو جائین
عظام ایسا خوش ہوا کہ برق کی ہتھکڑیان کاٹ دین اپنے گھر سے کھانا منگوا کر برق کو کھلایا

جب برق کھانا کھا چکا تو عظام برق کو لیکر اپنے مکان پہ آیا بڑی خاطر کرکے بٹھایا برق نے کہا
اب جو تدبیر کہو وہ کروں عظام نے کہا میرے مکان کے سامنے جو پختہ مکان ہی اُسمین چنچل رہتی
ہی برق نے کہا مین آج ہی لاتا ہون یہ کہکر رات کو ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب دینا شروع کی
گوشۂ قصر چنچل مین مہرۂ نقب کا جا کر توڑا سر اُٹھا کر دیکھا تمام محل مین خواصین کنیزین پھیلی ہوئی
ہین برق کھڑا دیکھا کیا ایک کنیز پیشاب کو اُسطرف آئی برق نے اُسکو بیہوش کیا اُسی کنیز
کی شکل بنکر چلا جا بجا کنیزون و پہرے چوکی والیون کو گلوریان کھلاتا ہوا بیہوش کرتا ہوا
قریب اُس دالان کے پہونچا جہان چنچل سو رہی ہی پردہ اُٹھا کر اندر آیا برابر پلنگ کے
جا کر دوشالہ کانٹے سے ہٹایا دیکھا عورت نہایت حسین ہی بیہوشی نکال کر برابر دماغ کے لگا دی
بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اُسی راہ سے اُٹھتا بیٹھتا تا بہ نقب آیا نقب سے لیچلا عظام
کلیجہ پکڑے بر سر نقب موجود ہی کہ اُسنے پیر کی آہٹ سُنی سر جھکا کر دیکھا برق مع پشتارہ آتا ہی
خوش ہو گیا پکار کر آواز دی ای برق شیر یا روباہ برق نے کہا شیرون کے نوکر شیر ہوتے ہین
ملکہ چنچل کو لایا عظام برق کے گرد پھرنے لگا کہا ای برق کیا کار نمایان کیا برق کو ساتھ
لیے ہوے ایک قصر مین آیا مسند پر پشتارہ ملکہ کا رکھوا دیا جوش عشق مین کہا ای برق تم ہٹ جاؤ
مین عذر کرونگا برق ایک گوشے مین چھپ گیا عظام نے شراب و کباب مہیا کرکے ملکہ چنچل
کو ہوشیار کیا ملکہ چنچل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا
عظام سامنے ہاتھ باندھے بیٹھا ہی عظام نے قدمون پر سر رکھدیا کہا ای جان جہان وای آرام
دل عاشقان مدت ہوئی تمپر جان دیتے کچھ نہ بن پڑا آخر آج مجھے منگوایا کیا کہون جو تمہاری
محبت مین ہماری کیفیت ہی عجب حالت ہی

نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین — ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین بد صیان ہین پھولون کی — ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین بہ جبین — تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہی ای ترک چشم تیری نظر — تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اُڑیگی خاک سر قبر میری بعد فنا — تمہاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہی رعنا قدر پہ ہی تسلیم ۔۔۔ ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

اسطور سے غطام نے عجز وانکسار سامنے ملکہ چنچل کے کیا کہ چنچل نے شرما کر سر جھکا لیا غطام نے پکار کر آواز دی ارے کوئی گائن حاضر ہی برق گائن کی صورت بنکر حاضر ہوا جھپٹ کر سامنے بیٹھ گیا کہا حضور سنین دیکھیے تو کیا غزل گاتی ہون یہ کہکر تڑپ تڑپ کے سامنے عاشق و معشوق کے یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

مرا ترکی ست سفاکے شریرے آفت جانے ۔۔۔ جفا جو تند خو غارتگر دینے و ایمانے
خود آرا کے پری روئے حسینے بزم افروزے ۔۔۔ چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے
بلیغے شاعرے شیرین بیانے طرفہ لسانے ۔۔۔ فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتارے سخندانے
لبش شاخ نباتے یا عسل یا لعل نوشینے ۔۔۔ شکر قندِ مکرر نیشکر یا شکر افشانے
بتے ناآشنا وعدہ فراموشی و عیارے ۔۔۔ خود آرا خود پسندے بیوفائی سست پیمانی
مہے نازک مزاجے شوخ و شنگے عربدہ جوئے ۔۔۔ شریرے زود رنجے نازنینے آفت جانے
گہے سرگرم نازلن ترانیہا سپئے موسیٰ ۔۔۔ گہے دلدادہ و شیدائی فرزند و انسانے
جو باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آید ۔۔۔ شوم گر از عدم موجود گردد بازپنہانے
چہ پرسی ہمنشین در عشق او حال من مسکین ۔۔۔ چو قیس آوارہ و سرگشتہ دشت و بیابانے
ز حیرت ششدرے بے اختیاری سخت مجبورے ۔۔۔ ز عصیان ناومے خجلت کشی سر در گریبانے
گدائے بینوائی بیکسے آزاد و مسکینے ۔۔۔ غریبے خانمان آوارۂ بے ساز و سامانے
بجشن شافع امت اگر سرگرم ناز آید ۔۔۔ رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانے
چو رعنا کس نہ گشتہ در تلاش شوخ ہرجائی ۔۔۔ بدشت غربت و اندوہ حیرانے پریشانے

اسطرح برق نے یہ غزل گائی کہ ملکہ چنچل و غطام جھومنے لگے ملکہ نے کہا اے غطام اس کنیز کو تو گانے مین خوب دخل ہی برق نے غطام کو اشارہ کیا غطام بیقرار ہو گیا کہا ملکہ یہ کنیز نہین ہی برق فرنگی عیار مسلمانان ہی اسی کی مدد سے تم مجھسے ملین ملکہ چنچل نے کہا اے غطام ادھر تو تم چلے آئے برق کو رہا کیا اُدھر مجھپر یہ اُفتاد پڑی تم دربار مین ملکہ فولاد کے جاکر حاضر ہو عذر کرو کہ عیار نگہبانون کو دھوکا دیکر نکلگیا مین تلاش کرتا ہون برق نے بھی یہ صلاح پسند کی

کہا دربار مین جو تم حاضر ہو گئے تباک و بد کی خبر پاؤ گے ویسا انتظام کرتا غطام اُسی وقت قید خانے
پر آیا قید خانے مین قفل لگا یا ساتھ والون سے کہا رات بھر جاگ کے بسر کرو سب تو مصروف حفاظت
ہوے گرد قید خانے کے پھرنے لگے غطام نے ایک مقام پر نقب بھی لگا دی کہ معلوم ہو اسطرف
سے عیار نکلگیا صبح کو غلغلہ گیا کہ عیار غائب ہوگیا روتا پیٹتا دربار ملکہ فولاد آہنخوار مین آیا
کہا حضور غضب ہوا کوئی سپاہی ملگیا برق نکلگیا فولاد یہ سنکر گھبرا گئی مہتر طاؤس اپنے
عیار کو اشارہ کیا کہا مہتر صاحب جاکے دیکھو تو مہتر طاؤس سبک رو قید خانے مین آیا نقب دیکھکر
سر ہلایا دل مین کہتا ہی ای طاؤس یہ تو کسی نے بڑی کارگزاری کی نکال بھی لیگیا اور نقب
بھی لگا دی خیر سمجھا جائیگا یہ سوچتا ہوا پاس فولاد کے آیا چپکے سے کہا یہ کام کسی بڑے شخص کا ہی
غلام دریافت کر دیگا کہ یکایک محل مین ہلڑ ہوا چند کنیزین روتی پیٹتی آئین عرض کی صاحبزادی
آپ کی غائب ہوگئین نقب لگی ہوئی ہی فولاد نے گھبرا کر کہا ای طاؤس جاکر دیکھ تو کیا معرکہ ہی
طاؤس وہان آیا چاندنی پر بیترہ دیکھا بلا کا عیار ہی بیترہ پہچانا کہ یہ بیترہ تو برق کا ہی مگر حیران
کہ یہ کیا معرکہ گذرا برق کیون چرا لیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ مین فولاد کی آیا کہا حضور عجب
طرح کا مقدمہ ہی لیکن غلام تلاش کر دیگا جسنے برق کو چھڑایا اُسی نے ملکہ چنچل پر بھی
دست اندازی کی لیکن اس مقدمے کا کرنے والا بڑا دلیر ہی ہر مرتبہ غطام ہی کی جانب دیکھ
دیکھکر کہتا ہی جب طاؤس غطام سے آنکھ ملاتا ہی رنگ روے غطام متغیر ہو جاتا ہی مگر سر جھکاکر
خاموش ہو جاتا ہی شام کو غطام اُٹھکر مکان مین آیا چنچل سے سب حال کہا برق نے کہا ای
وزیر اعظم طاؤس سمجھ گیا آپ پر آواز سے پھینکتا تھا آج وہ یہان ضرور آئیگا اگر اُسنے دیکھ لیا
تو آفت برپا ہوگی بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلیے لشکر ملکہ مہرخ مین چلے چلیے آپ ساحر بردست
ہین مین وعدہ کرتا ہون ضرور آپ کی خاطر ہوگی پھر فولاد کیا کر سکیگی سر پیٹ پیٹ کر رہیگی غطام
نے کہا ابھی ایسا خوف نہین ہی مفصل طاؤس سمجھا نہین برق نے کہا ہم آپ کو سمجھاتے ہین کہ
نکل چلنا ہی بہتر ہی غطام نے کہا مین باہر جاکر اپنے ساتھ والون کو ٹٹولون دیکھون وہ لوگ
کیا کہتے ہین برق نے کہا آپ تو ملازمون کو اپنے آمادہ کیجیے مین بارگاہ سے خبر لاؤن غطام
نے کہا ای برق بہتر ہی برق اُسیوقت ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا محل سے غطام کے نکلا

پھرتا ہوا بارگاہ فولاد مین آیا دیکھا فولاد سے طاؤس کہہ رہا ہی ای ملکۂ عالم عظام نے یہ کام کیا مدت سے ملکہ چنچل پر عاشق تھا خوف سے نہ کہہ سکتا تھا برق نے اُسکو دم دیکر یہ کام کیا غلام جاتا ہی عظام کی خبر لاتا ہی یہ کہکر طاؤس چلا برق نے طاؤس کا پیچھا کیا جب قریب قصر عظام پہونچا طاؤس نے کمند پھینکنے کا قصد کیا محل پر عظام کے جاؤن برق نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے طاؤس کا رے کہکر پلٹا برق نے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر پاس عظام کے لایا عظام نے کہا ای برق کسے لائے برق نے کہا دیکھیے جو مین عرض کرتا تھا وہی ہوا آپ کے قصر پر جب اسنے کمند ماری مین نے اسکو گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہی کہ اسکو قتل کرین یہین محل مین دفن کردین ملکہ چنچل تیزی پر برق کی بہت حیران ہی دمبدم تعریفین کرتی ہی کہ ای برق کیا کہنا تمہاری وجہ سے پردہ رہا ورنہ ابھی دوڑ آتی فولاد ساحرہ زبردست ہی جان بچانا مشکل ہوتی مگر ای برق بڑا کام کیا تمنے سرنگون مین نام کیا برق نے طاؤس کو قتل کرکے وہین دفن کردیا عظام سے کہا اب تدبیر کیجیے غائب ہوتا طاؤس کا فولاد پر شاق ہوگا اور طاؤس میرے سامنے بآواز بلند کہہ چکا ہی کہ عظام کی ذات سے یہ فساد معلوم ہوتا ہی یہ بھی کہا کہ دونون کام اُسی کے ہین اسپنے کو جلد لشکر اسلام مین پہونچائیے عظام نے کہا تم جاسکتے ہو مگر مین دربار کا حال دریافت کرلاؤن برق نے کہا اب دربار مین جانا بیکار ہی فولاد کو طاؤس کا انتظار ہی دو دن ابھی وہ انتظار کریگی جب دو دن طاؤس نہ جائیگا تب شاگردون کو حکم ہوگا کیا عجب ہی کہ شاگرد پہلے یہان آئین یا تمہاری کوئی کنیز ملجائے یا کوئی ملازم بدخواہی کرے چنچل نے یہ سب باتین سنکر کہا ای عظام برق سچ کہتا ہی اب نکل چلنا ہی بہتر ہی محبت وطن فراموش کرو بقول برق چلکر مسلمانون سے ملو اگر ملکہ مہرخ نے دامن پناہ دیا فبہا ورنہ صحرا نورد ہونگے برق نے کہا ملکہ اس بات کا اندیشہ نہ کرو ملکہ مہرخ تمکو باعزاز اپنے ساتھ رکھینگی خاطر و مدارات کرینگی عظام نے اسی وقت تیاری کی دس ہزار ملازم ساتھ ہوے رات کو عظام تخت پر سوار ہوا ملکہ چنچل کو برابر بٹھا لیا برق سے کہا تم بھی تخت پر آؤ برق نے کہا مین ہمراہ لشکر کے چلونگا جہان آپ طلب فرمائینگے وہین حاضر ہونگا عظام تخت اُڑاتا ہوا چلا برق ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر کے ہمراہ ہولیا

دس ہزار جوان پیدل ساتھ ہوے جو ساحر ہین وہ بازو بلا دقرقرون پر سوار ہین جب قریب
در قلعہ آئے ظفران جادو وہان کا نگہبان ہر اسنے جو دیکھا کہ ایک تخت اُترتا ہوا آتا ہی کچھ ساحر
بھی اُڑتے ہوے ساتھ ہین غیر ساحر جو ہین وہ زیر تخت ہمراہ ہین ظفران نے پکار کر آواز دی کون
آتا ہی رات کو یہ بلوہ کیسا یہ تو سارے شہر مین خبر ہو چکی ہی کہ عیار رہا ہو گیا چنچل کو کوئی محل
سے چرا لیگیا غطام نے چنچل کے مُنہ پر بُرقعہ ڈالدیا تخت بڑھا کر آواز دی ای ظفران
بیرون قلعہ فلان مقام پر پتہ ملا ہی کہ جو چنچل کو لیگیا وہ اُسی جگہ رہتا ہی مین لینے جاتا ہون ہوا
جو چلی بُرقعہ چہرے سے چنچل کے ہٹ گیا ظفران چاہتا تھا کہ پھاٹک کھولے ایک سپاہی
نے آواز دی ای افسر بی چنچل تو غطام کے ساتھ ہین ظفران نے پھاٹک نہ کھولا کہا ان سب کو
روکو جبتک حکم شاہی نہ آئیگا تب تک جانے نہ دینگے جادوگرون نے چاہا روکین برق ایک
سپاہی کی شکل بنا ہوا تھا کہا ای ظفران یہ شعبدہ ہی کہ قریب والے نہ ٹھہرائین ایک کنیز کو چنچل
بنا لیا ہی روکوگے تو بہت پچھتاؤگے ہمارے سامنے ملکہ فولاد نے حکم دیا فرمایا کہ ای غطام بڑے
اہتمام سے جاؤ کنارے چلو تو مین تمسے مفصل حال کہدون یہ کہکر ہاتھ تھام لیا ظفران کو لیکر کنارے
چلا صحنچی مین لا کر کہا ای افسر عالی ایک کنیز کو چنچل کی صورت بنا لیا ہی کہ وہ گانون سے بھاگ
نہ جائے یہ باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا ظفران کو تو وہین
ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر نکلا آواز دی یارو دروازہ کھولدو ہم بھی ساتھ غطام کے جائینگے
تم سب لوگ یہان نگہبانی کرو ہم اُس باغی کو گرفتار کر لائین کنجی تو کمر سے ظفران کی لے ہی لی
تھی بڑھکر دروازہ کھولا غطام باہر نکلا ظفران نقلی ساتھ ہی کہتا ہی نکل آؤ سب چلے آئے
مگر غطام حیران ہی کہ یا ظفران روکنے پر آمادہ تھا یا خود ساتھ آتا ہی کیا معرکہ ہی برق فرنگی
کہان ہی برق نے قریب تخت آکر کہا آپ کیون گھبراتے ہین مین نے ظفران کو بیہوش کر کے
ڈالدیا اُسکی شکل بنکر نکال لایا غطام نے کہا ملکہ چنچل عجب عیار ہوشیار ہی کیا جھٹ پٹ کام کیا
ظفران کو پکڑ لیا چنچل کہتی ہی ایسے نہوتے تو افراسیاب سے کیونکر مقابلے کرتے برق ظفران
بنا ہوا ہمراہ غطام تخت پر چنچل پہلو مین غطام خوشی خوشی جاتا ہی رات بھر گذری بارہ
چودہ کوس یہ تو نکل آئے یہان کوئی سپاہی صحنچی مین گیا ظفران کو بیہوش پایا حیران ہو گیا

کہ یہ کیا معرکہ ہی ہم تو سمجھے تھے کہ افسر صاحب ساتھ غطام کے گئے ہین ظفران یہان بیہوش
پڑے ہین ظفران کو اُٹھا کر باہر لائے ہوشیار کیا آنکھ کھُلتے ہی ظفران نے کہا یارو غضب ہوا
غطام نکلگیا مجھے نہین معلوم اُس سپاہی نے کیا کر دیا کہ مین سو گیا معلوم ہوتا ہی کوئی عیار تھا
کہ مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا چلکر ملکہ سے اطلاع کرین ظفران روتا پیٹتا سامنے فولاد کے
آیا کہا حضور رات کو اسطرح غطام نکلگیا میری ہی کوئی شخص صورت بنکر گیا یہ سنکر فولاد
نے حکم دیا ارے کوئی جاکر تلاش کرو یہ کہکر خود اُٹھی کہا ارے غضب ہو گیا غطام چنچل کو لیگیا
داغ دے گیا یہ کہکر خود سوار ہوئی فولاد آہنخوار خود جو چلی دو لاکھ ساحر اسکے ساتھ ہوئے
قلعے سے نکلکر چلی غطام ایک مقام پر آکر ٹھہرا ہی کہتا ہی یارو بیس بائیس کوس نکل آئے اب تو
کوئی یہانتک نہ آسکیگا آئیگا تو مین سمجھ لونگا لوگون کو معلوم ہوا کہ افسر ٹھہرا کوئی کمر کھولتا ہی کوئی
چبینا خریدتا ہی وہان چوکی ہی بقال بیٹھا ہی کسی نے چنے مُرمُرے لیے کوئی پانی بھرنے لگا کہ
صحرا سے گرد اُڑی فولاد آہنخوار نے دور سے دیکھا کہ غطام چوکی پر ٹھہرا ہی ساتھ والے نہا رہے
ہین فولاد نے وہین سے آواز دی او نمکحرام کہان جاتا ہی میری جان کو لیے جاتا ہی فوج
سے اشارہ کیا گھبرایا برق تو تڑپ کر ایک گوشے مین چھپا فوج نے چہار جانب سے غطام
پر بلوہ کیا بڑھکر فولاد نے سحر کیا پتھر برسائے سر پھٹ پھٹ کر ساحر مرنے لگے جو گرا اُسکے
مرنے کی آواز آئی زمین تھرائی غطام سحر کر رہا ہی ملکہ چنچل کو بچاتا ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آئے
چنچل نے جو دیکھا کہ فولاد لڑتی ہوئی اسی جانب آتی ہی اسنے بھی سحر کیا پتھر جو سحر فولاد سے
برس رہے تھے وہ موقوف ہوئے فولاد نے آواز دی او گیسو بریدہ دھگڑے کو اپنے ہاتھون
سے بچاتی ہی سلطنت چھوڑ کر نکلی جاتی ہی یہ کہکر گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا غطام و
چنچل تخت سے گرے ملازمون نے دوڑ کر سنبھالا کہا ملکۂ عالم ہوشیار ہو جیے چنچل تڑپ کر اُٹھی
اُٹھکر سحر کرنے لگی اب چنچل اور غطام پیدل لڑ رہے ہین برق گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہا
ہی بیقرار ہو گیا خدا سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار اس مصیبت سے اسکو بچا لے اس آفت سے
نجات دے یہ سب مطیع اسلام ہو چکے ہین

نظم

طالب ذات خدا اے لایزال	ازکسی در دل نمیدارد خیال

خاطر بے خطرہ اش باشد مدام ‌ ‌ ‌ از گمان خالی و پاک از ہر خیال

ظاہر و باطن بیک حالت بود ‌ ‌ ‌ بندۂ حق اہل حال و اہل قال

بیند از ہر پردہ در جلوہ گری ‌ ‌ ‌ مرد بینا جلوۂ حسن و جمال

سر نگون باشد بشکل آسمان ‌ ‌ ‌ پشت میدارد دوتا مثل ہلال

محرم اسرار باشد وز خود ‌ ‌ ‌ زین بیان دارد زبان ہر وقت لال

باشدش با فقر و فاقہ دوستی ‌ ‌ ‌ دشمن مال است آن اہل کمال

صلح دارد در جہان با نیک و بد ‌ ‌ ‌ مرد خوش خو صلح کل نیکو خصال

مثل خور بر مطلع صدق و صفا ‌ ‌ ‌ جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال

خاص با خاصان بود با عام عام ‌ ‌ ‌ ہر زمان آن مرد عارف نیکنام

بلک بلک کے جو برق نے دعا کی ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرّائی برق نے سر اُٹھا کے
ایک جادوگر دیو خصال عفریت مثال کو دیکھا تخت پہ سوار سربراقد جیسے درخت چنار پہلو مین خواجہ
ہنس ہنس کر باتین کرتے ہوے جب وہ ڈکار لیتا ہی تو منھ سے دھوان نکلتا ہی سر نخل صحرا جلتا ہی
تخت اُڑائے ہوے چلا آتا ہی برق نے زفیل بجائی کہ اُستاد اگر یہ جادوگر آپ کے قبضے مین ہو
تو اس فوج کو لیجیے مین ان سب کو تسخیر کرکے لایا ہون خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک جادوگر
کو لاکھون جادوگر گھیرے ہین ایک عورت اُسکے قریب وہ بھی مجبور رونا چاہ سحر کر رہی ہی خواجہ
نے کہا اے اشقال یہ دونون مرد و عورت کیسے عاجز ہو رہے ہین یہ ساحرہ جھومتی ہوئی جاتی
ہی اسکا ارادہ ہی کہ انکو قتل کرے اگر مناسب ہو تو بچا لو اشقال جھپٹا کہا اے رفیق شفیق مین اسیطرح
افراسیاب پر جا پڑونگا تیرے حکم سے لڑونگا یہ کہکر جو ایک ڈکار لی ناک سے کان سے
شعلہ ہاے آتش نکلے ملازمان فولاد جلنے لگے اب جو تخت سے کودا مثل فیل مست جھومتا
ہوا چلا جس ساحر کی گردن پکڑلی اُسکو مروڑ ڈالا گردن کو توڑ ڈالا دو دو کی گردن پکڑ کے
لڑا دیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا عظام کو آواز دی تو سحر نہ کر ہم
تیری مدد کو آئے ہین خواجہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے اشقال لڑتا بھڑتا قریب
فولاد کے پہونچا آواز دی او فاحشہ کیون غربا کو قتل کرتی ہی ہمسے مقابلہ کر لو احوال معلوم ہو فولاد

نے بڑھکر گولہ مارا اشقال نے اُسکا گولہ مُنھ مین لیا اُسنے دوسرا گولہ مارا اشقال نے ایک طمانچہ
مار دیا گولہ پلٹا کئی سَو جوانون کے سر اُڑ گئے فولاد آہنخوار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی اشقال
پر تلوارین برسائین سو سو طرح سحر کرتی ہی اشقال پر تاثیر نہین ہوتی جب زیادہ تلوارین
فولاد نے برسائین اشقال نے ایک تلوار کو روک لیا اُسے ہلاتا ہوا چلا فولاد نے چاہا بھاگون
جتنی دیر مین اُسنے دو قدم اُٹھائے اشقال ڈکار لیکر ایک جست مین برابر پہونچا گردن پکڑی
ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا مرنا فولاد کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ
دراز آواز آئی کُشتی مرا نام مِن فولاد آہنخوار بود مرنا فولاد کا لشکر والے بھاگے اشقال
سب کو بھگا کر جھومتا ہوا قریب غظام کے آیا بے پروائی سے پوچھا ای شخص تو کون ہی
یہ ساحرہ کیون تیرے ساتھ دشمنی کرتی تھی غظام نے تمام کیفیت بیان کی اشقال نے کہا
کیون ای رنبق قنفق تو نے سب حال سنا خواجہ نے غظام سے کہا برق فرنگی آپ کے ساتھ
ہی اُسکو بلائیے غظام نے برق کو آواز دی برق ایک ساحر کی صورت بنا ہوا آیا اُستاد
کو جھک کر سلام کیا عمرو نے اشارے سے پوچھا ای برق کیا حال ہی برق نے اشارے
سے کہا اُستاد اسی کے ذریعے سے قید خانے سے نکلا اسکی معشوقہ کو اس سے ملایا اب اسکو
طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہون اب جیسا ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن خواجہ نے کہا
مین دو چار کوڑی کے روزگار کو جاتا ہون ملکہ لالہ زار جادو کوئی صاحب ہین اس دیو خصال
کو مطیع کرنے کے لیے جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی ساتھ چلون خواجہ نے کہا اب تم اسے
لشکر مین لیجاؤ مین بھی انشاءاللہ آتا ہون برق تو غظام کو لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا خواجہ
اشقال کے ساتھ سوار ہوے طرف باغ لالہ زار کے چلے راہ مین چنچل نے برق
سے پوچھا کیون میان برق اُستاد تمھارے کہان جاتے ہین برق نے کہا اس ساحرہ
دیو خصال کو مطیع کرنے طرف باغ لالہ زار کے جاتے ہین یہ باتین کرتا ہوا برق غظام
کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کے جاتا ہی اسکا حال بیان کیا جائیگا اب حال خواجہ عمرو
کا تحریر کرتا ہون کہ خواجہ اشقال کو ساتھ لیکر طرف باغ لالہ زار کے چلے تھوڑا راستہ
طی کیا کہ سامنے سے باغ معلوم ہوا دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی

کئی سو کنیزین دروازے پر کھڑی ہین جیسے کوئی کسیکا انتظار کرتا ہی کنیزون نے اشقال کو دیکھکر سلام کیا اشقال نے پوچھا ملکہ لالہ زار کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر کنیزین پھبتیان کہنے لگین کوئی کہتی ہی جلمانس ہر ایک نے کہا بوا دیکھو تو سہی کسی جزیرے کا جانور ہی نہین معلوم مادہ ہی یا نر ہی ایک نے کہا بوا غور سے دیکھو خاصہ بن مانس ہی خواجہ نے اُنکی جانب دیکھکر کہا ذرا غور سے دیکھو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون کنیزین قہقہہ مارکر ہنسین کہا لو بوا بولتا بھی ہی ایک شوخ و شنگ بولی خوب سدھانے والے نے سدھایا ہی مثل انسان کے باتین سکھائی ہین اشقال نے جھڑ کا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ شہنشاہ عیاران ہین عیار صاحبقران ہین برائے ملاقات ملکہ لالہ زار لایا ہون یہ کہکر خواجہ کا ہاتھ تھامے ہوئے اندر باغ کے داخل ہوا خواجہ نے دیکھا باغ پر بہار طائرون کی پکار نخل سایہ دار درخت ہائے پُر اثمار بعض نخل میوہ دار اشقال خواجہ کو مقامات دکھاتا ہوا سیر باغ کراتا ہوا قریب بارہ دری کے آیا ملکہ لالہ زار مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین جمع ہین چرچا گانے کا ہو رہا ہی اشقال نے آکر سلام کیا ملکہ لالہ زار نے کہا اے اشقال کہان تھے اشقال نے کہا حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا ہون حقیقت یہ ہی کہ ان ایسا گانیوالا حضور نے نہ سُنا ہوگا یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ کے سامنے گائیے خواجہ سامنے آکر بیٹھ گئے ساز توڑومبیون کے آراستہ ہی تھے اُنھون نے ساز چھیڑے خواجہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

شب وصل اُسکے تغافل کی زلبس تاب نہین ... آگئی مرگ ہی آنکھون مین شکر خواب نہین
حسرتین میرے نصیبون مین لکھی ہین کیا کیا ... اتنے دفتر مین کہین وصل کہین باب نہین
دل کا کیا حال ہی دیکھے کوئی یہ گرمی حسن ... ٹھہر آآئینہ یارین سیماب نہین
سر فروشون کے اگر آپ خریدار ہوے ... تو گران ہوویگی وہ جنس جو کمیاب نہین
جب وہ بدمست ادھر آیا مدد کے گھر سے ... اپنی قسمت مین بجز دُرد مے ناب نہین
رستمی کا عوض افلاک سے لونگا پس گر ... قتل عاشق ہی یہ خونریزی سہراب نہین
کلبۂ تار مین کیونکر ترے بن گذریگی ... دن کو یان دھوپ نہین رات کو مہتاب نہین
محتسب وہم ہی تو پہلے پلا دیکھ مجھے ... نہ گُندھا پی لے مے ناب ہی زہراب نہین

عشق کیون درپۓ جان شوق ہر کیون سینہ شگاف | دشمنی دل شکنی شیوہ احباب نہین
گلۂ چرخ عبث شکوہ جانان بیجا | یاس وحرمان کو مرے حاجت اسباب نہین
کشش ابروے صنم کی سی کمان یون منت کش | لاکھ سجدے کرے دل مائل محراب نہین

ملکہ لالہ زار بہت خوش ہوئین کہا خواجہ کیا کہنا مگر خواجہ نے دیکھا تاج زرین پہنے ہوئے زیور جواہر کا زیب جسم چونکہ ملکہ لالہ زار اسم ہر زیور یاقوت احمر کا زیب جسم ہر انیسین جلیسین لباس فاخرہ پہنے ہوے سب صحبت مین حاضر ہین خیال مین گذرا خواجہ اب قبضے مین ہر دیر کیون کرو ہاتھ باندھکر عرض کی ملکۂ عالم یہ کمال آپ نے کیا دیکھا ہین ساقیگری خوب کرتا ہون لالہ زار نے کہا ساقیگری کیا شراب انڈیل کے پلانا سب کنیزین ہماری ساقیگری کرتی ہین خواجہ نے کہا حضور ساقیگری اسکا نام ہر کہ سر سے شراب پلائین ہاتھون سے بتاتے جائین پانون سے ناچتے جائین زبان سے گاتے جائین تب حضور کو مزا معلوم ہو حضور کو خوب راضی کرونگا اور ہمارے میان اشتقال صاحب بہت خوش ہوگئے لالہ زار نے پوچھا پھر کیا چاہیے خواجہ نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت ہو تو عرض کرون لالہ زار نے کلید دی خواجہ نے جاکر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یار و ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خواصین اور کنیزین دوڑین شراب لیجانے کوئی کوئی پتلہ لیگیا کوئی قرابا کوئی گلابیان اٹھا اٹھا کے لیگیا خواجہ نے ایک سو گلابیان وکنٹر الماس نگار درست کیے اسمین مے ارغوانی لبریز کرکے صحبت مین لائے لالہ زار نے کہا دیکھو کس لطف سے شراب لایا ہر دیکھکر جی چاہتا ہر کہ پیجیے خواجہ نے شراب لاکر رکھی کہا دوپٹہ پائجامہ دیجیے کہ مین پہن کے ناچون پائجامہ دوپٹہ بھاری آیا وہ خواجہ عمرو نے پہنا اوڑھا چوراسی گھنگھرو پانون مین باندھے اب جو کھڑے ہوکر گت ناچے دیکھنے والون کی بھوک اور پیاس بند ہوئی بقول شاعر شیرین کلام

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا | ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
وجد کرنے لگا تدرد ادا | جسکی جانب بتا کے سسکی لی
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل | جان اُسے سسک سسک کر دی
ساری محفل کو سکتا ہر کوئی

سسکتا ہر کوئی بلکتا ہر اسکے بعد خواجہ عمرو نے جام بلورین لبریز کیا سر پہ رکھا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

خونفشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانؤنمین
خار صحرا بنگئے چبھ چبھ کے مژگان پانؤنمین

تھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانؤنمین

ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین اے جنون
آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پانؤنمین

ضعف مین بار قبا اُترا پرا ای دست جنون
بنگیا ہے بیڑی مرا طوق گریبان پانؤنمین

عشق پیچان اے پری لپٹا ہی پاے سرو سے
راست ہی لپٹی نہین یہ زلف پیچان پانؤنمین

کو بکو دن بھر وہ ہرجائی پھرا کرتا ہی روز
زور ہر مانند خورشید درخشان پانؤنمین

بدلے ہاتھون کے اجی پانؤن سے بیعت کیجیے
روشنی ہی دست موسی سے دو چندان پانؤنمین

دشت سے پہونچین جو ہم گلزار کوے یار مین
غنچہ ہاے آبلہ ہو جائین خندان پانؤنمین

ہوتی ہی منہدی کی حاجت اے پری رو بار بار
ایکدن مل لے ذرا خاک شہیدان پانؤنمین

اے جنون نکلینگے جیتے جی نہ مثل استخوان
ہو گئے جزو بدن خار مغیلان پانؤنمین

وادی وحشت مین تیرون سے نکلواتے ہین ہم
چبھتے ہین مثل سیخ اگر خار مغیلان پانؤنمین

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ اہل محفل کی طبیعت گھبرائی قریب لالہ زار کے جاکر خواجہ نے کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا چاہیے لالہ زار بے اندیشۂ انجام پی گئی اشتقال کو کئی جام پلائے اور سب کو ایک ایک جام پلایا اشتقال بیٹھا جھوم رہا ہی کہتا ہی میرا رفیق کیا خوب گاتا ہی لالہ زار نے نشے کے جوش مین پوچھا اے اشتقال آخر یہ کون شخص ہی کہ سراپا کمال سے معمور ہی ہمہ تن عقل و شعور ہی اشتقال نے کہا اے ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہی لالہ زار نے اُس نشے کے عالم مین زانو پیٹ لیا کہا دشمن شاہ کو میرے گھر مین لے آیا خیر اسکو ابھی رخصت کر دیہ ہماری سرحد سے نکل جاے اشتقال نے کہا جو افراسیاب اسے بُرا جانیگا تو افراسیاب سے بھی لڑونگا تم جانتی ہو میرا کوئی کیا کر سکتا ہی میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہی لالہ زار نے کہا مین گرفتار کر کے خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی اشتقال نے کہا ایسا نہوگا میرے سامنے حضور نہ گرفتار کر بن کئی سردار شریک ہو کر ابھی لشکر اسلام مین گئے عظام ملکہ چنچل کو نکال لیگیا راہ مین ڈالا دے اگر گھیرا مین نے اُسکو مارا آپ کچھ کدو کاوش نکرین ورنہ مین بگڑ جاؤنگا لالہ زار نے کہا اے اشتقال کچھ دیوانہ ہوا ہی اشتقال نے کہا دیکھیے یہ نگاہ

قہر و غضب نہ دیکھیے اُسکا خون گھٹتا ہی مجھے ملال ہوتا ہی لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ خواجہ کو
پکڑ لوں اشقال ہان ہان کرتا ہوا اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پہلے اشقال دھم سے گرا بعد
اُسکے لالہ زار بھی لہرا کے گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین گر کے بیہوش ہوئین تھوڑے ہی
عرصے مین سب اہل دربار گر گر کے لب فرش فرش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ خواجہ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
روندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گرفتہ صر
زمانے مری گرد پاپوش کو

خنجر خواجہ عمرو کا چلنے لگا
کسی کا سر کاٹا کسی کا ہاتھ اُڑا دیا چاہتے ہین جا کر لالہ زار کو مارون راہ مین اور کنیزین
ملجاتی ہین اشقال کو مارتے افسوس آتا ہی خیال مین آیا اسکو اُٹھا کر لیچلون یہ سوچکر
خواجہ جھپٹے کہ اشقال کو اُٹھا لون لالہ زار کو قتل کرون قضائے کار محبوب ہمشیر
وزیرزادی لالہ زار کی واسطے شکار کے گئی تھی وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی راہ مین کنیزان ملکہ
لالہ زار کے مرنے کی آواز سُنی سحر کر کے اُڑی حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی آسمان سے آکے دیکھا
ایک عیار سب کو قتل کر رہا ہی ملکہ لالہ زار بیہوش پڑی ہین وہین سے نعرہ کیا او ظالم کیا
کرتا ہی خواجہ کو دکر الگ ہوے ایک نخل کے سائے مین پہونچکر عمرو نے گلیم اوڑھ لی محبوب
اُتر کر زمین پر آئی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے جو اُٹھا روتا ہوا اُٹھا مزبلۂ قصایان دیکھا
کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کوئی بہن بہن کر کے روتی ہی کوئی مان کا نام
لیتی ہی لالہ زار کی جو آنکھ کھلی محبوب سے لالہ زار نے پوچھا ای بہن یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور
ایک دبلا پتلا تانتیا عیار بیخوف قتل کر رہا تھا حضور کی طرف جاتا تھا مین نے راہ مین جو حضور
کی کنیزون کے مرنے کی آواز سُنی بیتاب ہو گئی جھپٹ کے آئی اُسی ظالم کو دیکھا کہ حضور کو قتل کیا
چاہتا ہی لالہ زار نے اشقال کو ہوشیار کیا کہا دیکھیے آپ کے رفیق صاحب نے یہ حال کیا
اشقال نے جھلا کر کہا مجھکو آپ کو کبھی نہ مارتا لالہ زار نے کہا کچھ دیوانہ ہی محبوب نے کہا ملکہ کی
جانب چلا تھا محبوب نے کہا آخر وہ کون شخص تھا اشقال نے کہا عمرو عیار تھا محبوب نے کہا

شہر دعا کا حال نہ پوچھیے وہ ساحر کو جس حال مین پائیگا قتل کر ڈالیگا افراسیاب کے صد ہا
ہزارہا شریک کرینگے بیٹے اپنے سردار ہارے کہ افراسیاب نے کلیجہ پکڑ لیا بی بہار کو شریک کر لیا
نو غمو رہ شریک ہوگئین وہ وہ ساحر شریک ہوے کہ جنکا نام سب لینے کو دل نہین چاہتا وقائع
ہوشربا دیکھو افراسیاب نے کیا کیا آفتین برپا کین مگر کچھ نہو سکا ہر مرتبہ عیاری کر کے اپنے کو
بچاتا ہی پردۂ ظلمات سے لڑتا بھڑتا آیا ہی اے اشتقال عمرو عیار کو دوست نہ جاننا اشتقال
نے لالہ زار سے کہا اے ملکۂ عالم اب لشکر کشی کیجیے چلکر مین سب کو کھا لون یہ کہکر ایک چیخ ماری
کہ صحرا سے بارہ ہزار سیہ پوش بصد جوش وخروش پیدا ہوے اشتقال گینڈے پر سوار ہوا ملکہ
لالہ زار کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار کنیزین اور بارہ ہزار جوانان سیہ پوش بڑے جوش وخروش
سے طرف لشکر اسلام کے چلے اب مہتر برق فرنگی کا ذکر تحریر کرتا ہون کہ برق فرنگی غطام
کو ساتھ لیے ہوے جب لشکر اسلام کے قریب آیا غطام کو پانچ کوس الگ اتارا اب برق چلا کہ
مین جاکر ملکہ مہرخ سے آپ کا ذکر کرون اے غطام تمھین سردار لینے آئینگے یہ کہکر برق تو طرف
لشکر اسلام کے گیا غطام چنچل کا ہاتھ تھامے ہوے جنگل کی سیر کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
اشتقال ملکہ لالہ زار کے تخت پہ ہاتھ رکھے ہوے چوبیس ہزار فوج ساحران پشت پر بڑے
جوش وخروش سے آتا ہی لشکر جو اترا ہوا دیکھا کہا ملکۂ عالم مین بڑھکر دیکھون یہ کسکا لشکر مقیم ہی شاید
کوئی حریف نہو یہ کہکر اپنے تخت پر سے ہاتھ ہٹایا اشتقال گینڈے کو بڑھا کر چلا غطام چنچل کا
ہاتھ پکڑے ہوے جنگل مین ٹہل رہا ہی وصل پر ملکہ چنچل کو راضی کر رہا ہی کہ دیکھا اشتقال آکر پہونچا
اشتقال کی جو نگاہ ملکہ چنچل پر پڑی معشوق پریچہرہ حسین وجمیل سرو قد خورشید خد چنچل نے
سر جھکا لیا اشتقال نے کہا اے غطام کہان سے آتے ہو غطام نے کہا ایک ضرورت درپیش ہی
اشتقال نے اپنا حال بیان کیا غطام گھبرا گیا کہا تمھین اختیار ہی اشتقال نے کہا آج اسی
مقام پر رہینگے ہم تم ایک ہی بارگاہ مین رہین غطام نے چنچل کو تو روانہ کر دیا کہا صاحب
بارگاہ مین چلو ہم بھی آتے ہین اشتقال نے کہا ابھی کہ ان کو ٹھہرا رہنے دو ملکہ لالہ زار سے ملاقات
کرینگی غطام نے قبول نہ کیا کہ دیکھا تخت ملکہ لالہ زار بڑے عظم وشان سے آکر پہونچا غطام
نے جھک کر سلام کیا لالہ زار نے کہا اے غطام تم یہان کہان غطام نے پہندہ رکھ کے کہا

ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہان مقام اچھا دیکھا اُتر پڑا ملکہ لالہ زار نے بارگاہ اشاد کرائی لالہ زار داخل بارگاہ ہوئین اشتقال اس فکر مین ہی کہ کسی طرح چنچل کو قبضے مین کرون لالہ زار کے ساتھ بارگاہ مین آیا خاموش بیٹھا ہی لالہ زار نے کہا اے اشتقال کیون پریشان ہو اشتقال نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا غلام تو اس راہ سے آگاہ نہ تھا مگر اس بلا مین پھنس گیا اب کیا کرون دل کی عجب حالت ہی اصل مین غلام کی عجیب کیفیت ہی زندگی کی کون صورت ہی دل پر داغ حسرت ہی بقول شاعر

نظم

روروکے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے — یہ قطرہ ہاے اشک ہین دانے شمار کے
ہوجائین خوب لال بھبھوکا سے ہاتھ پاؤن — مہندی لگا کے باندھیے پتّے چنار کے
باندھون مین تیغ ابروِ خمدار کا خیال — یون تو نہ کٹ سکینگے یہ دن انتظار کے
عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہوا — تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اُتار کے
کرنے لگے ہین برگ خزان شورش جنون — شاید قریب آئے دلا دن بہار کے
جلتی ہین آنکھین جاے فتیلہ ہی ہر پلک — بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے
دیوانہ کون ہی کسے زنجیر چاہیے — عاشق ہین ہم بندھے ترے گیسو کے تار کے
کب ہین سفید بال کہ تڑپا جو ہجر مین — نکلے یہ استخوان مرے جسم زار کے
توڑون بھلا مین فرقت ساقی مین کیا خمار — سر پھوڑ دن آج طاق سے بوتل اُتار کے
اُسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن یہ کیا مجال — ہی مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

لالہ زار نے کہا اے اشتقال خیر تو ہی کہا حضور کیا عرض کرون کہ جو غلام پہ گذری عظام جادو اپنی معشوقہ کے ساتھ ٹہل رہا تھا میری جو اُسپر نگاہ پڑی تیر دلدوز جو کمانِ ابرو سے چھوٹا تو وہ دل پر لگ معشوق ہوا اُسوقت سے غلام بہت بیقرار ہی لالہ زار نے کہا عظام کو بلاؤ اُس سے حال پوچھو یہان برق جو در ارمہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی سرخ موے کاکل کشا کو حکم ہوا کہ برق کے ساتھ جاؤ عظام کو استقبال کرکے لاؤ سرخ موے برق نے کہا آپ عقب مین آیئے مین آگے بڑھکر دیکھون ایسا نہو مزاج تبدیل ہوگیا ہو یہ کہکر برق تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ عظام اپنے مقام پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ دیکھون کیا ہو ملکہ لالہ زار و اشتقال آئے ملکہ

لالہ زار نے کہا اے عظام ہم تمسے ایک سوال کرتے ہین ہمارا سپہ سالار بہت بیقرار ہے عظام نے کہا فرمایئے ملکہ لالہ زار نے کہا جس عورت کا ہاتھ پکڑے تم ٹہل رہے تھے اُسپر میان اشتقال عاشق ہوے ہین اگر مناسب ہو تو اسکو ہمارے سپہ سالار کے حوالے کرو اگر خوشی سے نہ دوگے تو ہم جبر کرینگے ہمارے سپہ سالار کا عجیب حال ہے زندگی محال ہے عظام کی اسوقت پریشانی اور حیرانی کہ مین کیا جواب دون کہ برق خدمتگار بنا ہوا آیا گلوری کھلانے کے حیلے سے قریب عظام کے آیا پوچھا کیا معرکہ ہے کہ حضور پریشان ہو رہے ہین یہ کون لوگ ہین عظام نے مُنھ پھیر کر بیان کیا کہ اے رفیق یہ ملکہ لالہ زار ہین مالک باغ لالہ زار مسلمانون پر لشکر کشی کرکے چلی ہین خواجہ نے کچھ انکو ستایا دہی ملال ہے یہان جو آئے میان اشتقال چنچل پر عاشق ہوے مجھسے چنچل کو مانگ رہے ہین اور دباؤ ڈالتے ہین کہ اگر خوشی سے نہ دوگے تو بجبر لینگے برق نے کہا آپ بلا تکلف فرمادیجیے کہ آپ اُس عورت کے پاس جائین مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر برق چلا پاس ملکہ چنچل کے کنیز بنکر پہونچا چنچل کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر بیٹھ رہا کہ یہان عظام نے اشتقال سے کہا کہ آپ اُس عورت کے پاس جایئے آپ کو اختیار ہے اشتقال خوشی خوشی ہل خیمے مین آیا دیکھا کہ ملکہ چنچل بیٹھی ہین جوش عشق مین بیٹھ گیا کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہے برق نے تیور پر بل ڈال کے کہا تو کون شخص ہے کہ جو بلا تکلف ہمسے بات کرتا ہے نام تو بتا برق نے خوب آڑے ہاتھون لیا اشتقال قدمون پر گر پڑا کہا اے جان جہان وا اے آرام دل عاشقان جسوقت سے حاضر ہوا اور آپ کا جمال دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے تمنے تو مار ڈالا ترچھی نگاہون نے شکار کیا

نظم

مژہ نے حیب سے تا قلب کو ناوک فگن بنکر — ہوے ہین جانستان ابرو تمھارے تیغزن بنکر
شگاف تیر نے پہلے تو چشم یاس سے دیکھا — زبان حال سے اُنکو پکارا پھر دہن بنکر
یہی گو ہے یہی میدان آگئے تو مقابل مین — عوض لینگے عدو سے فارس ملک سخن بنکر
پھڑک کر روح نکلی کثرتِ داغ تمنا سے — نکالا بلبل جان کو مرے دل نے چمن بنکر
نکل مرنے سے نہوگا فائدہ محشر مین اے غافل — گواہی دیگا عصیان کی گواہ ہر موے تن بنکر
بہار آئی ہے آثار جنون سب پائے جاتے ہین — دکھاتا ہے سمان وحشت کا پھر سیر وطن بنکر

رچی ہی دھوم سے شادی صبا ہی منتظم سہرا | کہ آئے ہین براتی سب جوانان چمن بنکر
مشجر سایۂ اشجار مخمل سبزۂ نو رس | بچھے ہین اسپہ قطرے اوس کے دُرِ عدن بنکر
بجاتے ہین جو پتے تالیان طاؤس رقصان ہی | جھکا ہی دیکھنے کو ابر بھی سایہ فگن بنکر
بندھے ہین چار جانب کو جو بندھنوار پھولونکے | بھرے ہین لوٹ کر سب پھول شاخون نے لگن بنکر
کبھی شمشاد پر گہہ سرو پر نغمہ سرائی ہی | کبھی قمری یہ کہتی ہی عنادل کی بہن بنکر
چمن مین آگئی باد بہاری گل کی آمد ہی | کہو بلبل سے اب بیٹھے نشیمن مین دلہن بنکر
اجازت دے اگر سوز درون صبح شب فرقت | شوغن لے مہر سے آہ شرر شعلہ فگن بنکر

چنچل نے کہا ای اشتقال تجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین جو مطلب دل ہو وہ بیان کرو زیادہ نہ حیران کرو یہ کہکر برق نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کرکے کہا لو صاحب ایک جام اشتقال تو بیتاب ہو رہا تھا فوراً جام پی گیا برق نے دوسرا جام دیا اشتقال اُلٹ گیا گھبرا کر کہا صاحب مجھکو تو کوئی آسمان پہ لیے جاتا ہی چنچل نقلی نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو اشتقال اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا برق نے زبان مین سوزن کر دیا ایک گوشے مین اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر اشتقال کی صورت بنا لیکن حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون قد کیونکر بڑھاؤن کیونکر لالہ زار کے سامنے جاؤن یہ سوچتا ہوا باہر آیا ناگاہ لالہ زار کو سلام کیا خوب قہقہہ مار کر ہنسا لالہ زار نے پوچھا کو ای اشتقال معشوق سے نیا گذری کہا حضور وہ تو میرے نام پر جان دیتی تھی مگر میرے لمبے قد سے گھبراتی تھی سامری نے آکر کہا تھا ہمنے قد چھوٹا لیا رتبہ بڑھایا یہ کہکر لشت پر بھی ہاتھ پھیرا میرا قد چھوٹا ہو گیا اب محفل عیش و نشاط آراستہ کیجیے معشوق نے تو آرام فرمایا لالہ زار نے کہا تمھین اختیار ہی اشتقال نقلی میخانے مین گیا شراب سب کو تقسیم کی یہ بھی مشہور کیا کہ ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے کچھ گانا بیان نہایت تکلف سے سامنے لالہ زار کے لایا کہا حضور آج آپ نے ایسا سرفراز کیا کہ جی چاہتا ہی کچھ حضور کے سامنے گاؤن لالہ زار نے کہا تمھین اختیار ہی برق نے رنگ جمانے کو یہ چند شعر گائے

نظم

جس کام کو ہم آئے تھے وہ کام کر گئے | عاشق ہوے بتان حسین اور مر گئے
اک دو گھڑی کے واسطے پہلو مین بیٹھکر | ارمان کچھ اور قلب پر ارمان مین بھر گئے

آنا نہ تھا تو ہمکو سنانا تھا کیا ضرور ۔ کیون آپ شب کو آنے کا اقرار کر گئے
وعدے تمام عمر کے بالکل بھلا دیے ۔ یان دو گھڑی کو آن کے احسان کر گئے
کہنے لگے نگاہین پھرا کر وہ بزم مین ۔ کیا جانیے کہ تیر ہمارے کدھر گئے
کیا کہدیا اشارون مین اُنسے حضور نے ۔ محفل سے آج روتے ہوے کیون شمر گئے

یہ غزل گا کر برق نے جام لبریز کیا لالہ زار کو دیا لالہ زار نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا غطام بھی بیٹھا ہی معشوق کے واسطے بیتاب و بیقرار ہی جیسے ہی لالہ زار نے جام لیا شراب نے چرخ مارا لالہ زار نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف برق کے دیکھا لالہ زار بلاے روزگار ہی مالک سرحد طلسم نگاہ کڑی جو برق پر ڈالی رنگ ورد غن چہرے سے اُڑ گیا برق کی نگاہ جو آئینے پر پڑی معائنہ کیا کہ مین بصورت اصلی ہو گیا قصد کیا کہ اُٹھکر خنجر ماردن زمین نے پانٔون تھام لیے برق نہ اُٹھ سکا ہاتھ باندھکر عرض کی کیون حضور غلام کس تدبیر سے آپ تک پہونچا لالہ زار نے کہا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی مگر مین نے کہا تمھاری عیاری ظاہر ہو جائے بتلا کہ تو نے اشقال کو کیا کیا برق نے کہا اشقال خیمے مین موجود ہی کہا چنچل کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی ہین لالہ زار نے کہا اب تجھکو خدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگی غطام کے تو ہوش و حواس اُڑ گئے کہتا ہی بڑا غضب ہوا دیکھیے اب جان کیونکر بچے لالہ زار نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ برق کو مسلسل و مطوق کر و خدمت مین شاہ کی روانہ کر دو اور لکھ بھیجو کہ کل مسلمانون کو بھی روانہ کرونگی اشقال نے عمرو پر بڑے احسان کیے تھے کنیز آگاہ نہ تھی کہ یہ عمرو ہی آخر دھوکا کھایا محبوب میری وزیرزادی آ گئی اُسنے آکر بچا لیا مین یہان آئی تھی برق نے آکر عیاری کی کنیز آگاہ ہوئی اسکو گرفتار کیا کنیزین اُٹھین کہ برق کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین اور اشقال کو ہوشیار کر کے لائین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا لالہ زار نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب تشریف لاتے ہین لالہ زار سے کہا لو شہنشاہ آ گئے تخت زمین پر اُترا لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا برق کو دیکھکر افراسیاب بہت بگڑا کہا کیون او بھوریے میری سرحدار کے ساتھ عیاری کر کے کیا مزا پایا آخر گرفتار ہوا یہ کہکر تلوار کھینچی لالہ زار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شہنشاہ غصہ نہ کرین تشریف رکھین ہم اسکو جلاد سے قتل کرائینگے افراسیاب نے کہا اے لالہ زار گوشے مین چلو کچھ باتین راز و نیاز کی کرنا ہین

لالہ زار اُٹھی گوشہ مین آئی افراسیاب باتین کرتے کرتے چہار جانب دیکھنے لگا لالہ زار نے
کہا سرکار کو کس شی کی خواہش ہو افراسیاب نے کہا عرصے سے شراب نہین پی لالہ زار نے کنیز کو
آواز دی گلابی لاؤ کنیز گلابی لائی افراسیاب نے جام بھر کے ایک اپنے گریبان مین گرا لیا
کہ لالہ زار کو ثابت نہین ہوا دوسرا جام بھر کر کہا کہ لو لالہ زار تم بھی پیو لالہ زار نے اُٹھکر
سلام کیا مودب ہو کے جام لیا چاہتی ہو کہ لبون سے لگائے شراب چرخ مارنے لگی لالہ زار نے
کہا اے شہنشاہ کنیز کو بیہوشی کیون دی شراب چرخ مار رہی ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ
لونڈی کا سحر ہی جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلائیگا یا پلائیگا لونڈی کو ثابت ہو جائیگا افراسیاب نے کہا
ہو بھی بعض وقت سحر اُلٹا ہو جاتا ہی لالہ زار نے پھر قصد کیا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی ہر چند کہ لالہ زار کو
افراسیاب کا بڑا خوف ہی مگر بے اختیار بول اُٹھی کہ تو کوئی عیار ہی خواجہ نے نیمچہ کھینچا چاہا
جا پڑون لالہ زار نے زمین پر دستھڑ مارا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا پاؤن خواجہ کے
زمین نے تھام لیے لالہ زار نے آواز دی او سارباں زادے مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی پکار کے
کہا ارے کوئی حاضر ہو کنیزین اندر آئین اشقال کو بھی ہوشیار کیا اُس سے سب حال بیان کیا
عمرو کو دیکھکر اشقال نے بڑا رنج کیا کہا کیون او عمرو مین نے تیرے ساتھ ایسے احسان کیے
خدمت مین اپنی مالک کی پہونچایا تو نے یہ فساد کیا تجھکو کچھ خوف نہ آیا لالہ زار نے کہا اب مین
دونون کو قتل کرتی ہون یہ کہکر عمرو کو کشان کشان لیکر نکلی اشارہ کیا میدان خونی کی تیاری
کر دا اسیوقت داریں استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوئے عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا کوئلے کا خط دونون
کی گردن پر دیا خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بینیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچائے نظم

در جہان با نیک و بد کن اختلاط — قساتی زاہد کن بیفزا ارتباط
نیست حاصل از جہان جز رنج و غم — غور کن ای طالب عیش و نشاط
تا نگستہ کن درین دنیاے دون — بر چنین سرمایۂ گسترہ بساط
از دل و جان کن بمردان خدا — التجا دو اختلاط و ارتباط
گرم باشد تا کجا این بزم عیش — تا کجا گسترده ماند این بساط
موقع عیش و خوشی حالا گذشت — دور کن از طبع ہندی انبساط

بلک بلک کر عمرو و برق نے جو دعا کی ایک برق کڑک کر گری جلادون کے سر اُڑ گئے لالہ زار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا آسمان سے سحر کر رہی ہی لالہ زار نے اشتقال سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لے اشتقال نے بڑھکر سرخ مو کی گردن لی سامنے ملکہ لالہ زار کے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی کیا مجال جو آپ کے سامنے سحر کر سکے کنیزون نے سرخ مو کو مسلسل و مطوق برابر عمرو کے بٹھا دیا اب جلاد سر پہ تینون کے آیا چاہتا قتل کردن اشتقال جھومتا ہوا آگے بڑھا ایک دیو ہی کہ بل کر رہا ہی اپنے ہاتھ مین خنجر لیا جلاد سے کہا ہٹ جا چاہا کہ برق اور سرخ مو کا سر کاٹ لون جیسے ہی اسنے خنجر ہلایا اور پتیرہ بدل کے چلا منظور یہ تھا کہ سرخ مو کا سر کاٹ لون پھر عیارون کی سفارش کرونگا سب نے دیکھا کہ اشتقال نے خنجر سرخ مو پر مارا سرخ مو نے سر جھکا دیا اشتقال کے مُنھ پر ایک طمانچہ پڑا اتنا بڑا جوان دیو خصال عفریت مثال مثل لوٹن کبوتر کے چرخ کھا کے گرا جس پنجے نے طمانچہ مُنھ پر اشتقال کے مارا اُسی پنجے نے زبان سے سرخ مو کی سوزن کو بھی نکالا سرخ مو تڑپکر اُٹھی مجمع عام مین لڑنے لگی تڑپ تڑپ کر گر رہی ہی لالہ زار نے آواز دی او سرخ مو کیون شامتین آئی ہین ایک سحر مین جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر لالہ زار نے گولہ مارا دہی سنہرہ پنجہ جو تڑپ رہا تھا اُسنے گولے پر تھپکی ماری گولہ پلٹ گیا جو لالہ زار نے سحر کیا پنجے نے طمانچہ ماردیا سحر اُلٹا پلٹ گیا بلکہ قریب لالہ زار آکر گرا لالہ زار اپنے کو بمشکل بچاتی ہی کہتی ہی یہ پنجہ کیا چیز ہی کہ سرخ مو کی دستگیری کر رہا ہی تڑپ کر وہ پنجہ گرا عمرو و برق کی بھی ہتھکڑیان وغیرہ توڑ کر پھینک دین اشتقال اُسی طرح بیہوش پڑا ہی جب وہ پنجہ اپنا عکس ڈالتا ہی اشتقال پھر غافل ہو جاتا ہی لالہ زار نے بلک کر آواز دی ای شہنشاہ طلسم ہوشربا و ای ساحر یکتا کنیز تو یہان آکر عجیب مصیبت مین پڑ گئی سحر میرا سرخ مو پر تاثیر نہین کرتا افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی کہ کان مین آواز لالہ زار کی پہونچی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ارے لالہ زار پکار رہی ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری یہ کہکر انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز دی ای انگشتر جمشید لالہ زار کس مقام پر ہی انگوٹھی سے شعلہ بھڑکا آواز آئی ای افراسیاب لالہ زار صحراے نرگس مین ہی انگشتر تو افراسیاب نے اُٹھالی بہ قہر و غضب تمام چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ لشکر لالہ زار تباہ ہو رہا ہی

لالہ زار بھاگتی پھرتی ہی ایک سنہرہ پنجہ تڑپتا پھرتا ہی جسپر عکس ڈالا جلگیا کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ای لالہ زار نہ گھبرانا بدولت آپہونچے یہ کہکر افراسیاب نے سحر کیا کہ کنیزین ملکہ سرخ موکی قتل ہونے لگین کہ سنہری پنجے نے اپنا ہاتھ بڑھایا سرون پر اہل اسلام کے قائم ہونے لگا جب کسی کے سر پہ پتھر گرا پنجے نے اس پتھر کو روکا سر پہ ملازمان لالہ زار کے پھینکدیا لالہ زار نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ سنہرہ پنجہ مسلمانون کی دستگیری کرتا ہی افراسیاب نے سنہری پنجے پر سنگریزہ مارا سنگریزے کو پنجے نے پکڑلیا وہی سنگریزہ سر پہ لالہ زار کے پھینکا لالہ زار نے دبکا اپنے کو بچایا افراسیاب نے دیکھا وہ پنجہ اسیطرح چمکتا پھرتا ہی افراسیاب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ایک پرند پیدا ہوئی گولہ ہاتھ مین افراسیاب کے دیا وہ گولہ افراسیاب نے پنجے پر پھینک مارا پنجے نے چاہا گولے کو پکڑلون ایک انگارہ گولے سے نکلا پنجہ جلکر خاک سیہ ہوا افراسیاب نے آواز دی او بیر نا بالغ کیا پردے سے شعبدے دکھاتا ہی اگر کچھ دعوی ہو تو سامنے آ پہلوے کوہ سے پہاڑ شق ہوا نور افشان جادو ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا کہتا ہوا او افراسیاب بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا یہ کہکر گولہ مارا افراسیاب نے گولے کو روکا اب نور افشان زمین پر آیا آواز دی کہ ای لالہ زار تم تو اپنی خیر مناؤ لالہ زار نے تلوار چمکائی نور افشان نے ہاتھ ہلادیا برق کڑک کر گری لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ ہلایا لشکر والون کے سر اڑ گئے غطام مثل بید ایک گوشے مین کانپ رہا ہی نور افشان نے کہا او افراسیاب پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا افراسیاب نے گولہ مارا نور افشان نے آواز دی ای زرخار ابر بار ذرا افراسیاب کی خدمت تو کرنا ایک آندھی سیاہ چلی بعد آندھی کے افراسیاب نے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہواے سرد چل رہی ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین عندلیبان خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہین اشعار.

ہدف ہو یہ دل مشتاق بھی جگر کیطرح — لگا دو تیر ادا ناوک نظر کی طرح
پھر آیا نالہ بھی جب آہ بے اثر کی طرح — تڑپ کے سینے مین دل رگیا جگر کیطرح
رکھا ہی سر پہ خط شوق لکھ کے دلبر کو — چلا ہون ڈھونڈھنے قاصد کو نامہ بر کیطرح
الٰہی نبت نہین گر تو موت ہی آئے — کرین مزار مین آرام جا کے گھر کیطرح
اثر ہوا بھی جو نالے مین وہ ہوے بیچین — اب اسکو روتا ہون معدومی اثر کیطرح

تمام رات ترے انتظار مین اے مہر
یہ چشم باز رہی دیدۂ قمر کیطرح

کیا نحیف یہ نازک کمر کے سودے نے
ہون چشم حلقۂ زنجیر مین نظر کیطرح

ہوا وصال مرض بڑھ گئی حیا دونی
وہ آج سر بھی اٹھاتے نہین نظر کیطرح

افراسیاب حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگا بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ گلون کی رعنائی چشم نرگس شہلا کی زیبائی سوسن صد زبان مصروف گویائی شاخون کی زمین پر جبہہ سائی عجب صحراے پر بہار ایک طرف چمنستان لالہ زار ہزار ہا چراغ روشن ہین وہ چراغ نمونۂ گلشن ہین شاخین جھومتی ہین پھولون کے منھ کو چومتی ہین صبا مستانہ چال دکھاتی ہے چمنستان مین جاکر اٹکھلاتی ہے کہ ایک جانب سے افراسیاب نے دیکھا غول کے غول نازنینان مہ جبین کے نمایان ہوے بیچ مین ان سب کے ایک شیرین ادا لیلاے عصر سلماے دہر سراپا خوب معشوق مرغوب کبک رفتار شیرین گفتار افراسیاب کو دیکھکر وہ نازنین مسکرائی افراسیاب کی جو نگاہ اسپر پڑی بیقرار ہو گیا نظم

چاک دل کشت زعفران دیدہ
گل کھلاتا ہوا اسکی دیکھی بہار
مہر و مہ دونون دشمن کین توز
انکھین دکھلائے حسرت دیدار
وصیان مہتاب پر کبھی جو جائے
بیقراری سے مجھکو ہوش آئے
خواہشین دل کو ہو وہین شدت
پہلو سے شوق مین بٹھانے کی

رخ گلگون گل خزان دیدہ
دھیان سے جلد ہوش جانے لگا
داغ دین کیا نئے شب و روز
شعلہ رو کا خیال جان جلائے
لوٹتے لوٹتے سحر ہو جائے
دیکھکر اسکی جلوہ فرمائی
بیٹھا دیکھون نگاہ حسرت سے
گلے لگنے کو بسکہ جی ترسے

زخم پنہان سے دل ہوا گلزار
باد سے پیشتر غش آنے لگا
غم نگہبان دیدۂ بیدار
شمع بالین کو دیکھ رونا آئے
شوق دیدن کو بسکہ جوش آئے
مضطرب دیدۂ تماشائی
آرزو لذتین اٹھانے کی
مستعد دل کہ گر پڑے برسے

افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے سرتاج حسینان واے آرام دل عاشقان ذرا ادھر بھی توجہ کرو مین ہون افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا اس نازنین نے مسکرا کر کہا آئیے تشریف لائیے لونڈی کبھی آپ کی مشتاق تھی آپ ہی کے واسطے مجھکو مقرر کیا ہے یہ کہتی ہوئی قریب آئی افراسیاب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور سب نے آکے گھیر لیا ایک جانب وہ نازنین لیچلی لا کے افراسیاب کو

ایک باغ مین داخل کیا باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرا نرگس شہلا کی آنکھین نشے مین چڑھی ہوئین سوسن صد زبان کی باتین بڑھی ہوئین چاہتی ہی کہ زبان کھولون صفت باغ مین بولون عشق پیچان نیمجان بالکہ بیجان پیچ و تاب سنبل مین جوش محبت گل و بلبل مین افراسیاب سیر کرتا ہوا اُس نازنین کی صورت زیبا بحسرت دیکھتا ہوا اُس نازنین نے افراسیاب کو لاکے بارہ دری مین مسند پر بٹھا یا ہنس ہنس کے کہتی جاتی ہی کہ ای شہنشاہ ہم سب آپ کے مشتاق تھے آپ نے سرفراز کیا ارے کنیزو اسباب عیش و نشاط حاضر کرو ہماری گائن کو بلاؤ شہنشاہ کے سامنے گائے یہ اتفاق سے یہان آئے ہین طبیعت بہلاؤ یہ کہتے ہی ایک نازنین سامنے آئی سارنگی والے ساتھ ساتھ ایک کی کمر مین طبلے بندھے ہوے ایک مجیرے کی جوڑی ہاتھ مین لیے ہوے آکر سامنے کھڑی ہوئی گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

کہاں تک دم بخود رہیے نہ ہوں کیجے نہ ہاں کیجے　　کہاں تک کھائیے غم کب تلک ضبط فغاں کیجے
سوائے نکتۂ موہوم کیا وصف دہان کیجے　　بنا کر بات کیا کہیے جو کچھ ہو تو بیان کیجے
مواگل دیکھتے ہی یاد رخ مین باد کھتی تھی　　ذرا بہلائیے جی چلیے سیر بوستان کیجے
عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین ہر سو　　نہین ہی اور کچھ یون آپ جو جا ہے گمان کیجے
غرض ہمسائے مین بھی اُسکا رہنا کیا قیامت ہی　　کہ سُن لیتا ہی وہ گھر مین جو کچھ مذکور یان کیجے
کہین تو کیا کہین اور ین کہے کیونکر دلہو وے　　بڑی مشکل پڑی کیا چارۂ درد نہان کیجے
رکھے سے ہاتھ سینے پر بھلا کب مانتا ہی دل　　نہ جبتک روئیے دو چار آہ خون چکان کیجے
عدو اس اوج پر ناکی ہی شاید غصہ آجاوے　　ملادے خاک مین یہ تو بھی شکر آسمان کیجے
کچھ آخر حد بھی ہی جور و جفا و ظلم کی کبتک　　تحمل در گذر ہر لحظہ ہر دم ہر زمان کیجے
گلا ہم کاٹ لینگے آپ تیغ رشک سے اپنا　　عدو کو قتل کیجے پھر ہمارا امتحان کیجے
عذاب ایزدی جانکاہ ہی مانا بس اب مومن　　خدا کے واسطے ذکر ستمہائے بتان کیجے

یہ غزل اُس نازنین نے گائی پہلو مین معشوقہ سیمبر بیٹھی ہی افراسیاب کبھی گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی وہ ہاتھ جھٹک کر مسکراتی ہی اور کہتی ہی گنوارون کی باتین نہ کیجیے الگ رہیے ذرا ہٹکر بیٹھیے کبھی انگوٹھا دکھا دیتی ہی کبھی کنیزون کی طرف اشارہ کرکے ڈرا دیتی ہی کبھی کہتی ہی کہ دیکھو صاحب کنیزین مستانیان اسی طرف دیکھ رہی ہین ذرا سمجھکر بات کرو سیدھے بیٹھو دیوانے نہ ہو جاؤ جب افراسیاب خوب

مشتاق ہو لیا تو اُس نازنین نے جھک کر جام بلورین لبریز کیا اور کہا لو پیو لیکن واسطہ سامری و جمشید کا بے پیئے تم مست ہو رہے ہو ایسا نہ ہو کہ شراب پیکر بدمستی کرو مجکو ہاتھ نہ لگانا الگ رہنا ورنہ مین غل مچاؤنگی سارے باغ کو سر پر اُٹھاؤنگی پھر بہت گھبراؤ گے یہ کہکے جام لبون سے افراسیاب کے لگا دیا افراسیاب بھی جوش اشتیاق مین پی گیا دو جام پلائے پھر گائن سے اشارہ کیا کہ ایک غزل شہنشاہ کے سامنے گا مین رفع حاجت کر کے آتی ہون یہ لفظ سُنکر تو افراسیاب بہت خوش ہوا جانا کہ معشوق پریچہرہ سامان وصل کر رہی ہے اب لطف ہوگا گائن نے بڑھکر سازندون کو اشارہ کیا اُس گائن نے سامنے افراسیاب کے بیٹھکر بتانا شروع کیا اور اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے ۔۔۔ رنج غربت سے یہ پائے کہ وطن بھول گئے

جان کیا مفت گئی صید گہ عالم مین ۔۔۔ نیمجان کر کے مجھے صید فگن بھول گئے

آگے خورشید کے باقی ہے کہان صبح فروغ ۔۔۔ رُخ جو یاد آیا ہمین صاف بدن بھول گئے

ہاے کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیاد ۔۔۔ جو کڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

تنکے چنتے ہین تری راہ مین گلچین ای گل ۔۔۔ تیرے کوچے مین ہزارون کو چمن بھول گئے

اسقدر مشق رہی نالہ و افغان کی ہمین ۔۔۔ یاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے

دانت ہونٹھون سے نظر آگئے جو ہنسنے مین ۔۔۔ تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

دم غنا زیر زمین ہے مدد ای جوش جنون ۔۔۔ آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

دشت غربت مین رہی ہے جو غذا حنظل غم ۔۔۔ ای جنون ہم مزۂ سیب ذقن بھول گئے

ابتلک یاد نہ جنت مین کیا ناسخ کو ۔۔۔ اپنے مداح کو ای شاہ زمن بھول گئے

اس رنگ مین اس غزل کو گائن نے گایا کہ افراسیاب اور زیادہ مبہوت ہوا کنیزون پر دست اندازی کرنے لگا کنیزین چیخین مار مار کر بھاگتی ہین افراسیاب اُنکے پیچھے دوڑتا ہے جب کنیز بھاگ کر نکل جاتی افراسیاب پلٹ آتا ہے ایک تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بھاگ کر باہر چلی گئین افراسیاب حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا کسی کو بارہ دری مین نہ پایا گھبرا گیا مارے بیکلی کنیزون کا پکارنے لگا نعرے مارنے لگا کبھی پکارتا ہے کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہان گئین جلد آؤ مین تمھارے واسطے بہت بیقرار ہون دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہان جا کے بیٹھ رہین اس اپنے چاہنے والے کو

بھولین کیون مجکو فراموش کیا زینت آغوش نہ کیا پکارتے پکارتے خیال مین آیا کہ ای افراسیاب تو تو
نور افشان سے لڑرہا تھا یہان کہان آگیا شاید کسی شعبدے مین پھنسا ہون یاد جو کرتا ہی سحر کا
ایک حرف یاد نہین سامنے ایک نخل کلان تھا اُسپر ایک طائر زمرد پر منقار نیلم کی پنجے یاقوت احمر کے
افراسیاب سے نگاہ ملا ملا کر زمزمہ سرائی کر رہا ہی کبھی آنکھ ملا کر افراسیاب سے کہتا ہی کہ ای شہنشاہ
چندے اس باغ ویران کی سیر کیجیے معشوق کو یاد نہ فرمائیے معشوق کہان آپ یہان بیٹھیے یہ باتین
سُنکر افراسیاب گھبرایا دل مین آیا کہ ایک دانہ ماش کا اسکو مارون یاد جو کرتا ہی تو بالکل سحر فراموش
حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہی ہر چند یاد کرتا ہی سحر یاد نہین آتا اب افراسیاب سمجھا کہ پیرزنا بالغ مجکو
پھنسا گیا باغ مین دوڑنے لگا ایک غل کی جو ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا اچھلا کر اُٹھا درخت کو لپٹ گیا اُکھیڑ کے
پھینک دیا افراسیاب نے درخت جو اُکھیڑا اندھیرا ہوگیا صدا ہاہو کی آنے لگی بعد تھوڑے عرصے
کے روشنی ہوئی اندھیرا دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا باغ نہین ایک جنگل ویران نہ انسان نہ حیوان چند
نخل کانٹون کے اُسمین طائر پھنسے ہوے کہین سے اُڑتے ہوے آئے کانٹون مین پھنسے پھڑک پھڑک کے
رہگئے افراسیاب چونکہ بادشاہ ہی چرخ ہوش رباکا ماہ ہی بونڈلے گرد کے برائے تعظیم اُٹھتے ہین خاک
اُڑ رہی ہی صحرا نہایت ویران افراسیاب اُس جنگل کو دیکھکر گھبرایا خاک جو اُڑی نتھنون مین گھسی
افراسیاب بہت بیقرار ہوا بیتاب ہوکر رونے لگا آواز دی کہ او پیرزنا بالغ مجکو کس بلا مین پھنسا گیا
اب مین کیا کرون سحر فراموش ہی دریاے حیرت کا جوش ہی ارے کیا نگہبان میرے
مر گئے مین جنگل سے کیونکر نکلون چیختا ہون کوئی سُنتا نہین بارہ نخل ببول کے ہین اُسکے بیچ مین افراسیاب
بیٹھا چیخ رہا ہی اب جو افراسیاب بہت چیخا پیٹا ایک پتلہ فولادی سامنے سے پیدا ہوا پکار کے
آواز دی کہ ای شہنشاہ مین حاضر ہون درختون کو گھیرے ہوے ہزار ہا سیاہ پوش کھڑے ہین
مجکو آنے نہین دیتے منع کرتے ہین کہ یہان آئیگا تو مارا جائیگا مین کیونکر آپ تک آؤن آپ باہر نخلون کے آئین
تو مین آپ کو لیچلون افراسیاب نے کہا کہ ایک کام کر جا کر دادی امان سے کوہ زبرجدی پر
اطلاع کر کہ نور افشان مجکو اس آفت مین پھنسا گیا آپ کنیزان سامری کو لیکر آئیے مجکو یہان سے
لیجائیے اگر پہر دو پہر گذریگا تو مر جاؤنگا پتلہ یہ سُنتے ہی بھاگا کوہ زبرجدی پر آیا آفات جہاں دست
بیٹھی ہی کنیزان سامری بانو گا رہی تھین یکایک گاتے گاتے رونے لگین آفات نے کہا کہ کیون

ببیو خیر تو ہی کنیزون نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا ہی دادی جان افراسیاب کی خبر لو شہنشاہ کو نورافشان
نے ایک صحرائے خارستان مین پھنسایا ہی جنگل مین بیٹھے رو رہے ہین ای جدہ بغیر تمھارے جائے کچھ نہ ہوگا
آفات حیران حیران پوچھ رہی ہی ارے کسنے کسکو پھنسایا افراسیاب پر کوئی زوال آیا ہاے اس
لونڈے نے سلطنت لے لی انجام نہ سوچا ارے ببیو مفصل کہو وہ پتلیان چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہتی ہین
کہ شہنشاہ تو جنگل ہین بیٹھے ہین فریب دلکشا نے شراب کے جام پلائے مزے مین آکر شراب پی گئے اسی
شراب نے یہ حال کیا سحر بھول گئے پریشان بیٹھے ہین آفات کہتی ہی کہ ارے جنگل کہان ہی کون سا جنگل
ہی کہ میرا بچہ بیکل ہی کنیزین کہتی ہین کہ کیا بتائین ہم تو حال مصیبت مآل شہنشاہ دیکھ رہے ہین جدہ آپ
ملاحظہ تو فرمائیے یہ ذکر تھا کہ پتلہ فولادی پہونچا سامنے آفات کے آکر رونے لگا کہا کہ ای جدہ شہنشاہ بڑی
مصیبت مین ہین غلام دیکھکر آیا مین نے ہر چند تدبیر کی کہ وہانسے نکال لاؤن شہنشاہ کانٹون کے
جنگل مین بیٹھے ہین مین نے جو ارادہ کیا کہ پاس شہنشاہ کے جاؤن راہ نہ ملی کئی سو جوان سیاہ پوش
گھیرے ہوے درختون کو کھڑے ہین مجکو منع کرتے تھے کہ پاس افراسیاب کے نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا
مین اکیلا تھا پاس شہنشاہ کے نہ جاسکا شہنشاہ نے رو رو کر کہا ہی کہ جدہ سے خبر کر دین خبر لیکر
آیا ہون پھر مین وہین جاتا ہون آپ جلد آئیے آفات تخت سے اٹھی چالیس کنیزون کو ساتھ لیکر آفات
بقہر وغضب تمام چلی جیسے ہی سر صحرا پر پہونچی دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارہ درختون کے بیچ مین بیٹھا
رو رہا ہی آفات نے پکار کر کہا کہ ای بیٹا نہ گھبراؤ مین آپہونچی تمکو بچانے آئی ہون افراسیاب نے
پکار کر کہا کہ ای جدہ مین تو سحر بھول گیا ایک حرف بھی مجکو یاد نہین آفات نے کہا کہ مین آئی یہ کہکے بڑھی کہ دیکھا کئی سو
جوانان سیاہ پوش تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جھپٹے اور نعرہ کیا کہ او آفات یہان نہ آنا یہان
ہمارا دخل ہی افراسیاب کو نہ جانے دینگے یہ استاد والا نژاد کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی آفات
لٹھیا اٹھا کے بڑھی کنیزون سے اشارہ کیا کہ ارے ان سیاہ پوشون کو مار لو کنیزون سے اور جوانان
سیاہ پوشان سے تلوار چلنے لگی آفات چہار دست بھی ان جوانان سیاہ پوشون کو قتل کر رہی ہی ایک
جوان سیاہ پوش نے بڑھ کر ایک کنیز کو ہاتھ مارا کنیز کے دو ٹکڑے ہوے دوسری کنیز نے بڑھ کر اسکا سر سنبھالا
لاش کو گود مین لیا کٹا ہوا سر گلوے بریدہ سے ملایا آواز دی کہ بہن اٹھو ہمسے بات نہ کرو گی وقت گفتگو ہی
چپ نہ رہو وہ کنیز تڑپ کر اٹھی لڑنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین سیاہ پوشون کو مار کر گرا دیا آفات

کبھی جسم سے خون بہتا ہوا تھا تنے خون کے جسم پر پڑے ہوئے آفات آگے بڑھی دیکھا کہ افراسیاب اُن
سیاہ پوشون کے مرنے سے چالاک ہوا درختون کے گرد جو کئی سو سیاہ پوش کھڑے تھے آفات نے للکار کر
کہا کہ تمھاری بھی قضا آئی ہی ہٹو دفان ہو کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ منم فریب دلکشا مجکو
اُستاد نگہبان کر گئے ہین افراسیاب نے جو فریب دلکشا کو آتے ہوے دیکھا کہ یہ وہی مہ جبین ہی
جسکو دیکھکر عاشق ہوا تھا اسی کے ہاتھ سے شراب پی تھی دیکھتے ہی پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان آؤ میرے پاس آکر بیٹھو رباعی

بدنام کیا تیرا بُرا ہو ای دل
مومن کو بتون سے کیا سروکار بھلا
مین شمع نہین میرے رُلانے سے حصول
مین خوردہ گُل نہ آب باران بہار

دیگر

ناکام کیا تیرا بُرا ہو ای دل
کیا کام کیا تیرا بُرا ہو ای دل
لوبان نہین میرے جلانے سے حصول
ظالم مرے خاک مین ملانے سے حصول

ای جان جہان و ای راحت روح عاشقان ہمارے پاس آؤ ہم تمھارے واسطے بیقرار ہین شراب پلا کے
چلی گئین اُسی شراب نے یہ خرابی کی آفات نے آواز دی نگوڑے کیون اُسے بُلاتا ہی اسی کے تو فریب
مین پھنسا ہی عمر بھر اس جنگل سے نہ نکلیگا یہ کہکر آفات خود فریب دلکشا پر جا پڑی فریب دلکشا نے
دو تین گولے مارے آفات نے ہاتھ مین روک لیے للکار کر آواز دی کہ او نگوڑی آنکھین تیری نکالکر
پھینک دونگی جن آنکھون سے تو نے افراسیاب کو فریب دیا کنیزان ساحری سے کہا کہ اسے گھیر لو چالیس
کنیزین جو فریب دلکشا پر گرین تیچے مارنے لگین فریب دلکشا سر آگے کر دیتی ہی سر پہ کسی کا حربہ
تاثیر نہین کرتا اپنا تیچہ ایک کنیز پہ مارا ایک کا سر کٹا دوسری نے اُسکو گود مین لیا سر ہلا کر پکاری کہ بی بی
اُٹھو زیادہ سونا اچھا نہین جنگ مین نیند کا آنا باعث خرابی ہی وہ کنیز اُٹھی تڑپ کر پھر لڑنے لگی کوئی
کنیز مرتی نہین فریب دلکشا پر اسقدر تیچے پڑے کہ آخر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قریب افراسیاب کے
لاشہ گرا افراسیاب دوڑا کہ لاشہ اُٹھاؤن ایک کھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا آفات نے آکے گود مین
اُٹھایا پانی کے چھینٹے مُنہ پر دیے افراسیاب کی آنکھ کُھلی لاشہ ایک حبشن کا پڑے ہوے دیکھا نحیف و
ضعیف جھریان تمام بدن پہ پڑی ہوئین آفات نے قریب آکر کہا کہ دیکھ اندھے یہی تیری معشوقہ ہی
اسی پر جان دیتا تھا افراسیاب نے مُنہ پھیر لیا بارھون نخل ببول کے غائب ہوگئے فریب دلکشا کے

مرتے ہی صحرا بدل گیا دیکھا کہ مین برابر کوہ زبرجدی کے کھڑا ہون آفات اور کہربان ساحری گرد
اسکے جسم کی جھاڑ رہی ہین افراسیاب کو سحر یاد ہی کہا کہ ای جدہ کیا کہون عجب شعبدے کے ہین اس
سبزہ باغ نے پھنسایا آفات نے کہا کہ ای نور نظر اب طرف باغ سیب کے جاؤ آسیب سے بچو بڑی
خیر ہوئی اگر ان کی فریب دلکشا کا تمھارا سامنا ہوتا اور وصل ہوتا اصل مین سحر عمر بھر یاد نہ آتا فولاد کی
پتلے نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیون شہنشاہ مین کیا وقت پر پہونچا اگر نہ پہونچتا تو کیسے آپ پر کیا گذرتی مین نے
آپ کو بچایا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا پتلے کا سر اڑ گیا لاشہ پتلے کا زمین پر گرا
سر پتلے کا پھٹا ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا آواز دیتا ہوا طرف آسمان کے چلا کہ او نامنصف ہم تیری
حفاظت کرین اور تو نے ہمکو قتل کیا اب تیری عزت و آبرو مٹی طلسم اب نہ بچیگا طلسم کشا چھوٹیگا تیرے ملک
کو لوٹیگا افراسیاب نے چاہا کہ طائر پر سنگریزہ مارون آفات نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ارے کیون دیوانہ
ہوا ہی تو نے اپنے معین کو مارا کیا مزا ہوا دیکھ کیا کہتا ہوا چلا گیا اگر یکتے دے طلسم ہوش ربا ایسا مقام
نہین کہ جو کوئی شکست کرے مگر اس بڈھے سے بدلا لونگی یہان خواجہ عمرو و برق اس لڑائی کو فتح کر کے پلٹے لیکن
خواجہ نے اشتغال کو اٹھا لیا نور افشان نے طمانچہ مار کر اسکو گرایا تھا بیہوش پڑا تھا خواجہ عمرو
اٹھا لائے عظام نہایت خوش ہی پوچھتا ہی کہ خواجہ یہ کسنے تمھاری مدد کی افراسیاب کہان چلا گیا
بڑا کوئی ساحر زبردست تھا کہ اشتغال کو بیہوش کیا لالہ زار کو مارا لشکر کو دم بھر مین تباہ کر دیا افراسیاب
کو کس بلا مین پھنسایا خواجہ نے کہا کہ ای عظام سوائے اہل طلسم نور افشان کے کون مدد کریگا
اصل یہ ہی کہ اگر مین طلسم نور افشان مین نہ جاتا اور کوکب کو نہ لاتا تو بار لڑائی کے ہمسے نہ اٹھتے یہ سنکر
عظام اور چنچل داخل لشکر اسلام ہوے مہرخ نے بڑی خاطر کی بارگاہ مین دنگل لے چنچل کے ساتھ
عظام کا عقد ہوا عیش کرنے لگا کہتا ہی خواجہ جسدن خدا فضل کرے اور اسد کو آپ رہا کرین مین بھی
کچھ نہ کچھ باتین عرض کرونگا آپ کو راہبری مقدمہ لوح مین میری جانب سے ہوگی رہائی اسد کا سامان
پروردگار کرے خواجہ فرماتے ہین وقت پر موقوف ہی کیا مجال جو کوئی اسد کو قتل کرے انشاءاللہ رہا کرونگا
مگر یہ سب خبرین صرصر نے حیرت کو پہونچائین حیرت نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا نام پر شاروق ظلماتی
کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی لگے ہوے تھے خبرین لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی
آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ

کمرد ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے فاروق یہ کہکر اُٹھا کہ خواجہ آج
سن شاروق کو پکڑ لاؤنگا رات کا اُسکے سونے کا مقام مجکو معلوم ہی خواجہ نے کہا کہ ای فاروق
تم ارادہ نہ کرو ہمین سمجھ لونگا میدان مین تو اُسکو آنے دو برق تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اُستاد
ہین جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک جوان دیو خصال دست یاب ہوا ہی زور مین مثل دیو
کمال کا اُسکے عالم مین غریو کل شاروق سے اُسکا مقابلہ کرائیے سب حال جو عمرو نے بیان کیا لوگ
ہنسنے لگے کہا کہ خواجہ خوب اُسکو تسخیر کیا خواجہ نے زنبیل سے اشقال کو نکالا تمام دربار سردارون
سے معمور ہی بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ سب حاضر ہین اشقال سحر سے نور افشان کے
بیہوش ہوا تھا مُنھ دھلانے سے تلوے سہلانے سے اشقال کو ہوش نہین آتا بہار و باغبان نے
کہا کہ خواجہ یہ سحر مین نور افشان کے ہی اُنھین کے ہوشیار کرنے سے ہوشیار ہوگا یہ ذکر تھا کہ دربار گاہ
سے ایک فراٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر سیاہ بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا آیا گرد اشقال کے چرخ ارا
خواجہ کو سلام کرکے چلا گیا کچھ خواجہ سے متوجہ ہوکے باتین بھی کین اشقال یا سامری کہکر اُٹھ بیٹھا
کہتا ہوا کہ خوب سوئے اب جو آنکھ کھلی دربار جلالت شعار ملکہ مہرخ کو دیکھا حقیقت مین گلشن بیخزان ہی
خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین چاہا بل کرکے اُٹھے باغبان نے اشارہ کیا اشقال پھر لڑکھڑا کے گرا کہا کیون
خواجہ عمرو یہ مجھے آپ کس مقام پر لائے ابتک ہوش و حواس درست نہین باغبان نے کہا کہ ای اشقال
بادشاہ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم تخت پر جلوہ فرما ہین ہم سب سے بہتر و برتر ہین پہلے انکو سلام کرو پھر
خواجہ جو کہین وہ قبول کرو سامری نامہ تمھارے ورد مین رہتا ہی اُسمین لکھا دیکھا یا نہین افراسیاب
مارا جائیگا اسد غازی رہائی پائینگے اہالی طلسم ہوش ربا مہلت نہ پائینگے لاچین پر جو بدعتین کین
وہ شہنشاہ عالیجاہ رہائی پائیگا اپنی مصیبت کا افراسیاب سے بدلا لیگا افراسیاب کا بچنا دشوار ہی
بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو شاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُس سے مقابلہ کرو وہ بھی ظلمات
کا رہنے والا ہی تم بھی اُسی سرحد کے ہو ہم لوگ بھی برائے مدد موجود ہین اسلیے شاروق سے مقابلہ تمھارا
منظور ہی یہ باتین سُنکر اشقال نے جواب دیا کہ مین تو خواجہ کے گانے کا غلام ہون مجکو گانا سُنائین
پھر اطاعت کو کہین مین طلسم کا جھگڑا نہین جانتا خواجہ نے اُسی وقت زنبیل سے نے نکالی یہ اشعار
اوصاف امام عالی مقام مین سامنے اشقال کے شروع کیے نظم

یان آسرا ہی ساقیِ کوثر کی ذات کا
ہی ساغر شراب سفینہ نجات کا

زخم دہان خلق کو ہی اُس سے التیام
مرہم سے ہی زیادہ اثر میری بات کا

جلتے ہین سوز عشق سے مانند شمع ہم
رتبہ ملا ہی آگ کو آب حیات کا

مضمون جو لکھے تری چشم سیاہ کے
عالم ہی رشک دیدۂ آہو دوات کا

وقفہ نہین کہ غنچۂ منقار کھل سکے
ہون عندلیب کس چمنِ بے ثبات کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا
کرمیکدے پہ حکم نہ جاری فرات کا

ہو ہی کلام شیخ وہی قول برہمن
مطلب ہی ایک فرق فقط ہی لغات کا

خامہ ہی مینکدہ سے شیرین کلام سے
شرمندہ ہی دوات سے کوزہ نبات کا

مجرم ہون اغنیا تو فقیرون پہ ہو عذاب
کرتا ہی قحط دیکھ نہ دینا زکات کا

کب جائیگا عبادتِ ناسخ کو ای مسیح
نزدیک ابتو وقت ہی اُسکی وفات کا

خواجہ نے جو یہ غزل گائی اشقال اُٹھکر گرد خواجہ کے پھرنے لگا کہا مین تو اس گانے کا تابعدار ہون اور آپ کی ہر تان پر میری جان جاتی ہی خواجہ طبل جنگی بجوایئے شاروق کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤن خواجہ نے کہا کہ طبل جنگی بج چکا ملکہ مہرخ نے کہا کہ ای اشقال اطاعت اسلام کرو کہ تمھاری نجات ہو جائے گانے کو خواجہ کے کیا پسند کہتے ہو دین اسلام پسند کرو اشقال نے کہا کہ مین دل سے مطیع اسلام ہوا دنگل زرین بیٹھنے کو ملا اشقال آکر بیٹھا باہین کرر ہا ہی سب کو اشتیاق ہی کہ صبح کو اس سے اور شاروق سے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا روشنی مہر عالم افروز نے تمام عالم کو منور اور روشن کیا تخت فیروزی پر آکر شہنشاہ نیر اعظم جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے ملکہ مہرخ تخت پر ملکہ بہار گلعذار ایک جانب ایک طرف باغبان قدرت اور تمام سرداران نامی وساحران گرامی تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوے اشقال سب کے آگے بڑھا ہوا ایک جھولا بڑا بائین ہاتھ پر اُسمین اسباب سحر بھرا ہوا ڈکارین لیتا ہوا مُنہ سے دھوان نکلتا ہوا تخل سحر جلتا ہوا آکر میدان مین قائم ہوا اُدھر سے لشکر حیرت کہ حیرت تخت پر سوار ایک طرف مصور رد صورت نگار وزیر و دیان نامی وناموار ہر طرف سے سامری وجمشید کے نام کی پُکار شاروق آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ آج مسلمانون کا خاتمہ کرونگا حیرت نے سمجھا دیا ہی کہ ای شاروق اگر تم

نہ کسی پر کبھی غائب آنا قبل امان بجا اگر پلٹ آنا بڑے بڑے ساحر لشکر اسلام مین ہین شاروق صفین
باندھنے لگا میمنہ و میسرہ درست ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑ کیت کڑکا کہکر ہٹے اب شاروق نے
گینڈا اچھیرا سامنے تخت حیرت کے آیا عرض کی کہ ملکۂ عالم اجازت میدان دیجیے دیکھیے سب کا کیا حال کرتاہون
ملکہ حیرت نے کہا کہ جاؤ سامری و جمشید کے سپرد کیا پونے دو سی خدا وند تمھارے محافظ ہین ہر بات
کا خیال رکھنا چہار جانب خیال رہے شاروق نے عرض کی کہ حضور یاد توکرین جب ساحر ان
بنگالہ چڑھ کر آئے ہین سب کے پہلے غلام ہی پہونچا تھا کیسا کیسا لڑا یہ مسلمان اپنے کو بہت بہتر سمجھے ہین
دیکھیے توکیا حال کرتا ہون کیا میرے ہاتھ سے کوئی زندہ بچیگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین
آیا گینڈے کو مہمیز کیا دو چار گولے اُچھالے پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے یہ جو اسنے پکارا اشقال جھوم کر صف سے بڑھا لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ دیو نے قصد کیا
دیکھین کون اسکا جواب دے یہ مثل شیر پھاڑ کر کھا جائیگا اسکے ہاتھ سے شاروق امان
نہ پائیگا اشقال سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آیا پہلے خواجہ کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم عیاری
میرے روح کی تم راحت ہو مین مقابلے مین اس ساحر ظلمات کے جاتا ہون خداے نادیدہ سے
میرے لیے دعا کرو لیکن خواجہ تم دبلے پتلے ہو اور یہ بھی بیان کرتے ہو کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو
برس کا راستہ ہی پھر خدا تمھاری آواز کیونکر سُنے گا مہرخ نے کہا کہ ای برادر بجان برابر پرودگار حاضر و
ناظر ہی ہمارے تمھارے دل کے حال سے بخوبی ماہر ہی او بد اعتقاد و بد نصیب خدا رگ گردن سے قریب ہی
ملکہ مہرخ نے اجازت میدان دی اشقال دو ڈگون مین میدان مین پہونچا آواز دی کہ او شاروق
مین عمرو کا تابعدار ہون مہرخ میری بادشاہ ہین خداے نادیدہ کی اطاعت کی بہتر یہ ہی کہ چلے جاؤ
جان بچاؤ ورنہ چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا ہڈیان تک ریزہ ریزہ کر دونگا شاروق نے کہا کہ کیون تیری
شامتین آئی ہین اس بڑے قد پر بڑا گھمنڈ ہی کیون دیوانہ ہوا ہی شاروق نے پیچھے ہٹکر ایک گولا مارا
اشقال نے گولہ ہاتھ مین تھام لیا گولہ ہاتھ مین لیکر شلنگین لگانے لگا اب شاروق چاہتا ہی یہ تجھے
تو مین گولہ مارون مگر اشقال نے شلنگین لگا کر ایک چیخ ماری کہ شاروق لڑکھڑایا اشقال نے
دوڑ کر شاروق کی گردن ل ہاتھ مین گردن پکڑ کے لٹکالی اب شاروق پھڑک رہا ہی گردن پکڑ کے
دبایا کہ شاروق کی آنکھین نکل آئین ہاتھ سے اُٹھا کے طرف آسمان کے پھینکا قریب سو گز کے بلند ہوا

پھر ہاتھ پر روکا ایک ہی مرتبہ جو اُچھالا اور روکا شاروق بھڑک کر تمام ہوا اشتقال نے ایک لات ماری کہ استخوان شاروق کے چور چور ہوئے لشکر اسلام نے قہقہہ لگایا آواز دی کہ ای اشتقال کیا کہنا کس زور وشور سے حریف کو مارا اشتقال میدان مین شلنگین لگانے لگا پکار کر آواز دی کہ بی حیرت اور کسی کو بھیجو ہمارے مقابلے مین آئے نیلم تاجدار تخت سے اُترا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا کہ حضور نما ہم کو حکم ہو اس دیو کی مشکین باندھ کر لاؤن حیرت نے کہا کہ ای نیلم تمنے طرز جنگ بھی اسکا دیکھا نیلم نے کہا کہ میں پاس نہ آنے دونگا جاتے جاتے دیوانہ بنا دونگا یہ کہکر بڑھا اشتقال نے جو نیلم کو آتے دیکھا وہی شلنگین لگانے لگا ایک چیخ ماری کہ او تاجدار نیلم آواز پر اسکی حیران ہوا بحسرت دیکھنے لگا اشتقال نے گردن پکڑ کے اچھالا اُلٹتا پلٹتا ہوا طرف زمین کے چلا اشتقال نے دونون پاؤن بھتام کر نیلم کو چیر ڈالا ٹکڑے اُسکے طرف حیرت کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان تم آؤ تو دیکھو کیا حال کرون کاندھے پر سوار کرکے لیے لیے پھرون کسی گوشے مین لیجاؤن حیرت نے جھلا کر آواز دی کہ اسکو مار لو فوج حیرت یلوہ کرکے اشتقال کی جانب چلی اشتقال نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ایک چیخ مار کر جا پڑا چار چار کو لڑانے لگا انگین پکڑ پکڑ بین چیرا اور پھینک دیا ادھر سے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا بہار و باغبان برائے مدد پہونچے بہار نے گلدستہ بار اشاہور تاجدار آگے بڑھا ہوا تھا پھول جو اسپر برسے ہوائے سرد چلی جوانان چمن اکڑنے لگے عندلیبان خوشنوائے آواز دی کہ ای جانیوالو یہ اشعار سُن لو نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین مِلجائیگا — سبزے پر اُس گوشت کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
دسترس انگشت تک اُس سیم تن کی پائیگا — نقش اپنا خانۂ زر مین نگین بھلائیگا
چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹکھیلی کی چال — پائون مین موج آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا
حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین — چشم موسےٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا
عرش ہی اُس بادشاہِ حُسن کا تخت روان — وہ صنم کوتل کمیت چرخ کو دوڑائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال — گو زمین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
غم لگا دے مُنھ سے ساقی لب تو تر ہو دین مرے — مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائیگا
اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہی — جسنے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا
آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر — چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے سامنے ملکہ بہار کے آیا ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُس کنیز نے بڑھ کر طرہ شاہور کے کان مین لگایا ہار پہنا دیا ہار
جیت ہوئی شاہور نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا حیرت کا سر لاؤ شاہور نے ساتھ والون سے
آواز دی کہ ہان یارو وقت جرأت ہی حیرت کو چلکر مار لو معشوق گلعذار سے شادی کرین بارہ ہزار
جوانون نے جھوم کر کہا کہ جو ہمارا افسر کہتا ہی وہی کرینگے شاہور نے کہا کہ یارو ٹھہرو ایک ایک کو ملکہ بہار
کی نذر سب کو دونگا یہ کہتا ہوا چلا سب کو ہٹاتا ہوا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ یارو تامل کرو مین ملکہ حیرت سے
ایک بات پوچھ لون تو اُسکا سر کرون چپکا سر جھکائے ہوے قریب تخت ملکہ حیرت پہونچا پکار کر آواز دی کہ
او بیحیا تخت پر چڑھ کر بیٹھی ہی بہار کو تو نے کیا ستایا حیرت نے جو طرہ لگا ہوا کان مین دیکھا گھبرا کر کہا کہ
ارے اسکو روکو ساحرو کیئے کو بڑھے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے تلوار کھینچکر لڑنے لگا بارہ ہزار
جوانون نے جو گولے ترنج و نارنج مارے بارہ ہزار جادوگر مر گئے غریو ہوا کہ شاہور پھر گیا حیرت
چمک چمک کر گرنے لگی شاہور ہر مرتبہ ہاتھ بڑھاتا ہی کہ حیرت کی ٹانگ پکڑ لون کھینچتا ہوا سامنے بہار
کے لیجاؤن حیرت برق بنکر گری دس بیس کو مارا پھر بلند ہو گئی ادھر اشقال نے تہلکہ ڈال دیا ہی
ہزارون کو چیر کر پھینک دیا ہی دس بیس کو چنگل مین لیکر مل ڈالا ہی حیرت چمک کر لشکر شاہور پر
گری ہی چاہتی ہی کہ چمک کر بلند ہون اشقال نے چنگل مارا پائجامہ ملکہ حیرت کا ہوا مین اُڑتا تھا
گوشہ اُسکا ہاتھ مین اشقال کے آگیا اشقال نے ایک جھٹکا مارا حیرت لوندہو ہو کے چلی زمین سے
ایک پتلہ فولادی نکلا اُسنے سر کے نیچے ہاتھ دیا گوشہ پائجامہ کا چاک کر ڈالا حیرت چمک کر اشقال پر
گری شانے پر اشقال کے زخم لگایا اشقال نے ایک چیخ ماری کہ حیرت ٹھہر گئی اُدھر سے شاہور
جلوہ کرکے آتا ہی ادھر سے اشقال کے چنگل پڑ رہے ہین جب اشقال نے چنگل مارا حیرت نے تو اپنے کو
بچایا دو چار کنیزین اُسکے چنگل مین آگئین اُن لونڈیون کو مثل گمس ملکر اشقال نے پھینک دیا شاہور
و اشقال نے اسطرح حیرت پر جلوہ کیا کہ حیرت نے جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا
سامنے آیا حیرت نے کہا کہ اے زاغ سیاہ جلد اپنے کو باغ سیب مین پہونچا جو کچھ کہ تو نے آنکھون سے
دیکھا ہی بیان کر دینا زاغ بھاگا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی لقا کے یہان کی شکستین سن رہا ہی
کبھی کہتا ہی کہ کیسا غضب ہی قدرت وہان موجود ہین اور ساحر کو نہین بچاتے یہ تو کسی کی مجال نہین کہ حیرت

لو مار سکے حیرت بھی بلا سے روزگار ہی کیا کسی بات مین مجبور و ناچار ہی حیات جادو کی مٹی روح بد مابدولت
کی بڑے افسوس کی بات ہی کہ مسلمانون سے دیجائے یہ ذکر تھا کہ زاغ آکر پہونچا افراسیاب کے سامنے
کائون کائون کرنے لگا افراسیاب نے کہا کہ کیا کائون کائون کرتا ہی زاغ نے آہ کی مثل انسان کے گویا ہوا
کہ ای شہنشاہ اشتقال آدمخوار مطیع مسلمانان ہوا میدان مین آکر شاروق و نیلم تاجدار کو مار الملکہ
حیرت نے معلوم ہکا حکم دیا بہار نے سحر کیا شاہور تاجدار و اشتقال نے حیرت کو گھیرا ہی
مجھکو حکم دیا کہ جا کر شہنشاہ کو خبر دو کہ اشتقال چاہتا ہی حیرت کو کھا جائے حیرت اپنے کو بچاتی ہین
بہت گھبرا رہی ہین یہ سنتے ہی افراسیاب اُٹھا کہا کہ اس سارباں زادے نے مجھکو بہت تنگ کیا ہی
اشتقال کو مطیع کرکے لایا ہی ہاے کیا ساحر تھا علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر تھا حیرت کو بہت
حیران کیا ہوگا اگر اُسکا چنگل پڑ گیا تو حیرت کو بڑا صدمہ پہونچیگا یہ کہتا ہوا بلند ہوا دیکھا اشتقال
اور شاہور نے حیرت کو گھیرا ہی جدھر حیرت جاتی ہی اُدھر شاہور بھی جاتا ہی شاہور نے گولہ مارا
اشتقال چنگل مار رہا ہی حیرت تڑپ تڑپ کر نکلتی ہی کہ افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ او اشتقال خبردار
کیون شامت آئی ہی اشتقال افراسیاب کو دیکھکر کانپنے لگا ایک جانب بھاگا بہار و باغبان
ایک جانب بھاگے مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا مگر شاہور اُسی طرح لڑ رہا ہی افراسیاب نے للکارا کہ او
بے ادب مابدولت آگئے تجھکو کچھ خیال نہین شاہور نے گولہ افراسیاب پر مارا افراسیاب نے
بہ نگاہ قہر طرف گولے کے دیکھا گولہ اُلٹا پلٹا شاہور کی پیشانی پر پڑا کہ شاہور کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے
کاسئہ سر چور چور ہوا جسمین غرور تھا وہی سر پھٹا افراسیاب نے ایک اشارہ کیا بارہ ہزار شاہور کے
جو ساتھ والے تھے اُنکے بھی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین بارہ ہزار کو مار کر گرا دیا مگر آنکھون
مین آنسو بھر لایا کہ شاہور تاجدار ایسا رفیق و شفیق یون مارا گیا بیشک بے خطا تھا اب جو سر اُٹھا
کے دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ بھاگی جاتی ہین اشتقال ایک نخل کے سائے مین کھڑا جھوم رہا ہی دیکھکر
افراسیاب نے للکارا کہ او اشتقال بے ادب تو نے ملکہ عالم کو صدمہ پہونچایا تو نے کچھ خوف نہ کیا
اشتقال نے ایک چیخ ماری افراسیاب دوڑا مگر آواز جو کان مین آئی تو لڑکھڑاتا ہوا جاتا ہی تین آوازین
اشتقال نے دین افراسیاب لڑکھڑایا اور رک گیا تیسری آواز جو اشتقال نے دی افراسیاب نے
لڑکھڑا کے ہاتھ زمین پر ٹیکا ٹیک کر آواز دی کہ او نامرد دور ہو سامنے سے یکایک آسمان سے فراٹا ہوا

ایک طائر چھوٹا سا آکے گرا اور مین اشتقال کی لپٹ گیا لیکر طرف آسمان کے بھاگا بہار وغیرہ نے قصد کیا
کہ سحر کرکے روکین طائر مع اشتقال نابود ہو گیا مہرخ و بہار طبل امان بجوا کر بھاگ آئین افراسیاب
حیرت کو ساتھ لیکر پلٹا کہا کہ اب اشتقال کو کوئی نہ پائیگا میان عمرو تلاش مین جائین ڈھونڈھ کر
اشتقال کو لائین حیرت نے کہا کہ ای شہنشاہ مین بہار سے بہت تنگ ہون تمھارا پاس کرتی ہون
بہار ایک دن میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مگر مین خیال کرتی ہون کہ اگر کسی وجہ سے والد کا آنا ہوا
وہ پوچھینگے تو کیا جواب دونگی آج بہار کے سحر نے قتل کرا یا ہوتا مگر مین بمشکل بچی افراسیاب جادو
تھوڑی دیر بیٹھا اور کہا کہ مین جا کر ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ ان سب کی مشکین باندھکر تمکو حوالے کرے
یہ کہکے افراسیاب تو روانہ ہوا مہرخ اور بہار پلٹ کر بارگاہ مین آئین مہرخ نے کہا کہ خواجہ تمنے
دیکھا اشتقال کو ایک طائر اُٹھاکے لیگیا مگر ہمنے جو خیال کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طرف صحرا ے
دلکشا کے لیگیا صحرا ے دلکشا مین ایک باغ ہی کہ وہان کی حاکم دلکشا ے چہرہ افروز ہی وہین لیگیا
ہو تو عجب نہین خواجہ نے کہا تو مین جاتا ہون بہار نے کہا خواجہ تمھارا اکیلا جانا بہتر نہین
چاہتی ہون کہ مین بھی ساتھ چلون صحرا ے دلکشا تک کئی مقام ہین وہ لوگ ضرور روکین گے
اب دن کم باقی ہی کل جائیے گا خواجہ خاموش ہو رہے عرصے تک بیٹھے شام قریب تھی کہ بیرون بارگاہ
آئے جو طائر اشتقال کو لیگیا تھا وہی طائر اُڑتا ہوا آسمان سے آیا تڑپ کے جو گرا پنجہ بکمر مین دبکر
خواجہ کی لیچلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو طائر لیے جاتا ہی برق نے کہا کہ مین ابھی لاتا ہون
یہ کہکے تڑپتا ہوا نکلا عقب مین برق کے چالاک چلا چالاک کے بعد ملکہ بہار گو طائر لیے ہوے
خواجہ عمرو کو جاتا ہی ایک صحرا مین اسنے دیکھا کہ نخل کے سائے مین افراسیاب ٹہل رہا ہی
طائر نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا بموجب آپ کے حکم کے گیا عمرو کو لیکر
آیا ہون پاس دلکشا ے چہرہ افروز کے لیے جاتا ہون افراسیاب نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ یہان
آؤ خواجہ تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے ہین طائر نے خواجہ کو ایک طرف ڈالدیا آپ ٹہلتا ہوا
سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا کہ بصورت اصلی سامنے آ طائر نے غلطک ماری
ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے افراسیاب کے آیا سیاہ فام بد انجام افراسیاب سے کہا کہ اسکو
جہان کا حکم ہو وہان لیجاؤن افراسیاب نے کہا کہ دیکھ کیسا ابر سیاہ اُٹھا ہی شاید نانی جان

آتی ہین وہ ساحر پلٹا افراسیاب نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے ساحر نے چاہا کہ پلٹے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
گردن سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھی ہارا ہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

مرا نام ہے برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در کمر پر میرا اپھرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جب اُسکو قتل کیا خواجہ کو ہوش آیا برق نے کہا کہ اُستاد بھاگیے خواجہ نے کہا کہ اے برق اشتقال کی تدبیر کرنا واجب و لازم ہے برق نے کہا کہ آپ لشکر مین جائیے مین اُسکی تدبیر کرکے لاتا ہون صحراے دلکشا تک جاتا ہون انشاء اللہ اُسے لاتا ہون یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ ابے گدھے تو عیاری کیا جانے تجھے نہ کبھی دخل ہوا اور نہ ہوگا تو جاکر آگاہ کردیگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ براے خدا لشکر مین جائیے آپ کا سر پر رہنا بڑی عنایت ہے آپ ہی کے نام سے عیاری کرونگا اُستاد باتین بناتے ہو تحفہ جات تمھارے پاس ہین آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوجاتے ہین ہمکو چھپنا پڑتا ہے کبھی غار مین چھپے کبھی کہین بھاگ گئے یہ چیزین ہمکو دیجیے تو دیکھیے تیسرے دن افراسیاب کو قتل کرین کیا مجال جو بچ جائے خواجہ نے دو تین طمانچے مارے کہا کہ ابے گدھے قید لگی ہوئی ہے سواے جان بچانے کے کسی مقدمے مین تحفہ جات کو دخل نہین دیتے جو ہر وقت دخل تحفہ جات کا حکم ہوتا تو افراسیاب کو بیٹھنے نہ دیتا حمزہ سے عہد کیا ہے اقرارنامہ لکھا ہے کسی مقدمے مین تحفہ جات کو دخل نہین دے سکتا جاؤ بچہ دیکھون کیا کرتے ہو خواجہ نے قصد کیا ہے کہ طرف لشکر کے پلٹون برق کا قصد ہے کہ طرف صحراے دلکشا کے جاؤن کہ ایک آندھی سیاہ چلی خواجہ و برق نے دیکھا کہ ایک ساحر اُس آندھی سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ باشیدای نابکاران تمنے کیا غضب کیا کہ مریخ اسرار روان کو مارا اب کہان جاؤگے خواجہ نے قصد کیا کہ گلیم اوڑھ لون برق ایک جانب بھاگا اُس ساحر نے آتے ہی ایک چنگل مارا خواجہ کو پنجے مین دبایا برق کو بھی گرفتار کرلیا ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ساحر نے کچھ نہ سُنا خواجہ و برق کو لے بھاگا صحراے دلکشا مین پہونچا کہا کہ اے ناعیاران یہ صحراے دلکشا ہے وہ سامنے باغ دلکشا ہے کہ جہان کی مالک دلکشا ے چہرہ افروز ہے وہی تمکو قتل کریگی زندہ نہ بچوگے مجکو حکم دیا کہ عمرو و برق فلان صحرا مین کھڑے ہین جاکر پکڑ لا برق نے کہا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے

ساحر نے کہا کہ مجکو جنگل کشا کہتے ہین میرے چنگل سے کوئی بچتا نہین برق نے اشارہ کیا کہ یہ ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہی اسکو پہلے قتل کیجیے مین جو کہون وہ میری سُنیے اسنے مجکو دھوکا دیا مین ایک عورت چُرا کر لایا اسنے چاہا کہ اُسے رہن رکھ لے مین آٹھ دن نالے مین پڑا رہا تب وہ عورت دستیاب ہوئی آپ اُسکو مجھسے لے لیجیے مجھے اپنا رفیق بنائیے مہرخ وغیرہ کو قتل کرکے آپ کو بادشاہ بناؤن عورت کا نام سُنکر جنگل کشا بیقرار ہو گیا کہا کہ وہ عورت کہان ہی کہا گلفام پریچہرہ نام ایک مہاجن کی بیٹی ہی کیا کہون کیسی خوبصورت ہی تم ایسے مرد کو دیکھکر مرجائیگی مین ابھی اُسکو لاتا ہون یہ سُنکر ساحر ٹھہر گیا عمرو کو ہاتھ سے رکھدیا برق کو الگ لایا کہا کہ اُس عورت کو لائیے برق نے کہا کہ مجکو چھوڑ دیجیے مین ابھی اُسے لاتا ہون جنگل کشا نے سحر اُتارا برق کو رہا کر دیا کہا کہ ای برق مجکو دھوکا نہ دینا جہان جاؤ گے وہان سے پکڑ لاؤنگا برق نے کہا کہ آپ ایسا مہربان مجھے کہان ملیگا ہر اٹھوارے مین ایک نازنین مہ جبین لایا کرونگا آپ کے گھر مین ایک پلٹن عورتون کی ہو جائیگی جس محل مین چاہیے رہیے آپ کو حال میری رفاقت کا کھُلیگا ایسی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت رضامند ہون غلام سے اپنے خُرسند ہون یہ کہکے برق ایک جانب بھاگا کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنکر تیار ہوا طرف جنگل کشا کے چلا جنگل کشا نے دیکھا کہ ایک نازنین آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای نازنین اس طرف آ برق نے تجکو بھیجا ہی اُس نازنین نے سر ہلایا جنگل کشا نے پوچھا کہ برق کیا کرتے ہین کہا حضور حاضر ہوتے ہین یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا حضور برق نے تو بھیجدیا مگر مجکو ہاتھ نہ لگائیے گا مین بہت کم سن ہون جنگل کشا نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون گھبراتی ہی ملکہ دلکشاے چہرہ افروز کا مدار المہام ہون تجکو خاتون محل اپنا بناؤنگا سر پر جگہ دونگا چلو چلکر درۂ کوہ مین بیٹھو کہا کنارے بیٹھنے کے واسطے دار و تو لے آؤ جنگل کشا سوچا کہ اب راضی ہی جوجھٹ پٹ شراب کا نام لیا دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے شراب لایا درۂ کوہ مین آکر بیٹھا نازنین نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے تم پیو مین بھی دو تین جام پی لونگی کہ بیہوش ہو جاؤن چاہے گلے پر چھری پھیر دو یا جو جی چاہے کرو جنگل کشا خوشی خوشی شراب پی گیا شراب پیتے ہی گھبرایا کہا کہ اسمین کیا تھا کہ کلیجے مین آگ لگ گئی دل گھبراتا ہی نازنین نے کہا کہ اُٹھکر ٹہلو ہوا لگے گی نشہ اُتر جائیگا کیون گھبراتے ہو جنگل کشا اُٹھا اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا برق نے گرتے گرتے خنجر مارا سر اسکا علحدہ ہو

میان خواجہ عمرو نے جو دیکھا تو برق جنگل کشا کا سر لاتا ہے کہا کہ استاد یہ سر حاضر ہے مارا اس ملعون کو خواجہ برق کنارے ہوئے آپسمین کچھ صلاحین ہوئین برق تڑپ کے طرف باغ کے چلا پشت باغ پر آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہے کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک شاہزادی تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم گردا گرد اسکے جلیسین کنیزین گائین سامنے غزلین گا رہی ہے گائین شوخ و شنگ موسوم یہ جلتر نگ یہ اشعار گا رہی ہے نظم

شانِ نزولِ زلفِ گرہ گیر چاہیے — فرقانِ روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو حکم — منبر سے گلے مین زلفِ گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر ہین شنوا گوشِ گل مگر — نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے — آخر تو کوئی ملنے کی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایک دن بھی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے

دل نے مہم کاکل پرپیچ کو سر کیا — ملکِ تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور مین یار کے — کُنجِ لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

اس رنگ سے اس غزل کو وہ نازنین گا رہی ہے سب اہلِ محفل تعریفین کر رہے ہین برق یہ ہنگامہ دیکھکر دیوار سے اُترا نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ آسمان پر خراٹا ہوا برق چمکی ایک طائر آیا اُسنے آواز دی کہ اے دلکشا اے چہرہ افروز ہوشیار ہوجا کہ جنگل کشا قتل ہوگیا برق و عمرو تیری فکر مین ہین دلکشا نے کنیزون سے کہا کہ ارے جا کر لاش تو جنگل کشا کی لاؤ کنیزین گئین جنگل مین دیکھا کہ لاشہ جنگل کشا کا پڑا ہے لونڈیون نے ڈرتے ڈرتے لاش جنگل کشا کی اُٹھائی کہ پہلوے دشت سے رونے کی آواز آئی کنیزون نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین ہاے بھائی ہاے بھائی کہتی ہوئی آتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ ہاے تیرا شباب تو نے دنیا مین کیا دیکھا صرف دو سو برس کا تیرا سن تھا کس ظالم نے تجکو مارا اگر مین قاتل کو پاتی بوٹیان اُسکی کاٹ کاٹ کے کھاتی روتی ہوئی قریب آئی لاش سے لپٹ گئی کنیزون نے کہا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ جنگل فراخ مجکو کہتے ہین جنگل کشا کی بہن ہون ہماری پرورش کرتا تھا آٹھ پہر ہر بات مین ہماری دل دہی کرتا تھا یہی خیال رہتا تھا کہ بہن کو رنج و ملال نہ ہو اب ہمارا حال کون پوچھیگا کون اُس طرح پرورش کریگا حقیقت مین ہمارا عیش و آرام اُٹھ گیا کنیزون نے سمجھایا کہ بی بی صبر کرو سامری و جمشید نے جسکو چاہا بُلا لیا وہ نازنین لاشہ اُٹھا کر باغ مین آئی کنیزون نے بڑھ کر دلکشا سے عرض کی کہ

حضور جنگل کشا کی بہن آئی ہی بہت ہی حال اُسکا ابتر ہی دلکشا نے کہا کہ صاحبو جسکا ایسا بھائی مارا جائے اُسکو کیونکر قلق نہ ہو ہمارے سامنے لاؤ کہ روتی ہوئی جنگل فراخ آئی قدمون سے لپٹ کر دلکشا کے خوب روئی دلکشا نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بس بی بی صبر کرو میرا بھی ایسا رفیق مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا مین اُسکا عہدہ تمکو دونگی اسپر وہ نازنین بہت خوش ہوئی قدمون سے لپٹ گئی تعریفین کرنے لگی کہ حضور قدردان ہین کنیزون پر احسان ہین ایسی آپ نے خبر سُنائی کہ دل کو تسکین ہوئی اچھا ہوا بھائی مرا کہ مجکو عہدہ تو ملا میرا جی چاہتا ہی کہ کچھ حضور کے سامنے گاؤن ذرا حضور میرا گانا سُنین بہت خوش ہونگی یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ساز آراستہ ہوے اُس نازنین نے یہ غزل گائی

نظم

ای اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اُٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانہ ہوگا

دیکھنا مصر کے بازار مین پڑ جائیگی دھوم
گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخروئی ہی جو اغیار سے منظور رہ لا
سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جبدن
زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہی وہ نہ آئینگے مگر
کچھ نہ کچھ موت سے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمھین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

اس رنگ مین ان اشعار کو اُس نازنین نے گایا کہ دلکشا سے چہرہ افروز تعریفین کرنے لگی کہ ای نازنین تو نے کس لطف سے ان اشعار عاشقانہ کو گایا اور بتایا کہ دل بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا تو تو خوب گاتی ہی اور خوب بتاتی ہی کہا حضور بھائی صاحب نے لاکھون روپئے گانیوالون کو دیکر مجھے گانا یاد کرایا گانے والون نے جو مجھے حسین دیکھا خوب دل توڑ توڑ کے سکھایا لیکن اب یہ فرمائیے کہ کیا عہدہ میرے سپرد فرمایا ہی مین اُس عہدے کا انتظام کرون میخانے مین جاؤن شراب سرکار کے واسطے لاؤن جب شراب لاؤنگی تو حضور بہت خوش ہونگی یہ کہکر وہ مہ جبین میخانے مین آئی سب شراب کو اُلٹ پلٹ کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے بھائی صاحب کے مرنے پر عہدہ ہمکو ملا ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا ملازم یہ سُنکر دوڑے تپلے اور گلابیان اُٹھا کے

لیگئے چالیس گلابیان مئے ارغوانی سے معمور کر کے کشتی مین لگائین ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ برق فرنگی عقب محل سے چھل بل اس نازنین کی دیکھ رہا ہی سمجھ گیا کہ اُستاد پہونچے اسی وجہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ اُستاد نے مارا بڑے ال لوٹینگے خواجہ نے گلابیان لاکر محفل مین رکھین اور چند اشعار گائے جام لبریز کر کے سامنے دلکشا سے چہرہ افروز کے لائے آنکھین ملاکر دوچار اشعار گائے مضمون جنکا یہ تھا نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آج کل
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

آنکھین ملاکر یہ اشعار اس طرح گائے کہ دلکشا سے چہرہ افروز بیقرار ہو گئی جام لبون سے لگا کر پیگئی اب تو عمرو نے اورون کو بھی پلانا شروع کی کہتے جاتے ہین کہ بھیا کے مرنے کا جام ہی دیکھو تمکو کہین نظر نہ لگ جائے ساری محفل کو پلا چکے ہین کہ دلکشا نے کہا اے خنگل فراخ ایسے مزے سے تو نے یہ اشعار گائے کہ دل خوش ہو گیا خداوند سامری و جمشید آئے ہین شراب مانگتے ہین عمرو نے کہا کہ انکو بھی پلائیے دلکشا اُٹھی یا خداوند کہتی ہوئی چلی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی کنیزین یہان بان کر کے چلین جو اُٹھی جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب اہل محفل بیہوش ہو چکے تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

باغ دہن زنگر ہش آبیاری	گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار	جہان سرسنگ در خنجر گزاری	بہر کشور بلاے جانِ کفار

برق بھی دوڑ پڑا کہا اُستاد پہلے مین پہونچا میرا بھی حق ہی عمرو نے برق کی گردن پکڑ کے ڈھکیل دیا کہا ابے ہٹ کہان گھسا آتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد تاج مین لونگا

عمرو نے کہا کہ ابے تاج کیا ایک نگینہ تو دونگا نہین برق کہتا ہے استاد تاج تو مین ضرور لونگا عمرو برق
کو ڈھکیل دیتے ہین برق پھر گھس آتا ہے کہتا ہے استاد میرا حق ہے آپ کو دیکھکر رک گیا ورنہ اس سے
جلدی سب کو بیہوش کرتا آپ نے جھگڑا پھیلایا آپ تو دیر کرتے ہین عمرو کہتے ہین ابے تجھے کیا جبر ہے
ہمارا جی چاہا اس طرح کیا تم یہانسے جاؤ محفل مین نہ آؤ جب خواجہ برق کو ڈھکیل دیتے ہین برق اپنے
کو کسی کنیز پر گراتا ہے کسی کا چھلا اتار لیا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی خواجہ کیسے جھلاتے ہین کہتے ہین
دیکھ بے اب مین دلکشا کو ہوشیار کرتا ہون برق کہتا ہے آپ بھی پکڑے جائینگے مین بھی پکڑا جاؤنگا
مین جھوٹا بھی جاؤنگا آپ زیادہ بدنام ہین مین تو آپ کا شاگرد مشہور ہون قضارا دلکشا
کی بہن کشاکش دلکشا اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ اشتعال کو میری
بہن نے قید کیا ہے ضرور عیار آئینگے فکر ضرور چاہیے اس وقت میرا دل بہت گھبراتا ہے یہ کہکے
کشاکش اٹھی پہلے باغ سے پیدل نکلی آخر کو پر پرواز پیدا کر کے چلی اس وقت آکر پہونچی کہ اب استاد
و شاگرد ایک دل ہوے ہین خنجر کھینچ کھینچکر چلے ہین کشاکش نے آسمان پر سے دیکھا وہین سے گولہ مارا
آواز گیری کی دی دونون گرے زمین نے پاؤن تھام لیے کشاکش نے آکر بہن کو ہوشیار کیا کنیزین
اٹھین ایک غل مچاتی ہے کہ میرے پاؤن کے چھلے نہین ایک کہتی ہے کہ میرے ازار بند سے کسی نے اشرفی
کھول لی خواجہ بقہر وغضب تمام برق کی جانب دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ کیون بے یہ چیزین تو نے
لین برق کہتا ہے استاد اب تو قید ہوے مین نے لین یا آپ نے لین اب کوئی صورت رہائی کی نکالیے
ان واہیات باتون سے کیا فائدہ خواجہ کہتے ہین کیون بے یہ باتین واہیات ہین جو مرتبہ ہمنے
تمکو ڈھکیلا تم بچہ کنیزون پر گرتے تھے برق نے کہا کہ استاد بڑی چوٹ کہین لگی کچھ دوا بتلائیے خواجہ
کہتے ہین ابے ہم کیا کہتے ہین تو کیا جواب دیتا ہے برق کہتا ہے کہ استاد اب کوئی عیاری بتائیے آپ بھی
رہا ہون ہمین بھی چھڑائیے خواجہ نے منہ پھیر لیا دلکشا خنجر لیکر اٹھی کہ مین ابھی ان دونون کو قتل کرون
کنیزون نے کہا کہ آپ کیون قتل کرین ہم کس واسطے ہین دلکشا نے کہا کہ جھٹ پٹ انکو قتل کرو کنیزون
نے جلادون کو آواز دی دو جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے آئے عمرو و برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا دلکشا نے
کہا کہ جلد قتل کرو اب باتین نہ بناؤ انکے سر کاٹ کے لاؤ مین خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کرون شہنشاہ
کے یہان سے انعام آئیگا دونون جلادون نے عمرو و برق کی گردن پہ کوئلے کا خط دیا تلوار چمکا کر سر پر

کھڑے ہوئے عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب کارساز و ای بندہ نواز رحم کر اس آفت سے بچالے
اور ہمکو اس بلا سے نجات دے نظم

ہوس روی منور زطالب ای مطلوب — کہ خوب از ہمہ خوبان تو ئی بچہرہ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے — درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل دلائی فقط تو ای دلدار — محب اہل محبت تو ہستی ای محبوب
تو نور حسن برخسار یوسف افزودی — تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب
زہر شمار شمار تو در شمار آید — بہر حساب حساب تو میشود محسوب

ملک کے جو خواجہ نے دعا کی برق نے آمین کہی ایک برق گری کہ دونون جلادون کے دو دو ٹکڑے ہوے دلکشا دیکھنے لگی آسمان سے ایک تاجدار نے تخت پر سوار تاج شاہی سر پر لباس پر تکلف زیب جسم آواز دی ملکہ کسے قتل کرتی ہو تمھین روز ایسا ہی غصہ رہتا ہے ان بیگناہون نے کیا کیا خطا کی دلکشا نے شرما کے سر جھکا لیا کہا صاحب تمسے کیا بیان کرون یہ دونون عیار مسلمانون کے ہین ان دونون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا اشتقال آدمخوار کی قید شہنشاہ نے میرے پاس بھیجی یہ دونون آپہونچے تو اکستا کش نے آکر بچایا سلطان تاجدار نے کہا کہ صاحب ان تین روپئے کے پیادون کا کیا قتل کرنا جب حکم دوان ایسے ہزارون گرفتار کرلین بی بہار کو قتل کرین رعد و برق کو مارین کہ جسمین نام ہو جو سنے گا تمھین نام رکھیگا یہ کہکر مسند پر آبیٹھا اختلاط کرنے لگا دلکشا نے کہا کہ یہ بات مجکو پسند نہین آئی یہ دونون مشہور ہین شہنشاہ کو انسے ملال ہے انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو مارا اشتقال آدمخوار ایسا ساحر زبردست اسکو مطیع کرکے عمرو لیگیا شاروق کو قتل کرایا حیرت کو بہت تنگ کیا تھا شہنشاہ نے اسکو قید کرکے یہان بھیجا مین نے اسکو بجبر قید کیا ہے سلطان نے کہا کہ صاحب مین گرفتار کرلادونگا مین نہ حکم دونگا کہ انکو قتل کرو شراب و کباب کا چرچہ ہو رات زیادہ آچکی ہے ہم تم چلکر تخلیے مین بیٹھین دلکشا نے کہا کہ صاحب یہ بات اچھی نہین تھا انکو قتل کرو پھر جو کہوگے دیکھا جائیگا سلطان نے کہا کہ ملکہ ہم کہتے ہین ہماری بات نہین مانتی ہو تین تین روپئے کے پیادے انکے قتل کرنے سے کیا نفع عیاری کرنا انکا کام ہے یہ کہکے سلطان اٹھا کہ دونون کو رہا کرون دلکشا نے کہا کہ ارے سلطان یہ کیا کرتا ہے سلطان نے نہ مانا طرف

عمرو و برق کے چلا جب تو دلکشا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیکھو سلطان اُسکے پاس نہ جانا
کنیزین ہان ہان کر کے جو بڑھین سلطان نے چند دانے ماش کے پھینک مارے کہا ارے شفتلو تمکو
بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میان بی بی کے مقدمے مین دخل دیتی ہو پانچ چار کنیزین جلکر خاک ہو گئین
اتنے مین دلکشا نے بھی پنجہ مارا سلطان نے پیچھے ہٹکر گولہ جھولی سے نکالا کہا او شفتل تیری قضا آئی ہے
یہ کہکے گولہ مارا سینے پر دلکشا کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا دلکشا کا مرنا تھا کہ کنیزین غل مچانے لگین
سلطان نے چند گولے مار کر کنیزون کو بھی قتل کیا تمام باغ کو لالہ زار بنا دیا آگر خواجہ کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا خواجہ مین نے خواب دیکھا مجکو حکم ہوا کہ دلکشا نے عمرو و برق کو پکڑا ہے
جا کر رہا کرو اطاعت اسلام و اطاعت ملکہ مہرخ کی قبول کرو افراسیاب کا زمانہ قتل قریب ہے
شکر ہے کہ مین وقت پر پہونچا اب یہان سے نکل چلیے خواجہ چھوٹتے ہی لوٹنے لگے برق کو منع کرتے ہین
برق مار کھاتا جاتا ہے لیکن لوٹنے سے باز نہین آتا کہا اے سلطان اشتقال کو رہا کر دوبارہ دری مین
خواجہ و برق و سلطان آئے دیکھا اشتقال بحال خراب بیقرار و بیتاب زبان مین سوزن ہاتھ
پاؤن مین مار سیاہ لپٹے ہوے بیٹھا ہوا رہا ہے خواجہ نے آتے ہی زبان سے سوزن نکالی اشتقال
نے اپنی قید دور کی خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب نکل چلیے سلطان
نے ایک تخت تیار کیا خواجہ و برق و سلطان و اشتقال سوار ہوے طرف لشکر اسلام کے
چلے برابر تخت کو اُڑاتے ہوے آتے ہین قریب لشکر پہونچے تھے نشان لشکر کے معلوم ہونے لگے
چاہتے ہین لشکر مین داخلہ کرین کہ طرف سے باغ سیب کے لکۂ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا
افراسیاب جادو کو دیکھا کہ آتا ہے افراسیاب نے جو دور سے دیکھا کہ تخت پر اشتقال و
سلطان و عمرو و برق ہین للکارا کہ او سلطان تجھے اس باغی سے کیا کام سلطان گھبرایا
ملکہ مہرخ و بہار نے اپنے لشکر سے جو دیکھا کہ افراسیاب اشتقال کی جانب چلا خواجہ و برق نے تو
جان کا پاس نہ کیا تخت سے کود ے اشتقال و سلطان پر افراسیاب نے اشارہ کیا مہرخ
و بہار نے بڑھ کر سحر کر کے اشتقال کو بچایا افراسیاب دھم سے تخت سے کودا کہا او اشتقال آج
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا تخت ٹوٹا دونون تخت سے گرے ہرچند کہ بہار نہین
جانتی تھی کہ سلطان کون شخص ہے کیونکہ مع چالاک راستے ہی سے خبر ہائی خواجہ و اشتقال ہاکر

پلٹ آئی تھی مگر چند کنیزون کو اشارہ کیا کہ انکو روک لو زمین پر گر ینگے تو سر پھٹ جائینگے کنیزون نے
دوڑ کر اشقال و سلطان کو روکا اشقال و سلطان افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب
ان سحرون کو جب اتنا ہوا اشارون مین دفع کر رہا ہے بہار نے جو جھپٹ کر گلدستہ مارا افراسیاب پر
پھول برسنے لگے افراسیاب نے ہاتھ ہلایا شعلہ بھڑکا پھول جلکر گرے رعد و برق نے جھپٹ کر
سحر کیا آگ برسائی افراسیاب نے مینھ برسایا رعد و برق سامنے سے بھاگے جس ساحر نے سحر کیا
افراسیاب نے دفع کر دیا دو پتھر زمین پر مارا کوئی منھ کے بھل گرا کسی کا ہاتھ زخمی ہوا کسی کا سر زخمی ہوا
افراسیاب کہتا ہے کہ سلطان و اشقال کو نہ جانے دونگا ارے سلطان تونے یہ غضب کیا کہ
دلکشا کو مار کر اشقال کو رہا کیا زوجہ کا بھی خیال نہ کیا محبت اسلام مین ایسا مبہوت ہوا یہ
تجکو مناسب نہ تھا اور اگر یہ مسلمانون کا شریک ہوا تو میرا کیا حرج ہے مین ان ایسون کی کیا حقیقت
جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا آج لشکر مسلمانان کا خاتمہ کرونگا ان لوگون نے بڑی بڑی
سرکشیان کین افراسیاب بہار و باغبان کو زخمی کر کے بڑھا ایک گولہ اٹھا کر مارا کئی ہزار
کے سر پھٹ گئے دوسرا گولہ افراسیاب نے اٹھایا تھا کہ یہ بھی گولہ مارون اہل اسلام فریاد و فغان
کرنے لگے حیرت بارگاہ سے نکل آئی مصور و صورت نگار بھی دیکھنے لگے اب جو دوسرا گولہ اسنے
اٹھایا چاہا کہ مارون ایک سنہرے پنجے نے ہاتھ پر تھپکی ماری کہ افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ زمین پر
گرا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دیکھا سنہرہ پنجہ تڑپ کے آسمان مین ڈوب گیا مگر دیکھا کہ ایک
لکہ ابر آسمان پر نمودار ہے افراسیاب نے چند سنگریزے اٹھا کر ابر پر مارے ابر پھٹا نور افشان کو
دیکھا کہ سحر دفع کر رہا ہے تیغہ ہاتھ مین سپر پشت پر تاج زرین پہنے ہوے افراسیاب نے اٹھا کر گولہ
مارا نور افشان بھی زمین پر آئے ہاتھ ہلایا برق چمکی گولے کے دو ٹکڑے ہوے مگر گولہ پھٹ کر بلند ہوا
سرداران اسلام پر جا گرا کئی سو کے سر اڑ گئے افراسیاب نے کہا کہ استاد سحر کرنا سیکھو ہیر نا بالغ
نہ بنو جتنے سحر دفع کرو گے سارے لشکر کا خاتمہ کرونگا اب تو نور افشان نے سپر پشت سے اتاری
تیغۂ ہلالی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او افراسیاب آج میرے تیرے فیصلہ ہے تیغہ کھینچکر جا پڑے افراسیاب
نے بھی تلوار کمر سے کھینچی دونون جھومتے ہوے چلے تلوارین جو ہلائین نور افشان کی بھی تلوار سے
شعلے بھڑکے لشکر حیرت پر جا کے گرے کئی ہزار آدمی جل گئے تیغہ افراسیاب سے شعلے بھڑک کر

لشکر اسلام پر گرے کئی ہزار آدمی گرے قصد ہی کہ ایک کے اوپر دوسرا جا پڑے آپس مین تلوار چلے
کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی کہ او نور افشان میرے بچے پر ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ مار ڈالونگی خبردار
آگے قدم نہ بڑھانا منم آفات چہار دست ظلمات کی طرف سے بھی لکہ ابر سیاہ اُٹھا ماہیان
زمرد پوش کا بھی نعرہ ہوا تینون نے آ کر نور افشان کو گھیرا آفات کے ساتھ چند کنیزان ساحری
بھی ہین آفات کے اشارے کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہی کہ نور افشان کو مار لو
ایک کہتی ہی کہ اس بڈھے کے قریب نہ جاؤ ایک کہتی ہی بوا مصاحب ساحری ہی اسپر سحر نہ کرو بعض
زمین کھود رہی ہین بعض درخت کی ٹہنیان توڑتی ہین پھول پتے نور افشان پر پھینکتی ہین افراسیاب
نے گولہ مارا ماہیان نے ماش کے دانے پھینکے آفات نے ترنج مارا ایک غبار بلند ہوا آندھی سیاہ
اُٹھی نور افشان اُس آندھی مین چھپ گئے آفات و ماہیان افراسیاب کو لے گئین مگر
نور افشان نے دیکھا ایک قصر عالی مین بیٹھا ہون قصر نہایت سجا ہوا جھاڑ کنول مردنگ آئینے

قدآدم بقول شاعر نظم	آئنہ تھا کہ باغ جو سر تھا	بے تکلف دل سکندر رہتا
جو تھے سنگ کوہ طور کے تختے	جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے	طرفہ فرشی کنول یہ تھا جوبن
نور و نار ایک جا یہ تھا روشن	زور دیوار گیر یون یہ بہار	کہیے پستانِ شاہدِ دیوار

نور افشان حیران کہ صاحب خانہ کوئی نہین معلوم ہوتا کہ کسنے ہمین مہمان بُلایا ہی کہ ایک پہلو سے
قصر سے چھما چھم کی آواز آئی نور افشان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین گلعذار
ماہ رخسار سمنبر قمر پیکر دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن خرامان آتی ہی پازیب کی
صدا ہان مین ہان ملاتی ہی پشت پر چار سو کنیزین در در گوش مرصع پوش کہ اُس نازنین نے دیکھتے ہی
آواز دی کہ اے شہنشاہ ساحران و اے سردار طلسم نور افشان تشریف لائیے آپ سوچ رہے ہین
کہ مہمان کسنے بُلایا اس کنیز نے تکلیف دی تشریف لائیے سرفراز کیجیے لونڈی کو آپ کی تکلیف کا
بڑا خیال ہی نور افشان نے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دلِ عاشقان ہمارے حال زار کو
کیا پوچھتی ہو بقول میان قمر صاحب یہ رباعی حسب حال ہی رباعی

طفلی کے تو دن تھے عیش اُٹھانے کے لیے	آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے
دونون ہوے اے قمر یہ رخصت ہمسے	پیری آئی ہی ساتھ جانے کے لیے

اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ صاحب زیادہ باتین نہ بناؤ ظاہر ہی ضعیف ہو دیکھنے مین نحیف ہو دل تو تمھارا جوان ہی تشریف لائیے ہمپر احسان ہی یہ کہکے نور افشان کا ہاتھ تھام لیا لا کے مسند پر بٹھایا گائن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کے سامنے کچھ گاؤ گائن نے ساز درست کرا کے یہ اشعار شروع کیے نظم

آہ دنیا سے مین اب خاک بسر جاتا ہون
کرکے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون

وعدہ ہر روز یہی دل سے مین کرجاتا ہون
لے مین لے آتا ہون اُس شوخ کے گھر جاتا ہون

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اورون کے فسانون مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اُنسے کچھ کم
بوسہ لے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار
خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اُتر جاتا ہون

رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

جاکے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کرجاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر
ہوے جانان کے تصور مین مین مر جاتا ہون

اس رنگ سے گائن نے اس غزل کو گایا کہ نور افشان کو اور زیادہ شوق بڑھا ہنس ہنس کے باتین نازنین سے کر رہے ہین نازنین نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران وای مصاحب سامری شراب وکباب کا چرچہ ہو نور افشان نے کہا کہ عین عنایت ہی نازنین ڈرتی جاتی ہی کبھی پہلو سے ہٹجاتی ہی کبھی آکر بیٹھتی ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ ارے شراب لاؤ شہنشاہ کو خواہش ہی نہ ہونا شراب کا بڑی کاہش ہی کنیزین دوڑ کر شراب لائین اُس نازنین نے ڈرتے ڈرتے جام بھرا باادب کھڑی ہوئی عرض کی کہ یہ شراب حاضر ہی نور افشان نے ہاتھ بڑھایا عکس جو ہاتھ کا نور افشان کے پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا شراب شرارہ بنکر اُڑی نور افشان نے بقہر وغضب تمام طرف نازنین کے دیکھا نگاہ سخت جو نور افشان نے چہرے پر اُس نازنین کے ڈالی ایک شعلۂ آتش چمکا دیکھا تو ایک زنگن بدصورت کریہ منظر سیاہ فام بدانجام سامنے کھڑی کانپ رہی ہی نور افشان نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ او ملعونہ خوب دام تزویر پھیلایا

سرِ زنگن کا اُڑ گیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین کہ ارے یہ تو ہوش مین ہی ہماری مالک چہرہ کشا کی جان
مفت مین گئی مار کر اُس زنگن کو نور افشان اپنے مقام سے اُٹھے قصر مین دیکھا دروازہ نہین چہار
جانب نور افشان گئے کسی طرف در قصر کا نہ پایا خیال کیا نور افشان نے کہ سحر یاد ہی اب خیال کا مل آیا
کہ ہم مقابلۂ افراسیاب مین تھے اس قصر مین کیونکر آئے یہ کیا قصور ہوا نور افشان ہنسے کہ
ماہیان و آفات وا افراسیاب نے ملکر ہمکو اس مقام پہ پھنسایا اُس عورت کا قتل کرنا بہت
مفید ہوا ورنہ قید ہو جاتے خدا نے بچایا یہ سوچ کر پیچھے ہٹے اسماے سحر پڑھے مراد اُن اسماے
سحر سے یہ ہی کہ دروازہ قصر مین پیدا ہو مین نکل جاؤن ورنہ باعث خرابی ہی یہ سوچ کر دیوار مین
ایک ٹکر ماری در کلان پیدا ہوا نور افشان نے چاہا کہ اُس دروازے سے نکلون اول وہ
دروازہ مختصر ہوا آخر کو بند ہو گیا نور افشان نے آواز دی کہ ای محیط در کشا جلد آ ایک
پتلہ فولادی پشت پر مکان کے آیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ اُستاد مین حاضر ہون لیکن کدھر
سے آؤن یا دروازہ بناؤن نور افشان نے کہا کہ جس طرح بنے مجھ تک آ پتلے نے دوڑ کر دیوار مین
ایک ٹکر ماری در بنا پتلے نے چاہا کہ اندر گھسون پھر دروازہ بند ہو گیا پتلے نے آواز دی کہ
ای اُستاد مین اپنے کو مٹاتا ہون آپ کا حکم بجا لاتا ہون نور افشان نے آواز دی کہ ای
فرزند جو مناسب ہو پتلے نے دوڑ کر پھر ٹکر ماری ابکی جو ٹکر لگائی در پیدا ہوا پتلے نے سر اُسمین
لگا دیا کہا اُستاد نکلیے نور افشان جھپٹ کر قصر سے نکلے نکلتے ہی پلٹ کے دیکھا کہ دروازہ
بند ہوا پتلہ اُسی مین دب گیا نور افشان آگے بڑھے ہواے گرم چلی نور افشان کا مُنھ جل گیا
آواز دی کہ او برفبار ہواے گرم کو سرد کر ایک ابر آسمان پر آیا برف برسنے لگی ہواے سرد
آئی ابر تھوڑی دیر برس کے غائب ہوا نور افشان آگے بڑھے ایک طرف سے گرد اُڑی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار سوار پشت پر نور افشان کو آکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ
طلسم نور افشان مین آپ کی خدمتگزاری کو آیا ہون یہ کہکے اشارہ کیا بارگاہ استادہ کرد
نور افشان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی لمحہ بھر تشریف رکھیے آرام اُٹھائیے
پھر طرف قصر نور افشان کے جائیے جیسے ہی اُسنے نور افشان کا ہاتھ پکڑا نور افشان کو
شوق ہوا کہ اسکے ساتھ دم بھر بیٹھنا چاہیے سرکشی نہین کرنا چاہیے یہ عجز کر رہا ہی اُسکے ساتھ

بارگاہ مین آئے مسند پر آکے بیٹھے پہلوان نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی جلد آؤ شہنشاہ کے سامنے گاؤ بڑی تکلیف اٹھا کر آئے ہین گانا سنین کہ روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو چند گائین آئین ایک گائن شوخ و شنگ سامنے نور افشان کے آئی بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی اور بتانے لگی **نظم**

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین — نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین
بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت وصلت — اب آخر لے تجھے ای طالع خفتہ جگاتے ہین
خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین — بجائے فرش آنکھین راستے مین ہم بچھاتے ہین
جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتے ہین غصے کو — در آتے ہین انھین کوزون مین اور دریا سماتے ہین
حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی — یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین
کیا ہی ذبح مرغ نامہ بر کو اسنے کہتے ہین — رقیبون سے خدا سمجھے جو بے پر کی اڑاتے ہین
لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین — یہ گیسو بل کی لیتے ہین حسین جب سر چڑھاتے ہین
خوشامد سے نہ رہ شیرین زبانون کے کبھی غافل — یہ شیرینی مین گویا زہر قاتل بھی ملاتے ہین
بہانے سے چلے جاتے ہین اٹھکر میرے پہلو سے — رقیبون پر عنایت ہی قیامت مجھپہ ڈھاتے ہین
نہین دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا — کبھی خاموش رہجاتے ہین گاہے مسکراتے ہین
نظر پھر جاتی ہی جسوقت اس خوش چشم کی رعنا — تو پھر مجھسے مرے ہمچشم بھی آنکھین چراتے ہین

اس نازنین نے یہ غزل اس رنگ سے گائی اور ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتایا کہ نور افشان اسکے بتانے پر مبہوت ہو رہے ہین پہلوان انتظام کرتا پھرتا ہی کہتا ہی یارو سامان عیش و عشرت مہیا کرو شہنشاہ نور افشان تشریف لائے ہین مہمان نوازی ضرور ہی ہم سب کو انکے تشریف لانے سے نہایت سرور ہی کنیزین دوڑ کر جام و صراحی لائین پہلوان نے جام لبریز کیا نور افشان کے آگے پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ جام تڑاق سے ٹوٹا ایک ٹکڑا سر پر گائن کے پڑا ایک ٹکڑا سر پر پہلوان کے دونون کا مرنا اور سر پھٹنا خیمہ جلنے لگا فوج والے غائب نور افشان باہر نکلے لاحول پڑھتے ہوئے چلے اور دل مین کہا کہ ای نور افشان یہ کیا حماقت تھی کہ جو اس مکار کے ساتھ جا کر پھنسے کسی معین نے مدد کی یقین ہی کہ ہمارا فرزند کوکب روشنضمیر تدبیر کر رہا ہو سحر بھی یاد آیا کہ ایک طرف سے نعرۂ کوکب کی آواز آئی دیکھا کہ کئی لاکھ فوج کوکب کو گھیرے ہی مگر کوکب مثل شعلہ جوالہ اس فوج مین لڑ رہا ہی

جب گولہ مارا دو دو سو چار چار سو کے سر پھٹ گئے کبھی تلوار ہلائی اُسپر برق گرائی برق جو گری کئی ہزار
جوانون کے سر کٹ کر گرے کئی افسر ہین کہ وہ جم جم کر سحر کر رہے ہین جب وہ افسر سحر کرتے ہین کوکب
ٹھہر جاتا ہی مگر پھر سنبھل کر لڑنے لگتا ہی کوکب کے سینے پر لختے خون کے جمے ہوے نہنگانہ دلیرانہ
لڑ رہا ہی تلوار سے خون ٹپک رہا ہی نور افشان کو جو آتے ہوے دیکھا پُکار کر آواز دی کہ اُستاد
خدا نے فضل کیا ورنہ بڑے شعبدے مین پھنسے تھے سر سحر اکو یہ سب بچیا روکے ہوے تھے مین سوچا
کہ اگر مین یہین سے سحر کرتا ہون شاید اُستاد تک تاثیر نہ پہونچے دو مرتبہ آپ کو شراب پینے سے بچایا
آپ ایسا جلیل اہل طلسم نور افشان کا کفیل یون یکایک مبہوت ہو جائے یہ سُنکر نور افشان
کو ہوش آیا تلوار پکڑ کے جا پڑے دونون شیر لڑنے لگے اُسمین جو افسر کلان تھا اُسنے آواز دی کہ
منم شعبدہ باز جادو نور افشان اُسکی جانب چلے آواز دی کہ او شعبدہ باز جادو شعبدہ کر
اُسنے کئی دو ہتھڑ مارے جب دو ہتھڑ زمین پر مارتا ہی کوکب روشنضمیر ہنس دیتے ہین آواز دیتے ہین
اُستاد اس نامرد کو آپ ہی بھیجے جانے نہ پائے نور افشان قریب شعبدہ باز کے پہونچے اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے چاہا لپٹ پڑون نور افشان نے
اُکھیڑ کر مارا شعبدہ باز زمین پر گرا نور افشان کود کے چھاتی پر سوار ہوے ایک ہاتھ ٹھوڑی
پر رکھا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھکر چرخ دیا سر اُس خود سر کا کھینچکر پھینکا دوسرا افسر بڑھا خبردار
خبردار کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ تلوار کا نور افشان کو مارا نور افشان نے باڑھ بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا اُڑ گیا تیسرے افسر سے کوکب سے مقابلہ پڑا
جھوم کر آواز دی کہ او کوکب شہنشاہ طلسم ہوش ربا سے یہ سرکشی اب سحر کرد اپنے کو بچاؤ
یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر روکا بدلے مین اُسکے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان
نے ہر چند آواز دی کہ ای کوکب کیا کرتے ہو کوکب کی تلوار چل چکی تھی سر پر اُس خود سر کے پڑی
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے لاشے نے آواز دی کہ منم نیرنگ اسقدر خون نکلا کہ کوکب دریاے
خون مین گرے شناوری کرنے لگے ہزارہا مچھلیان کوکب سے لپٹنے لگین زرہ نوچ کر پھینک دی
ایک نہنگ کلان نے دریا سے سر نکالا مُنھ پھیلا کر طرف کوکب کے چلا کوکب مچھلیون سے
لڑ رہے ہین نہنگ کا خیال بھی نہین نہنگ نے بڑھ کر ایک دم کھینچا کوکب اُسکے مُنھ مین چلے

ہاتھ کوکب کے دہن نہنگ مین گئے ہین چاہتا ہے کہ کوکب کو نگل جاؤن نور افشان نے
دہن سے نعرہ کر کے کہا کہ او نہنگ خون آشام یہ شہنشاہ طلسم نور افشان ہے اگر یہ تیرے
پیٹ مین پہونچا جلکر خاک سیاہ ہوگا نہنگ نے کچھ نہ سُنا کوکب ہر چند پھڑکتے ہین نہنگ نگلے ہی جاتا ہے
نور افشان کو تاب نہ آئی تلوار کھینچکر دریا مین پھاند پڑے مچھلیان لپٹ گئین نور افشان
انکو قتل کر رہے ہین نصف جسم کوکب کا نہنگ نگل چکا ہے کہ ایک برق کڑک کر آسمان سے گری کہ
نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے کوکب اُسکے جسم سے جدا ہوے آسمان پر دیکھا کہ برہمن روئین تن
گھبرایا ہوا کھڑا ہے سحر کرتا جاتا ہے مگر گھبراتا ہے ایسا نہ ہو کہ مین سحر کرون کچھ اُلٹا مضمون ہو جائے مگر
نہنگ کے مرتے ہی دریاے خون غرآتا ار کر غائب ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من شعبدہ باز
و نیرنگ حیلہ ساز بود اب تینون ایک مقام پر کھڑے ہوے برہمن نے کہا کہ اُستاد اب نکل چلیے
خدا نے فضل کیا کہ اس بلا سے آپ بچے کوکب و برہمن و نور افشان پر پرواز پیدا کر کے چلے
راہیان دآغات دا افراسیاب کوہ زبرجدی پر آئے کنیزان ساحری بیٹھی باتین کر رہی ہین
ایک کہتی ہے بُوا شہنشاہ آتے ہین دوسری نے کہا اپنی ضرورت کو آئے ہین ایک نے کہا کہ جو
کام کیا تھا وہ بیکار ٹھہرا ایک نے کہا کہ بُوا نام کیون نہین لیتین ایک نے کہا کہ بُوا جسے شعبدے
مین پھنسایا تھا وہ نہ پھنسا لو تینون افسر بھی مارے گئے لو نیرنگ حیلہ ساز نے بھی شعبدہ کیا
دریاے خون بنایا لو نہنگ بنکر آئے ایک نے کہا لو برہمن بھی پہونچے ایک نے کہا لو لڑبھڑ کر نکل گئے
اب طرف قصر نور افشان کے جاتے ہین افراسیاب نے کہا حیدہ مین تو ان بدزبانون سے
بات نہین کرتا تم انسے پوچھو کہ اصل مین کیا ہوا ایک نے ہنس کر کہا کہ شہنشاہ ہمسے بات کیجیے
دوسری سے اشارہ کیا کہ بُوا ڈھول بجاؤ شہنشاہ ہوش ربا کے سامنے کچھ گاؤ انکو گانا سُناؤ
دو چار نے ڈھول بجایا دو چار نے یہ اشعار شروع کیے نظم

گیا خالی کا تو ماہ اے مہ انور خالی
عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی
آئے میخانے سے ہم واے مقدر خالی
آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی
لعت افسوس کی پرواز سے آتی ہے صدا
کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی
ٹکڑے ٹکڑے ہین تری تیغ ادا سے دل و جان
کون وار گیا تیر استمگر خالی

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے	ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین ششدر خالی
سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان	گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی
مرغ دل کر گیا گھبرا کے مفر ر پرواز	قفس تن نظر آتا ہی سراسر خالی
لے گیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سودا	مصر سے سیکڑون پھر آئے تو نگر خالی
درد سر ہی تری سب پند و نصیحت ناصح	چھوڑ دے مجکو خدا پر نہ کر اب سر خالی
مجکو بدنامی کے باعث سے یقین ہی رعنا	دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

پتلیون نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی افراسیاب نے کہا کہ سر خالی نہ کر و ادکچھ گاؤ کنیزون نے کہا کہ بس آپ کے کہنے سے نہ گائینگے نور افشان و برہمن و کوکب طرف قصر نور افشانی کے جاتے ہین بفتح و فیروزی پہلے اپنے قصر مین پہونچ گئے افراسیاب جھلا کر اُٹھا کہ روکنے جاتا ہون قصر نور افشانی سے پکڑ لاؤنگا زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے بڑھے کے منہ نہ موڑونگا آفات نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او افراسیاب جب اس شعبدے مین نہ رکا تو قصر نور افشانی مین جا کر کیا کریگا خبردار کبھی قصر نور افشانی مین نہ جانا ورنہ اس بلا مین پھنسیگا کہ نکلنا مشکل ہوگا قصر نور افشانی سامری و جمشید نے بنایا ہی بڑے بڑے اُسمین عجائب و غرائب رکھے ہین اب باغ سیب مین جاؤ خبردار خبردار زمانہ زوال طلسم کا ہی جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا ہیان طرف پردہ ظلمات کے گئی افراسیاب تخت پر سوار ہوا اکیلا طرف باغ سیب کے جاتا ہی صبح کا وقت ہی آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑائے ہوئے آتی ہی افراسیاب کی جو نگاہ جمال جہان آرائے آفتاب گوہر دندان پر پڑی دیکھا کہ ایک نازنین حور طلعت نہایت خوبصورت حسین و مہ جبین نازنین دلفریب جسکے دیکھے سے دل ناشکیب دریائے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن غنچہ دہن افراسیاب نے جو آفتاب گوہر دندان کو دیکھا مضطر و بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان ایک نگاہ اُٹھا کر ادھر دیکھ نظم

زانو سے میرے آپ نہ سر کو اُٹھائیے	فتنہ ہی مست خواب نہ اسکو جگائیے
جان لب پہ آگئی ہی غم انتظار مین	اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے
ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ	تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے — دامن اُٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان — گھر آپ کا ہے شوق سے دل مین در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین — عاشق کے مرغ روح کو آکر پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان — کیون ایک دم کو منت عیسے اُٹھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہے چیز — دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے

بے شربت وصال ہے دشوار زندگی — دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

باران اشک دیکھیے تھم جائیگا ابھی — بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان — کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہونا ہے تو نظام — دل سے ذرا حجاب دوئی کا اُٹھائیے

اس طرح کے کلمات جو افراسیاب نے سامنے آفتاب گوہر دندان کے کہے آفتاب گوہر دندان نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے شہنشاہ ہم تو مدت سے آپ کے طالب ہین بلکہ نور افشان نے ایک عرضی بھی لکھی تھی کہ آفتاب سے شادی کر لیجیے آپ کے کار گزارون نے عرضی پیش کی داخل دفتر کر دی آج اتفاق [illegible] آپ بھول گئے چلیے قصر نور افشانی مین تشریف لے چلیے افراسیاب نے تخت [illegible] کیا کہ تخت پر آفتاب کے آؤ [illegible] آفتاب نے مسکرا کر کہا کہ اے شہنشاہ قصر مین [illegible] نور افشان موجود ہین سب ہنسین گے [illegible] آگے چلیے ایک پہر بھر کی تکلیف ہے پھر عمر بھر کی راحت ہے افراسیاب تخت کے ساتھ ہو لیا تخت اُڑتا ہوا چلا آفتاب باتین کرتی ہوئی ساتھ ساتھ افراسیاب [illegible] جاتی ہے جیسے ہی قریب قصر نور افشانی کے پہونچی یہان تو مراعاشقان ہے عاشقون کے جا بجا دھونیان رمائے ہوئے ہو حق کر رہے ہین کہین قبرون سے دھوئین نکل رہے ہین کہین قبرون کے جل رہے ہین ہر طرف سے آوازین آتی ہین کہ اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرے عشق مین مرتے ہین ملک و مال چھوٹا سلطنت ترک ہوئی تمھاری یاد مین فقیر بنکر بیٹھے ایک نگاہ تو ٹھادو دوسری بہن ملکہ آفتاب کی ہلال گوہر دندان قصر پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے دیکھا کہ بہن آفتاب افراسیاب کا تخت ساتھ لیے آتی ہین اُٹھکر افراسیاب کو سلام کیا پکار کر پوچھا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آج شہنشاہ کہان ملے کیون بہتیا کیونکر چلے آئے اتفاق سے

ادھر آنکلے افراسیاب نے ہنسکر جواب دیا کہ ای ہلال تمھاری بہن کے مشتاق تھے چلے آئے
آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ والد نامدار کو بلاؤ دوسرے قصر مین نور افشان جادو تھے
غلام نے جاکر خبر دی کہ ملکہ آفتاب افراسیاب کو لائین آپ کو طلب فرماتی ہین نور افشان
کی رنگت متغیر ہوگئی کہا آفتاب نے غضب کیا افراسیاب کو لانا مناسب نہ تھا یہ کہکے اپنے مقام
سے اُٹھے اُس مقام پر آئے افراسیاب کا تخت ہوا پر لہرا رہا ہی آفتاب نے آواز دی کہ ای
والد نامدار شہنشاہ تشریف لائے ہین اور اشارے سے کہا کہ مین مجبور ہوگئی راہ بین شہنشاہ نے
دیکھا بیتاب ہوگئے اشعار پڑھتے تھے باتین وہ کہین کہ جو کبھی کنیز کے کانون نے نہ سُنی تھین سوا اسکے
کوئی چارہ نہ تھا اب یہان حضور موجود ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے نور افشان کو دیکھکر
افراسیاب نے سلام کیا نور افشان نے برخوردار کہا کہا کہ ای شہنشاہ آئیے سرفراز فرمائیے
جو آپ کو کاہش ہی وہی غلام کو بھی خواہش ہی مگر اتنا خیال رہے کہ یہ کم سن ہی اور ملکہ حیرت
جادو عقیل و فہیم ہین انکا اور اُنکا کیونکر ساتھ ہوگا افراسیاب نے کہا کہ مین حیرت کو نکال دونگا
برائے چندے میکے مین چلی جائینگی نور افشان نے کہا کہ اسکی فکر ضرور ہی افراسیاب نے کہا
کہ انکا اور اُنکا سامنا نہ ہوگا نور افشان افراسیاب کو اپنے ساتھ لیکر ایک قصر مین آئے وہ
قصر نہایت آراستہ تھا کہا ای شہنشاہ آج ہی آپ کا سب سامان ہوجائے افراسیاب نے کہا کہ
اُستاد نہایت مہربانی ہوگی عمر بھر احسان مانونگا نور افشان نے کہا کہ مقدم بھونری پھیر
ہمارے یہان کا دستور ہی کہ دُلھن کو سر سے پا تک برقع مین چھپا دیتے ہین حجلۂ عروسی مین جاکر
صورت دیکھے اول صورت نہ دیکھے افراسیاب نے کہا کہ جو آپ کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے
آپ وہی اُستاد ہین کہ جنھون نے مجکو پرورش کیا کمال سکھائے آپ تو اُس شخص کے باپ ہین یہ سنکر
نور افشان نے کہا کہ آج تمھارے باپ بنین گے افراسیاب کو اُس قصر مین بٹھایا ایک
صندوق کھولا اُسمین لباس رکھا تھا کہا یہ لباس دولھا کا ہی عروس کو مین لیجاؤن دُلھن بناکر
لاؤن یہ کہکے آفتاب کو علیحدہ کیا ایک کنیز زنگن بڑھیا اسکو پھولون کا زیور پہنایا عطر
بہت سا کپڑون مین مل دیا سر سے پا تک برقع مین چھپایا اُسی قصر مین اندارہ بھی تھا چند برہمن
بلائے برہمن اشلوک پڑھتے ہوئے آئے تعریف افراسیاب کے اشلوک تھے دُلھن سر جھکائے ہوئے

برہمنون کے بیچ مین بیٹھی ہی افراسیاب اُٹھا برہمنون سے کہا کہ دُلھن کا کچھ قد بڑا معلوم ہوتا ہی برہمنون
نے کہا کہ حضور کے ساتھ شادی ہوتی ہی بالیدہ ہوگئین افراسیاب نے خوشی خوشی دامن دیا برہمنون
نے اسیس دی کہ میان بی بی کا چولی دامن کا ساتھ رہے دُلھن دولھا کے گریبان سے لپٹی رہے
بے کلی نہ ہو واہ رے شہنشاہ خوش لباس فلک اساس کیا دولھا ہین کیا دُلھن ہین برہمنون نے
جھانج بجائے افراسیاب گٹھ بندھن کرکے کنوئین کے گرد پھرے برہمنون نے پھر پُکار کر کہا
کہ جاہ بڑھے آبرو رہے مگر ای شہنشاہ ہوشیار نہ ہونا قطرے کے چوکے اگر گھڑے لنڈھاؤ گے
تو پناہ پانی مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برہمنون نے جو پُکار کر اسیس دی افراسیاب حجاب
سے پانی پانی ہوگیا جب سات چرخ گرد کنوئین کے لگا چکے تو ہلال گوہر دندان ہنستی ہوئی آئین
کہا لو بھیا دُلھن کا ہاتھ پکڑ لو مگر ہاتھ پکڑنے کی لاج رہے افراسیاب نے دُلھن کا ہاتھ پکڑ لیا
ہلال نے کہا کہ بھیا بہت نہ شرماؤ محلہ عروسی مین دُلھن کو لیجاؤ ہلال نے باپ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
کہ ابا جان اب باہر آئیے عاشق و معشوق کا ساتھ ہو یہ دُلھن بھی برسون سے ذکر کیا کرتی تھی نام
پر شہنشاہ کے مرتی تھی ان باتون پر افراسیاب خوش ہوتا ہی کہ دُلھن کے عشق کا حال بیان ہوتا ہی
نور افشان و ہلال وغیرہ باہر گئے افراسیاب کہتا بھی جاتا ہی کہ اباجان ابھی بیٹھیے
باہر تشریف نہ لیجائیے یہان تشریف رکھیے نور افشان نے کہا کہ ای فرزند اب لذت وصل اُٹھاؤ
اب افراسیاب بھولا جاتا ہی کہ نور افشان کیسے راضی ہین اب گٹھ بندھن ہو چکا کیا کوئی قاضی
ہی آخر نور افشان و ہلال وغیرہ باہر گئے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون
کے گرد افراسیاب کے رکھے ہین افراسیاب پھولا ہوا بیٹھا ہی دُلھن بھی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی
کنیزون نے مبارک مبارک کرکے دروازہ بند کیا قفل بھی دروازے مین لگایا افراسیاب نے دُلھن
کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مُنہ کھولو مین صورت زیبا دیکھون
مشتاق جمال ہو رہا ہون دُلھن نے چپکے سے کہا کہ صاحب شراب پیو ایک جام مجھ بدنصیب کو
پلا دو نشے مین جو چاہو کر لو دل اپنا بھر لو نہین تو مین شراب پلاؤن اپنے دولھا کو راضی کرون
دُلھن کے ہاتھون مین داستانے چڑھے ہوئے ہین جام لبریز کیا افراسیاب کے آگے رکھدیا کہا لو پیو
پھر میرا خون پانی ایک کرو افراسیاب اشتیاق وصل مین جام پی گیا دُلھن نے دوسرا جام

تین چار جام افراسیاب کو برابر دیے جب ایک گلابی خالی ہوئی تو دلھن نے ہاتھ گلے مین افراسیاب کے ڈالدیے کہا اے بیٹا انکار نہ کرنا میرا دل بھرنا ہین تشنۂ شربت وصل ہون تیری معشوقۂ اصلی ہون افراسیاب نے بیٹے کے لفظ کا خیال نہ کیا گلے سے لپٹا لیا کہا صاحب برقع تو چہرے سے ہٹاؤ جمال جہان آرا دکھاؤ مین مشتاق جمال ہون طالب وصل ہون دلھن نے کہا کہ بیٹا صورت بھی ضرور دیکھو گے جب مطلب اصلی ہو جاتا تو اختیار تھا جب افراسیاب منتین کرنے لگا تو دلھن نے برقع چہرے سے ہٹایا اور کہا کہ اے فرزند ان باتون کا خیال نہ کرنا ملال نہ کرنا ماں باپ کی بیٹیان ایسی ہی ہوتی ہین جو خوبصورت مین بات ہے وہی بدصورت مین بھی بات موجود ہو بس اب بیٹا جلد آؤ دودھ اُترا ہے پیلو اب جو افراسیاب نے دیکھا کہ یہ کیسی دلھن ہے کالی زنگن ہے سن اتنا کہ سر پر ایک بال نہین مُنھ مین کوئی دانت نہین دُرج دہن موتیون سے خالی گالون مین اسقدر گڑھا کہ پاؤ بھر چنے بھر دو آنکھین املی کے چیئن گالون پر جھریان پڑی ہوئین سینے پر دو اُبلے ہوئے بیگن لٹک رہے ہین بڑھیا نے وہ بیگن اُٹھا کر مُنھ سے افراسیاب کے لگا دیے کہا کہ لو بیٹا پیو شاید کوئی قطرہ نکل آئے میرے بچے کا دماغ قوت پائے روز مچھلیان پکاؤنگی اُسکا شوربا تمکو پلاؤنگی اب تو افراسیاب کو غصہ آیا بڑھیا کو ڈھکیل دیا کہا ارے یہ میرے ساتھ کیا مکر کیا ہٹ میرے پاس سے بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میرے تیرے ساتھ گٹھ بندھن ہوا تو دولھا قرار پایا مین دلھن قرار پائی برہمنون نے پوتھیان پڑھ پڑھ کے اسیس دی کیا مجھ مین کوئی عیب ہے یہ کہکے بڑھیا سر پیٹنے لگی افراسیاب کی زبان پہ ہے کہ ہاے آفتاب گوہر دندان کہان ہے میری آنکھون سے معشوقہ نہان ہے بڑھیا کہتی ہے بیٹا مجھے شاد کرو معشوقہ خوشرو کو نہ یاد کرو نہین تو میرا مادری حق ڈال دو اب تو مین تیرا دامن نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ایک طمانچہ مارا بڑھیا نے گریبان پکڑا دونون مین جوتی پیزار ہونے لگی دونون لڑتے لڑتے تخت سے گرے افراسیاب حیران ہے کہ یہ بلا مجکو نہین چھوڑتی کیسے کیسے طمانچے مارے ہین مگر مُنھ نہین موڑتی سحر جو یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش دریاے حیرت کا جوش اب جو دیکھتے ہین تو ایک ویران جنگل مین بڑھیا گریبان پکڑے کھڑی ہے گاؤن والون کو پکار رہی ہے کبھی نانا کو پکارتی ہے بڑھیا نے جو چلا چلا کے آواز دی ہے گاؤن سے پانچ چار گنوار لٹھ کاندھے پر رکھے ہوے دوڑے آکے پکار کر آواز دی کہ کیون بے او

گدھے ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا بنا ہی گٹھ بندھن کر کے انکار کرتا ہی دلھن بے وارثی نہین ہی ہمارے خاندان کی دلھن ہی ہمارے سبھون کی بڑی بوڑھی گھر کی مربّی کھن اسکے جلنے سے ہم سبھون کے سر پر بزرگ نہ رہا تو اب بھی انکار کرتا ہی اتنے لٹھ مارینگے کہ ہاتھ پانون تمھارے توڑ دینگے افراسیاب نے جو گنوارون کو دیکھا کہ غل مچاتے ہوے لٹھ تانے ہوے آتے ہین چاہتا ہی کہ بڑھیا سے دامن چھڑا کے ایک جانب بھاگون بڑھیا دامن نہین چھوڑتی لپٹی جاتی ہی کہتی ہی کہ میرے پوتے آتے ہین اُن سب کے سامنے بیٹھ کر انصاف کر کیون بھاگتا ہی افراسیاب کو یقین ہی کہ یہ گنوار آ کر لٹھ مارنے لگین گے ایک ہی لٹھ مین سر پھٹ جائیگا قضاے کار آفات چہارہ دست قصر زبرجدی مین تخت زبرجدی پر بیٹھی ہی کنیزان ساحری گرد باتین بنا رہی ہین ایک نے کہا کہ لو غضب ہوا اے بُوا تمنے کچھ اور سُنا اُس ظالم پر عاشق ہوے دوسری نے کہا اور غضب ہو گیا قصر نور افشانی مین گئے تیسری نے کہا کہ لو بُوا اور آفت ہوئی چوتھی نے کہا اور سخت مصیبت ہوئی پانچوین نے کہا کہ لو بہار پر گلشن ہی اب تو گٹھ بندھن ہی ایک نے کہا کہ لو گٹھ بندھن ہو گیا ایک نے کہا کہ شراب بھی پی ایک نے کہا ... بھی بھولے ایک نے کہا کہ دلھن کا چہرہ دیکھا دلھن تو رشک آفتاب ہی دوسری نے کہا فخر ماہتاب ہی تیسری نے کہا کہ لو جھومر جھاٹا ہونے لگی ایک نے کہا کہ لو دلھن نے دولھا کا گریبان پکڑا ایک نے کہا کہ لو جوتی بیزار ہونے لگی ایک نے کہا کہ لو قصر سے بھی نکل گئے ایک ڈھول اُٹھا لائی بجانے لگی کہا بُوا سُنو دولھا دلھن کا سہرا گاتی ہون سہرا

تمکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا
لعل و یاقوت سے ہی صاحب تزئین سہرا

انجمن حلقۂ انجم ہی مکان چرخ برین
چاند سا آپ کا چہرا ہی تو پروین سہرا

نکہت گل سے بسی محفل جشن شادی
گوندھ کر لایا ہی گلزار سے گلچین سہرا

سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہی
سورۂ فاتحہ چہرہ ہی تو آمین سہرا

مصحف پاک پہ تفسیر ہو جس صورت سے
چہرہ سہرے کی جِلا چہرے کی تزئین سہرا

صبح تک شام سے اُٹھے نہ حیا کا پردہ
کان مین کرتا ہی نوشاہ کے تلقین سہرا

گل وہ کترے ہین مضامین کے عجب کیا رعنا
ہمہ تن شکل زبان ہو کے تحسین سہرا

چلا چلا کے کنیزین گانے لگین آفات نے کہا کہ اے نالائقو یہ کسکا ذکر ہی ایک نے کہا کہ لو گنوار بھی آ گئے سب دولہا کے بھائی ہین لٹھ اُٹھائے ہین صحراے ریگستان مین شہنشاہ کو مارا چاہتے ہین

آفات یہ کہکر اُٹھی کہ ہاے میرا بچہ ارے نگوڑے کو سمجھا دیا تھا کہ قصر نور افشانی مین نہ جانا
یون جاکر پھنسا کہ آپ سے باہر ہوگیا ہاے نگوڑے نور افشان کو کیا صدمہ پہونچاؤن کہ اس
بدعت کا بدلا ہو ارے غضب کیا صحراے ریگستان مین پھنسا یا میرے بچے کے حال پر رحم نہ آیا
ارے گنوارون کی چڑھائی یہ جگ ہنسائی یہ کہتی ہوئی آفات چلی دو کنیزین تو پیچھے چلین اور سب
نے کہا کہ بوا ہماری جوتی جاتی ہی نگوڑا بیہودہ بیوقوف گنوارون کی مار کھائے تو بہتر ہی ایسا دیوانہ ہوا
کہ پرائے گھر مین چلا گیا وہان جاکر شادیان کرنے لگا اُنکی دادی جائے اور وہ جائین دونون بہنین
گئی ہین بڑی لذت اُٹھائین گی یہان آفات اُس وقت یہ پہونچی کہ گنوارون نے لٹھ اُٹھائے ہین
دلھن گریبان سے لپٹی ہی لباس پارہ پارہ مہندی ہاتھ مین لگی ہوئی گنوارون کے آگے افراسیاب
منت کر رہا ہی کہتا ہی کہ بھائی لٹھ نہ اُٹھاؤ مین دلھن کو رکھونگا محل اسکے رہنے کو دونگا گنوار کہتے ہین
کہ ابے تیرے محل کہان ہی آفات نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا جل گئی وہین سے لٹھیا کو ہلایا
کہ گنوارون کے سر کٹکر گرے زمین پر آئی ایک دوہتڑ افراسیاب کو مارا زنگن کا ہاتھ پکڑ کے
کھینچا کہا ارے اسکا گریبان تو چھوڑ دے روٹی کپڑا لینا افراسیاب کہتا ہی کہ دادی جان بیشک
گٹھ بندھن ہوا ہی اسی کے ساتھ سامان در پیش ہوا مجھے کیا اس سے انکار ہی یہ ناحق تڑپتی ہی
جو کہیگی وہی کرونگا زنگن نہین مانتی گریبان سے لپٹی جاتی ہی جب تو آفات نے دونون پتلیون
کو اشارہ کیا کہ ارے میرے بچے کو اس نگوڑی بلا سے چھڑاؤ ایک پتلی نے بڑھ کر زنگن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا
زنگن گریبان نہین چھوڑتی جب تو پتلی نے ایک طمانچہ مارا زنگن کا سر اُڑا گلوگاہ سے اُسکے قطرے
خون کے اُڑے پتلی جلکر خاک ہوئی آفات رونے لگی پھر سوچی کہ یہی بہتر ہوا خاک پتلی کی اُٹھا کر
افراسیاب کے مُنھ مین دی کہا آج تیری وجہ سے ایک کنیز بساحری کا خون ہوا او افراسیاب
خانہ خراب اب مسلمانون کو مٹا دے ورنہ اُنکے ہاتھ سے نہ بچیگا آج مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ طلسم
ہوش ربا پر زوال ہی جب تو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا یہ حال ہی دربندون کو مضبوط کر شاہون
کو نامے لکھ جہان تک بن پڑے جلد مہرخ و بہار کا خاتمہ کر اگر عمرو عیار کو مارا تو تو تیری جان بچیگی
ورنہ تیری بھی جان جائیگی افراسیاب نے کہا کہ بیہودہ نہ بکو بارہ سو کنیزون مین ایک کنیز نہ ہوگی
تو کیا ہوگا خاک پتلی کی کھاتے ہی افراسیاب کو سحر یاد آیا کہا جدہ چلو دوسری کنیز نے کہا کہ مین تو

نہ جاؤنگی خاک پر اپنی بہن کی فقیرنی بنونگی آفات نے سمجھایا تپلی کو گود مین اُٹھایا تپلی کا رونا نہین موقوف ہوتا آفات لیکر چلی کہ گنوار گھار لیے ہوے پیدا ہوے دو ہزار جوان ننگے دھوتیان باندھے ہوے ڈھال پھٹکے لیے ہوے آگے آگے ایک زمیندار کانے ٹٹو سے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین وہ دو ہزار برچھیان لیے ہوے وہین سے غلغلہ کرتے ہوے کہ ارے ان خونیون کو مارلو ہمارے بھائیون کو مارا نامردشادی کرکے دلھن کو لایا وہ شربت وصل کی پیاسی تھی ہاے حسرت لیکر دنیا سے گئی ارے انکو مارلو دو ہزار نے تیر مارے مگر زمیندار کے ہاتھ کا تیر سینے پر تپلی کے پڑا سینے کو توڑکر پار گذرا اُڑکھڑا کر تپلی گری ایک چیخ ماری کہ لو جدہ ہم تو جاتے ہین مگر تمکو سُناتے ہین کہ افراسیاب مارا جائیگا ہاتھ سے اسد کے امان نہ پائیگا آفات نے جلدی سے خون سینے کا تپلی کے مُنھ پر افراسیاب کے ملا بس افراسیاب جادو مثل شعلۂ جوالہ کے اُن دو ہزار پر جا پڑا سب کو مارکے کاٹ کے ڈالدیا دیکھا لاشہ ایک شخص کا پڑا ہی افراسیاب نے کہا کہ جدہ یہ کیا شعبدہ ہی دو ہزار کو مارا اور لاش ایک کا پایا یہ کہکر افراسیاب افسوس کرنے لگا کہ ایک آواز آئی او نامرد گھر جان مقدمات مین تیرا کیا دخل ہی غنیمت جان کہ کنیزان سامری نے اپنی جان دیکر تیری جان و آبرو بچائی یہ سُنکر آفات نے کہا کہ ای افراسیاب چل اب رُکنا اس ریگستان مین بہتر نہین آفات نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بٹھا کے افراسیاب کو لے چلی سمجھاتی ہوئی کہ ای افراسیاب اگر مجھکو خبر نہ ہوتی تو ان گنوارون کو کوئی مار سکتا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہی کہ جو تو کر گذرا ہمنے منع کیا تھا کہ کبھی قصر نور افشانی مین نہ جانا تو یون عاشق بنکر گیا نور افشان بلاے روزگار ہی خیر شکر کا مقام ہی کہ اس وقت اُسکو اس طرف توجہ نہ تھی نہین تو کامل لڑائی پڑتی بڑی مشکل تھی خیر مین نے تجکو آکر بچالیا لیکن یہ طریقے اچھے نہین ہر چند کہ تجکو کوئی مار نہین سکتا لیکن ذلت تو ہوئی افراسیاب ہون ہون کرتا ہوا آتا ہی کہ دیکھا ایک ابر سیاہ اُٹھا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا کہ حیرت جادو تخت پر سوار مصور و صورت نگار ہمراہ کئی لاکھ ساحر پشت پر حیرت کی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی حیرت نے اُٹھکر افراسیاب کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ تمھارے پاس باغ سیب مین چلی تھی مقام فریاد ہی وقت امداد ہی سارہ بان زادے نے رات کو عیاری کی نفرت کی بہو کو گرفتار کرکے لے گیا صرصر نے جاکر رہا کیا کیسی ذلت ہوئی اب جدہ تم تو جاؤ مین شہنشاہ کو ساتھ لیجاؤن طبل جنگی بجواؤن صبح کو شہنشاہ

میدان مین نکلین گے سب کا خاتمہ ہو جائیگا سب سے زیادہ بی بہار بلبلاتی ہین بہار کو سزا ملے آفات نے کہاکہ ای افراسیاب تو نہ لڑنا مین جا کر ایک پہلوان بھیجدون حیرت نے کہاکہ ای جدہ بجا ارشاد فرماتی ہین کسی پہلوان کو بھیجدیجیے گا آفات نے کہاکہ مین جاتے ہی روانہ کردونگی آفات طرف کوہ زبرجدی کے گئی حیرت و مصور و صورت نگار وغیرہ نے تخت افراسیاب کو گھیر لیا لیکر چلے قریب کوہ بلور کے پہونچے ملکہ بلور جادو مع دو ہزار کنیزون کے پہاڑ پر کھڑی تھی پرا باندھکر سلام کیا پکار کر کہاکہ ای ملکۂ عالم آئیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہی حیرت جادو نے کہاکہ ای شہنشاہ چلیے یہین چل کر ٹھہریے گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے افراسیاب اُتر پڑا بلور ساتھ لیے ہوے پہاڑ پر آئی مسند بچھی تھی تخت پر افراسیاب کو بٹھایا گرد سب گھیر کر بیٹھے بلور نے آواز دی ارباب نشاط کو بلاؤ سازندون نے ساز درست کیا ایک نازنین سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

غزل

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین
یہی آئینہ وہ ہی جسمین کہ سیماب نہین

آتشِ داغ جدائی سے نہ اُڑ جائیگا
طائر دل ہی یہ کچھ طائر سیماب نہین

صبحدم آج ہی اُس ماہ کا کیا عزم سفر
جو دھوین رات ہی پر جلوۂ مہتاب نہین

کسطرح آج مری نیند اُڑی جاتی ہی
دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین

رات دن ابروے جانان کا تصور ہی ضرور
کون مسجد ہی دلا جسمین کہ محراب نہین

ترک اسباب پہ آمادہ جو ہو ای ناسخ
تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

یہان تو یہ نازنین غزل گا رہی ہی مگر ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین تخت پر بیٹھی ہی تصویرین کل ملکون کے بادشاہون کی لگی ہین جس تختے پر تصویر افراسیاب ہی دیکھا کہ رنگ کاغذ متغیر ہوا ماہیان نے گھبرا کر کہاکہ ارے خیر تو ہی میرے بچے پہ کیا گذری کہ رنگ کاغذ تصویر اُڑا جاتا ہی سات کنیزین اسکی بھی خدمت مین رہتی ہین ایک جانب سر جھکائے بیٹھی ہین ماہیان نے کہاکہ کیون بیبیو میرے بچے کا مزاج کیسا ہی رنگ کاغذ تصویر متغیر ہوا کنیزین روتی ہین کچھ جواب اسکا نہین دیتین جب ماہیان نے ہاتھ باندھے کہ کیون بیبیو نہ بولنا کیسا تمہارا کیسا مزاج ہی افراسیاب تو سب کے سر کا تاج ہی اُسکا حال پوچھتے ہین بتا نہین سکتین ایک نے کہاکہ سفلہ مزاج کی طبیعت کا حال کیا کہین قصر زرافشانی مین جا کر بیٹھے وہان شادی بھی کر گذرے ہاتھ سے

زنگن کے جدہ نے بچایا وہ تو سحر اتمام سحر سے معمور ہی اب نقلی کوہ بلور پر افراسیاب کو ریگستان
جادو نے حیرت بنکر بچایا ہی نہین معلوم کیا منظور ہی ابھی تو گانا ہو رہا ہی دم بھر مین شراب چلیگی
قیامت برپا ہوگی شراب پی اور غضب ہوا یہ سنکر ماہیان اُٹھی کہا کہ ارے اس سفلے نے نام
ہوش ربا مٹایا پادشاہ ہوش ربا کے واسطے یہ رتبہ تھا کہ جسپر نگاہ قہر سے دیکھے وہ جل جائے
یہ اب تلوار کھینچتے ہین اور لڑتے ہین اور پھر کچھ نہین ہوتا یہ کہکر جھپٹی اور آسمان مین ڈوب گئی
راہ مین دیکھا ساحر جمے ہوے کھڑے ہین اُنھون نے جو ماہیان کو دیکھا سحر کرنے لگے ماہیان
تڑپ کر گری برق چمکائی آگ برسائی تلوار پھینک ماری ہزارون کے سر کٹے ہزارون کے
ہاتھ منھ ٹوٹے ہزارون پیوند زمین ہوے قیامت برپا ہوگئی نیمچہ پکڑے ہوے گھس کر لڑ رہی ہی جب ہاتھ
تلوار کا ہلایا دو دو سو کے سر اُڑا دیے جب مٹھی سے سنگریزے پھینکے پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی عرصے
مین بارہ ہزار کو اسنے قتل کیا نیچے سے خون ٹپکتا ہوا لختے خون کے سینے پر جمے ہوے اس رنگ
سے ماہیان جاتی ہی اُس وقت پہونچی کہ آسمان سے ماہیان نے دیکھا کہ وہ جو نازنین شکل
بلور ہی اُسنے جام لبریز کیا ہاتھ بڑھا کر عرض کی کہ ای شہنشاہ بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + حیرت نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ ای شہنشاہ پیجیے شراب
آپ پئین گے نشہ ہمین ہوگا آپ کو فرحت ہو ہمارے بھی دل کو تقویت ہو افراسیاب نے ہاتھ
بڑھایا حیرت علیحدہ ہوئی کہ ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بن کے
اُڑ گئی دوسری برق چمکی پلانے والی کا سر اُڑ گیا افراسیاب نے کہا کہ ارے یہ کون ہی بادولت
کے سامنے سحر کیا بوٹیان کاٹ کے پھینک دونگا یہ کہکر طرف آسمان کے دیکھا کسی کو نہ پایا حیران
ہوگیا حیرت پیچھے ہٹی ماہیان نے پھر ہاتھ ہلایا برق گری کہ حیرت کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب
نے سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا ماہیان نے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خانہ خراب اگر شراب
پی لیتا تو بانی ہوکے بہجاتا یہ شعلہ مزاجی جور دکو دیکھکر پگھل گئے یہ سختی اُٹھائی کوہ بلور جان کے
چلے آئے ارے دبولنے دیکھ تو یہ کوہ بلور ہی اب جو افراسیاب نے نگاہ اُٹھائی کوہ ویران
میدان سنسان خاک اُڑ رہی ہی پتے درختون کے باد خزان سے گر رہے ہین شاخون پر
باد خزان سے ہجوم غم و الم گل و غنچے بیدم کہین پھول و پھل کا نام نہین بہار کو اُس جنگل سے کام نہین

حیرت کے مرتے ہی مصور وصورت نگار قطرۂ آب تھے زمین مین جذب ہو گئے تمام لشکر غائب ہوا ماہیان نے کہا کہ اد افراسیاب واسطہ سامری وجمشید کا ان حرکتون سے باز آ مین نے یہ بھی سُنا کہ قصر نور افشانی مین جاکر قید ہوے دادی صاحب آپ کی وہان پہونچین اُنھون نے جاکر بچایا ورنہ زنگمن جان لیتی دلھن بنی تھی بھلا بچا چھوڑتی اد افراسیاب بڑے افسوس کا مقام ہی اسوقت نور افشان وکوکب قصر جمشیدی مین ہین اگر یہان ہوتے تو مزا چکھاتی افراسیاب بگڑا ہوا ہی کہتا ہی نانی امان اب مین کیا کرونگا مہرخ وبہار کے ٹکڑے اُڑادونگا جب وہ قتل ہونے لگین گی تو نور افشان وکوکب ضرور آئین گے مہرخ وغیرہ کو آکے بچائین گے نانی جان تم بھی آجانا دادی امان بھی وعدہ کر گئی ہین اب مین جاتا ہون ماہیان طرف پردۂ ظلمات کے گئی یہان مہرخ وبہار وغیرہ پشتۂ رنگین حصار پر اُتری ہین لشکر بہ عنایت خدا بائیس لاکھ کا جمع ہی چار سی ساڑھے چار سی افسران فوج سب لڑنے والے مرنے والے جان دینے پر آمادہ مہرخ خواجہ سے ذکر کر رہی ہین کہ اب رہائی اسد کی فکر کیجیے خواجہ فرماتے مین کیا تدبیر کرون خدا تدبیر بتائیگا اُنکی بھی رہائی کا وقت آئیگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ ای شہنشاہ لشکر اسلام افراسیاب بڑے قہر وغضب سے آیا ہی سر بارگاہ بیٹھا کہ رہا ہی کہ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل مسلمانان سے مُنھ نہ موڑونگا عمرو نے کہا کہ بکنے دو موت زیست ہماری خدا کے اختیار مین ہی کیون بیقرار ہو برق تڑپ کر اُٹھا چالاک بھی چلا چالاک صورت بدلے ہوے در دولت ملکہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز موسوم بہ شگوفہ کو بیہوش کرکے اُسکی شکل بنا افراسیاب کی نگاہ بچاکر سر پر حیرت کے آکر مگس رانی کرنے لگا برق بھی ایک ساحر سیاہ فام کی شکل بنکر پہونچا ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا افراسیاب کہ رہا کہ ای حیرت طبل جنگی بجوا دُ کل ما بدولت خود لڑین گے مصور وصورت نگار وسرباد ابریق سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے افراسیاب کی منتین کرنے لگے کہ ای شہنشاہ غصے کو کام نہ فرمائیے مصور کہتا ہی کہ مین نے سحر تیار کیا ہی کئی سی تصویرین درست ہین غلام کے سردار بھی چالاک وچست ہین سب کو دیوانہ کر دونگا یہ کہکے صندقچہ سامنے افراسیاب کے پیش کیا کہا دیکھیے یہ تصویرین تیار ہین سب کے سحر بیکار ہو جائین گے بہار کو یون گرفتار کرون کہ بھول جائین

سمایا پھول بہانا پھول جاؤیں رعد و برق کو تڑپا کے مارونگا افراسیاب کہتا ہی کہ مرشد زادے آپ تکلیف نہ کرین مین بسے آج بڑا ملال اٹھایا ہی اس بڈھے لورا فشان نے بڑا شعبدہ دکھایا ایک سحر مین دیوانہ کرونگا کل بہ میدان لشتۂ رنگین حصار لاشون سے بھرونگا ملکہ حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ اے شہنشاہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین آپ کے سحر کو کون روکیگا کون آپ کو ٹوکیگا لیکن اگر دشمنون پر کچھ افتاد پڑی تو مین کدھر کی ہوئی مسلمان بڑی بڑی بدعتین کرینگے بی بہار میرے خون کی پیاسی ہین جو پائین تو قتل کر ڈالین اپنے نام پر طبل جنگی نہ بجوائیے اور سردار لڑینگے مصور نہ صندوقچہ بغل مین لیے باتین کر رہا ہی دربار مین یہ ذکر ہی مسلمانون کے مٹانے کی فکر ہی کہ ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا افراسیاب نے کہا کہ کوئی خیر خواہ ما بدولت کا آتا ہی مرشد زادے صاحب ذرا بڑھ کر دیکھیے تو صندوقچہ بغل مین مصور دبائے ہوے باہر جاتا ہی جب جلو خانے مین پہونچا خدمتگار نے عرض کی حضور صندوقچہ مجھے دیجیے آپ بغل مین لیکر نہ چلیے مصور نے پلٹ کر پُرانے خدمتگار کو دیکھا صندوقچہ بغل سے دیا باہر نکلا کہ صورت نگار بھی آئی کہا مرشد زادے صندوقچہ کیا کیا مصور نے پلٹ کر کہا کہ خدمتگار کے پاس ہی مصور نے جب خدمتگار کو سامنے نہ دیکھا گھبرا گیا کہا ارے خدمتگار کہان گیا صورت نگار ڈھونڈھنے لگی مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش بدحواس دوڑے دوڑے پھرتے ہین غل مچاتے ہین ارے پُرانا خدمتگار جسنے مرشد زادے کو گود مین کھلایا سعادت خان کہان ہی سب خدمتگار چلی سعادت خان کو پکڑ کر سامنے لائے مصور نے کہا کہ ارے صندوقچہ کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ مجھے کب دیا مین تو جامہ خانے مین تھا مجکو خدمتگار پکڑ لائے مرشد زادے مین تو آج باہر بھی نہین نکلا لباس حضور کا گن رہا تھا مصور نے کہا کہ ابھی جلو خانے مین تجکو دیا ہی کاہے کو مکرتا ہی ارے اُسمین مال نہین ہی تصویرین کاغذ کی ہین جہان رکھ آیا ہو اُٹھا لا اُس سے تجکو کچھ نفع نہ ملیگا مہرخ و بہار وغیرہ کی تصویرین ہین واسطہ سامری و جمشید کا انکار نہ کر صندوقچہ میرا لا دے سعادت خان عرض کرتا ہی مرشد زادے مین صندوقچہ نہین لے گیا مین آج صبح سے باہر بھی نہین نکلا یہ ہلڑ جو افراسیاب نے سُنا گھبرا گیا کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی مصاحبون نے عرض کی کہ حضور مرشد زادے نے خدمتگار کو صندوقچہ دیا وہ انکار کرتا ہی کہ مجکو نہین دیا اسی مضمون کا غلغلہ ہی افراسیاب نے انگشتر جمشیدی کو چمکایا آواز آئی کہ وہ خدمتگار برق فرنگی تھا

خدمتگار بنکر صندوقچہ لے گیا سعادت خان پر ناحق تہمت رکھتے ہین پہلے نہ پہچان لیا افراسیاب اُٹھکر باہر آیا خدمتگار کو مصور سے چھڑایا کہا کہ مرشدزادے آپ نے نگار کے تصویرون کی صفت بیان کی وہ مجبور یا کھڑا سُن رہا تھا خدمتگار بنکر لے گیا اس بیچارے نے کچھ خطا نہین کی یہ سچ کہتا ہی کہ وہ ابر سیاہ آکر پھٹا مفتاح زرین ترکش کو دیکھا کہ دولاکھ فوج ساتھ تخت پر سوار بنیر چل رہے ہین ابر مین ہنگامہ مفتاح زرین ترکش اُترا افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا صحرائے زرین پوشان مین شکار کھیل رہا تھا اُس صحرا مین چند غلامان سامری رہتے ہین جب مین جاتا ہون تو براے خدمتگاری آتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ شہنشاہ نے بڑی تکلیف اُٹھائی غلام فوراً روانہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا پر یہ مصیبتین آپ عشق مین مبہوت ہوگئے ہین کل ہی سب مسلمانون کو قتل کرونگا اگر نور افشان آئین دانکی بھی مشکین باندھون کو کب کی بھی بربادی در پیش ہی طلسم نور افشان پر چڑھ جاؤنگا اُنکو بھی قتل کرونگا میان نور افشان بڑے گستاخ ہوگئے ہین دیکھیے تو کیا حال کرتا ہون آپ غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائیے پھر کل تماشہ دیکھیے افراسیاب نے کہا کہ ای مفتاح اگر عیارون کے ہاتھ سے بچوگے تو سب کام کروگے مفتاح قہقہہ مار کر ہنسا پوچھا حضور عیار بڑے ساحر ہین افراسیاب نے کہا کہ سحر کا ایک لفظ نہین جانتے مگر بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹا بنکر دام مکر پھیلاتے ہین کہا حضور یہ کچھ مشکل نہین کیا مجال ہی کہ میرے سامنے آسکین ہونٹھ ہلا سکین یہ کہکر اُسی وقت حکم دیا مفتاح زرین ترکش کے نام پر طبل جنگی بجا افراسیاب کے غصے کو مفتاح زرین ترکش نے ٹھنڈا کیا ہرکارے اہل اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین مہرخ کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مفتاح زرین ترکش آیا اُسکے نام پر طبل جنگی بجا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر میدان مین معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے ملکہ مہرخ نے حکم دیا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مفتاح افراسیاب سے بیٹھا باتین کر رہا ہی پشت پر حیرت کے جو دیکھا ایک کنیز نہایت حسین و مہ جبین کچھ اشارہ کر رہی ہی مفتاح نے مُنھ پھیر لیا پھر سر اُٹھایا اُسنے انگوٹھا دکھایا کبھی مُنھ چڑھایا مفتاح بھی ہنسا لیکن افراسیاب سے باتین کر رہا ہی پلٹ پلٹ کے اُسی جانب دیکھتا ہی اشارون سے بیتاب ہی

جو ال تو مطلع نظریان رہزن نگاہ یا بھی شمشیر ہی + ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی + دیکھتا ہی اور رہا جاتا ہی آخر مفتاح نے افراسیاب سے نگاہ بچا کر اشارہ کیا کہ ہم خیمے مین جاتے ہین وہان تم بھی آؤ کنیز نے سر ہلایا اشارہ سمجھا کہ مین حاضر ہوتی ہون مفتاح نے افراسیاب سے عرض کی اب غلام اپنی بارگاہ مین جاتا ہی جا کر سحر تیار کرون صبح کو مسلمان پامال ہون رات سے تدبیر ضرور ہی یہ کہکر اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا سحر تیار کرنے لگا بعد تھوڑے عرصے کے مردہے نے آکر عرض کی کہ در دولت پر ایک نازنین حسین حاضر ہی حاضر خدمت ہوا چاہتی ہی مفتاح نے کہا کہ آنے دو کنیز آئی جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحب جب سے تم آئے تمھاری نگاہون نے ذبح کر ڈالا آخر ضبط نہ ہو سکا حاضر خدمت ہوئی دمبدم ترقی ولولۂ جنون ہی کلیجہ خون ہی کیا کیفیت عرض کرون نہایت مجبور و ناچار ہون

نظم

تجکو خوش چشمون سے رم مثل غزال جستہ ہی — دام گیسو سے گریزان اب دل وارستہ ہی
مصرع ثانی لگائے کوئی زیر آسمان — ماہ نو یہ ایک اُسکا مصرع برجستہ ہی
دشت غربت مین ہین سودائی دہان یار کا — پوچھتا ہون کس طرف ملک عدم کا رستہ ہی
اتنی ہی الجھی انگلیان ہین استخوان جسم نہین — پور پور انکی مگر خرمائے تر بے خستہ ہی
کرتے ہین تحریر ہم حال شب تار فراق — یکقلم ہر روز کاغذ کا سیہ اک دستہ ہی
صبح اُٹھکر آئینہ دیکھا تو یہ کہنے لگا — صاف تر اس سے ہمارا چہرۂ ناشستہ ہی
ہی تصور مین ہمیشہ سبز خط اُس طفل کا — اپنی نظرون مین بہار سبزۂ وارستہ ہی
کوشش اخفا عبث ہی فاش ہوگا خلق مین — راز دل ناسخ شراب شیشۂ لبشکستہ ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ مفتاح بیقرار ہو گیا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین سب طرح تجھسے راضی ہون نازنین نے کہا ای مفتاح تم شہنشاہ قلعۂ زرین پوشان ہو مسلمانون کے قتل پر آپ نے کمر باندھی ہی اور مرتبے تمھارے اعلے ہونگے شاید اُس وقت بھول جائیے مفتاح نے کہا کہ مین تمکو خاتون محل اپنا قرار دونگا نازنین نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای مفتاح تمھارے تیور سے غرور معلوم ہوتا ہی شراب نوش کرو مفتاح نے کہا کہ شہنشاہ نے منع کیا ہی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا نازنین نے ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے تو نہین منع کیا ہی یہ کہکر دوڑ کے گلابی اُٹھائی کہا مین تو شراب

زبردستی پلاؤنگی جام لبریز کیا مفتاح نے کہا کہ ای مہ جبین آج کی شب تو تامل کر بعد اسکے تیرے ہاتھ سے شراب پیون گا نازنین نے کہا کہ مین تو ابھی پلاؤنگی اور رونے لگی کہا یون صاحب مجھے دشمن جانتے ہو چاہنے والے کو نہین پہچانتے ہو یہ کہکر جام لبون سے لگا دیا مفتاح نے شراب کو ہاتھ سے لیا کہا اچھا صاحب پیتا ہون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھا شراب شعلہ بار ہوگئی مفتاح نے کہا کہ اذا لالائی بارگاہ سے فقرہ کرکے لایا چالاک نے چاہا کہ نعرہ کرکے بیچارہ ون مفتاح نے سحر کیا کہ چالاک زمین پر گرا پھڑکنے لگا منہ پکڑ کے مفتاح اُٹھا رنگ و روغن چہرے کا اڑا دیا نام بھی معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہی ہرچند چالاک منت و خوشامد کرتا ہی مفتاح نے تلوار گلے پر رکھدی چالاک نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب حقیقی و ای معبود تحقیقی اس بلا سے بچا نظم

دیدہ بکشا تا جہان سر تا بپا آید نظر	غور کن تا جلوۂ قدرت ترا آید نظر
جزو کل از ابتدا تا انتہا آید نظر	نیک و بد خرد و کلان شاہ و گدا آید نظر
آشنا آید نظر نا آشنا آید نظر	ہر کسے در حالت خود مبتلا آید نظر
ہر طرف روشن جمال دلربا آید نظر	ہر نوا فگن نور حسن جانفزا آید نظر
از حجاب سینہ روے مدعا آید نظر	صورت واحد ز دیدہ جابجا آید نظر
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

ابھی یہ کہہ کے بہو چالاک نے دعا کی چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور ذرا تامل کرین ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین مفتاح نے کہا کہ بلا لو صرصر اندر آئی جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور اس عیار کو کیونکر پکڑا ملکہ حیرت نے ایک سحر آپ کو دیا ہی اسکو تیار کر لیجیے آگ منگائیے انگیٹھی طلب کیجیے آگ اور انگیٹھی آئی صرصر نے لوبان ہاتھ مین دیا کہا اسکو آگ پر ڈالیے دھوان پھیل جائیگا ہر وقت دھوئین سے آواز آئیگی کہ فلان عیار آتا ہی اسی وقت ہوشیار ہو جائیے گا مفتاح نے لوبان آگ پر ڈالا بغور سر جھکائے دیکھ رہا ہی کہ دھوان جو نکلا دماغ مین پہنچا غش کرکے گرا صرصر نے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرۂ برق

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی	کہے کون مکار و عیار ہون	گردن سنگڑون کی سر کی راہ طی
	ور کمر پہ میرا ہی سر ار ہا	تڑپ سے ہوئی چرخ بھی دار ہا

زیر قدم غرب ہی شرق ہی	اچھلا وہ ہون مین نام بھی برق ہی
یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ	

پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من مفتاح زرین نرگش
بود افراسیاب پاس حیرت کے پڑا سو رہا تھا کہ یہ صدائے دردناک کان مین آئی اُٹھ بیٹھا حیرت کو
جگایا کہا ای حیرت مفتاح زرین نرگش مارا گیا ابھی مین نے آواز سُنی حیرت نے کنیزون کو آواز دی
کہ خبر تو لاؤ کنیزین گئین دیکھا لشکر پر آگ برس رہی ہی بارگاہ جل رہی ہی کنیزون نے جا کے دیکھا
کہ لاشہ مفتاح زرین نرگش کا خون مین لوٹ رہا ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین کنیزون نے
حال دریافت کیا رنجیدہ پلٹین آکر افراسیاب سے عرض کی کہ ای شہنشاہ مفتاح کو چالاک
و برق نے مارا افراسیاب نے کف افسوس ملے کہا کہ اب صبح کو مین سمجھ لونگا تیاریان ہو رہی ہین
وہ وقت آکر پہونچا کہ افراسیاب سرکش مہر درخشان تخت فلک چرخ چہارم پر رونق پذیر ہوا
فوجین جانبین سے چلین ملکہ مہرخ سوار ہوئین ایک طرف بہار گلعذار ایک جانب باغبان
نامدار ایک جانب رعد و برق عالی وقار سب ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوے آگے سب کے
اشتعال آدمخوار جھومتا ہوا مُنھ سے دھوان نکلتا ہوا سب لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدانِ
کارزار مین آکر پہونچے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ افراسیاب خانہ خراب پشت مرکب
مشکین پرند پر کب باساز و یراق مرصع کار حیرت بادو تخت پر یصد کروفر پشت پر لشکر ساحران
علمہائے سیاہ کھلے ہوے نقیب آگے آگے آوازین لگاتے ہوے تعریف افراسیاب کے اشعار
پڑھتے ہوے یا سامری و جمشید کی صدائین بلند کفار خودپسند با زوبط و قرقرے پر سوار لشکر گران
لیکر حیرت آئی ہی ملکہ مہرخ نے جو آگے آگے افراسیاب کو دیکھا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ملکہ
بہار کی رنگت متغیر رعد و برق تڑپ گئے لشکر مین انتشار ہر سردار بیقرار ملکہ مہرخ کے قریب سب
آگئے کہا ملکہ عالم کیا ہوگا آج افراسیاب خود آیا ہی ملکہ مہرخ نے کہا کہ خدا مالک ہی صفین لشکرون
کی جمین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ ہوے نقیبون
نے بڑھ کر نقابت کی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے نظم

نماند راجہ و خاقان نہ قیصر و فغفور	نہ بابر و نہ ہمایون نہ اکبر و تیمور
بدل فقیر بشو ای مرد حق بظاہر پوش	ببر لباس زری و بسر کلاہِ سمور

خدا اگناہ بہ بخشند خدا بپوشد عیب — خدا ز بندۂ عاصی کند معاف قصور
ہر آنکہ بست بہ نیاے بیوفا پیوند — شود بعاقبت کار از خدا مہجور
ز سوز درد دل و آتش محبت خویش — نمود سینۂ عشاق گرم چون تنور
بحمد حضرت خلاق زد رقم ہمدی — بپاس خاطر اہل تصوف این منشور

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے سردار رونے لگے آپسمین کہتے تھے کہ ای یارو دنیا کی یہ حقیقت ہی بیکار مال و دولت ہی دیکھین آج تقدیر کیا دکھائے اُس شخص سے آج مقابلہ ہی کہ جسکا طلسم ہوش ربا مین عدیل و نظیر نہین ایسا کوئی صاحب جاہ و توقیر نہین خدا اسکی بدعت سے بچائے روز سیاہ کا منہہ نہ دکھائے کہ افراسیاب نے گھوڑا بڑھایا سامنے تخت حیرت کے آیا کہا لو صاحب اجازت میدان حیرت نے دامن افراسیاب کا تھام لیا کہا کہ ای شہنشاہ اور سردار موجود ہین مصور نے گھوڑا بڑھا دیا دامن افراسیاب کا پکڑ کے کہا کہ ای شہنشاہ مین میدان مین جاؤنگا آپ کو نہ جانے دونگا سب کی مشکین باندھ کر لاؤنگا مین نے رات کو چند مرقع کھینچے ہین احکام سامری بھی اُسمین لکھے ہین مین جا کر سب کا خاتمہ کر دونگا صورت نگار نے بھی آکر بیان کیا کہ رات بھر مرشد زادے جاگے ہین سحر تیار کیا کیے یہی فرماتے تھے کہ افراسیاب کو کل میدان مین نہ جانے دونگا مین خود برائے مقابلہ جاؤنگا افراسیاب ناچار ہوا آخر مصور کو اجازت میدان دی مصور گھوڑا اچپکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکل کر مقابلہ کرے مصور کا للکارنا تھا کہ بہار گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سامنے مصور کے پہونچین مصور نے جیب سے تصویر نکالی جیسے ہی بہار کے سامنے تصویر کی جہار مسکرائین گوہر دندان سے برق چمکی تصویر جل کر خاک ہوئی بہار نے گلدستہ مارا جا کر سر پر مصور کے چھٹا پھول برسے ہوا سرد چلی درخت سرسبز و شاداب ہوئے شاخین بار اثمار سے سرنگون ہوئین درخت جھومنے لگے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کر کے یہ غزل گائی **نظم**

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک — آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
جبر اختیار مین بھی کرونگا تمام عمر — دیکھون ستم وہ مجھپہ کریگا کہان تلک
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہگیا — افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک

رسوائیون کا آپ کے اسد رجہ تھا خیال
صیاد پر کتر کے رہا کیون کیا ب مجھے
ہلجائینگے یقین ہی سب قدسیون کے دل
سائل کو بے طلب کیئے سطوت جہان مین دئے

دل جل گیا پہ مُنھ سے نہ نکلا دھوان تلک
مین کس طرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
نالہ پہونچگیا جو مرا آسمان تلک
کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے مصور جھُومنے لگا ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ بہار کے چلا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز کشتی لیکر سامنے آئی کان مین طرہ لگا دیا گلے مین بدھی پہنائی مصور پھُول گیا بدھی پر ہاتھ پھیرتا ہی ہاتھ باندھکر طرف بہار کے چلا اور بہار نے اشارہ کیا افراسیاب نے جو یہ رنگ مصور دیکھا کہ مصور رنشین کرتا ہوا جاتا ہی اور بہار اشارے کررہی ہی آواز دی کہ او دشمن خاندان سامری یہ نہین تجکو سوجھا کہ ان بدولت کھڑے ہین افراسیاب نے مرکب بڑھایا بہار نے دوسرا گلدستہ افراسیاب پر مارا افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا پھُول جو برستے تھے جل جل کر گرنے لگے بہار نے سب گجرے پھُولون کے گلے سے اُتار کر افراسیاب پر پھینک مارے افراسیاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا پھُول تو بے شمار برسے ہوائے سرد چلی طائرون نے اشعار بھی پڑھے درخت جھُومے مگر افراسیاب نے آنکھون سے اور ہاتھون سے اشارہ کیا پھُول جل گئے درخت جو سرسبز تھے پتے گر کے نخل خشک ہوے طائر کباب بنکر جلے طائرون کا جلنا اُس بہار مین عمل خزان ہونا بہار نے زیور جسم سے اُتارا افراسیاب پر پھینک ارا آواز دی کہ ای مشتاق حیلہ شکن افراسیاب کو لینا ہر زیور سے ایک ایک طائر پیدا ہوا کڑے جو ٹوٹے اُسمین سے ایک طائر کلان اجکل باز پیدا ہوا آواز دی کہ ای افراسیاب ذرا ادھر متوجہ ہو جا دیکھ تُس مین کیا عرض کرتا ہون افراسیاب نے سر اُٹھایا وہ باز بازنہ آیا آنکھ سے آنکھ ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

غیر کے آگے جو مین اُسکو بُلاکر رہگیا
پاس سے جب میرے اُٹھ کر اپنے گھر کو وہ چلے
کوچۂ دلدار کی جانب چلا جب مین نحیف
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار

شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
کچھ نہ مُنھ سے کہ سکا آنسو بہا کر رہگیا
ناتوانی کے سبب اک گام اُٹھاکر رہگیا
ہاے سطوت ہند مین بیکار آکر رہگیا

افراسیاب جھوما ایک عقاب پیدا ہوا عقاب نے آکر باز کو چیر ڈالا باز کا مرنا کہ افراسیاب یا تو جھومتا تھا

آنکھین سرخ ہوئی تھین یا سرخی دفع ہوئی آواز دی کہ او عقاب بہار کو لینا ادای طائران صحرائی سرداروں کو بھی لینا ایک عقاب تڑپ کر بہار پر گرا بہار کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیچلا کئی ہزار طائر صحرا سے پیدا ہوسے ایک ایک سردار پر ایک ایک طائر گرا ایک ایک سردار کو ایک ایک طائر نے اُٹھالیا آسمان کی طرف چلے ملکہ مہرخ تخت سے کود کر چھپنے لگین کہ ایک ہما پیدا ہوا اُسنے ملکہ مہرخ کو اُٹھالیا چارسو ساڑھے چارسو طائر سردارون پر گرے لیکر چلے اُس وقت اہل لشکر کا بلکنا اور تڑپنا اور پھڑکنا اور پکارنا کہ ای پروردگار وای سامع الدعوات وای رفیع الدرجات اپنا رحم شریک کر یہ وقت مدد ہی ہمارے افسرون کو بچالے تیری رحیمی سے کیا بعید ہی نظم

گہے ہمرنگ گلزار چمن گشت ۔ گہے مانند بلبل نغمہ زن گشت
گہے مرد دلاور شیر میدان ۔ گہے پردہ نشین مانند زن گشت
گہے شیرین گہے لیلے و یوسف ۔ گہے مجنون زلیخا کوہکن گشت
گہے مثل بدن شد زینت جان ۔ گہے مانند جان جزو بدن گشت
ز شر و شد گہے آن شوخ طناز ۔ گہے شیرین زبان شیرین سخن گشت
گہے جشن و خوشی و عشرت و عیش ۔ گہے درد و غم و رنج و محن گشت
ز ہر صورت خدا صورت نماید ۔ نقاب از چہرۂ انور کشاید

سارا لشکر دعا کر رہا ہی کوئی خدا کو پکارتا ہی کوئی خاصان خدا کو پکار رہا ہی کوئی عاشقان خدا کے واسطے دیتا ہی دو چارسو طائر بلند ہوے تھے یقین تھا کہ آسمان مین ڈوبین کہ ایک دناتا ہوا ایک غبار زمین پر اُٹھا کہ لشکر حیرت اُس غبار مین چھپ گیا غبار بلند ہوتا جاتا ہی اُس غبار سے طائر پیدا ہونے لگے افراسیاب بھی غبار کے اندر ہی طائر جو غبار سے پیدا ہوے تھے جا کر اُن طائرون سے لپٹ گئے اُن طائرون کو چیر ڈالا ہما پر ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا جو قریب پہونچا جس طائر کے پنجے مین ملکہ مہرخ تھین وہ طائر بشکل ہما ہی دوسرا طائر جو قریب پہونچا اُسنے جاتے ہی ہما کو پکڑ لیا منقار آنکھ مین ماری آنکھین دونون ہما کی پھوٹین پنجون سے پکڑ کے ہما کو چیر ڈالا ملکہ مہرخ نے رہائی پائی چارسو ساڑھے چارسو سردار چھوٹ کر زمین پر آئے مگر زمین پر آتے ہی غبار افراسیاب پر سے دفع ہوا افراسیاب نے جو یہ معاملہ دیکھا جل گیا پکار کر آواز دی کہ ای طائران صحرائی یہ کیا بے ادبی کی تمھارا افسر کون ہی طائرون نے

چاہا اُڑ کر بھاگین کہ افراسیاب نے مٹھا سنگریزون کا مارا سب طائر جل کر گرے جس طائر نے مہرخ کو بچایا
تھا اور بہاگو مارا تھا وہ سنگریزون سے نہین جلا افراسیاب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور آواز دی
کہ ارے تو کیون بچا یہ کہکے سنگریزہ مارا سنگریزہ پلٹ کر شانے پر افراسیاب کے پڑا کہ شانے سے
افراسیاب کے خون جاری ہوا افراسیاب نے جھلا کر آواز دی کہ ارے باغبان طلسم کیا مر گئے لاؤ
تاج طلسمی دیکھا سب نے کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک نازنین کو دیکھا کہ سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے
لچھا گنجیون کا ازاربند مین ایک کشتی ہاتھ پہ لا کر تاج افراسیاب کو پہنایا زرہ پہنائی کہا کہ ای
شہنشاہ یہ گولہ حاضر ہے وہ گولہ افراسیاب نے لیکر اُسی طائر پر کھینچ مارا گولہ جاکر طائر پر پڑا
طائر نے کہلے پر منقار ماری گولہ پھٹا ایک غبار نکلا غبار نے طائر کو گھیر لیا بعد تھوڑے عرصے کے لوگون نے
دیکھا کہ نور افشان کا سر زخمی ہے افراسیاب کے مقابلے مین جاتا ہے افراسیاب نے ڈانٹا
کہ او بہن نابالغ تو نے کلیجہ جلا دیا آج زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ تول کر افراسیاب نور افشان پر جا پڑا
تلوار چلنے لگی نور افشان کا ہاتھ سر افراسیاب تک نہین پہونچتا افراسیاب جب تیغہ مارتا ہے
نور افشان کے سر پر آتا ہے بیلہ پڑا سر زخمی ہوا نور افشان جب ہاتھ مارتے ہین ہاتھ بلند رہتا ہے
نہین معلوم کیا سر ہے کہ سر تک افراسیاب کے تیغہ نہین پہونچتا چالیس وار آپس مین رد و قدح کے
ہوئے جتنے ہاتھ افراسیاب نے مارے اُتنے زخم جسم پر نور افشان کے پڑے مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
دیکہ تاز میدان جلالت چاہتا ہے جھپٹ کر افراسیاب سے لپٹ جاؤن تلوار چھین لون افراسیاب
چمک چمک کر ہاتھ مار رہا ہے اُس پریشانی مین نور افشان دعائین کر رہا ہے کہ ای پروردگار و ای
کریم کارساز و ای بندہ نواز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے ای
رحیم کارساز ہمیشہ دل کو ہدایت بہ نیکی کرتا ہون نظم

ہمیشہ در عبادت باش مصروف	کہ ہست این کار از ہر کار مالوف
عبادت کن عبادت کن عبادت	کہ بخشش بر عبادت ہست موقوف
فقیری کن کہ درویش صفا کیش	شہنشاہی کند در جامۂ صوف
نگہدار از عصیان ہر کہ خود را	نگردد مبتلا و زار و مائوف
بود نظمت درین دو رزمانہ	پس از تو ہند یا مشہور و معروف

بلکہ جو نورافشان نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر نہ پہونچا تھا کہ نعرہ ہوا باش ادہیرنا بالغ اب
میرے ہاتھ سے کیا بچیگا دیکھا سب نے کہ ماہیان دھم سے زمین پر گری افراسیاب تیغہ لیکر
چلا ایک طرف سے ماہیان چلی اُس وقت نورافشان کی بیقراری و اشکباری سر سے خون
لیکر کچھ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا اگر تاج طلسمی نہ پہنے ہوتا یقین تھا کہ جل جاتا مگر تاج
کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا ماہیان نے دوڑ کر افراسیاب کو اُٹھایا پنجے مین دبایا
لے بھاگی نورافشان کا اُسی غصے مین قصد ہوا کہ جا کر حیرت کو مارون کہ ایک بجلی کڑک کر گری
وہ برق جسم مین نورافشان کے لپٹ گئی اتنا تو مُنھ سے نورافشان کے نکلا کہ ارے کون ہی
کچھ آواز نہ آئی وہ برق نورافشان کو اُٹھا کر لے گئی برہمن روئین تن نورافشان کو لیے ہوے
جاتا ہی جی مین کہتا ہی کہ افراسیاب بڑا زبردست ہو جو (ن) اپنا نورافشان نے کھینچ مارا
صرف اتنی تاثیر ہوئی کہ بیہوش ہوا یقین تو یہ تھا کہ سر پھٹ جاتا کوئی عضو افراسیاب کا
بیکار ہوتا اُستاد ہی کا کام تھا کہ ایسے ظالم سے یون لڑے پہر بھر کامل معرکے پڑے نورافشان
کو خدا نے بچایا برہمن لیے ہوے نورافشان کو قصر نورافشانی مین آیا آفتاب گوہر دندان
و ہلال گوہر دندان دونون یہ حال دیکھ کر رونے لگین پوچھا چھوٹے اُستاد کیا ہی برہمن نے
کہا کہ بیٹا گھبراؤ نہین اس ضعیفی مین بھی شیر ہین ماشاء اللہ کیسے دلیر ہین افراسیاب سے برابر
لڑے کہ جو تحفہ جات طلسمی پہنے تھا اُسپر اسقدر تاثیر ہونا انھیں کا کام تھا اگر سامری و جمشید
ہوتے وہ بھی شکست کھاتے سامنے سے بھاگ جاتے اُستاد ہی کا کام تھا کہ مقابلے مین رُکے
رہے انھین کی جلالت ہی جا کر ایک قصر مین نورافشان کو لٹایا آفتاب و ہلال رشتہ و
سوزن لائین برہمن نے نورافشان کی زخم دوزی کی نورافشان ہوشیار ہوے برہمن
کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچے ذرا لشکر اسلام کی تم خبر رکھنا
افراسیاب بہت بدمزاج ہو گیا ہی ضرور آفت برپا کریگا اگر بن پڑے تو جا نا خبر لانا برہمن
رخصت ہوا یہان لشکر اسلام بعد اس آفت کے اپنے مقام پر پلٹا حیرت جادو گھبرائی ہوئی
آئی اسنے کہا کہ کیون صاحبو شہنشاہ پر کیا گذری ایسے غبار بلند ہوے نانی امان کا آنا دیکھا
جھگڑے فسادون کا زمانہ دیکھا یہ نہ ثابت ہوا کہ شہنشاہ کیونکر گیے انجام کیا ہوا مین باغ سیب

جاتی ہون جاکر دیکھون کیا گذر رہی شہنشاہ کیا کر رہے ہین یہ کہکر حیرت تخت پر سوار ہوئی اکیلی تخت اُڑاتی ہوئی چلی یاقوت و زمرد ساتھ ہین حیرت تخت اُڑائے ہوے جاتی ہی برہمن ڈوبا ہوا آسمان مین آتا تھا اُسکی نگاہ حیرت کے تخت پر پڑی خیال مین گذرا کہ ای برہمن حیرت کو لینا چاہیے اگر افراسیاب کچھ غیرت رکھتا ہوگا تو گلا کاٹ کے مرجائیگا یہ سوچ کر برہمن اسکی طرف چلے ایک صحرا مین آکر گولہ مارا ایک باغ پُر بہار تیار ہوا کہ شرح اس باغ کی لکھونگا باغ بناکر عجائب و غرائب اُسکے سب درست کیے برہمن تو چلے گئے مگر حیرت کا تخت اُڑا ہوا آتا ہی کہ نگاہ پڑی ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا کوسون تک سبزہ لہک رہا ہی ہر برگ نخل مثل برق چمک رہا ہی جوانان چمن کی بے باکیان صبا کی اٹکھیلیان نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی ہوا اٹھکھلاتی ہی چمن مین بسہولت آتی ہی ڈر ہی کہ رُخ گل پر غبار نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہین طائر شاخہائے نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم الفت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہین ایک طائر کلان بیچ مین سب طائرون کے بیٹھا ہوا یہ غزل گا رہا ہی نظم

ما سوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی | جو ہی فانی ہی تری ذات ہی الا باقی
نوجوانی کی ہی پیری مین تمنا باقی | موسم گل کے لیے پھر بھی ہی سودا باقی
تنگ غنچے سے دہن گو کہ ہی اُس گلرو کا | پھر بھی ہی بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی
رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہی وہ ترک | مجلس آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی
ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہی | خم و خمخانہ ہی باقی مے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو | اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشاء اللہ | کوئی دن ہی یہ محبت کا تقاضا باقی
آخر کار ہمیلے سے جہان کے چلنا | سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسوِ پیچان کا نہین | کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہی تا باقی
فرقت یار مین مُردا سا پڑا رہتا ہون | روح قالب مین نہین جسم ہی تنہا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوے دراز | صبح ہوگی نہ رہیگی شب یلدا باقی
یہی آتش کی دعا ہی یہی آتش کی دعا | مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

اس طرح اُس طائر نے یہ اشعار گائے اور سرسبزی و شادابی صحرا کی دیکھی کہ تخت ہوا سے اُتار لائین وزیر زادیان کو دیکھا کہ چہرہ سُرخ آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے دمبدم کہتی ہین کہ بی بی اس جنگل کی سیر دیکھیے ایسا نہ ہو کہ تماشا رہجائے یہ تماشا دیکھنے کے لائق ہی کیا جنگل سر سبز و شاداب ہی جسکے تماشے سے دل بیتاب ہی ایک طرف سے آواز آئی کہ تماشا دیکھنے والو ذرا ادھر بھی متوجہ ہو یاقوت نے کہا کہ واری یہ کون پکار رہا ہی ذرا حکم ہو تو مین جاکر دیکھون کون پکارتا ہی ملکہ حیرت نے کہا کہ دیکھ آؤ یاقوت اُس آواز کی جانب چلی کہ پھر آواز آئی کہ ای تماشا دیکھنے والو مجھ غریب کی خبر لو حیرت کا ساتھ چھوڑ دو زمرد نے بھی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے کون بلک رہا ہی کوئی غریب تڑپ رہا ہی زمرد بھی ملکہ حیرت سے جدا ہوئی حیرت پھرتے پھرتے پھولون کی بو سونگھ رہی ہی دور سے دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی چند نازنینان مہ جبین دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ملکۂ عالم ذرا یہان آئیے باغ پُر بہار کو دیکھ جائیے حیرت طرف باغ کے جاتی ہی کہ حال داخلۂ حیرت باغ مین تحریر کرونگا مگر اول یاقوت جادو ملکہ حیرت سے جو جدا ہوئی صدائے نحیف وضعیف کان مین چلی آتی ہی کہ یاقوت اُس جانب چلی جاتی ہی دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان خوش رو و خوشخو بیٹھا ہوا رو رہا ہی اپنے حال زار پر اشکون سے منھ دھو رہا ہی کبھی اُس بد حواسی مین مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہی نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقابل ہو نظر آیا مجھے

حُسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے

راز دل افسانہ کرا ہی دل کہے دیتا ہون مین
چھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اُسکو سمجھا ہون اسے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنارِ جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینے مین مُردے کی طرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا
ماہِ تابان کا سر زانو نظر آیا مجھے

سامنا رُخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اُڑتا ایسا گلِ شبو نظر آیا مجھے

خالِ مشکین کا ترے جس رات افسانہ سُنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے

ای فراق اب عہد وصلِ دائمی ہی یار سے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہی بلغ عالم مین کہ جسکے واسطے
تونے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا

گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

یہ اشعار وہ جوان گاتا ہی اور روتا ہی یاقوت آگے بڑھی اُس جوان کے ہاتھ مین ایک تصویر دیکھی یاقوت نے پکار کر کہا کہ ای آوارہ دشت ادبار ای مصیبت مین گرفتار کس غم و الم مین مبتلا ہی اور کیون اس درجہ بدحواس ہی مجھسے مفصل بیان کر اُس جوان نے پلٹ کے دیکھا بغور صورت یاقوت کو دیکھکر ایک آہ کی اور آہ کرکے گرا بیہوش ہوگیا تصویر ہاتھ سے چھوٹ کر الگ گری یاقوت نے تصویر جو اُٹھاکر دیکھی خاص اپنی تصویر پائی یاقوت حیران ہوگئی کہ کیونکر اسنے میری تصویر پائی اور یہ جوان کون ہی کہ اس طرح مجھپر عاشق ہی اور میرے عشق مین یہ حال ہی کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہی تاج بھی سر سے گرا پڑا ہی زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہی بیتاب و بیقرار ہوکر اُسی خاک پر بیٹھ گئی سر اُسکا لیکر اپنے زانو پر رکھا آہستہ آہستہ تلوے سہلانے لگی جوش محبت مین اشک بھی آنکھون سے نکلے اشک جو آنکھون سے اُسکے عارض پر ٹپکے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا جوان نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا پھر آہ کرکے بیہوش ہوگیا اُس بیہوشی مین اتنا زبان سے نکلا کہ اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ معشوق پریچہرہ پاس ہو معشوق کو آج قریب پایا اب تو یاقوت نے مُنھ پر مُنھ رکھدیا کہا ای عاشق صادق تیری باتون سے روح کو راحت دل مین قوت آتی ہی زیادہ نہ گھبرا اب فراق نہ ہوگا جس مقام پر تو یاد کریگا اپنے تئین پہونچاؤنگی دوڑی ہوئی تیرے پاس آؤنگی دل کو تسکین دونگی اپنے کو سنبھال فراق رنج و ملال کو ٹال ذرا آنکھ کھول اُس جوان نے بمشکل آنکھ کھولی چہرۂ زیبا کو دیکھا اُٹھ بیٹھا مثل آئینہ حیران اور مثل زلف محبوب پریشان ہوا کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان فلک کج رفتار و گردون غدار سے یہ امید نہ تھی کہ تمکو اس طرح پائین گے زیر سر تکیۂ زانوے محبوب ہو کیون نہ زندگی خوش اسلوب ہو مین غلام بے دام ہون تمھاری محبت مین

ملک و مال چھوڑا مان باپ سے منھ موڑا آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوے مگر شکر ہی
کہ تمسے دوچار ہوے یاقوت نے شرماکر سر جھکا لیا بہ شرم جواب دیا کہ مجھے صاحب کیا حال
معلوم کہ تمپر کیا گذری اسوقت مین ملکہ کے ساتھ آئی تھی تمھارے رونے کی آواز سنی چلی آئی
یاقوت نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُس جوان نے کہا بچپن سے بزرگون نے عاشق تاجدار
کہا آخر اس نام کا یہ انجام ہوا کہ آوارۂ دشت ادبار ہوے تمھارے دام زلف معنبر مین گرفتار
ہوے شکر ہی کہ آج تمکو پایا سوداے زلف عنبرین رنگ لایا میان عشق نے خوب خوب
رُلایا مگر تمھارے قدمون تک پہونچایا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر
سوار سر برہنہ آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری پکارتا ہوا میر النور نظر کہان ہی کیون
میری نظرون سے نہان ہی عاشق تاجدار نے کہا بابا جان تشریف لاتے ہین یاقوت
پیچھے درخت کے گھونگھٹ نکال کے بیٹھی وہ تاجدار آکے اُترا دس بارہ ہزار جوان پشت پر
ہین کوئی بھائی کہکر دوڑا کوئی دوست صادق کہکر لپٹ گیا دس بارہ ہزار جوان رونے لگے
عاشق تاجدار نے کہا اے والد نامدار اب نہ روئیے محافۂ زرین منگائیے اُس مرد ضعیف نے کہا
بیٹا کیا سر سے عشق اُترا عاشق تاجدار نے کہا نہین اے والد آپ کی دعا نے تاثیر کی معشوقہ
اسی جنگل مین ملی اُس بادشاہ نے کہ محمور تاجدار نام ہی ملازمون سے کہا ارے محافہ جلد لاؤ بہو
کو سوار کرکے لیچلون ملازم دوڑکر محافہ لالے اُسی صحرا مین رکھدیا ملکہ یاقوت گھونگھٹ نکال کر
محافے مین سوار ہوئین وہ جوان گھوڑے پر سوار ہوا پاے پر محافے کے ہاتھ رکھا اب یہان سے
روانہ ہوے پانچ کوس پر جاکر ایک قلعہ ملا ملکہ یاقوت نے سُنا کہ حسن آباد نام ہی بہت خوش
ہین آکر دار الامارۂ شاہی کے قریب پہونچین زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محافہ لگایا گیا غُل
ہوا کہ حسن بانو مان عاشق تاجدار کی آتی ہین حسن بانو نے آکر بہو کو اُتروایا پانی وار کر
پیا جب محل مین داخلہ ہوا مقام صدر پر لاکر بٹھایا کنیزین گرد براے خدمتگزاری حاضر ہوئین شوہر
کو بلاکر حسن بانو نے کہا دُلھن یہان غریب الوطن ہی مگر صورت مین رشک چمن ہی مین اسکی جانب
ہون تم اپنے فرزند کی جانب رہو محمور تاجدار نے قبول کیا اس مقام پر بلا وجہ طول ہوتا سامع
و ناظر ملول ہوتا اسوجہ سے سامان شادی مفصل نہ بیان کیا بڑی دھوم سے شادی خانہ آبادی

ہوئی حجلۂ عروسی مین عاشق تاجدار یاقوت کو لایا اب جو گھونگھٹ اُٹھایا ایک کریہ منظر عورت کو دیکھا عاشق تاجدار گھبراکر چلا۔ عروسی سے نکل آیا کہا بابا جان کو بلاؤ کنیزون نے اسکے باپ کو خبر کی مخمور تاجدار جو آیا اُسنے پوچھا اے فرزند کیون پریشان ہو بیٹے نے مُنھ پیٹ لیا کہا بابا جان معشوقہ کو میری کسی نے بدل لیا یا تو وہ پریچہرہ یا یہ کالی صورت اسکو قید کیجیے اور شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دیجیے کہ جسکے گھر مین معشوق نکلیگی اُسکا گھربار ضبط ہوگا اور مرد مان رعایا اگر اسکو دیکھ پائین جسکی خبر ہو وہ اسے لیجائے اور اُس نازنین کو مجھ تک پہونچا دے اور اگر ہم تلاش کرکے پائینگے تو بہت پریشان کرینگے سزائے کامل دینگے مخمور تاجدار نے اُسی وقت کنیزون کو اشارہ کیا کہ اِسے گرفتار کرلو یاقوت حیران مبتلا ہے کہ دولھا کیون چلا گیا کہ دس بارہ حبشنین آئین کسی نے ہاتھ تھاما کسی نے چٹیا پکڑی ہر چند یاقوت کہتی ہے صاحبو میری کیا خطا ہے شوہر میرا مجھسے کیون ناراض ہوا تم لوگ مجھکو کہان لیے جاتے ہو کوئی حبشن جواب نہین دیتی ایک مکان تنگ و تاریک مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین یاقوت جو سحر یاد کرتی ہے تو بالکل فراموش ہے اب سمجھی کہ دشمن کی طرف سے شعبدہ تھا زمرد نے جو آواز سنی تھی اُسپر بھی یہی معرکہ گذرا کہ جاکر شادی بڑی دھوم سے ہوئی زمرد بھی اسی طرح قید ہوئی اب حال ملکہ حیرت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ حیرت کو چند کنیزین جو باغ مین لیگئین دیکھا باغ رنگا رنگ جابجا گل بوٹے عمدہ طائران سحر مثل انسان زیر نخل ٹہل رہے ہین کبھی آکر شاخہائے نخل پر جاتے ہین یہ اشعار بے تکلف گاتے ہین نظم

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا

کیسے مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابروون کا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
ہستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا

تلوار کی موت اُسکے نصیبون مین نہین ہے
ابرو کے اشارے سے جو بسمل نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ ہوا جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے
اُلٹی سیہ رنگ ہین یہ سمن سیمین ہوتا

شیشے مین جو ہی روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

افسوس ہی انسان نمو علم کا جویا
وہ مال ہی یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہی نہین جین کو نصیحت
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تاچند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کبتک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

اسطرح طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین موجہ خنجر بیدم حشیان حباب کا عجیب عالم کبھی مچھلیان مثل برق چمک جاتی ہین رعنائی وزیبائی دکھاتی ہین نخل سرسبز وشاداب دل بلبل کا ہجر گل مین بیتاب قمریان سرو پر کوکو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم حق سرہ کر رہی ہی طاؤس رقصان جوش بہار کے سامان ملکہ حیرت بہار باغ کو دیکھتی ہوئی وسط باغ مین پہونچین بارہ دری بنی تھی اُسمین لیکر کنیزین حیرت کو اُسمین ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا اسباب عیش ونشاط مہیا کیا شراب وکباب حاضر ہوے اُنھین حسینان نے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نہ کرسکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

جلال ہونے کو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھاکے کرین تو لب اور دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
برید وحلق سے ہی حلقۂ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصے سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر پڑا ہی کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب ہے عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سرخ

ترا وصال ہی اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہی کندن سے رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہی اس کجسر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ بگڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ

سفید کپڑے پہنتا نہین وہ خسرو حسن
ستی ہی جیب سے ہو تاج و قباے سلطان سرخ

حسین ہین لالہ وگل رہتے ہین گریبان چاک
دکھادیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وہ غمزہ کیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہی آتش | نہ کیف مے سے ہون آنکھون کی طرح مژگان سُرخ

جب نازنینان مہ جبین نے یہ غزل گائی اور جام بھر کے حیرت کو دیا حیرت نے جام پیا پیتے ہی گھبرائی کہا صاحبو مجھے یہان کہان لائین مین تو باغ سیب مین جاؤنگی نہین معلوم افراسیاب پر کیا گذری اُن سبھون نے کہا بی بی یہان رہیے باغ کی سیر دیکھیے گل و بلبل کا تماشا ملاحظہ کیجیے اب کہان جائیے گا افراسیاب کی آپ کو خبر ہم بتا دین وہ باغ سیب مین تشریف رکھتے ہین اور نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کے وصل سے شاد ہین ہر وقت گانا ہوتا ہی شراب چلتی ہی آپ کو تو افراسیاب کا اسقدر خیال ہی وہ آپ کا نام بھی نہین لیتے حیرت بگڑ کے اُٹھی کہا صاحبو تم خلاف بیان کرتی ہو اُنکا یہ طریقہ نہین ہی ہر وقت میرا خیال رکھتے ہین اکثر ایسا بھی ہوا کہ مین نہین گئی تو اُنھون نے نامہ لکھکر بلوایا اور سرفراز کیا تم سب مجھے بہکاتی ہو مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی کنیزون نے کہا وہان جاکے کیا کیجیے گا حیرت نے کہا صاحبو اب مین تمھارا کہنا کب مانتی ہون مین ضرور جاؤنگی کنیزون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے آج شب کو یہین تشریف رکھیے حیرت جادو اُٹھکر چلی کنیزون نے دامن پکڑ لیا حیرت نے دامن چھڑایا ایک کنیز نے چیخ ماری پکارکر آواز دی اے گلفروش بی حیرت جاتی ہین اب شراب پینے کے بعد شوہر کو یاد کیا اس آواز سے ایک سناٹا ہوا آواز آئی انکو یہین رہنا پڑیگا یہ آواز سنکر کنیزین بھاگین حیرت لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوگئی بعد عرصۂ دراز کے ہوشیار ہوئی حیران حیران باغ کو دیکھ رہی ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی بی حیرت جادو ہم آتے ہین چار کونون سے چار زنگنین پیدا ہوئین ہاتھ پکڑ کر حیرت کا کشان کشان لیچلین ہرچند حیرت چاہتی ہی کہ اپنے کو چھڑاؤن ممکن نہین ہوتا وہ زنگنین موئی خنگی کھینچتی ہوئی لیے جاتی ہین حیرت نے چاہا سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا اب حیرت حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایک بارہ دری مین لاکر زنگنون نے حیرت کو پہونچا کے ایک چیخ ماری اب چار طرف سے چار دیوارین حیرت کو معلوم ہوتی ہین حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی دیکھا وہ زنگنین پیر زمین مین مار کے غائب ہوگئین اب حیرت سر ٹکرا رہی ہی چار دیوارین ہین مگر دروازہ ندارد حیرت نے جب کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ پایا بیتاب ہوکر ایک مقام پر بیٹھ گئی نام سامری و جمشید کا لیکر رونے لگی ایک شب حیرت کو اُسی مقام پر گذری وہان افراسیاب باغ سیب مین

بیٹھا ہی کہ صرصر و صبا رفتار آئین کہا واری ملکہ حیرت کہان ہین کل سے لشکر سے آئی ہین یہ سنکر افراسیاب گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا کہتی ہو کہا حضور کی ملاقات کیواسطے لشکر سے چلین نہ لشکر مین پلٹ کر پہونچین نہ آپ کے پاس آئین مین جانتی تھی یہان رہگئی ہونگی یہان جو آئی تو انکو نہ پایا افراسیاب نے گھبرا کر کتاب سامری اٹھائی پکارا اٹھایا خداوند سامری و جمشید مجھکو مفصل بتائیے کہ حیرت کہان گئی یہ کہکر جو افراسیاب نے کتاب کھول کتاب دیکھکر افراسیاب کی رنگت متغیر ہوئی ریش فش کو نوچنے لگا تاج زمین پر دے مارا کہا یارو یہ کیا غضب کی بات ہو کہ جو ایسا ہو وہ اسطرح پھنسے ارے سرا سر حیرت کی حماقت اتنی بڑی ساحرہ زن حیات جادو وہ ایسی بلا مین پھنس جائے صرصر نے پوچھا شہنشاہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا جادو یہ تجھسے کیا بیان کرون دشمنون نے اپنا کام کرلیا خراب مین جاتا ہون یہ کہکر پھر کتاب کو دیکھا کہا او نہ یہ زادیان بھی پھنسی ہین یہ کہکر افراسیاب چلا ہزار ہزار طرح مصاحبون نے پوچھا افراسیاب نے نہ بتایا پر پرواز پیدا کرکے چلا باغ سیب سے باہر نکلکر غرق زمین ہوا اُس قیدخانے مین نکلا کہ جہان یاقوت قید ہو یاقوت پڑی ہوئی رو رہی ہو ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان آٹھ پہر کے صدمے مین چہرہ اترا ہوا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش افراسیاب نے ہاتھ پکڑکے یاقوت کو اٹھایا یاقوت نے جو شہنشاہ کو دیکھا خوش ہوگئی کہا اے شہنشاہ اس بلا مین پھنسے شکر ہو کہ آپ مدد کو آئے نہین معلوم ہماری بی بی پر کیا گذری کچھ احوال نہین معلوم ہوا افراسیاب نے کہا اے یاقوت نہ گھبرا زمرد بھی اسیطرح قید ہو یاقوت کی قید دور کرکے افراسیاب باہر نکلا دیکھا جنگل مین ایک کوٹھری ہو اسی مین یاقوت قید تھی چار جانب میدان ہی میدان ہو دور تک ویرانہ معلوم ہوتا ہو افراسیاب نے کہا اے یاقوت تم تو چلو مین آتا ہون زمرد و حیرت کو لینے جاتا ہون یاقوت نے کہا مین بھی دیکھونگی کہ بی بی کس حال مین ہین افراسیاب نے بنگاہ قہر و غضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا بس واہنی جانب جنگل جو ہو اسیطرف جانا اور طرف قصد نہ کرنا ورنہ پچھتائے گی یاقوت تو اُس جانب چلی افراسیاب کھڑا دیکھ رہا ہو جب یاقوت نظرون سے غائب ہوئی تو افراسیاب نے اسم سحر پڑھا دونون پانون زمین مین مارے اُس قیدخانے مین آیا جہان زمرد قید ہو زمرد کو دیکھا بیہوش پڑی ہو زمرد کی ہتھکڑیان بیڑیان افراسیاب نے دور کین بمشکل بیدار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی قدمون سے افراسیاب کے

لپٹ کر رونے لگی کہا یہ لونڈی بڑے عذاب مین تھی اب افراسیاب ہر طرف ڈھونڈھتا ہی دروازہ
نہین ملتا جس نقب سے آیا تھا وہ بھی مہرہ بند ہو گیا افراسیاب نے آواز دی او نالائقو سحر کرنا سیکھو
پیچھے ہٹکر ایک ٹکر دیوار پر ماری دیوار مین در پیدا ہوا افراسیاب زمرد کا ہاتھ پکڑ کے باہر نکلا دیکھا
ایک صحراے ویران کف دست میدان بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہین خاک جنگل مین اڑ رہی ہی آواز
زاغ و بوم کی آتی ہی طبیعت اُس ویرانے کو دیکھکر گھبراتی ہی افراسیاب نے زانو پہ ہاتھ مارا ہاتھ
کو دیکھکر کہا خیر سمجھونگا اری زمرد داہنے ہاتھ پر تم بھی جاؤ تھوڑی دور جا کر یاقوت تمکو ملیگی اب
مین اورون کو رہا کرنے جاتا ہون زمرد نے کہا اور کون قید ہی افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا
زمرد تو پر پرواز پیدا کر کے جدھر افراسیاب نے ہدایت کی تھی اُسی جانب چلی دونون وزیرزادیون
کو رہا کرکے افراسیاب نے آواز دی ای فولاد زمین کن جلد حاضر ہو دیکھا دو پتلے فولاد کے
نیمچے دونون کے ہاتھ مین ایک ہاتھ مین سپر زمین سے پیدا ہوے آکے افراسیاب کو سلام کیا اب
افراسیاب نے انگشت پر لیا انگشتر جمشید کو اچھالا جو شعلے نے آواز دی اُسکو [illegible] کر چلا اب
جو بڑھا پتلون نے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہی مگر خندق خون رواں جوش زن پھاٹک بند ہی
بالاے قلعہ چند مہیب گولہ انداز پھر رہے ہین توپین چڑھی ہولی مہتابین روشن انکو ہاتھ مین
لیے ٹہل رہے ہین افراسیاب نے دونون پتلون کو اشارہ کیا کہ خندق کو مٹا دو پھاٹک کھولو
توپین گرا دو دونون پتلے تلوارین کھینچے ہوے چلے گولہ اندازون نے غل مچایا کہ افراسیاب آتا ہی اُنکے
کان مین آواز آئی توپین مارو گولہ انداز نے توپ کو فیر کیا گولہ جو سلنے مثل شعلہ جوالہ کے آیا فولادی
پتلے نے گولے کو تلوار سے کاٹا افراسیاب ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی دونون پتلے گولون کو کاٹتے
ہوے جاتے ہین جب برابر خندق کے پہونچے خندق مین خون جوش مارنے لگا دونون پتلون نے
اپنے کو خندق مین گرا دیا اُس خون کو پینے لگے دم بھر مین سارا خون پی گئے اب اُچک کے پھاٹک
کے پاس آئے پھاٹک پر تھپڑے مارے پھاٹک گرا دونون پتلے اندر گھسے جست کر کے بالاے قلعہ
پہونچے توپین گرا دین گولہ اندازون کو نیچے مار کر قتل کیا اب افراسیاب جھپٹکر اندر آیا پتلے آگے
آگے ہر گلی کوچے مین سناٹا پڑا ہی افراسیاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہی پتلے راستہ بتاتے ہوے آتے ہین
قریب ایک قصر کے پہونچے پتلون نے ہاتھ سے اشارہ کیا افراسیاب نے دوڑ کر دروازے پر

ایک لات ماری دروازہ گرا دیکھا **حیرت** زمین پر بیہوش پڑی ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے رنگت متغیر چہرہ اُداس عالم یاس **افراسیاب** نے قریب آکر جگایا **حیرت** نے جو **افراسیاب** کو دیکھا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہنشاہ مین نے بڑی تکلیف اُٹھائی **افراسیاب** نے ہتھکڑیان بیڑیان توڑین **حیرت** کو اُٹھایا پشت وپہلو پر ہاتھ پھیرا دونون پتلون کو اشارہ کیا کہا ای افسر فوج فولاد زمین کن **حیرت** کو سحر فراموش ہی وہ تدبیر کرو کہ سحر یاد آئے پتلا پیر زمین پر مار کے چلا گیا تھوڑی دیر مین گلابی لیے ہوے آیا جام بلورین لبریز کر کے **حیرت** کو پلایا **حیرت** کو سحر یاد آیا مثل شعلۂ جوالہ تڑپنے لگی **افراسیاب** **حیرت** کو لیکر باہر نکلا دیکھا قلعہ وغیرہ سب نذار و ہر جگہ سنّاٹا پڑا ہی قلعہ **نطرون** سے مخفی ہوا **افراسیاب** نے کہنا شروع کیا کہ بچیا نے چھپ کر سحر کیا سامنے آئے تو مارے تلوارون کے ٹکڑے اُڑا دون اسطرح لاف وگزاف **افراسیاب** نے کیے پتلون سے کہا تم جاؤ اب مین باغ **سیب** جاؤنگا یہ کہکر **افراسیاب** **حیرت** کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا چاہتا ہی پر پرواز پیدا کرون **حیرت** کو لیکر جاؤن مگر نہایت غصہ ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہنشاہ ذرا میری تو سن پیچھے پلٹ کر **افراسیاب** نے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی **نظم**

پوچھا بت کا نماز زاہد سالوس ہی — نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہی
زلف ورُخ سے تیرے وابستہ جو ہی مایوس ہی — چشم حیرت آئنہ شانہ کفِ افسوس ہی
قدر نعمت بعد نعمت کے ہی کرتا آدمی — عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی
زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ — یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہی
خوشنما ہی یار کے اندام پر یون پیرہن — روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہی
باغ مین دکھلا رہی ہی اپنی نیرنگی بہار — کثرت گل سے جو بوٹا ہی دُم طاؤس ہی
محو حیرت کر دیا ہی اُس صنم کے حسن نے — دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہی
خط نکلنا روے رنگین پر ہی پیغام خزان — اس گلستان پر قدم اس سبزے کا منحوس ہی
ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا — خواب بد بھی نیک ہی تعبیر اگر معکوس ہی
عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہی کلام — پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہی
سر کو میرے جیسے ہی سودائے پابوسی یار — ہاتھ ملتا ہون مین ای **آتش** کمال افسوس ہی

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے افراسیاب متوجہ ہوا کہا ای نازنین تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے
گُل اندام کہتے ہین سامنے میرا قصر ہی ایک ایک نازنین مہ جبین حسین وجمیل شہنشاہ کی کفیل موجود
ہین وہان تشریف لے چلیے ہماری جو افسر ہین وہ گاتے ہین طاق حسن مین شہرۂ آفاق آپ کو
بلاتی ہین حسن کا اُنکے کیا حال بیان کرون قد قیامت نرگسی چشم نارپستان موے میان دیکھنے
والے حیران وپریشان ہر ایک کا یہی قول ہی کہ نازنین قمر طلعت حورپیکر مہر منظر حسین وجمیل اپنے
چاہنے والون کی کفیل ہی شہنشاہ کی خدمتگزاری کریگی ملکۂ عالم کو گانا سنائیگی اُسکا کمال ظاہر ہوگا
بڑی عمدہ صحبت ہی افراسیاب اُس نازنین کے مسکا مسکرا کے کہنے پر حیرت سے کہرہا ہی
صاحب چلو یہ جلسہ بھی دیکھین حیرت بھی رضامند ہوئی ہی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ایک پتلہ
فولادی پیدا ہوا اُسنے آواز دی حضور ہوشیار ہوجیے اس لکاتا کے دام مکر مین نہ پھنسیے اُس نازنین
نے پتلے کو دیکھکر چاہا بھاگون اور افراسیاب سے آنکھین ملاکر کہا کہ مین سراسر بے خطا ہون یہ پتلہ
مجھسے دشمنی رکھتا ہی افراسیاب نے چاہا پتلے سے کچھ کہے کہ اُسنے کلائی پر نازنین کے ہاتھ
ڈال کر ایک طمانچہ مارا افراسیاب ہان ہان کرتا رہگیا طمانچہ جو پڑا سر نازنین کا اُڑ گیا آواز آئی
کُشتی مرا نام من سیہ روے جادو فرستادۂ برہمن روئین تن بود افراسیاب نے دیکھا ایک
بڑھیا جادوگرنی کا لاشہ پڑا ہی افراسیاب حیران ہوگیا پتلے نے عرض کی ای شہنشاہ کوئی ایسا
دھوکا کھاتا ہی غلام رخصت ہوتا ہی بس اب آپ باغ سیب کو جایئے یہ کہکر پتلہ تو غائب ہوگیا
افراسیاب پھر کلمات لاف وگزاف کہنے لگا کہتا ہی سامنے ہوتے تو احوال معلوم ہوتا کیا بھیا اُن
نے عورت کو شعبدہ دکھایا یہ جو افراسیاب نے کہا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار فوج ساحران غدار با زبط و قرقرون پر سوار طرف افراسیاب کے آتے
ہین اُس پہلوان نے آواز دی ارے ان زن و مرد کو مارلو بارہ ہزار فوج لینا لینا کہکر افراسیاب
پہ پہاڑی گولے ترنج ونارنج مارنے لگے جسنے گولہ مارا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر طرف گولے کے
دیکھا گولہ اُلٹا پلٹا سینے پر پھینکنے والے کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی ہزار جادوگر اسطرح مرے
اب افراسیاب تیغہ کھینچکر جا پڑا تلوار سے لڑنے لگا وہ جو جوان گینڈے پر سوار ہی وہ نعرے کر رہا
ہی کہ افراسیاب کو مارلو یہ مغرور جانے نہ پائے چار جانب سے فوج بلوہ کرکے آتی ہی افراسیاب

پر سحر کر رہے ہین افراسیاب و حیرت بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُس غول کو پامال کر دیا جم کے سحر ہو رہا ہے حیرت بھی مثل برق کے چمک رہی ہے وہ جوان جو گینڈے پر سوار ہے وہ طرف حیرت کے للکارتا ہوا چلا حیرت نے گولہ مارا اُس جوان نے گولہ ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ حیرت پر پھینک مارا حیرت نے وہ گولہ کاٹا گولہ جو کاٹا گولے سے دھوان نکلا حیرت کو دھوئین نے گھیر لیا حیرت آتشخو شعلہ مزاج دھوئین سے گھبرائی چاہا سحر پکڑ نکلون غش کھا کے گری بیہوش ہو گئی وہ جوان گینڈے سے کود اچاہا حیرت کو گرفتار کر لون افراسیاب جھپٹا قریب حیرت کے پہونچا حیرت کے گرد پھرنے لگا افراسیاب نے تیغہ کھینچا اُس تیغے کا جو عکس اُس جوان پر ڈالا سحر دفع ہوا صورت اصلی نکل آئی افراسیاب نے دیکھا برہمن ہے برہمن کو دیکھکر اور زیادہ جھلایا کہا او برہمن اب کیونکر بچیگا تو نے حیرت پر بدعت کی ہے دونون مین تلوار چلنے لگی افراسیاب نے پلٹ کر حیرت پر سحر کیا حیرت اُٹھی ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا برہمن نے سحر حیرت کا روکا افراسیاب نے تیغہ مارا شانہ برہمن کا نشانہ ہوا برہمن زخمی ہو کر پیچھے ہٹا حیرت و افراسیاب نے قصد کیا کہ گھیر کر برہمن کو مار لین برہمن نے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا اور پکار اٹھا ای رب کارساز ای کریم بندہ نواز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہ بلا رد کر جلد مدد کر

نظم

ہست بہر حق عبث کردن تلاش و جستجو — شہر شہر و جابجا خانہ بخانہ کو بکو

زانکہ آن محبوب و مطلوب جہان منظور حق — می نماید طالبان دیدہ را ہر سمت رو

جلوہ گر در جزو و کل ہست آن وجود جزو و کل — در ہمہ ایجاد موجود است ذات پاک ہو

غائب از چشم خدا بینان نمیگردد خدا — روبرو ہر وقت و در ہر حال باشد دوبدو

گاہ از مشرق کند نورش گہ از مغرب ظہور — گاہ اندر شہرت باشد گہے در چارسو

گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش — گاہ آن غنچہ دہن بخشد بہ بوے غنچہ بو

ذکرش از ہر ذکر گردد بر زبانہا آشکار — گفتگوے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو

چون شود آئینہ ات پاک از غبار ما سوا — چون صفاے قلب حاصل گردد ت ای نیکخو

حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک گئے برہمن نے جو دعا کی آواز آئی باش او افراسیاب خانہ خراب خبردار برہمن پر دست انداز
ہونا شہ صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر افراسیاب نے دیکھا کہ کوکب دھم سے گرا
افراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب اور کوکب لڑ رہے ہین جب حیرت چاہتی ہی کہ کوکب
بر سحر کرون ہر چند برہمن کے شانے سے خون بہ رہا ہی مگر حیرت پر جا پڑتا ہی حیرت کو روکتا ہی
افراسیاب اور کوکب سے تلوار چل رہی ہی افراسیاب روک رہا ہی کوکب برس پڑا چاہتا ہی
افراسیاب کو زخمی کرون لیکن افراسیاب سمجھ کے لڑ رہا ہی جب کوکب نے ہاتھ مارا افراسیاب
نے روکا افراسیاب جب ہاتھ مارتا ہی کوکب کو روکنا مشکل ہوتا ہی دو گھڑی تلوار چلی ایک مقام پر
حیرت نے گولہ مارا برہمن نے روکا اُدھر کوکب نے ہاتھ افراسیاب پر مارا افراسیاب کی نگاہ طرف
حیرت کے تھی ذرا جو پلک جھپکی سر افراسیاب کا زخمی ہوا افراسیاب نے آواز دی ای معین زخمدار
جلد آ کے موجود ہوا ایک نازنین گلنار پوش آکر پہونچی اُسنے زخم سر افراسیاب پر ہاتھ پھیرا زخم کو
اندمال ہو گیا خون بہنا سر سے افراسیاب کے موقوف ہو گیا پھر کوکب سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین
سر پر ہاتھ پھیر کے چلی تھی کہ برہمن نے للکارا اولڑکی تا کہان جاتی ہی اپنے باپ کا زخم اچھا کرنے
آئی تھی اور پھر جاتی ہی برہمن نے بڑھ کر اُسکی چٹیا پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ نازنین زمین پر
گری برہمن نے چاہا ہاتھ مارون کہ دو ٹکڑے ہون افراسیاب جا پڑا برہمن سے لڑنے لگا
وہ نازنین تڑپ کے اُٹھی بلند ہو کر چلی کوکب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک مارا پشت پر اُس
عورت کی پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر الڑکھڑا کے گری افراسیاب کو بہت شاق ہوا کوکب پر جا پڑا
آخر کوکب کو زخمی کیا کوکب کا زخمی ہونا برہمن تو پہلے ہی زخمی ہو چکا ہی اب دونون زخمدار
ہوئے افراسیاب دونون پر چھایا ہوا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی تلوار مارون کہ کوکب کا سر اُڑ جائے
کوکب اپنے کو بچاتا ہی افراسیاب نے دیکھا کوکب اور برہمن بچ رہے ہین میرے ہاتھ سے
چوٹ اب نہین کھاتے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہر ہر مقام پر اسکا قبضہ ہی پکار کر آواز دی
ای ہزبران آدم خوار دونون کو لینا یہ بچکر جانے نہ پائین کہ صحرا سے دس بیس شیر بڑے بڑے
دھاڑے مارتے ہوئے منہ کھولے ہوئے پیدا ہوئے اب کوکب و برہمن گھبرائے شیر دھاڑ کے
مار کر طرف کوکب کے چلے افراسیاب کوکب پر برس پڑا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین ملتی

اب کوکب گھبرا گیا برہمن سے اشارہ کیا برہمن پر حیرت سحر کر رہی ہی اور جو چند کس باقی ہین وہ بھی نیزے مارتے ہین دور سے للکارتے ہین شیر تڑپ کر چلے کہ کوکب پر جا پڑین جو اُنمین ایک شیر کلان تھا کوکب پر دھڑ وکا مار کے چلا چاہا جا کر پنجہ مارون کہ ایک برق کڑک کر گری شیر کے دو ٹکڑے ہوے جو شیر بڑھا اُسپر برق گری بیس شیر صحرا سے آئے تھے بیسون پر برق گری بیسون کے دو دو ٹکڑے ہوے جب سب شیر مر چکے افراسیاب نے جو دیکھا کہ سب شیر مر گئے پکار کر آواز دی ای خرسان مردم در کوکب کو لینا ریچھ صحرا سے پیدا ہوے جب قریب کوکب کے پہونچے اُنپر بھی برق گری جب تو افراسیاب نے دیکھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر چھایا ہی اُس سے برقین گرتی ہین افراسیاب نے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت ہین لیکایک طرف سے پردۂ ظلمات کے ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر قریب آ کر پھٹا ماہیان زمرد پوش ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا ارے میرے بچے کو تم سبھون نے گھیرا ہی اور برہمن حیرت پر شعبدہ کر کے شرم نہ آئی میرے بچے نے کس دھوم سے رہا کیا جب اُس شعبدے سے کچھ نہوا تو فوج لیکر آ پڑے اب کہان جاؤ گے مشتری نے بڑھکر ماہیان کو روکا دونون برقین بنکر لپٹ گئین سحر آپسمین ہونے لگے اسقدر مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے کہ ایک برج آتشین بنکر تیار ہوا اندر برج کے مشتری و ماہیان تڑپ رہی ہین مشتری برج آتشین کو توڑ کر نکلین ماہیان نے بھی برج آتش کو توڑا اسقدر دونون کے مُنہ سے دھوئین نکلے کہ دھوئین کا برج بنکر تیار رہا برج دود مین دونون چھپین افراسیاب نے جو دیکھا کہ مشتری نے ماہیان کو روک لیا اب نہین بڑھنے دیتی ماہیان چاہتی ہی مشتری کی خریداری کر کے کوکب و برہمن پر جا پڑوں برج دود سے ماہیان کڑک کر نکلی مشتری نے چاہا مین بھی نکلون کہ ماہیان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ترنج نکالا مشتری پر پھینک مارا مشتری نے ترنج کو کاٹا ترنج سے دھوان نکلا دھوئین سے برق گری کہ سر مشتری کا زخمی ہوا ایک پنجہ کڑک کے گرا پنجے نے ماہیان کو ہٹایا کر مین مشتری کے پڑا ایک طرف آسمان کے بلند ہوا ہر چند ماہیان نے روکا پنجے نے مشتری کی دستگیری کی نہ رُکا لیکر آسمان مین ڈوب گیا ماہیان کڑک کر طرف برہمن کے چلی برہمن نے جو دیکھا کہ ماہیان آتی ہی غبار اُڑایا اُس غبار مین ماہیان جیسی لاکھ لاکھ تڑپتی ہی غبار سے نہین نکل سکتی

آنکھون مین خاک بھری جاتی ہی بہت بہت گھبراتی ہی آخر گھبرا کے آواز دی ای افراسیاب مین غبار
سحر برہمن مین پھنسی ہون اُس سے نکلون تو برہمن کو آکر مارون افراسیاب نے آواز دی ای
نسیم غبار کو ہٹا دے نانی جان اس سے نکلین ایک ہوا چلی کہ غبار ہٹا برج خاکی پھٹا ماہیان نکلی
طرف برہمن کے چلی کوکب نے گولہ مارا ماہیان نے گولہ کاٹا تڑپ کر جو گری برہمن کا سر زخمی کیا
اب برہمن کا زخم سر چپارہ ہوا برہمن نے آواز دی ای شہنشاہ اب مجھے یارائے جنگ و جدل
نہین زخم سر چپارہ ہوا یہ کہکر برہمن نے دونون پانوُن زمین مین مارے برہمن تو غائب ہوا
اب حیرت اور ماہیان اور افراسیاب کوکب پر چلے تین طرف سے سحر کوکب پر پڑے
گیا ایک ابر مرواریدی اُٹھا بڑے زور و شور سے ابر آیا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا بران شمشیرزن یاد
مین ایرج کی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلی تھین اب جو کوکب کو اس بلا مین پھنسے
ہوئے دیکھا وہین سے تیرہ کیا اور افراسیاب خانہ خراب یہ طریقہ سحر نہین کہ تین آدمی ایک پر
بلوہ کرین فورا سمجھ کر سحر کرنا بران نے قریب ماہیان کے آکر اختر مروارید نکال کر مارا ماہیان کی
آنکھون مین چکاچوند آئی اختر پھر ہاتھ مین بران کے آیا اب بران نے پھر اختر مارا اختر سے برق
چمکی سر ماہیان کا زخمی ہوا ماہیان تھرائی بران نے اختر لیکے سہ بارہ تولا ہی کہ ابکی وہ مغرور
جل جائیگی کہا ای اختر مروارید سامری ماہیان کو جلا دے ماہیان نے دیکھا اختر سے بران
کے شعلے نکلنے لگے سر سے تو قطرے ٹپک رہے ہین پیچھے ہٹی حیرت چمک کے بیچ مین آئی للکارا
کہ او چھوکری یہ زبردستی کہ نانی اماں کو زخمی کیا حیرت نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ماہیان نے جو اتنی
مہلت پائی گر لک کے دونون پانوُن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی یہ کہتی ہوئی گئی کہ او چھوکری
دیکھ تیرے واسطے کیا بلا لاتی ہون بران نے وہی اختر حیرت پر مارا حیرت کا بھی سر زخمی ہوا
بران نے وہی اختر افراسیاب پر کھینچ مارا افراسیاب نے اُف کی اختر سیاہ ہو کر پلٹا چند کنیزین پیدا
ہوئین حیرت کو لیکر بھاگین اختر سیاہ بران نے روکا افراسیاب نے کوکب کو ہاتھ مارا کوکب
نے پیچھے ہٹکر خالی دیا افراسیاب نے وہی تیغہ سر پہ بران کے مار دیا بران کا سر زخمی ہوا افراسیاب
نے چاہا سر کاٹ لون کوکب نے بڑھکر سینہ سپر کیا آواز دی بیٹا تم جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا
چند سنہری پنجے پیدا ہوے مالکہ بران کو اُٹھا کر لیگئے اب کوکب اور افراسیاب سے قیامت کی

تلوار چل رہی ہی صحرا تمام آتش بہار طائرون کی پکار غلغلہ ہو رہا ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی افراسیاب کی طرف کے طائر پکارتے ہین کہ کوکب کو مارلو طرف سے کوکب کے طائر آواز دیتے ہین کہ افراسیاب نہ بچنے پائے طائر بلند ہو ہو کر آپسمین لڑتے ہین پنجے اور منقارین چل رہی ہین جب منقار ماری طائر کو چیر کر پھینک دیا دوسرے نے پنجہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا ہزار ہا طائر جنگل مین پڑے تڑپ رہے ہین آپسمین پنجے و منقار سے لڑتے ہین پھر شا خون پر جا کے غل مچاتے ہین کہ ارے دونون بادشاہ طلسم لڑ رہے ہین روح سامری و جمشید کو صدمہ پہونچتا ہی کون ایسا ہی کہ انکو جدا کرے سر اپنا فدا کرے قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار برائے بالا دوی نکلے تھے آج کوئی ساحر راہ مین نہین ملا جھلاتے ہوے آتے ہین کہ جنگل مین دیکھا طائر غل مچا رہے ہین شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہین دیکھا آگے بڑھکر کہ افراسیاب کوکب پر دباؤ ڈالتا ہوا آتا ہی کوکب پیچھے ہٹتے ہوے چلے آتے ہین افراسیاب نے ایک مقام پر مٹھی سے ایک طائر چھوڑا کوکب کے مُنھ کے آگے سے اُڑا کوکب کی پلک جھپکی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا سر کوکب کا زخمی ہوا اب افراسیاب نے سالے مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کوکب رُکے تو ہاتھ تلوار کا مار دن کہ سر کوکب کا اُڑ جائے کوکب پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین مُنھ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑ رہے ہین افراسیاب دفع کرتا ہوا آتا ہی کہتا ہی او کوکب آج کیونکر بچیگا کوکب اپنی پریشانی و بیکسی و بیبسی پر دل سے دعائین کر رہے ہین کہ ای رب مطلق وای کارساز برحق اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے سر زخمی بیتاب و بیقرار تیری رحیمی کا امیدوار تو ہی بچانے والا ہی خواجہ تو سب معاملے دیکھ چکے کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت بدلی جو صورت منظور ہوئی وہ بنالی افراسیاب نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی صرصر شمشیرزن دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی ای شہنشاہ آج کوکب نہ بچے ہاتھ مار دیجیے کہ سر اسکا اُڑ جائے اور نہین تو لونڈی آتی ہی صرصر یہ کہتی ہوئی قریب افراسیاب کے پہونچی کہا شہنشاہ دیکھیے باغ سیب سے ملازم شاہی آپہونچے یہ سنکر افراسیاب پلٹا تھا کہ صرصر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے تڑاق سے حباب مارا افراسیاب گر کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم | بلاغ دین زنگ رنگش آبیاری
گزان استاد عیاران عالم | جہان سرہنگ و خنجر گزاری

کوکب کی آنکھین بند دل دردمند	عمرو آن شاہ عیاران عیار	بہر کشور بلاے جان کعفار

جھومر رہا ہی عمرو کے نعرے کی آواز سنکر آنکھین کھولین عمرو نے آواز دی اس مکار کو لینا اب نہ بچنے پائے
کوکب تیغہ پکڑ کے چلے تھے کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب کو اُٹھا کر لے بھاگے
کوکب کا شانہ عمرو نے تھاما گھما ہی کوکب ہوشیار ہو کوکب نے اپنے کو آراستہ کیا زخم سر دوپٹے سے
باندھا کوکب نے کہا خواجہ اب تو مین قصر جمشیدی مین جاتا ہون کوئی بات اب اُٹھا نہ رکھونگا رہائی
اسد کی فکر کیجیے اسد کو لیکر دریاے نیل پر چلین لوح طلسمی حاصل ہو فتاحی طلسم مین تسکین دل ہو
کوکب نے آواز دی ای پتلہ ہاے زرین جلد حاضر ہو چار سنہری پتلے تخت کاندھے پر رکھے ہوے
آئے کوکب سے عرض کی غلامان جانباز حاضر ہین کوکب تخت پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئے
مشیرون وزیرون کو جمع کیا صلاحین بمقدمہ رہائی اسد ہونے لگین خواجہ جو کوکب کو رخصت
کر کے پلٹے کوئی نسا فراج نہین ملا نہایت حیران و پریشان ہین صرصر اُدھر سے جاتی تھی اُسکے
کان مین آواز زنگ کی آئی پلٹ کے دیکھا عمرو جاتا ہی خیال مین گذرا اسکو باندھکر لیچلون رنگ و
روغن عیاری کا لگا کر برق کی صورت بنا تیار ہوئی سامنے سے نکلی عمرو نے پکارا بیٹا برق
کہان سے آتے ہو آج کوئی مسافر دستیاب نہین ہوا نہایت پریشانی ہی برق نقلی پلٹ پڑا مگر آنکھین
ملتا ہوا صرصر جانتی ہی کہ آنکھ ملی تو پہچان جائیگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری سامنے بھٹی شراب
کی ہی بڑے بڑے زمیندار وہان آتے ہین مین چلکر بیہوش کرون آپ سب کو لوٹ لیجیے خواجہ
برق نقلی کے ساتھ ہوے برق باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہا دیکھیے وہ سامنے بھٹی پر لوگ جمع
ہین جیسے ہی خواجہ اُدھر پلٹے صرصر نے حلقے کمند کے مارے خواجہ نے سبک ہو کر جست کی حلقون
سے نکل گئے اب دونون مین نیمچہ چلنے لگا خواجہ کہتے جاتے ہین ای جان جہان وای آرام دل
عاشقان کئی سال سے مین تجھپر جان دیتا ہون مین سر جھکاؤن تو ہاتھ مار دے لیکن دونون ہاتھ
حمائل گردن ہون دل مین حسرت نہ لیجاؤن صرصر گالیان دیتی ہی قضاے کار عقاب جادو
خدمتگار ملکہ حیرت کا آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ عمرو و صرصر لڑ رہے ہین سوچا کہ نعمت
سامری و جمشید نے بھیجی افراسیاب عمرو کو ڈھونڈھتا تھا اور یہ نہ ملتا تھا مجھکو عمرو بے تلاش
کیے ملا ایک سحر تو صرصر پر کیا کہ صرصر بیہوش ہو کے گری خواجہ گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہی نوا عقاب

نے دوسرا سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اب **عقاب** زمین پر آیا پکار کر آواز دی او ظالم
آج تقدیر میری رسائی پر تھی کہ تو ملگیا خواجہ ہر چند چیخے چلائے **عقاب** نے پنجہ گھونپ دیا اور لیکے
حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی سر پر چڑھی ہوئی ہر عیار بچھبان حاضر ہین **افراسیاب** کا
نامہ آیا ہے اسمین سب کیفیت جنگ کوکب کی مرقوم ہے ہر چند کہ **حیرت** کو بھی **چالاک** کا پاس ہے مگر
اسوقت سب عیارون کو برا بھلا کہہ رہی ہے کہ **عقاب** عمرو کو لیے ہوئے پہونچا کہا حضور لیجیے یہ
عمرو حاضر ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے یہ کہکر **عمرو** کو ڈالدیا **حیرت** نام سے عمرو کے جھلائی ہوئی
تھی فورًا کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا غل ہوا ایک جلاد صاحب بیداد سامنے آیا **خواجہ** کی گردن
پر کوئلے کا خط دیا کہا اے ملکۂ عالم ذرا حکم سمجھکر دیجیے گا **حیرت** نے کہا جلد قتل کر اسنے آج شہنشاہ
کو بڑا دھوکا دیا **صرصر** نکر پہونچا اور اسنے شہنشاہ کو بیہوش کیا ورنہ **کوکب** ہاتھ سے شہنشاہ کے
نہ بچتا جلد سر اسکا کاٹ لے چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے جو موجود رہتے ہین سر پر پاؤن
رکھکر بھاگے آتے ہی ملکہ **مہرخ** کو خبر دی کہ **حیرت** کے دربار مین خواجہ عمرو قتل ہوتے ہین ایک ساحر
زبردست پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا **بہار و باغبان** بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے خیال مین
خواجہ کے چلے **چالاک** جو پھرتا ہوا آیا سب کو پریشان پایا پوچھا کیون صاحبو خیر تو ہے ملکہ **مہرخ** نے
کہا **خواجہ عمرو** قید ہو کر سامنے ملکہ **حیرت** کے پہونچے **حیرت** قتل کرایا چاہتی ہے یہ سنکر **چالاک** بھاگا
راہ مین **برق** ملا وہ بھی ہمراہ **چالاک** ہوا یہان **حیرت** نے حکم دیا ہے جلاد تیغہ پکڑ کے قریب پہونچا
پکار کر آواز دی لیجیے حضور مین قتل کرتا ہون **حیرت** نے کہا جلد سر کاٹ لے **چالاک** بھاگا ہوا
جاتا ہے اسوقت دربار مین پہونچا کہ غل سنا **عمرو** قتل ہوتا ہے **چالاک** حاضر حاضر کرتا اندر پہونچا دیکھا
جلاد سر پر ہے **چالاک** نے گوپھن سر سے کھولا پتھر گلہ گوپھن مین دیا جیسے ہی جلاد نے چاہا سر کاٹ لون
چالاک نے پتھر مارا جلاد کا سر پھٹ گیا غل ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا **حیرت** نے کہا دوسرا جلاد بلاؤ
ایک جلاد مجمع سے کہتا ہوا نکلا کہ حکم کی دیر ہے ابھی سر کاٹتا ہون خنجر چمکاتا ہوا قریب **عمرو** کے آیا پکارا
او گنہگار سر اٹھا اب جو **خواجہ** نے سر اٹھایا اپنے فرزند کو قریب پایا بیساختہ ہنس پڑے سمجھے کہ اب
رہا ہوئے **چالاک** نے خنجر کو چرخ دیکر ہاتھ مارا **خواجہ** نے ہتھکڑی کو اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی بیڑی کو
ہم اٹھتے اٹھتے **خواجہ** نے نکالا **چالاک** نے نعرہ کیا نعرہ **چالاک** | **لعبیار** ہی من آنم حسیت و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک	نه آید بار دگر در بستر گامم
لطیفه اولم چالاک نامم	

چالاک نے حقہ ہائے آتشبازی مارے ایک جادوگر کے برابر برق کھڑا تھا اسنے کہا میان جادوگر تم گولہ نہین مارتے کہ عیار گرفتار ہو جائے چھوٹ کر جاتا ہی وہ اسم سحر پڑھتا ہوا بڑھا برق نے اسکو خنجر مارا اندھیرا ہو گیا حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی اسنے دستک دی کئی پتلے فولادی پیدا ہوے انھون نے مشعل سحر جلائی دیکھا عمرو و چالاک بھاگے ہوے جاتے ہین حیرت نے یہان سے گولہ مارا عمرو و چالاک گرے کہا ارے پکڑو برق تڑپ کر آیا چاہا اُٹھا دکر لے بھاگون حیرت نے اشارہ کیا برق بھی گرا تڑپنے لگا حیرت نے آواز دی ان تینون کے سر کاٹ لو جادوگر چلے کہ سر کاٹ لین کہ آسمان سے ایک برق گری کئی سو کے سر اُڑ گئے حیرت غل مچاتی ہی کہ ارے سر کاٹ لو جب جادوگر بڑھتے ہین برق چمک کر آڑی ترچھی گرتی ہی کہ سو دو سو کے سر اُڑ جاتے ہین حیرت نے ایک گولہ آسمان پر مارا برق لامع آسمان پر تھی برق لامع کے پاؤن پر گولہ پڑا پاؤن زخمی ہوا پاؤن کو جھٹک کر تڑپ تڑپ کر گرنے لگی کہ آسمان سے چند پنجے گرے برق و چالاک و عمرو کو اُٹھا کر لے چلے حیرت نے گولہ مارا پنجون سے عمرو و برق و چالاک چھوٹے طرف زمین کے چلے کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب چھوٹنے لگے آواز آئی منم بہار جادو گلدستہ تو حیرت پر مارا تڑپ کے گری ان تینون کو روکا کہ باغبان پہونچا باغبان سے کہا تم ان عیارون کی حفاظت کرو مین آج حیرت کو دیوانہ کرتی ہون باغبان نے تینون عیارون کو روکا ایک گوشے مین جاکر اُتارا چالاک و برق چھپے خواجہ گلیم اوڑھ کر بڑھے گلدستہ جو حیرت پر بہار نے مارا تھا حیرت پر پھول برسنے لگے حیرت پھولون کو جلاتی ہی باغبان و بہار زمین پر آئے باغبان نے گیند پھولون کا پھینکا حیرت آگے بار گاہ کے کھڑی ہی چند طائر پیدا ہوے یہ اشعار عاشقانہ بہ لحن داؤدی بعد سوز و گداز مصنفۂ قمر گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ہر دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہو اُستاد اسے کہتے ہین

بہار نے کچھ بکھیرے پھولون کے پھینکے باغبان کا سحر حیرت دفع کر رہی تھی کہ رنگ سحر بہار جا ایک

کنیز مسکراتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی کہا بی بی ہوش مین ہو حیرت نے کہا تیرا کیا نام ہی کہا مجھے بہار پیرا
کہتے ہین پھول چنون شاخین بناؤن پھول کے درخت مین پیوند لگاؤن آپ کا دل لبھاؤن آپ
کس خیال مین ہین بہار لڑتی ہوئی جاتی ہین آپ تامل نہ فرمائین ذرا سوچین کہ بہن سے بدلی
جگ ہنسائی لوگ آپ کو برا کہتے ہین اسکا فیصلہ کیجیے ورنہ آپ کے واسطے بدنامی ہی شہنشاہ
حیات جادو آپ کو کیا کہینگے ضرور طعن وتشنیع کرینگے کہ کیون بہن کو جدا کیا۔ مجھے جو سمجھانا تھا سمجھا چکی
کنیز یہ باتین کرکے غائب ہوئی بہار وباغبان وبرق لامع جنگ کرتے ہوے نکل گئے عمرو وبرق
وچالاک سبھی لشکر مین پہونچے حیرت نے کہا سب پلٹ آئین بہار وباغبان وبرق لامع
کا کوئی پیچھا نہ کرے ساحر پلٹ آئین ہمین لڑائی نہین منظور حیرت نے جو پکار کر یہ کہا یا نو ساحر عقب
مین بہار وباغبان وبرق لامع کے جاتے تھے یا سب پلٹ آئے حیرت رنجیدہ سر جھکائے ہوے
آکر تخت پہ بیٹھی بہار نے یہان آکر کہا ذرا خبر لو کہ حیرت کیا کر رہی ہی خواجہ نے کہا چرند وپرند وہین
ہین جو وہان گذریگی خبر لیکر آئینگے خبر معقول سنائینگے حیرت جو تخت پر آکر بیٹھی یاقوت وزمرد سے کہا
صاحبو تم وزیر صاحب تدبیر ہو ایک بات مین پوچھتی ہون وہ بتاؤ انصاف سے کہنا خلاف کہوگی
تو قتل کا حکم دونگی یاقوت وزمرد نے دیکھا حیرت کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے
ہوے یہ باتین کر رہی ہی یاقوت وزمرد نے کہا داری ہماری مجال ہی کہ آپ کے مزاج کے خلاف
کلام کرین آپ کیا ارشاد فرماتی ہین حیرت نے کہا صاحبو آپ سب بیٹھے ہین انصاف سے کلام کرین خلاف
کوئی صاحب نہ کہین ورنہ مجھے انتہا کا ملال ہوگا بہار نے کیا خطا کی تھی کہ جو افراسیاب نے نکالدیا
آخر وہ کہان جاتی شریک اہل اسلام ہوگئی ناچار ومجبور تھی اب تم لوگ بتاؤ کہ افراسیاب
خطادار ہی کہ سر بسر خطا بہار ہی یاقوت وزمرد نے کہا داری بہار آپ خفا ہوکر چلی گئین آپ ہی
سے تو تکرار ہوئی تھی حیرت چیخین مار کر رونے لگی کہ ہاے میری بہن کو مجھسے جدا کیا مین اپنی جان
دونگی یاقوت وزمرد نے دست بستہ عرض کی حضور اس قدر ملول افراسیاب سے پیش کرین دیکھیے
وہ کیا کہتے ہین حیرت نے کہا مین کسی سے نہ کہونگی رو رو کے اپنی جان دونگی یہ کہکر خوب روئی
ہر چند وزیر امیر سمجھاتے ہین حیرت کے رونے کو ترقی ہی بلک بلک کے رو رہی ہی کہتی ہی میری
بہن کو مجھسے ملاؤ جون جون سمجھانے والے سمجھاتے ہین شدت گریہ حیرت کی بڑھتی جاتی ہی یاقوت

نے طرف مصور کے دیکھا اشارے سے کہا یہ سحر ہین بہار کے ہین مین جاکرافراسیاب سے عرض کرون
تم لوگ انکو باتون مین بہلاؤ اگر جانے کا ارادہ کرین تو جانے نہ دینا نہین معلوم بہار کس رنگ مین
پھنسائیگی اگر وہان گئین تو پھر کے آنا دشوار ہوگا یہ کہکر یاقوت اٹھی طرف افراسیاب کے چلی
حیرت نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا کیون بی وزیرزادی صاحب کہان چلین
یاقوت نے کہا لونڈی کہین نہین جاتی ہی ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکر تڑپتی ہوئی چلی گھبرائی ہوئی
سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب کو دیکھا وزرا امرا سے کہ رہا ہی کیون یار وقتل اسد مین کیا
دیر ہی کوئی کہتا ہی مہینہ بھر باقی ہی کوئی کہتا ہی دس ہی دن تو باقی ہین افراسیاب نے حکم دیا روزنامچہ
لاؤ سرما سے برق انداز اٹھا کہ روزنامچہ لینے جائے کہ رونے کی آواز کان مین افراسیاب
کے آئی سر اٹھا کے دیکھا یاقوت جادو بیقرار و اشکبار آ کے سامنے افراسیاب کے گر پڑی افراسیاب
نے پوچھا ارے خیر توہی یاقوت نے کہا حضور ملکہ حیرت کا عجیب حال ہی بہار کو عقاب جادو
گرفتار کر کے لایا تھا چالاک وغیرہ نے آکر رہا کیا حیرت بارگاہ سے نکل آئین بہار و باغبان
براے مدد آئے تھے نہین معلوم بہار نے کیا شعبدہ کیا کہ حیرت نے تعاقب سے بہار کے لشکر
کو ہٹایا بارگاہ مین آئین تخت پر بیٹھین بلک بلک کے رو رہی ہین کہتی ہین بہار سے جدائی ہمین نہین
منظور میری بہن کو مجھسے ملاؤ فرماتی ہین مین آپ چلی جاؤنگی واسطہ سامری و جمشید کا جلد چلیے
دیر نہ کیجیے ایسا نہو دشمن انکے جان دیدین انکے تیور سے عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہی اسطرح بیقرار
ہوکر روتی ہین کہ دل سنگ آب ہو سننے والے کا دل بیتاب ہو یہ سنکر افراسیاب نے زانو پہ ہاتھ
مارا کہا صاحبو بہار نے غضب کیا کتاب سامری بھی دیکھی اپنے مقام سے اٹھا تخت پر سوار ہوا
یاقوت کو ساتھ لیکر چلا اسوقت آکر پہونچا کہ بارگاہ مین ہنگامہ ہی حیرت بپھری ہوئی ہی کہ مین بہار
کے پاس جاؤنگی مین اپنی بہن سے خطا معاف کراؤنگی مصور و صورت نگار وغیرہ ہاتھ باندھتی
ہین کہ حضور کیا کہتی ہین بہار کو یہین بلوا دیںگے آپ کا بارگاہ دشمنان مین جانا بہتر نہین ایسا نہو
وہ آپ کے ساتھ کچھ اور فریب کرین حیرت کہتی ہی میری بہن ہی کسی کو میرے ساتھ فریب کرنے دیگی
عیارون کی یہ مجال ہی کہ ہمکو روکین تو کین ہم جاکر اپنی بہن سے ملینگے یہ کہتے کہتے حیرت نے خنجر
کھینچا کہا روکوگے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مجھے افراسیاب سے کیا کام جاکر شہنشاہ سے کہدو

انیسون نے جو دیکھا کہ ملکہ حیرت گلا کاٹا چاہتی ہین سب نے چھوڑ دیا کہا حضور کو اختیار ہی حیرت
روتی ہوئی باہر نکلی کہ افراسیاب زمین پر آیا پکار کر آواز دی او حیرت یہ کیسا شور و شر ہی بنت
سب باتون کی خبر ہی حیرت افراسیاب کو دیکھکر اور زیادہ چلا چلا کے رونے لگی افراسیاب نے
ہاتھ تھاما حیرت نے جھٹک کر ہاتھ چھڑا لیا کہا آپ میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین اپنی
بہن کے پاس جاؤنگی اُنسے خطا معاف کراؤنگی افراسیاب نے کہا تمنے اُنکی کیا خطا کی حیرت نے
کہا ایسی اُنپر جفا کی کہ وہ شریک مسلمانان ہوگئین جب افراسیاب نے مضبوط ہاتھ پکڑا حیرت اور زیادہ
بلک بلک کے رونے لگی کہتی ہی سنیے بوا مجھکو پکار رہی ہین افراسیاب نے پلٹ کر کہا لاؤ دیکھو تو کیا
حال کرتا ہون زوجۂ شہنشاہ طلسم کی یہ کیفیت ہمپر بی بہار کی یہ بدعت کہ آسمان پر سناٹا ہوا
کندن خزانہ دار شیشۂ آب دمیدۂ سحر سامری لیکر آئی کہا شہنشاہ یہ حاضر ہی حیرت غل مچاتی ہی
کہ مین مُنھ نہ دھوؤنگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون افراسیاب نے اُس پانی کو چلو مین
لیکر مُنھ پر حیرت کے چھینٹا مارا حیرت نے ایک چیخ ماری تھرتھر کانپ کر بیہوش ہوگئی افراسیاب نے
اور پانی چھڑکا کنیزون سے کہا تلوے سہلاؤ جب تلوے سہلائے تب حیرت کو ہوش آیا اُٹھتے ہی
بہار کو بُرا بھلا کہنے لگی کہتی ہی اے شہنشاہ آج بہار نے مجھے بہت ذلیل کیا افراسیاب نے کہا اے
حیرت مقام حیرت ہی کہ تو سحر مین بہار کے پھنسی اور ایسی بیقرار ہوئی حیرت نے کہا اے شہنشاہ
باغبان نے سحر کیا مین باغبان کے سحر کو دفع کر رہی تھی کہ بی بہار نے یہ شعبدہ کیا بس میرا قلب
اُلٹ گیا جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمون پر گرون مگر اب بہار کی قضا دامنگیر ہی اُنکے قتل کی یہ تدبیر ہی
افراسیاب نے کہا اے حیرت وہ قیامت برپا کرونگا کہ زمین تھرائے بہار خود اپنا گلا کاٹ ڈالین
آج اس حرکت سے محبت بہار بالکل دور ہوئی طبیعت ناصبور ہوئی یہ بھی حساب کر چکا کہ قتل اسد
کا زمانہ قریب ہی اب جا بجا نامے روانہ کرتا ہون مگر پہلے میان کوکب کو مناؤن نور افشان و
برہمن کو سزا دون خیر مین اب جاتا ہون اگر شاید کسی وجہ سے مقابلہ پڑے اپنے کو سحر بہار سے
بچانا حیرت نے کہا اے شہنشاہ نو برس مجھکو گذرے لڑتے ہوئے کبھی رنگ سحر بہار مجھ پر نہ جما وہ
کیا مجھپر سحر کریگی مین بلبل جنگی بجوا کر لڑونگی افراسیاب نے کہا جب تک ہمارا نامہ نہ آئے مقابلہ
نہ کرنا مین جا کر وہ انتظام کرون کہ اسد قتل ہو جائے نور افشان و برہمن کو خبر نہونے پائے

ساسان زادہ بھی قتل ہوا افراسیاب بخوبی حیرت کو سمجھا کے بقہر وغضب تمام طرف باغ سیب کے چلا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین جو کچھ طرف سے افراسیاب کے ہوگا تحریر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد چہارم تھی ہمین سے جوڑ جلد پنجم کا لگایا جاتا ہی ناظرین کو بخوبی معلوم ہی اُسکے پتے اور نشان کی کیا ضرورت ہی ناظرین اسکو پڑھکے لطف اُٹھائین یقین ہی کہ خلعت تحسین وآفرین مرحمت فرمائین

دو کلمہ داستان حیرت بیان ذکر رہائی شعلہ خوار آتشخو کہ جسے خواجہ عمرو نے مطیع کیا تھا افراسیاب جادو نے اُسکو گرفتار کر کے درۂ کوہ بلند مین قید کیا ہی یہ ذکر جلد اول بقیہ طلسم ہوشربا مین ہوچکا ہی اب اسکا ذکر ضروری ہی و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی سیمتن
کہ ہی اوج پر آج رنگ چمن
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
کہین پر ہی بیلا کہین موتیا
جو ہی رشک خلد برین یہ چمن
دکھاتا ہی سامع کو رنگ سخن
مٹا خار باغ جہان سے شتاب
ہوا قتل آخر کو افراسیاب
مچایا ہی یہ بلبلون نے خروش
کہ ہی بحر الفت کا ہر گل کو جوش
ترانہ یہ بلبل کا ایجاد ہی
کہ باغ جہان باغ شداد ہی
یہ سبزی درختون کی نایاب ہی
زمین پر ہی سبزہ کہ کمخاب ہی
اگر فرش کمخاب کہیے اسے
گرے شبنم سے موتی ہین ہر جا بچھے
جو شبنم نے کین اشک افشانیان
تو ہین رنگ گل کی بگل کاریان
ہوا جوش گل ہر طرف بیدرنگ
کہ لالہ بھی لایا ہی سرخی کا رنگ
کلاہ سر پہ رکھکر اکڑنے لگا
کہ عکس اسکا نہرون مین پڑنے لگا
ہر اک نہر ہی آئنہ باغ مین
کہ سوزش نہ لالے کے داغ مین
یہ ہی داغ الفت کا کھائے ہوے
کہ ہی بوجھ سر پر اُٹھائے ہوے
ہر اک گل کو ہی وجد گلزار مین
لگی آگ لالے سے کہسار مین
نکل آئے وحشی صحرا نورد
اُڑاتے ہین رہ رہ کے صحرا مین گرد
جو آہو نے جھکر طرارہ بھرا
تو صیاد بیرحم نے دم دیا
وہ تھا دام بر دوش اسی فکر مین
شب و روز پھرتا اسی ذکر مین
کہین شیر ہین اور چکارے کہین
کوئی نام لے لے پکارے کہین

غرض آج صحرا کا کیا رنگ ہی
مرا کلک دیتا ہی پھر یہ خبر
کیا قید اُسے جا کے اُس کوہ مین

کہ فکر سخن سنج یان دنگ ہی
کہ حال ستم دیدہ تحریر ہو
کہ بیٹھا ہی حیران انبوہ مین

لکھو حال احباب خواجہ عمرو
نہ تسریر ہو بلکہ تقریر ہو
چہرہ فتاحان طلسم کشائی

وجوہریان بازار حیرت نمائی اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج دعوا جس دریاے ہوش + چنین ریخت گوہر بدامان گوش + جلد اول مین اسکا حال لکھ چکا ہون کہ جب افراسیاب نے دیکھا کہ جب خواجہ کو قید کیا شیطان بچہ آ پہونچا حیران ہوا کہ عمرو کا گرفتار کرنا بالکل بیکار ہوتا ہی آخر افراسیاب لے کرہ عجائب پر آکر فوج شیاطین جمع کی آکے شعلہ خوار آتشخو کو گرفتار کر کے کوہ عجائب پر قید کیا مع فوج بیچارہ قید ہوا جب طلسم ہوشربا فتح ہوا جلد ہفتم مین بالتفریح اس حال کو لکھ چکا ہون ناظرین بخوبی آگاہ ہونگے رہائی شیطان بچے کی جلد ہفتم مین اسوجہ سے نہین لکھی کہ کچھ ذکر اسکا جلد اول ودوم وسوم وچہارم مین نہ تھا اسواسطے رہائی شیطان بچے کی حوالہ جلد ہفتم کا دیکر تحریر کی گئی سامعین پر واضح ہو کہ یہ قید طلسم تھی بعد طلسم ہوشربا شیطان بچہ رہائی پاتا ہی جب طلسم ہوشربا پر صاحبقران کا قبضہ ہوا اور جابجا کے خراجگزار حاضر ہوے تو بہار وباغبان نے خواجہ سے پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری سب خراجگزار حاضر ہوے جو خراجگزار آیا اُسکے قبضے مین جو قید تھی اُسکو بھی لاکر حاضر کیا حالات اُنکی قید کے بیان کیے اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ افراسیاب نے نہ دینے پر خراج کے قید کیا تھا بعض کسی جرم مین تھے کہ نافرمانی کی تھی بعض اور ملکون کے تھے کہ جنھون نے افراسیاب پر لشکر کشی کی تھی اُنکو افراسیاب نے قید کیا تھا جب یہ سب قیدی حاضر ہوے خراجگزار لیکر آئے بہت سے مسلمان ہوے جو سیاہ قلب تھے اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا صاحبقران نے اُنکو دار پر کھینچا جب ان سب باتون سے فراغت پائی اُسوقت باغبان وبہار نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کا عاشق صادق جسکو افراسیاب نے قید کیا تھا اور آپ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ مین اُسکو رہا کرونگا مگر آپ نے مہلت نہ پائی کہ اُسکی رہائی کی تدبیر ہوتی سب حاضر ہوے لیکن معلوم ہوتا ہی کہ وہ بیچارہ جسکی قید مین ہی وہ باغی رہا ورنہ لیکر حاضر ہوتا آپ سے کیفیت بیان کرتا خواجہ نے جو نام شعلہ خوار آتشخو کا سنا بیقرار ہو گئے فرمایا یہ طلسم اسقدر روسیع ہی کہ بہت سے ایسے ہونگے کہ جنکو مارے جانے کی افراسیاب

کے خبر ہنوگی ورنہ ضرور حاضر ہوتے لیکن یارو یہ تو بتاؤ کہ مین کہان جاکر اُسکو تلاش کرون وہ لوگ
دربار مین حاضر ہین کہ جنکے پاس اوراق سامری موجود ہین اُن لوگون نے اوراق دیکھے فکر کرکے کہا
اے خواجہ اوراق سامری خبر دیتے ہین کہ کوہ بلند پر شعلہ خوار آتش خو قید ہے سہمناک جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہے وہ اس غرور مین اُسی درہ کوہ کو قبضے مین کیے بیٹھا ہے اپنے مقام پر کہتا ہے
کہ اگر افراسیاب مارا گیا تو میرا کیا نقصان ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان سامری و جمشید بھی نہین آسکتے
خواجہ نے کہا مین جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی چلونگا چلتے ہی انشاء اللہ اُسکو مار لینگے
خواجہ نے کہا اب تجھے کیا دخل ہے برق نے کہا دخل میرا آپ کو ثابت ہوگا کہ کس طور سے اُسکو
قتل کرتا ہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچے باغبان و بہار نے کہا خواجہ ہمارا بھی چلنا ضرور
ہے خواجہ نے کہا مین تو جاتا ہون جسکے مزاج مین آئے وہ بھی چلا آئے یہ کہکر خواجہ چلے خواجہ کے
بعد بہار و مخمور و باغبان بھی روانہ ہوے خواجہ عمرو نے تین دن برابر رہروی کی جب
صحراہاے خراب طے کرکے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دور سے دیکھا کچھ عورتین پھر رہی ہین بعض
کچھ ضرورت کو نکلی ہین بعض سیر صحرا کو آئی ہین جنگل کو دیکھا اور پلٹ گئین خواجہ بھی ایک عورت کی شکل
بنکر پلیچے سنبھالتے ہوے اُن عورتون مین آکے ملے پوچھا اُن عورتون سے کہ تم لوگ کون ہو اس
صحرا مین پھرنے کا کیا باعث ہے اُن عورتون نے بیان کیا کہ اب اس صحرا سے ہم جاتے ہین ملکہ
تاورہ گل پیرہن کہ معشوقہ ہین سہمناک جادو کی سہمناک نے لکھ بھیجا کہ شعلہ خوار آتشخو
میرے پاس قید ہے مین پاس طلسم کشا کے نہ جاؤنگا معشوقہ کو اپنے پاس بلایا ہے سہمناک کو منظور ہے
کہ ایسا قلعہ بناؤن کہ وہان کوئی نہ آسکے مین اور معشوقہ اُسمین بیٹھکر سلطنت کرون اور شعلہ خوار کو مین
قید مین مار ڈالونگا چاہے کہ یہ میری قید سے چھوٹے یہ غیر ممکن ہے آج ہملوگ اس جنگل سے رخصت ہوتے
ہین اسی وجہ سے دمبدم یہان آتے ہین اور بحسرت پلٹ جاتے ہین خواجہ نے یہ معاملہ سنکر ایک کنیز کو
دیکھا کہ کچھ گنگنا رہی ہے کبھی چٹکیان بجاتی ہے سمجھے کہ یہ گائن ہے اُسکو خواجہ نے اشارے سے بلایا
باتین کرتے ہوے ایک نخل کے سایے مین آئے کہا دیکھو طرف سے کوہ بلند کے ابر اُٹھا ہے جیسے ہی
وہ نازنین پلٹی خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا کپڑے اُسکے اُتار لیے زیور بھی
لے لیا اُسکو زنبیل مین رکھا اُسی کنیز کی شکل بنکر سب کے ساتھ پھرنے لگے بعد تھوڑے عرصے کے

اُن سب نے کہا بوا سوسن اب پلٹ چلو نہین معلوم ملکہ نادرۂ گل پیرہن کیا کرتی ہین سب کے ساتھ خواجہ بھی پلٹے باغ مین آئے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جوش مار رہی ہین عندلیبان خوشنوا شاخہاے نخل پر پہلوے گل مین پھولکر بیٹھی ہین چہکارے مار رہی ہین خواجہ سیر باغ دیکھتے ہوے اُن سب کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہی خواجہ کو دیکھکر کہا اری سوسن تو بھی ہمارے ساتھ چلیگی جب سے نام کوہ بلند کا لیا گیا ہی اُسوقت سے تجھکو نہایت پریشان پاتی ہون خواجہ نے کہا حضور جائین اور مین نہ جاؤن جہان حضور رہینگی وہان کنیز بھی حاضر رہیگی نادرہ نے کہا تیرے ہونے سے دل بہلیگا اگر تو نہوگی تو کہان ڈھونڈھنا پڑیگی خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگی حضور ہمارے بزرگ آپ کے بزرگون کی خدمت مین رہے ہم بھی زندگی مین جدا نہونگے نادرہ نے کہا شوہر میرا وہ ساحر ہی کہ زمانہ انقلاب ہوا افراسیاب ایسا شخص مارا گیا مگر کچھ خوف نہ کیا میرے شوہر کے قبضے مین پہلے کوہ بلند تھا اب کوہ سہمناک پر بھی قبضہ کرلیا اسیطرح اور ملکون پر قبضہ کرینگے یہانتک سلطنت بڑھے کہ مثل افراسیاب خراجگزار اُنکو ماننے لگین یہ تو ظاہر ہی کہ طلسم کشا اسطرف نہین آسکتے لشکر اُنکے ساتھ بیحد و بیحد ہی اب اُنکو کیا ضرورت ہی کہ ملک در ملک پھرین یہ کہکر حکم دیا اپنی اپنی تیاری کرو کل یہان سے چلینگے چلے اور پہونچے صاحب ہمارے انتظار کر رہے ہونگے کئی دن گذرے کہ نامہ آیا تھا یہ بھی مرقوم تھا کہ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ ہمکو عرصہ ہوگیا تمھین لوگون کے سبب سے دیر ہوئی آج تیاری کررکھو کل صبح کو ہم سوار ہونگے سب نے دست بستہ عرض کی ہمکو تیار پائیے گا جسوقت چاہیے سوار ہو جیے نادرہ خاموش ہو رہی دن بھر تیاری رہی شب کو صحن باغ مین آکر نادرہ بیٹھی اشارہ کیا سوسن کو بلاؤ خواجہ بشکل سوسن حاضر ہوے سامنے نادرہ کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے

نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا — آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے — مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اُسے — غنچے کو اُسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

اُٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب مرگ — سوتون کی موت چوکنا ہی بار بار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین — اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا
بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا — کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا
ضد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا — باعث ہی میرا عشق ترے اشتہار کا
بدمست میکدے سے جہان کے مین اُٹھ گیا — آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا
یوسف بسائے پیرہن اپنا یقین ہی — او گل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا
دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑکر — تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا
اللہ ری صفا رخِ رنگین یار کی — گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہی خار کا
اب اُسکے آستان سے چھڑاتے ہین مجھکو یار — ای رند جیب محل نہ رہا اختیار کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ نادرہ بہت خوش ہوئی کہا ای سوسن آج تو تو نے وہ کمال دکھایا کہ دل بیقرار کردیا خانۂ دل غم والم سے بھردیا خواجہ نے عرض کی واری اب کہ ہم حضور کے ساتھ چلتے ہین وہان چلکر گانے والون مین نام کرین سب مین مشہور ہو کہ نادرۂ گل پیرہن کے ساتھ وہ گائن ہی کہ جسکا گانا دل پر تاثیر کرتا ہی دور دور سے لوگ آپ کی لونڈی کو سننے آئین اور اپنے مقام پر جاکے کہین کہ ایسی گائن کبھی نگاہ سے نہین گذری نادرہ نے کہا تاجدار اسطرف کے طلسم کشا سے فساد کرنے پر آمادہ ہین ہمارے شوہر کا انتظار کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک طائر آکے پہونچا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا تھا شانے پر آکے نادرہ کے بیٹھا نادرہ نے نامہ کھول کر پڑھا اُسمین نوشتہ پایا طرف سے سہمناک جادو کے لکھا تھا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان تمھارے نہونے سے مین نہایت پریشان ہون دم بھر آرام نہین ملتا کئی بادشاہ اسطرف کے مجسے موافق ہوے ہین کہ جسوقت تم طلسم کشا سے مقابلہ کرو ہم سب تمھارے ساتھ ہین اگر تم آجاؤ تو اُن سب کو جمع کرکے طلسم کشا سے چلکر مقابلہ کرین اگر غالب آسکے تو باغ سیب پر قبضہ ہوا اگر مغلوب ہوے کسی طرف بھاگ جائینگے مگر ای جان من مکرر لکھتا ہون کہ دیکھتے ہی نامے کے فوراً اسوار ہونا جلد اپنے کوہ تک پہونچانا بادشاہ لوگ آتے ہین ہر روز یہی صلاح ہی کہ کب لشکر کشی کروگے مین امروز فردا کا وعدہ کرتا ہون فقط تمھارے آنے کا انتظار ہی یہ نامہ پڑھکر نادرہ نے کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو شوہر نے میرے بڑی تاکید لکھی ہی چند بادشاہ جو کوہ بلند سے قریب ہین سب

اسی کے خواہان ہین کہ تم افسری قبول کرو میرے جانے پر موقوف ہی وہ میرا انتظار کر رہے ہین مین
سویرے ضرور روانہ ہونگی جسکو چلنا ہو وہ چلے جسکو نہ چلنا ہو وہ جواب دیدے کل مین وہان پہونچ جاؤن
خواجہ نے پاؤن پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکۂ عالم کنیز ضرور چلیگی سب طرح تیار ہی سرکار کے ساتھ جانے
مین تیاری کی کیا ضرورت جسوقت کہیے حاضر ہین رات بھر جلسہ رہا سوسن بہت نادرہ کے منھ لگی ہوئی
ہی دو گھڑی رات رہے نادرہ نے تخت تیار کیا تخت پر سب کنیزون کو بٹھایا سب کے آگے گھسکر
بی سوسن بیٹھین تخت اُڑتا ہوا چلا جب تک ہوا ٹھنڈھی چلی تخت بلند رہا جب ہوا گرم چلنے لگی تب
نادرہ نے تخت کو مائل بہ پستی کیا زمین سے کچھ بلند تخت جاتا ہی کہ ایک جانب سے چند طائر پیدا ہوے
چاؤن چاؤن کرتے ہوے تخت کے سامنے آکر سد راہ ہوے پرون سے تخت کو ہٹاتے ہین نادرہ
کہتی ہی ای طائران صحراے پربلا مجھے کیا نہین پہچانتے مین ہون نادرۂ گل پیرہن زوجۂ سہمناک
پاس شوہر کے جاتی ہون طائر نہین ہٹتے خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہ بی بی یہ طائر کیسے ہین
نادرہ کہتی ہی یہ طائر صحراے پربلا کے نگہبان ہین نہین معلوم مجھے اسوقت کیا سمجھے ہین کہ چاؤن چاؤن
کرتے ہین ارے مجھے روک رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین بی بی مجھے بچا لیجیے مجھے نگوڑے کس
نگاہ سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی میرے دشمنون کو کھا جائینگے بیچ مین سب کے جو طائر کلان ہی وہ
ہر مرتبہ مجھپر آنکھین نکالتا ہی معلوم ہوتا ہی مجھپر آ پڑیگا نادرہ ہر مرتبہ ہاتھون سے ٹالتی ہی اور کہتی ہی
ای نگہبانان صحراے پربلا دیکھو ہوش مین آؤ مین تمھارے روکے سے نہ رکونگی لیکن طائر تخت سے پٹے ہی
جاتے ہین پر مارتے ہین چاہتے ہین خواجہ پر آپڑین آخر نادرہ نے ہاتھ ہلائے برق گری کسی کا سر
کٹا کسی کا پیر اُڑ گیا دو چار جانور جو لنگڑ گرے اور جانور ہٹے نادرہ نے پکار کر آواز دی ای مالک
صحراے پربلا میرے ساتھ کوئی غیر نہین ہی صرف میری کنیزین میرے ساتھ ہین یہ کہکر چاہتی ہی کہ
تخت اُڑائے یکایک ایک زنگی سیہ رو صحرا سے پکارتا ہوا پیدا ہوا کہ او نادرہ عمرو عیار کو اپنے
ساتھ لیے جاتی ہی طائرون کو تو نے مارا عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہی یہ کہکر اُس زنگی نے سحر کیا تخت
یا تو اُڑا ہوا جاتا تھا سحر جو اسنے کیا تخت زمین پر آیا خواجہ نے چاہا کود کر بھاگون تخت نے پاؤن
پکڑ لیے بھاگ نہ سکے اُس زنگی نے کہا ای نادرہ تم رنجیدہ نہونا دیکھو ابھی حال ظاہر ہوتا ہی یہ کہکر جست
کی قریب تخت کے آیا عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا او ساربان زادے بڑا مقرب بنکر بیٹھا ہی ہاتھ پکڑ کے کھینچا

خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہتے ہین بی بی مجھے بچائیے یہ نگوڑا کالیا زنگی مجھے کیون کھینچتا ہی
نادرہ روکتی ہی کہتی ہی ای بلاے جادو تجھے کیا ہوا ہی میری خاص گائن کو کیون کھینچتا ہی زنگی نے
منھ پر خواجہ کے ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو کنیزون مین چیخ مار کر الگ ہوئین کوئی کہتی ہی
ہن مانس کہان سے آیا کوئی کہتی ہی ارے مین نے پہچانا یہ جلمانس ہی ایک کہتی ہی مرچھیا جن ہی
ایک کہتی ہی مُٹھیا دیو ہی نادرۂ گل پیرہن حیران ہی زنگی کہ جسکا بلاے جادو نام ہی اسنے
کہا حضور میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ صحراے بلا سے عمرو ساتھ ملکہ نادرۂ گل پیرہن کے جاتا
ہی سہمناک جادو کی فکر مین ہی یہ کہکر عمرو کو گرفتار کیا نادرہ نے کہا ای بلاے جادو تمنے
بڑا کام کیا مین بالکل اس سے غافل تھی مجھے خبر نہ تھی کہ یہ ساربان زادہ اسطرح میرے ساتھ چلا ہی
مین اسکو اب پاس سہمناک جادو کے لیجاؤنگی بلاے جادو نے کہا ای ملکۂ عالم اسکا وہان لیجانا
بہتر نہین سہمناک ایک جوان غصے ور ہی جسوقت وہ سنیگا کہ میری زوجہ کے ساتھ رہا نہین معلوم
کر دن سے آپ کے پاس ہی وہ غصے مین اسے قتل کر کے سر اسکا پاس طلسم کشا کے بھیجیگا لشکر مین
سب اسکو مانتے ہین مہرخ و بہار و صاحبقران و کوکب روشنضمیر و اسد غازی یعنی طلسم کشا
دوسرے دن یہ سب کوہ بلند پر آکے موجود ہونگے جنکے مین نے نام لیے یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون
نے افراسیاب کو قتل کرایا جان بچانا سہمناک کو مشکل پڑیگا غلام تیاری کرتا ہی اسی صحرا مین
اسکو قتل کیجیے بلکہ جہانتک ہو سکے اسکے قتل کا ذکر نہ کیجیے سارا لشکر اسکے خون کا دعوی دار ہوگا
نادرہ نے کہا بہتر ہی ای بلاے جادو جو خوشی تمھاری یہ سنکر بلاے جادو نے ایک چیخ ماری چند
زنگیان سیہ رو گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے پکارتے ہوے ای افسر کیا حکم ہوتا ہی بلاے جادو نے
کہا میدان خونی کی تیاری کرو یہ ساربان زادہ قتل ہوگا اُن زنگیون نے دار رسن استادہ کین خنجر برہنہ
کھینچکر اُنھین مین سے دو زنگیان سیہ رو شلنگین لگانے لگے ہر مرتبہ آوازین دیتے تھے **فرد**

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست		مرغ را دانہ بلا باشد طعنہ بر صیاد چیست

بلاے جادو حکم دیتا ہی یارو آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسنے دایہ شمشش کو مارا زبرجد نگار
ایسا ملک فتح کیا شمشش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا کسی ساحر کا اسپر زور نہ چلا اگر یا بدولت کے
ہاتھ سے اسکی قضا تھی کہ جو قتل ہوتا ہی خواجہ عمرو بیقرار اشکبار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق

بے نیاز وای رب کارساز تو غفور و رحیم ہی ان ظالمون کے ہاتھ سے اس دام بدعت سے نجات دے مدد کر یہ بلا سر سے رد کر

نظم

مکن ز بندگی ای بندہ خدا اغماض ۔۔۔ کہ در زمانہ کند مر ترا خدا مرتاض
خداست دافع رنج و دوای بیماران ۔۔۔ خداست چارۂ ہر درد و دارو دامراض
خدا حکیم و خدا عالم و خدا دانا ۔۔۔ خدا الطبیب و خدا الشافی و خدا نباض
عیان است جلوۂ نور بخش بچشم اہل نظر ۔۔۔ بہر صباح و بہر شام و ہر سواد و بیاض
گہی ز ابر گہ از چشمہ و گہ از دریا ۔۔۔ روان بروی زمین است فیض آن فیاض
بہر بہار و بہر حالت و بہر موسم ۔۔۔ ز ابر رحمت او تازہ رنگ روی ریاض
خدا بحال تو ہر دم کند بہ لطف نگاہ ۔۔۔ کجا رواست کہ تو از خدا کنی اعراض
فلک ز عمر تو یک روز کم کند ہر روز ۔۔۔ بشغل قطع و برید است ہر دم این مقراض
بدوستان زمانہ مبند دل ہندی ۔۔۔ کہ دوست اند برای مطالب و اغراض

خواجہ عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی وہ دو جلاد دونون طرف چلے چاہا جا کر خنجر مارین کہ سامنے پھولون کا درخت تھا پھول کھل کھلا کے ہنسے طفلان غنچہ نے دہن کھولے شاخون مین مثل خنجر دم خم پیدا ہوا دو پھول دونون جلادون کے سر پر گرے دونون جلاد جل کر خاک ہوے بلاے جادو نے کہا اسکے ساتھ کوئی ساحر ہی نادرۂ گل پیرہن نے کہا اس سحر کا رنگ مثل رنگ سحر بہار معلوم ہوتا ہی بلاے جادو خود خنجر لیکر چلا کہ خواجہ عمرو کا سر کاٹ لون کہ بیچ سے اُسی درخت کے آواز آئی او بیحیا کیون روسیاہی دیکھتا ہی الگ رہ خواجہ کے پاس نہ جانا کنیزان نادرۂ گل پیرہن نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی گجرہ ہاتھ سے کھینچتی ہوئی ظاہر ہوئی وہی گجرہ ہاتھ سے کھول کر بلاے جادو پر پھینک مارا اور آواز دی صنم بہار جادو ہو بلاے جادو ہوشیار رہنا سودا نہ ہو کرے جیسے ہی وہ گجرا ٹوٹا پھول برسنے لگے ہواے سبز چلی پھولون نے ہنس ہنس کے بلاے جادو پر جا نازل کی بلاے جادو پھول اٹھا اٹھا کے سونگھنے لگا خوشبو جو دماغ مین پہونچی سودا ہو گیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم آپ کے غلام کا عجیب حال ہی نظم

مست ہو جاتا ہون بلبل سان کھاے جب چار گل
داغ ہین سب تیرے ہاتھون کو وہ ہزاریا گل
پھر بہار روے کمین دکھلا دین پھر دیدار گل
روبرو میرے چنگیرون مین نہ لاؤ ہار گل
گر بچھاتا ہون مین فرش خواب پہ بے یار گل
رحم دل ہون اشک بہ نکلینگے آنکھون سے ابھی
غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ وبہار
خار خار اس روے رنگین کا جو رہتا ہی اُسے
سنتے ہین آنکھین لڑانے کا ہوا ہی اُسکو ذوق
تو وہ گل ہی نیاے کرتا عشق مین تیرے ہزار
خاک مین رلتے ہین اور پہ خار کا انبار ہی
عرش اعلیٰ پر گیا ہی گلفروشون کا دماغ
رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے

یہ چراغ غنچل ہوتا ہی مزار ہر بار گل
کھاتے ہین چھلون کے تیرے آتشین رخسار گل
مثل یوسف باغ سے آوین سرِ بازار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھون مین برنگ خار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل
روبرو میرے نہ لاؤ شمع کا زنہار گل
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل
سوکھتا جاتا ہی ہر دم صورت بیمار گل
کچھ کھلایا چاہتے ہین روزن دیوار گل
شکل بلبل اڑ پڑی رکھتا اگر منقار گل
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جنکے بار گل
جیسے وہ کرنے لگا ہی زینت دستار گل
ایک دن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

بلاے جادو یہ اشعار پڑھکر پکارتا ہوا دوڑا ای ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی بہار جادو نے کہا نادرہ
کا سر کاٹ لے بلاے جادو طرف نادرہ کے چلا نادرہ نے گولا مارا بلاے جادو نے گولے کو
گولے پر روکا آپسمین دونون کے سحر چلنے لگا آخر نادرہ نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر
بلاے جادو پر کھینچ ماری بلاے جادو نے سینہ آگے کردیا سینے پر کارد پڑی کہ توڑ کر پشت کے پار
گذری مرنا بلاے جادو کا صحرا مین اندھیرا ہوگیا بعد عرصہٴ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من بلاے جادو
بود اب جو روشنی ہوئی نادرہ نے بہار کو جو سامنے دیکھا بہار پر سحر کرنے لگی بہار نے آواز دی
ای نکہت گل اندام کہان ہو آتی نہین اسکو لینا ہوا ڈھونڈھتی چلی ایک کنیز زمین سے طرہ
ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوئی ملکہ بہار نے طرف نادرہ کے اشارہ کیا اُس کنیز نے دوڑکر طرہ
کان مین نادرہ کے لگا دیا نادرہ کے دماغ مین جو بو پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین
ملکہ بہار کو ڈھونڈھنے لگی بہار جادو نے اپنی صورت دکھائی نادرہ نے پکار کر آواز دی

اے ملکہ بہار مین تمھاری کنیز ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار گلعذار نے کہا خاموش رہ سہمناک کا سر لاؤ ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ شوہر تمھارا تمھارے ہاتھ سے قتل ہو بڑا نام ہوگا ہر جلسے مین ذکر ہوگا کہ زوجہ نے شوہر کو مارا نادرہ نے دست بستہ عرض کی بہت خوب جو حکم ہو وہی بجا لاؤنگی یہ کہکر اُچک کے تخت پر سوار ہوئی کنیزون کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف کوہ بلند کے چلی بہار نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے ملاحظہ فرمایا نادرۂ گل پیرہن برائے قتل سہمناک جادو گئی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہان تک نہ پہونچیگی لیکن آپ اپنے کو پہونچائیے سہمناک جادو آپ کے ہاتھ سے مارا جائے مین تو اب رخصت ہوتی ہون یہ کہکر ملکہ بہار گلعذار تو چلی گئین خواجہ عمرو ایک جانب چلے اب اول حال نادرۂ گل پیرہن لکھا جاتا ہے کہ یہ مسحور اور مبہوت سحر بہار جادو مین ہو کر طرف سہمناک جادو کے چلی اسقدر جوش ہے کہ جاتے ہی سہمناک جادو کو قتل کرون تخت پر سوار جوش و خروش مین تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہے راہ مین سہمناک جادو کا بھائی شور انگیز جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے کنیزین گرد جمع ہین اُنسے دل لگی کر رہا ہے کہ دیکھا تخت اُڑا ہوا ملکہ نادرۂ گل پیرہن کا آتا ہے اس آن بان سے دیکھا کہ طرہ کان مین لگا ہوا رنگ چہرے کا سرخ شور انگیز جادو بلند ہوا پائے تخت کے ہاتھ ڈالدیا کہا اے ملکۂ عالم رات کو کہان پھر رہی ہو نادرۂ گل پیرہن نے کہا شوہر کی ملاقات کو جاتی ہون وہ میرا انتظار کر رہے ہونگے شور انگیز نے منت کر کے تخت اُتار لا کر مسند پر بٹھایا جام بھر کے پیش کیا کہا بھابی صاحبہ ایک جام نوش کیجیے بعد اسکے پھر آپ کو اختیار ہے مین بھی بھائی صاحب کی ملاقات کو چلونگا نادرہ جام پی گئی شور انگیز نے براہ اختلاط بلا تکلف رخسارون پہ ہاتھ رکھدیا نادرۂ گل پیرہن نے ایک طمانچہ مارا کہا او دیوانے ہم عاشق روے بہار ہین اُسی کے جوش محبت مین جاتے ہین ہمسے اور طرح پر پیش نہ آنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے شور انگیز سمجھا ناز کرتی ہے طمانچہ کھا کے خاموش ہو رہا دوسرا جام اور پیش کیا سمجھا کہ ابھی اچھی طرح نشہ نہین ہوا دوسرا جام بھی نادرہ پی گئی اب چہرہ سرخ ہوا بہ نگاہ حیرت طرف شور انگیز کے دیکھا کہا بھائی صاحب ہم جاتے ہین ہمین دیر ہوتی ہے حکم مین مالک کے فرق آتا ہے حکم تھا کہ یون ہی روبراہ جاؤ اور سہمناک جادو کا سر لاؤ ایسا نہو تمھارے سر کی ضرورت ہو جائے یہ سنکر شور انگیز جادو منتین کرنے لگا کہا اے

ملکۂ عالم میرا تو عجیب حال ہی نظم

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین — جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
یہ ہاتھ کیسے ہین بیکار کچھ تو کار کرین — بہار آئی گریبان تار تار کرین
کہان سے لائین اب اُسکو جو ہمکنار کرین — تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین
وہ ربط تمسے بڑھائین وہ تمکو پیار کرین — ہزار طرح کے جو جبر اختیار کرین
گرائے سیل عناصر کی چار دیواری — خراب خانۂ تن چشم اشکبار کرین
تمھارے در سے نہ مایوس جائین حاجتمند — قبول ہووے جو توبہ گناہگار کرین
کفن بھی ہوگیا میلا دھرے دھرے ای موت — تمام عمر ہوئی کبتلک انتظار کرین
برنگ غنچہ زبان ہی دہان مین زیر زبان — تمھارے قول کا کیا خاک اعتبار کرین
گدا ترے در دولت کے ہین یہ مستغنی — جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کرین
غرور حسن سے ہرگز سنیگا ایک نہ گل — چمن مین نالے اگر بلبلین ہزار کرین
قطعہ
سنا کے کہتا ہون سب کو مری وصیت ہی — عمل اسی پہ مرے بعد غمگسار کرین
چراغ زلیست جب اس ننگ دودمان کا ہو گل — عزیز شمع نہ روشن سر مزار کرین
در کریم سے آتی ہی متصل یہ صدا — وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین
یہ بت اُٹھائین جو قرآن بھی کعبے مین ای زند — خدا سے ہمتو ہون منکر جو اعتبار کرین

رو رو کر شور انگیز نے جو یہ اشعار پڑھے نادرہ نے کہا ارے دیوانے تجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین اس مطلب کو نہین سمجھی تو یہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہمنے سمجھا کے کہدیا تیرے ذہن مین نہین آتا ہمکو نہ روک ہم حکم حاکم سے جاتے ہین یہ کہکر ملکہ نادرہ نے چاہا اُٹھون شور انگیز نے ہاتھ تھام لیا کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان بغیر ہمارا مطلب حاصل کیے جاؤ گی اب نشہ شراب کا ہوا ہماری آغوش مین آؤ عاشق کو زیادہ نہ ترساؤ جیسے ہی شور انگیز نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا نادرہ گل پیرہن نے غصے مین ایک اور طمانچہ مارا کہا او حبشیا تو اسی لائق ہی کس کس طرح تجھکو سمجھایا مگر نہین مانتا عارض پر شور انگیز کے نشان پڑگیا سحر کر کے طمانچہ مارا تھا لڑکھڑا کے گرا اُٹھتے اُٹھتے شور انگیز نے بھی سحر کیا کہ آگ نادرہ پر برسنے لگی ملکہ نے ہاتھ بڑھایا قطرہ ہلے آب شعلہ ہائے آتش پہ گرے اُسے بجھا دیا ملکہ نادرہ نے

بہ نگاہ قہر طرف شور انگیز کے دیکھا ایک خنجر آسمان سے تڑپ کے شور انگیز پر گرا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا
اب تو شور انگیز جادو نے بھی جھلا کر سحر کیا آگ برسانے لگا کہتا جاتا ہی اے جان جہان وا اے آرام دل
عاشقان کیون سرکشی کرتی ہو مین قریب آؤن ہاتھ حمائل گردن ہون تمھارا خنجر پڑے میرا سر
کٹکے قدمون پر گرے روح کو راحت ہو دل مین قوت ہو دنیا سے تڑپتا ہوا نہ جاؤن یہ کہتا جاتا ہی اور
سر سے اپنے سحر دفع کر رہا ہی ہاتھ ہلاتا جاتا ہی شانے سے خون بہ رہا ہی چاہتا ہی زخم کا اندمال کرین
ملکہ نادرہ گل پیرہن نے دوسرا خنجر کمر سے نکالا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا دوسرا بھی شانہ شور انگیز جادو کا
نشانہ ہوا جب دوسرا بھی شانہ زخمی ہو چکا تو ملکہ نادرہ گل پیرہن نے پکار کر آواز دی ابکی مرتبہ او بیحیا
تیرا سر اُڑ جائیگا یہ سُنکر شور انگیز گھبرایا سامنے سے نادرہ کے بھاگا نادرہ نے پیچھا کیا آگے آگے
بھاگا ہوا شور انگیز جاتا ہی تعاقب مین ملکہ نادرہ گل پیرہن جاتی ہین مگر شور انگیز تیز جاتا ہی اور ملکہ
نادرہ گل پیرہن خرامان خرامان ایک مقام پر تخت پر سوار ہوئین سب کنیزین بھی ساتھ ہین ملکہ
نادرہ گل پیرہن کہتی ہین اس بیحیا نے مجھکو کیا زن بازاری تصور کیا ہی مطلب دل کہ میٹھا اُسکا جواب
پایا آخر کو بھاگا اب جہان جائیگا میرے ہاتھ سے قتل ہوگا شور انگیز جادو بھاگتے بھاگتے صحراے
بردبار مین پہونچا بردبار جادو کہ یہ بھی باغی ہی لشکر جمع کر کے بیٹھا ہی کہ اگر طلسم کشا ہمکو بلائیگا تو ہم
نہ جائینگے اسی وجہ سے لشکر جمع کر کے بیٹھا ہی سارا صحرا لشکر سے بھرا ہوا ہی آپ بیچ مین ایک چبوترے
پر بیٹھا ہی مصاحب وغیرہ گرد موجود ہین کہ اسنے دیکھا شور انگیز جادو زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی بردبار
نے پکار کر آواز دی اے شور انگیز خیر تو ہی کیا روز جنگ افراسیاب پھنس گئے تھے آج یہ شکل
نکلے ہو کہان بھاگے ہوے جاتے ہو میرے پاس آؤ مجھسے صلاح کرو مین بھی لشکر کشی مین مصروف
ہون شہنشاہ لاچین کی اطاعت نہ کرینگے افراسیاب جادو کا بڑا خیال ہی ایسی حسرت دیا اس
سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکے ذکر سے عبرت ہوتی ہی اُسکا زندہ کرنا سامری و جمشید کے اختیار مین ہی
اب میرے پاس آؤ حال اپنا بیان کرو شور انگیز آسمان سے اُترا روتا ہوا پاس بردبار کے
آیا بردبار نے اپنے پاس بٹھایا پوچھا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہوا شور انگیز نے کہا بھائی صاحب
کیا حال بیان کرون عجب معرکہ گذرا ابھا وج صاحبہ آسمان پہ جاتی تھین مین نے بلایا محبت صحبت
مین بٹھایا وہ بگڑ گئین مجھپر خنجر مارا مین زخمی ہوا مین سحر مین اُس سے کم نہ تھا لیکن اس خیال سے

سمجھاگا کہ مین زخمی ہوا تو ہوا ایسا نہو میرا سحر اُسپر پڑ جائے اور کوئی زوال اُسپر آئے تو کیسی خرابی ہوگی بھائی صاحب دامنگیر ہونگے تو مین کیا جواب دونگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ملکہ نادرۂ گل پیرہن غنچہ برہنہ ہاتھ مین لیے تخت کو اُڑائے ہوے آتی ہین شور انگیز کانپ گیا کہا ای برادر بردبار دیکھو وہ قتال آتی ہی وہی غصہ مزاج مین ہی غنچہ کھینچے ہوے کس زور و شور سے آتی ہی بردبار جادو نے کہا مین بلاکر بٹھاؤن تمھارے بارے مین سمجھاؤن شور انگیز نے کہا میرا نام اُسکے سامنے نہ لینا میرا نام سنکر غصہ کریگی تم بلاکر بٹھاؤ حسن و جمال تو ظالم کا دیکھو ای برادر مین کیا کہون دیکھتے ہی میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تم بھی اگر بغور دیکھوگے تو میرے قول کی تصدیق کروگے یہی کہوگے

نظم

کیسی ہی حسرت دید رخ جانان مجھکو — دیکھ لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجھکو
تنگ زندان سے ہی یہ صحن گلستان مجھکو — لے نکل وحشت دل سوے بیابان مجھکو
دھجیان کرکے اُڑا دے اسے ای دست جنون — تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہی گریبان مجھکو
میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہی سکتا — دنگ ہین آئنہ رو دیکھ کے حیران مجھکو
فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہی میرا — تنگ ہون دق نہ کرے اب شب ہجران مجھکو
نالشی ہونگا مین دیوانہ جو موقع پایا — اک پریزاد جلاتی ہی سلیمان مجھکو
باب پنجم پہ عمل ہی مرا عاشق تن ہون — یاد ہین ساری حکایات گلستان مجھکو
شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا — زہر دو گھول کے تھوڑا سا مری جان مجھکو
سر فروشون مین ہون شیوہ مرا جانبازی ہی — تپ چڑھے دیکھے اگر شیر نیستان مجھکو
ای جنون آبلۂ پا مرے کمھلاتے ہین — ابکی دکھلا کوئی پر خار بیابان مجھکو
دور ساغر یونہین رہنے دے ابھی تو چندے — چین کر لینے دے ای گردش دوران مجھکو
گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سیر کو آ — کیا داغون نے سراپا چمنستان مجھکو
لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام — آج پہونچا یہ شہ حسن کا فرمان مجھکو
شرمگین چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند — دین نہ تکلیف سخن رند سخندان مجھکو

بردبار نے کہا ای برادر مجھے عورت کے نام سے نفرت ہی یہ کہکر بردبار جادو نے پکار کر آواز دی ای

ملکۂ عالم اسوقت تمہارا اجلال دیکھکر عجب دل کی کیفیت ہی کیا کہین کہ کیا حالت ہی آج تو آپ دلھن بنکر نکلی ہین شراب میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے کہ میرے بھی دل کو بحالی ہو اب عجب رنگ ہی نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
بدن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ

عیان ہی ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
بھری ہی سنبل تر کی شکن شکن مین آگ

وہ آیا شب کو جو سر مایہ مین یہ گھبرایا
جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

پس از فنا بھی ہی تا ثیر بخت کی اُلٹی
لگائی سردی کا فور نے کفن مین آگ

ہین خانہ زاد قفس ہون مری بلا سے نسیم
ادھر اُدھر جلین جنگل لگے چمن مین آگ

گرا جو اُسمین ہوا خاک ڈوبنا کیسا
بھری ہی پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ سمجھے آتش گل لگ گئی چمن مین آگ

وہ مجھسے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے
لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ

بدن کو ڈھانکون تو سوز درون ابھی کھلجائے
فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ

عیان کسی پہ نہ کر جو ہی حرارت کو
بر نگ سنگ چھپائے رکھا اپنے تن مین آگ

ہین گرم سیر ہون غربت کے دشت مین شب و روز
لگاؤ ن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ

جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت
لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ

ستاریاض نہ آئی وہان تلک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کوہکن مین آگ

کلام گرم مرا سنکے یار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہو ترے دہن مین آگ

بروبار جادو ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون یہ غلامی قبول فرمائیے مین چاہتا ہون طلسم کشا سے لڑونگا طلسم ہوشربا پر قبضہ کرونگا تمہارے لیے سلطنت کا مزا ہوگا جو رتبۂ حیرت تھا وہی کیفیت ہوگی یہ باتین جو بروبار جادو نے کین شورانگیز اپنے مقام سے اُٹھا کہا ادیحیا تو نے اسی واسطے مجھکو ٹھہرایا تھا کہ میرے سامنے یہ باتین کرتا ہی معشوق پر چہرہ سے باتین بناتا ہی مجھکو سبھا کر سناتا ہی سارے لشکر کو تیرے تباہ کر دونگا اس لشکر پہ گھمنڈ نہ کرنا بروبار نے کہا اے شورانگیز کیون شامتین آئی ہین عورت کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگے اب باتین بناتے ہو شورانگیز جادو نے ہاتھ ہلایا برق چمک کے بردبار پر گری بردبار نے تو اپنے کو بچایا صحبت مین جو بروبار جادو کے

بیٹھے تھے پانچ چار مصاحبون کے سر اُڑ گئے کئی خدمتگار بھی مر کر گرے اب تو برد بار جادو بھی اُٹھا کہا ارے اس بچیا کو گھیر کے چار جانب سے مار لو سب جادوگر بلوہ کر کے شور انگیز پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی سحر بھی ہونے لگا کئی سو ساحرون کو شور انگیز نے مارا جب گولہ مارا دس دس بیس بیس کے سینون کو توڑ کے پار گذر گیا برد بار کا بھائی سالار جادو کہ یہ اپنے سحر پہ بڑا ناز رکھتا ہی اسنے پکار کر آواز دی ای برادر برد بار تم ہٹ جاؤ مین اسکو ابھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر سحر کرتا ہوا سامنے شور انگیز کے آیا پکار کر آواز دی او شور انگیز کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر گولہ مارا شور انگیز نے گولے کو روک لیا اُسی گولے پر اپنا خون ڈالا طرف سالار کے پھینک مارا گولہ جو پھٹا اُسمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی تھوڑے عرصے مین ہوا جو لگی یا تو فولادی پتلی تھی یا سالار نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت خرامان خرامان چلی آتی ہی سالار اُس نازنین کی صورت دیکھکر بیتاب ہوگیا بیقراری مین پکار اُٹھا

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین — سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین — لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے جو تشخیص ہوا — کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری بوے دہن کے ای گل — غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید — گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون پتہ پوچھیو اُس حور کے گھر کا قاصد — کسلکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد — اکثر اُس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا — اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین

کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل — یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین

سنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای رند — اس لیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

سالار ہاتھ باندھتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی مین تیرا دل سے طالب ہون میری جان جاتی ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا اگر ہمسے محبت دلی رکھتے ہو تو برد بار کا سر لاؤ اور ذرا میرے قریب آؤ سالار جب قریب آیا اُس نازنین نے گلے سے ہار موتیون کا

اُتار کر سالار کے گلے مین پہنا دیا کہا جلد بردبار کا سر لاؤ مین چلکر باغ مین بیٹھتی ہون وہان صحبت عیش و جیش ہوگی ہار پہنتے ہی سالار حرکات دیوانہ وار وحشی مثال کرنے لگا تلوار کھینچکر طرف بردبار کے چلا کئی گولے مارے کئی سو ساحر مر کر گرے وہ نازنین غائب ہو گئی سالار ڈٹا بجز ناقریب بردبار کے پہونچا للکارا او بیحیا ہمارے شہنشاہ شور انگیز سے فساد کرتا ہی سر جھکا کر بیٹھ مین تجھکو قتل کرونگا بردبار نے کہا ای برادر تم تو برائے قتل شور انگیز گئے تھے سڑی ہو کر آئے ہو ایسا نہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ سالار تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے بردبار پر مارے بردبار روک رہا ہی آخر روکتے روکتے سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا سالار کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت رویا اب شور انگیز پر جا پڑا ساحرون سے اشارہ کیا ارے اس ظالم کو قتل کرو اسنے میرا بازو توڑا دل کے ٹکڑے ہوتے ہین جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سب ساحرون نے یہ سنکر شور انگیز پر بلوہ کیا شور انگیز کس کس کا سحر روکے آخر اسقدر زخمی ہوا کہ غش آنے لگا سر سے خون جاری پشت و پہلو فگار بیتاب و بیقرار گھٹنے ٹیک دیے بیٹھے بیٹھے سحر کر رہا ہی ساحر دور سے نیزے و تیر مار کے بھاگتے ہین آخر شور انگیز گرا بردبار نے آکے سر کاٹ لیا مرنے سے شور انگیز کے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و پر غباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شور انگیز جادو بود بردبار نے سحر کیا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی اب بردبار طرف ملکہ نادرہ گل پیرہن کے متوجہ ہوا کہا ای ملکۂ عالم میرا حکم دیکھا اسی طرح جملہ طلسم کشا کو مٹاؤنگا ملکہ نادرہ نے یہ سنتے ہی ایک گولہ سحر کر کے پھینک مارا چند جادوگر بردبار کے مر کر گرے برق چمکنے لگی جسپر برق گری اُسکا سر اُڑ گیا اب تو نادرہ نے کنیزون کو بھی اشارہ کیا کنیزون نے بدھیان ہار پھول نخل کے پتے توڑ توڑ کے پھینکے چالیس کنیزون نے دس بارہ ہزار جادوگرون کو مار کے گرا دیا بردبار نے کہا ارے اس قتال عالم کو پکڑ لو جادوگر جو بلوہ کر کے چلے ملکہ نادرہ گل پیرہن نے کڑے ہاتھ سے اُتار کر پھینک مارے کڑے ٹوٹے ٹکڑا اُسکا جسکے سر پر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا کئی ہزار جادوگر اور قتل ہوے نادرہ نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جیسے ہی بلند ہو کر چلی بردبار نے پکار کر آواز دی ای اوج گیر اس ظالم کو لینا یہ جانے نہ پائے یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب اُڑتا ہوا آیا چاہا ملکہ نادرہ پر گرے نادرہ نے آنکھ سے اشارہ کیا ایک تیر عقاب پر گرا سینے کو توڑ کر پار گذرا عقاب کا مر کر گرنا کہ کئی ہزار جادوگر بردبار کے مر کر

گرے بروبار حسبت کرکے اُڑا برابر نادرہ کے پہونچا بردبار سے سحر چلنے لگا آخر بردبار نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نادرہ نے بڑھکر نیچے پر روکا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مار دیا ملکہ نے پکار کے آواز دی او بیحیا اسی مُنھ پر دعوی تھا کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا ایک اُنکے گھر کی سردار اُسکا یہ سحر ہی کہ تو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دیکھ آسمان پر کون آتا ہی بروبار نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آکے نخل سرو پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اور بردبار جادو سے آنکھین ملاکر آواز دینے لگا نظم

شانے سے جو وہ زلف رسا تا کمر آئی
تو جان لے ای دل یہ بلا جان پر آئی

رونے سے تجھے لہر جو ای چشم تر آئی
کوسون نظر آئیگا نہ ٹاپو نہ ترائی

نامرد ہی چہرے پہ نہ لے تیغ کا جو وار
گھونگھٹ مین سمجھتا ہون جو منھ پر سپر آئی

حاضر ہی یہ جان شوق سی جب چاہے وہ دلدار
کچھ مال نہین اپنا امانت ہی پرائی

رکھتا ہون آغوش تمنا کیطرح در
شاید سوئے کاشانۂ من بیخبر آئی

آوارہ کیا کیون عدم آباد سے لاکر
او ہستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی

اگلی سی تلاشین نہین اب ماہ وشون کی
دیکھا جو کوئی چاندسی صورت نظر آئی

مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا سرد
تقدیر سے لون بنکے نسیم سحر آئی

کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا و مرگ
ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی

ہاتھ آئی تھی برسون کی تمنا مین شب وصل
پھر تفرقہ پردازی کی خاطر سحر آئی

اعجاز جنون ہی جو چلا مین سوِ صحرا
زنجیر مرے پانوُن سے از خود اُتر آئی

دل کہتا ہی کیون پیتے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو مین جلتا ہی منافق کیطرح رند
سینے مین بھی کیا گرمی نار سقر آئی

[illegible]

بروبار ان اشعار کو سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ نادرۂ گل پیرہن کے آیا کہا ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ ہون جس سے آپ دشمنی کرین اُس سے مین دشمنی کرون اور جس سے آپ دوستی کرین اُسکا تابعدار ہون ملکہ نے کہا مین کوہ بلند تک جاؤنگی بروبار نے کہا غلام بھی ساتھ ہی ملکہ نادرۂ گل پیرہن تخت پر سوار ہین چالیس کنیزین ساتھ پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر ساتھ لیے ہوے بروبار بصد جوش و خروش آتا ہی قضاے کار سوفار جادو اسکے بھی ہمی خیال مین ہی

کہ افراسیاب کے طرفدار بہت ملینگے سب کو ساتھ لیکر لاچین سے لڑونگا شاید غالب آجاؤن اپنے ہمراہ بارہ ہزار فوج لیے آتا ہی مرکب پرندہ سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ نا ورہ کے تخت پر نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوق پریرو خوشرو خوشخو خنجر ابرو خال ہندو چشم جادو دیکھتے ہی سوفار بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو یہ لشکر پشت پر کسکا ہی نادرہ نے جواب دیا مین کوہ بلند پر جاتی ہون سوفار نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا تھوڑی دیر صحرا مین ٹھہر جاؤ صحبت شراب وکباب ہو کہ پشت سے نعرہ ہوا منم برو بار جادو اری بیحیا تو کون ہی جو ہماری معشوقہ سے کلام کرتا ہی سوفار نے گولہ مارا بروبار نے کل فوج کو اشارہ کیا فوجین آپسمین مل گئین گوئے ترنج ونارنج دونون طرف سے چلنے لگے نخلہاے صحرا جلنے لگے بڑے زور وشور سے سحر چل رہا ہی سوفار چاہتا ہی بروبار کو مار پیٹ کر نکل جاؤن بروبار ڈٹا ہوا لڑرہا ہی جسنے طرف نادرۂ گل پیرہن کے نگاہ اٹھائی اُسیر جا پڑا اور نعرہ کیا او بیحیا معشوق پریچہرہ پر نگاہ ڈالتا ہی ہم نام پر اسکے جان دیتے ہین ہمکو زمانہ گذرا کہ اس نازنین پر عاشق ہین ساتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب یہ زمانہ آیا کہ معشوق کے ساتھ ہون نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی

خوش آئی ہی انھین اب طرح بانکی
کمر پر رہتی ہی کاکل میان کی

کریگی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہرو عدم کے
نہین اس رہ مین حاجت کاروانکی

پھنسا کس عشق مین آشفتہ پیچیے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

وہی آزار ہی جس مرض سے
کئی بار ای مسیحا گور جہانکی

اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
نگاہ تیر کو خاطر نشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہی کسکو
شکایت تا سحر ہی آسمان کی

نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہی باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر اُسمین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
بُرا مانا کبھی جو بات اچھی
یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
ہی اک بوسے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منھ سے تعریف اُس دہان کی
جو کیفیت اُٹھایا چاہوا ی رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اسطرح ملک نب کے اشعار پڑھتا ہی اور لڑ رہا ہی کبھی کبھی ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب
کوئی ساحر [illegible] ملکہ نادرہ کو کلمات سخت کہتا ہی اُسوقت ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب
سحر کیا ہاتھ چمکایا برق گری اُس ساحر کا سر اُڑ گیا اُدھر جادوگر نادرہ گل پیرہن نے بھی
مارے ایک نخل کے سائے مین تخت پر سوار تماشاے جنگ دیکھ رہی ہین ان دونون مین
جب تلوار چلتے عرصہ گذرا سوفار انتہا کا زخمی ہوا کھڑا ہوا جھوم رہا ہی مگر اُس حال مین بھی
جمال نادرہ پر نگاہ ڈالتا ہی کبھی کف افسوس ملتا ہی کہتا ہی اے جان جہان وای آرام دل
عاشقان میرا حال ابتر ہی یہی بہتر ہی کہ مجھکو قبول کرو شربت وصل سے سیراب کرو ورنہ نوبت
بجان و کارد به استخوان ہو رہا ہون اے معشوق خوشخو میرا خون تیری گردن پر ہوگا اب وقت
موت میرا قریب ہی انتہا کا زخمدار ہون مگر تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ وقت رحم ہی نادرہ نے
طرف چرب یار کے اشارہ کیا اور پکار کے آواز دی اے بردبار تو سنتا ہی یہ کیسے کلمات مجھکو کہہ رہا
ہی ان باتون پر بردبار جھلا جھلا کر سحر کرتا ہی سوفار اپنے کو بچا رہا ہی کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر
سیاہ پیدا ہوا سوفار نے ابر سیاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی بی نادرہ گل پیرہن اب کہا گو زوجہ
میری آتی ہی آتے ہی قیامت برپا کریگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی سہیل کاکل دراز نام ہی سوفار
یہ کہہ رہا تھا کہ وہ ٹکڑا ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک نازنین سیہ فام گال پھولے پھولے کاکلین چہرے
پر چھوٹی ہوئین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیہ اندھیری رات مین نکلے ہین سینے پر اُبھار جوڑا
بھاری پہنے ہوے گلوری گلے مین دبی ہوئی کئی سو کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوے وہ نازنین
تخت کو اُڑائے ہوے آتی ہی دور سے سہیل کاکل دراز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پہلے تو نادرہ پر
غصہ آیا اب جو پلٹی دیکھا شوہر میرا نادرہ گل پیرہن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی آتش رشک سے

جل گئی پکار کر آواز دی او بیحیا کیا مین کسی بات مین اس عورت سے کم ہون اگر خیال کر تو
اُس سے ہزار درجے بہتر ہون کیون دیوانہ ہوا ہی سوفار جادو نے جواب دیا صاحب اس
مقدمے مین دخل نہ دو میری اسپر جان جاتی ہی بردبار نے میرا یہ حال کیا سہیل کاکل نے بار
نے کئی مرتبہ شوہر کو سمجھایا کہ او بیحیا میرے سامنے تو ایسی باتین نکر دیکھ خاموش رہ سوفار
نے پکار کر آواز دی صاحب بڑی رفاقت یہ ہی کہ بردبار کو قتل کرو اس نازنین کو گرفتار کر کے
گھر لیچلو شربت وصل سے اسکے جب تک سیراب نہونگا تب تک یہ سودا سر سے میرے
نجائیگا سہیل کاکل بدار تجنت اڑاتی ہوئی قریب سوفار کے پہنچی سوفار اُسوقت محبت مین
ملکہ نادرہ گل پیرہن کی بیقرار ہی پکار رہا ہی اری جان جہان دیکھو میری توجہ بھی جوان ہی مگر
تجھپر جان نثار کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون فقط سسکتا ہون سہیل نے کئی مرتبہ اپنے
شوہر کو سمجھایا مگر سوفار کا بلبلانا کم نہین ہوتا بیقراری کی تیزی بڑھتی جاتی ہی اپنے ہی کہے جاتا
ہی آخر کار سہیل نے کاکل پر ہاتھ ڈالا مثل کوڑے کے کاکل کو جنبش دی پیچ و تاب کھا کر شوہر پر مارا
یہ معلوم ہوا کہ تلوار پڑی کمر گاہ سے سوفار کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سوفار کے اندھیرا ہو گیا
سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود مردیم و
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تھوڑی دیر مین اندھیرا بر طرف ہوا روشنی ہو گئی سہیل نے
جو لاشہ اپنے شوہر کا دیکھا رونے لگی سر پیٹتی ہی چھاتی پر ہاتھ مارتی ہی اور پکارتی ہی ارے
صاحب یہ کیا غضب ہوا تم میرے ہاتھ سے مارے گئے تمھارا لاشہ دیکھ رہی ہون تمکو کہیہ
کہان سے لاؤن ان دشمنون نے اس صحرا مین تمکو گھیرا تھا بردبار کی کیا طاقت ہو گئی
اسقدر تمنے زخم کھائے نوبت بجان و کار بہ استخوان ہو رہی تھی ایک حرف تک کا میرا نہ اٹھا سکے
اب تمھارے خون کا بدلہ بردبار سے لونگی یا اس نازنین کو گرفتار کر کے لیچلونگی یہ کہکر طرف
نادرہ کے پلٹی تھی کہ بردبار نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان شوہر کی قاتل اب باتین
بناتی ہی خبردار میری معشوقہ پر ٹیڑھی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچھتائیگی یہ کہکر گولہ مارا سہیل
نے کاکل کو ہلایا کاکل کے ہلاتے ہی ایک برق گولے پر گری کہ گولہ پھٹ کے زمین پر گر گیا
پھر بردبار نے اسیطرح کیے سہیل نے ہر مرتبہ کاکل کو جنبش دی سحر باطل ہوا آخر سہیل سب

کا کلون کو ہلاتی ہوئی چلی کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی بردبار پر جا پڑی سب کاکلون کو ہلایا جتنی اسکی
کاکلین ہین اُتنی ہی برقین چمک کر بردبار پر گرین کہ سر اسکا الگ گرا اور ہاتھ کٹکر الگ اور پانؤن
کٹکر الگ گرنے ایک آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من بردبار جادو
بود بردبار کو مار کر سہیل طرف نادرۂ گل پیرہن کے پلٹی اور آواز دی او نازنین تو نے حسن ظاہری
دکھا کر میرے شوہر کا دل پلٹ دیا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا اب اگر اپنی خیر چاہتی ہی تو میرے
ساتھ چل مین لاشہ شوہر کا اُٹھاؤن تو دفن کرنا جب قبر بن چکے تو فاتحۂ خیر پڑھنا کہ اُس کشتۂ
حسرت و یاس کی روح کو راحت ہو عدم مین تو نہ گھبرائے نادرۂ گل پیرہن نے کہا کیا بیہودہ بکتی
ہی بس اب لاشہ شوہر کا اُٹھالے اور جا کر اسکو جلا ایسا نہو تیرا لاشہ بھی اسکے ساتھ جائے اب تو
سہیل کاکل دراز کو غصہ آیا کاکل پر ہاتھ ڈالا ملکہ نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا تیر و کمان سینک
کا نکالا چاہا کہ طرف سہیل کے مارے پھر ہاتھ روک لیا سہیل نے کاکلون کو چیدرخ دیکر دیوار
پر مارا نادرہ نے دیکھا چند خنجر میرے اوپر آتے ہین ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری سب خنجر
ٹوٹ کر زمین پر گرے جو سحر سہیل نے کیا وہ سحر نادرہ نے دفع کر دیا ایک مقام پر سہیل نے
جھولی سے گولہ نکالا ملکہ نادرہ پر کھینچ مارا نادرہ نے آواز دی ای حسین لینا ایک کنیز پہلو سے
پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کنیز حاضر ہی جو ارشاد ہو بجا لاؤن جو آپ کے ساتھ دشمنی کرے اُسے
مٹاؤن نادرہ نے کہا یہ جو گولہ آتا ہی اسکو روک کے اسی کالی عورت پر پھینک مار خبردار
تامل نہ کرنا اُس کنیز نے بڑھکر گولہ ہاتھ مین تھام لیا اور اپنی اُنگلی کاٹ کر چند قطرے خون کے
اُس گولے پر ڈالے اور سہیل پر کھینچ مارا سہیل نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن نہ بچ سکی سر پر
گولہ پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنے سے سہیل کاکل دراز کے اُنھا کا جنگل مین اندھیرا ہوا آندھی
سیاہ اُٹھی آوازین مہیب آئین بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل کاکل دراز بود
سہیل کاکل دراز کو مار کر نادرہ کو کوہ بلند کا خیال آیا کہ ملکہ بہار نے فرمایا تھا کوہ بلند پر جانا
اور سہمناک جادو کا سر لانا طرہ جو کان پر ہلا اور زیادہ جوش ہوا کنیزون سے کہا اب کوہ
بلند پر چلنا چاہیے ایسا نہو سہمناک جادو کہین چلا جائے ملکہ بہار گلعذار انتظار کر رہی ہونگی
ہین نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد حاضر ہونگی یہان ان جھگڑون مین کئی دن گذر گئے یہ کہکر

کنیزون نے عرض کی واری کوہ بلند پر چلنا ضرور ہی سر اُس بجپا کا نہ لانے سے ایسا نہو مالک کے خلاف گذرے **نادرہ گل پیرہن** نے کہا وہان چلنا واجب ولازم ہی یہ کہکر تخت کو پھر اُڑایا کنیزین سب گرد آگئین **نادرہ** تخت کو اُڑاتی ہوئی طرف کوہ بلند کے چلی لیکن **ملکہ بہار گلعذار نادرہ** کو سحر مین مبتلا کر کے پلٹی تھین یقین کامل تھا کہ یہ جاکر **سہمناک جادو** کو لائیگی **ملکہ نادرہ** پر یہان یہ اُفتادین پڑین **ملکہ بہار** ایک کوہ پر جاکر ٹھہری ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار باز شکاری ہاتھ پر چڑھا ہوا بارہ ہزار جوان ہمراہ وہ تاجدار شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکی نگاہ جمال جہان آرا ے **بہار گلعذار** پر جو پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن غنچہ دہن پرفن چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو خنجر آبدار طائرون کی درختون پر پکار عندلیبان خوشنوا چاہتی ہین کہ گرد اس محبوب کے پھرین پھول پھول کے بلبلین یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

دید گل کے تجھے پڑجائینگے لالے بلبل — پڑگئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل
کان گھولے ہوے گل گوش بر آواز ہی آج — درد دل جو تجھے کہنا ہو سنالے بلبل
پھر وہی کنج قفس ہی وہی صیاد کا گھر — چار دن اور ہوا باغ کی کھالے بلبل
بھلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہ کر چندے — آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل
بے اجازت مین قدم باغ مین دھرتے کانپین — منتظر ہون در گلزار پہ آلے بلبل
ہاتھ اوراق گل آوین تو بناکر اجزا — لکھون رنگین مضامین کے رسالے بلبل
کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم — دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل
نہ رہی بوے وفا ایک بھی گل مین باقی — اب تو اس باغ سے اللہ اُٹھالے بلبل
کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہوکر — باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل
چپچہے رند کریگا تو یہ ہوجائیگی بند — کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

فاخر تاجدار جمال جہان آرا ے **ملکہ بہار** دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی ذرا میرے پاس آؤ دل تردد منزل کو بہلاؤ **بہار** نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی خبردار کنارے رہنا بالاے کوہ نہ آنا یہ جو **ملکہ بہار** نے کہا **فاخر تاجدار** نے

فوج کو اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ اس مہ جبین کو گرفتار کرکے لاؤ سب فوج والے چلے کہ پہاڑ پر چڑھ جائین بہار نے دیکھا کہ یہ لوگ اب پہاڑ پر چڑھ آئینگے پاپیچے سنبھال کر پہاڑ سے کود پڑین اب ساحرون نے بلوہ کیا ملکہ بہار نے ایک نخل سے کچھ پتے کچھ پھول کچھ غنچے توڑ کر پھینک مارے سب پر خنجر برسنے لگے فاخر تاجدار نے جو دیکھا کہ فوج والے قتل ہونے لگے جو خنجر گرا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوے ہزارون لاشے گر گئے اسنے بڑھکر جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپرین کاٹین آسمان پہ پھینکین سپرین سر پہ اہل فوج کے تھرانے لگین جو خنجر گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا ہر سپر سینہ سپر ہے بہار نے جو دیکھا کہ اسنے فوج کو بچا لیا فوراً کان سے بجلی اُتاری کچھ اسم سحر کا پڑھا اب جان بخش ہل رہے ہین برق جو تڑپ کے گری سب سپرون کے ٹکڑے اُڑا دیے تھوڑے ہی عرصے مین سپرون کے ٹکڑے اُڑ گئے خنجر جو لہرا رہے تھے پھر فوج پر آکے گرنے لگے خنجرون کو برسا کر ملکہ بہار نے نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا فاخر پہ جا پڑین للکارا او نامردان غریبون کو قتل کراتا ہی اپنی جان بچاتا ہی یہ کہکر بڑھ کے نیمچہ مارا فاخر نے سپر فولادی سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیمچہ جو گرا سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر پہ فاخر کے زخم آیا گھبرا کر پیچھے ہٹا ملکہ بہار نے فاخر تاجدار کو نیمچے کے سائے مین لیا ہر مرتبہ یہی ارادہ ہی کہ یہ رُکے تو نیمچہ مارون کہ سر اسکا اُڑ جائے فاخر پیچھے ہٹنے مین منھ سے اُف اُف کیے جاتا ہی ہر مرتبہ منھ سے جو شعلہ نکلتا ہی ملکہ بہار ہاتھ کو بچالی ہین ہاتھ روک لیتی ہین فاخر تاجدار نے جھولی پہ ہاتھ ڈال کے ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالی ایک مقام پر آکر رکا بہار نے چاہا نیمچہ مارون فاخر تاجدار نے وہ ڈبیہ کی خاک اُڑا دی غبار جو بلند ہوا غبار اُلمہ دل پہ بہار کے چھا یا تھرا کر گرین بیہوش ہوگئین فاخر نے فوراً بارگاہ استادہ کرائی کنیزون کو بلایا کہا اس محبوب کو اُٹھاؤ زبان مین سوزن کو دیدہ وقنات گھروائے آپ اندر آیا تخت پر بیٹھا فوج والون کو حکم دیا یہین اُترے پڑے رہو اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا بہار کی جو آنکھ کھلی دیکھا فاخر تاجدار تخت پر بیٹھا ہی کلام محبت آمیز کر رہا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ خوبان دہر سرو باغ محبوبی دیکھو مین نے یون گرفتار کر لیا اب مجھکو بہ غلامی قبول فرمائیے میری جان پر بنی ہی جب سے تمھاری صورت دیکھی دل کی عجیب حالت ہی نظم

از دل شدگان حجاب تا کے
می دہ ترک ثواب تا کے
ساقی بخرینہ و جام مردہ
ای دختر رز حجاب تا کے
نازی بحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تا کے
آخر نوبت رسد بہ لطفش
بر سوختگان عذاب تا کے
وقت است درآ بباغ خندان
آخر خانہ خراب تا کے

رخسار تہ نقاب تا کے
توبہ ز شراب ناب تا کے
در موسم گل حجاب تا کے
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تا کے
او گفت شب وصال با من
خوش باش ولا عتاب تا کے
بر من نظرے فگن خدا را
در موسم گل حجاب تا کے

ساقی صبح است خواب تا کے
این نقش بروے آب تا کے
در شیشہ ز چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تا کے
دادی بر باد دین و ایمان
این بوسۂ بحساب تا کے
از آتش ہجر جان و تن سوخت
ای نرگس مست خواب تا کے
رعنا رہ یار گیر و بنشین

فاخر تاجدار نے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز وگداز پڑھکر عرض کی حضور امیدوار ہون کہ مجھپر رحم فرمائیے بخوشی وصل قبول کیجیے مین بھی اپنے ملک کا تاجدار ہون طلسم کشا نے سب کو بلایا ہی مین بھاگا جاتا ہون پاس طلسم کشا کے جانا منظور نہیں یقین ہی نہ مذہب کا بارے مین فرور کے کیونکر ہوسکتا ہی کہ پونے دو سو خداوندون کو چھوڑ کر اور ایک کو قبول کرون ای ملکۂ عالم اب جو مین نے تمکو بغور دیکھا پہچانا کہ حیرت جادو کی بہن ہو افراسیاب جادو قتل ہوا حیرت قید ہوگئین اور فوج میرے پاس بہت ہی لشکر کشی کرکے ملکہ حیرت کو رہا کرونگا طلسم کشا سے بدلہ لونگا تمکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا ملکہ بہار گلعذار نے اتنا سے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہی طلسم کشا کے ساتھ وہ وہ سردار موجود ہین کہ جنکا مثل غیر ممکن ہی ایک اشارے مین تجھکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا جنگل جنگل عمر بھر بھاگا بھاگا پھریگا اب بہتر تجھکو یہی ہی کہ جاکے حاضر خدمت ہو قدمبوسی اُس شہریار کی قبول کر ورنہ تیرے لیے خرابی ہی افراسیاب ایسا شخص مارا گیا حیرت ایسی ساحرہ کو گرفتار کرلیا تیری کیا حقیقت ہی معلوم ہوتا ہی تیری موت دامنگیر ہی یہی سننے کی تدبیر ہی مناسب یہ ہی کہ مجھکو رہا کر میرے ساتھ خدمت مین چل مین وعدہ کرتی ہون کہ طلسم کشا تجھکو سرفراز کرینگے ملک و مال اپنا لیکر چین کر مجھپر دست اندازی کا ارادہ نہ کرنا ہرچند بہار عجز و انکساری کرتی ہین فاخر تاجدار نہین مانتا آخر کار جب فاخر نے بہت کہا

اور بہار نے بہ قہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیحیا تو ہمین قتل کر مگر کسی قسم کا خیال دل مین نہ رکھ یہ سنکر فاختہ تاجدار نے ملازمون سے کہا کچھ پھول کچھ غنچے کچھ پتے درختون سے توڑ کے لاؤ ابھی ایک گلدستہ بناکر سنگھا دونگا مثل میرے مجھپر عاشق ہو جائیگی انکار بیجا نہ کریگی سب ملازم اسکے دوڑ کے اشیاے مذکور لائے سامنے فاخر تاجدار کے یہ سب سامان رکھدیا فاخر گلدستہ بنانے لگا رنگ روے بہار متغیر ہوا کہ حقیقت مین اگر یہ گلدستہ بن گیا اور اسنے مجھکو سنگھا دیا تو غضب ہوا پھر مین اپنے ہوش مین نہ ہونگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس انتشار مین اشک حسرت آنکھون سے جاری عالم بیقراری تھا کہ ناورہ گل پیرہن جو چلی تھی تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ہمراہ تخت اڑائے ہوے آتی ہی نگاہ جو جمال بہار پر پڑی کہ زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن سرنگون کلیجہ خون سامنے فاخر کے بیٹھی رو رہی ہین دیکھتے ہی بہار کو اس حال پر ملال مین نادرہ کا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا تو کون ہی جو ملکۂ عالم پر یہ بدعتین کرتا ہی دیکھ مین آتی ہون یہ کہکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا دس پانچ ملازمون کے سر پھٹے گلدستہ ہاتھ سے فاخر تاجدار کے چھوٹا تخت پر گر کے جلنے لگا نادرہ نے دو تین گولے ایسے مارے کہ خیمہ گرا گل و غنچے جل گئے فاخر تاجدار اپنے مقام سے اٹھا کہا ارے اس گیسو بریدہ کو گرفتار کر لو سب فوج والے یلہ کر کے نادرہ پر آپڑے نادرہ لڑ بھڑکر قریب بہار کے پہونچی اور زبان سے سوزن نکال لی بہار کی جو زبان سے سوزن نکلی بہار نے اٹھتے اٹھتے چند سنگریزے اٹھاکر پھینک مارے پتھر برسنے لگے دونون نازنینان مہ جبین آگے چالیس کنیزین پشت پر وہ آگ برسائی کہ لشکر فاختہ تاجدار تباہ ہوا شور فریاد و آہ ہوا کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے فاخر ہر چند پکارتا ہی کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا اگر کوئی ٹھہرا تو ہاتھ سے نادرہ یا بہار کے مارا گیا بہار نے لڑتے لڑتے ایک نخل کو جو پایا اسکے سائے مین ٹھہری پھول اسکے توڑے طرف فاخر کے پھینک مارے فاخر نے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے حال بر فاخر کے ہنستے تھے کبھی آوازے کستے تھے طائران صحرا ایک مقام پر ایک نخل پر آبیٹھے فاخر سے آنکھین ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی	بتو آخر خدائی ہی خدا کی
نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر	

مری عادت ہی تسلیم و رضا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل
تلاش یار ہمنے جابجا کی
کلاہ و تاج مین ہی نام کا فرق
کہا مانو بہت اب تو حیا کی
ترے آنیسے جان آئی مری جان
خدائی بت کرین قدرت خدا کی
حسینون مین ہی گھر گھر شور کہرام
مرے جلتے ہوئے گر استخوان کھائے
چمن مین آمد آمد ہی صبا کی
پھنسایا طائر روح روان کو
حقیقت ایک ہی شاہ و گدا کی
اُڑائی خاک تک میری پس گور
مین مرکر جی اُٹھا قدرت خدا کی
کُھلے بندون وہ سوتے ہین شب وصل
مقرر آج رعنا نے قضا کی
ابھی منقار جلجائے ہما کی
نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدارا ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان رام ہو جائین بتون کے
اب اُنکے دل مین جذب دل نے جا کی

یہ اشعار جو آنکھ ملا کر طائرون نے فاخر تاجدار سے پڑھے فاخر تاجدار بہ نگاہ غور طرف اُن طائرون کے دیکھا کیا بہ گوش ہوش اشعار مذکور کو سنا کیا جب طائر اشعار پڑھ چکے تب فاخر طرف بہار کے دوڑا ہاتھ باندھے ہوئے پکارتا ہوا اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے آواز دی اے گلفروش کہان ہی پہلوے نخل سے ایک کنیز پھولون کا زیور پہنے ہوئے ظاہر ہوئی ایک کشتی ہاتھ مین اُسمین چند ہار رکھے ہوئے اُس کنیز نے وہ ہار فاخر تاجدار کو پہنا دیے ہار پہنتے ہی فاخر اور زیادہ مبہوت ہوا ہاتھ باندھکر منتین کرنے لگا کہتا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی بہار نے کہا نادرہ کے ساتھ جاؤ جس سے یہ لڑے اُس سے لڑو جس سے مصالحہ کرے اُس سے ملو بہار نے نادرہ کو آواز دی اے نادرہ تمھاری مدد کو یہ ساتھ ہین جس سے لڑو گی اُس سے یہ بھی لڑینگے ہر حال مین تمھاری مدد کرینگے انکو ساتھ لیکر قریب کوہ بلند کے جاؤ یقین ہی خواجہ عمرو بھی پہونچے ہون اور مین بھی آتی ہون فاخر تاجدار جھومتا ہوا ملکہ نادرۂ گل پیرہن کے ساتھ ہوا ملکہ نادرہ اور فاخر تاجدار سحر مین بہار گلعذار کے مسحور ہو کر طرف کوہ بلند کے روانہ ہوئے لیکن خواجہ عمرو یہ خبرین دریافت کرتے ہوئے قریب کوہ بلند کے پہونچے دیکھا سمناک جادو ساٹھ ہزار ساحرون سے درۂ کوہ پر اُترا ہی خادم و خدمتگار پھر رہے ہین خواجہ عمرو ایک گوشے مین آکے ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک بہیلی آتی ہی اُسپر ایک نازنین شوخ و شنگ لباس فاخرہ پہنے ہوئے جو آگے بہیلی پہ سوار ہی اُڑائے ہوئے بہیل کو آتا ہی خواجہ عمرو نے رنگ و روغن

عیاری کا لگایا ایک فقیر کی صورت بنکر سوال کیا کہ بابا بھلا ہو کہان جاتے ہو جو بہیلی ہنکاتا تھا اُسنے
کہا بی گلشن ڈومنی سہمناک کی مجرائی واسطے مجرے کے جاتی ہین چوبدار آ گئے کہ گیا اسوجہ
سے جاتی ہین خواجہ عمرو نے کہا بی گلشن عجب ایک تماشہ ہی ذرا دیکھو تو جاؤ سانپ اور نیولا
لڑ رہا ہی جسدم سانپ کاٹتا ہی نیولا لڑکھڑاتا ہوا قریب ایک درخت کے جاتا ہی اُسکی پتی کھا لیتا
ہی پھر آکے سانپ سے لڑتا ہی گلشن کمسن ہی اسکو از حد اشتیاق ہوا فوراً بہیلی سے کود پڑی کہتی
ہوئی چلی بڑے میان صاحب کہان سانپ و نیولا ہی مین تو دیکھون خواجہ عمرو اسکو لگا کے ایک
گوشے مین لائے حباب ملا کر بیہوش کیا اسکو تو نذر زنبیل کیا آپ اُسکی شکل بنکر بہیلی پر سوار ہوے
کہا ارے چلو دو عورتین ساز لیے بیٹھی ہین اُنھون نے پوچھا بی بی کیا دیکھا اُنسے کہا ارے بڈھا چھوٹا
تھا میرے سینے پر ہاتھ رکھتا تھا جب مین بہت خفا ہوئی تو وہ بڈھا طرف جنگل کے ہنستا ہوا بھاگ گیا
گھوڑا طوق آتار لیتا کوئی ٹھگ تھا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ چلے آخر لشکر سہمناک جادو مین
بہیلی آئی کمیدان رسالہ دار دیکھکر آوازے پھبتیکنے لگے کوئی کہتا ہی ای جان جہان ذرا ہمسے نگاہ
ملاؤ کوئی کہتا ہی ذرا ادھر دیکھو کوئی کہتا ہی تیرے اشتیاق مین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین
کالی کالی راتین نہین کٹتین خواجہ عمرو ایک ایک کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسی کو جواب
دیتے ہین آنکھین تیری پٹم ہو جائینگی کسی کو جواب دیا ارے صورت تو اپنی بنوا تجھ ایسے سیکڑون مرتے
ہین ہم کب خیال کرتے ہین اپنے مقام پر جا کے بیٹھو جورو کی تو خبر لو آٹھ پہر دروازے پر کھڑی رہتی
ہی راہگیرون سے نگاہین لڑاتی ہی کب کسی سے شرماتی ہی اسطرح کی باتین کرتے ہوے در باغ
سہمناک جادو پر پہونچے چوبدار حاجب دربان در باغ پر حاضر ہین چند کنیزین چمکتی ہوئی اندر
سے آتی ہین سپاہیون کو برائے کار دربار ضروری پکارتی ہین کوئی غل مچاتی ہی ارے بدھو رونا کہان
گیا پان اور الائچیان نہین لایا کارخانے مین خاک اُڑ رہی ہی خواجہ جو بہیلی سے کودے کنیزین
قریب آ گئین کہتی ہین اری گلشن کہان تھی خوب آج کل مجرے کرتی ہی خواجہ سب کو جواب
دیتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون سے
آراستہ و پیراستہ نہرین موج مار رہی ہین حباب مثل چشم معشوق شناوری کر رہے ہین گویا چشمے نے
برائے نظارۂ حال گل و بلبل آنکھین لگا دی ہین تماشائے گلشن دیکھنے مین مصروف طائر آشیانون

سے چمک اُٹھتے ہین اسقدر روشنی ہی کہ دن سے بہتر خواجہ عمرو تماشا دیکھتے ہوے صحن باغ مین آئے دیکھا فرش عمدہ بچھا ہی سہناک جادو مسند پہ بیٹھا ہی گلشن ڈومنی کو دیکھکر بیقرار ہوگیا پکار کے آواز دی صاحب آؤ تمھارا انتظار تھا تمھارے نہ آنے سے بہت بیقرار تھا خواجہ عمرو سلام کرکے سامنے بیٹھے سہناک جادو نے اشارہ کیا کہ بی گلشن آج تو تم کئی دن کے بعد آئی ہو جی چاہے تو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے ان دونون عورتون کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ اُنھون نے ساز ملائے خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

یار شب وصل خفا ہوگیا
غم سے یہان حشر بپا ہوگیا

وا جو ترا بند قبا ہوگیا
عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا

کس سے کہون گرمی داغ فراق
سینہ جہنم سے سوا ہوگیا

شکوۂ صیاد نہ کر عندلیب
دام سے یان کون رہا ہوگیا

رنگ شفق روے فلک پر نہین
عکس فگن رنگ حنا ہوگیا

کہ مجھے برزخ سے نہین زندگی
موت سے آگے ہی فنا ہوگیا

وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال
عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا

کام کیا اُسکی نگہ نے تمام
مین ہدف تیر قضا ہوگیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہی وصال
درد مرے حق مین دوا ہوگیا

تمنے نہ رعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہوگیا

اسطرح یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سہناک تعریفین کرنے لگا کہتا تھا ای گلشن آج تیرے باغ حسن پر بہار ہی تجھکو دیکھکر دل بیقرار ہی خواجہ نے انگوٹھا دکھایا سہناک نے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان زیادہ نہ ترساؤ جلوۂ تنہائی مین دل بیقرار ہی بہ قول مصنفہ یعنی منشی احمد حسین قمر نظم

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا
اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری کور
اک آنسوؤن کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا

شب فراق نے مارا تمھارے عاشق کو
اجل کا مفت مین ای جان جان بہانہ ہوا

قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو
صداے جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

کبھی یہ اشعار پڑھتا ہی کبھی منتین کرتا ہی آخر چند کنیزون سے اشارہ کیا ارے اس سرکش کو سمجھاؤ مین کس
کس طرح کہتا ہون یہ ظالم نہین مانتی **خواجہ** نے ہاتھ باندھکر کہا حضور آپ کی زوجہ آتی ہونگی وہ مجھپر
آتے ہی طعن و تشنیع کرینگی یہی فرمائینگی کہ کیون **گلشن** تو تے ہمارا ابھی خیال نہ کیا ذرا کہنے والے
نے کہا اور تو راضی ہو گئی **سہمناک جادو** کہتا ہی آج تیسرا دن ہی مین نے کہلا بھیجا تھا کہ جلد آؤ
ابھی تک وہ نہین تشریف لائین نہین معلوم کس کام مین پھنسی ہوئی ہین **خواجہ عمرو** نے یہ سنکر کہا
وہ ضرور آئینگی نہین معلوم کیا رنگ لائینگی آپ اُنکے مزاج سے بخوبی آگاہ ہین اور پھر آپ یہ فرماتے ہین
کنیزون سے کہا صاحبو تم نہ مجھے سمجھاؤ اب سمجھاتی ہو اُنکے سامنے ہرگز نہ آؤگی بھاگ کر چھپوگی
اتنا نہ مُنھ سے نکلیگا کہ **گلشن** انکار کرتی تھی ہم لوگون نے سمجھا کر راضی کیا کنیزین کہتی ہین اری **گلشن**
اب زیادہ باتین نہ بنا شہنشاہ کے ساتھ تخلیے مین جا دیکھ کیا فرماتے ہین **خواجہ عمرو** کے خیال مین آیا
اب چلکر اسکو بیہوش کرون اپنا مطلب نکالون یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے صاحبو
مین تمھارا کہنا مانتی ہون لیکن میرے روزگار مین فرق نہ آئے **سہمناک جادو** نے کہا اری **گلشن**
اگر ملکۂ عالم تجھکو چھڑا دینگی تو مین گھر بیٹھے تنخواہ بھیجو نگا پھر وہ کیا کرینگی تڑپ تڑپ کے مرینگی **گلشن** نے
کہا مین حاضر ہوتی ہون کنیزون سے اشارہ کیا چند گلابیان شراب کی و چند کشتیان کباب کی تو
کمرے مین رکھ آؤ شاید ضرورت پڑے کنیزون نے دو گلابیان مے ارغوانی سے معمور کرکے اسی کمرے
مین رکھ دین و دو مین کشتیان کباب کی بھی رکھ آئین **گلشن** نقلی خرامان خرامان سامنے اُس کمرے
کے آئی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی حضور مین آتی ہون ذرا ہوشیار رہیے **سہمناک جادو** کہتا ہی بی **گلشن**
تم تو دمبدم اشتیاق بڑھاتی ہو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم بہت بیقرار ہو رہے ہین کئی دن کے بعد
آج آئی ہو ہم روز آدمی تمھارے یہان بھیجتے تھے مگر تمھارا جواب باصواب ملتا تھا کہ جا بجا مجرے
مین گئی ہین چاہتے ہین **خواجہ** کہ کمرے مین جائین کہ بیرون باغ سے فریاد و الامان کی صدا آئی کہ کوئی
آواز دیتا ہی ای شہنشاہ جلد دوڑیے میرا نوجوان بھائی مارا گیا کوئی پکارتا ہی ارے میرے جوان
بیٹے کو مارا کوئی پکارتا ہی ارے آگ برس رہی ہی کوئی پکار کر آواز دیتا ہی ارے پتھر بھی برس رہے ہین
قیامت برپا ہو گئی ای شہنشاہ **سہمناک** اسقدر غافل رہنا بہتر نہین ہی عیش و طیش ہو چکے اب
اپنے نوکرون کی خبر لیجیے زیادہ پریشان نہ کیجیے تھوڑے عرصے مین سارا لشکر آپ کا تباہ ہو جائیگا

یہ آوازین سُنکر سہمناک اپنے مقام سے تڑپ کر اُٹھا کہ ملکہ گلشن مین آتا ہون دیکھون یہ کیا معرکہ ہی
کسنے لشکر کو لوٹ لیا کسنے آگ برسائی ہر چند کہ عمرو نے چاہا روکون شراب پلاؤن سہمناک نہ رُکا
اُٹھا گھبرا کر باہر آیا خواجہ بشکل گلشن پیچھے پیچھے باغ سے نکل کر چلے سہمناک نے دیکھا کہ لشکر پر
پتھر برس رہے ہین ایک طرف آگ برس رہی ہی ایک طرف ہواے گرم چل رہی ہی نگاہ اُٹھا کے
دیکھا کہ ایک طرف نادرۂ گلگون پوش چہرہ سُرخ طرّہ کان مین لگا ہوا ایک جانب ایک مرد تاج
سر پر گولے فوج کو مار رہا ہی اُس مرد کو سہمناک نے للکارا کہ میرے اہل فوج نے تیرا کیا لیا ہی یہ
کہکے تاجدار پر گولہ مارا تاجدار نے گولہ ہاتھ مین روک لیا اسکی فوج پر پھینک مارا کئی سو
جوان مرکر گرے کئی گولے سہمناک نے فاخر تاجدار پر مارے فاخر نے گولہ روک روک لیا اور
وہی گولہ اسی کی فوج پر پھینکا صدہا جوان مرکر گرے فریاد کی صدا بلند ہی ہر ایک اہل فوج
دردمند ہی دور سے نادرہ نے جو دیکھا کہ سہمناک نے دو چار گولے ایسے مارے کہ فاخر زخمی ہوا
جھومنے لگا نادرہ جا پڑی سہمناک کو للکارا کہ او نامرد یہ کیا کیا تونے عاشق جمال بہار کو
زخمی کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا سہمناک حیران ہی کہ زوجہ کو میری کیا ہو گیا کیون
اسقدر مجھپر غصہ کرتی ہی یہ تو بالکل میری جان کی دشمن ہی اگر فاخر تاجدار نے دس کو قتل کیا تو اسنے
پچاس کو قتل کیا چالیس کنیزین پشت پر وہ بھی سحر کر رہی ہین صحرا مین لاشے تڑپ رہے ہین ہزارہا
ساحر کا لاشہ پڑا ہی نادرہ چاہتی ہی بڑھ کر سہمناک سے مقابلہ کرون اگر بن پڑے تو سر کاٹ لون
افسران فوج بڑھ بڑھ کے روکتے ہین اُنپر سحر کر رہی ہی صدہا کو قتل کیا مگر گلشن نقلی یعنے خواجہ نے
جب یہ ہنگامہ دیکھا دروازے پر باغ کے کھڑے رو رہے ہین اندر سے باغ کے کنیزین دوڑین
ایک کنیز اُن مین سے سوسن نامے ازاربند مین گچھا کنجیون کا بندھا ہوا گھبرائی ہوئی نکلی یہ
کہتی ہوئی کہ ارے یہ کیا قیامت ہی زوجہ کیون شوہر کی دشمن ہو گئی اور یہ کس تاجدار کو ساتھ
لائی ہی یہ کیون سہمناک کا دشمن ہی معلوم ہوتا ہی یہ تاجدار بی نادرہ پر عاشق ہی عاشق و
معشوق دونون صلاح کر کے آئے ہین سہمناک کیونکر بچیگا عمرو نے کہا کہ سوسن یہ کنجیان کیسی
ازاربند مین باندھے ہو اور شعلہ خوار آتشخو شیطان بچہ جسکو افراسیاب نے قید کر کے
بھیجا تھا اُسے سہمناک نے کہان قید کیا ہی بی سوسن تمھین کچھ معلوم ہی سوسن نے کہا کہ بی

گلشن وہ ایسی سختی سے قید ہی کہ قید خانے سے نکل نہین سکتا سامنے جو کمرہ ہی اُس کوٹھے پر کوئی جائے ایک میز بچھا ہی اُسکو ہٹائے میز کے نیچے دہنۂ نقب ہی اُس نقب مین جائے خوفناک سہمناک کا بھائی راہ مین نگہبان ہی ایسا کوئی ہو کہ خوفناک کو مارے سامنے دروازہ ہی وہ کھلے گا تب دیکھیے کہ سامنے شعلہ خوار رسن مین بندھا بیٹھا ہی گرد اُسکے اُسکے ساتھ والے اُسی کے ساتھ بندھے بیٹھے ہین پہلے جا کے شعلہ خوار کو رہا کرے جب رسنین ٹوٹین گی سب رہا ہو جائین گے اگر وہ نکل آئے تو بی نادرہ اور اُس تاجدار کی کیا حقیقت ہی ابھی نکل کر چیر پھاڑ ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے کون ایسا ہی جو وہان تک جائے سہمناک کے تو اسوقت ہوش درست نہین زوجہ کو اس حال مین دیکھکر پریشان ہو رہا ہی اور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نادرہ بہار کے سحر مین مبہوت ہی طرہ کان مین لگا ہوا چہرہ گلنار سب علامتین سحر بہار کی ظاہر ہین وہ اپنے ہوش مین نہین ہی اور سہمناک اُس سے لڑنے گئے ہین وہ تاجدار بھی ہار پہنے ہی یہ دونون اپنے ہوش مین نہین ہین سہمناک کی جان کو سامری و جمشید بچائین یہ سُنکر خواجہ باتین کرتے کرتے اُسکے پاس سے ہٹے کوٹھے پر پہونچے میز کو ہٹایا دہنۂ نقب ظاہر ہوا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا سہمناک کی شکل بنکر تیار ہوے نقب مین چلے خوفناک بیٹھا ہی اُسنے جو پائون کی آہٹ سُنی پکار کر آواز دی کہ یہ کون آتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام قید شعلہ خوار آتشخو ہی عمرو نے جواب دیا کہ ای بھائی مین ہون سہمناک تمھارا بھائی یہ کہکے سامنے خوفناک کے آئے خوفناک بیٹھا جھوم رہا ہی خواجہ جاکر پاس بیٹھ گئے کہا بھائی تمنے سُنا بڑا غضب ہوا بھاوج تمھاری نادرہ سحر مین بہار کے مبتلا ہو کر آئی ہی ایک تاجدار کو ساتھ لائی ہی دونون نے ملکر ہزارون کو قتل کیا دروازے پر باغ کے لالہ زار کھلا ہی ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی اگر مناسب ہو تو ساتھ چلو نادرہ پر سے سحر اُتارو اُس تاجدار کو قتل کرو خوفناک نے کہا کہ سحر بہار اُتارنا کتنی بڑی بات ہی ایک اشارے مین سحر اُتار لونگا اور اُس تاجدار کو قتل کرونگا عمرو نے جلدی مین جام شراب کا بھرا کہا بھائی ایک جام شراب تو پی لو کہ قلب کو تسکین ہو اگر یہ نہ کروگے تو سحر کیونکر اُتاروگے بھائی مین بہت پریشان ہو رہا ہون کہ ساری فوج نادرہ پر بلوہ کیے ہوے ہی بڑے بڑے ساحر فوج مین ہین ایسا نہ ہو کہ کسی کا سحر پڑ جائے اگر وہ قتل ہو گئی تو مجھے کیسا ملال ہوگا ہر وقت اُسکے شباب کا خیال ہوگا یہ کہکے جام ہاتھ مین خوفناک کے دیا

خوفناک کے پہلو مین ایک چھوٹا سا نخل لگا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا جیسے ہی خوفناک نے جام ہاتھ مین لیا طائر نے چہکارا مار امنقار کھول کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

ہجر جانان مین جی سے جانا ہی
آتشِ عشق کا بجھانا ہی
چشم آہو صفت کو کیجے چار
رشک سے کیا ہمین جلانا ہی
رکھ دلا روز و شب امید وصال
اپنے کعبے کا آستانا ہی
دُر دندان کے عشق مین اکدن
آ اگر تجکو اب بھی آنا ہی
خاکساری نہ چھوڑنا رعنا

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
کچھ عجب طرح کا زمانا ہی
گر میان غیر سے وہ کرتے ہین
عاشق زار کو رُلانا ہی
سر جھکے کیون نہ یار کے در پر
اُسی کوچے مین اپنا جانا ہی
کوئی دم مین عدم کو ہونا ہی
کسل شب کا اگر مٹانا ہی

بس یہی موت کا بہانا ہی
ہو عدو جسپہ کیجیے احسان
ہمکو وحشی اگر بنانا ہی
یاد دلوا کے داستانِ وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہی
جان جاتی ہی جس جگہ سب کی
گلی ہیری کی ہمکو کھانا ہی
رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
ایک دن خاک ہی مین جانا ہی

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے خوفناک طائر سے نگاہین ملائے رہا بغور یہ اشعار سُنا کیا جب اُسنے مصرع آخر پڑھا کہ + ایک دن خاک ہی مین جانا ہی + خوفناک نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور پکار کر آواز دی او ساربان زادے تیری ذات کے سارے فتور ہین کہ بھائی صاحب زوجہ سے اپنی لڑ رہے ہین عمرو نے چاہا کہ خنجر مار دن اُسنے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے اُسنے گرفتار کیا کشان کشان لیکر نقب سے نکلا کہتا ہوا کہ ارے او ظالم افراسیاب نے مجکو اس مقام پر مقرر کیا تھا سحر میرا مجکو دمبدم خبر دیتا تھا تو گلشن کی شکل بنا اُس وقت بھی میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عمرو آگیا گلشن کو بیہوش کیا تو نے صحبت مین اُسکی اشعار گائے وہ تیرے اوپر مائل ہوا مین یہان ہنس رہا تھا سوچتا تھا کہ جب عمرو اُسکو بیہوش کرنے لگیگا اُسوقت جاکے گرفتار کرلونگا تو میرے پاس پہونچا میری ہی فکر مین آیا اب تجکو ابھی چل کے قتل کرتا ہون نقب سے نکلا کنیزین دوڑین پکارتی ہوئین کہ میان خوفناک صاحب آپ نے کیون تکلیف فرمائی بھائی صاحب آپ کے زوجہ سے جنگ کر رہے ہین بی نادرہ نے نصف لشکر کا خاتمہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہر مرتبہ چمک چمک کے شوہر پر آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ ابکا سحر خالی نہ جائیگا مگر آپ کے بھائی صاحب اپنے کو سحر سے بچاتے ہین ورنہ اب تک اُسنے خاتمہ کر دیا ہوتا خوفناک نے کہا مین نے

آج اُس شخص کو گرفتار کیا جس سے کہ افراسیاب کی جان پر بنی تھی ایسی ایسی عیاریان افراسیاب پر کین اسی غم مین اُسنے اپنی جان دی اس ظالم کو قتل کرون ابھی چل کے سحر اُتارتا ہون عمرو کو کھینچتا ہوا بیرون باغ آیا دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہی نادرہ گلگون پوش طرہ کان مین بجوش و خروش لڑ رہی ہی سہمناک بھاگ بھاگ کے اپنی جان بچاتا ہی جب نادرہ نے سحر کیا پھول برسے جس پر پھول پڑ گیا اور بو دماغ مین پہونچی وہ مبہوت ہو اگریبان پھاڑا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیدا ہی لچک بار جو موباف زری ہی
اُس شوخ مین یہ عالمِ نازک کمری ہی

ساغر مین چھلکتی ہی شراب لیئے ساقی
شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہی

چلنے مین چھلاوا ہی تو تسخیر مین جادو
یہ مردمکِ چشم ہی نیلی کہ پری ہی

اک جلوہ دکھا جاتی ہی پھر کر نہین آتی
ثابت نہین سایہ ہی جوانی کہ پری ہی

خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا
خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہی

دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین
رفتار سے پامال اگر کبکِ دری ہی

کیا چھائی ہی فرطِ قلق ہجر مین حیرت
لب پر نہ نوالہ ہی نہ آنکھون مین تری ہی

ہر چند ہی وہ چشم سیہ صورت آہو
چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہی

رخصت نہین گر بادِ بہاری کی چمن سے
پُر درد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہی

رہتی ہی موئے پر بھی مجھے یاد تمھاری
ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہی

دل سے مرے پوچھے کوئی حالِ نظرِ یار
آنے مین وہ بجلی ہی تو جانے مین پری ہی

دیکھی نہین بجلی بھی ہے جینے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہی

کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا نہ خنجر
مجبور ہی بندہ ہی خطائے بشری ہی

چہار طرف ان اشعار کا ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی پیٹ رہا ہی کوئی گلا کاٹتا ہی نادرہ نے تمام لشکر کو دیوانہ کر دیا جبہر نگاہ سحر آگین ڈالی اور طرہ کان سے ہلایا پھول برسنے لگے طائر جابجا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین بعض طائر اُڑ کر سر پر سہمناک کے آتے ہین اور مثل انسان کے پکارتے ہین کہ اے سہمناک اسقدر نہ گھبراؤ ہوش مین آؤ سہمناک اُسی طرح جنگ کر رہا ہو کہ خوفناک نے پکار کر کہا بھائی صاحب آپ ہٹ جائیے نادرہ کو قریب آنے دیجیے

جب سامنے آئے تو مین سحر اُتارون سہمناک تو ایک جانب ہٹا خوفناک نے ایک لکۂ ابر بنایا
اُس لکۂ ابر کو نادرہ پر گرایا نادرہ لکۂ ابر مین بند ہوئی اور پانی بھی برس رہا ہی دور سے جو
فاخر تاجدار نے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوکے دوڑا پکارتا ہوا کہ او بیحیا تو کون ہی کہ جو ملکہ پر یہ بدعت
کرتا ہی یہ کہکے ابر پر گولہ مارا گولہ قریب لکۂ ابر پہونچا تڑپ کے نادرہ ابر سے نکلی نکل کر گولے کو
روکا روک کر فاخر تاجدار پر پھینک مارا فاخر تاجدار کے سر پر گولہ پڑا کہ سر فاخر کے ہزار ٹکڑے
ہوے خوفناک نے قریب نادرہ آکر وہ طرہ کان سے نکال لیا کہا ای ملکۂ عالم یہ طرہ تمھین نازیبا
ہی جیسے ہی طرہ کان سے نکلا نادرہ کو ہوش آگیا کہا بھائی صاحب مین تو اپنے شوہر کی ملاقات کو
آئی تھی یہ لڑائی کس سے پڑی فوج کو کسنے قتل کیا خوفناک نے کہا کہ بھابھی صاحب فوج مین بلوہ
ہو گیا تھا آپس مین لڑی چند قتل ہوے دیکھو شوہر کا تمھارے کیا حال ہی نادرہ نے آکر سہمناک
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جس وقت نامہ تمھارا پہونچا ہم اُسی وقت سوار ہوے تمھاری ملاقات
کو آئے چلو باغ مین چلو چل کر بیٹھو خوفناک نے بڑھ کر کہا کہ بھائی صاحب ایک خوشخبری سناتا ہون
کہ عمرو عیار کو گرفتار کیا نادرہ یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئی کہا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے
افراسیاب بھی تنگ تھا ہزارون مرتبہ افراسیاب کو اس ظالم نے دھوکا دیا افراسیاب
پریشان تھا آخر لڑ بھڑ کے اپنی جان دی اسکو ابھی قتل کرو میدان خونی کی تیاری ہو نادرہ
سہمناک و خوفناک کے ساتھ اندر باغ کے آئی کنیزون نے دارین استاد کین چند زنگی خنجر برہنہ
لیکر کھڑے ہوے خوفناک نے عمرو کو اُنکے سپرد کیا اُنھون نے عمرو کو کھینچا عمرو بہت تڑپے پھڑکے
جب زنگیون نے کھینچ کر سامنے خوفناک کے بٹھایا ایک زنگی نے گردن پر کوے کا خط کھینچا خنجر چمکا کر آواز دی
ای خوفناک سمجھکر حکم دیجیے فوراً ہاتھ مارون کہ ایک ہی ہاتھ مین سر تن سے جدا ہو خوفناک نے طرف
سہمناک کے دیکھا کہا کیون بھائی کیا حکم دیتے ہو سہمناک نے کہا کہ فوراً قتل کرو زنگی خنجر
چمکانے لگا عمرو نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس بلا سے نجات دے
اپنا تو یہ اعتقاد ہی

نظم

مبدا ز رغبت و الفت بغیر حق با کس	که از تمام خدائی فقط خدایت بس
فتد چو بندۂ نادان به بند حرص و ہوس	چو مرغ باز نیاید برون ز کنج قفس

زعمر خویش بہر ماہ و سال و ہر شب و روز — بذکر و فکر خدا شغل گیر یک دو نفس

چو خوابگاہ تو آخر بہ بسترِ خاک است — چہ حاجت است جلوست بمسند اطلس

بہ بند رخت سفر زود بے خبر منشین — دران زمان کہ بگوشت رسد صدائے جرس

سخی بخورد و بہ بخشید و مال با خود بُرد — بمرد و ہیچ نبرد از جہان بخیل اخس

بدست خویش بدہ آنچہ سیم و زر داری — کہ بعد مرگ تو نہ دہند بہر تو یک خس

غنیمت است دمے چند زندگانی تو — چو وقت رفت نیاید بدست تو واپس

نمود جلوۂ خود ذات حق بہر حبیب ورسنت — منور است ز نور خدا چہ پیش و چہ پس

فرست تحفۂ این نظم پارسی ہندی — بطور نذر بنزد شہنشہ پارس

عمرو نے جو بانگ کردعا کی جلاد نے چاہا بڑھ کر خنجر مارون آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا دوسرے جلاد پر بھی پھول گرا وہ بھی جل کر تمام ہوا دونون جلاد جب جلے تو نادرہ نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو آسمان پہ ٹھہرا رہی ہین پھول پھینکتی ہین نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا خوفناک نے پکار کر آواز دی کہ او بہار یہ ہزارہا کا خون تیری گردن پر ہی اور پھر آئی ہی منم خوفناک یہ کہکے نادرہ کو ہٹا کر گولہ مارا بہار نے گولہ کاٹا مقابلے مین خوفناک کے اُتر آئین آپس مین سحر چلنے لگا خوفناک نے کئی گولے مارے بہار نے گولے دفع کر کے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گلدستہ نکالا خوفناک پر پھینک مارا تینون جادوگر نادرہ و خوفناک و سہمناک نے چاہا کہ بہار پر مل کر سحر کرین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم ملکہ مخمور سرخ چشم ملکہ مخمور سہمناک کے مقابلے مین آئین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم باغبان قدرت باغبان نے نادرہ کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی بہار نے تجھے کس کام کو بھیجا تھا اُس کام کو بھولی یہ کہکے کارد سحر کھینچ ماری نادرہ کے سینے کو توڑ کر پار گذری نادرہ گری نادرہ کا جو کام تمام ہوا سہمناک نے جو لاشہ زوجہ کا دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے اس ظالم کو گھیر کر مار لو فوج نے باغبان و مخمور پر بلوہ کیا بہار نے جو گلدستہ خوفناک پر مارا پھول برسنے لگے عندلیبان خوشنوا نے مجمع کیا چہکارے مار کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

بزم مین اُسکی بیان درد و غم کیونکر کرین — وہ خفا جس بات سے ہووے وہ ہم کیونکر کرین

مجھپہ بعد امتحان بھی جور کم کیونکر کرین ۔ وہ ستائین غیر کو ایسا ستم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اُڑ جاتی ہی ۔ ہاے احوالِ دلِ مضطر رقم کیونکر کرین
گر نگاہِ ناز کو مشقِ ستم منظور ہی ۔ دشمن اپنی نرگسِ تربت قلم کیونکر کرین
دیکھ لیوے عکس رخ تو کیا بنے پھر دیکھ تو ۔ گریہ اُسکے سامنے ای چشم نم کیونکر کرین
جب دلِ اغیار خون ہو کر مژہ تک آگیا ۔ پھر لحاظِ غمزۂ شمشیر دم کیونکر کرین
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہی ۔ جانبِ جلون نظارہ دمبدم کیونکر کرین
ہی شبِ فرقت مین مرگ افسانہ خوان بیفائدہ ۔ نام آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
دیکھ پیچ و تاب سنبل ہو گیا دل بیقرار ۔ اب نہان سودائے زلفِ خم بخم کیونکر کرین
سب کو ہوتا ہی جہان مین پاس اپنے نام کا ۔ ہم بھی تو مومن ہین دل نذرِ صنم کیونکر کرین

طائران زمزمہ سرا نے جب یہ اشعار گائے خوفناک کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار بلبلا کے پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن و جمال وای آسمان خوبی کی ماہ کمال ذرا ادھر نگاہ اُٹھا کے دیکھو ہمین سرفراز کرو ہم عاشق جمال ہین عاشقون کو سرفراز کرنا معشوقون کا کام ہی صورت زیبا تمھاری مقبول خاص و عام ہی جسکا کہو سر حاضر کرین اپنی جان قربان کرین ہمکو سب طرح منظور ہی جمال دیکھنے سے قلب کو سرور ہی ملکہ بہار نے کہا سہمناک کا سر حاضر کردیہ کہکے آواز دی کہ اسے گل اندام دیکھ تو یہ کیا کہتا ہی ایسا اسکو کردے کہ یہ بھول جائے پہلو سے ایک نازنین پھولون کے زیور مین غرق آڑی ترچھی بدھیان پہنے ہوے سامنے آئی ملکہ بہار نے کہا کہ ای گل اندام دیکھو خوفناک کیا کہتا ہی وہ نازنین ہنستی ہوئی سامنے خوفناک کے آئی پکار کر آواز دی ٹھہرو ذرا ٹھنڈے ہو گھبراؤ نہین مین آپہونچی قریب آکر ہار اپنے گلے سے اُتارا گلے مین خوفناک کے پہنا دیا ہار پہنتے ہی خوفناک اور زیادہ بدحواس ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا ای ملکہ جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن بہار نے کہا کہ اپنے بھائی صاحب سہمناک کا سر لاؤ یہ سُنتے ہی خوفناک پلٹا پکار کر آواز دی کہ او سہمناک کیون دیوانہ ہوا ہی میرے سامنے آ مجھسے تو آنکھ ملا غریبون سے کیون مقابلہ کر رہا ہی مین تجکو جواب معقول دونگا مخمور کو دیکھکر پکارا کہ ای ملکۂ عالم آپ کیون تکلیف کرتی ہین مین اسکو سمجھا دونگا بہار نے جو حکم دیا ہی وہ

بجالاؤنگا سرکاٹ کر اسکا خدمت مین ملکہ کی لیجاؤنگا ملکہ مخمور الگ ہوئین سہمناک نے جو بھائی کو گستاخ پایا گولہ پھینک مارا آواز دی بھائی صاحب لیجیے اب بچیے تو آپ کو معلوم ہو خوفناک نے کہا کہ مخمور نے کوئی سحر عمدہ تمپر نہ کیا نہین تو تمکو حال معلوم ہوتا بھائیون مین گولہ چلنے لگا ایک کا ایک سحر روکنے لگا ان دونون کے سحر سے فوج والے جل رہے ہین درختون سے شعلے نکل رہے ہین مثل ہیمۂ خشک جل رہے ہین اہل فوج خوف سے دونون بھائیون کے سحر نہین کرتے اپنے کو قتل کرا رہے ہین خواجہ جو چھوٹ کر بھاگے اُس نقب مین پہونچے اندر نقب کے جا کے دیکھا دروازہ کھلا ہوا ہی سامنے شعلہ خوار آتشخو بیچ مین اپنے بھائیون کے بیٹھا زنجیرین ہلا رہا ہی خواجہ کو دیکھکر خوش ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای مہربان آپ کہان تھے کہ غلام مدت سے اس مقام پر قید ہی میری چوٹی جو زنجیر سے جھت کی بندھی ہی صرف اسکو کھول دیجیے عمرو نے کہا ای شعلہ خوار آتشخو ابھی تمھین تکلیف اُٹھانا پڑیگی باہر دونون بھائی لڑ رہے ہین اُنکا علاج واجب ولازم ہی شعلہ خوار نے کہا کہ یہ دونون کیا چیز ہین افراسیاب کو ایسا حیران کرون کہ اپنی جان سے عاجز آجائے عمرو نے کہا کہ افراسیاب اب کہان ہی جہنم مین پہونچا مین خاص تمھاری رہائی کو آیا بیچ مین ساحرون نے روکا قتل کا میرے ارادہ کیا مخمور و بہار و باغبان ساتھ آئے ہین وہ بھی لڑ رہے ہین مین یہان آیا تمھین چھڑانے کی فکر مین ہون عمرو نے جھپٹ کے جھت کی زنجیر سے جھت کی لپٹے چٹیا شعلہ خوار کی کھولی شیطان بچہ تڑپ کے اُٹھا آواز دی ہان بھائیو اُٹھو سب ساتھ والون کی رسنین ٹوٹین خواجہ سے کہا کہ آپ جائیے مین آتا ہون عمرو نے کہا کہ نہین میرے ساتھ چلو شعلہ خوار نے جواب دیا کہ اُستاد آپ سے کبھی خلاف وعدہ نہ کرونگا مدت سے آپکا گانا نہین سُنا عمرو نے دو شعر گنگنا کر سامنے شعلہ خوار کے گائے وقت کو دیکھکر جو تانین لگائین شعلہ خوار جھومنے لگا ایک کوٹھا سامنے تھا شعلہ خوار نے اُسکا قفل توڑا کہا خواجہ یہ قیدخانے کا مال ہی یہ تو آپ کی نذر ہی اور بھی حاضر کرونگا کیا افراسیاب مارا گیا کئی خزانے ایسے ہین کہ سوا میرے اُنکو کوئی نہین جانتا مین چل کر بتاؤنگا خواجہ نے جو دروازہ کھول کر دیکھا جواہرات کے کھلونے اُسمین بھرے ہین اور ایک جانب توڑے اشرفیون کے برابر چنے ہوے ہین خواجہ بہت خوش ہوے جال الیاسی زنبیل سے نکالا شعلہ خوار نے کہا ابھی مین اپنے ملازمون کو

حلم دون جہان کیسے وہان پہونچا دین خواجہ نے کہا کہ باربرداری میرے ساتھ ہی یہ کہکے جال الیاسی
نکالا اور یہ کہکر کھینچ مارا کہ ای جال جنجال ہوکر گریو بالشت بالشت بھر مٹی بھی نہ چھوٹنے پائے جال
جو پڑا اسباب کھلوسئے اور توڑے اشرفیون کے کھینچکر زنبیل مین رکھے فرماتے جاتے ہین دادا جان لیجیے
ہمارے دوست نے یہ مال دیا ہی خواجہ یہ مال لیکر نکلے دیکھا اُسی طور جنگ قائم ہی مخمور و بہار و
باغبان فوج کو دیوانہ کررہے ہین دونون بھائی آپس مین گوشت خرو دندان سگ ہورہے ہین
جب سہمناک نے گولہ مارا خوفناک بچا فوج والون مین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا سو دو سو
بیکار ہوسے بہار نے پوچھا کہ خواجہ کہان گئے تھے بہت ہنستے ہوے آئے ہو خواجہ نے کہا کہ اب
تم لوگ ہٹ جاؤ اُس شخص کی آمد ہی کہ ہو آکر ان دونون کی گردن لیگا دو مین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا ہمارے خواجہ باتین کررہے ہین کہ ایک دناٹا اس زور و شور سے ہوا کہ زمین ہل گئی
جس مقام پر سہمناک و خوفناک لڑ رہے تھے وہان ایک غار پیدا ہوا کچھ شعلے چمک چمک کے
نکلنے لگے ایک شعلۂ کلان نکلا وہ شعلہ طرف سہمناک کے چلا اُس شعلے سے آواز آتی تھی کہ او
بے حیا تو نے قید مین بڑی بڑی تکلیف پہونچائی منم شعلہ خوار آتشخو سہمناک حیران و پریشان
ہی کہ خوفناک تو زندہ لڑ رہا ہی شعلہ خوار نے کیونکر رہائی پائی یہ سحر باغبان وغیرہ کا ہی اس
خیال مین ایک گولہ اُس شعلۂ کلان پر مارا جیسے ہی وہ گولہ قریب شعلۂ کلان کے پہونچا اُس
شعلۂ کلان سے ایک پنجۂ فولادی پیدا ہوا پنجۂ فولادی نے گولہ روک لیا گولہ روک کر وہی گولہ
طرف سہمناک کے پھینک مارا وہ گولہ طرف سر سہمناک کے چلا سہمناک پیچھے ہٹا پیچھے ہٹ کر
دیکھا کہ جدھر مین جاتا ہون اُسی طرف گولہ آتا ہی تب تو اسنے اپنا ہاتھ کاٹ کے خون اپنا زمین
پر گرایا وہ گولہ اُسی خون پر گرا ٹھنڈا ہوکر رہگیا اور وہ شعلۂ کلان لپک کر سہمناک کے جسم
سے لپٹا سہمناک کو معلوم ہوا ہڈیان جلنے لگین مگر شعلۂ آتش نے اسقدر جلایا کہ بدن مین آبلے
پڑ گئے مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جل کر خاک کا ڈھیر ہوگیا ہوا اس زور سے
چلی کہ خاک بھی برباد ہوئی خوفناک نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو جان بچاؤ معلوم ہوتا ہی
شیطان بچے نے رہائی پائی میرا نقب سے ہٹ آنا بڑا غضب ہوا ہر شخص کو یہی معلوم ہوتا ہی
کہ ایک شعلہ ہمارے نزدیک آیا پاؤن مین لپٹ گیا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین سیکڑون کو یونہین چیر کر

پھینک دیا اب وہ شعلۂ کلان طرف خوفناک کے چلا خوفناک نے ہر چند سحر کیے شعلے سے صداے ہیبتناک آتی ہی کہ خوفناک کانپ جاتا ہی مثل شاخ بید تھرا جاتا ہی جو سحر اسنے کیا پنجہ فولادی شعلے سے نکلا سحر کو روک لیا اور طرف خوفناک کے پھینک مارا خوفناک اپنے کو بمشکل بچاتا ہی آخر وہ شعلہ آکر جسم سے خوفناک کے لپٹا خوفناک چیخین مارتا ہی مگر شعلہ نہین چھوٹتا آخر مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر عضو سے شعلے نکلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوا دم بھر مین قصہ پاک ہوا کل اہل فوج کو ماران سب کو مار کر باغ کو لوٹا بہار کو تخت پر سوار کیا باغبان و مخمور ساتھ ہوے خواجہ بھی تخت پر سوار ہوے شیطان بچے غل مچاتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف لشکر کے چلے قریب کوہ فیروزہ پہونچے رات کو اُس مقام پر اُترے شعلہ خوار نے بارگاہ عمدہ استادکرائی بہار و باغبان و مخمور اُسکے اندر داخل ہوے شعلہ خوار نے ہاتھ باندھ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری وای ہنر بر دشت طراری اس پہاڑ مین بھی خزانہ ہی کچھ گانا سنائیے تو دون شاگردون کو بھیجون وہ جا کر آپس مین فساد کرائین دو خزانہ دار اس کوہ پر ہین آپس مین لڑین تب قصر ظاہر ہو اُنکو قتل کر کے خزانہ لیجیے مگر گانا سُنائیے مین رخصت ہو جاؤن جب آپ دربار مین امیر کے پہونچین گے تب حاضر ہونگا خواجہ اُسی وقت سامنے آبیٹھے زنبیل سے نے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

زانو سے مرے آپ نہ سر کو اُٹھائیے
فتنہ ہی مست خواب نہ اسکو جگائیے

تربت پہ میری ہار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پر تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہی غم انتظار مین
اب جلد آپ خبر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ اس بہار مین کچھ گُل کھلائیے

شرما کے بولے رات جو مین نے گلہ کیا
گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اُٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

صید افگنی کا شوق ہی تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح روان کو پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیون ایک دم کو منت عیسے اُٹھائیے

سیلجے حساب روز جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہی اُنکو تماشا دکھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہی چیز — دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے
بے شربت وصال ہی دشوار زندگی — دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے
تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام — قاتل تری صفائی کے قربان جائیے
اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان — کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے
منظور محو ذات جو ہونا ہی تو نظام — دل سے ذرا حجاب دوئی کو اُٹھائیے

اس طرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شعلہ خوار جھومنے لگا ساتھ والون سے آواز دی یارو پہاڑ پہ جاؤ دو بہنین یہان پر حاکم ہین جاکے ایسا فتور کرو کہ دونون بہنین لڑین اور کنیزون مین بھی فساد ہو چار پانچ ننگے لنگوٹیان باندھے ہوئے چُٹیان سر پر اُڑتی ہوئین اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین کہا رات بھر مین ایسا فساد برپا کرو کہ صبح کو جب روشنی ہو تو مکان و خزانہ ظاہر ہو جائے اُنکو مار کر پھر خزانہ لے لین گے قصہ کار گل اندام و گل پیرہن دونون بہنین کوہ فیروزہ پر حاکم ہین چالیس ہزار فوج انکی مطیع و فرمانبردار ہی مع انیسون جلیسون کے دونون بہنین مسند پر بیٹھی ہین عیش و حبش کے سوا کسی وقت غم و الم نہین کہ یکایک چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین روتی ہوئی گر پڑین کہا واری غضب ہوا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا افراسیاب کو طلسم کشا نے مار لیا اب طلسم کشا کی طرف سے طلب ہی کہ جو خدمت جسکے سپرد ہو اُن اشیا کو لیکر حاضر ہو اور جو نہ آئیگا گنہگار ہوگا گل اندام یہ سُنکر رونے لگی گل پیرہن نے کہا کہ یہ خبر کسنے کہی اُسکے مُنھ مین خاک افراسیاب کو کون مار سکتا ہی کسکی مجال ہی کہ افراسیاب کو قتل کرے اور حیرت کو قید کر سکے جسنے یہ خبر کہی ہی اُسے نکال دو گل اندام نے کہا کہ بُوا سارے پہاڑ جل گئے دریا خشک ہوئے سیکڑون صحرا جلے درخت مٹے بُوا ایسی خبر کو خلاف سمجھتی ہو جسدن تمام صحرا جلا تھا اور کوہ فیروزہ بھی تھراتا تھا مین نے اُسی وقت آپ سے عرض کی تھی کہ سامری و جمشید خیر کرین اور اب تو چند کس اُس جنگ سے بھاگ کر آئے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ ہمارے سامنے افراسیاب قتل ہوا حیرت جادو گرفتار ہوئی مگر امیر کو ایسا ہی پاس ہی کہ حیرت کو قتل نہین کیا قید کیا ہی بہار جادو کے اختیار مین ہین آب و دانہ پہونچاتی ہین اس خبر کو بہن جھوٹ کہتی ہو گل پیرہن نے پھر جھلا کر جواب دیا ایسی خبر

زبان سے نہ نکالو ورنہ بدعملی ہو جائیگی اہل قریہ ہمکو خراج نہ دینگے یونہین پہاڑ پر بیٹھی رہو اور جو کوئی
ایسی خبر کہتا ہو اُسکو یہان سے نکال دو دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی گل اندام تو یہی
کہتی ہو کہ افراسیاب مارا گیا جنگلون کے جلنے سے ثابت ہوتا ہو گل پیرہن کہتی ہو افراسیاب
نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا نصف کنیزین اسکی اور نصف اُسکی آپسمین چاؤن چاؤن کرنے لگین یہانتک
دونون مین تکرار ہوئی کہ گل اندام نے کہا بوا تمھاری شامتین آئی ہین گل پیرہن نے گولہ
مارا کہا بوا تمکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو ایک سحر مین مٹا دونگی کنیزین اسباب سحر لیکر اپنے اپنے مقام سے
اُٹھین گولے ترنج و نارنج چلنے لگے خواجہ زیر کوہ سے دیکھ رہے ہین کہ پہاڑ پر معلوم ہوتا ہو
آگ لگی ہوئی ہو گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین شعلہ خوار آتشخو باہر نکلا کہا اُستاد ملاحظہ فرمائیے
دونون بہنین آپس مین لڑ رہی ہین وہ جو چار پانچ غلام آپ کے گئے تھے ہر چند کہ اطاعت
اسلام کرکے بہت سیدھے ہو گئے ہین فتور کرنا مزاج سے نکل گیا لیکن اُسپر بھی چار پانچ نے جاکر
چالیس ہزار کو درہم و برہم کر دیا اب اصلاح ہونا دشوار ہو صبح ہونے دیجیے پھر بہ آسانی
خزانون پر قبضہ کیجیے وہان دونون بہنین آپس مین سحر کر رہی ہین فوجین جانبین کی کٹ رہی ہین
پہاڑ پر زیر درخت لاشے کنیزون کے پڑے ہین افراسیاب نے ہر پہاڑ پر کنیزین صورت دار
بسائی ہین لاشے جو اُنکے پڑے ہین معلوم ہوتا ہو ستارے چمک رہے ہین رات بھر آپس مین بڑے
بڑے سحر ہوے آخر صبح کو لڑتی ہوئی پہاڑ سے اُترین گل اندام وہی کہے جاتی ہو کہ افراسیاب
مارا گیا گل پیرہن جواب دیتی ہو کہ بوا یہ نہ کہو اگر افراسیاب قتل ہوا تو مین تمکو بھی اُسکے
پاس بھیجونگی گل اندام شکست کھا کے بھاگی پہاڑ سے اُتری گل پیرہن پیچھا نہین چھوڑتی
کہتی ہو بوا کیا مین تمکو زندہ نکل کے جانے دونگی تمنے ایسی واہیات خبر کوہ فیروزہ پر مشہور کی
اگر یہ دلیل پیش کرتی ہو کہ دریا خشک ہوے اور جنگل جلے افراسیاب نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا
اُسکا یہ ظہور ہی افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہی غائب ہونا چھپ جانا اُسکا کام ہو اُسے
کون مار سکتا ہو سب لشکر مسلمانان کو مٹا دیگا جب غصہ کرکے آگریگا تو زمین ہلا دیگا ایسے بادشاہ
کے مقدمے مین ایسی بات مشہور کرتی ہو گل اندام کہتی ہو بوا تمکو نہین معلوم کیا سودا ہوا ہو
جو شخص صاحب لوح ہوگا اُسکے نزدیک مار لینا افراسیاب کا کیا مشکل ہو کل اہل نور افشان

طلسم کشا کے ساتھ تھے کوکب نے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی ہوگی گل پیرہن جواب دیتی ہو کہ کوکب
کی افراسیاب کے سامنے کیا حقیقت ہو کوئی افراسیاب سے لڑ سکتا ہی اکیلا لاکھون سے
لڑے کوکب کو طلسم نور افشان سے نکال دیگا کوکب کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملیگی آپس مین گفتگو
کرتی ہوئی جب زیر کوہ پہونچین شعلہ خوار نے خواجہ سے کہا کہ اب غلام آپ کا جاتا ہو ان دونون
کو جا کر مٹاتا ہی یہ دونون مرین تو قصر و خزانہ ظاہر ہو تمام چیزین اس طلسم کی سحر بنا ہین کوئی
پا نہین سکتا یہ کہکے شعلہ خوار نے ایک چیخ ماری ساتھ والے اسکے سب جمع ہو گئے خواجہ نے
دیکھا کہ چار پانچ سو لڑکے ننگے ننگے مٹھیان سرون پر اُڑتی ہوئین خواجہ کو سب گھیر کر کھڑے ہو گئے
کہا خواجہ صاحب جاتے ہین جا کر ان دونون کو مٹاتے ہین شعلہ خوار اس فوج کو لیکر چلا دونون
بہنین لڑ رہی ہین وہی آپس مین تکرار ہی ایک کہتی ہو افراسیاب مارا گیا دوسری کہتی ہو شہنشاہ
افراسیاب کو کون مار سکتا ہی کنیزون مین سحر کے گولے چل رہے ہین جا بجا لاشے پڑے ہین لیکن
گل اندام و ملکہ گل پیرہن گاتیان باندھے ہوے مصروف جنگ ہین کنیزین بھی جمی ہوئی لڑ رہی ہین
کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا دونون بہنون نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر مین پاس کنیزون کے شعلہاے
آتش چمک رہے ہین جسکے پاس شعلہ پہونچا کسی کا مُنھ جلا کوئی سر سے پا تک جلنے لگی سیکڑون
جل جل کر خاک ہوئین دونون بہنین گھبرائین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزون کو کون جلائے
دیتا ہی خاک مین ملائے دیتا ہو ایک شعلۂ کلان طرف گل اندام کے چلا گل اندام نے ہر چند
سحر کیے مگر وہ شعلہ نہ رُکا آ کے جسم سے لپٹ گیا گل اندام نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ اے
بہن یہ کیسا سحر کیا کہ ہڈیان جلنے لگین مجھے کوئی پھُوکے دیتا ہی گل پیرہن بہن کی آواز سُنکر
بیتاب ہو گئی روتی ہوئی دوڑی اور پکارتی ہوئی کہ بہن مین نے یہ سحر نہین کیا میرا تمھارا
مقابلہ تو ایک بات پر تھا مین یہ نہ چاہتی تھی کہ تمکو قتل کرون یا جلا دون قسم ہو سامری و جمشید
کی یہ میرا سحر نہین ہی یہ کہتی ہوئی قریب بہن کے پہونچی دیکھا کہ تمام جسم اُسکا جل رہا ہی ہر موے
جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین بہن کی محبت سے لپٹ گئی اسکے بھی جسم مین آگ لگ گئی دونون
بہنین جلنے لگین اور شعلہ ہاے خُرد نے کنیزون کو جلایا تھوڑے عرصے مین دونون بہنین جل جل کر
خاک ہوئین کنیزین بھی جل کر گرین تھوڑے ہی عرصے مین میدان پاک و صاف ہو گیا جب

روشنی ہوئی تو خواجہ عمرو سے دیکھا ایک دناٹا ہوا کہ کوہ فیروزہ تھرا گیا ظاہرا معلوم ہوتا تھا کہ تمام
پہاڑ گر پڑیگا بیچ مین سے کوہ شق ہوا ایک قصر کلان ظاہر ہوا شعلہ خوار نے آواز دی خواجہ صاحب
آئیے دیکھیے ان دونون کے مرنے سے قصر ظاہر ہوا خواجہ جھپٹ کر بالاے کوہ آئے دیکھا زنجیر قصر مین
قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہی شعلہ خوار نے اُس قفل کو توڑ کر پھینک دیا کہا خواجہ صاحب لیجیے اندر
جائیے اندر جاکے خواجہ نے دیکھا توڑے اشرفیون کے اور روپون کے دونون جانب چنے ہوے ہین
اتنا زمانہ ہوا کہ توڑے گل گئے روپیہ اور اشرفیان زمین مین پڑی ہین شعلہ خوار حیران ہی کہ اُستاد
اس روپیہ کو کیونکر لین گے کئی مرتبہ کہا کہ ساتھ والون کو اپنے بلاؤن خواجہ نے کہا کہ تم اندر نہ آؤ
باہر ہی رہو یہ کہکے عمرو نے جال نکالا یہ کہکے مارا کہ ای جال جنجال ہو کر یہان کی خاک بھی نہ
چھوٹے تھوڑی دیر کے بعد شعلہ خوار نے دیکھا کہ اُس قصر مین ایک گڑھا پڑ گیا خواجہ نے سب
مال لیکر نذر زنبیل کیا قصر سے نکلے جب خواجہ قصر سے باہر آئے مکان گر گیا کوہ پھٹا کوہ سے دھوان نکلا
کوہ بھی جل کر خاک ہوا پہاڑ کا بھی قصہ پاک ہوا پھر وہان سے سوار ہوے شعلہ خوار ساتھ ہی
رہ روی کرکے قریب کوہ بلور پہونچے شعلہ خوار نے رات کو صحبت مین خواجہ سے کہا کہ یہ سامنے
کوہ بلور ہی اسپر بھی خزانہ افراسیاب ہی اگر حکم دیجیے تو لگے یہان بھی فساد برپا کرون بلور جادو
نہایت زن حسین ہی اگر یہ قتل ہو تو بڑا قصر عالی ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ جب وہ تنہا یہان کی مالک
ہی تو اُسپر کیا فتور ہو سکتا ہی شعلہ خوار نے جواب دیا کہ ہم لوگ ہزار باتین نکال لیتے ہین کوئی
لڑنے والا پیدا ہو جائیگا آج آپ شب کو پہاڑ سے ہٹ کر اُترین مین جاکر فتور برپا کرتا ہون خواجہ تو
کوہ بلور سے دو کوس ہٹ کر اُترے خود شعلہ خوار روانہ ہوا یہان بلور جادو خبر قتل افراسیاب
سُنکر لرزان و ترسان بیٹھی ہی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو بڑا غضب ہوا افراسیاب ایسا شخص
مارا گیا اب دیکھیے کیا ہو شعلہ خوار نے آکر دیکھا کہ بلور جادو اکیلی بیٹھی ہی یہ بھی دیکھا کہ کوئی کنیز اسکے
مقابلے کی نہین کہ جس سے مقابلہ کراؤن آخر وہان سے نکلا کوہ بلور سے قریب بارہ کوس پر کوہ طور ہی
وہان کا حاکم امین جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہی خبر قتل افراسیاب سُنکر کہ رہا ہی کہ یارو مجھسے لاچین
کی اطاعت نہ کیجائیگی اُسکے ساتھ برائی کر چکے ہین مین یہان سے بھاگا جاتا ہون اور کہین جا کر ٹھہرونگا
اُسی وقت تخت منگایا چالیس پچاس جادوگر جو نامی تھے اُنکو ساتھ لیا فوج سے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر

ٹھہرو مین جہان ٹھہرونگا وہان تم سب کو بلوالونگا یہ کہکے تخت اڑایا شب ماہ ہی سبز صحرا دیکھتا ہوا جاتا ہی تخت اسکا بالائے کوہ بلور پہونچا بلور کے جو جمال پر نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا سوچا کہ جہان چلون اس نازنین کو بھی ساتھ لے چلون یہ سوچ کر تخت اُتارا بلور جا دو نے جو امین کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای امین آپ کا کیا ارادہ ہی افراسیاب تو مارا گیا حکم طلسم کشا آتا ہوگا امین نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو بلاغ محبوبی ہم تو لاچین کی اطاعت نہ کرین گے بلور نے کہا کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ ہی امین نے کہا کہ بس اُٹھو ہمارے ساتھ چلو کسی صحرا مین نکل چلین وہان چل کر بسر کرین جب طلسم کشا چلا جائیگا اپنے اپنے پہاڑ پر قبضہ کرین گے بلور نے کہا کہ تم جانتے ہو یہان خزانہ ہی اگر اس طرف طلسم کشا کا گذر ہوا اور کسی نے خبر دیدی تو وہ خزانہ لے لین گے مین اس خزانے کی تدبیر کر کے آؤنگی تم چل کر ٹھہرو خط لکھنا مین اُسی مقام پر پہونچ جاؤنگی امین نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین بے آپ کے کیونکر زندہ رہونگا میرا تو عجب حال ہی بلور نے کہا کہ ذرا اپنے ہوش مین آؤ بہت نہ گھبراؤ امین نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اپنی کیفیت کیا عرض کرون کس زبان سے حال کہون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

نہ چھپو صورت آشنا کر کے
کیا ملا عرض مدعا کر کے
چاٹ جا نیت شفا کر کے
ترکِ مطلب حصولِ مطلب ہی
حشر سر پر مرے بپا کر کے
تیرا او بت ادائے شکر کیا
گرہ زلفِ یار وا کر کے
ہجر مین تھی کسے امیدِ سحر
تجھسے او بے وفا دفا کر کے
بے وفا تو نے مجکو قتل کیا
خواجہ آتش کو پیشوا کر کے
صاف کر قلب اتقا کر کے
بات بھی کھوئی التجا کر کے
حق اسیری کا تیری او صیاد
بیٹھ رہ ترک مدعا کر کے
صبحدم انفعال عصیان سے
طاعتِ فرض کو قضا کر کے
ہون وہ طائر اُڑاتا ہی صیاد
رات کاٹی خدا خدا کر کے
اور دردِ جگر نے شدت کی
بیا رہی بیار مین دغا کر کے
منہ نہ ڈھانپو عبث حیا کر کے
دیکھ یہ آئنہ صفا کر کے
خاک اُس در کی او مریض عشق
جاؤ نگا دام دام ادا کر کے
گور مین بھی جگایا زندون نے
خود پشیمان ہوا دعا کر کے
پایا شانے نے نام عقدہ کشا
صدقے سر پر مرے ہما کر کے
نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
فائدہ کیا ہوا دوا کر کے
کس کا پیرو ہی شاعری مین نما

یہ جو اشعار امین نے سامنے بلور کے پڑھے بلور نے تیوری پر

بل ڈال کے جواب دیا کہ ای ایمین تمکو کیا ہو گیا ہی اپنے ہوش مین آؤ یہ کیا باتین بناتے ہو یہ کیا
کیفیت ہی ایمین نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کو ضرور ساتھ لیچلونگا میری عجب کیفیت ہی مین نے
بہت مختصر عرض کیا دل پر چھریان چل رہی ہین کیا گزارش کرون بلور نے کہا کہ بس اب آپ جایئے
جب خط لکھوگے تو مین آؤنگی اس وقت جاؤ ایمین جادو نے ہاتھ بلور کا تھام لیا کہا مسند پر
بیٹھو مین خدمتگزاری کرون بلور نے ہاتھ چھڑا لیا ایمین سے کہا کہ اب زیادہ سختی نہ کرو سیدھے
سیدھے چلے جاؤ اسی مین خیر ہی ورنہ بہت ذلیل ہوگے ایمین نے کہا کہ اسی مین بہتر ہی کہ اٹھو
اور میرے ساتھ چلو یہ کہکے ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا ملکہ نے ہاتھ چھڑا لیا اور نیمچہ کھینچا کہا کہ ای ایمین
جاؤ جان اپنی بچاؤ جب ایمین نے نہ مانا آپس مین نیمچہ چلنے لگا پچاس مصاحب ایمین کے اور بارہ
ہزار کنیزین ملکہ بلور کی آپس مین نیمچہ چلنے لگا جانبین سے سحر ہوے کنیزین مر مر کے گرنے لگین
کئی مصاحب مر کر ایمین کے گرے جب پہاڑ پر زیادہ ہنگامہ ہوا اور ایمین نے آگ برسائی
ملکہ بلور کو شکست ہوئی پہاڑ سے بھاگین چاہا کہ زیر کوہ اُتر جاؤن ایمین دباؤ ڈالتا ہوا چلا
ملکہ بلور پہاڑ سے اُتر آئین دامن کوہ مین سحر چلنے لگا خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے دیکھ رہے ہین
دیکھا کہ شعلہ خوار دوڑا ہوا آیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے فساد برپا ہو گیا ایمین
جادو بارہ کوس سے لڑنے کو آیا فساد شروع ہو گیا اب آپ بالاے کوہ جائین جا کر قصر کو
دیکھین قصر مین خزانہ بھرا ہی اُس قصر کو اپنے قبضے مین کرین انکو لڑنے دیجیے گوشت خرد دندان
سگ ہو رہے ہین خواجہ دوسری جانب سے کترا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مکان کلان
ہی اشرفیون سے بھرا ہوا خواجہ نے جال الیاسی نکالا جال مار کر تمام خزانہ قبضے مین کیا
جب مکان سے خواجہ نکلے مکان اڑا اڑا کے گرا بلور نے کہا کہ او ایمین غضب ہوا کسی نے خزانہ
لے لیا جب تو مکان گرا ایمین ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم رہ رہ کے دل مین یہی آتا تھا
کہ اپنی جان دون اور آپ کی جان لون مکان گرتے ہی خیال مین آیا کہ میری راے بالکل
بیکار ہی مین نے آپ سے کیون فساد کیا ہزار ہا کنیزین قتل ہوئین تمھارے اور میرے
ملازمین مارے گئے اب ہوش آیا دل مین پیچ گئی کہ مین نے ناحق کو فساد کیا مفت مین ان
بندگان سامری و جمشید کی جان گئی مین تو اب جاتا ہون آپ کو اختیار ہی خزانہ لٹ گیا

یہی دل مین خیال تھا کہ جس طرح سے بن پڑے فساد کرین اب دل سے فساد نکلا اصلاح پر
مزاج آیا یہ کہکے المین جادو شرمندہ و محجوب ہوا کہا کہ ای بلور جادو مین تمسے بہت شرمندہ ہوا
اب مین طرف صحراے ویران کے جاتا ہون وہان کوئی نہ آئیگا مگر ای ملکہ اتنی بات دریافت
کیجیے کہ خزانہ کسنے لیا یہ کہکے المین جادو پر پرواز پیدا کرکے طرف صحراے ویران کے بھاگا
بلور جادو بالاے کوہ آئی مکان جو ویران دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ مکان گر پڑا ہی مکان گرا ہوا
دیکھکر ایک آہ کی پکارکر آواز دی کہ یا سامری و جمشید یہ خزانہ آپ کے نام کا تھا افراسیاب
نے کس حفاظت سے رکھا تھا آخر یہ خزانہ کہان گیا کون لے گیا بہلو --- قصر سے آواز آئی کہ
ای بلور جادو شعلہ خوار آتشخو کہ جسکو عمرو نے تسخیر کیا اُسنے عمرو کے ہاتھ سے خزانہ لٹوایا
جب وہ خزانہ لیکر نذر زنبیل کر رہا تھا روح سامری و جمشید کے رونے کی آواز آتی تھی ہر آواز
مین یہی صدا اٹھتی کہ یہ خزانہ افراسیاب نے نذر سامری و جمشید کیا تھا مسلمانون نے اُسے بجبر
لیا ایسے شخص کے قبضے مین خزانہ گیا کہ جہانسے خزانے کا نکلنا دشوار ہی زنبیل عمرو کی وہ مقام
ہی کہ تمام دنیا کے خزانے وہان جمع ہین کبھی صرف نہین ہوتے کسی کے کام نہین آتے یہ سنکر
بلور جادو بائین پر پہاڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو گھاٹیان طی کرتا ہوا جاتا ہی بلور تڑپ کے
گری کمر مین پنجہ دیکر عمرو کو اُٹھا لے گئی بالاے کوہ لائی کنیزون کو پکارکر آواز دی کہ اس ظالم
کو قتل کرو اور کہا کہ ای عمرو اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو جو خزانہ یہانسے لیا ہی وہ حوالے کر
روح سامری و جمشید پر صدمہ ہی ہر مرتبہ صدائین حسرت آمیز آتی ہین عمرو نے جواب دیا
کہ ای ملکۂ عالم مین اکیلا دبلا پتلا اتنا بڑا خزانہ کہان لیجاتا مجھپر ناحق آپ کا گمان ہی اور یون
آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے گناہ ہون بلور نے کہا کہ روح سامری
و جمشید آواز دے چکی کہ تیرے پاس زنبیل ہی اُسمین مال رکھ لیتا ہی وہ مال صرف نہ ہوگا
عمرو نے کہا کہ آپ کنارے پیچل کے مجھسے پوچھیے تو مین خزانہ آپ کو دکھا دون آپ اُٹھا لیجیے
مجھے اپنے ہاتھ سے دینا ناگوار ہی بلور عمرو کو کھینچتی ہوئی ایک کمرے مین لائی کہا تو خواجہ خزانہ
بتاؤ ورنہ تمھارے قتل سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی ایک پنجہ مارد ونگی کہ سر اُڑ جائیگا مین کچھ خوف
نہ کرونگی جانتی ہون کہ سلطنت تو مٹ چکی لاچین کی اطاعت کرنا پڑیگی اور ہم سبنے لاچین کو

بدعت کی ہی نہین معلوم ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئے ضرور بدلا بدعت کا لیگا صحرا نوردی دشت پیمائی
ہماری تقدیر مین ہی تجھے مٹا کے جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ خفا نہ ہون ہاتھ میرے کھول دین
مین آپ کو خزانہ دکھادون بلور جادو نے ہاتھ کھولے عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا کہ ای
ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے بلور نے جھانک کر دیکھا کہ خزانہ کوہ کا ایک طرف رکھا ہی راہگیر جو اُدھر سے
جاتے ہین خزانے کو دیکھا کرتے اُسکے راستہ چلتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خواجہ نے خزانہ رکھا ہی ایسا
نہ ہو کہ کوئی روپیہ کم ہو جائے تو ہم لوگون سے پرسش ہوگی جب تو جھک کر بلور اچھی طرح دیکھنے لگی
قصد کیا کہ ہاتھ بڑھا کر خزانہ اُٹھالون عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر بلور کو زنبیل مین ڈالدیا
بلور جو زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ ارے ایک ساحرہ آئی ہی بہت
عمدہ لباس پہنے ہی آکے لپٹ گئین ایک نے دوپٹہ اُتار لیا ایک کہتی ہی پائجامہ اُتار ایک کہتی ہی
ہمکو حساب دینا پڑیگا خواجہ سزا دین گے آخر سب کپڑے بلور کے اُتار لیے ایک عرق
بندھوادی سر پر ٹوکری مٹی کی رکھی کہا مٹی یہان سے اُٹھاؤ کنارے دریا کے ڈالو بلور جادو
تو ناچار و پریشان ہی اگر رکتی ہی تو مبٹ ایک سونٹا مارتا ہی ناچار مٹی ڈھونے لگی خواجہ عمرو نے
بلور جادو کو زنبیل مین ڈال کر ایک روغن عیاری کا نکالا بلور جادو کی شکل بنکر مسکراتے ہوے
باہر نکلے کنیزون سے عرض کیا کہ واری عمرو عیار کو کیا کیا کہا کہ عمرو کو مین نے غرق زمین کردیا
میخانے سے شراب لاؤ سب بیٹھ کر بیو نشے مین چل کر لشکر لاچین سے مقابلہ کرین کنیزین خوشی
خوشی دوڑین میخانے سے گلابیان اور قرابے لائین عمرو نے سب مین بیہوشی ملائی سب کنیزین
خوشی خوشی پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی سب اُٹھ اُٹھ کر گرین بیہوش ہوگئین
خواجہ عمرو نے سب کے کپڑے اُتار لیے سب کو قتل کیا پہاڑ سے خوشی خوشی اُترے اور آکر
شعلہ خوار آتشخو سے ملاقات کی اُسنے پوچھا کہ اُستاد کہان دیر لگی خواجہ عمرو نے کہا کہ
بلور جادو سے کچھ گفتگو تھی اُسکو زنبیل مین بٹھادیا دیکھوگے کہ بلور کیا کر رہی ہی شعلہ خوار
آتشخو نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کیا غلام کی جانب سے ابھی کچھ شک باقی ہی مین تو دل
سے مطیع و منقاد ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی چاہیے زنبیل کی سیر کرائیے مین تابعدار ہون
عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای فرزند کوہ بلور کو بالکل مٹا دیا اب شعلہ خوار آتشخو کو

ساتھ لیکر خواجہ عمرو وہان آئے جہان بہار و مخمور و باغبان وغیرہ موجود ہین لشکر شیطان جو ن
کا اُترا ہی خواجہ نے سب حال آکر بہار سے بیان کیا بہار نے کہا کہ یہ سب حال طلسم کشا سے
کہا جائیگا خزانہ آپ کو دینا پڑیگا شعلہ خوار آتشخو نے کہا کہ جس شوالے مین ہین رہتا تھا مین نے
وہان ایک مکان بنایا ہی صدہا پتلیان چاندی کی بناکر اُس مکان مین رکھی ہین آپ وہان چلیے
اُسپر بھی قبضہ کیجیے وہ خزانہ بھی لیجیے ملکہ بہار نے کہا کہ خواجہ جائیے لیکن سب حال مین اسد
سے بیان کرونگی خواجہ عمرو نے کہا کہ اسد کو کیا دخل ہی ہمنے بمشقت یہ خزانہ حاصل کیا ہی ہمارے
دوست نے ایسے وسوسے ڈالے کہ ایمن وہانسے آکر لڑا اب چل کر انکا جمع کیا ہوا بھی مال دیکھین
بہار و باغبان و مخمور وغیرہ ساتھ ہوے خواجہ عمرو منزلین طی کرتے ہوے طرف اُس شوالے
کے جاتے ہین مگر شوالے پر یہ معرکہ گذرا کہ بہزاد زمیندار جو اُس حوالی کا حاکم ہی جب اُسنے
دیکھا کہ شوالے سے اب کچھ ظہور نہین ہوتا جھلاکر ایک دن کہا کہ قدرت یہان سے چلے گئے
شوالے کو کھود ڈالو شوالہ جو کھدوایا ایک تہخانہ ظاہر ہوا اُسمین ہزارون پتلیان چاندی
کی بھری ہوئی ہین زمیندار اُسے اُٹھوا لایا لاکر اپنے مکان مین رکھا خواجہ عمرو ساتھ شعلہ خوار
آتشخو کے جو اُس مقام پر پہونچے شوالہ کھدا ہوا پایا شعلہ خوار خواجہ سے شرمندہ ہوا خواجہ نے
کہا کہ ای شعلہ خوار اس مکان سے کوئی تمھارا خزانہ نکال لے گیا شعلہ خوار آتشخو نے اپنے
ساتھ والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ پتلیان کون اُٹھوا کے لے گیا پانچ چار اہل فوج مین
سے اسکی تلاش مین چلے بعد پہر بھر کے دوڑے ہوے آئے کہا کہ ای افسر بہزاد زمیندار
اُٹھوا کر لے گیا اُسکے مکان مین سب پتلیان جمع ہین اُسنے تجارت کا ارادہ کیا ہی یہ سُنکر
شعلہ خوار آتشخو نے کہا کہ مین جاکر پتلیان لاتا ہون کھُدے ہوے شوالون کی اینٹون مین
گھُس گیا مثل شعلے کے چمک کر آواز دی کہ منم خداوند ای زمیندار زو حاضر ہو بہزاد
کو گنوارون نے خبر دی کہ آج اُنھین اینٹون سے خداوند ظاہر ہوے ہین سب بندون
کو اپنے بلا رہے ہین بہزاد زمیندار دوڑ کر آیا دیکھا اینٹون مین شعلۂ کلان چمک رہا ہی یہ دیکھکر
بہزاد زمیندار نے سجدہ کیا بقہر و غضب شعلہ خوار آتشخو نے آواز دی او بد اعتقاد
ہم بالاے آسمان گئے تھے تو نے ہمارا مسکن کھُدوا ڈالا کچھ خوف نہ آیا اور تہخانے سے

پتلیان اُٹھوا کے لے گیا لیجا کر گھر مین رکھی ہین جلد اُنکو اُٹھوا کر لا لا کر یہان جمع کر دے اسی مین خیر ہے ورنہ
تیرے گاؤن مین آگ لگ جائیگی سب اناج پھک جائیگا بہزاد زمیندار ڈر ا ہاتھ باندھکر عرض کی
کہ مین پھر شوالہ بنوا دونگا آپ یہان رہین اور پتلیان چاندی وسونے کی لاتا ہون شعلہ خوار
نے ساتھ والون سے کہا کہ جب تک یہ اپنے مکان مین جائین تم سب پتلیان اُٹھا لاؤ جس خیمے مین
ملکہ بہار اُتری ہین وہان لا کر جمع کر دو شیطان بچے گئے اور پتلیان اُٹھا لائے بارگاہ مین
ملکہ بہار جادو بیٹھی ہین کہ دیکھا چاندی کی پتلیان گرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین انبار
ہو گیا بہار دمخمور دباغبان گھبرائے بہزاد جو مکان پر پہونچا دیکھا مکان پتلیون سے
خالی پڑا ہے روتا پیٹتا ہوا مقام پر شوالے کے آیا کہا یا خداوند پتلیان سب غائب ہوگئین
شعلہ خوار آتشخو نے آواز دی کہ او احمق وہ پریزادین تھین پردہ قاف چلی گئین وہان
جا کر بسین گی اب تو سب گاؤن بھر کا مال جمع کر کے لا اور لا کر یہان جمع کر دے قدرت اُنکو ملوائین گے
لیکن خبردار کسی کے گھر مین چاندی کا چھلا باقی نہ رہے سب کو دونا ہو کر ملیگا زمیندار
نے جا کر گاؤن مین یہی حکم پکارا گنوارون نے عورتون کا اسباب اُتار کر اپنے اپنے انگوچھے
مین باندھا چٹھیان لکھ لکھ کر کپڑے پر چسپان کر دین کسی نے لکھا دو سیر چاندی ہے کسی نے
لکھا تین سیر چاندی ہے کسی نے سیر بھر لکھی لا کر قریب اینٹون کے جمع کرنا شروع کیا جانتے ہین کہ کل
دونا ہو کر ملیگا وہ سب اپنا اپنا اسباب ڈال کر چلے گئے رات کو شعلہ خوار نے اپنے
ساتھ والون سے کہا کہ یہ بھی مال اُٹھا لے چلو سب انگوچھے اُٹھا لائے لا کر اُسی خیمے مین جمع کیا
بہار دمخمور و باغبان حیران ہو رہے ہین کہ یہ مال کہان سے آیا صبح کو شعلہ خوار آتشخو
خواجہ کو ساتھ لیے ہوے آیا کہا اُستاد یہ سب مال لیجیے خواجہ نے خوشی خوشی پتلیان
اور گنوارون کی چاندی لیکر زنبیل مین رکھی وہان سے کوچ کر کے چلے بہزاد زمیندار
جب صبح کو گنوارون کو ساتھ لیے ہوے قریب اینٹون کے آیا دیکھا سب مال غائب ہے
شعلے کی چمک بھی نہین گھبرا کر گنوار رونے لگے کوئی کہتا ہے مین نے عمر بھر مین دو سیر چاندی کا
زیور اپنی عورت کے واسطے بنوایا تھا یہ کہان گیا قدرت دم دیکر لے گئے دونے کا وعدہ
تھا ایک پاسی نے آکر خبر دی کہ یہان سے دو کوس پر ایک خیمہ استاد تھا اُسمین پہلے پتلیان

پہونچین پھر صبح کو وہ مال بھی سب وہین پہونچ گیا قدرت کو عمرو سے باتین کرتے دیکھا اب وہ لوگ کوچ کیا چاہتے ہین بہزاد زمیندار یہ خبر وحشت اثر سنکر چلا کانی ٹٹوی پر سوار ہوا ڈھال تلوار ہاتھ مین لی سب سے کہا چلو اُن سب کو پکڑ لین مال اپنا قدرت سے لین اور جو مل جائین تو قدرت کو قتل کرین ہمکو اور سب کو یہ صدمہ گذرے اور مال وہ لیجائین دو ہزار گنوارون کو ساتھ لیکر چلا یہان بہار سے تخت بنا یا ہی شعلہ خوار آتشخو مع اپنی فوج کے ساتھ ہی خواجہ فرماتے ہین کہ یارو اب چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ گنوار آگاہ ہو جائین یہان جنگل مین شعلۂ کلان پہونچ گیا گرد اہل فوج چھوٹے چھوٹے شعلے چمک رہے ہین بہار و باغبان و مخمور تخت پر سوار خواجہ پائے تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہین کہ ملکہ بہار تخت اُڑائین تو مین بھی ٹرھون کہ لینا لینا کی آواز آئی دیکھا سب نے بہزاد زمیندار آگے آگے تبر مارتا ہوا سب گنوار تلوار کھینچے ہوے کہتے ہوے آتے ہین کہ ان سب کو مار لو جیسے ہی یہ بلوہ ظاہر ہوا عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا گنوارون کے مُنھ جھلسے مگر مال کی محبت مین بہوت ہو رہے ہین گھُسے آتے ہین کئی حقۂ آتشبازی خواجہ نے مارے کئی سو جوان جل جل کر گرے شعلہ خوار آتشخو نے جو دیکھا کہ دو ہزار گنوار خواجہ کو گھیرا چاہتے ہین اور خواجہ حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جائین گنوار جلتے ہین مگر گھُسے آتے ہین شعلہ خوار نے آواز دی ہان یارو ان سب کو لینا وہ سب شعلے چمک چمک کر لشکر بہزاد پر گرے کوئی جل کر رہ گیا کسی کو ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا شعلہ خوار آتشخو دوڑ کر بہزاد سے لپٹا بہزاد نے ایک چیخ ماری کہ یارو مجھے بچاؤ میری ہڈیان جل رہی ہین چند بھائی بند اُسکے دوڑ دوڑ کر لپٹنے لگے جو لپٹا مُنھ کے بھل زمین پر گرا بدن مین آگ لگ گئی مثل ہیزم خشک جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین اُن دو ہزار کو شیطان بچون نے مار لیا خواجہ نے مردون کے کپڑے اُتار لیے لاشہ ہاے برہنہ اُنکے اُسی جنگل مین پڑے رہے شعلہ خوار نے کہا کہ اُستاد اب چلیے خواجہ ان سب کو ساتھ لیکر چلے چونکہ خزانے ہاتھ آئے شعلہ خوار آتشخو کی وجہ سے مال بہت ملا ہنستے ہوے لشکر اسلام مین آئے یہان وہ زمانہ ہی کہ اسد کی شادی کا سامان ہو رہا ہی تمام خراجگزاران ہوش ربا آتے جاتے ہین لشکر سب کے قریب باغ سیب فردکش ہین بارگاہین استادہ لاچین کا انتظام جا بجا ناچ ہو رہا ہی خواجہ نے لاکر شعلہ خوار آتشخو کو اسد سے ملایا اسد نے بہت شعلہ خوار کو سرفراز کیا زعفرانی جوڑا زیب جسم ہی سب سرداران اسد مثل ابراہیم بن مالک دلنہ جاوہ

بطن لند فضور رو فرزندان سرداران نامی اٹھارہ امیرزادے زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے لشکر مین پھر رہے ہین عین گرمی صحبت مین حسرت کے بھائی کا آنا اور حیرت کا رہا ہونا اور لقا کا روانہ ہونا طرف خداوند خورشید روشن تن کے جو سانحے گذرے جلد ہفتم مین درج کرچکا ہون لقا بھی بھاگ کر پاس خورشید کے پہونچا کوکب سے رنجیدہ ہوکر صاحبقران کو نامہ لکھا کہ آپ نے جو مجھسے سوال کیا تھا بمقدمہ شادی ایرج نوجوان تو نملام نے بران کو مار ڈالا اب میرے ملک کی طرف جو آئیگا مین مثل افراسیاب نہین ہون سرکاٹ کے روانہ کرونگا ایرج نوجوان کا جانا طرف کوکب کے صاحبقران نے بڑی دھوم سے اسد کی شادی کی بعد تھوڑے عرصے کے حالات خدائی خورشید روشن تن دربندون پر معرکے گذرے خواجہ کوکب کو تسخیر کرکے لائے یہ بھی دربندون پر لڑے آخر ناہید مرصع پوش سے معرکے بڑے خواجہ نے جنگ آخر مین کوکب کو گرفتار کیا اور آپسمین صفائی ہوئی آخر کوکب نے بخوشی بران کی شادی ساتھ ایرج کے کی طلسم نور افشان مین کیفیت سحر سے توبہ کرکے بیٹھے اولادین سب کی ہونا اور جو فتور ہوئے لڑکون کا خروج یعنے فرزند شاہ از بطن بہار و فرزند شاہزادہ نور الدہر از بطن مخمور و فرزند ایرج از بطن بران تمام کیفیتین طلسم فتنۂ نور افشان مین درج کرچکا ہون یہ داستان رہائی شیطان بچے کی لکھی گئی کہ خواجہ نے اُسکو تسخیر کرکے لاکے اسد سے ملوایا اسد نے بہت سرفراز کیا شعلہ خوار آتشخو نے توبہ کی کہ اب کبھی دعوے خدائی نہ کرونگا جہان حضور مجکو طلب کرینگے وہان حاضر ہونگا اگر جنگ کا حکم ہوگا مع فوج حاضر ہونگا اگر تنہا طلب کرینگے تنہا حاضر ہونگا تمام ہوئی

جلد دوم بقیۂ طلسم ہوش ربا

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند دلبند مصنف

شکر ہے اُس پرور دگار بے نیاز و رب کارساز کا کہ جناب والد نامدار کو زبان فصیح بیان عطا فرمائی حقیر کی آبرو بڑھائی تصنیف مین وہ رتبہ ملا کہ ناظرین کا غنچۂ آرزو کھلا باغ مضامین شگفتہ ہوا ولولۂ جوش عشق نہفتہ ہوا ہے رتبۂ رسول کریم حبیب رب رحیم جسنے ہم گرفتاران وادی ضلالت کو راہ بتائی کتاب ہدایت سمجھائی وصی برحق اُسکا جانشین مطلق یعنے جناب حیدر کرار وصی احمد مختار دست زبردست پرور دگار کشندۂ اغرار نابکار کنندۂ در خیبر کشندۂ عمر و عنتر زوج زہرائے اطہر پدر شبیر و شبر اصل

یہ ہی کہ اپنے قبلہ وکعبہ کا ذکر ہی اور طرح کی فکر ہی کہ اس بقیہ مین کیا کیا داستانین جلالت شعار تحریر فرمائین ناظرین کو سیر ریاض شگفتہ دکھائین عشق لالہ زار صندلی پوش کس دھوم سے لکھا ہی کہ بروقت ملاحظہ ناظرین عش عش فرمائین گے تعریف کے خطوط ناظرین نکتہ سنج نے لکھے ہین یہ جلد طلسم ہوش ربا یعنی پنجم و ششم و ہفتم ایسی لکھین کہ جنکا مثل ممکن نہین اب پھر قلم اُٹھایا اس بقیہ مین کیا رنگ دکھایا ملکہ گلنار پوش کی داستان ایسی لکھی کہ سبحان اللہ تین جلدین فتنۂ نور افشان کی بمثال و بےنظیر کس جوش و خروش مین لکھین کہ ہر داستان سے الگ تکلف پیدا ہی لطف نو ظاہر و ہویدا ہی صاحبقران نے کس زور و شور سے طلسم مذکور کو فتح کیا کیا کیا عجائب و غرائب لکھے ناظرین پڑھکر شاد ہوے ہونگے انجام فتنۂ نور افشان مین طلسم ہفت پیکر کا پتہ دیا تین جلدون پر منقسم ہوگا یہ طلسم ایسا ہوگا کہ ناظرین طلسم ہوش ربا کو فراموش کرینگے بالاے طاق رکھدینگے ایک شخص موسوم بہ خداوند ہفت پیکر سات پہاڑون پر ظہور دکھاتا ہی نائب کا اُسکے ذکر نہین کیا بروقت تحریر ظاہر ہوگا قاسم دلشند حور کو اُسنے حکم دیا ہی کہ جاکر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اُدھر امیر نے دیکھا کہ کل فرزند فکر طلسم ہفت پیکر مین گئے بادشاہ لشکر بھی روانہ ہوے ہین جملہ سرداران تہمتن و کل جوانان صف شکن و عیاران طرار شاگردان خواجہ عمرو نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین انکا پہونچنا سرحد ہفت پیکر مین و نیز عجب لطف سے داخلہ امیر کا ہوگا اور فرزندون کی داستانین الگ الگ تحریر ہونگی کہ ناظرین خوش ہونگے اور ذہانت کی تعریف فرمائینگے زیادہ کیا ضرور ہی کتب کے دیکھنے سے ہر قلب کو سرور ہی زیادہ والسلام فقط

تاریخ در صنعت توشیح تصنیف کردہ مصنف داستان ہاے ہذا یک یک

حرف از سر ہر مصرع بگیرند تا تاریخ سنہ ۱۳۱۵ھ ظاہر شود

کدھر ہی تو اے کلک شیرین رقم
عجب داستانین لکھین بیدرنگ
یہ کیا ہی کہ ہین بلبلین نغمہ زن
کہین دیکھکر یہ نیا ساںخا

بقیہ کا سامان ہوا ہی بہم
خوشی ہون جسے دیکھکر اہل رنگ
قمر نے دکھائی ہی سیر چمن
قمر آفرین مرحبا مرحبا

کہ دین خلعت آفرین اہلِ ہوش	قمر کا بڑھے خوب جوش و خروش
لکھون اُسکی تاریخ بھی بے بدل	کہ ہو نظم کے ملک مین بھر عمل
رقم کی یہ تاریخ بھی بے نظیر	کہ خوش ہون رئیسان گردون سریر
الٰہی رہین خیر سے خاص و عام	بڑھے لطف سے نظم کا انتظام

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد کردگار و نعت رسول مختار و مناقب حیدر کرار و محامد ائمۂ اطہار علیہم السلام عاشقان داستانہاے عجیب کو مژدۂ جانفزا اور والہان فسانہاے غریب کو نوید مسرت انتما کہ ان ایام فرحت انجام مین گل سرسبد ازہار فصاحت ثمر نو رسیدۂ اشجار بلاغت مرہم ناسور جگر پریشان فراق محبوب نشتر رگ دلہاے مریضان اشتیاق مطلوب دُرد کش جام جہان نما موسوم بہ بقیۂ طلسم ہوش ربا جسکی جلد اول معرض طبع مین آچکی اب یہ جلد دوم نذر شائقین والامقام کیجاتی ہی - تعریف ان جلدون کی زبان قلم سے کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہی یہ نثر و نظم نہین ہی ایک گلدستۂ کرامات ہی کیون نہ ہو مصنف عالی شان ان جلدون کے کون ہین - صاحب تصانیف کثیر ممدوح برنا و پیر بلبل شاخسار ہمہ دانی سرو جویبار گلشن سحر بیانی شاعر باکمال محسود اقران وامثال اُستاد مسلم الثبوت مدرسۂ علم و عمل یگانۂ دہر ماہر اکمل مزاج جناب ابو عبد اللہ الحسین عفی جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر سلمہ اللہ الاکبر جنھون نے بحکم مالک مطبع ان تصانیف مین زور طبع دکھایا ہی ہر ہر مقام پہ دریاے فصاحت بہایا ہی - الحمد للہ والمنہ کہ یہ شاہد زیبا بتصحیح مصنف ممدوح مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون ۱۸۹۰ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۰۸ ہجری بمزید اہتمام و حسن انتظام بار اول حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا -



داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے۔ آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ سوائے اُردو کے فارسی کا درس تدریس کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا ان مجلدات کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی ۳۶ جلدین

الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین ہی اسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر ہی

فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی ترجمۂ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ء عیسوی

قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ

کامروپ کا جادو اُردو۔

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔

سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم فصاحت - قصہ عجیب وغریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -

آرائش محفل - قصہ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش -

ایضاً بلاتصویر حسب مراتب بالا -

مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود - از حافظ امیرالدین -

نوطرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان -

سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور -

فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونون عمدہ -

فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -

قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس -

فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -

قصۂ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد

سنگاسن بتیسی - بہت عمدہ قصہ ہی -

ناٹک نل دمنتی - مولفہ منشی نبایک پرشاد

قصۂ موتی وبنولہ - ذخیرۂ بند خرد مندانہ -

بتیال پچیسی باتصویر - قصۂ مشہور -

گل بکاولی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی باتصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری

قصۂ گل صنوبر - از منشی بیم چند -

ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -

نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور -

سیر مقبول - فسانۂ نادر - از سید غلام حیدر خان بہادر

قصۂ گوپی چند بھرتھری - مشہور قصہ ہی -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دبی پرشاد

قصۂ سور جیور حصہ اول - از منشی جردنجی لال

قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -

ریاض تحقیق نادر شرح سکندر نامہ بری مصنفہ مولوی عبدالحمید صاحب متوطن پیلی بھیت -

ناول مرغوب دل

خدائی فوجدار - ترجمہ کتاب ڈان کوئکسات ڈر

لامان جلد اول ودوم یکجائی - مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی -

فسانۂ آزاد کامل - ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی یہ تمام ہندوستانی ناولون مین ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہی -

